بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

تحفۂ دوستاں

اردو شرح

بوستاں

مصنف: شیخ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ

ترجمہ: مولانا قاضی سجاد حسین میرٹھیؒ (فاضل دیوبند)

شرح: [illegible]

ناشر

[illegible]

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

تحفۂ دوستاں

اردو شرح

بوستاں

تصنیف: شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی

ترجمہ: مولانا قاضی سجاد حسین میرٹھی (فاضل دیوبند)

شرح: مولانا محمد ابوبکر قاسمی (فاضل قاسم العلوم، ملتان)

ناشر:
کتب خانہ مجیدیہ ملتان

marfat.com

جُملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ــــ تحفۂ دوستان اردو شرح بوستان
شارح ــــ مولانا محمد ابوبکر قاسمی
ناشر ــــ کتب خانہ مجیدیہ ملتان
مطبع ــــ حسینیہ پرنٹنگ پریس ملتان
صفحات ــــ 462
تاریخ اشاعت ــــ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ
تعداد ــــ ایک ہزار
کتابت محمد یعقوب ارشد

ملنے کے پتے

اسلامی کتب خانہ ــــ بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ قاسمیہ ــــ بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ زکریا ــــ بنوری ٹاؤن، کراچی
کتب خانہ رشیدیہ ــــ راجہ بازار، راولپنڈی
مکتبہ رحمانیہ ــــ اردو بازار، لاہور
مکتبہ سید احمد شہید ــــ اردو بازار، لاہور

marfat.com

عرضِ شارح

فارسی زبان تقریباً سات سو سال تک برصغیر پاک و ہند میں سرکاری اور ادبی زبان کی حیثیت سے رواج پذیر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں صدیوں پر محیط اسلامی حکومت میں بالخصوص مسلمانوں کی سیاسی، مذہبی، تہذیبی، تمدنی، معاشرتی اور ثقافتی غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں بنیادی اور نمایاں عنصر کی حیثیت سے یہ زبان کارفرما رہی ہے۔ اسلامی ثقافت و معاشرت پر مبنی بیش بہا علمی ذخیرہ فارسی زبان میں وافر مقدار میں موجود ہے۔

اس ناقابل تردید حقیقت کے پیش نظر یہ کہنا صحیح ہوگا کہ سینکڑوں نہیں ہزاروں شعراء نے فارسی کو اپنے قلبی جذبات کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ برصغیر پاک و ہند میں فارسی زبان کے عروج سے ایرانی تہذیب و ثقافت کے مؤثر کردار کا پتہ چلتا ہے۔ شیخ مصلح الدین سعدیؒ شیرازی کا تعلق بھی ایران کے شہر شیراز سے ہے۔ چنانچہ ایرانی تہذیب و ثقافت کے ادبی اثاثے میں سے شیخ سعدیؒ کی گرانقدر کتب اپنی مثال آپ ہیں۔

پاکستان کے دینی مدارس میں خاص طور پر شیخ سعدیؒ کی نثری ادب پر مبنی شہ پارہ گلستان اور شعری ادب پر مشتمل ادبی اثاثہ بوستان کو پڑھایا جاتا ہے۔ گلستان و بوستان جہاں طلباء کی ذہنی ارتقاء کا باعث ہیں وہاں بشمول ایرانی تہذیب کے اسلامی تمدن کے حوالے سے مؤثر انداز میں تربیتی کردار بھی ادا کررہی ہیں۔ ناشرین نے اُردو زبان میں ہر دو کتب کا ترجمہ و تشریح بڑے اہتمام سے کرایا جو بڑی کامیابی سے اسلامی حلقوں میں اپنا اثر چھوڑ چکی ہیں۔ راقم کو بھی بوستان کی اُردو شرح لکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم کا شاہکار ہے۔ اس سے شیخ سعدیؒ کی مقبولیت اور بوستان کی فارسی ادب میں سلاست و طلاقت لسانی کا منہ بولتا ثبوت واضح ہوتا ہے۔

والسلام مع الأفاق والاحترام

محمد ابوبکر قاسمی

فاضل جامعہ قاسم العلوم، ملتان و
وفاق المدارس العربیہ پاکستان
۲۶۹/۸۔ شیر خان عقب کچہری روڈ ملتان

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصنف کے حالاتِ زندگی

الحمد للّٰہ وحدہ و الصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ و علی الہ و صحبہ کرام بذرۃ اما بعد ——————

دنیا میں ان گنت آدمی وجود میں آئے اور پھر معدوم ہو گئے۔ مٹ جانے کے بعد کتنے لوگ ہیں جن کو دنیا نے یاد رکھا اور وہ تاریخ کے صفحات اور زندہ انسانوں کے دلوں میں زندہ رہتے ہیں۔ تاریخ کے اوراق میں گنتی کے چند آدمیوں کے نام ملتے ہیں اور یہ وہی خوش نصیب انسان ہیں جن پر مبدائے فیض نے کمال نہیں بلکہ کمالات کا در فیض وا کر دیا ہے۔ جس کی بدولت نہ صرف حیات دنیوی میں باقی آدمیوں سے ممتاز رہے اور ایسے کارنامے کر گزرے جنہیں دنیا فراموش نہ کر سکی' بلکہ انہیں کمالاتِ موہوبہ کی بدولت حیاتِ جاودانی سے بھی شاد کام و با مُراد ہو جاتے ہیں لیکن ایسے خوش قسمت لوگ بہت کم ہیں جنکے یادگار کارنامے دنیا کو ہمیشہ فیض پہنچاتے رہے ہیں۔ شیخ سعدیؒ انہیں خوش نصیب اور بافیض افراد میں سے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگی میں ایسے کارہائے خیر انجام دیئے ہیں جن سے رہتی دنیا تک خلقِ خدا فیض یاب ہوتی رہیگی۔ حضرت شیخؒ کے انتقال کو صدیاں گزر گئیں۔ مگر آج بھی ویسے ہی زندہ ہیں جیسے اپنی حیات میں زندہ تھے بلکہ مرور دوران (زمانہ) کے ساتھ ساتھ ان کی حیات بعد الموت' حیات قبل الموت کی بہ نسبت زیادہ اشہر' زیادہ محبوب اور مقبول اور مستند ہوتی جاتی ہے اس شہرت' مقبولیت اور محبوبیت میں دنیا کے بہت قلیل اہل قلم اور باکمال لوگ شیخ سعدیؒ کے شریک کیے جا سکتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ شیخ سعدیؒ جیسا موصوف باہمہ وصف' باکمال اہلِ قلم ملنا بہت ہی مشکل ہے۔ نام شرف الدین' لقب مصلح الدین اور تخلص سعدیؒ شیراز کو وطن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہ شیراز جو صدیوں تک ایران کا دارالحکومت اور پایۂ تخت ہونیکے علاوہ علوم و فنون کا مرکز رہ چکا ہے۔

پیدائش آپ کی پیدائش ۵۸۹ھ (۱۳۳۳ء) کے لگ بھگ ہوئی اور وفات ۶۹۱ھ میں ہوئی' اس طرح شیخ نے ایک صدی سے زائد عمر پائی' بعض تذکرہ نویسوں نے تو ایک سو بیس سال عمر لکھی ہے' واللہ اعلم بالصواب۔

شیخ کے سعدی تخلص اختیار کرنیکی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ شیخ کے والد جناب عبداللہ شیرازیؒ بادشاہ اتابک سعد زنگی کا ملازم تھا اور چونکہ شیخ کو بچپن ہی سے ادب اور شعر گوئی کا ذوق تھا۔ اسلئے بچپن ہی میں حاکم وقت سعد بن زنگی کے نام کی مناسبت سے اپنا تخلص سعدی تجویز کر لیا۔

بچپن شیخ کے والد بزرگوار جناب عبداللہ شیرازیؒ ایک خدا رسیدہ اور دیندار آدمی تھے' اسی لئے شیخ کو بچپن ہی میں نماز روزہ' تلاوتِ کلام اللہ' عبادات و ریاضت وغیرہ کی نہ صرف مشق کرائی جا چکی تھی' بلکہ شیخ کی طبیعت میں

marfat.com

ان چیزوں کا خاص ذوق اور داعیہ پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ شیخ نے بوستان میں لکھا ہے کہ والد ماجد کی تربیت اور انکی تادیبانہ سرزنش اور مربیانہ نگرانی نے نیک صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے میں بڑا کام کیا ہے گویا بزرگوں کی تادیبانہ زجر و توبیخ سونے پر سہاگے کا کام دیتی ہے شیخ خود لکھتے ہیں۔

بخردی بخورد از بزرگان قفا
خدا دادش اندر بزرگی صفا

شیخ اپنے والد بزرگوار کی تادیبانہ سرزنش کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ بچپن میں مجھے عبادت و ریاضت کا بڑا شوق تھا اور میں تہجد گزاری اور قرآن خوانی کا بڑا حریص تھا چنانچہ ایک دفعہ رات کے وقت اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور تمام شب بیداری اور قرآن پڑھنے میں گزاری یعنی تمام رات نہ سویا اور درویشوں کی ایک جماعت ہمارے گرد سو رہی تھی۔ میں نے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ ان میں سے کوئی بھی اٹھکر دو رکعت تہجد ادا کرنے کی توفیق نہیں رکھتا۔ ایسے غفلت میں پڑے ہیں جیسے مُردے ہوں۔ اس پر والد نے شیخ کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور سرزنش فرمائی۔ ''گفت اے جانِ پدر اگر تو نیز بخفتی از اں بہ کہ در پوستین خلق افتی'' کہ تو بھی سو جاتا تو اس عیب جوئی سے بہتر ہوتا یعنی درویش کو اپنی عبادت پر گھمنڈ کر کے دوسروں کو حقیر و کمتر نہ سمجھنا چاہیے۔

گرت چشم خدا بینی بہ بخشد
نہ بینی ہیچکس عاجز تر از خویش

لیکن افسوس کہ والد گرامی قدر کا مشفقانہ و مربیانہ سایہ شیخ کے سر پر تادیر قائم نہ رہ سکا۔ اور وہ بچپن ہی میں شیخ کو داغ فرقت دے گئے اور شیخ کو ضعیفہ والدہ ماجدہ کے زیر سایہ یتیمی کے ایام گزارنے پڑے۔ گلستان باب چھ کی ایک حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی والدہ انکی جوانی تک زندہ رہیں جیسا کہ فرماتے ہیں کہ ''وقتے بہ جہل جوانی بانگ بر مادر زدم دل آزردہ بہ کنجے بنشست الخ۔ ایک مرتبہ جوانی کی جہالت میں ماں پر چیخ پڑا والدہ رنجیدہ دل ہو کر ایک گوشے میں بیٹھ گئی اور روتے ہوئے فرما رہی تھی۔ شاید تو اپنا بچپن بھول گیا کہ سختی سے پیش آ رہا ہے۔ باپ کے سایہ عطوفت سے تو محروم ہو گئے تھے لیکن قضاؤ قدر نے فطرتِ سلیمہ سے نوازا تھا۔ اس فطرت نیک بختی اور موہوب من اللہ سعادت نیز دیندار گھرانے میں باخدا متقی ماں باپ کی تربیت نے شیخ کو دینداری اور پرہیزگاری کی طرف راغب کر دیا چنانچہ شیخ کی زندگی پر عبادت و تصوف' زہد و تقویٰ کا رنگ غالب رہا۔

تعلیم و تعلم

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمرِ عزیز میں چار ناقابل فراموش کارنامے انجام دیئے ہیں۔ اولاً زندگی کا ایک معتدبہ حصہ یعنی تقریباً تیس برس تعلیم حاصل کرنے میں صرف کئے ہیں اور تیس سال سیر و سیاحت میں گزار دیئے۔ جبکہ تیس سال کتب نویسی یعنی تصانیف میں صرف کئے اور تقریباً تیس برس بقیہ زندگی عزلت و گوشہ نشینی میں وصل حق کی نذر کر دی جو عارفوں کی زندگی کا مطمحِ نظر ہوتا ہے۔ کیونکہ مخلوق سے عزلت و علیحدگی کے بغیر وصل حق ممکن نہیں ہے۔

شیخ شیراز جیسے مرکز علوم و فنون اور گہوارہ علم میں پیدا ہوئے اور جب آنکھ کھولی تو شیراز میں ہر جانب علماء' فضلاء' بلغاء' ادباء' خطباء' فصحاء' حکماء' مشائخ کے مجمعے اور مجلسیں دکھائی دیں۔ ایسے ماحول میں سعدیؒ میں تحصیلِ علم کا ولولہ پیدا ہو جانا ایک قدرتی امر تھا۔ علم و عرفان کے حصول کے لئے تگ و دو ایک طبعی چیز ہو گئی مگر اسوقت ملک ابتری اور طوائف الملوکی کا شکار ہو چکا تھا اور پرسکون ماحول سے محروم تھا جنگوں کا ایک لامتناہی اور ختم نہ ہونے والا سلسلہ جاری تھا اور خود شیراز پر بھی

marfat.com

تباہیاں لوٹ رہی تھیں اس فضا میں شیخ کا ولولۂ علم پورا نہیں ہو سکتا تھا اس لئے شیخ نے ترک وطن کی ٹھانی اور تمام اسلامی ممالک کو چھوڑ کر مدرسہ نظامیہ بغداد کا رخ کیا۔ یوں بھی اہل شیراز کو بغداد کے اس عظیم الشان مدرسہ سے شغف تھا۔ کیونکہ ابو اسحاق شیرازی مدرسہ نظامیہ بغداد کے سب سے پہلے متولی اور مہتمم رہے تھے۔ اس وجہ سے شیخ کا مدرسہ نظامیہ کی جانب سے کچھ وظیفہ بھی مقرر ہو گیا تھا۔ جو شیخ کی ضروریات میں کافی حد تک ممد ثابت ہوا۔ بغداد ابھی تک فتنۂ تاتار سے محفوظ تھا اور بدستور دار الخلافہ تھا اور علم و علماء کا مرکز شہرہ آفاق دار العلوم نظامیہ علمی دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا یہ دار العلوم حضرت نظام الملک طوسی نے ۴۵۹ھ میں قائم فرمایا تھا اور اسکی شہرت پوری اسلامی دنیا میں گونج رہی تھی شیخ کو نظامیہ کی کشش بغداد میں کھینچ لائی۔ اور نظامیہ میں داخل ہو گئے۔ بغداد میں شیخ نے جن علماء اور اہل فضل سے علم حاصل کیا ان میں ایک بزرگ ایسے بھی ہیں جنکی کفش برداری اور علم و فن پر ہر اہل علم کو فخر ہونا چاہئے۔ یہ علامہ ابو الفرج عبد الرحمٰن بن جوزی ہیں جو اپنے وقت کے عظیم محدث اور امام علم و فن مانے جاتے تھے امام ابن جوزی کی بے شمار عظیم الشان مفید و علمی کتابیں دنیا کے کئی کتب خانوں میں پائی جاتی ہیں ان کی کئی مفید کتابوں کے اردو میں ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں جیسے تلبیس ابلیس وغیرہ ابن جوزی نے ہزاروں سے زائد حد تک غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام فرمایا۔ حضرت شیخ نے امام ابن جوزی سے اپنی طبعی افتاد کے مطابق سالہا سال نظامیہ میں رہ کر علوم و فنون کی تحصیل فرمائی۔ بعض سوانح نگاروں کا خیال ہے کہ شیخ سعدیؒ نے فلسفہ اور دوسرے معقولات کی بنسبت نقلی علوم کی تحصیل پر زیادہ توجہ دی اور عقلی علوم کم حاصل کئے لیکن یہ خیال ٹھیک نہیں ہے بلکہ منقولات کی طرح معقولات میں بھی شیخ کو ایک امتیازی مقام حاصل تھا۔ وہ علم تفسیر و حدیث اور ادب و وعظ، تصوف و سلوک کی طرح فلسفہ و حکمت کے بھی عالم لاثانی تھے۔ البتہ شیخ کی طبیعت پر تصوف درویشی کا زیادہ غلبہ تھا۔ چنانچہ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے تھے کہ میں طبعی میلان کی بناء پر وجد و سماع کی محفلوں میں شریک ہوتا تھا۔ مجھے میرے استاد مکرم حضرت علامہ ابن جوزی اس سے روکا کرتے تھے لیکن میں باز نہیں آتا تھا۔ قصہ کوتاہ ایک روز مجھے ایک بدآواز اور کریہ المنظر گویا (قوال) سے پالا پڑ گیا اور تمام شب اس مکروہ مجلس میں بسر ہو گئی جب صبح ہوئی اور اس منحوس مجلس سے خلاصی ہوئی تو اپنے سر سے عمامہ اتارا اور جیب سے ایک دینار نکالا پھر یہ دونوں چیزیں قوال صاحب کی خدمت میں تحفۃً پیش کر دیا اور سماع سننے سے تائب ہو گئے شیخ کے اس عمل پر یار و احباب نے تعجب کیا تو شیخ نے ظریفانہ انداز میں جواباً فرمایا کہ قوال صاحب کرامت بزرگ ہے اسلئے میں نے انکی نذر کی اور فرمایا کہ استاد کی نصیحت نے وہ اثر نہیں کیا جو اس کے لحن داؤدی" بھدی اور کریہ آواز نے کیا ہے اور اب میں سماع سے تائب ہوتا ہوں۔ حضرت شیخ بچپن ہی سے خوش بیانی اور حسن تقریر کا مالک تھا مدرسہ نظامیہ میں کچھ طالب علم اور ہم درس رفقا اس پر حسد کرنے لگے ایک مرتبہ شیخ نے اپنے استاد مکرم علامہ ابن جوزی سے حاسدوں کی شکایت کی تو استاد نے فرمایا وہ بھی اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور تم بھی۔ وہ رشک و حسد سے اور تم بدگوئی و غیبت سے۔"

تصوف اور شیخ

شیخ بچپن ہی سے تصوف پسند اور درویش دوست قانع طبیعت کے واقع ہوئے تھے اور ابتداء

marfat.com

ہی سے حضرت والد بزرگوار کی تربیت کی بدولت زہد و اتقاء کا طبیعت پر غلبہ تھا۔ تصوف میں شیخ نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کو اپنا رہبر و رہنما منتخب فرمایا۔ راہ سلوک کے منازل و مراحل طے کرنے کے لئے شیخ سہروردیؒ کا سہارا کافی سمجھا اور ان کی رفاقت و معیت میں مقاماتِ تصوف طے کرتے رہے چنانچہ حضرت شیخ" کو کئی بار اپنے پیر و مرشد شیخ سہروردیؒ کے ہمراہ بحری اور بری سفر بھی پیش آئے چنانچہ شیخ نے اپنی زندگی کا ایک معتد بہ حصہ تصوف و سلوک میں گزار دیا۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا کہ تیس سال سے زائد عرصہ گوشہ نشینی تزکیہ نفس، خلوت و عزلت میں معروف و مشغول رہ کر مالکِ حقیقی سے جاملے۔ اور شیخ کی کتابوں میں اصلاح اخلاق اور تزکیہ نفس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے بلکہ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو زیر نظر کتاب کا بیشتر حصہ اور گلستان بتمامہ اصلاحِ احوال و اخلاق پر ہی مبنی ہے حاصل کلام یہ کہ شیخ جس طرح اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور فلسفی و حکیم تھے اسی طرح اپنے وقت کے شیخ کامل بھی تھے۔ کہ مولیٰ حقیقی کی خوشنودی و رضا کیلئے ہر قسم کے مصائب جھیلنے کے باوجود زمانہ کی سختی کا کبھی شکوہ نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ گلستان میں لکھا ہے کہ میں نے زمانے کی سختیوں کا کبھی شکوہ نہیں کیا تھا مگر ایک موقعہ پر دامن استقلال ہاتھ سے چھوٹ گیا اور بے صبری کے کلمے منہ سے نکل گئے یہ وہ موقعہ تھا کہ جب نہ میرے پاؤں میں جوتی تھی اور نہ جوتی خریدنے کی قدرت رکھتا تھا اس پریشانی اور مغمومیت کی حالت میں غمگین و شکستہ دل کوفہ کی جامع مسجد میں جا پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص پڑا ہوا ہے جس کے سرے سے پاؤں ہی نہیں تھے اس پاشکستہ کو دیکھ کر مجھے اپنے پابرہنہ ہونیکا گلہ نہ رہا اس پر میں نے خدا کی جناب میں سجدہ شکر ادا کیا اور اپنے ننگے پاؤں کو غنیمت سمجھا۔

صبر و قناعت

حضرت شیخ سعدیؒ کی زندگی پر قناعت کا رنگ سب سے نمایاں اور غالب نظر آتا ہے مگر شیخ" کے ہاں قناعت کا وہ مفہوم نہیں ہے جو ان کے ہمعصر علماء و درویشوں کے نزدیک تھا اس زمانہ کے علماء و صوفیاء کے نزدیک قناعت یہ تھی کہ سلاطین و امراء کے وظائف سے تو بچا جائے لیکن غریب لوگوں کی کمائی پر "دزدانہ" حملہ کر کے لوٹ لیا جائے اور غریبوں کے خون پسینہ کی کمائی پر خوب گل چھرے اڑائے جائیں بفر من المطر قام تحت المیزاب" کا مصداق بن گئے اس غلط روش اور کجروی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس زمانہ کے اکثر و بیشتر علماء و مشائخ شاہی درباروں اور چاپلوسیوں سے تو دور رہے لیکن پبلک اور عوام الناس کو اپنا رزاق سمجھ کر انکی خوشامد و چاپلوسی میں لگ گئے۔ انکو خوش رکھنے کی غرض سے ان کی پسندیدہ بدعات کو نہ صرف سراہنے لگے بلکہ قولاً عملاً مہر تصدیق ثبت کرنے کے منحوس دھندے میں مشغول ہو گئے ان کی بیہودگیوں کے مدح خواں بن گئے نتیجہ ہوا یہ کہ لوگ شتر بے مہار ہو کر خواہشاتِ نفسانی پر چلنے لگے دین و شریعت سے دور ہٹ گئے اور اپنی خرافات و بدعات ہی کو دین حق اور صراط مستقیم سمجھ بیٹھے ان خرافات و بدعات کے خاتمہ کیلئے بعد میں آنیوالے مصلحین نے ان تھک کوششیں کیں اگرچہ وہ عند اللہ مشکور و ماجور ہوں گے لیکن ظاہری طور پر متوقع نتیجہ برآمد نہیں ہو سکا۔

حضرت سعدیؒ کی قناعت اس سے مختلف تھی اس زمانے میں خوشحالی و تونگری ذلت نفس، خوشامد، ریاکاری، زمانہ سازی جیسی ننگ انسانیت خصلتوں میں پختہ کار ہوئے بغیر ممکن نہ تھی مگر حضرت شیخ نے ذلت نفس اور تصنع بازی کو کبھی پسند نہیں کیا

marfat.com

حضرت مولانا شبلی نعمانی شعر العجم میں شیخ کے بعض اشعار کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "تم قناعت اختیار کرو گے تو تم کو بادشاہ و گدا یکساں نظر آئیں گے تو بادشاہ کے آگے کیوں سر جھکاتے ہو طمع چھوڑ دو تم خود بادشاہ ہو جو شخص طمع چھوڑ دے گا وہ اپنے آپ کو غلام اور خانہ زاد نہیں لکھ سکتا نفس امارہ انسان کو ذلیل کرتا ہے۔ اگر تم کو عقل ہے تو نفس کی عزت کرو تم کو زمین پر پڑ کر سو رہنا چاہئے لیکن قالین کیلئے کسی کے آگے زمین نہیں چومنی چاہئے" شیخ کو زندگی میں کچھ آزمائش کے مقامات سے بھی گزرنا پڑا ان میں سب سے بڑی آزمائش اور ابتلا یہ تھا کہ شیخ کو گاہ بگاہ امراء و سلاطین کے درباروں میں بھی جانا پڑتا مگر شیخ اس آزمائش میں پورے اترے اور کبھی پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی اس نے بادشاہوں کے مدحیہ قصیدے تو لکھے لیکن دوسرے شعراء کی طرح زمین و آسمان کے قلابے نہیں ملائے دوسرے شاعروں کی طرح خوشامد تملق و چاپلوسی اور جھوٹ سے اپنے دامن عفت و عظمت کو آلودہ نہ ہونے دیا۔ شیخ خود بوستان میں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

دلیر آمدی سعدیا در سخن — چو تیغت بدست است فتح بکن

بگو آنچہ دانی کہ حق گفتہ بہ — نہ رشوت ستانی و نہ رشوہ دہ

طمع بندو دفتر زحکمت بشوئے — طمع بگسل و ہرچہ خواہی بگوئے

یہ ٹھیک ہے کہ زندگی میں کئی ایسے مقام بھی شیخ کو پیش آئے کہ شاہان وقت کے آگے شیخ جھک جائے یا ان کی تعریف و مدح خوانی میں رطب اللسان ہو اور زمین و آسمان کے قلابے ملا دے اگر شیخ کے سوا کوئی اور ہوتا تو یقیناً ایسا کر گزرتا مگر شیخ" کا جواب ہمیشہ ایک ہی ہوتا" کہ آزاد گردن بھی کسی کے آگے جھک سکتی ہے؟"

علی بن احمد (جو شیخ" کی کلیات کے جامع بھی ہیں) نے لکھا ہے کہ ہمارے زمانے کے علماء و مشائخ ایک سبزی فروش اور قصاب کو بھی ایسی نصیحت نہیں کر سکتے جیسا کہ شیخ کا سلاطین اور امراء وقت کو یا دشاہان وقت کو دو بدو اور آمنے سامنے نصیحت کرنا اور حق بات کہہ دینا شیخ کی جرات مندی اور حق گوئی و بیباکی اور اعلائے کلمۃ الحق کا بین ثبوت ہے خود شیخ نے گلستان میں لکھا ہے کہ بادشاہوں کو نصیحت وہی شخص کر سکتا ہے جسے نہ اپنے سر کا خوف ہو اور نہ زر کی امید۔

صبر و قناعت کے پیکر ہونیکے ساتھ ساتھ شیخ عزت نفس کی دولت سے بھی مالا مال تھے جیسا کہ سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ شیخ ایک مرتبہ اسکندریہ (مصر) میں مقیم تھے کہ قحط سالی واقع ہو گئی فقراء اور درویشوں پر اس کا برا اثر پڑا اسی زمانہ میں اسکندریہ میں ایک مال دار خنثی یعنی ہیجڑا رہتا تھا جس کے ہاں سے غریبوں درویشوں اور پردیسیوں کو کھانا یا نقدی ملتی تھی شیخ پر بھی فاقے پر فاقے گزر رہے تھے شیخ کی اس حالت کو دیکھ کر بعض رفقاء درویشوں نے مشورہ دیا کہ آپ کو بھی ہیجڑے کی دعوت پر جانا چاہئے اس پر شیخ نے نہایت خوددارانہ جواب دیا" شیر بھوکا تو مر سکتا ہے لیکن کتے کا جھوٹا نہیں کھا سکتا" اس سے معلوم ہوا کہ شیخ" صبر و قناعت اور تسلیم و رضاء کے پیکر تھے مصائب و آلام کو وہ انعام خداوندی سمجھ کر اس پر بارگاہ رب العالمین میں شکر بجالاتے اور اس سلسلہ میں اپنی عزت نفس خودداری غیرت اور حمیت دینی کو کسی صورت قربان کرنے کیلئے آمادگی کا تصور بھی ان کے ہاں دشوار تھا۔

marfat.com

سیر وسیاحت

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ شیخ نے تیس برس طالب علمی کی تحصیل علم کی مدت کچھ ہو بہر حال شیخ جب تحصیل علم سے فارغ ہو گئے تو دفتر کائنات کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا اور سیاحت پر کمر بستہ ہو گئے شیخ کی سیاحت بھی تقریباً تیس برس جاری رہی بعض لوگوں نے اس مدت سیاحت میں قیل وقال کیا ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ شیخ بہت بڑا سیاح تھا بعض مغربی سوانح نویسوں نے لکھا ہے کہ شیخ سعدی ابن بطوطہ کے بعد سب سے بڑا مشرقی سیاح گزرا ہے شیخ پیدائشی وفطری شاعر بھی تھا اس لئے قدرتی طور پر اس کے حواس بیدار تھے اور ادراک حسن میں از حد حساس' لیکن فطری شعرا کی طرح شیخ کا دامن بھی زاہد واتقاء سے مملو اور بھرا ہوا تھا کامل زہد وتقوی کیساتھ حسن سے کما حقہ متاثر ہوتا اور اپنی کوثر وتسنیم سے دھلی زبان سے حسن کے بیان وشرح میں ڈوب جایا کرتا' تو آدمی جب فطری شاعر بھی ہو اور کھلی آنکھوں سے دنیا کی سیر وسیاحت بھی کرے تو ظاہر ہے کہ بے ارادہ بھی دوسرے آدمیوں سے الگ اور ممتاز بن جائے گا شیخ کی سیاحت بھی ایسی نہ تھی کہ آنکھیں بند کئے زمین ناپ کر واپس آ جائیں بلکہ دنیا کا گہرا معائنہ اور ٹھوس مطالعہ تھا' فطری شاعری اور دید وعبرت سے دنیا پیمائی نے شیخ کو نہ صرف منفرد انسان بنا دیا بلکہ شیخ کی دنیا سب آدمیوں سے الگ تھلگ خود اپنی بنائی ہوئی دنیا تھی وہ اپنی اس خود ساختہ دنیا کا شہنشاہ تھا اور بے خوف وخطر سلطانی کرتا رہا لیکن ہر بڑے آدمی کی طرح شیخ کو بھی حاسدین ومعترضین کی نکتہ چینیوں کے تیر کھانے پڑے کسی نے الحاد وزندقہ کا بہتان تراشا تو کسی نے حسن پرستی وحب کودکاں کا الزام گھڑ لیا نہ معلوم کتنی تہمتیں تراشی گئیں لیکن شیخ کا مقام کہیں اعلیٰ وارفع تھا یہ دنیا دار شیخ کی دنیا کی بلندی تک پہنچ ہی نہ سکے اس کی دنیا تقویٰ وطہارت' محاسبہ نفس واصلاح خلق کی دنیا تھی اور اس دنیا پر سلطانی کرنے والا شیخ بھلا کیونکر غوغائے اعداء سے مرعوب یا متاثر ہو سکتا تھا وہ اپنے محبوب مشغلہ تصنیف وتالیف میں برابر مصروف رہا۔ شیخ نے صحیفہ کتب کے بعد صحیفہ کائنات کا مطالعہ اس وقت شروع فرمایا جبکہ فتنہ چنگیز نے بغداد کے نہ صرف تقدس کو پامال کر دیا بلکہ بغداد کے در و دیوار بھی اپنے اندر بسنے والوں کی یادگہنہ کے نشانات کے طور پر باقی رہ گئے تھے یوں تو سوانح نگاروں نے حضرت شیخ کی سیر وسیاحت کے بارے میں عجیب وغریب واقعات سپرد قلم کئے ہیں لیکن خود شیخ کی تصانیف سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نے مشرق میں خراساں اور تاتار تک سیر فرمائی اور بلخ کاشغر میں تو قیام بھی فرمایا ہے اور جنوب میں سومنات تک پہنچے سومنات میں کچھ عرصہ قیام فرمایا اس کے متولیوں اور پنڈتوں کے سارے کرتوت دیکھتا رہا بعدہٗ ایک دن نہایت ہی ہوشیاری اور زیرکی سے کام لیتے ہوئے اس کو توڑا اور اس کے نگران پنڈت کو قتل کیا پھر وہاں سے بھاگ نکلے۔

ہندوستان کی سیاحت کے بعد بحری رستہ سے عرب ممالک کا رخ کیا اور شمال ومغرب میں شیخ نے عراق' آذربائیجان عرب' شام' فلسطین اور ایشیاء کوچک سے بارہا گزر فرمایا' اصفہان' تمریز' بصرہ' کوفہ واسط' رائی' بیت المقدس' دمشق طرابلس المشرق' دیار بکر اور اقصائے روم کے شہروں اور قصبات ودیہاتوں میں ایک مدت تک آنا جانا رہا ہے۔ عرب اور افریقہ کے سفر تو کئی بار پیش آئے ایک دفعہ شیخ صنعا یمن میں بھی تشریف لے گئے اسکندریہ مصر کے بعد متعدد واقعات شیخ کی

marfat.com

کتابوں میں ملتے ہیں سمندری سفروں میں بحر عمان' بحر ہند خلیج فارس بحر عرب بحر قلزم اور بحر روم میں بار ہا آمد و رفت رہی ہے شیخ نے حج کیلئے کئی بار سفر کئے ہیں'

شیخ بوستان میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ صحرائے فید میں نیند کے غلبہ سے راستہ ہی پر سو گیا ایک شتر سوار نے مجھے اونٹ کی نکیل مار کر اٹھایا اور کہا کہ مرنے کی تمنا میں اسقدر غفلت سے سو رہے ہو تمہیں گھنٹی کی آواز بھی نہیں آتی شیخ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے سروسامان متوکل درویشوں کی طرح سفر کرتا اور ہر قسم کی تکلیفیں جھیل جاتا تھا مگر اف تک نہ کرتا تھا ایک مرتبہ دمشق میں قیام تھا مگر اہل دمشق سے کئی وجود کی بنا پر ناراض ہو کر فلسطین کے صحراؤں اور بیابانوں میں جا بیٹھے یہ صلیبی جنگوں کا زمانہ تھا وہاں عیسائیوں نے حضرت شیخ کو گرفتار کر لیا اور طرابلس المشرق کے کسی علاقہ میں شہر کے حفاظتی انتظامات کے سلسلہ میں خندق کی کھدائی کا کام ہو رہا تھا شیخ کو دوسرے قیدیوں کے ہمراہ خندق کھودنے پر مامور کر دیا' شیخ صبر و شکر کیساتھ ایک مدت تک یہ محنت برداشت کرتے رہے اور کوئی ناشکری کا کلمہ منہ سے نہ نکالا ایک عرصہ بعد اس طرف سے حلب کے رئیس کا گزر ہوا جو شیخ سے خوب شناسا تھا اس نے شیخ کو خندق کھودتے دیکھ کر پوچھا' تو شیخ نے فرمایا کہ انقلاب زمانہ کا کرشمہ ہے کہ جو شخص اپنوں سے پناہ مانگتا تھا' آج غیروں کے پنجہ استبداد کا شکار ہے چنانچہ اس رئیس نے جناب شیخ کو عیسائی ظالموں سے دس دینار دیکر آزاد کرالیا' قید فرنگ سے آزاد کرانے کے بعد وہ حلبی شیخ کو اپنے گھر لے آئے اور یکصد دینار مہر کے عوض اپنی لڑکی سے نکاح کر دیا بیوی بہت سخت مزاج تھی جس نے شیخ کا آرام و سکون تلخ کر دیا اور ایک مرتبہ طعنہ دیا کہ تو وہی تو ہے جسے میرے والد دس دینار کے عوض خرید کر لایا تھا شیخ نے بڑا ظرافت آمیز اور برجستہ جواب دیا کہ ہاں دس دینار کے عوض خریدا تھا اور سو دینار کے عوض آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ سعدی مدت دراز تک بیت المقدس اور شام کے شہروں میں سقائی (پانی پلانے) کی خدمت فرماتے رہے غالباً یہ اسی دور اسیری کی سختیوں کا ذکر ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ غرض شیخ کو سیاحت کے اثناء میں اس قسم کی بیشمار تکلیفوں اور سختیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے مگر شیخ نے ایک طالب صادق کی طرح تمام صعوبتیں خندہ پیشانی اور طلق روئی سے جھیلی ہیں سفر کے عالم میں ایک مرتبہ شام یا عراق کے ایک شہر میں شیخ کو یہ دلچسپ و عجیب واقعہ پیش آیا علماء و فضلاء کی مجلس جمی ہوئی تھی اور قاضی شہر کرسی صدارت پر جلوہ افروز تھے شیخ بھی وہاں پہنچ گئے مگر بوسیدہ اور پھٹے پرانے کپڑے سر سے پاؤں تک گرد و غبار میں اٹے ہوئے سعدی کو دیہاتی اجڈ سمجھ کر خدام نے مجلس سے اٹھا دیا مگر شیخ بڑی مشکل سے مجلس کے کسی کونے میں چھپ چھپا کر بیٹھ ہی رہے۔ مجلس میں کسی اہم علمی مسئلے پر گرما گرم بحث ہو رہی تھی جب شیخ نے دیکھا کہ مسئلہ الجھا ہی جا رہا ہے اور بڑے بڑے فاضل اور یگانہ روزگار اہل علم گتھیوں کو سلجھانے کی بجائے الجھانے کا کام کر رہے ہیں تو دور سے باآواز بلند گفتگو کی اجازت چاہی شاندار اور زرق و برق لباس میں ملبوس علماء اس خرقہ پوش درویش کو دیکھ کر متعجب ہوئے مگر شیخ نے مسئلے کو نہایت خوبی کیساتھ موثر انداز میں عالمانہ طور پر واضح فرما دیا اس پر چاروں طرف سے تحسین کی صدائیں بلند ہوئیں اور شیخ کی خدمت میں ہر فرد مجلس کی طرف سے ہدیہ تبریک پیش کیا گیا اور قاضی نے شیخ کو اپنی مسند پر بیٹھنے کی

marfat.com

دعوت دی اور دستار سر سے اتار کر شیخ کے سامنے رکھ دی' مگر شیخ نے یہ سارے اعزازات نہایت حقارت سے ٹھکرا دیے اور فرمایا کہ غرور و تکبر کا یہ اوزار مجھ سے دور ہی رہنے دو (بوستان)

شیخ کا وطن کو واپس ہونا

شیراز سے نکلے ہوئے شیخ کو عرصہ ہو چکا تھا طالب علمی کے زمانہ میں جب مدرسہ نظامیہ بغداد میں داخلہ کا شوق دامن گیر ہوا تھا اور شیراز کو خیر باد کہا تھا اس وقت سے اب تک تقریباً ساٹھ ستر برس کا عرصہ ہو چلا تھا کہ شیخ مسافرت کی زندگی بسر فرما رہے تھے اور وطن واپس نہیں لوٹے' سعد زنگی کے بعد ۶۵۸ھ میں ان کا لڑکا قتلغ خان ابوبکر مسند آرائے سلطنت ہوا تو اس نے چند ہی دنوں میں پورے ملک کا نقشہ بدل دیا خوشحالی کا دور دورا تھا' مساجد اور مدارس آباد نظر آنے لگے' شاہزادے کے عدل و انصاف کا شہرہ دور دور تک پہنچا تو حضرت سعدی کو اپنے وطن مالوف سرزمین شیراز کی واپسی کا خیال انگڑائیاں لینے لگا۔ شیخ شام سے عراق پھر اصفہان سے ہوتے ہوئے شیراز پہنچے۔ شہزادے میں تمام خوبیوں کے باوصف ایک کوتاہی اور عیب بھی تھا وہ یہ کہ وہ ضرورت سے زائد اہل علم سے کہیں زیادہ جہل درویشوں سے عقیدت مند تھا اور ان جہل صوفیوں کی ہر بات کو اپنے لئے واجب الاتباع اور ضروری سمجھتا تھا۔ بادشاہ کا یہ رویہ دیکھ کر بہت سے زر پرست علما اور دنیا کے پرستار ہوائے نفس کے پجاری درویشوں نے درویشانہ وضع وقطع کو کاروبار کے طور پر اختیار کر لیا تھا ان پیشہ ور کاروباری درویشوں کا بھانڈا پھوڑنے کے لئے حضرت شیخ نے علم و فضیلت کا لباس اتار کر درویشانہ زندگی اختیار فرمائی اور اصلاحی مشن کا آغاز فرمایا اور حقیقت یہی ہے کہ شیخ نے یہ بہت اچھا کیا جیسا کہ واقعات شاہد ہیں۔ درویش کے روپ میں اسے موقع مل گیا کہ اپنا اصلاحی مشن پوری کامیابی سے چلائے اور اس نے بڑی خوبی اور بہادری سے اسے چلایا اور کافی حد تک شیخ کو اپنے اصلاحی مشن میں کامیابی ہوئی چنانچہ گلستان اور بوستان میں جگہ جگہ ایسی حکایتیں ملتی ہیں جن سے شیخ نے اصلاحی کام لینا چاہا ہے لیکن وہ ظاہر دار اور ہوس پرست درویشوں کی مذمت و تہمت بیان کرتے ہیں اور کہیں نعاقبت اندیش اور بدکرار سلاطین کو پند و نصیحت فرماتے ہیں اپنی کتابوں میں متعدد مقامات پر پہلے تھوڑی سی مدح فرمانے کے بعد وعظ و تذکیر پند و نصیحت کا دفتر کھول دیتے ہیں اسطرح درویشانہ روپ میں شیخ نے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔

شیخ نے جس طرح سلاطین و امرا کو ان کی کوتاہیوں پر کھلے کھلے الفاظ میں جرات مندی سے متنبہ فرمایا اور روکا ہے ہمارے زمانے کے اہل علم کو عام آدمی کو بھی اس طرح نصیحت کرتے نہیں دیکھا گیا۔ شیخ نے خود فرمایا ہے کہ بادشاہوں کو نصیحت وہی شخص کر سکتا ہے جسے نہ اپنے سر کا خوف ہو اور نہ زر کی امید۔

زندگی میں عالمگیر شہرت

شیخ کی لطافت و فصاحت زبان زور بیان حسن تقریر قوت گویائی ادیبانہ طرز تکلم فطری طور پر مذاق شعر و سخن پر زمانہ تعلیم و تعلم ہی سے لوگوں کی نظریں اٹھ رہی تھیں چنانچہ جب شیخ نے تالیف و تصنیف کے میدان میں قدم رکھا' اور ایک مصنف و موئف کی زندگی

marfat.com

اختیار فرمائی تو اس انشاء پردازی نظم سرائی زور بیان سلاست عبارت حسن تعبیر ادب وشگی تحقیق و برجستگی قادر الکلام شاعر سحر اور نکتہ داں عالم جادو بیان مقرر اور فصاحت و بلاغت کے میدان کے شہسوار کی حیثیت سے دور دراز تک چہ چا و شہرہ شیخ کی زندگی ہی میں پہنچ چکا تھا اور ان کی زندگی ہی میں ان کتابوں کو مقبول عام حاصل ہو چکا تھا چنانچہ ایک مرتبہ شیخ چینی ترکستان کے صدر مقام کاشغر پہنچے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ چنگیز خان نے چند دنوں کے لئے سلطان محمد خوارزم سے صلح کر لی تھی شیخ جامع مسجد میں پہنچے تو ایک طالبعلم ہاتھ میں مقدمہ زمخشری لئے ضرب زید عمرو کا رٹا لگا رہا تھا شیخ نے طالبعلم سے فرمایا کیوں صاحبزادے خوارزم و خطا میں تو صلح ہو گئی ہے لیکن زید و عمرو کی مار پٹائی بدستور قائم ہے ان میں صلح نہیں ہوئی؟ طالبعلم اس ظرافت آمیز مقولہ پر ہنس پڑا اور پوچھا کہ جناب کا وطن کون سا ہے شیخ نے خاک پاک شیراز کا نام لیا شیراز کا نام سنتے ہی لڑکا چونک پڑا اور فوراً ہی سعدی کے کلام سننے کی فرمائش کی شیخ نے برجستہ دو عربی شعر سنائے طالبعلم نے فارسی کلام سننے کی خواہش ظاہر کی شیخ نے فی البدیہہ یہ شعر سنا دیا۔

اے دل عشاق بدام تو صید ما بتو مشغول و تو با عمرو زید

یہ شعر سنتے ہی طالب علم ورطہ حیرت میں ڈوب گیا بعدۂ جب کسی نے اسکو بتایا کہ یہی شیخ سعدی تھے تو اس نے کافی حد تک جستجو کی لیکن شیخ اس وقت کاشغر سے روانہ ہو چکا تھا ظرافت سے صرف نظر دیکھنے کی بات یہ ہے کہ شیراز اور کاشغر کے درمیان ڈیڑھ ہزار میل سے زیادہ مسافت ہے لیکن شیخ کی جادو بیانی اور سحر گفتاری کا شہرہ وہاں اس درجہ تھا کہ کم عمر بچے اور طالب علم بھی اس سے ناآشنا نہیں تھے اسی طرح دنیا کے اکثر ممالک میں شیخ کی فصاحت و بلاغت کا چرچا ہو رہا تھا اس زمانے کی بات ہے کہ جب ابلاغ عامہ کے موجودہ تمام ذرائع نہ صرف مفقود تھے بلکہ معدوم محض تھے شیخ اپنی اس خوش نصیبی پر خود حیرت زدہ تھا جیسا کہ گلستان کے دیباچہ میں لکھتے ہیں "ذکر جمیل سعدی کہ در افواہ عوام افتادہ وصیت سخنش کہ در بسیط زمین رفتہ وقصب الحبیب حدیثش کہ ہمچو شکر می خورند ورقعہ منشآتش کہ ہمچو کاغذ زر میبرند" کہ سعدی کا ذکر خیر جو عوام کی زبانوں پر اور اس کے کلام کا شہرہ جو روئے زمین پر ہے اور اس کی بات کے گئے جس کو لوگ شکر کی طرح کھاتے ہیں اور اس کی انشاء پردازی کے کاغذ جس کو سونے کے پتر کی طرح لے جاتے ہیں الخ' یہ عالمگیر شہرہ ہی تھا کہ دور دراز کے ممالک کے سلاطین نے شیخ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی چنانچہ خان شہید سلطان محمد قاآن نے دوبارہ شیخ کو ملتان آنے کی دعوت دی مگر شیخ نے بڑھاپے کے سبب ان کے ہاں تشریف لانے سے معذرت فرما دی اور تشریف نہ لا سکے۔

اس طرح ایک مرتبہ شیخ سعدی سے تبریز کے حمام میں "ہمام تبریزی" نام کے مشہور شاعر الجھ پڑے اور دیر تک بحث مباحثہ جاری رہا پھر جب اسے معلوم ہوا کہ یہی شیخ سعدی ہیں تو معذرت کرنے لگا اور ایسے متعدد واقعات ہیں کہ جن کا ذکر کرنا اگرچہ فائدہ سے خالی نہیں مگر طوالت کے خوف سے ترک کئے جاتے ہیں۔

شیخ کی تصانیف

شیخ کی تصانیف میں گلستان اور بوستان کا ایسی کتابیں ہیں کہ فارسی زبان میں کوئی کتاب ان سے زیادہ مقبول اور مطبوع خاص و عام نہیں ہوئی اکثر ممالک اسلامیہ مثلاً

marfat.com

پاک و ہند، ترکستان، افغانستان، ایران و عراق وغیرہ میں ان کتابوں کی تعلیم و تدریس صدیوں سے برابر جاری ہے طالب علم جس طیب خاطری سے گلستان اور بوستان کو پڑھتے ہیں فارسی کی کسی دوسری کتاب کو یہ مرتبہ نصیب نہیں ہے گلستان و بوستان کو جس شغف سے بچے پڑھتے ہیں اس سے کہیں زیادہ عظمت و محبت سے بوڑھے ان کا مطالعہ کرتے ہیں شیخ کی ان کتابوں میں علماء، مشائخ، سلاطین و امراء، ادیب و شاعر، درویش و فقیر سب ہی کے لئے اپنے اپنے مذاق کا پورا پورا مواد موجود ہے یہی وجہ ہے کہ لاکھوں اساتذہ نے انہیں پڑھایا اور کروڑوں تلامذہ نے انہیں پڑھایا اور کروڑوں تلامذہ نے انہیں پڑھا، کروڑوں مرتبہ چھپی ہیں اور بے شمار قلمی نسخے لکھے گئے، بے حساب ایڈیشن شائع ہوئے اور صرف مشرق ہی نہیں بلکہ مغرب نے بھی ان کی عظمت و عزت کے سامنے سر جھکا دیئے۔

مشرق و مغرب کی بے شمار زبانوں میں ان کے ترجمے ہوئے، علماء و مشائخ نے ان کی تعظیم کی بادشاہوں نے ان کو سلطنت کا دستور العمل بنایا۔ انشاء پردازوں اور شاعروں نے ان کی فصاحت و بلاغت کے آگے سر جھکا دیا ان کی عظمت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ جان لینا کافی ہے کہ شیخ کی کتابوں کو جس قدر دوسری زبانوں میں منتقل کیا گیا ہے اتنا فارسی کی کسی دوسری کتاب کو نہیں کیا گیا، تقریباً دنیا کے ہر ملک میں شیخ کا نام احترام سے لیا جاتا ہے۔

گلستان میں نہ غزل عاشقانہ ہے نہ قول عارفانہ، نہ بہادروں کے کارنامے، نہ فوق العادت قصے، نہ حقائق و معارف نہ اسرار شریعت نہ نکات طریقت، بلکہ اس کی بنیاد محض اخلاق و پند اور وعظ و نصیحت پر رکھی گئی جس سے زیادہ خشک و بے نمک مضمون اور کوئی نہیں ہو سکتا، اس کے باوجود اس قدر مقبول ہوئی جس کی نظیر نہیں ملتی اور محض اس لئے مقبول ہوئے کہ فصاحت و بلاغت، حسن بیان، لطافت زبان اور حسن ادا کے لحاظ سے تمام فارسی ادب میں بے مثل اور لاجواب ہے اس لئے دنیا کی ہر زندہ قوم نے گلستان کا اپنی زبان میں ترجمہ کیا ہے اور گلستان زندہ جاوید بن چکی ہے۔

گلستان کی طرح بوستان بھی شیخ سعدی کی دوسری اہم تصنیف ہے اور جس طرح نثر میں گلستان کو شرف اور امتیاز حاصل ہے بوستان کو نظم میں وہی درجہ میسر ہے، اور گلستان کی طرح بوستان نے بھی رہتی دنیا تک دوام و خلود کا مرتبہ حاصل کر لیا دنیا کی وہ کون متمدن زبان ہے، جس میں بوستان کا ترجمہ نہیں ہوا اور دنیا کا وہ کون سا مہذب خطہ ہے جو گلستان کی طرح بوستان پر حیرت و استعجاب سے سر نہیں دھن رہا ہے شیخ کے کمالات اس کی معجزانہ جادو بیانی اس کی بلند و برتر شاعری، غزل گوئی، اخلاقی تعلیم، حکیمانہ موشگافیوں میں اس کے فن پر گفتگو کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، مولانا سعید انصاری صاحب فرماتے ہیں، فارسی ادبیات میں تین شعراء اپنی اپنی صنف میں امام مانے جاتے ہیں،

درشعر سہ کس پیمبر اند — ہر چند کہ لا نبی بعدی
ابیات و قصیدہ و غزل را — فردوسی و انوری و سعدی

لیکن سچ پوچھئے تو سعدی نہ صرف غزل کے پیمبر بلکہ مثنوی اور قصیدے کے بھی امام ہیں فارسی ادب میں جس طرح یہ

marfat.com

تین شاعر تین بڑی بڑی اصناف سخن کے مالک ہیں ۔ اور سعدی ان تینوں کے امام ہیں اسی طرح فارسی نظم میں تین کتابیں بہت بلند پایہ سمجھی جاتی ہیں (۱) شاہنامہ فردوسی (۲) مثنوی مولانا روم (۳) دیوان حافظ لیکن ان میں سے ہر ایک اپنی ایک خصوصیت کیوجہ سے مشہور ہے اگر وہ خصوصیت الگ کر لی جائے تو کتاب کی کوئی قیمت نہیں رہتی' مثلاً شاہنامہ ۔ رزمیہ قصوں کی وجہ سے مثنوی معنوی ۔ شرعی احکامات اور تصوف کی زبان میں ہونے کی وجہ سے دیوان حافظ اپنے تغزلی رنگ کیوجہ سے لیکن بوستان کا حسن اور خوشبو وطراوت کسی خارجی وصف کا نتیجہ ہرگز نہیں بلکہ اس کی خوبیاں ذاتی اور حقیقی ہیں اس باب میں اگر اس کا کسی کتاب سے مقابلہ وموازنہ ہوسکتا ہے تو وہ مولانا نظامی گنجوی کا سکندر نامہ ہے لیکن پھر بھی بعض وجوہ کی بناء پر بوستان گوئے سبقت لے گئی ہے کسی چیز کی مقبولیت کی ایک بڑی دلیل یہ سمجھی جاتی ہے کہ اسی طرز پر دوسرے بھی اس کی اتباع اور تقلید کی کوشش کریں چنانچہ بوستان کی تقلید میں ہندوستان کے ایک نامی گرامی شاعر شیخ علی حزیں نے "خرابات" کے نام سے ایک مثنوی لکھی ہے لیکن یہاں بھی امام اور مقتدی کا فرق رہا ہے' مولانا حالی" نے فرمایا کہ شاعری کی بنیاد چار چیزوں پر ہے

(۱) حقیقت پسندی (۲) ندرت یعنی اچھوتا پن (۳) خیالات کا اچھے لباس میں اظہار (۴) جوش وولولہ۔

اب اس اعتبار سے "بوستان" پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ جہاں تک حقیقت پسندی کے وصف کا تعلق ہے "بوستان" کی تقریباً تمام حکایات شاعر کی اپنی آپ بیتی ۔ سرگزشت اور اپنے تجربات ومشاہدات پر مبنی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان تجربات اور واقعات سے جو اخلاقی نتائج اور پند ومواعظ اخذ کئے ہیں ان کا اثر پڑھنے اور سننے والوں کے دلوں پر گہرا پڑتا ہے۔ اور اثر ہونے کے ساتھ ساتھ دیرپا بھی ہوتا ہے۔ مثلاً "بوستان" کی حکایت پڑھئے جو یوں شروع ہوتی ہے۔

بہ صنعا درم طفلے اندر گزشت   چہ گویم کزآنم چہ برسر گزشت
قضا نقش یوسف جمالے نکرد   کہ ماہی گورش چو یونس نخورد

اور اسکے آخر میں اس سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ کس قدر اثر انگیز اور سبق آموز ہے' دوسری خوبی کلام میں اچھوتا پن اور ندرت کی بتائی گئی ہے یہ بھی سعدی کے کلام میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے عام خیال یہ ہے اگلے زمانہ میں ابدال واقطاب لوگوں کے ہاتھ میں پتھر بھی چاندی ہو جاتا تھا۔ اسی چاندی اور پتھر کی یکسانیت کو سعدی نے اپنے اچھوتے انداز میں ایک نظم کے اندر ابدالیت نہیں بلکہ قناعت پر محمول کیا ہے "بوستان کی یہ حکایت شروع سے آخر تک پڑھ جایئے اور ندرت کلام کا لطف اٹھایئے۔

شنیدم کہ درروز گار قدیم   شدے سنگ' در دست ابدال سیم
نہ پنداری ایں قول معقول نیست   چو قانع شدی سیم وسنگت یکے دست

تیسرا وصف یہ بیان فرمایا ہے کہ خیالات اور واقعات خواہ معمولی ہوں لیکن ان کا انداز بیان اور انہیں معنی کا لباس ایسا پہنایا گیا ہو کہ اس میں شاعری کی تمام خوبیاں پائی جاتی ہوں انمیں بھی سعدی کا ہم پایہ ملنا مشکل ہوگا بوستان میں ایک طویل نظم ہے جس میں زبان کان' ناک' آنکھ کا بیان ہے اور انہیں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان برکات بتایا ہے جن پر ہم سب کو شکر ادا کرنا چاہیے۔

marfat.com

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد | کے از بندہ خیرے بہ غیرے رسد
زبان راچہ بینی کہ اقرار داد | بہ بین تازبان راکہ گفتار داد
در معرفت دیدۂ آدمی است | کہ بکشادہ برآسمان و زمی است

اور اس طرح آخر تک یہ نظم چلی جاتی ہے' چوتھا وصف یہ بتایا ہے کہ شاعر نے جس مضمون یا خیال کا اظہر کیا ہو شاعر اس کا پورا پورا جوش اور ولولہ رکھتا ہو ورنہ کلام میں زور نہیں پیدا ہوتا۔ مظاہر فطرت کا ذکر اور ان سے اخلاقی اصول کا استنباط اگر شاعر کے دل میں عقیدہ کی پختگی اور اظہار میں جوش و ولولہ نہ ہو تو مطلوبہ اثر پیدا نہیں ہوسکتا "بوستان" کی ایک نظم میں دیکھئے اسی بات کو کس خوبی سے ادا کیا ہے۔

شب از بہر آسائش تست وروز | مہ روشن و مہر گیتی فروز
صبا از برائے تو فراش دار | ہمی گستر اند بساط بہار
اگر باد و برف ست و باران و میغ | وگر رعد چوگان زند برق تیغ
ہمہ کارداران فرماں برند | کہ تخم تو درخاک می پرورند

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سعدی کی شہرت اور گلستان و بوستان کی مقبولیت کا بڑا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اخلاق جیسے مضمون کو اپنی نثر و نظم کا موضوع بنایا ہے اور اسی لئے انہیں اس قدر شہرت تامہ اور مقبولیت عامہ حاصل ہے لیکن فارسی ادب پر نظر رکھنے والے اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اخلاق و موعظت پر اس زبان میں بیسیوں کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے بعض تو درس نظامی کے نصاب میں بھی داخل ہیں لیکن ان کتابوں کے نام بھی زبانوں پر مشکل سے چڑھتے ہیں قاری وسامع پر ان کے مضامین کا اثر و جذب ہونا تو درکنار' اس کے برعکس سعدی کی گلستان و بوستان نے صدیوں تک لوگوں کے اخلاق و سیرت پر جو اثر ڈالا ہے وہ عدیم النظیر ہے۔ یہ سعدی کے حسن بیان اور شیرینی کلام اور خلوص وللہیت کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست | تانہ بخشد خدائے بخشندہ

سبحان ربك رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

marfat.com

بنام جہاں دار جاں آفریں	۱	حکیمے سخن بر زباں آفریں
خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو جہان کو باقی رکھنے والا جان پیدا کرنے والا		جو ایسا دانا ہے کہ زبان میں قوت گویائی پیدا کرنیوالا ہے
خداوند بخشندہ و دستگیر	۲	کریم خطا بخش و پوزش پذیر
جو مالک، بخشنے والا، مددگار ہے		جو سخی خطا معاف کرنیوالا، عذر قبول کرنیوالا ہے
عزیزے کہ ہر کز درش سر بتافت	۳	بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت
ایسا باعزت ہے کہ جس نے اس کے در سے منہ موڑا		پھرا جس در پر گیا کچھ عزت نہ پائی

حل لغات

(۱) بنام: ب حرف جار بمعنی ساتھ نام کے۔ جہاں آفریں مرکب ہے جہان اور دار سے جہان دنیا و آر داشتن کا امر معنی رکھ۔ یہ اسم و دار سے مل کر بنا ہوا اسم فاعل سماعی ہے جس کا معنی جہان کو قائم رکھنے والا ہے جان آفریں جان کو پیدا کرنیوالا۔ آفریں آفریدن مصدر سے امر کا صیغہ ہے یہ بھی اسم اور دار سے مل کر بنا ہوا اسم فاعل سماعی ہے حکیمے بمعنی حکمت والا، دانا۔ یہ ی یا اس کے شعر کے اشباع سے پیدا ہوئی ہے جو حکیم کی میم کے نیچے اطو حلالت موصوف تھا۔ سخن: بات۔ بر: پر۔ آفریں آفریدن کا امر یہ سخن کے ساتھ ملا ہے کیونکہ اصل میں یہ کلام اس طرح ہے حکیمے بر زبان سخن آفریں بات پیدا کرنیوالا (۲) خداوند: مالک خدا اور وند کا مرکب خدا خود آئے کے سبب یعنی خود آنے والا مراد اللہ تعالیٰ جو کہ واجب الوجود ہے۔ وند ایک حرف ہے جسے کسی اسم میں مشابہت کے معنی پیدا کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جیسے خویشاوند اپنوں جیسا اور خداوند خدا جیسا مراد مالک ہے۔ بخشندہ: بخشنے والا اسم فاعل قیاسی، و حرف عطف معنی اور دستگیر: ہاتھ پکڑنے والا، مددگار یہ بھی اسم فاعل سماعی ہے۔ کریم: سخی شریف۔ خطا بخش: غلطی معاف کرنے والا، خطا: غلطی، بخش بخشیدن سے امر اسم فاعل سماعی۔ و: اور۔ پوزش بر وزن سوزش حاصل مصدر معنی عذر، پذیر امر پذیرفتن سے مرکب معنی عذر قبول کرنے والا اسم فاعل سماعی ہے۔ (۳) عزیزے کہ: ایسا عزت والا، یہ اسم موصوف ہے ور کہ لگا کر بنایا ہوا۔ ہر گز: ہرکہ از کا مرکب، ہر کہ اسم موصول معنی جو شخص، کہ از معنی اس، بتافت: پھیرا، ماضی مطلق از تافتن، تہ بر قد و دا و کہ اسم موصول کی علامت شدہ ہوا گیا۔ ہیچ: کچھ۔ نیافت: نہ پائی۔

تشریح: (۱) و (۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم کی نیابت کر رہے ہیں چنانچہ پہلے اور دوسرے شعر کا مقصد ہے کہ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو دنیا (جہان) کو قائم رکھنے والا اور جان پیدا کرنے والا ہے، زبان کو بولنے کی قوت دینے والا، حکمت والا اور مددگار اور بخشش کرنے والا مالک ہے۔ توبہ کو شرف قبولیت بخشنے اور گناہوں کو معاف کرنے والا فیاض ہے۔ واضح رہے کہ بنام کے بعد لفظ خدا حذف کیا گیا ہے جو مذکورہ تمام صفات سے متصف ہے۔ (۳) وہ ذات ایسی معزز ہے کہ جس نے بھی اس کی دی ہوئی عزت کی ناقدری کرتے ہوئے دوسروں کے در پہ گیا تو عزت لینے وہاں بھی نہ مل سکے گی کیونکہ ناقدری کی وجہ سے اس سے عزت چھین چکی ہوتی ہے، جیسا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی ناقدری کر کے درگاہ الٰہی کو چھوڑ دیا اور اپنی عزت گنوا بیٹھا اب وہ دنیا بھر میں ذلت و خواری اٹھاتا پھر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غصب شدہ عزت اسے کہیں سے نہیں مل سکے گی۔ معلوم ہوا کہ عزت کی چابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کے پاس ہے۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	سر پادشاہان گردن فراز	بدرگاہِ او بر زمین نیاز
	متکبر بادشاہوں کے سر	اس کی بارگاہ میں عاجزی کی زمین پر ہیں
۲	نہ گردن کشاں را بگیرد بفور	نہ عذر آوراں را براند بجور
	متکبروں کی فوری پکڑ نہیں کرتا ہے	نہ معذرت کرنے والوں کو ظلم سے بھگاتا ہے
۳	دگر خشم گیرد بکردارِ زشت	چوں باز آمدی ماجرا در نوشت
	اگر بُرے کام سے ناراض ہوتا ہے	جب تو باز آجائے تو گزشتہ کو معاف کر دیتا ہے
۴	اگر با پدر جنگ جوید کسے	پدر بیگماں خشم گیرد بسے
	اگر کوئی باپ کے ساتھ لڑائی ڈھونڈ کرے	تو یقیناً باپ بہت ناراض ہو
۵	دگر خویش راضی نہ باشد ز خویش	چو بیگانگانش براند ز پیش
	اگر اپنا اپنے سے ناراض ہو	تو اس کو غیروں کی طرح سامنے سے بھگائے
۶	دگر بندہ چابک نیاید بکار	عزیزش ندارد خداوندگار
	اگر ہنرمند نوکر کام نہ آئے	تو آقا اس کو پیارا نہ رکھے
۷	دگر بر رفیقاں نباشد شفیق	بفرسنگ بگریزد از وے رفیق
	اور اگر دوستوں پر مہربان نہ ہو	تو دوست اس سے تین میل بھاگے

(۱) پادشاہاں: بادشاہ کی جمع یعنی بادشاہ۔ گردن فراز: گردن اسم فراز فراشتن کا امر دونوں مل کر اسم فاعل سماعی بلند گردن والے، بہ: میں درگاہ: دربار، او: وہ، بر: پر، نیاز: عاجزی (۲) نہ: حرف نفی معنی کے لحاظ سے بگیرد کے اوپر لگتا ہے۔ گردن کشاں: گردن کھینچنے والے۔ بگیرد: پکڑتا ہے۔ بفور: جلدی فوراً۔ عذر آوراں: عذر لانے والے۔ عذر اسم آوراں آوردن سے امر کی جمع ملکر اسم فاعل سماعی۔ را: کو۔ براند: ہانکتا ہے۔ بہ: سے۔ جور: ظلم (۳) دگر: اور اگر۔ خشم: غصہ۔ گیرد: پکڑے۔ بہ: برائے سبب وجہ سے۔ کردار: عمل۔ زشت: بُرا۔ چوں: جب۔ باز: واپس۔ آمدی: آیا تو۔ ماجرا: قصہ۔ در: زائد۔ نوشت: لپیٹ دیوے۔ (۴) با: ساتھ۔ پدر: باپ۔ جوید: ڈھونڈے۔ کسے: کوئی شخص۔ بے گماں: بیشک۔ خشم: غصہ۔ گیرد: غصہ۔ (۵) دگر: اور اگر۔ خویش: اپنا یعنی رشتہ دار۔ نہ باشد: نہ ہووے۔ ز: سے۔ چوں: مثل۔ بیگانگانش میں ش ضمیر غائب مفعول۔ بیگانگاں بیگانہ کی جمع پرایا۔ براند: ہانک دیوے۔ ز پیش: سامنے سے۔ (۶) دگر: اور اگر۔ بندہ: غلام۔ چابک: چالاک۔ نیاید: نہ آوے۔ بکار: کام میں۔ عزیز: پیارا۔ ش: ضمیر مفعول اس کو۔ ندارد: نہ رکھے۔ خداوندگار: مالک۔ گار زائد برائے تاکید۔ (۷) بر: پر۔ رفیقاں: جمع رفیق: دوست، ساتھی۔ نباشد: نہ ہووے۔ شفیق: مہربان۔ بہ: تک۔ فرسنگ: تین میل۔ بگریزد: بھاگ جاوے۔ از: سے۔ وے: اس۔ رفیق: ساتھی۔

تشریح: (۱) مغرور اور باغی قسم کے لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے بغیر نہیں رہ سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات احکم الحاکمین ہے جبکہ انسان اس کی مخلوق ہے چنانچہ متکبر، سرکش اور طاقتور شخص سرکشی کی آخری حد تک پہنچ جائے پھر بھی احکم الحاکمین جیسی لامحدود ذات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ (۲) اللہ تعالیٰ بردبار اور حلیم ہے، مخلوق پر رحم و کرم کرنا اس کی شایان شان ہے وہ ایسا متحمل ہے کہ خطا کاروں کو موقع بموقع توبہ کے لیے مہلت بھی دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے مہلت دینے کا قانون یہ ہے کہ وہ بعض لوگوں کو فوراً پکڑ لیتا ہے اور بعض لوگوں کی رسی ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے اور دیکھتا ہے کہ یہ نافرمانی کی حد دس کو کہاں تک چھوتا ہے اور بعض لوگوں کو دنیا میں نہیں پکڑتا بلکہ اُن کی گرفت آخرت میں ہوگی بہرحال اللہ تعالیٰ کی صفت صبور ہی کی کرشمہ سازی ہے کہ بڑے بڑے سرکش اس کی گرفت میں فی الوقت نہیں آتے۔ بالآخر اس کی سخت پکڑ باغیوں کو کہیں کا نہیں چھوڑتی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی چکی دیر سے چلتی ہے جب چلتی ہے تو بڑا باریک کر کے پیستی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎ نہ جا اس کے تحمل پہ کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی۔ ڈر اس کی دیر گیری سے کہ سخت ہے انتقام اس کا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی بلند حوصلگی کا عالم یہ ہے کہ جب کوئی نافرمان جب معذرت خواہانہ روش اختیار کرتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) مغفرت کا پروانہ عنایت فرما دیتا ہے۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے شیطان بارگاہ الٰہی سے دھتکار دیا گیا اس موقع پر شیطان نے کہا کہ اے اللہ مجھے اتنی طاقت دے کہ میں ابن آدم پر ہمیشہ غالب رہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدم کا ایک بیٹا پیدا ہوگا اور تیرے دس بیٹے پیدا ہوں گے شیطان نے اکثریت کے غلبہ پر اطمینان حاصل نہ کیا تو کہنے لگا اے اللہ مجھے اتنی قوت دے کہ میں ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح سرایت کر سکوں، اللہ تعالیٰ نے اُسے یہ قوت بھی دے دی اس پر حضرت آدم اپنی اولاد کی گمراہی پر متفکر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم تیری اولاد میں سے جب بھی کوئی خلوص دل سے توبہ کی درخواست کرے گا تو اس کی معذرت خواہی کا ایک لمحہ شیطان کی برسوں کی محنت کو ضائع کر دے گا اس سے اللہ تعالیٰ کی صفت صبور کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جسے شیخ سعدیؒ نے مذکورہ شعر میں ذکر کیا ہے۔

شعر ۴ تا ۷ کا مطلب: ان آخر اشعار میں مخلوق کی پست ذہنی و تنگ ظرفی اور بے حوصلگی کی مثالیں دی گئی ہیں، ایک طرف اللہ تعالیٰ کی صفت حلم و صبور کا مظاہرہ اور دوسری طرف انسان کی شقاوت و قساوت کا ذکر کر کے شیخ سعدیؒ نے ایک طرح کا موازنہ کیا ہے تاکہ انسان کی باغیانہ روش سامنے آجائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفت حلیت و صبوریت کو دیکھ کر شرم کے مارے نادم ہو کر رب ذوالجلال کے سامنے اپنا سر جھکالے۔ ان پانچوں اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ باپ بیٹے اور رشتہ داروں کے باہم جھگڑے و دھتکارے جانے کے متقاضی ہوتے ہیں، دوست احباب کی محبت باہمی احساس و شفقت تک محدود ہے۔ بصورت دیگر دوست بھی فرار ہو جاتے ہیں۔ ملازم و سپاہی کی غرض منصبی میں کوتاہی مالک بادشاہ کے نزدیک بے زاری کا سبب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی وسیع الظرفی رزق کے تسلسل میں نمایاں ہے۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اوّل	مصرعِ دوم	لغات
۱	دگر ترکِ خدمت کند لشکری اور اگر سپاہی خدمت نہ کرے	شود شاہ لشکر کش از وے بری تو سپہ سالار بادشاہ اس سے بری ہو جائے	(۱) ترک: چھوڑ دینا۔ کند: کرے۔ لشکری: سپاہی۔ شود: ہو جائے۔ شاہ: بادشاہ۔ لشکر کش: لشکر کھینچنے والا یعنی سپہ سالار۔ از وے: اس سے۔ بری: بیزار۔ (۲) و: اور۔ خداوند: مالک۔ بالا: بلندی۔ و: اور۔ پست: نیچی۔ بہ: سبب۔ عصیاں: نافرمانی۔ در: دروازہ۔ رزق: روزی۔ بر: پر۔ کس: شخص۔ نہ: نہیں۔ بست: باندھا۔
۲	و لیکن خداوندِ بالا و پست لیکن نشیب و فراز کے مالک نے	بعصیاں درِ رزق بر کس نہ بست نافرمانی کی وجہ سے کسی پر روزی کا دروازہ بند نہیں کیا	(۳) دو کونش: ش ضمیر اس۔ دو کون: دونوں جہان۔ یکے: ایک۔ در: میں۔ بحر: سمندر۔ علم: جاننا۔ بیند: دیکھتا ہے۔ و: اور۔ پوشد: ڈھانپ دیتا ہے۔ بہ: سے۔ حلم: بردباری۔
۳	دو کونش یکے قطرہ در بحرِ علم دونوں جہان اسکے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں	گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم وہ گناہ دیکھتا ہے اور بردباری سے پردہ پوشی کرتا ہے	(۴) ادیم: چمڑا سطح۔ سفرہ: دسترخوان۔ او: وہ۔ ست: ہے۔ چہ: کیا۔ بریں: اصل بر آیں: اس پر۔ خوان: دسترخوان۔ یغما: لوٹ اور غنیمت۔
۴	ادیمِ زمین سفرۂ عامِ اوست اس کی زمین اس کا عام دسترخوان ہے	چہ دشمن بریں خوانِ یغما چہ دوست اس عام دسترخوان پر دشمن اور دوست یکساں ہیں	(۵) بر: پر۔ جفا پیشہ: ظالم۔ بشتافتے: دوڑ لگاتا۔ کہ: کون۔ از: سے۔ دست: ہاتھ۔ قہر: غصہ۔ ش: اس کے۔ اماں: امن۔ یافتے: پاتا۔
۵	اگر بر جفا پیشہ بشتافتے اگر ظالم پر وہ دوڑ لگاتا	کہ از دستِ قہرش اماں یافتے تو اس کے غصے کے ہاتھ سے کون پناہ پاتا	(۶) بری: پاک۔ ذاتش: اس کی ذات۔ از: سے۔ تہمت: ایسی برائی کا الزام جو کسی میں نہ ہو۔ ضد: مد مقابل۔
۶	بری ذاتش از تہمتِ ضد و جنس اسکی ذات بالمقابل اور ہم جنس کی تہمت سے بری ہے	غنی ملکش از طاعتِ جن و انس اس کا ملک جن اور انس کی تابعداری سے بے نیاز ہے	جنس: شریک اور اپنے جیسا۔ غنی: بے نیاز۔ طاعت: فرمانبرداری۔

جن: ایک مخلوق جو آگ سے پیدا ہوئی ہے اور انسانی نظروں سے اوجھل ہے۔ انس: انسان۔

تشریح: (۲) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اللہ تعالیٰ کی بلند حوصلگی اور وسیع الظرفی کا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات زمینوں اور آسمانوں کے مالک ہونے کی بنا پر چاہے تو وہ فرعون ہامان اور قارون شداد جیسے بڑے بڑے باغیوں کو نیست و نابود کر دے لیکن وہ ذات اتنی وسیع الظرف ہے کہ سرکشوں کی باغیانہ روش کتنے ہی عروج تک پہنچ جائے لیکن وہ (اللہ تعالیٰ) کسی باغی کا رزق بند نہیں کرتا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو روزی دینے کا وعدہ کیا ہے اس لیے وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ (۳) اس شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اتنی بڑی ہے کہ اس کے سامنے دونوں جہانوں کی وقعت و حیثیت ایسی ہے جیسے سمندر میں ایک قطرے کی حیثیت ہوتی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ اتنے اختیارات کے مالک ہیں کہ وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ اگر وہ کسی سرکش کو دنیا میں سزا نہیں دیتے یا بر وقت کسی باغی کی گرفت نہیں کرتے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی سرکش کی باغیانہ کارروائی اسے معلوم نہیں۔ فرمانِ ربانی ہے کہ "وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ" اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل نہیں۔ لہٰذا کسی نافرمان کی بر وقت گرفت نہ کرنا اس کی لاعلمی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی ستاری کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ سَتَّارُ الْعُيُوبِ یعنی عیبوں کو چھپانے والا ہے۔ (۴) روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس قدر ہیں کہ اپنا و پرایا، دوست اور دشمن سبھی یکساں طور پر وہ نعمتیں استعمال کرتے ہیں۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ اپنے حامیوں اور وفاداروں کو ہر قسم کی سہولتیں مہیا کرتے ہیں جبکہ اپنے مخالفین کا نہ صرف جینا دوبھر کر دیتے ہیں بلکہ انہیں باغی قرار دے کر سزائے موت کا مستحق قرار دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہ اپنے ماننے اور نہ ماننے والوں کو بلا امتیاز رزق مہیا کر رہی ہے۔ چونکہ ایمان والوں کا اصل حق آخرت میں اجر و ثواب کی صورت میں دیا جائیگا اس لیے دنیا میں بظاہر مومنین پریشان حال رہتے ہیں تاکہ بلندیٔ درجات کا باعث ہو جبکہ منکرین اور کافروں کو دنیا میں اتنا رزق عطا کرتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کیونکہ آخرت میں انہیں (کافروں کو) کچھ نہ ملے گا۔ (۵) اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ الْمُتَقَطِّعُ وَالنِّسْيَانُ (ترجمہ: انسان ٹوٹ پھوٹ اور بھول سے ترکیب پایا ہے) کے مصداق دنیا میں انسان سے کبھی نہ کبھی کوئی خطا سرزد ہو جاتی ہے۔ ہر انسان اپنی توفیق کے مطابق مقدور بھر کسی نہ کسی طرح ظلم و جبر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہر ظالم و جابر سے انتقامی کارروائی کر سکتا تھا۔ اگر وہ ہر شخص سے انتقام لینے کی ٹھان لے تو پھر دنیا میں کوئی شخص ایک سیکنڈ کے کروڑویں حصے کی مقدار بھی قدم اٹھانے کے قابل نہ رہتا اور کوئی بھی گناہگار وقت کے کسی بھی لمحے میں اس کے قہر و غضب سے نہ بچ سکتا۔ (۶) وہ تمام جہان اور کائنات کی ہر وہ چیز جس کا علم انسان کو ہے یا نہیں ان کا خالق اور مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کائنات کی کسی چیز کے بنانے یا مخلوق کی پیدائش میں اس کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں تھا۔ یہ سب کچھ اس نے تن تنہا بنایا اور پیدا کیا ہے۔ اس لیے اس کی عبادت و طاعت میں بھی اس کا کوئی شریک یا مد مقابل نہیں۔ لہٰذا اسی کی مخلوق میں سے کسی ایک کو اللہ تعالیٰ کے مد مقابل لانا یا شریک ٹھہرانا یہ مدعا ظاہر کرتا ہے کہ گویا کہ کائنات کو وجود بخشتے وقت وہ بھی شریک کار تھا۔ یہ مدعا جہاں سراسر ظلم ہے وہاں اللہ تعالیٰ پر بہتان بھی ہے۔ اگر تمام جن اور انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے لگ جائیں تو اسے کوئی فکر نہیں۔

marfat.com

١	پرستارِ امرش ہمہ چیز و کس	بنی آدم و مُرغ و مور و مگس
	ہر چیز اور ہر شخص اس کے حکم کا فرمانبردار ہے	آدم کی اولاد ، پرندہ ، چیونٹی اور مکھی
٢	چُناں پہن خوانِ کرم گسترد	کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد
	بخشش کا ایسا چوڑا دسترخوان بچھایا ہے	کہ سیمرغ کوہ قاف میں روزی کھاتا ہے
٣	لطیف کرم گستر کارساز	کہ دارائے خلقت و دانائے راز
	ایسا مہربان، کرم فرمانے والا، کام بنانیوالا	کہ مخلوق کا نگہبان اور راز جاننے والا ہے
٤	مُرا اُو را رسد کبریا و منی	کہ ملکش قدیمست و ذاتش غنی
	اُس ہی کو بڑائی اور خودی کا حق پہنچتا ہے	کیونکہ اس کا ملک قدیم ہے اور اس کی ذات بے نیاز ہے
٥	یکے را بسر بر نہد تاجِ بخت	یکے را بخاک اندر آرد ز تخت
	کسی کے سر پر نصیبے کا تاج پہناتا ہے	کسی کو تخت شاہی سے اتار کر خاک میں ملا دیتا ہے

(١) پرستار، پوجنے والا، مراد فرمانبردار ہے۔ امر، حکم۔ ہمہ، تمام۔ کس، شخص۔ بنی آدم، آدم کی اولاد۔ مُرغ، پرندہ۔ مور، چیونٹی۔ مگس، مکھی۔ (٢) چناں، ایسا۔ پہن، چوڑا۔ خوان، دسترخوان۔ کرم، سخاوت۔ گسترد، اُس نے بچھایا۔ سیمرغ، ایک فرضی پرندہ جس کے پر تیس رنگ کے ہوتے ہیں۔ در، میں۔ قاف، ایک فرضی پہاڑ جس کے متعلق کہتے ہیں کہ دنیا کے اردگرد محیط ہے۔ (٣) لطیف، مہربان، باریک بین۔ کرم گستر، بخشش پھیلانیوالا۔ کارساز، کام بنانے والا۔ دارائے خلق، مخلوق کا رکھوالا۔ (٤) مرا، کلمۂ تخصیص۔ اُو را، اُس کو۔ رسد، پہنچتا ہے۔ کبریا، بڑائی۔ منی، خودی۔ ملکش، اُس کا ملک۔ قدیم، ہمیشہ سے۔ غنی، بے پرواہ۔ (٥) یکے، ایک۔ را، کو۔ بسر، سر پر۔ نہد، رکھتا ہے۔ بخت، نصیب۔ تہ، میں۔ خاک، مٹی۔ آرد، لاتا ہے۔ ز، سے۔

تشریح: (١) امور تشریعیہ (ظاہر علوم شریعت جن پر عمل کرنا فرض ہے) ہوں یا امور تکوینیہ (باطنی علوم یا اللہ تعالیٰ کی خفیہ کارروائیاں جو ہمیشہ انسانی تدبیروں پر غالب کر عقلوں کو حیران کر دیتی ہیں) درند، چرند، پرند، جن و انس اور کیڑے مکوڑے وغیرہ سب اُسی کے اطاعت گزار ہیں۔ البتہ انسان اور جن کو حق و باطل کی پہچان دے کر ان پر عمل پیرا ہونے کا اختیار دیا ہے اب جن و انس کی مرضی کہ حق کی راہ اختیار کرے یا باطل پر عمل پیرا ہو۔ اس کا اصل فیصلہ روز قیامت میں ہوگا۔ (٢) کائنات میں موجود ہر وہ مخلوق جس کا اور اک انسان کو ہے یا نہیں اپنے جسم کی بقا کے لیے غذا کا محتاج ہے اگر مطلوبہ مخلوق کی موافقہ خوراک بروقت میسر نہ ہو تو وہ زندہ نہ رہ سکے گی اس لیے خالق کائنات نے اپنی مخلوق کی بقا کے لیے خوراک کا اتنا لمبا چوڑا اہتمام کیا ہے جو کہ اس کی ربوبیت کے شایان شان ہے وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ رب ایسی صفت کو کہتے ہیں جو موقع و محل کے مطابق بروقت مطلوبہ چیز مہیا کر کے مخلوق کی حاجت براری کرے مثال کے طور پر پرندوں کو اُڑنے کے لیے پروں کی شکل میں حاجت براری کی۔ انسان کی جسمانی و روحانی ضروریات میسر کر کے انسان کی حاجت براری کی۔ چونکہ غذا و خوراک ہر مخلوق کی اہم ضرورت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف نعمتوں کی شکل میں وسیع و عریض دسترخوان لگا دیا ہے۔ موسیٰ کو روزی دیتا ہے فرعون کی گود میں۔ کیڑے کو روزی دیتا ہے دنیا کی رود میں۔

(٣) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات کا ذکر کیا ہے۔ (١) لطیف (٢) کرم گستر (٣) کارساز (٤) دارائے خلق (٥) دانائے راز۔ لطیف وہ صفت ہے جس میں ہر قسم کا لطف و کرم پوشیدہ ہے۔ کرم گستر وہ صفت ہے جو کہ تمام مہربانیوں پر محیط ہے۔ کارساز اس صفت کو کہتے ہیں جس میں تمام بگڑے ہوئے کام بننے کی نوید مخفی ہے۔ دارائے خلق ایسی صفت ہے جو کہ مخلوق کی نگہبانی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا پیغام دیتی ہے۔ دانائے راز، اس صفت میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تمام جہانوں اور کائنات کی کوئی چیز مخفی نہیں۔ ایسی صفات کی حامل واحد ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ صرف اُسی کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ بنائیں چنانچہ شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات کا تذکرہ کر کے اس کی عبادت کرنے کا پیغام دیا ہے۔ (٤) اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مُتکبر (بڑائی کرنے والا) بھی ہے۔ جو اس کی کبریائی پر دلالت کرتی ہے جب انسان تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا (ترجمہ و مفہوم) زمین پر اکڑ کے نہ چل کیونکہ زمین کو چیر کر تحت الثریٰ تک پہنچنے اور پہاڑ کی بلند چوٹیوں تک پہنچنے کی قوت تجھ میں نہیں اس لیے اترا کر چلنا تجھے زیب نہیں دیتا فرمان رسول ہے کہ جو لوگ غرور کرتے ہیں قیامت کے دن وہ لوگ چیونٹی کی طرح چل رہے ہوں گے کبریائی اللہ تعالیٰ کی چادر ہے مغرور شخص اللہ تعالیٰ کی چادر پر ہاتھ ڈالتا ہے جب مغرور شخص قبر میں جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے کہ تو زمین پر اترا کے چلتا تھا اس لیے میری نظروں میں سب سے بُرا تو ہی تھا۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اللہ تعالیٰ کو کبریائی کا حقدار قرار دے کر یہ دلیل دی ہے کہ پورا ملک اس کی ملکیت ہے کسی سے لیا ہوا نہیں ہے۔ اس کی ذات غنی ہے کبریائی اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہے۔ تکبر کرنا مخلوق کے لیے روا نہیں۔ اس لیے کہ کائنات میں اس کا اپنا کچھ بھی نہیں۔

(٥) دنیا و مافیہا میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کی کائنات سے باہر نہیں جا سکتا خواہ حکمران ہو یا رعایا کا کوئی فرد۔ چونکہ دنیا میں صاحب اختیار طبقہ بادشاہوں کا طبقہ ہے اور اکثر و بیشتر حکمران ظالم و جابر ہو کر گزرے ہیں۔ مذکورہ شعر میں اسی صاحب اختیار طبقے کا آخری انجام اور اس کے پس منظر میں اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ کارروائیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ظالم طبقہ جس قدر چاہے اللہ تعالیٰ کی زمین کو فساد و ستم سے بھر دے لیکن اللہ تعالیٰ کی دسترس سے نہیں نکل سکتا۔ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ ایک نئی شان میں اپنے وجود کا احساس دلاتا ہے۔ جو بادشاہوں کو مٹی میں ملا دیتا ہے اور مظلوموں میں سے کسی ایک کو تخت شاہی پہ بٹھا دیتا ہے۔

؎ تغیرات زمانہ سو عظمت رب ہے سن لے　　　　ہر تغیر سے آتی ہے صدا فَافْهَمُوا فَافْهَمُوا

marfat.com

مصرعِ اول		مصرعِ دوم
کلاہِ سعادت یکے بر سرش	۱	گلیمِ شقاوت یکے در برش
کسی کے سر پر نیک بختی کی ٹوپی اوڑھاتا ہے		کسی کے بدن پر بدبختی کی کملی پہناتا ہے
گلستاں کند آتشے بر خلیل	۲	گروہے بآتش برد ز آبِ نیل
(ابراہیمؑ) خلیل اللہ پر آگ کو گلزار بنا دیتا ہے		ایک گروہ کو نیل کے پانی سے دوزخ میں پہنچا دیتا ہے
گر آنست منشورِ احسانِ اوست	۳	ور اینست توقیعِ فرمانِ اوست
اگر وہ (حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ) ہے تو اسکے احسان کا فرمان ہے		اگر یہ (فرعون کا واقعہ) ہے تو اسکے غصے کا فرمان ہے
پسِ پردہ بیند عملہائے بد	۴	ہمو پردہ پوشد بآلائے خود
پردہ کے پیچھے بُرے کام کو دیکھتا ہے		وہی اپنی عنایتوں سے پردہ پوشی کرتا ہے
بتہدید اگر بر کشد تیغِ حکم	۵	بمانند کرّوبیاں صُمٌّ و بُکمٌ
دھمکانے کے لیے اگر حکم کی تلوار سونتے		تو مقرب فرشتے بہرے گونگے بنے رہیں

(۱) کلاہ: ٹوپی۔ سعادت: نیک بختی۔ گلیم: گودڑی۔ شقاوت: بدبختی۔ یکے: ایک۔ در: میں۔ بر: بغل۔
(۲) گلستان: باغ۔ کند: کرتا ہے۔ آتشے: آگ۔ اس میں یا عظمت کی ہے۔ بر: پر۔ خلیل: حضرت ابراہیمؑ کا لقب۔ گروہے: ایک گروہ مراد فرعون کی فوج۔ آتش: آگ۔ برد: لے جاتا ہے۔ آب: پانی۔ نیل: مصر کا دریا۔ (۳) آنست: وہ ہے۔ منشور: فرمان۔ احسان: نیکی۔ ور: اور اگر۔ اینست: یہ ہے۔ توقیع: منشور نامہ کی مہر۔ فرمان: حکم۔ اوست: وہ ہے۔ (۴) پس: پیچھے۔ بیند: دیکھتا ہے۔ عملہا: عمل کی جمع۔ بد: برا۔ ہمو: وہی۔ پوشد: ڈھانپ دیتا ہے۔ بہ: ساتھ۔ آلاء: جمع الاء نعمتیں۔ خود کو خود پڑھتا ہے۔
(۵) بہ: ساتھ۔ برکشد: کھینچے، سونتے۔ تیغ: تلوار۔ بمانند: رہ جائیں۔ کروبیاں: وہ مقرب فرشتے جو ہر وقت بارگاہِ الٰہی کے حاضر باش ہیں۔ صُمٌّ: بہرے۔ بُکمٌ: گونگے۔

تشریح: (۱) یہ دُنیا رنگ برنگی ہے۔ اس میں ہر قسم کا انسان رہتا ہے۔ کوئی معزز ہے تو کوئی عاجز، کوئی حاکم ہے تو کوئی محکوم، کوئی عزت کی زمین میں خاک آلودہ ہے اور کوئی امیری کی فلک بوس عمارت کی چھت پر رقصاں ہے۔ دُنیا کے مختلف رنگوں میں سے ایک رنگ اس شعر میں پیش کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر کی عکس بندی کی گئی ہے۔

(۲) شعر کے پہلے مصرعے میں حضرت ابراہیمؑ کا معجزانہ انداز، اور دوسرے مصرعہ میں حضرت موسیٰؑ کا معجزاتی پہلو بیان کیا گیا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ دونوں معجزوں میں واقعات کا ماحول میل نہیں کھاتا کیونکہ آگ کا کام ہے جلا دینا جبکہ پانی کا عمل انسان کو ٹھنڈک پہنچانا، لیکن اس شعر کے پہلے مصرعے میں بتایا گیا ہے کہ نمرود کی آگ حضرت ابراہیمؑ پر گلزار بن گئی۔ آگ کا گلزار ہونا بجھ کر ختم ہونا آگ کے ماحول سے میل نہیں کھاتا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مناظر میں کوئی بعید نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ۔ ہم نے کہا اے آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈی و سلامتی والی (گلزار) ہو جا۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي کے قرآنی الفاظ قابلِ غور ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ آگ کی جلانے کی فطرت بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔ فرعون بہت ہی سرکش تھا، موسیٰؑ کے مقابلے میں نہ صرف سخت تھا بلکہ خود رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ کا دعویدار تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے بحکمِ الٰہی فرعون کو سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہ مانا۔ (اگر) پانی حد سے زیادہ بڑھ جائے تو اس کی زد میں ہر آنے والی چیز غرق ہو جاتی ہے لیکن دریائے نیل نے موسیٰؑ کو گذرنے کا راستہ دے دیا، بنی اسرائیل کے کسی فرد کو چھوا تک نہیں۔ چونکہ فرعون اور اس کی فوج کا انجام جہنم کی آگ تھا اس لیے وہ دریائے نیل کی موجوں میں ڈوب کر جہنم کی آگ میں کود گیا۔ اس شعر کے مصرعے میں یہی تمثیل و تشبیہ دی گئی ہے۔ اس شعر کے دونوں مصرعے گذشتہ شعروں میں بیان کردہ قدرتِ الٰہیہ کے مظاہر پر مبنی استدلال کا درجہ رکھتے ہیں۔ (۳) اس شعر کے پہلے مصرعے میں حضرت ابراہیمؑ کی نیکیوں کا صلہ آگ کا گلزار ہونا بیان کیا گیا ہے اور دوسرے مصرعے میں فرعون سمیت اس کے تابعداروں کی برائیوں کی سزا دریائے نیل کی موجوں کے راستے سے جہنم رسید ہونا کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں کی دُنیا و آخرت میں کامیابی ہوتی ہے خواہ دنیا میں بظاہر تنگدستی کی زندگی کیوں نہ ہو اور نافرمان لوگ دنیا و آخرت میں ناکام رہتے ہیں چاہے بظاہر دنیا میں کوئی تختِ شاہی پر متمکن کیوں نہ ہو۔ کامیابی کا اصل راز احکاماتِ الٰہیہ کی بندگی میں پوشیدہ ہے اور ناکامی کا بھید اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں پنہاں ہے۔ فرعون جیسی زندگی گذارنے والا شخص موسیٰؑ جیسا انجام پائے یہ ناممکن ہے۔ چنانچہ مذکورہ شعر کے دونوں مصرعوں سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ علیم و بصیر ہے یعنی وہ مخلوق کی ہر نوعیت کی نقل و حرکت کو جانتا ہے خواہ وہ نقل و حرکت خفیہ ہو یا علانیہ اسے سب معلوم ہے۔ اسی طرح کائنات کی ہر پوشیدہ و ظاہری چیزیں اس کی نگاہ میں رہتی ہیں۔ وہ انسان و جن کے ہر عمل کو دیکھتا ہے۔ پس پردہ کی گئی برائیوں کو انسان دنیا سے چھپا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے ان برائیوں کا چھپانا ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ بصیر ہے۔ انسان بھی دیکھتا ہے، دیکھنے کیلئے روشنی، نگاہ اور قرب کا محتاج ہے کیونکہ کوئی بھی چیز جتنی زیادہ دور ہو گی وہ نظر نہیں آئے گی۔ اندھیرے میں خود اپنا ہاتھ بھی انسان کو دکھائی نہیں دیتا اور نابینا سرے سے دیکھ نہیں سکتا، بہرکیف انسان دیکھنے کیلئے ان تینوں (قرب، روشنی، دید) چیزوں کا محتاج ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کو ان تینوں چیزوں میں سے کسی ایک کی بھی ضرورت نہیں۔ باوجودیکہ وہ ہر چیز دیکھتا ہے، پردے کے پیچھے ہونے والی بدکاریاں بھی دیکھتا ہے لیکن وہ ستار العیوب کی صفت رکھتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی پردہ پوشی اس کی صفتِ ستاریت کا خاصہ ہی نہیں بلکہ اس کی مہربانیوں کا تقاضہ بھی ہے۔ اس شعر کے دونوں مصرعوں میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ ستاریت کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۵) اس شعر میں اللہ تعالیٰ کے دبدبے اور عظمت کو بیان کیا گیا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے وہاں وہ قہار و جبار بھی ہے۔ جب وہ غضبناک ہو کر کوئی حکم دیتا ہے تو اس کے قریبی فرشتے بولنے اور سننے کی سکت چھوڑ جاتے ہیں۔ حالانکہ اس کے فرشتے بڑی طاقتور مخلوق ہیں یعنی زمین و آسمان کی درمیانی مسافت پانچ سو سال کے برابر ہے جبکہ زمین و آسمان کی اتنی لمبی مسافت طے کرنا فرشتوں کیلئے ایک جھپک کا کام ہے جو کہ پل بھر میں یہ مسافت طے کر لیتے ہیں۔ فرمانِ نبویؐ ہے کہ فرشتے کا ایک قدم زمین پر ہوتا ہے تو دوسرا قدم آسمان پر ہوتا ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بڑی لطیف مخلوق ہیں۔ کسی بھی چیز میں جتنی زیادہ لطافت ہو گی وہ اتنی ہی زیادہ طاقتور ہو گی جس طرح جنات کی نورانی مخلوق (فرشتے) اتنی طاقتور ہے کہ ہر کام پل جھپکنے میں کر لیتے، وہ ذات خود کتنی بڑی قوت کی مالک ہو گی۔ اس شعر میں فرشتوں جیسی طاقتور مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے دبدبے اور رعب کا تذکرہ کر کے انسان کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ بھی حق تعالیٰ کی عظمت کے آگے سرنگوں رہے اور اس کے احکامات سے سرتابی نہ کرے۔

	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	دگر در دہد یک صلائے کرم	عزازیل گوید نصیبے برم
	اور اگر بخشش کا ایک اعلان کر دے	تو شیطان بول اٹھے کہ میں بھی حصہ حاصل کروں گا
۲	بدرگاہِ لطف و بزرگیش بر	بزرگاں نہادہ بزرگی زسر
	اس کی مہربانی اور بزرگی کی درگاہ میں	بزرگوں نے اپنے سر سے بزرگی اتار پھینکی
۳	فرو ماندگاں را برحمت قریب	تضرع کناں را بدعوت مجیب
	عاجزوں کیلئے اپنی رحمت کے اعتبار سے قریب ہے	عاجزی کرنے والوں کی دعا قبول کرنے والا ہے
۴	بر احوالِ نابودہ علمش بصیر	باسرارِ ناگفتہ لطفش خبیر
	غیر موجود احوال کو اس کا علم دیکھنے والا ہے	نہ کہے ہوئے رازوں پر اسکی باریک بینی خبردار ہے
۵	بقدرت نگہدارِ بالا و شیب	خداوندِ دیوانِ روزِ حسیب
	قدرت کے ذریعے آسمان و زمین کا نگہبان ہے	حساب کے دن کی کچہری کا مالک ہے
۶	نہ مستغنی از طاعتش پشت کس	نہ بر حرفِ او جائے انگشتِ کس
	کسی کی کمر اس کی بندگی سے بے نیاز نہیں	اسکے کسی حرف پر کسی کو انگلی دھرنے کا موقع نہیں

(۱) دگر: اور اگر۔ در: زائد۔ دہد: دیوے۔ یک: ایک۔ صلا: آواز لگانا۔ کرم: بخشش۔ عزازیل: شیطان۔ گوید: کہے۔ نصیبے: ایک حصہ یا دخل کی ہے۔ برم: میں بھی اور لگا۔ (۲) بدرگاہ: بارگاہ۔ لطف: مہربانی۔ ش: ضمیر غائب اسکی۔ بر: زائد۔ بزرگاں: جمع بزرگ۔ نہادہ: رکھے ہوئے۔ ز: سے۔ سر: سر۔ (۳) فرو ماندگاں: جمع فرو ماندہ، تھکا ماندہ۔ را: کو۔ برحمت: رحمت کے ساتھ۔ تضرع: زاری، عاجزی۔ کناں: کرنیوالے۔ بدعوت: دعا کو۔ مجیب: قبول کرنے والا۔

(۴) بر: پر۔ احوال: جمع حال۔ نابودہ: نہ ہوئے ہوئے۔ علمش: اس کا علم۔ بصیر: دیکھنے والا۔ بہ: کو۔ اسرار: جمع سرّ، راز۔ ناگفتہ: نہ کہے ہوئے۔ لطف: باریک بینی۔ خبیر: خبردار۔

(۵) بہ: ساتھ۔ نگہدار: نگاہ رکھنے والا۔ بالا: بلندی۔ و: اور۔ شیب: پستی۔ خداوند: مالک۔ دیوان: دفتر۔ روز: دن۔ حسیب: حساب، اس کے الف میں امالہ سے یا بن گئی۔ (۶) مستغنی: بے نیاز۔ از: سے۔ طاعت: بندگی۔ پشت: کمر۔ کس: شخص۔ بر: پر۔ حرف: بات۔ او: اس کی۔ جائے: جگہ۔ انگشت: انگلی۔ کس: شخص۔

تشریح: (۱) اس شعر میں اللہ تعالیٰ کے بے پناہ رحم کا تذکرہ ہے۔ اگر وہ جوشِ رحمت کا مظاہرہ کرے تو شیطان جیسے ملعون بھی بخشش کی امید کرنے لگیں۔ اس سے پہلے شعر میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تذکرہ کر کے شیخ سعدیؒ نے غضب و رحمت سے پیدا ہونے والی کیفیت کا موازنہ کیا ہے۔ ان دونوں شعروں کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتے کی مناسبت اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں سے ہے جبکہ اہل کفر و شرک کی مناسبت شیطان کے ساتھ ہے جس طرح فرشتے اللہ تعالیٰ کے دبدبے سے متاثر ہو کر اس کے سامنے گونگے و بہرے غلام کی طرح کھڑے ہیں اسی طرح اس کی عظمت کے پیش نظر نیکوکار و پرہیزگار بندوں کی قلبی و ذہنی کیفیت مقرب فرشتوں جیسی ہوتی ہو جبکہ اس کی رحمت کے جوش کو دیکھ کر شیاطین بھی مغفرت کی آس لگا بیٹھے ہوں بعینہٖ کافر و مشرک کی ذہنی و قلبی حالت بھی اسی نوعیت کی ہو۔ (۲) انسان کی فطرت میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہ اپنے قول و فعل کے ذریعے خود کو بڑا کہلوائے۔ بالخصوص ایسا شخص جو صاحبِ اختیار ہو۔ اگر کوئی شخص نیکیوں کی کثرت کی وجہ سے بزرگی کے مقام تک پہنچ جاتا ہے تو اس کی طبیعت میں عاجزی و انکساری سرایت کر جاتی ہے۔ یہ قدرت کا خاص انعام ہوتا ہے۔ جس قدر طبیعت میں عجز و انکسار پایا جائے گا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی قدر صاحبِ رتبہ ہو گا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں وہی شخص عزت والا ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ پرہیزگاری ہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقام و مرتبہ کیلئے شرط ہے۔ اس شعر میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریائی یہ ہے کہ اس کے دربار میں ہر بڑے سے بڑا بزرگ اس کے سامنے پیش ہوتے وقت اپنی بزرگی کی چادر اتار دیتا ہے۔ اس کے سامنے ایک حقیر بندے کی حیثیت سے پیش ہوتا ہے۔ مذکورہ آیت کی ترجمانی بھی اسی شعر میں ہو سکتی ہے۔ (۳) عاجزی ایک ایسا انمول خزانہ ہے جس کی بدولت انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب ہو جاتا ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے لیکن اولیاء و صالحین عبادت و ریاضت کے ذریعے اس کا قرب حاصل کر لیتے ہیں جبکہ عوام الناس کیلئے نزولِ قربِ رحمت کا وسیلہ اعمالِ صالحہ کو اختیار کرنا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا قرب حاصل کرنے کیلئے کچھ نہ کچھ خیر و بھلائی کے کام کرتے رہنا ہی اس کے قرب سے مالا مال ہونے کیلئے کافی ہے جو لوگ اس کے سامنے گڑگڑاتے ہیں وہ نہ صرف اس کا قرب حاصل کر لیتے ہیں بلکہ قبولیتِ دعا کے شرف سے بھی مالا مال ہو جاتے ہیں۔ مذکورہ شعر کے دونوں مصرعوں میں یہی بات سمجھائی گئی ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس عالم الغیب ہے اس کیلئے کون و مکاں و لامکاں سے بھی بہت آگے تک کا علم ہے کائنات میں آئندہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ اسے اس طرح جانتا ہے جیسا کہ یہ اس کے سامنے کا واقعہ ہو۔ اسباب و ذرائع سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ عطائی علم کہلاتا ہے اور اسباب و ذرائع کے بغیر جو علم حاصل ہوتا ہے اسے علمِ غیب کہتے ہیں جبکہ مخلوق حصولِ علم کیلئے اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اسباب و ذرائع کی محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ کسی واقعہ یا بات کو جاننے کیلئے اسباب و ذرائع کی احتیاج نہیں رکھتا یہی وجہ ہے علمِ غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ علمِ غیب ہی کی وجہ سے تمام چھپے بھیدوں سے ایسے ہی واقف ہے جیسے یہ سب اس کے سامنے کی بات ہے۔ مذکورہ شعر کا مفہوم یہی ہے۔ (۵) انسان کیلئے آسمان سے بلند کوئی چیز نہیں اور زمین تحت الثریٰ سے زیادہ پست کچھ نہیں۔ آسمان کی تمام تر بلندیوں اور زمین کی تمام تر پستیوں کا نگران صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ تمام بلندیوں و پستیوں کو اپنی نگاہ میں رکھتے ہوئے انہیں سنبھالنا اسکی قدرت کا مظہر ہے۔ آسمانوں کو کسی ستون کے بغیر سنبھالنا اور زمین کو کسی سہارے کے بغیر بچھا دینا اسکی قدرت کا مظہر نہیں تو اور کیا ہے۔ مذکورہ شعر میں شیخ سعدیؒ نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت تمام بلندیوں اور پستیوں پر حاوی ہے۔ اسی طرح یومِ حساب کا پورا دفتر بھی اسی کی ملکیت ہے جو کہ بلندیوں اور پستیوں کی نگہبانی کی طرح اس کی نگرانی میں ہے۔ (۶) کائنات میں اللہ تعالیٰ کی حکمرانی ہے خواہ امورِ تکوینیہ کے حوالے سے ہو یا امورِ تشریعیہ کے حوالے سے ہو حضرت خضر علیہ السلام تکوینی میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریعی میں باکمال تھے امورِ تکوینیہ انہیں کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات سے ادا ہوتے ہیں جبکہ امورِ تشریعیہ ظاہری افعال کا نام ہے۔ اس شعر کے پہلے مصرعہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ کائنات میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو تکوینی یا تشریعی طور پر اسکی عبادت نہ کرتا ہو اور شعر کے دوسرے مصرعہ میں اللہ تعالیٰ کے معجزانہ کلام کی طرف اشارہ کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اسقدر فصیح و بلیغ ہے کہ بڑے سے بڑا زبان دان یا ماہرِ لسانیات کلام اللہ کی فصاحت و بلاغت اور بدائع و صنائع پر کوئی حرف نہیں اٹھا سکتا جبکہ قرآن کی مثل کوئی ایک سورت بنانے کا چیلنج بھی موجود ہے دنیا نے کلام اللہ کو زیر کرنے کیلئے ہر حربہ اختیار کیا لیکن اس کی مثل آیت نہ لا سکی

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
قدیمے نکوکار نیکی پسند	۱	بکلک قضا در رحم نقشبند
قدیم ہے نیک کام کرنے والا نیکی پسند کرنے والا ہے		حکم کے قلم سے رحم میں (بچے کے) نقوش پیدا کرنے والا ہے
ز مشرق بمغرب مہ و آفتاب	۲	رواں کرد و گسترد گیتی بر آب
مشرق سے مغرب کو چاند اور سورج کو		جاری کیا اور دنیا پانی پر بچھائی
زمیں از تپ لرزہ آمد ستوہ	۳	فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ
جب زمین تپ و لرزہ سے عاجز آئی		اس کے دامن پر پہاڑ کی کیل ٹھونک دی
دہد نطفہ را صورتے چوں پری	۴	کہ کردست بر آب صورت گری
نطفہ کو پری جیسی صورت عنایت کرتا ہے		(خدا کے علاوہ) کس نے پانی پر نقاشی کی ہے
نہد لعل و فیروزہ در صلب سنگ	۵	گل لعل در شاخ پیروزہ رنگ
پتھر کی کمر میں لعل اور فیروزہ پیدا فرماتا ہے		سرخ پھول سبز رنگ کی شاخ میں لگاتا ہے
ز ابر افگند قطرۂ سوئے یم	۶	ز صلب آورد نطفہ در شکم
ابر سے ایک قطرہ سمندر میں ڈالتا ہے		ریڑھ کی ہڈی سے نطفہ شکم (مادر) میں ڈالتا ہے

(۱) قدیم: جو ہمیشہ سے ہو۔ یا توصیف کی ہے نکوکار: نیکی کرنے والا، نیکی پسند: نیکی پسند کرنے والا۔ بکلک: قلم، قضا: تقدیر، در: میں۔ رحم: بچہ دانی۔ نقشبند: نقش بنانے والا۔ (۲) مشرق: سورج نکلنے کی طرف مغرب: سورج ڈوبنے کی طرف۔ مہ: چاند۔ آفتاب: سورج۔ رواں: جاری کر دیا گیا۔ گسترد: پھیلائی۔ گیتی: زمین۔ بر: پر۔ آب: پانی (۳) از: سے تپ لرزہ: سردی کا بخار۔ ستوہ: عاجز۔ فرو: زائد۔ کوفت: ٹھونک دی۔ کوہ: پہاڑ (۴) دہد: دیتا ہے نطفہ: منی یعنی انسان کا مادہ حیات۔ چوں: مثل۔ پری: جن قوم کی مادہ۔ کہ: کون۔ کردست: کی ہے۔ برآب: پانی پر۔ صورت گری: تصویر کشی، نقاشی۔ (۵) نہد: رکھتا ہے۔ لعل: سرخ رنگ کا قیمتی پتھر۔ فیروزہ: سبز رنگ کا قیمتی پتھر۔ در: میں۔ صلب: پشت سخت۔ سنگ: پتھر۔ گل: پھول۔ پیروزہ: فیروزہ۔ (۶) ابر: بادل۔ افگند: ڈالتا ہے۔ قطرہ: ایک قطرہ۔ سوئے: طرف۔ یم: دریا، سمندر۔ صلب: پشت۔ آورد: ڈالتا ہے۔ نطفہ: مادہ حیات۔ در: میں۔ شکم: پیٹ۔

تشریح: (۱) اس شعر کے پہلے مصرعے میں اللہ تعالیٰ کی خاصیت بیان کی گئی ہے کہ وہ ازل سے بھلائی کے کاموں میں مصروف ہے اور بھلائی کو ہی پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے اس لیے ہر مکلف و غیر مکلف انسان کو بھی یہی تلقین کی گئی ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ وہ اللہ کے اخلاق اپنائے شعر کے دوسرے مصرعے میں انسان کی تخلیق کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ کائنات میں ہر چیز کی تخم ریزی کا عمل الگ الگ ہے۔ نباتات کے تخم سے صرف نباتات کی تخلیق ہو سکتی ہے یعنی آم کے بیج سے صرف آم کا درخت ہی پیدا ہو گا اس سے بیر یا امرود کا درخت پیدا نہیں ہو گا اسی طرح انسان کے مادہ تولید سے صرف انسان ہی تخلیق پائے گا اس سے اور کوئی مخلوق پیدا نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے اسی تقدیری عمل کو شعر ہٰذا کے دوسرے مصرعے میں شیخ سعدیؒ نے پیش کر کے اس کی کمال قدرت کو بیان کیا ہے۔ (۲) اس شعر کے پہلے مصرعے میں مشرق سے طلوع اور مغرب میں غروب ہونے کی صورت میں سورج اور چاند کی گردش کا تذکرہ کیا گیا ہے اگر سورج اپنے مقام سے ایک انچ ادھر ادھر ہو جائے تو کائنات کا پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا سورج اور چاند کی عجیب و غریب تخلیق اور ان کا حیرت انگیز نظام اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہے۔ دوسرے مصرعے میں زمین کو پانی پر بچھا کر اس زمین کو کھینچے کے وجود پانی سے ایسے چپکایا ہے کہ ایک تو زمین یا پانی اپنے اپنے مقام سے نہیں ہٹتے۔ سائنسدانوں کی تحقیق ہے کہ زمین پچیس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتی ہے لیکن اس کو اپنی جگہ پر برقرار رکھنے کیلئے اتنی من فی کس کے حساب سے زمین پر بوجھ ڈالا گیا ہے اور پہاڑوں کو زمین میں گاڑ کر اس کا توازن درست کیا گیا ہے۔ (۳) اس شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب زمین کو پانی سے چپکایا گیا تو وہ لرزنے لگی جب وہ مسلسل لرزنے سے عاجز ہو گئی تو اس کی کپکپی کو ختم کرنے کے لیے پہاڑوں کو کیل بنا کر زمین میں ٹھونک دیا اور زمین کی لرزہ براندامی ختم ہو گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام کائنات بھی اور اس کی عجیب و غریب قدرت بھی اگر انسان اپنی عقل سے سوچے تو زمین پانی اور پہاڑ ان تینوں کی بناوٹ و مزاج یکساں نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے مربوط نظام کے پیش نظر ان تینوں کو ایک دوسرے کے ساتھ منسلک کیا ہوا ہے کہ یہ تینوں باہم لازم و ملزوم ہیں۔ (۴) قرآن مجید میں مذکور ہے۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ وہ رحم مادر میں جیسے چاہتا ہے شکلیں بناتا ہے انسان کا مادہ حیات ایک لیسدار پانی کا قطرہ ہے چنانچہ اس قطرے پر اپنی کاریگری کا مظاہرہ کر کے صفت مصور کو ظاہر کیا آج تک دنیا میں کوئی ایسی ذات پیدا نہیں ہوئی جس نے پانی کے گندے قطرے سے خوبصورت اور پری پیکر انسان تخلیق کر کے اپنی قدرت کا لوہا منوایا ہو۔ وہ ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو پانی کے غلیظ قطرے سے انسان جیسی اشرف المخلوقات مخلوق کو پیدا کر دیا (۵) پتھر ایک بے جان مگر ٹھوس چیز ہے اگر پتھر کے بارے میں معلوم کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے پتھروں کے مجموعہ پہاڑوں کو صرف زمین کی کپکپی کو دور کرنے اور اس کا توازن برقرار رکھنے کیلئے بنایا ہے لیکن اس پتھر کے اندر جو معدنی خزانے اور قیمتی پتھروں کا خزانہ چھپا ہوا ہے۔ وہ نہ صرف قدرت الٰہیہ کا کمال ہے بلکہ انسانی ضروریات کے حوالے سے بیش قیمت انعام بھی ہے۔ شعر کے دوسرے مصرعے میں اللہ تعالیٰ کے نباتاتی کمالات کو سامنے رکھتے ہوئے اسے خراج تحسین پیش کیا گیا ہے یعنی کہ سبز شاخ پر سرخ پھول اگانا حیران کن امر ہے کیونکہ شاخ اور پھول کی رنگت مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا مزاج (یعنی شاخ سخت اور پھول نازک ہے) بھی الگ الگ ہے لیکن شاخ پھول کے بغیر خوبصورت نہیں لگتی اور پھول کے کھلنے کا مقام شاخ کے علاوہ کوئی اور نہیں یہ قدرت کی کرشمہ سازی ہے۔ (۶) اس شعر میں پہلا مصرعہ اس بات کی دلالت کر رہا ہے کہ جب بادل سے ایک قطرہ پانی کا سمندر کی ایک معدنی چیز سیپ میں گرتا ہے تو پانی کا وہ قطرہ ایک خوبصورت موتی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ شعر کا دوسرا مصرعہ بتاتا ہے کہ انسان کی پیٹھ سے نکلا ہوا پانی ماں کے پیٹ میں جا کر ایک خوبصورت انسان کی شکل میں کائنات کا حسن ہی نہیں بلکہ سبب کائنات کے مقصد تخلیق کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔

marfat.com

مصرع اول	شعر	مصرع ثانی
ازاں قطرہ لولوئے لالا کند	۱	وزیں صورتے سرو بالا کند
اس قطرے سے چمکدار موتی پیدا فرماتا ہے		اور اس (نطفہ) سے سرو قد صورت بناتا ہے
برِ علم یک ذرہ پوشیدہ نیست	۲	کہ پیدا و پنہاں بہ نزدش یکیست
اس پر ایک ذرہ کا علم بھی چھپا ہوا نہیں ہے		اس لئے کہ اس کے نزدیک کھلا ڈھکا ایک ہے
مہیا کن روزئے مار و مور	۳	دگر چند بیدست و پایند و زور
سانپ اور چیونٹی کی روزی مہیا کرنیوالا ہے		اگرچہ وہ بے دست و پا اور کمزور ہیں
بامرش وجود از عدم نقش بست	۴	کہ داند جز او کردن از نیست ہست
اسی کے حکم سے عدم سے وجود پیدا ہوا		اس کے علاوہ کون نیست کو ہست کرنا جانتا ہے
دگر رہ بکتم عدم در برد	۵	وز آنجا بصحرائے محشر برد
پھر عدم کے پردے میں لے جاتا ہے		اور وہاں سے قیامت کے میدان میں لے جائیگا
جہاں متفق بر الہیتش	۶	فرو ماند در کنہ ماہیتش
اس کی خدائی پر تمام جہان متفق ہے		اس کی ماہیت کی حقیقت میں عاجز ہے

(۱) ازآں: اس سے۔ لؤلؤ: موتی۔ لالا: چمکدار۔ کند: کرتا ہے۔ وزیں: واز ایں: اور اس سے۔ سرو: مخروطی شکل کے ایک درخت کا نام۔ بالا: بلند۔ (۲) پیدا: ظاہر۔ پنہاں: چھپا ہوا۔ بہ نزدش: اس کے نزدیک۔ یکیست: ایک جیسی ہے۔

(۳) مہیا: حاصل۔ مہیا کن: مہیا کرنیوالا۔ مار: سانپ۔ مور: چیونٹی۔ دگر: اگرچہ۔ چند: کتنا۔ دست: ہاتھ۔ پا: پاؤں۔ اند: ہیں۔ (۴) با: ساتھ۔ امر: حکم۔ عدم: نہ ہونا۔ نقش بست: باندھا۔ کہ: کون۔ داند: جانتا ہے۔ جز: سوائے۔ او: وہ۔ کردن: کرنا۔ نیست: نہیں ہے۔ ہست: ہے۔

(۵) دگر رہ: دوبارہ۔ بکتم: پردہ۔ در: اندر۔ برد: لے جائے گا۔ وزآں: اور اس سے۔ جا: جگہ۔ صحرا: جنگل۔ محشر: دوبارہ جی اٹھنے کا دن۔

(۶) بر: پر۔ الہیت: معبود ہونا، اس میں یت نسبت کی ہے۔ ش: ضمیر غائب کی۔ فرو ماند: عاجز رہ گیا۔ در: میں۔ کنہ: اصلیت۔ ماہیت: حقیقت۔

تشریح: یہ شعر پہلے شعر (۶) کا تتمہ ہے کیونکہ دونوں شعروں کا مفہوم و مقصد ایک ہی ہے اس لیے مذکورہ شعر پہلے شعر (۶) کی تکمیل کا ضروری ثبوت ہے کیونکہ شعر (۶) میں بادل کے قطرے کو سیپ اور مادۂ تولید ایسے پانی کے قطرے سے تخلیق انسان کی ابتدائی جزئیات کا تذکرہ ہے جبکہ شعر (۱) میں انتہائی جزئیات کو ملایا گیا ہے تاکہ دونوں شعر اپنے مفہوم و معانی صحیح طور پر دے سکیں۔

(۲) اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی صفت علمِ غیب کو بیان کر کے یہ باور کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعارف گذشتہ اشعار میں اس کے عجیب و غریب صفات کے تناظر میں کرایا گیا تھا مذکورہ شعر میں اس کے علمی کمالات کا تذکرہ کر کے انسان کے ذہن کو جھنجھوڑا گیا ہے اور یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اے انسان بے جان پتھروں میں معدنی خزینوں اور قیمتی پتھروں کو پیدا کرنے والی ذات تیرے کسی بھی عمل سے غافل نہیں شاخ سے پھول اگانے والی ذات تیری ہر نقل و حرکت پر بذاتِ خود نظر رکھے ہوئے ہے۔ لہٰذا دنیا میں اٹھنے والا تیرا ہر قدم جنت کی طرف ہو جہنم کی طرف نہ ہو۔ ورنہ اس سے کچھ بھی مخفی نہیں۔ (۳) کائنات میں جتنے بھی جاندار موجود ہیں ان سب کی غذا و خوراک کا انتظام اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لیا ہوا ہے چونکہ وہ خود خالق و مالک ہے یہ خالق ہی کا کام ہے جو اپنی مخلوق کی تمام ضروریات مہیا کرنے کی ذمہ داری خاطر خواہ بہر صورت نبھاتا ہے مخلوق بالخصوص انسان کی جملہ ضروریات کی بدرجہ اتم ترسیل کو ہی رزق کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ۔ ترجمہ: میں (اللہ تعالیٰ) ان سے رزق نہیں چاہتا اور نہ ہی یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جملہ ضروریات کی ترسیل کا ذمہ دار یعنی رزاق ہے۔ ورنہ وہ جانور بھوکے مر جاتے جو بے دست و پا انتہائی کمزور ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی ذات خود ازلی (ہمیشہ پہلے سے) ہے۔ اس کی مخلوق میں سے بعض ابدی ہیں بعض عارضی ہیں جو صرف ضرورت کی حد تک وجود رکھتی ہیں۔ جیسے حلال جانور اس وقت تک اپنا وجود رکھتے ہیں جب تک انسانی ضروریات بہم پہنچاتے ہیں جبکہ انسان ابدی مخلوق ہے۔ ایک بار پیدا ہونے کے بعد باقی رہتی ہے صرف اس کا جہان بدل جاتا ہے مثلاً آدم کی پیٹھ سے اپنے باپ کی پشت میں پھر ماں کے پیٹ میں پھر دنیا میں پھر برزخ میں پھر محشر میں پھر جنت یا جہنم میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ کائنات کا وجود اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے۔ وجود کسی کے ہونے کو عدم اس نہ ہونے کو یا اس کے برعکس میں تبدیل ہو کر اللہ تعالیٰ کی قوت و قدرت ہی کا مقید ہے۔ قرآن میں ہے۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو تم عدم تھے۔ تمہیں وجود بخشا پھر تمہیں عدم (موت) کر دیگا۔ پھر تم زندہ ہوگے۔ (وجود ہوگا) پھر تم اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ مذکورہ شعر کا یہی مفہوم ہے۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر (۴) کی تکمیل کے لیے ہے۔ اس لیے کہ پہلے شعر (۴) میں عدم کو وجود میں (حکم) تبدیل کرنے کا تذکرہ تھا جبکہ اس شعر (۵) میں وجود سے عدم میں اور پھر عدم سے وجود میں تبدیل کر کے اللہ تعالیٰ کے تمام انسان و جنات کو روزِ محشر میں جمع کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے تاکہ انسان غفلت سے بیدار ہو کر فکرِ آخرت کا احساس کرنے لگے اور انسان ہو یا جن اپنے مقصدِ حیات کا ادراک کرتے ہوئے رب تعالیٰ کے سامنے سر جھکائے۔ کیونکہ دنیا کی تمام اشیائے خورد و نوش کا حصول ہو یا ہوسِ اقتدار کی تکمیل یہ سب عارضی اور بالآخر عدم میں جبکہ انسان ابدی اور مستقل وجود رکھتا ہے۔ کسی ابدی مخلوق کا عارضی مقصد یا مستقل وجود کا غیر مستقل مقصدِ زندگی حکمتِ الٰہی کے خلاف ہے۔ کیونکہ جن و انس نے دنیا سے عالمِ برزخ اور برزخ سے محشر کی طرف منتقل ہو کر بھی جانا ہے۔ لہٰذا اسے برزخ و محشر کے لیے بھی کچھ کرنا چاہیے اور اپنے وجود و ہستی کی لاج بھی رکھنی چاہیے۔ (۶) دنیا کے اندر مختلف عقائد و نظریات کے حامل افراد اپنی فطرت و جبلت کی بنا پر عبدیت و پرستش کے جذبات رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کوئی سورج کا پجاری ہے تو کوئی آگ کا پرستار کوئی پتھروں کی پوجا کرتا ہے تو کوئی اپنے بزرگوں کی شبیہ کے سامنے جھکتا ہے لیکن نفسِ عبادت کا تصور اس کے رگ و ریشے میں پیوست ہے۔ مگر اس کے باوجود کوئی بھی اس ذات کی اصل حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ مذکورہ شعر اسی تصور کی غمازی کرتا ہے۔

marfat.com

بشر ماورائے جلالش نیافت	۱	**بصر منتہائے جمالش نیافت**
انسان نے اُس کے جلال سے آگے کچھ نہ پایا		نگاہ اُس کے جمال کی انتہا کو نہ حاصل کر سکی
نہ بر اوجِ ذاتش پرد مرغِ وہم	۲	**نہ در ذیلِ وصفش رسد دستِ فہم**
اُس کی ذات کی بلندی پر وہم کی چڑیا نہیں اڑ سکتی		نہ اُس کی صفت کے دامن تک سمجھ کی دسترس ہے
دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار	۳	**کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار**
اس بھنور (معرفت ذات الٰہی) میں ہزاروں کشتیاں غرق ہو گئیں		کہ ایک تختہ بھی کنارے پر نمودار نہ ہوا
چہ شبہا نشستم دریں سیر گم	۴	**کہ دہشت گرفت آستینم کہ قم**
اس سیر میں میں بہت سی راتیں گم ہوا بیٹھا رہا		اچانک دہشت نے میری آستین پکڑ لی کہ کھڑا ہو جا
محیط است علمِ ملک بر بسیط	۵	**قیاس تو بر وے نہ گردد محیط**
اللہ کا علم کائنات پر احاطہ کئے ہوئے ہے		تیرا اندازہ اُس کا احاطہ نہیں کر سکتا ہے
نہ ادراک در کنہ ذاتش رسد	۶	**نہ فکرت بغورِ صفاتش رسد**
علم اس کی ذات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے		نہ غور و فکر اس کی صفات کی گہرائی تک پہنچ سکتا ہے
تواں در بلاغت بسحباں رسید	۷	**نہ در کنہ بے چون سبحاں رسید**
فصاحت میں سحبان کے مرتبہ تک پہنچا جا سکتا ہے		سبحان بے مثل کی حقیقت تک نہیں پہنچا جا سکتا

(۱) بشر: آدمی۔ ماورا: علاوہ۔ جلال: بزرگی۔ نیافت: نہ پایا۔ بصر: آنکھ۔ منتہا: حد۔ جمال: حسن۔ (۲) اوج: بلندی۔ پرد: اڑتا ہے۔ مرغ: پرندہ۔ وہم: خیال۔ قدر: میں۔ ذیل: دامن۔ وصف: تعریف۔ رسد: پہنچتا ہے۔ دست: ہاتھ۔ فہم: سمجھ۔ (۳) دریں: اس میں۔ ورطہ: بھنور۔ فرو شد: ڈوب گئیں۔ پیدا: ظاہر۔ نشد: نہیں۔ تختہ: کوئی تختہ۔ کنار: کنارہ۔ (۴) چہ: کتنی۔ شبہا: راتیں۔ نشستم: میں بیٹھا۔ دریں سیر: اس سیر میں۔ گم: بے نشان۔ دہشت: حیرت۔ گرفت: پکڑی۔ آستین: بازو۔ قم: اٹھ۔

(۵) محیط: حاوی۔ ملک: بادشاہ مراد اللہ تعالیٰ۔ بسیط: جہان کائنات اصل میں غیر مرکب کو کہتے ہیں۔ قیاس: اندازہ۔ بر وے: اس پر۔ نگردد: نہیں ہو سکتا۔

(۶) ادراک: عقل، علم۔ کنہ: حقیقت۔ رسد: پہنچ سکتی ہے۔ فکرت: سوچ بچار۔ غور: گہرائی۔

(۷) تواں: طاقت، یہ لفظ فعل میں امکانی پیدا کرنے کے لئے ماضی مطلق پر لگاتے ہیں۔ یہاں رسید پر لگا ہے معنی پہنچ سکتا ہے۔ بلاغت: موقع محل کے مطابق دُرست کلام کرنا۔ سحبان: ایک فصیح بلیغ شخص کا نام۔ کنہ: حقیقت۔ بےچون: بے مثل۔ سبحان: اللہ کا نام بمعنی پاک۔

تشریح: (۱) اس ذات کی جلالی شان ہو یا جمالی انسان کی معرفت کی حد یہیں تک ہے۔ جلال و جمال ایسی کیفیت یا اس سے آگے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی حدود کیا ہیں یہ جاننا نہ صرف انسان کی تمام جسمانی و روحانی قوتوں کی دسترس سے باہر ہے بلکہ اس کے محدود علم کی رسائی بھی ناممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اتنی بلند و بالا ہے کہ وہ خود ہی جان سکتا ہے کہ وہ خود کیا ہے ورنہ انسان کا محدود علم اس ذات کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا۔ (۲) یہ شعر پہلے شعر (۱) کا تکملہ ہے جیسا کہ پہلے شعر میں بتایا گیا ہے کہ اس کی ذات تک انسان کی عقل و قلبی جسمانی و روحانی قوتیں پہنچنے سے قاصر ہیں جبکہ مذکورہ شعر میں یہ باور کیا گیا ہے کہ اس کی ذات اتنی بلند و برتر ہے کہ ہماری خیالی و دماغی قوتیں بھی نہیں پہنچ سکتیں انسان کے اندر خیالی قوت اس قدر مضبوط و آزاد ہے کہ شاید کوئی دوسری اتنی آزاد ہو۔ کیونکہ انسان خیالات کی دنیا میں ہر ممکن چیز تک رسائی حاصل کر سکتا ہے ایک مفلس خیالوں کی دنیا کا بہت بڑا بادشاہ تصور کر سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کو نہیں سمجھ سکتا۔ (۳) یہ شعر بھی پہلے دو شعروں (۱) (۲) کی تکمیل کر رہا ہے۔ چونکہ پہلے دو شعروں (۱) (۲) میں انسانی قوتوں کی رسائی اُس کی ذات تک ناممکن ہونا بتایا گیا ہے لیکن اس شعر میں ایسے شخص کی ناکامی کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی حقیقت کے حوالے سے اپنی تحقیقات کا دائرہ جتنا بھی وسیع کیا ہے اتنا ہی وہ اپنی ہی تحقیقات کا دشوں کے بھنور میں ایسا پھنسا کہ پھر نہ نکل سکا۔ ناکامی و نامرادی کی ذلت اس کا مقدر بن گئی۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ اپنی تجرباتی داستان بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ میں نے بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے اس کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن مجھے اپنی سفاہت کا احساس ہو گیا اللہ تعالیٰ کی ذات کی حقیقت تک پہنچنے کے حوالے سے متکلمین کے گروہ نے بھی اپنی عقل آزمائیاں صرف کیں لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے ایمانیات کا تقاضیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے کیسی ہے کیا ہے یہ جاننا ضروری نہیں ورنہ ہی کسی کو اس گہرے سمندر میں غوطہ زن ہونا چاہیے۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر (۴) کو بطور انجام تمام کر رہا ہے کیونکہ پہلے شعر (۴) میں اللہ تعالیٰ کی ذات کیسی ہے کیا ہے کے تصوراتی جہاد پر عمیق میں غوطہ زنی کی تو سوائے حیرت و لا حاصل کے کچھ نہ ملا اس شعر میں ایمان بالغیب کی قدروں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس کے محیط بے کنار علم کو تسلیم کرنے کی طرف نہ صرف اشارہ کیا گیا ہے بلکہ یہ بھی باور کرایا گیا ہے کہ انسانی تصورات بھی اس کے محیط علم تک نہیں پہنچ سکتے اس کی کیفیت و کمیت تک رسائی حاصل کرنا کیسے ممکن ہے۔ (۶) انسان کی عقل صلاحیت ہو یا فکری قوت بہر حال محدود ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات لامحدود ہیں ایک محدود شی کا کسی لامحدود ذات کی کیفیت کو تلاش کرنا ایسا ہی محال ہے جیسے ظرف کا رب ہونا جیسے ظرف محدود ہو کر محدود نہیں ہو سکتا اسی طرح انسان کی محدود عقل و فکر بھی اس (اللہ تعالیٰ) کا احصار نہیں کر سکتی۔ بلکہ یہ تو خود اس ذات کے حیطہ کار میں ہے محدود کا لامحدود کو عقلی و فکری دائرے میں لانا محال کن ہے۔ (۷) سحبان بن وائل فصاحت و بلاغت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا کیونکہ اس کے ہمعصر شعراء و ادباء نظم و نثر پر مشتمل کلام میں اس کے سامنے ہیچ تھے چنانچہ اس شعر میں اُسکے علمی کمالات کے پیش نظر یہ کہا گیا ہے کہ سحبان بن وائل علم کے گہرے سمندر کی آخری تہہ تک پہنچ جائے یا فصاحت و بلاغت کے بلند و بالا پہاڑوں کو سر کر لے لیکن اس کی عقلی و فکری سطح محدود ہی رہے گی، لہٰذا اس کی فصاحت و بلاغت تک رسائی ممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے محیط علم تک پہنچنا دشوار ہے کیونکہ تمام قوتوں کی انتہا کے بعد جو طاقت شروع ہوتی ہے اُسے سبحان کہتے ہیں فصاحت و بلاغت کا شہنشاہ سحبان ہی رہے گا، سبحان ہرگز نہیں ہو سکتا۔

marfat.com

کہ خاصان دریں رہ فرس راندہ اند	۱	بلا احصی از تگ فرو ماندہ اند
کیونکہ خاصانِ خدا نے اس راستے میں گھوڑے دوڑائے ہیں		لا احصی کے مطابق دوڑ سے عاجز رہے ہیں
نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن	۲	کہ جاہا سپر باید انداختن
ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جا سکتا ہے		بلکہ بہت سے مواقع پر ڈھال پھینکنی پڑتی ہے
دگر سالکے محرمِ راز گشت	۳	بہ بندند بروے درِ بازگشت
اگر کوئی سالک بھید سے خبردار ہوا		تو اس کی واپسی کا دروازہ بند کر دیتے ہیں
کسے را دریں بزم ساغر دہند	۴	کہ دارو ئے بیہوشیش در دہند
اس محفل میں اس کو جام دیتے ہیں		جس کو بیہوشی کی دوا اس میں ملا کر دیتے ہیں
یکے باز را دیدہ بردوختہ ست	۵	یکے دیدہا باز و پر سوختہ ست
کسی باز کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں		کسی کی آنکھیں کھلی ہیں پر جلے ہوئے ہیں
کسے رہ سوئے گنجِ قاروں نبرد	۶	وگر برد رہ باز بیروں نبرد
قارون کے خزانے کا کسی کو راستہ نہ ملا		اگر راستہ ملا تو پھر واپس نہ ہوا

(۱) خاصاں: خاص لوگ، انبیاء و اولیاء۔ رہ: رستہ۔ فرس: گھوڑا۔ راندہ اند: دوڑائے ہیں۔ بلا: سبب۔ لا احصی: میں شمار نہیں کر سکتا، صرف رسول تک۔ تگ: دوڑ۔ فرو ماندہ: عاجز ہو گئے۔ (۲) جائے: جگہ۔ مرکب: سواری۔ تواں تاختن: دوڑا سکتے ہیں۔ کہ: بلکہ۔ جاہا: جگہیں۔ سپر: ڈھال۔ باید انداختن: ڈال دینی چاہیے۔ (۳) دگر: اور اگر۔ سالک: راہِ سلوک کا مسافر۔ محرم: واقف کار۔ گشت: ہو گیا۔ بہ بندند: بند کر دیتے ہیں۔ بروئے: اس پر۔ در: دروازہ۔ بازگشت: واپسی۔ (۴) کسے را: اگلے مصرع کے شروع میں جو کہ ہے وہ اس کے ساتھ لگ کے معنی جس کسی کو کر۔ بزم: محفل۔ ساغر: جام۔ دارو: دوا۔ در دہند: دیتے ہیں۔ (۵) یکے: ایک۔ باز: ایک شکاری پرندہ۔ دیدہ: آنکھ۔ بردوختہ: سلی ہوئی۔ است: ہے۔ دیدہ ہا: آنکھیں۔ باز: کھلی ہوئی۔ سوختہ است: جلے ہوئے ہیں۔ (۶) کسے: کوئی شخص۔ رہ: راستہ۔ سوئے: طرف۔ گنج: خزانہ۔ قارون: موسیٰ کے زمانہ کا ایک کافر اور بخیل مالدار۔ نبرد: نہ لے گیا۔ برد: لے گیا۔ باز: واپس۔ بیروں: باہر۔

تشریح: (۱) انبیاء و اولیاء اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونے کے باوجود یہ معرفت حاصل نہ ہو سکی کہ وہ ذات کس کیفیت کی مالک ہے حتیٰ کہ خود امام الانبیاء بھی یہی کہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ ہم اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے بعد امام الانبیاء کا ہی مقام و مرتبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کیفیت ان کے بیان سے بھی باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاصانِ خاص یہی کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ہم اس کی ذات کی حد یا ماہیت کا شمار نہیں کر سکتے۔ (۲) اس شعر کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثال ہے بڑے سے بڑے دانشور کی سوچ یہاں آکر ٹھہر جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نے جو کچھ خود اپنے بارے میں فرمایا ہے وہیں تک عقل و شعور کی حدود کا آخری کنارہ محسوس ہوتا ہے۔ اسی کے علم کی روشنی میں ہم اس کی تعریف کرنے کے روادار ہیں۔ اس سے آگے ہمارے عقل و شعور کی فضا میں گھس دی گئی ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ وہ کیسا ہے یہ جاننا دشوار ہے۔ وہ کیا ہے یہ جاننے کے لیے اس ذات کا عطا کردہ علم ہی حاجت براری کر سکتا ہے۔ (۳) انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کی حیثیت سے آیا ہے اور اس کا مقصد ذاتِ حق کی معرفت حاصل کرنا ہے معرفتِ حق کی صلاحیت ذاتِ الٰہیہ نے صرف انسان کو ودیعت کی ہے۔ جب انسان ریاضت و عبادت میں مشقتیں اٹھا کر ذاتِ حق تک جا پہنچتا ہے تو پھر اس کے اندر نورانیت سرایت کر جاتی ہے جو دنیا سے بے رغبتی اور مجذوبیت کی صورت اختیار کر لیتی ہے تاکہ ذاتِ حق سے ودیعت ملنے والے اسرار سربستہ رہیں اور ذات الٰہی میں جاذبیت ہی ایسی ہے جس کو چاشنی کے بعد دنیوی عیش و طرب ہیچ ہیں۔ اس شعر میں معرفتِ حق سے پیدا ہونے والی اسی کیفیت کا تذکرہ ہے۔ (۴) پہلا شعر ۳ اس شعر کا ابتدائیہ تھا چنانچہ اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اول تو ہمارے کسی بھی طلبگار کیلئے ہم تک پہنچنا اور عارفانہ شغل کا ملنا دشوار ہے اگر کسی کو نورانی انگشتوں کے ذریعے اس کے اعضا میں عارفانہ رنگ پیدا ہو جائے تو پھر اس کے تمام حسی قوتوں کو ختم کر کے جذبِ الٰہی کی وجہ سے حاصل ہونے والے تمام بھیدوں کو چھپانے کی خاطر راہِ سلوک کے مسافر پر مدہوشی طاری کر دی جاتی ہے۔ لوگ اسے دیوانہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ دیوانگی نہیں ہوتی۔ (۵) اس شعر کے پہلے مصرع میں حصولِ معرفتِ حق کے بعد کی ابتدائی کیفیت کا ذکر ہے کہ راہِ معرفتِ حق کی پہچان حاصل ہونے کے باوجود ابھی وہ ذات ذوالجلال کا صحیح معنوں میں عارف نہیں ہوتا اس لیے وہ اگرچہ دنیوی الجھنوں سے کٹ چکا ہوتا ہے لیکن جذبِ الٰہیہ کی عارفانہ مستی پوری طرح چھائی ہوئی نہیں ہوتی اس لیے حق تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے اس کے بال و روحانی پر تو ہوتے ہیں لیکن اس کی آنکھوں کی خیرگی آنکھیں بند ہونے کا باعث ہوتی ہیں دوسرے مصرع میں عارفانہ مراحل طے کرنے کے بعد پیدا ہونے والی آخری کیفیت بیان کی گئی ہے کہ اگر کوئی طلبگار کثرتِ ذکر و عبادت اور ریاضت کے ذریعے حق تعالیٰ کی معرفت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو پھر اسے دنیوی جھنجھٹوں میں الجھنے سے باز رکھنے کیلئے اس کے پر کاٹ دیے جاتے ہیں۔ (۶) انسانی فطرت ہے کہ وہ اعلیٰ شے کو ادنیٰ چیز پر ترجیح دیتا ہے۔ انسان کے اسی فطری تاثر کی ترجمانی کرتے ہوئے شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں خزینۂ قارون کو معرفتِ حق سے تشبیہ دی ہے۔ قارون حضرت موسیٰؑ کا قریبی رشتہ دار ہونے کے باوجود وہ کافر اور بخیل تھا لیکن اس کے پاس بہت دولت تھی اس کے خزانے کی چابی بردار اونٹوں کی تعداد بھی ان گنت تھی۔ آجکل بھی یہ بات زبان زد عام ہے کہ خوشی کے موقع پر کہا جاتا ہے کہ کیا بات ہے قارون کا خزانہ تو نہیں مل گیا۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے یہ تاثر پیش کیا ہے کہ جسے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے تو دنیاوی جاہ و جلال اسے مرعوب نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا۔

marfat.com

#	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	بمردم دریں موج دریائے خوں	کز و کس نبردہ ست کشتی بروں
	میں اس خون کے دریا کی موج میں فنا ہو گیا	اس لئے کہ اس سے کوئی اپنی کشتی نکال کر نہ لیجا سکا
۲	اگر طالبی کیں زمیں طے کنی	نخست اسپ باز آمدن پے کنی
	اگر تو اس کا طالب ہے کہ اس راستے کو طے کرے	تو پہلے واپسی کے گھوڑے کے ہاتھ پیر کاٹ ڈال
۳	تامل در آئینۂ دل کنی	صفائی بتدریج حاصل کنی
	دل کے آئینے میں غور و فکر کر	آہستہ آہستہ صفائی حاصل کر
۴	مگر بوئی از عشق مستت کند	طلبگارِ عہدِ الستت کند
	شاید عشق کی خوشبو تجھے مست کر دے	الست کے اقرار کا تجھے طلبگار بنا دے
۵	بہ پائے طلب رہ بدینجا بری	وزینجا ببال محبت پری
	طلب کے پاؤں سے تو یہاں تک راستہ طے کریگا	اور اس جگہ تو محبت کے پروں سے اڑیگا
۶	بدرد یقیں پردہ ہائے خیال	نماند سرا پردہ الا جلال
	خیال کے پردوں کو یقین چاک کر دیگا	جلال کے علاوہ خیمہ گاہ کا کوئی پردہ نہ رہے گا

(۱) بمردم: مرگیا ہوں میں۔ دریں: اس میں۔ موج دریائے خون: خون کے دریا کی موج۔ کز و: کیونکہ اس سے۔ نبردہ است: نہیں لے گیا ہے۔ برون: باہر۔ (۲) طالبی: تو طالب ہے۔ کیں: کہ ایں، کہ یہ۔ طے: قطع کنی کرے تو۔ نخست: پہلے۔ اسپ: گھوڑا۔ باز آمدن: واپس آنا۔ پے کنی: کاٹے تو۔ پہلا کنی کاف کی پیش کے ساتھ دوسرا زبر کے ساتھ۔ (۳) تامل: غور و فکر۔ آئینہ: شیشہ۔ کنی: کرے تو۔ صفائی: پاکیزگی۔ بتدریج: درجہ بدرجہ آہستہ آہستہ۔ (۴) مگر: شاید۔ بوئے: خوشبو۔ از عشق: عشق کی نسبت تجھ کو۔ مست کند: مست کرے۔ طلبگار: طلب کرنے والا۔ عہد: وعدہ۔ الست: نہیں ہوں میں۔ عہد الست: وہ معاہدہ جو تمام بنی نوع انسان نے روز ازل اللہ کے سامنے کیا تھا۔ (۵) پا: پاؤں۔ طلب: تلاش و جستجو۔ رہ: راستہ۔ بدینجا: اس جگہ تک۔ بری: لے جائے گا تو۔ وزیں: اصل و ازیں، اور اس جگہ سے۔ بال: پر۔ پری: اڑیگا تو۔ (۶) بدرد: پھاڑ دیگا۔ پردہا: پردے۔ نماند: نہیں رہے گا۔ سرا پردہ: گھر کا پردہ۔ الا: سوائے۔ جلال: بزرگی۔

تشریح: (۱) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے بحر معرفت حق میں اپنی غوطہ زنی کو بیان کیا ہے کہ جب میں نے معرفت حق کے سمندر میں غوطہ زنی کی تو فنا فی اللہ کی تہ تک پہنچ گیا پھر کیا تھا۔ بحر معرفت کی تہ سے بقا کے تمام پوشیدہ راز حاصل ہو گئے۔ اور جس پر بقا کا بھید کھل جاتا ہے تو اسے دنیوی ظلمت کے تمام مجوبے فنا ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ آخر دنیا فانی ہے۔ فنا فی اللہ کی تہ میں بقا کا راز مضمر ہے جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا۔ (۲) اس شعر میں شیخ سعدیؒ معرفت حق کے ہر طلبگار کو نصیحت آموز سبق دے رہے ہیں کہ کوئی اہل نظر اگر راہ سلوک کا مسافر ہونا پسند کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ دنیوی مال و منال کو دریا تیرنے کیلئے کشتی کے پانی کی طرح حسب ضرورت استعمال کرے۔ قوت لایموت کا ذخیرہ اپنے اور بس اس سے زیادہ کی طلب نہ کرے اور دنیا و مافیہا سے یوں کنارہ کش ہو جائے کہ یہ دنیا کا نہ دنیا اس کی اگر ہے تو صرف ذات حق ہے۔ جب معرفت حق کا طلبگار اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کر لیگا تو منزل مقصود ضرور مل جائے گی۔ (۳) جب عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جمع کیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو اپنا جلوہ دکھایا تھا اسی وقت سے معرفت حق کی قوت صلاحیت انسان کے اندر پائی جاتی ہے اس لیے انسان مسلمان ہو یا کافر اس میں معرفت حق یا جمال حق کی شناسائی موجود ہے اگر کوئی انسان کافر ہے تو ایمان کی روشنی قبول کر کے اپنے دل کو تمام آلائشوں سے پاکیزہ کرے اگر کوئی انسان مسلمان ہے تو اپنے دل کو گناہوں کی غلاظت سے صاف شفاف کرتے ہوئے خانۂ دل میں توحید کو بسا لے ہو سکتا ہے کہ اس کے دل پر حق تعالیٰ کی تجلی کا ظہور ہو جائے اور الست بربکم کے جواب بلیٰ کہنے کو واقعی صحیح طور پر ثابت کرنے کیلئے اعمال صالح و تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کی بھی تفسیر بن جانے کی تڑپ پیدا کر لے جب آئینۂ دل کی جلاء سے خوف الٰہی و فکر آخرت کا جھکا ہوا جو ہر حاصل ہوگا تو پھر دنیا میں صرف اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ بن کر رہنے کو ترجیح دے گا اور اسی زندگی سے سرشار ہوگا۔

(۴) یہ شعر پہلے شعر ۳ کا تتمہ ہے اہل سلوک کے نزدیک مراقبہ کو بہت اہمیت حاصل ہے اہل سلوک حلقۂ ذکر کی محفلیں سجاتے ہوئے دل پر اللہ اللہ کی ضرب لگا کر دل کو صیقل کرتے ہیں اور مراقبہ میں تصورات کے ذریعے رحمت الٰہی اور نور معرفت کی بارش کا تصور باندھ کر دل پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا انتظار کرتے ہیں جس سے نہ صرف دل کو روحانی غذا میسر ہوتی ہے بلکہ نورانیت کا شعاع سا اپنی لذتوں کا احساس دلاتا ہے اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اہل سلوک کے اسی طریقہ کار کی تلقین ہی نہیں کی بلکہ عہد الست کے ایفائے عہد ایسے نتائج کی برآمدگی کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ (۵) پہلے شعر ۲ میں شیخ سعدیؒ نے آئینۂ دل کو صاف کرنے کیلئے اہل سلوک کے ذکر کو اپنانے اور اس سے برآمد ہونے والے نتائج کی طرف اشارہ کیا تھا اب اس شعر میں صفائی قلب حاصل ہونے والے مقام کی رفتار کا تذکرہ کیا ہے یعنی کثرت ذکر و عبادت سے مقامات قلب (دل کی صفائی) کا مقام حاصل ہونے تک راہ سلوک کے مسافر کی رفتار ایسے ہوتی ہے جیسے وہ پیدل سفر کر رہا ہو لیکن جب اسے صفائی قلب کے بعد دل پر تجلی حق کا اثر تو محسوس ہوتا ہے تو پھر دل میں صرف اللہ تعالیٰ کی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے اب پیدل نہیں بلکہ محبت کے پروں سے پرواز کرنے لگ جاتا ہے پھر وہ شوق و محبت کے شہپروں پر اتنی اونچی اڑان اڑتا ہے کہ جمال حق تک پہنچنے میں لمحہ بھر کی تاخیر نہیں ہوتی۔ (۶) اہل سلوک پہلے پہل حلقۂ ذکر اور مراقبہ کے ذریعے تصورات کی دنیا میں معرفت حق کے حصول کیلئے نتائج برآمد کرنے میں سرگرداں رہتے ہیں دل پر اللہ اللہ کی ضربیں بلکہ جسم کے ہر عضو پر اللہ اللہ کی ضربیں لگاتے ہیں نفس کشی کی تلوار سے اپنے جذبوں کا خون کر کے نفس کے ساتھ جہاد اکبر کا فریضہ ادا کرتے ہیں جب نفس کی سرکشی ٹوٹ جاتی ہے تو پھر خواہشات کے گھوڑے پر سوار ہو کر تصورات کے تمام پردے چاک کر دیتے ہیں۔ یوں نفس و خواہش دونوں غلام بن جاتے ہیں کسی بادشاہ نے فقیر سے کہا کہ تمہیں کسی چیز کی حاجت ہو تو مجھے بتاؤ میں پوری کر دونگا اس فقیر نے جواب دیا کہ میں اپنے غلاموں کے غلام سے حاجت براری کیسے کرا سکتا ہوں فقیر کے جواب پر بادشاہ متعجب ہوا فقیر نے کہا کہ تو نفس اور خواہش کا غلام ہے جبکہ نفس اور خواہش میرے غلام ہیں۔ اس مقام کے بعد تصورات و خیالات کی دنیا ہوتی ہے بلکہ طریقت و حقیقت کی حد شروع ہو جاتی ہے کیونکہ اس مقام محبت و شوق پر راہ سلوک کا مسافر بر ملا ذات حق کے سامنے ہوتا ہے رسول علیہ السلام کے ارشاد کا مفہوم بھی یہی ہے کہ عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اسی مقام سلوک کو بیان کیا ہے۔

marfat.com

۱	دگر مرکب عقل را پویہ نیست	عنانش بگیرد تحیر کہ ایست
	پھر عقل کی سواری کیلئے کوئی رفتار نہیں ہے	حیرت اس کی باگ پکڑے گی کہ ٹھہری رہ
۲	دریں بحر جز مرد داعی نرفت	گم آں شد کہ دنبال راعی نرفت
	اس سمندر میں ہدایت کرنیوالے کے سوا کوئی نہیں گیا	وہ گم ہوا جو چرواہے کے پیچھے نہ چلا
۳	کسانے کہ زیں راہ برگشتہ اند	برفتند بسیار و سرگشتہ اند
	جو لوگ اس راستے سے منحرف ہوئے ہیں	وہ چلے ہیں اور بہت پریشان ہوئے ہیں
۴	خلاف پیمبر کسے رہ گزید	کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
	جس نے پیغمبر کے خلاف راستہ اختیار کیا	وہ ہرگز منزل کو نہ پہنچے گا۔
۵	مپندار سعدی کہ راہِ صفا	تواں رفت جز برپئے مصطفٰےؐ
	اے سعدی یہ نہ خیال کر کہ نجات کا راستہ	آنحضورؐ کے نشانِ قدم کے خلاف بھی چلا جاسکتا ہے

(۱) دگر: پھر۔ مرکب: سواری۔ را: کو۔ پویہ: دوڑ، رفتار۔ نیست: نہیں ہے۔ عناں: باگ۔ بگیرد: پکڑے گی۔ تحیر: حیرت۔ ایست: ٹھہر، حقیقت بے نقاب ہوتی ہے۔ (۲) دریں: اس میں۔ بحر: سمندر۔ جز: سوائے۔ مرد داعی: دعوت دینے والا مرد، مراد حضرت محمدؐ ہیں۔ نرفت: نہیں گیا۔ آں: وہ۔ شد: ہو گیا۔ دنبال: پیچھے۔ راعی: نگران چرواہا۔ (۳) کسانیکہ: جو لوگ کہ۔ زیں: اس سے۔ برگشتہ اند: پھر گئے ہیں۔ برفتند: چلے ہیں۔ بسیار: بہت۔ سرگشتہ: حیران ہوتے ہیں۔ (۴) خلاف: برخلاف۔ پیمبر: اصل پیام بر، رسول۔ کسے: کہ، جس کسی نے۔ کہ، رہ: راہ، راستہ۔ گزید: اختیار کیا۔ کہ: کسے کے ساتھ لگکر اسم موصول۔ بمنزل: منزل تک۔ نخواہد رسید: نہیں پہنچے گا۔ (۵) مپندار: مت خیال کر۔ سعدی: حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا تخلص۔ راہِ صفا: پاکیزگی، مراد راہِ معرفت۔ تواں رفت: چل سکتے ہیں۔ جز: بغیر۔ برپئے: قدموں پر، مراد متابعت۔ مصطفٰےؐ: حضرت محمدؐ کا صفاتی نام۔

تشریح: (۱) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے راہِ سلوک کے مُسافر کی پرواز کا آخری مقام سلوک کی طرف اشارہ کیا ہے جب بندے کے دل میں محبت و شوق کے تمام پردے ہٹ جاتے ہیں تو پھر وہ دل تجلیات ربانی کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور پھر تجلیات و انوار کی موسلا دھار بارش عقل کے تمام پردوں کو کاٹ کر راہِ سلوک کے مسافر کو حیران کر دیتی ہے کیونکہ سلوک کا یہ مقام ایسا مقام ہوتا ہے جس کی سرحدیں براہِ راست حق تعالیٰ کی معرفت کے سمندر سے جا ملتی ہیں۔ یہ بندہ رہتا دنیا میں ہے لیکن اس کی پرواز ساتوں آسمانوں سے بھی اوپر ہوتی ہے۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ، کَانَ اللّٰہُ لَہٗ ترجمہ: جو اللہ کا ہو گیا، اللہ اُس کا ہو گیا کا صحیح مصداق ہوتا ہے۔ (۲) معرفت حق کا آخری مقام یہ ہے کہ بندہ اور ذاتِ حق بالکل آمنے سامنے ہوں اس مقام کو پہنچنے والی ہستی صرف محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات ہے۔ معراج کے موقع پر بالمشافہ اور انتہائی قرب کے حصول کا شرف آپ ہی کے نصیبے میں تھا قرب کی انتہا کا ذکر قرآن مجید میں فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے الفاظ میں بھی کیا گیا یعنی کمان کے سِروں کے درمیانی فاصلے سے بھی کم فاصلہ تھا جبکہ موسیٰؑ نے تجلیات و انوارات کی بے پناہ بارش دیکھ کر دُنیا میں ہی تجلی ربانی کی فرمائش کر دی کوہ طور سُرمہ ہو گیا اور خود موسیٰؑ بیہوش ہو گئے۔ موسیٰؑ کی قوم کے چالیس ہزار دں نے بھی حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً یہاں تک کہ ہم کھلی آنکھوں سے اللہ کو دیکھ لیں، کی ضد کر لی بجلی کی کڑک اور آواز برداشت نہ کر سکے اور ہیں ختم ہو گئے موسیٰؑ کی دُعا سے پھر زندہ ہو گئے۔ ان تمام قرآنی مشاہدات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا وہ مقام نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کو بالمشافہ دیکھا جا سکے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کون و مکان کے تمام مراحل طے کرتے ہوئے معجزۂ معراج کی صورت میں بلند ترین پرواز کر کے لامکاں مقام تک رسائی حاصل کی تب کہیں جا کر لامکاں ذات کا بالمشافہ قرب حاصل کیا اور لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ اسے کوئی آنکھ ادراک نہیں کر سکتی، کی حقیقت کے تناظر میں شیخ سعدیؒ کے متذکرہ شعر میں واضح طور پر اجاگر ہوئی ہے۔ (۳) چونکہ رسول علیہ السلام نے معرفت حق کے سمندر کا براہِ راست سفر کیا ہے اور بالمشافہ ذاتِ حق کا مشاہدہ کیا ہے اس لیے راہِ سلوک کے مسافر کیلئے ضروری ہے کہ وہ رسول علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چل کر سلوک و احسان اور معرفت کے مراحل و منازل طے کرے۔ جو شخص بھی پیغمبر حق کے طریقہ کار سے ہٹ کر سیدھا چلے وہ گمراہی کی دلدل میں پھنس گیا کیونکہ یہ سمندر ایسا ظلمت کدہ ہے کہ رسول علیہ السلام کی رہبری کی روشنی کے بغیر اس میں چلنا ناممکن ہے۔ شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں یہی بھید کھولا ہے۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ایک طے شدہ فیصلہ کرتے ہوئے راہِ معرفت کے مُسافر کی توجہ اس طرف مبذول کی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی تعلیمات سے ہٹ کر کوئی کام بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا کیونکہ پیغمبر علیہ السلام کی نسبت و تعلق براہِ راست اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم و دائم ہوتی ہے جبکہ انبیاء علیہم السلام کی تربیت خود حق تعالیٰ کی ذات ہی براہِ راست کرتی ہے۔ ہر عام و خاص انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ اطاعت کا کونسا ایسا طریقہ ہے جس کو اپنا کر انسان ذاتِ حق کی رضا جوئی حاصل کر سکے۔ یہ بات پیغمبر کی تعلیم و تربیت سے حاصل ہوتی ہے۔ پیغمبر کی تربیت سے خالی انسان کی زندگی جنگل کے درخت جیسی ہے جو دیکھ بھال نہ ہونے کے باعث ٹیڑھا ہوتا ہے اسکی شاخیں بے ڈھنگی ہوتی ہیں۔ پیغمبر کی تعلیم و تربیت انسانی زندگی کی تراش خراش کر کے رضائے الٰہی کے قابل بنا دیتی ہے۔ (۵) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے مخاطب کرتے ہوئے انتباہ کیا ہے کہ رسول علیہ السلام کی اتباع کے بغیر ذاتِ حق کی معرفت ناممکن ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ جس نے رسول علیہ السلام کی تابعداری کی تو اللہ تعالیٰ کی ذات خود اس متبع سے محبت کرتے ہیں۔ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ طالب کے لیے مطلوب کا وصال ہی معرفت و معراج کہلاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر کی اتباع کو معرفت و معراج کی شرط قرار دیا ہے۔ چنانچہ شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں یہی کہا ہے کہ اے سعدی اپنے دل سے یہ خیال ہی نکال دو کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر معرفت و معراج کا مقام اور محبوب ذاتِ حق کا وصال نصیب ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخ سعدیؒ کے نزدیک یہ ناممکن ہے۔

marfat.com

در نعت سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات

سرورِ کائنات کی تعریف میں، ان پر بہترین درود نازل ہوں

کریم السجایا جمیل الشیم	۲	نبی البرایا شفیع الامم
شریف عادتوں والے، حسین خصلتوں والے		خلائق کے پیغمبر، امتوں کے شفاعت کرنے والے
امامِ رسل پیشوائے سبیل	۳	امینِ خدا مہبطِ جبرئیل
رسولوں کے امام، راستے کے پیشوا		خدا کے امین، جبرائیلؑ کے اترنے کی جگہ
شفیع الوریٰ خواجۂ بعث و نشر	۴	امام الہدیٰ صدرِ دیوانِ حشر
مخلوق کے شفیع، قیامت کے سردار		ہدایت کے امام، قیامت کی کچہری کے صدر
کلیمے کہ چرخِ فلک طورِ اوست	۵	ہمہ نورہا پرتوِ نورِ اوست
ایسے کلام کرنے والے کہ چرخِ فلک آپ کا طور ہے		تمام نور ان ہی کے نور کا سایہ ہیں

(۱) نعت، وہ منظوم کلام جس میں حضور نبی کریمؐ کی تعریف کی گئی ہو۔ سرور، سردار۔ کائنات، اللہ کے سوا ہر چیز۔ علیہ، ان پر۔ افضل، بہترین۔ صلوات جمع صلوٰۃ، درود۔ (۲) کریم، شریف۔ السجایا جمع سجیہ، عادت۔ جمیل، خوبصورت۔ الشیم جمع شیمہ، عادت۔ نبی، خبر دینے والا۔ البرایا جمع بریہ، مخلوق۔ شفیع، سفارشی۔ الامم جمع امت، امتیں۔ (۳) امام، پیشوا۔ پیشوا، آگے چلنے والا۔ سبیل، راستہ۔ امین، امانتدار۔ خدا، اللہ تعالیٰ۔ مہبط، اترنے کی جگہ۔ جبرئیل، مقرب فرشتہ جو نبیوں پر وحی لیکر آتا ہے۔ (۴) الوریٰ، مخلوق۔ خواجہ، سردار۔ بعث، اٹھانا یعنی قبروں سے۔ نشر، پھیلانا یعنی محشر میں، مراد ہے قیامت۔ ہدیٰ جمع ہدایت۔ صدر، بالا نشین۔ دیوان، کچہری۔ حشر، قیامت۔ (۵) کلیم، ہم کلام، کلام کرنے والا۔ ہم کلام، اللہ تعالیٰ سے، موسیٰؑ کا لقب۔ چرخ، گھومنے والا، مراد آسمان۔ فلک، آسمان۔ طور، فلسطین کا وہ پہاڑ جس پر موسیٰؑ کو نبوت ملی تھی۔ ہمہ، تمام۔ نورہا، تمام نور۔ پرتو، سایہ۔

تشریح: (۱) اگرچہ شعر نہیں لیکن رسول علیہ السلام کی نعت کیلئے عنوان سے ایک نیا باب شروع ہوتا ہے۔ حمد، نعت اور مدح ان تینوں کا معنی تعریف کرنا ہے۔ حمد ایسی تعریف کو کہتے ہیں جس میں احسانات کا ہونا یا نہ ہونا لازمی نہیں ہے چونکہ حمد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے اسلئے اگر کسی پر اس کا احسان نہ بھی ہوتا تب بھی اللہ تعالیٰ کی ذات حمد و ثنا کے لائق ہے۔ عرفِ عام میں رسول علیہ السلام کی تعریف کیلئے نعت کا لفظ خاص طور پر مستعمل ہے اسلئے شیخ سعدیؒ نے بھی نعت سرورِ کائنات کا عنوان قائم کیا ہے۔ رسول علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو جنت کا راستہ دکھایا ہے یہ ایک ایسا احسان ہے جس کا بدلہ چکانا ناممکن ہے چونکہ نعت کیلئے احسان کا ہونا ضروری ہے اور امت محمدیہ پر رسول علیہ السلام کے بیحد احسانات ہیں لہٰذا رسول علیہ السلام کی تعریف کیلئے "نعت" کا لفظ مخصوص ہے۔ مدح عام ہے ہر شخص کی پسند و ذوق کے مطابق ہر چیز کی مدح کی جا سکتی ہے۔ (۲) شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں رسول علیہ السلام کی خصلتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ صداقت کا پیکر، امانت و دیانت کا نمونہ، حلم و بردباری، ایفائے عہد، شرم و حیا، جود و سخا، فطرت کا مطالعہ کرنا رسول علیہ السلام کی خصوصیات میں شامل تھا۔ دوسرے مصرع میں شیخ سعدیؒ نے رسول علیہ السلام کی نبوت عامہ اور ختم نبوت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس میں رسول علیہ السلام کی تعریف کا انوکھا انداز بیان کیا گیا ہے کہ آپ صرف انسانوں کے ہی نہیں بلکہ جنات کے بھی پیغمبر ہیں آپکی رسالت کی گواہی زمین و آسمان، جبال و پہاڑ، دریا، چاند و آفتاب یعنی جہانِ کائنات کی ہر چیز نے دی ہے۔ آپ کسی خاص قبیلے یا خاندان یا شہر یا علاقے کیلئے ہی پیغمبر نہیں تھے بلکہ کل عالم کے پیغمبر ہیں۔ روزِ محشر میں آپ کی شفاعت عام ہوگی سوائے آپ کے اور کوئی پیغمبر بھی شفاعت کیلئے تیار نہ ہوگا۔ (۳) شبِ معراج میں رسول علیہ السلام نے مسجدِ اقصیٰ میں تمام انبیاء علیہم السلام کو نماز کی امامت کرائی تھی چنانچہ آپ امام الانبیاء قرار پائے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کر کے آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا ہے اور واذ اخذ اللہ میثاق النبیین کی عملی تصدیق کر دی۔ اس شعر کے پہلے مصرع میں اسی طرف اشارہ ہے جبکہ دوسرے مصرع میں شیخ سعدیؒ نے رسول علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا امین قرار دیا ہے اسلئے کہ قرآن مجید کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے جو امانت سونپی تھی اسکو پوری دیانت کے ساتھ اشرف المخلوقات انسان تک پہنچا دیا۔ چونکہ وحی الٰہی پہنچانے کا کام حضرت جبرئیلؑ کے سپرد تھا اسلئے آپ جبرئیلؑ کی منزل مقصود قرار پائے۔ اس شعر کے دوسرے مصرع میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (۴) شیخ سعدیؒ نے اس شعر کے پہلے مصرع میں رسول علیہ السلام کو شفیع الوریٰ کے لقب سے یاد کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قیامت کے دن تمام مخلوقات کی سفارش کا اعزاز حضور رسول علیہ السلام کو حاصل ہوگا۔ روزِ محشر میں مخلوق کے حساب کا آغاز آپ کی سفارش پر ہوگا۔ چونکہ رسول علیہ السلام مقصودِ کائنات ہیں اس لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بڑے اعزاز سے نوازنے گا یعنی روزِ محشر بھی آپ سرداری کے مقام پر فائز ہوں گے۔ شعر کے دوسرے مصرع میں شیخ سعدیؒ نے رہبر الانبیاء اور سربراہی کا سبب بھی آپ ہی کے سپرد ہونے کا اشارہ کیا ہے اور آپ کے امام الانبیاء ہونے کے باعث ہدایت سے وابستہ تمام افراد کی سربراہی بھی آپ کے سپرد تھی۔ ان اشعار میں شیخ سعدیؒ نے رسول علیہ السلام کی تعریف و نعت کا حق ادا کر دیا ہے۔ (۵) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے حضرت موسیٰ کی تمثیل میں تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہمکلامی کا موازنہ رسول علیہ السلام کے ساتھ واقعہ معراج کے موقع پر بلا واسطہ کلام کرنے کی صورت میں کیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء۔ اللہ تعالیٰ کسی انسان سے ہمکلام نہیں ہوتا مگر وحی کی حالت میں پردے کے پیچھے یا فرشتے کے ذریعے پس جس سے چاہتا ہے وحی بھیجتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ اپنی قوم کے چالیس سرداروں کو کوہِ طور پر لیکر گئے تھے تو اس وقت پردے کی اوٹ میں ہمکلامی ہوئی تھی جب آپ مصر کی طرف اپنی اہلیہ کے ساتھ جا رہے تھے تو درخت سے آواز آئی چنانچہ آپ آگ لینے کیلئے گئے تو آواز آئی انا ربک فاخلع نعلیک، ترجمہ: بیشک میں تیرا رب ہوں اپنے جوتے اتار دو۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰؑ کو ہمکلامی کا شرف تو حاصل ہوا ہے لیکن پردے کے پیچھے مگر رسول علیہ السلام نے کون و مکاں میں فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنی انتہائی قرب کی آخری حد پر بلا واسطہ ہمکلامی کا شرف حاصل کر لیا لہٰذا موسیٰؑ و دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ رسول علیہ السلام کا موازنہ کرنا تعجب خیز ہے۔ اس شعر کے دوسرے مصرع میں تخلیق کائنات سے قبل رسول علیہ السلام کے نور کی تخلیق کا ذکر کیا ہے۔ ھو الاول والاخر والظاہر والباطن، ترجمہ: وہی اول ہے وہی آخر وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ یہ مقام صرف ذاتِ باری تعالیٰ کو حاصل ہے۔ رسول علیہ السلام کا مقام کل کائنات سے بلند تر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ کے بالمقابل نہیں لایا جا سکتا۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ رسول علیہ السلام پیکرِ نور کا اور دیگر مخلوقات رسول اللہ کے نور کا پرتو یا سایہ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ ایمان و توحید اور قرآن و حدیث شریف جو تمام انبیاء کا نور ہیں جو کہ آپ کا پرتو ہیں جیسا کہ العلم نور والمعصیۃ ظلمۃ، ترجمہ: علم نور ہے اور گناہ تاریکی ہے۔ معلوم ہوتا ہے علم وہ ہے جس سے اللہ کی معرفت اور دیگر آخرت حاصل ہو اور معصیت وہ ہے جس سے یہ دونوں چیزیں حاصل نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول علیہ السلام کو علم دیا اسی سرچشمۂ علم سے تمام انبیاء و اولیاء سیراب ہوئے۔ علم ایک خاص نور ہے جو دل پر ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام آفاقی علوم و معارف کا منبع رسول علیہ السلام کو بنایا تھا جو تخلیق کے اعتبار سے سب سے اول ہے۔ اس شعر میں تمام انوار کا پرتو رسول علیہ السلام کے نور کو قرار دینے سے یہی مقصود ہے کہ مجسم نور کیونکہ نور کا جسم نہیں ہوتا اور جسم کا سایہ ہوتا ہے۔

marfat.com

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست	۱	کتب خانۂ چند ملت بشست
ایسے یتیم کہ (کتب میں) قرآن پڑھے بغیر		کتنے مذہبوں کے کتب خانے دھو ڈالے
چو عزمش برآہیخت شمشیر بیم	۲	بمعجز میان قمر زد دو نیم
جب ان کے ارادے نے قوت کی تلوار سونتی		معجزہ کے ذریعے چاند کی کمر کے دو ٹکڑے کر دیئے
چو صیتش در افواہ دُنیا فتاد	۳	تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد
جب آپ کا شہرہ دنیا کے منہ میں پڑا		کسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا
بلا قامت لات بشکست خرد	۴	باعزاز دیں آب عزیٰ ببرد
لا کے ذریعہ لات کا قد چورا کر دیا		دین کی عزت کے ذریعہ عزیٰ کی آبرو ختم کر دی
نہ از لات و عزیٰ برآورد گرد	۵	کہ توریت و انجیل منسوخ کرد
نہ صرف لات اور عزیٰ کی دھول اڑائی		بلکہ توریت اور انجیل کو منسوخ کر دیا
شبے برنشست از فلک برگزشت	۶	بتمکین و جاہ از ملک درگزشت
ایک شب کو سوار ہوئے تو آسمان سے گزر گئے		عزت اور مرتبے میں فرشتے سے آگے نکل گئے

(۱) یتیمے کہ: ایسا یتیم کہ۔ ناکردہ درست: درست نہ کیے ہوئے۔ چند: کتنے۔ ملت: مذہب۔ بشست: دھو ڈالے۔ قرآں: مسلمانوں کی آسمانی کتاب۔ (۲) چو: جب۔ عزم: پختہ ارادہ۔ برآہیخت: کھینچی۔ شمشیر: تلوار۔ بیم: خوف مراد غضب۔ براے معجز: معجزہ۔ نبی کا ایسا فعل جس کا مقابلہ کرنے سے ساری دنیا عاجز ہو۔ میاں: کمر۔ زد: کردی۔ دو نیم: دو حصے۔ (۳) صیت: شہرت۔ افواہ: جمع فوہ منہ مراد زبان۔ فتاد: پڑی۔ تزلزل: ہل جانا مراد زلزلہ۔ ایوان: محل۔ کسریٰ: ایرانی بادشاہوں کا لقب خصوصاً نوشیرواں کا۔ (۴) لا: کلمہ طیبہ کا پہلا حرف۔ قامت: قد، مجسمہ۔ لات: بُت جو بنی ثقیف کا معبود تھا۔ بشکست: توڑ ڈالا۔ خرد: چھوٹا۔ اعزاز: عزت دینا۔ آب: پانی، رونق۔ عزیٰ: بُت جسے بنو غطفان پوجتے تھے۔ ببرد: لے گیا۔ (۵) برآورد گرد: گرد نکالی۔ توراۃ: آسمانی کتاب جو موسیٰ پر اتری تھی۔ انجیل: وہ کتاب جو عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی۔ منسوخ کرد: منسوخ کر دیا یعنی قرآن کو نافذ کر کے ان کے احکام کا نفاذ ممنوع کر دیا۔ (۶) شبے: ایک رات۔ برنشست: سوار ہوئے۔ فلک: آسمان۔ برگزشت: گزر گئے۔ تمکین: عزت۔ جاہ: مرتبہ۔ ملک: فرشتہ۔ درگزشت: گزر گئے۔

تشریح: (۱) یہ شعر پہلے شعر کی تائید کر رہا ہے کیونکہ پہلے شعر میں کہا گیا تھا رسول علیہ السلام کا نور تمام انوار کا پرتو ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا کو بطور دلیل پیش کیا اس شعر میں علوم و معارف کا منبع قرآن کو پڑھنے اور اسے سمجھنے کے حوالے سے بات کی ہے جبکہ آپ اُمّی تھے دنیا کے کسی روایتی سکول و مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی اس کے باوجود قرآن مجید ایسی کتاب جس نے تورات و انجیل اور زبور کو منسوخ کر کے اپنے وقت کے بڑے بڑے ماہرین علوم و معارف کو ان پڑھ ہونے کے باوجود مات دے دی اس شعر میں رسول علیہ السلام کی ذات کے حوالے سے خاص طور پر لفظ یتیم کا تذکرہ کیا۔ وہ اس لیے کہ والدین اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے کوشاں رہتے ہیں جبکہ یتیم بچہ دیکھ بھال نہ ہونے کے باعث تعلیم کے زیور سے محروم رہتا ہے لیکن رسول علیہ السلام ایسے یتیم ہیں کہ وہ ان پڑھ (اُمّی) ہونے کے باوجود ان کے سامنے علوم و معارف کا بڑے سے بڑا ماہر بھی نہیں ٹھہر سکا جو کہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ رسول علیہ السلام کے مناظرے شاہد ہیں (۲) انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے عزم و ارادے کی ایسی قوت رکھی ہے کہ ارادوں میں پختگی رکھنے والا شخص پوری دنیا سے ٹکرا جاتا ہے لیکن اپنے ارادوں کو نہیں بدلتا۔ مقام نبوت سے قطع نظر دنیا میں بہت سے لوگ ایسے آئے جنہوں نے اپنے ارادوں کی تکمیل کے لیے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے مثال کے طور پر سومنات کی زبوں حالی اور ہندوستان پر سترہ حملے سلطان محمود غزنوی کے پختہ عزم کی دلیل ہے بے سروسامانی کے باوجود طاغوتی طاقتوں کے سامنے مجاہدین اسلام کا سینہ سپر ہونا مضبوط ارادوں کا بین ثبوت ہے۔ رسول علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد تمام صحابہ کرام کا ثابت قدم رہنا ارادوں کی تکمیل کے حوالے سے بہت بڑا کارنامہ ہے مقام نبوت پر فائز ہستی کے ارادوں کی مضبوطی کا کیا کہنا کہ انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا (۳) اس شعر میں رسول علیہ السلام کے شہرۂ آفاق واقعہ ولادت کے حوالے سے بڑے بڑے ایوانوں کے لرز اٹھنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ جب رسول علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو عین اس وقت کسریٰ ایران کے محلوں میں زلزلہ آگیا تھا اور قیصر روم کے کنگرے گر گئے جو کہ اس وقت روم و ایران بڑی طاقتیں تھیں رسول علیہ السلام جب کسی سردار قریش کو اسلام کی دعوت دیتے تھے تو قیصر و کسریٰ کی فتح پر مشتمل بشارت بھی ساتھ دیتے تھے سراقہ جب رسول علیہ السلام پر حملہ آور ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ اے سراقہ میں تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے اس اسلوب نبوت سے یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ جو بھی رسول اللہ کے موقف پر حملہ آور ہوگا ساری دنیا کی طاغوتی قوتیں اس کی ٹھوکروں میں ہونگی (۴) رسول علیہ السلام کی تعلیم کا پہلا درس توحید ہے اس نے دنیائے کفر و شرک میں کہرام مچا دیا تھا پیغام توحید سے بڑے بڑے ایوانوں میں ہلچل پیدا ہو گئی تھی اس سے لَآ اِلٰہَ کی ایسی تلوار چلی کہ بادشاہوں کی حکومتیں اور سرکشوں کی گردنیں کٹ گئیں۔ پجاریوں کے تمام معبودان باطلہ ذلیل ہو کر رہ گئے لَآ اِلٰہَ کی اسی تاثیر کو شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں بیان کیا ہے اور لات و عزیٰ کے پاش پاش ہونے کی مثال بیکر تمام بتان آذری کی بیخ کنی کر دی ہے (۵) اس شعر کے پہلے مصرعہ میں شیخ سعدیؒ نے لات و عزیٰ کی تباہی کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ اشارہ کیا ہے کہ رسول علیہ السلام نے لَآ اِلٰہَ کی تلوار سے لات و عزیٰ کی بربادی کے پس منظر میں درحقیقت لوگوں کے دل و دماغ سے ذہنی و نظریاتی غلاظت کو دھو ڈالا ہے اور اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں یہ اشارہ کیا ہے کہ دل و دماغ کی پاکیزگی کیلئے علمی و عملی امراض کا علاج بھی ضروری ہے چنانچہ تحریف شدہ تورات و انجیل کو منسوخ کر کے علمی و عملی بیماریوں کا شافی علاج کرنے کیلئے قرآن کی طرف موڑ دیا جو کامل و جامع کتاب ہے (۶) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے واقعہ معراج کی طرف اشارہ کر کے یہ باور کیا ہے کہ صرف یہ کہ رسول نے دنیا کے بڑے سے بڑے تخت و تاج کو تاراج کیا ہے بلکہ براق پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے لامکان تک ایسے پہنچے کہ تمام نورانی مخلوق کے بلند مرتبہ ملائکہ کے مقام کو عبور کر کے اتنے آگے چلے گئے کہ آپ کے اور ذات حق کے درمیان صرف کمان کے دو سروں کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا حالانکہ جبرائیل اور دیگر ملائکہ میں سے کوئی بھی اس مقام قرب تک نہ پہنچ سکا۔

marifat.com

۱	چناں گرم در تیہ قربت براند	کہ در سدرہ جبریل زو بازماند
	نزدیکی کے میدان میں ایسا تیز دوڑایا	کہ سدرۃ المنتہیٰ پر جبرئیل آپ سے پیچھے رہ گئے
۲	بدو گفت سالار بیت الحرام	کہ اے حامل وحی برتر خرام
	کعبہ کے سردار نے اس سے کہا	کہ اے وحی کے حامل آگے بڑھو
۳	چو در دوستی مخلصم یافتی	عنانم ز صحبت چرا یافتی
	جب دوستی میں آپ نے مجھے مخلص پایا ہے	تو میری صحبت سے کیوں باگ موڑی ہے
۴	بگفتا فراتر مجالم نماند	بماندم کہ نیروئے بالم نماند
	اس نے کہا آگے جانے کی مجھ میں طاقت نہیں رہی	میں عاجز ہوں اسلئے کہ میرے بازو میں طاقت نہیں رہی ہے
۵	اگر یکسر موئے برتر پرم	فروغ تجلی بسوزد پرم
	اگر ایک بال برابر بھی آگے اڑوں	تو تجلی کی روشنی میرے پر جلا دے
۶	نماند بعصیاں کسے در گرو	کہ دارد چنیں سید پیش رو
	گناہ کی بدولت کوئی شخص گرفتار نہ رہیگا	جو ایسا سردار پیش رو رکھے گا

(۱) چناں: ایسا۔ گرم: تیز۔ تیہ: وہ میدان جس میں بنی اسرائیل چالیس سال سرگرداں رہے۔ قربت: نزدیکی۔ براند: چلائی۔ سدرہ: بیری کا وہ درخت جو آسمان ہفتم اور عرش عظیم کے درمیان حد فاصل ہے۔ جبرئیل: مقرب فرشتہ۔ بازماند: پیچھے رہ گیا۔ (۲) بدو: اس سے۔ گفت: کہا۔ سالار: سردار۔ بیت الحرام: بیت اللہ شریف۔ حامل وحی: وحی کا اٹھانے والا۔ برتر: اوپر۔ خرام: چل۔ (۳) چو: جب۔ مخلص: بے غرض، اس کے ساتھ جو میم ہے وہ مفعول کی ہے یعنی مجھ کو۔ یافتی: تو نے پایا۔ عنان: باگ، اسکی میم صحبت کے ساتھ مضاف الیہ کے طور پر لگتی ہے۔ چرا: کیوں۔ (۴) بگفتا: اس نے کہا۔ فراتر: اوپر۔ مجال: طاقت۔ نماند: نہیں رہی۔ بماندم: میں تھک گیا ہوں۔ نیرو: طاقت۔ بال: بازو۔ بالم: میرا بازو۔ (۵) یکسر: تھوڑے، ایک بال برابر۔ برتر: اوپر۔ پرم: اڑوں میں۔ فروغ: روشنی۔ تجلی: جلوۂ الہٰی۔ بسوزد: جلائے۔ پرم: میرے پر، پہلا پرم فعل ہے دوسرا اسم میم کی طرف مضاف۔ (۶) نماند: نہ رہے۔ عصیاں: گناہ۔ کسے: کوئی شخص۔ در: میں۔ گرو: قید۔ دارد: رکھتا ہو۔ چنیں: ایسا۔ سید: سردار۔ پیش رو: آگے چلنے والا۔

تشریح: (۱) واقعہ معراج کے موقع پر حضرت جبرئیلؑ براق لیکر رسول علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ کو رب ذوالجلال کے پاس لامکاں پر جانا ہے رسول علیہ السلام شوق و محبت اور مقام قرب میں اسقدر آگے نکل گئے کہ تمام فرشتوں کا سردار حضرت جبرئیلؑ سدرۃ المنتہیٰ تک آپ کے ساتھ تھے۔ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ جا سکے سدرۃ المنتہیٰ بیری کا ایک درخت ہے اس کے بیر منکوں سے بھی بڑے ہیں یہ حضرت جبرئیلؑ کی آخری آماجگاہ ہے جسے رسول علیہ السلام عبور کرکے بہت آگے چلے گئے۔ (۲) جب حضرت جبرئیلؑ سدرۃ المنتہیٰ پر رک گئے تو فرمایا کہ آپ تو مجھ پر وحی لاتے ہیں، براہ راست کلام ربانی کو سننے سے مشرف ہوتے ہیں اسلئے آپ کو میرے ساتھ اس سے آگے بھی چلنا چاہئے چونکہ جبرئیلؑ میں آگے جانے کی سکت نہیں تھی اسلئے وہیں رک گئے۔ (۳) اس شعر میں مسجد الحرام سے بیت المقدس تک اور پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں کی رفاقت سے جو انسیت پیدا ہوگئی تھی اس کا اظہار کرتے ہوئے رسول اللہ نے اپنی وفاؤں کا ذکر کرکے مفارقت سے پیدا ہونے والی کوفت کا اظہار کیا گیا ہے شعر کے دوسرے مصرع میں داغ مفارقت دینے کی وجہ دریافت کی گئی ہے لطف عشق سے خالی لوگ کیا جانیں کہ جدائی کے زہریلے گھونٹ لمحات کو کتنا کڑوا کر دیتے ہیں۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول علیہ السلام کو اتنا بلند مقام عطا فرمایا ہے کہ اس مقام تک حضرت جبرئیلؑ جیسا مقرب فرشتہ بھی نہ پہنچ سکے یہاں جبرئیل امینؑ کی تھکان اور بازوؤں میں قوت کا سلب ہونا درحقیقت پیغمبر کی ذات میں نورانیت و روحانیت کے گہرے سمندروں کے موجزن ہونے کا اظہار کیا گیا ہے نیز یہ اشارہ یاد دلایا گیا ہے کہ ختم نبوت سے ظہور نبوت تک پیغمبر علیہ السلام میں نورانی و روحانی اجزاء اسقدر سرایت کر چکے ہوتے ہیں کہ اس پیغمبر کے تمام قوی اتنے مضبوط ہو جاتے ہیں کہ وہ جبرئیلؑ جیسے فرشتے کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ اس شعر میں یہ بھید کھولنا مقصود ہے بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کرا کے امام الانبیاء کا منصب پانے کے ساتھ ساتھ ختم نبوت کا پرچم لہرایا اور سدرۃ المنتہیٰ پر فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیلؑ کی قوت کا جواب دینا یہ باور کراتا ہے کہ آپ تمام امتوں و انبیاء علیہم السلام اور تمام ملائکہ کے نبی و رسول ہیں، ہر پیغمبر نے اپنی اپنی امت کی نمائندگی کرکے رسول علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کرکے آپ کی نبوت کا اقرار کیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر تمام فرشتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کے سردار جبرئیلؑ کے قوی جواب دینے کی صورت میں آپ کی نبوت کا اقرار کیا یوں رسول علیہ السلام اپنی امت سمیت تمام سابقہ امتوں کے تمام فرشتوں کے رسول کی حیثیت سے رب ذوالجلال کے حضور انتہائی قرب کے عالم میں حاضری دی۔ اور اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ ہمکلامی کرکے عالم دنیا اور عالم ملکوت کیلئے تحفہ نماز کا سامان مہیا کیا، بالمشافہ ملاقات کے وقت تمام مخلوقات کی نمائندہ ہستی رسول علیہ السلام کی ذات تھی یا پھر خود اللہ تعالیٰ کی ذات تھی تمام عالمین کے دو رشتے (اللہ و رسول) باہم محو گفتگو تھے ان اشعار میں کچھ ایسی کیفیت کی نشاندہی کی گئی ہے۔ (۵) اس شعر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا وہ قول پیش کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے اللہ تعالیٰ کے انوار موسلا دھار بارش کی طرح برس رہے ہیں لہذا یہاں میری نورانی قوت بھی کارگر ثابت نہ ہوگی اگر میں نے آپ کی معیت میں اپنی قوت استعمال کرنے کی کوشش کی تو جل جاؤں گا چنانچہ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے آپ کی نورانی قوت کارگر ہو سکتی ہے اس لیے کہ آپ مقصود کائنات محبوب رب کائنات ہیں۔ (۶) انسانی فطرت کا تقاضہ ہے کہ جب وہ کسی طاقتور یا اثر و رسوخ کے اعتبار سے بڑی شخصیت کا دامن گیر ہو جاتا ہے تو پھر اپنی عملی زندگی کا ہر لمحہ اسی سے وابستہ کر دیتا ہے۔ اس شعر میں اسی وابستگی کے تناظر میں شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ جس امت کو اتنا عظیم پیغمبر مل جائے (جس کی عظمت کو جبرئیل امین بھی سلام کرتے ہیں) تو وہ امت نافرمانی میں گذشتہ امتوں کی طرح اسقدر آگے نہیں بڑھ سکتی کہ اسے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار کیا جائے۔

marfat.com

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا	۱	علیک السلام اے نبیِّ الوریٰ
میں آپ کی پسندیدہ تعریف کیا کروں		اے مخلوق کے نبی آپ پر سلام ہو
درودِ ملک بر روانِ تو باد	۲	بر اصحاب و بر پیروانِ تو باد
خدا کا درود آپ کی روح پر نازل ہو		آپ کے ساتھیوں اور پیروؤں پر نازل ہو
نخستیں ابوبکرؓ پیرِ مُرید	۳	عمرؓ پنجہ بر پیچ دیوِ مَرید
سب سے پہلے بوڑھے ابوبکرؓ مرید ہیں		عمرؓ، سرکش دیو کے پنجہ پھیرنے والے ہیں
خردمند عثمانؓ شب زندہ دار	۴	چہارم علیؓ شاہِ دُلدُل سوار
عثمانؓ عقل مند، شب بیدار		چوتھے علیؓ ہیں جو دُلدُل کے سوار بادشاہ ہیں
خدایا بحقِ بنی فاطمہؓ	۵	کہ بر قولِ ایماں کنم خاتمہ
اے خدا فاطمہؓ کی اولاد کے طفیل		ایمان کے قول پر میرا خاتمہ کر
اگر دعوتم رد کنی ور قبول	۶	من و دست و دامانِ آلِ رسولؐ
خواہ تو میری دعا رد کرے یا قبول فرمائے		میں ہوں اور میرا ہاتھ اور آلِ رسولؐ کا دامن

(۱) چہ: کیا۔ نعت: تعریف۔ پسندیدہ: دل پسند۔ گویم: کہوں میں۔ ترا: تیری۔ علیک: تجھ پر۔ سلام: سلامتی۔ نبی: پیغمبر، خبر دینے والا۔ وری: مخلوق۔ (۲) درود: یہ جب خدا کی طرف منسوب ہو تو اس سے رحمت مراد ہوتی ہے۔ ملک: بادشاہ، خدا۔ پیرواں: پیروی کرنے والے، اُمتی۔ رواں: جان۔ باد: ہووے۔ اصحاب: جمع صحابی۔ (۳) نخستین: پہلا۔ ابوبکرؓ: مقرب ترین صحابی اور خلیفۂ رسولؐ۔ پیر: مرشد۔ مرید: ارادتمند۔ عمرؓ: دوسرے مقرب صحابی جو ابوبکرؓ کے بعد دوسرے خلیفہ ہوئے۔ پنجہ بر پیچ: پنجہ پھیرنے والے۔ دیو: شیطان۔ مَرید: سرکش۔ (۴) خردمند: عقلمند۔ عثمانؓ: تیسرے مقرب صحابی جو حضرت عمرؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ شب: رات۔ زندہ دار: زندہ رکھنے والا۔ چہارم: چوتھا۔ علیؓ: چوتھے مقرب صحابی جو حضرت عثمانؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ دُلدُل: گھوڑا۔ (۵) خدایا: خدا کے ساتھ الف ندا کا لگا ہوا ہے۔ بحق: حق سے یعنی اس کے طفیل۔ بنی: بیٹے۔ فاطمہؓ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر حضرت علیؓ کی زوجہ۔ کہ: برائے بیان۔ قول: بات، مراد لا الٰہ الا اللہ۔ کنم: کر دیجیے، میرا ہم مفعول۔ (۶) دعوتم: میری دعا۔ رد کنی: رد کرے تو۔ ور: اور اگر۔ من: میں۔ دست: ہاتھ۔ داماں: دامن۔ آلِ رسولؐ: اہلِ بیت اور آپ کی اولاد۔

تشریح: (۱) پہلے شعر میں رسول علیہ السلام کی عظمت کے ضمن میں اُمتِ محمدیہ کی شان کا تذکرہ دیا ہے۔ الفاظ رسول ایسے باعظمت پیغمبر کی اُمت بھی عظیم الشان ہے بجائے گزشتہ اُمتوں کی نافرمانیوں کے سبب ایسا عذاب نہیں دیا جائے گا جس سے اُمتِ محمدیہ ملیامیٹ ہو جائے۔ کیا گیا۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے رسول علیہ السلام کے حضور عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہوئے ایسی تعریف کا اظہار کیا ہے جو اس (رسول) کی شایانِ شان ہے یعنی اے نبی آپ پر درود و سلام کی بارش ہو۔ رسول علیہ السلام کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا اسلوب خود اللہ تعالیٰ کی ذات نے اس آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتے رسول علیہ السلام پر درود و سلام نازل کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی درود و سلام بھیجو۔ اس سے بڑھ کر رسول علیہ السلام کی اور کیا تعریف ہوگی۔ (۲) فارسی اور اُردو زبان میں درود اور عربی زبان میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔ رسول دینی کے حوالے سے اگر صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو تو اس سے مراد رحمت ہوتی ہے اسی طرح جب درود کا لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اس کا معنی بھی رحمت ہوگا یعنی رسول پر اللہ تعالیٰ کا سلام و رحمت نازل ہو۔ اگر درود یا صلوٰۃ کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو اس کا معنی استغفار ہوگا یعنی تمام فرشتے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ کے پیشِ نظر طلبِ مغفرت کرتے ہیں۔ چونکہ بلندی درجات کی وجہ سے جب پیغمبر علیہ السلام ارتقائی منازل طے کرتا ہے تو اسے پہلا درجہ ادنیٰ محسوس ہوتا ہے اس لیے وہ طلبِ مغفرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پیغمبر کی ذات معصوم ہوتی ہے۔ (۳) اس شعر میں تمام اصحابِ رسولؐ کے سردار سیدنا صدیق اکبرؓ کو پیر اور مرید دو متضاد القاب سے یاد کیا گیا ہے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بیک وقت پیر اور مرید ہونا تعجب خیز نہیں کیونکہ حضرت ابوبکرؓ بحیثیت خلیفۂ رسولؐ کے پوری اُمت مسلمہ کے پیر ہیں جبکہ خود رسولِ اکرمؐ کے مرید ہیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا ایک تمام رسول علیہ السلام کے نزدیک مرید ہونے کا بیان کیا گیا اور دو منزلت محمدیہ کی نظر میں جو تھا دیئے جانے کا اسے بیان کیا گیا ہے۔ اس شعر کے دوسرے مصرع میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے بعد خلیفۂ ثانی سیدنا عمر فاروقؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی ایک خصوصیت کو بیان کیا ہے یعنی سیدنا فاروق اعظمؓ کی یہ خصوصیت تھی کہ شیطان ان سے دور بھاگتا تھا جس راہ پر فاروق اعظمؓ ہوتے شیطان وہ راستہ چھوڑ کر کسی دوسرے پر چلتا تھا۔ ایک مقام پر آیا ہے کہ شیطان سیدنا فاروق اعظمؓ سے چالیس گز دور رہتا تھا چونکہ حضرت عمرؓ جلالی شان کے مالک تھے اس لیے ان کے سامنے شیطان کی پیش نہ چلتی تھی۔ (۴) اس شعر کے پہلے مصرع میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ کا ذکر کیا ہے اس میں آپ کی دو خصوصیتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ بہت سمجھدار تھے ان کی عقل و فہم کا اندازہ یہیں سے ہو سکتا ہے کہ آپ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا لیکن مدینۃ الرسول کو خانہ جنگی کی بھینٹ نہ چڑھنے دیا۔ اس دشمنانِ اسلام کے ناپاک عزائم خاک میں مل گئے۔ دوسری خصوصیت یہ تھی کہ آپ راتوں کو جاگتے تھے ایک ہی رات میں دو رکعتوں میں پورا قرآن مجید پڑھ لیتے تھے اور شعر کے دوسرے مصرع میں خلیفۂ چہارم سیدنا علی المرتضیٰؓ کی ایک ایسی دلیل کا بطور خصوصیت تذکرہ کیا ہے جسے شاہِ مصر نے رسولؐ کو بطور ہدیہ پیش کیا تھا جبکہ رسولؐ نے وہی دُلدُل سیدنا علی المرتضیٰؓ کو عنایت کر دیا۔ فرمان ہوتی ہے کہ ہدیہ دو اور ہدیہ لو اس سے محبت بڑھتی ہے۔ رسولؐ کا حضرت علیؓ کو دُلدُل کا ہدیہ دینا ان سے محبت کی علامت ہے۔ (۵) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے حضرت علیؓ کی اس اولاد کو وسیلہ بنا کر خاتمہ ایمان پر موت طلب کی ہے جو سیدہ فاطمہؓ کے شکم سے پیدا ہوئی تھی اس میں سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ سرفہرست ہیں چونکہ دونوں حضرات رسولؐ کے بہت زیادہ منظورِ نظر تھے اس لیے شیخ نے انہی دونوں کا توسل ہی مراد ہو سکتا ہے۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے تمام صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے بعد اہلِ بیت عظام سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ (۶) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اہلِ بیتؓ کے ساتھ عقیدت و محبت کی انتہا کر دی ہے۔ پہلے شعر میں اہلِ بیتؓ کے وسیلہ سے خاتمہ ایمان پر مرنے کی دعا کی تھی لیکن اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے جذبہ معمورہ کے سبب خصوصی تعلق کی بنا پر سرگوشیانہ انداز میں بطور ناز اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر یہ کہہ دیا کہ اے اللہ! تو میری دعا قبول کرے یا نہ کرے لیکن میری زندگی میں میرا ہاتھ اور اہلِ بیتؓ سے میری وابستگی ختم نہ ہوگی۔ رسول علیہ السلام کا محبوب اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے حضرت حسینؓ بھی رسولؐ کے محبوب ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ کے بھی محبوب ہیں۔ لہٰذا اہلِ بیتؓ کا وسیلہ رد ہونا ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے وہ بندے کی مغفرت کے بہانے تلاش کرتا ہے۔

marfat.com

چہ کم گردد اے صدرِ فرخندہ پے	۱	ز قدرِ رفیعت بدرگاہِ حے
اے مبارک قدم صدر کیا کم ہوگا		آپ کا بلند مرتبہ حی (قیوم) کی بارگاہ میں
کہ باشند مشتے گدایانِ خیل	۲	بمہمانِ دارالسلامت طفیل
کہ مٹھی بھر فرماں بردار فقراء		بہشت کی مہمانی میں آپ کے طفیل بن جائیں
خدایت ثنا گفت و تبجیل کرد	۳	زمیں بوسِ قدرِ تو جبریل کرد
آپ کی خدا نے تعریف اور تعظیم فرمائی ہے		جبریل کو آپ کے مرتبہ کی زمین کا بوسہ دینے والا بنایا ہے
بلند آسماں پیشِ قدرت خجل	۴	تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل
آپ کے رتبہ کے سامنے بلند آسمان شرمندہ ہے		آپ پیدا ہو چکے تھے اور آدم ابھی مٹی اور پانی میں تھے
تو اصلِ وجود آمدی از نخست	۵	دگر ہرچہ موجود شد فرعِ تست
آپ شروع ہی سے وجود کی اصل ہیں		دوسری چیز جو بھی موجود ہوئی وہ آپ کی فرع ہے
ندانم کدامیں سخن گویمت	۶	کہ والاتری زانچہ من گویمت
میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کی تعریف میں کیا کہوں		اس لئے کہ میں جو کچھ بھی کہوں آپ اس سے بالا ہیں
ترا عزِّ لولاک تمکیں بس ست	۷	ثنائے تو طٰہٰ و یٰسیں بس ست
آپ کو لولاک کی عزت کافی ہے		آپ کی تعریف طٰہٰ اور یٰسین کافی ہے

(۱) چہ کم گردد: کیا گھٹ جائیگا۔ صدر: سردار۔ فرخندہ: مبارک۔ پے: قدم۔ قدر: مرتبہ۔ رفیع: بلند۔ ت: تیرا۔ درگاہ: بارگاہ۔ حی: زندہ، اللہ تعالیٰ کا نام۔ (۲) کہ: بیانیہ۔ باشند: ہوجاویں۔ مشتے: مٹھی بھر۔ گدایان: جمع گدا فقیر، مراد اُمتِ محمدیہ۔ خیل: جماعت۔ بمہمان: بہ مہمانی۔ دارالسلام: سلامتی کا گھر۔ طفیل کی مضاف الیہ یعنی تیرے طفیل۔ (۳) خدایت: اس کی ت، ثنا کے ساتھ لگ کر معنیٰ دیتی ہے یعنی تیری تعریف۔ گفت: کہی۔ تبجیل: بزرگی دینا۔ زمین بوس: زمین کو چومنے والا۔ قدر: مرتبہ۔ جبریل: مقرب ترین فرشتہ۔ کرد: کیا۔ (۴) پیش: سامنے۔ قدرت: تیرا مرتبہ۔ خجل: شرمندہ۔ مخلوق: پیدا شدہ۔ آدم: سب سے پہلے انسان اور پہلے پیغمبر۔ ہنوز: ابھی۔ آب: پانی۔ گل: کیچڑ۔ (۵) اصل: جڑ۔ وجود: ہستی۔ آمدی: تو آیا۔ نخست: شروع سے۔ دگر: اور بھی۔ ہرچہ: جو کچھ۔ شد: ہوگیا۔ فرع: شاخ۔ تست: تو ہے۔ (۶) ندانم: میں نہیں جانتا۔ کدامیں: کونسی۔ سخن: بات۔ گویمت: آپ کو کہوں، ت مفعول کی۔ کہ: کیونکہ۔ والاتری: آپ زیادہ بلند ہیں۔ زانچہ: اس سے جو کچھ کہ۔ من گویمت: میں آپکو کہوں۔ (۷) ترا: تجھ کو۔ عز: عزت۔ لولاک: اگر آپ نہ ہوتے۔ تمکین: مرتبہ۔ بس: کافی۔ است: ہے۔ ثنا: تعریف۔ تو: تیری۔ طٰہٰ و یٰسین: قرآن کی دو سورتوں کے نام۔

تشریح: (۱) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے شافعِ محشر سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ تیرے قدم ایسے مبارک ہیں جو عرشِ معلی سے آگے لامکاں تک پہنچ چکے ہیں جب آپ کے قدم اتنے مبارک ہیں تو پھر آپ کی زبان سے نکلنے والے سفارشی الفاظ کا کیا کہنا لہٰذا آپ ہماری شفاعت ضرور کریں۔ چنانچہ یہ کہاوت بھی مشہور ہے کہ آپ کی زبان ہلے گی اور ہمارا کام ہوجائے گا۔ (۲) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ایک انوکھے انداز میں رسول علیہ السلام کی شفاعت کے حوالے سے تذکرہ کیا ہے۔ اس شعر میں سب سے پہلے آپ کے بلند مرتبہ کا اعتراف کرکے جنت میں داخل ہونے کی ایسی طرز از خواہش کو ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر آپ ہماری سفارش کردیں تو آپ کی بلند و بالا شان میں کوئی فرق نہیں پڑیگا البتہ مسلمان جو مرحوم آپ کی شفاعت کی مستحق ہے جنت میں جانے کی عاجزانہ خواہش اسی استحقاق کا مظہر ہے اسی استحقاق کے پیشِ نظر شیخ سعدیؒ نے کہا ہے کہ اگر ہم جیسے چند فقیر جنت میں چلے گئے تو آپ کی برتر شان میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ (۳) آپ اتنے برتر اور بلند شان کے مالک ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ کی نہ صرف تعریف کی ہے بلکہ آپ کی شایانِ شان بزرگی بھی بیان کی ہے جب آپ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے لامکان تک گئے تب حضرت جبریلؑ امین بھی آپکے عظیم ہونے کی معرفت حاصل کر چکے ہیں آپ کی شان اتنی بڑی ہے کہ حضرت جبریلؑ بھی آپ کے مدح و ثنا خواں ہیں۔ باقی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کا تھوڑا سا حصہ رسول علیہ السلام کو عطا کیا ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کا نعت گو ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۴) روئے کائنات میں جتنی چیزیں ہیں خواہ وہ ہمیں نظر آتی ہیں یا نہیں چاہے ان کا علم ہے یا نہیں بہرکیف وہ سب کے سب آسمان کے نیچے ہیں جبکہ آسمان کی بلندی تک انکی رسائی ناممکن ہے اسی طرح رسولؐ کی شان اتنی بلند ہے کہ آسمان کا پہنچنا دشوار ہے آپ کے علوِ مرتبت کے سامنے آسمان کی بلندی شرمسار ہے۔ اس شعر کے دوسرے مصرع میں رسولؐ کی باعتبار اسم (نام) اور روح کی پیدائش تخلیقِ آدم سے قبل ہو چکی تھی جبکہ آپ جسمانی ولادت کے اعتبار سے ربیع الاول میں اگست ۵۷۱ء بروز پیر کو پیدا ہوئے لہٰذا روحانی و جسمانی اعتبار سے آپ کا مقام سب سے بلند تر ہے۔ (۵) یہاں آپ مقصودِ کائنات ہیں یعنی ہاں آپ تمام موجودات کیلئے اصل اور بنیاد ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنیادی طور پر تمام کائنات کیلئے پیدا کیا تھا اور باقی تمام ذرے کائنات کو آپ کے وسیلے سے تخلیق کیا تھا اسکی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص کھانا پکاتا ہے تو کھانا تیار کرنے کیلئے اسے تمام لوازمات مہیا کرکے اسے پکایا جاتا ہے لیکن اس تمام کاروائی میں مقصود صرف بھوک مٹاکر سکون حاصل کرنا ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کائنات کے تمام لوازمات کو جمع کرکے اپنے اپنے مقام پر وضع کردیا لیکن اس سب کچھ کا مقصد سرورِ کائنات کی ذات مقدس ہی تھا اس سے یہ معلوم ہوا کہ رسولؐ مقصودِ کائنات ہیں سب کائنات نہیں۔ (۶) اس شعر میں بھی شیخ سعدیؒ نے رسولؐ کی انوکھے انداز میں تعریف کرتے ہوئے آپ کو گویا تحفۂ پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ کی صفات ایسی بلند و بالا ہیں کہ انکی مثال کہیں بھی نہیں ملتی لہٰذا میرے (شیخ سعدیؒ) خیال میں آپ کی تعریف کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ تمام فصیح و بلیغ شعرا و ادبا آپ کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں اوج ثریا کا یہ مقام صرف آپ ہی کو زیب دیتا ہے۔ (۷) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شایانِ شان تعریف خود ربِّ ذوالجلال نے کی ہے آپ کے جاہ و جلال کیلئے یہی سب کچھ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طٰہٰ اور یٰسین کے وہ القاب عطا کئے ہیں جن کی معنویت کی معرفت کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔ آپ کے نام (طٰہٰ و یٰسین) کے الفاظ و معانی اور مفاہیم و معارف کا علم کسی کے پاس نہیں سوائے اللہ عزوجل کے۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ۔

marfat.com

چه وصفت کند سعدیٔ ناتمام	۱	علیک الصلوٰة اے نبیؐ والسلام
ناقص سعدی آپ کی کیا تعریف کرے		اے نبیؐ آپ پر درود اور سلام ہو

سببِ نظمِ کتاب

کتاب کے نظم کرنے کا سبب

در اقصائے عالم بگشتم بسے	۳	بسر بردم ایام با ہر کسے
میں عالم کے اطراف میں بہت گھوما		ہر طرح کے آدمی کے ساتھ میں نے زمانہ گزارا
تمتع ز ہر گوشۂ یافتم	۴	ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم
میں نے ہر گوشہ سے فائدہ اٹھایا		میں نے ہر انبار سے خوشہ چنا
چو پاکان شیراز خاکی نہاد	۵	ندیدم کہ رحمت براں خاک باد
شیراز کے منکسر مزاج پاک ہستیوں جیسے		میں نے نہ دیکھے اس سرزمین پر خدا کی رحمت ہو
تولائے مردان ایں پاک بوم	۶	برانگیختم خاطر از شام و رُوم
اس پاک سرزمین کے بزرگوں کی دوستی نے		شام اور روم سے میری طبیعت اچاٹ کر دی
دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں	۷	تہیدست رفتن سوئے دوستاں
مجھے برا معلوم ہوا ان باغوں سے		دوستوں کی طرف خالی ہاتھ جانا!

(۱) چہ: کیا۔ وصفت: تیری تعریف۔ کند: کرے۔ سعدی: حضرت مصنف۔ ناتمام: ناقص۔ علیک: آپ پر۔ الصلوٰة: درود۔ والسلام: سلامتی ہو۔ (۲) سبب: وجہ۔ نظم: الفاظ کو وزن اور قافیہ کی رعایت سے ترتیب دینا۔ کتاب: لکھی ہوئی چیز۔ (۳) در: میں۔ اقصا: نہایت دور یا اطراف۔ عالم: جہان۔ بگشتم: گھوما ہوں۔ بسے: بہت۔ بسر: سر تک۔ بردم: لے گیا ہوں میں۔ ایام: جمع یوم۔ با: ساتھ۔ کسے: شخص۔ (۴) تمتع: فائدہ اٹھانا۔ گوشہ: کونا۔ یافتم: میں نے پایا۔ خرمن: کھلواڑا یا وحدت کی خوشہ: سٹہ۔ (۵) چو: جب۔ پاکان: جمع پاک۔ شیراز: ایران کا وہ خوش نصیب شہر جسے حافظ سعدیؒ کے مسکن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ خاکی نہاد: مٹی جیسی طبیعت والے یعنی متواضع۔ ندیدم: نہیں دیکھے میں نے۔ براں: اس پر۔ خاک: مٹی۔ باد: ہووے۔ (۶) تولائے: دوستی۔ مردان: جمع مرد لوگ۔ ایں: یہ۔ بوم: زمین۔ برانگیختم: اکھاڑ دیا۔ م مفعول کی ہے جو خاطر کے ساتھ ملحق ہے۔ خاطرم: میرا دل۔ شام و روم: دو ملکوں کے نام۔ (۷) دریغ: افسوس۔ آمدم: مجھ کو آیا۔ زاں ہمہ: ان تمام سے۔ تہیدست: خالی ہاتھ۔ رفتن: جانا۔ سوئے: طرف۔ دوستاں: جمع دوست۔

تشریح: (۱) جب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے تعریفی کلمات (طٰہٰ و یٰسین) کے الفاظ و معانی اور مفاہیم و رموز سوائے اللہ کی ذات کے اور کسی کے بس میں نہیں تو پھر سعدیؒ کی ناقص عقل یا ناتمام شعر گوئی اس قابل کہاں کہ وہ آپ کی طٰہٰ و یٰسین جیسی تعریف کر سکے۔ سعدیؒ تو صرف آپ پر درود و سلام بھیج کر دعا یہ کلمات ہی ادا کر سکتے ہیں۔ درود و صلوات بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۲) سبب نظم کتاب: جہاں تین لفظ بیان کئے گئے ہیں۔ (۱) سبب (۲) نظم (۳) کتاب۔ کائنات میں موجود اشیاء بلا مقصد پیدا وجود نہیں رکھتیں ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے قطع نظر اس کے کہ ان کا سبب ہمیں معلوم نہ ہو چنانچہ بوستان بھی شیخ سعدیؒ کے اعلیٰ دماغ سے نکلا ہوا فارسی ادب کا ایک شہ پارہ ہے جو کہ ملک شام اور روم کی سیر و تفریح کے بعد شیراز کی واپسی پر اپنے اہل وطن کو بطور تحفہ پیش کر دینا ایک سبب ہے۔ نظم: کسی چیز کی باقاعدہ اندرونی اصلاح و صحت کو نظم کہتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ جو کام منظم طریقے سے کیا جائے تو اس میں کامیابی ہوتی ہے۔ نظم میں شعر کی کیفیت چونکہ شاعر اپنے کلام میں الفاظ کو وزن و قافیہ اور ردیف و بحر کو مد نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا جاتا ہے جو کہ شعار کی اندرونی اصلاح و صحت پر مشتمل ہے اس لئے اسے نظم کہتے ہیں۔ کتاب: لکھی ہوئی چیز کو کتاب کہتے ہیں جو الفاظ و معانی کا مرکب ہوتی ہے اصل کتاب تو قرآن ہے باقی تمام کتابیں اسی سے ماخوذ و متعلق ہیں یہی وجہ ہے کہ لفظ کتاب صیغہ واحد کے ساتھ زبان زد عام ہے جو کہ لوگوں کی ذہنی و عقلی آمادگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مسلمان ہو یا کافر سب کے دل میں قدرت نے خیر کی طرف مائل ہونے کا مادہ رکھا ہوا ہے اور قرآن خیر ہی خیر ہے جو لفظ کتاب کا منشاء ہے۔ (۳) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اپنی سیاحانہ زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے چونکہ دنیا میں ہر مزاج اور ہر رنگ کا آدمی رہتا ہے ہر قسم کے آدمی سے ملنا اور مختلف مواقع پر لوگوں سے واسطہ پڑنا سیر و سیاحت کا اہم جزو ہے اس سے خطے کے ماحول آب و ہوا اور لوگوں کی ذہنی کیفیت کا مشاہدہ ہوتا ہے چنانچہ شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں انہی مراحل کا تذکرہ کیا ہے۔ (۴) چونکہ شیخ سعدیؒ نے شام اور روم کے علاقوں کی سیاحت کی تھی اس میں اپنی طبعی لطف اندوزی اور ذہنی لذت، ذاتی فوائد اور علمی مفادات کی صورت میں اپنے سفر کو منافع بخش قرار دیا ہے۔ ہر ذہین و فطین اور پڑھا لکھا آدمی ذہنی و علمی پیاس بجھانے کیلئے علاقے کی ہر چیز کا بغور مطالعہ کرتا ہے جیسے وہ تجربات و مشاہدات کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے شیخ سعدیؒ نے بھی اپنے طویل ترین سفر کی یہی کیفیت بیان کی ہے۔ (۵) جب شیخ سعدیؒ کو شام و روم کے باشندوں سے پالا پڑا تو اپنے وطن شیراز کے باسیوں کی تواضع یاد آ گئی چنانچہ شیخ سعدیؒ نے اہل شام و روم اور اہل شیراز کا مزاجی موازنہ کیا تو انکساری میں اہل شیراز کے لوگوں کو بہتر پایا اس شعر میں یہی اشارہ ہے۔ (۶) انسان کی فطرت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے واقف کار لوگوں کی آؤ بھگت کرتا ہے جبکہ اجنبیوں سے دور بھاگتا ہے چونکہ شام اور روم میں شیخ سعدیؒ اجنبی تھے اسلئے وہاں کے باشندوں نے خاطر خواہ توجہ نہ کی جس کی وجہ سے شیخ سعدیؒ کا دل وحشت زدہ رہا اور اپنے آبائی شہر شیراز کی یاد ستاتی رہی۔ (۷) سلیم الفطرت انسان کا یہ مزاج ہوتا ہے کہ جب وہ کہیں سے آئے تو اپنے دوستوں اور قریبی لوگوں کے لیے علاقے کی سوغات لے کر جائے۔ عموماً دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ علاقے میں جو مشہور سوغات ہوتی ہے اسے بطور خاص تحفے کے طور پر لاتا ہے چنانچہ شیخ سعدیؒ بھی ملک شام و روم سے واپس آتے وقت اپنے احباب کے لیے تحفہ لیکر آئے تھے۔

marfat.com

بدل گفتم از مصر قند آورند	۱	بَرِ دوستاں ارمغانے برند
میں نے دل میں سوچا لوگ مصر سے قند لاتے ہیں		دوستوں کے پاس بطور تحفہ لے جاتے ہیں
مرا گر تہی بود ازاں قند دست	۲	سخنہائے شیریں تر از قند ہست
اگرچہ اس قند سے میرا ہاتھ خالی ہے		لیکن باتیں تو قند سے بھی شیریں موجود ہیں
نہ قندے کہ مردم بصورت خورند	۳	کہ اربابِ معنیٰ بکاغذ برند
نہ ایسی قند جو لوگ بظاہر کھائیں		بلکہ اصحاب باطن کاغذ میں لے جائیں
چو ایں کاخِ دولت بپرداختم	۴	بر و دہ در از تربیت ساختم
جب دولت کے اس محل میں میں مصروف ہوا		تو اس میں تربیت کے دس دروازے قائم کئے
یکے بابِ عدلست و تدبیر و رائے	۵	نگہبانیِ خلق و ترسِ خدائے
ایک باب انصاف اور تدبیر و رائے کا ہے		مخلوق کی نگہبانی اور خدا کے خوف کا ہے
دوم بابِ احساں نہادم اساس	۶	کہ محسن کنند فضلِ حق را سپاس
دوسرے باب میں میں نے احسان کی بنیاد رکھی		تاکہ مالدار خدا کے احسان کی شکر گزاری کرے
سوم بابِ عشقست و مستی و شور	۷	نہ عشقے کہ بندند برخود بزور
تیسرا عشق، مستی اور شور کا باب ہے		ایسا عشق نہیں جو اپنے اوپر خواہ مخواہ طاری کریں

(۱) بدل: دل میں. گفتم: میں نے کہا. مصر: فلسطین کے مغرب میں ایک عرب ملک. قند: مصری. آورند: لاتے ہیں. بَرِ: پر. ارمغان: تحفہ. برند: لے جاتے ہیں (۲) مرا: میرا. تہی: خالی. بود: تھا. ازاں: اس. قند: مصری. دست: ہاتھ. سخنہا: جمع سخن، باتیں. شیریں تر: زیادہ میٹھی. ہست: ہے (۳) مردم: لوگ. بصورت: ظاہر میں. خورند: کھاتے ہیں. ارباب: جمع رب، معنی: والے. مراد معنی باطن کے شیدائی. برند: لے جاتے ہیں (۴) چوں: جب. ایں: یہ. کاخ: محل. بپرداختم: میں مشغول ہوا اس کی ب ایں کے اوپر لگتی ہے. بر: اس پر. دہ: دس. در: دروازہ. تربیت: پرورش کرنا. ساختم: میں نے بنائے. (۵) یکے: ایک. باب: دروازہ، کتاب میں ایک قسم کے مضامین کا حصہ. عدل: انصاف. تدبیر: ترکیب. رائے: مشورہ. نگہبانی: حفاظت. خلق: مخلوق. ترس: خوف. خدا: اللہ تعالیٰ. (۶) دوم: دوسرا. باب: دروازہ. احسان: کسی سے نیکی کرنا. نہادم: میں نے رکھی. اساس: بنیاد. تا: تاکہ. محسن: احسان کرنے والا. کند: کرے. فضل حق: اللہ کا فضل. را: کو. سپاس: شکریہ. (۷) سوم: تیسرا. عشق: کسی کی ایسی محبت جو دل میں سوزش پیدا کرے. مستی: نشہ. شور: شورش. عشقے: کہ جو عشق کہ. برخود: اپنے اوپر. بندد: باندھتے ہیں. بزور: زور کے ساتھ.

تشریح: (۱) قدیم دور میں ملک مصر کی مشہور سوغات قند (چینی) ہوا کرتی تھی پہلے پہل یہ قند مصر کے نام سے مشہور تھی بعد ازاں یہ مصری کے نام سے پہچانی جانے لگی اس شعر میں شیخ سعدیؒ مصری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لوگ سیر و تفریح سے واپس ہوتے وقت مصری لیکر جاتے ہیں لہٰذا میں شام و روم کی سیر سیاحت سے ایسی پر ایسی سوغات لیکر جاؤں جو مصری سے بھی زیادہ قیمتی اور اچھی ہو. (۲) عموماً اہل علم تنگدست ہوتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے اہل علم کے تنگدست ہونے کی وجہ معلوم کی تو آپؓ نے فرمایا کہ علم و عقل بھی رزق ہے جبکہ بحیثیت افلاس ہی حصول علم کا ذریعہ ہے جو کہ تنگدستی کے سوا ناممکن ہے شیخ سعدیؒ کی حالت بھی ایسی ہی تھی جسے انہوں نے اس شعر میں ذکر کیا ہے کہ اگر تنگدستی کی وجہ سے مصری کا تحفہ نہیں لا سکتے تو کیا ہوا شیریں کلام کی اصل متاس (علم) تو تمہارے پاس موجود ہے جو مصری سے کئی درجے بہتر ہے. میٹھے بول کی اہمیت صرف صاحب عقل ہی جان سکتا ہے. (۳) مصری کا ذائقہ تو صرف زبان تک رہتا ہے جو حلق سے اترنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے جبکہ شیریں کلام کی لذت سے دل لطف اندوز ہوتے ہیں یعنی مصری کا ذائقہ عارضی ہے اور دل کا لطف مستقل ہوتا ہے. لہٰذا اتنے طویل سفر کی سیاحت سے واپسی پر صرف عارضی مزہ لانے والی مصری لے جانا مناسب نہیں بلکہ ایسا تحفہ لیکر جانا چاہیے جو دل کی دنیا کو لطف اندوز کرنے کے ساتھ ساتھ مستقل بھی ہو. (۴) انسان کی تعلیم و تربیت ایک ایسی دولت ہے جس کے حاصل ہونے سے دنیا و آخرت کے مفادات حاصل ہوتے ہیں. اگر کوئی شخص دولت اسلام سے محروم ہے لیکن وقت و ماحول کے مطابق اچھی تربیت دنیوی مفادات کیلئے کسی انمول خزانے سے کم نہیں جبکہ مسلمان کی تربیت دنیا و آخرت کیلئے بیش قیمت سرمایہ ہے اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے انسان کیلئے تربیت ایسی دولت کے حوالے سے دس مفادات کی طرف اشارہ کیا ہے. (۵) باب دراصل دروازے کو کہتے ہیں جب یہ لفظ کتاب کے حوالے سے استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد کتاب کے مضامین کا خاص حصہ مراد لیا جاتا ہے جو یکساں مضامین پر مشتمل ہوتا ہے. اس شعر میں بوستان کے دس ابواب میں سے پہلے باب کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے جو انصاف، تدبیر اور مشورے پر مشتمل ہے. معاشرے میں امن و امان کی بحالی کیلئے انصاف کا وجود لازمی ہوتا ہے. جبکہ انصاف کا قیام صاحب تدبیر اصحاب حل و عقد کے مناسب مشورے سے عمل میں آتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا مظہر اور خوف الٰہی کا ثمر ہے. (۶) اس کتاب بوستان میں دوسرا باب احسان پر مشتمل ہے. مشاہدہ گواہ ہے ہر نیکی کی بنیاد احسان پر قائم ہے. اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے احسان کا تعلق مالدار کی شکر گزاری سے قائم کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اغنیاء کو مال کی دولت سے نوازا ہے انہیں چاہیے کہ وہ اپنا مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ کر کے نہ صرف لوگوں کو زیادہ سے زیادہ مفاد پہنچائیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندوں میں بھی شامل ہو جائیں. (۷) اس شعر کا مقصد بوستان کا تیسرا باب بیان کرنا مقصود ہے جو عشق پر مبنی ہے اگر لفظ عشق کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ع (عبدیت) ش: شوق. ق: قدرت یعنی قدرت نے جس شخص کے اندر مزاج عبدیت کی وجہ سے اپنی رضا و بندگی کا شوق پیدا کر دیا ہو اسے عشق کہتے ہیں یہی عشق حقیقی ہے. کیونکہ عشق مجازی دنیا کے ماحولیاتی اثرات کا ایک تاثر ہوتا ہے قدرت کا عطیہ نہیں ہوتا جبکہ عشق حقیقی انبیاء کی تربیت کا پھل ہوتا ہے. عشق حقیقی کی مستی اللہ تعالیٰ کے وصال کیلئے دل میں سوزش پیدا کرتی ہے.

marfat.com

۱	چہارم تواضع رضا پنجمیں	ششم ذکر مردِ قناعت گزیں
	چوتھا تواضع ، پانچواں رضا کا	چھٹا قناعت اختیار کرنیوالے انسان کے ذکر کا
۲	بہفتم در از عالم تربیت	بہشتم در از شکر بر عافیت
	ساتواں باب عالم تربیت کا ہے	آٹھواں عافیت پر شکر کا ہے
۳	نہم راہِ توبہ است و راہِ صواب	دہم در مناجات و ختمِ کتاب
	نواں صواب اور توبہ کے راستے کا ہے	دسواں دُعا اور کتاب کے خاتمہ کا ہے
۴	بروز ہمایون و سالِ سعید	بتاریخ فرخ میانِ دو عید
	مبارک دن اور نیک سال میں	بابرکت تاریخ میں دو عیدوں کے درمیان
۵	ز ششصد فزوں بود پنجاہ و پنج	کہ پُر دُر شد ایں نامبردار گنج
	چھٹی صدی پر پچپن کا اضافہ تھا	کہ یہ مشہور خزانہ موتیوں سے پُر ہوا

(۱) چہارم، چوتھا۔ تواضع، عاجزی۔ رضا، اللہ کی خوشنودی۔ پنجمیں، پانچواں۔ ششم، چھٹا۔ قناعت، تھوڑے پر صبر کرنا۔ قناعت گزیں، قناعت اختیار کرنیوالا۔ (۲) ہفتم، ساتواں۔ در، زائد۔ عالم، جہان۔ تربیت، اخلاق کی پرورش کرنا۔ ہشتم، آٹھواں۔ شکر، شکریہ۔ عافیت، صحت و سلامتی۔ (۳) نہم، نواں۔ راہ، راستہ۔ توبہ، خدا تعالیٰ سے گزشتہ گناہ کی معافی کی طلب اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد۔ صواب، درست۔ دہم، دسواں۔ مناجات، سرگوشی کے پیرائے میں دُعا۔ ختم کتاب، کتاب کا خاتمہ۔ (۴) بروز، دن۔ ہمایوں، مبارک۔ سعید، نیک بخت۔ فرخ، مبارک۔ میان، درمیان۔ (۵) ششصد، چھ سو۔ فزوں، زیادہ۔ بود، تھا۔ پنجاہ و پنج، پچپن تھی جب۔ پُر دُر، موتیوں سے پُر۔ شد، ہوا۔ ایں، یہ۔ نامبردار، نام رکھنے والا یعنی مشہور۔ گنج، خزانہ۔

تشریح: (۱) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے بوستان کے تین ابواب کا تذکرہ یکجا بیان کیا ہے۔ چوتھا باب تواضع میں ہے جس سے دُکھی انسانیت کی خدمت کا بے لوث جذبہ پیدا ہوتا ہے جبکہ تواضع کثرت ذکر و عبادت سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ پانچواں باب رضا پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا دوسرا نام رضا ہے۔ انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے سے بڑے کو خوش کرنے کیلئے اس کے اشاروں پر چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اس لیے شیخ سعدیؒ نے یہ باب قائم کر کے انسان کو یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اگر راضی کرنا ہے تو اس ذات کو راضی کرو جو تمام کائنات کا مالک و خالق ہے اور سب سے بڑا ہے۔ چھٹے باب میں ایسے شخص کا ذکر ہے جو قناعت پسند ہے۔ عشق و تواضع اور رضا کی اصل بنیاد قناعت ہے یعنی رزق کی قلت و کثرت سے بے نیاز ہو کر توکل پر گزر بسر کرنا قناعت کہلاتا ہے۔ اسی قناعت سے تواضع، رضا اور عشق کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کیونکہ زندگی کے ہر موڑ پر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا توجہ الی اللہ کا سبب ہوتا ہے۔ اور توجہ الی اللہ کی بدولت عشق و تواضع اور تسلیم و رضا کی دولت حاصل ہوتی ہے جس کی جڑیں قناعت کی سرزمین میں پیوست ہوتی ہیں۔ (۲) ساتویں باب میں عالم کی تربیت کا تذکرہ ہے جس طرح اچھا انسان بننے کے لیے بہتر تربیت کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ بغیر تربیت کے اصلاح احوال ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہان کی اعلیٰ تربیت کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ آٹھویں باب میں عافیت پر اظہار شکر کا بیان ہے چونکہ دُنیا میں خوشی و غمی اور مصیبت و راحت سے ہر انسان دوچار ہوتا ہے۔ جب کسی انسان کو دُکھ درد کے بعد سکون مل جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کیونکہ تکلیف و آرام دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ جب حسن تربیت سے بہتر معاشرہ وجود میں آئے گا تو سب کو عافیت حاصل ہوگی اس لیے شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں جہان کی تربیت کے فوراً بعد عافیت پر شکر گزار بندہ ہونے کی تلقین کی ہے تاکہ تربیت و عافیت کا قریبی تعلق معلوم ہو جائے۔ (۳) نواں باب صراط مستقیم و توبہ کا ذکر ہے جبکہ دسواں باب دُعا اور خاتمہ کتاب پر مشتمل ہے کوئی بھی انسان کفر و شرک یا فسق و فجور سے توبہ کرتا ہے تو وہ راہ راست پر آجاتا ہے صدق دل سے توبہ کرنے والے کو نہ صرف اللہ تعالیٰ کی مغفرت حاصل ہوتی ہے بلکہ صراط مستقیم کی معرفت سے بھی ضرور مالا مال کیا جاتا ہے۔ جب کوئی مسلمان نیک عمل کرتا ہے تو اس کے آخر میں رب ذوالجلال کے حضور دست بدعا بھی ہوتا ہے شیخ سعدیؒ نے بوستان کے پہلے باب سے لیکر دسویں باب تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کیا ہے جو کہ ایک عمل صالح اور تبلیغی فریضہ ہونے کے باعث عبادت کے مترادف ہے۔ لہٰذا شیخ سعدیؒ نے آخر میں دُعائیہ کلمات ادا کئے ہیں تاکہ مزدوروں کو آخر میں قبولیت دُعا کی شکل میں مزدوری مل جائے ہر چیز کا خاتمہ ہوتا ہے اس لیے کتاب کے آخر میں شیخ سعدیؒ نے خاتمہ کتاب کا اہتمام کیا ہے۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے بوستان لکھنے کی تاریخ و بروز جمعہ، ذیقعدہ ۶۵۵ھ کو بابرکت دن اور اچھے سال سے تشبیہ دی ہے کیونکہ ہر عقلمند کے لئے علمی خزانہ بیش قیمت ہوتا ہے اس لئے شیخ سعدیؒ کے اعلیٰ دماغ نے بوستان کی صورت میں علم و عرفان کا قیمتی خزینہ صادر فرمایا ہے اس لئے بوستان کے صدور پر مبنی لمحہ انتہائی بیش قیمت ہے۔ وہ دن اور سال بھی انتہائی بخشش واقع ہوا ہے۔ ماہ ذیقعدہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے درمیان میں ہے اس لیے بھی وہ دن بابرکت ہے۔ (۵) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے سن ہجری ۶۵۵ھ کا تذکرہ کر کے بوستان کے مکمل ہونے کا مژدہ سنایا ہے تاکہ ہر پڑھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ شیخ سعدیؒ نے بوستان لکھتے وقت نہ صرف حاضر دماغی کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ بوستان کے اختتامی سال کو بھی مناسب شعر میں ڈھال کر پیش کیا ہے تاکہ شعری ضرورت بھی پوری ہو جائے اور قاری کو بوستان کا سن تالیف بھی معلوم ہو۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	الا اے خردمند و فرخندہ خوی	ہنرمند نشنیدہ ام عیب جوی
	اے مبارک عادت عقل مند	میں نے کسی ہنر مند کو عیب جو نہیں سنا
۲	قبا گر حریر ست و گر پرنیاں	بناچار حشوش بود درمیاں
	قبا خواہ حریر کی ہو یا پرنیان کی ہو	لا محالہ اس میں بھراؤ ہوگا
۳	تو گر پرنیانی بایذا مکوش	کرم کار فرما و حشوم بپوش
	اگر پرنیان پہننے والا ہے تو بھی ایذا رسانی کی کوشش نہ کر	کرم کر اور میرا بھراؤ ہی پہن لے
۴	ننازم بسرمایۂ فضل خویش	بدریوزہ آوردہ ام دست پیش
	اپنی بزرگی کے سرمایہ پر مجھے ناز نہیں ہے	بھیک کا ہاتھ میں نے آگے بڑھایا ہے
۵	شنیدم کہ در روز امید و بیم	بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم
	میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن	اللہ تعالیٰ نیکوں کے ساتھ بدوں کو بھی بخشے گا
۶	تو نیز ار بدے بینیم در سخن	بخلق جہاں آفریں کار کن
	تو بھی اگر میرے کلام میں خرابی دیکھے	تو جہان کے پیدا کرنے والے کے اخلاق سے کام لے
۷	چو بیتے پسند آیدت از ہزار	بمردی کہ دست از تعنت بدار
	جب ہزار میں سے ایک شعر بھی تجھے پسند آجائے	تجھے آدمیت کی قسم ہاتھ عیب جوئی سے اٹھالے

(۱) الا: خبردار۔ خردمند: عقلمند۔ فرخندہ: مبارک۔ خو: عادت۔ ہنرمند: ہنروالا۔ نشنیدہ ام: نہیں سنا ہے میں نے۔ عیب جو: عیب ڈھونڈنے والا (۲) قبا: اچکن۔ حریر: ریشم۔ پرنیاں: پھول دار ریشمی کپڑا۔ بناچار: مجبوراً۔ حشو: بھرتی۔ ش: اس کے، درمیان کے ساتھ متعلق ہے۔ بود: ہوئے۔ (۳) پرنیاں: پھولدار باریک ریشم۔ ایذا: تکلیف دینا۔ مکوش: مت کوشش کر۔ کرم: بخشش۔ کارفرما: عمل کر۔ حشو: بھرتی۔ م: میری۔ بپوش: چھپالے۔ (۴) ننازم: میں ناز نہیں کرتا۔ سرمایہ: پونجی۔ فضل: علم بزرگی۔ خویش: اپنی۔ دریوزہ: بھیک۔ آوردہ ام: لایا ہوں میں۔ دست: ہاتھ۔ (۵) شنیدم: میں نے سنا ہے۔ بیم: خوف۔ مراد روز قیامت جس میں ہر کسی کو خوف بھی ہوگا اور امید بھی۔ بداں: جمع بد، برے۔ بہ: سبب۔ نیکاں: جمع نیک۔ بخشد: بخش دے گا۔ کریم: سخی یعنی اللہ تعالیٰ۔ (۶) نیز: بھی۔ بدے: کوئی برائی۔ بینیم: مجھ کو دیکھے تو، یہ میم بینے کے ساتھ متعلق ہے یعنی میری برائی۔ سخن: بات۔ خلق: اخلاق۔ جہاں آفریں: جہان کا پیدا کرنے والا۔ کارکن: کام کرنیوالا۔ (۷) چو: جب۔ بیتے: ایک بیت، کوئی شعر۔ آیدت: تجھ کو آئے۔ بہ: قسم۔ مردی: بہادری، آدمیت۔ دست: ہاتھ۔ تعنت: عیب جوئی۔ بدار: اٹھالے۔

تشریح: (۱) ہر اچھے مصنف کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنی تصنیف مکمل کرنے کے بعد اسے اپنا ذاتی کمال سمجھتے ہوئے ناقد کی کسی تنقید کو سن کر اصلاح احوال سے خود کو مبرا نہیں سمجھتا بلکہ اسے محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم سمجھ کر ناقد کی تنقید سے آگاہ ہو کر تنقید شدہ مقامات کی اصلاح بھی کرتا ہے اور ناقد کا شکریہ بھی ادا کرتا ہے چنانچہ اسی طریقے کے تناظر میں شیخ سعدیؒ بوستان کے ہر قاری سے اپنی عیب جوئی سے منع کر کے اقرار کیا ہے کہ بتقاضائے بشریت بوستان میں غلطی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس سے صرف نظر کرنے اور اپنے تمام عیوب سے چشم پوشی کی درخواست کی ہے۔ (۲) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے عقل مند قاری کو ایک تمثیل سے سمجھایا ہے کہ ریشمی قبا کتنی ہی خوبصورت اور اعلیٰ قسم کی ہو، کوئی نہ کوئی عیب اس میں بھی رہ جاتا ہے کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے اس لیے اس سے کسی بھی معاملے میں خطا کا سرزد ہونا لازمی امر ہے چنانچہ بوستان میں کسی قسم کے سہو و خطا کو انسانی کمزوری سمجھ کر ستر پوشی کرنا اخلاقی فریضہ ہے۔ (۳) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اعلیٰ قسم کی قیمتی اچکن میں پائی جانے والی خطا و سہو کو ریشم کے چھپانے سے تشبیہ دیکر یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ بوستان میں میرے سہو و نسیان پر نظر رکھنے سے بہتر ہے کہ عیب جوئی سے قطع نظر کر کے مجھے تکلیف دہ لمحات سے محفوظ رکھا جائے۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے بوستان کو اپنا فضل و کمال قرار نہیں دیا بلکہ عجز و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے خود کو ایک منگتا کی حیثیت دیکر بوستان کے قارئین کا نہ صرف دل جیتا ہے بلکہ اکابرین امت کا وہ وطیرہ اختیار کیا ہے جو ایسے مواقع پر کرتے تھے۔ (۵) فرمان نبویؐ ہے کہ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ترجمہ: ایمان امید اور خوف کی درمیانی کیفیت کو کہا جاتا ہے چونکہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے وہ بخشش کا امیدوار بھی ہوتا ہے مذکورہ شعر میں شیخ سعدیؒ نے قیامت کے دن ایمان والوں کی صفت (امید و خوف) کا ذکر کر کے رب ذوالجلال کے سلوک کا تذکرہ ہی نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کے سبب نیک لوگوں کے وسیلے سے بدکرداروں کی بخشش کے تناظر میں اپنی مغفرت کی امید کا اظہار کیا ہے۔ (۶) چونکہ انسان خطاکار ہے کسی کام میں کہیں نہ کوئی لغزش ہو سکتی ہے انسان کے فطری تقاضے کے پیش نظر شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں کہا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات انسان کی کوتاہیوں کو عموماً نظر انداز کرتی رہتی ہے اسی طرح بوستان پڑھنے والے کو بھی چاہیے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپناؤ کا مظاہرہ کرتے ہوئے بوستان میں میری کجروی کو بھی نظر انداز کرے۔ (۷) جس طرح انسان میں اچھی بری عادتیں ہوتی ہیں اسی طرح اس کے کلام میں بھی اچھی یا بری باتیں ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح بوستان بھی ایک انسان کا کلام ہے اس میں بھی بری بھلی باتیں ہو سکتی ہیں اس میں اگر ایک بیت یا شعر بھی پسند آجائے تو جوانمردوں کی طرح بوستان کے تمام ابیات و اشعار کو من و عن قبول کر لینا چاہیے کیونکہ بہادروں کا شیوہ یہی ہے کہ بہادر لوگ صرف بہادری کے جوہر کو دیکھ کر کسی جوانمرد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح بوستان کا قاری بھی اپنے پسندیدہ شعر کے جوہر دیکھ کر بوستان کو قدر کی نگاہ سے دیکھے۔

marfat.com

ہمانا کہ در پارس انشاءِ من	۱	چو مشک ست بے قیمت اندر ختن
یقیناً فارس میں میری انشاء پردازی		اسی طرح بے قدر و قیمت ہے جیسے مشک ختن میں
چو بانگِ دُہل ہولم از دور بود	۲	بعیبہ درم عیب مستور بود
ڈھول کی آواز کی طرح میرا شہرہ دور سے تھا		گٹھڑی میں میرا عیب چھپا ہوا تھا
گل آورد سعدی سوئے بوستاں	۳	بشوخی و فلفل بہندوستاں
سعدی باغ کی جانب پھول لیکر چلا ہے		شوخ چشمی سے اور مرچ ہندوستان لیکر
چو خرما بشیرینی اندر دہ پوست	۴	چو بازش کنی استخوانے درست
چھوارے کی طرح چھلکا شیرینی سے بھرا ہے		جب تُو اسے کھولے تو اس میں گٹھلی ہے

ذکر محامد اتابک ابو بکر بن سعد زنگی طاب ثراہ

سعد زنگی کے بیٹے اتابک ابو بکر کی تعریفوں کا ذکر۔ خدا سعد کی قبر پاکیزہ کرے

مرا طبع زیں نوع خواہاں نبود	۶	سر مدحت پادشاہاں نبود
میری طبیعت اس طرح کی خواہشمند نہ تھی		بادشاہوں کی تعریف کرنے کا خیال نہ تھا
ولے نظم کردم بنام فلاں	۷	مگر باز گویند صاحب دلاں
لیکن فلانے کے نام سے میں نے نظم کی ہے		شاید صاحب دل لوگ میرے بعد کہیں

(۱) ہمانا: بیشک۔ پارس: ایران۔ انشاء: تحریر، متن۔ میری۔ چوں: مثل۔ ست: ہے۔ مشک: کستوری۔ ختن: خراسان کا وہ علاقہ جہاں بہترین کستوری پیدا ہوتی ہے۔ (۲) بانگ: آواز۔ دُہل: ڈھول۔ ہول: دہشت۔ بود: تھی۔ عیب۔ گٹھڑی۔ درم: اک۔ زائد ہے م عیب کے ساتھ ملتی ہے یعنی میری گٹھڑی کا مستور: چھپے ہوئے۔ (۳) گل: پھول۔ آورد: لایا۔ سعدی: حضرت مصنف۔ سوئے: طرف۔ بوستاں: باغ۔ بشوخی: گستاخی۔ فلفل: مرچ۔ ہندوستان: ہندوؤں کے رہنے کی جگہ مراد بھارت۔ (۴) خرما: چھوارہ۔ بشیرینی: مٹھاس۔ اندر دہ: چھپا ہوا۔ چو: جب۔ بازش کنی: تو اس کو باز کرے یعنی کھولے۔ استخوانے: ہڈی، گٹھلی۔ درست: اس میں ہے۔ (۵) ذکر: یاد۔ محامد: جمع محمدہ خوبی۔ اتابک: اتالیق سکھانے والا۔ ابن: بیٹا۔ زنگی: حبشی۔ طاب: اچھی ہو جائے۔ ثراہ: اس کی مٹی مراد قبر ہے۔ (۶) مرا: میری۔ طبع: طبیعت۔ زیں: از ایں اس سے۔ نوع: قسم۔ خواہاں: چاہنے والی۔ نبود: نہ تھی۔ سر: خیال۔ مدحت: تعریف۔ پادشاہاں: جمع بادشاہ۔ (۷) ولے: ولیکن۔ نظم: الفاظ کو وزن اور قافیہ کی رعایت سے پرو دینا۔ کردم: میں نے کی۔ مگر: شاید۔ باز: پھر۔ گویند: کہیں۔ صاحبدل: دل والے۔ الف نون جمع کا ہے۔

تشریح: (۱) شیخ سعدیؒ سرزمین ایران میں واقع علاقہ شیراز کے باشندے تھے جبکہ ایران کے علاقے ختن میں اعلیٰ قسم کی کستوری دستیاب ہوتی تھی۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اپنے کلام کو ختن کی کستوری کی طرح بے حیثیت قرار دیا ہے کیونکہ جو چیز جس علاقے میں بکثرت موجود ہو تو اس علاقے میں اس چیز کی قدر نہیں ہوتی۔ اب اگر کوئی کتنی ہی قیمتی کستوری ختن کے علاقے میں لیجائے تو اس کی قدر نہ ہوگی کیونکہ وہ پہلے سے ہی کثیر مقدار میں وہاں موجود ہے۔ ایران میں اعلیٰ پائے کے بہت سے شعراء و ادباء موجود ہیں۔ ان کی موجودگی میں بوستان کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے۔ (۲) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے عجز و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے اپنی شہرت کو ڈھول کے پول کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ عموماً کہا جاتا ہے کہ فلاں کے تو ڈھول کا پول کھل گیا یعنی اس کی کوئی اصل نہیں۔ اسی طرح شیخ سعدیؒ نے بھی اپنی شہرت کو ڈھول کا پول قرار دیتے ہوئے اس کی اصل سے انکار کیا ہے۔ یہ شیخ سعدیؒ کی کسر نفسی تو ہو سکتی ہے لیکن حقیقت سے اس کا تعلق نہیں کیونکہ شیخ سعدیؒ کی شخصیت میں قدرت نے جو گوہر پوشیدہ رکھے تھے ان کا تقاضا یہی تھا کہ شیخ سعدیؒ اس قابل تھے کہ ان کی شہرت کا ڈنکا دور بہت دور تک بجتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (۳) جس طرح چمن میں پھولوں کی بہار ہوتی ہے اگر کوئی شخص باغ میں پھول لیکر جائے تو ان پھولوں کی حیثیت نہیں ہوتی۔ اسی طرح شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں اس تمثیل سے یاد کیا ہے کہ ایران تو خود شعراء و ادباء کا شہر ہونے کے باعث ایک ایسا باغ ہے جس میں بوستان جیسے پھول کافی مقدار میں پہلے سے ہی موجود ہیں۔ لہٰذا یہ گستاخی ایسی ہی ہے جیسے کوئی پھول کو باغ کی طرف اور مرچوں کو ہندوستان کی طرف لیجائے تو اس کی یہ کوشش گستاخی کے مترادف ہی ہوگی۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے بوستان کے حوالے سے کی گئی کوشش کو چھوارے سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح چھوارا اوپر سے لذیذ اور میٹھا ہوتا ہے لیکن اندر سے نکلنے والی گٹھلی بے لذت ہوتی ہے اسی طرح شیخ کی شخصیت اور بوستان کی صورت میں کاوش کو بھی کھجور کی گٹھلی کی طرح بے مزہ کہا ہے۔ اس شعر میں بھی شیخ سعدیؒ نے کسر نفسی کا مظاہرہ کیا ہے کیونکہ پھلدار ٹہنی ہمیشہ جھکی ہوئی ہوتی ہے۔ ان اشعار میں بھی شیخ سعدیؒ پھلدار ٹہنی کی طرح جھکے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ (۵) العنوان: ذکر محامد اتابک ابو بکر بن سعد زنگی طاب ثراہ۔ بوستان نصیحتوں سے لبریز ہے جبکہ تخت شاہی پر متمکن افراد نصیحتوں کے سب سے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔ جس طرح دل اعضائے انسانی میں بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے اسی طرح روئے زمین پر صاحب اقتدار افراد بھی مخلوق کا دل ہوتے ہیں۔ اگر دل اچھا ہو تو اعضائے انسانی سے نکلنے والے افعال بھی اصلاح شدہ ہونگے۔ اسی طرح بادشاہوں کے اعمال اپنی رعایا پر گہرے اثرات چھوڑتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے اپنی کتاب بوستان کی ابتداء ایک ایسے خاندان کے ذکر سے کی ہے جو شہزادوں کی تعلیم و تربیت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ اس دور میں شاہی خاندان کے سپوتوں کی پرورش کرنیوالے اساتذہ کو اتابک کہا جاتا تھا۔ شہزادہ ابو بکر کے آباؤ اجداد اسی خدمت پر مامور رہتے تھے اس لئے انکے خاندان کا نام ہی اتابک پڑ گیا۔ چونکہ ایک استاد اپنے شاگرد کی ذہنی و فکری، دینی و دنیوی اور اخروی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تربیت کے فرائض سرانجام دیتا ہے اسلئے معاشرے میں استاد کا بہت بڑا مقام ہوتا ہے۔ استاد کا منصب انبیاء و پیغمبروں کا منصب ہے اسلئے استاد پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ لہٰذا شیخ سعدیؒ نے وقت کے بادشاہوں سے زیادہ استاد کے منصب کو ترجیح دی ہے اسلئے اپنی کتاب کا آغاز استاد کے ذکر سے کیا ہے۔ اس وقت خاندان سلجوق کے شہزادوں کے استاد اتابک ابو بکر بن سعد زنگی حبشی الاصل تھے اسلئے انہی کے ذکر سے بوستان کی ابتداء کا شرف بخشا۔ (۶) بادشاہوں کی بیجا تعریف یا چاپلوسی [illegible] ہے۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اپنا پہلو خوشامد سے بچاتے ہوئے اپنے طبعی رجحان کا تذکرہ کر کے لوگوں کے ذہنوں کو [illegible] ابو بکر بن سعد کی تعریف بیجا تعریف کے بجائے مبنی برحقیقت تعریف کی طرف اشارہ کیا ہے [illegible] بادشاہ کی [illegible] تعریف کی جائے۔

مصرع اول		مصرع دوم
کہ سعدی کہ گوئے بلاغت ربود	۱	در ایّامِ بوبکر بن سعد بود
کہ سعدی جو بلاغت کی گیند (جیت) لے گیا		ابوبکر ابن سعد کے زمانے میں تھا
سزد گر بدورش بنازم چناں	۲	کہ سیّد بدورانِ نوشیرواں
مناسب ہے اگر میں اس کے زمانے پر ناز کروں		جیسے آنحضرت ﷺ نے نوشیرواں کے زمانے پر ناز کیا ہے
جہاں دارِ دیں پرورِ دادگر	۳	نیامد چو بوبکرؓ بعد از عمرؓ
دنیا کا نگہبان، دیندار، منصف		(حضرت) عمرؓ کے بعد ابوبکرؓ کی طرح کوئی نہ پیدا ہوا
سرِ سرفرازان و تاجِ مہاں	۴	بدورانِ عدلش بنازاے جہاں
جو سر بلندوں کا سردار اور بڑوں کا تاج ہے		اے دنیا تو اس کے زمانہ پر ناز کر
گر از فتنہ آید کسے در پناہ	۵	ندارد جز ایں کشور آرامگاہ
اگر کوئی فتنہ سے پناہ چاہے		تو اس ملک کے سوا اس کو آرام کی جگہ نہ ملے
فطوبیٰ لِباب کبیت العتیق	۶	حوالیہ مِن کُلِّ فجٍّ عمیق
خوشخبری ہے اس دروازے کیلئے جو خانہ کعبہ کی طرح ہے		اس کے گرد دور دراز راستے سے لوگ آتے ہیں
ندیدم چنیں گنج و ملک و سریر	۷	کہ وقفست بر طفل و درویش و پیر
میں نے ایسا خزانہ ملک اور تخت نہ دیکھا تھا		جو بچے اور فقیر اور بوڑھے پر وقف ہو
نیامد برش دردناکے غمے	۸	کہ ننہاد بر خاطرش مرہمے
اس کے پاس کوئی غم کا مارا نہ آیا		کہ اس نے اس کی طبیعت پر مرہم نہ رکھا ہو

(۱) سعدی: مصنف کا نام، گوئے: گیند، بلاغت: موقع اور محل کے مطابق کلام کرنا۔ ربود: لے گیا، دَر: میں، ایّام: جمع یوم دن۔ بوبکر بن سعد: سعدیؒ کے دور کا بادشاہ اسی کی نسبت سے آپ کا تخلص سعدیؒ ہے۔ (۲) سزد: سجتا ہے۔ بدورش: اسکے زمانہ میں۔ بنازم: میں ناز کروں۔ چناں کہ: جیسا کہ۔ سیّد: سردار مراد آنحضرت ﷺ۔ دوران: زمانہ۔ نوشیرواں: ایران کا وہ بادشاہ جس کے زمانہ میں آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔ (۳) جہاندار: جہان کو رکھنے والا بادشاہ۔ دیں پرور: دین پالنے والا۔ دادگر: انصاف کرنے والا۔ نیامد: نہیں آیا۔ چو: مثل۔ ابوبکر: شاہ ممدوح۔ عمر: سے مراد عمر بن عبد العزیز۔ (۴) سَر: سردار۔ سرفرازاں: جمع اونچے سر والے۔ مہاں: جمع مہ بڑا بزرگ۔ عدل: انصاف۔ بناز: ناز کر۔ (۵) فتنہ: آزمائش، بدامنی۔ کسے: کوئی شخص۔ ندارد: نہ رکھے۔ جز: سوائے۔ ایں: یہ۔ کشور: ملک۔ آرامگاہ: آرام کی جگہ۔ (۶) ف: پس۔ طوبیٰ: خوشخبری۔ لِ: لئے۔ باب: دروازہ۔ کَ: مثل۔ بیت: گھر۔ العتیق: پرانا مراد بیت اللہ۔ حوالیہ: ارد گرد۔ مِن: کی جمع سے۔ کُلّ: سب۔ فجّ: کشادہ راستہ۔ عمیق: گہرا مراد دور کا۔ (۷) ندیدم: میں نے نہیں دیکھا۔ چنیں: ایسا۔ گنج: خزانہ۔ سریر: تخت۔ وقف: وہ چیز جو فقیروں محتاجوں کیلئے خاص کردی جائے۔ بر: پر۔ طفل: بچہ۔ برنا: جوان۔ پیر: بوڑھا۔ (۸) نیامد: نہیں آیا۔ برش: اس کے پاس۔ دردناک: درد والا۔ غمے: کوئی غم۔ ننہاد: نہ رکھا ہو۔ خاطر: دل۔ ش: اس کا۔

تشریح: (۱) ابوبکر بن سعد کی تعریف کرکے انعام واکرام وصول کرنا مقصود نہ تھا بلکہ لوگوں کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ شیخ سعدیؒ ابوبکر بن سعد کے دور کا انسان تھا جبکہ ابوبکر بن سعد ایسے خانوادے سے تعلق رکھتا تھا جو شاہان سلجوق کے شہزادوں کی تربیت پر مبنی خدمات سرانجام دیتے تھے اس لئے اتاد (استاد) برادری سے تعلق رکھنے والے شیخ سعدیؒ کیلئے استاد خاندان کے فرد ابوبکر بن سعد کی تعریف کرنا معیوب نہیں۔ بادشاہ ہو یا رعایا کا کوئی فرد کسی کی سچی تعریف کرنا اس کا حق ہے نہ کہ عیب جوئی۔ (۲) ابوبکر بن سعد کی شان میں نظم یا قصیدہ گوئی کرکے شیخ سعدیؒ نے جہاں اپنے دور کے بادشاہ پر فخر کیا ہے وہاں نوشیرواں کی تعریف کے حوالے سے رسول علیہ السلام کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اصل تعریف شاہی منصب کی نہیں بلکہ کردار کی ہوتی ہے۔ (۳) انسان کا اصل کردار دین پر عمل پیرا ہونے یا تبلیغ وجہاد کے فریضے دین کو ترقی دینے میں پوشیدہ ہے۔ ابوبکر بن سعد نے بھی دین کو ایسے ہی ترقی دی تھی جیسا کہ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبد العزیزؒ نے دین کو مستحکم بنیادوں پر ترقی دی تھی۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کے دور کی خصوصیات بیان کی ہیں کہ جہاں وہ اپنے دائرہ حکومت کے سرداروں کا قدردان تھا وہاں بزرگوں کا احترام بھی ملحوظ خاطر رکھتا تھا یہ نہیں کہ اقتدار کے نشے میں ہر چھوٹے بڑے کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مسل دیتا تھا۔ اس کے دور میں عدل وانصاف کو اسقدر پذیرائی حاصل تھی کہ لوگ اس کے دور پر فخر وناز کرتے تھے۔ (۵) شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کے دور کی یہ خوبی بیان کی ہے کہ اسکا دور انسانیت کی قدردانی اور انصاف کی فراوانی کی برکت سے تمام فتنوں سے محفوظ تھا فتنوں سے نجات پانے کیلئے ابوبکر بن سعد کے دور کا ملک اس پاس کے لوگوں کیلئے پناہ گاہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ (۶) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کے دربار کو حج بیت اللہ سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح حج بیت اللہ کے لئے دور دراز سے لوگ سفر کرکے بیت اللہ کے انوار وبرکات سے مالا مال ہوتے ہیں اسی طرح ابوبکر بن سعد کے دربار سے غرباء وفقراء اور محتاج لوگ بھی اس کے انعام واکرام سے مستفید ہوتے ہیں غرباء وفقراء بھی اسکے دربار کا ایسے ہی طواف کرتے تھے جیسے حج بیت اللہ کا۔ (۷) شیخ سعدیؒ ایک جہاندیدہ اور متین شخصیت کے مالک تھے انہوں نے اپنے تمام مشاہدات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس شعر میں فیصلہ کن بات کی ہے کہ میں نے ابوبکر بن سعد کا خزانہ غریبوں فقیروں اور حاجتمندوں پر ایسے کھلا ہوا دیکھا ہے جیسا کہ وہ انہی کیلئے وقف ہو۔ چونکہ صفت سخاوت اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت ہے جس سے ہر نوعیت کے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں یہی صفت ابوبکر بن سعد میں بھی پائی جاتی تھی بزرگوں کا قول ہے کہ عابد بخیل سے گناہگار سخی اچھا ہوتا ہے۔ گناہگار سخی سے شیطان ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ مبادا اسکی مغفرت نہ ہو جائے۔ (۸) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کی رحمدلی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ ایسا رحمدل بادشاہ ہے کہ کسی کا دکھ برداشت نہیں کرسکتا جو دکھی اس کے پاس اپنا دکھڑا لے کر آیا ابوبکر بن سعد نے اس کے درد کا مداوا کرنے میں تاخیر کی نہ مایوس کیا۔ وہ ہمدرد و غمگسار تھا۔

marfat.com

۱	طلب گارِ خیرست و اُمیدوار	خُدایا امیدیکہ دارد برآر
	بھلائی کا طلب گار اور امیدوار ہے	اے خدا اس کی جو امید ہے پوری فرما دے
۲	کلہ گوشہ بر آسمانِ بریں	ہنوز از تواضع سرش بر زمیں
	اس کی ٹوپی کا کنارہ بلند آسمان پر ہے	پھر بھی تواضع سے اس کا سر زمین پر ہے
۳	زگردن فرازاں تواضع نکوست	گدا اگر تواضع کند خوئے اوست
	بڑوں کی جانب سے انکساری خوب ہے	فقیر اگر تواضع کرے تو یہ اس کی عادت ہے
۴	اگر زیردستے بیفتد چہ خاست	زبردست افتادہ مردِ خداست
	اگر کمزور عاجزی کرے تو کیا ہوا	زبردست انکساری کرنے والا مردِ خدا ہے
۵	نہ ذکرِ جمیلش نہاں می رَود	کہ صیتِ کرم در جہاں می رَود
	اس کا ذکرِ خیر پوشیدہ نہیں رہتا	بلکہ اس کی شرافت کا شہرہ زمانہ میں پہنچتا ہے
۶	چنوئے خردمند فرخ نہاد	ندارد جہاں تا جہانست یاد
	ایسا عقل مند، مبارک سرشت	زمانے کو یاد نہیں جب سے بھی زمانہ ہے
۷	نہ بینی در ایّام او رنجۂ	کہ نالد ز بیدادِ سرپنجۂ
	اس کے زمانہ میں تو کسی ایسے رنجیدہ کو نہ دیکھے گا	جو کسی ظالم کے ظلم سے نالاں ہو

(۱) طلبگار، چاہنے والا۔ خُدایا، اے خُدا۔ امیدیکہ، جو اُمید کہ۔ دارد، رکھتا ہے۔ برآر، پوری فرما۔ (۲) کلہ، ٹوپی۔ گوشہ، کنارہ۔ آسمانِ بریں، بلند آسمان۔ ہنوز، ابھی۔ تواضع، عاجزی۔ سرش، اس کا سر۔ (۳) گردن فراز، بلند گردن والا۔ نکو، اچھی۔ گدا اگر، فقیر۔ کند، کرتا ہے۔ خوئے، عادت۔ او، وہ۔ است، ہے۔ (۴) زیردست، عاجز، ماتحت۔ بیفتد، گر پڑے۔ چہ، کیا۔ خاست، کھڑا ہوا۔ زبردست، حاکم۔ افتادہ، گرا ہوا۔ مردِ خدا، اللہ والا۔ (۵) ذکر، تذکرہ۔ جمیل، اچھا۔ ش، اس کا۔ نہاں، پوشیدہ۔ می رَود، چلتا ہے۔ کہ، بلکہ۔ صیت، شہرت۔ کرم، بخشش۔ (۶) چنوئے، ایسا۔ خردمند، عقل مند۔ فرخ، مبارک۔ نہاد، طبیعت۔ ندارد، نہیں رکھتا۔ تا، جب تک۔ یاد، رہے یہ فعلِ دُعا ہے۔ تا جہاں ست، اس کی طرف تقدم ہے۔ (۷) نہ بینی، نہ دیکھے گا تو۔ ایّام، جمع یوم، دن۔ او، وہ۔ رنجہ، رنج والا۔ کہ، جو۔ نالد، روتا ہو۔ بیداد، ظلم۔ سرپنجہ، ظالم۔

تشریح: (۱) شیخ سعدیؒ نے اس شعر کے پہلے مصرع میں ابوبکر بن سعد کی قلبی کیفیت بیان کرکے فرمایا ہے کہ اس کے دل میں ہمیشہ خیر کی خواہش رہی ہے، برائی کی تمنا سے وہ کوسوں دُور ہے۔ دوسرے مصرع میں دُعائیہ الفاظ میں خیر سے متعلق اس کی آس پوری ہونے کا ذکر کیا۔ خیر و بھلائی کے طلبگار ہمیشہ دُعاؤں کے مستحق ہوتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ بھلائی چاہنے والوں کو پسند کرتے ہیں، اس لیے لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دیتے ہیں اور وہ بھلائی کے ہر خوگر کیلئے دست بدعا ہوتے ہیں۔ (۲) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کے تخت شاہی کی وسعت کا تذکرہ کرکے اس کی تواضع و انکساری کو بیان کیا ہے۔ انسان دنیا میں عبادت و خلافت کیلئے آیا ہے۔ کثرتِ ذکر و عبادت سے انسان کے قلب و دماغ میں عجز و انکساری کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں جو اقتدار کے نشے کو کافور کر دیتے ہیں۔ ذاکر و عابد شخص تخت شاہی کے ذریعے آسمان کی بلندیاں کو چھو لے تو وہ پھر بھی مخلوق سے عاجزانہ اور اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود حالت میں رہتا ہے۔ ابوبکر بن سعد کے اقتدار کا عروج ہونے کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کا نیکوکار آدمی تھا۔ (۳) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ایک منطقی نکتہ بیان کیا ہے کہ امیر کے پاس مال و دولت کی کثرت اور رعب و جلال ہوتا ہے اس لیے اس کے رگ و ریشے میں تکبر کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں جو ظلم و تشدد کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں جبکہ فقیر حاجتمند ہونے کے باعث عجز و انکساری اس کی عادت ہے۔ کثیر مال و دولت اور اقتدار کے ہوتے ہوئے امیر آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز و انکساری کرے تو یہ اس کا کمال ہے۔ اس شعر میں ابوبکر بن سعد کے اسی کمال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (۴) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کیونکہ جو بات خصوصی کمال پہلے شعر میں بیان کیا ہے اسے اس شعر میں دوسرا انداز اختیار کرکے پیش کیا گیا ہے۔ اگر کوئی بادشاہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز و انکساری کرکے اس کے سامنے جھک جائے تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف جذب کر چکا ہے۔ اگر کوئی حاجتمند اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ شخص اپنی کسی ضرورت و حاجت کی بنا پر جھک رہا ہے۔ جبکہ امیر کبیر کا جھکنا خوفِ الٰہی کی وجہ سے ہوگا۔ (۵) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کی تعریف کے حوالے سے کہا ہے کہ اس کی اچھی عادتوں کے پیش نظر نہ صرف یہ کہ اس کے حاشیہ نشین تعریف کرتے ہیں جو جو صبح ہو اس کی تاک میں لگے رہتے ہیں بلکہ دُور دراز کے لوگ بھی بغیر کسی حرص و لالچ کے اس کی تعریف کرتے نہیں تھکتے۔ (۶) اس شعر کے پہلے مصرع میں ابوبکر بن سعد کی عقل مندی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے کہ ابوبکر بن سعد عقل و شعور کے حوالے سے لاکھوں میں ایک ہے جو چراغ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا کیونکہ جو شخص اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ سُنت کے ساتھ ساتھ سخاوت ایسی صفات سے متصف ہو در حقیقت وہی شخص باشعور ہوتا ہے جبکہ یہی تینوں باتیں ابوبکر بن سعد میں بھی موجود ہیں لہٰذا اپنے معاصرین میں اس جیسا صاحب عقل و شعور اور کوئی نہیں۔ دوسرے مصرع میں شیخ سعدیؒ نے قیامت تک درازیٔ عمر کی دُعا کی ہے کیونکہ ایسے سپوت بائیں صدیوں بعد جنم دیتی ہیں جن کا وجود دنیا میں باعثِ رحمت ہوتا ہے۔ (۷) انسان دنیا میں خلیفۃ اللہ بن کر آیا ہے او خلیفۃ اللہ دنیوی زندگی میں دو اہم کام سرانجام دیتا ہے۔ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ ترجمہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرنا یعنی کمزوروں اور مظلوموں کی دادرسی کرتے ہوئے ظالم و جابر کو اس طرح مغلوب کرنا کہ پھر اسے جبر و تشدد کرنے کی جرأت نہ ہو۔ چنانچہ ابوبکر بن سعد بھی خلیفۃ اللہ کی ان دونوں صفات کا حامل تھا اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ابوبکر بن سعد کے دور میں کوئی مظلوم روتا ہوا دکھائی نہیں دیتا اس لیے کہ اس نے ظالموں کو ایسا سبق سکھایا ہے گویا کہ اذیت پسند افراد کے ہاتھ توڑ دیئے گئے ہوں۔

marfat.com

کس ایں رسم و ترتیب و آئیں ندید	۱	فریدوں باآں شکوہ ایں ندید
یہ رسم اور آراستگی اور ترتیب کسی نے نہ دیکھی		باوجود اس دبدبہ کے فریدوں نے بھی نہ دیکھی
ازاں پیش حق پایگاہش قویست	۲	کہ دست ضعیفاں بجاہش قویست
حضرت حق کے سامنے اسی وجہ سے اسکا مرتبہ بلند ہے		کہ اس کے مرتبہ کی وجہ سے کمزوروں کا ہاتھ مضبوط ہے
چناں سایہ گسترد برعالمے	۳	کہ زالے نیندیشد از رستمے
وہ دنیا پر اس طرح سایہ کئے ہوئے ہے		کہ کوئی بڑھیا بھی کسی رستم سے نہیں ڈرتی ہے
ہمہ وقت مردم ز جورِ زماں	۴	بنالند واز گردش آسماں
ہمیشہ انسان زمانے کے ظلم سے		نالاں رہے اور آسمان کی گردش سے
در ایام عدل تو اے شہریار	۵	ندارد شکایت کس از روزگار
اے بادشاہ تیرے انصاف کے زمانہ میں		کسی کو زمانہ کی شکایت نہ رہی
بعہد تو می بینم آرام خلق	۶	پس از تو ندانم سرانجام خلق
تیرے زمانہ میں تو دنیا آرام سے ہے		مجھے تیرے بعد مخلوق کا انجام معلوم نہیں
ہم از بختِ فرخندہ فرجام تست	۷	کہ تاریخ سعدی در ایام تست
تیرے مبارک انجام نصیبہ کی ہی وجہ ہے		کہ سعدی کا زمانہ تیرے دور میں ہے

(۱) کس: شخص۔ رسم: رواج۔ آئین: قانون۔ ندید: نہیں دیکھا۔ فریدوں: ایران کا عظیم بادشاہ جو ضحاک کو قتل کر کے تاج و تخت کا وارث ہوا تھا۔ با: ساتھ۔ آں: وہ۔ شکوہ: دبدبہ۔ ایں: یہ۔ (۲) ازآں: اس وجہ سے۔ پیش: سامنے۔ حق: اللہ تعالیٰ۔ پایگاہ: مرتبہ۔ قوی: مضبوط۔ دست: ہاتھ۔ ضعیفاں: جمع ضعیف کمزور۔ ب: بسبب۔ جاہ: مرتبہ۔ ش: اس کا۔ (۳) چناں: ایسا۔ گسترد: پھیلا دیا اس نے۔ عالمے: ایک جہان۔ زالے: بڑھیا رستم کے باپ کا نام بھی زال ہے۔ نیندیشد: نہیں ڈرتی۔ رستمے: ایک رستم۔ (۴) ہمہ وقت: ہمیشہ۔ مردم: لوگ۔ جور: ظلم۔ زماں: وقت۔ بنالند: روتے ہیں۔ گردش: پھرنا۔ (۵) ایام: جمع یوم دن۔ عدل: انصاف۔ شہریار: بادشاہ۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ کس: کوئی شخص۔ روزگار: زمانہ۔ (۶) عہد: زمانہ۔ تو: تیرا۔ مے بینم: میں دیکھتا ہوں۔ خلق: مخلوق۔ پس: پیچھے۔ از تو: تیرے۔ ندانم: نہیں جانتا۔ سرانجام: آخر۔ (۷) ہم: بھی۔ بخت: نصیب۔ فرخندہ: مبارک۔ فرجام: انجام۔ تست: تیرا ہے۔ تاریخ: وقت۔ ایام: جمع یوم دن۔

تشریح: (۱) جو بادشاہ منصف مزاج ہوتے ہیں وہ منصفانہ طرز ترتیب پر مبنی قانون کی پاسداری کو ہی صرف رائج کرتے ہیں بلکہ حق و انصاف کے دائرے میں رہ کر آئین کی پاسداری کرتے ہیں اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کی انصاف پسندی اور آئین پرستی کی طرف اشارہ کیا ہے اور ضحاک کے قاتل ایران کے پرشکوہ بادشاہ فریدون کی شان و شوکت کو ابوبکر بن سعد کی انصاف پسندی نے جو مات دی تھی اس کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ فریدون جیسا بادشاہ بھی ابوبکر بن سعد کی سطوت تک نہ پہنچ سکا۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے طاقتور لوگوں کو ضعیفوں کی حفاظت کے لیے قوت دی ہے۔ دنیا میں سب سے بڑا طاقتور شخص وقت کا حکمران ہوتا ہے کیونکہ فوج، پولیس، عدلیہ، آئین وغیرہ ایسی تمام قوتیں بادشاہ کے پاس ہوتی ہیں۔ اگر کوئی حکمران اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ضعیفوں کی حفاظت کرتا ہے اور ظالموں کو ان کے ظلم سے باز رکھنے کیلئے انہیں مغلوب رکھتا ہے تو وہ حکمران اللہ تعالیٰ کے دربار میں بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ عنداللہ بلند درجات غرباء و ضعفاء کی دعاؤں کا ثمر ہوتا ہے اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کی اسی خصوصیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بلند مرتبہ کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳) جس ملک کا بادشاہ عادل ہو اور اس کے عادلانہ طرز حکومت کا ڈنکا بج رہا ہو تو پھر کسی بڑے سے بڑے طاقتور اور متشدد شخص کو جرات نہیں ہوتی کہ وہ کسی کمزور پر تشدد کرنا تو دور کنار اسے ڈرانے دھمکانے کی جرات بھی نہیں کر سکتا جو کہ ایران میں زال بن سام کا بیٹا رستم پہلوان اپنی طاقت کے حوالے سے اتنی شہرت رکھتا تھا کہ وہ طاقت کی پہچان اور ضرب المثل بن گیا تھا اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے رستم کا تذکرہ کر کے بڑے سے بڑے طاقتور کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ ابوبکر بن سعد کا عادلانہ دور اتنا اطمینان بخش تھا کہ کوئی بوڑھی عورت بھی کسی رستم سے خائف نہ تھی۔ (۴) جب عادل بادشاہ کا انصاف اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ قطعۂ زمین پر حکمرانی کر رہا ہو تو وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کی بارش ہوتی ہے ایسی صورت میں کوئی شخص بھی خواہ وہ غریب ہو یا ضعیف ناتواں ہو یا نادار بے کس ہو یا لاچار وہ زمانے کی گردش سے اس طرح محفوظ ہو جاتا ہے کہ وہ گردش زمانہ کا رونا روتا ہے نہ شکایت کرتا ہے ابوبکر بن سعد کے عہد حکمرانی میں بھی یہی حالت تھی کہ کوئی نادار لاچار بھی تقدیر کی ستم ظریفی یا اپنی بدقسمتی کا شکوہ نہیں کرتا تھا۔ (۵) اس شعر میں شیخ سعدیؒ ابوبکر بن سعد کو شہریار و عوام دوست کا لقب دیتے ہوئے مخاطب کر رہے ہیں کہ اے ملک و قوم کے مددگار تیرے عہد حکومت میں ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا گیا جو اپنی قسمت کو کوستے ہوئے یا ہوا تھا پہ سے شکوہ کر رہا ہو کیونکہ ابوبکر بن سعد کے عہد حکومت نے خطے کو عدل و انصاف اور امن و آشتی سے اس طرح بھر دیا تھا کہ زمانے کو کوسنے کی عام رسم بھی ختم ہو گئی تھی۔ (۶) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کے دور کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے میں نے جہاں تک ابوبکر بن سعد کی حکومت کی سرحد ہے وہاں تک کسی آدمی کو بے آرام نہیں دیکھا بلکہ سکون و راحت کی زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے جب تک اے ابوبکر بن سعد تو زندہ ہے تب تک تیری رعایا خوش ہے لیکن تیرے مرنے کے بعد ان کو کون سنبھالے گا ان کا انجام کیا ہوگا اس سے ڈرتا ہوں۔ (۷) قدیم دور میں شعراء کو بہت بڑا مقام حاصل تھا وہ جسے چاہتے اپنے کلام کے ذریعے رسوا کر دیتے اور جسے چاہتے عزت کے اوج ثریا تک پہنچا دیتے تھے۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے شعراء و ادباء کے اس مقام کے تناظر میں ابوبکر بن سعد کی خوش بختی کا تذکرہ کیا ہے کہ تیرے عہد حکومت میں سعدیؒ جیسا بہترین شاعر و ادیب موجود ہے جس کے زندہ جاوید کلام و تصانیف کی وجہ سے ابوبکر بن سعد کی شخصیت بھی تعریف و توصیف کے حوالے سے زندہ جاوید رہے گی۔

marfat.com

۱	کہ تا بر فلک ماہ و خورشید ہست	دریں دفترت ذکرِ جاوید ہست
	اسلئے کہ جب تک بھی آسمان پر چاند اور سورج ہے	اس کتاب میں تیرا ہمیشہ قائم رہنے والا تذکرہ ہے
۲	ملوک ار نکو نامی اندوختند	ز پیشینگاں سیرت آموختند
	بادشاہوں نے نیک نامی جمع کی	اگلوں سے طور طریقے سیکھے
۳	تو در سیرتِ پادشاہی خویش	سبق بردی از پادشاہانِ پیش
	تو اپنی بادشاہی کے طور و طریق میں	اگلے بادشاہوں سے بازی لے گیا
۴	سکندر بدیوارِ روئین و سنگ	بکرد از جہاں راہِ یاجوج تنگ
	سکندر نے کانسی اور پتھر کی دیوار کے ذریعہ سے	دنیا میں یاجوج کا راستہ تنگ کر دیا
۵	ترا سدِّ یاجوجِ کفر از زر است	نہ روئیں چو دیوارِ اسکندر است
	کفر کے یاجوج کے لئے تیری سونے کی دیوار ہے	سکندر کے دیوار کی طرح کانسی کی دیوار نہیں ہے
۶	زبان آورے کاندریں امن و داد	سپاست نگوید زبانش مباد
	جو زباندان اس امن و انصاف کے زمانہ میں	تیرا شکریہ ادا نہ کرے اس کی زبان نہ ہو
۷	زہے بحرِ بخشایش و کانِ جود	کہ مستظرند از وجودت وجود
	کیا ہی خوب عطا کا سمندر اور بخشش کی کان	کہ تیرے وجود کی وجہ سے وجود (انسانی) کی کمر مضبوط ہے
۸	بروں بینم اوصافِ شہ از حساب	نگنجد دریں تنگ میدان کتاب
	بادشاہ کے اوصاف حساب سے زیادہ ہیں	کتاب کے اس تنگ میدان میں نہیں سما سکتے

(۱) کہ: کیونکہ۔ تا: جب تک۔ فلک: آسمان۔ ماہ: چاند۔ خورشید: سورج۔ ہست: ہے۔ دریں: اس میں۔ دفتر: کتاب۔ ت: ذکر کے ساتھ ملحق ہے کہ تیرا ذکر۔ جاوید: ہمیشہ۔ (۲) ملوک: جمع ملک بادشاہ۔ ار: اگر۔ نکونامی: نیک نامی۔ اندوختند: جمع کی ہے۔ پیشینگاں: پہلے لوگ۔ سیرت: طریقہ۔ آموختند: انہوں نے سیکھے ہیں۔ (۳) سیرت: طریقہ، حالات زندگی۔ خویش: اپنا۔ سبق: سبقت، بازی۔ بردی: لے گیا۔ پادشاہاں: جمع پادشاہ۔ پیش: پہلے۔ (۴) سکندر: ذوالقرنین بادشاہ جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ روئین: دھات۔ سنگ: پتھر۔ بکرد: کر دیا۔ راہ: راستہ۔ یاجوج: یافث بن نوح کی اولاد جو بڑے لڑاکا اور خونریز انسان تھے۔ تنگ: بند۔ (۵) ترا: تیری۔ سد: دیوار۔ یاجوج: قوم۔ کفر: انکارِ خدا۔ زر: سونا۔ روئیں: دھات۔ چوں: مثل۔ اسکندر: بادشاہ جو ذوالقرنین کے لقب سے مشہور ہے۔ (۶) زبان آور: زبان والے مراد ادیب۔ اندریں: اس میں۔ داد: انصاف۔ سپاس: شکریہ۔ ت: تیرا۔ مباد: نہ ہو، بددعا کا جملہ ہے۔ (۷) زہے: کلمۂ تحسین معنی کیا ہی اچھا۔ بحر: سمندر۔ کانِ جود: سخاوت کی کان۔ مستظر: قوت پانے والا۔ اند: ہیں۔ وجودت: تیرا وجود۔ وجود سے مراد عام انسانوں کا وجود۔ (۸) بروں: باہر۔ بینم: میں دیکھتا ہوں۔ اوصاف: جمع وصف۔ شہ: بادشاہ۔ نگنجد: نہیں سماتے۔ دریں: اس میں۔ تنگ: تنگ۔

تشریح: (۱) جس طرح آسمان پر چاند سورج کا وجود قیام دنیا کی دلیل ہے اسی طرح شیخ سعدیؒ کی تصانیف و کلام کا وجود بھی ابوبکر بن سعد کی توصیف و تحسین پر دلالت کرتا ہے اور جب چاند سورج بے نور ہو جائیں گے تو ساری دنیا برباد ہو جائے گی اسی طرح شیخ سعدیؒ کی اشعار چونکہ پس منظر میں اس کے کلام و تصانیف کا خاتمہ ہو جائے گا تو ابوبکر بن سعد کی عزت و وقار کا سورج بھی بے نور ہو جائیگا یعنی تا قیام قیامت شیخ سعدیؒ کی تصانیف اور ابوبکر بن سعد کی توقیر لازم و ملزوم رہیں گی (۲) دنیا کا ہر حکمران اپنے پیش روؤں کے نقش قدم پر چل کر نیک نامی حاصل کرتا ہے اس سے نہ صرف وہ اپنے آباؤ اجداد کے وقار کا باعث بنتا ہے بلکہ اپنی مدح جات کا سبب بھی ہوتا ہے لیکن ابوبکر بن سعد ایسی خوبیوں کا مالک تھا کہ اس نے اپنی نیک نامی کا سامان اپنے پیش روؤں کی بجائے خود اپنے عملی کردار اور احسن صلاحیتوں کی بنا پر مہیا کیا ہے اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کی اسی ذاتی خصوصیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (۳) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کی احسن صلاحیتوں کو سراہتے ہوئے کہا ہے کہ ابوبکر بن سعد نہ صرف اپنے سے پہلے بادشاہوں سے حکمرانی کے طور طریقے سیکھنے سے بے نیازی اختیار کر کے اپنی سیرت و کردار کی روشنی میں اپنے عہد حکومت کو روشن کیا ہے بلکہ عدل گستری اور حق پرستی کے میدان میں اپنے تمام پیش روؤں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ (۴) یاجوج ماجوج کی قوم فسادی اور شر پسند تھی اس کی دہشت گردی سے ارد گرد کی تمام قومیں تنگ آ چکی تھیں وہ کسی مسیحا اور نجات دہندہ کی منتظر تھیں چنانچہ قدرت نے سکندر اعظم کی صورت میں انہیں ایک ایسا نجات دہندہ عطا کیا کہ جس نے تمام مہذب اقوام اور یاجوج و ماجوج جیسی غیر مہذب قوم کے درمیان دھات کی ایسی دیوار کھڑی کر دی کہ تمام صدیاں گذر گئیں لیکن سد سکندری آج تک اپنی جگہ پر قائم ہے یوں سکندر اعظم تمام مہذب قوموں کی نجات کا ذریعہ بن گیا آج اقوام عالم اس کے تحفظ کا جتنا شکریہ ادا کرے کم ہے۔ (۵) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے سد سکندری کے ذریعے یاجوج ماجوج ایسی کافر قوم سے تمام اقوام عالم کو نجات دلانے کا سبب سکندر اعظم کو قرار دیتے ہوئے ابوبکر بن سعد کی روپے پیسے خرچ کرنے اور سونا چاندی لٹا دینے سے چنگیزی کافروں کے جبر و تشدد سے پوری قوم کو چھٹکارا دلا دیا۔ اگر سکندر اعظم کی دھات اور ابوبکر بن سعد کی سخاوت کے حوالے سے ان دونوں دیواروں کا موازنہ کیا جائے تو ابوبکر بن سعد کی دیوار سونا چاندی ہو گی۔ (۶) اس شعر میں شیخ سعدیؒ ابوبکر بن سعد کے دور کو امن و امان کا دور قرار دیتے ہوئے اپنے وقت کے ادباء و شعراء کی توجہ اس طرف مبذول کرا رہے ہیں کہ وہ بھی میری (شیخ سعدیؒ کی) طرح ابوبکر بن سعد کی شان میں بھی قصیدہ گوئی کریں بصورت دیگر یہ ناشکری ہو گی اور ناشکرا اس قابل نہیں کہ وہ حقیقت پسند ادیب و شاعر کہلا سکے۔ (۷) اس شعر میں شیخ سعدیؒ ابوبکر بن سعد کی بے انتہا سخاوت کا تذکرہ کر کے یہ باور کرتے ہیں کہ ابوبکر بن سعد نہ صرف بخشش و عطایت کا بحر بیکراں ہے بلکہ وہ سخاوت و عنایت کی ایسی کان ہے جس سے ہر طبقے کا ہر فرد فائدہ حاصل کر رہا ہے۔ (۸) اس شعر میں شیخ سعدیؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ابوبکر بن سعد کے اندر قدرت نے اتنے اوصاف ودیعت کیے ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے ہزاروں سلسلے کروڑوں میلوں میں پھیلے ہوئے ہیں بالکل اسی طرح کائنات کے نمونوں کے ساتھ ساتھ اپنی صفات کے بہت سے نمونے بھی انسان کے اندر رکھے ہوئے ہیں جن کا انسان کے وجود سے ظاہر ہوتا ہے ابوبکر بن سعد کا وجود بھی انہی بے شمار اوصاف کا مظہر تھا۔

marfat.com

گر آں جملہ را سعدی املا کند	۱	مگر دفترے دیگر انشا کند
اگر سعدی ان سب کو لکھائے		تو اس کو ایک دوسرا ہی دفتر لکھانا پڑتا
فرو ماندم از شکرِ چندیں کرم	۲	ہماں بہ کہ دستِ دُعا گسترم
اس قدر کرم سے شکرے میں عاجز ہوں		بس یہی بہتر ہے کہ دعا کا ہاتھ اٹھاؤں
جہانت بکام و فلک یار باد	۳	جہاں آفرینت نگہدار باد
تیرا زمانہ مقصد کے مطابق اور آسمان یار ہے		خدا تیرا نگہبان ہے
بلند اخترت عالمِ افروختہ	۴	زوالِ اخترِ دشمنت سوختہ
تیرے بلند ستارے نے عالم کو روشن کر دیا		ستارے کے زوال نے تیرے دشمن کو جلا دیا
غم از گردشِ روزگارت مباد	۵	وز اندیشہ بر دل غبارت مباد
خدا کرے زمانہ کی گردش کا تجھے فکر نہ ہو		اور کسی فکر کا تیرے دل پر غبار نہ رہے
کہ بر خاطرِ پادشاہاں ہمے	۶	پریشاں کند خاطرِ عالمے
اس لئے کہ بادشاہوں کی طبیعت کا ایک غم		ایک جہان کے دل کو پریشان کر دیتا ہے
دل و کشورت جمع و معمور باد	۷	ز ملکت پراگندگی دُور باد
تیرا دل اور ملک، جمع اور آباد ہو		تیرے ملک سے پراگندگی دُور رہے
تنت باد پیوستہ چوں دیں درست	۸	بد اندیش را دل چو تدبیر سست
تیرا جسم دین کی طرح ہمیشہ درست رہے		تیرا بُرا چاہنے والے کا دل اس کی تدبیر کی طرح سست رہے

(۱) جملہ: تمام۔ املا: لکھانا۔ کند: کرے۔ مگر: شاید۔ دفتر: کتاب۔ دیگر: دوسرا۔ انشا: لکھانا۔ (۲) فرو ماندم: میں عاجز آ گیا ہوں۔ چندیں: اتنا۔ کرم: بخشش۔ ہماں: وہی۔ بہ: بہتر۔ گسترم: میں پھیلاؤں۔ (۳) جہانت: اس کی ت کلام کے ساتھ ملحق ہے۔ فلک: آسمان۔ یار: مددگار۔ باد: ہوئے۔ جہاں آفریں: جہان کا پیدا کرنے والا۔ ت: تیرا۔ نگہدار: نگہبان۔ (۴) اخترت: تیرا ستارہ۔ عالم: جہان۔ افروختہ: روشن کیا ہوا۔ زوال: گھٹنا۔ سوختہ: جلا دیا۔

(۵) گردشِ روزگار: زمانے کی گردش، حالات کی خرابی۔ ت: تجھ کو۔ مباد: مت ہووے۔ اندیشہ: فکر۔ ت: تیرے۔

(۶) خاطر: دل۔ ہم: فکر۔ ے: تنکیر کی۔ کند: کرتا ہے۔ عالمے: ایک جہان۔

(۷) کشور: ملک۔ ت: تیرا۔ معمور: آباد۔ باد: ہووے۔ پراگندگی: ابتری۔

(۸) تنت: تیرا تن۔ باد: ہووے۔ پیوستہ: ہمیشہ۔ چوں: مثل۔ بد اندیش: بُرا سوچنے والا۔ چو: مثل۔

تشریح: (۱) کائنات کے نمونے ہوں یا صفاتِ الٰہیہ کی جھلکیاں ابوبکر بن سعد کے جود کا مشاہدہ کر کے ایک مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ. ترجمہ: عنقریب ہم اپنی بڑی بڑی نشانیاں ان (انسان) کے باہر سے اور ان کی جانوں میں سے دکھائیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے۔ اس آیت کے پیشِ نظر شیخ سعدیؒ کا یہ دعویٰ درست ہے کہ واقعی اس پر ایک پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ (۲) کمینہ آدمی ہمیشہ احسان فراموشی کرتا ہے جبکہ شریف کا شیوہ ہے کہ وہ اپنے محسن کے احسان کا بدلہ ضرور چکاتا ہے۔ شیخ سعدیؒ نے اپنے شریفانہ روش کے پیشِ نظر احسان کا بدلہ چکانے کی صورت میں دعائے خیر کیلئے ہاتھ پھیلانے کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳) اس شعر میں شیخ سعدیؒ ابوبکر بن سعد کو دعائیہ کلمات کے ذریعے اس کے احسانات کا بدلہ ادا کر رہے ہیں۔ اور ابوبکر بن سعد کیلئے دعا گو ہیں کہ جس طرح تو نے اپنی رعایا کی خبر گیری کی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تیری خبر گیری کرتا ہے جس طرح تو (ابوبکر بن سعد) نے اپنی رعایا کی نگہبانی کر کے اسے دنیا و مافیہا کے خوف سے بے نیاز کر دیا ہے اسی طرح رب جلیل تیری نگرانی کر کے تمام دینی و دنیوی آفات سے محفوظ رکھے۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ دعائیہ انداز میں اپنے وقت کے بادشاہ ابوبکر بن سعد سے مخاطب ہو کر ابوبکر بن سعد کے عہدِ حکومت کی خاص شان بیان کر رہے ہیں یعنی جب تو ابوبکر بن سعد تخت نشین ہوا ہے تب سے تیرے عمدہ اوصاف کی روشنی سے خطے کا دائرہ نکتۂ نور ہی نہیں بن گیا بلکہ تشدد پسند دشمن کی بربادی کا سامان بھی بن گیا۔ (۵) ملک کا بادشاہ پوری قوم کیلئے وہی حیثیت رکھتا ہے جو انسانی بدن میں دل کی حیثیت ہوتی ہے۔ اگر دل غمگین ہو تو پورے جسم پر پژمردگی چھا جانے کے ساتھ ساتھ دنیا کی بہاریں خزاں جیسی لگتی ہیں اسی طرح اگر ملک کا بادشاہ غموں کے محاصرے میں ہو تو پوری قوم اندوہناک سمندر میں غرق ہو جاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ تجھے فکر و غم سے محفوظ رکھے۔ (۶) اگر بادشاہ اپنی نازک مزاجی کے باعث اپنے دل پر معمولی سا غم بھی لے بیٹھے تو رعایا کی خبر گیری کی طرف توجہ نہیں دے سکتا۔ یوں رعیت بے بسی کا شکار ہو کر لاقانونیت کی راہ پر چل پڑتی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ بادشاہ سلامت (ابوبکر بن سعد) کو غموں سے دور رکھے تاکہ رعایا کا احوال صحیح سمت رہے بصورتِ دیگر رعیت فکری و شعوری اور اخلاقی تباہی کا نشان بن جائیگی۔ (۷) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ملکی حالات بہتر رکھنے کے حوالے سے ایک عجیب راز سے پردہ اٹھایا ہے کہ اگر بادشاہ ذہنی طور پر پرسکون اور قلبی طور پر دلجمعی کا مظہر ہو تو ملک کے حالات بدتر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (۸) انسانی بدن کا تعلق دل سے اور دل کا تعلق تصورات سے ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے تصورات کو دین کہتے ہیں اگر دینی تصورات کے حوالے سے انسان کے خیالات اچھے ہوں تو انسان کے جسم سے نکلنے والے اعمال و جوارح بھی صحیح ہوں گے۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کے دین و اعمال کے حوالے سے ملکی حالات کے درست ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور بدخواہوں کے دل کمزور ہونے کی دعا کی ہے تاکہ کسی بدخواہ کی بُری تدبیر سے ملک کے داخلی و خارجی معاملات میں کمی واقع نہ ہو۔

marfat.com

#	مصرع اول	مصرع دوم
۱	درونت بتائیدِ حق شاد باد	دل و دین اقلیمت آباد باد
	تیرا باطن اللہ کی تائید سے خوش رہے	تیرا دل اور دین اور ملک ہمیشہ آباد رہے
۲	جہاں آفریں بر تو رحمت کناد	دگر ہر چہ گویم فسانست و باد
	جہاں کا پیدا کرنے والا تیرے اوپر رحمت نازل کرے	اسکے علاوہ میں جو کچھ کہوں وہ ایک قصہ کہانی ہے
۳	ہمینت بس از کردگارِ مجید	کہ توفیق خیرت بود بر مزید
	خدائے بزرگ کی جانب سے تیرے لئے یہی کافی ہے	کہ تیری خیر کی توفیق زیادہ ہوتی ہے
۴	نرفت از جہاں سعدِ زنگی بدرد	کہ چوں تو خلف نام بردار کرد
	سعد زنگی دنیا سے غم لے کر نہ گیا	جب کہ تجھ جیسا نام آور خلیفہ بنا کر گیا
۵	عجب نیست ایں فرع زاں اصلِ پاک	کہ جانش باوج است و جسمش بخاک
	کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ شاخ اس پاک اصل کی ہے	جس کی روح بلندی پر ہے اور جسم خاک میں ہے
۶	خدایا بآں تربتِ نامدار	بفضلت کہ باران رحمت ببار
	اے خدا اس مشہور قبر پر	تجھے اپنی بزرگی کی قسم تو رحمت کی بارش برسا
۷	گر از سعد زنگی مثل ماند و یاد	فلک یاورِ سعد بوبکر باد
	اگر سعد زنگی کی ایک مثال اور یاد باقی ہے	تو خدا کرے آسمان ابوبکر کے بیٹے سعد کا مددگار رہے

در مدح شاہزادۂ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد گوید

شاہزادۂ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد کی تعریف میں کہتا ہے

(۱) درونت: تیرا دل۔ شاد باد: خوش رہے۔ اقلیم: ملک۔ ت: تیرا۔ (۲) جہاں آفریں: جہان کا پیدا کرنے والا۔ برتو: تجھ پر۔ کناد: کرے۔ دگر: دوسرا۔ چہ: جو کچھ۔ گویم: کہوں میں۔ فسانہ: قصہ کہانی۔ است: ہے۔ باد: ہوا، یعنی بے فائدہ۔ (۳) ہمیں: یہی۔ ت: تجھ کو۔ بس: کافی۔ کردگار: اللہ تعالیٰ۔ مجید: بزرگ۔ توفیق: اسباب مہیا کرنا۔ بود: ہووے۔ ت: ترا۔ مزید: زیادتی پر۔ (۴) نرفت: نہیں گیا۔ سعد زنگی: ابوبکر ممدوح کے والد۔ بدرد: درد کے ساتھ۔ کہ: جب کہ۔ چوں: مثل۔ خلف: پیچھے رہنے والا۔ نام بردار: نام رکھنے والا۔ کرد: کیا۔ (۵) عجب: تعجب۔ نیست: نہیں ہے۔ ایں: یہ۔ فرع: شاخ۔ زآں: اس سے۔ اصل: جڑ۔ اوج: بلندی۔ ست: ہے۔ بخاک: مٹی میں۔ (۶) خدایا: اے خدا۔ برآں: اس پر۔ تربت: قبر۔ نامدار: نام رکھنے والا یعنی مشہور۔ بفضلت: تیرے فضل۔ فضل: مہربانی، بزرگی۔ ت: تیری۔ باراں: بارش۔ ببار: برسا۔ (۷) سعد زنگی: والد ممدوح۔ مثل: مثال۔ ماند: رہ گئی۔ یاد: یادگار یعنی خود ابوبکر۔ فلک: آسمان۔ یاور: مددگار۔ مدح: تعریف۔ شاہزادہ: بادشاہ کا لڑکا۔ سعد: ابوبکر ممدوح کا بیٹا۔ ابوبکر: ممدوح خود۔ بن: بیٹا۔ سعد: ممدوح کا باپ۔ گوید: کہتا ہے، یعنی شاعر۔

تشریح: (۱) چونکہ بادشاہ اپنی مملکت میں آزاد اور صاحب اختیار ہوتا ہے۔ اگر بادشاہ کے جسم کی طرح بادشاہ کا دل بھی کشادہ ہو تو رعایا کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ اس شعر کے پہلے مصرع میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کی کشادہ دلی کو مزید کھلا ہونے کی دعا کی ہے جبکہ دوسرے مصرع میں دل کی بہتری کے ساتھ ساتھ دین کی درستی اور ملکی خوشحالی کے حوالے سے دعائیہ کلمات کا اظہار کیا ہے۔ (۲) انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے چنانچہ اگر مجھ شیخ سعدیؒ سے سہوا کوئی غلط بات نکل جائے وہ محض بے بنیاد ہوگی میں تو بس یہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ برکت تجھ پر اپنی رحمتوں کی بارش کرتا رہے بصورت دیگر میری باتیں صرف فسانہ ہوں گی۔ (۳) مال و دولت اور جاہ و جلال کیلئے کثرت لوازمات ضروری نہیں بلکہ ان میں اصل خیر و برکت ہوتی ہے جس مال میں خیر و برکت نہ ہو بلکہ جائز و ناجائز ذرائع سے ہٹ کر صرف کثرت ہی کثرت ہو وہ مال بہتر نہیں جس اقتدار میں ظلم و تشدد کی کثرت کی وجہ سے فتوحات میں اضافہ ہو تو وہ بھی صحیح نہیں اس لئے شیخ سعدیؒ دعا گو ہیں کہ مال و اقتدار میں کثرت کے بجائے صرف خیر میں اضافہ کی توفیق ہو۔ (۴) بقول کسے اَلْوَلَدُ سِرٌّ وَالِدِہٖ بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے جبکہ نیک اولاد اپنے باپ کیلئے صدقہ جاریہ کا باعث ہوتی ہے اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اسی حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے ابوبکر بن سعد کے عادات و خصائل کی روشنی میں کہا کہ سعد زنگی (ابوبکر بن سعد کا باپ) جب اس دنیا سے گیا تو وہ مطمئن تھا اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ میرے بعد میرا جانشین نیک صالح ہے۔ (۵) قدرت کا ضابطہ ہے کہ جس درخت کی جڑ یا بیج اچھا ہو تو اس کا پھل بھی عمدہ ہوتا ہے انسان کے حوالے سے بھی قدرت کا یہی اصول کارفرما ہے کہ ماں باپ نیک ہوں اور بچے کی تربیت بھی اچھے ماحول میں ہوئی ہو تو یہ قابل تعجب نہیں کہ اس کی جوانی اور بڑھاپا اقوام عالم کیلئے خیر و برکت کا سبب بنے ابوبکر بن سعد کی اچھائیوں پر تعجب نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ اس کا باپ بھی نیک تھا۔ (۶) چونکہ بیٹے کی عمدہ اطوار کے ضمن میں باپ کی بہترین خصلتوں کا تذکرہ چل پڑا تھا اس لئے شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کے والد محترم سعد زنگی کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل کرنے کیلئے رب ذوالجلال کے حضور اس کی بزرگی و عظمت کی قسم دیکر دعاؤں کی صورت میں گزارش پیش کی ہے (۷) نیک اولاد ماں باپ کی یادگار ہوتی ہے۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کوئی بچہ کسی بزرگ کا احترام کرتا ہے یا اس کا کہنا مانتا ہے تو وہ بزرگ یہی کہتا ہے کہ کسی اچھے ماں باپ کی اولاد ہو اگر کوئی بدتمیزی کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ تجھے ماں باپ نے یہی کچھ سکھایا ہے چنانچہ والدین کی نیک نامی اولاد کی بہتر عادات سے ظاہر ہوتی ہے اسی نکتے کے تناظر میں شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے کہ ابوبکر بن سعد اپنے باپ سعد زنگی کی بہترین یادگار ہے اور اسی طرح ابوبکر بن سعد کا بیٹا سعد بن ابوبکر بھی اچھی مثال ثابت ہوگا۔ (۸) عنوان: در مدح شاہزادہ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد زنگی گوید شہزادہ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد کی تعریف میں کہتا ہے۔ اس عنوانی جملے سے ابوبکر بن سعد کے فرزند ارجمند سعد بن ابی بکر کی شان میں قصیدہ گوئی کا سلسلہ آغاز ہو رہا ہے کیونکہ ابوبکر بن سعد جس خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں وہ خود شہزادوں کی تعلیم و تربیت میں مہارت کے حوالے سے مشہور و معروف تھا جب یہ خاندان خود تخت شاہی پر متمکن ہوا تو یہ اپنے ہی خاندان کے شہزادوں کی بہتر پرورش اور عمدہ تربیت سے غافل نہیں رہے چنانچہ سعد بن ابوبکر بن سعد بھی اپنے آباء کی طرح صالح تھا۔

marfat.com

۱	جوانِ جواں بخت روشن ضمیر جواں بخت اور روشن ضمیر جوان	بدولت جوان و بتدبیر پیر حکومت میں جوان اور تدبیر میں بوڑھا	(۱) جواں بخت: قوی نصیب۔ روشن ضمیر: روشن دل۔ دولت: حکومت۔ تدبیر: انجام پر نظر کرنا۔ پیر: بوڑھا۔
۲	بدانش بزرگ و بہمّت بلند عقل میں بڑا اور ہمت کے اعتبار سے بلند	بازو دلیر و بدل ہوشمند بازو کے اعتبار سے دلیر دل کے اعتبار سے ہوشمند	(۲) دانش: عقل۔ بزرگ: بڑا۔ دلیر: نڈر۔ ہوشمند: سمجھدار۔
۳	زہے دولتِ مادرِ روزگار زمانہ کے ماں کی دولت کیا خوب	کہ رودے چنیں پرورد در کنار کہ جو ایسا لڑکا گود میں پالے	(۳) زہے: کیا ہی اچھا ہے۔ مادر: ماں۔ روزگار: زمانہ۔ پور: بیٹا پوتا۔ چنیں: ایسا۔ پرورد: پالتی ہے۔ کنار: گود، بغل۔
۴	بدستِ کرم آبِ دریا بُبرد جس کے دستِ کرم نے دریا کی آبرو ختم کردی	برفعت محلِّ ثریا بُبرد جس کی بلندی نے ثریا کا مقام ختم کردیا	(۴) دست: ہاتھ۔ کرم: بخشش۔ آب: پانی، رونق۔ برد: لے گیا۔ محل: مقام۔ ثریا: ستاروں کا ایک مجموعہ۔
۵	زہے چشمِ دولت بروئے تو باز کیا ہی خوش نصیبی ہے کہ تمام بلند گردن	ہمہ شہریاران گردن فراز بادشاہوں کی نگاہیں تیرے چہرے پر لگی ہیں	(۵) زہے: کیا ہی اچھا۔ چشم: آنکھ۔ بروئے: چہرہ۔ باز: کھلی۔ شہریاران: بادشاہ، سردار۔ گردن فراز: اونچی گردن والے۔
۶	صدف را کہ بینی زدُرِّدانہ پُر جس سیپی کو تو موتیوں سے بھرا دیکھے	نہ آں قدر دارد کہ یکدانہ دُر اس کی وہ قیمت نہیں ہے جو ایک موتی کی ہے	(۶) صدف: سیپی۔ بینی: دیکھے تو۔ دُرِّدانہ: موتی کا دانہ۔ پُر: بھری ہوئی۔ آں: وہ۔ دارد: رکھتی۔ یک دانہ دُر: وہ موتی جو سیپی میں ایک دانہ ہو۔
۷	تو آں دُرِّ مکنونِ یک دانۂ تو وہ چھپا ہوا دُر یکتا ہے	کہ پیرایۂ سلطنت خانۂ کہ جو بادشاہت کے گھر کی زینت ہے	(۷) آں: وہ۔ دُر: موتی۔ مکنون: چھپا ہوا۔ یکتا: یکتا۔ پیرایہ: زینت۔ سلطنت خانہ: شاہی محل۔

تشریح: (۱) شاہی ماحول کے شاہانہ اثرات سعد بن ابوبکر بن سعد کے دل و دماغ میں جاگزیں تھے! اس لیے جب اس نے تخت شاہی پر قدم رکھا تو اس کے اندر ملک کے وسیع و عریض خطے کو سنبھالنے کی پوری پوری صلاحیت موجود تھی جبکہ وہ عمر کے اعتبار سے جوانی کے آغاز میں تھا لیکن نظام مملکت کے حوالے سے حسن تدبیر میں ایسے منجھا ہوا تھا جیسے تجربے کی پختگی میں عمر رسیدہ ہو۔ (۲) اس شعر میں شیخ سعدی نے سعد بن ابی بکر بن سعد کی عقل و دانش و عزم و ہمت کے حوالے سے توصیفی الفاظ بیان کیے ہیں، چونکہ بزرگ حضرات تجربات و مشاہدات کی بھٹی سے کندن ہو کر نکلتے ہیں اس لیے ان کی عقل و دانش پوری قوم کے لیے گرانقدر سرمایہ ہوتی ہے۔ اس نوعیت کے سرمائے کی موجودگی میں پوری قوم کے سامنے ترقی کی منازل کے راستے کھل جاتے ہیں اس لیے شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں سعد بن ابی بکر بن سعد کی عقل و دانش کو بزرگوں کی عقل و دانش سے تشبیہ دی۔ اس شعر کے دوسرے مصرعے میں سعد بن ابی بکر بن سعد کی دلیری اور قلبی ہوشیاری کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳) وقت کیسا بھی ہو وہ اچھا بھی ہوتا ہے اور بڑا بھی لیکن وقت کے حوالے سے بعض شخصیات نہ صرف اپنی خوش نصیبی کا مژدہ سناتے ہیں بلکہ خود وقت کی خوش بختی کا اعلان بھی کرتے ہیں۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے وقت کی اس انمول گھڑی کو خوش قسمت قرار دیا ہے جس لمحے میں سعد بن ابی بکر بن سعد کی پیدائش ہوئی تھی کیونکہ بعد کے حالات گواہ ہیں کہ وقت کے حوالے سے شیخ سعدیؒ کا اندازہ صحیح و درست ثابت ہوا کیونکہ وقت کی جس گود میں سعد بن ابی بکر بن سعد پروان چڑھا تھا وہ ایک مایۂ ناز دولت کی طرح گزرا تھا۔ اس کیفیت کو اگلے شعر ۴ میں بیان کیا ہے۔ (۴) اس شعر میں سعد بن ابی بکر بن سعد کی ان گھڑیوں کو وقت کی مایۂ ناز دولت کی بہتات کو جود و کرم کے ایسے دریا سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنی طغیانیوں کے سبب ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ یہ تشبیہ دراصل ایسی مایۂ ناز دولت کی کشادگی کے پیش نظر دی گئی ہے جو کہ بلند تر یا بلند ترین مقام تھا۔ (۵) اس شعر کے پہلے مصرع میں شیخ سعدیؒ نے سعد بن ابی بکر بن سعد کے چہرے پر لگی ہوئی آنکھوں کو سرمایۂ دولت قرار دیا ہے جو کہ خوش قسمتی کی علامت سمجھی جاتی ہیں جبکہ دوسرے مصرعے میں سعد بن ابی بکر بن سعد کے ولی عہد ہونے کی بنا پر تخت و تاج کی دولت ملنے کا تذکرہ کرتے ہوئے خود حکومت اس کے قدموں کی رسائی کی منتظر نظر آرہی ہے۔ (۶) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے سعد بن ابی بکر بن سعد کو ایک ایسی سیپی سے تشبیہ دی ہے جس سے صرف ایک یا دو موتی برآمد ہوتے ہیں جو انتہائی قیمتی ہوتے ہیں کیونکہ سعد بن ابی بکر اکلوتا بیٹا تھا اس لیے وہ سیپی سے نکلا ہوا ایک ہی انمول موتی قرار پایا جبکہ دوسرے بادشاہوں کے ہاں بیٹوں کی کثرت ہوتی ہے لیکن وہ عادات و خصائل کے لحاظ سے انتہائی قیمتی نہیں ہوتے بلکہ سستے بھاؤ بکنے کے قابل ہوتے ہیں لیکن سعد بن ابی بکر اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے انتہائی بیش بہا قیمتی موتی ثابت ہوا کیونکہ اس کی عادات و اطوار بہت ہی اعلیٰ تھے۔ (۷) چونکہ انمول موتی شاہی محلات کی زینت ہوتے ہیں، اس لیے وہ صرف شاہی محلات ہی میں سجائے جاتے ہیں۔ جبکہ سعد بن ابی بکر بھی ایک ایسا ہی گراں مایہ موتی ہے جو اس لائق تھا کہ وہ ابوبکر بن سعد کے شاہی خاندان ہی میں پیدا ہوتا کیونکہ محل اسی موتی سے ہی سجتا تھا۔ اور یہ موتی بھی اسی محل کی زینت بن کر پورے محل کو خوبصورتی کا سامان مہیا کر رہا تھا۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے سعد بن ابی بکر کے حوالے سے اسی حقیقت کو آشکار کیا ہے۔

marfat.com

نگہدار یا رب بچشم خودش	۱	بپرہیز از آسیبِ چشمِ بدش
اے پروردگار اپنی آنکھوں کے سامنے اس کو محفوظ رکھ		اس کو بدنگاہ کی گزند سے بچا
خدایا در آفاق نامی کنش	۲	بتوفیق طاعت گرامی کنش
اے خدا اس کو زمانہ کے اطراف میں مشہور کر		اطاعت کی توفیق کے ذریعہ باعزت کر
مقیمش در انصاف و تقویٰ بدار	۳	مُرادش بدُنیا و عقبیٰ برآر
انصاف اور پرہیزگاری پر اس کو قائم رکھ		اس کی دنیا اور آخرت کی مرادیں پوری کر
غم از دشمن ناپسندت مباد	۴	ز دُوران گیتی گزندت مباد
اس کو ناپسند دشمن کا غم نہ ہو		دُنیا کے چکر سے اس کو تکلیف نہ ہو
بہشتی درخت آورد چوں تو بار	۵	پسر نامجوی و پدر نامدار
جنت کا درخت تجھ جیسا پھل دیتا ہے		لڑکا نیک نامی کا متلاشی اور باپ نیک نام
ازاں خاندان خیر بیگانہ داں	۶	کہ باشند بدگوئے ایں خانداں
اس خاندان سے خیر کو بیگانہ سمجھ		جو اس خاندان کا بُرا کہنے والا ہو
زہے دین و دانش زہے عدل و داد	۷	زہے مُلک و دولت کہ پائندہ باد
کیا خوب دین اور عقل ہے کیا خوب عقل اور انصاف ہے		کیا خوب مُلک اور دولت ہے جو خدا کرے ہمیشہ رہے

باب اوّل در عدل و رائ و تدبیر جہانداری

پہلا باب انصاف اور جہاں داری کی تدبیر اور رائے کے بیان میں

(۱) نگہدار: نگہ رکھ۔ یا: حرف ندا اے۔ رَبّ: پروردگار۔ چشم: آنکھ۔ خود: اپنی۔ ش: اس کو۔ بپرہیز: بچا۔ آسیب: تکلیف۔ چشم بد: بُری نظر۔ (۲) خدایا: اے خدا۔ در: میں۔ آفاق: جہان۔ نامی: نام والا۔ کن: کر۔ ش: اس کو۔ توفیق: کسی کام کے اسباب مہیا کر دینا۔ طاعت: عبادت۔ گرامی: عزت والا۔ (۳) مقیم: ساکن۔ ش: اس کو۔ تقویٰ: پرہیزگاری۔ بدار: رکھ۔ عقبیٰ: آخرت۔ برآر: پوری کر۔ (۴) ت: تجھ کو۔ مباد: مت ہووے۔ دَوران: گردش۔ گیتی: زمانہ، دُنیا۔ گزند: تکلیف۔ ت: تجھ کو۔

(۵) آورد: لاتا ہے۔ چوں: مثل۔ بار: پھل۔ پسر: بیٹا۔ نامجوی: نام ڈھونڈنے والا۔ پدر: باپ۔ نامدار: نام رکھنے والا۔ (۶) ازاں: اس سے۔ خیر: خیریت۔ بیگانہ: ناواقف۔ باشند: ہوویں۔ بدگو: بُرا کہنے والا۔ ایں: یہ۔

(۷) زہے: کلمۂ تحسین کیا خوب۔ دانش: سمجھ۔ عدل و داد: انصاف۔ مُلک و دولت: سلطنت۔ پائندہ باد: دیر تک رہنے والے ہوں۔

(۸) باب: دروازہ۔ اوّل: پہلا۔ عدل: انصاف۔ تدبیر: انجام پر نظر کرنا۔ جہانداری: بادشاہی۔

تشریح: (۱) اللہ تعالیٰ اپنی پوری مخلوق کا نگہبان ہے اگر وہ اپنی مخلوق کا نگہبان نہ ہوتا تو زمین و آسمان کی پُر آشوب فضا میں آفات و بلیات کے ہاتھوں اس کی مخلوق تباہ ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا محافظ ہے جس سے وہ اپنے دین کا کام لینا چاہتا ہے اسے وہ اپنی خصوصی حفاظت میں رکھتا ہے۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے سعد بن ابی بکر کی خصوصی حفاظت کے لیے دعا کی ہے۔ (۲) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے سعد بن ابی بکر کے لیے کل عالم میں ناموری و شہرت کی دعا کی ہے۔ کیونکہ دنیا میں وہی لوگ نامور ہوتے ہیں جو کسی فن میں باکمال ہونے کے ساتھ ساتھ ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیتے ہیں کہ جس سے ساری دنیا دنگ رہ جاتی ہے اور یہی کارنامے نہ صرف ناموری کا باعث بنتے ہیں بلکہ دنیا والوں کے مقتدا بن جاتے ہیں دنیا ان کی اطاعت گزار بن جاتی ہے شیخ سعدیؒ کے اس دعائیہ شعر کا یہی مفہوم و مقصد ہے۔ (۳) دنیا میں مختلف حسب نسب کے حامل افراد اپنے اپنے حسب نسب پر نازاں ہوتے ہیں بلکہ اپنی برتری کا لوہا منوانے کے لیے مختلف حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں جو ان کی برتری کو تسلیم نہیں کرتا اس سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کی اصل بلندی و کامیابی تقویٰ میں کارفرما ہے جبکہ تقویٰ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی اور رسول علیہ السلام کے طریقوں پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے اور یہی تقویٰ دنیا و آخرت میں کامیابی کی چابی ہے اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے سعد بن ابی بکر بن سعد کے لیے تقویٰ کے زیور سے مزین ہونے کی دعا کی ہے جو کہ اصل ہے۔ (۴) دنیا میں انسان کے دوست بھی ہوتے ہیں اور دشمن بھی جبکہ دشمن ہمیشہ ناپسندیدہ شخصیت ہی ہوتا ہے اسی ناپسندیدہ دشمن سے سرکشی و بغاوت کی شکل میں صدمہ پہنچنے کا قوی امکان ہے۔ اس لیے اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ناپسندیدہ دشمن کے غم و اندوہ سے نجات کی دعا مانگی ہے۔ (۵) عقلا کا قول ہے کہ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے یعنی گندم بونے سے گندم ہی کاٹی جاتی ہے جو انسان دنیا میں نیک نامی کیلئے اخلاق حمیدہ اور بھلائی کا بیج بوتا ہے تو اس کا پھل بھی اخلاق حمیدہ اور بھلائی کی شکل میں ملتا ہے۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کو جنت کے درخت سے تشبیہ دیکر سعد بن ابوبکر کو بہشتی درخت کا پھل قرار دیا ہے۔ چنانچہ باپ یعنی ابوبکر بن سعد خود نامور ہے جبکہ بیٹا یعنی سعد بن ابی بکر ناموری کا طلبگار ہے۔ لہٰذا نامور باپ کا بیٹا بھی ناموری کی تمام صفات سے متصف ہے۔ (۶) چونکہ اتابک سعد زنگی کا خاندان انتہائی نیک بختی اور خیر و برکت جیسے وصف کا حامل ہے لہٰذا صاحب خیر و برکت گھرانے کی خیر خواہی ایک فطری امر ہے چنانچہ جو شخص اس گھرانے کی خیر خواہی کا خواستگار ہوگا وہ صحیح راہ پر گامزن ہے جبکہ اس گھرانے کا بدخواہ نہ صرف خود خیر و برکت سے کوسوں دور ہے بلکہ عقل و خرد سے بھی محروم ہے۔ (۷) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے خاندان سعد زنگی کے دور حکومت کی جھلکیاں پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے شاندار دور کی ہمیشگی کیلئے دعا کی ہے کہ وہ دین و دانش اور عدل و انصاف کے مبارک لمحات اسی مبارک ملک میں ہمیشہ اپنی برکتیں بکھیرتے رہیں۔ (۸) عنوان: باب اوّل در عدل و رائے و تدبیر جہانداری ترجمہ: پہلا باب انصاف اور رائے اور حکومت کی تدبیر کے بیان میں۔ اس عنوانی عبارت میں شیخ سعدیؒ کا روئے سخن بادشاہ کی طرف ہوتا ہے جس میں وہ اسے نظام عدل کے قیام اور تدبیر جہانبانی و جہانداری کے حوالے سے آراء و تدابیر پیش کرتے ہیں کیونکہ بوستان ایک ایسا دوامی تحفہ ہے جو ہمیشہ قائم و دائم رہنے والا ہے۔ اس لیے اپنے دور کے بادشاہ سے مخاطب ہو کر قواعد عامہ کے سرکاری امور سلطنت چلانے کے طریقے بیان کیے ہیں تاکہ ہر معاشرہ امن و امان کا گہوارہ بن جائے۔

rekhta.org

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ دوم
۱	نگنجد کرم ہائے حق در قیاس	چہ خدمت گزارد زبان سپاس
	اللہ کے کرم قیاس میں نہیں سماتے ہیں	شکر کی زبان کیا خدمت کرے
۲	خدایا تو ایں شاہِ درویش دوست	کہ آسائش خلق در ظلِ اوست
	اے خدا تو اس فقیر دوست بادشاہ کو	جس کے سایہ میں مخلوق کی راحت ہے
۳	بسے بر سرِ خلق پاینده دار	بتوفیق طاعت دلش زندہ دار
	عرصہ دراز تک مخلوق کے سر پر قائم رکھ	اطاعت کی توفیق سے اسکے دل کو زندہ رکھ
۴	برومند دار از درختِ اُمید	سرش سبز و رویش برحمت سفید
	امید کے درخت سے اس کو مستفید فرما	رحمت سے اس کا سر سبز اور چہرہ بارونق بنا
۵	براہ تکلف مرو سعدیا	اگر صدق داری بیار و بیا
	اے سعدی تکلف کا راستہ نہ چل	اگر سچائی رکھتا ہے تو لا اور آ
۶	تو منزل شناسی و شہ راہ رُو	تو حق گوی و خسرو حقائق شنو
	تو منزل پہچاننے والا اور بادشاہ راستہ چلنے والا ہے	تو حق کہنے والا اور بادشاہ حقیقتیں سننے والا ہے
۷	چہ حاجت کہ نُہ کرسی آسمان	نہی زیر پائے قزل ارسلان
	تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے کہ آسمان کی نو کرسیوں کو	قزل ارسلان کے پیر کے نیچے رکھے
۸	مگو پائے عزت بر افلاک نہ	بگو روئے اخلاص بر خاک نہ
	یہ نہ کہہ کہ عزت کا پیر آسمان پر رکھ	یہ کہہ کہ اخلاص کا چہرہ خاک پر رکھ

(۱) نگنجد: نہیں سماتا۔ کرمہا: جمع کرم۔ قیاس: خیال۔ چہ: کیا۔ گزارد: گزارے۔ سپاس: شکر۔ (۲) خدایا: اے خدا۔ شاہ: بادشاہ۔ درویش دوست: درویشوں کو دوست رکھنے والا۔ آسائش: آرام۔ خلق: مخلوق۔ ظل: سایہ۔ او: اس کا۔ (۳) بسے: بہت مدت۔ خلق: مخلوق۔ پاینده دار: قائم رکھ۔ توفیق: اسباب مہیا کرنا۔ طاعت: عبادت۔ زندہ دار: زندہ رکھ۔ (۴) برومند: پھل پانے والا۔ سرش: اس کا سر سبز: اس سے مراد سیاہ ہے یعنی جوانی قائم رکھ۔ رویش: اس کا چہرہ رحمت کے نور سے سفید کر۔ (۵) تکلف: بناوٹ۔ مرو: مت چل۔ سعدیا: اے سعدی۔ صدق: سچائی۔ داری: رکھتا ہے تو۔ بیار: لا۔ و: اور۔ بیا: آجا۔ (۶) منزل شناس: منزل پہچاننے والا۔ ی: ہے تو۔ راہ رو: راستہ چلنے والا۔ حق گو: حق کہنے والا۔ خسرو: بادشاہ۔ حقائق شنو: حقیقت سننے والا۔ (۷) چہ: کیا۔ حاجت: ضرورت۔ نُہ کرسی: نو آسمان۔ نہی: رکھے تو۔ زیر: نیچے۔ پا: پاؤں۔ قزل: شیر سرخ۔ ارسلان: شیر مرکب، ویردن کے ایک بادشاہ کا نام جو مشہور شاعر ظہیر فاریابی کا ممدوح ہے۔ (۸) مگو: مت کہہ۔ پائے: پاؤں۔ بر: پر۔ افلاک: جمع فلک آسمان۔ نہ: رکھ۔ بگو: تو کہہ۔ روئے: چہرہ۔ اخلاص: دل کی سچائی۔ خاک: مٹی

تشریح: (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے جبکہ انسان محدود ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے انعامات و اکرام لامحدود ہیں بے شمار ہیں لیکن انسان محدود ہے، اس لیے اس کا شکر بھی محدود ہے۔ ایک محدود چیز لامحدود ذات کا کیسے احاطہ کر سکتی ہے۔ لہٰذا انسان سوائے محدود شکر گزاری کے اور کر بھی کیا سکتا ہے۔ چنانچہ اس کی ہر ہر نعمت کا بہت بہت شکریہ۔ (۲) حضرت یوسف ہوں یا حضرت سلیمانؑ، حضرت داؤدؑ ہوں یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام انبیاء علیہم السلام تخت حکومت پر رونق افروز ہوئے تھے لیکن یہ وقت کے حکمران ہونے کے باوجود ان کی زندگی درویشانہ و فقیرانہ تھی۔ اس لیے ایسا حکمران جو اللہ کی مخلوق کا خدمت گار ہونے کے ساتھ ساتھ مخلوق کی سہولتوں کا خیال رکھنے والا اور فقراء و مساکین سے محبت کرنے والا حکمران جو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ چونکہ سعد بن ابوبکر بھی ایک فقیر اور درویش بادشاہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا واضح نشان تھا۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے سعد بن ابوبکر کی درازی عمر اور حکومت کی مدت مدیدہ کیلئے ہمیشہ قائم رہنے کی دعا کی ہے۔ (۳) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے اسلئے کہ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے سعد بن ابی بکر ایسے فقیر و مسکین بادشاہ کی حکمرانی کے ہمیشہ قائم و دائم رہنے اور عبادت و ریاضت اور فرمانبرداری آسانی وارزانی میں مزید اضافے کیلئے دعا کی ہے ـــــــ (۴) اللہ تعالیٰ کو فقر بہت پسند ہے۔ بادشاہی میں فقر اپنانا اور بھی زیادہ پسندیدہ امر ہے۔ چونکہ سعد بن ابی بکر نے جوانی کے عالم میں شاہی اقتدار پر قدم رکھتے ہی عدل و انصاف کو قائم کیا تھا اسلئے شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کی تمام امیدیں پورا ہونے ہمیشہ پُر لطف رہنے اور نور رحمت سے اس کا چہرہ منور رکھنے کی دعا کر رہے ہیں۔ (۵) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے خود کو مخاطب کرتے ہوئے تکلفات کا راستہ ترک کرنے کو کہا ہے۔ چونکہ یہاں اصل مقصود بادشاہ کو نصیحت و ہدایت کرنا تھا اس لیے شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جس حق گوئی کی نعمت سے نوازا ہے اسے استعمال کر اور بادشاہ کے سامنے صداقت و حقیقت کا اظہار کر۔ لہٰذا زیادہ تکلفات میں پڑنے کی ضرورت نہیں (۶) چونکہ تجھے منزل کی پہچان حاصل ہے اسلئے بادشاہ کے سامنے حق گوئی و بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نصیحت و ہدایت کا آغاز کر دے۔ اگر بادشاہ واقعی درویش صفت اور شریف الطبع ہے تو وہ تیری نصیحتوں کو سُنے گا اور اس پر عمل بھی کریگا یہی اس کے برحق ہونے کی دلیل ہے کیونکہ حق کی نصیحت و ہدایت سن کر غضبناک ہونے اور سزائیں دینے والے بادشاہ فقیر و درویش نہیں ہوتے بلکہ وہ متکبر و تند خو اور ترش نوا ہوتے ہیں۔ (۷) اس شعر میں شیخ سعدیؒ ظہیر فاریابی کی دو بے جا تعریف جو اس نے قزل ارسلان کے حق میں کی تھی کا تذکرہ کر کے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ظہیر فاریابی کی طرح آسمان کی نو کرسیاں قزل ارسلان کے پاؤں تلے رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں تو اپنے ممدوح بادشاہ سعد بن ابی بکر کی تعریف میں نا ہی کرونگا۔ (۸) کبریائی کی شان صرف اللہ تعالیٰ کیلئے لائق ہے اسلئے کہ وہ کائنات کا خالق و مالک ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے مقابل تکبر کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی چادر کو کھینچتا ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن وہ لوگ جو تکبر کرتے تھے چیونٹیوں کی طرح ہونگے لہٰذا شیخ سعدیؒ نے اپنے وقت کے بادشاہ کو تکبر کی تعلیم نہیں دی بلکہ خلوص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سامنے سر بسجود ہو کر دربار الٰہی میں اپنی عاجزی پیش کرنے کی تلقین کی ہے۔

marfat.com

۱	بطاعت بنہ چہرہ بر آستاں	کہ اینست سر جادۂ راستاں
	خدا کی چوکھٹ پر فرمانبرداری سے چہرہ رکھ	اس لئے کہ سچوں کا راستہ یہی ہے
۲	اگر بندۂ سر بریں در بنہ	کلاہ خداوندی از سر بنہ
	اگر تو بندہ ہے تو اس دروازہ پر سر رکھ	خداوندی کی ٹوپی سر سے اتار پھینک
۳	چو طاعت کنی لبس شاہی مپوش	چو درویش مخلص برآور خروش
	جب عبادت کرے شاہی لباس نہ پہن	سچے فقیر کی طرح صدا دے
۴	کہ پروردگارا توانگر توئی	توانا و درویش پرور توئی
	کہ اے خدا مالدار تو ہی ہے	زبردست اور فقیر کا پالنے والا تو ہی ہے
۵	نہ کشور خدایم نہ فرماں دہم	یکے از گدایان ایں درگہم
	نہ میں ملک کا خدا ہوں نہ حکم چلانے والا ہوں	اس در کے فقیروں میں سے ایک ہوں
۶	چہ برخیزد از دست و کردار من	مگر دست لطفت شود یار من
	میرے ہاتھ اور عمل سے کیا بنتا ہے	ہاں اگر تیری مہربانی کا ہاتھ مددگار ہو
۷	تو بر خیر و نیکی دہم دسترس	وگرنہ چہ خیر آید از من بکس
	تو مجھے نیکی اور بھلائی پر قابو عطا فرما	ورنہ مجھ سے کسی کے کیا بھلائی ہو سکتی ہے
۸	دعا کن بشب چوں گدایاں بسوز	اگر می کنی پادشاہی بروز
	رات کو فقراء کی طرح سوز سے دعا کر	اگر دن میں بادشاہی کرنا چاہتا ہے

(۱) بہ: ساتھ۔ طاعت: فرمانبرداری۔ بنہ: رکھ دے۔ آستاں: دہلیز۔ اینست: یہ ہے کہ۔ سر جادہ: راستہ۔ راستاں: جمع راست: سچے۔ (۲) بندۂ: بندہ ہے تو۔ بریں: اس پر۔ در: دروازہ۔ بنہ: رکھ دے۔ کلاہ: ٹوپی۔ خداوندی: بادشاہی۔
(۳) چوں: جب۔ طاعت: عبادت۔ لبس: لباس۔ مپوش: مت پہن۔ چوں: مثل۔ درویش: فقیر۔ مخلص: سچا۔ برآور: نکال۔ خروش: چیخ۔ (۴) پروردگار: پالنے والا۔ توانگر: دولت مند۔ توئی: تو ہی ہے۔ توانا: طاقتور۔ درویش پرور: درویش کو پالنے والا۔ (۵) کشور خدا: ملک کا مالک۔ فرماں دہ: حکم دینے والا۔ م: ام: ہوں میں۔ یکے: ایک۔ گدایاں: جمع گدا: فقیر۔ ایں: یہ۔ درگہ: دروازہ۔
(۶) چہ: کیا۔ برخیزد: اٹھ سکتا ہے۔ دست: ہاتھ۔ کردار: عمل۔ من: میں۔ مگر: لیکن۔ لطفت: تیری مہربانی۔ شود: ہو وے۔ یار: مددگار۔
(۷) دہم: م: مفعول: مجھ کو دے۔ دسترس: طاقت۔ وگرنہ: ورنہ۔ چہ: کیا۔ آید: آوے۔ از من: مجھ سے۔ بکس: کسی کو۔
(۸) دعا کن: دعا کر۔ بشب: رات کو۔ چوں: مثل۔ گدایاں: جمع گدا: فقیر۔ بسوز: جلن کے ساتھ۔ می کنی: تو کرتا ہے۔ بروز: دن کو۔

تشریح: (۱) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ میری اتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار بندے جنتی ہیں جبکہ نافرمان لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے بن کر سچے لوگوں کی صف میں شامل ہو جائیں کیونکہ اطاعت الٰہی ہی سچے لوگوں کا راستہ ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ کے بندے بن کر رہنے والے لوگ صحیح معنوں میں اس کے فرمانبردار ہوتے ہیں جبکہ سرکشی کرنے والے اللہ تعالیٰ کے باغی ہی نہیں بلکہ اس کے دشمن بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا بادشاہ سلامت تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر اپنی ٹوپی اتار دے۔ (۳) اللہ تعالیٰ عاجزی کو پسند کرتا ہے جبکہ فقیرانہ لباس انکساری کی علامت ہوتا ہے اور بادشاہی لباس غرور و تکبر کی علامت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے کیلئے شاہی لباس کی نہیں درویشانہ پوشاک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانا ہے تو شاہی لباس اتار دے خود کو عملی طور پر اس کے دروازے کا منگتا ثابت کر۔ (۴) قرآن مجید میں ہے۔ یَاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ۔ اے لوگو! تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فقیر و محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اسی آیت کی طرف اشارہ کیا ہے دوسرے مصرعہ میں کہا گیا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پروردگار ہے۔ طاقتوروں اور کمزوروں کا پالنہار صرف وہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ (۵) اس شعر میں شیخ سعدیؒ اپنے وقت کے بادشاہ سعد بن ابی بکر اور ابوبکر بن سعدؒ کا ممدوح ہونا اور انہیں دربار الٰہی میں فقیرانہ لباس میں پیش ہونے کی نصیحت کر کے خود اپنی انکساری کا نذرانہ بھی درگاہ الٰہی میں پیش کر رہے ہیں۔ اس سے یہ تاثر دینا مقصود ہے کہ بادشاہ ہوں یا گدا جب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتے ہیں تو سبھی ایک ہو جاتے ہیں وہ آقا ہوتا ہے اور باقی مخلوق گداگر۔ (۶) یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر پتہ نہیں ہل سکتا۔ اس لیے کہ کائنات کی تمام چیزیں سوائے مکلف مخلوق (جن و انس) کے عقل و شعور سے خالی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کے حکم کے بغیر نہیں ہل سکتیں۔ لیکن جو مخلوق (جن و انس) مکلف ہے اس میں عقل و شعور موجود ہے لہٰذا وہ حق و باطل کی پہچان کر کے جس پر چاہے عمل پیرا ہو سکتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حق و باطل پر چلنے کے حوالے سے تمام بتا دیا ہے۔ انسان ایمان قبول کرنے سے لے کر راستے سے تکلیف دہ چیز اٹھانے تک کے تمام چھوٹے بڑے اعمال صالحہ میں اس کے فضل کا محتاج ہے۔ جبکہ وہ عمل صالح کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوتا ہے اگلے شعر میں تکمیل ہے۔ (۷) جب انسان عمل صالح چھوڑ دیتا ہے تب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اٹھ جاتا ہے لہٰذا اس کی توفیق شامل حال ہو گی تو کار خیر میں آسانی پیدا ہو گی ورنہ نہیں۔ درگاہ الٰہی میں جب کسی بندے کی قبولیت ہو جاتی ہے تو پھر اس کے اندر قابلیت کے جواہر خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ مشاہدہ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے بے سر و سامان ہونے کے باوجود باطل کی پوری قوت پر غلبہ پا لیتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے اس کے فضل و توفیق کے بغیر ہوا کا جھونکا بھی ملنا ناممکن ہے۔ (۸) اس شعر میں شیخ سعدیؒ بادشاہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دن کو لوگوں پر حکمرانی کر لیکن رات کو اللہ تعالیٰ کے دروازے کا فقیر بن کر اس کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگ۔ تمام انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ کا یہی طریقہ رہا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بارے میں دشمن کے سپاہیوں کا قول مشہور ہے کہ وہ بِاللَّیْلِ رُهْبَانٌ وَبِالنَّهَارِ فُرْسَانٌ یعنی وہ رات کو مصلے کی پشت پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے ہیں اور دن کو گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر کفار پر بجلی بن کر گرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہر صالح بندہ خواہ وہ بادشاہ ہو یا گدا فتح و شکست اور خیر و شر کا مالک اسی کو سمجھتا ہے۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع ثانی
کمر بستہ گردن کشاں بر درت	۱	تو بر آستانِ عبادت سرت
تیرے دروازہ پر مغرور کمر بستہ ہوں		تو تیرا سر عبادت کی چوکھٹ پر ہو
زہے بندگاں را خُداوندگار	۲	خُداوند را بندۂ حق گزار
بندوں کے لیے وہی بادشاہ خوب ہے		جو اللہ کا حق ادا کرنے والا بندہ ہو

حکایت

قصہ

مصرع اول		مصرع ثانی
یکے دیدم از عرصۂ رودبار	۴	کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار
میں نے ایک شخص کو رودبار کے میدان سے		دیکھا کہ میرے سامنے چیتے پر سوار ہو کر آیا
چناں ہول از اںحال بر من نشست	۵	کہ ترسیدنم پائے رفتن بہ بست
اس حال کی وجہ سے میرے دل پر ایسی ہول طاری ہوئی		کہ خوف نے میرے چلنے کے پیر باندھ دیئے
تبسم کناں دست بر لب گرفت	۶	کہ سعدی مدار ایں چہ دیدی شگفت
اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہونٹوں پر رکھا		کہ اے سعدی جو کچھ تو نے دیکھا اس پر تعجب کر
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ	۷	کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ
تو بھی خدا کے حکم سے گردن نہ موڑ		تو تیرے حکم سے کوئی گردن نہ موڑے گا
چو خسرو بفرمان داور بود	۸	خدایش نگہبان و یاور بود
جب بادشاہ خدا کے حکم کے مطابق ہوتا ہے		تو خدا اس کا نگہبان اور مددگار ہوتا ہے

(۱) کمر بستہ: کمر باندھے ہوئے یعنی خدمت کیلئے تیار۔ گردن کشاں: جمع گردن کھینچنے والے یعنی مغرور و سرکش۔ در: دروازہ۔ آستان: دہلیز، چوکھٹ۔ عبادت: بندگی۔ سرت: تیرا سر۔ (۲) زہے: کیا خوب۔ بندگان: جمع بندہ۔ را: کیلئے۔ خداوندگار: بادشاہ۔ خداوند: اللہ تعالیٰ۔ حق گزار: حق ادا کرنے والا۔ (۳) حکایت: قصہ، کہانی۔
(۴) یکے: ایک۔ دیدم: میں نے دیکھا۔ از: بمعنی در، میں۔ عرصہ: میدان۔ رودبار: گیلان اور قزوین کے درمیان ایک شہر۔ پیش: سامنے۔ آمدم: م مفعول کی، میرے پاس آیا۔ پلنگ: چیتا۔ یا: وحدت کی، ایک۔
(۵) چناں: ایسا۔ ہول: دہشت۔ زاں: حال، اس حال سے۔ برمن: مجھ پر۔ نشست: بیٹھا۔ ترسیدن: ڈرنا۔ پائے: پاؤں۔ رفتن: چلنا۔ بست: باندھ دیئے۔
(۶) تبسم: مسکراہٹ۔ کناں: کرتے ہوئے۔ دست: ہاتھ۔ لب: ہونٹ۔ گرفت: پکڑا۔ مدار: مت۔ کہ این: یہ۔ چہ: کچھ۔ دیدی: تو نے دیکھا۔ شگفت: تعجب۔ (۷) توہم: تو بھی۔ داور: انصاف کرنے والا، اصل داد ور، مراد اللہ تعالیٰ۔ مپیچ: مت پھیر۔ نہ پیچد: نہیں پھیرے گا۔ ز حکم تو: تیرے حکم سے۔ ہیچ: کوئی چیز۔
(۸) چو: جب۔ خسرو: بادشاہ۔ فرمان: حکم۔ داور: اللہ تعالیٰ۔ بود: ہوئے۔ خدایش: خدا اسکی، ش مفعول کی ہے۔ یاور: مددگار۔

تشریح: (۱) قدرت کا یہ ضابطہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جاتا ہے تو پھر ساری کائنات اس کی فرمانبردار ہو جاتی ہے۔ افریقی جنگل کے تمام خونخوار جانور اس کے لیے پورا جنگل خالی کر دیتے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے سرکش بادشاہ اس کے سامنے بے کس اور بے بس ہو جاتے ہیں۔ جب بندہ دل سے اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا لیتا ہے تو پورے جہان کی امامت و خلافت اس کے سپرد کر دی جاتی ہے۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اسی راز سے پردہ اٹھایا ہے۔ (۲) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے دنیا کے بہترین بادشاہ کی خوبی بیان کی ہے۔ وہ یہ کہ لوگوں کے سروں پر حکمرانی کرنے والا فرمانروا شخص اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ ہو تو وہ اپنی رعایا کے لیے نعمتِ الٰہیہ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا عظیم تحفہ بھی ہوتا ہے۔ مگر دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ اکثر بادشاہ تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی ہر دہشت کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ فرعون، نمرود، شداد کے عہد حکمرانی شاہد ہیں۔ جب زمین ظلم سے بھر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور خیر و برکت اٹھ جاتی ہے۔ اس لیے دنیا کا بہترین بادشاہ وہ ہے جو بادشاہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتا ہے۔ (۳) عنوان حکایت: انسان کی فطرت ہے کہ وہ بات کو سمجھنے کیلئے مثالوں اور کہانیوں کو بڑے شوق سے سنتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے اپنے بزرگوں سے کہانیاں سنتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا دیتا ہے تو پوری کائنات اس کی غلام بن جاتی ہے۔ اس حوالے سے شیخ سعدیؒ نے ایک کہانی پیش کی ہے تاکہ بوستان کا قاری اسے شوق سے پڑھ کر یہ حقیقت سمجھ لے۔ (۴) رودبار گیلان اور قزوین کے درمیان واقع ایک شہر تھا یا دریا کے کنارے پر ایک میدان تھا جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ شیخ سعدیؒ کے سامنے ایک شخص آیا جو چیتے پر سوار تھا۔ چونکہ چیتا ایک خونخوار جانور ہے اس پر سوار ہونا تو درکنار اس کے قریب جھکنا بھی جان کے لیے بہت بڑا خطرہ ہوتا ہے جبکہ وہ شخص ایک خونخوار چیتے پر سوار تھا۔ (۵) یہ ایک فطری بات تھی کہ چیتے پر کسی شخص کو سوار دیکھ کر خوف و دہشت کا طاری ہونا لازمی بات تھی کیونکہ انسان اور چیتے کی سواری ایک انہونی سی بات تھی۔ لہٰذا جب شیخ سعدیؒ نے یہ عجیب و غریب واقعہ دیکھا تو ہکا بکا ہو گئے بلکہ خوف کے مارے ان میں چلنے کی سکت بھی باقی نہ رہی۔ یہ کیفیت دہشت و ہیبت کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی۔ (۶) شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میری وحشت و ہیبت کو دیکھ کر چیتے پر سوار بزرگ نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی گرفت ہونٹوں پر کی اور فرمانے لگے اے سعدیؒ! اس میں گھبرانے یا حیران ہونے کی کوئی بات نہیں اسلئے کہ شیر اور اس جیسے جانور اس وقت خونخوار ہوتے ہیں جب بندہ اللہ تعالیٰ کے احکامات توڑتا رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مکمل پابندی کرے تو شیر و چیتے تو کیا پوری کائنات قدموں میں ہوتی ہے۔ یہ جہان چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں۔ (۷) اس شعر کا مفہوم یہ ہے کہ چیتے پر سوار بزرگ نے ناصحانہ انداز میں چیتے پر سوار ہونے کے راز سے پردہ اٹھایا اور حسن اسلوب اپناتے چیتے پر سوار ہونے کے حوالے سے شاہانہ احوال سے آگاہ کیا کہ کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کا مکمل مطیع ہو جائے تو وہ ہر خونخوار جانور پر سوار ہونے کا اہل ہو سکتا ہے۔ بقول کسے کہ جب میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہوں تو پھر مجھے میری اپنی سواری گھوڑا، گدھا وغیرہ اپنی پیٹھ پر نہیں بیٹھنے دیتی یعنی وہ بھی نافرمان ہو جاتی ہے۔ (۸) بادشاہ اپنے علاقے کا حکمران اور مختار ہوتا ہے۔ اسکی کارروائی پر گرفت ہونا تو درکنار اسکی ناپسندیدہ کھٹکار بھی کسی خواہ کم نہیں ہوتی۔ اگر کوئی بادشاہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سامنے ایسے جھک جائے گویا کہ وہ صرف اسی کا بندہ ہے بادشاہ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس کا محافظ و مددگار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر ہمیشہ دشمنوں کے وار خطا ہو جاتے ہیں کیونکہ کائنات کے ذرے ذرے پر اللہ تعالیٰ کی حکمرانی ہے جس طرح دنیاداری میں اگر کوئی شخص اپنے دوست کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے دوستوں کی خوب خوب حفاظت کرتا ہے۔

marfat.com

محالست چوں دوست دارد ترا	۱	کہ در دست دشمن گزارد ترا
جب خدا تجھے دوست رکھے تو نا ممکن ہے		کہ تجھے دشمن کے ہاتھ میں دے
رہ اینست رواز طریقت متاب	۲	بنا گام و کامیکہ خواہی بیاب
راستہ یہی ہے اس سے منہ نہ موڑ		قدم دھر اور جو مقصد چاہے حاصل کر
نصیحت کسے سود مند آیدش	۳	کہ گفتار سعدیؒ پسند آیدش
نصیحت اسی کو مفید ہو گی		کہ جس کو سعدیؒ کا کلام پسند آئے

پند دادن کسریٰ ہرمز را

کسریٰ کا ہرمز کو نصیحت کرنا

شنیدم کہ در وقت نزع رواں	۵	بہرمز چنیں گفت نوشیرواں
میں نے سنا ہے کہ نزع کے وقت		نوشیرواں نے ہرمز سے یہ کہا
کہ خاطر نگہدار درویش باش	۶	نہ در بند آسائش خویش باش
کہ فقیر کے دل کا نگہبان رہنا		اپنے آرام کی فکر میں نہ پڑنا
نیاساید اندر دیار تو کس	۷	چو آسائش خویش خواہی وبس
تیرے ملک میں کسی کو آرام نہ ملے گا		اگر تو صرف اپنا ہی آرام چاہے گا
نیاید بنزدیک دانا پسند	۸	شباں خفتہ و گرگ در گوسفند
کسی عقلمند کو یہ بات پسند نہ آئیگی		کہ چرواہا سویا ہو اور بھیڑیا بکریوں میں ہو

(۱) محال: ناممکن۔ چوں: جب۔ دارد: رکھے۔ ترا: تجھ کو۔ در دست: ہاتھ۔ گزارد: چھوڑدے۔

(۲) رہ: راستہ۔ اینست: یہی ہے۔ رو: چہرہ۔ طریقت: باطن کی صفائی کا راستہ یا راہ سلوک۔ متاب: مت موڑ۔ بنہ: رکھ۔ گام: قدم۔ کامیکہ: جو مقصد کہ۔ خواہی: تو چاہے۔ بیاب: پالے۔ (۳) نصیحت: خیر خواہی کی بات۔ کسے: اس شخص کو۔ سود مند: فائدہ دینے والی۔ آیدش: اس کو آوے۔ کہ: کے کے ساتھ لگتا ہے۔ گفتار: کلام۔ (۴) پند: نصیحت۔ دادن: دینا۔ کسریٰ: شاہ ایران یہاں نوشیرواں عادل مراد ہے۔ ہرمز: نوشیرواں کا بیٹا۔

(۵) شنیدم: میں نے سنا۔ نزع رواں: جان کا نکلنا۔ ہرمز: نوشیرواں کا بیٹا۔ چنیں: ایسے۔ گفت: کہا۔ نوشیرواں: ایران کا عادل بادشاہ۔ (۶) خاطر: دل۔ نگہدار: نگہ رکھنے والا۔ باش: ہوجا۔ بند: فکر۔ آسائش: آرام۔ خویش: اپنا۔ (۷) نیاساید: نہیں آرام پاسکتا۔ دیار: جمع دار، ملک۔ کس: کوئی شخص۔ چوں: جب۔ آسائش: آرام۔ خویش: اپنا۔ خواہی: تو چاہے۔ بس: فقط۔

(۸) نیاید: نہیں آتا۔ دانا: عقلمند۔ شباں: چرواہا۔ خفتہ: سویا ہوا۔ گرگ: بھیڑیا۔ گوسفند: بکریاں۔

تشریح: (۱) جس طرح دنیا دار لوگ اپنے قریبی احباب کو تنہا نہیں چھوڑتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے دوست (ولی اللہ) خواہ وہ بادشاہ ہو یا گدا کو دشمنوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں سے زیادہ غیور ہے۔

(۲) امور اعمال میں دو چیزیں ہوا کرتی ہیں (۱) شریعت (۲) طریقت۔ ظاہری اعمال و جوارح کا تعلق امور شرعیہ سے ہوتا ہے جبکہ تزکیۂ نفس پر مبنی باطنی احوال کی اصلاح کو طریقت کہتے ہیں۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے طریقت کی راہ اپنانے کو کہا ہے کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک شخص امور شرعیہ کا پابند بھی ہوتا ہے لیکن بعض اوقات کاذب خائن بھی ساتھ ہوتا ہے دوستی بھی عیاری اور سلطانی بھی عیاری کا مکمل مصداق ہوتا ہے چونکہ شیطان کے پاس ابن آدم کو بہکانے کیلئے ستر ہزار نورانی داؤ ہوتے ہیں جس سے ابن آدم امور شرعیہ پر عمل پیرا ہونے کے باوجود شیطان کے بہکاوے میں آجاتا ہے جبکہ راہ طریقت میں کثرت ذکر و عبادت کی وجہ سے شیطانی حملوں کا امکان بہت کم ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس شعر میں طریقت پر چلنے کا کہا گیا ہے (۳) دنیا کا دستور ہے کہ پسندیدہ شخصیت کی ہر چیز اچھی ہو یا بری پسندیدہ ہوتی ہے شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں اسی فطری دستور کا تذکرہ کیا ہے یعنی شیخ سعدیؒ کی نصیحت وہی قبول کر سکتا ہے جو شیخ سعدیؒ کو پسند کرتا ہو

(۴) عنوان: پند دادن کسریٰ و ہرمز را۔ ترجمہ: شیخ سعدیؒ کا کسریٰ اور ہرمز کو نصیحت دینا۔ جس طرح دور حاضر میں سربراہ مملکت کا لقب صدر یا وزیر اعظم ہوتا ہے اسی طرح آج سے ہزاروں سال قبل ایرانی فرمانروا کا لقب کسریٰ ہوا کرتا تھا۔ اس عنوانی جملے میں کسریٰ سے نوشیرواں عادل مراد ہے جبکہ ہرمز اس کے بیٹے کا نام ہے۔ چونکہ اس آئین میں سربراہ مملکت کا امور جہانداری کے حوالے سے گفتگو ہو رہی ہے اور امور مملکت کا زیادہ تر تعلق بادشاہوں کے ساتھ ہوتا ہے اسلیے شیخ سعدیؒ نے انہی سے نصیحتوں کا سلسلہ شروع کیا ہے تاکہ وہ نصیحتوں پر عمل پیرا ہو کر ملک و قوم کی کماحقہ خدمت کر سکیں (۵) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے نوشیرواں کی اس نصیحت کا تذکرہ کیا ہے جو اس نے مرتے وقت اپنے بیٹے ہرمز کو کی تھی یہ نصیحت ملکی استحکام اور بادشاہ کے مستقبل عام کے حوالے سے اپنے اندر بہت بھید چھپائے ہوئے ہے۔

(۶) دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں لوگ دنیا اہمیت نہیں دیتے۔ یہ بے حیثیت درویش منش لوگ اللہ تعالیٰ کے قرب کی وجہ سے کم مائیگی اور بے بضاعتی کی چادر میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں انہیں خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا کیا رتبہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی چادر میں پوشیدہ رکھتے ہیں یہ لوگوں میں رہنے کے باوجود نہیں ہوتے چنانچہ نوشیرواں نے اپنے بیٹے ہرمز کو اسی نوعیت کے لوگوں کی دلداری و دلجوئی کی نصیحت کی ہے تاکہ ان کی دعاؤں کی برکت سے ملک کو استحکام حاصل ہو (۷) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے اس میں کہا گیا ہے کہ اگر بادشاہ اپنے آرام و عیاشیوں میں مگن ہے تو پھر رعایا کی خبر گیری کون کریگا کیونکہ عیش پرست بادشاہ عموماً اپنی رعیت کے حالات سے غافل رہتے ہیں کسی بادشاہ کا اپنی رعیت سے غافل ہونا ایسا ہی ہے جیسے چرواہے کی بکریوں سے غفلت جو کہ چرواہے کی غفلت سے بھیڑیے بکریوں کو چیر پھاڑ دیتے ہیں بادشاہ بھی اپنی رعایا کا چرواہا ہے اگر وہ غافل ہو جائے تو دشمن اسکی رعایا کو تباہ کر دیگا (۸) عقلمندی کا تقاضا ہے کہ چرواہا ہر وقت بکریوں کے معاملے میں ہوشیار رہے جبکہ یہ بات خلاف عقل ہے کہ چرواہا غفلت کی نیند سو رہا ہو اور بھیڑیا بکریوں میں موجود ہو۔ دور حاضر میں یہی خلاف عقل کام ہو رہا ہے کہ حکمران اپنی عیاشیوں میں بدمست ہیں اور دشمن عناصر ملک و قوم کو مختلف طریقوں سے تباہ و برباد کر رہے ہیں۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
برو پاس درویش محتاج دار	۱	کہ شاہ از رعیت بود تاج دار
جا محتاج فقیر کا خیال رکھنا		اسلئے کہ بادشاہ رعیت کی وجہ سے ہی تاجدار ہوتا ہے
رعیت چو بیخند و سلطاں درخت	۲	درخت اے پسر باشد از بیخ سخت
رعیت جڑ ہے، بادشاہ درخت ہے		صاحبزادے! درخت جڑ سے ہی مضبوط بنتا ہے
مکن تا توانی دل خلق ریش	۳	وگر می کنی میکنی بیخ خویش
جب تک ہو سکے مخلوق کا دل زخمی نہ کرنا		اگر تو ایسا کرتا ہے تو اپنی بیخ کنی کرتا ہے
اگر جادہ بایدت مستقیم	۴	رہ پارسایاں امیدست و بیم
اگر تجھے سیدھا راستہ چاہیئے		تو نیکوں کا راستہ امید اور خوف ہے
گزندِ کسانش نیاید پسند	۵	کہ ترسد کہ در ملکش آید گزند
لوگوں کو ستانا اس کو پسند نہ آئے گا		جو اپنے ملک میں نقصان سے ڈرتا ہوگا
وگر در سرشت وے ایں خوئی نیست	۶	دراں کشور آسودگی بوئے نیست
اگر اس کی طبیعت میں یہ عادت نہیں ہے		تو اس ملک میں آرام کی بو بھی نہیں ہے
اگر پائے بندی رضا پیش گیر	۷	وگر یک سوارہ سر خویش گیر
اگر تو دوسروں کا پابند ہے تو انکی رضامندی کا خیال رکھ		اور اگر تو تنہا ہے تو اپنا راستہ پکڑ
فراخی دراں مرز و کشور مخواہ	۸	کہ دل تنگ بینی رعیت ز شاہ
اس سرزمین اور ملک میں آرام کا خیال نہ کر		جہاں رعایا بادشاہ سے تنگ ہو

(۱) برو: جا۔ پاس: لحاظ۔ دار: رکھ۔ رعیت: رعایا، ملک کے باشندے۔ بود: ہوئے۔ تاج دار: تاج رکھنے والا۔
(۲) چو: مثل۔ بیخ: جڑ۔ اند: ہیں۔ سلطان: بادشاہ۔ پسر: لڑکا۔ باشد: ہوئے۔ سخت: مضبوط۔
(۳) مکن: مت کر۔ تا توانی: جب تک تو طاقت رکھے۔ خلق: مخلوق۔ ریش: زخمی۔ وگر: اور اگر۔ میکنی: کرتا ہے تو۔ میکنی: کھودتا ہے تو۔ بیخ: جڑ۔ خویش: اپنی۔
(۴) جادہ: راستہ۔ بایدت: تجھ کو چاہیئے۔ پارسایاں: جمع پارسا، پرہیزگار۔ بیم: خوف۔
(۵) گزند: تکلیف۔ کسانش: ش ضمیر غائب کساں جمع کس لوگ۔ نیاید: نہیں آتی کہ جو کہ۔ ترسد: ڈرتا ہو۔ در: میں۔ آید: آوے۔
(۶) وگر: اور اگر۔ سرشت: طبیعت۔ وے: اس کی۔ ایں: یہ۔ خوئے: عادت۔ نیست: نہیں ہے۔ کشور: ملک۔ آسودگی: آرام۔
(۷) پائے بندی: پابند ہے تو۔ رضا: اس کی مضاف الیہ ش محذوف ہے اس کی رضا۔ پیش: سامنے۔ گیر: پکڑ یعنی اختیار کر۔ یک سوارہ: اکیلا سوار ہے یعنی بے نیاز ہے۔ سر خویش: اپنا سر۔
(۸) فراخی: خوشحالی۔ مرز: زمین۔ کشور: ملک۔ مخواہ: مت چاہ۔ دل تنگ: تنگ دل۔ بینی: تو دیکھے۔ رعیت: رعایا۔ شاہ: بادشاہ۔

تشریح: (۱) قدیم ادوار میں زیادہ تر فرد کی حکومت باقی تھی جبکہ دور حاضر میں جمہوریت کے حوالے سے حکومت سازی کا کام عوام الناس کے ہاتھ میں ہے فرد ہو یا عوام دونوں کا تعلق غربا و رعایا کے طبقے سے ہے۔ جبکہ یہی طبقہ استحکام حکومت کی بنیاد ہے۔

(۲) اس شعر میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح درخت اپنی جڑوں پر قائم ہوتا ہے اسی طرح نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے عام شخص کی صحیح دیکھ بھال اور انصاف کی فراہمی بہتر خبرگیری حکومت کے درخت کی جڑ متصور ہوتی ہے اگر نچلے طبقے کی دیکھ بھال صحیح ہوگی تو گویا استحکام حکومت کی جڑ مضبوط ہے۔ (۳) جس حکمران کے دور حکومت میں عوام کو انصاف کی فراہمی نہ ہونے کے باعث یا ظلم و جور کی وجہ سے یا فریاد رسی نہ ہونے کی بنا پر دل زخم خوردہ ہو جائے تو پھر بد دعاؤں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ عوام الناس کی بد دعائیں نہ صرف وقت کے حکمرانوں کو قدرت کی گرفت کے شکنجے میں جکڑ دیتی ہیں بلکہ غیر مستحکم حکومت کے سبب ان کی جڑیں کھوکھلی کر دیتی ہیں۔ (۴) حدیث میں مروی ہے کہ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ترجمہ: ایمان خوف و امید کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔ اگر بالکل امید ہو تو محاسبے کا خوف جاتا رہتا ہے۔ اگر صرف زیادہ خوف ہو تو قوت عمل جواب دے جاتی ہے اسلئے خوف و امید کی ملی جلی کیفیت انسان کے معتدل مزاج کی بنیاد ہوتی ہے۔ عدل و انصاف کا مقصد قیام امن ہے جبکہ قیام عدل کا تحفظ محاسبے کے عمل میں پوشیدہ ہے۔ اسلئے ایک حکمران کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اتنا ہو کہ وہ ہر وقت خود کو محاسبے کیلئے تیار رکھے اور اپنی منصفانہ کارروائیوں کا اس قدر اعتماد ہو کہ نجات کی امید یقینی ہو جائے۔ لہٰذا یہی صراط مستقیم ہے اور یہی متقی لوگوں کی حقیقی راہ ہے۔ (۵) جس ملک کا بادشاہ یہ چاہتا ہو کہ اس کا ملک امن و امان کا گہوارہ بن جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ رعایا کی پریشانیوں کو دور کرنے اور عوام کو تکلیف پہنچانے والے تمام عملی اقدامات کا سدباب کرے۔ یہی خوشحالی کا بہترین راز ہے۔ (۶) عوام کی بے لوث خدمت ایسی خوبی جس بادشاہ کے اندر نہیں تو اس کا ملک ہمیشہ بدحالی کا شکار رہے گا جبکہ بدحالی کی صورتحال ملک کو امن و راحت کی نعمت سے محروم کر دیتی ہے۔ ان محرومیوں سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ بادشاہ اپنے اندر یہ خوبی پیدا کرے کہ وہ ہمیشہ عوام کی بے لوث خدمت کرے اسی میں راحت و عافیت ہے۔ (۷) اس شعر میں بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ اگر تو ملک و قوم کی بے لوث خدمت کا پابند ہے تو پھر عوام الناس کی مرضی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے فیصلے کیا کر اگر عوام کی خدمت کے تیرے جذبات خالی ہیں تو پھر اپنی ہی خودسری میں سرپٹول کرتا رہ کیونکہ عوام سے دوری اور خودسری کا انجام سرپٹول کے سوا کچھ نہیں۔ (۸) بادشاہ اور رعیت حکومت سازی میں باہم لازم و ملزوم ہیں کیونکہ رعایا کی خوشحالی کا دارومدار بادشاہ کے خلاف مزاج و جذبات پر ہے جبکہ عوام سے بادشاہ کی تنگدلی بدحالی کا سبب بنتی ہے کیونکہ بادشاہ اور رعیت حکومت کے دو پہیے ہوتے ہیں اور گاڑی کبھی ایک پہیے پر نہیں چل سکتی۔ بادشاہ کی تنگدلی کا شکار رعیت ترقی نہیں کر سکتی۔

marfat.com

۱	زمستکبران دلاور بترس دلیر متکبروں سے ڈرتا رہ	ازاں کو نترسد ز داور بترس جو خدا سے نہ ڈریں ان سے ڈرتا رہ
۲	دگر کشور آباد بیند بخواب پھر ملک کو خواب ہی میں آباد دیکھے گا	کہ دارد دل اہل کشور خراب جو ملک والوں کے دل کو خراب رکھے گا
۳	خرابی و بدنامی آید ز جور ظلم سے خرابی اور بدنامی ہوتی ہے	بزرگاں رسند ایں سخن را بغور بھلے اس بات پر غور کرنے کے بعد پہنچتے ہیں
۴	رعیت نشاید بہ بیداد کشت رعایا کو ظلم سے قتل نہ کرنا چاہیے	کہ مر سلطنت را پناہ ہند و پشت اس لیے کہ وہی سلطنت کی پناہ اور کمر ہیں
۵	مراعات دہقاں کن از بہر خویش اپنی خاطر کاشتکار کی رعایت برت	کہ مزدور خوشدل کند کار بیش اس لیے کہ خوش دل مزدور کام زیادہ کرتا ہے
۶	مروت نباشد بدی با کسے کبھی ایسے کے ساتھ برائی کرنا انسانیت نہیں ہے	کز و نیکوئی دیدہ باشی بسے جس کی جانب سے اکثر نیکی ہوئی ہو

پند دادن خسرو شیرویہ را

خسرو کا شیرویہ کو نصیحت کرنا

(۱) مستکبراں: جمع متکبر، غرور کرنے والے۔ دلاور: دل والے۔ بترس: ڈر۔ ازاں کو: اس سے کہ جو۔ نترسد: نہیں ڈرتا۔ داور: انصاف کرنے والا، مراد خدا۔ بترس: ڈر۔ (۲) دگر: پھر۔ کشور: ملک۔ بیند: دیکھتا ہے۔ بخواب: خواب میں۔ دارد: رکھتا ہے۔ اہل کشور: ملک والے۔ خراب: برباد۔ (۳) خرابی: بربادی۔ آید: آتی ہے۔ جور: ظلم۔ بزرگاں: بڑے لوگ۔ رسند: پہنچتے ہیں۔ ایں: یہ۔ سخن: بات۔ بغور: گہرائی میں۔

(۴) رعیت: رعایا۔ نشاید: نہیں چاہیے۔ بیداد: ظلم۔ کشت: اس نے مارا۔ نشاید کشت کے وہ پڑھتا ہے یعنی نشاید کشت نہیں مارنا چاہیے۔ مر: خاص۔ سلطنت: ملک۔ پناہ ہند و پشت: جس سے مضبوطی حاصل ہو یعنی مددگار۔ (۵) مراعات: رعایت کرنا۔ دہقان: کسان۔ کن: کر۔ بہر: واسطے۔ خویش: اپنا۔ خوشدل: خوشدلی کے ساتھ کرتا ہے۔ کار: کام۔ بیش: زیادہ۔

(۶) مروت: انسانیت۔ نباشد: نہ ہوئے۔ بدی: برائی۔ کسے: کسی کہ اس کے ساتھ رنگ کر اسم موصول ہے۔ نیکوئی: نیکی۔ دیدہ باشی: تو نے دیکھی ہو۔ بسے: بہت۔

(۷) پند: نصیحت۔ دادن: دینا۔ خسرو: بادشاہ مراد خسرو پرویز شاہ ایران۔ شیرویہ: خسرو کا ولی عہد جو اس کے بعد تخت نشین ہوا۔

تشریح: (۱) جو لوگ بہادر ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ ملک قوم اور حکمران کی ذات کیلئے اتنے خطرناک نہیں ہوتے جتنے کہ خوف الٰہی سے خالی اور عدم شناس لوگ ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے خوددار اور جواں مرد پھر بھی اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے اصولی جنگ لڑتے ہیں جبکہ موقع پرست بزدل قسم کے لوگ جواز و عدم جواز اور اصول و بے ضابطگی کے تناظر میں سب چلتا ہے کے اصول پر سازشی چالیں چلتے ہیں اسی ذہنیت کی فطرت کے انتقامی لوگ زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خوشامدی لوگ حملہ آور دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اسی حقیقت کو آشکار کر کے خوددار بہادروں کی بجائے موقع شناس خوشامد پسند لوگوں سے ڈرنے کی تلقین کی ہے تاکہ ملکی استحکام میں رکاوٹ پیدا کرنے والے اصل لوگ بے نقاب ہوں۔ (۲) جس بادشاہ کی رعیت اسکے جبر و تشدد کی وجہ سے اپنا دل زخمی رکھتی ہے۔ اس کا ملک ہمیشہ غیر آباد رہتا ہے کیونکہ کائنات کی اصل رونق رب ذوالجلال کے نزول رحمت و برکت سے بحال ہوتی ہے جبکہ برکت و رحمت قیام عدل سے ممکن ہے جب بادشاہ ظلم کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے چنانچہ ستمگر بادشاہ امن و امان کی بحالی کے حوالے سے جتنے اقدامات اٹھاتا ہے ناکامی و نامرادی کے سوا اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (۳) خوف الٰہی اور فکر آخرت سے عاری حکمران تشدد و قتل کو ہی حکومت و سیاست کا حصہ سمجھتے ہیں۔ جب جبر و تشدد حد سے بڑھ جاتا ہے تو ظالم بادشاہ کا رعب رعایا کے دلوں سے نکل جاتا ہے پھر تنگ آمد بجنگ آمد ایسے فطری اصول کے پیش نظر پوری قوم ظالم حکمران کے خلاف کھڑی ہو جاتی ہے چنانچہ ظالم بادشاہ کی ذلت و رسوائی اسے کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ تاریخ میں ہٹلر، میسولینی اور یزید کی مثالیں ان کے انجام سمیت موجود ہیں۔ (۴) دنیا کے تمام امور اصولوں پر مبنی ہوتے ہیں خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی۔ امور سلطنت کا اصول ہے کہ اسے عدل و انصاف کی بنیاد پر چلایا جائے کائنات کی ہر چیز مضبوط بنیاد پر قائم ہے۔ اسی طرح سلطنت کی مضبوط بنیاد رعایا ہے جو ہر فرد کو ظلم و ستم سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر رعایا ستمگر بادشاہ کے ظلم کی آماجگاہ ہے تو سلطنت کی عمارت مضبوط بنیاد نہ ہونے کے باعث دھڑام سے گر جائیگی۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے رعیت کو ظلم سے بچانا سلطنت کی مضبوط بنیاد اور پشت پناہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا معاشرہ و سلطنت اسی پشت پناہ پر پنپ سکتا ہے بصورت دیگر معاشرے کی تباہی خود سلطنت کے قیام کیلئے خطرناک ثابت ہوگی۔ (۵) مزدور، کسان اور ملازمت پیشہ افراد ملک و قوم کی ترقی کے معمار ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ خوشحال ہونگے تو ملکی ترقی کو چار چاند لگ جاتے ہیں اگر یہ طبقہ بدحال ہو تو ملک کی ترقی رک جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین میں انسانی ترقی و خوشحالی کیلئے رزق کے بہت بڑے بڑے خزانے چھپا رکھے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ۔ اسی زمین سے تمہارے لیے پھلوں میں سے رزق نکالا جاتا ہے۔ لہٰذا ہر ملک کی خوشحالی زراعت میں پوشیدہ ہے۔ دور حاضر میں صنعتکاری و کاشتکاری ہی ترقی کا بہترین ذریعہ ہیں اگر ان سے وابستہ لوگ بادشاہوں کے ظلم و زیادتی کا شکار رہیں تو یہ بے ترقی ہوگی کیونکہ کسان و مزدور سے بھلائی ملتی ہے۔ (۶) صنعت و حرفت اور زراعت سے وابستہ مزدور و کسان سے خصوصی رعایات کا معاملہ کرنا چاہیے کیونکہ مروت و الفت کا یہی تقاضا ہے۔ اگر یہ لوگ ذہنی و قلبی مسرت سے مامور ہو کر کام کریں گے تو ہمارا ترقی کی راہیں کھل جائیں گی اس سے ملک کی خودکفالت یقینی ہو جاتی ہے اور یہی لوگ (مزدور و کسان) ملک قوم اور حکمران کے بہی خواہ و معاون اور مددگار ہوتے ہیں اسلئے یہ لوگ حکمران سمیت پوری قوم کے حسن سلوک کے حقدار ہیں ان کے ساتھ معاشی تنگی ضروری آلات و اشیاء کی فراہمی میں غفلت شیرانہ سلوک کی دلیل مرتی ہوگی۔ (۷) عنوان: پند دادن خسرو شیرویہ را شاہ ایران کی شیرویہ کو نصیحت۔ یہاں پر خسرو سے مراد شاہ ایران پرویز ہے اور شیرویہ اس کا ولی عہد ہے۔ پرویز نے اپنے ولی عہد شیرویہ کو جو نصیحت کی تھی مذکورہ عنوان کے تحت اس کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔

marfat.com

شنیدم کہ خسرو بشیرویہ گفت	۱	در آں دم کہ چشمش ز دیدن بخفت	(۱) و: یہ حرف تشبیہ ہے یعنی شیر جیسا۔ شنیدم: میں نے سنا۔ خسرو: بادشاہ۔ شیرویہ: شیر جیسا۔ گفت: اس نے کہا۔ در آں دم: اس دم میں۔ چشمش: اس کی آنکھ۔ دیدن: دیکھنا۔ بخفت: سو گئی یعنی مرنے لگا۔
میں نے سنا کہ خسرو نے شیرویہ سے کہا		اس وقت جبکہ اس کی آنکھ دیکھنے سے سو گئی	
بر آں باش تا ہر چہ نیت کنی	۲	نظر در صلاح رعیت کنی	(۲) بر آں: اس پر۔ باش: ہو تو۔ ہر چہ: جو کچھ۔ کنی: کرے تو۔ صلاح: نیکی بھلائی۔
اس پر قائم رہ کہ تو جس کام کی بھی نیت کرے		رعایا کی بہتری کو مد نظر رکھنا	
مپیچ اے پسر گردن از عقل و رائے	۳	کہ مردم ز دستت نہ پیچند پائے	(۳) مپیچ: مت پھیر۔ پسر: لڑکا۔ عقل: سمجھ۔ رائے: تدبیر و مشورہ۔ مردم: لوگ۔ دستت: تیرے ہاتھ سے۔ جیسے تیرے آگے سے۔ نہ پیچند: نہ پھیریں۔ پا: پاؤں۔
سمجھ اور تدبیر سے منہ نہ موڑنا		تاکہ لوگ تیرے ہاتھ سے قدم نہ ہٹائیں	
گریزد رعیت ز بیداد گر	۴	کند نام زشتش بگیتی سمر	(۴) گریزد: بھاگتی ہے۔ بیداد گر: ظالم۔ کند: کرتی ہے۔ زشت: برا۔ گیتی: اس کا گیتی زمانہ۔ سمر: قصہ کہانی۔
رعایا ظالم سے بھاگتی ہے		اس کا برا نام دنیا میں مشہور کر دیتی ہے	
بسے بر نیاید کہ بنیاد خود	۵	بکند آنکہ بنہاد بنیاد بد	(۵) بسے: بہت۔ بر نیاید: باہر نہیں آتا یعنی نہیں گزرتا۔ خود: اصل خود ہے قافیہ کی رعایت سے خد پڑھتا ہے۔ بکند: کھوڑتا ہے۔ آنکہ: جو شخص کہ۔ بنہاد: اس نے رکھی۔ بد: بری۔
زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ خود اپنی جڑ		اکھاڑتا ہے جو بری بنیاد رکھتا ہے	
خرابی کند شیر و شمشیر زن	۶	نہ چنداں کہ دود دل طفل و زن	(۶) کند: کرتا ہے۔ شیر: شیر۔ شمشیر زن: تلوار چلانے والا۔ چنداں کہ: اتنا کہ۔ دود: دھواں۔ طفل: بچہ۔ زن: عورت۔
شیر اور تلوار چلانے والا خرابی کرتا ہے		لیکن اس قدر جتنا کہ بچے اور عورت کے دل کا دھواں	
چراغے کہ بیوہ زنے بر فروخت	۷	بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت	(۷) چراغے کہ: جو چراغ کہ۔ بیوہ زن: بیوہ عورت۔ بر فروخت: اس نے جلایا۔ بسے: بہت۔ دیدہ باشی: تو نے دیکھا ہو گا۔ شہرے: ایک شہر۔ بسوخت: جلا ڈالا۔
وہ چراغ جو ایک بیوہ جلاتی ہے		تو نے اکثر دیکھا ہو گا کہ پورے شہر کو جلا دیتا ہے	

تشریح: (۱) شاہ ایران پرویز نوشیروان عادل کا پوتا تھا اس نے مرتے وقت اپنے ولی عہد شیرویہ کو نصیحت کی (و) یہ کسی چیز کی تشبیہ کیلئے آتا ہے چنانچہ شیرویہ کا معنی ہے شیر جیسا، شیر جنگل کا بادشاہ ہے اور وہ شجاعت میں بھی ضرب المثل ہے اس لیے ایرانی لوگ اس کی جنگلی شہنشاہیت اور دلیری سے متاثر ہو کر شیر کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں شیر کے حوالے سے مذہب کی بنیاد پر اسلام میں تمام تشبیہات اسی راہ سے آئی ہیں۔ (۲) اقتدار ایک ایسی چیز ہے جس پر پہنچ کر آدمی خود پسندی و خود نمائی کا شکار ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ اپنے ذاتی و سیاسی مفاد کے حصول کی خاطر صاحب اقتدار کی بے جا خوشامد کرتے ہیں اور کچھ لوگ بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے جی حضوری کی روش اختیار کرتے ہیں، لہٰذا یہ ماحول صاحب اقتدار طبقے کو متکبر و خود پسند بنا دیتا ہے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر پرویز نے اپنے ولی عہد کو وصیت کی کہ اپنا ہر کام رعیت کی خوشحالی کے نکتہ کو سامنے رکھ کر کرنا، شاہی ماحول سے متاثر ہو کر خود پسندی پر مبنی من مانے فیصلے مت کرنا۔
(۳) جو شخص صرف اپنی ذات کو عقل کل سمجھ کر خود کو کسی مشورے کا محتاج نہیں سمجھتا وہ احمق ہوتا ہے اور جو شخص مشورہ لیتا ہے لیکن بہر صورت اپنی ہی رائے پر عمل پیرا ہونے پر مصر ہوتا ہے وہ ناقص العقل ہوتا ہے اور جو شخص کسی کی معقول رائے پر عملدر آمد کرتا ہے تو در حقیقت یہی شخص مرد کامل ہوتا ہے کیونکہ دوسروں کی رائے شامل کرنے کی صورت میں اسے تحفظ حاصل ہو جاتا ہے اسی حقیقت پسندانہ نکتے کو پرویز نے اپنے ولی عہد کے سامنے رکھا ہے۔ (۴) شرفا کے نزدیک عزت و نیک نامی گرانقدر سرمایہ ہوتے ہیں، مشاہدات کی روشنی میں بعض لوگ عزت کی خاطر اپنی جانیں تک لٹا دیتے ہیں، عزت و نیک نامی کی بحالی بمشکل ہوتی ہے جبکہ عزت کھو جانے میں بہت جلد بازی کرتی ہے عادل بادشاہ کی عزت و نیک نامی لوگوں کے دلوں میں سمائی ہوتی ہے جبکہ ظالم حکمران آتش رسوائی کی علامت بن جاتا ہے کیونکہ اس کے ظلم سے تنگ آ کر لوگ دوسرے ملک میں ہجرت کر کے اس کی رسوائی کا اشتہار ہوتے ہیں۔ اس شعر میں پرویز کی وصیت میں عزت و نیک نامی کا یہی فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ (۵) ظالم حکمران کی سوچ یہی ہوتی ہے کہ وہ ظلم و جبر کر کے سلطنت کے فرائض منظم کر رہا ہے حالانکہ اس کی یہ سوچ غلط ہوتی ہے کیونکہ وہ ظلم کر کے خود اپنی بنیاد کھوکھلی کر رہا ہوتا ہے حکومت کی اصل بنیاد رعیت ہوتی ہے اور وہ رعیت پر تشدد کر کے خود اپنی بربادی کا سامان کر رہا ہوتا ہے۔ ان پر تشدد واقعات کے ہوتے ہوئے کسی ہمسایہ ملک کے حملہ آور ہونے کی صورت میں عوام اس کا ساتھ دیتی ہے نہ تحفظ، چنانچہ تن تنہا دشمن کے قبضے میں کسمپرسی کی زندگی گزارتا ہے جو کہ اپنی ہی رعیت کے کمزور لوگوں بچوں اور عورتوں کی آہوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ (۶) اللہ تعالیٰ نے وقت کے حکمرانوں کو کمزور اور مظلوم افراد کی حفاظت کرنے کا فطرتاً حکم دیا ہے جو بادشاہ انہی کمزوروں اور مظلوموں پر خود ظلم کرنے لگ جائے یا ٹیکسوں کی صورت میں لوٹ مار شروع کر دے اور صاحب ثروت لوگوں کو مراعات دے تو کمزور و مظلوم یتیم بچوں اور بیواؤں کی آہیں رب ذوالجلال کا عرش ہلاتی رہتی ہیں، چنانچہ مظلوموں کی آہیں بڑی بڑی سلطنتوں کی تباہی کا سبب بنی ہیں۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی امتوں کی ہلاکت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ صاحب ثروت لوگوں کے بڑے بڑے جرائم معاف کر دیتے تھے اور کمزور اور غریب لوگوں کو معمولی سے جرم پر کڑی سے کڑی سزائیں دیتے تھے۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے پرویز کی وصیت کے پردے میں یہی حقیقت بیان کی ہے۔ (۷) چونکہ بیوہ عورت بے سہارا ہوتی ہے۔ اس لیے اس شعر میں بے سہارا لوگوں (مساکین و یتامیٰ وغیرہ) کی بددعاؤں کو بیوہ عورت کے چراغ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی ان کی بددعاؤں کی آگ سے پورا ملک جل جاتا ہے۔

marfat.com

وزاں بہرہ ور تر در آفاق کیست	۱	کہ در ملک رانی بانصاف زیست
اس سے زیادہ نصیبہ ور دنیا میں کون ہے		جو حکومت کرنے میں انصاف کے ساتھ زندہ رہا ہو
چو نوبت رسد زیں جہاں غربتش	۲	ترحم فرستند بر تربتش
جب اس کی اس دنیا سے سفر کی نوبت آتی ہے		تو لوگ اس کی قبر پر رحمتیں بھیجتے ہیں
بد و نیک مردم چو می بگذرند	۳	ہماں بہ کہ نامت بہ نیکی برند
جب نیک اور بد سب ہی مر جاتے ہیں		تو یہی بہتر ہے کہ لوگ تیرا ذکر بھلائی سے کریں
خدا ترس را بر رعیت گمار	۴	کہ معمارِ ملکت پرہیزگار
رعایا پر خدا سے ڈرنے والے کو مقرر کر		اس لیے کہ پرہیزگار شخص ملک کا معمار ہوتا ہے
بد اندیش تست آن و خونخوار خلق	۵	کہ نفع تو جوید در آزارِ خلق
وہ شخص تیرا بدخواہ اور مخلوق کے لیے خونخوار ہے		جو مخلوق کو ستانے میں تیرا نفع کھے
ریاست بدست کسانے خطاست	۶	کہ از دست شاں دستہا بر خداست
حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دینا غلطی ہے		کہ جس کی وجہ سے لوگوں کے ہاتھ خدا کی طرف اٹھیں
نکوکار پرور نہ بیند بدی	۷	چو بد پروری خصم جانِ خودی
نیکوں کی پرورش کرنے والا بدی نہیں دیکھتا ہے		اگر بروں کو پالے گا تو تو خود اپنی جان کا دشمن ہے
مکافات دشمن بمالش مکن	۸	کہ بیخش بر آوردہ باید ز بن
دشمن کو محض اس کے مال سے سزا نہ دے		بلکہ اس کی جڑ کھود ڈالنی چاہیے
مکن صبر بر عامل ظلم دوست	۹	چہ از فربہی بایدش کند پوست
ظلم دوست حاکم پر صبر سے کام نہ لے		بلکہ اس کے موٹاپے سے کھال کھینچ دینی چاہیے

(۱) وزاں: اور اس سے۔ بہرہ ور تر: زیادہ نصیب ور۔ آفاق: جہان۔ کیست: کون ہے۔ ملک رانی: ملک چلانا۔ زیست: جیا۔
(۲) چوں: جب۔ نوبت: باری۔ رسد: پہنچے۔ زیں: اس سے۔ غربتش: اس کو سفر کی۔ ترحم: رحمت کی دعا۔ فرستند: بھیجیں۔
(۳) بد: برا۔ نیک: اچھا۔ مردم: لوگ۔ چو: جب۔ می بگذرند: گزرتے ہیں۔ ہماں: وہی۔ بہ: بہتر۔ نامت: تیرا نام۔ برند: لے جاویں۔ (۴) خدا ترس: خدا سے ڈرنے والا۔ بر: پر۔ رعیت: رعایا۔ گمار: مقرر کر۔ معمار: تعمیر کرنے والا۔ است: ہے۔ پرہیزگار: برائی سے پرہیز کرنے والا۔
(۵) بد اندیش: برا سوچنے والا۔ تست: تو ہے۔ آں: وہ۔ خونخوار: خون پینے والا۔ خلق: مخلوق۔ جوید: ڈھونڈھے۔ آزار: تکلیف۔
(۶) ریاست: حکومت۔ دست: ہاتھ۔ کسانے: انکا کہ اس کے ساتھ لگ کر اسم موصول ہے یعنی جو لوگ کہ۔ دست شاں: ان کے ہاتھ۔ دستہا: جمع۔ بر خدا: خدا پر یعنی خدا کے آگے۔ ست: ہے۔ (۷) نکوکار: نیک کام کرنیوالا۔ پرور: اسکے ساتھ لگ کر اسم فاعل یعنی نیکوکار کو پالنے والا۔ نہ بیند: نہیں دیکھتا۔ پروری: تو پالے۔ خصم: دشمن۔ خودی: خود ہی یعنی تو خود ہے۔
(۸) مکافات: بدلہ دینا یعنی سزا۔ بمالش: اس کے مال سے یعنی مال چھین کر۔ مکن: مت کر۔ بیخش: اس کی جڑ۔ بر آوردہ: نکالی ہوئی۔ باید: چاہیے۔ ز بن: جڑ سے یعنی نیچے سے۔ (۹) مکن: مت کر۔ عامل: حاکم۔ ظلم دوست: ظلم کو دوست رکھنے والا۔ چہ: کیونکہ۔ فربہی: موٹاپا۔ باید کند پوست: کھال کھینچنی چاہیے۔ ش: اس کی۔

تشریح: (۱) اس شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ عادل بادشاہ کی خوش نصیبی میں کوئی شک و شبہ نہیں کیونکہ عدل اللہ تعالیٰ کی صفت ہے دنیا میں جسے یہ صفت حاصل ہو گئی تو وہ قوم جسے منصف مزاج بادشاہ کا سایہ مل جائے وہ خوش قسمت ہوتی ہے۔ خود عادل بادشاہ کیسا خوش بخت ہوگا صفت عدل کے حوالے سے دونوں (بادشاہ و رعیت) سکون و راحت سے زندگی بسر کرتے ہیں یہی انکی خوش بختی ہے۔ (۲) دعا کیلئے مخصوص الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ راحت و سکون کے وقت جو اندرونی جذبات مچلتے ہیں وہی دعا ہے چنانچہ عادل بادشاہ کے مرنے کے بعد بھی لوگ اس کیلئے رحمت اور بخشش کی دعا کرتے ہیں کیونکہ اس نے انصاف کے ذریعے ملک و قوم کو اطمینان کی زندگی بسر کرنے کے مواقع فراہم کیے ہوتے ہیں ایسے لوگوں کیلئے لوگوں سے از خود دعا نکلتی ہے۔
(۳) یہ آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی۔ انسان جب ایک بار پیدا ہو جاتا ہے تو پھر کبھی فنا نہیں۔ البتہ ایک جہان سے دوسرے جہان کی طرف منتقل ہوتا ہے قرآن مجید میں ہے۔ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ترجمہ: پھر تمہیں موت دے گا پھر تم زندہ کیے جاؤ گے۔ جب یہ بات یقینی ہے کہ دنیا میں موت کا ذائقہ چکھنا ہے لہٰذا دنیوی زندگی اس انداز میں بسر کی جائے جو کہ نیک نامی کا باعث ہو۔ (۴) تخت شاہی پر ایسے شخص کو بٹھانا چاہیے جو عالم ہو خائن نہ ہو۔ اگر جاہل ہوگا تو اسے معلوم نہ ہوگا کہ ملک و قوم کا خزانہ کہاں سے حاصل کرتا ہے اور کہاں خرچ کرتا ہے اگر خائن ہوگا تو قوم کا خزانہ ذاتی عیاشیوں پر بے جا خرچ کریگا اور پوری قوم خود اپنے ہی خزانے سے محروم ہو جائے گی۔ (۵) جو حکمران شاہی خزانہ پُر کرنے کیلئے عوام پر بھاری ٹیکس لاگو کرتا ہے۔ وہ نا سمجھ دوست ہے۔ ملک و قوم کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس سے نہ صرف قوم ذہنی طور پر مفلوج ہو جاتی ہے بلکہ بددلی کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ معاشی بدحالی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ (۶) ایسے حکمران جو مخلوق کو مختلف طریقوں سے پریشان کرتے رہتے ہیں وہ درحقیقت حکمرانی کے اہل نہیں ہوتے کیونکہ حکمرانی کی اہلیت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اَلشَّفَقَةُ عَلٰى خَلْقِ اللهِ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرے۔ اس شعر میں حکمرانی کا معیار بیان کیا گیا ہے۔ (۷) شریف لوگوں کا وطیرہ ہوتا ہے کہ وہ محسن کے احسان کو فراموش نہیں کرتے ہمیشہ اسکے گیت گاتے ہیں اور بدقماشوں کا اصول ہے کہ وہ اپنے محسن کو ہی مات دیتے ہیں اس لیے بادشاہ کو چاہیے کہ وہ شرفاء کی فلاح و بہبود کا خصوصی خیال رکھے۔ بدکاروں پر عنایات و نوازشات کا نتیجہ ہلاکت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ یہ لوگ ہمیشہ احسان فراموش ہوتے ہیں۔ (۸) دشمن کیسا ہی ہو بہرحال دشمن دشمن ہی ہوتا ہے چنانچہ دشمن کو کسی بھی صورت معاف نہیں کرنا چاہیے بھاری جرمانہ وصول کرکے بھی اسے نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ ملک و قوم کی بھلائی اسی میں ہے کہ دشمن کی جڑیں اکھیڑ دی جائیں تاکہ وہ آئندہ نقصان پہنچانے کے قابل نہ رہے۔ (۹) اگر ایسے حکمران کو معاف کر دیا جائے تو ظلم کی مزید ترغیب ملتی ہے کیونکہ اس سے ظالم کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے وہ پہلے سے بھی زیادہ ظالم ہو جاتا ہے لہٰذا درگزر کرنے کی بجائے ظالم کو ... کھال کھینچ لی جائے ایسی کڑی سزا دینی چاہیے کہ وہ عبرت کا نشان بن جائے

سر گرگ باید ہم اول برید	١	**نہ چوں گوسفنداں مردم درید**
بھیڑیئے کا سر پہلے ہی کاٹ ڈالنا چاہیئے		نہ کہ جب وہ لوگوں کی بکریاں پھاڑ ڈالے

حکایت

قصہ

چہ خوش گفت بازارگان اسیر	٣	**چو گردش گرفتند دزداں بہ تیر**
ایک تاجر قیدی نے کیا خوب کہا		کہ جب چوروں نے اس کو تیروں سے گھیر لیا
چو مردانگی آید از رہزناں	٤	**چہ مرداں لشکر چہ خیل زناں**
جب ڈاکو بہادری کرنے لگیں		تو پھر لشکر کے بہادر اور عورتوں کی جماعت یکساں ہیں
شہنشہ کہ بازارگاں را بخست	٥	**در خیر بر شہر و لشکر ببست**
جس بادشاہ نے تاجروں کو ستایا		اس نے شہر اور لشکر پر بھلائی کا دروازہ بند کر دیا
کے آنجا دگر ہوشمنداں روند	٦	**چو آوازۂ رسم بد بشنوند**
عقل مند لوگ پھر اس جگہ کب جاتے ہیں		جب برے رواج کی شہرت سن لیں
نکو بایدت نام و نیکی قبول	٧	**نکو دار بازارگان و رسول**
اگر تجھے نیک نامی اور پسندیدہ نیکی چاہیئے		تو تاجروں اور قاصدوں سے بہتر معاملہ کر
بزرگاں مسافر بجاں پرورند	٨	**کہ نام نکوئی بعالم برند**
بڑے لوگ مسافروں کو جان کے برابر رکھتے ہیں		کیونکہ وہ نیک نامی عالم میں پھیلاتے ہیں

(١) گرگ: بھیڑیا۔ باید: چاہیئے۔ ہم: بھی۔ اوّل: پہلے۔ بایدبرید: کاٹنا چاہیئے۔ نہ: نہیں۔ چوں: جب۔ گوسفنداں: بکریاں۔ مردم: لوگ۔ درید: پھاڑ دے۔
(٢) حکایت: قصہ، کہانی۔
(٣) چہ: کیا۔ خوش: اچھا۔ بازارگاں: سوداگر، یہ صیغہ واحد کا ہے۔ اسیر: قیدی۔ چو: جب۔ گردش: اس کے گرد۔ گرفتند: پکڑ لیا انہوں نے۔ دزداں: جمع چور۔
(٤) چو: جب۔ مردانگی: بہادری۔ آید: آوے۔ رہزناں: جمع ڈاکو۔ چہ: کیا۔ مرداں: جمع مرد۔ خیل: جماعت۔ زناں: جمع عورتیں۔
(٥) بازارگاں: سوداگر۔ بخست: زخمی کیا، مراد ستایا۔ در: دروازہ۔ ببست: بند کیا اس نے۔
(٦) کے: کب۔ آنجا: اس جگہ۔ دگر: پھر۔ ہوشمنداں: سمجھدار۔ روند: جاویں وہ۔ چو: جب۔ آوازہ: شہرت۔ رسم: قانون۔ بد: برا۔ بشنوند: سنیں وہ۔
(٧) نکو: اچھا۔ بایدت: تجھ کو چاہیئے۔ نام: یہ صفت نکو کا موصوف ہے یعنی نیک نام۔ قبول: پسندیدہ اور مقبول۔ نکودار: اچھی طرح رکھو۔ بازارگاں: تاجر۔ رسول: قاصد۔
(٨) بزرگاں: جمع بزرگ۔ بجاں: جان کے ساتھ۔ پرورند: پالتے ہیں۔ نکوئی: اچھائی۔ بعالم: جہان میں۔ برند: لیجاتے ہیں۔

تشریح: (١) بھیڑیئے کی فطرت ہے کہ وہ بکریوں کو چیر پھاڑ ڈالے عقلمندی اسی میں ہے کہ بھیڑیئے کو موقع دیئے بغیر پہلے سے ہی ختم کر دینا چاہیئے تاکہ نقصان سے بچ سکیں اس شعر میں اذیت پسند ظالم حکام و افسران کو بھیڑیئے سے تشبیہ دی گئی ہے اور رعایا کو بکریوں سے مقصد یہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیئے کہ وہ تمام بھیڑیا صفت افسران بالا کو ملیا میٹ کر دے۔ (٢) عنوان حکایت، کہانی بوستان میں شیخ سعدیؒ نے اپنی بات سمجھانے کیلئے مختلف انداز اختیار کیئے ہیں یعنی پند و نصائح اور حکایات وغیرہ چنانچہ اس حکایت کے ذریعے شیخ سعدیؒ نے سیاحوں، سوداگروں اور مسافروں سے حسن سلوک کا پیغام دیا ہے تاکہ یہ لوگ اپنے وطن جا کر بادشاہ کیلئے نیک نامی کا باعث بنیں (٣) قدیم زمانے میں بے جان سواریاں (ہوائی جہاز، ٹرین اور بس وغیرہ) نہیں ہوا کرتی تھیں اسلئے لوگ پیدل یا اونٹوں یا گدھوں پر سواری کیا کرتے تھے دوران سفر ویران مقامات اور جنگل وغیرہ بھی آجاتے تھے اسی طرح کسی جنگل میں ایک بار سوداگر چوروں کے نرغے میں آ گیا جب چور اس کے قافلے پر تیر برسا رہے تھے تو اس وقت سوداگر نے بڑی عجیب بات کہی (٤) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کیونکہ پہلے شعر میں چوروں کے نرغے میں سوداگر کی جس بات کا اشارہ کیا تھا وہ اس میں بیان کی گئی ہے یعنی سوداگر نے کہا کہ ڈاکوؤں میں اس وقت تک جرأت پیدا نہیں ہوتی جب تک ملک کی انتظامیہ کمزور نہ ہو جائے کمزور پولیس اور عورتوں کی بزدلی میں کوئی فرق نہیں (٥) چونکہ سوداگر اور تاجر ضروریات زندگی کی نقل و حرکت کا باعث ہوتے ہیں لہذا جو بادشاہ سوداگروں کا تحفظ نہیں کر پایا انہیں ضروری سہولتیں بہم نہیں پہنچا تا وہ بادشاہ ملک و قوم کیلئے ضروریات زندگی کا دروازہ بند کرتا ہے اس لیئے ہر ملک کے بادشاہ کو چاہیئے کہ وہ تجارتی پالیسیوں کو بہتر بنانے کیلئے تجارت کو آزاد کر دے (٦) کہانی کے تسلسل کی بنا پر ہر شعر پہلے شعر سے مربوط ہے چنانچہ اس شعر کا بھی پہلے شعر سے ربط ہے جب تاجر پیشہ لوگ نہ صرف اعلیٰ کی ضروری سہولتوں سے محروم ہونگے اور ملکی انتظامیہ کی کمزوری یا غفلت کی وجہ سے ڈاکوؤں کی لوٹ مار سے محفوظ نہ ہونگے تو ایسی صورت میں کوئی غیر ملکی سوداگر ایسے ملک کی طرف رخ نہ کریگا اور کوئی دوسرا ملک اس ملک کے تاجر کو تحفظ نہ دیگا جب یہ صورتحال ہوگی تو قوم پر ضروریات زندگی از خود منقطع ہو جائیں گی یوں افلاس و قحط کا دور دورہ ہوگا چنانچہ یہ شعر ملکوں کے افلاس و قحط سے نجات کا ضامن ہے (٧) چونکہ تجارت پیشہ لوگ ملکوں ملک کی خاک چھانتے ہیں اس لیئے حکمرانوں کو چاہیئے کہ وہ ان سے بہتر سلوک کریں تاکہ ہر ملک میں انکی نیک نامی کا شہرہ ہو کیونکہ یہ تجارت و ثقافت کے نمائندے اور امین سفیر ہوتے ہیں اس شعر میں حکمرانوں کو اسی بات کی ترغیب دی گئی ہے (٨) مسافر کوئی بھی ہو وہ دوسرے ملک میں تنہا و بے سہارا ہوتے ہیں جبکہ اپنے ملک کی ثقافتی نمائندگی کرنے والے ہوتے ہیں اس لیئے بزرگوں کا شیوہ رہا ہے کہ وہ نہ صرف مسافروں کی حفاظت کرتے تھے بلکہ ان کی خدمت و پرورش بھی کرتے تھے تاکہ وہ ان کی خدمت و حفاظت اور اچھے سلوک سے متاثر ہو کر اپنے وطن میں نیک نامی کا سبب بنیں۔ یہ شعر بھی بزرگوں کا شیوہ اپنانے کا پیغام دے رہا ہے۔

marfat.com

تباہ گردد آں مملکت عنقریب	۱	کزو خاطر آزردہ آید غریب
وہ سلطنت عنقریب تباہ ہو جائے گی		جہاں سے مسافر رنجیدہ لوٹے
غریب آشنا باش و سیاح دوست	۲	کہ سیاح جلاب نام نکوست
پردیسی کیلئے آشنا بن اور سیاح کو دوست رکھ		کیونکہ سیاح نیک نامی کو پھیلانے والا ہے
نکو دار ضیف و مسافر عزیز	۳	وز آسیب شاں پر حذر باش نیز
مہمان کو بہتر طریقے پر رکھ اور مسافر کو عزیز سمجھ		لیکن ان کی تکلیف رسانی سے چوکنا رہ
ز بیگانہ پرہیز کردن نکوست	۴	کہ دشمن تواں بود در زی دوست
اجنبی سے بچنا ہی مناسب ہے		اسلئے کہ دوست کے لباس میں کوئی دشمن بھی ہو سکتا ہے
قدیماں خود را بیفزای قدر	۵	کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر
اپنے پرانوں کا مرتبہ بڑھا		کیونکہ پالے ہوئے سے دغا سرزد نہ ہوگی
چو خدمت گزاریت گردد کہن	۶	حق سالہایش فرامش مکن
جب تیرا خدمت گزار پرانا ہو جائے		اس کے سالہا سال کا حق فراموش نہ کر
گر او را ہرم دست خدمت ببست	۷	ترا بر کرم ہمچناں دست ہست
اگر بڑھاپے نے اسکی خدمت کا ہاتھ باندھ دیا ہے		تجھے تو کرم کرنے پر اسی طرح قدرت ہے

حکایت

قصہ

شنیدم کہ شاہ پور دم در کشید		چو خسرو براسمش قلم در کشید
میں نے سنا ہے شاہ پور خاموش ہو گیا		جب خسرو نے اس کے نام پر قلم کھینچ دیا

(۱) گردد: ہو وے گا۔ آں: وہ۔ مملکت: حکومت۔ عنقریب: جلدی۔ کزو: اصل کہ از او اس سے۔ خاطر آزردہ: پریشان دل والا۔ آید: آوے۔ غریب: مسافر۔
(۲) غریب آشنا: مسافر کو پہچاننے والا۔ باش: ہو وے۔ سیاح دوست: سیاح کو دوست رکھنے والا۔ جلاب: کھینچنے والا۔ نام نکو: نیکنامی۔ ست: ہے۔ (۳) نکو دار: ٹھیک رکھ۔ ضیف: مہمان۔ عزیز: باعزت۔ آسیب: نقصان۔ شاں: وہ جمع۔ پر حذر: پرہیز کرنیوالا۔ باش: ہو جا۔ نیز: بھی۔ (۴) کردن: کرنا۔ نکوست: اچھا ہے۔ تواں بود: ہو سکتا ہے۔ در: میں۔ زی: لباس۔
(۵) قدیماں: جمع پرانے۔ بیفزای: بڑھا۔ قدر: مرتبہ۔ نیاید: نہیں آتا۔ پروردہ: پالا ہوا۔ غدر: بیوفائی۔
(۶) چو: جب۔ خدمت گزار: خدمت کرنے والا۔ تی ضمیر کی یعنی تیرا۔ گردد: ہو جائے۔ کہن: پرانا۔ بوڑھا۔ سالہا: جمع سال۔ فرامش: فراموش بھولنا۔ مکن: مت کر۔
(۷) او را: اس کو۔ ہرم: بڑھاپا۔ دست: ہاتھ۔ ببست: باندھ دیا۔ ترا: تجھ کو۔ بر: پر۔ کرم: بخشش۔ ہمچناں: ویسے ہی۔ ہست: ہے۔
(۸) حکایت: قصہ کہانی۔
(۹) شنیدم: میں نے سنا۔ شاہ پور: خسرو پرویز کا اہلکار۔ دم در کشید: اندر کھینچا یعنی افسردہ گم صم ہو گیا۔ چو: جب۔ بر: پر۔ اسمش: اسکا نام۔ قلم در کشید: قلم کھینچ دی نام کاٹ دیا۔

تشریح: (۱) مسافر پردیس میں بے سہارا ہوتا ہے جبکہ بے سہارا کو آسرا دینا ہر اچھی خصلت کے حامل شخص کا شیوہ ہوتا ہے اور اچھے اطوار و عادات ملک کی آبادی کا سبب بنتے ہیں جس ملک میں مسافروں کی لوٹ مار کی جائے انہیں تکلیف دی جائے وہ ملک تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ (۲) جو شخص پردیسی کی شناسائی کرتا ہے اور سیاح کو دوست رکھتا ہے وہ شہرت کے اوج ثریا کو چھو لیتا ہے کیونکہ پردیسی شہرت و نیک نامی کا چلتا پھرتا اشتہار ہوتے ہیں مشاہدہ گواہ ہے کہ مسافروں کا خدمتگار خود پردیس کو اپنے وطن جیسا محسوس کرتا ہے۔ (۳) مہمانوں کی خدمت گزاری اور مسافروں سے محبت رکھنا بھی اچھی عادت ہے اس شعر میں اسی بہتر خصلت کو اپنانے کی تلقین کے ساتھ ساتھ خصوصی احتیاط کی بھی ضرورت ہے کیونکہ یہ لوگ انجان ہوتے ہیں بسا اوقات نقصان پہنچانے کا باعث بھی ہو سکتے ہیں۔ (۴) انجان لوگوں سے دور رہنا عقلمندی ہے اس لیے یہ بھی ممکن ہے کہ دشمن مہمان کے روپ میں نقصان پہنچا سکتے ہیں کیونکہ دشمن یہ نہیں دیکھتا کہ میزبان نے بحیثیت مہمان کے میری کیا خدمت کی ہے بلکہ وہ اپنی دشمنی کو پالنے کے لیے نقصان پہنچانے کی غرض سے موقع کی تلاش میں رہتا ہے اس لیے ہر بیگانہ مہمان یا مسافر نہیں ہوتا بلکہ اس بیگانگی کے پیچھے دشمن بھی چھپا ہوا ہوتا ہے اس لیے دشمن سے بھی ہوشیار رہنا چاہیے۔ (۵) بعض گھرانے ایسے دیکھنے میں آئے ہیں کہ وہاں پشت در پشت نوکر چلے آتے ہیں یہ حضرات پشتی یا خاندانی نوکر اپنے مالک اور اس کے گھرانے کے دوسرے افراد سے بدل و جان محبت کرتے ہیں اس لیے ہر مالک کو چاہیے کہ وہ اس نوعیت کے پرانے ملازموں کو نہ صرف اپنے اعتماد میں لے بلکہ عزت و توقیر کے موقع پر ان کی دلجوئی کے ساتھ ساتھ آنے والے وقت میں ان سے ہر قسم کا مالی و اخلاقی تعاون بھی کرتا رہے تاکہ وہ خوشدلی کے ساتھ خدمات سر انجام دیں۔ (۶) اگر کوئی پرانا خدمتگار بڑھاپے سے پیدا ہونے والی کمزوری کے باعث خدمتگاری سے قاصر ہے تو اس کی جوانی سے بڑھاپے تک کی سالہا سال کی خدمت کو فراموشی کے خانے میں نہیں ڈالنا چاہیے بلکہ اس کی دلداری و دلجوئی کا سامان کرنا چاہیے۔ (۷) اگر بوڑھا ملازم بڑھاپے کی وجہ سے خدمتگاری کے فرائض سر انجام نہیں دے سکتا تو اسے بیکار لاش سمجھ کر بے دردی کے اندھیروں میں نہیں دھکیلنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت میں سے بطور وظیفہ رقم مقرر کر کے اس کی بقیہ زندگی کا سہارا بننا چاہیے جو شخص اپنے بوڑھے ملازموں سے یہ سلوک کرتا ہے وہ نیک سیرت ہے۔ (۸) عنوان حکایت بمعنی کہانی اس کہانی میں ایسا ہی ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جس میں شاہ ایران پرویز نے بڑھاپے کی حالت میں اپنے ایک ملازم کو معزول کر دیا تھا۔ (۹) چونکہ شاہ ایران خسرو پرویز کا عہد حکمرانی شیخ سعدیؒ کے دور سے پہلے کا ہے اسلئے شیخ سعدیؒ اس حکایت کو اپنی شنیدہ یعنی سنی ہوئی بات کے حوالے سے بیان کر رہے ہیں شاہ ایران خسرو پرویز نے بڑھاپے میں جس ملازم کو اپنی ملازمت سے معزول کیا تھا اس کا نام شاہ پور تھا جس وقت پرویز نے شاہ پور کو نوکری سے فارغ کیا تو وہ صدمے کی وجہ سے دم بخود ہو گیا

marfat.com

چو شد حالش از بینوائی تباہ جب مفلسی کی وجہ سے اس کا حال تباہ ہوا	۱	بنشت این حکایت بنزدیک شاہ تو یہ حکایت شاہ کو لکھ بھیجی
کہ اے شاہ آفاق گستر بعدل اے ملک میں انصاف رکھنے والے بادشاہ	۲	اگر من نماندم تو مانی بفضل اگر میں کسی قابل نہ رہا تو تو بزرگی کے ساتھ سلامت رہ
چو بذل تو کردم جوانیٔ خویش میں نے اپنی جوانی تیرے کام پر خرچ کی	۳	بہنگام پیری مرانم زپیش بڑھاپے میں مجھے اپنی پیشی سے نہ ہٹا
غریبے کہ پُر فتنہ باشد سرش وہ غیر ملکی جس کا دماغ فتنہ سے پُر ہو	۴	میازار و بیروں کن از کشورش اس کو نہ ستا اور اس کو ملک سے بدر کر دے
تو گر خشم بر وئے نرانی رواست اگر تو اس پر غصہ نہ کرے تو مناسب ہے	۵	کہ خود خوئے بد دشمنش در قفاست اسلئے کہ اسکی بری عادت خود اسکا دشمن اسکے پیچھے لگا ہے
وگر پارسی باشدش زاد بوم اگر اس کی وطنیت پارسی ہو	۶	بصنعاش مفرست سقلاب و روم صنعا اور سقلاب و روم میں اسکو نہ بھیج
ہم آنجا امانش مدہ تا بچاشت تھوڑی دیر کیلئے بھی اس کو وہاں پناہ نہ دینے دے	۷	نشاید بلا بر دگر کس گماشت دوسروں پر مصیبت ڈالنا مناسب نہیں ہے
کہ گویند برگشتہ باد آں زمیں اسلئے کہ وہ لوگ یہی کہیں گے کہ خدا کرے وہ	۸	کزو مردم آیند بیروں چنیں سرزمین برباد ہو جہاں سے ایسے لوگ نکل کر آتے ہیں

(۱) شد: ہوا۔ حالش: اس کا حال۔ بینوائی: بے سروسامانی۔ تباہ: خراب۔ بنشت: اس نے لکھا۔ این: یہ۔ بنزدیک: پاس۔ شاہ: بادشاہ۔ (۲) آفاق: جمع افق کنارہ مراد جہاں۔ گستر بعدل: جس میں عدل گستر ہے انصاف پھیلانے والا اور اس کی ب آفاق پر بمعنی "میں" ہے۔ نماندم: نہ رہا میں۔ مانی: تو رہے۔ بفضل: فضل سے۔ (۳) چو: جب۔ بذل: خرچ کرنا۔ خویش: اپنی۔ بہنگام: وقت۔ پیری: بڑھاپا۔ مرانم: مت ہنکا مجھ کو۔ پیش: سامنے۔ (۴) غریب: مسافر، تے وحدت کی۔ پُر فتنہ: فتنے بھرا ہوا۔ میازار: مت ستا۔ بیروں کن: باہر کر۔ کشورش: اپنا ملک۔ (۵) خشم: غصہ۔ بر وئے: اس پر۔ نرانی: نہ چلائے تو۔ رواست: جائز ہے۔ خوئے: عادت۔ بد: برا۔ قفا: پیچھے۔ ست: ہے۔ (۶) پارسی: فارسی باشندہ ہووے۔ ش: اس کا۔ زاد بوم: جائے پیدائش مراد وطن اصل۔ صنعا: یمن کا دار الحکومت۔ ش: اس کو۔ مفرست: مت بھیج۔ سقلاب: ترکی کا ایک شہر یا علاقہ۔ (۷) ہم: بھی۔ آنجا: اس جگہ۔ امانش: اس کو امان۔ مدہ: مت دے۔ تا: تک۔ چاشت: دس بجے صبح کا ناشتہ۔ بلا: مصیبت۔ دگر: دوسرا۔ کس: شخص۔ گماشت: نشاید کے ساتھ لگ کر مصدر ہے، مقرر کرنا چاہیے۔ (۸) گویند: کہیں۔ برگشتہ: پھرا ہوا آباد ہونے سے یعنی برباد ہو۔ آں: وہ۔ کزو: کہ اس سے۔ مردم: لوگ۔ آیند: آتے ہیں۔ بیروں: باہر۔ چنیں: ایسے۔

تشریح: (۱) ملازمت پیشہ لوگ عموماً مال و دولت کی کمی کی وجہ سے بے سروسامان ہوتے ہیں جب تک ملازمت برقرار رہتی ہے تب تک ذریعہ آمدنی ہونے کی وجہ سے گزر اوقات اچھی ہوتی ہے اور ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد جسمانی ضعف کی وجہ سے ذرائع آمدنی سے محرومیت کی بنا پر حالات ابتر ہو جاتے ہیں، چونکہ شاہ پور بھی ملازم تھا چنانچہ ملازمت سے فراغت کے بعد اس کی حالت بھی ابتر ہو گئی۔ (۲) شاہ ایران پرویز بادشاہ تھا اگر شاہ پور ملازمت کے بعد تباہ حال ہو گیا تو کیا ہوا پرویز کی بادشاہت تو سلامت تھی چنانچہ شاہ پور نے اپنی بدحالی اور پرویز کی ثروت دیکھ کر بادشاہ کو اپنی تباہ حالی کی داستان لکھ کر بھیج دی تاکہ پرویز اس کے حال پر رحم کر کے کچھ مدد کرے۔ یہ شعر شاہ پرویز اور شاہ پور کے حالات کا موازنہ پیش کرتا ہے۔ (۳) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے شاہ پور کی ابتر حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی گزارشات کو پیش کیا ہے کہ جوانی کے ایام بادشاہ کی خدمت گزاری میں لگا دیئے، جب تک بادشاہ کی خدمت کے قابل تھا تو اس وقت تک مجھے دربار میں حاضری کے ساتھ ساتھ خدمت کی اُجرت بھی ملتی تھی جس سے میں اپنا پیٹ پالتا تھا جب بڑھاپا آیا تو مجھے جوانی کے ایام کا صلہ بھی ملنا چاہیے۔ (۴) بادشاہوں کا شیوہ تو یہ ہونا چاہیے کہ وہ کسی ایسے سیاح یا پردیسی شخص جو سازشی ذہنیت کی وجہ سے بادشاہ کی ایذا رسانی کا باعث بنتا ہے تو بادشاہ اسے قتل کرنے یا قید کرنے کی بجائے اپنے ملک سے نکال دیں جبکہ میں تو سازشی یا فتنہ انگیز نہیں تھا بلکہ بادشاہ کا خدمتگار تھا۔ بڑھاپے کی حالت میں ملازمت سے ہٹانا ایسا ہی ہے جیسے کسی فتنہ انگیز غیر ملکی کو قتل کرنا یا قید کرنا ہو جو کہ بادشاہ کی شایانِ شان نہیں چنانچہ بادشاہ کو بوڑھے ملازموں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔ (۵) کوئی بھی شر انگیز اپنی بد فطرتی اور خبث باطن کی وجہ سے اپنی سزا خود ہی پالے گا جبکہ قتل یا قید کی سزا سے بادشاہ کی نیک نامی کو چار چاند لگ جائیں گے اسی طرح کسی بیکار بوڑھے ملازم سے خدمت نہ لیکر اس کی خاطر تواضع کرنے سے بادشاہ کی نیک نامی دن دگنی رات چوگنی ترقی کے مراحل طے کر سکتی ہے کیونکہ شاہوں کی اصل شان یہی ہے۔ (۶) بڑے لوگ دریغ نہیں کرتے وہ کسی خاکسار کو بیکار کرنا یا کسی کی خاطر مدارات کرنا گوارا نہیں کرتے کیفیت ان کے نزدیک ایذا رسانی کا باعث ہوتی ہے شاہ پور نے بڑے لوگوں کی ایسی تعلیمات کو پیش نظر رکھا ہے کہ اگر کوئی فتنہ پرور خود اپنے ملک کا ہو تو اسے ترک کے شہر سقلاب یا روم نہیں بھیجنا چاہیے بلکہ اپنے ملک میں اس کا بندوبست کرنا چاہیے۔ شاہ پور چونکہ درباری تھا اسلئے اس نے وطن فارس کے ساتھ پرویز کے دربار کو تشبیہ دی ہے جبکہ ملازمت سے اخراج کو سقلاب، صنعا اور روم سے تشبیہ دی ہے یعنی شاہ پور اگر کام کاج نہ کر سکے کی وجہ سے پرویز کی ایذا رسانی کا باعث بنتا ہے تو بھی اسے اپنے دربار سے نہیں نکالنا چاہیے۔ (۷) اپنے ہی ملک کا ایذا رساں شخص کو اتنی مہلت نہیں دینی چاہیے کہ وہ صبح ہوتے ہی کسی دوسرے ملک میں جا کر فتنہ انگیزی کرے بلکہ اپنے ملک کے باشندے کو اپنی ہی مملکت میں رکھنا چاہیے اس شعر میں بھی شاہ پور نے ایک مثال کے ذریعے بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ دربار شاہی میں بے دال شخص ملازم ہی کیوں نہ ہو وہ شاہی تعیشات سے متاثر ضرور ہوتا ہے اگر وہ شاہی دربار سے خارج ہو کر بیکاری میں زندگی بسر کریگا تو شاہی اثرات اسے چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے اس لیے وہ لوٹ مار یا اسی نوعیت کی دوسری کارروائیوں میں مبتلا ہو کر اہل وطن کیلئے وبال جان بنے گا اس لیے بہتر یہی ہے کہ بیکار ہونے کے باوجود بھی اسے شاہی دربار میں ہی رکھا جائے۔ (۸) اس شعر میں انجام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جس طرح ایران کا بد خو شخص دوسرے ملک میں جا کر ان کیلئے سخت ہی مصیبتیں کھڑی کریگا تو وہ لوگ ملک ایران کی بربادی کیلئے بد دعا کریں گے جو کہ ان پر مصائب کا سبب اسی ملک ایران کا باشندہ بنا بالکل اسی طرح دربار شاہی سے نکالا ہوا شخص عوام کیلئے فتنہ انگیزی کا سامان بنے گا ہر جگہ خود شاہی یا عوام کی بددعاؤں کی زد میں آ جائیگا چنانچہ یہ بدشگونی اچھی نہیں۔

۱	عمل گر دہی مرد منعم شناس اگر کوئی کام سپرد کرے تو مالدار کو تلاش کر	کہ مفلس ندارد ز سلطان ہراس اسلئے کہ مفلس کو بادشاہ کا کوئی خوف نہیں ہوتا ہے
۲	چو مفلس فرو برد گردن بدوش جب مفلس کوئی خطا کر بیٹھے	ازو بر نیاید دگر جز خروش تو اس سے آہ و زاری کے علاوہ کچھ وصول نہ ہوگا
۳	چو مشرف دو دست از امانت بداشت جب دیوان امانت سے دستبردار ہو جائے	بباید بر دے ناظرے بر گماشت تو اس پر ایک ناظر مقرر کر دینا چاہیے
۴	ور او نیز در ساخت با خاطرش اگر وہ بھی اس کی طبیعت سے ساز باز کرے	ز مشرف عمل برکن و ناظرش تو دیوان اور ناظر دونوں سے کام لے لے
۵	خدا ترس باید امانت گزار امانت دار خدا سے ڈرنے والا مقرر کرنا چاہیے	امیں کز تو ترسد امینش مدار جو صرف تجھ سے ڈرے اس کو امین نہ بنا
۶	بیفشاں و بشمار عاقل نشیں چھان بین کر لے اور شمار کر اور سمجھدار بن کر بیٹھ	کہ از صد یکے را نہ بینی امیں اسلئے کہ سو میں سے ایک بھی تجھے امانتدار نظر نہ آئیگا
۷	دو ہم جنس دیرینہ را ہم قلم دو پرانے ہم قوم اور ہم پیشہ کو	نباید فرستاد یک جا بہم ایک جگہ اکٹھا کام کے لیے نہ بھیجنا چاہیے
۸	چہ دانی کہ ہمدست گردند و یار تجھے کیا معلوم کہ وہ شریک اور دوست ہو جائیں	یکے دزد باشد یکے پردہ دار ایک چور ہو جائے اور دوسرا چھپانے والا

(۱) عمل: کام، ذمہ داری۔ گر دہی: دیوے تو۔ منعم: مالدار۔ شناس: پہچان۔ مفلس: غریب۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ ہراس: خوف۔ (۲) چو: جب۔ مفلس: غریب۔ فرو برد: نیچے لے گیا۔ بدوش: کندھوں میں۔ ازو: اس سے۔ بر: اوپر۔ نیاید: نہیں آوے گی۔ جز: سوائے۔ دگر: اور۔ خروش: چیخ۔ (۳) مشرف: میر منشی۔ دست: ہاتھ۔ بداشت: یعنی برداشت اٹھالیا۔ بباید: چاہیے۔ بر دے: اس پر۔ ناظرے: کوئی نگران ے وحدت یا عظمت کی ہے۔ بر: زائد۔ گماشت: مقرر کیا۔ یہ باید کے ساتھ مل کر مصدر ہے یعنی مقرر کرنا۔ (۴) ور او: اور اگر وہ۔ نیز: بھی۔ در ساخت: موافقت کر لی۔ با خاطرش: اس کے دل کے ساتھ۔ مشرف: ہیڈ کلرک۔ عمل: ذمہ داری۔ برکن: باہر کر یعنی چھین لے۔ ناظرش: اس کا نگران۔ (۵) خدا ترس: خدا سے ڈرنے والا۔ باید: چاہیے۔ امانت گزار: امانتدار محافظ۔ امیں: امانت دار۔ کہ: موصولہ۔ از تو: تجھ سے۔ ترسد: ڈرے۔ مدار: مت رکھ۔ (۶) بیفشاں: جھاڑ پھٹک۔ بشمار: شمار کر۔ عاقل: سمجھدار۔ نشیں: بیٹھ جا۔ صد: سو۔ یکے: ایک۔ نہ بینی: نہ دیکھے تو۔ امیں: امانتدار۔ (۷) ہم جنس: ایک جنس والے مراد ایک محکمے میں کام کرنے والے۔ ہم قلم: ایک قلم والے مراد ایک ہی پوسٹ پر کام کرنے والے۔ دیرینہ: پرانے۔ نباید: نہ چاہیے۔ فرستاد: ماضی نباید کے ساتھ مل کر مصدر یعنی نہیں بھیجنا چاہیے۔ یک جا: ایک جگہ۔ بہم: اکٹھے۔ (۸) چہ: کیا۔ دانی: تو جانتا ہے۔ ہمدست: ایک ہاتھ والے یعنی شریک کار۔ گردند: ہو جاویں وہ۔ یکے: ایک۔ دزد: چور۔ باشد: ہووے۔ پردہ دار: پردہ رکھنے والا۔

تشریح: (۱) اس شعر کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: ۱۔ شاہ پور نے بادشاہ کو مشورہ دیا ہے کہ اگر کسی شخص پر بڑی ذمہ داری ڈالنی ہے تو پھر وہ مالدار ہونا چاہیے کیونکہ مالدار لوگ مال چھن جانے کے تصور سے کانپ اٹھتے ہیں اسلئے وہ کوئی خیانت نہیں کریں گے اگر وہ لوگ خیانت کر بھی لیں تو ان سے نقصان پورا ہو سکتا ہے بصورت دیگر چیخ و پکار سننے کے سوا کچھ بھی وصول نہ ہوگا۔ ۲۔ جو اس کی خدمت کا صلہ اتنا زیادہ عطا کر دو کہ خیانت ہی نہ کرے اور ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد بھی وہ مالدار ہے میری (شاہ پور کی) طرح حیل کا شکار نہ ہو۔ (۲) اگر کسی عہدہ اور ذمہ داری پر کسی مفلس کو مقرر کریگا تو اسے مال چھن جانے کا خوف ہی نہ ہوگا۔ خیانت کی صورت میں نقصان کا پورا ہونا ناممکن ہوگا سزا کی صورت میں آہ و فریاد اور چیخ و پکار کریگا یا زیادہ سے زیادہ گرفتاری کے بعد قلاش و کنگال جیل ہی کاٹ لیگا۔ (۳) شیخ سعدیؒ اس باب میں ملک گیری وغیرہ کے حوالے سے بات کر رہے ہیں چنانچہ شاہ پور کی اس حکایت میں بھی تدبیر مملکت کے حوالے سے بات کی گئی ہے اسلئے اس حکایت میں بتایا گیا ہے کہ اگر افسران بالا یا حکومت کے دیگر اہلکار کام میں غفلت کا مظاہرہ کریں تو ان پر نگران مقرر کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنا کام تندہی و دیانت سے سرانجام دیں اگر وہ دونوں غفلت کے مرض کا شکار ہوں تو پھر انہیں برطرف کر دینا چاہیے تاکہ وہ ملکی خزانے پر بوجھ نہ بنیں۔ (۴) اگر افسر یا کلرک و میر منشی کام میں غافل ہوں تو عوامی مسائل میں اضافہ حکمران کے لیے تکلیف و بے اطمینانی کا سبب ہوتا ہے اس لیے سرزنش کے طور پر غافل اہلکاروں پر نگران کا تقرر کیا جائے اگر نگران بھی غافل ہو تو پھر انہیں ملازمت سے نکال دینا چاہیے۔ (۵) انسان کے معاشرتی معاملات کی بہتری کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے خوف پر منحصر ہے کیونکہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں وہ ہر قسم کی بددیانتی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ جبکہ بددیانتی معاشرے میں اخلاقی و قانونی خرابیوں کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ مال و دولت انسان کی فطری کمزوری ہے جبکہ حصول مال کا ذریعہ حکومتی ذمہ داری پر مبنی ہو۔ اس شعر میں مالی نظام کو مستحکم طور پر سرانجام دینے کیلئے امانتدار شخص کی سپرداری کی سفارش کی گئی ہے جو خوف الٰہی کے سوا ممکن نہیں۔ (۶) جب ہر طرف خائن نظر آئیں تو بادشاہ کو ہمہ تن گوش ہوشیار رہنے کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ خیانت کرنے والا شخص موقع کی تلاش میں رہتا ہے حکمران غافل ہوا نہیں اور اس نے خیانت کے حوالے سے اپنا کام دکھایا نہیں لہٰذا خیانت سے بچنے کے لیے ہر وقت ہوشیار رہنا لازمی ہے۔ (۷) ملکی خزانے اور نظام کو بہتر طور پر چلانے کے لیے ضروری ہے کہ ایسے دو سرکاری ملازمین کو اکٹھے ایک جگہ پر مقرر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دونوں افسر دیرینہ و پارینہ رفیق کار ہونے کے باعث ایک دوسرے کی غافلانہ و غاصبانہ کاروائیوں پر پردہ ڈالتے رہیں گے اس سے ملک کا نظام بگڑنے کے ساتھ ساتھ عوامی سطح پر بادشاہ کے وقار پر حرف آنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (۸) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے اس میں امور مملکت کو بہتر انداز میں چلانے کا ایک اچھا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ دو پرانے اہلکار ایک دوسرے کی خیانت پر پردہ ڈالنے کی صورت میں ملک و قوم کی بدنامی کا باعث ہی نہیں بنیں گے بلکہ معاشرے کے لیے ناسور بن جائیں گے۔

marfat.com

شعر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	چو دزداں ز ہم باک دارند و بیم	رود در میاں کاروانے سلیم
	جب چور آپس میں خوف اور ڈر رکھیں	تو درمیان سے قافلہ بچ نکلتا ہے
۲	یکے را کہ معزول کردی ز جاہ	چو چندے برآید بہ بخشش گناہ
	جس کو تو نے کسی مرتبے سے معزول کردیا	جب کچھ دن گزر جائیں تو معاف کردے
۳	برآوردن کام امیدوار	بہ از قید بندی شکستن ہزار
	کسی امیدوار کا کام بنا دینا	ہزار آدمیوں کو قید سے رہا کردینے سے بہتر ہے
۴	نویسندہ را کن ستون عمل	نیفتد نبرد طناب امل
	ایسے محاسب کو کام کا مدار بنا	نہ وہ غلطی کرے گا نہ امید کی رسی کاٹے گا
۵	بفرماں براں بر شہ دادگر	پدر وار خشم آورد بر پسر
	فرماں برداروں پر عادل بادشاہ کو	اس طرح کا غصہ کرنا چاہیے جیسا کہ باپ کو بیٹے پر
۶	گہش می زند تا شود دردناک	گہے می کند آبش از دیدہ پاک
	کبھی اس کو مارتا ہے تاکہ وہ رو پڑے	کبھی اس کے آنسو بھی پونچھتا ہے
۷	چو نرمی کنی خصم گردد دلیر	دگر خشم گیری شوند از تو سیر
	جب تو نرمی ہی برتے دشمن دلیر ہو جائیگا	اور اگر غصہ ہی کریگا سب ناامید ہو جائیں گے
۸	درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است
	سختی اور نرمی ملی جلی بہتر ہے	جراح کی طرح کہ زخم لگانے والا اور مرہم رکھنے والا ہے

(۱) دزداں: جمع دزد، چور۔ ز ہم: آپس سے۔ باک: خوف۔ دارند: رکھیں۔ بیم: خطرہ۔ رود: چلا جائے۔ درمیاں: بیچ میں۔ کاروانے: ی وحدت کی، کارواں: قافلہ۔ سلیم: سلامتی والا۔ (۲) معزول: جدا کردیا۔ کردی: تو نے کیا۔ ز: سے۔ جاہ: مرتبہ۔ چندے: کچھ۔ برآید: گزرے۔ بخشش: ش ضمیر مفعول، بخش امر، بخش دے۔ گناہ: جرم۔ (۳) برآوردن: نکالنا۔ کام: مقصد۔ امیدوار: امید رکھنے والا۔ بہ: بہتر۔ از: سے۔ قید بندی: جیل میں ڈالنا۔ شکستن: توڑنا۔ (۴) نویسندہ: لکھنے والا۔ کن: کر۔ ستون عمل: عمل کا ستون یعنی کاردار۔ نیفتد: نہ گرے۔ نبرد: نہ کٹے۔ طناب: خیمہ کی رسی۔ امل: آرزو۔ (۵) بفرماں براں: فرمانبردار۔ بر: پر۔ شہ: بادشاہ۔ دادگر: انصاف کرنے والا۔ پدر: باپ۔ پدروار: باپ کی طرح۔ خشم: غصہ۔ آورد: لاتا ہے۔ پسر: بیٹا۔ (۶) گہ: کبھی۔ ش: اسکی۔ می زند: مارتا ہے۔ تا: تاکہ۔ شود: ہووے۔ دردناک: درد والا۔ می کند: کرتا ہے۔ آبش: اسکے آنسو۔ دیدہ: آنکھیں۔ پاک: صاف۔ (۷) دلیر: نڈر۔ دگر: اور اگر۔ خشم: غصہ۔ شوند: ہو جاویں۔ سیر: بے نیاز، ناامید۔ (۸) درشتی: سختی۔ بہم: اکٹھی۔ در: زائد۔ بہ: بہتر۔ ست: ہے۔ چو: جیسے۔ رگ زن: رگ مارنے والا یعنی جراح۔ جراح: چیرا دینے والا۔ مرہم نہ: مرہم رکھنے والا۔

تشریح: (۱) یہ شعر بھی پہلے دو شعروں کی تکمیل کر رہا ہے۔ اس شعر میں بادشاہ کو ایسے طریقۂ کار سے آشنا کیا گیا ہے جس سے ملکی معاشرہ بہتر انداز میں چل سکتا ہے اور ملکی خزانہ چوروں کی دسترس سے محفوظ بھی رہ سکتا ہے۔ وہ یہ کہ بادشاہ اپنی حکمت عملی کے ذریعے تمام خائنوں کے درمیان جاسوسی و خوف کی دیوار کھڑی کردے تاکہ تمام خائن ایک دوسرے سے خوفزدہ رہتے ہوئے محتاط انداز میں کام کرتے رہیں، یوں ملکی نظام اور خزانہ مستحکم و محفوظ رہے گا۔ (۲) جب کوئی خائن بندہ ہاتھوں گرفتار ہو جائے تو بطور سزا اپنے عہدے سے معطل کر دینا چاہیے۔ کچھ عرصہ بعد جب توبہ کرکے دوبارہ اپنی خدمات پیش کرے یا اس کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کیلئے از خود عہدے پر بحال کر دینا چاہیے تاکہ اس سے مفاد حاصل ہو۔ (۳) آزادی کی قدر و منزلت کسی ایسے قیدی سے معلوم کرنی چاہیے جو پہلے آزادی کی نعمت سے لطف اندوز ہو چکا ہو۔ ازلی غلام آزادی کا مزہ کیا جانے۔ اسی طرح امید بر آنے کی قدر دانی کسی ایسے شخص سے معلوم کرنی چاہیے۔ اس شعر میں کہا گیا ہے کہ کسی کی امید بر لانا ہزار ہا قیدیوں کو رہا کرنے سے بہتر ہے کیونکہ امیدوار اپنی حاجت براری کے وقت جو خوشی محسوس کرتا ہے وہ خوشی کسی قیدی کو جیل سے رہا ہوتے وقت نہیں ہو سکتی۔
(۴) علم انسان کو جہاندیدہ اور باشعور بنا دیتا ہے جبکہ جہالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والا شخص خود بھی ٹھوکریں کھاتا ہے اور اس کو بھی نقصان پہنچاتا ہے جس نے جاہل پر بھروسہ کیا ہوا ہوتا ہے۔ علم کی فضیلت اور جہالت کی مذمت کے حوالے سے اس شعر میں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ اگر بادشاہ کسی تعلیم یافتہ شخص کو اپنی حکومت کا حصہ بنائے گا تو کامیابی کے تمام فوائد سمیٹے گا اگر کسی جاہل پر بھروسہ کیا تو پھر ناکامی و نامرادی کے اندھیروں میں بھٹکتا پھرے۔ (۵) بادشاہ قوم و رعیت کا باپ ہوتا ہے جس طرح ایک باپ کی اولاد کوئی فرمانبردار ہوتی ہے تو کوئی نافرمان لیکن نافرمان اولاد سے بھی باپ کی محبت دل میں بدستور رہتی ہے اسی طرح حکومت کے اہلکاروں کے ساتھ سزا دیتے وقت بادشاہ کا رویہ ایسے ہونا چاہیے جیسے ایک باپ کا رویہ اپنے بیٹے کے ساتھ ہوتا ہے۔ سزا برائے تادیب ہونی چاہیے نہ کہ برائے تعذیب۔ (۶) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے پہلے شعر میں سزا برائے تادیب کی بات کی گئی تھی اور تعذیب کے طور پر سزا دینے سے منع کیا گیا تھا۔ اس شعر میں باپ بیٹے کے درمیان محبت کے رشتے کو قائم رکھتے ہوئے ایک ایسا منظر پیش کیا گیا ہے جس میں باپ اپنے بیٹے کو ایک موقع پر مارتا ہے تو پھر دوسرے موقع پر اس کی دلجوئی بھی کرتا ہے۔ بادشاہ کو اپنے اہلکاروں سے یہی سلوک کرنا چاہیے کہ کبھی سزا دی ہے تو پھر کبھی اسکی دلجوئی بھی کر لیا کرے۔ (۷) اس شعر میں کامیاب و منصف حکمران کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ اتنا سخت مزاج نہیں ہو تاکہ اپنے پرائے سب بیزار ہو جائیں اس رویے سے منافرانہ جذبات پیدا ہوتے ہیں جبکہ اتنا نرم دل بھی نہیں ہو تاکہ دشمن اور دیگر بدخواہوں کا اسقدر حوصلہ بڑھ جائے کہ وہ بآسانی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے۔ اس رویے سے اپنی جان کے نقصان اور ملکی نظام میں بگاڑ کا خدشہ ہوگا۔ بادشاہ کو موقع و محل کے مطابق نرمی و سختی برتنی چاہیے۔ (۸) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے پہلے شعر میں موقع و محل کے مطابق سختی و نرمی برتنے کیلئے بادشاہ کو سفارش کی گئی تھی۔ اس شعر میں جراح کی مثال دیکر بادشاہ کی حیثیت متعین کی گئی ہے یعنی جراح آپریشن کرتے وقت زخموں یا جسم کی چیر پھاڑ کرتا ہے تاکہ اسکے جسم سے گندہ مواد نکل جائے بعد ازاں اس کی مرہم پٹی کرتا ہے تاکہ زخم اچھے ہو جائیں اور جسم تندرست ہو۔ بادشاہ کی سختی جراح کے آپریشن کی طرح ہے اور نرمی اس کی مرہم پٹی کی مانند ہے۔

rekhta.com

نمبر	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	جواں مرد و خوش خلق و بخشندہ باش	چو حق بر تو پاشد تو بر خلق پاش
	بہادر اور خوش خلق اور سخی بنا رہ	جب خدا تجھے دے تو مخلوق پر نچھاور کر
۲	چو یاد آیدت عہد شاہانِ پیش	ہمیں نقش برخواں پس از عہد خویش
	جب پہلے بادشاہ کا زمانہ تجھے یاد آئے	اپنے زمانے کے بعد کے ایسے ہی نقوش پڑھ
۳	نیامد کس اندر جہاں کو بماند	مگر آں کزو نام نیکو بماند
	دنیا میں کوئی ایسا نہیں آیا جو ہمیشہ رہا ہو	ہاں وہ جس کا نیک نام باقی رہا ہو
۴	نمرد آنکہ ماند پس از وے بجائے	پل و خانی و خوان و مہماں سرائے
	وہ شخص نہیں مرا جس کے بعد اسکے قائم مقام	پل اور تالاب اور لنگر خانہ اور مسافر خانہ ہو
۵	ہر آنکو نماند از پسش یادگار	درختِ وجودش نیاورد بار
	جس کے بعد اس کی یادگار نہ رہے	اس کے وجود کا درخت کوئی پھل نہ لایا
۶	وگر رفت و ایثار و خیرش نماند	نشاید پس مرگش الحمد خواند
	اور اگر مر گیا اور کوئی قربانی و خیر نہ چھوڑی	اس کے مرنے کے بعد اس پر فاتحہ نہ پڑھنی چاہیے
۷	چو خواہی کہ نامت بود در جہاں	مکن نام نیک بزرگاں نہاں
	اگر تو یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں تیرا نام روشن ہو	تو بزرگوں کے نام کو نہ مٹا

(۱) جواں مرد: بہادر۔ خوش خلق: اچھے اخلاق والا۔ بخشندہ: بخشنے والا۔ باش: ہو۔ چو: جب۔ حق: اللہ تعالیٰ۔ بر تو: تجھ پر۔ پاشد: چھڑکتا ہے۔ خلق: مخلوق۔ (۲) آیدت: آئے تجھ کو۔ عہد: زمانہ۔ شاہاں: جمع بادشاہ۔ پیش: پہلا۔ ہمیں: یہی۔ نقش: صورت۔ برخواں: پڑھ لے۔ پس: پیچھے۔ خویش: اپنا۔ (۳) نیامد: نہیں آیا۔ کس: شخص۔ کو: کہ او، جو کہ وہ۔ بماند: وہ رہا۔ آں کزو: وہ جس سے کہ۔ نام نیکو: نیک نامی۔ بماند: رہ گیا۔
(۴) نمرد: نہیں مرا۔ آنکہ: جو کہ وہ۔ ماند: رہ گیا۔ پس: پیچھے۔ از وے: اس سے۔ بجائے: جگہ پر۔ خانی: تالاب۔ خوان: دسترخوان اور لنگر خانہ۔ مہماں سرائے: مہمانوں کو ٹھہرانے کی جگہ۔
(۵) ہر آنکو: اصل میں ہر آنکہ او تھا، جو کہ وہ۔ نماند: نہ رہا۔ پسش: اسکے پیچھے۔ وجودش: اس کا وجود۔ نیاورد: نہیں لایا۔ بار: پھل۔ (۶) وگر: اور اگر۔ رفت: چلا گیا یعنی مر گیا۔ ایثار: قربانی۔ خیرش: اس کی خیر۔ نماند: نہ رہی۔ نشاید: نہ چاہیے اس نے خواند کے ساتھ لگتا ہے یعنی نہیں پڑھنی چاہیے۔ پس: پیچھے۔ مرگش: اسکی موت۔ الحمد: فاتحہ۔ (۷) خواہی: تو چاہتا ہے۔ نامت: تیرا نام۔ بود: ہووے۔ مکن: مت کر۔ نام نیک: نیک نام۔ نہاں: پوشیدہ۔

تشریح: (۱) اس شعر میں بادشاہ کی صفت کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ بادشاہ کو بہادر ہونا چاہیے کیونکہ پوری قوم کی تقدیر اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ بزدل نہیں ہونا چاہیے کہ اس کی بزدلی سے دشمن ملک قوم کو اکھاڑہ بنالے۔ بادشاہ پوری قوم کا باپ ہوتا ہے جس طرح ایک باپ اپنی اولاد پر سب کچھ قربان کر دیتا ہے اسی طرح بادشاہ کو بھی چاہیے کہ وہ سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک کے خزانوں کا منہ کھول دے تاکہ اس کی قوم خوشحال و آسودہ زندگی گزارے۔ (۲) انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کو یاد کرتا ہے اسی فطری تقاضے کے پیش نظر اس شعر میں کہا گیا ہے کہ بڑوں کی یاد ستاتے وقت اتنا ضرور سوچ لینا چاہیے کہ جیسے وہ بادشاہ تجھ سے موت آنے پر سب کچھ دنیا میں چھوڑ گئے اسی طرح ایک دن تجھے بھی موت آ جائے گی اور بعد میں آنے والی نسلیں مجھے بھی ایسے ہی یاد کریں گی جیسا کہ آج میں یاد کر رہا ہوں کیونکہ موت یاد کرنے سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔ دل کی یہ کیفیت حق و انصاف کی راہ دکھاتی ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے۔ (۳) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے۔ پہلے شعر میں آباؤ اجداد کی یاد ستانے پر اپنی موت یاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جبکہ اس شعر میں یہ کہا گیا ہے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ازل تا ابد رہ چکا ہو بلکہ اس کا ایک وقت مقرر ہے اس نے دنیا سے ضرور جانا ہے البتہ اس دنیا میں وہ شخص زندہ رہا جو اپنے پیچھے نیک نامی چھوڑ گیا کیونکہ نیک لوگ ہمیشہ یاد رہتے ہیں۔ مرنے کے بعد دنیا میں ان کے زندہ رہنے کی یہی علامت و دلیل ہے۔ (۴) صدقہ جاریہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس سے وہ شخص جو صدقہ جاریہ کا حامل ہے مرنے کے بعد بھی زندہ رہنے کی صورت میں فائدہ اٹھاتا ہے جبکہ اس کے صدقہ جاریہ سے لوگ بھی فائدہ اٹھاتے ہیں کیونکہ پل، تالاب، کنواں، لنگر، مہمان خانہ، مسافر سرائے، مسجد وغیرہ اس کی یادگار رہتے ہیں جو ان کا بانی ہوتا ہے۔ یادگاریں اپنے بانی کو مرنے نہیں دیتیں۔ اس شعر میں بادشاہ کو افادۂ عام کیلئے یادگاریں قائم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے۔ پہلے شعر میں یادگار اور صدقہ جاریہ کی ترغیب دی گئی ہے جبکہ اس شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس کی کوئی یادگار، صدقہ جاریہ، نیک اولاد، وفا شعار شاگرد نہیں گویا کہ وہ ایسے ہے جیسے کبھی دنیا میں تھا ہی نہیں۔ اس شعر میں جہاں یادگار یا صدقہ جاریہ قائم کرنے کی صورت میں سخاوت کے عمل کو سراہا گیا ہے وہاں بخل کے عمل کی مذمت کر کے اس کی بیخ کنی کی گئی ہے۔ (۶) اس شعر میں دوسرے انداز سے بخل کا قلع قمع کیا گیا ہے کہ جو شخص اس دنیا سے اس حال میں گزر گیا کہ سخاوت کے عمل کے حوالے سے اس کی کوئی خیر و بھلائی یا صدقہ جاریہ یادگار نہیں تو ایسے شخص پر بخل کی نحوست کی وجہ سے نہ کوئی فاتحہ پڑھتا ہے اور نہ ہی کوئی دعا کرتا ہے کیونکہ مرنے کے بعد فاتحہ و دعا کے وہی حقدار ہوتے ہیں جو زندگی میں سخی تھے۔ (۷) دنیا کا اصول ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اسی اصول کے تناظر میں اس شعر میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں اس کی نیک نامی ہو تو پھر دنیا میں نہ صرف اپنے بزرگوں کے اچھے کام عمل میں لائے بلکہ ان کا ہر وقت ذکر خیر بھی کرتا رہے۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
ہمیں کام و ناز و طرب داشتند	۱	بآخر برفتند و بگذاشتند
وہ بھی مقصد اور ناز اور مستی رکھتے تھے		بالآخر چلے گئے اور سب چھوڑ گئے
یکے نام نیکو ببرد از جہاں	۲	یکے رسم بد ماند از و جاوداں
ایک دنیا سے نیک نامی کما لے گیا		ایک ہمیشہ کے لیئے رسم بد چھوڑ گیا
بسمع رضا مشنو ایذائے کس	۳	وگر گفتہ آید بغورش برس
خوشنودی کے کان سے کسی کی برائی نہ سن		اور تجھ سے کہی جائے تو پھر اس کی گہرائی تک پہنچ
گنہگار را عذر نسیاں بنہ	۴	چو زنہار خواہند زنہار دہ
خطا کار کی بھول کا عذر قبول کر		اگر وہ معافی چاہے تو معاف کر دے
گر آید گنہگارے اندر پناہ	۵	نہ شرط است کشتن باول گناہ
اگر کوئی قصور وار پناہ میں آئے		تو پہلی خطا پر مار ڈالنا ضروری نہیں ہے
چو بارے بگفتند و نشنید پند	۶	دگر گوشمالش بزنداں و بند
اگر ایک بار نصیحت کر چکیں اور وہ نہ سنے		پھر اسکی گوشمالی قید خانہ اور بیڑی سے ہونی چاہیئے
دگر پند و بندش نیاید بکار	۷	درخت خبیث است بیخش برآر
اور اگر نصیحت اور بیڑی بھی کارآمد نہ ہو		تو اس کا درخت ہی خبیث ہے اسکی جڑ اکھاڑ دے
چو خشم آیدت بر گناہِ کسے	۸	تامل کنش در عقوبت بسے
اگر تجھے کسی کے قصور پر غصہ آئے		تو اس کی سزا میں بہت غور کر
کہ سہلست لعل بدخشاں شکست	۹	شکستہ نشاید دگر بارہ بست
اس لیئے کہ بدخشانی لعل کو توڑ دینا آسان ہے		لیکن ٹوٹا ہوا دوبارہ جڑ نہیں سکتا

(۱) ہمیں: یہی۔ کام: مقصد۔ ناز: نخرہ۔ طرب: خوشی۔ داشتند: رکھی انہوں نے۔ بآخر: آخرکار۔ رفتند: چلے گئے۔ بگذاشتند: چھوڑ گئے۔ (۲) یکے: ایک۔ نام نیکو: نیک نامی۔ ببرد: لے گیا۔ از: سے۔ رسم بد: بری رسم۔ جاوداں: ہمیشہ۔ (۳) ب: ساتھ۔ سمع: کان۔ رضا: خوشی، پسندیدگی۔ مشنو: مت سن۔ ایذا: تکلیف، برائی۔ کس: کوئی شخص۔ وگر: اور اگر۔ گفتہ آید: کہنے میں آجائے۔ غور: تہہ۔ ش: اس کی۔ برس: پہنچ۔
(۴) نسیاں: بھول۔ بنہ: رکھ، مراد قبول کر۔ چو: جب۔ زنہار: معافی۔ خواہند: وہ چاہیں۔ دہ: دے۔
(۵) آید: آوے۔ گنہگارے: ی وحدت کوئی قصور وار۔ پناہ: امن یا قابو۔ نہ شرط است: شرط نہیں ہے یعنی ضروری نہیں ہے۔ کشتن: مار ڈالنا۔ اول: پہلا۔
(۶) چو: جب۔ بارے: ایک بار۔ بگفتند: انہوں نے کہا۔ نشنید: اس نے نہ سنی۔ پند: نصیحت۔ دگر: پھر۔ گوشمالش: اسکی کان مل یعنی سزا دے۔ زنداں: قید۔ بند: بیڑی۔ (۷) نیاید: نہ آوے۔ بکار: کام میں۔ خبیث: پلید۔ است: ہے۔ بیخش: اسکی جڑ۔ برآر: نکال دے۔ (۸) خشم: غصہ۔ آیدت: آوے تجھ کو۔ بر: پر۔ کسے: کوئی شخص۔ تامل: سوچ بچار۔ کنش: اسکو کر۔ عقوبت: سزا۔ بسے: بہت۔
(۹) کہ: کیونکہ۔ سہل: آسان۔ لعل: موتی۔ بدخشاں: افغانستان اور روس کی سرحد پر ایک شہر ہے جہاں کے لعل مشہور ہیں۔ شکست: ماضی بمعنی مصدر توڑنا۔ شکستہ: ٹوٹا ہوا۔ نشاید: اسے ساتھ ٹھیک نہیں بنا سکتے۔ دگر بارہ: دوبارہ۔

تشریح: (۱) یہ دنیا ایک مسافر خانہ ہے یہاں کوئی آرہا ہے اور کوئی جا رہا ہے انسان دنیا سے عالم برزخ کی طرف اور پھر وہاں سے عالم محشر کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ جس طرح پہلے لوگ بڑے بڑے منصوبے اپنے ساتھ خاک میں لے گئے تجھے اسی طرح موت کا ایک جھٹکا تیری تمام منصوبہ بندیاں توڑ دے گا۔ لہٰذا تجھے چاہیئے کہ دنیا میں ایک مسافر کی طرح ضروری سامان سفر باندھ کر رہ۔ (۲) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے پہلے شعر میں انسان کی مسافرانہ زندگی کی طرف اشارہ کیا گیا تھا اس شعر میں بتایا گیا ہے کہ ظالم و جابر لوگ دنیا سے بدنامی کا داغ لیکر گئے ہیں اور منصف مزاج اور غریب پرور لوگ دنیا سے نیک نامی لیکر گئے ہیں لہٰذا تجھے بھی نیک نامی والے کام کرنے چاہئیں۔ (۳) عموماً بڑے لوگ کچے کان رکھتے ہیں جس کی چغلی سنتے ہیں بلا تحقیق اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہیں اس شعر میں شاعر نے اپنے بادشاہ وزیر کو بلا تحقیق کسی قسم کی کاروائی کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ اس سے کسی پر ظلم ہونے کا اندیشہ ہے۔ (۴) چونکہ انسان خطا کا پتلا ہے لہٰذا خطا کرنا اس کی سرشت میں شامل ہے لیکن بادشاہ کے عہدے کی طرح اس کا دل بھی بڑا ہونا چاہیئے اگر کوئی خطاکار غلطی کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا جائے تو معافی طلب کرنے پر اس کا جرم معاف کرنا چاہیئے کیونکہ بادشاہ کی شان یہی ہے۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کیونکہ پہلے شعر میں کہا گیا تھا کہ اگر کوئی خطاکار گرفت میں آجائے تو معافی مانگنے پر اسے معافی دینی چاہیئے تاکہ اسے کچھ تنبیہ ہو جائے پہلے ہی جرم میں اس کی گردن مار دینا حق و انصاف کے خلاف ہے۔ (۶) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تتمہ ہے اس شعر میں یہی کہا گیا ہے کہ پہلا جرم معاف کر کے اسے تنبیہ و نصیحت کرنی چاہیئے اگر نصیحت پر عمل پیرا ہو جاتا ہے تو بہتر ورنہ اسے قید و بند کی سزا دینی چاہیئے کیونکہ جو شخص نصیحت قبول نہیں کرتا وہ سزا کا مستحق ہے۔ (۷) اگر نصیحت اور قید و بند وغیرہ کی سزا سے بھی باز نہیں آتا تو اسے سمجھانے کے دیگر تمام حربے استعمال کیے جائیں اگر پھر بھی نہیں مانتا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی فطرت ہی گندی ہے اسے معاشرے میں کھلا چھوڑ دینا دانشمندی نہ ہوگی۔ (۸) حدود مملکت اور عہدہ حکومت میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر یا ان کی کرتوتوں پر غصہ آتا ہے تو بادشاہ کو چاہیئے کہ غصے میں بے قابو ہو کر فوراً مجرم کو تختہ دار پر نہیں لٹکانا چاہیئے بلکہ پھانسی کی سزا سنانے سے پہلے خوب غور و فکر کر لینی چاہیئے۔
(۹) افغانستان کے شہر بدخشاں کے موتی (لعل) بہت شہرت رکھتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کی شہرت خاص اور قیمتی ہونے کی وجہ سے ہے۔ کسی مجرم کو بلا جھجک سزا دینا ایسا ہی ہے جیسے بدخشاں کا لعل توڑنا ہے جس طرح بدخشاں کا لعل ٹوٹ کر دوبارہ نہیں جوڑا جا سکتا اسی طرح پھانسی کی سزا پانے والا شخص بھی دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا۔

marfat.com

حکایت در تدبیر پادشاہان و تاخیر کردن در سیاست

حکایت بادشاہوں کی تدبیر اور سزا کی تاخیر کرنے کے بیان میں

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
ز دریائے عماں بر آمد کسے	۲	سفر کردہ ہامون و دریا بسے
ایک شخص دریائے عمان سے آیا		جو جنگل اور دریا کا بہت سفر کیے ہوئے تھا
عرب دیدہ و ترک و تاجیک و روم	۳	ز ہر جنس در نفس پاکش علوم
جس نے عرب اور ترک اور تاجیک اور روم کو دیکھا تھا		اس کے پاک نفس میں ہر جنس کے علوم تھے
جہاں گشتہ و دانش اندوختہ	۴	سفر کردہ و صحبت آموختہ
جو دنیا گھومے ہوئے اور سمجھ کو جمع کیے ہوئے تھا		بہت سفر کیے ہوئے اور صحبتیں اٹھائے ہوئے تھا
بہیکل قوی چوں تناور درخت	۵	ولیکن فرو ماندہ بے برگ سخت
صورت میں تناور درخت کی طرح قوی تھا		لیکن بے سامانی کی وجہ سے سخت عاجز تھا
دو صد رقعہ بالائے ہم دوختہ	۶	ز حراق و او در میاں سوختہ
دو صد پیوند ایک دوسرے پر سیے ہوئے		چیتھڑوں کے اور وہ درمیان میں جھلسا ہوا
بشہرے در آمد ز دریا کنار	۷	بزرگے دراں ناحیت شہریار
وہ دریا کے کنارے سے شہر میں آیا		ان اطراف میں ایک بڑا بادشاہ تھا
کہ طبعے نکو نامی اندیش داشت	۸	سر عجز بر پائے درویش داشت
جو نیک نامی اور سوچنے والی طبیعت رکھتا تھا		عاجزی کا سر فقیروں کے پاؤں پر رکھتا تھا
بشستند خدمت گزاران شاہ	۹	سر و تن بحمامش از گرد راہ
بادشاہ کے خدمت گاروں نے دھویا		اس کا سر اور جسم حمام میں راستے کی گرد سے

(۱) حکایت: کہانی۔ تدبیر: انتظام۔ پادشاہان: جمع بادشاہ۔ تاخیر کردن: دیر کرنا۔ سیاست: مراد سزا۔ (۲) دریائے عمان: یمن سے ملحقہ سمندر کا نام۔ بر آمد: آیا۔ کسے: کوئی شخص۔ کردہ: کیے ہوئے۔ ہامون: جنگل۔ (۳) دیدہ: دیکھے ہوئے۔ ترک: ترکستانی قوم۔ تاجیک: وہ ایرانی جو عربی النسل ہو۔ روم: موجودہ اٹلی۔ ہر جنس: ہر طرح کے۔ نفس: دل۔ ش: اس کا۔ علوم: جمع علم۔ (۴) گشتہ: گھوما ہوا۔ دانش: سمجھ۔ اندوختہ: جمع کیا ہوا۔ کردہ: کیا ہوا۔ صحبت: حضوری۔ آموختہ: سیکھے ہوئے۔ (۵) ہیکل: صورت، قد کاٹھ۔ قوی: طاقتور۔ چوں: مثل۔ تناور: بہت لمبا اور مضبوط۔ فرو ماندہ: عاجز رہا ہو۔ بے برگ: بے سامان۔ سخت: بہت زیادہ۔ (۶) دو صد: دو سو۔ رقعہ: ٹکڑا۔ بالائے ہم: ایک دوسرے کے اوپر۔ دوختہ: سیا ہوا۔ حراق: جلانے والی لہریں۔ و او: اور وہ۔ درمیان: بیچ میں۔ سوختہ: جلا ہوا۔ (۷) بشہرے: ایک شہر میں۔ در آمد: آیا۔ دریا کنار: دریا کا کنارہ۔ بزرگے: ایک بزرگ۔ دراں: اس میں۔ ناحیت: اطراف۔ شہریار: شہر کی مدد کرنے والا یعنی بادشاہ۔ (۸) طبعے: طبیعت۔ نکو نامی اندیش: نیک نامی کو سوچنے والی۔ داشت: اس نے رکھی۔ سر عجز: عاجزی کا سر۔ بر: پر۔ پائے: پاؤں۔ درویش: فقیر۔ (۹) بشستند: انہوں نے دھویا۔ خدمت گزار: خدمت کرنے والا۔ شاہ: بادشاہ۔ سر و تن: سر اور جسم۔ بہ: میں۔ حمام: گرم پانی کا غسل خانہ۔ ش: سر و تن کے ساتھ متعلق ہے اس کا۔ گرد راہ: راستے کی گرد۔

تشریح: (۱) یہاں سے بادشاہوں کی تدبیر اور سزا کو طور و فکر تک مؤخر کرنے کے حوالے سے ایک نئی حکایت کا آغاز ہوتا ہے اس حکایت میں بتایا گیا ہے کہ ضروری نہیں کہ موقع واردات پر نظر آنے والا شخص مجرم ہو لہٰذا ظاہری حالات کو دیکھ کر سزا کا حکم لاگو نہیں کرنا چاہیے بلکہ خوب غور و خوض اور تحقیق و تفتیش کے بعد فیصلہ کرنا چاہیے۔ (۲) اس شعر میں کہانی کے مرکزی کردار کی وہ حالت کیفیت بیان کی گئی ہے جو یمن سے ملحقہ سمندر دریائے عمان کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سے دریاؤں اور جنگلوں کو عبور کر کے تھکن کی حالت میں شہر میں آیا۔ (۳) اس شخص نے جہاں گشت ہونے کی وجہ سے بہت سے ملک دیکھے ہوئے تھے۔ ان میں عرب، ترک، وہ ایرانی جو عربی النسل ہونے کی وجہ سے تاجک کہلاتی تھی، قدیم زمانے کا روم موجودہ دور کا اٹلی ایسے بہت سے علاقے دیکھے ہوئے تھے اور اس کا پاکیزہ دل بہت سے علوم و معارف سے بھرپور تھا بعض حضرات نے مسافر کی کیفیت دیکھ کر خود شیخ سعدیؒ مراد لیا ہے۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے دریائے عمان عبور کر کے آنے والے مسافر کی ظاہری اور باطنی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ مسافر جہاں گشت سیاح ہی نہیں تھا بلکہ وہ بہت بڑا دانشور اور دوران سفر بہت بڑے بڑے لوگوں کا صحبت یافتہ تھا۔ (۵) وہ قد و قامت کے لحاظ سے دراز تھا۔ اس کے تمام اعضا بہت مضبوط تھے لیکن افلاک و افلاس نے اسے اس قدر عاجز کر دیا تھا کہ اس کے تمام مضبوط اعضا کسی صاحب ثروت شخص کے کمزور جسم کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار نہ تھے۔ (۶) اس کا لباس پھٹا پرانا تھا کہ جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے اس کی تپش سے اس کا لباس جلا ہوا تھا۔ دریائے عمان عبور کر کے آنے والے مسافر کی مذکورہ ہیئت کذائی بیان کرنا کہانی کا اصل زور ہے کیونکہ ہر زبان کے ادب کا یہی دستور ہے۔ (۷) چنانچہ وہ مسافر اسی ہیئت کذائی سمیت یمن کے دریائے عمان کو عبور کرتے ہوئے عرب، ترک اور تاجک وغیرہ کی سیاحت کا حق ادا کر کے ایک ایسے شہر میں آیا جس کا بادشاہ نیک سیرت تھا اسے ہر وقت نیک نامی کے مواقع تلاش کرنے کی فکر لاحق تھی۔ (۸) بادشاہ اپنی نیک نامی کے حوالے سے جستجو یا جمع کے لحاظ سے اس مسافر درویش سے انتہائی انکساری کا مظاہرہ کیا۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ہر ملک کے بادشاہ کو نصیحت کی ہے۔ وہ بھی اس بادشاہ کی طرح نیک نامی کی جستجو کریں۔ (۹) چونکہ وہ مسافر مسلسل سفر کرنے کی وجہ سے جسم و لباس پر گرد و غبار کے اثرات رکھتا تھا چنانچہ بادشاہ نے اپنے ملازموں کے ذریعے اس مسافر کو نہلا دھلا کر صاف ستھرا لباس پہناتے ہوئے خدمتگاری کا خوب خوب مظاہرہ کر کے مسافر کی دلجوئی کی۔

marfat.com

شمار	مصرعِ اوّل	مصرعِ ثانی
۱	چو بر آستانِ ملک سر نہاد	نیایش کناں دست بر بر نہاد
	جب اس نے بادشاہ کی چوکھٹ پر سر رکھا	تعریف کرتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھا
۲	نرفتم دریں مملکت منزلے	کز آسیب آزردہ دیدم دلے
	میں اس سلطنت میں کسی ایسی جگہ نہیں پہنچا	جہاں تکلیف سے کسی دل کو رنجیدہ دیکھا ہو
۳	نہ دیدم کسے سرگراں از شراب	مگر ہم خرابات دیدم خراب
	میں نے کسی کو شراب سے مست نہ دیکھا	ہاں شراب خانے ویران دیکھے
۴	ملک را ہمیں ملک پیرایہ بس	کہ راضی نگردد بآزار کس
	بادشاہ کے لیے ملک کی یہی آرائش کافی ہے	کہ کسی کی تکلیف سے خوش نہ ہو
۵	سخن گفت و دامانِ گوہر فشاند	بنطقے کہ شہ آستیں برفشاند
	اس نے گفتگو کی اور موتیوں بھرا دامن بکھیرا	ایسی گویائی سے کہ بادشاہ نے بہت تعریف کی
۶	پسند آمدش حسنِ گفتارِ مرد	بنزدِ خودش خواند و اکرام کرد
	اس کو اس شخص کی گفتگو کا حسن پسند آیا	اپنے قریب بلایا اور عزت بخشی
۷	زرش داد و گوہر بشکرِ قدوم	بپرسیدش از گوہر و زاد و بوم
	اسکی تشریف آوری کے شکریہ میں اسکو سونا اور موتی دیئے	اس سے اس کی اصل اور وطن پوچھا
۸	بگفت آنچہ پرسیدش از سرگزشت	بقربت ز دیگر کساں درگذشت
	اس نے اپنی وہ سرگزشت سنائی جو اس نے دریافت کی	تو وہ بادشاہ سے قرب میں دوسروں سے بڑھ گیا
۹	ملک با دلِ خویشتن رائے زد	کہ دستورِ ملک ایں چنینے سزد
	بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا	کہ ملک کی وزارت ایسے شخص کے لائق ہے

(۱) آستان: دہلیز۔ ملک: بادشاہ۔ نہاد: رکھا۔ ستائش: تعریف۔ کناں: کرتے ہوئے۔ دست: ہاتھ۔ بر: پر۔ بر: سینہ۔ نہاد: رکھا۔ (۲) نرفتم: نہیں گیا میں۔ دریں: اس میں۔ مملکت: ملک۔ منزلے: کوئی منزل۔ کز: کہ۔ ز: اس کا۔ کز منزلے کے ساتھ مل کر اسم موصول۔ آسیب: تکلیف۔ آزردہ: رنجیدہ۔ دیدم: میں نے دیکھا۔ دلے: کوئی دل۔ (۳) نہ دیدم: نہیں دیکھا میں نے۔ کسے: کوئی شخص۔ سرگراں: بھاری سر۔ مراد مدہوش۔ مگر: بلکہ۔ ہم: بھی۔ خرابات: شراب خانہ۔ دیدم: میں نے دیکھا۔ خراب: برباد۔ (۴) ملک: بادشاہ۔ را: کو۔ ہمیں: یہی۔ ملک پیرایہ: ملک کی سجاوٹ۔ بس: کافی۔ نگردد: نہیں ہوتا۔ بآزار: تکلیف سے۔ کس: کوئی شخص۔ (۵) سخن: بات۔ گفت: اس نے کہی۔ دامان گوہر: موتیوں کا دامن۔ فشاند: جھاڑا۔ نطقے: گویائی۔ کہ: کہ۔ آستین: کپڑے کا بازو۔ برفشاند: جھاڑی۔ آستین جھاڑنے سے تحسین کرنا مراد ہے۔ (۶) آمدش: اسکو آئی۔ حسن: خوبی۔ گفتار: کلام۔ مرد: مرد سیاح۔ بنزد: نزدیک۔ خودش: اسکو اپنے پاس۔ خواند: بلایا۔ اکرام: عزت۔ کرد: کی۔ (۷) زرش: سونا اسکو۔ داد: دیا۔ گوہر: موتی۔ بشکر قدوم: آنے کے شکر میں۔ بپرسیدش: اسکو پوچھا۔ گوہر: اصل۔ زاد و بوم: اضافت عطفی یعنی وطن۔ (۸) بگفت: اس نے کہا۔ آنچہ: جو کچھ۔ پرسیدش: اس نے اس سے پوچھا۔ سرگزشت: سر پر گزری ہوئی یعنی واقعات۔ بقربت: نزدیکی میں۔ ز دیگر: دوسرے۔ کساں: لوگوں۔ درگذشت: گزر گیا۔ (۹) ملک: بادشاہ۔ با: ساتھ۔ خویشتن: اپنا۔ رائے زد: رائے ماری یعنی سوچا۔ دستور: وزیر اعظم۔ ایں: یہ۔ چنینے: ایسا۔ سزد: سجتا ہے۔

تشریح (۱) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے۔ اس شعر میں اس مسافر درویش کی وہ حالت بیان کی گئی ہے جو نہا دھو کر اچھا لباس پہننے کے بعد ظاہر ہوئی یعنی یہ کہ وہ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو کر زمین بوسی یا قدم بوسی کی اور نہایتی غلامانہ صورت میں دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر بادشاہ کی تعریف میں مصروف ہو گیا۔ (۲) اگر بادشاہ مدبر اور حسن انتظام میں مہارت رکھتا ہو تو اس کی رعایا کبھی کسی تکلیف یا نقصان میں مبتلا ہو کر دکھی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ وہ مسافر جہاندیدہ تھا اس لیے اس نے بادشاہ کے ملک کا جائزہ لیکر اس کے سامنے ایک جائزہ رپورٹ پیش کی کہ اس ملک میں کوئی شخص افسردہ نہیں۔ (۳) شراب صرف ام الخبائث ہے بلکہ معاشرے کے بگاڑ کی اصل جڑ بھی ہے کیونکہ شراب انسان کے عقل و مزاج کو قتل کر دیتی ہے۔ سنا ہے کہ ایک شخص نے قتل کی واردات کے حوالے سے مجبوری کی بات سے انکار کیا تھا لیکن شراب پی کر قتل و زنا کا مرتکب ہو گیا۔ جس ملک میں شراب نہیں وہ ملک امن کا گہوارہ ہے۔ (۴) چونکہ بادشاہ رعیت کا باپ ہوتا ہے اس لیے کوئی باپ اپنی اولاد کی تکلیف پر راضی نہیں ہوتا۔ بادشاہ کی حسن تدبیر اس سے بڑھ کر کیا ہو گی کہ وہ صحیح معنوں میں بادشاہ بنکر اپنی رعایا کے دکھ درد میں خود کو شریک کرنا حکمرانی کے فرائض میں سے ایک فریضہ سمجھتا ہے۔ اگر کوئی خوبی بادشاہ میں نہ ہو تو اس خوبی سے بڑھکر اور خوبی کیا ہو گی کہ بادشاہ اپنی رعایا کی تکلیف برداشت نہیں کرتا۔ (۵) درویش مسافر نے رعایا کے افسردہ نہ ہونے، ملک میں شراب نہ ہونے اور بادشاہ کا رعایا کے غم میں برابر کا شریک ہونے کو ایسی فصیحانہ و بلیغانہ طرز گفتگو میں بیان کیا کہ بادشاہ بھی اس طرز تکلم کو داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکا کیونکہ اس کا طرز کلام علوم و معارف کی نشاندہی کر رہا تھا۔ (۶) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے۔ بادشاہ نے اس درویش مسافر کی خوش اسلوبی کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اسے اپنے قرب کا شرف بخشتے ہوئے ایسا اعزاز عطا کیا جو بادشاہوں کی شایان شان ہوتا ہے۔ سچ ہے کہ یہی زبان انسان کو تخت پر بٹھاتی ہے اور یہی تختے پر چڑھاتی ہے۔ (۷) کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے اگر کسی انسان کی زبان گندی ہو گی تو سمجھ لینا چاہیے کہ اسکا من ناپاک ہے اگر کسی کی زبان اچھی ہو گی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اسکا وجود پاکیزہ ہے۔ مسافر درویش نے اسی زبان سے بادشاہ کو متاثر کر کے خود کو انعام و اکرام کے قابل بنایا تھا۔ (۸) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے۔ پہلے شعر میں بتایا گیا کہ بادشاہ نے مسافر درویش کو انعام و اکرام سے نوازنے کے ساتھ ساتھ اسکا حسب نسب دریافت کیا۔ اس شعر میں اشارہ کیا گیا ہے کہ بادشاہ نے اتنا قرب دیا کہ اس سے پہلے دربار شاہی کے دوسرے لوگ پیچھے رہ گئے۔ قرب کے اسی اثناء میں اپنی سرگذشت کہہ سنائی۔ (۹) مسافر درویش کے علم و فضل اور تجربات سے متاثر ہو کر بادشاہ نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ یہ شخص علم و فضل اور تجربہ کے تناظر میں اس قابل ہے کہ اسے وقت آنے پر ملک کا وزیر اعظم بنا دیا جائے تاکہ شاہی خاندان سمیت پوری رعایا اس کے فضل و کمال سے استفادہ حاصل کرے۔

marfat.com

۱	ولیکن بتدریج تا انجمن	بستی نخبند ند بر رائے من
	لیکن رفتہ رفتہ تاکہ مجلس والے	میری رائے کی کمزوری پر نہ ہنسیں
۲	بعقلش بباید نخست آزمود	بقدرِ ہنر پایگاہش فزود
	ابتداءً اس کو عقل میں آزمانا چاہیئے	اس کے ہنر کے مطابق اس کا مرتبہ بڑھانا چاہیئے
۳	برد بر دل از جورِ غم بارہا	کہ ناآزمودہ کند کارہا
	دل پر غم کے بوجھ اٹھاتا ہے	جو شخص بدون آزمائے کام کرتا ہے
۴	چو قاضی بفکرت نویسد سجل	نگردد ز دستار بنداں خجل
	جب قاضی غور سے دستاویزات لکھتا ہے	تو اس کو علمائے سے شرمندگی اٹھانی نہیں پڑتی
۵	نظر کن چو سوفار داری بشست	نہ آنگہ کہ پرتاب کردی ز دست
	اسوقت تک سوچ جب تک تیر چلہ میں ہے	نہ اس وقت جب کہ تیر ہاتھ سے چھوڑ دے
۶	چو یوسف کسے در صلاح و تمیز	بسے سال باید کہ گردد عزیز
	اگر کوئی نیکی اور تمیز میں حضرت یوسفؑ کی طرح ہے	بہت سال چاہئیں کہ وہ عزیز مصر بنے
۷	بایام تا بر نیاید بسے	نشاید رسیدن بغورِ کسے
	جب تک بہت سا زمانہ نہ گزر جائے	کسی کی گہرائی کو نہیں پہنچا جا سکتا
۸	ز ہر نوعے اخلاق او کشف کرد	خردمند پاکیزہ دیں بود مرد
	اس کے ہر قسم کے اخلاق کی تحقیق کی	وہ عقل مند، پاکیزہ دین انسان تھا

(۱) ولیکن: اور لیکن۔ بتدریج: درجہ بدرجہ۔ تا: تاکہ۔ انجمن: ارکانِ دولت۔ نخبند: نہ ہنسیں۔ بر: پر۔ رائے: میری رائے۔ (۲) بعقلش: اسکو عقل میں۔ بباید آزمود: آزمانا چاہیئے۔ نخست: پہلے۔ بقدر: اندازے کے مطابق پائے گا۔ ہش: اس کا مرتبہ۔ فزود: بڑھانا چاہیئے۔ (۳) برد: اٹھاتا ہے۔ بر: پر۔ دل: دل۔ جورِ غم: غم کے ظلم۔ بار: بوجھ۔ کہ: وہ۔ ناآزمودہ: ناتجربہ کاری۔ کند: کرتا ہے۔
(۴) چوں: جب۔ قاضی: جج۔ بفکرت: غور کے ساتھ۔ نویسد: لکھے۔ سجل: مضمون حکمنامہ۔ نگردد: نہ ہووے۔ دستاربنداں: پگڑی باندھنے والے مراد علماء۔ خجل: شرمندہ۔
(۵) نظر کن: نظر کر یعنی سوچ لے۔ چو: جب۔ سوفار داری: تیر تو رکھے۔ بشست: نشانے میں۔ نہ آنگہ: نہ اس وقت کہ جبکہ۔ پرتاب کردی: تو چھوڑ دیوے۔ دست: ہاتھ۔
(۶) چوں: مثل۔ یوسف: بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر جو بڑے عقیل و فہیم اور حسین و جمیل تھے اور غلامی سے ترقی کر کے ملک مصر کے وزیرِ اعظم بن گئے تھے۔ صلاح: نیکی۔ بسے: بہت۔ باید: چاہیئے۔ گردد: ہووے۔ عزیز: وزیر۔ (۷) ایام: جمع یوم دن۔ تا: جبتک۔ بر نیاید: باہر نہ آئیں یعنی گزر نہ جائیں۔ بسے: بہت۔ نشاید رسیدن: نہیں پہنچ سکتے۔ غور: گہرائی۔ کسے: کوئی شخص۔
(۸) ہر نوع: ہر قسم کے۔ اخلاق: جمع خلق۔ او: اس کے۔ کشف کرد: ظاہر کئے یا تحقیق۔ خردمند: عقلمند۔ پاکیزہ دیں: پاک دین والا۔ بود: تھا۔

تشریح: (۱) چونکہ بادشاہ حسن انتظام و بہتر تدبیر میں خاصی مہارت رکھتا تھا اس لیے اس نے جگ ہنسائی سے بچنے اور ارکان دولت کی ناراضی مول نہ لینے کے سبب ان پر جبراً اپنا فیصلہ مسلط نہیں کیا بلکہ اسے چھوٹے منصب سے بڑے منصب کی طرف ترقی دیتا گیا اس سے ارکان دولت کے لیے وجہ اعتراض بھی نہ ہوگا اور مسافر درویش کی کھری جانچ پرکھ بھی ہو جائیگی۔ بادشاہ نے ایک تیر سے دو شکار کیے۔ (۲) بادشاہ نے چھوٹے مناصب سے بڑے مناصب پر ترقی دینے میں بھی جلد بازی نہ کی۔ بلکہ اس کے عقل و شعور اور فنی مہارت میں اس کی آزمائش کرتا تھا اور پھر اسے اس کے مطابق مناصب پر ترقی دے دیتا تھا تاکہ کابینہ کے لوگ شعوری طور پر اس سے مرعوب ہیں (۳) فطری و دنیوی اصول کے پیش نظر ناتجربہ کاری اور جلد بازی انسان کو ذلت کے گہرے کنوئیں میں پھینک دیتے ہیں کیونکہ ناتجربہ کاری اندھیرا ہے جبکہ جلد بازی اس سے بھی گہری تاریکی ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے جلد بازی نہ کی اور مسافر درویش کو تجربات کے مراحل سے گزار کر اس کی شعوری و فنی پختگی باور کرتا رہا۔ (۴) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے۔ پہلے شعر میں ناتجربہ کاری اور جلد بازی کے حوالے سے اشارہ کیا گیا تھا۔ اس شعر میں قاضی کے سوچے سمجھے فیصلے کی تمثیل کے تناظر میں بادشاہ کا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح قاضی کا جلد بازی سے کیا ہوا فیصلہ شرمندگی کا باعث بنتا ہے اسی طرح بادشاہ کی جلد بازی بھی مسافر درویش کو وزارتِ عظمیٰ کا منصب سونپنے سے شرمندگی کا سبب نہ بن سکے۔ (۵) اس شعر میں ایک مثال سے پیش رفت کی گئی ہے کہ جب انسان کو کوئی فیصلہ کرنا چاہیے تو وہ وقت کا تیر چلنے سے پہلے پہلے خوب سوچ بچار کر لے ورنہ جب تیر ہاتھ سے نکل جائے تو پھر سوچنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ جس طرح نکلا ہوا تیر واپس نہیں آ سکتا اسی طرح گیا وقت بھی ہاتھ نہیں آتا۔ (۶) انسان عقل و شعور میں لاکھ پختہ ہو لیکن اسے تجربات و آزمائش کی بھٹی میں گزار کر خوب کندن کر لینا چاہیے۔ حضرت یوسفؑ بے شمار صلاحیتیں رکھنے کے باوجود وزیر خزانہ کے قلمدان پر آزمائش کے مراحل سے گزارے گئے۔ حالانکہ وہ عقل و شعور اور حسن و خوبی میں ممتاز تھے۔ (۷) بعض انسان ایسے ہوتے ہیں جو صورت سے پاکباز و مسکین لگتے ہیں لیکن اندر سے بھیڑیے ہوتے ہیں بعض اس کے برعکس اس لیے چند دنوں میں کسی کی خوبی و خامی کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کسی انسان کی اخلاقی کیفیت پر نظر کرنے کیلئے اتنا کافی ہے کہ اسے غصے کی حالت میں ردِ عمل کے طور پر دیکھا جائے۔ (۸) چنانچہ بادشاہ نے اس مسافر درویش کے اخلاق کے بارے میں ذاتی اور دیگر ذرائع سے تحقیقات کیں۔ چنانچہ اسے ہر لحاظ سے بہتر پایا۔ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی کیونکہ وزارتِ عظمیٰ کا منصب کوئی بچوں کا کھیل نہیں کہ ہر اہل و نااہل اس منصب پر قبضہ جمالے۔

marfat.com

نکو سیرتش دید و روشن قیاس	۱	سخن سنج و مقدارِ مردم شناس
اس کو نیک عادت روشن سمجھ والا		بات کو تولنے والا اور انسانوں کے مرتبے پہچاننے والا دیکھا
برای از بزرگاں بہش دیدہ و بیش	۲	نشاندش زبردستِ دستورِ خویش
اسکو رائے میں بڑوں سے بھی بہتر اور زیادہ دیکھا		اس کو داہنا وزیر بنا کر بٹھایا
چناں حکمت و معرفت کار بست	۳	کہ در امر و نہیش درونے نخست
وہ ایسی دانائی اور جان کاری کام میں لایا		کہ احکام میں کسی کا دل نہ توڑا
در آورد ملکے بزیرِ قلم	۴	کزو بر وجودے نیامد الم
ملک کو اس طرح قابو میں لے آیا		کہ اس سے کسی کو رنج نہ پہنچا
زبانِ ہمہ حرف گیراں ببست	۵	کہ حرفے بدش بر نیاید زدست
سب نکتہ چینوں کی زبان بند کر دی		اسلئے کہ اسکے قلم سے کسی کیلئے ایک حرف برا نہ نکلا
حسودیکہ یک جو خیانت ندید	۶	بکارش نیامد چو گندم طپید
وہ حاسد جس نے اس کی ایک جو خیانت نہ دیکھی		اس کیلئے گیہوں کی طرح تڑپنا مفید نہ ہوا
ز روشن دلش ملک پرتو گرفت	۷	وزیرِ کہن را غمِ نو گرفت
اسکے روشن دل سے بادشاہ نے نیا سایہ حاصل کیا		پرانے وزیر کو نئے غم نے آ پکڑا
ندید آں خردمند را رخنہ	۸	کہ در وے تواند زدن طعنہ
اس نے اس عقلمند میں کوئی خرابی نہ دیکھی		جس میں وہ طعنہ زنی کر سکتا تھا

(۱) نکو سیرت: اچھی سیرت والا۔ ش: اس کو۔ دید: دیکھا۔ روشن قیاس: روشن عقل والا۔ سخن سنج: بات کو تولنے والا۔ مقدار: مرتبہ۔ مردم: لوگ۔ شناس: مقدار کے ساتھ لگ کر مقدار شناس ہے: مرتبہ پہچاننے والا۔ (۲) برای: رائے میں۔ بہش: اسکو بہتر۔ دید: دیکھا۔ بیش: زیادہ۔ نشاندش: اسکو بٹھایا۔ زبردست: داہنے ہاتھ یا اونچا۔ دستور: وزیر۔ خویش: اپنا۔ (۳) چناں: ایسا۔ حکمت: دانائی۔ معرفت: پہچان۔ کاربست: عمل پیرا ہوا۔ در: میں۔ امر: حکم۔ نہیش: اسکا منع کرنا۔ درونے: کوئی دل۔ نخست: نہ زخمی ہوا۔ (۴) درآورد: لے آیا۔ ملکے: سارے ملک کو۔ ی تعظیم کیلئے ہے۔ زیر قلم: قلم کے نیچے یعنی فرمان میں۔ کزو: کہ اس سے۔ وجودے: کوئی وجود۔ نیامد: نہ آیا۔ الم: رنج۔ (۵) ہمہ: تمام۔ حرف گیراں: جمع حرف پکڑنے والے یعنی عیب چیں۔ ببست: اس نے بند کر دی۔ حرفے: کوئی بات۔ بد: بری۔ ش: اسکی۔ برنیامد: ظاہر نہ ہوئی۔ زدست: ہاتھ سے۔ (۶) حسودیکہ: جو حاسد کہ۔ یک جو: ایک جو۔ خیانت: بد دیانتی۔ ندید: نہ دیکھی۔ بکارش: اسکے کام میں۔ نیامد: نہ آیا۔ چو گندم: گندم کی طرح۔ طپید: تڑپنا یعنی مضطرب۔ (۷) دلش: اسکا دل۔ پرتو: سایہ۔ گرفت: پکڑا۔ کہن: پرانا۔ غم نو: نیا غم۔ گرفت: آ لیا۔ (۸) ندید: اس نے نہ دیکھی۔ خردمند: عقلمند۔ را: کی۔ رخنہ: کوئی خرابی۔ در وے: جس میں۔ تواند زدن: مار سکے۔ طعنہ: کوئی طعنہ۔

تشریح: (۱) وزیر اعظم بننے کے لیے انسان کے اندر جن اوصاف کا ہونا ضروری ہے وہ تمام کے تمام اس مسافر درویش کے اندر موجود تھے کسی بھی عہدے پر فائز ہونے کیلئے انسان میں ان صفات (نیک سیرت، روشن خیال، قرآن و حدیث کی فہم میں بات کی نوک پلک سمجھنے اور مرتبہ شناسی) کا ہونا لازمی ہے۔ (۲) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ جب بادشاہ نے مسافر درویش کو صائب الرائے کے تناظر میں بزرگوں سے بہتر پایا تو اسے دائیں ہاتھ کی طرف موجود وزارت عظمٰی کی مسند پر بٹھا دیا۔ قدیم دور میں وزیر اعظم کا مسند دائیں طرف ہوا کرتا تھا۔ مرتبہ و مردم شناسی اور صائب الرائے ہونا انسان کے اندرونی اوصاف ہیں، برعکس حب جاہ یہ انسان سے باہر کی چیزیں ہیں۔ (۳) چونکہ بادشاہ خود مردم شناس تھا چنانچہ بادشاہ نے مسافر فقیر میں جو گوہر دیکھے تھے ان کے پیش نظر ایسی حکمت عملی اختیار کی۔ اس کے فیصلے کے مثبت و منفی پہلوؤں کے پیش نظر کسی کی دل شکنی نہیں ہوئی بلکہ ارکان دولت سمیت پوری رعایا نے بخوشی وہ فیصلہ قبول کر لیا۔ (۴) عقلا کا دستور ہے کہ جو شخص میٹھی چیز سے مر جائے اسے زہر نہیں دینا چاہیے۔ البتہ شہد یا میٹھی چیز سے مارنے کیلئے صلاحیت و مہارت درکار ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے مسافر درویش کو وزیر اعظم بنانے کیلئے اپنی صلاحیت و مہارت کو ایسے استعمال کیا کہ کسی کی [illegible] کرنی پڑی۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے۔ اس شعر میں یہ کہا گیا ہے کہ بادشاہ نے اپنی صلاحیت اور مہارت کو ایسے طریقے سے استعمال کیا کہ اس سے کوئی قانونی و آئینی یا اخلاقی سطح پر کسی قسم کی کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی جس سے کسی کو اعتراض کرنے کا موقع ملتا۔ (۶) کسی اہم عہدے کا انتخاب شخصی کمال و مہارت پر ہوتا ہے نہ کہ قبائلی و خاندانی اور دیرینہ ملازمت پر، شخصیت کوئی بھی ہو اس کے لیے اہم عہدے کے حوالے سے اہلیت کا جوہر ہونا لازمی ہے۔ چونکہ مسافر درویش میں وہ جوہر موجود تھا چنانچہ بادشاہ نے قبائلی و خاندانی اور دیرینہ وفاداریوں کی بندشوں کو توڑ کر اسے وزیر اعظم بنایا لہٰذا حاسد کے باوجود حرف گیری کا موقع نہ آیا۔ (۷) مسافر درویش دیانت دار تھا۔ چنانچہ اس کی دیانت و حسن انتظام کی وجہ سے ملک دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا گیا۔ البتہ سابق وزیر کو حسد کی آگ نے لپیٹ لیا، لیکن نئے وزیر اعظم (مسافر درویش) کے حسن تدبر کے سامنے حاسد کے حسد کی ایک بھی پیش نہ چلی۔ (۸) چونکہ نیا وزیر اعظم مسافر اور درویش ہونے کے باوجود ذکی الفہم اور عقلمند انسان تھا کہ اس کی عقل و خرد سے ظہور پذیر ہونے والی اچھی تدبیروں نے خیر و بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں دیا تھا، یہی وجہ تھی کہ کسی حاسد کو یہ موقع نہ مل سکا کہ وہ بادشاہ کو تیغ طعن سے زخمی کرے۔

marfat.com

١	امین و بد اندیش طشتند و مور	نشاید در و رخنہ کردن بزور
	امانتدار اور مخالف کی مثال طشت اور چیونٹی کی سی ہے	جو اس میں طاقت سے سوراخ نہیں کرسکتی ہے
٢	ملک را دو خورشید طلعت غلام	بسر بر کمر بستہ بودے مدام
	بادشاہ کے دو نوکر جن کا چہرہ سورج کی طرح تھا	ہمیشہ خدمت کے لیے سرہانے کمربستہ رہتے تھے
٣	دو پاکیزہ پیکر چو حُور و پری	چو خورشید و ماہ از سہ دیگر بری
	دونوں پاکیزہ صورت حُور اور پری کی طرح	جیسے چاند سورج تیسرے سے پاک
٤	دو صورت کہ گفتی یکے نیست بیش	نمودہ در آئینہ ہمتائے خویش
	دونوں ہی ایسی صورتیں کہ تو کہے ایک دوسرے سے بڑھا ہوا نہیں	آئینہ میں اپنا جیسا دکھاتے تھے
٥	سخنہائے دانائے شیریں سخن	گرفت اندراں ہر دو شمشاد بُن
	سمجھ کی باتوں اور بات کی شیرینی نے	ان دونوں شمشاد قد کے اندر اثر کیا
٦	چو دیدند کاوصاف خلقش نکوست	بطبعش ہوا خواہ گشتند و دوست
	جب انہوں نے دیکھا کہ اسکے اوصاف اور اخلاق اچھے ہیں	تو طبعاً اُس کے خیر خواہ اور دوست ہوگئے
٧	درو ہم اثر کرد میل بشر	نہ میلے چو کوتاہ بیناں بشر
	انسانی خواہش نے اس میں بھی اثر کیا	لیکن ایسی خواہش نہیں جو ناعاقبت اندیشوں کو شر کے ساتھ ہوتی
٨	از آسائشش آنگہ خبر داشتے	کہ در روئے ایشاں نظر داشتے
	اُس کو آرام کا اُس وقت پتہ چلتا	جب ان کا چہرہ دیکھ لیتا
٩	چو خواہی کہ قدرت بماند بلند	دل اے خواجہ در سادہ رویاں مبند
	اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا مرتبہ بلند رہے	اے صاحب تو دل امردوں سے نہ لگا

(١) امین: امانتدار۔ بد اندیش: بُرا سوچنے والا۔ طشت: کالی اندا ہیں۔ مور: چیونٹی۔ نشاید رخنہ کردن: نہیں رخنہ کرسکتی۔ بزور: زور کے ساتھ۔ (٢) ملک: بادشاہ۔ را: کے۔ خورشید طلعت: سورج کے چہرہ والے۔ غلام: نوکر۔ بسر: سر پر۔ کمر بستہ: کمر باندھے ہوئے۔ بودے: رہتے۔ مدام: ہمیشہ۔ (٣) پیکر: جسم۔ چو: مثل۔ حُور: جنت کی عورت۔ پری: جنات کی خوبصورت مادہ۔ خورشید: سورج۔ ماہ: چاند۔ از: سے۔ سہ دیگر: تیسرا۔ بری: پاک۔ (٤) گفتی: تونے کہا۔ یکے: ایک۔ نیست: نہیں ہے۔ بیش: زیادہ۔ نمودہ: دکھائی دیتا تھا۔ در: میں۔ آئینہ: شیشہ جسمیں دیکھتے ہیں۔ ہمتا: مثل۔ خویش: اپنا۔ (٥) سخنہا: جمع باتیں۔ دانا: عقلمند۔ شیریں سخن: میٹھی بات والا۔ گرفت: پکڑی۔ اندراں ہر دو: ان دونوں کے اندر۔ شمشاد: سرو جیسا ایک درخت۔ بُن: جڑ۔ (٦) دیدند: انہوں نے دیکھا۔ کاوصاف: کہ اوصاف جمع وصف۔ خلق: اخلاق۔ ش: اس کے۔ نکوست: اچھے۔ بطبعش: طبیعت میں اس کے۔ ہوا خواہ: خیر خواہ۔ گشتند: ہوگئے۔ (٧) درو: اس میں۔ ہم: بھی۔ اثر کرد: اثر کیا۔ میل: رغبت۔ بشر: آدمی۔ نہ میلے: ایسا میلان نہیں۔ چو: جیسے۔ کوتاہ بیناں: جمع تنگ نظر لوگ۔ بشر: شر کے ساتھ۔ (٨) آسائش: آرام۔ آنگہ: اس وقت۔ خبر داشتے: وہ خبر رکھتا۔ روئے ایشاں: انکے چہرے۔ نظر داشتے: وہ نظر رکھتا۔ (٩) چو: جب۔ خواہی: تو چاہے۔ قدرت: تیری قدر۔ بماند: رہے۔ خواجہ: صاحب۔ سادہ رویاں: جمع امرد لڑکے یا معشوق۔ مبند: مت باندھ۔

تشریح: (١) جو شخص دیانتداری سے اپنے فرائض سر انجام دینے کا خوگر بنا ہوا ہے کوئی بدخواہ نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ بدخواہ کی حیثیت اس کمزور چیونٹی جیسی ہوتی ہے جو کسی پلیٹ میں سوراخ نہیں کرسکتی پس معلوم ہوا کہ دیانتدار کے مقابلے میں بدخواہ چیونٹی کی طرح کمزور ہے۔ (٢) جس سربراہ کے پاس ایسے وفادار لوگ ہوں جو بادشاہ کی خلوص دل سے خدمتگاری کرتے ہوں تو وہ سربراہ رسوا نہیں ہوتا کیونکہ بادشاہ کے تمام معاملات کی بہتر تکمیل کا دارومدار انہیں وفادار مخلص خدام پر ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی حیثیت شعر میں موصوف بادشاہ کی تھی۔ (٣) بادشاہ کے وفادار خادم حسن جسم و حسن تدبیر اور حسن انتظام میں ایسے بے مثال تھے کہ وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے یہ دونوں غلام بادشاہ کے قرب پر نازاں تھے لہٰذا وہ دونوں خوشدلی سے خدمتگاری کے فرائض سر انجام دیکر بادشاہ کیلئے اطمینان کا باعث تھے۔ (٤) وہ دونوں غلام اس قدر خوبصورت تھے کہ انہیں ایک دوسرے پر ترجیح دینا ناممکن تھا ان جیسے دو خوبصورت صرف آئینے میں نظر آسکتے تھے۔ آئینے سے باہر نہیں اس شعر میں ان دونوں غلاموں کے بے مثل حسن کی تائید کو آئینہ سے باہر تک مقید کیا گیا ہے۔ (٥) مسافر درویش جو وزارت عظمٰی کے عہدے پر فائز تھا اس کی شیریں کلامی نے بادشاہ کی طرح ان دونوں غلاموں کو بھی ایسا متاثر کیا کہ وہ دونوں وزیر باتدبیر کے مائل ہوگئے چنانچہ ان دونوں غلاموں کے دل میں وزیر باتدبیر کی شیریں گفتگو نے جڑ پکڑ لی (٦) چنانچہ وہ دونوں غلام وزیر باتدبیر (مسافر درویش) کی خوش اخلاقی اور عمدہ گفتگو سے متاثر ہو کر دل ہی دل میں اسکے خواہاں اور دوست ہوگئے انسانی فطرت کا تقاضی ہے کہ زبان سے نکلے ہوئے اچھے اور میٹھے بول انسان کی ذہنی و قلبی دنیا فتح کرلیتے ہیں۔ (٧) چنانچہ وہ دونوں غلام بھی وزیر باتدبیر (مسافر درویش) کے میٹھے بولوں کے جال میں پھنس کر خود کو وزیر باتدبیر کے ذہنی و قلبی شکنجے میں جکڑ لیا چنانچہ خوبصورت غلاموں کے رجحان و توجہ نے وزیر باتدبیر (مسافر درویش) کو بھی اپنی طرف مائل کرلیا لیکن یہ میلان بدکاری کے طور پر نہیں تھا بلکہ ذہن و قلب کے فطری عمل کی بنا پر تھا۔ (٨) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ وزیر اعظم (مسافر درویش) ان دونوں غلاموں کے حسن و دوستی میں اتنا گم ہوا کہ انہیں دیکھے بغیر اسے سکون نہ ملتا اور یہ بے سکونی اس حد تک بڑھ گئی کہ وزیر اعظم کی بیقراری مخالفین و حاسدین کا ہتھیار بن گئی۔ (٩) کہا جاتا ہے کہ مخالف کی کمزوری کا علم ہونا آدھی کامیابی ہے باقی کامیابی ان کمزوریوں سے فائدہ اٹھانا ہے شیخ سعدیؒ نے اس شعر میں یہ نصیحت کی ہے کہ بلند مرتبہ رہنے کے لیے اپنے دل اور نظر کو خوبصورت معشوقوں میں نہیں الجھانا چاہیے۔

marfat.com

دگر خود نباشد غرض درمیاں	١	حذر کن کہ دارد بہیبت زیاں	
اگرچہ کوئی غرض درمیان میں نہ آئے		پھر بھی بچ اسلئے کہ یہ دبدبہ کے نقصان کا سبب ہے	
وزیر اندریں شمّہ راہ برد	٢	بخبث ایں حکایت بر شاہ برد	
وزیر کو اس معاملے میں کچھ موقع ملا		خباثت کی وجہ سے یہ معاملہ بادشاہ کے سامنے لے گیا	
کہ ایں را ندانم چہ خوانند و کیست	٣	نخواہد بساماں دریں ملک زیست	
میں اسکو نہیں جانتا کہ لوگ کیا کہہ کر پکارتے ہیں اور وہ کون ہے؟		وہ اس ملک میں عزت سے جینا نہیں چاہتا	
شنیدم کہ با بندگانش سر است	٤	خیانت پسندست و شہوت پرست	
میں نے سنا ہے کہ اس کا خادموں کیطرف رجحان ہے		خیانت کو پسند کرنے والا اور شہوت پرست ہے	
سفر کردگاں لاأبالی زیند	٥	کہ پروردۂ ملک و دولت نیند	
پردیسی بے پرواہ زندگی بسر کرتے ہیں		کیونکہ وہ اس ملک اور حکومت کے پلے ہوئے نہیں ہیں	
نشاید چنیں خیرہ روئے تباہ	٦	کہ بدنامی آرد در ایوان شاہ	
ایسا بے حیا بے غیرت مناسب نہیں ہے		جو شاہی محل میں بدنامی لائے	
مگر نعمت شہ فراموش کنم	٧	کہ بینم تباہی و خامش کنم	
یقیناً شاہی نعمت کو فراموش کروں		جو تباہی دیکھوں اور خاموش رہوں	
بہ پندار نتواں گفت زود	٨	نگفتم ترا تا یقینم نہ بود	
محض خیال سے میں یہ بات جلد نہ کہہ سکا		میں نے تجھ سے اس وقت تک ذکر نہ کیا جب تک یقین نہ آگیا	

(١) خود: اپنی۔ نباشد: نہ ہوئے۔ غرض: خواہش۔ درمیاں: درمیان میں۔ حذر کن: پرہیز کر۔ دارد: رکھتا ہے۔ بہیبت: رعب میں۔ زیاں: نقصان۔ (٢) وزیر: سابق۔ اندریں: اس معاملہ میں۔ شمّہ: تھوڑی سی۔ راہ برد: راستہ لے گیا۔ بخبث: خباثت کے ساتھ۔ حکایت: واقعہ۔ (٣) ایں: یہ۔ را: کو۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ چہ خوانند: کیا کہہ کر بلاتے ہیں۔ کیست: کون ہے۔ نخواہد زیست: نہیں جینا چاہتا۔ بساماں: سامان کے ساتھ یعنی عزت سے۔ دریں ملک: اس ملک میں۔ (٤) شنیدم: میں نے سنا۔ بندگانش: بندگان کا مضاف الیہ ہے۔ بندگان: غلام۔ ست: ہے۔ خیانت پسند: خیانت پسند کرنیوالا۔ شہوت پرست: شہوت کا دلدادہ۔ (٥) سفر کردگاں: سفر کیے ہوئے۔ لاأبالی: بے پرواہ۔ زیند: جیتے ہیں۔ کہ: کیونکہ۔ پروردہ: پلے ہوئے۔ ملک: حکومت۔ نیند: نہیں ہیں۔ (٦) نشاید: نہیں چاہیے۔ چنیں: ایسا۔ خیرہ روئے: بے شرم۔ تباہ: خراب۔ آرد: لائے۔ در: میں۔ ایوان شاہ: شاہی محل۔ (٧) مگر: شاید یقیناً۔ فراموش کنم: بھلادوں میں۔ کہ: جبکہ۔ بینم: دیکھوں میں۔ خامش کنم: خاموشی اختیار کروں میں۔ (٨) بہ: ساتھ۔ پندار: ظن و گمان۔ نتواں گفت: کے ساتھ حل کر نہیں کہہ سکتے۔ زود: جلدی۔ نگفتم: میں نے نہیں کہی۔ ترا: تجھکو۔ تا: جبتک۔ یقینم: مجھ کو یقین۔

تشریح: (١) بدکاری کی نیت نہ بھی ہو تب بھی قلب ونظر کو نظربازی اور دلداری کے کھیل سے دور رکھنا چاہیئے کیونکہ اس سے نہ صرف رعب ختم ہو جاتا ہے۔ بلکہ رسوائی کا منہ بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ جب کسی شخص کی ذلت مقصود ہوتی ہے تو اسے لڑکوں کی محبت میں الجھا دیا جاتا ہے۔ (٢) پہلا وزیر جو مسافر درویش کی وزارت عظمیٰ کے حوالے سے پیچ و تاب کھائے ہوئے تھا جب اسے معلوم ہوا کہ یہ شخص (وزیر اعظم) لڑکوں کی محبت کے جال میں پھنس گیا ہے تو اس نے یہ موقع غنیمت جانا اور بادشاہ کے سامنے وزیر اعظم کی شکایات کے پل باندھ دیئے۔ (٣) سابق وزیر اعظم تو پہلے سے ہی پیچ و تاب کھائے بیٹھا تھا اس لیے وہ موقع کی تلاش میں تھا کہ جونہی کوئی کمزوری ہاتھ لگے اور میں اپنی کاروائی کروں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ موجودہ وزیر (مسافر درویش) کو دو غلاموں کی طرف راغب دیکھا تو حسب نسب کی لاعلمی وغیرہ کو آڑ بنا کر شکایت کر دی۔ (٤) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے۔ پہلے شعر میں دو غلاموں کی طرف رغبت اور حسب ونسب سے لاعلمی وغیرہ کو ہدف بنایا جبکہ اس شعر میں (مسافر درویش) پر دونوں غلاموں کی طرف رغبت کے ساتھ ساتھ خیانت اور شہوت پرستی کا الزام دیکر بادشاہ کو مسافر درویش کے وزیر اعظم بنائے جانے کے فیصلہ پر نظر ثانی کی طرف متوجہ کیا۔ (٥) سابق وزیر نے بادشاہ کے خوب کان بھرے اور استدلال کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جو لوگ دیس پردیس خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے ہیں ان کا مستقل ٹھکانہ نہ ہونے کے باعث بے پرواہی اور مجھول این وطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے لوگ ملکی یا غیر ملکی قوانین کی پاسداری کرنے میں تامل کرتے ہیں۔ (٦) چونکہ اس نوعیت کے بے پرواہ لوگ کسی محسن کے احسان مند نہ ہونے کے ساتھ ساتھ شاہی محل کیلئے بدنامی کا باعث ہوتے ہیں اسلئے مسافر لوگوں سے کسی بھلائی کی توقع کرنا حماقت سے کم نہیں لہٰذا ایسا شخص ایک عام اہلکار ہونے کے لائق نہیں چہ جائیکہ اسے وزارت عظمیٰ کا منصب دیا جائے۔ (٧) سابق وزیر نے اپنا حسد چھپانے کے ساتھ ساتھ بادشاہ سے وفاداری کا دعویٰ کرکے ایک تیر سے دو شکار کھیلے ہیں کیونکہ بادشاہ کی عقابی نظریں تحقیقی مواد دیکھے بغیر وزیر کی بات کو پہلی ہی شکایت پر اہمیت دینے کو تیار نہ تھیں۔ اس لیے سابق وزیر نے اپنی وفاداری کا تیر چلا دیا۔ (٨) بادشاہ کو یقین دلانے کے لیے سابق وزیر نے دوسرا حربہ استعمال کیا کہ میں جو کچھ آپ کے گوش گذار کر رہا ہوں وہ معاملے کی پوری چھان بین کے بعد جو حقائق سامنے آئے ہیں اسے آپ (بادشاہ) کے سامنے لانا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ آپ کو معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں آسانی رہے۔

marfat.com

مصرع ثانی		مصرع اول
کزیناں دو یکیتن در آغوش داشت	۱	زفرمانبرانم کسے گوش داشت
کہ ان دونوں میں سے ایک کو وہ بغل میں دبائے تھا		میرے نوکروں میں سے ایک دیکھ رہا تھا
چناں کازمودم تو نیز آزمای	۲	من ایں گفتم اکنوں ملک راست رای
میں نے تو ایسا ہی آزمایا اب آپ بھی آزمالیں		میں نے یہ عرض کردیا اب رائے بادشاہ کی ہے
کہ بد مرد را نیک روزے مباد	۳	بنا خوب تر صورتے شرح داد
خدا کرے برے شخص کو نیک دن نہ نصیب ہو		برائی کے ساتھ واقعہ کی تفصیل کی
درون بزرگاں بآتش بتافت	۴	بد اندیش بر خوردہ چوں دست یافت
بڑوں کے دل کو آگ سے جلادیا		دشمن نے جب برائی پر قابو پا لیا
پس آنگہ درخت کہن سوختن	۵	بخردہ تواں آتش افروختن
پھر پرانے درخت کو جلا سکتے ہیں		چنگاری سے آگ روشن کرسکتے ہیں
کہ جوشش برآمد چو مرجل بسر	۶	ملک را چناں گرم کرد ایں خبر
کہ اس کو ایسا جوش آیا جیسا کہ سر پر دیگ ابلتی ہے		اس خبر نے بادشاہ کو ایسا گرم کیا
ولیکن سکوں دست در پیش داشت	۷	غضب دست در خون درویش داشت
لیکن بردباری نے آگے ہاتھ کردیا		غصہ نے فقیر کے خون میں ہاتھ رنگنا چاہا
ستم در پئے داد نامردی بود	۸	کہ پروردہ کشتن نہ مردی بود
داد دہش کے بعد ظلم کرنا غلطی ہے		کہ پالے ہوئے کو مارنا بہادری نہیں ہے

(۱) زفرمانبرانم: تو سے۔ فرمانبران: حکم ماننے والے تم، میرے۔ کسے: کوئی شخص۔ گوش: کان۔ داشت: رکھتا تھا۔ کزیناں: کہ ان میں سے۔ یکیتن: ایک۔ آغوش: بغل۔ (۲) من: میں۔ ایں: یہ۔ گفتم: میں نے کہا۔ اکنوں: اب۔ ملک: بادشاہ۔ را: کو۔ است: ہے۔ رای: مشورہ۔ چناں: جیسے۔ کازمودم: کہ آزمودم، کہ آزمایا میں نے۔ نیز: بھی۔ آزمای: آزمالے۔
(۳) بنا خوب تر: بہت زیادہ بری۔ شرح داد: شرح بیان کی۔ بدمرد: برا آدمی۔ را: کو۔ نیک روزے: اچھا دن۔ مباد: نہ ہو۔
(۴) بداندیش: برا سوچنے والا۔ بر: پر۔ خوردہ: عیب۔ چوں: جب۔ دست یافت: قابو پایا، اطلاع پائی۔ درون: دل۔ بآتش: آگ کے ساتھ۔ بتافت: گرم کیا۔ (۵) بخردہ: چنگاری سے۔ تواں افروختن: جلاسکتے ہیں۔ آتش: آگ۔ پس: پھر۔ آنگہ: اس وقت۔ کہن: پرانا۔ سوختن: جلانا۔ (۶) ملک: بادشاہ۔ چناں: ایسے۔ کرد: کیا۔ ایں: یہ۔ جوشش: اس کو جوش۔ برآمد: نکل آیا۔ مرجل: ابلنے کی دیگ۔ بسر: سر کو۔
(۷) غضب: غصہ۔ دست: ہاتھ۔ داشت: رکھا۔ سکون: حوصلہ۔ درپیش: سامنے۔
(۸) پروردہ: پالا ہوا۔ کشتن: مار ڈالنا۔ مردی: بہادری، مروت۔ بود: ہووے۔ ستم: ظلم۔ درپے: پیچھے۔ داد: بخشش۔ مردی: بدی۔

تشریح: (۱) سابق وزیر نے اپنی تحقیقات کا دائرہ اپنے ہی ایک ملازم کے گرد کھینچ دیا اور اسی ملازم کے چشم دید معاملے کو موجودہ وزیر کے دو غلاموں میں سے کسی ایک کو آغوش میں لیکر لطف اندوز ہونے کے حوالے سے اپنے بیان کو مبنی بر صداقت وحقیقت قرار دیا۔ (۲) سابق وزیر کے قول کے مطابق کہ میرا فرض منصبی تھا کہ اپنے ملازم کے چشم دید واقعہ کو کشش کر اصل صورتحال سے آگاہ کردیا ہے جو کہ بادشاہ کی رائے پر نتیجہ خیز ثابت ہوگا کیونکہ اصل فیصلہ بادشاہ کی رائے کے تناظر میں ہی ممکن ہوگا۔ لہٰذا بادشاہ سلامت خود ہی تحقیقات کرلیں۔ (۳) وقت برا ہو یا اچھا آخر گذر جاتا ہے لیکن اگر کسی برے شخص کے ہاتھ اچھا وقت یعنی زمام حکومت کا آجانا ایسے ہے جیسے ملک وقوم کے وقار کو خود اپنے ہاتھوں ذلت ورسوائی کا سامان مہیا کرنا ہے۔ لہٰذا قوم کو ذلت سے بچانے کے لیے اسے وزارت سے ہٹانا ضروری ہے۔ (۴) بدخواہ کوئی بھی ہو وہ ہمیشہ بڑے بزرگوں کا دل دکھانے اور کسی مخالف کی بدخواہی کرکے اس سے متنفر کرنے کیلئے طرح طرح کی بدگمانیاں پیدا کرنا ہی اپنا مقصد زندگی سمجھتا ہے جیسا کہ سابق وزیر ایسے بدخواہ کو وزیر اعظم (مسافر درویش) کے خلاف بادشاہ کو بھڑکانے کا موقع مل گیا۔ (۵) اس شعر میں ایک تمثیل کے ذریعے کسی کو بھڑکانے یا بدگمان کرنے کے حوالے سے بات سمجھائی گئی ہے کہ صرف چنگاری کو شعلے میں بدلنا مشکل کام ہے۔ جب چنگاری شعلہ بن جاتی ہے تو پھر پورے جنگل کو آگ لگانا آسان ہوجاتا ہے۔ بادشاہ کو بھڑکانے کے لیے سابق وزیر کے پاس چنگاری ہاتھ لگ گئی تھی۔ (۶) یہ انسانی فطرت ہے کہ جب انسان کسی پر اعتماد کرکے اہم ذمہ داری سونپتا ہے تو اعتماد کے ٹھیس پہنچنے پر غصے میں آگ بگولا ہوجاتا ہے جس کی لگام غصے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ وہ غیظ وغضب میں اتنا آگے بڑھ جاتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ کچھ یہی کیفیت بادشاہ کی بھی ہوئی تھی۔ (۷) چنانچہ بادشاہ نے غصے میں آکر وزیر اعظم (مسافر درویش) کو جان سے مار ڈالنے کا فیصلہ کرلیا۔ لیکن بادشاہ معاملہ فہم اور جہاں دیدہ آدمی تھا اس لیے اس نے نہ صرف حوصلے سے کام لیا، بلکہ حقائق کا ادراک کرنے کے لیے ماحول کا بغور مطالعہ کرنے لگا۔ (۸) پہلے دور کے بادشاہ اصول پسند اور حوصلہ مند ہوا کرتے تھے۔ اس لیے بادشاہ نے اصول پرستی وحوصلہ مندی کا مظاہرہ کرکے وزیر اعظم (مسافر درویش) کی گردن مارنے سے باز آیا۔ کیونکہ بادشاہ کی یہ سوچ تھی کہ جسے انتہا کی جانچ پرکھ کے بعد منصب پر بٹھایا ہے اسے اتنی جلدی مار ڈالنا اچھا نہیں۔

marfat.com

میازار پروردۂ خویشتن	۱	چو تیر تو دارد بہ تیرش مزن
اپنے پروردہ کو مت ستا		جب وہ تیرا ترکش سنبھالے ہوئے ہے تو اسکو تیر نہ مار
بنعمت نبایست پروردنش	۲	چو خواہی بہ بیداد خوں خوردنش
نعمت سے اس کو نہ پالنا چاہیئے		جب تو ظلم سے اس کا خون پینا چاہتا ہے
ازو تا ہنرہا یقینت نشد	۳	در ایوان شاہی قرینت نشد
اس کے ہنروں کا جب تک تجھے یقین نہ ہو گیا		وہ شاہی محل میں تیرا مصاحب نہ بنا
کنوں تا یقینت نگردد گناہ	۴	بگفتار دشمن گزندش مخواہ
اب جب تک خطا کا تجھے یقین نہ ہو جائے		دشمن کے کہنے سے اس کو نقصان نہ پہنچا
ملک در دل ایں راز پوشیدہ داشت	۵	کہ قول حکیماں نیوشیدہ داشت
بادشاہ نے اس راز کو پوشیدہ رکھا		کیونکہ وہ داناؤں کی بات سنے ہوئے تھا
دلست اے خردمند زندانِ راز	۶	چو گفتی نیاید بزنجیر باز
اے عقلمند! دل راز کا قید خانہ ہے		جب تو کہہ چکا تو وہ زنجیر سے واپس نہیں آتا
نظر کرد پوشیدہ در کارِ مرد	۷	خلل دید در رائی ہشیار مرد
اس مرد کے کام کو پوشیدہ طور پر دیکھا		ہوشیار مرد کی رائے میں خلل دیکھا
کہ ناگہ نظر زی یکے بندہ کرد	۸	پری چہرہ در زیرِ لب خندہ کرد
کہ اس نے اچانک ان دونوں میں ایک کی طرف دیکھا		وہ پری جیسے چہرہ والا مسکرا دیا

(۱) میازار: مت ستا۔ پروردہ: پالا ہوا۔ خویشتن: اپنا۔ چو: جب۔ تیر تو: تیرا تیر۔ دارد: رکھتا ہے۔ بہ تیرش: تیر کے ساتھ اس کو۔ مزن: مت مار۔ (۲) نبایست پروردنش: اسکو نہیں پالنا چاہیئے۔ چوں: جب۔ خواہی: خوردن کے در پے لگتا ہے، پینا چاہتا ہے۔ ش: اس کا۔ (۳) ازو: اس سے۔ تا: جب تک۔ ہنرہا: جمع۔ یقینت: تجھ کو یقین۔ نشد: نہیں ہوا۔ ایوان شاہی: شاہی محل۔ قرینت: تیرا ازدیکی ساتھی۔ (۴) کنوں: اب۔ تا: جب تک۔ نگردد: نہ ہو جائے۔ گفتار: بات۔ گزندش: اس کی تکلیف۔ مخواہ: مت چاہ۔ (۵) ملک: بادشاہ۔ ایں: یہ۔ پوشیدہ داشت: پوشیدہ رکھا۔ کہ: کیونکہ۔ قول حکیماں: حکماء کی بات۔ نیوشیدہ داشت: اس نے سُن رکھی تھی۔

(۶) دلست: دل ہے۔ خردمند: عقلمند۔ زنداں: قید خانہ۔ چو: جب۔ گفتی: تو نے کہدیا۔ نیاید: نہ آئے۔ باز: واپس۔ (۷) نظر کرد: دیکھا۔ پوشیدہ: چھپ کر۔ در: میں۔ کار: کام۔ خلل: عیب۔ دید: دیکھا۔

(۸) ناگاہ: اچانک۔ زی یکے: ان میں سے ایک۔ بندہ: غلام۔ کرد: کی۔ پری چہرہ: پری کے چہرہ والا یعنی حسین۔ زیر لب: لبوں کے نیچے آہستہ سے۔ خندہ کرد: مسکرایا۔

تشریح: (۱) اس شعر میں دورِ قدیم کے ایک دستور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ قدیم زمانہ میں یہ دستور تھا کہ بادشاہ جس کو امن و امان میں رکھنا تو اسے نشانی کے طور پر اپنا تیر دے دیتا تھا جسے دیکھ کر بادشاہ کے تمام ملازم اس شخص کے اعزاز و اکرام میں پیش پیش رہتے تھے۔ (۲) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے۔ اس میں بادشاہ کی سوچ بیان کی گئی ہے کہ جس شخص کو کسی بھی طرح جان سے مارنا ہو تو پھر اس پر احسان نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن دورِ حاضر کے حکمران اپنا ظلم چھپانے کے لیے پہلے کسی پر احسان کرتے ہیں پھر اسے جان سے مار ڈالتے ہیں۔ (۳) اس شعر میں بھی بادشاہ کی سوچ بیان کی گئی ہے کہ یہ وہی مسافر درویش ہے جو اپنی ہنرمندی کی وجہ سے تمام اہلکاروں کے مقابلے میں شاہی محل میں سب سے زیادہ مقرب ہوا تھا۔ وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر بٹھاتے وقت کوئی معترض نہیں تھا۔ اب صرف دشمن کی باتوں میں آکر اسے نقصان پہنچانا دانشمندی نہیں ہے۔ (۴) اس شعر میں بادشاہ کی سوچ کا اظہار کیا گیا ہے کہ جس طرح اس کے کمالات کا یقین کئے بغیر اسے اپنے محل میں اہم مقام و منصب نہیں دیا تھا۔ اسی طرح صرف دشمن کی باتوں پر یقین کر کے بلا سوچے سمجھے اس کو تکلیف نہیں دینی چاہیئے۔ (۵) جہاندیدہ اور متانت پسند بادشاہ ہمیشہ دانشوروں کے اقوالِ زرّیں سے نہ صرف واقفیت رکھتے ہیں، بلکہ ان پر عمل پیرا بھی ہوتے ہیں۔ شعر کے موصوف بادشاہ نے بھی عقلاء کی اس بات پر عمل کیا کہ راز اس وقت تک راز رہتا ہے جب تک اپنے دل میں قید ہے۔ چنانچہ اس نے کسی کو کچھ نہ بتایا بلکہ حقیقتِ احوال سے واقف ہونے کے لیے خود ہی آزمانے پر آمادہ ہوا۔ (۶) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ بھید کو صرف اپنے ہی دل میں محدود رکھا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر راز افشا ہونے کا اندیشہ ہے۔ بھید کھلنے پر نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے جہاندیدہ و دانشورانہ اقدام کیا کہ مصلحتاً خاموش رہا۔ (۷) بادشاہ نے حقیقت سے آگاہ ہونے کے لیے وزیرِ اعظم (مسافر درویش) اور غلاموں سے تعلقات کے حوالے سے حالات کا خود جائزہ لیا جسے وہ صرف مرد سمجھتا تھا وہ ایک ہوشیار و چالاک مرد نکلا۔ چنانچہ بادشاہ نے گڑبڑ محسوس کی۔ (۸) چونکہ موجودہ وزیرِ اعظم (مسافر درویش) بادشاہ کے کمال حد تک یقین دلانے میں کامیابی حاصل کرنے کے باعث بادشاہ کی خفیہ کارروائی سے غافل تھا۔ اسی غفلت کے عالم میں جب اچانک اس نے غلام کی طرف دیکھا تو وہ پیغامِ محبت کے سبب مسکرا دیا اور بادشاہ معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا کہ وزیر کے خلاف شکایات میں صداقت ہے۔

marfat.com

دو کس را کہ باہم بود جان و ہوش	۱	حکایت کنانند و ایشاں خموش
ایسے دو شخص کہ انکی جان اور ہوش ایک ہوں		آپس میں بات کر لیتے ہیں اور چپ رہتے ہیں
تو دانی کہ صاحب نظر زیر زیر	۲	نگردد چو مستسقی از دجلہ سیر
تو جانتا ہے کہ چھپے دیکھنے والا		سیر نہیں ہوتا جیسا کہ استسقاء کی بیماری والا دجلہ
ملک را گمان بدی راست شد	۳	بسودا برو خشمگیں خواست شد
بادشاہ کے لیے بدی کا گمان یقینی ہو گیا		جنون سے اس پر غضب ناک ہو گیا
ہم از حسن تدبیر و رائے تمام	۴	بآہستگی گفتش اے نیک نام
پھر بھی حسن تدبیر اور مکمل رائے سے		دھیرے سے اس کو کہا کہ اے نیک نام
ترا من خردمند پنداشتم	۵	بر اسرار ملک امیں داشتم
میں نے تجھے عقلمند سمجھا		سلطنت کے رازوں پر امین بنایا
گماں بردمت زیرک و ہوشمند	۶	ندانستمت خیرہ و ناپسند
میں نے تجھے عقلمند اور باہوش گمان کیا		تجھے بے حیا اور ناپسند نہ جانا
چنیں مرتفع پایہ جائے تو نیست	۷	گناہ از من آمد خطائے تو نیست
ایسا بلند مرتبہ تیری جگہ نہیں ہے		میری غلطی ہوئی اور تیری کچھ خطا نہیں ہے
کہ چوں بدگہر پرورم لاجرم	۸	خیانت روا داردم در حرم
جب میں کسی بد اصل کی پرورش کروں تو لامحالہ		میرے حرم میں خیانت روا رکھے گا
برآورد سر مرد بسیار داں	۹	چنیں گفت با خسرو کارداں
بہت کچھ جاننے والے مرد نے سر اٹھایا		قوم کے بادشاہ سے یہ کہا

(۱) دو کس: دو شخص۔ باہم: اکٹھے۔ بود: ہووے۔ کنانند: کہا کرتے ہیں۔ وایشاں: حالانکہ وہ۔
(۲) دانی: تو جانتا ہے۔ صاحب نظر: دیکھنے والا۔ زیر زیر: نیچے نیچے، یہ نظر کی صفت ہے کہ چھپے چھپے دیکھنے والا۔ نگردد: نہیں ہوتا۔ مستسقی: استسقاء والا، ایک مرض جس میں سمندر بھی پی جائے تو مریض سیر نہیں ہوتا۔ دجلہ: عراق کا ایک دریا جو بغداد میں بہتا ہے۔ (۳) ملک: بادشاہ۔ راست شد: درست ہو گیا۔ بسودا: جنون سے۔ برو: اس پر۔ خشمگیں: ناراض۔ خواست: ہونا چاہا۔ (۴) ہم: بھی۔ حسن تدبیر: تدبیر کی اچھائی۔ رائے تمام: مکمل رائے۔ گفتش: اس کو کہا۔ (۵) ترا: تجھ کو۔ من: میں۔ پنداشتم: میں نے سمجھا۔ اسرار: جمع سرّ، راز۔ امیں: امانت دار۔ داشتم: میں نے رکھا۔ (۶) گماں: خیال۔ بردمت: لے گیا میں تجھ کو۔ زیرک: عقلمند۔ ہوشمند: ہوشیار۔ ندانستمت: میں نے تجھ کو نہیں جانا۔ خیرہ: بے حیا۔ (۷) چنیں: ایسا۔ مرتفع: بلند۔ پایہ: مرتبہ۔ جائے: جگہ۔ نیست: نہیں ہے۔ از من: مجھ سے۔ آمد: آیا۔ خطائے تو: تیری غلطی۔ (۸) کہ: کیونکہ۔ چوں: جب۔ بدگہر: بدذات۔ پرورم: پالوں میں۔ لاجرم: بے شک۔ روا: جائز۔ داردم: رکھے گا، یم حرم کے ساتھ لگتی ہے میرے حرم میں یعنی گھر میں۔ (۹) برآورد: نکالا۔ بسیار داں: بہت جاننے والا۔ چنیں: ایسے۔ گفت: کہا۔ خسرو: بادشاہ۔ کارداں: کام جاننے والا یعنی تجربہ کار۔

تشریح: (۱) جنہوں کا عشق صادق ہو وہ کب فریاد کرتے ہیں۔ لبوں پر مُہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں۔ عشق و محبت میں یہ ریت چلی آرہی ہے کہ عاشق و معشوق یک جان دو قالب ہونے کے باعث بات کرنے کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ آنکھیں ملتی ہیں اور دل مچل مچل کر لڑتے ہیں۔ (۲) اس شعر میں عشق کے متوالوں کے نظر بھر کر دیکھنے کے بار بار عمل کو استسقاء کے مریض سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح استسقاء کا مریض پورا دریائے دجلہ پی جائے تو پیٹ نہیں بھرتا اسی طرح عشق کے مریض کا دل بھی بار بار دیکھے بغیر نہیں بھرتا۔ (۳) بادشاہ نے جب خود عشق و محبت کے کھیل کو دیکھا اور خود عشق کی روشنی میں وزیر اور غلام کی اداؤں کو پرکھا تو اسے یقین کرنا پڑا یقین کی اس کیفیت سے دوچار ہو کر جوش میں انتہائی قدم اٹھانا چاہا مگر حوصلہ مندی کا مظاہرہ کیا۔ (۴) اس شعر میں بادشاہ کی حوصلہ مندی اس کی ذہنی و طبعی مزاج کی عکاسی ہو رہی ہے کہ غصے کی حالت میں بھی بادشاہ نے صبر و تحمل کا دامن نہ چھوڑا اور خود کو ضمیر کی عدالت میں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا کہ اے نیک نام میں نے تجھے کیا سمجھا اور تو کیا نکلا۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ بادشاہ زیر لب کہہ رہا ہے کہ میں نے تو تجھے عقلمند سمجھ کر ملک کے بہت بڑے عہدے پر بٹھا کر ملک و قوم کا امین بنایا تھا لیکن اے وزیر تو نے میرے تفویض کردہ عہدے کی لاج نہیں رکھی۔ (۶) یہ شعر بھی پہلے دو شعروں کا تکملہ ہے کہ بادشاہ پورے معاملے کو دیکھ کر زیر لب خود سے مخاطب ہوتے ہوئے محو گفتگو ہے کہ جسے میں نے عقلمند اور شریف النفس خیال کیا تھا وہ تو بے شرمی و ناپسندیدگی کی تمام حدود پھلانگ چکا ہے۔ (۷) جو شخص شریف الطبع ہوتا ہے وہ فطری طور پر اپنی ہی غلطیوں پر پشیمان ہوتا ہے۔ دوسروں کو وہ مطعون نہیں کرتا۔ چنانچہ بادشاہ کے اس عمل سے ثابت ہو گیا کہ بادشاہ شرافت کا پتلا تھا اس نے وزیر پر کوسنے برسانے کے بجائے اپنی جلد بازی و غلطی کا اعتراف کیا اور کہا کہ یہ بلند مقام تیری اہلیت سے بالاتر ہے مگر اس میں قصور میرا اپنا ہی ہے۔ (۸) ہر شریف آدمی اپنے محسن کا احسان مند رہتا ہے۔ بدذات اور کمینہ آدمی سب سے پہلے اپنے محسن کو ہی ڈستا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے اسی فطری تقاضے کا اظہار کیا ہے۔ (۹) وزیر اعظم بھی بہرحال ہوشیار تھا اس نے بادشاہ کی خفیہ کارروائیوں کی اطلاع پالی تھی اور بادشاہ کی روش سے اندازہ کر لیا تھا اس لیے وزیر نے بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میرے خلاف جو کچھ کہا گیا ہے وہ مبنی بر حقیقت نہیں۔

مرا چوں بود دامن از جرم پاک جب میرا دامن جرم سے پاک ہو	۱	نیاید خبثش بد اندیش باک دشمن کی خباثت کی کوئی پرواہ نہیں ہے
بخاطر برم ہرگز ایں ظن نرفت میری طبیعت میں ہرگز یہ خیال نہ گذرا تھا	۲	ندانم کہ گفت ایں چہ بر من نرفت نہ معلوم کس نے ایسی بات کہی جو مجھ پر نہیں گزری
شہنشہ برآشفت کانیک وزیر بادشاہ نے بگڑ کر کہا کہ اس وزیر نے	۳	تعلل میندیش و حجت مگیر اب بہانے نہ تراش اور حجت بازی نہ کر
تبسم کناں دست برلب گرفت اس نے مسکراتے ہوئے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا	۴	کزو ہرچہ گوید نیاید شگفت کہ وہ تو جو کچھ کہے اس پر تعجب نہیں ہے
حسودے کہ بیند بجائے خودم وہ حاسد جو اپنی جگہ مجھے دیکھ رہا ہو	۵	کجا بر زباں آورد جز بدم اسکی زبان پر بدی کے علاوہ میرے متعلق اور کیا آسکتا ہے
من آں ساعت انگاشتم دشمنش میں نے تو اس کو اسی وقت دشمن سمجھ لیا تھا	۶	کہ بنشاند شہ زیر دستِ منش جب بادشاہ نے اس کو میرے ماتحت بٹھا دیا تھا
چو سلطاں فضیلت نہد بر ویم جب بادشاہ نے مجھے اس پر فضیلت دیدی تھی	۷	نداند کہ دشمن بود در پیم بادشاہ یہ نہ سمجھا تھا کہ وہ میرے درپے دشمن ہے
مرا تا قیامت نگیرد بدوست مجھے قیامت تک وہ آدمی دوست نہیں سمجھ سکتا	۸	چو بیند کہ در عزِ من ذلِ اوست جو یہ دیکھ رہا ہو کہ میری عزت میں اسکی ذلت ہے
برنیت بگویم حدیثے درست اس پر میں تجھے ایک صحیح قصہ سناتا ہوں	۹	اگر گوش با بندہ داری نخست اگر ابتداءً آپ خادم کی بات سنیں

(۱) مرا: میرا۔ بود: ہو۔ نیاید: نہیں آتا۔ خبث: خباثت، بدی۔ بد اندیش: برا سوچنے والا یعنی دشمن۔ باک: خوف۔ (۲) بخاطر: دل میں۔ برم: مجھ پر۔ ہرگز: زائد ہے۔ ظن: گمان۔ نرفت: نہیں چلا۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ کہ: کس نے۔ گفت: کہا۔ ایں چہ: یہ جو کچھ۔ برمن: مجھ پر۔ نرفت: نہیں چلا۔ (۳) برآشفت: غصہ میں بھر آیا۔ کانیک: کہ اے نیک اس کا اصل ہے۔ تعلل: بہانہ تراشی کرنا۔ میندیش: مت سوچ۔ حجت: تکرار کو دلیل۔ مگیر: مت پکڑ۔ (۴) تبسم: مسکراہٹ۔ کناں: کرتے ہوئے۔ دست: ہاتھ۔ برلب: ہونٹوں پر۔ گرفت: لے گیا۔ کزو: کہ۔ ہرچہ: جو کچھ۔ گوید: کہے۔ نشاید شگفت: تعجب کرنا چاہیے۔ (۵) حسودے کہ: جو حاسد کہ۔ بیند: دیکھتا ہے۔ بجائے: جگہ پر۔ خودم: یہ میم بیند کا مفعول ہے۔ کجا: کہاں۔ آورد: لائے۔ جز: سوائے۔ بدم: میری برائی۔ (۶) من: میں۔ آں ساعت: اسی گھڑی۔ انگاشتم: میں نے جان لیا۔ دشمنش: اس کو دشمن۔ کہ: جبکہ۔ بنشاند: بٹھایا۔ شہ: بادشاہ۔ زیر دست: ماتحت۔ منش: اس کو میرے۔ (۷) چوں: جب۔ سلطاں: بادشاہ۔ نہد: رکھتا ہے۔ برویم: برتے اس پر مجھ کو۔ نداند: نہیں جانتا۔ بود: ہوجاوے گا۔ در پیم: درپے ام بعد میں میرا۔ (۸) مرا: مجھ کو۔ تا: تک۔ نگیرد: نہیں پکڑے گا۔ بدوست: با زائد۔ چوں: جب۔ بیند: دیکھتا ہے۔ عز: عزت۔ ذل: ذلت۔ من: میری۔ ذل اوست: اس کی ذلت ہے۔ (۹) برنیت: اس پر۔ بگویم: میں کہتا ہوں۔ حدیثے: ایک بات۔ درست: صحیح۔ گوش: کان۔ با بندہ: بندہ کی طرف۔ داری: تو رکھے۔ نخست: پہلے۔

تشریح: یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ وزیر (مسافر درویش) نے بادشاہ سے کہا کہ جب میں کسی گناہ میں ملوث نہیں تو مجھے بدخواہوں کی خباثت کا کوئی خوف نہیں۔ کیونکہ فطری طور پر ہمیشہ وہی لوگ خوفزدہ رہتے ہیں جن کے دل میں چور ہوتا ہے۔ (۲) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ اے بادشاہ سلامت میرے بارے میں آپ کو جو کچھ بھی کہا گیا ہے میں اس سے قطعی طور پر بری الذمہ ہوں۔ کیونکہ غلط کاری کا تو مجھے وہم و گمان تک نہیں۔ لیکن وہ لاکھ پڑھتا رہے جیسا کہ منتر ساحر جن کی فطرت میں ہو ڈستا وہ ڈسا کرتے ہیں۔ (۳) جب بادشاہ نے وزیر اعظم کے منہ سے ان تمام باتوں کی تردید سنی جنہیں غلام کے حوالے سے اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا تو بتقاضائے فطرت انسانی بادشاہ غضب ناک ہو کر وزیر سے سخت لہجے میں مخاطب ہوا اور کہا کہ یہ سب کچھ میں اپنی آنکھ سے دیکھ چکا ہوں اب بہانے بازی نہیں چلے گی۔ (۴) وزیر (مسافر درویش) نے بادشاہ کے غصے سے بے اعتنائی کرتے ہوئے اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیری اور کہا کہ معزول وزیر اپنی حسد بھری طبیع کے مطابق میرے بارے میں جو کچھ کہے وہ توقع کے عین مطابق ہے۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ جو وزیر اپنی تمام خدمات کے باوجود وزارت کے عہدے سے معزول ہو کر مجھے اپنے منصب پر دیکھتا ہے وہ میری بدگوئی ہی کرے گا۔ اس سے تعریف یا بھلائی کی امید کیسے کی جاسکتی ہے۔ وزیر نے بادشاہ کو بتا دیا کہ یہ ساری کارستانی اسی وزیر کی ہے۔ (۶) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ بادشاہ کو وزیر (مسافر درویش) یاد دلا رہا ہے کہ سابق وزیر کی معزولی کے بعد وزارت عظمیٰ کے منصب پر میری تقرری اسے میری دشمنی پر ہی اکسائے گی چنانچہ یہ فطری ردعمل میں نے پہلے دن سے ہی بھانپ لیا تھا۔ (۷) اس شعر میں بھی پہلے شعر کی تکمیل ہو رہی ہے کہ وزیر (مسافر درویش) نے بادشاہ کی متانت و جہاندیدگی کے پیش نظر اسے یہ احساس دلانے کی کوشش کی کہ محلاتی سازشوں میں یہ کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں کیونکہ اقتدار پرست لوگ کسی کی صلاحیت کو نہیں دیکھتے بلکہ اپنی ہوس اقتدار پر نظر رکھتے ہیں خواہ ملک و قوم کی سلامتی داؤ پر ہی کیوں نہ لگ جائے (۸) بادشاہ کو محلاتی سازشوں کے داؤ پیچ سے آگاہ ہونا چاہیے کہ جس شخص کو معزول کر کے مجھے عزت بخشی گئی ہو وہ شخص کبھی بھی میرا دوست نہیں بن سکتا کیونکہ میری عزت میں اسے اپنی ذلت محسوس ہوتی ہے یہ احساس اسے ہر وقت آگ بگولا کئے رکھتا ہے۔ (۹) یہ شعر پہلے شعر کو مکمل کر رہا ہے کہ موجودہ وزیر (مسافر درویش) نے شاہی آداب بجالاتے ہوئے بادشاہ کو ایک ایسا ہی سچا واقعہ سنانے کی گذارش کی جو سنائے جانے والے واقعہ کی صداقت پر بادشاہ کا یقین کرا کر محلاتی سازش کو ناکام بنانے میں خاطر خواہ معاون ثابت ہوگا۔

مَثل

کہاوت

مرا ابلیس را دید شخصے بخواب	۲	بقامت صنوبر بروی آفتاب
ایک شخص نے خاص شیطان کو خواب میں دیکھا		جو قد میں صنوبر کی طرح اور جس کا چہرہ آفتاب کی طرح تھا
نظر کرد و گفت اے نظیر قمر	۳	ندارند خلق از جمالت خبر
اس نے اس کو دیکھا اور کہا کہ اے چاند جیسے		لوگوں کو تیرے حسن کی خبر نہیں ہے
ترا ہمگیں روئے پنداشتند	۴	بگرمابہ در زشت بنگاشتند
تجھے خوفناک چہرہ والا سمجھے ہیں		حمام میں بُری تصویر بناتے ہیں
بخندید و گفت آں نہ شکل منست	۵	ولیکن قلم درکف دشمنست
وہ ہنسا اور اس نے کہا کہ وہ میری شکل نہیں ہے		لیکن قلم دشمن کے ہاتھ میں ہے
برانداختم بیخ شاں از بہشت	۶	کنونم بکیں می نگارند زشت
میں نے انکی جڑ بہشت سے اکھاڑ پھینکی ہے		تو اب مجھے کینہ کی وجہ سے اچھا نہیں سمجھتے
مرا ہم چنیں نام نیک ست لیک	۷	زعلت نگوید بد اندیش نیک
میرا تو ویسا ہی بھلا نام ہے		لیکن دشمن حسد کی وجہ سے اچھا نہیں کہتے ہیں
وزیرے کہ جاہ من آبش بریخت	۸	بفرسنگ باید ز مکرش گریخت
وہ وزیر جسکی آبرو میرے مرتبہ نے بہادی ہے		اس کے مکر سے ایک فرسخ بھاگنا چاہئے

(۱) مَثل: کہاوت۔

(۲) مرا: خاص زائد ہے۔ ابلیس: شیطان۔ را: کو۔ دید: دیکھا۔ شخصے: ایک شخص۔ بخواب: خواب میں۔ بقامت: قد میں۔ صنوبر: چیڑ کا درخت۔ بروی: چہرہ میں۔ آفتاب: سورج۔ (۳) نظر کرد: اس نے دیکھا۔ گفت: اس نے کہا۔ نظیر: مثل۔ قمر: چاند۔ ندارند: نہیں رکھتے۔ خلق: مخلوق۔ جمالت: تیرا جمال و حسن۔ (۴) ترا: تجھ کو۔ ہمگیں: خوفناک۔ روئے: چہرہ۔ پنداشتند: انہوں نے سمجھا۔ بگرمابہ: حمام میں۔ در: زائد۔ زشت: بُرا۔ بنگاشتند: نقش کی انہوں نے۔ (۵) بخندید: ہنس پڑا۔ گفت: اس نے کہا۔ آں: وہ۔ شکل منست: میری شکل ہے۔ کف: ہاتھ۔ دشمنست: دشمن ہے۔

(۶) برانداختم: میں نے اکھیڑ ڈالی ہے۔ بیخ شاں: ان کی جڑ۔ کنونم: اب مجھ کو۔ بکیں: کینے کی وجہ سے۔ می نگارند: نقش کرتے ہیں۔ زشت: بُرا۔ (۷) مرا: میرا۔ ہمچنیں: ویسے ہی۔ است: ہے۔ لیک: لیکن۔ زعلت: علت کی وجہ سے۔ نگوید: نہیں کہتا۔ بداندیش: بُرا سوچنے والا۔ (۸) وزیرے کہ: جو وزیر کہ۔ جاہ من: میرا مرتبہ۔ آبش: اس کی عزت۔ بریخت: گرادی۔ بفرسنگ: تین میل۔ باید: چاہیے۔ ز مکرش: اس کے مکر سے۔ گریخت: کے اوپر باید لگتا ہے، بھاگنا چاہیے۔

تشریح: (۱) یہ حکایت سنانے کا مقصد یہ ہے کہ کسی شخص کو دشمن کے بہکاوے میں آکر فوری طور پر ایسا کوئی اقدام نہیں کرنا چاہیے جو بعد میں پچھتاوے یا ظلم کا سبب بنے کیونکہ عام طور پر دشمن ہمیشہ دوسرے کے بارے میں بھیانک تصویر کشی کرتا ہے جبکہ حکومتی حریف تو اس سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔

(۲) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کے ساتھ حکایت کا ابتدائی حصہ پیش کر رہا ہے کہ ایک شخص نے شیطان کو خواب میں انتہائی خوبصورت شکل میں دیکھا تو وہ حیران رہ گیا کیونکہ لوگوں میں اس کے کالے کرتوتوں کی وجہ سے شیطان کی تصویر بھی انتہائی گھناؤنی ہے۔ (۳) جس شخص نے شیطان کو خواب میں حسین و جمیل دیکھا تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا وہ شیطان سے کہنے لگا کہ کیا تیرے حسن و جمال کا علم لوگوں کو نہیں یا یہ کہ تو اتنا خوبصورت ہے پھر بھی تیرے کرتوت گھٹیا ہیں تعجب ہے۔ کہیں کے گورے رنگ پہ نہ جائے غالب: (۴) چونکہ لوگوں کی نظروں میں شیطان کا گھٹیاپن مشہور ہے اس لئے ان کے ذہنوں میں شیطان کی بدصورتی کے حوالے سے ایک مخصوص تصور جاگزیں ہے کہ جسطرح شیطان کا کردار بھیانک ہے اسیطرح وہ خود بھی کریہہ الصورت ہوگا۔ خواب میں یہی ذہنی تصور بتایا گیا ہے۔ (۵) خواب میں شیطان نے اس شخص کی نظر میں اپنے حسن و جمال کا تاثر اور تعجب دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا کہ یہ میری اصل شکل نہیں ہے۔ واقعی یہ درست ہے کہ جس کا کردار غلط ہے وہ خوبصورت ہونے کے باوجود بھی درحقیقت بدشکل ہے۔ یہ تو تصویر بنانے والے کے قلم پر منحصر ہے کہ وہ جیسی چاہے تصویر بنادے۔ ورنہ اصل خوبصورتی بلند کرداری میں پوشیدہ ہے (۶) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ انسانی فطرت ہے کہ جب وہ کسی کا دشمن ہو جاتا ہے تو خواہ دشمن کتنا ہی خوبصورت اور بلند کردار کیوں نہ ہو اس کی نظر میں (دشمنی کی وجہ سے) وہ (دشمن) بدکردار اور بدصورت ہی ہوتا ہے۔ یہی حال ابن آدم نے میرے ساتھ کر رکھا ہے۔ (۷) وزیر نے اپنی بات کہ کر بادشاہ کے سامنے صفائی پیش کردی کہ میں تو ویسے ہی نیک نام اور اچھے کردار کا مالک ہوں لیکن شیطان کی طرح دشمن مجھے کبھی بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھتا کیونکہ دشمن کی فطری اقتضا ہی یہی ہے۔ (۸) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ موجودہ وزیر نے بادشاہ کے سامنے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے شیطان کی خوبصورتی اور دشمن کی بھیانک تصویر کشی کے بعد وزیر (مسافر درویش) سابق وزیر کا کیا دھرا قرار دیکر دشمن کی فطرت و سرشت سے بعرف آگاہ کیا بلکہ دشمن کے انتقام سے میلوں دُور رہنے کی تمنا کی۔

marfat.com

ولیکن نیندیشم از خشم شاہ	۱	دلاور بود در سخن بے گناہ
لیکن مجھے بادشاہ کے غصہ کی فکر نہیں ہے		بے قصور انسان بات کہنے میں جری ہوتا ہے
چو حرفم بر آید درست از قلم	۲	مرا از ہمہ حرف گیراں چہ غم
جب میرے قلم سے بات صحیح نکلتی ہے		مجھے سب نکتہ چینیوں کا کیا غم ہے
نیاوردہ عامل غش اندر میاں	۳	نیندیشد از رفع دیوانیاں
جس کارکن نے معاملہ میں کھوٹ نہ کیا ہو		تو وہ دفتر والوں کے دعوے سے نہیں ڈرتا
اگر محتسب گردد آں را غمست	۴	کہ سنگ ترازوئے بارش کمست
اگر محتسب چکر لگائے تو اسکو فکر ہوگی		جس کی ترازو کے باٹ کم ہوں
ملک در سخن گفتنش خیرہ ماند	۵	سر دست فرماں دہی برفشاند
بادشاہ اسکے بات کرنے سے حیران ہو گیا		حکمرانی کے ہاتھ پیٹنے لگا
کہ مجرم بزرق و زباں آوری	۶	ز جرمیکہ دارد نگردد بری
کہ مجرم مکاری اور زبان درازی سے		اس جرم سے نہیں بچ سکتا جو اس نے کیا ہے
ز خصمت ہمانا کہ نشنیدہ ام	۷	نہ آخر بچشم خودت دیدہ ام
میں نے صرف تیرے مخالف سے نہیں سنا ہے		کیا میں نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا ہے
کزیں زمرۂ خلق در بارگاہ	۸	نمی باشدت جز در ایناں نگاہ
کہ دربار میں اتنے لوگوں کے مجمع میں		تیری نگاہ ان کے علاوہ کسی پر نہیں پڑتی
بخندید مرد سخن گوی و گفت	۹	حقست ایں سخن حق نشاید نہفت
بات کہنے والا مرد ہنسا اور کہا		یہ بات سچی ہے سچائی نہ چھپانی چاہیے

(۱) نیندیشم: میں نہیں سوچتا، نہیں ڈرتا۔ خشم: غصہ۔ دلاور: دلیر۔ بود: ہوتا ہے۔ سخن: بات۔
(۲) چو: جب۔ حرفم: میرا حرف۔ برآید: نکلتے۔ مرا: مجھ کو۔ از ہمہ: تمام سے۔ حرف گیراں: حرف پکڑنے والے، عیب گیر۔ چہ: کیا۔
(۳) نیاوردہ: نہ لایا ہوا۔ عامل: کارندہ۔ غش: کھوٹ۔ اندر میاں: بیچ میں۔ نیندیشد: نہیں ڈرتا۔ رفع: دعویٰ دائر کرنا۔ دیوانیاں: دفتر والے۔
(۴) محتسب: حساب لینے والا۔ گردد: گھومے۔ آں را: اس کو۔ غمست: غم ہے۔ سنگ ترازو: ترازو کے باٹ۔ بارش: اس کا بوجھ۔ کمست: کم ہے۔
(۵) ملک: بادشاہ۔ سخن: بات۔ گفتنش: اس کا کہنا۔ خیرہ ماند: حیران رہ گیا۔ سر دست: ہاتھ کا پنجہ۔ فرماندہی: حکمرانی۔ برفشاند: جھاڑا، پیٹا۔
(۶) بزرق: مکر کے ساتھ۔ زباں آوری: زیادہ باتیں بنانا۔ ز جرمیکہ: اس جرم سے جو کہ۔ دارد: رکھتا ہے۔ نگردد: نہیں ہو سکتا۔
(۷) ز: سے۔ خصمت: تیرا دشمن۔ ہمانا: یقیناً۔ نشنیدہ ام: میں نے نہیں سنا ہے۔ بچشم خودت: اپنی آنکھوں سے تجھ کو۔ دیدہ ام: میں نے دیکھا ہے۔
(۸) کزیں: کہ اس سے۔ زمرۂ خلق: خلقت کا مجمع۔ بارگاہ: دربار۔ نمی باشدت: نہیں ہوتی تیری۔ جز: سوائے۔ در ایناں: ان میں۔
(۹) بخندید: ہنس پڑا۔ سخن گوی: بات کرنے والا۔ گفت: اس نے کہا۔ حقست: سچ ہے۔ ایں: یہ۔ سخن: بات۔ نشاید نہفت: چھپانا نہیں چاہیے۔

تشریح: (۱) اس شعر میں وزیر نے ہر اس شخص کی فطرت سے آگاہ کیا جو دیانتدار اور بے قصور ہوتا ہے۔ ایسے شخص کو کسی کے غضبناک ہونے کا کوئی خوف نہیں ہوتا کیونکہ بیگناہ آدمی اندر سے مطمئن ہوتا ہے۔ اگر اسے بے قصور ہونے کے باوجود سزا ملے گی تو وہ مظلوم ہوگا اگر سزا ملے گی تو یہ اس کا حق ہے۔ دونوں صورتوں میں بیگناہ شخص سرخرو ہوتا ہے۔ (۲) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ بقول وزیر (مسافر درویش) جب میرے قلم سے غلط حرف نکلا ہی نہیں تو مجھے حرف گیروں کا مجھے غم یا خوف کیوں ہونا چاہیے لیکن دورِ حاضر میں عموماً ایسے ہی لوگ گرفت میں آتے ہیں جو سچے اور دیانتدار ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ درحقیقت انہیں حکمران کے سامنے بیباک ہونے کی سزا دی جاتی ہے۔ ایسی صورتحال سے اللہ کی پناہ۔ (۳) جو افسر اپنے معاملات میں کرپٹ یا بددیانت نہیں ہوتا اسے دفتری حاسدین کے حسد اور خفیہ کارگزاریوں کی پرواہ نہیں ہوتی کیونکہ دل میں خوف پیدا کرنے والی چیز بددیانتی ہوتی ہے۔ اچھے حکمرانوں کی نظر میں دیانتداری اعلیٰ کردار کی علامت ہوتی ہے۔ (۴) حکومتی کارندے کا خوف اسی کے دل میں ہوتا ہے جس کے دل میں چور ہو یا وہ ناپ تول میں کمی کرنے کی غرض سے اپنے ترازو میں گڑبڑ کرتا ہے۔ وزیر نے بادشاہ کے سامنے اپنی دلیری و بیباکی کا جواز پیش کر کے دانشمندانہ انداز میں خود کو بے گناہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ وزیر (مسافر درویش) نے بادشاہ کے آنکھوں دیکھے حال کو غلط ثابت کرتے ہوئے خود کو بیگناہ قرار دیا تو بادشاہ حیرانی کے عالم میں سٹپٹا گیا کیونکہ بادشاہ کو وزیر کی دلیری و بیباکی اور بیگناہی کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ (۶) بادشاہ نے وزیر کی خلاف توقع بیگناہی کے ثبوت مہیا ہونے کے بعد یہ احساس محسوس کیا کہ اگر مجرم ہوشیار اور طرار ہو تو اسے صرف تیز طراری کا فائدہ دے کر سزا سے بری نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مجرم کا خود کو بیگناہ ثابت کرنے کے لیے تیز طرار ہونا کافی نہیں۔ (۷) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ بادشاہ کا یہ تاثر صرف معزول وزیر اعظم کی وجہ سے نہیں بلکہ خفیہ طور پر تیرے جرم کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔ اسے پھر بھی معزول وزیر اعظم کی حسد بھری مہم اور محلاتی سازش کا خفیہ حصہ قرار دے رہے ہو۔ (۸) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ شاہی دربار میں بہت سے لوگ موجود ہوتے ہیں لیکن تیری نظر سوائے خوبصورت غلاموں کے کسی اور کی طرف نہیں اٹھتی۔ لہٰذا تمہاری نظربازی قصوروار ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔
(۹) اس شعر میں وزیر (مسافر درویش) نے اپنی نظربازی کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ اپنی نظربازی کا پس منظر پیش کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اے بادشاہ نظربازی کے حوالے سے آپ نے جو کچھ دیکھا وہ برحق ہے اور مبنی برحق بات چھپانا اچھا نہیں ہوتا۔

marfat.com

مصرعِ اول		مصرعِ ثانی
دریں نکتہ ہست اگر بشنوی	۱	کہ حکمت رواں باد و دولت قوی
اگر آپ سنیں تو اس میں ایک نکتہ ہے		خدا کرے آپکی دانائی جاری اور حکومت قوی رہے
نہ بینی کہ درویش بے دستگاہ	۲	بحسرت کند در توانگر نگاہ
کہ بادشاہ کو نظر نہیں آتا کہ بے طاقت فقیر		مالدار کو حسرت سے دیکھتا ہے
مرا دستگاہِ جوانی برفت	۳	بلہو و لعب زندگانی برفت
میری جوانی کی طاقت جاتی رہی		جوانی کھیل کود میں ختم ہو گئی
ز دیدارِ ایشاں ندارم شکیب	۴	کہ سرمایہ داران حسنند و زیب
ان کے دیکھنے سے میں نہیں رک سکتا		اسلئے کہ وہ زینت اور حسن کے سرمایہ دار ہیں
مرا ہمچنیں چہرہ گلفام بود	۵	بلوریم از خوبی اندام بود
میرا بھی کبھی ایسا ہی پھول جیسا چہرہ تھا		حسن میں میرا جسم بھی بلور کیطرح تھا
دریں غایتم رشت باید کفن	۶	کہ مویم چو پنبہ ست و دوکم بدن
اب اس انتہا پر مجھے کفن بننا چاہیے		اسلئے کہ میرے بال گالا اور بدن تکلا ہو گیا ہے
مرا ہمچنیں جعد شبرنگ بود	۷	قبا در بر از نازکی تنگ بود
میرے بھی رات کیطرح کالے گھونگر والے بال تھے		نزاکت کی وجہ سے قبا بدن پر تنگ تھی
دو رستہ دُرم در دہاں داشت جائے	۸	چوں دیوارے از خشتِ سیمیں بپائے
دو طرفہ موتی میرے منہ میں تھے		جیسے کہ چاندی کی اینٹوں کی دیوار کھڑی ہے
کنونم نگہ کن بوقتِ سخن	۹	بیفتاد یک یک چو جسرِ کہن
اب بات کرتے وقت میری طرف نگاہ کر		پرانے پل کی طرح ایک ایک کرکے گر گئے

(۱) دریں: اس میں۔ نکتہ: ایک نکتہ۔ ہست: ہے۔ بشنوی: تو سنے۔ حکمت: دانائی۔ رواں باد: جملہ دعائیہ، جاری رہے۔ دولت: حکومت۔ قوی: مضبوط۔ (۲) نہ بینی: تو نہیں دیکھتا۔ درویش: فقیر۔ بے دستگاہ: بے قوت، بے سرمایہ۔ بحسرت: افسوس سے۔ کند: کرتا ہے۔ توانگر: مالدار۔ (۳) مرا: میرا۔ دستگاہ: قوت۔ برفت: وہ گیا۔ لہو: کھیل۔ لعب: دل لگی۔ (۴) ایشاں: یہ سب۔ ندارم: میں نہیں رکھتا۔ شکیب: صبر۔ سرمایہ داراں: پونجی رکھنے والے۔ زیب: زینت۔ (۵) مرا: میرا۔ ہمچنیں: ایسے ہی۔ گلفام: پھول جیسا۔ بود: تھا۔ بلوریم: میرا بلور جیسا۔ خوبی: خوبصورتی۔ اندام: جسم۔
(۶) دریں: اس میں۔ غایتم: غایت، حد۔ م: مجھ کو۔ رشت باید: کاتنا چاہیے۔ کفن: وہ تین یا پانچ کپڑے جو میت کو پہنائے جاتے ہیں۔ کہ: جبکہ۔ مویم: میرے بال۔ چو: جیسے۔ پنبہ: روئی۔
(۷) مرا: میرے۔ ہمچنیں: ایسے ہی۔ جعد: گھونگریالے بال۔ شبرنگ: رات کے رنگ والے۔ بود: تھے۔ قبا: اچکن۔ در: میں۔ بر: بغل۔ از: وجہ سے۔ نازکی: نزاکت۔
(۸) دو رستہ: دو طرف۔ درم: مجھ میں۔ در دہاں: منہ میں۔ داشت جائے: جگہ رکھتی تھیں۔ چوں: جیسے۔ دیوارے: ایک دیوار۔ خشت: اینٹ۔ سیمیں: چاندی۔ بپائے: قائم۔ (۹) کنونم: اب مجھ کو۔ نگہ کن: دیکھ۔ بوقت سخن: بات کرتے وقت۔ بیفتاد: گر پڑی۔ یک یک: ایک ایک کرکے۔ جسر: پل۔ کہن: پرانا۔

تشریح: (۱) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ اے بادشاہ آپ کو میری نظر بازی پر اعتراض ہے لیکن اس سے پہلے کہ آپ کسی حتمی نتیجے پر پہنچیں، اس کا پس منظر ضرور جان لینا چاہیے۔ دوسرے مصرعہ میں بادشاہ کی حکمت عملی اور طریقہ حکمرانی کو سراہتے ہوئے دعائیہ کلمات ادا کئے گئے ہیں۔ (۲) اس شعر میں مال و دولت کی خیرگی بیان کرکے اصل پس منظر پیش کرنے سے پہلے ایک تمثیل دی گئی ہے کہ بے سروساماں لوگ ہمیشہ اہل ثروت کے عیش و تنعم کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں، میری نظر بازی کے پیچھے بھی یہی جذبہ کارفرما ہے۔ (۳) وزیر نے کہا کہ میں زندگی کی ایسی حدود میں داخل ہو چکا ہوں جس میں جوانی نام کی کوئی چیز نہیں، یعنی میں بڑھاپے کی راہ سے موت کی دہلیز پر کھڑا ہوں۔ جوانی لہو لعب میں گذر گئی لیکن آخرت کا سامان نہ کر سکا۔ (۴) یہ دونوں غلام حسن سے مالامال ہیں اس لیئے میں انہیں دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ فقیر ہمیشہ مالداروں کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اس لیئے ان کے حسن کی دولت پر نظر کیے بغیر صبر نا ممکن ہے۔ بڑھاپے کی وجہ سے میرے اندر غلط کاری کا مادہ ہی نہیں ہے۔ (۵) میرا ان خوبصورت غلاموں کی طرف دیکھنا خود اپنا ماضی یاد کرنے کی بنا پر ہے، کیونکہ کبھی میں بھی دولت حسن سے مالامال تھا، میرا چہرہ بھی پھول کی طرح کھلا ہوا دلکش تھا، میرا جسم بھی بلور کی طرح پرکشش تھا لیکن آج بڑھاپے نے میرے حسن کی ساری شوخی نکال دی۔ (۶) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ موجودہ حالت سے پہلے میرے اندر کشش تھی لیکن اب میں بڑھاپے کی آخری حد کو پہنچ چکا ہوں کہ میرا سارا تن بدن ہڈیوں کی مٹھی بن چکا ہے اب تو بس کفن تیار ہے، موت اس قدر قریب آ چکی ہے کہ جسم ایک تکلے کی طرح ہو گیا ہے۔ (۷) جس طرح ان دونوں غلاموں کے حسن کا کوئی ثانی نہیں بالکل اسی طرح ایک وقت ایسا تھا کہ میرے سیاہ و گھنگریالے بال کالی رات کو شرماتے تھے۔ نزاکت کا یہ عالم تھا کہ اچکن تنگ تھی۔ (۸) اس شعر میں موجودہ وزیر اور درویش اپنے حسن و جمال کی خوبی بیان کرتے ہوئے اپنے دانتوں کو چاندی کی اینٹوں سے تیار شدہ دیوار کے ساتھ تشبیہ دے رہا ہے کہ اپنے وقت کے شاہ ہونے کے موقع پر میرے منہ میں دانتوں کی قطار ایسے تھی جیسے چاندی کی اینٹوں سے چنی ہوئی دیوار۔ (۹) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ کبھی وہ وقت تھا کہ میرے دانت چاندی کی اینٹوں سے چنی ہوئی دیوار کی طرح تھے لیکن آج میرے دانت کسی پرانے پل کے اینٹوں کی طرح ایک ایک کرکے گر گئے ہیں، نہ وہ دانتوں کی خوبصورتی اور نہ ہی مسکراہٹ کی وہ لذت و لطف اندوزی۔

marfat.com

درایںنا بحسرت چرا ننگرم	۱	کہ عمر تلف کردہ یاد آورم
ان کو حسرت سے کیوں نہ دیکھوں		اسلئے کہ مجھے اپنی تلف کردہ عمر ہی یاد آرہی ہے
برفت از من آں روزہائے عزیز	۲	بپایاں رسد ناگہ ایں روز نیز
وہ پیارے دن مجھ سے رخصت ہو گئے		اچانک یہ دن بھی ختم ہو جائیگا
چو دانشور ایں دُرِّ معنی بسفت	۳	بگفت ایں کزاں بہ محالست گفت
عقلمند نے جب معنی کے ان موتیوں کو پرویا		اس نے کہا کہ اس سے بہتر کہنا ناممکن ہے
در ارکانِ دولت نگہ کرد شاہ	۴	کزیں خوبتر لفظ و معنی مخواہ
بادشاہ نے حکومت کے ذمہ داروں کو دیکھا		کہ اس سے بہتر لفظ و معنی نہ چاہو
کسے را نظر سوئے شاہد روست	۵	کہ داند بدیں شاہدی عذر خواست
ایسے شخص کو معشوق کا دیکھنا جائز ہے		جو اس خوبی سے عذر خواہی کرنا جانتا ہو
بعقل ار نہ آہستگی کردمے	۶	بگفتارِ خصمش بیازردمے
سمجھ کی وجہ سے میں اگر آہستگی نہ برتتا		تو اس کے دشمن کے کہنے سے اسکو ستا دیتا
بہ تندی سبک دست بردن بہ تیغ	۷	بدنداں گزد پشتِ دستِ دریغ
تیزی میں جلدی سے تلوار کی طرف ہاتھ بڑھا دینا		افسوس کے ہاتھ کی پشت کو دانتوں کیطرف لیجاتا ہے
ز صاحب غرض تا سخن نشنوی	۸	کہ گر کاربندی پشیماں شوی
صاحب غرض کی بات ہرگز نہ سن		اس لئے کہ اس پر کاربند ہوگا تو پشیمان ہوگا
نکو نام را جاہ و تشریف و مال	۹	بیفزود و بدگوئی را گوشمال
نیک نام کے مرتبہ اور اعزاز اور مال میں		اور بدگو کی گوشمالی میں اضافہ کرو

(۱) درینہا: ان میں۔ بحسرت: حسرت کے ساتھ۔ چرا: کیوں۔ ننگرم: نہ دیکھوں میں۔ تلف کردہ: برباد کی ہوئی۔ یاد آورم: یاد کرتا ہوں میں۔ (۲) برفت: چلا گیا۔ از من: مجھ سے۔ روزہائے عزیز: پیارے دن۔ بپایاں: انتہا کو۔ رسد: پہنچ جائے گا۔ ناگہ: اچانک۔ ایں روز: یہ دن۔ نیز: بھی۔ (۳) دانشور: سمجھدار۔ ایں: کہ۔ دُرِّ معنی: معنی کے موتی۔ بسفت: پرو دیا۔ بگفت: اس نے کہا۔ ازاں: اس سے۔ بہ: بہتر۔ محالست: محال ہے۔ گفت: کہنا بمعنی مصدر۔ (۴) اندر: میں۔ ارکان: جمع رکن۔ دولت: حکومت مراد امیر وزیر۔ نگہ کرد: دیکھا۔ کزیں: کہ اس سے۔ خوبتر: بہتر۔ مخواہ: مت چاہ یعنی نہیں ہو سکتے۔ (۵) کسے را: اس شخص کو۔ سوئے: طرف۔ شاہد: محبوب۔ روا ست: جائز ہے۔ داند: جانتا ہو۔ بدیں: اس سے۔ شاہدی: خوبصورتی۔ عذر خواست: عذر چاہنا۔ (۶) بعقل: عقل کے تقاضے سے۔ ار: اگر۔ کردے: میں کرتا۔ بگفتار: کہنے سے۔ خصمش: اس کا دشمن۔ بیازردے: ستا ڈالتا۔ (۷) بہ تندی: تیزی سے۔ سبک: جلدی۔ دست: ہاتھ۔ بردن: لے جانا۔ تیغ: تلوار۔ بدنداں: دانتوں سے۔ گزد: کاٹتا ہے۔ پشت دست: ہاتھ کی الٹی طرف۔ دریغ: افسوس۔ (۸) ز: سے۔ صاحب غرض: غرض والا لالچی۔ تا: تاکہ۔ سخن: بات۔ نشنوی: نہ سنے تو۔ کہ: کیونکہ۔ کاربندی: تو عمل کرے۔ پشیماں: شرمندہ۔ شوی: تو ہوئے گا۔ (۹) جاہ: مرتبہ۔ تشریف: عزت۔ بیفزود: بڑھا دیا۔ بدگوئی: برا کہنے والا۔ گوشمال: کان ملنا، سزا دے۔

تشریح: (۱) اب تو بس اپنے وقت کی شاہی و حسن و جمال کے کھنڈرات پران دونوں غلاموں کی نظر بازی سے حسرت کی نگاہ ڈالتا ہوں جو میرے بوڑھے دل کے لیے ایک بہلاوا ہے۔ (۲) بس اسی بہلاوے میں یہ دن بھی اسی طرح گذر جائیں گے جس طرح جوانی و لڑکپن پر مشتمل حسن و جمال کی حکمرانی کے ایام گذر گئے تھے اور یہ سب کچھ اچانک ہوا اور ہوگا۔ (۳) موجودہ وزیر (درویش) نے جس عقل مندی سے خود پر بدگمانی کے داغ صاف کیے تھے اس انداز بیان سے بادشاہ اس قدر متاثر ہوا کہ وہ پکار اٹھا کہ اس سے بہتر عذر خواہی کا بیان ہونا ناممکن ہے۔ (۴) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ بادشاہ نے اس باکمال خوش گفتاری کے پیش نظر اپنی کابینہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا کہ اس صداقت سے بہتر اور سچائی نہیں ہو سکتی۔ (۵) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ بادشاہ نے موجودہ وزیر (درویش) کی گفتگو کے بعد اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص گذشتہ و موجودہ ایام کے انجام سے باخبر ہونے کے ساتھ ساتھ فکر مندی کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہو اسے بطور عبرت خوبصورت غلاموں کی نظر بازی کرنا صحیح کی بات نہیں۔ (۶) اس شعر میں بادشاہ نے اپنے تاثرات کو دوسرا انداز اور ردِ عمل اختیار کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں جلد بازی کرتا تو حاسد و دشمن کی باتوں میں آکر لازماً اسے کسی دکھ میں مبتلا کر دیتا جو نہ صرف میرے لیے دنیا میں رسوائی کا باعث ہوتا بلکہ عاقبت کی خرابی کا سبب بھی ہوتا۔ (۷) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ بلا سوچے سمجھے جلد بازی میں اقدام کرنا حسرت و یاس اور شرمندگی کا سبب ہوتا ہے ایسے شخص کا حال یہی ہوتا ہے کہ جیسے کوئی افسوس میں آکر اپنے ہاتھ کی پشت کو کاٹتا ہے۔ یہ افسوس کی انتہائی صورتحال ہے۔ (۸) اس شعر میں بھی بادشاہ کے تاثرات اور ردِ عمل کا تذکرہ ہے کہ حرص و ہوس کا خوگر ہمیشہ شرمندگی کے سامان کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا ایسے حریص کی باتوں پر عمل کر کے خود کو پشیمانی و ذلت کی دلدل میں نہیں ڈالنا چاہیے۔ (۹) اس شعر میں تمام صورتحال معلوم ہونے کے بعد بادشاہ کی عملی کارروائی پر تبصرہ کیا گیا ہے کہ بادشاہ نے معزول وزیر کو وزارت پر نہ صرف بحال کر دیا بلکہ شکایت کرنے والے بدگو کو قرار واقعی سزا دی تاکہ کابینہ کے دیگر ارکان کے لیے سامانِ عبرت ہو۔

marfat.com

بتدبیر دستور دانش ورش	۱	بہ نیکی بشد نام در کشورش
اس کے عقل مند وزیر کی تدبیر سے		نیکی سے ملک میں اس کا نام پھیل گیا
بعدل و کرم سالہا ملک راند	۲	برفت و نکو نامی ازوے بماند
انصاف اور شرافت سے سالوں حکومت کی		مرگیا اور اس کی نیک نامی باقی رہی
چنیں پادشاہاں کہ دیں پرورند	۳	ببازوئے دیں گوئے دولت برند
جو بادشاہ دین پرور ہیں		وہ دین کی طاقت سے حکومت کی بازی جیت لیتے ہیں
ازاناں نہ بینم دریں عہد کس	۴	وگر ہست بوبکر سعدست و بس
اس زمانہ میں ان میں سے میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں		اور اگر کوئی ہے تو بس ابوبکر سعد ہے
خدیو خردمند فرخ نہاد	۵	کہ شاخ امیدش برومند باد
جو کہ عقل مند بادشاہ مبارک اصل ہے		خدا کرے کہ اس کی امید کی شاخ بار آور ہو
بہشتی درختی تو اے پادشاہ	۶	کہ افگندۂ سایہ یک سالہ راہ
اے بادشاہ تو جنتی درخت ہے		کہ ایک سالہ راستے پر سایہ ڈالے ہوئے ہے
طمع بود در بخت نیک اخترم	۷	کہ بال ہمای افگند بر سرم
اپنے نیک ستارے والے نصیبہ سے مجھے یہ توقع تھی		کہ وہ ہما کا پر میرے سر پر ڈال دیگا
خرد گفت دولت نہ بخشد ہمای	۸	گر اقبال خواہی دریں سایہ آی
عقل نے کہا ہما دولت نہیں بخشتا		اگر اقبال چاہتا ہے تو اس سایہ میں آ
خدایا برحمت نظر کردۂ	۹	کہ ایں سایہ بر خلق گستردۂ
اے خدا تونے رحمت سے نظر کی ہے		جو یہ سایہ مخلوق پر ڈالا ہے

(۱) تدبیر: انتظام۔ دستور: وزیر اعظم۔ دانش ور: سمجھدار۔ بہ نیکی: نیکی کے ساتھ۔ بشد: ہوگیا۔ کشورش: اس کا ملک۔ (۲) عدل: انصاف۔ کرم: بخشش۔ سالہا: کئی سال۔ ملک راند: ملک چلایا یعنی حکومت کی۔ برفت: وہ چلا گیا۔ ازوے: اس سے۔ بماند: رہ گئی۔ (۳) چنیں: ایسے۔ دیں پرور: دین کو پالنے والا۔ گوئے دولت: دولت کی گیند۔ برند: لے جاتے ہیں۔ (۴) ازاناں: ان میں سے۔ نہ بینم: میں نے نہیں دیکھا۔ دریں عہد: اس زمانہ میں۔ کس: کوئی شخص۔ وگر: اور اگر۔ ہست: ہے۔ ابوبکر بن سعد مصنف کے عہد میں شیراز کا بادشاہ جس کی نسبت سے سعدی کا تخلص ہے۔ (۵) خدیو: بادشاہ۔ خردمند: عقلمند۔ فرخ: مبارک۔ نہاد: طبیعت اور اصل۔ امیدش: اس کی امید۔ برومند: پھلدار۔ باد: ہے۔ (۶) درختی: درخت ہے۔ افگندۂ: ڈال رکھا ہے تونے۔ یک سالہ راہ: وہ سفر جو ایک سال میں طے ہو، یہ بہشت کے درخت طوبیٰ کی طرف اشارہ ہے جسکا سایہ اتنا لمبا ہے۔ (۷) طمع: لالچ۔ بود: تھی۔ در: میں۔ بخت: نصیب۔ نیک اختر: نیک نصیب۔ م: مجھ کو۔ بال: پر۔ ہما: ایک فرضی پرندہ ہے جس کا سایہ بڑا مبارک سمجھا جاتا ہے۔ (۸) خرد: عقل۔ گفت: اس نے کہا۔ نہ بخشد: نہیں بخشتا ہے۔ ہمای: ایک مبارک پرندہ۔ اقبال: بلند نصیبی۔ خواہی: تو چاہتا ہے۔ دریں: اس میں۔ (۹) خدایا: اے خدا۔ نظر کردۂ: تونے نظر کی ہے۔ ایں سایہ: یہ سایہ۔ بر: پر۔ خلق: مخلوق۔ گستردۂ: تونے پھیلا دیا ہے۔

تشریح: (۱) اس شعر میں بادشاہ کی انصاف پسندی سے پیدا ہونے والے ملکی حالات کی درستی اور محلاتی سازش کی ناکامی کے سبب ملکی استحکام کی مضبوطی ایسے حالات کو پیش کیا گیا ہے۔ (۲) وزیر با تدبیر کے حسن انتظام کے تناظر میں عدل و انصاف کا پھیلاؤ اور نیک نامی ایسی ہوئی کہ اس کی وفات کے بعد بھی یادوں کے نقوش عوام کے دلوں پر ثبت تھے۔ (۳) مخلوق کی فلاح و بہبود سے بھرپور اللہ تعالیٰ کا ودیعت کردہ دین اپنے اندر بہت سی برکات و خوبیاں سمیٹے ہوئے ہے۔ جو حکمران دین داری اختیار کرکے دین کی خدمت کرتے ہیں وہ دینی خدمات کی وجہ سے دنیا میں کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ کا تجزیہ پیش خدمت ہے کہ آجکل کے (شیخ سعدیؒ کے) دور میں مذکورہ بالا صفات کے حامل بادشاہوں کا فقدان ہے۔ اگر اس طرح کا دیندار و دانشور آجکل ہے تو وہ صرف ابوبکر بن سعد ہی ہے۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے اس میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کے لیے دعائیہ کلمات ادا کیے ہیں کہ دور حاضر (شیخ سعدیؒ کے) میں ابوبکر بن سعدؒ کی شکل میں ایک باوقار بادشاہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تمام امیدیں بر لائے۔ (۶) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے بہشت کے ایک درخت شجر طوبیٰ کی مسافت کا تذکرہ کرتے ہوئے نہ صرف اپنے وقت کے بادشاہ ابوبکر بن سعدؒ کو شجر طوبیٰ سے تشبیہ دی ہے بلکہ ابوبکر بن سعدؒ کی سخاوت کی صورت میں رعایا کے ہر فرد پر شجر طوبیٰ کے سایہ کو بطور تمثیل پیش کیا ہے۔ (۷) ہما ایک ایسا پرندہ ہے جس کا وجود دنیا میں قطعی نہیں لیکن عوام میں اس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جس کے سر سے گزر جائے تو اسے دولت و حکومت سے بازیاب ہونا پڑتا ہے۔ اسی فرضی پرندے کے سر سے گزرنے کی تمنا اس شعر میں ذکر کی گئی ہے۔ (۸) درحقیقت پہلے شعر میں ابوبکر بن سعدؒ کو ہما پرندے سے تشبیہ دی گئی تھی اس شعر میں عقل کے حوالے سے یاد کیا گیا ہے۔ ہما پرندہ اپنا وجود نہ رکھنے کے باعث کسی کو دولت نہیں دے سکتا۔ اگر قسمت کی بلندی مقصود ہے تو پھر ابوبکر بن سعدؒ کے سائے میں تمنا پوری ہو سکتی ہے۔ (۹) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے جہاں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرکے اس کی نظر رحمت کا شکریہ ادا کیا ہے وہاں ابوبکر بن سعدؒ کے حق میں دعائے خیر بھی کی ہے۔

marfat.com

دعا گوئے ایں دولتم بندہ وار	۱	خدایا تو ایں سایہ پائندہ دار
میں غلاموں کی طرح اس دولت کا دُعا گو ہوں		اے خدا تو اس سایہ کو قائم رکھ
صوابست پیش از کشش بند کرد	۲	کہ نتواں سر کشتہ پیوند کرد
قتل کرنے سے پہلے قید کرنا مناسب ہے		اسلئے کہ کٹے ہوئے سر کو جوڑا نہیں جا سکتا
خداوند فرماں رای و شکوہ	۳	ز غوغائے مردم نگردد ستوہ
حکومت اور حکم اور دبدبہ والا مالک		لوگوں کے شور و غل سے عاجز نہیں ہوگا
سر پُر غرور از تحمل تہی	۴	حرامش بود تاج شاہنشہی
غرور سے بھرا ہوا سر جو بردباری سے خالی ہو		اس پر شہنشاہی کا تاج حرام ہے
نگویم چو جنگ آوری پا مدار	۵	چو خشم آیدت عقل بر جای دار
میں یہ نہیں کہتا کہ لڑے تو جم جا		ہاں اگر غصہ آجائے تو عقل کو ٹھکانے رکھ
تحمل کند ہر کرا عقل ہست	۶	نہ عقلے کہ خشمش کند زیر دست
برداشت وہی کرتا ہے جس میں عقل ہوتی ہے		نہ ایسی عقل جس کو غصہ دبالے
چو لشکر بروں تاخت خشم از کمیں	۷	نہ انصاف ماند نہ تقویٰ نہ دیں
غصہ جب گھات سے لشکر دوڑاتا ہے		پھر نہ انصاف رہتا ہے نہ تقویٰ نہ دین
نہ دیدم چنیں دیو زیر فلک	۸	کزو می گریزند چندیں ملک
میں نے آسمان تلے ایسا بھوت نہیں دیکھا		جس سے اتنے فرشتے بھاگتے ہیں

(۱) دعا گو: دعا کہنے والا۔ ایں دولت: اس حکومت۔ بندہ وار: غلاموں کی طرح۔ خدایا: اے خدا۔ پائندہ دار: قائم رکھ۔ (۲) صوابست: درست ہے۔ پیش: پہلے۔ کشش: اس کو مارنا۔ بند کرد: قید کرنا۔ کہ: کیونکہ۔ نتواں پیوند کرد: جوڑ نہیں سکتے۔ سر کشتہ: کٹا ہوا سر۔ (۳) خداوند: مالک۔ فرماں: حکم۔ رائے: تدبیر۔ شکوہ: دبدبہ۔ غوغا: شور یا فریاد۔ مردم: لوگ۔ نگردد: نہیں ہوتا۔ ستوہ: عاجز۔ (۴) پُر غرور: غرور سے بھرا ہوا۔ تحمل: بردباری۔ تہی: خالی۔ حرامش: اس کو حرام۔ بود: ہووے۔ تاج شاہنشہی: بادشاہی کا تاج۔ (۵) نگویم: میں نہیں کہتا۔ چوں: جب۔ جنگ آوری: جنگ کرے تو۔ پایدار: قائم رہ۔ خشم: غصہ۔ آمدت: تجھ کو آوے۔ بر جائے: جگہ پر۔ دار: رکھ۔ (۶) کند: کرتا ہے۔ ہر کرا: جس کسی کو۔ ہست: ہے۔ عقلے کہ: جو عقل کہ۔ خشمش: اس کو غصہ۔ زیر دست: عاجز۔ (۷) بروں: باہر۔ تاخت: دوڑا دیا۔ خشم: غصہ۔ کمیں: گھات مورچہ۔ ماند: رہے۔ تقویٰ: پرہیزگاری۔

(۸) دیدم: میں نے نہیں دیکھا۔ چنیں: ایسا۔ دیو: جن شیطان۔ زیر: نیچے۔ فلک: آسمان۔ کزو: کہ اس سے۔ می گریزند: بھاگتے ہیں۔ چندیں: اتنے۔ ملک: فرشتے

تشریح: (۱) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ ابوبکر بن سعدؒ ایسے دیندار سخی اور دین پرور بادشاہ کی درازی عمر کے لیے دعا کی گئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق مدت مدید تک ابوبکر بن سعدؒ ایسے ہما کے سایہ فگن رہے۔ (۲) اس شعر میں درویش وزیر کے واقعہ کی طرف رجوع کیا گیا ہے اور ہر بادشاہ و صاحب اقتدار کو سزا کے حوالے سے ایک طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی کو قتل کرنے سے پہلے اسے قید خانے میں ڈال دینا چاہیے کیونکہ قیدی کو یقین کی حد تک جرم ثابت ہونے پر کسی بھی وقت قتل کر سکتے ہیں جبکہ مقتول دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ اس شعر میں بادشاہ کے مزاج کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ اگر بادشاہ متحمل مزاج اور معاملہ فہم ہو تو اسے کسی کی ملامت یا شورش سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ وہ اپنے مزاج اور بہتر تدابیر کے اعتبار سے مبنی بر حق ہوتا ہے۔ (۴) پہلے شعر میں متحمل مزاج بادشاہ کے حوالے سے ایک اچھوتا پہلو بیان کیا گیا تھا جب کہ اس شعر میں غیر متحمل مزاج اور متکبر ہونے کی صورت میں حکمرانی کا منفی پہلو اجاگر کر کے اس سے تخت شاہی چھین لینے کو کہا گیا ہے تاکہ مخلوق اس کے شر سے محفوظ رہے۔ (۵) انسانی مزاج میں غصہ بہت ہی اہم جزو ہے۔ غصے میں بے قابو ہو کر کچھ کر گزرنا کمال نہیں بلکہ غصہ کی حالت میں عقل کو قائم رکھتے ہوئے قابو پانا جرأت مندی ہے۔ کیونکہ میدان جنگ میں ثابت قدم رہنا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ غصے پر قابو پانا دشوار ہے۔ (۶) اس شعر کا مقصد ہے کہ عقل اور غصہ جمع نہیں ہو سکتے۔ یعنی جہاں غصہ ہوگا وہاں عقل نہ ہوگی اور جہاں عقل ہوگی وہاں غصہ مغلوب ہوگا۔ چنانچہ بردبار شخص ہمیشہ دانش مند ہوتا ہے۔ بے حوصلہ آدمی میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ (۷) اس شعر کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص پر غصہ غلبہ پا جائے تو وہ روحانی امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس میں عدل و انصاف، تقویٰ و طہارت ایسی روحانی اشیاء ناپید ہو جاتی ہیں۔ (۸) اس شعر کا مطلب ہے کہ غصہ ایک ایسی لعنت ہے کہ جس کے سامنے روحانیت نہیں ٹھہر سکتی اور نہ ہی ملکوتی صفات کی حامل مخلوق (فرشتے) اس کے مدمقابل آ سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں غصہ حرام قرار دیا گیا ہے۔

marfat.com

گفتار

بات

نہ برحکم شرع آب خوردن خطاست	۲	وگرخوں بفتویٰ بریزی رواست
شریعت کے حکم کے بغیر پانی پینا بھی گناہ نہیں ہے		اور اگر فتویٰ لے کر خون بہائے تو جائز ہے
اگر شرع فتویٰ دہد برہلاک	۳	الا تا نداری زکشتنش باک
اگر شریعت قتل کا فتویٰ دے دیوے		خبردار اس کو مار ڈالنے سے ہرگز پرہیز کر
وگردانی اندر تبارش کساں	۴	برایشاں ببخشای و راحت رساں
اگر تو اسکے خاندان میں اور لوگوں کو جانتا ہے		تو ان پر بخشش کر اور راحت پہنچا
گنہ بود مرد ستمگارہ را	۵	چہ تاواں زن و طفل بیچارہ را
گنہ تو ظالم مرد کا تھا		بیچاری عورتوں اور بچوں پر کیا تاوان
تنت زورمندست و لشکر گراں	۶	ولیکن در اقلیم دشمن مراں
تیرا جسم (خواہ) زور آور اور لشکر بھاری ہے		لیکن دشمن کے ملک میں دھاوا نہ کر
کہ وے برحصارے گریزد بلند	۷	رسد کشورے بے گنہ را گزند
کیونکہ وہ تو اونچے قلعے پر چڑھ جائیگا		بے گناہ ملک کو نقصان پہنچے گا
نظر کن در احوال زندانیاں	۸	کہ ممکن بود بے گنہ درمیاں
قیدیوں کے حالات میں نظر کر		ممکن ہے ان میں کوئی بے گناہ بھی ہو

(۱) گفتار: بات۔ (۲) نہ: یہ نفی است کی ہے جو آخر میں ہے۔ شرع: شریعت۔ آب: پانی۔ خوردن: کھانا، پینا۔ خطا: غلطی۔ نیست: نہیں ہے۔ وگر: اور اگر۔ بفتویٰ: فتویٰ کے مطابق۔ بریزی: تو گرا دیوے۔ رواست: جائز ہے۔ (۳) فتویٰ: شرعی فیصلہ۔ دہد: دیوے۔ برہلاک: ہلاکت پر۔ الا: حرف تنبیہ خبردار۔ تا: ہرگز۔ نداری: نہ رکھے تو۔ زکشتنش: اس کو مارنے سے۔ باک: خوف۔ (۴) وگر: اور اگر۔ دانی: تو جانتا ہے۔ تبار: خاندان۔ ش: اس کا۔ کساں: جمع کس لوگ۔ برایشاں: ان پر۔ ببخشای: بخشش کر۔ راحت رساں: آرام پہنچا۔ (۵) بود: تھا۔ ستمگارہ: ظالم۔ را: کو۔ چہ: کیا۔ تاواں: جرمانہ۔ زن: عورت۔ طفل: بچہ۔ (۶) تنت: تیرا جسم۔ زورمند: زور والا۔ ست: ہے۔ گراں: بھاری۔ در: میں۔ اقلیم: ملک۔ مراں: مت چلا۔ (۷) کہ: کیونکہ۔ وے: وہ۔ حصار: قلعہ۔ گریزد: بھاگ جائے گا۔ بلند: یہ حصار کی صفت ہے۔ رسد: پہنچے گا۔ کشور: ملک۔ را: کو۔ گزند: نقصان۔ (۸) نظر کن: دیکھ۔ احوال: جمع حال۔ زندانیاں: جمع قیدی۔ ممکن: ہو سکنے والا۔ بود: ہووے۔ درمیان: بیچ میں۔

تشریح: (۱) گفتار: عنوان، گفتار کا معنی بات ہے اور یہاں گفتار کے عنوان سے ایک حکایت بیان کی جا رہی ہے جس کا مقصد ہے کہ اگر ازروئے شریعت حکومت وقت کے لیے کسی کا قتل کرنا لازمی ہے تو پھر اس (مقتول) کے لواحقین کے احوال و دیکھ بھال رکھنا حکومت وقت پر لازمی ہوگا تاکہ وہ بیروزگاری کی دلدل میں دھنس کر بے موت نہ مارے جائیں۔ (۲) ہر مسلمان شرعی احکام کا اسقدر پابند ہے کہ اس کے لیے خلاف شرع پانی پینا بھی خطاکاری ہے چنانچہ پانی پینے کا معمولی عمل خلاف شریعت جائز نہیں تو پھر کسی کو ناحق قتل کرنا کس طرح جائز متصور ہوگا۔ (۳) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ قاتل کو قصاص میں قتل کرنا فساد لئے شرعیہ کی روشنی میں جائز ہے گو ایسے حاکم وقت کو چاہیے شرعی حدود میں رہ کر قتل و قتال جہاد کا سلسلہ جاری رکھے ایسی کارروائیاں جائز ہی نہیں بلکہ فریضہ کا حکم رکھتی ہیں۔ (۴) چونکہ مقتول اپنے خاندان کا واحد کفیل تھا ایسے خاندان جس کا کفیل ازروئے شریعت کسی وجہ سے قتل کر دیا گیا تو اس کی خبر گیری کرنا لازمی امر ہوگا کیونکہ مقتول نے اپنے کیے کی سزا پائی جبکہ مقتول کا خاندان بے گناہ ہے چنانچہ اسے بیروزگاری کی سزا دینا صحیح نہیں۔ (۵) اس شعر کا مقصد ہے کہ گناہگار در اصل مقتول تھا لیکن اس کے خاندان میں موجود عورتوں اور بچوں کو بیروزگاری کے دلدل میں دھکیلنا شرفاء کا شیوہ نہیں بلکہ یہ انتہا درجے کی کمینگی ہوگی اسلئے شریعت نے حاکم وقت کو مقتول کے خاندان کی کفالت کا پابند رکھا ہے۔ (۶) اس شعر میں صاحب اقتدار کو طاقتور ہونے کے باوجود دشمن کے ملک میں فوجی کارروائی کرنے سے روکا گیا ہے کیونکہ اگرچہ دشمن ملک کا سربراہ اپنی فوج سمیت محصور ہو جائے گا لیکن دشمن ملک کی عوام تکلیف میں مبتلا ہو جائے گی۔ (۷) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ نہتے عوام کو تکلیف میں مبتلا کرنا بہادری یا دانشمندی نہیں، کیونکہ سب کچھ طاقت ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اخلاق محمدی کے تحت انسانی ہمدردی کے جذبات زیادہ کارگر ہوتے ہیں۔ (۸) اپنے اثر و رسوخ کے بل بوتے پر کسی بے گناہ کو قید خانے میں ڈالنا حد درجہ کی حماقت ہے۔ اس لیے حکمران کو چاہیے کہ وہ قیدیوں کے حالات سے آگاہ رہے۔ ممکن ہے کسی با اثر نے کسی قیدی کو بلا جواز بے قصور قید کرا دیا ہو۔

marfat.com

۱	چو بازارگاں در دیارت بمُرد	بمالش خساست بود دست بُرد
	اگر تمہارے ملک میں کوئی تاجر مر جائے	تو اس کے مال میں دست درازی کمینہ پن ہے
۲	کزاں پس کہ بروے بگریند زار	بہم باز گویند خویش و تبار
	اس لیے کہ اس کے بعد جب روئیں گے	اپنے اور خاندان والے آپس میں کہیں گے
۳	کہ مسکیں در اقلیم غربت بمُرد	متاعے کزو ماند ظالم بُبرد
	کہ بے چارہ پردیس میں مر گیا	جو کچھ اس کا رہا اس کو ظالم کھا گیا
۴	بیندیش ازاں طفلک بے پدر	وز آہِ دلِ دردمندش حذر
	اس بے باپ کے بچہ کے بارے میں غور کرلے	اور اس کے درد مند دل کی آہ سے بچ
۵	بسا نام نیکوئے پنجاہ سال	کہ یک نام زشتش کند پائمال
	بسا اوقات پچاس کا نیک کام	برائی کا ایک نام اس کو پامال کر دیتا ہے
۶	پسندیدہ کاران جاوید نام	تطاول نکردند بر مالِ عام
	ہمیشہ نام باقی رکھنے والے عمدہ کام کرنے والے	عام لوگوں کے مال پر دست درازی نہیں کرتے
۷	بر آفاق گر سر بسر بادشاست	چو مال از توانگر ستاند گداست
	اگرچہ اطراف عالم پر بادشاہ ہے	جب مالداروں کا مال چھینتا ہے تو فقیر ہے
۸	بمُرد از تہیدستی آزاد مرد	ز پہلوئے مسکیں شکم پُر نہ کرد
	آزاد مرد مفلسی سے مر جاتا ہے	لیکن کسی مسکین کے پہلو سے پیٹ نہیں بھرتا

(۱) بازارگاں: سوداگر۔ دیارت: تیرا ملک۔ بمُرد: مر گیا۔ بمالش: اس کے مال پر۔ خساست: کمینگی۔ بود: ہو وے۔ دست: ہاتھ۔ بُرد: ماضی بمعنی مصدر لے جانا۔ (۲) کزاں پس: کیونکہ اس کے پیچھے۔ کہ: جبکہ۔ بروے: اس پر۔ بگریند: رو دیں گے۔ زار: بے تحاشا۔ بہم: آپس میں۔ باز: پھر۔ گویند: کہیں گے۔ خویش: رشتہ دار۔ تبار: قبیلہ والے۔ (۳) مسکیں: بے چارہ۔ اقلیم: ملک۔ غربت: مسافری۔ بمُرد: مر گیا۔ متاعے: سامان۔ کزو: جو کہ اس سے۔ ماند: رہ گیا۔ بُبرد: لے گیا۔ (۴) بیندیش: سوچ۔ ازاں: اس سے۔ طفلک: چھوٹا سا۔ بے پدر: بے باپ والا۔ وز آہ: اور آہ سے۔ دل دردمند: تکلیف والا دل۔ ش: اس کا۔ حذر: بچ۔ (۵) بسا: بہت دفعہ۔ نام نیکوئے: نیک نامی۔ پنجاہ: پچاس۔ یک: ایک۔ نام زشتش: بدنامی اس کو۔ کند: کر دیتی ہے۔ پائمال: برباد۔ (۶) پسندیدہ کاراں: عمدہ کام کرنے والے۔ جاوید نام: ہمیشہ کے نام والے۔ تطاول: دست درازی۔ نکردند: انہوں نے نہیں کی۔ بر مالِ عام: عام لوگوں کا مال۔ (۷) آفاق: جہان کے کنارے۔ سر بسر: بالکل۔ بادشاست: بادشاہ ہے۔ چو: جب۔ توانگر: مالدار۔ ستاند: چھینتا ہے۔ گداست: فقیر ہے۔ (۸) بمُرد: مر گیا۔ تہی دستی: خالی ہاتھ ہونا۔ آزاد مرد: جو کسی کا احسان مند نہ ہو۔ ز پہلوئے مسکیں: مسکین کے پہلو سے۔ شکم: پیٹ۔ پُر نکرد: پُر نہیں کیا۔

تشریح: (۱) امانت میں خیانت کا عمل ایک گھناؤنا عمل ہے اس لیے بسا اوقات غیر ملکی افراد بغرض تجارت و سیاحت ملک میں قیام پذیر ہوتے ہیں۔ ناگہانی موت کی وجہ سے ان غیر ملکی سوداگروں کا مال ان کے ورثاء تک پہنچانا چاہیے نہ کہ اس پر قبضہ کر کے خیانت کا مرتکب ہو۔ (۲) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ اگر کسی نے غیر ملکی شخص کی موت کے بعد اس کے مال پر قبضہ جما لیا تو اس کے اہل و عیال نہ صرف تمہاری خیانت کا رونا روئیں گے بلکہ رسوائی کا باعث بھی ہوں گے۔ (۳) اس شعر میں یہ مقصد بیان کیا گیا ہے کہ ایسے لوگ جو اپنے آبائی وطن سے دُور رہتے ہیں۔ خواہ وہ کسی بھی منصب پر فائز ہوں بہرحال وہ پردیسی ہوتے ہیں خواہ انہیں کتنی ہی شان و شوکت سے دفن کیا جائے وہ خویش و قبیلے سے دُور ہونے کے باعث بے سر و سامانی کے عالم میں ہی مرجاتے ہیں۔ (۴) جو شخص پردیس میں مرجائے اس کا حال ایسے ہے جیسے غریب و مفلوک مسافر۔ اگر اس کے پس ماندگان میں یتیم بچے وغیرہ ہیں تو مرنے والے پردیسی کے مال پر قبضہ جمانے کے بجائے اس کے ان یتیم بچوں کی جو بن باپ کے بے سہارا ہو گئے ہیں خبر گیری کرنی چاہیے تاکہ یتیم کی آہ سے حفاظت رہے۔ (۵) اس شعر میں بھی پہلے دو شعروں کی طرح یہ بات واضح کی گئی ہے کہ پردیس میں مرنے والے کے مال و اسباب پر قبضہ جمانے کی پاداش میں جو رسوائی ہو گی وہ پچاس سال کی بنی بنائی ساکھ بھی ختم کر دیتی ہے کیونکہ عمارت کی طرح عزت بنانے میں وقت لگتا ہے لیکن بگاڑنے میں ذرا دیر نہیں لگتی۔ (۶) جو حکمران اچھے کردار کے مالک ہوتے ہیں کسی کے مال پر قبضہ جمانا ان کا شیوہ نہیں ہوتا کیونکہ اس سے ان کے وقار پر حرف ہی نہیں آتا بلکہ فطرت کی سخت تعزیریں بھی اسے اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں۔ ناجائز اور غصب شدہ مال ہمیشہ ضائع ہو جاتا ہے۔ (۷) ایسا فقیر جو طالب دُنیا ہو اس کی نظر ہمیشہ لوگوں کے مال پر ہی رہتی ہے جسے حاصل کرنے کے لیے وہ ذلت کی انتہائی پستی سے بھی گریز نہیں کرتا۔ یہی حال اس بادشاہ کا ہے جو دوسروں کا مال غصب کرنے کے لیے ظلم کی انتہا کر دیتا ہے۔ وہ بادشاہ ہونے کے باوجود قلاش ہے۔ (۸) آزاد آدمی وہ ہوتا ہے جو کسی کا احسان اپنے سر نہیں رکھتا کیونکہ احسانات کی زنجیروں میں جکڑا ہوا شخص اپنے محسنوں کا غلام ہوتا ہے چنانچہ آزاد شخص کی یہ فطرت ہے کہ وہ بھوک کی وجہ سے موت تو قبول کر لیتا ہے لیکن اپنا پیٹ بھرنے کے لیے کسی کمزور کو مفلس نہیں کرتا۔

marfat.com

(۱) حکایت: کہانی۔ (۲) شنیدم: میں نے سنا۔ فرماں دہے: ایک حکم دینے والا یعنی بادشاہ۔ دادگر: انصاف کرنے والا۔ قبا: اچکن۔ داشتے: رکھتا تھا۔ ہر دو رو: دونوں طرف۔ آستر: کوٹ کا اندرونی کپڑا۔ (۳) یکے: ایک۔ گفتش: اس کو کہا۔ خسرو: بادشاہ۔ نیک روز: نیک دنوں والا۔ قبا: اچکن۔ دیبا: ریشم۔ بدوز: سی لے۔ (۴) بگفت: اس نے کہا۔ ایں قدر: اسقدر۔ ستر: پردہ پوشی۔ آسائش: آرام۔ وزیں: اور اس سے۔ بگذری: تو گزرے۔ زیب: زینت۔ آرائش: سجاوٹ۔ ست: ہے۔ (۵) از بہر: واسطے۔ آں: وہ۔ می ستانم: لیتا ہوں میں۔ خراج: ٹیکس۔ کنم: کروں میں۔ بر خود: اپنے اوپر۔ (۶) چوں: جب۔ ہمچوں: مثل۔ زناں: عورتیں۔ حلہ: جوڑا۔ بر تن: جسم پر۔ کنم: کروں میں۔ بمردی: بہادری کے ساتھ۔ کجا: کہاں۔ دفع دشمن: دشمن کو روکنا، مداخلت کرنا۔ (۷) مرا: مجھ کو۔ ہم: بھی۔ صد گونہ: سو طرح۔ آز: لالچ۔ ہوا: خواہش۔ است: ہے۔ خزینہ: خزانہ۔ مراست: میرا ہے۔ (۸) خزائن: جمع خزانہ۔ پُر: بھرے ہوئے۔ از بہر: واسطے۔ بود: ہووے۔ آئین: سجاوٹ۔ (۹) خوشدل: خوش دل والا۔ نباشد: نہ ہووے۔ ز شاہ: بادشاہ سے۔ ندارد: نہیں رکھتا وہ۔ حدود: حدیں۔ ولایت: ملک۔

حکایت

کہانی

مصرع اول	شمار	مصرع دوم
شنیدم کہ فرماں دہے دادگر	۲	قبا داشتے ہر دو رو آستر
میں نے سنا ہے کہ ایک منصف بادشاہ		کے پاس ایسی قبا تھی جسکے دونوں طرف استر تھا
یکے گفتش اے خسرو نیک روز	۳	قبائے ز دیبائے چینی بدوز
کسی نے اس سے کہا کہ اے نیک دل بادشاہ		چینی دیبا کی ایک قبا سلوا دے
بگفت ایں قدر ستر و آسائش ست	۴	وزیں بگذری زیب و آرائش ست
اس نے کہا کہ یہاں تک تو پردہ پوشی اور آرام ہے		اور اس کے آگے زیب و زینت ہے
نہ از بہر آں می ستانم خراج	۵	کہ زینت کنم بر خود و تخت و تاج
میں خراج اس لیے وصول نہیں کرتا ہوں		کہ اپنے لیے تخت و تاج کی زینت کروں
چو ہمچوں زناں حلہ در تن کنم	۶	بمردی کجا دفع دشمن کنم
جب عورتوں کی طرح جسم پر جوڑا سجاؤں		تو پھر بہادری سے دشمن کی مدافعت کب کرسکتا ہوں
مرا ہم ز صد گونہ آز و ہوا ست	۷	ولیکن خزینہ نہ تنہا مراست
مجھ میں بھی سینکڑوں آرزوئیں اور خواہشیں ہیں		لیکن خزانہ تنہا میرا نہیں ہے
خزائن پُر از بہر لشکر بود	۸	نہ از بہر آئین و زیور بود
خزانے لشکر کے لیے بھرے جاتے ہیں		آرائش اور زیور کے لیے نہیں بھرے جاتے ہیں
سپاہی کہ خوشدل نباشد ز شاہ	۹	ندارد حدود ولایت نگاہ
وہ سپاہی جو بادشاہ سے خوش نہ ہو		وہ مملکت کی سرحدوں کی حفاظت نہیں کرتا

تشریح: (۱) حکایت (عنوان) اس حکایت میں شیخ سعدیؒ نے دنیا پرست بادشاہ کو نصیحت کی ہے کہ وہ شاہی دعوامی خزانے کو اپنی عیاشیوں کی نذر کرنے کی بجائے عوامی فلاح اور عسکری (فوجی) اصلاح پر صرف کرے جو کہ اصل مصرف ہے۔ (۲) اس شعر میں شیخ سعدیؒ اپنی سنی ہوئی کہانی بیان کرتے ہوئے ایسے بادشاہ کا تذکرہ کرتے ہیں جو نہ صرف عادل تھا بلکہ قناعت پسند سادہ مزاج تھا اس کی قناعت کا یہ عالم تھا کہ وہ معمولی سے اندرونی کپڑے والی اچکن زیب تن رکھتا تھا یعنی شاہی خزانہ عیاشی پر صرف نہیں کرتا تھا۔ (۳) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ اس نیک دل بادشاہ کے مشیر نے شاہانہ جاہ و جلال کو ظاہر کرنے کے لیے بہترین قسم کی چینی ریشم کی اچکن سلوانے کا مشورہ دیا۔ (۴) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ بادشاہ شریف الطبع ہونے کے باعث اپنے مشیر کو جواب دیتا ہے کہ شاہانہ جاہ و حشمت قیمتی پارچات زیب تن کرنے سے نہیں ہوتی بلکہ حقیقی شاہانہ وجاہت قیام امن و عدل اور قناعت پسندی سے پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا زیب و زینت سے سکون نہیں ملتا۔ (۵) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ حکومت عوام سے جو ٹیکس وصول کرتی ہے اس کا مقصد عوام کی بہبود اور اصلاح احوال ہوتا ہے۔ ذاتی عیاشیاں اور تاج و تخت کی سجاوٹ مقصود نہیں ہوتی۔ (۶) اقتدار کی ہوس بہت سے حاسد و دشمن پیدا کر دیتی ہے جس سے اقتدار کے صحیح مستحقین جز محروم کر دیئے جاتے ہیں اسلئے جو بادشاہ عورتوں کی طرح بھڑکیلے لباس پہننے کا عادی ہوتا ہے وہ میدان جنگ میں مردانہ وار دشمن کے چھکے نہیں چھڑا سکتا۔ (۷) بحیثیت انسان ہر شخص خواہ وہ بادشاہ ہو یا رعایا کا فرد خواہشات کی تکمیل اس کی تمنا رہتی ہے اسی طرح میں (بادشاہ) بھی خواہشات رکھتا ہوں لیکن یہ خزانہ قوم کی امانت ہے اسے ذاتی خواہشات پر استعمال کر کے خیانت نہیں کر سکتا۔ (۸) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ ملکی سالمیت ہر حکمران کا آئینی و اخلاقی فریضہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ملکی سالمیت کا دار و مدار بہترین لشکر اور جدید اسلحہ پر ہوتا ہے لہٰذا ٹیکس سے وصول کی جانے والی رقم کا حقیقی مصرف ملکی سالمیت کے حوالے سے بہتر سے بہتر اقدام کرنا ہے۔ (۹) چونکہ ملک و قوم کی سلامتی ان جانباز فوجیوں کے جذبۂ ایثار پر مبنی ہے جو ملک و قوم پر اپنی جانیں نثار کر دیتے ہیں لہٰذا فطری تقاضا ہے کہ بادشاہ اپنے ملک کی افواج کو خوش رکھے بصورت دیگر بادشاہ سے بدظن فوج سرحدوں کی حفاظت نہیں کر سکتی۔

marfat.com

۱	چو دشمن خرِ روستائی برد	ملک باج و دہ یک چرا می خورد
	جب دشمن دیہاتی کا گدھا چھین لے	تو بادشاہ خراج اور دسواں کیوں کھاتا ہے
۲	مخالف خرش برد و سلطان خراج	چہ اقبال بینی دراں تخت و تاج
	جب دشمن اسکا گدھا اور بادشاہ خراج لے گیا	تو اس تخت وتاج میں تو کیا اقبال دیکھے گا
۳	مروت نباشد برافتادہ زور	برد مرغ دوں دانہ از پیش مور
	کمزور پر زور کرنا شرافت نہیں ہے	کمینہ پرندہ چیونٹی کا دانہ چھینتا ہے
۴	رعیت درخت است گر پروری	بکام دل دوستاں برخوری
	رعایا ایک درخت ہے اگر تو اس کی پرورش کرے گا	دوستوں کی خواہش کے مطابق پھل کھائے گا
۵	بہ بے رحمی از بیخ و بارش مکن	کہ ناداں کند حیف برخویشتن
	بے رحمی سے اس کی جڑ اور پھل نہ توڑ	اسلئے کہ ناداں کو خود اپنے اوپر افسوس کرنا پڑتا ہے
۶	کساں برخورند از جوانی و بخت	کہ بر زیر دستاں نگیرند سخت
	جوانی اور نصیب سے وہی لوگ پھل کھاتے ہیں	جو ماتحتوں پر سختی نہیں کرتے ہیں
۷	اگر زیر دستے درآید زپای	حذر کن ز نالیدنش برخدای
	اگر کوئی کمزور گر پڑے تو	خدا کے سامنے اس کی فریاد سے ڈر
۸	چو شاید گرفتن بنرمی دیار	بہ پیکار خوں از مسامے میار
	اگر ملک نرمی سے حاصل کر سکتا ہے	تو لڑ کر ایک بال کی جڑ سے بھی خون نہ بہا
۹	بمردی کہ ملک سراسر زمین	نیرزد کہ خونے چکد بر زمین
	بہادری کی قسم کہ پورے روئے زمین کی بادشاہت	مناسب نہیں جب خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر ٹپکے

(۱) خر: گدھا۔ روستائی: دیہاتی۔ برد: لے جاتا ہے۔ ملک: بادشاہ۔ باج: ٹیکس۔ دہ یک: دسواں حصہ۔ چرا: کیوں۔ می خورد: کھاتا ہے۔ (۲) مخالف: دشمن۔ خرش: اس کا گدھا۔ برد: لے گیا۔ سلطان: بادشاہ۔ خراج: ٹیکس۔ چہ: کیا۔ اقبال: ترقی۔ بینی: دیکھے تو۔ دراں: اس میں۔ تخت وتاج: مراد ملک۔ (۳) مروت: احسان شرافت۔ نباشد: نہ ہوئے۔ افتادہ: گرا ہوا۔ برد: لے جاتا ہے۔ مرغ: پرندہ۔ دوں: کمینہ۔ پیش: سامنے۔ مور: چیونٹی۔ (۴) رعیت: ملک کے باشندے۔ درخت: درخت ہے۔ پروری: تو پالے۔ بکام: مقصد کے مطابق۔ دل دوستاں: دوستوں کا دل۔ بر: پھل۔ خوری: کھائے تو۔ (۵) بیخ: جڑ۔ بارش: اس کا پھل۔ مکن: مت توڑ۔ کہ: کیونکہ۔ کند: کرتا ہے۔ حیف: افسوس ظلم۔ بر: پر۔ خویشتن: اپنا آپ۔ (۶) کساں: لوگ۔ برخورند: پھل کھاتے ہیں۔ بخت: نصیب۔ کہ: جو کہ۔ زیر دست: ماتحت۔ (۷) زیر دست: کمزور یا دعا کی۔ درآید: گر پڑے۔ زپای: پاؤں سے۔ حذر کن: پرہیز کر۔ ز نالیدنش: اسکے رونے سے۔ برخدا: خدا کے سامنے۔ (۸) چو: جب۔ شاید گرفتن: لے سکتے ہیں۔ نرمی: صلح۔ دیار: جمع دار ملک۔ پیکار: جنگ۔ مسام: بالوں کی جڑ کا سوراخ۔ ے وحدت کی۔ میار: مت لا۔ (۹) بمردی: بہادری کی قسم۔ ملک: حکومت۔ سراسر زمین: ساری زمین۔ نیرزد: نہیں برابر ہے۔ خونے: خون کا ایک قطرہ۔ چکد: ٹپکے

تشریح: (۱) اس شعر میں بادشاہ نے دشمن کی کارروائی پر نظر رکھتے ہوئے کہا کہ ایسا بادشاہ حکومت کرنے اور ٹیکس لینے کا مجاز نہیں ہو سکتا جو دشمن سے اپنے ملک کے ایک دیہاتی کا گدھا واپس نہیں کرا سکتا۔ ایسا کمزور بادشاہ زمام اقتدار سنبھالنے کا حقدار نہیں۔ (۲) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ دشمن یا سماج دشمن عناصر رعایا سے مال واسباب چھین کرلے جائیں اور وقت کا حکمران ٹیکس کے ذریعے عوام کو مفلس کردے تو ایسے ملک کی تباہی میں کوئی شک وشبہ نہیں ہو سکتا۔ (۳) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ محکوم وضعیف لوگوں پر ظلماً طاقت استعمال کرنا کمینگی والے غیرتی ہوتی ہے کیونکہ چیونٹی جیسے کمزور حیوان کے سامنے سے دانہ اٹھا کر لیجانا پرندے بھی اپنی شریفانہ روش ورشان کے خلاف سمجھتے ہیں چہ جائیکہ انسان ایسی گھٹیا حرکت کرے۔ (۴) اس شعر میں رعایا کو ایک درخت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح انسان اپنی اولاد پالنے کیلئے پاپڑ بیلتا ہے اسی طرح درخت کی حفاظت وپرورش بھی جان جوکھوں کا کام ہے۔ بادشاہ کے لیے رعایا بھی اولاد اور درخت کی مانند ہے جو شخص درخت پالنے میں کامیاب ہوتا ہے وہ اس کا پھل ضرور کھاتا ہے اسی طرح جو بادشاہ رعیت کی حفاظت وپرورش کرتا ہے اسے بھی اچھا صلہ ملتا ہے۔ (۵) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ رعایا پر ظلم کرنا ایسا ہی ہے جیسے اپنی پرورده اولاد کو قتل کرنا یا اپنے ہاتھوں سے پرورش کردہ پھلدار درخت کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنا۔ یہ دونوں کام ظالمانہ اقدام کے زمرے میں آتے ہیں۔ (۶) چونکہ کائنات میں موجود ہر مخلوق سے رحم ودرگذر کا معاملہ کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اگر کوئی بادشاہ اپنی رعایا وماتحتوں سے نرمی کا برتاؤ کرتا ہے تو گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت کو اپنائے ہوئے ہے اس لیے عفو ودرگذر کرنے والوں کو اس شعر میں خوش نصیب کہا گیا ہے۔ (۷) اس شعر میں شیخ سعدیؒ پہلے شعر کی مناسبت سے نصیحت کر رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص معاشی ومعاشرتی طور پر اپنا مقام کھو جانے کے باعث بے حیثیت ہو گیا ہے تو اس کی بددعا وآہ سے بچنے کے لیے اس سے تعاون کرنا چاہیئے۔ (۸) انسان چونکہ اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہے اسلئے یہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ کسی انسانی جان کا ضیاع اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس شعر میں یہی بات سمجھائی گئی ہے کہ اگر کوئی ملک بغیر لڑائی کے ملتا ہے تو جنگ کی آگ میں انسانی جانوں کو نہیں جھونکنا چاہیئے۔ (۹) بلاوجہ یا بلا جواز انسانی جانوں کو جنگ کی آگ میں جھونکنا بہادری نہیں کیونکہ پوری دنیا انسان کے جسم سے ٹپکے ہوئے خون کے ایک قطرے کا بدلہ نہیں چکا سکتی۔

marfat.com

حکایت

کہانی

شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت	۲	بسر چشمۂ بر بسنگے نوشت
میں نے سنا ہے کہ مبارک طبیعت جمشید نے		ایک چشمہ کے پتھر پر کندہ کرایا
بدیں چشمہ چوں ما بسے دم زدند	۳	برفتند چوں چشم برہم زدند
اس چشمہ پر مجھ جیسے بہت سوں نے دم لیا		جو پلک جھپکنے میں چلے گئے
گرفتیم عالم بمردی و زور	۴	ولیکن نبردیم باخود بگور
میں نے دنیا بہادری اور زور سے حاصل کی		لیکن اپنے ساتھ قبر میں نہ لے جاسکا
چو بر دشمنے باشدت دسترس	۵	مرنجانش کورا ہمیں غصہ بس
جب کسی دشمن پر تجھے قابو حاصل ہوجائے		تو اس کو نہ ستا اسکے لیے یہی غصہ کافی ہے
عدو زندہ سرگشتہ پیرامنت	۶	بہ از خون او گشتہ در گردنت
زندہ پریشان دشمن تیرے چاروں طرف		تیری گردن پر اس کے خون سے بہتر ہے

حکایت

کہانی

شنیدم کہ دارائے فرخ تبار	۸	ز لشکر جدا ماند روز شکار
میں نے سنا ہے کہ دارا مبارک خاندان		شکار کے روز لشکر سے جدا ہوگیا
دواں آمدش گلہ بانے بہ پیش	۹	شہنشہ برآورد تغلق ز کیش
ایک چرواہا دوڑتا ہوا سامنے آیا		بادشاہ نے ترکش سے تیر نکال لیا

(۱) حکایت: کہانی۔
(۲) شنیدم: میں نے سنا۔ جمشید: ایران کا ایک مشہور بادشاہ جو ضحاک کے ہاتھ سے مارا گیا۔ فرخ: مبارک۔ سرشت: طبیعت۔ بر: پر۔ بسنگے: ایک پتھر پر۔ نوشت: اس نے لکھا۔ (۳) بدیں: اس پر۔ چوں ما: ہماری طرح۔ بسے: بہت۔ دم زدند: انہوں نے سانس لیا۔ برفتند: چلے گئے۔ چوں: مثل۔ چشم برہم زدند: انہوں نے آنکھ جھپکی۔ (۴) گرفتیم: لیا ہم نے۔ عالم: جہان۔ بمردی: بہادری سے۔ نبردیم: نہیں لے گئے ہم۔ باخود: اپنے ساتھ۔ بگور: قبر میں۔ (۵) چوں: جب۔ بر: پر۔ دشمنے: کوئی دشمن۔ باشدت: تجھ کو ہوئے۔ دسترس: قوت رسائی۔ مرنجانش: اس کو مت رنجیدہ کر۔ کورا: کہ اس کو۔ ہمیں: یہی۔ غصہ: دکھ۔ بس: کافی۔ (۶) عدو: دشمن۔ سرگشتہ: پریشان۔ پیرامنت: تیرے ارد گرد۔ بہ: بہتر۔ خون او: اس کا خون۔ گشتہ: ہو یا ہوا۔ گردنت: تیری گردن۔
(۷) حکایت: کہانی۔
(۸) شنیدم: میں نے سنا۔ دارا: ایران کا ایک بادشاہ جو سکندر سے جنگ کرتا ہوا مارا گیا۔ فرخ: مبارک۔ تبار: خاندان۔ ماند: رہ گیا۔ روز: دن۔ (۹) دواں: دوڑتا ہوا۔ آمدش: اس کے پاس آیا۔ گلہ بانے: ایک چرواہا۔ پیش: سامنے۔ برآورد: نکالا۔ تغلق: تیر۔ کیش: ترکش۔

تشریح: (۱) حکایت (عنوان) یہاں پر شیخ سعدیؒ نے جمشید کی زبانی دنیا کی ناپائیداری کا تذکرہ کیا ہے تاکہ جمشید کے ان کلمات سے متاثر ہو کر ہر شخص دنیا سے بے رغبت ہوجائے۔ (۲) شیخ سعدیؒ اپنی شنیدہ کہانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نیک سیرت جمشید نے کسی چشمے پر دنیا سے بے رغبتی کے حوالے سے پتھر کی تختی پر ایک نصیحت کندہ کرائی۔ (۳) اخروی زندگی کے مقابلے میں دنیوی زندگی پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ دنیوی زندگی عارضی ہے کیونکہ بڑے بڑے دبدبے والے لوگ ہم سے پہلے پل جھپکتے ہی چلے گئے۔ (۴) زن، زر، زمین کے حصول کے لیے جنگوں سے ست سے انسانوں کا خون بہایا لیکن دنیا کی یہ تمام چیزیں اپنے ساتھ قبر میں لے جانے سے قاصر ہے۔ (۵) عقلمند آدمی کبھی اپنے دشمن کے خون میں ہاتھ نہیں رنگتا بلکہ وہ دشمن کے گرد خوف و دہشت پر مبنی پریشان کن حالات کا دائرہ اسقدر تنگ کردیتا ہے کہ دشمن سوچوں کے گرداب میں ہی پھنسا رہتا ہے۔ (۶) دشمن کو قتل کرنے سے بہتر ہے کہ اسے خوف و دہشت میں اُلجھا کر تفکرات کے عذاب میں مبتلا کردیا جائے۔ دشمن کا مرعوب رہنا کسی عذاب سے کم نہیں۔
(۷) حکایت (عنوان) اس حکایت میں امور مملکت کو بہتر طور پر سرانجام دینے کے لیے شیخ سعدیؒ نے حکمران کو اپنے خدمت گاروں کی پہچان کی اہمیت پر زور دیا ہے تاکہ ان کے حقوق پامال نہ ہونے پائیں۔ (۸) اس شعر میں شیخ سعدیؒ اپنی شنیدہ (سنی ہوئی) کہانی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ جس کا نام "دارا" تھا وہ شکار کی غرض سے جنگل میں گیا ہوا تھا جو اپنے لشکر سے جُدا ہوگیا تھا۔
(۹) یہ شعر پہلے شعر کو مکمل کر رہا ہے کہ اسے ایک شخص ایسا دکھائی دیا جو اس کی طرف دوڑتا ہوا آرہا ہے۔ چنانچہ اس دارا نے آنے والے شخص کو اپنا دشمن سمجھ کر تیر کمان سیدھا کیا۔

marfat.com

بصحرا درازدشمناں دار باک	۱	کہ در خانہ باشد گل از خار پاک
جنگل میں دشمن کا خیال رکھنا چاہیئے		اس لیئے کہ گھر میں تو پھول کانٹے سے پاک ہوتا ہے
برآورد چوپان بد دل خردش	۲	کہ دشمن نیم در ہلاکم مکوش
خوف زدہ چرواہا چیخا		کہ میں دشمن نہیں ہوں مجھے مارنے کی کوشش نہ کر
من آنم کہ اسپان شہ پرورم	۳	بخدمت دریں مرغزار آورم
میں تو وہی ہوں جو بادشاہ کے گھوڑے پالتا ہے		خدمت گزاری کے لیئے اس چراگاہ میں لایا ہوں
ملک را دل رفتہ آمد بجای	۴	بخندید و گفت اے نکوہیدہ رای
بادشاہ کا دھڑکتا دل جگہ پر آیا		ہنسا اور کہا کہ اے بیوقوف
ترا یاوری کرد فرخ سردش	۵	دگرنہ زہ آوردہ بودم بگوش
تیری غیبی فرشتے نے مدد کر دی		ورنہ میں تو چلہ کان کے برابر کھینچ چکا تھا
نگہبان مرعیٰ بخندید و گفت	۶	نصیحت زیاراں نشاید نہفت
چراگاہ کا نگہبان ہنسا اور اس نے کہا		یاروں سے نصیحت کو نہ چھپانا چاہیئے
نہ تدبیر محمود و رائے نکوست	۷	کہ دشمن نداند شہنشہ زدوست
یہ قابل تعریف تدبیر اور بہتر رائے نہیں ہے		کہ بادشاہ دوست دشمن میں تمیز نہ کر سکے
چنانست در مہتری شرط زلیست	۸	کہ ہر کہترے را بدانی کہ کیست
سرداری میں جینے کی یہ شرط ہے		کہ تو ہر ماتحت کو پہچانے کہ وہ کون ہے
مرا بارہا در حضر دیدۂ	۹	زخیل و چراگاہ پرسیدۂ
تونے مجھے بارہا دربار میں دیکھا ہے		گھوڑوں اور چراگاہ کے حالات دریافت کیے ہیں

(۱) بصحرا: جنگل میں۔ در: اندر۔ از: سے۔ دار: رکھ۔ باک: خوف۔ کہ: کیونکہ۔ درخانہ: گھر میں۔ باشد: ہوئے۔ گل: پھول۔ خار: کانٹا۔ (۲) برآورد: نکال۔ چوپان: چرواہا۔ بددل: بُرے دل والا خوفزدہ۔ خردش: چیخ۔ نیم: نہیں ہوں میں۔ ہلاکم: میری ہلاکت۔ مکوش: مت کوشش کر۔ (۳) من: میں۔ آنم: وہ ہوں میں۔ اسپاں: گھوڑے۔ شہ: بادشاہ۔ پرورم: میں پالتا ہوں۔ بخدمت: خدمت کے لیے۔ دریں: اس میں۔ مرغزار: سبزہ زار۔ آورم: لاتا ہوں میں۔ (۴) ملک: بادشاہ۔ دل رفتہ: گیا ہوا دل۔ آمد: آیا۔ بجای: جگہ پر۔ بخندید: ہنس پڑا۔ وگفت: اور اس نے کہا۔ نکوہیدہ رای: بُری رائے والا۔ (۵) ترا: تیری۔ یاوری: مدد۔ کرد: کی۔ فرخ: مبارک مراد غیبی۔ سردش: غیبی آواز۔ زہ: چلہ۔ آوردہ بودم: لے آیا تھا میں۔ بگوش: کان تک۔ (۶) نگہبان: نگران۔ مرعیٰ: چراگاہ۔ بخندید: ہنس پڑا۔ وگفت: اور اس نے کہا۔ زیاراں: یاروں سے۔ نشاید نہفت: نہیں چھپانی چاہیئے۔ (۷) نہ تدبیر: نظام۔ محمود: اچھی۔ رائے نکو: اچھی رائے۔ ست: ہے۔ نداند: نہ جانے۔ زدوست: دوست سے۔ (۸) چنانست: ایسے ہے۔ مہتری: سرداری۔ زلیست: زندگی۔ کہتر: چھوٹا ماتحت۔ بدانی: تو جانے۔ کیست: کون ہے۔ (۹) مرا: مجھ کو۔ بارہا: کئی بار۔ حضر: دربار۔ دیدہ: تونے دیکھا ہے۔ خیل: گھوڑا۔ چراگاہ: جانور چرانے کی جگہ۔ پرسیدہ: تونے پوچھا ہے۔

تشریح: (۱) اس شعر میں جنگل کے اندر دشمن سے ہوشیار رہنے کے لیئے دشمن کو جنگل کانٹوں سے تشبیہ دی گئی ہے جبکہ دوست کو کانٹوں سے پاک صاف پھول قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ وفادار دوست صرف اپنے وطن (گھر) میں ہی ملتے ہیں جنگل میں نہیں۔ (۲) یہ شعر بھی کہانی کی روانی کے پیش نظر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ دارا بادشاہ کی طرف دوڑ کر آنے والے چرواہے نے چلا کر کہا کہ میں آپ کا خدمتگار ہوں۔ دشمن نہیں ہوں۔ لہٰذا مجھے قتل نہ کریں۔ (۳) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ میں آپ کا وہ خدمت گار ہوں جو آپ (دارا بادشاہ) کے گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتا ہوں اور ان کی مزید خدمت کے لیئے انہیں یہاں چراگاہ میں لے کر آتا ہوں۔ (۴) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ چرواہے کی شکل میں ایک بہی خواہ کی حقیقت کھل تو دارا بادشاہ کے دل سے دشمن کا خوف جاتا رہا اور اپنے خادم کے سامنے شاہانہ روش اختیار کرلی۔ (۵) چنانچہ اسی شاہانہ روش میں بادشاہ نے کہا کہ اگر غیبی فرشتہ مدد نہ کرتا تو واقعی تو میرے ہاتھوں سے قتل ہو جاتا کیونکہ میں (دارا بادشاہ) تجھے قتل کرنے کے لیئے تیار تھا۔ (۶) اچھا دوست وہی ہوتا ہے جو اپنے دوستوں سے خیر و نصیحت کی بات نہیں چھپاتا۔ لہٰذا میں بحیثیت وفادار خادم و دوست کے ایک نصیحت کرتا ہوں۔ (۷) امور مملکت کو خوبی چلانے کے لیئے اس سے زیادہ کوئی تدبیر یا رائے بہتر نہیں کہ بادشاہ انتہائی محتاط رہتے ہوئے اپنوں اور بیگانوں کی پہچان رکھے۔ جو بادشاہ دوست اور دشمن کے درمیان امتیاز نہیں کر سکتا وہ صحیح معنوں میں بادشاہ نہیں ہو سکتا۔ (۸) درحقیقت قوم کا سردار یا بادشاہ وہ ہوتا ہے جو نہ صرف اپنے ماتحتوں یا رعیت کی پہچان رکھتا ہے بلکہ ان کی ضروریات پر بھی گہری نظر رکھتا ہے۔ (۹) اس شعر میں چرواہا بادشاہ کے دربار میں بارہا مرتبہ حاضری کا تذکرہ کرکے بادشاہ کی یادداشت پر نہ صرف تعجب کا اظہار کر رہا ہے بلکہ ایک پرانے خدمت گار کو بادشاہ کے دشمن سمجھنے پر اپنی حیرت کا اظہار بھی کر رہا ہے۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
کنونت بمہر آمدم پیش باز	۱	نمی دانیم از بد اندیش باز
اب کہ میں مہربانی سے تیرے سامنے آیا		تو پھر تو مجھے دشمن سے ممتاز نہ کرسکا
توانم من اے نامور شہریار	۲	کہ اسپے بروں آرم از صد ہزار
اے نامور بادشاہ میں یہ کرسکتا ہوں		کہ ہزاروں میں سے ایک گھوڑے کو نکال لوں
مرا گلہ بانی بعقلست ورای	۳	تو ہم گلۂ خویش داری بپای
میں عقل اور سمجھ سے گلہ بانی کرتا ہوں		تو بھی اپنے ریوڑ کو قائم رکھ
دراں دار ملک از خلل غم بود	۴	کہ تدبیر شاہ از شباں کم بود
اس سلطنت میں نقصان کا غم ہے		جہاں بادشاہ کی تدبیر چرواہے سے بھی کم ہو

گفتار

بات

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
تو کے بشنوی نالۂ دادخواہ	۶	بکیواں برت کلۂ خوابگاہ
تو انصاف چاہنے والے کی فریاد کب سن سکتا ہے		جب تیری خوابگاہ کا پردہ ساتویں آسمان پر ہو
چناں خسپ کاید فغانت بگوش	۷	اگر دادخواہے برآرد خروش
ایسا سو کہ فریاد تیرے کان تک پہنچ سکے		اگر کوئی انصاف چاہنے والا فریاد کرے
کہ نالد ز ظالم کہ در دورِ تست	۸	کہ ہر جور کو می کند جورِ تست
تیرے زمانے میں ظالم سے کون نالاں ہے		بلکہ ظالم جو ظلم کر رہا ہے وہ تیرا ظلم ہے
نہ سگ دامنِ کاروانے درید	۹	کہ دہقانِ ناداں کہ سگ پرورید
کتے نے قافلے کا دامن چاک نہیں کیا		بلکہ اس بیوقوف کاشتکار نے جس نے کتا پالا ہے
دلیر آمدی سعدیا در سخن	۱۰	چو تیغے بدستست فتحے بکن
اے سعدیؒ بات کہنے میں تو دلیر ہے		جب تلوار تیرے ہاتھ میں ہے تو فتح کر

(۱) کنونت: اس کی تا پیش کے ساتھ لگی ہے، کنوں: اب۔ بمہر: محبت کے ساتھ۔ آمدم: آیا میں۔ پیش: تیرے سامنے۔ باز: پھر آیا۔ نمی دانیم: نہیں جانتا ہے تو مجھ کو۔ بداندیش: برا سوچنے والا یعنی دشمن۔ باز: جدا۔ (۲) توانم: میں طاقت رکھتا ہوں۔ نامور: مشہور۔ شہریار: بادشاہ۔ اسپے: ایک گھوڑا۔ بروں: باہر۔ آرم: لاؤں میں۔ صد ہزار: لاکھ۔ (۳) مرا: مجھ کو۔ گلہ بانی: ریوڑ چرانا۔ بعقلست: عقل کے ساتھ ہے۔ تو ہم: تو بھی۔ گلۂ خویش: اپنا ریوڑ۔ داری: رکھتا ہے تو۔ بپای: قائم۔ (۴) دراں: اس میں۔ خلل: نقصان۔ غم بود: ہووے۔ تدبیر: انتظام اور رائے۔ شباں: چرواہا۔ کم بود: کم ہووے۔ (۵) گفتار: بات۔ (۶) کے: کب۔ بشنوی: تو سن سکے۔ نالہ: فریاد۔ دادخواہ: انصاف چاہنے والا۔ کیواں: ساتواں آسمان۔ برت: برہ پرات خوابگاہ کے ساتھ لگی ہے۔ کلہ: پردہ۔ (۷) چناں: ایسا۔ خسپ: سو تو۔ کاید: کہ آئے۔ کہ اس تک کے۔ فغاں: فریاد۔ بگوش: کان میں۔ دادخواہ: انصاف چاہنے والا۔ برآرد: نکالے۔ خروش: چیخ و پکار۔ (۸) کہ: کون۔ نالد: روتا ہے۔ دورِ تست: تیرے زمانے میں ہے۔ کہ: بلکہ۔ جور: ظلم۔ کو: کہ او، جو کہ وہ۔ می کند: کرتا ہے۔ جورِ تست: تیرا ظلم ہے۔ (۹) سگ: کتا۔ کاروان: قافلہ۔ ے: وحدت کی۔ درید: اس نے پھاڑا۔ کہ: بلکہ۔ دہقان: کسان۔ کہ: جس نے کہ۔ پرورید: پالا۔ (۱۰) دلیر: بہادر۔ آمدی: تو آیا۔ سعدیا: اے سعدی۔ سخن: بات۔ چوں: جب۔ تیغے: ایک تلوار۔ بدست: ہاتھ میں۔ ست: ہے۔ فتح: بڑی فتح۔ ے: تے، عظمت۔ بکن: کر تو۔

تشریح: (۱) چرواہا اپنی بدنصیبی کا ماتم کرتے ہوئے بادشاہ کو باور کرا رہا ہے کہ یہ جنگل آپ کے گھوڑوں کی چراگاہ ہے، میں بڑے جذبات و خلوص کے ساتھ آپ کے سامنے آیا لیکن افسوس کہ آپ نے مجھے اپنا دشمن سمجھا۔ (۲) اس شعر میں دارا بادشاہ کا خدمتگار چرواہا اپنی بہتر کارکردگی جتانے کے ساتھ ساتھ لاکھوں گھوڑوں میں سے بادشاہ کی ذاتی پسند کا گھوڑا انتخاب کرانے کی صورت میں اپنے پرانے خادم ہونے کا یقین دلا رہا ہے۔ (۳) اس شعر میں چرواہا اپنے گھوڑوں کی پہچان کے حوالے سے بادشاہ کو رعایا کی خبرگیری اور پہچان کرنے کے تناظر میں بادشاہ کے شایانِ شان دور اندیشی کی ترغیب دے رہا ہے۔ (۴) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ بادشاہ کی دور رس نظر چرواہے کی نگاہ سے کم ہونے کی صورت میں جہاں ملکی نظم و نسق میں ابتر حالات پیدا ہوں گے وہاں حکومت کی تباہی بھی یقینی امر ہے۔ (۵) گفتار: عنوان، اس گفتار (بات) میں شیخ سعدیؒ یہ مقصد بیان کر رہے ہیں کہ رعایا اور بادشاہ کے درمیان فاصلے نہیں ہونے چاہئیں بلکہ بادشاہ براہِ راست اپنی رعیت کی شکایات سنے اور ذاتی طور پر ان کے مسائل حل کرے۔ (۶) جو بادشاہ عادل اور مہربان ہوتے ہیں وہ ہمیشہ مظلوموں کی دادرسی بھی کرتے ہیں اور عوام کے دکھ درد میں شریک بھی ہوتے ہیں۔ (۷) بقول چرواہا اے بادشاہ سلامت آپ بھی عوام کے اتنے قریب ہو جائیں کہ مظلوم حق و انصاف پانے کیلئے آپ کے پاس آنے میں دقت محسوس نہ کریں۔ (۸) کسی بھی حکمران کے دورِ حکومت میں جہاں کہیں بھی ظلم ہوتا ہے وہ بادشاہ کے کھاتے میں شمار ہوتا ہے کیونکہ اگر اس کی گرفت سخت ہوتی تو کوئی بھی ظلم کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ (۹) اس شعر میں کتے کی تمثیل سے بادشاہ کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ اگر کسی کا کتا کاٹ لے تو یہ کتے کا نہیں بلکہ اس کے مالک کا قصور ہے کہ اس نے ایسا وحشی کتا رکھا کیوں ہے۔ (۱۰) اس شعر میں شیخ سعدیؒ اپنی زبان کی تلوار سے دلوں کی فتح قرار دے کر بے باکانہ دوستانہ تناظر میں بادشاہوں کے دلوں کو فتح کرنے کا عزم ظاہر کر رہے ہیں۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
بگو آنچہ دانی کہ حق گفتہ بہ	۱	نہ رشوت ستانی نہ عشوہ دہ
جو کچھ تو جانتا ہے کہہ ڈال اسلئے کہ سچی بات کہنا بہتر ہے		تو نہ رشوت خور ہے نہ فریب دینے والا
زباں بند و دفتر ز حکمت بشوی	۲	طمع بگسل و ہرچہ خواہی بگوی
زبان کو بند کر اور کتاب دانائی سے دھو ڈال		لالچ کو ختم کر دے اور پھر جو چاہے کہے جا

حکایت

کہانی

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
خبر یافت گردن کشے در عراق	۴	کہ می گفت مسکینے از زیر طاق
عراق میں ایک بادشاہ کو معلوم ہوا		کہ ایک مسکین محل کے نیچے کہہ رہا ہے
تو ہم بر درے ہستی اُمیدوار	۵	پس اُمید بر در نشیناں برار
تو بھی کسی دروازے کا امیدوار ہے		لہٰذا دروازے پر پڑے ہوؤں کی امید پوری کر
دلِ دردمنداں برآور ز بند	۶	کہ ہرگز نباشد دلت دردمند
دردمندوں کے دل کو فکر سے چھڑا		تاکہ تیرا دل کبھی دردمند نہ ہو
پریشانیٔ خاطرِ دادخواہ	۷	براندازد از مملکت پادشاہ
انصاف چاہنے والے کے دل کی پریشانی		بادشاہ کو گدی سے اتار پھینکتی ہے
تو خفتہ خنک در حرم نیمروز	۸	غریب از بروں گو بگرما بسوز
تو دوپہر میں آرام سے محل میں سویا ہے		تو پردیسی سے کہہ دے کہ باہر گرمی سے جل
ستانندۂ داد آں کس خداست	۹	کہ نتواند از پادشہ داد خواست
اس شخص کو خدا انصاف دیتا ہے		جو بادشاہ سے انصاف نہ چاہ سکے

(۱) بگو: کہہ تو۔ آنچہ: جو کچھ کہ۔ دانی: تو جانتا ہے۔ گفتہ: کہی ہوئی بات۔ بہ: بہتر۔ رشوت ستاں: رشوت لینے والا تو، اصل میں ہے تو۔ عشوہ: فریب۔ دہ: کے ساتھ (اسم فاعل) دینے والا۔ (۲) بند: بند کر۔ دفتر: کتاب۔ حکمت: دانائی۔ بشو: دھو ڈال۔ بگسل: چھوڑ دے۔ ہرچہ: جو کچھ کہ۔ خواہی: تو چاہے۔ بگو: کہہ۔

(۳) حکایت: کہانی۔

(۴) یافت: پائی اس نے۔ گردن کشے: ایک گردن کھینچنے والا یعنی متکبر۔ عراق: عرب کا ایک مشہور ملک جہاں کا دارالحکومت بغداد ہے۔ می گفت: کہہ رہا تھا۔ زیر: نیچے۔ طاق: محل۔ (۵) ہم: بھی۔ درے: ایک دروازہ یعنی خدا کا۔ ہستی: ہے تو۔ امیدوار: امید رکھنے والا۔ بر در نشیناں: دروازے پر بیٹھنے والے۔ برآر: پوری کر۔ (۶) دردمنداں: درد والے۔ برآور: نکال۔ بند: فکر و غم کہ۔ تاکہ: ہرگز: کبھی۔ نباشد: نہ ہووے۔ دلت: تیرا دل۔ (۷) خاطر: دل۔ دادخواہ: انصاف چاہنے والا دل۔ براندازد: اکھاڑ دیتا ہے۔ مملکت: ملک۔ (۸) خفتہ: سویا ہوا۔ خنک: آرام۔ حرم: گھر۔ نیمروز: دوپہر۔ غریب: مسافر یا مظلوم۔ از بروں: باہر۔ گو: کہہ دے زبان حال سے۔ بگرما: گرمی میں۔ بسوز: جل جا رہ۔ (۹) ستانندہ: لینے والا۔ داد: انصاف۔ آں کس: وہ شخص۔ ست: ہے۔ کہ: جو کہ۔ نتواند: نہ سکے۔ خواست: کے اوپر لگا ہے۔ یعنی انصاف نہیں مانگ سکتا۔

تشریح (۱) چونکہ رشوت خور اور فریب کار شخص عموماً حرام خور ہوتے ہیں اور حرام خور طبعی طور پر بزدل اور حق بات کہنے سے کتراتا ہے جبکہ حلال کھانے والا حق گوئی سے نہیں گھبراتا۔ (۲) جو شخص حق گوئی و بے باکی کا خوگر ہو اسے تین صفات سے متصف ہونا چاہیئے۔

۱۔ سوال کرنے سے زبان بند رہے۔ ۲۔ خود کو علم و فہم اور حکمت کا گہوارہ نہ سمجھے۔ ۳۔ حرص و طمع ترک کر دے۔

(۳) حکایت (عنوان) اللہ تعالیٰ غنی ہے اور باقی تمام لوگ فقیر ہیں۔ خواہ بادشاہ ہوں یا گداگر۔ اس حکایت میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام انسانوں پر انعام و اکرام کی بارش کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح بادشاہ کو بھی چاہیئے کہ وہ فقیروں کی خبر گیری کرتا رہے۔ (۴) اس شعر سے عراق کے ایک مغرور حاکم کی کہانی شروع ہو رہی ہے کہ اس کے محل کے نیچے ایک فقیر جو کچھ کہہ رہا تھا اس شعر کے بعد آخر حکایت تک دوسرے تمام شعروں میں اسی مسکین و فقیر کے الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ (۵) شعر کے پہلے مصرع میں کہا گیا ہے کہ اے بادشاہ اگرچہ تو دنیا میں تخت شاہی پر بیٹھا ہے لیکن تجھ سے بڑا بادشاہ بھی احکم الحاکمین ہے تو اُس کے دروازے کا سوالی ہے۔ دوسرے مصرع میں کہا گیا ہے کہ جو لوگ تیرے در کے سوالی ہیں تو ان کی اُمیدیں پوری کر اللہ تعالیٰ تیری امیدیں بر لائے گا۔ (۶) دنیا مکافات عمل ہے۔ اس لیے اگر کوئی بادشاہ عدل و انصاف کے پھول مہکائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی حق و انصاف کا تر و تازہ چمن عطا کرے گا۔ سچ ہے کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ (۷) اگر رعایا پر انصاف کا حصول ناممکن ہو تو پھر بغاوت کی چنگاریاں نہ صرف پورے گلستان کو جلا دیتی ہیں بلکہ انقلاب کا عفریت بادشاہ کو تر نوالہ سمجھ کر ہڑپ کر لیتا ہے۔ (۸) جو بادشاہ اپنی رعیت کے لیے فکر مند رہتا ہے وہ دن رات چین نہیں کرتا۔ لیکن اے بادشاہ اگر تو دوپہر یا رات کی نیند میں مست ہے تو پھر تجھے صرف اپنے آرام سے غرض ہے۔ رعایا کی کوئی فکر نہیں۔ (۹) جو مظلوم بادشاہ تک رسائی نہ پانے کے باعث انصاف سے محروم رہتا ہے تو پھر اسے اللہ تعالیٰ خود انصاف دلاتا ہے۔ ؎

زر کا سودا ہے زر کا خدا
پروں والے اُڑ گئے بے پر کا خدا

marfat.com

حکایت

کہانی

مصرع اول		مصرع دوم
یکے از بزرگان اہل تمیز	۲	حکایت کند ز ابن عبد العزیز
بزرگوں میں سے ایک اہل تمیز		عمر ابن عبد العزیز کا قصہ بیان کرتا ہے
کہ بودش نگینے بر انگشتری	۳	فرو ماندہ در قیمتش جوہری
کہ اس کی انگوٹھی پر ایک نگ تھا		جوہری اس کی قیمت لگانے سے عاجز تھے
بشب گفتی آں جرم گیتی فروز	۴	درے بود روشنائی چو روز
اس جہان کو روشن کرنے والے جسم کو رات میں یہ کہیے گا		کہ وہ موتی چمک میں دن کی طرح ہے
قضارا در آمد یکے خشک سال	۵	کہ شد بدر سیمائے مردم ہلال
اتفاقاً ایک ایسا خشک سال آیا		کہ لوگوں کے چودھویں رات کے چاند جیسا چہرہ ہلال بن گیا
چو در مردم آرام و قوت ندید	۶	خود آسودہ بودن مروت ندید
جب اس نے انسانوں میں آرام اور قوت نہ دیکھی		تو اپنے آپ آرام کرنا شرافت نہ سمجھا
چو بیند کسے زہر در کام خلق	۷	کیش بگذرد آب نوشیں بحلق
جب کوئی انسانوں کے منہ میں زہر دیکھ رہا ہو		تو میٹھا پانی اس کے حلق سے کیسے اتر سکتا ہے
بفرمود بفروختندش بسیم	۸	کہ رحم آمدش بر غریب و یتیم
اس نے حکم دیا کہ اسکو چاندی کے عوض فروخت کر دیں		کیونکہ اسکو مسافر اور یتیم پر رحم آیا
بیک ہفتہ نقدش بتاراج داد	۹	بدرویش و مسکین و محتاج داد
اس کی نقدی ایک ہفتہ تک لٹائی		درویش اور مسکین اور محتاج کو دی

(۱) حکایت: کہانی۔
(۲) یکے: ایک۔ اہل تمیز: عقل اور تمیز والے۔ کند: کرتا ہے۔ ابن عبد العزیز: بنو امیہ کے خلیفہ راشد جو عبد العزیز کے بیٹے اور مروان کے پوتے ہیں۔ جن کو عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ (۳) بودشش: یعنی ش انگشتری کے ساتھ لگی ہے۔ بود: تھا۔ نگینہ: قیمتی پتھر۔ فرو ماندہ: عاجز رہ گیا۔ جوہری: موتیوں کا کاروبار کرنے والا۔ (۴) شب: رات۔ گفتی: تو کہے۔ جرم: جسم۔ گیتی فروز: دنیا کو روشن کرنے والا۔ درّے: ایک موتی۔ بود: تھا۔ چو: مثل۔ روز: دن۔ (۵) قضا: تقدیر۔ در آید: آیا۔ خشک سال: جس میں بارش نہ ہوئی۔ شد: ہو گیا۔ بدر: چودھویں کا چاند۔ سیما: چہرہ۔ مردم: لوگ۔ ہلال: پہلی رات کا چاند۔
(۶) ندید: نہ دیکھا۔ آسودہ: آرام والا۔ بودن: ہونا۔ مروت: انسانیت یا احسان۔
(۷) بیند: وہ دیکھے۔ کسے: کوئی شخص۔ کام: حلق۔ خلق: مخلوق۔ کیش: اصل کے اور ش حلق کے ساتھ لگتا ہے یعنی اس کا حلق کے اک۔ بگذرد: گزرے۔ آب: پانی۔ نوشیں: میٹھا۔
(۸) بفرمود: اس نے حکم دیا۔ بفروختندش: انہوں نے اس کو بیچ دیا۔ بسیم: چاندی کے بدلے۔ آمدش: آیا اس کو۔ یتیم: جس بچے کا باپ فوت ہو گیا ہو۔
(۹) نقدش: اس کی نقدی۔ تاراج: لوٹ۔ داد: دے دی۔

تشریح: (۱) حکایت (عنوان) اس کہانی میں امور مملکت کو کامیاب ترین طریقے سے چلانے کا ایک اچھوتا طریقہ کار بیان کیا گیا ہے کہ اگر ملک قحط سالی کا شکار ہو جائے تو بادشاہ اپنی رعیت پر ذاتی خزانوں کے منہ کھول دے تاکہ عوام بھوکوں نہ مریں۔ (۲) صاحب عقل بزرگوں میں سے ایک بزرگ نے مروان کے پوتے اور عبد العزیز کے بیٹے حضرت عمر بن عبد العزیز کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اگلے اشعار میں اسی کہانی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (۳) حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس کا نگ ہیرے کا تھا جو اس قدر قیمتی تھا کہ اُس دور کے بڑے سے بڑے جوہری اس کی قیمت دینے سے قاصر تھے۔ (۴) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ جس کی چمک اتنی تیز تھی کہ رات کی تاریکی دن میں بدل جاتی تھی ایسا انمول ہیرا شاید اس دور میں کسی کے پاس نہ ہو۔ (۵) اس شعر میں خوشحالی کے زمانے میں لوگوں کے کھلے ہوئے چہروں کو چودھویں کے چاند سے اور قحط سالی کے دنوں میں لوگوں کے مرجھائے ہوئے چہروں کو پہلی رات کے چاند سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ چودھویں کا چاند روشنی اور ہیئت کے اعتبار سے مکمل اور زیادہ ہوتا ہے۔ (۶) لوگوں کو قحط کی وجہ سے کھانے کو کچھ میسر نہ ہونے کی وجہ سے لاغری اور دُبلا پن نے ایسا دبوچا کہ اُن کا بُرا حال ہو گیا چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز سے عوام کی یہ حالت دیکھی نہ گئی۔ یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے لیے بہت کٹھن امتحان کا وقت تھا۔ (۷) جب دل میں ہمدردی اور دردمندی کے جذبات موجزن ہوں اور انسان جوہر انسانیت سے مالا مال ہو تو کسی کو زہر کھاتا دیکھ کر اس کے حلق سے شربت اترنا دشوار و محال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو ان صفات سے نوازا تھا۔ (۸) حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس اس قیمتی انگوٹھی کے سوا کچھ بھی نہ تھا انہوں نے اسے انتہائی سستے داموں بیچ دیا کیونکہ حضرت عمر بن عبد العزیز کو اپنی رعایا سے بہت محبت تھی اس لیے انہوں نے اپنی قیمتی انگوٹھی ان پر قربان کر دی۔ (۹) اس انگوٹھی سے حاصل ہونے والی تمام رقم ایک ہی ہفتہ میں درویشوں، یتیموں اور مسکینوں میں تقسیم کرا دی۔

marfat.com

مصرعِ اوّل		مصرعِ دوم
بریدند بر دے ملامت کناں ملامت کرنے والوں نے اس کو طعنہ دیا	۱	کہ دیگر بدستت نیاید چناں کہ دوسرا اب اس جیسا ہاتھ نہ لگے گا
شنیدم کہ می گفت و باران دمع میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا اور آنسوؤں کی بارش	۲	بعارض فرو مید ویدش چو شمع اس کے رخساروں پر شمع کے موم کی طرح بہہ رہی تھی
کہ زشت است پیرایہ بر شہریار کہ بادشاہ کے لیے زینت بُری ہے	۳	دل شہری از ناتوانی فگار جب کسی بھی شہری کا دل کمزوری سے زخمی ہو
مرا شاید انگشتری بے نگیں میرے لیے بے نگ کی انگوٹھی مناسب ہے	۴	نشاید دل خلقے اندوہ گیں لیکن رعایا کا غمگین دل مناسب نہیں ہے
خنک آنکہ آسایش مرد و زن اس آدمی کا دل ٹھنڈا ہے جو مردوں اور	۵	گزیند بر آسایش خویشتن عورتوں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دے
نکردند رغبت ہنر پروراں ہنرمندوں نے رغبت نہیں کی	۶	بشادی خویش از غم دیگراں اپنی خوشی میں دوسروں کے غم کی وجہ سے
اگر خوش بخسپد ملک بر سریر اگر بادشاہ تخت پر آرام سے سوئے	۷	نہ پندارم آسودہ خسپد فقیر مجھے یقین نہیں کہ فقیر آرام سے سو سکے
و گر زندہ دارد شب دیر باز اور اگر دراز رات میں وہ جاگے	۸	بخسپند مردم بآرام و ناز تو لوگ آرام و راحت سے سو سکتے ہیں
بحمد اللہ ایں سیرت و راہ راست خدا کا شکر ہے کہ یہ عادت اور سیدھا راستہ	۹	اتابک ابوبکر بن سعد راست اتابک ابوبکر بن سعد کو حاصل ہے

(۱) بریدند: پڑ گئے یعنی طعن کرنے لگے۔ بر وے: اس پر۔ ملامت کناں: ملامت کرنے والے۔ دیگر: دوسرا۔ بدستت: تیرے ہاتھ میں۔ نیاید: نہیں آئے گا۔ چناں: ایسا۔
(۲) شنیدم: میں نے سنا۔ می گفت: وہ کہتا تھا۔ و: حالانکہ۔ باراں: بارش۔ دمع: آنسو۔ بعارض: رخساروں پر۔ فرو میدویدش: اس پر گر رہی تھی۔ چو شمع: شمع کی شکل۔
(۳) زشت: بُرا۔ ست: ہے۔ پیرایہ: زینت۔ شہریار: بادشاہ۔ ناتوانی: کمزوری، ناداری۔ فگار: زخمی۔
(۴) مرا: مجھ کو۔ شاید: لائق ہے۔ انگشتری: انگوٹھی۔ بے نگیں: نگ کے بغیر سادہ۔ نشاید: نہیں لائق ہے۔ خلقے: ایک مخلوق۔ اندوہ گیں: غم والا۔
(۵) خنک: مبارک۔ آنکہ: جو شخص کہ۔ آسایش: آرام۔ مرد و زن: مرد اور عورتیں مراد لوگ۔ گزیند: اختیار کرے۔ بر: پر۔ خویشتن: اپنی۔
(۶) نکردند: نہیں کی انہوں نے۔ ہنر پروراں: ہنر پالنے والے۔ بشادی خویش: اپنی خوشی میں۔ دیگراں: دوسرے۔
(۷) بخسپد: سوئے۔ ملک: بادشاہ۔ سریر: تخت۔ نہ پندارم: میں نہیں سمجھتا۔ آسودہ: آرام سے۔ خسپد: سوئے۔
(۸) دارد: رکھے وہ۔ شب: رات۔ دیر باز: دیر سے کھلنے والی یعنی لمبی۔ بخسپند: سو جاویں۔ مردم: لوگ۔ بآرام و ناز: آرام اور راحت سے۔
(۹) بحمد اللہ: اللہ کا شکر۔ سیرت: عادت۔ راہ راست: سیدھی راہ۔ اتابک: شیراز کے بادشاہوں کا لقب۔ ابوبکر بن سعد: شیخ سعدیؒ کا ممدوح جو انکے وقت شیراز کا بادشاہ تھا۔

تشریح: (۱) حضرت عمر بن عبدالعزیز کی انگوٹھی میں قیمتی ہیرا موجود تھا جو کسی اور کے پاس نہیں تھا اور نہ ہی آئندہ ملنے کا امکان تھا اس لیے ان کے قریبی نگرادان دوستوں نے ہیرا بیچنے کے حوالے سے یہ کہتے ہوئے ملامت کی کہ ایسا ہیرا پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ (۲) جس دل میں رقت اور گدازی ہو تو ایسا دل ہر دکھ بھری بات پر رونے لگتا ہے جس شخص کے پاس ایسا دل ہو وہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت سے فیضیاب ہوتا ہے۔ اس شعر میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دل کی بھی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ (۳) حضرت عمر بن عبدالعزیز اس حال میں کہ ان کے رخسار آنسوؤں سے تر تھے فرمانے لگے کہ جب کسی بھی طور عوام کے دل زخم خوردہ ہوں تو بادشاہ پر زیب و زینت اور عیش و عشرت قطعی حرام ہے۔ اے کاش کہ دورِ حاضر کے حکمران بھی اسی دل اور تصور کے مالک ہوتے۔ (۴) اس شعر میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول پیش کیا گیا ہے کہ ایسے قیمتی نگینے والی انگوٹھی سے وہ بغیر نگینے کے انگوٹھی بہتر ہے جس سے عوام الناس کے دل غمزدہ نہ ہوں۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول منقول ہے کہ وہ شخص بہت اچھا اور خوب تر ہے جو دوسروں کے سکون کو اپنی راحت و سرور سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے کیونکہ انبیاء و صلحاء کا یہی شیوہ رہا ہے۔ (۶) اس شعر میں بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول نقل کیا گیا ہے کہ عقلمند آدمی وہ ہوتا ہے جو دوسروں کے غموں اور دکھوں کا مداوا کرتا ہے اسے دوسروں کے دکھوں سے نجات کی فکر ہوتی ہے اپنی خوشی سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ (۷) چونکہ فقیر آدمی لوگوں میں بے حیثیت ہوتا ہے اس لیے اس شعر میں فقیر ایسے بے حیثیت شخص کے آرام کا تذکرہ کر کے ہر صاحب حیثیت کے سکون کو شامل کر دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں جو بادشاہ تخت پر مزے کی نیند کرتا ہے اس کی رعایا کا معمولی فقیر بھی آرام نہیں کر سکتا۔ (۸) اس شعر میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی زبان میں اچھے بادشاہ کی صفت بیان کی گئی ہے بلکہ بادشاہ کا اصل فریضہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر بادشاہ اپنی رعایا کی دیکھ بھال میں راتوں کو اپنی آنکھوں میں کاٹے تو رعیت کا ہر شخص امن و راحت سے زندگی بسر کریگا۔ (۹) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اپنے عہد کے بادشاہ اتابک ابوبکر بن سعد کے بارے میں فرمایا ہے کہ لوگوں پر خزانے لٹانے اور عوام کی خبر گیری کے لیے راتوں کو جاگنے والی حضرت عمر بن عبدالعزیز والی صفت اتابک ابوبکر بن سعد میں پائی جاتی ہے۔

marfat.com

کس از فتنہ در پارس دیگر نشاں	۱	نہ بیند مگر قامت مہوشاں
فارس میں کوئی بھی فتنہ کا نشان		نہیں دیکھتا سوائے مہرووں کے قد کے
یکے پنج بیتم خوش آمد بگوش	۲	کہ در مجلسے مے سرودند دوش
ایک پانچ شعر مجھے سننے میں بھلے معلوم ہوئے		جو گذشتہ شب لوگ ایک مجلس میں پڑھتے تھے

قول
بات

مرا راحت از زندگی دوش بود	۴	کہ آں ماہ رویم در آغوش بود
مجھے کل شب زندگی کا لطف حاصل تھا		اسلئے کہ وہ مہرو میری آغوش میں تھا
مر اورا چو دیدم سر از خواب مست	۵	بدو گفتم اے سرو پیش تو پست
میں نے جب اسے نیند میں مست دیکھا		تو اس سے کہا کہ اے وہ جس کے سامنے سرو بھی جھکا
دمے نرگس از خواب نوشیں بشوی	۶	چو گلبن بخند و چو بلبل بگوی
تھوڑی دیر کیلئے نرگس جیسی آنکھ کو میٹھی نیند سے دھولے		شاخ گل کی طرح ہنس اور بلبل کی طرح چہک
چہ می خسپی اے فتنۂ روزگار	۷	بیا و مے لعل و نوشیں بیار
اے تمام جہان کے فتنے کیا سوتا ہے تو		آ اور گل کی سرخ شراب لا
نگہ کرد شوریدہ از خواب گفت	۸	مرا فتنہ خوانی و گوئی مخفت
نیند سے گھبرا کر اس نے دیکھا اور کہا		مجھے فتنہ بھی کہہ رہا ہے اور کہتا ہے نہ سو
در ایام سلطان روشن نفس	۹	نہ بیند دگر فتنہ بیدار کس
روشن دل بادشاہ کے زمانے میں		کوئی فتنہ کو بیدار نہیں دیکھتا ہے

(۱) کس: شخص۔ پارس: ایران۔ دیگر: اور۔ نہ بیند: نہیں دیکھے گا۔ قامت: قد۔ مہوشاں: چاند کے چہرے والے یعنی محبوب۔ (۲) یکے: ایک۔ پنج: پانچ۔ بیتم: شعر۔ اس کی میم گوش کے ساتھ لگتی ہے یعنی میرے کان میں۔ مجلسے: ایک مجلس۔ مے سرودند: گاتے تھے۔ دوش: کل رات۔

(۳) قول: بات۔

(۴) مرا: مجھ کو۔ دوش: کل رات۔ بود: تھا۔ ماہ رویم: چاند کے چہرے والا۔ اس کا میم آغوش کا مضاف الیہ بنتا ہے یعنی میری آغوش۔

(۵) چو: جب۔ دیدم: میں نے دیکھا۔ اورا: اس کو۔ خواب: نیند۔ بدو: اس کو۔ گفتم: میں نے کہا۔ پیش تو: تیرے سامنے۔ پست: نیچا۔ (۶) دمے: ایک دم۔ نرگس: ایک پھول مراد نرگس جیسی آنکھ۔ نوشیں: میٹھی۔ بشوی: دھو۔ گلبن: گلاب کا پودا یا شاخ۔ بخند: ہنس۔ بگو: کہہ۔ (۷) چہ: کیا ہے۔ خسپی: سوتا ہے تو۔ فتنۂ روزگار: زمانے کا فتنہ یعنی جس نے زمانے کو فتنہ میں ڈال رکھا ہے۔ بیا: آجا۔ لعل: سرخ شراب۔ بیار: لا۔ (۸) نگہ کرد: نظر کی۔ شوریدہ: پریشان حال۔ گفت: اس نے کہا۔ مرا: مجھ کو۔ خوانی: کہتا ہے تو۔ و گوئی: اور کہتا ہے۔ مخفت: مت سو۔ یہ ماضی منفی بمعنی نہی ہے۔ (۹) ایام: جمع یوم دن۔ سلطان: بادشاہ۔ روشن نفس: روشن دل والا۔ نہ بیند: نہ دیکھے۔ دگر: اور کوئی۔ کس: کوئی شخص۔

تشریح (۱) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اپنے وطن فارس (ایران) کی خوشحالی اور اس کے نتیجے میں امن و راحت اور عوام الناس کی قابل رشک اطمینان کا تذکرہ کر کے یہ باور کیا ہے کہ اگر بادشاہ ہمدرد اور دردمند ہو تو ہر ملک قابل رشک حد تک خوشحال ہو سکتا ہے۔ (۲) شیخ سعدیؒ نے کسی مجلس میں پانچ اشعار سنے تھے جس میں مجلس کا ماحول ایسا پرسکون تھا کہ سبحان اللہ۔ مجلس کے اسی پرسکون ماحول کو بطور دلیل پیش کر رہے ہیں کہ بادشاہ اگر عوام کے دکھ درد بانٹے تو اسی قسم کا پرسکون ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔ (۳) قول (عنوان) اس قول میں شیخ سعدیؒ کے زمانے کے بادشاہ ابوبکر بن سعد کے حسن تدبر و بہتر انتظام اور عدل و انصاف کی فراوانی کے باعث عوام الناس کے دل بے فکری کے عالم میں عشق و محبت کے جذبات سے معمور ہو کر نکتہ عروج کو پہنچ چکے تھے۔ (۴) یہ انسان کی فطرت ہے کہ جب اسے اپنے محبوب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے تو وہ دنیا و مافیہا سے بے گانہ ہو جاتا ہے۔ اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے اسی بیخودی پرستی کیفیت کا تذکرہ کیا ہے۔ (۵) چونکہ محبوب اپنے عاشق کے دل کی دنیا میں موجزن ہونے والے کیف و مستی کے طوفان سے ناآشنا ہوتا ہے اس لئے وہ اپنے عاشق کے پرکیف جذبات کی قدر دانی نہیں کرتا۔ (۶) اس شعر میں عاشق کا اپنے محبوب کو تھوڑی دیر کے لئے نرگسی آنکھوں کو دھونے، پھول کی طرح ہنسنے اور بلبل کی طرح چہکنے کا مشورہ دینا اسی کا غماز ہے کہ محبوب کو عاشق کے جذبات سے کوئی سروکار نہیں۔ (۷) فتنہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنا دیوانہ بنا کر دنیا و مافیہا سے غافل اور بیگانہ کر دے۔ اس شعر میں محبوب کے لازوال حسن کو فتنہ قرار دیا گیا ہے کہ ہر دیکھنے والا شیدائی ہو جاتا ہے۔ اس سے محبوب کی حشر سامانی مراد ہے۔ (۸) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ محبوب نے پریشان حال ہو کر نیند سے بیدار ہوتے ہوئے الزامی جواب دیا کہ تو مجھے فتنہ بھی کہتا ہے اور فتنے کی بیداری کا خواہشمند بھی ہے۔ چنانچہ فتنے کا سو جانا ہی زیادہ بہتر ہے۔ (۹) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے ابوبکر بن سعد کی تعریف بڑے پرلطف انداز میں کی ہے کہ اس کے دور حکمرانی میں اپنی تمام تر حشر سامانیوں سمیت ہر قسم کے فتنے سو گئے تھے۔ سوائے نگاہ ناز نین کے فتنوں کے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

مصرعِ اول		مصرعِ ثانی
در اخبار شاہان پیشینہ ہست	۲	کہ چوں تکلہ بر تختِ زنگی نشست
پہلے بادشاہوں کی حکایتوں میں مذکور ہے		کہ جب زنگی کے تخت پر تکلہ جانشین ہوا
بدورانش از کس نیازرد کس	۳	سبق برد گر خود ہمیں بود و بس
اس کے زمانہ میں کوئی کسی سے ناخوش نہ تھا		وہ بازی لے جاتا اگر اس میں صرف یہی ایک خصلت ہوتی
چنیں گفت یکرہ بصاحب دلے	۴	کہ عمرم بسر رفت بے حاصلے
ایک بار اس نے ایک صاحبِ دل سے کہا		کہ میری عمر تو بے فائدہ ضائع ہو گئی
چو می بگذرد ملک و جاہ و سریر	۵	نبرد از جہاں دولت الّا فقیر
جب حکومت اور ملک اور تخت فانی چیز ہے		تو پھر دنیا سے فقیر کے علاوہ کوئی دولت نہیں لے گیا
بخواہم بکنجِ عبادت نشست	۶	کہ دریابم ایں پنج روزے کہ ہست
میں چاہتا ہوں کہ عبادت کے گوشے میں بیٹھوں		شاید عمر کے باقی دنوں میں کچھ حاصل کر لوں
چو بشنید دانائے روشن نفس	۷	بہ تندی بر آشفت کہ اے تکلہ بس
جب روشن دل عقلمند نے سنا		تو غصہ سے بگڑ کر کہا کہ اے تکلہ بس
طریقت بجز خدمتِ خلق نیست	۸	بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست
طریقت خدمتِ خلق کے سوا کچھ نہیں ہے		تسبیح اور مصلے اور گدڑی میں نہیں ہے
تو بر تختِ سلطانیٔ خویش باش	۹	باخلاقِ پاکیزہ درویش باش
تو اپنی بادشاہی کے تخت پر رہ		اور پاکیزہ اخلاق کے ذریعہ درویش بنا رہ

(۱) حکایت: کہانی۔
(۲) اخبار: جمع خبر۔ شاہان: جمع شاہ۔ پیشینہ: پہلے والے۔ ہست: ہے۔ چوں: جب۔ تکلہ: شہزادہ زنگی غالباً نورالدین زنگی مراد ہے۔ نشست: بیٹھا۔
(۳) دوران: زمانہ۔ بدورانش: اس کے زمانے میں۔ کس: شخص۔ نیازرد: نہیں رنجیدہ ہوا۔ سبق برد: سبقت لے گیا۔ ہمیں: یہی۔ بود: تھا۔ بس: کافی۔ (۴) چنیں: ایسے۔ گفت: اس نے کہا۔ یکرہ: ایک مرتبہ۔ بصاحب دلے: ایک صاحبِ دل کو۔ عمرم: میری عمر۔ رفت: گزر گئی۔ بہ: میں۔ بے حاصلے: بے نتیجہ۔ (۵) چوں: جب۔ می بگذرد: گزر جاتا ہے۔ جاہ: مرتبہ۔ سریر: تخت۔ نبرد: نہیں لے گیا۔ الّا: عربی کا حرف استثناء بمعنی مگر یا سوائے۔ (۶) بخواہم: میں چاہتا ہوں۔ بکنج: کونے میں۔ نشست: ایک کے اوپر بخواہم لگ کر مستقبل بنتا ہے یعنی میں بیٹھوں گا۔ دریابم: میں پالوں۔ ایں: یہ۔ پنج روزے: پانچ دن مراد بقیہ عمر۔ (۷) بشنید: اس نے سنا۔ دانا: سمجھ دار۔ بہ تندی: غصے کے ساتھ۔ بر آشفت: برہم ہوا۔ تکلہ: نام شہزادہ۔ بس: بس کر۔
(۸) طریقت: شریعت کے مطابق صوفیانہ طریقہ۔ بجز: سوائے۔ خلق: مخلوق۔ نیست: نہیں ہے۔ سجادہ: مصلے۔ دلق: گودڑی۔
(۹) سلطانی: بادشاہی۔ خویش: اپنی۔ باش: رہ۔ باخلاق پاکیزہ: اچھے اخلاق کے ساتھ۔ درویش: خدا کے دروازے کا بھکاری۔

تشریح: (۱) حکایت: عنوان۔ اس حکایت میں یہ مقصد بیان کیا گیا ہے کہ پرہیزگاری اور پاکیزگی کے لیے ضروری نہیں کہ یہود و نصاریٰ کی طرح رہبانیت اختیار کی جائے۔ بلکہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام اور رسول علیہ السلام کی طرح تختِ شاہی پر بیٹھ کر بھی درویشی اختیار کی جا سکتی ہے۔ (۲) اس شعر کی روانی سے معلوم ہوتا ہے کہ تکلہ نامی شخص اور ہے جبکہ نورالدین زنگی اور ہے۔ لیکن بعض شراح بوستان نے تکلہ سے مراد نورالدین زنگی ہی لیا۔ مذکورہ حکایت میں تکلہ یا نورالدین زنگی کے حوالے سے ایک تاریخی واقعہ بیان کرنا مقصود ہے۔ (۳) تکلہ کے حسنِ انتظام اور تدبیرِ مملکت کی خوبی بیان کرنے کی غرض سے مملکت میں امن و سکون کو بطور مثال بیان کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے زمانے میں امن و امان کا یہ عالم تھا کہ کوئی کسی سے ناراض نہ تھا چہ جائیکہ غارتگری یا ڈاکہ زنی کے واقعات رونما ہوتے۔ اس کی یہی فضیلت و خوبی کافی ہے۔ (۴) جب کسی انسان میں عجز و انکساری کا بیش قیمت گوہر جاگزیں ہوتا ہے تو وہ دنیا سے مایوس ہو کر رغبت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ شہزادہ تکلہ نے ایک اللہ والے سے دنیا کی اسی مایوسی کی کیفیت کا تذکرہ کیا۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ جب دنیا مایوسیوں کا گھر ہے تو پھر یہ تختِ شاہی، ملک و منصب یہ سب کچھ فانی چیزیں ہیں۔ اصل مالدار تو وہ فقیر ہے جس کی ساری زندگی اللہ کے لیے گذری ہو۔ (۶) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ شہزادہ تکلہ کے ذہن میں اصل زندگی گوشہ نشیں ہو کر عبادت کرنا تھا اس لیے اس نے اللہ والے کے سامنے اس کا اظہار کیا کہ پانچ دن زندگی کے گوشہ نشینی اختیار کر کے پا سکوں۔ پانچ دن کا اشارہ (اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر، نماز پانچ وقت) کی طرف ہے۔ (۷) مغربی تہذیب پر عمل پیرا لوگ روشن دماغ نہیں بلکہ روشن دل وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں نورِ الٰہیہ کی روشنی ہوتی ہے۔ اس شعر میں اللہ والے کو روشن دل قرار دینے کا یہی مقصد ہے۔ چنانچہ اس نے تکلہ کو انتہائی غصیلے انداز میں کہا کہ اے تکلہ ایسی بات نہ کر کیونکہ جسے تو زندگی سمجھ بیٹھا ہے صرف وہی زندگی ہی حقیقی نہیں ہے۔ (۸) اس شعر میں اللہ والے نے زندگی کا اصل مقصد بیان کرتے ہوئے نہ صرف تصوف و طریقت کے اصل تصور سے روشناس کیا ہے بلکہ لوگوں کی رہبانیت کے حوالے سے غلط فہمی دور کر دی کہ طریقت و تصوف کا اصل الاصول خدمتِ خلق ہے۔ دنیا سے کنارہ کشی نہیں۔ (۹) درویش درحقیقت اللہ تعالیٰ کے دروازے کے بھکاری کو کہتے ہیں خواہ وہ بادشاہ ہو یا فقیر۔ انسان کی زندگی عبادت و خلافت سے تکمیل پاتی ہے۔ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے تمام کام آجاتے ہیں اور خلافت میں رفاہِ عامہ پر مبنی تمام امور موجود ہیں۔ جو بادشاہ تختِ شاہی پر بیٹھ کر عبادت و خلافت کو بخوبی سرانجام دیتا ہے وہ فقیر سے کہیں بڑھ کر ہے۔

marfat.com

بصدق و ارادت میاں بستہ دار	۱	ز طامات و دعویٰ زباں بستہ دار
سچائی اور ارادت پر کمر بستہ رہ		بیہودہ باتوں اور دعووں سے زبان روکے رکھ
قدم باید اندر طریقت نہ دم	۲	کہ اصلے ندارد دمِ بے قدم
طریقت میں عمل درکار ہے دعویٰ نہیں		کیونکہ بے عمل دعویٰ کی کوئی اصل نہیں
بزرگاں کہ نقد صفا داشتند	۳	چنیں خرقہ زیر قبا داشتند
وہ بزرگ جو صفائی کی دولت رکھتے ہیں		قبا کے نیچے ایسی ہی گودڑی چھپائے رکھتے ہیں

حکایت[4]

کہانی

شنیدم کہ بگریست سلطانِ رُوم	۵	بر نیک مردے ز اہلِ علوم
میں نے سنا ہے کہ روم کا کوئی بادشاہ		ایک نیک مرد عالم کے سامنے رو پڑا
کہ پایابم از دستِ دشمن نماند	۶	جز ایں قلعہ و شہر بامن نماند
کہ دشمن کے ہاتھوں مجھ میں طاقت نہ رہی		اس قلعہ اور شہر کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ رہا
بسے جہد کردم کہ فرزندِ من	۷	پس از من بود سرورِ انجمن
میں نے بہت کوشش کی کہ میرا لڑکا		میرے بعد انجمن کا سردار رہے
کنوں دشمنِ بدگہر دست یافت	۸	سرِ دستِ مردی و جہدم بتافت
اب جب بد اصل دشمن کو قابو حاصل ہو گیا ہے		اس نے میری طاقت اور بہادری کا پنجہ موڑ دیا ہے
چہ تدبیر سازم چہ چارہ کنم	۹	کہ از غم بفرسود جان و تنم
کیا تدبیر کروں کیا علاج کروں		کہ غم سے میری جان اور جسم گھل گئے ہیں

(۱) بصدق: سچائی کے ساتھ۔ ارادت: عقیدت۔ میاں بستہ دار: کمر باندھے رکھ۔ طامات: بیہودہ کلام یعنی خالی خولی دعوے۔ (۲) باید: چاہیے۔ طریقت: تصوف کا طریقہ۔ دم: دعویٰ۔ قدم: عمل۔ اصلے: کوئی اصل۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ دمِ بے قدم: بے عمل دعویٰ۔
(۳) نقد: پونجی دولت۔ صفا: صفائی۔ داشتند: انہوں نے رکھی ہے۔ خرقہ: گودڑی۔ زیر: نیچے۔ قبا: اچکن یا چوغہ۔
(۴) حکایت: کہانی۔
(۵) شنیدم: میں نے سنا۔ بگریست: رو پڑا۔ سلطان: بادشاہ۔ روم: موجودہ ترکی۔ بر: پاس۔ اہلِ علوم: علم والے۔ (۶) پایابم: مجھ کو طاقت۔ دست: ہاتھ۔ نماند: نہیں رہا۔ جز: سوائے۔ ایں: یہ۔ بامن: میرے ساتھ۔ (۷) بسے: بہت۔ جہد: کوشش۔ کردم: میں نے کی۔ فرزند: بیٹا۔ من: میرا۔ پس از من: میرے پیچھے۔ بود: ہوئے۔ سرور: سردار۔ انجمن: محفل۔ (۸) کنوں: اب۔ بدگہر: بدذات۔ دست یافت: اس نے قابو پایا۔ سرِ دستِ مردی: بہادری۔ جہد: طاقت۔ بتافت: موڑ دیا۔
(۹) چہ: کیا۔ سازم: میں بناؤں۔ چارہ: علاج۔ کنم: میں کروں۔ بفرسود: گھٹ گئی۔ تنم: تیرا جسم۔

تشریح: (۱) یہ اللہ والے کی نصیحت ہے بادشاہ کے لیے کہ عبادت و خلافت پر مبنی تمام کام سرانجام دینے کے لیے اخلاص و حسنِ نیت کو بہت عمل دخل ہے۔ یہ کارہائے نمایاں اخلاص کے ساتھ سرانجام پا جائیں تو منشائے الٰہیہ کا مقصود حاصل ہو سکتا ہے۔ (۲) انسان کی اصل حیاتی عملی زندگی ہے۔ اس لیے عبادت و خلافت کے حوالے سے خدمتِ خلق عملی طور پر ہونی چاہیے۔ زبانی کلامی دعووں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ شریعت و طریقت کی اصل حقیقت یہی ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ (۳) اس شعر میں گودڑی کی اصل حقیقت واضح کی گئی ہے کہ دل کی آبلہ سینی اور سادہ مزاجی درحقیقت گودڑی کہلاتی ہے۔ خواہ لباس شاہانہ زیب تن کیوں نہ ہو۔ بظاہر درویشانہ لباس ہو اور دل دنیوی معاملات میں الجھنے پر ہوشیار ہو تو وہ گودڑی نہیں ہو گی۔ (۴) حکایت (عنوان) اس حکایت میں دنیا کی اصل حقیقت سے آشنا کیا گیا ہے کہ ناپائیدار ہے۔ انسان کے تین دوست ہیں۔ ۱۔ اقربا، ۲۔ مال و دولت، ۳۔ اعمالِ صالح۔ پہلے دو دوست موت آتے ہی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ دنیا کی فکر بھی مال و دولت اور عزیز و اقربا کی وجہ سے ہوتی ہے اس لیے اس حکایت کے تناظر میں دنیا کی فکر کی بجائے آخرت سنوارنے کی فکر کرنی چاہیے جو اعمالِ صالحہ پر مدار رکھتی ہے۔ (۵) قدیم دور میں ترکی روم کا علاقہ تھا اس لیے موجودہ ترکی سے مراد روم ہے۔ شیخ سعدیؒ شنیدہ کہانی بیان کرتے ہیں کہ روم (ترکی) کا بادشاہ پر کسی اللہ والے عالم کے سامنے شدتِ جذبات کی وجہ سے آہ و بکا کی کیفیت طاری ہو گئی۔ (۶) طاقتور دشمن کا مقابلہ نہ کر سکنے کے باعث سارا ملک دشمن کے قبضے میں آ چکا تھا اب صرف وہ قلعہ اور شہر باقی رہ گیا تھا جس میں وہ خود رہائش پذیر تھا اسے فکر لاحق تھی کہ اب میرے شاہانہ وجاہت کا کیا ہو گا۔ دشمن آگے بڑھ رہا ہے اور مجھ میں ہمت نہیں۔ (۷) چونکہ بادشاہ کا بیٹا اصولِ حکمرانی و جہانبانی سے لابلد تھا۔ بادشاہ کی بسیار کوششوں کے باوجود اس کا بیٹا امورِ مملکت سنبھالنے میں بادشاہ کا دستِ بازو نہ بن سکا۔ اسے فکر تھی کہ میرے بعد ملک اور مال و دولت کا حقیقی وارث کون بنے گا۔ (۸) اس شعر میں بادشاہ کی اندرونی کیفیت بیان کی جا رہی ہے کہ میرا جاہ و جلال میرے دشمن نے خاک میں ملا دیا۔ دشمن نے میری شاہانہ وجاہت کے تمام کس بل نکال دیے ہیں۔ (۹) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ میرا بیٹا نااہل ہے۔ دشمن نے میرا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ میں فکر و صدمہ میں گھائل ہوتا جا رہا ہوں کوئی ترکیب و تدبیر سجھائی نہیں دے رہی۔

marfat.com

برآشفت داناکہ ایں گریہ چیست عقل مند بگڑا کہ یہ رونا کیسا	۱	بریں عقل و ہمت بباید گریست اس عقل اور ہمت پر رونا چاہیئے	(۱) برآشفت: غصے سے بھر گیا۔ گریہ: رونا۔ چیست: کیا ہے۔ بریں: اس پر۔ بباید گریست: رونا چاہیئے۔
ولایت چہ باشد غمِ خویش خور حکومت کا کیا غم کرتا ہے اپنا غم کر	۲	کہ از عمر بہتر شد و بیش تر کہ عمر کا بہتر اور بیشتر حصہ ختم ہو گیا ہے	(۲) ولایت: ملک۔ باشد: ہووے۔ خویش: اپنا۔ خور: کھا۔ شد: گزر گیا۔ بیش تر: زیادہ۔
ترا ایں قدر تا بمانی بس است جب تک تو زندہ ہے تیرے لیے یہ بہت ہے	۳	چو رفتی جہاں جائے دیگر کس است جب تو گیا تو دنیا دوسرے کی جگہ ہے	(۳) ترا: تجھ کو۔ ایں قدر: اسی قدر۔ تا: جب تک۔ بمانی: تو زندہ رہے۔ بس است: کافی ہے۔ رفتی: تو گزر گیا۔ جائے: جگہ۔ دیگر: دوسرا۔ کس: شخص۔ است: ہے۔
اگر ہوشمند است اگر بیخرد خواہ وہ عقل مند ہے یا بیوقوف	۴	غم او مخور کو غم خود خورد تو اس کا غم نہ کر وہ آپ اپنی فکر کرے گا	(۴) ہوشمند: عقل والا۔ بے خرد: بے عقل۔ مخور: مت کھا۔ کو: کہ۔ او: کیونکہ وہ۔ غم خود: اپنا غم۔ خورد: کھائیگا۔
مشقت نیرزد جہاں داشتن سلطنت کرنا تکلیف اٹھانے کے قابل چیز نہیں ہے	۵	گرفتن بشمشیر و بگذاشتن تلوار کے زور سے حاصل کرنا اور چھوڑ کے چلے جانا	(۵) نیرزد: نہیں لائق ہے۔ جہاں داشتن: جہان رکھنا یعنی حکومت کر۔ گرفتن: لینا۔ بشمشیر: تلوار سے۔ بگذاشتن: چھوڑ دینا۔
تو تدبیر خود کن کہ آں پرخرد تو اپنی فکر میں لگ اسلئے کہ وہ عقلمند	۶	کہ بعد از تو باشد غم خود خورد جو تیرے بعد آئے گا خود اپنا غم کرے گا	(۶) تدبیر: انتظام۔ خود: اپنا۔ کن: کر۔ آں: وہ۔ پرخرد: عقل والا۔ بعد از تو: تیرے بعد۔ باشد: ہوگا۔ غم خود: اپنا غم۔ خورد: کھائے گا۔
بدیں پنج روزہ اقامت مناز اس پنج روزہ قیام پر ناز نہ کر	۷	باندیشہ تدبیر رفتن بساز چلنے کی تدبیر کی فکر کر	(۷) بدیں: اصل میں بایں تھا: اس پر۔ پنج روزہ: پانچ دن کی۔ اقامت: ٹھہرنا۔ مناز: مت ناز کر۔ باندیشہ: سوچ کر۔ رفتن: جانا۔ بساز: بنا۔
کرا دانی از خسروان عجم عجم کے بادشاہوں میں سے تو کس کو جانتا ہے	۸	کہ کردند بر زیردستاں ستم جنہوں نے ماتحتوں پر ظلم کئے تھے	(۸) کرا: کس کو۔ دانی: تو جانتا ہے۔ خسرواں: جمع خسرو بادشاہ۔ عجم: ایران یا عرب کے علاوہ ساری دنیا۔ کردند: انہوں نے کیا۔ بر: اوپر۔ زیردستاں: ماتحت لوگ۔
کہ در تخت و ملکش نیاید زوال کہ انکے تخت اور ملک میں زوال نہ آیا ہو	۹	نماند بجز ملک ایزد تعال حق تعالیٰ کی سلطنت کے علاوہ کسی کی نہ رہی	(۹) ملکش: اس کا ملک۔ نیاید: نہیں آیا۔ زوال: نقصان۔ نماند: نہیں رہے گا۔ بجز: سوائے۔ ایزد: اللہ تعالیٰ کا مخفف۔

تشریح: (۱) بادشاہ کی بے بسی اور گھٹیا سوچ دیکھ کر وہ عقل مند عالم آگ بگولا ہو گیا کہ تو اپنی گھٹیا سوچ کا ماتم کر۔ اور دوسرے ملک و دولت کے کھو جانے میں فکرمند ہونے کے بجائے اپنی ذات کا افسوس کر کیونکہ زندگی کا بیشتر حصہ گذر چکا ہے۔ آخرت کی سوچ کرنی چاہیئے۔ (۲) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ تمہاری عمر کا سفینہ دنیا کا سمندر عبور کر کے موت کے قریب پہنچ چکا ہے۔ اس لیئے اب موت کے بعد آنے والی زندگی کی فکر کرنی چاہیئے۔ عمر کے اس حصے میں بھی تمہیں مال و دولت کی فکر لاحق ہے۔ (۳) یہ شعر بھی پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ تم عمر کے جس حصے میں پہنچ چکے ہو وہ موت کی تیاری کا حصہ ہے۔ اب تمہارے لیے جتنا کچھ بچ گیا ہے وہی کافی ہے۔ مرنے کے بعد یہ بھی دوسروں کا ہو جائے گا۔ (۴) بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے۔ اس لیئے نا اہل بیٹا اپنے با صلاحیت باپ کی جگہ نہیں لے سکتا۔ لہٰذا اے بادشاہ تو اپنے نا اہل بیٹے کو اپنے حال پر چھوڑ دے۔ اس کا فکر کرنے کی بجائے اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ تیرا بیٹا اگرچہ نسلی طور پر تیرا ہے لیکن عقلی طور پر تیرا نہیں۔ اس کا غم کرنا فضول ہے۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ حکومت کا حصول بڑی تکلیفوں کے بعد ممکن ہوتا ہے۔ حکومت مشقتوں کے مد مقابل نہیں آسکتیں کیونکہ مشقتوں سے جان ماری ہوتی ہے۔ لیکن اس حکومت کا کیا فائدہ جو تلوار چلا کر حاصل کی جائے اور پھر دشمنوں کے ہاتھوں ذلت اٹھا کر اسے مفت دی جائے۔ (۶) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ ٹھوکر کھا کے سنبھلتا ہے۔ اے بادشاہ فی الحال تمہیں اپنی سوچ بچار کرنی چاہیئے۔ رہی تیری اولاد تو جب وہ ٹھوکر کھائے گی تو خود ہی سنبھل جائے گی۔ (۷) ہفتے میں کُل سات دن ہوتے ہیں۔ پیدائش اور موت کے علاوہ بقیہ پانچ روز بچ جاتے ہیں۔ یہی زندگی کی اصل مدت ہے۔ دنیا میں مختصر قیام پر تفاخر نہیں کرنا چاہیئے! اس زندگی پر ناز ان کیا ہونا جس کا حاصل اپنی مرضی سے پیدا ہونا نہ اپنی مرضی سے مرنا۔ (۸) اس شعر میں مظالم کے حوالے سے عجم کے بادشاہوں کی مثال دی گئی ہے کہ اتنے جبر و تشدد کے باوجود موت کے شکنجے سے وہ نہ بچ سکے۔ آج ان کا نام و نشان تک نہیں۔ (۹) جس طرح یہ دنیا ناپائیدار ہے اسی طرح دنیا کی حکمرانیاں بھی بے حیثیت ہیں۔ ظالم حکمران تو بہت جلد زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باقی۔ اس کا جاہ و جلال باقی۔

marfat.com

۱	کرا جاوداں ماندن امید نیست ہمیشہ زندہ رہنے کی کسی کو امید نہیں ہے	کہ گیتی ہمیں جائے جاوید نیست کیونکہ یہ دنیا ہمیشگی کی جگہ نہیں ہے
۲	کرا سیم و زر ماند و گنج و مال چاندی اور سونا اور خزانہ اور مال کس کا رہا ہے	پس از وے بچندیں شود پائمال اس کے بعد چند دنوں میں پامال ہو جاتا ہے
۳	وزاں کس کہ خیرے بماند رواں جس شخص کی کوئی بھلائی جاری رہی ہے	دمادم رسد رحمتش بر رواں اس کی روح پر رحمتیں پے در پے پہنچتی ہیں
۴	بزرگے کزو نام نیکو بماند وہ بڑا آدمی جس کا نیک نام باقی رہا	تواں گفت با اہل دل کو بماند اہل دل سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ بھی باقی رہا
۵	الا تا درخت کرم پروری آگاہ! جبکہ تو سخاوت کے درخت کی پرورش کرتا ہے	کہ بے شک بر کامرانی خوری تو بے شک کامیابی کا پھل کھائے گا
۶	کرم کن کہ فردا کہ دیواں نہند کرم کر کل کو جب حساب کریں گے	منازل بمقدار احساں دہند احسان کی بقدر مرتبے دیں گے
۷	یکے را سعی قدم بیش تر وہ جس کی کوشش کا قدم بڑھا ہوگا	بدرگاہ حق منزلت بیش تر حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسی کا مرتبہ زیادہ ہوگا
۸	یکے باز پس خائن و شرمسار جو پچھڑا ہوا، خائن اور شرمسار ہوگا	بہوشد ہمی مرد ناکردہ کار وہی بیکار شخص چھپتا پھرے گا
۹	بہل تا بدنداں برد پشت دست جانے دے تاکہ ہاتھ کی پشت دانتوں سے کاٹے	تنورے چنیں گرم و ناں در نہ بست تنور اتنا گرم رہا اور اس نے اس میں روٹی نہ پکائی

(۱) جاوداں: ہمیشہ۔ ماندن: رہنا۔ نیست: نہیں ہے۔ کہ: کیونکہ۔ گیتی: جہاں۔ ہمیں: یہی۔ جاوید: ہمیشہ۔ جائے: جگہ۔ (۲) سیم و زر: سونا اور چاندی۔ ماند: رہے گا۔ گنج: خزانہ۔ پس از وے: اس سے پیچھے۔ بچندیں: چند دن میں۔ شود: ہو جائے گا۔ پائمال: برباد۔ (۳) وزاں کس: اور جس شخص سے۔ خیرے: کوئی نیکی۔ رواں: جاری۔ دمادم: لگاتار۔ رسد: پہنچے گی۔ رحمتش: اس کی رحمتیں۔ رواں: کے اوپر لگتی ہے یعنی اس جان پر رحمتیں۔ (۴) بزرگے کہ: جو بزرگ کہ۔ زو: اس کا۔ نام نیکو: نیک نام۔ بماند: رہ گیا۔ تواں گفت: کہہ سکتے۔ اہل دل: دل والے۔ کو: کہ اُو کا مرکب۔ (۵) الا: خبردار، حرف تنبیہ۔ تا: ہرگز، ضرور۔ کرم: سخاوت۔ پروری: تو پالے۔ بر: پھل۔ کامرانی: کامیابی۔ خوری: تو کھاوے۔ (۶) کرم: بخشش، سخاوت۔ کن: کر۔ فردا: کل آئندہ۔ دیواں: دفتر۔ نہند: رکھیں گے۔ منازل: مرتبے۔ بمقدار: مقدار کے مطابق۔ احسان: نیکی جو کسی پر کی جاوے۔ (۷) یکے را: کہ جس شخص کا کہ۔ سعی قدم: اضافت مقلوب ہے یعنی قدم سعی کوشش کے قدم۔ بیشتر: زیادہ۔ منزلت: مرتبہ۔ (۸) باز پس: پیچھے رہ جانیوالا۔ خائن: خیانت کرنے والا۔ بپوشد: چھپتا ہے۔ ہمے: بپوشد کے اوپر لگتا ہے۔ ناکردہ کار: جس نے کام نہ کیا ہو۔ (۹) بہل: چھوڑ دے۔ تا: تاکہ۔ بدنداں: دانتوں کے ساتھ۔ برد: کاٹے وہ۔ پشت دست: ہاتھ کی پشت۔ تنورے چنیں گرم: ایسا گرم تنور۔ ناں: ایک روٹی۔ بر بست: نہ لگائی۔

تشریح (۱) عقلمند لوگ وہ ہوتے ہیں جو اقدام کرنے سے پہلے انجام پر نظر کرتے ہیں۔ انجام بد کی صورت میں قدم روک لیتے ہیں۔ عارضی دنیا کے تمام اقدامات بھی زوال پذیر ہوتے ہیں۔ لہٰذا عارضی چیزوں نے حصول پر مرشنا انجام بد کے سوا کچھ نہیں۔ (۲) یہ شعر بھی پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ اس عارضی دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو سونا چاندی وغیرہ کے انبار اپنے خزانوں میں جمع کر گئے۔ لیکن جب وہ دنیا سے گئے تو خالی ہاتھ۔ (۳) اس شعر میں مرنے کے بعد کام آنے والی اصل نیکی صدقہ جاریہ کی اہمیت و ترغیب دی گئی ہے کہ اگرچہ دنیا عارضی ہے لیکن صدقہ جاریہ لازوال ہے جس کا اجر قبر میں لیٹے لیٹے بھی ملتا ہے۔ (۴) اس شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ عارضی دنیا میں کچھ کار خیر ایسے ہیں جو دنیا کی طرح فنا نہیں ہوتے۔ اگر کوئی نیک بخت آدمی عارضی دنیا سے چلا جاتا ہے پھر وہ اپنے کار خیر کی وجہ سے نام و کام سمیت لوگوں میں تابندہ رہتا ہے۔ (۵) اس شعر میں کار خیر کی نشاندہی کی گئی ہے کہ سخاوت ایسا کار خیر ہے کہ اسے اپنانے والا شخص کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔ بلکہ وہ سخاوت کی بدولت زندہ رہتا ہے۔ (۶) لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو زیادہ نفع پہنچاتا ہے اور صدقہ جاریہ بھی زیادہ تر سخاوت پر اپنا دارومدار رکھتا ہے اسلئے اس شعر میں سخاوت کے ضمن میں انسانی ذہن کا رخ آخرت کے منازل عالیہ کی طرف موڑا گیا ہے۔ (۷) چونکہ انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بندگی اور خدمت خلق کے لیئے آیا ہے اور دونوں چیزیں راہ حق متصور ہوتی ہیں۔ جو شخص راہ حق میں جسقدر زیادہ محنت کرے گا اسی قدر مراتب عالیہ پر فائز ہوگا۔ (۸) راہ حق میں جو شخص کوشاں نہیں رہتا وہ ناکارہ ہے۔ کارآمد لوگوں کی موجودگی میں ناکارہ لوگ چھپنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رکھتے۔ دراصل یہی لوگ بے چارے ہوتے ہیں۔ (۹) گرم تنور سے مراد راہ حق کا ہونا اور روٹی نہ لگانے سے مراد قوت و فرصت کے باوجود راہ حق سے اعراض کرنا ہے۔ ایسا شخص صرف افسوس کے ہاتھ ملتا ہے۔

marfat.com

بدانی گہ غلہ برداشتن	۱	کہ سستی بود تخم ناکاشتن
پیداوار اٹھانے کے وقت تجھے پتہ چلے گا		کہ بیج نہ بونا کتنی غفلت ہوتی ہے

حکایت[۲]

کہانی

خدادوست نامی در اقصائے شام	۳	گرفت از جہاں کنج غارے مقام
خدادوست نام والے ایک شخص نے شام کے اطراف میں		دنیا کو چھوڑ کر ایک غار کے گوشے میں مقام بنایا
بصبرش دراں کنج تاریک جای	۴	بگنج قناعت فرو رفتہ پای
اس کے صبر کی وجہ سے اس کے تاریک گوشے میں		قناعت کے خزانے میں اس کا قدم جم گیا
بزرگاں نہادند سر بر درش	۵	کہ درمی نیامد بدرہا سرش
بڑے لوگوں نے اس کے دروازے پر سر رکھا		کیونکہ وہ لوگوں کے دروازے پر سر نہ جھکاتا تھا
تمنا کند عارف پاکباز	۶	بدریوزہ از خویشتن ترک آز
خداشناس پاکباز تمنا کرتا ہے		اپنے دل سے بھیک کی خواہش ترک کرنے کی
چو ہر ساعتش نفس گوید بدہ	۷	بخواری بگرداندش دہ بدہ
جب ہر لمحہ اس کو نفس کہے کہ دے		تو ذلت کے ساتھ اسکو بستی بستی پھراتا ہے
دراں مرز کیں پیر ہشیار بود	۸	یکے مرزبان ستمگار بود
جس جگہ یہ ہشیار مرد تھا		وہاں ایک ظالم حاکم تھا
کہ ہر ناتواں را کہ دریافتے	۹	بسر پنجگی پنجہ برتافتے
وہ جس کمزور کو بھی پاتا		طاقت سے اس کا پنجہ مروڑ دیتا

(۱) بدانی: تو جانے گا۔ گہ: وقت۔ غلہ برداشتن: فصل اٹھانا۔ بود: ہووے۔ تخم: بیج۔ ناکاشتن: نہ بونا۔ (۲) حکایت: کہانی۔ (۳) خدادوست نامی: خدادوست نام والا۔ اقصائے شام: شام کے دُور دراز کے علاقے۔ گرفت: بنایا اس نے۔ کنج: کونہ۔ غارے: ایک غار۔ مقام: گھر۔ (۴) بصبرش: اس کی ش "پا" کے ساتھ لگتی ہے، صبر کے۔ دراں کنج: اس کونے میں۔ تاریک جا: اندھیری جگہ والا، یہ کنج کی صفت ہے۔ بگنج قناعت: قناعت کے خزانے میں۔ فرو رفتہ: گڑے ہوئے۔ پا: پاؤں۔ (۵) نہادند: انہوں نے رکھا۔ بر درش: اس کے دروازے پر۔ در نمی نیامد: نہیں آتا تھا۔ بدرہا: دروازوں پر۔ سرش: اس کا سر۔ (۶) تمنا کند: تمنا کرتا ہے۔ عارف: خدا کو پہچاننے والا۔ پاکباز: پرہیزگار۔ بدریوزہ: گداگری سے۔ از خویشتن: اپنے سے۔ ترک آز: حرص چھوڑنے کی۔ (۷) چوں: جب۔ ساعت: گھڑی، اس کا شین گوید کا مفعول ہے۔ گوید: کہتا ہے اسکو۔ بدہ: دے۔ بخواری: ذلت کے ساتھ۔ بگرداندش: پھراتا ہے اس کو۔ دہ: بستی۔ (۸) دراں: اس میں۔ مرز کیں: اصل مرز کہ ایں۔ مرز: زمین۔ کہ: اسم موصول کا۔ ایں: یہ پیر بزرگ۔ بود: تھا۔ یکے: ایک۔ مرزبان: زمیندار یا حاکم۔ ستمگار: ظالم۔ (۹) کہ: جو کہ۔ ناتواں: کمزور۔ دریافتے: وہ پاتا۔ بسر پنجگی: طاقت اور ظلم۔ برتافتے: وہ مروڑ دیتا۔

تشریح: (۱) دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ عبادت و خلافت ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیکر آخرت کی کھیتی آباد کی جاسکتی ہے۔ جو لوگ اس میں کوتاہی کرتے ہیں، وہ عنقریب جان لیں گے کہ ہم نے آخرت کا سامان نہ کیا۔ سوائے پچھتاوے کے ان کے پاس کچھ نہ ہوگا۔ (۲) حکایت (عنوان) اس حکایت میں بتایا گیا ہے کہ مخلوق پر مظالم ڈھانے والا بالآخر کیہ افعال کی وجہ سے خود پر ظلم کرنے والا "الظالم" اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام اولیاء وغیرہ کی نظر میں بوجہ ظلم کسی شمار و زمرے میں نہیں آتا سوائے تنفر کے۔ (۳) اس شعر میں ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کا نام "خدادوست" تھا۔ اس نے ملک شام میں ایک غار کے اندر اپنا ٹھکانہ بناکر دُنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ (۴) صبر و شکر انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی ہے اور اللہ والوں کے لیے تحفہ بھی جس کے نتیجے میں قناعت کا تحفہ رب ذوالجلال ودیعت فرمادیتے ہیں۔ چنانچہ صبر و شکر کی بدولت خدادوست نامی شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے قناعت سے مالامال کردیا۔ (۵) یہی ایک سجدہ جو تجھے گراں گزرتا ہے۔ ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات کے مصداق خدادوست کے دروازے پر بڑے بڑے بزرگ فیض حاصل کرنے آتے تھے کیونکہ وہ خود کہیں نہیں جاتا تھا۔ (۶) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرلیتے ہیں وہ اگر غیروں سے بھیک مانگتے بھی ہیں تو ان کا مقصد صرف اپنے نفس کو ذلیل کرنا ہوتا ہے اور مال و جاہ کی لالچ ختم کرنا ہوتا ہے۔ ان بزرگوں کا خدادوست کے در پر آنا اسی مقصد کے تحت تھا۔ (۷) جب نفس اپنی تن آسانی کے لیے دنیوی اشیاء پر حریصانہ نظر ڈالتے ہوئے ان کا مطالبہ کرتا ہے تو پھر اللہ کا ولی اُسے ذلت کی گھاٹیوں میں اتارنے کی غرض سے در بدر کی ٹھوکریں دیتا ہے تاکہ اس عمل سے نفس کی حریص خصلت اور خواہشات سے نجات حاصل ہو۔ (۸) شام کے جس غار میں خدادوست کا مقام تھا اس علاقے میں جاگیردار بھی رہتا تھا جو ظالم و جابر تھا۔ وہ جبر و تشدد کا خوگر تھا۔ (۹) وہ ظالم جاگیردار ہر کمزور اور محنت کش پر بلاامتیاز غیرے ظلم کرتا تھا۔ ان کا خون چوستا۔ طاقت کے بل بوتے پر انہیں دبوچے رکھنا اس کی فطرت ثانیہ تھی۔

marfat.com

(۱) جہاں سوز: جہاں کو جلانے والا۔ خیرہ کش: بلا وجہ مار ڈالنے والا۔ ز تلخیش: اس کی تلخی سے۔ روئے جہانے: ایک جہاں کا چہرہ۔ ترش: کھٹا۔ (۲) گروہے: ایک گروہ۔ برفتند: چلے گئے۔ زآں: اس سے۔ عار: ذلت۔ بردند: لے گئے۔ نام بدش: اس کی بدنامی۔ دیار: جمع دار، شہر۔ (۳) بماندند: رہ گئے۔ ریش: زخمی۔ پس: پیچھے۔ چرخہ: سوت کاتنے کا آلہ۔ نفریں: لعنت۔ گرفتند: انہوں نے اختیار کی۔ پیش: سامنے۔

(۴) ید: ہاتھ۔ چہ جا: جس جگہ۔ گردد: ہو جاوے۔ دراز: لمبا۔ نہ بینی: تو نہ دیکھے۔ لب مردم: لوگوں کے ہونٹ۔ خندہ: ہنسی۔ باز: کھلے۔ (۵) بدیدار: زیارت کے لیے۔ شیخ: اس سے مراد خدا دوست ہے۔ آمدے: وہ آتا۔ گاہ بگاہ: کبھی کبھی۔ در وے: اس میں۔ نکردے: نہ کرتا۔

(۶) ملک: بادشاہ مراد زمیندار۔ نوبتے: ایک بار۔ گفتش: اس نے اس کو کہا۔ نیک بخت: نیک نصیب۔ ز ما: ہماری طرف۔ در: زائد۔ مکش: مت کھینچ۔ روئے: چہرہ۔ (۷) مرا: مجھ کو۔ باتو: تیرے ساتھ۔ دانی: تو جانتا ہے۔ سر دوستی: دوستی کا خیال۔ ترا: تجھ کو۔ بامن: میرے ساتھ۔ از بہر: کس واسطے۔ چیست: کیا ہے۔ (۸) گرفتم: میں نے مانا۔ سالار: سردار یا بادشاہ۔ کشور: ملک۔ نیم: نہیں ہوں میں۔ بعزت: عزت میں۔ کمتر: گھٹیا۔ (۹) نگویم: میں نہیں کہتا۔ نہم: مجھ کو۔ کسے: کوئی شخص۔ چناں باش: ایسا ہو جا۔ بامن: میرے ساتھ۔ باہر کسے: ہر شخص کے ساتھ۔

جہاں سوز و بے رحمت و خیرہ کش	۱	ز تلخیش روی جہانے ترش
عالم کو تباہ کرنیوالا، بے رحم، بے باک، فنا کرنیوالا		اس کی بدمزاجی کی وجہ سے سب کا منہ ترش تھا
گروہے برفتند زاں ظلم و عار	۲	ببردند نام بدش در دیار
کچھ لوگ اسکے ظلم اور ذلت سے بچنے کیلئے نکل گئے		انہوں نے اس کا بُرا نام ملکوں میں مشہور کر دیا
گروہے بماندند مسکین و ریش	۳	پس چرخہ نفریں گرفتند پیش
کچھ لوگ مسکین اور زخمی دل رہ گئے		انہوں نے غائبانہ ملامت کرنا اختیار کر لیا
ید ظلم چہ جائیکہ گردد دراز	۴	نہ بینی لب مردم از خندہ باز
ظلم کا ہاتھ جس جگہ دراز ہو		تو اس جگہ لوگوں کے ہونٹ ہنسی سے کھلے نہ دیکھے گا
بدیدار شیخ آمدے گاہ بگاہ	۵	خدا دوست در وے نکردے نگاہ
وہ بھی کبھی کبھی شیخ کے دیدار کو آتا		مگر وہ خدا کا دوست اسکی طرف دھیان نہ کرتا
ملک نوبتے گفتش اے نیک بخت	۶	بنفرت ز ما در مکش روئے سخت
بادشاہ نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ اے نیک بخت		نفرت سے ہماری طرف سے منہ نہ موڑ
مرا باتو دانی سر دوستیست	۷	ترا دشمنی با من از بہر چیست
تجھے معلوم ہے کہ مجھے تیرے ساتھ دوستی کا خیال ہے		تو تجھے مجھ سے دشمنی کیوں ہے
گرفتم کہ سالار کشور نیم	۸	بعزت ز درویش کمتر نیم
میں نے مانا کہ میں تمام ملک کا سردار نہیں ہوں		لیکن عزت میں کسی فقیر سے کم نہیں ہوں
نگویم فضیلت نہم بر کسے	۹	چناں باش با من کہ با ہر کسے
میں یہ نہیں کہتا کہ میرے ساتھ کسی سے بہتر سلوک کر		میرے ساتھ ایسا برتاؤ کر جیسا ہر شخص سے ہے

تشریح (۱) اس جاگیردار کی ظالمانہ روش، تشدد سے بھرپور کارستانیوں سے علاقے کے لوگ نہ صرف اس سے ہراساں تھے بلکہ اندرون خانہ اس کے نالاں بھی تھے۔ (۲) جاگیردار کے مظالم سے تنگ آکر کچھ لوگوں نے اس کا علاقہ چھوڑ دیا۔ وہ لوگ جاگیردار کی بدنامی کا چلتا پھرتا اشتہار تھے اور نحیف و ضعیف زخم خوردہ لوگ (خصوصاً عورتیں) رہ گئے۔ وہ بد دعاؤں کے سوا اور کیا دے سکتے تھے۔ (۳) چونکہ قدیم دور میں عورتیں عموماً سوت کاتنے کے لیے چرخہ چلایا کرتی تھیں۔ چنانچہ چرخہ چلانے کے ساتھ ساتھ وہ نہ صرف جاگیردار پر نفریں بھیجتی تھیں بلکہ بد خوئی بھی کرتی تھیں۔ (۴) ظالم کے ستم سے چھٹکارا پانے کے راستے بند ہو جائیں اور ظلم مسلسل سر پر کوڑا بن کر منڈلا رہا ہو تو ایسے میں مظلوموں کے چہرے اور دل مرجھا جاتے ہیں، ہنسی کیسی (۵) ظالم جاگیردار خدا دوست کا دیدار کرنے کے لیے کبھی آجاتا تھا لیکن خدا دوست پل جھپکنے کے برابر بھی اس کی طرف توجہ نہ کرتے بلکہ پر کاہ کی حیثیت بھی نہ دیتے تھے۔ (۶) خدا دوست کی عدم توجہی سے تنگ آکر بالآخر ظالم جاگیردار بول اٹھا کہ میں تیری دوستی کی غرض سے آتا ہوں مگر تو مجھ سے نفرت کرتا ہے۔ (۷) یہ شعر پہلے دو شعروں کی تکمیل کر رہا ہے کہ ظالم جاگیردار نے بزرگ (خدا دوست) کی نظر میں ذلت آمیز رویئے کو بجائے اپنی دوستی اور انہیں (بزرگ) کی طرف سے دشمنی کے رویئے کا ذکر چھیڑ بیٹھا اور اپنی طرف سے دوستی کے جواب میں دشمنی کی وجہ دریافت کرنے لگا۔ (۸) اس شعر میں ظالم جاگیردار اپنی اور بزرگ (خدا دوست) کی عزت کا موازنہ کرنے لگا اور وہ بھی برابری کے وزن پر۔ جب کہ علاقے کے کم حصے پر حکمرانی کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ (۹) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ ظالم جاگیردار جس کی فطرت میں جبر و ستم تھا وہ اللہ تعالیٰ کے ولی کے سامنے ایسا نرم نظر آتا ہے کہ بزرگ کی ایک شفقت بھری نظر کا طالب ہو رہا ہے۔ وہ امتیازی سلوک کا نہیں بلکہ عام لوگوں جیسی عزت کا طالب ہے۔

marfat.com

شنید این سخن عابد ہوشیار	۱	بر آشفت و گفت اے مَلِک ہوشدار
عابد ہوشیار نے یہ بات سُنی		تو بگڑ گیا اور کہا اے بادشاہ ہوش کر
وجودت پریشانیٔ خلق ازوست	۲	ندارم پریشانیٔ خلق دوست
تیرے وجود سے مخلوق کی پریشانی ہے		اور میں مخلوق کی پریشانی پسند نہیں کرتا ہوں
تو با دوستداران من دشمنی	۳	نہ پندارمت دوستدارِ منی
جب تو میرے دوستوں کا دشمن ہے		تو میں تجھے اپنا دوست نہیں سمجھ سکتا
گر افتد ہمی دوستی بامنت	۴	مگر آں کہ دارد خدا دشمنت
اگر یہ بھی ہو جائے کہ میری تیری دوستی ہو جائے		لیکن خدا تو تجھے دشمن سمجھتا ہے
خدا دوست را گر بدرند پوست	۵	نخواہد شدن دشمنِ دوست دوست
خدا دوست کی اگر لوگ کھال بھی ادھیڑ دیں		تو وہ دوست کے دشمن کا دوست نہیں ہو سکتا
عجب دارم از خواب آں سنگدل	۶	کہ شہرے بخسپند از و تنگ دل
مجھے اس سنگدل کے سونے پر تعجب آتا ہے		جس سے پورا شہر تنگ دل ہو کر سوئے
الا گر ہنر داری و عقل و ہوش	۷	بفضل و ترحم میاں بند و کوش
آگاہ! اگر ہنر اور عقل اور ہوش رکھتا ہے		تو احسان اور رحم پر کمر باندھ اور کوشش کر

گفتار

بات

مہا زور مندی مکن بر کہاں	۹	کہ بر یک نمط می نماند جہاں
اے بڑے، چھوٹوں پر زور نہ دکھا		کیونکہ زمانہ ایک حالت پر نہیں رہے گا

(۱) شنید: سُنی اس نے۔ ایں سخن: یہ بات۔ عابد: عبادت گزار۔ الا بر آشفت: غضب ناک ہو گیا۔ گفت: اس نے کہا۔ مَلِک: بادشاہ۔ ہوشیار: ہو جا۔ (۲) وجود: تیرا وجود۔ پریشانیٔ خلق: مخلوق کی پریشانی۔ ازوست: اس سے ہے۔ ندارم: میں نہیں رکھتا۔ (۳) دوستداراں: دوست رکھنے والے۔ من: میرے۔ دشمنی: دشمن ہے تو۔ نہ پندارمت: میں تجھ کو نہیں سمجھتا۔ منی: من ای میرا ہے تو۔ (۴) افتد: اتفاق پڑ جائے۔ ہے افتد کے اوپر لگتا ہے۔ بامنت: تیری میرے ساتھ۔ مگر آں کہ: مگر وہ جو کہ۔ دارد: رکھتا ہے۔ دشمنت: دشمن تجھ کو۔ (۵) بدرند: پھاڑ ڈالیں۔ پوست: کھال۔ نخواہد شدن: نہیں ہو سکے گا۔ دشمنِ دوست: دوست کا دشمن۔ (۶) عجب دارم: میں تعجب رکھتا ہوں۔ خواب: نیند۔ سنگدل: پتھر دل۔ شہرے: شہر کا شہر، خلقت کی ہے۔ بخسپند: سو دیں۔ تنگدل: ناراض۔ (۷) الا: حرف تنبیہ، خبردار۔ ہنر داری: ہنر رکھتا ہے تو۔ بفضل: مہربانی کے ساتھ۔ ترحم: رحم کرنا۔ میاں بند: کمر باندھ۔ کوش: کوشش کر۔ (۸) گفتار: بات۔ (۹) مہا: مِہ: بڑا، الف ندائیہ، اے بڑے۔ مکن: مت کر۔ کہاں: جمع کِہ، چھوٹا۔ بر: پر۔ یک: ایک۔ نمط: طریقہ، حالت۔ می نماند: نہیں رہتا۔ جہاں: زمانہ۔

تشریح: (۱) اللہ کا ولی (خدا دوست) ظالم جاگیردار کی طلب پر شفقت کی نظر کی طلب پر غضبناک ہو گیا اور اسے ذہنی طور پر اس کے مظالم کا آئینہ دکھانے کی غرض سے کہا کہ اے جاگیردار تو ہوش کے ناخن لے۔ (۲) یہ شعر پہلے شعر کو مکمل کر رہا ہے کہ دنیا میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا وجود اللہ تعالیٰ کے لیے باعث رحمت ہوتا ہے اور بعض وجود مخلوق پر گراں ہوتے ہیں۔ بزرگ نے اس کے مظالم کے حوالے سے کہا کہ تیرا وجود اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر ایک بوجھ ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ والے ہمیشہ اپنا دوست سمجھتے ہیں اور اسی دوستی کے ناطے ان کی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ مخلوق پر ظلم ڈھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ، اولیاء اور ساری مخلوق کے دشمن ہوتے ہیں، چونکہ دوست اور دشمن کے درمیان دیوار حائل ہے! اس لیے بزرگ نے ظالم جاگیردار کو کھری کھری کہہ سنائیں۔ (۴) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ ظالم اللہ تعالیٰ کا دشمن ہوتا ہے! اس لیے بزرگ لوگ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی کے رشتے قائم نہیں کرتے۔ (۵) یہ ایک فطری اصول ہے کہ دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے۔ بزرگوں کا دوست اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور ظالم اللہ کا دشمن۔ اس لیے خدا دوست کو کسی بھی تکلیف میں ڈال دو وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن کو اپنا دوست نہیں بنا سکتا۔ (۶) جبر و تشدد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سمیت ساری مخلوق جس شخص سے نالاں ہو وہ سکون کی نیند کیسے سوتا ہے۔ اس کی نیند انتہائی تعجب خیز ہے۔ (۷) اللہ تعالیٰ کے ولی خدا دوست نے ایک طرح سے دوستی کرنے کی شرط رکھی کہ تم ظالمانہ کارستانیاں چھوڑ کر مخلوق پر ہمدردی کا سایہ کر دو۔ (۸) گفتار (عنوان) اس گفتار کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، وہ قادر مطلق ذات جسے چاہے تخت پر بٹھائے اور جسے چاہے تختے پر چڑھا دے۔ اے ظالم اگر کل تجھے تختہ دار پر لٹکنا پڑا تو تجھ پر کوئی رحم نہیں کرے گا۔ مَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ۔ (۹) تغیرات زمانہ موقوفات رب سے سُن لے۔ ہر تغیر سے آتی ہے صدا فافہم فافہم کے مصداق اللہ تعالیٰ نے جسے مخلوق پر برتری دی ہے تو اسے فطری اصولوں پر خود کو بالاتر نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ آج وہ بڑا ہو کر چھوٹوں پر تشدد کرتا ہے تو کل کلاں وہ بھی چھوٹا ہو سکتا ہے۔

marfat.com

۱	سرِ پنجۂ ناتواں بر مپیچ	کہ گر دست یابد بر آید بپیچ
	کسی کمزور کا ہاتھ نہ مروڑ	اسلئے کہ اگر اسکو موقع ملا تو دم بھر میں غالب آجائیگا
۲	مبر گفتمت پائے مرد ز جائی	کہ عاجز شوی گر در آئی ز پائی
	میں تجھ سے کہتا ہوں کہ لوگوں کو نہ ستا	اس لیئے کہ اگر تو گر پڑا تو لاچار ہو جائے گا
۳	دلِ دوستاں جمع بہتر کہ گنج	خزینہ تہی بہ کہ مردم برنج
	دوستوں کی دل جمعی خزانہ جمع کرنے سے بہتر ہے	انسانوں کی تکلیف کی بہ نسبت خزانہ خالی رہنا بہتر ہے
۴	میندازد در پای کارِ کسے	کہ افتد کہ در پایش افتی بسے
	کسی کے کام میں سستی نہ برت	ہو سکتا ہے کہ تجھے اس کے پاؤں پڑنا پڑے
۵	تحمل کن اے ناتواں از قوی	کہ روزے توانا ترا ز وے شوی
	اے ناتواں طاقتور کے سامنے تحمل کر	کیونکہ کسی دن تو اس سے زیادہ طاقتور ہو جائیگا
۶	بہمت بر آر از ستیزندہ شور	کہ بازوئے ہمت بہ از دستِ زور
	لڑنے والے کو ہمت سے عاجز کر دے	اسلئے کہ ہاتھ کی طاقت سے ہمت کا بازو بہتر ہے
۷	لبِ خشکِ مظلوم را گو بخند	کہ دندانِ ظالم بخواہند کند
	مظلوم کے خشک ہونٹوں کو کہہ کہ ہنس	اسلیئے کہ وہ ظالم کے دانتوں کو اکھاڑ ڈالیں گے
۸	ببانگِ دہل خواجہ بیدار گشت	چہ داند شب پاسباں چوں گذشت
	ڈھول کی آواز کے ساتھ صاحب بیدار ہوا	اس کو کیا معلوم کہ چوکیدار کی رات کیسے گزری
۹	خورد کاروانی غمِ بار خویش	نسوزد دلش بر خرِ پشت ریش
	قافلے والا اپنے بوجھ کا غم کرتا ہے	گدھے کی زخمی کمر پر اس کا دل نہیں کڑھتا

(۱) سر پنجہ: ہاتھ کا پنجہ۔ ناتواں: کمزور۔ بر مپیچ: مت مروڑ۔ دست یابد: قوت پائے گا، قابو حاصل کریگا۔ بر آید: آدیگا۔ بپیچ: کسی نہ کسی چیز کے ساتھ۔ (۲) مبر: مت لے جا۔ گفتمت: میں نے تجھ کو کہا۔ پا: پاؤں۔ مردم: لوگ۔ ز جای: جگہ سے۔ شوی: ہوگا تو۔ در آئی ز پائی: پاؤں سے گر پڑے تو۔ (۳) دلِ دوستاں: دوستوں کا دل۔ جمع: مطمئن۔ گنج: خزانہ۔ تہی: خالی۔ بہ: بہتر۔ برنج: تکلیف میں۔ (۴) میندازد: مت ڈال۔ در پای: پاؤں میں یعنی نظر انداز نہ کر۔ کارِ کسے: کسی کا کام۔ افتد: اتفاق پڑ سکتا ہے۔ در پایش: اس کے پاؤں میں۔ افتی: تو پڑے۔ (۵) تحمل: برداشت۔ کن: کر۔ قوی: طاقت ور۔ روزے: ایک دن۔ توانا تر: زیادہ طاقت ور۔ از وے: اس سے۔ شوی: ہو جائے تو۔ (۶) بہمت: ہمت کے ساتھ۔ بر آر: نکال۔ ستیزندہ: لڑنے والا۔ شور: پکار۔ بازوئے ہمت: ہمت کا بازو۔ بہ: بہتر۔ دستِ زور: زور کا ہاتھ۔ (۷) لبِ خشکِ مظلوم: مظلوم کا خشک ہونٹ۔ گو: کہہ۔ بخند: ہنس۔ کہ: کیونکہ۔ دندانِ ظالم: ظالم کے دانت۔ بخواہند کند: اکھیڑ ڈالیں گے۔ (۸) ببانگِ دہل: ڈھول کی آواز کے ساتھ۔ خواجہ: صاحب۔ بیدار گشت: جاگا۔ چہ داند: کیا جانے۔ شب پاسباں: چوکیدار کی رات۔ چوں: کیسے۔ گذشت: گزری۔ (۹) خورد: کھاتا ہے۔ کاروانی: قافلہ یا قافلے والا۔ بار خویش: اپنا بوجھ۔ نسوزد: نہیں جلتا۔ دلش: اسکا دل۔ خر: گدھا۔ پشت ریش: زخمی کمر والا۔

تشریح: (۱) ہر انسان برابر کی قوت رکھتا ہے۔ خواہ بڑا ہو یا چھوٹا حکمران قانون فوج اور پولیس کے بل بوتے پر طاقتور ہوتا ہے لیکن بسا اوقات وہ اس سب کچھ کے باوجود کبھی نہ کبھی موقع پر کمزور کے نرغے میں آسکتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ کیا حشر کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (۲) جو لوگ مظالم کے ذریعے لوگوں کو ٹھوکریں مار کر گراتے ہیں انہیں نصیحت کی گئی ہے کہ اپنی طاقت کا اتنا گھمنڈ نہ کر۔ اگر تو خود گر گیا تو جہاں تیری عاجزی تجھ پر ظاہر ہوگی وہاں تجھے اٹھانے والا بھی کوئی نہ ہوگا۔ لہٰذا اپنے گرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ (۳) چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیئے دنیا میں سب سے زیادہ قیمتی انسان ہے۔ اس لیئے انسان کی دلجوئی پر اگر خزانہ بھی خالی کرنا پڑے تو سودا مہنگا نہیں۔ (۴) معاشرے کا مقصد ہے مل جل کر رہنا۔ جب انسان آپس میں مل جل کر رہیں گے تو لازمی بات ہے وہ ایک دوسرے کے کام بھی آئیں گے اس لیئے اس شعر میں نصیحت کی گئی ہے کہ اگر آج کسی کا کام نظر انداز کر دیا تو کل تجھے بھی اس سے کام پڑ سکتا ہے۔ اس لیئے غفلت نہ کر۔ (۵) اگر کوئی طاقتور کسی کمزور پر زیادتی کرتا ہے تو وہ صبر و تحمل سے کام لے۔ اس لیئے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے قوت عطا کریں گے۔ اور صبر کا اجر علیحدہ ہوگا۔ (۶) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ کمزور کو چاہیئے کہ وہ حوصلہ و ہمت سے کام لے کیونکہ بعض مرتبہ ہمت و استقامت کے سامنے طاقت ماند پڑ جاتی ہے۔ (۷) چونکہ اصل فیصلے روز قیامت کو ہوں گے۔ اس لیئے مظلوم اپنے اوپر کیئے جانے والے مظالم کو ہنس کر برداشت کرلے۔ کیونکہ قیامت کے دن ظالم کے دانت توڑ دیئے جائیں گے۔ (۸) جو بادشاہ اپنی لاپرواہی کے باعث غریبوں کی خبر گیری نہیں کرتا اور سکون کی نیند سو جاتا ہے اسے بندہ غریب کے تلخ اوقات کا احساس نہیں ہو سکتا۔ (۹) اس شعر میں زخمی گدھے کی مثال دے کر یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ اگر کسی گدھے کی پیٹھ زخمی ہو جاتی ہے تو چاہیئے تو یہ تھا کہ اس کے زخم کا علاج سوچا جائے۔ لیکن مالک ہمیشہ اپنے سامان کے بوجھ اٹھانے کا سوچتا ہے۔ یہ مثال ان افسران پر پوری اترتی ہے جو عوام کے مسائل حل کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	گرفتم کز افتادگاں نیستی	چو افتادہ بینی چرا ایستی
	میں نے مانا کہ تو گرا ہوا نہیں ہے	جب تو گرے ہوئے کو دیکھ رہا ہے تو کیوں کھڑا ہے
۲	برینت بگویم یکے سرگزشت	کہ سستی بود زیں سخن درگذشت
	اس پر میں تجھے ایک کہانی سناتا ہوں	کیونکہ اس بات سے درگزر کرنا کوتاہی ہے

حکایت[۳]

کہانی

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۴	چناں قحط شد سالے اندر دمشق	کہ یاراں فراموش کردند عشق
	دمشق میں ایک سال ایسا قحط پڑا	کہ دوستوں نے عشق فراموش کر دیا
۵	چناں آسماں بر زمیں شد بخیل	کہ لب تر نکردند زرع و نخیل
	آسمان زمین پر ایسا بخیل ہوا	کہ کھیتی اور نخلستان ہونٹ تک تر نہ کر سکے
۶	بخوشید سرچشمہ ہائے قدیم	نماند آب جز آب چشم یتیم
	پرانے چشمے سوکھ گئے	یتیم کی آنکھ کے سوا کہیں پانی نہ رہا
۷	نبودے بجز آہ بیوہ زنے	اگر بر شدے دودے از روزنے
	بیوہ عورت کی آہ کے سوا کچھ نہ ہوتا	اگر کسی روشندان سے دھواں بلند ہوتا
۸	چو درویش بے برگ دیدم درخت	قوی بازواں سست و درماندہ سخت
	میں نے درختوں کو بے ساز و سامان فقیر کی طرح دیکھا	قوی بازو والے سست اور عاجز ہو گئے
۹	نہ بر کوہ سبزی نہ در باغ شخ	ملخ بوستاں خورد و مردم ملخ
	نہ پہاڑ پر سبزہ رہا، نہ باغ میں شاخیں	مکڑی نے باغ کھا لیا اور انسان نے مکڑی

(۱) گرفتم: میں نے مانا۔ کز افتادگاں: کہ گرے ہوؤں سے۔ نیستی: نہیں ہے تو۔ چو: جب۔ افتادہ: گرا ہوا۔ بینی: دیکھتا ہے تو۔ چرا: کیوں۔ ایستی: کھڑا ہے تو۔ (۲) برینت: اس پر تجھ کو۔ بگویم: میں کہتا ہوں۔ یکے: ایک۔ سرگزشت: آپ بیتی۔ زیں سخن: اس بات سے۔ درگذشت: گزر جانا۔ (۳) حکایت: کہانی۔ (۴) چناں: ایسا۔ قحط: خشک سالی۔ سالے: ایک سال۔ شد: ہوا۔ دمشق: ایک قدیمی شہر جو ملک شام کا دارالحکومت ہے۔ کردند: کیا انہوں نے۔ عشق: محبت بازی۔ (۵) بخیل: کنجوس۔ لب تر نکردند: لب تر نہ کیے یعنی اتنی بھی بارش نہ ہوئی کہ کھیتوں کے لب ہی تر ہو جاتے۔ زرع: کھیتی۔ نخیل: کھجوروں کا باغ۔ (۶) بخوشید: سوکھ گیا۔ قدیم: پرانا۔ نماند: نہ رہا۔ آب: پانی۔ جز: سوائے۔ آب چشم یتیم: یتیم کی آنکھ کے آنسو۔ (۷) نبودے: نہ ہوتا۔ بجز: سوائے۔ بیوہ زنے: بیوہ عورت۔ بر شدے: باہر آتا۔ دودے: کوئی دھواں۔ روزنے: روشندان۔ (۸) بے برگ: بے سامان۔ دیدم: میں نے دیکھا۔ قوی بازواں: طاقتور بازوؤں والے۔ درماندہ: عاجز تھکے ہوئے۔ (۹) کوہ: پہاڑ۔ شخ: شاخ کا مخفف میں نے درختوں کو۔ ملخ: مکڑی۔ بوستان: باغ۔ خورد: کھا گئی۔ مردم: لوگ۔

تشریح: (۱) اس دنیا میں انسان ہی انسان کے کام آتا ہے۔ اگر کوئی انسان خود دنیوی آسودگیوں سے مالا مال ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور ایسے لوگوں کے کام آئے جو نا آسودہ و بدحال ہیں۔ مزا تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی۔ (۲) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ جو لوگ خوفِ الٰہی سے سرشار ہوتے ہیں۔ وہ جہاں دوسروں کی تکلیف گوارا نہیں کرتے وہاں وہ لوگ اس کا مداوا بھی کرتے ہیں۔ اس حوالے سے کسی بزرگ کی کہانی سنانے کی پیشکش کی ہے۔ (۳) حکایت (عنوان) اس حکایت میں ان لوگوں کو (جو دولت مند ہیں) ایسے حالات میں جبکہ خشک سالی کی وجہ سے لوگوں کی حالت ابتر ہو چکی ہو، انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے عشرت کدوں کو ویران کر کے تنگدست اور خشک سالی کے شکار لوگوں کو اپنی دولت لٹا دیں، یہ بات سمجھائی گئی ہے۔ (۴) ملک شام کے دارالحکومت دمشق کا واقعہ ہے کہ ایک سال قحط کا ایسا آیا کہ لوگ بدحالی کی وجہ سے اپنے پیاروں کو بھی بھول گئے۔ (۵) قحط سالی کی وجہ بیان کرتے ہوئے شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ آسمان نے بارش برسائی نہ زمین نے کھیتوں اور باغات کی آبیاری کی۔ اس لیے غلہ کی شکل میں ملنے والا ارزق تمام لوگوں پر تنگ ہو گیا۔ (۶) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ اس سال پانی کی ایسی کمی ہو گئی کہ زمین سے پھوٹنے والے تمام چشمے خشک ہو گئے۔ صرف پانی کا ایک چشمہ جاری تھا اور وہ یتیم کی آنکھ تھی۔ (۷) عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں کہیں بھی کھانے پکانے کا انتظام ہوتا ہے وہاں سے دھواں ضرور اٹھتا ہے۔ لیکن اس وقت خشک سالی ایسی مسلط ہوئی کہ کہیں سے کھانے پکانے کی غرض سے دھواں نہ اٹھتا تھا۔ بلکہ اگر کہیں سے دھواں اٹھتا ہوا نظر بھی آتا تو وہ بیواؤں کی آہیں ہوتیں۔ (۸) اس شعر میں بھی خشک سالی کا منظر پیش کیا گیا ہے کہ درخت پتوں سے ایسے خالی ہو گئے تھے جیسے کوئی بے سروسامان فقیر ہوتا ہے۔ بھوک کی وجہ سے بڑے بڑے سخت جان لوگ ناتواں نظر آنے لگے۔ (۹) اس شعر میں بھی خشک سالی کا منظر پیش کیا گیا ہے مگر انداز دوسرا ہے کہ بھوک سے نڈھال مکڑیاں سبزہ و درخت کے پتے کھا گئیں اور خشک سالی کا شکار لوگ مکڑی کھا گئے۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
دراں حال پیش آمدم دوستے	۱	ازو مانده بر استخواں پوستے
اس حالت میں میرے سامنے ایک دوست آیا		جس کی ہڈیوں پر صرف کھال باقی تھی
شگفت آمدم کو قوی حال بود	۲	خداوندِ جاہ و زر و مال بود
مجھے تعجب ہوا کیونکہ وہ آسودہ حال تھا		مرتبے اور سونے اور مال کا مالک تھا
بدو گفتم اے یار پاکیزہ خوی	۳	چہ درماندگی پیشت آمد بگوی
میں نے اس سے کہا اے پاک خصلت دوست		بتا تو سہی تجھے کیا مصیبت پیش آئی
بغرید بر من کہ عقلت کجاست	۴	چو دانی و پرسی سوالت خطاست
وہ مجھ پر غرّایا کہ تیری عقل کہاں ہے		جب تو جانتا ہے پھر پوچھتا ہے تیرا پوچھنا غلط ہے
نہ بینی کہ سختی بغایت رسید	۵	مشقت بحدِ نہایت رسید
تو نہیں دیکھتا کہ سختی انتہا کو پہنچ گئی ہے		مشقت آخری حد پر پہنچ گئی ہے
نہ باراں ہمی آید از آسماں	۶	نہ بر می رود دودِ فریاد خواں
نہ آسمان سے بارش اترتی ہے		نہ فریادیوں کی آہ کا دھواں اوپر جاتا ہے
بدو گفتم آخر ترا باک نیست	۷	کشد زہر جائیکہ تریاق نیست
میں نے اس سے کہا کہ آخر تجھے تو خوف نہیں ہے		زہر اس جگہ مارتا ہے جہاں تریاق نہیں ہے
گر از نیستی دیگرے شد ہلاک	۸	ترا ہست و بط را ز طوفاں چہ باک
اگر ناداری کی وجہ سے کوئی دوسرا ہلاک ہو گیا		تیرے پاس تو ہے بطخ کو طوفان کا کیا ڈر
نگہ کرد رنجیدہ در من فقیہ	۹	نگہ کردنِ عالم اندر سفیہ
اس سمجھ دار نے رنج سے مجھے دیکھا		جیسا کہ ایک عالم جاہل کو دیکھتا ہے

(۱) دراں حال: اس حال میں۔ پیش آمدم: میرے سامنے آیا۔ دوستے: ایک دوست۔ ازو: اس سے۔ ماندہ: رہ گیا۔ استخواں: ہڈی۔ پوستے: کھال۔ (۲) شگفت: تعجب۔ آمدم: مجھ کو آیا۔ کو: کہ۔ قوی حال: آسودہ حال۔ بود: تھا۔ خداوند: مالک۔ جاہ: مرتبہ۔ زر: سونا۔ (۳) بدو: اصل میں با دُ ہے: اس سے۔ گفتم: میں نے کہا۔ پاکیزہ خو: اچھی عادت والا۔ چہ: کیا۔ درماندگی: تکلیف۔ پیشت: تیرے سامنے۔ آمد: آئی۔ بگو: کہہ۔ (۴) بغرید: وہ غرایا۔ برمن: مجھ پر۔ عقلت: تیری عقل۔ کجا: کہاں۔ دانی: تو جانتا ہے۔ پرسی: تو پوچھتا ہے۔ سوالت: تیرا سوال۔ خطا: غلط۔ (۵) نہ بینی: نہیں دیکھتا تو۔ بغایت: انتہا کو۔ رسید: پہنچ گئی۔ بحد: نہایت آخری حد کو۔ (۶) باراں: بارش۔ ہمی آید: آتی ہے۔ بر می رود: اوپر جاتا ہے۔ دود: دھواں۔ فریاد خواں: فریاد کرنے والا۔ (۷) بدو: اصل میں با دُ ہے: اس کو۔ ترا: تجھ کو۔ باک: خطرہ۔ نیست: نہیں ہے۔ کشد: مارتی ہے۔ جائیکہ: جس جگہ کہ۔ تریاق: زہر کی دوا۔ (۸) نیستی: نہ ہونا۔ ناداری۔ دیگرے: کوئی دوسرا۔ شد: ہو گیا۔ ترا: تجھ کو۔ بط: بطخ۔ طوفان: پانی کا سیلاب۔ باک: ڈر۔ (۹) نگہ کرد: نظر کی۔ رنجیدہ: غصے سے۔ در من: میری طرف۔ فقیہ: سمجھ دار۔ نگہ کردن: نظر کرنا۔ سفیہ: بے وقوف۔

تشریح: (۱) قحط سالی کا شکار ایک شخص جو شیخ سعدیؒ کا دوست تھا، ملاقات کے لیے آیا تو اس کی جسمانی حالت نا دیدنی تھی۔ وہ صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا تھا۔ (۲) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ شیخ سعدیؒ اپنے اس دوست کی دولت و ثروت کے حوالے سے کافی واقفیت رکھتے تھے۔ اس کی خستہ حالی دیکھ کر متعجب ہونا فطری بات تھی۔ (۳) شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اس دوست سے اس کی خستہ حالی اور موجودہ طبعی کیفیت کے بارے میں دریافت کیا کہ کونسی ایسی آفت آن پڑی کہ تمہاری یہ حالت ہو گئی۔ (۴) قحط سالی ایسا عذاب ہے کہ اس کے سامنے بڑے بڑے جغادری نہیں ٹھہر سکتے۔ شیخ سعدیؒ کے دوست نے برہمی کی حالت میں قحط سے پیدا ہونے والی مشکلات (جن کا وہ سامنا کر چکا تھا) پر مبنی کیفیات کا تذکرہ کیا۔ (۵) قحط سالی نے انتہا کر دی کہ بھوک سے نڈھال لوگ ایسے بدحال ہوئے کہ اس کے تصور سے کانپ اٹھنا میرا (شیخ کے دوست کا) فطری تقاضا ہے۔ (۶) آسمان سے بارش برسنے کا نام و نشان تک نظر نہیں آتا۔ اور لوگ اللہ تعالیٰ سے قحط کے ٹلنے کی دعائیں مانگتے ہیں ان کی دعائیں اوپر نہیں جاتیں۔ (۷) جب کوئی طوفان اٹھتا ہے تو اس کی زد میں اکثر وہی لوگ بہہ جاتے ہیں جو بچنے کا سامان نہیں رکھتے۔ قحط کے طوفان میں مفلسوں کا یہی حال ہوتا ہے جو اس وقت تمہارا ہے۔ (۸) بڑے سے بڑے سیلاب میں بطخ کے ڈوبنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ تیرنے میں مہارت رکھتی ہے۔ مالدار آدمی بھی قحط کے سیلاب میں نہیں ڈوب سکتا کیونکہ اس کے پاس مال و دولت کی کثرت ہوتی ہے یہی وجہ تھی کہ شیخ سعدیؒ کو تعجب ہوا۔ (۹) مذکرہ گفتگو سے متاثر ہو کر شیخ کے دوست نے انہیں اس طرح تیکھی نظروں سے دیکھا جیسے کسی دانشور کو ان پڑھ سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہ لاکھ سمجھانے کے باوجود نہ سمجھ رہا ہو۔

marfat.com

کہ مرد ار چہ بر ساحلست اے رفیق	۱	نیاساید و دوستانش غریق
اے دوست، اگرچہ انسان کنارے پر ہو		بے چین نہیں آرام جبکہ اسکے دوست ڈوب رہے ہوں
من از بے نوائی نیم روئے زرد	۲	غم بے نوایاں دلم خستہ کرد
بے سروسامانی کی وجہ سے میرا چہرہ زرد نہیں ہے		بے سروسامان لوگوں کے غم نے میرا دل توڑ دیا ہے
نخواہم کہ بیند خرد مند ریش	۳	نہ بر عضوِ مردم نہ بر عضوِ خویش
میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی عقل مند زخم دیکھے		نہ انسانوں کے عضو پر نہ اپنے عضو پر
بحمد للہ ار چہ ز ریشش ایمنم	۴	چو ریشے بہ بینم بلرزد تنم
خدا کا شکر ہے اگرچہ میں زخم سے محفوظ ہوں		جب میں زخم دیکھتا ہوں تو میرا بدن لرزتا ہے
منغص بود عیش آں تندرست	۵	کہ باشد بہ پہلوئے بیمار سست
اس تندرست کا عیش بدمزہ ہو جاتا ہے		جو کسی سست بیمار کے پہلو میں ہو
چو بینم کہ درویش مسکیں نخورد	۶	بکام اندرم لقمہ زہرست و درد
جب میں دیکھتا ہوں کہ مسکین فقیر نے نہیں کھایا		تو لقمہ میرے حلق میں زہر اور درد ہو جاتا ہے
یکے را بزنداں درش دوستاں	۷	کجا ماندش عیش در بوستاں
کسی کے دوست جب قید خانہ میں ہوں		تو اس کے لیے باغ میں عیش کہاں رہتا ہے

حکایت

کہانی

شبے دود خلق آتشے برفروخت	۹	شنیدم کہ بغداد نیمے بسوخت
ایک رات لوگوں کی آہ نے ایسی آگ لگائی		میں نے سنا ہے کہ آدھا بغداد جل گیا

(۱) ار چہ: اگرچہ۔ ساحل: کنارہ۔ رفیق: ساتھی۔ نیاساید: نہیں آرام پاتا۔ دوستانش: اس کے دوست۔ غریق: ڈوبنے والا۔ (۲) منی: میں۔ بے نوائی: بے سامانی۔ نیم: نہیں ہوں۔ روئے زرد: زرد چہرے والا۔ غم بے نوایاں: بے سامانوں کا غم۔ دلم: میرا دل۔ خستہ کرد: زخمی کر دیا۔ (۳) نخواہم: میں نہیں چاہتا۔ بیند: دیکھے وہ۔ خردمند: عقل مند۔ ریش: زخم۔ عضو: جوڑ۔ مردم: لوگ۔ عضو خویش: اپنا جوڑ۔ (۴) بحمد للہ: اللہ کا شکر ہے۔ ایمنم: بے خوف ہوں۔ چو: جب۔ ریشے: کوئی زخم۔ بہ بینم: دیکھتا ہوں۔ بلرزد: لرز جاتا ہے۔ تنم: میرا جسم۔ (۵) منغص: مکدر، گدلا۔ بود: ہو جاوے۔ باشد: ہووے۔ پہلوئے بیمار سست: سست بیمار کا پہلو۔ (۶) بینم: دیکھتا ہوں میں۔ نخورد: نہیں کھایا۔ بکام اندرم: میرے حلق میں۔ لقمہ: کھانے کی ایک دفع نگلنے کی مقدار۔ (۷) یکے را: کسی کو۔ بزنداں: قید خانہ میں۔ درش: در زائدہ، ش دوستاں کا مضاف الیہ یعنی اس کے دوست۔ کجا: کہاں۔ ماندش: رہے گا اس کو۔ بوستان: باغ۔ (۸) حکایت: کہانی۔ (۹) شبے: ایک رات۔ دود خلق: مخلوق کا دھواں مراد آہیں۔ آتشے: بڑی آگ۔ برفروخت: جلائی۔ شنیدم: میں نے سنا۔ نیمے: آدھا۔ بسوخت: جل گیا۔

تشریح: (۱) اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں۔ ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا، کے مصداق شیخ کے دوست نے کہا کہ اصل انسان تو وہ ہے جو دوسروں کے دکھ کو اپنا درد سمجھتا ہے۔ (۲) آج جس حال میں میں افسردہ و آزردہ تمہارے پاس آیا ہوں، میری اس ناآسودگی کے پس پردہ اپنی مفلسی نہیں بلکہ دوسروں کی ناداری کے صدمہ کا احساس ہے یعنی میں نے اپنا سب کچھ ان ناتواں لوگوں پر لٹا دیا ہے۔ لہٰذا میں بھی قحط میں پڑ گیا۔ (۳) اصل دانشوری یہ نہیں کہ آدمی تیز طرار زبان کے بل بوتے پر لفاظی کرتا پھرے۔ بلکہ حقیقی سمجھداری یہ ہے کہ وہ کسی قسم کی تکلیف کو نہ دیکھ سکے۔ خواہ وہ درد اپنا ہو یا غیر کا۔ (۴) مقام تشکر ہے کہ یہ نعمت مجھے (شیخ سعدیؒ کے دوست کو) حاصل ہے کہ میں خود مصائب سے محفوظ ہوں لیکن دوسروں کی مصیبت مجھ سے نہیں دیکھی جاتی۔ (۵) جو شخص بیمار کی عیادت کے لیے آتا ہے وہ خود صحت مند ہوتا ہے لیکن بیمار کی حالت دیکھ کر وہ بھی دکھی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دونوں کے درمیان انسانیت کا رشتہ ہوتا ہے۔ (۶) یہ شعر بھی پہلے شعروں کی طرح شیخ سعدیؒ کے دوست کی ذہنی کیفیت بیان کر رہا ہے کہ میں جب بھی کسی نادار کو بھوکا دیکھتا ہوں۔ مجھے کھانا پینا اچھا نہیں لگتا۔ (۷) اگر کسی دل میں ہمدردی و غمگساری کے جذبات موجزن ہوں تو واقعی دوستوں پر آنے والے مصائب سے دل پسیجتا ہے لیکن آجکل ایسی کیفیت بہت کم ہے۔ افراتفری کی وجہ سے۔ (۸) حکایت (عنوان) اس حکایت میں یہ تصور پیش کیا گیا ہے کہ علاقائی سطح پر چھا جانے والی تباہی سے جو شخص صرف اپنی راحت پر خوش رہتا ہے اسے انسانیت سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔

(۹) اس شعر میں بغداد شہر کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ مظلوموں اور غرباء کی آہوں کے باعث ایسی آگ بھڑک اٹھی کہ بغداد کا آدھا شہر خاکستر ہو گیا۔

marfat.com

۱	یکے شکر گفت اندراں خاک و دود	کہ دکان مارا گزندے نبود
	اس دھواں ور دھوئیں میں ایک نے شکر ادا کیا	کہ میری دکان کا کوئی نقصان نہیں ہوا
۲	جہاندیدہ گفتش اے بوالہوس	ترا خود غم خویشتن بود و بس
	ایک جہاندیدہ نے اس سے کہا اے بوالہوس	تجھے صرف اپنا ہی غم تھا
۳	پسندی کہ شہرے بسوزد بنار	وگرچہ سرایت بود برکنار
	تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ پورا شہر آگ سے جل جائے	اگرچہ تیری سرائے کنارے پر ہو
۴	بجز سنگدل کے کند معدہ تنگ	چو بیند کساں بر شکم بستہ سنگ
	سنگدل کے علاوہ کون معدہ کو بھر سکتا ہے	جب لوگوں کو پیٹ پر پتھر باندھے دیکھے
۵	توانگر خود آں لقمہ چوں میخورد	چو بیند کہ درویش خوں میخورد
	مالدار خود لقمہ کیسے کھا سکتا ہے	جب وہ دیکھ رہا ہے کہ فقیر خون کھا رہا ہے
۶	مگو تندرستست رنجور دار	کہ می پیچد از غصہ رنجور وار
	یہ نہ کہہ کہ تیمارداری کرنے والا تندرست ہے	اسلئے کہ وہ بھی بیمار کی طرح غم سے پیچ و تاب میں ہے
۷	تنکدل چو یاراں بمنزل رسند	نخسپد کہ واماندگاں از پسند
	نرم دل دوست جب منزل پر پہنچ جاتے ہیں	تو وہ بھی نہیں سوتے کیونکہ تھکے ہوئے ابھی راستے میں ہیں
۸	دل پادشاہاں شود بارکش	چو بیند در گل خر خارکش
	بادشاہوں کے دل پر بوجھ رہتا ہے	جب وہ دیکھتے ہیں کہ لکڑہارے کا گدھا کیچڑ میں پھنسا ہے
۹	اگر در سرائے سعادت کست	زگفتار سعدیش حرفے بس ست
	اگر کسی کے گھر میں کوئی نیک بخت ہے	تو اس کے لیے سعدی کی بات کا ایک حرف کافی ہے
۱۰	ہمینت بسندست اگر بشنوی	اگر خار کاری سمن ندروی
	اگر تو غور سے سنے تو تجھے یہی کافی ہے	کہ اگر کانٹے بوئے گا تو چنبیلی نہیں کاٹے گا

(۱) یکے: ایک شخص۔ گفت: اس نے کہا۔ اندراں: اس میں۔ خاک: مٹی۔ دود: دھواں۔ مارا: میری۔ گزندے: کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ (۲) جہاندیدہ: جہان کو دیکھے ہوئے۔ گفتش: اس نے اس کو کہا۔ بوالہوس: ہوس پرست۔ ترا: تجھ کو۔ خویشتن: اپنا۔ بود: تھا۔ بس: کافی۔ (۳) پسندی: تو پسند کرتا تھا۔ شہرے: ایک بڑا شہر۔ بسوزد: جل جاوے۔ بنار: آگ سے۔ سرایت: تیرا گھر۔ برکنار: کنارے پر۔ (۴) بجز: سوائے۔ سنگدل: پتھر دل بے رحم۔ کے: کون۔ کند: کرتا ہے۔ معدہ تنگ: مراد معدہ کو زیادہ بھر کے تنگ کر دینا۔ بیند: دیکھتا ہے۔ کساں: جمع کس لوگ۔ شکم: پیٹ۔ بستہ: باندھے ہوئے۔ سنگ: پتھر۔ (۵) توانگر: دولتمند۔ چوں: کیسے۔ میخورد: کھاتا ہے۔ درویش: مسکین۔ خوں میخورد: خون کھاتا ہے مراد غم کھاتا ہے۔ (۶) مگو: مت کہہ۔ رنجور دار: بیمار رکھنے والا۔ می پیچد: پیچ کھاتا ہے۔ رنجور وار: بیمار کی طرح۔ (۷) تنکدل: نرم دل۔ بمنزل: منزل پر۔ رسند: پہنچ جاتے ہیں۔ نخسپد: نہیں سوتے۔ واماندگان: پیچھے رہے ہوئے۔ از پسند: پیچھے ہیں۔ (۸) دل پادشاہاں: بادشاہوں کا دل۔ شود: ہوتا ہے۔ بارکش: بوجھ اٹھانے والا۔ گل: کیچڑ۔ خر: گدھا۔ خارکش: لکڑہارا۔ (۹) سرائے سعادت: نیک بختی کا گھر۔ کست: کوئی شخص۔ گفتار: کلام۔ سعدیش: سعدی مصنف ش مفعول کی اسکو۔ حرفے: ایک حرف۔ بس ست: کافی ہے۔ ہمینت: تجھ کو یہی۔ بسندست: کافی ہے۔ بشنوی: تو سنے۔ خار کاری: کانٹے بوئے گا۔ سمن: چنبیلی۔ ندروی: نہ کاٹے گا۔

تشریح: (۱) لیکن آدھا شہر جل جانے کے باوجود ایک دکان آگ کے شعلوں کی لپیٹ سے بچ گئی۔ چنانچہ دکاندار شکریہ کے کلمات ادا کر رہا تھا جو اس کی ذہنی کیفیت کا مظہر تھا۔ (۲) اس کیفیت کو دیکھ کر ایک درددل کے مالک شخص نے دکاندار کی غیرت کے دروازے پر دستک دی کہ اگر سارا شہر جل جائے صرف تو بچ جائے۔ تجھے پورے شہر کی فکر نہیں ہے۔ (۳) دکاندار کو مخاطب ہو کر وہ صاحب دل شخص کہہ رہا ہے کہ تمہاری بے حسی کا یہ عالم ہے کہ اگر پورے شہر کو آگ اپنی لپیٹ میں لے لے لیکن تجھے کچھ بھی نہ ہو۔ (۴) یہ سنگدلی ہے کہ لوگ بھوک سے تڑپ رہے ہوں اور کوئی شخص مزے لیکر کھا پی رہا ہو۔ دورِ حاضر کے لوگوں کی سنگدلی کا یہی حال ہے۔ (۵) عام حالات میں کسی رحمدل مالدار کے حلق سے لقمہ نیچے نہیں اترتا۔ قحط اور مہنگائی کے حالات میں بھوکوں کو مرتا دیکھ کر اس کے گلے سے لقمہ کیسے اتر سکتا ہے۔ (۶) وہ انسان جو انسانیت کے ناطے مریض کا ہمدرد ہوتا ہے اسے مریض کے مرض سے زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔ اس لیے تیماردار کی تندرستی پر خوش نہیں ہونا چاہیے۔ (۷) چالاکی و تیز رفتاری کی وجہ سے منزل تک پہلے پہنچنے والے لوگ پیچھے رہ جانے کے سبب مزید پریشان ہوتے ہیں کیونکہ یہ ان کی محبتوں کا تقاضہ ہے۔ (۸) رحم دل بادشاہ اپنی رعایا کے مصائب پر پریشان ہو جاتے ہیں کیونکہ آخر بادشاہ بھی تو انسان ہی ہوتے ہیں۔ رعیت بھی انسان ہوتی ہے۔ لیکن آجکل کے حکمران ایسے نہیں ہیں۔ (۹) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے بطور مقدمہ یہ بات کہی ہے کہ اگر کوئی شخص نیک بختی (جوہر انسانیت) کی دولت سے مالا مال ہے تو اسے سعدیؒ کے کلام کا ایک حرف کامیاب کر سکتا ہے۔ کیونکہ ہر نیک بخت کا شیوہ ہے کہ وہ اچھی بات کو قبول کرے۔ (۱۰) پہلے شعر میں جس نصیحت کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اس شعر میں وہ نصیحت بیان کر دی کہ دنیا مکافات عمل ہے۔ کوئی جو کچھ بوئے گا وہی کچھ کاٹے گا۔ درندوں جیسی زندگی گذارنے والے مومنؒ کا انجام نہیں پا سکتے۔

marfat.com

گفتار (۱)

بات

خبرداری از خسروان عجم	۲	کہ کردند بر زیردستاں ستم
تجھے معلوم ہے عجم کے بادشاہوں کے بارے میں		کہ انہوں نے ماتحتوں پر ظلم کیا
نہ آں شوکت و پادشائی بماند	۳	نہ آں ظلم بر روستائی بماند
نہ وہ شوکت اور بادشاہی رہی		نہ دیہقان پر وہ ظلم باقی رہا
خطا بیں کہ بردست ظالم برفت	۴	جہاں ماند او بامظالم برفت
دیکھ جو ظلم ظالم کے ہاتھ سے ہوا		دنیا تو باقی رہی اور وہ ظلموں کو سمیٹ لے گیا
خنک روز محشر تن دادگر	۵	کہ در سایۂ عرش دارد مقر
قیامت کے دن منصف کا جسم ٹھنڈا رہے گا		اس لیے عرش کے سائے میں اس کا ٹھکانا ہے
بقومے کہ نیکی پسند خدائے	۶	دہد خسروے عادل نیک رائے
جس قوم کے لیے خدا بھلائی پسند فرماتا ہے		تو اسکو نیک رائے منصف بادشاہ عنایت فرماتا ہے
چو خواہد کہ ویراں شود عالمے	۷	کند ملک در پنجۂ ظالمے
جب وہ چاہتا ہے کہ کوئی ملک ویران ہو جائے		تو ملک کو کسی ظالم کے پنجہ میں دے دیتا ہے
سگالند از و نیک مرداں حذر	۸	کہ خشم خدایست بیداد گر
نیک مرد اس سے بچاؤ کی سوچتے ہیں		اس لیے کہ ظالم خدا کا قہر ہے
بزرگی ازو دان و منت شناس	۹	کہ زائل شود نعمت ناسپاس
بڑائی اس کی دی ہوئی جان اور شکر ادا کر		اس لیے کہ ناشکر گزار سے نعمت جاتی رہتی ہے
نہ خود خواندۂ در کتاب مجید	۱۰	کہ در شکر نعمت شود بر مزید
کیا تو نے خود قرآن مجید میں نہیں پڑھا ہے		کہ شکر کرنے سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے

(۱) گفتار: بات۔
(۲) خبرداری: خبر رکھتا ہے تو۔ خسرواں: جمع خسرو بادشاہ۔ عجم: ایران کا علاقہ۔ کردند: جنہوں نے کیا۔ زیردستاں: ماتحت۔ ستم: ظلم۔ (۳) شوکت: دبدبہ۔ بماند: رہی۔ روستائی: دیہاتی۔
(۴) بیں: دیکھ۔ دست ظالم: ظالم کا ہاتھ۔ برفت: چل۔ ماند: رہ گیا۔ واو: اور وہ۔ بامظالم: ظلموں کے ساتھ۔
(۵) خنک: ٹھنڈا، مبارک۔ روز محشر: حشر کا دن۔ تن دادگر: انصاف کرنے والے کا جسم۔ دارد: رکھے گا۔ مقر: ٹھکانا۔
(۶) بقومے: کہ جس قوم سے کہ۔ پسندد: پسند کرے۔ دہد: دیتا ہے۔ خسرو: بادشاہ۔ عادل: انصاف کرنے والا۔ نیک رائے: نیک رائے والا۔
(۷) چو خواہد: جب چاہے۔ شود: ہو وے۔ عالمے: ایک جہان۔ کند: کرتا ہے۔ پنجہ ظالمے: کسی ظالم کا پنجہ۔ (۸) سگالند: سوچتے ہیں۔ نیک مرداں: نیک لوگ۔ حذر: بچاؤ۔ خشم: خدا کا غصہ۔ یست: اصل میں است ہے۔ بیدادگر: بے انصاف۔
(۹) بزرگی: بڑائی۔ ازو: اس کی طرف سے۔ دان: جان۔ منت: احسان۔ شناس: پہچان۔ زائل شود: ختم ہو جاتی ہے۔ ناسپاس: ناشکرا۔
(۱۰) خواندہ: پڑھا ہے تو نے۔ کتاب مجید: قرآن پاک۔ شود: ہوتی ہے۔ بر مزید: زیادہ۔

تشریح: (۱) گفتار (عنوان) اس گفتار میں یہ بات سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ظلم و ستم اور ناجائز ذرائع سے حاصل کیا جانے والا مال ہمیشہ ضائع ہو جاتا ہے جبکہ حلال مال نہ صرف باقی رہتا ہے بلکہ بڑھتا رہتا ہے۔ (۲) اس شعر میں ایران کے ایک ظالم کی داستان ستمگری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اس نے کس طرح اپنے زیردستوں پر مظالم ڈھا کر ایک طوفان بپا کر دیا تھا۔ (۳) یہ دنیا فانی ہے۔ ظالم کا ظلم بھی عارضی ہے۔ چنانچہ وہ ظالم بادشاہ اپنے مظالم کا انجام پاکر خود برباد ہو گیا۔ دنیا سے چل بسا۔ نہ ظالم رہا نہ اس کا ظلم رہا۔ (۴) ہر ظالم کی سب سے بڑی غلطی یہی ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ ساری دنیا فنا ہو سکتی ہے لیکن میں ہمیشہ رہوں گا۔ اسی غلط سوچ کی وجہ سے وہ ظلم کا جہان آباد کرتا ہے۔ لیکن وہ حقیقت ایک دن اس کو مظالم سمیت اپنی تاریکیوں میں ڈبو کر لے جاتی ہے جس کا انکاری تھا۔ (۵) یہ عادل بادشاہ کی شان ہے کہ دنیا میں وہ عدل گستری کی وجہ سے نیک نام ہوتا ہے اور روز محشر میں عرش الٰہی کے سائے تلے ٹھنڈی ہواؤں کی موج لے رہا ہوگا جبکہ ظالم بادشاہ کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔ (۶) بگڑی ہوئی قوم پر بطور سزا ظالم بادشاہ مسلط ہوتے ہیں لیکن جو قوم اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے فرمانبرداری کے عوض عادل حکمران کی صورت میں اپنی نعمت سے نوازتا ہے۔ (۷) قوم کے بگاڑ کے سبب اللہ تعالیٰ کا غضب کسی ظالم حاکم کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ظالم حکمران کے مظالم سے زمین برباد ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ کے غضب کی علامت ہے۔ (۸) ظالم بادشاہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا ہوا غضب ہوتا ہے اس لیے اللہ والے حضرات اس سے دُور بھاگتے ہیں اور ہر ممکن اس سے دُور رہنے کی سوچتے ہیں۔ (۹) کسی کو معاشرے میں مقام و مرتبہ ودیعت ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہوتی ہے پس اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے مقام و مرتبہ کو ضعفاء و غرباء کی حمایت میں استعمال کرے۔ اگر کمزوروں پر ظلم کرے گا تو اس نعمت کی ناقدری و ناشکری ہوگی۔ (۱۰) نعمت کی قدردانی و شکرگزاری کے حوالے سے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد بیان کیا گیا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم اظہار تشکر (عملی طور پر) کرو گے تو میں ضرور تمہاری نعمت کو بڑھا دوں گا یعنی مقام دیتے ہیں مزید اضافہ ہو جائیگا ورنہ چھن جائے گا۔

marfat.com

(۱) کردی: کیا تو نے۔ بریں: اس پر۔ بمالے: ایسے مال کو۔ وملکے: اور ایسے ملک کو۔ رسی: پہنچے گا تو بے زوال: جو کبھی فنا نہ ہو۔ (۲) جور: ظلم۔ کنی: کرے تو۔ پس: پیچھے۔ گدائی: فقیری۔
(۳) حرامست: حرام ہے۔ خواب خوش: میٹھی نیند۔ چو باشد: جب ہووے۔ ضعیف: کمزور۔ قوی: طاقتور۔ بارکش: بوجھ کھینچنے والا یعنی ظلم سہنے والا۔ (۴) میازار: مت ستا۔ عامی: رعایا عام لوگ۔ بیک خردلہ: ایک رائی کے برابر۔ سلطان: بادشاہ۔ شبانست: چرواہا ہے۔ گلہ: ریوڑ۔
(۵) چو: جب۔ پرخاش: لڑائی۔ بینند: دیکھیں۔ بیداد: ظلم۔ ازو: اس کی طرف سے۔ شبان: چرواہا۔ نیست: نہیں ہے۔ گرگست: بھیڑیا ہے۔
(۶) بدانجام: بُرے انجام والا۔ رفت: چلا گیا۔ بداندیش: بُری سوچ۔ زیردستاں: ماتحت۔ جفا: ظلم۔ پیشہ کرد: عادت بنالی۔
(۷) نہ خواہی: تو نہیں جانتا۔ نفریں: لعنت۔ کنند: کریں وہ۔ پست: تیرے بعد۔ نکو: نیک۔ باش: ہوجا۔ تا: تاکہ۔ بد: برا۔ نگوید: نہ کہے۔ کست: تجھ کو کوئی۔ (۸) حکایت: کہانی۔
(۹) شنیدم: میں نے سنا۔ مرزے: سرزمین۔ باختر: مغرب یا مشرق۔ برادر: بھائی۔ بودند: تھے وہ۔ ازیک پدر: ایک باپ سے۔

اگر شکر کردی بریں ملک و مال	۱	بمالے و ملکے رسی بے زوال
اگر تو نے اس ملک و مال پر شکر ادا کیا		تو تجھے لازوال مال و ملک حاصل ہوگا
وگر جور در پادشاہی کنی	۲	پس از پادشاہی گدائی کنی
اور اگر بادشاہی میں ظلم کرے گا		تو بادشاہی کے بعد گداگری کرے گا
حرامست بر پادشہ خواب خوش	۳	چو باشد ضعیف از قوی بارکش
بادشاہ پر میٹھی نیند حرام ہے		جب کمزور طاقتور کے بوجھ سے دبا ہو
میازار عامی بیک خردلہ	۴	کہ سلطاں شبانست و عامی گلہ
عوام کو رائی کے برابر بھی نہ ستا		کیونکہ بادشاہ چرواہا اور عوام اس کا ریوڑ ہیں
چو پرخاش بینند و بیداد ازو	۵	شباں نیست گرگست فریاد ازو
جب اس کی جانب سے عداوت اور ظلم دیکھیں		تو وہ چرواہا نہیں بھیڑیا ہے اس سے فریاد ہے
بدانجام رفت و بداندیشہ کرد	۶	کہ با زیردستاں جفا پیشہ کرد
بدانجام چلا گیا اور اس نے برا سوچا		کہ اس نے ماتحتوں پر ظلم کی عادت ڈالی
نہ خواہی کہ نفریں کنند از پست	۷	نکو باش تا بد نگوید کست
اگر تو نہیں چاہتا کہ تیرے بعد تجھے برا کہیں		نیک بن جا تاکہ تجھے کوئی برا نہ کہے

حکایت

کہانی

شنیدم کہ در مرزے از باختر	۹	برادر دو بودند از یک پدر
میں نے سنا ہے کہ مغرب کے ایک شہر میں		ایک باپ سے دو بھائی تھے

تشریح: (۱) اگر کوئی شخص منصب و مال کی قدر دانی کرتے ہوئے ضعفاء و مساکین کی خبرگیری و حفاظت کرکے اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کرے گا تو آخرت میں اسے دوام ہوگا۔ (۲) اگر مخلوق پر ظلم کرکے مقام و مرتبے کی ناقدری و ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بطور سزا مقام و مرتبہ چھین کر گداگر بنادیں گے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے جسے مقام و مرتبہ دیکر تخت شاہی پر بٹھایا، اگر اس کے کارندے مخلوق کو تنگ کرنے پر تُل جائیں تو بادشاہ کو چاہیئے کہ وہ راتوں کی نیند حرام کرکے رعایا کی خبرگیری پر لگ جائے تاکہ کوئی حکومتی کارندہ ظلم نہ کرسکے۔ (۴) سربراہ مملکت اپنی رعایا کا اس طرح محافظ ہوتا ہے جیسے چرواہا اپنی بکریوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ لہٰذا بادشاہ کو چاہیئے کہ وہ اپنی رعایا پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کرے۔ (۵) بھیڑیے کا کام بکریوں کے ریوڑ میں گھس کر تباہی پھیلانا ہوتا ہے۔ ظالم بادشاہ بھی اپنی رعایا کے لیے بھیڑیے کی مثل ہے۔ ایسے بادشاہ سے اللہ کی پناہ و فریاد بہتر ہے۔ (۶) اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مقام و مرتبہ عنایت فرمادیا تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ وہ اپنے ماتحتوں اور کمزوروں پر مظالم ڈھاتا پھرے۔ اس کی یہ ذہنیت قطعی غلط ہے۔ (۷) نیکی و بھلائی کو دوام ہے کیونکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جبکہ ظلم اور برائی معدوم ہے۔ اس لیے کہ یہ فعل شیطانی ہے۔ موت کے بعد لعنت و رسوائی سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ بادشاہ و رعیت دونوں نیکی اختیار کریں۔ (۸) حکایت (عنوان) اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ عدل و انصاف سے حکومت مضبوط و مستحکم ہوتی ہے جبکہ جبر و تشدد سے حکومت بربادی کا شکار ہوجاتی ہے۔ (۹) اس شعر میں دو حقیقی بھائیوں کی ظلم بھری داستان بیان کی گئی ہے جو مغربی ممالک میں قیام پذیر تھے۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع ثانی
سپہدار گردن کش و پیلتن	۱	نکورو و دانا و شمشیر زن
بہادر، متکبر اور ہاتھی جیسے		خوبصورت، عقل مند، تلوار باز
پدر ہر دو را سہمگیں مرد یافت	۲	طلبگار جولان و ناورد یافت
باپ نے دونوں کو رعب دار پایا		گھوڑ دوڑ کا شوقین اور جنگ جو پایا
برفت آں زمیں را دو قسمت نہاد	۳	بہر یک پسر زاں نصیبے بداد
اس نے مرتے وقت زمین کے دو حصے کر دیئے		ہر ایک لڑکے کو اس میں ایک حصہ دے دیا
مبادا کہ بر یکدگر سر کشند	۴	بہ پیکار شمشیر کیں برکشند
مبادا کہ ایک دوسرے پر سرکشی کرے		جنگ میں کینہ کی تلوار سونت لیں
پدر بعد ازاں روزگارے شمرد	۵	بجان آفریں جان شیریں سپرد
اس کے بعد باپ نے چند دن گنے		میٹھی جان جان پیدا کرنیوالے کے سپرد کر دی
اجل بگسلاندش طناب اَمل	۶	وفاتش فرو بست دست عمل
موت نے امید کے رسے ڈھیلے کر دیئے		موت نے اس کے کام کے ہاتھ کو باندھ دیا
مقرر شد آں مملکت بر دو شاہ	۷	کہ بیحد مر بود گنج و سپاہ
وہ مملکت دو بادشاہوں کے لیے ہو گئی		اس لیے کہ خزانہ اور سپاہی بے حساب تھے
بحکم نظر در بہ افتادہ خویش	۸	گرفتند ہر یک یکے راہ پیش
اپنی رائے کے مطابق اپنی بھلائی کیلئے		ہر ایک نے ایک راستہ اختیار کیا
یکے عدل تا نام نیکو برد	۹	یکے ظلم تا مال گرد آورد
ایک نے انصاف کیا تا کہ نیک نامی کمائے		دوسرے نے ظلم شروع کیا تا کہ مال جمع کرے
یکے عاطفت سیرت خویش کرد	۱۰	درم داد و تیمار درویش کرد
ایک نے مہربانی کرنا اپنی عادت بنائی		روپیہ خرچ کیا اور غریبوں کی دیکھ بھال کی

(۱) سپہدار: فوج رکھنے والے۔ گردن کش: گردن کھینچنے والے، متکبر۔ پیلتن: ہاتھی کے جسم والے۔ نکورو: خوبصورت۔ دانا: عقلمند۔ شمشیر زن: تلوار باز۔ (۲) پدر: باپ۔ ہر دو را: دونوں کو۔ سہمگیں: رعب دار۔ یافت: اس نے پایا۔ طلبگار: چاہنے والا۔ جولان: گھوڑ دوڑ۔ ناورد: لڑائی والا۔ (۳) برفت: چلا گیا۔ دو قسمت: دو حصے۔ نہاد: کر دیئے اس نے۔ بہر یک: ہر ایک کو۔ پسر: بیٹا۔ زاں: اس سے۔ نصیبے: ایک ایک حصہ۔ بداد: دیا۔ (۴) مبادا: مت ہووے۔ بر یکدگر: ایک دوسرے پر۔ سر کشند: سر کھینچیں۔ پیکار: جنگ۔ شمشیر: تلوار۔ کیں: کینہ۔ برکشند: کھینچ لیں۔ (۵) پدر: باپ۔ بعد ازاں: اس کے بعد۔ روزگارے: چند دن۔ شمرد: اس نے گنے۔ بجان آفریں: جان پیدا کرنے والے کو۔ جان شیریں: میٹھی جان۔ سپرد: سپرد کر دی۔ (۶) اجل: موت۔ بگسلاندش: توڑ دی اس کی۔ اَمل بکسا تھ بھی ہے یعنی طناب اَملش: اس کی آرزو کی رسی۔ فرو بست: باندھ دیئے۔ دست عمل: عمل کے ہاتھ۔ (۷) مقرر شد: طے ہو گئی۔ مملکت: حکومت۔ بر دو شاہ: دو بادشاہوں پر۔ مر: یہاں زائد ہے۔ گنج: خزانہ۔ سپاہ: لشکر۔ (۸) بحکم نظر: نظر کے حکم کے مطابق نظر سے مراد غور و فکر۔ در بہ: بھلائی میں۔ افتادہ: پڑ گیا۔ خویش: اپنا۔ گرفتند: لی انہوں نے۔ ہر یک: ہر ایک نے۔ یکے راہ: ایک راہ۔ پیش: سامنے۔ (۹) یکے عدل: ایک انصاف۔ تا: تاکہ۔ نام نیکو: نیک نامی۔ برد: لیجائے۔ گرد آورد: جمع کر سکے۔ (۱۰) عاطفت: مہربانی۔ سیرت خویش: اپنی عادت۔ کرد: اختیار کی۔ درم: ہر قسم کا سکہ۔ داد: دیا۔ تیمار درویش: درویش کی دیکھ بھال۔

تشریح: (۱) وہ دونوں بھائی قد آور صلاحیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ کافی تیم و شحیم مگر غرور سے بھرے ہوئے، سمجھدار، خوبرو اور جنگجو تھے۔ (۲) باپ نے اپنے دونوں بیٹوں کو رعب دار مرد محسوس کیا اور گھوڑ دوڑ، جنگ و جدل کا مشتاق پایا۔ کیونکہ باپ کی عقابی نظریں تھیں۔

(۳) ان دونوں بھائیوں کے باپ کی عقابی نظروں نے اندرونی کدورتوں کو بھانپتے ہوئے اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں بیٹوں کو الگ الگ زمین تقسیم کر دی جائے تاکہ بعد میں فساد نہ ہو۔ (۴) دونوں بھائیوں کے درمیان فتنہ و فساد کو ابتدا ہی سے ختم کرنے کی غرض سے اپنا تمام مال و دولت اور جائیداد وغیرہ کو برابر برابر تقسیم کر دیا۔ (۵) چنانچہ باپ نے تقسیم دولت و مملکت کے بعد اپنی جان جانِ آفریں کو سپرد کر کے داعیٔ اجل کو نہ صرف لبیک کہا بلکہ جہان فانی سے منہ موڑ لیا۔ (۶) موت نے اسے (باپ کو) اپنی آغوش میں لیکر اس دنیا سے کہیں دور بہت دور اتنا دور (کہ دوبارہ واپسی ناقابل یقین ہو) لے گئی۔ (۷) بادشاہ (باپ) کا سارا لاؤ لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ مملکت کی حدود بے حد اور لاؤ لشکر کی وسعت بے حساب تھی۔ (۸) باپ کی وفات کے بعد دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے حصے کی مملکت اور فوج وصول کر کے اپنی اپنی راہ لی۔ (۹) ان دونوں بھائیوں میں سے ایک بھائی نے حق و انصاف کی راہ اختیار کی اور دوسرے نے ظلم و ستم کا راستہ اختیار کر لیا۔ پہلے نے نیک نامی کو منتخب کیا اور دوسرے نے دولت کی ہوس کا شکار ہونا قبول کیا۔

(۱۰) منصف مزاج بھائی نے حکومتی اخراجات پر عوام کی فلاح و بہبود کے لیئے اقدامات اٹھائے۔ عوام میں دولت تقسیم کی۔

marfat.com

بنا کرد و ناں داد و لشکر نواخت	۱	شب از بہر درویش شب خانہ ساخت
عمارتیں بنائیں، کھانا تقسیم کیا اور لشکر کو نوازا		فقیروں کی شب گذاری کیلئے مسافر خانہ بنوایا
خزائن تہی کرد و پُر کرد جیش	۲	چناں کز خلائق بہنگام عیش
خزانے خالی کردیئے اور لشکر جمع کیا		جیسا کہ عیش کے وقت لوگ کرتے ہیں
بگردوں شدے بانگ شادی چو رعد	۳	چو شیراز در عہد بوبکر سعد
گرج کی طرح خوشی کی آوازیں آسمانوں تک جاتی تھیں		جیسا کہ ابوبکر سعد کے زمانے میں شیراز ہے
خدیو خردمند فرخ نہاد	۴	کہ شاخ امیدش برومند باد
وہ نیک طبیعت، عقلمند بادشاہ ہے		خدا کرے کہ اس کی امید کی شاخ پھلدار ہو
حکایت شنو کودکِ نامجوئے	۵	پسندیدہ پے بود و فرخندہ خوئے
اس نامور لڑکے کا قصہ سنو		جو نیک قدم اور مبارک عادت تھا
ملازم بدلدارئے خاص و عام	۶	ثنا گوئے حق بامدادان و شام
ہر خاص و عام کی دلداری کا پابند		صبح و شام خدا کی تعریف کرنے والا
دراں ملک قاروں برفتے دلیر	۷	کہ شہ دادگر بود و درویش سیر
اس ملک میں مالدار بے خوف سفر کرتا		کیونکہ بادشاہ منصف اور فقیر کا پیٹ بھرا ہوا تھا
نیامد بر ایام او بر دلے	۸	بگویم کہ خارے کہ برگ گلے
اس کے زمانہ میں کسی کے دل پر نہ لگا		میں کانٹا ہی نہیں کہتا ہوں بلکہ پھول کی پتی بھی
سر آمد بتائید ملک از سراں	۹	نہادند سر بر خطش سروراں
عوام کی تائید سے دوسرے سرداروں پر غالب آگیا		اس کی تحریر پر سرداروں نے سر جھکایا
دگر خواست کافزوں کند تخت و تاج	۱۰	بیفزود بر مردِ دہقاں خراج
دوسرے نے چاہا کہ تاج و تخت کو بڑھائے		کاشت کاروں پر ٹیکس کا اضافہ کردیا

(۱) بناکرد: عمارت بنائی۔ ناں: روٹی۔ داد: دی۔ نواخت: اس نے پالا۔ شب: رات۔ از بہر درویش: درویش کے واسطے۔ شب خانہ: مسافر خانہ۔ ساخت: اس نے بنایا۔ (۲) خزائن: خزانے۔ تہی کرد: اس نے خالی کردیئے۔ پُر کرد: اس نے بھر لیے۔ جیش: فوج۔ چناں: ایسا۔ خلائق: خلقت۔ بہنگام عیش: عیش کے وقت میں۔ (۳) بگردوں شدے: آسمان تک چلی جاتی۔ بانگ شادی: خوشی کی آواز۔ شیراز: سعدی کا شہر علاقہ ایران۔ عہد: زمانہ۔ بوبکر سعد: سعدی کا ممدوح بادشاہ۔ (۴) خدیو خردمند: عقلمند بادشاہ۔ فرخ نہاد: مبارک طبیعت والا۔ شاخ امیدش: اسکی اُمید کی شاخ۔ برومند: پھل والی۔ باد: ہووے۔ یہ کلمہ دعائیہ ہے۔ (۵) حکایت: کہانی۔ شنو: سُن۔ کودک: بچہ۔ نامجو: نام ڈھونڈنے والا۔ پسندیدہ پے: خوش قدم۔ بود: تھا۔ فرخندہ خو: مبارک طبیعت والا۔ (۶) ملازم: ہمیشہ رہنے والا۔ بدلداری: دلداری میں۔ ثنا گوئے حق: اللہ تعالیٰ کی ثنا کہنے والا۔ بامدادان: صبح۔ (۷) دراں ملک: اس ملک میں۔ قاروں: حضرت موسیٰؑ کے زمانے کے ایک بخیل مالدار کا نام۔ برفتے: چلتا۔ دادگر: انصاف کرنے والا۔ سیر: رجا ہوا۔ (۸) نیامد: نہیں آیا۔ بر: پر۔ ایام: جمع یوم، دن، اس کے دنوں پر۔ بر دلے: کسی دل پر۔ بگویم: میں کہتا ہوں۔ خارے: ایک کانٹا۔ کہ: بلکہ۔ برگ گلے: پھول کی پتی۔ (۹) سر آمد: غالب آگیا۔ بتائید: امداد سے۔ ملک: اہلِ ملک یعنی عوام۔ سراں: جمع سر، مراد سردار۔ نہادند: انہوں نے رکھا۔ خطش: اس کا خط۔ سروراں: جمع سرور، سردار۔ (۱۰) دگر: دوسرا۔ خواست: اس نے چاہا۔ کافزوں کند: کہ زیادہ کرے۔ بیفزود: اس نے بڑھا دیا۔ دہقاں: کسان۔ خراج: ٹیکس۔

تشریح: (۱) بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرائیں، ایک زبردست لشکر تیار کیا، فقیروں اور درویشوں کی دیکھ بھال کیلئے اصلاحات کا اعلان کیا۔ (۲) اپنی رعیت کے نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کرنے سے اگرچہ خزانے خالی ہوگئے لیکن اس انصاف پسند بادشاہ کی ایک مضبوط فوج وجود میں آگئی۔ (۳) عدل و انصاف اور بادشاہ کے حسن تدبیر کے باعث ملک ایسا خوشحال ہوا کہ گویا وہ ابوبکر بن سعد کے شیراز کا منظر ہو۔ (۴) ایسی خوشحالی ابوبکر بن سعد سے پہلے تھی نہ بعد میں۔ چونکہ ابوبکر بن سعد بہت مبارک اور عقلمند تھا۔ اللہ کرے اس کا ولی عہد بھی اسی کی طرح ہو۔ اُمید کی شاخیں شہزادے ہی ہری رکھتے ہیں۔ (۵) اس شعر میں ابوبکر بن سعد اور اس کے ولی عہد کے دعائیہ تذکرے کے بعد پہلے بھائی کی طرف رجوع کیا جارہا ہے کہ وہ عوام کا خیر خواہ اور نیک طینت تھا۔ (۶) رعیت کی دلداری کا خواستگار و خوگر تھا۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ذکر و اذکار کا دھنی اور شناگو تھا۔ (۷) بادشاہ کے منصف ہونے کے باعث ملک خوشحالی عروج پر تھی۔ اور لوگ پیٹ بھر کے کھانا کھانے کی وجہ سے لوٹ مار سے دست کش تھے اسلئے ہر مالدار تنہا محفوظ و مامون سفر کرتا تھا۔ (۸) اس کے دور میں لوگوں کو کانٹا چبھنا تو درکنار پھول کی پتی تک گزند پہنچانا بھی مناسب نہ سمجھا جاتا تھا ہر طرف امن کی فاختہ اڑتی پھرتی نظر آتی تھی۔ (۹) بادشاہ کے حسن انتظام کے باعث عوام نہ صرف خوشحال تھی بلکہ اپنے بادشاہ سے بھی خوش تھی۔ چنانچہ عوام الناس کی حمایت کے بموجب آس پاس کے چھوٹے چھوٹے حاکم اس کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہوگئے۔ (۱۰) اس شعر میں دوسرے بھائی کا تذکرہ ہے کہ وہ بدکار، مال و جاہ کا حریص تھا۔ اس نے اپنے عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈال دیا تاکہ تاج و تخت میں اضافہ ہو۔

marfat.com

مصرعِ اوّل	شمار	مصرعِ دوم
طمع کرد در مالِ بازارگاں	۱	بلا ریخت بر جانِ بیچارگاں
تاجروں کے مال میں لالچ کرنے لگا		ان بیچاروں کی جان پر ہلاکت ڈھائی
نگویم کہ بدخواہ درویش بود	۲	حقیقت کہ او دشمنِ خویش بود
میں یہ نہیں کہتا کہ وہ فقیروں کا دشمن تھا		بلکہ حقیقتاً وہ خود اپنا دشمن تھا
بامید بیشی نداد و نخورد	۳	خردمند داند کہ ناخوب کرد
اضافہ کے لالچ میں نہ دیا نہ کھایا		عقل مند جانتے ہیں کہ بُرا کیا
کہ تا جمع کرد آں زر از گربزی	۴	پراگندہ شد لشکر از عاجزی
مکاری سے اس نے جب تک لشکر جمع کیا		تنگ آکر لشکر اِدھر اُدھر ہو گیا
شنیدند بازارگانِ خبر	۵	کہ ظلمت در بوم آں بے ہنر
تاجروں نے یہ خبر سنی		کہ اس بے ہنر کے ملک میں ظلم ہے
بریدند از آنجا خرید و فروخت	۶	زراعت نیامد رعیت بسوخت
انہوں نے اس جگہ سے خرید و فروخت بند کر دی		فصل پیدا نہ ہوئی تو رعایا جل بھن گئی
چو اقبالش از دوستی سر بتافت	۷	بناکام دشمن برو دست یافت
جب اس کے اقبال نے اس سے منہ پھیر لیا		لامحالہ دشمن اس پر قابو پا گیا
ستیزِ فلک بیخ و بارش بکند	۸	سُمِ اسپِ دشمن دیارش بکند
آسمان کی دشمنی نے اس کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ دی		دشمن کے گھوڑوں کے سُموں نے اس کی سرزمین روند دی
وفا در کہ جوید چو پیماں گسیخت	۹	خراج از کہ خواہد چو دہقاں گریخت
وفاداری کس سے چاہے جب عہد و پیمان توڑ ڈالے		ٹیکس کس سے وصول کرے جب کاشتکار بھاگ گئے
چہ نیکی طمع دارد آں بے صفا	۱۰	کہ باشد دُعائے بدش در قفا
وہ بد باطن بھلائی کی کیا امید رکھے		کہ بددعا جس کے پیچھے لگی ہو

(۱) طمع کرد: لالچ کیا۔ بازارگاں: جمع تاجر۔ بلا ریخت: مصیبت ڈال دی۔ بیچارگاں: بے چارے۔ (۲) نگویم: میں نہیں کہتا۔ بدخواہ: بُرا چاہنے والا۔ بود: تھا۔ دشمنِ خویش: اپنا دشمن۔ (۳) بامید بیشی: زیادہ کی اُمید میں۔ نداد: نہ دیا۔ نخورد: نہ کھایا۔ خردمند: عقلمند۔ داند: جانتا ہے۔ ناخوب: بُرا۔ کرد: اس نے کیا۔ (۴) کہ تا: تاکہ، جب تک۔ زر: سونا۔ گربزی: مکاری اور حیلہ سازی۔ پراگندہ: بکھرا ہوا۔ شد: ہو گیا۔ عاجزی: بھوک۔ (۵) شنیدند: انہوں نے سنا۔ بازارگاں: سوداگر۔ ظلمت: ظلم ہے۔ بوم: علاقہ۔ آں بے ہنر: اس بے ہنر کے۔ (۶) بریدند: انہوں نے قطع کر لی۔ از آں جا: اس جگہ سے۔ زراعت: کھیتی باڑی۔ نیامد: نہ ہوئی۔ رعیت: رعایا۔ بسوخت: جل گئی۔ (۷) چوں: جب۔ اقبالش: اس کا نیک نصیب۔ سر بتافت: سر پھیر لیا۔ بناکام: لامحالہ۔ برو: اس پر۔ دست یافت: قابو پالیا۔ (۸) ستیزِ فلک: آسمان کی لڑائی۔ بیخ و بارش: اس کا پھل اور جڑ۔ بکند: اس نے کھود ڈالی۔ سُمِ اسپِ دشمن: دشمن کے گھوڑے کے سُموں نے۔ دیارش: اس کا ملک۔ (۹) وفا در کہ: وفاداری کس سے۔ جوید: ڈھونڈے وہ۔ پیماں: وعدہ۔ گسیخت: اس نے توڑ دیا۔ خراج: ٹیکس۔ خواہد: وہ چاہے۔ دہقاں: کسان۔ گریخت: بھاگ گیا۔ (۱۰) طمع دارد: طمع رکھے۔ بے صفا: اندر کا ناصاف۔ باشد: ہووے۔ دُعائے بدش: بددُعا اس کے۔ شین قفا کے ساتھ لگی ہے یعنی اس کے پیچھے۔

تشریح: (۱) تجارت پیشہ لوگ بھی اس کے تشدد سے نہ بچ سکے کہ ان پر مختلف ٹیکس لاگو کر کے لوٹ مار کرنے کا شاہانہ و مہذب طریقہ اختیار کر کے انہیں مصیبت میں ڈال دیا۔ (۲) اس قسم کی وسیہ کاریاں نہ صرف ضعیفوں اور مسکینوں کے حق میں نقصان دہ تھیں بلکہ خود اس کے لیے مضر تھیں اور یہی کارروائیاں حکومت کو کھوکھلی کرنے کا سامان ہوتی ہیں۔ (۳) اس نے اضافہ مال کی حرص و ہوس میں ٹیکسوں کی بھرمار تو کر دی لیکن اس سے مفاد حاصل نہ کر سکا اور نہ ہی عوامی فلاح و بہبود کے لیے کچھ خرچ کیا۔ (۴) جب تک وہ سیاسی چالوں اور عیارانہ قلابازیوں کے ذریعے اپنی فوج اور عوام کو مطمئن کر چکا سو کر چکا۔ لیکن حقیقت احوال کھل جانے اور افلاس کی وجہ سے عوام اور فوج باغی ہو گئے۔ (۵) ٹیکسوں کی بھرمار کی وجہ سے غیر ملکی تاجروں نے اس کے ملک سے رجوع کرنا چھوڑ دیا کیونکہ اس سے ان کی تجارت فروغ نہ پا سکتی تھی۔ (۶) چنانچہ تمام ملکی و غیر ملکی سوداگروں نے تجارتی تعلقات منقطع کر دیئے اور کسانوں نے زراعت کے پیشے میں بددلی کا مظاہرہ کیا فصل نہ اُگنے کے باعث بھوک راج کرنے لگی۔ (۷) ناجائز طور پر بھاری ٹیکس عائد کرنے کی وجہ سے خود اس کا بخت اس سے منہ پھیر گیا اس لیے دشمن نے بھی فتحیابی حاصل کرنے کی ٹھان لی۔ (۸) ظلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی اس کا دشمن ہو گیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہربانیوں کا سلسلہ بند ہو گیا۔ زمین پر پڑوس کے دشمن نے اس کے ملک پر قبضہ جما لیا۔ (۹) اس نے اپنی عیاریوں سے وقتی کامیابی تو حاصل کر لی تھی لیکن ان وقتی کامیابیوں کے پس منظر میں کیے گئے تمام وعدے توڑ چکا تھا اس لیے فوج اور عوام اس کی حمایت کے لیے تیار نہ تھی۔ (۱۰) اس نے اپنی ہی رعیت پر اتنے مظالم ڈھائے تھے کہ مظلوموں کی وہ آہیں اور بددُعائیں اس کا پیچھا کرنے لگیں جس کی حفاظت کی ذمہ داری ہر بادشاہ پر ہے کہ انہیں (آہوں کو) اللہ تعالیٰ کا عرش ہلانے کے لیے آسمانوں تک نہ پہنچنے دے۔

marfat.com

۱	بچوں بختش نگوں بود در کاف کن	نکرد آنچہ نیکانش گفتند کن
	چونکہ کاف کن میں اسس کا نصیب اوندھا تھا	اس نے وہ نہ کیا جو کچھ نیکوں نے اس سے کرنے کو کہا
۲	بچہ گفتند نیکاں براں نیک مرد	تو برخور کہ بیداد گر بر نخورد
	اس اودسرے نیک مرد کو نیکوں نے کیا کہا	کہ تو تو فائدہ اٹھا کہ اسس ظالم نے نہ اٹھایا
۳	گمانش خطا بود و تدبیر سُست	کہ در عدل بود آنچہ در ظلم جُست
	اسس کا خیال غلط اور تدبیر کمزور تھی	جبکہ انصاف میں وہ سب کچھ تھا جو اس نے ظلم میں ڈھونڈا

حکایت

کہانی

۵	یکے بر سرِ شاخ و بُن می برید	خداوندِ بستاں نگہ کرد و دید
	ایک شخص شاخ پر تھا اور جڑ کاٹ رہا تھا	باغ کے مالک نے نظر ڈالی اور دیکھا
۶	بگفتا گر ایں مرد بد می کند	نہ با من کہ با نفس خود می کند
	اسس نے کہا کہ یہ شخص اگر بُرا کر رہا ہے	تو میرے ساتھ نہیں بلکہ اپنے ساتھ کر رہا ہے
۷	نصیحت نجاتست اگر بشنوی	ضعیفاں میفگن بکتف قوی
	اگر تو سنے تو نصیحت میں نجات ہے	طاقتور مونڈھے سے کمزوروں کو نہ گرا
۸	کہ فردا بداور برد خسروے	گدائے کہ پیشت نیرزد جوے
	اس لیے کہ کل خدا کے سامنے بادشاہ کو لے جائیگا	وہ فقیر جو تیری نگاہ میں ایک جو کے قابل بھی نہیں
۹	بچو خواہی کہ فردا بوی مہترے	مکن دشمنِ خویشتن کہترے
	اگر تو چاہتا ہے کہ کل کو سردار بنے	تو کسی چھوٹے کو بھی اپنا دشمن نہ بنا
۱۰	کہ چوں بگذرد بر تو ایں سلطنت	بگیرد بکیں آں گدا دامنت
	اسس لیے کہ جب تیری حکومت جاتی رہیگی	تو کینہ کی وجہ سے وہ فقیر تیرا دامن پکڑ لے گا

(۱) بختش: اس کا نصیب۔ نگوں بود: اوندھا تھا۔ کاف کن: کن کا کاف یعنی کن فیکون مراد ازل یا تقدیر۔ نکرد: اس نے نہ کیا۔ آنچہ: جو کچھ کہ۔ نیکانش: نیکوں نے اس کو۔ گفتند: انہوں نے کہا۔ کن: کر (۲) چہ: کیا۔ گفتند: انہوں نے کہا۔ نیکاں: جمع نیک۔ براں: اس پر یعنی اس کو۔ برخور: پھل کھا۔ بیداد گر: ظالم۔ برنخورد: پھل نہ کھایا یعنی فائدہ نہ اٹھایا۔ (۳) گمانش: اس کا خیال۔ خطا بود: غلط تھا۔ تدبیر: انتظام۔ سُست: کمزور۔ عدل: انصاف۔ بود: تھا۔ آنچہ: جو کچھ۔ جست: اس نے ڈھونڈا۔ (۴) حکایت: کہانی۔ (۵) یکے: ایک۔ بر سر شاخ: شاخ کے اوپر۔ بن: جڑ۔ می برید: کاٹ رہا تھا۔ خداوند: مالک۔ بستاں: باغ۔ نگہ کرد: نظر کی۔ دید: اس نے دیکھا۔ (۶) بگفتا: اس نے کہا۔ گر ایں مرد: اگر یہ مرد۔ بد: بُرا۔ می کند: کرتا ہے۔ نہ با من: نہ میرے ساتھ۔ کہ: بلکہ۔ بانفس خود: اپنے نفس سے۔ (۷) بشنوی: تو سنے۔ ضعیفاں: جمع کمزور۔ میفگن: مت گرا۔ بکتف قوی: طاقتور مونڈھے کے ساتھ۔ (۸) فردا: کل آئندہ۔ بداور: خدا کے سامنے۔ برد: لے جائیگا۔ خسروے: بادشاہ۔ گدائے کہ: جو فقیر کہ۔ پیشت: تیرے سامنے۔ نیرزد: نہیں برابر ہوتا ہے۔ جوے: ایک جو۔ (۹) خواہی: تو چاہتا ہے۔ بوی: ہووے تو۔ مہترے: سردار۔ مکن: مت کر۔ خویشتن: اپنا۔ کہترے: کسی چھوٹے کو۔ (۱۰) بگذرد: گذر جائے گا۔ بر تو: تجھ پر۔ بگیرد: پکڑ لیگا۔ بکیں: کینہ کے ساتھ۔ گدا: فقیر۔ دامنت: تیرا دامن۔

تشریح: (۱) حکم الٰہی ہے کہ ہر کام میں مشورہ کرو۔ جب کوئی بات طے ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے اسے کر گزرو لیکن اس (بادشاہ) کی قسمت اچھی نہ تھی اسلئے اس نے اپنی ہی رائے کو حرف آخر جانا۔ (۲) چونکہ مظالم کی وجہ سے دوسرے بھائی کا سب کچھ بیکار ہو چکا تھا وہ خود دشمن کے ہاتھوں ذلت اٹھا چکا تھا اسلئے ہمدرد لوگوں نے اس کے نیک بخت بھائی سے کہا کہ اب تو ہی اس سے خود بھی فائدہ اٹھا اور مخلوق کو بھی اس کے مال و دولت کے نفع پہنچا۔ (۳) استحکام اور دولت میں اضافہ دراصل قیام عدل اور فلاحی کاموں میں خرچ کرنے سے حاصل ہوتا ہے لیکن وہ یہ دونوں چیزیں ظلم اور حرص و ہوس میں تلاش کرتا رہا۔ (۴) حکایت (عنوان) اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص نصیحت کرے تو اسکی نصیحت کو نہ صرف مان لیا جائے بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہونا چاہیے کیونکہ اس میں عمل کرنے والے کا فائدہ ہے۔ (۵) اس شعر میں ایسے شخص کی مثال دی گئی ہے جو درخت کی اسی شاخ کو کاٹ رہا تھا جس پر وہ خود بیٹھا تھا اور یہ منظر باغ کا مالک دیکھ رہا تھا۔ (۶) باغ کے مالک نے یہ نظارہ دیکھ کر کہا کہ یہ شخص میرے باغ کے درخت کی شاخ کاٹ کر میرا نقصان ہی نہیں کر رہا بلکہ یہ خود اپنے حق میں بُرا کر رہا ہے کہ شاخ کٹ جانے سے خود ہی گر پڑیگا۔ (۷) طاقتور شخص اگر میری (شیخ سعدی کی) نصیحت بُردباری سے سن لے تو اس میں اسی کا فائدہ ہے کہ اپنے طاقتور کندھوں سے کمزوروں کو گرانا چھوڑ دے۔ (۸) آج جن لوگوں کو کمزور جان کر گرایا جا رہا ہے کل قیامت کے دن یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت کی وجہ سے طاقتور ہوں گے جو بڑے بڑے طاقتوروں کو گریبانوں سے پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے نہ صرف پیش کریں گے بلکہ اپنے اوپر کیے گئے مظالم کا حساب بھی لیں گے۔ (۹) اگر میدان محشر میں رسوائی سے بچنے کی خواہش ہے تو پھر دنیا میں اثر و رسوخ اور طاقت ور ہونے کے باوجود کسی کمزور ترین شخص کو بھی ستانے کا مت سوچ۔ (۱۰) کیونکہ موت آتے ہی طاقت و رسوخ اور طاقت ختم ہو جاتی ہے صرف حال طاقت باقی رہتی ہے جو صرف بے حیثیت لوگوں کے پاس ہوتی ہے جو معزز اور حقیر بناتی ہے۔

marfat.com

مکن پنجۂ ناتواناں فگار	۱	کہ گر بفگنندت شوی شرمسار
ایسا نہ کر، کمزوروں کا پنجہ زخمی نہ کر		کیونکہ اگر انہوں نے تجھے گرادیا تو شرمندہ ہوگا
کہ زشت ست در چشم آزادگاں	۲	بیفتادن از دست افتادگاں
آزاد لوگوں کی نگاہ میں بہت بُرا ہے		گرے ہوئے کے ہاتھ سے ذلیل ہونا
بزرگانِ روشن دلِ نیک بخت	۳	بفرزانگی تاج بردند و تخت
نیک بخت، روشن دل بزرگوں نے		عقل مندی سے تاج و تخت حاصل کرلیے
بدنبالۂ راستاں کج مرو	۴	دگر راست خواہی زسعدیؒ شنو
سیدھوں کے ساتھ ٹیڑھا نہ چل		اگر سچ چاہتا ہے تو سعدیؒ سے سن

صفت جمعیت اوقات درویش راضی

تقدیر پر راضی رہنے والے درویش کی جمعیت اوقات کی صفت

مگو جاہے از سلطنت بیش نیست	۶	کہ ایمن تر از ملکِ درویش نیست
یہ نہ کہہ کہ سلطنت سے بڑھکر کوئی رتبہ نہیں ہے؟		کیونکہ ملکِ درویش سے زیادہ کوئی چیز محفوظ نہیں ہے؟
سبکبار مردم سبکتر روند	۷	حق اینست صاحبدلاں بشنوند
کم بوجھ والے لوگ تیز چلتے ہیں		یہی سچ ہے اور صاحب دل سنتے ہیں
تہیدست تشویش نانے خورد	۸	ملک ہم بقدر جہانے خورد
خالی ہاتھ ایک روٹی کی فکر کرتا ہے		بادشاہ سارے جہان کا غم کھاتا ہے
غم و شادمانی بسر می رود	۹	بمرگ ایں دو از سر بدر می رود
غم اور خوشی دونوں گزر جاتے ہیں		مرنے پر یہ دونوں چیزیں سر سے نکل جاتی ہیں
چہ آں راکہ بر سر نہادند تاج	۱۰	چہ آں راکہ بر گردن آمد خراج
خواہ وہ ہو جس کے سر پر تاج رکھا گیا ہو		خواہ وہ ہو جس کی گردن پر ٹیکس واجب ہے

(۱) مکن: مت کر۔ ناتواناں: جمع کمزور۔ فگار: زخمی۔ بفگنندت: گرادیں وہ تجھ کو۔ شوی: ہوئیگا تو۔ شرمسار: شرمندہ۔ (۲) زشت: برا۔ چشم: آنکھ۔ آزادگاں: جمع آزاد لوگ۔ بیفتادن: گرپڑنا۔ دست: ہاتھ۔ افتادگاں: گرے ہوئے یا ذلیل۔ (۳) بفرزانگی: عقلمندی کے ساتھ۔ بردند: لے گئے۔ (۴) بدنبالہ: پیچھے۔ راستاں: سیدھے لوگ۔ کج: ٹیڑھا۔ مرو: مت چل۔ راست: سچ۔ خواہی: تو چاہتا ہے۔ سعدیؒ: مصنف۔ شنو: سن لے۔

(۵) جمعیت: جمع ہونا۔ اوقات: جمع وقت۔ درویش: فقیر۔ راضی: خوش۔

(۶) مگو: مت کہہ۔ جاہے: کوئی مرتبہ۔ بیش: زیادہ۔ نیست: نہیں ہے۔ ایمن: بے خوف۔ تر: برائے مبالغہ یعنی زیادہ بے خوف۔ (۷) سبکبار: ہلکے بوجھ والا۔ مردم: لوگ۔ سبکتر: تیز۔ روند: چلتے ہیں۔ حق: سچ۔ اینست: یہ ہے۔ صاحبدلاں: دل والے۔ بشنوند: سنتے ہیں۔ (۸) تہیدست: خالی ہاتھ والا۔ تشویش: فکر۔ نانے: ایک روٹی۔ خورد: کھاتا ہے۔ ملک: بادشاہ۔ ہم: بھی۔ جہانے: ایک جہان۔ خورد: کھاتا ہے۔ (۹) شادمانی: خوشی۔ بسر: سر کو یعنی آخر کو۔ می رود: چل جاتی ہے۔ بمرگ: موت کے ساتھ۔ بدر: باہر۔ (۱۰) چہ: کیا۔ آں را: اس کو۔ بر سر: سر پر۔ نہادند: رکھا انہوں نے۔ بر: اوپر۔ آمد: آیا۔ خراج: ٹیکس۔

تشریح (۱) اگر میدان حشر میں عزت والا ہونے کی خواہش دامنگیر ہے تو پھر دنیا میں کسی کمتر سے کمتر شخص کے ہاتھوں حشر کے میدان میں خود کو انتقام و رسوائی سے بچالے (۲) دنیا میں طاقت کے گھمنڈ میں بدمست ہو کر لوگوں کی حقارت کا سامان کرے گا تو قیامت کے دن ان کے انتقام کی وجہ سے سخت ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (۳) عقل مند لوگ اپنی فہم و فراست سے کام لیکر سلطنت حاصل کر لیتے ہیں جبکہ طاقت کے بل بوتے پر حکومت حاصل کرنے والے لوگ نادان ہوتے ہیں۔ (۴) سچے لوگوں کے ساتھ صداقت و شرافت کا معاملہ کرنا چاہیے۔ راہ حق پر چلنے کے لیے شیخ سعدیؒ کی نصیحتوں پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے۔ (۵) عنوان۔ اس بیان میں یہ بتایا گیا ہے کہ اصل دولت درویشانہ و فقیرانہ زندگی ہے۔ انبیا علیہم السلام نے بھی اسی زندگی کو پسند کیا تھا۔ مرنے کے بعد امیر و غریب ایک ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام انسان بلا امتیاز ہیں۔ (۶) یہ سوچ غلط ہے کہ تخت شاہی ہی اصل عزت کا مقام ہے جبکہ درویشوں کی دنیا سب سے زیادہ محفوظ ہوتی ہے کیونکہ وہاں چوری ڈاکہ زنی کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ (۷) اس شعر میں کم بوجھ والے کی تیز رفتاری کو بطور مثال پیش کرکے فقراء کے اس کم فاصلے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو جنت میں پانچ سو سال پہلے داخلے کی بشارت پر مبنی ہے۔ (۸) فقیر کی قناعت و استغنا اور سکونِ قلب کا یہ حال ہے کہ وہ صرف ایک روٹی کا سوچتا ہے جبکہ بادشاہ سارے جہان کو زیر نگیں کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے جو پریشانی کا باعث ہے۔ (۹) فقراء اگرچہ دنیا میں تنگدست و بے سر و سامان ہوتے ہیں لیکن موت کے بعد وہ بھی بڑے بڑے بادشاہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایک ہی صف کے اندر برابر کا مقام رکھتے ہیں۔ (۱۰) ٹیکس گزار ہو یا انتہائی مجرا ہوا شخص۔ تخت شاہی کا مالک ہو یا تاج و تخت کا حامل تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کے نزدیک کے فقیر ہیں۔ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ (اے لوگو: تم سب فقیر ہو اور اللہ تعالیٰ غنی ہے) زمین و آسمان کے تمام خزانے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔

marfat.com

اگر سرفرازے بجیواں برست	۱	دگر تنگ دستے بزنداں درست
اگر کوئی بڑا آدمی آسمان پر ہے		اور اگر کوئی تنگ دست قید میں ہے
دراں دم کاجل بر سر ہر دو تاخت	۲	نمی شاید از یکدگر شاں شناخت
اس وقت جبکہ موت دونوں کے سر پر لپک پڑے		ان کو ایک دوسرے سے الگ پہچانا نہیں جاسکے گا

حکایت[3]

کہانی

شنیدم کہ یک بار در دجلہ	۴	سخن گفت با عابدے کلۂ
میں نے سنا کہ ایک بار دریائے دجلہ میں		ایک کھوپڑی نے کسی عابد سے بات کی
کہ من فرِ فرماں دہی داشتم	۵	بسر بر کلاہِ مہی داشتم
کہ میں حکمرانی کا دبدبہ رکھتی تھی		سر پر بڑائی کی ٹوپی رکھتی تھی
سپہرم مدد کرد و نصرت وفاق	۶	گرفتم ببازوئے دولت عراق
آسمان نے میری مدد اور فتح نے موافقت کی		دولت کی طاقت سے میں نے عراق پر قبضہ کرلیا
طمع کردہ بودم کہ کرماں خورم	۷	کہ ناگہ بخوردند کرماں سرم
مجھے لالچ تھا کہ شہر کرمان کو بھی ہڑپ کرلوں		کہ اچانک کیڑوں نے میرا سر کھا لیا
بکن پنبۂ غفلت از گوش ہوش	۸	کہ از مردگاں پندت آید بگوش
ہوش کے کان سے غفلت کی روئی نکال		تاکہ تیرے کان میں مُردوں کی نصیحت آئے

نصیحت در معنیٔ نکوکاری[9] و بدکاری و عاقبت آں

نیکی اور بدی کے بارے میں نصیحت اور اس کا انجام

نکوکار مردم نباشد بدش	۱۰	نورزد کسے بد کہ نیک آیدش
نیک لوگوں کے لیے بدی نہیں ہوتی ہے		ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی بدی کرے اور اسکو نیکی ملے

(۱) سرفرازے: سربلند، بڑا آدمی۔ بجیواں: آسمان پر۔ بر: زائد۔ ست: ہے۔ تنگ دست: فقیر۔ بزنداں: قید میں۔ درست: در زائد، ست: ہے۔ (۲) دراں دم: اس دم میں۔ اجل: موت۔ بر سر: سر پر۔ ہر دو: دونوں کے۔ تاخت: اس نے حملہ کیا۔ نمی شاید شناخت: نہیں پہچان سکتے۔ از یکدگر: ایک دوسرے سے۔ شاں: ان کا۔ (۳) حکایت: کہانی۔

(۴) شنیدم: میں نے سنا۔ یک بار: ایک بار۔ دجلہ: عرب کا مشہور دریا جس کے کنارے بغداد آباد ہے۔ سخن: بات۔ گفت: اس نے کہا۔ باعابدے: ایک عبادت گزار کے ساتھ۔ کلہ: کھوپڑی۔ (۵) من: میں۔ فر: دبدبہ۔ فرماں دہی: حکمرانی۔ داشتم: رکھتا تھا۔ بسر: سر پر۔ کلاہِ مہی: بزرگی کی ٹوپی۔

(۶) سپہرم: آسمان نے میری۔ کرد: کی۔ نصرت: مدد۔ وفاق: موافقت۔ گرفتم: لے لیا میں نے۔ ببازوئے دولت: حکومت کے بازوؤں سے۔ عراق: عرب کا مشہور ملک۔ (۷) طمع: لالچ۔ کردہ بودم: کیا تھا میں نے۔ کرمان: ایران کا ایک شہر۔ (۸) بکن: نکال دے۔ پنبہ: روئی۔ گوش: کان۔ مردگاں: جمع مردہ۔ پندت: نصیحت تجھ کو۔ آید: آئے۔

(۹) نصیحت: خیر خواہی۔ نکوکاری: نیک کام کرنا۔ بدکاری: برا کام کرنا۔ عاقبت: انجام۔

(۱۰) نکوکار: نیکی کرنے والا۔ مردم: لوگ۔ نباشد: نہ ہووے۔ بدش: برائی اس کو۔ نورزد: نہ اختیار کرے۔ کسے: کوئی شخص۔ آیدش: آوے اس کو۔

تشریح: (۱) اگر کوئی شخص سطوت و شہرت کے اوج کو چھوتا ہے یا کوئی قید خانہ کی کال کوٹھڑیوں میں بند ہے۔ اس کے نزدیک دنیوی جاہ و جلال وغیرہ کے حوالے سے برابر حیثیت کے مالک ہیں۔ (۲) شاہ و فقیر اور امیر و غریب پر جب موت حملہ آور ہوتی ہے تو شناخت میں کسی کو الگ نہیں کرتی۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ظالم شخص لوگوں کی موت و زندگی کی منصوبہ بندی میں بدمست ہوتا ہے۔ لیکن موت کا ایک جھٹکا اس کو تمام منصوبوں سمیت خاک میں ملا دیتا ہے۔ (۴) اس شعر میں درویشوں کے شیوے کے مطابق دریائے دجلہ میں بہنے والی کھوپڑی کی زبانی دنیا کی اصلیت اور موت کی حقیقت پر مبنی تعلیم دی گئی ہے۔ (۵) ایک وقت تھا کہ میرے اوپر بھی تاج تھا۔ اپنے دبدبے کو قائم رکھنے کے لیے میرے اندر بھی بڑے بڑے منصوبے ہوا کرتے تھے۔ (۶) میرے مقدر اچھے تھے جنہوں نے میرے بڑے اہم منصوبوں کو پایۂ تکمیل پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ تخت و تاج کی قوت سے میں نے عراق فتح کر لیا تھا۔ (۷) کرمان کا علاقہ زیر نگیں لانے کے منصوبے ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ موت نے مجھے اتنی مہلت ہی نہ دی۔ اور میں قبر میں بے بس پڑا کیڑوں کی خوراک بنا ہوا تھا۔ (۸) اگر تجھ میں عقل و خرد ہے تو تو بھی ایسے مُردوں سے نصیحت حاصل کر کے وہ راستہ چل سکتا ہے جو زہد و قناعت اور راہ حق کی طرف جاتا ہے۔ (۹) عنوان۔ اس کہانی میں یہ بتایا گیا ہے کہ صحیح معنوں میں وہی انسان ہے جو دوسروں کی ہمدردی اور خیر خواہی کا خواستگار و خواہاں ہے۔ بصورت دیگر پتھر اور درندہ ہے۔

(۱۰) چونکہ جیسی کرنی ویسی بھرنی دنیا کا مکافاتی اصول ہے۔ اس لیے دنیا میں جو شخص نیکی کرتا ہے۔ اسے اس کے بدلے میں برائی نہیں ملتی۔ اور برائی کرنے والے کو نیکی حاصل نہیں ہوتی۔

marfat.com

شر انگیز مردم سوئے شر رود	۱	چو کژدم کہ تا خانہ کمتر رود
شر پھیلانے والا بھی شر میں مبتلا ہوتا ہے		بچھو کی طرح کہ بہت کم بل میں لوٹتا ہے
اگر نفع کس در نہاد تو نیست	۲	چنیں گوہر و سنگ خارا یکیست
اگر تیری ذات میں کسی کو نفع پہنچانا نہیں ہے		تو ایسا موتی اور سخت پتھر برابر ہے
غلط گفتم اے یار شائستہ خو	۳	کہ نفع ست در آہن و سنگ و رو
اے پاک خصلت یار میں نے غلط کہا		کیونکہ لوہے اور پتھر اور کانسی میں تو فائدہ ہے
چنیں آدمی مردہ بہ ننگ را	۴	کہ بر وے فضیلت بود سنگ را
عیب دار ہونے کی وجہ سے آدمی کا مرنا بہتر ہے		جس پر پتھر کو بھی فضیلت حاصل ہو
نہ ہر آدمی زادہ از دد بہ است	۵	کہ دد ز آدمی زادۂ بد بہ است
ہر آدمی درندے سے بہتر نہیں ہے		کیونکہ درندے بد ذات آدمی سے بہتر ہیں
بہ است از دد انسان صاحب خرد	۶	نہ انساں کہ در مردم افتد چو دد
عقل مند انسان درندے سے بہتر ہے		نہ کہ وہ جو درندوں کی طرح انسانوں کو پھاڑے
چو انساں نداند بجز خورد و خواب	۷	کدامش فضیلت بود بر دواب
جب انسان کھانے اور سونے کے سوا کچھ نہ جانے		تو اسے چوپایوں پر کون سی فضیلت ہے
سوار نگوں بخت بے راہ رو	۸	پیادہ برد زو بر فتن گرو
اوندھے نصیب والا، بے راہ چلنے والا سوار		اس پر پیدل چلنے والا سبقت لے جائے گا
کسے دانۂ نیک مردی نکاشت	۹	کزو خرمن کام دل برانداشت
کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس نے نیکی کا دانہ بویا ہو		پھر اس سے دل بھر کر کھلیان نہ اٹھایا ہو
نہ ہرگز شنیدیم در عمر خویش	۱۰	کہ بد مرد را نیکی آمد بہ پیش
میں نے اپنی عمر میں ہرگز نہیں سنا		کہ برے انسان کے آگے نیکی آئی ہو

(۱) شر انگیز: شرارت پھیلانے والا۔ سوئے: طرف۔ شر: شرارت۔ رود: جاتا ہے۔ کژدم: بچھو۔ تا خانہ: گھر تک۔ کمتر: بہت کم۔ (۲) نفع کس: کسی کا نفع۔ نہاد: طبیعت۔ نیست: نہیں ہے۔ چنیں: ایسا۔ گوہر: موتی۔ سنگ خارا: سخت پتھر۔ یکیست: برابر ہے۔

(۳) گفتم: میں نے کہا۔ شائستہ خو: لائق طبیعت والا۔ آہن: لوہا۔ سنگ: پتھر۔ رو: مخفف روئے، کانسی۔

(۴) بہ: بہتر۔ ننگ: شرم، عار کی وجہ سے۔ بر وے: اس پر۔ بود: ہو۔ (۵) آدمی زادہ: انسان۔ دد: درندہ۔ بہ است: اچھا ہے۔ آدمی زادۂ بد: برا انسان۔

(۶) بہ است: بہتر ہے۔ دد: درندہ۔ صاحب خرد: عقل مند۔ مردم: لوگ۔ افتد: پڑے۔ چوں: مثل۔

(۷) نداند: نہ جانے۔ بجز: سوائے۔ خورد و خواب: کھانا اور سونا۔ کدامش: کون سی اس کو۔ بود: ہووے۔ دواب: چوپائے۔

(۸) نگوں بخت: الٹے نصیب والا۔ بے راہ رو: غلط راہ چلنے والا۔ برد: لے جاتا ہے۔ زو: اس سے۔ بر فتن: چلنے میں۔ گرو: سبقت۔

(۹) نیک مردی: نیکی۔ نکاشت: نہیں بویا اس نے۔ کزو: جس سے۔ خرمن: کھلیان۔ کام دل: دل کا مقصد۔ برانداشت: نہ اٹھایا ہو۔

(۱۰) شنیدم: میں نے سنا۔ عمر خویش: اپنی عمر۔ بد مرد: برا آدمی۔ آمد: آئی ہو۔ بہ پیش: سامنے۔

تشریح: (۱) جو شخص کسی کو تکلیف پہنچاتا ہے تو وہ ایک دن خود بھی کسی نہ کسی صدمہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جو شخص کسی ظالم کا ساتھ دیتا ہے، تو ایک دن خود بھی اس کے ظلم کا شکار ہوتا ہے۔ (۲) مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ خَيْرُ النَّاسِ۔ جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے وہ بہترین شخص ہے یہی وجہ ہے کہ بخیل عابد سے گنہگار سخی بہتر ہوتا ہے کیونکہ سخی لوگوں کو نفع پہنچانے کے عمل میں پیش پیش ہوتا ہے۔ (۳) اس شعر میں بطور مبالغہ بے فیض شخص کو پتھر سے تشبیہ دینے کو بھی غلط قرار دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ لوگوں کو تو پتھر سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔ اس لئے بے فیض سے پتھر اچھا ہے۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ پتھر کے برابر مفاد نہ دینے والے شخص کو یا تو شرم دلا رہے ہیں یا پھر یہ کہنا مقصود ہے کہ ایسے شخص کا مر جانا ہی بہتر ہے جس سے پتھر جتنا مفاد بھی نہ ہو۔ (۵) اس شعر میں بے فیض آدمی کو جنگلی درندوں سے بھی بدتر قرار دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ (مرنے کے بعد) درندوں کی چربی، کھال وغیرہ کی صورت میں لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ (۶) انسان اور جانور کے درمیان عقلمندی امتیازی شان رکھتی ہے۔ کیونکہ درندہ سوائے چیر پھاڑ کے اور کوئی عمل نہیں کرتا۔ جو شخص بد دیانتی کے تناظر میں چیر پھاڑ کرتا ہے وہ کسی درندے سے کم نہیں کیونکہ کرپٹ آدمی بھی درندے کی طرح بے عقل و بے شعور ہوتا ہے۔ (۷) انسان کھانے پینے اور سونے کے علاوہ راہ حق کو پہچاننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں چوپایوں اور درندوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ ورنہ جانور اور انسان میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ (۸) اس شعر میں درندوں کی طرح بے شعور شخص کو غلط راہ کا مسافر اور عقلمند انسان کو صحیح راہ کے پیدل راہی سے تشبیہ دے کر اشارہ کیا گیا ہے کہ جانوروں جیسی زندگی بسر کرنے والا نہ راہ راست پر ہے نہ منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے اگرچہ وہ سوار ہی کیوں نہیں۔ (۹) اس شعر میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ نیکی کا بیج بونے والا شخص اس کا (صلہ) پھل ضرور کھاتا ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (۱۰) جو شخص ہر طرح سے برائی کا مرتکب ہوتا ہے اس کے بدلے میں برائی ہی ملتی ہے۔ بدکردار آدمی بھی نیکی نہیں پا سکتا۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
گرزیے بچاہے در افتادہ بود	۱	کہ از ہول او شیر نر مادہ بود
ایک پہلوان کسی کنوئیں میں گر پڑا تھا		جس کے ڈر سے نر شیر مادہ تھا
بد اندیش مردم بجز بد ندید	۲	بیفتاد و عاجز تر از خود ندید
لوگوں کا بُرا سوچنے والے نے بُرائی کے سوا کچھ نہ دیکھا		جب گر پڑا تو اپنے سے زیادہ عاجز کسی کو نہ دیکھا
ہمہ شب ز فریاد و زاری نخفت	۳	یکے بر سرش کوفت سنگے و گفت
ساری رات چیخنے اور رونے کی وجہ سے نہ سویا		ایک شخص نے اس کے سر پر پتھر مارا اور کہا
تو ہرگز رسیدی بفریاد کس	۴	کہ می خواہی امروز فریاد رس
تو بھی کبھی کسی کی فریاد کو پہنچا تھا		جو آج فریاد کو پہنچنے والے کا خواہشمند ہے
ہمہ تخم نامردمی کاشتی	۵	ببیں لاجرم ہرچہ برداشتی
تونے تو ہمیشہ غیر انسانی بیج بویا		تو اب خوب دیکھ لے کیا پھل پایا
کہ بر جان ریشت نہد مرہمے	۶	کہ دلہا ز ریشت بنالد ہمے
تیری زخمی جان پر کون مرہم رکھے		جبکہ بہت سے دل تیرے زخموں سے رو رہے ہیں
تو مارا ہمے چاہ کندی براہ	۷	بسر لاجرم در فتادی بچاہ
تو ہماری راہ میں کنواں کھودتا تھا		لامحالہ تو سر کے بل کنوئیں میں گر پڑا
دو کس چہ کنند از پئے خاص و عام	۸	یکے نیک محضر دگر زشت نام
دو شخص خاص و عام کیلئے کنواں کھودتے ہیں		ایک نیک طبیعت دوسرا بدنام
یکے تا کند تشنہ را تازہ حلق	۹	دگر تا بگردن در افتند خلق
ایک اس لیے تاکہ پیاسے حلق تازہ کر لیں		دوسرا اس لیے تاکہ لوگ گردن کے بل گریں
اگر بد کنی چشم نیکی مدار	۱۰	کہ ہرگز نیارد گز انگور بار
اگر تو بُرا کرتا ہے تو نیکی کی اُمید نہ رکھ		اس لیے کہ جھاؤ انگور کا پھل نہیں دے سکتا

(۱) گرزیے: ایک پہلوان۔ بچاہے: ایک کنوئیں میں۔ در افتادہ: گرا ہوا تھا۔ ہول: خوف۔ او: اس کا۔ زشیر مادہ بود: نر شیر مادہ تھا۔ (۲) بد اندیش: بُرا سوچنے والا۔ مردم: لوگ۔ بجز: سوائے۔ بد: بُرائی۔ ندید: نہیں دیکھا۔ بیفتاد: گر پڑا۔ عاجز تر: زیادہ عاجز۔ از خود: اپنے سے۔ (۳) ہمہ شب: تمام رات۔ زاری: رونا۔ نخفت: نہ سویا ہے۔ یکے: ایک شخص۔ بر سرش: اس کے سر پر۔ کوفت: کوٹا اس نے۔ سنگے: ایک پتھر۔ گفت: اس نے کہا۔ (۴) ہرگز: کبھی بھی۔ بفریاد کس: کسی کی فریاد کو۔ می خواہی: تو چاہتا ہے۔ امروز: آج کے دن۔ فریاد رس: فریاد کو پہنچنے والا۔ (۵) ہمہ: سب۔ تخم: بیج۔ نامردمی: خلاف انسانیت۔ کاشتی: بویا تونے۔ ببیں: دیکھ تو۔ لاجرم: یقیناً۔ بر: پھل۔ چہ: کیا۔ برداشتی: اٹھایا تونے۔ (۶) کہ: کون۔ بر: پر۔ جان ریشت: تیری زخمی جان۔ نہد: رکھے۔ دلہا: بہت سے دل۔ بنالد: روتے ہیں۔ ہمے: نالد سے پہلے لگتا ہے۔ (۷) مارا: ہمکو۔ ہمے کندی: کھودتا تھا۔ چاہ: کنواں۔ براہ: راستے میں۔ بسر: سر کے بل۔ لاجرم: لامحالہ۔ در فتادی: گر پڑا تو۔ (۸) دو کس: دو شخص۔ چہ کنند: کنواں کھودتے ہیں۔ از پئے: واسطے۔ یکے: ایک۔ نیک محضر: نیک طبیعت۔ دگر: دوسرا۔ زشت: بُرا۔ (۹) تا: تاکہ۔ کند: کرے۔ تشنہ: پیاسا۔ بگردن: گردن کے بل۔ در افتند: گر پڑیں۔ (۱۰) بد کنی: بُرائی کرے تو۔ چشم: اُمید۔ مدار: مت رکھ۔ نیارد: نہ لا دے۔ گز: جھاؤ۔ بار: پھل

تشریح: (۱) اس شعر میں ایک ظالم پہلوان پر کنوئیں میں گرنے کی صورت میں مصیبت کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ چیخنے چلانے کے باوجود کسی نے اس کی فریاد نہ سُنی۔ (۲) وہ ظالم پہلوان ہر وقت دوسروں پر ظلم کرنے کا سوچا کرتا تھا اور خود کو طاقتور سمجھ کر لوگوں پر ظلم کرنا اپنا فطری حق سمجھتا اپنا شیوہ گردانتا تھا لیکن کنوئیں میں بے بس تھا۔ (۳) چنانچہ وہ ظالم شخص پوری رات کنوئیں میں پڑے پڑے اپنی بے بسی کا رونا روتا رہا اور لمحہ بھر کے لیے نہ سو سکا ایسے میں ایک شخص نے اس کے سر پر پتھر مارا۔ (۴) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ ظالم پہلوان کے سر پر پتھر مارتے وقت وہ شخص کہہ رہا تھا کہ تونے کسی کی فریاد نہیں سنی آج تیری فریاد رسی نہیں ہے۔ مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ (۵) طاقت کے نشے میں بدمست ہو کر ظلم کرنا انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ جو ظلم و گناہ کا بیج بوتا ہے وہ بالآخر اس کا پھل بھی کھاتا ہے۔ کنوئیں میں گرے ہوئے پہلوان پر لوگ بھی آوازے کس رہے تھے۔ (۶) اس شعر میں پہلوان (ظالم) کو مخاطب ہو کر یہ کہا جا رہا ہے کہ کنوئیں میں گرنے اور پتھر کھانے سے تجھے جو زخم ہوئے ہیں ان پر کوئی مرہم رکھنے والا نہیں۔ کیونکہ تیرے ظلم کے زخم ابھی تازہ ہیں۔ (۷) جو شخص ظلم و ستم کے حوالے سے دوسروں کے راستے میں کنوئیں کھودتا ہے۔ ایک دن وہ خود بھی کسی نہ کسی کنوئیں میں گر کر مظلوموں کی طرح عاجز اور بے بس ہو جاتا ہے۔ (۸) ایک ہی عمل صرف نیت کی صحیح و مذموم ہونے پر وہ عمل اچھا یا بُرا ہوتا ہے۔ کیونکہ نیتوں کا دارومدار عمل پر ہوتا ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ (۹) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ ایک شخص لوگوں کو پانی پلانے کے لیے کنواں کھودتا ہے۔ یہ نیک عمل ہے جبکہ دوسرا آدمی لوگوں کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے کنواں کھودتا ہے۔ یہ بُرائی ہے۔ (۱۰) بُرائی کرنے والے شخص کے لیے نیکی کی اُمید رکھنا ایسے ہی ہے جیسے کسی کانٹے دار درخت پر انگور کا خوشہ ظاہر ہو جاتا ہے جس طرح جھاڑ پر انگور لگنا دشوار ہے ایسے ظلم کے بدلے رحم بھی ناممکن ہے۔

marfat.com

مصرعِ اوّل		مصرعِ دوم
نہ پندارم اے در خزاں کشتہ جوَ	۱	کہ گندم ستانی بوقتِ درو
خزاں کے موسم میں جو بونے والے میں نہیں سمجھتا		کہ کٹائی کے وقت تو گندم اٹھائے گا
درخت زقوم ار بجاں پروری	۲	مپندار ہرگز کزو برخوری
اگر تو تھوہر کا درخت جان لگا کر پالے		تو یہ مت سمجھنا کہ اس سے پھل کھائیگا
رطب ناورد چوب خر زہرہ بار	۳	چہ تخم افگنی برہماں چشم دار
کنیر کی شاخ کو تازہ کھجور نہیں لگ سکتی		جو بیج ڈالے اسی کی امید رکھ

حکایت[۴]

کہانی

مصرعِ اوّل		مصرعِ دوم
حکایت کنند از یکے نیک مرد	۵	کہ اکرام حجاج یوسف نکرد
ایک نیک انسان کا قصہ بیان کرتے ہیں		کہ اس نے حجاج بن یوسف کی عزت نہ کی
بسرہنگ دیواں نگہ کرد تیز	۶	کہ نطعش بینداز و ریگش بریز
دربار کے سپاہی کو اس نے تیز نظروں سے دیکھا		کہ اس کے لیئے چمڑا بچھا کر ریت ڈال دے
چو حجت نماند جفا جوئے را	۷	بپرخاش درہم کشد روئے را
جب ظالم کے پاس دلیل نہیں رہتی تو		لڑائی کے لیئے چہرہ سکیڑ لیتا ہے
بخندید و بگریست مرد خدای	۸	عجب ماند سنگین دل تیرہ رای
مرد خدا ایک بار ہنسا اور پھر رو دیا		پتھر دل، بری رائے والا متعجب رہ گیا
چو دیدش کہ خندید و دیگر گریست	۹	بپرسید کیں خندہ و گریہ چیست
جب اس نے دیکھا کہ پہلے ہنسا اور پھر رو دیا		تو اس نے پوچھا کہ یہ ہنسنا اور رونا کیسا
بگفتا ہمے گریم از روزگار	۱۰	کہ طفلان بیچارہ دارم چہار
اس نے کہا کہ میں زمانے کے ستم سے روتا ہوں		کیونکہ بے چارے چار بچوں کا باپ ہوں

(۱) نہ پندارم: میں نہیں سمجھتا۔ خزاں: پت جھڑ کا موسم۔ کشتہ: بوئے ہوئے۔ ستانی: لیوے تو۔ بوقتِ درو: کٹائی کے وقت۔ (۲) زقوم: تھوہر۔ اَر: اگر۔ بجاں: جان سے۔ پروری: پالے تو۔ مپندار: مت سمجھ۔ برخوری: پھل کھائے تو۔ (۳) رطب: تر کھجور۔ ناوَرَد: نہ لاوے۔ چوب: لکڑی۔ خرزہرہ: کنیر۔ بار: پھل۔ چہ: جو۔ افگنی: ڈالے۔ برہماں: اسی پر۔ چشم دار: امید رکھ۔

(۴) حکایت: قصہ، کہانی۔

(۵) کنند: کرتے ہیں۔ یکے: ایک۔ اکرام: تعظیم۔ حجاج بن یوسف: مشہور ظالم جو ولید بن عبدالملک کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ نکرد: نہ کی اس نے۔ (۶) سرہنگ: سپاہی۔ دیواں: کچہری۔ نگہ کرد: دیکھا۔ نطعش: نطع: ایک قسم کا چمڑا جو مجرم کے نیچے بچھا کر اس کو قتل کرتے ہیں۔ بینداز: ڈال۔ ریگش: اس کے اوپر ریت۔ بریز: گرا۔

(۷) حجت: دلیل۔ نماند: نہ رہے۔ جفاجو: جفا ڈھونڈنے والا یعنی ظالم۔ را: کیلئے۔ پرخاش: جنگ۔ درہم کشد: سکیڑ لیوے۔ روئے: چہرہ۔ (۸) بخندید: ہنس پڑا۔ بگریست: رو پڑا۔ مرد خدا: خدا والا مرد۔ عجب ماند: تعجب میں رہ گیا۔ سنگین دل: پتھر دل۔ تیرہ رائے: تاریک رائے والا۔ (۹) چو: جب۔ دیدش: اس نے اس کو دیکھا۔ خندید: ہنسا۔ دیگر: پھر۔ گریست: رو دیا۔ پرسید: اس نے پوچھا۔ کیں: کہ یہ۔ خندہ: ہنسی۔ گریہ: رونا۔ چیست: کیسا ہے۔ (۱۰) بگفت: اس نے کہا۔ ہمے گریم: میں روتا ہوں۔ روزگار: زمانہ۔ طفلاں: جمع طفل بچے۔ بےچارہ: بے آسرا۔ دارم: میں رکھتا ہوں۔ چہار: چار۔

تشریح: (۱) ہر پھل یا فصل اپنے اپنے موسم میں اُگتی ہے جس طرح خزاں کے موسم میں گندم کا اُگنا ناممکن ہے اسی طرح ظلم کی فضا میں رحم و انصاف کا پیدا ہونا بھی دشوار و محال ہے۔ (۲) اس شعر میں ظالم کو تھوہر کے درخت اور پھل سے تشبیہ دیکر اشارہ کیا گیا ہے کہ تھوہر کا بیج بونے والا (ظالم) یا تو پھل سے محروم رہتا ہے یا پھر کڑوا پھل حاصل کرتا ہے۔ (۳) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ جس طرح کنیر (درخت کا نام) کو تازہ کھجوریں لگنا ممکن نہیں اسی طرح ظلم سے رحم اور نیکی سے برائی یا ان کے برعکس قطعی ناممکن و محال ہے۔ (۴) عنوان۔ اس کہانی میں یہ تصور (یقین کی حد تک) پیش کیا گیا ہے کہ مظلوم دنیا کے چند دن تکلیف سے برداشت کرلے گا لیکن ظالم آخرت میں ہمیشہ تکلیف اٹھائے گا۔ (۵) اس شعر میں شیخ سعدیؒ ایک ایسے شخص کے حوالے سے داستان ظلم بیان کرتے ہیں جو اپنا احترام نہ ہونے کے باعث لوگوں کو ظلم کا نشانہ بناتا تھا۔ (۶) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ حجاج بن یوسف نے اکرام نہ کرنے والے کے بارے میں جلاد کو حکم دیا کہ چمڑا اتار کر اس پر ریت ڈال جائے اور سر دربار قتل کر دیا جائے۔ (۷) ہر ظالم اور باطل پرست کی فطرت ہوتی ہے کہ جب وہ دلائل کے میدان میں شکست کھاتا ہے تو وہ تشدد پر اتر آتا ہے۔ (۸) جب اس مظلوم نے اپنے قتل کیے جانے کا حکم سنا تو وہ نیک بخت پہلے ہنس پڑا پھر رونے لگا۔ اس پر حجاج متعجب ہوا۔ (۹) حجاج بن یوسف نے اس کٹھن مرحلے میں مظلوم کے ہنسنے پر مشتمل اس انہونی کا سبب پوچھا۔

(۱۰) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ بقول مظلوم: بلاوجہ قتل ہو کر بادشاہوں کے مزاج اور زمانے کی ستم ظریفی کا رونا روتا ہوں۔

marfat.com

ہمے خندم از لطف یزدانِ پاک	۱	کہ مظلوم رفتم نہ ظالم بخاک
ہنستا ہوں خدائے پاک کے اس لطف سے		کہ مٹی میں مظلوم بنکر جا رہا ہوں ظالم بنکر نہیں
یکے گفتش اے نامور شہریار	۲	مکن دست زیں پیر دہقاں بدار
اس سے کسی نے کہا کہ اے نامور بادشاہ		مت کر اس بوڑھے کسان سے ہاتھ اٹھالے
کہ خلقے بدو تکیہ دارند و پشت	۳	روا نیست خلقے بیکبار کشت
کیونکہ کافی لوگ اسی کا سہارا رکھتے ہیں		سب کو یکبارگی مار ڈالنا درست نہیں ہے
بزرگی و عفو و کرم پیشہ کن	۴	ز خردان اطفالش اندیشہ کن
بزرگی اور معافی اور مہربانی کی عادت ڈال		اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا خیال کر
مگر دشمنِ خاندانِ خودی	۵	کہ بر خانداں ہا پسندی بدی
شاید تو اپنے ہی خاندان کا دشمن ہے		کہ دوسرے خاندانوں کیلئے برائی پسند کرتا ہے
مپندار و دلہا بداغ تو ریش	۶	کہ روزِ پسیں آیدیت خیر پیش
جبکہ دل تیرے داغوں سے زخمی ہیں تو یہ نہ سمجھ		کہ موت کے دن تیرے سامنے بھلائی آئیگی
نخفتست مظلوم ز آہش بترس	۷	ز دودِ دلِ صبحگاہش بترس
جو مظلوم سو نہیں سکا اس کی آہ سے ڈر		صبح کے وقت اسکے دل سے نکلنے والے دھویں سے ڈر
نترسی کہ پاک اندرونے شبے	۸	بر آرد ز سوزِ جگر یاربے
تو نہیں ڈرتا کہ کوئی صاف دل رات کو		سوز جگر سے یارب کی آواز نکالے
بسودا چناں بروے افشاند دست	۹	کہ حجاج را دست حجت بہ بست
غصہ میں اس نے اس پر ایسے ہاتھ مارا		کہ حجاج کے دلیل کے ہاتھ باندھ دیئے
نہ ابلیس بد کرد و نیکی نہ دید	۱۰	بر پاک ناید ز تخمِ پلید
کیا ایسا نہیں ہوا کہ شیطان نے برائی کی اور نیکی نہ دیکھی		ناپاک بیج سے پاک پھل پیدا نہیں ہوتا

(۱) ہمے خندم: ہنستا ہوں میں۔ لطف: مہربانی۔ یزدان: اللہ پاک۔ رفتم: گیا میں۔ بخاک: مٹی میں۔
(۲) گفتش: اس کو کہا۔ نامور: نام والے۔ شہریار: بادشاہ۔ مکن: مت کر۔ دست: ہاتھ۔ زیں: اس سے۔ پیر: بوڑھا۔ دہقاں: کسان۔ بدار: اٹھالے۔
(۳) خلقے: ایک مخلوق۔ بدو: اس پر۔ دارند: رکھتے ہیں۔ پشت: پیٹھ مراد سہارا۔ روا: جائز۔ نیست: نہیں ہے۔ خلقے: اتنی خلق۔ بیکبار: ایک ہی بار۔ کشت: ماضی بمعنی مصدر یعنی مارنا۔ (۴) عفو: معافی۔ کرم: بخشش۔ پیشہ کن: عادت بنا ڈال۔ خردان: جمع چھوٹے۔ اطفالش: اس کے بچے۔ اندیشہ کن: فکر کر۔ (۵) مگر: شاید۔ خاندان خودی: اپنے خاندان کا ہے تو۔ پسندی: پسند کرتا ہے تو۔ بدی: برائی۔ (۶) مپندار: مت سمجھ۔ دلہا: جمع دل۔ بداغ تو: تیرے داغ سے۔ ریش: زخمی۔ روز پسیں: روح واپس ہونے کا دن یعنی موت کا دن۔ آیدیت: آوے تجھ کو۔ پیش: سامنے۔ (۷) نخفتست: نہیں سویا ہے۔ ز آہش: اس کی آہ سے۔ بترس: ڈر تو۔ دود دل: دل کا دھواں یعنی آہ۔ صبحگاہش: اس کا صبح کے وقت کا۔ (۸) نترسی: نہیں ڈرتا تو۔ پاک اندرونے: کوئی پاک دل والا۔ شبے: کسی رات۔ برآرد: نکالے۔ ز سوز جگر: دل کے سوز سے۔ یاربے: یعنی یارب کہہ کر وہ تیرے لیے بد دعا کرے۔ (۹) بسودا: غصہ کے ساتھ۔ چناں: ایسے۔ بروے: اس پر۔ افشاند: جھاڑا اس نے۔ دست: ہاتھ۔ حجاج: نام ظالم یعنی بہت حجتیں کرنے والا۔ دست حجت: حجت کا ہاتھ۔ بربست: باندھ دیا۔
(۱۰) نہ: یہ بات نہیں۔ بدکرد: برائی کی۔ نہ دید: نہ دیکھی اس نے۔ بر پاک: پاک پھل۔ ناید: نہیں آتا۔ تخم پلید: ناپاک بیج۔

تشریح: (۱) اپنے چار بچوں کی بے بسی پر روتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل پر ہنستا ہوں کہ دنیا سے مظلوم کی حیثیت سے جا رہا ہوں۔ (۲) اس مظلوم کی حالت دیکھ کر دربار کے کسی رحمدل شخص نے حجاج بن یوسف کو اس مظلوم کے قتل میں ہاتھ رنگنے سے باز رکھنے کا مشورہ دیا۔ (۳) خاندان کی صورت میں بہت سے لوگ اس کے سہارے زندہ ہیں۔ اس مظلوم کو قتل کر دینے سے دوسروں کی زندگی کے خاتمہ کا سبب نہیں بننا چاہیئے۔ (۴) اے وقت کے حکمران لوگوں کو معاف کر دینے میں بزرگی ہے لہٰذا عفو و درگذر کی عادت ڈال کر نہ صرف بزرگی اختیار کرنی چاہیئے بلکہ بد دعاؤں سے بچنا چاہیئے۔ (۵) چار چھوٹے چھوٹے بچوں پر مشتمل خاندان کی بد دعاؤں سے بچنا چاہیئے تاکہ دوسرے خاندان پر ظلم کر کے اپنے خاندان سے دشمنی نہ کر۔ (۶) جو شخص ظلم کرتا ہے۔ اس کے ظلم سے لوگوں کے زخمی دل بد دعائیں کرتے ہیں۔ موت کے وقت سکون ناممکن ہے۔ (۷) جب کسی ملک پر ظالم بادشاہ مسلط ہو جاتا ہے تو لوگوں کی نیندیں اڑ جاتی ہیں۔ ایسے میں لوگ ظالم حکمران کو بد دعائیں دیتے ہیں۔ (۸) اس شعر میں بھی ظالم حکمران کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ عوام کی بد دعاؤں کے ساتھ ساتھ رات کے تہائی حصے میں ذکر اللہ کے حامل بزرگوں کی بد دعا سے ڈر۔ (۹) ناصح ہاتھ کے اشاروں سے تلخ لہجے میں حجاج بن یوسف کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلانے کی کوشش کر رہا تھا چنانچہ حجاج خاموش ہو گیا۔ (۱۰) یہ قانون فطرت ہے کہ برائی کا بدلہ ہمیشہ برائی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ناپاک بیج سے پاکیزہ پھل کا حصول ناممکن ہے۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
مدر پردۂ کس بہنگام جنگ	۱	کہ باشد ترا نیز در پردہ ننگ
جنگ کے وقت کسی کا پردہ چاک نہ کر		اس لیے کہ تیرے بھی کچھ عیب پردے میں ہونگے
مزن بانگ بر شیر مرداں درشت	۲	چو با کودکاں بر نیائی بمشت
شیر مردوں کو سختی سے آوازیں نہ مار		جبکہ تو مکہ بازی میں بچوں سے بھی نہیں جیت سکتا
شنیدم کہ نشنید و خونش بریخت	۳	ز فرمان داور کہ داند گریخت
میں نے سنا کہ اس نے ایک نہ سنی اور اس کا خون بہا دیا		اللہ کے حکم سے بھاگنا کون جانتا ہے
بزرگے دراں فکر آں شب بخفت	۴	بخواب اندرش دید درویش و گفت
ایک بزرگ رات کو اسی فکر میں سویا		خواب میں اس نے درویش کو دیکھا اور کہا
دمے بیش برمن سیاست نراند	۵	عقوبت برو تا قیامت بماند
مجھے تو وہ ایک سیکنڈ سے زیادہ سزا نہ دے سکا		مگر اس پر قیامت تک کا عذاب مسلط ہو گیا

حکایت[۶]

کہانی

مصرع اول		مصرع دوم
یکے پندمے داد فرزند را	۷	نکو دار پند خردمند را
ایک شخص بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا		کہ عقل مند کی نصیحت کو خوب یاد رکھ
مکن جور بر خوردگاں اے پسر	۸	کہ یک روزت افتد بزرگے بسر
اے لڑکے چھوٹوں پر ظلم نہ کر		کیونکہ ایک دن کوئی بڑا تجھ سے بھی بھڑیگا
نمے ترسی اے کودک کم خرد	۹	کہ روزے پلنگیت برہم درد
اے بے عقل بچے تو نہیں ڈرتا		کہ کبھی دن چیتا تجھ کو پھاڑ ڈالے
بخردی درم زور سرپنجہ بود	۱۰	دل زیر دستاں زمن رنجہ بود
بچپن میں میرے بازو میں بھی زور تھا		مجھ سے کمزوروں کے دل رنجیدہ تھے

(۱) مدر: مت پھاڑ۔ پردۂ کس: کسی کا پردہ۔ بہنگام جنگ: لڑائی کے وقت۔ باشد: ہوگا۔ ترانیز: تجھ کو بھی۔ در پردہ: پردے کے پیچھے یعنی مخفی۔ ننگ: شرم کی بات۔ (۲) مزن: مت مار۔ بانگ: آواز۔ شیر مرداں: بہادر لوگ۔ درشت: سخت۔ چو: جب۔ کودکاں: جمع بچے۔ برنیائی: پورا نہیں آسکتا تو۔ بمشت: مکہ زنی میں۔ (۳) شنیدم: میں نے سنا۔ نشنید: اس نے نہ سنی۔ خونش: اس کا خون۔ بریخت: گرا دیا۔ فرمان: حکم۔ داور: اللہ۔ اللہ کا حکم۔ کہ داند: کون جانے۔ گریخت: ماضی بمعنی مصدر بھاگنا۔ (۴) بزرگے: ایک بزرگ۔ دراں فکر: اسی فکر میں۔ آں شب: اس رات۔ بخفت: سو گیا۔ بخواب: خواب میں۔ دید: دیکھا اس نے۔ گفت: کہا اس نے۔ (۵) دمے: ایک دم۔ بیش: زیادہ۔ برمن: مجھ پر۔ سیاست: سزا۔ راند: چلائی اس نے۔ عقوبت: سزا۔ برو: اس پر۔ بماند: رہ گئی۔ (۶) حکایت: کہانی۔ (۷) پند: نصیحت۔ دادے: دیتا تھا۔ فرزند: بیٹا۔ نکو دار: اچھی طرح رکھ۔ پند خردمند: عقل مند کی نصیحت۔ (۸) مکن: مت کر۔ جور: ظلم۔ خوردگاں: جمع چھوٹے۔ پسر: لڑکا۔ یک روزت: ایک دن تجھ کو۔ افتد: پڑے گا۔ بزرگے: کوئی بڑا۔ بسر: سر پر۔ (۹) نے ترسی: نہیں ڈرتا تو۔ کودک: بچہ۔ کم خرد: کم عقل۔ روزے: ایک دن۔ پلنگیت: چیتا تجھ کو۔ برہم درد: پھاڑ ڈالے۔ (۱۰) بخردی: بچپن میں۔ درم: مجھ میں۔ سرپنجہ: بازو۔ بود: تھا۔ زیر دستاں: جمع ماتحت۔ زمن: مجھ سے۔ رنجہ: تکلیف میں۔

تشریح: (۱) سرِعام لوگوں کی تذلیل کرنا ناپسندیدہ فعل ہے کیونکہ بادشاہ ہونے کے باوجود انسان کی حیثیت سے خود تیرے اندر بھی بہت سی غلط باتیں موجود ہیں۔ (۲) ظالم کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، عوام جیسی کمزور مخلوق کی بد دعاؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتا چہ جائیکہ وہ اولیاء اللہ کی بددعاؤں سے جنگ کر سکے اس لیے ڈرنا چاہیے۔ (۳) بقول شیخ سعدیؒ کہ حجاج بن یوسف پر ان نصیحتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا اس نے مظلوم بوڑھے کسان کو قتل کرا دیا۔ (۴) حجاج کی اس ظالمانہ کاروائی سے متاثر ایک شخص فکرمندی کے عالم میں سویا تو خواب میں اس مظلوم سے اس کی سرگزشت پوچھی۔ (۵) جواباً اس مظلوم نے کہا کہ میں نے گلا کٹنے کی حد تک چند لمحوں کی تکلیف گوارہ کر لی لیکن حجاج نے قیامت تک کے لیے عذاب کا استحقاق حاصل کر لیا۔ (۶) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بڑوں کے ڈر سے چھوٹوں پر شفقت کرنی چاہیے کیونکہ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرنا عقلمندوں کا شیوہ ہے۔ (۷) اس حکایت کی مناسبت سے ایک شخص اپنے بیٹے کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر کوئی طاقتور کمزور پر ظلم کرتا ہے تو ایک دن وہ خود بھی کسی کے ظلم کا تختۂ مشق بن جاتا ہے۔

(۸) فوق کل ذی علم علیم کے بمصداق ہر چھوٹے پر کوئی نہ کوئی بڑا ضرور ہوتا ہے اس لیے چھوٹوں پر ظلم کرنے سے پہلے اپنے سے کسی بڑے کا تصور بھی ذہن میں رہنا چاہیے۔ (۹) یہ شعر پہلے شعر کو مکمل کر رہا ہے کہ ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ مقابلے میں ظالم سے زیادہ طاقتور بھی آجاتا ہے جو اُسے ننگی کا ناچ نچا کے رکھ دیتا ہے۔ (۱۰) اس شعر میں باپ اپنے بیٹے کو خود اپنی آپ بیتی سنا رہا ہے کہ بچپن میں کبھی میں بھی بہت طاقت ور ہوتا تھا۔ کمزوروں کو ستانا میرا محبوب مشغلہ تھا۔

marfat.com

بخوردم یکے مشت زور آوراں	۱	نکردم دگر زور بر لاغراں
میں نے طاقتوروں کا ایک مُکّہ کھایا		پھر کبھی کمزوروں پر زور آوری نہیں کی

گفتار
بات

الا تا بغفلت نخسپی کہ نوم	۳	حرام ست بر چشم سالارِ قوم
خبردار! تو غفلت سے نہ سو کیونکہ نیند		سالارِ قوم کی آنکھ پر حرام ہے
غمِ زیر دستاں بخور زینہار	۴	بترس از زبردستیٔ روزگار
ماتحتوں کا غم ضرور کھا		زمانے کی زبردستی سے ڈر
نصیحت کہ خالی بود از غرض	۵	چو داروئے تلخ ست دفعِ مرض
جو نصیحت غرض سے خالی ہو		دفعِ مرض کے لیے کڑوی دوا کی طرح ہے

حکایت در یں معنیٰ
اسی مضمون کی اور حکایت

یکے را حکایت کنند از ملوک	۷	کہ بیماریٔ رشتہ کرد ش چو دوک
بادشاہوں میں سے ایک کا قصہ بتلاتے ہیں		کہ نارُوے کی بیماری نے اسے تکلے جیسا کر دیا
چنانش در انداخت ضعفِ جسد	۸	کہ مے برد بر کمتریناں حسد
جسمانی کمزوری نے اس کو ایسا عاجز کر دیا		کہ کمتر لوگوں پر بھی اس کو رشک آتا تھا
کہ شاہ ارچہ بر عرصہ نام آور ست	۹	چو ضعف آمد از بیذقے کمتر ست
کہ شطرنج کا بادشاہ اگرچہ بساط پر نامور ہے		جب کمزور پڑ جائے تو پیادے سے بھی کمتر ہے
ندیمے زمین ملک بوسہ داد	۱۰	کہ عمرِ خداوند جاوید باد
ایک مصاحب نے بادشاہ کی زمین چومی		کہ حضور کی عمر دراز ہو

(۱) بخوردم: میں نے کھایا۔ یکے: ایک۔ مشت: مُکّہ۔ زور آوراں: طاقتور۔ نکردم: نہ کیا میں نے۔ دگر: پھر۔ لاغراں: جمع کمزور۔ (۲) گفتار: بات۔
(۳) الا: حرفِ تنبیہ، خبردار۔ بغفلت: غفلت میں۔ نخسپی: نہ سوئے تو۔ نوم: نیند۔ چشم: آنکھ۔ سالار: سردار۔ (۴) زیر دستاں: جمع ماتحت۔ بخور: کھا۔ زینہار: ہرگز یا لازماً۔ بترس: ڈر۔ روزگار: زمانہ۔
(۵) بود: ہو وے۔ غرض: لالچ۔ چو: مثل۔ داروئے تلخ: کڑوی دوا۔ دفعِ مرض: بیماری دُور کرنے کے لیے۔
(۶) حکایت: کہانی۔ دریں: اس سے۔ معنیٰ: مضمون۔
(۷) یکے را: ایک کی۔ کنند: کرتے ہیں۔ ملوک: جمع ملک، بادشاہ۔ رشتہ: نارُوے کی بیماری جس میں جسم سے دھاگے کی طرح ریشے سے نکلتے ہیں۔ کردش: کیا اس کو۔ دوک: تکلہ۔
(۸) چنانش: اس کو ایسا۔ در انداخت: ڈال دیا۔ ضعفِ جسد: جسم کی کمزوری۔ مے برد: لے جاتا تھا۔ کمتریناں: کمینے لوگ جو حقیر تھے۔ حسد: مراد رشک۔ (۹) شاہ: شطرنج کا ایک مہرہ۔ ارچہ: اگرچہ۔ عرصہ: میدان، مراد بساطِ شطرنج۔ نام آور: مشہور۔ ست: ہے۔ ضعف: کمزوری۔ آمد: آئی۔ بیذق: شطرنج کا پیادہ۔ کمتر: گھٹیا۔ (۱۰) ندیمے: ایک ہمنشیں۔ ملک: بادشاہ۔ بوسہ داد: چوما اس نے۔ عمرِ خداوند: بادشاہ کی عمر۔ جاوید باد: ہمیشہ رہے۔

تشریح (۱) یہ شعر پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ ایک دن ایسا آیا کہ میرے مقابلے میں مجھ سے بھی زیادہ طاقتور آدمی آ گیا۔ اس کے ایک ہی وار نے میرے تمام کس بل نکال دیئے (۲) عنوان۔ اس بات چیت (گفتار) کا مقصد ہے کہ کسی بھی بادشاہ کو اپنی رعایا کی خبرگیری سے غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔ گردش کے فطری مکافاتِ عمل سے خوف کرتے ہوئے ماتحتوں و ملازموں سے شفیقانہ روش رکھنی چاہیئے۔ (۳) بہترین بادشاہ اور اچھے سربراہ (فضیلت فاروقی کی طرح) رعیت کی دیکھ بھال کے لیے راتوں کی نیندیں حرام ہوتی ہیں۔ (۴) ہر حکمران کی بنیادی سوچ یہ ہونی چاہیئے کہ قدرت نے آج مجھے اقتدار دیا ہے تو کل یہ چھن بھی سکتا ہے۔ آج اقتدار پر ہوں کل ماتحت بھی ہو سکتا ہوں۔ (۵) جس نصیحت میں کوئی ذاتی افادیت (خود غرضی) نہیں تو وہ کڑوی دوا تو ہو سکتی ہے لیکن اس کے اثرات خوشگوار نکلتے ہیں (۶) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ظالم کے لیے بزرگوں کی دُعائیں اس وقت تک قبول نہیں ہوتیں جب تک وہ ظلم چھوڑ نہیں دیتا۔ (۷) ایک بادشاہ کو نارُوے کی بیماری لگ گئی جس کے سبب وہ اتنا سوکھ گیا جیسے کوئی تکلہ ہوتا ہے۔ کیونکہ نارُوے کی بیماری میں جسم سے دھاگے جیسا ریشہ نکلتا ہے۔ (۸) وہ بیماری کی وجہ سے جسمانی طور پر اتنا ضعیف ہو گیا تھا کہ اسے ہر پست آدمی صحت مندی کی وجہ سے قابلِ رشک نظر آتا تھا۔ (۹) وہ خود بادشاہ تھا لیکن بیماری نے اسے لاغر اور معذور کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی حالت شطرنج کے پیادے سے بھی گئی گذری ہو گئی تھی۔ (۱۰) اس حال میں بادشاہ کے درباری یا ہمنشین نے بادشاہ کی درازیٔ عمر کی طلبگاری ظاہر کی اور اسے بوسہ دیتے ہوئے بلند بختی کی آرزو کی۔

marfat.com

دریں شہر مردے مُبارک دمست	١	کہ در پارسائی چوں او کمترست
اس شہر میں ایک ایسا مبارک دم انسان ہے		کہ پرہیزگاروں میں بھی اس جیسے کم ہیں
نبردند پیشش مہمات کس	٢	کہ مقصود حاصل نشد در نفس
لوگ اس کے سامنے اپنی مشکلات نہیں لے گئے		کہ دم بھر میں مدعا حاصل نہ ہو گیا ہو
نرفت ست ہرگز برو ناصواب	٣	دل روشن و دعوتش مستجاب
اس سے کبھی نامناسب بات نہیں ہوئی		اس کا دل روشن اور دعائیں قبول ہیں
بخواں تا بخواند دُعائے بریں	٤	کہ رحمت رسد ز آسماں بر زمیں
اس کو بلا لیجئے تاکہ اس مرض پر دُعا پڑھ دے		تاکہ آسمان سے رحمت زمین پر آپہنچ جائے
بفرمود تا مہتران خدم	٥	بخواندند پیر مُبارک قدم
اس نے فرمادیا تو نوکروں کے سرداروں نے		مُبارک قدم بوڑھے کو بلا لیا
بگفتا دعائے کن اے ہوشمند	٦	کہ در رشتہ چوں سوزنم پائے بند
اس نے کہا اے ہوشمند دعا فرمائیے		کہ دھاگے کی بیماری میں سوئی کی طرح بندھا ہوں
شنید ایں سخن پیر خم بودہ پشت	٧	بہ تندی بر آورد بانگ درشت
جھکی ہوئی کمر والے بزرگ نے یہ سنا تو		غصہ میں سخت آواز نکالی!
کہ حق مہربان ست بر دادگر	٨	ببخشای و بخشائش حق نگر
کہ خدا انصاف کرنے والے پر مہربان ہے		تو بھی بخشش کر اور خدا کی بخشش دیکھ
دُعائے منت کے شود سودمند	٩	اسیران مظلوم در چاہ و بند
میری دُعا تیرے لیے کب نفع بخش ہو سکتی ہے		جبکہ مظلوم قیدی کنوئیں اور جیل میں ہیں
تو ناکردہ بر خلق بخشائشے	١٠	کجا بینی از دولت آسائشے
تو نے جو مخلوق پر کبھی بخشش نہیں کی		تو دولت سے کہاں آرام دیکھ سکے گا

(١) دریں، اس میں۔ مردے، ایک مرد۔ مبارک دم، مبارک دم والا ہے۔ در پارسائی، پرہیزگاری میں اس کی مثل۔ کمترست، بہت کم۔ (٢) نبردند، نہیں لے گئے۔ پیشش، اس کے سامنے۔ مہمات، مشکلات۔ کس، شخص مراد لوگ۔ نشد، نہیں ہوا۔ در نفس، دم بھر میں۔ (٣) نرفت، نہیں ہوا۔ برو، اس سے۔ ناصواب، نامناسب کام۔ دل روشن، صاف دل والا۔ دعوتش، اس کی دُعا۔ مستجاب، قبول۔ (٤) بخواں، بلا۔ تا، تاکہ۔ بخواند، پڑھے۔ دُعائے، کوئی دُعا۔ بریں، اس پر۔ رسد، پہنچے۔ (٥) بفرمود، اس نے حکم دیا۔ تا، یہاں تک کہ۔ مہتراں، بڑے لوگ۔ خدم، جمع خادم۔ بخواندند، انہوں نے بلایا۔ پیر، بزرگ۔ مبارک قدم، مبارک قدموں والا۔ (٦) بگفتا، اس نے کہا۔ کن، کر۔ در رشتہ، رشتہ کی بیماری میں۔ چوں، مثل۔ سوزنم، سوئی کی طرح ہوں میں۔ پائے بند، بندھا ہوا۔ (٧) شنید، سنی اس نے۔ سخن، بات۔ پیر، بزرگ۔ خم بودہ، جھکی ہوئی۔ پشت، کمر۔ بہ تندی، تیزی سے۔ بر آورد، نکالی۔ بانگ درشت، سخت آواز۔ (٨) دادگر، انصاف کرنے والا۔ ببخشا، بخشش کر۔ بخشائش، جمع بخشش۔ نگر، دیکھ۔ (٩) دعائے منت، میری دُعا تجھ کو۔ کے، کب۔ شود، ہوئے۔ سودمند، نفع دینے والی۔ اسیراں، جمع قیدی۔ چاہ، کنواں جس میں سزا دیتے تھے۔ بند، قید۔ (١٠) ناکردہ، نہ کئے ہوئے۔ خلق، مخلوق۔ بخشائشے، کوئی بخشش۔ کجا، کہاں۔ بینی، دیکھے تو۔ آسائشے، کوئی آرام۔

تشریح (١) اس صاحب نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ اس شہر میں ایک ایسا شخص موجود ہے جو دم ورقی سے شفایابی کا پیغام دیتا ہے۔ اس جیسا صالح کوئی نہیں۔ (٢) جب انسان دنیا کے علاج ومعالجوں اور دیگر آلات سے مایوس ہوتا ہے تو پھر دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے جو کسی نفع سے خالی نہیں۔ (٣) اس نیک شخص سے کبھی غلط کاری سرزد نہیں ہوئی۔ چنانچہ گناہوں سے پاکیزگی کی وجہ سے اس کا دل روشن ہے۔ اس کی دُعا سے لوگوں کی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ (٤) چنانچہ آپ (بادشاہ) اسے بلوا کر دُعا ومناجات کی درخواست کریں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت زمین پر نازل ہو اور آپ صحت یاب ہو جائیں۔ (٥) بادشاہ نے اپنے خدمتگار بھیج کر اس نیک خصلت شخص کو اپنے پاس بلایا۔ تاکہ اس کی قدم بوسی کر کے دُعا ومناجات کی برکات کا نظارہ دیکھے۔ (٦) جب وہ بزرگ دربار میں حاضر ہوئے تو بادشاہ نے ناروا بیماری سے اپنے معذور ہونے اور بعد ازاں صحت وتندرستی کے لیے دُعا کی درخواست پیش کی۔ (٧) چونکہ عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے نیک بزرگ کی کمر میں خم آچکا تھا اس لیے اسے جھکی کمر والا کہا گیا۔ اس نے بادشاہ کی بات سُن کر سخت لہجے میں ڈانٹ ڈپٹ کی۔ (٨) بادشاہ ظالم وستمگر تھا۔ یہ بیماری اسی ظلم کی سزا تھی اس لیے بادشاہ کو اس کے مظالم کا آئینہ دکھاتے ہوئے صالح بزرگ نے کہا جو انصاف کرتا ہے اس پر گرفت نہیں ہوتی۔ (٩) اے بادشاہ تو خود ظالم کی شکل میں لوگوں پر عذاب بنا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طلبگار ہے۔ رحمت الٰہیہ اور ظلم جمع نہیں رہ سکتے۔ (١٠) جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کر کے نفع نہیں پہنچاتا اس کے پاس خواہ کتنی ہی دولت کیوں نہ ہو اسے فائدہ نہ دیگی۔

marfat.com

۱	ببایست عذر خطا خواستن	پس از شیخ صالح دعا خواستن
	پہلے تو خطا کی عذر خواہی چاہیے	پھر نیک بزرگ سے دعا کرانی چاہیے
۲	کجا دست گیرد دعائے ویت	دعائے ستمدیدگاں در پیت
	اس کی دعا تیری دستگیری کب کر سکتی ہے	جبکہ مظلوموں کی بددعائیں تیرے پیچھے لگی ہوئی ہیں
۳	شنید ایں سخن شہریار عجم	ز خشم و خجالت برآمد بہم
	عجم کے بادشاہ نے یہ بات سنی تو	غصے اور شرمندگی سے بگڑ گیا
۴	برنجید و پس با دل خویش گفت	چہ رنجم حق ست ایں چہ درویش گفت
	ذرا رنجیدہ ہوا پھر اپنے دل میں کہا	میں کیا رنج کروں سچ ہی تو ہے جو درویش نے کہا
۵	بفرمود تا ہر کہ در بند بود	بفرمانش آزاد کردند زود
	اس نے حکم دیا تو جو کوئی بھی قید میں تھا	اس کے حکم سے فوراً آزاد کر دیا گیا
۶	جہاں دیدہ بعد از دو رکعت نماز	بداور برآورد دست نیاز
	تجربہ کار بزرگ نے دو رکعت نماز کے بعد	خدا کے سامنے دعا کے ہاتھ پھیلائے
۷	کہ اے برفرازندۂ آسماں	بجنگش گرفتی بصلحش بماں
	کہ اے آسمان کے بلند کرنیوالے	تو نے اس کو جنگ میں پکڑا تھا صلح سے چھوڑ دے
۸	ولی ہمچناں بر دعا داشت دست	کہ رنجور افتادہ بر پاے جست
	ولی کے اسی طرح دعا میں ہاتھ اٹھے ہوئے تھے	کہ پڑا ہوا بیمار اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا
۹	تو گفتی ز شادی بخواہد پرید	چو طاؤس چوں رشتہ بر پا ندید
	تو یہ کہے کہ خوشی سے اڑ جائے گا	مور کی طرح جب پاؤں میں ڈورا نہ دیکھا
۱۰	بفرمود گنجینۂ گوہرش	فشاندند در پا و زیر سرش
	اس نے حکم دیا تو انہوں نے موتیوں کا خزانہ	اس کے سر اور پاؤں پر نچھاور کر دیا

(۱) ببایست: چاہیے۔ عذر خطا: گناہ کی توبہ۔ خواستن: چاہنا۔ پس: پیچھے۔ شیخ صالح: نیک بزرگ۔ (۲) کجا: کہاں۔ دست: ہاتھ۔ گیرد: پکڑے۔ دعائے ویت: اس کی دعا تجھ کو۔ ستمدیدگان: ظلم دیکھے ہوئے یعنی مظلوم۔ پیت: تیرے پیچھے۔ (۳) شنید: سنی۔ سخن: بات۔ شہریار: بادشاہ۔ عجم: ایران۔ خشم: غصہ۔ خجالت: شرمندگی۔ برآمد: بھر آیا۔ بہم: غصے سے۔ (۴) برنجید: رنجیدہ ہوا۔ با دل خویش: اپنے دل میں۔ گفت: اس نے کہا۔ چہ رنجم: کیا رنج ہوتا ہوں میں۔ حق ست: سچ ہے۔ ایں چہ: یہ جو کچھ۔ گفت: اس نے کہا۔ (۵) بفرمود: اس نے حکم دیا۔ ہر کہ: جو کوئی۔ در بند: قید میں۔ بود: تھا۔ بفرمانش: اس کے حکم سے۔ کردند: کرایا انہوں نے۔ زود: جلدی۔ (۶) جہاندیدہ: جہان کو دیکھے ہوئے یعنی تجربہ کار۔ بعد از دو رکعت نماز: نماز کی دو رکعت کے بعد۔ بداور: اللہ کے سامنے۔ برآورد: نکالے۔ دست نیاز: عاجزی کے ہاتھ۔ (۷) برفرازندہ: بلند کرنے والا۔ بجنگش: جنگ میں اس کو۔ گرفتی: پکڑا تو نے۔ بصلحش: صلح کے ساتھ اسکو۔ بماں: چھوڑ دے۔ (۸) ولی: خدا کا دوست۔ ہمچناں: ویسے ہی۔ داشت: رکھا اس نے۔ دست: ہاتھ۔ رنجور: بیمار۔ افتادہ: پڑا ہوا۔ بر پاے: پاؤں پر۔ جست: کود پڑا۔ (۹) گفتی: تو نے کہا۔ ز شادی: خوشی سے۔ بخواہد پرید: اڑ جائے گا۔ چو طاؤس: مور کی طرح۔ رشتہ: دھاگا۔ بر پا: پاؤں پر۔ ندید: نہ دیکھا۔ (۱۰) گنجینہ: خزانہ۔ گوہرش: اسکے موتیوں کا۔ فشاندند: انہوں نے نچھاور کیا۔ در پا: پاؤں میں۔

تشریح: (۱) ستمگر جب تک اپنے مظالم سے توبہ نہیں کر لیتا اس وقت تک کسی ولی اللہ کی دعا کام نہیں دیتی کیونکہ جب تک کنویں سے مردار نہیں نکالا جاتا کنواں پاک نہیں ہوتا۔ (۲) ظالم کے تعاقب میں مظلوموں کی بددعائیں ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا عرش ہلا دیتی ہیں۔ ظلم کی موجودگی میں بزرگوں کی دعائیں مظلوموں کی بددعاؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ (۳) کچھ دیر کے لیے بزرگ کی حق گوئی و بیباکی نے بادشاہ کو غضبناک کیا۔ لیکن حقیقت کھلنے پر اس نے خود کو سنبھالا دیا۔ (۴) چونکہ ماحول میں حقائق اپنی تلخیوں سمیت موجود ہوتے ہیں۔ اس لیے اپنے مظالم کے حوالے سے حقائق کا سامنا کیا تو بات سمجھ میں آ گئی۔ (۵) چنانچہ بادشاہ نے حقائق کی تلخیاں دور کرنے کے لیے فوراً بے گناہوں کی رہائی کے احکامات جاری کیے۔ ستمگری سے توبہ کی۔ تب بزرگ دعا کے لیے آمادہ ہوا۔ (۶) نیک سیرت بزرگ نے پہلے دو رکعت نماز نفل ادا کیے اور پھر اللہ جل شانہ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیئے۔ (۷) اس شعر کے دعائیہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ ظالم کا ظلم کرنا ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بیماری کی فوج بھیج کر اسے گرفتار کر لیا تھا۔ ظلم سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے صلح کر لی۔ (۸) اللہ تعالیٰ کی ذات رحیم و کریم ہے۔ بڑے سے بڑے گناہ معاف کرنا صرف اسی کی شان ہے۔ چنانچہ اسی شان کے پیش نظر بزرگ کی دعا مکمل ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کی بیماری دور کر دی۔ (۹) اس شعر میں تندرست ہونے کے بعد بادشاہ کی خوشی کی انتہا بیان کی گئی ہے کہ وہ خوشی کی اس انتہائی کیفیت میں مور کی طرح اڑ جاتا۔ (۱۰) بادشاہ نے خوشی سے دیوانہ وار ہو کر بزرگ پر سیم و زر یا مال و دولت نچھاور و قربان کرنے کا حکم دیا کیونکہ بادشاہ اپنی سوچ میں بزرگ کو بھی دنیادار سمجھ رہا تھا۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
حق از بہر باطل نشاید نہفت	۱	ازاں جملہ دامن بیفشاند وگفت
باطل کی خاطر حق کو چھپانا نہ چاہیئے		اس نے تمام خرافے سے دامن جھٹک دیا اور کہا
مرو بر سر رشتہ بار دگر	۲	مبادا کہ دیگر کند رشتہ سر
نہرو کی جڑ کی طرف پھر دوبارہ نہ جانا		ایسا نہ ہو کہ دوبارہ نہرو سر اٹھالے
چو بارے فتادی نگہ دار پا	۳	کہ یک بار دیگر بلغزد زجا
جب ایک بار تو گرا ہے تو پیروں کو سنبھال		کہ دوبارہ اپنی جگہ سے نہ پھسلیں
ز سعدی شنو کیں سخن راستست	۴	نہ ہربارے افتادہ برخاستست
سعدیؒ سے سن لے یہ سچی بات ہے		کوئی گر کر ہر مرتبہ نہیں اٹھتا ہے

گفتار

بات

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
جہان اے پسر ملک جاوید نیست	۶	ز دنیا وفاداری امید نیست
اے لڑکے دنیا ہمیشگی کا ملک نہیں ہے		دنیا سے وفاداری کی امید نہیں ہے
نہ بر باد رفتے سحرگاہ وشام	۷	سریر سلیمان علیہ السلام
کیا صبح وشام ہوا پر نہ اڑتا تھا		حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت
بآخر ندیدی کہ برباد رفت	۸	خنک آنکہ بادانش وداد رفت
آخر میں تونے نہیں دیکھا کہ برباد ہوگیا		خوش تو وہ ہے جو دانائی اور انصاف کے ساتھ مرا
کسے زیں میاں گوئے دولت ربود	۹	کہ در بند آسایش خلق بود
حکومت کی بازی ان میں سے وہ جیت لے گیا		جو مخلوق کے آرام کی فکر میں تھا
بکار آمد آنہا کہ برداشتند	۱۰	نہ گرد آوریدند وبگذاشتند
وہی کام میں آیا جو سمیٹ لے گئے		نہ کہ وہ جو جمع کیا اور چھوڑ گئے

(۱) از بہر باطل: باطل کے واسطے۔ نشاید نہفت: نہیں چھپانا چاہیئے۔ ازاں جملہ: ان تمام سے۔ بیفشاند: اس نے جھاڑا۔ گفت: اس نے کہا۔ (۲) مرو: مت جا۔ بر سر رشتہ: رشتہ کی جڑ پر یعنی نارُسے ہونے کے سبب پر۔ بار دگر: دوبارہ۔ مبادا: مت جوڑے۔ دیگر: دوبارہ۔ کند: کرے۔ رشتہ سر: نارو، سر نکالے۔ (۳) چو: جب۔ بارے: ایک بار۔ فتادی: گر پڑا تو۔ نگہدار: نگاہ رکھو۔ پا: پاؤں کو۔ بلغزد: پھسل سکتا ہے۔ زجا: جگہ سے۔ (۴) شنو: سن۔ کیں: کہ یہ۔ سخن: بات۔ راستست: سچ ہے۔ نہ ہربارے: ہر دفعہ نہیں۔ افتادہ: گرا ہوا۔ برخاستست: اٹھا ہے۔

(۵) گفتار: بات۔ (۶) پسر: لڑکا۔ ملک جاوید: ہمیشہ کا ملک۔ نیست: نہیں ہے۔

(۷) نہ رفتے: کے اوپر لگتا ہے بر باد ہوا پر۔ رفتے: چلتا تھا۔ سحرگاہ: صبح۔ سریر: تخت۔ سلیمان: مشہور پیغمبر اور بادشاہ جنکی حکومت جنوں انسانوں اور پرندوں پر یکساں تھی ان کے تخت کو ہوا اڑا کر جہاں چاہتے لے جاتی تھی۔ (۸) ندیدی: نہیں دیکھا تونے۔ برباد: ضائع۔ رفت: چلا گیا۔ خنک: مبارک۔ آنکہ: جو شخص کہ۔ بادانش: سمجھ کے ساتھ۔ داد: انصاف۔ (۹) کسے: جو شخص کہ۔ زیں میاں: ان کے بیچ میں سے۔ گوئے دولت: دولت کی گیند یعنی حکومت کی کامیابی۔ ربود: لے گیا۔ دربند: فکر میں۔ آسایش: آرام۔ بود: تھا۔ (۱۰) بکار آمد: کام میں آیا۔ آنہا: جو لوگ کہ۔ برداشتند: اٹھا لے گئے انہوں نے۔ آوریدند: جمع کیا انہوں نے۔ وبگذاشتند: چھوڑ گئے۔

تشریح: (۱) بزرگ حق گو اور بے باک تھا۔ اس کی نظر میں دنیا ہیچ تھی۔ اس لیے اس نے حق گوئی کا شعار اپناتے ہوئے اس موقع پر حق بات کہنا ضروری سمجھا۔ (۲) بزرگ نے اپنا دامن جھٹکا اور کہا کہ اگر رعایا پر مظالم ڈھانے کی پھر غلطی کی تو دھاگوں (ناروا) کی بیماری کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب دوبارہ بھی آسکتا ہے۔ (۳) عقلمند یا ایمان والا ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔ اے بادشاہ اگر تو عقلمند اور ایمان والا ہے تو دوسری بار ستم و لشتہ دکھے سوراخ سے ڈسے جانے کی صورت میں پھر سے ظلم وستم کی چکی مت چلانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی چکی دیر سے چلتی ہے، جب چلتی ہے تو بڑا باریک پیستی ہے۔ (۴) آخر شعر میں حکایت کے اختتام پر شیخ سعدیؒ نصیحت کرتے ہیں کہ بار بار گرنے سے ہڈی ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر مظالم کے طوفان میں دوبارہ گرے تو پھر کبھی نہ اٹھ سکو گے۔ (۵) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا ایک بے حیثیت و بے حقیقت چیز ہے۔ اگر اس سے مفاد حاصل کرنا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بے لوث خدمت کرنی چاہیئے۔ (۶) اس حقیقت سے انکار نہیں کہ یہ دنیا ہمیشہ رہنے کا ٹھکانہ نہیں۔ تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا۔ یہاں رہنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی۔ (۷) اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو بہت بڑی حکومت دی تھی۔ آج تک اتنی بڑی حکومت کسی کو نہ ملی اور نہ ہی اس کا آئندہ امکان ہے لیکن نتیجۃً وہ بھی دنیا چھوڑ گئے۔ (۸) سمجھدار آدمی دنیا کی ناپائیداری کا نکتہ جلد سمجھ لیتا ہے اس لیے وہ دنیا میں دل نہیں لگاتا۔ یہ جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے۔ (۹) ہر صانع کو اپنی بنائی ہوئی چیز پیاری لگتی ہے۔ یہ مخلوق بھی اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اس لیئے اسے محبوب ہے جس بادشاہ نے مخلوق کے سکھ چین کی فکر کی دنیا سے وہی کامیاب گیا۔ (۱۰) جو لوگ مخلوق کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی خاطر اپنا مال و زر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر گئے۔ آخرت میں انہی لوگوں کا ذخیرہ ہوگا۔ جو جمع کر گئے وہ یہیں چھوڑ گئے۔

marfat.com

(۱) حکایت: کہانی۔ (۲) شنیدم: میں نے سنا۔ مصر: براعظم افریقہ کے شمال مشرق میں ایک ملک جس کا دار الملکوت قاہرہ ہے۔ میر اجل: بڑا سردار۔ سپہ: فوج۔ تاخت: دوڑائی۔ بر روزگارش: اس کی عمر پر۔ اجل: موت۔
(۳) جمالش: اس کا حسن۔ برفت: چلا گیا۔ دلفروز: دل کو روشن کرنے والا۔ چو خور: سورج کی طرح۔ شد: ہو گیا۔ پس: پھر۔ نماند: نہیں رہا۔ ز روز: دن سے۔
(۴) گزیدند: کاٹے انہوں نے۔ فرزانگاں: جمع فرزانہ، عقلمند۔ دست فوت: افسوس کے ہاتھ۔ ندیدند: نہیں دیکھا انہوں نے۔ دارو ئے موت: موت کی دوا۔ (۵) ہمہ: تمام۔ پزیرد: قبول کرتا ہے۔ زوال: نقصان۔ بجز: سوائے۔ فرماندہ: حکم دینے والا اور اللہ تعالیٰ۔ لایزال: جو ہمیشہ رہے گا۔
(۶) چوں: جب۔ شد: ہو گیا۔ روز عمرش: اس کی عمر کا دن۔ بشب: رات کے۔ شنیدند: انہوں نے سنا۔ مے گفت: کہتا تھا۔ در زیر لب: لبوں کے نیچے یعنی آہستہ سے۔
(۷) چوں من: میرے جیسا۔ عزیزے: کوئی عزیز یعنی وزیر۔ نبود: نہ تھا۔ ہمیں: یہی۔ چیزے: کوئی چیز۔ مصر: ملک کا نام۔
(۸) گرد کردم: میں نے جمع کیا۔ نخوردم: نہیں کھایا میں نے۔ برش: اس کا پھل۔ برفتم: چلا گیا میں۔ چوں بیچارگاں: بیچاروں کی طرح۔ از سرش: اس کے سر سے۔
(۹) پسندیدہ رائے: اچھی رائے والا۔ بخشید: اس نے بخشا۔ خورد: اس نے کھایا۔ از پئے: واسطے۔ خویشتن: اپنے۔ گرد کرد: جمع کیا۔ (۱۰) در یں: اس میں۔ کوش: کوشش کر۔ تا: تاکہ۔ با تو: تیرے ساتھ۔ ماند: رہے۔ مقیم: قائم۔ ہرچہ از تو: جو کچھ تجھ سے۔ ماند: رہیگا۔ دریغست: افسوس ہے۔ بیم: خوف۔

حکایت

کہانی

مصرعِ اول		مصرعِ دوم
شنیدم کہ در مصر میر اجل	۲	سپہ تاخت بر روزگارش اجل
میں نے سنا ہے کہ مصر میں ایک بڑا سردار		اس کی عمر پر موت نے فوج دوڑا دی
جمالش برفت از رخ دلفروز	۳	چو خور زرد شد پس نماند ز روز
دل کو روشن کرنے والے رخ سے اس کا حسن جاتا رہا		اسلئے کہ جب سورج پیلا پڑا پھر دن کا کچھ باقی نہ رہا
گزیدند فرزانگاں دست فوت	۴	کہ در طب ندیدند داروئے موت
عقلمندوں نے اس کے فوت ہونے پر ہاتھ کو کاٹا		اس لئے کہ انہوں نے طب میں موت کی دوا نہ پائی
ہمہ تخت و ملکے پزیرد زوال	۵	بجز ملک فرماندہ لایزال
تمام تخت اور ملک زوال کو قبول کرتے ہیں		ہمیشہ رہنے والے حاکم کے ملک کے علاوہ
چوں نزدیک شد روز عمرش بشب	۶	شنیدند مے گفت در زیر لب
جب اس کی زندگی کا دن رات کے قریب ہوا		تو لوگوں نے سنا وہ آہستہ سے کہتا تھا
کہ در مصر چوں من عزیزے نبود	۷	چو حاصل ہمیں بود چیزے نبود
میری طرح کا عزیز مصر میں نہ تھا		جب نتیجہ یہ تھا تو کچھ بھی نہ تھا
جہاں گرد کردم نخوردم برش	۸	برفتم چوں بیچارگاں از سرش
میں نے دنیا جمع کی اس کا پھل نہ کھایا		عاجزوں کی طرح اس پر سے میں چلا
پسندیدہ رائے کہ بخشید و خورد	۹	جہاں از پئے خویشتن گرد کرد
بہتر رائے والا وہی ہے جس نے دیا اور کھایا		دنیا اپنے لئے جمع کی
دریں کوش تا با تو ماند مقیم	۱۰	کہ ہرچہ از تو ماند دریغست و بیم
اس میں کوشش کر جب تک کہ تیرے پاس		جو تجھ سے رہ جائیگا وہ افسوس ہے اور خوف

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا میں مخلوق پر فی سبیل اللہ خرچ کیا گیا مال آخرت میں کام آئے گا جمع کر کے رکھا جانے والا مال دنیا میں کام آتا ہے نہ آخرت میں کیونکہ دنیا میں وہ اپنی ذات پر استعمال نہیں کرتا بلکہ جمع رکھتا ہے۔ آخرت میں اس نے بھیجا نہیں۔ (۲) اس شعر میں شیخ سعدیؒ مصر کے بادشاہ کی موت کے حوالے سے ایک شنیدہ (سنی ہوئی) کہانی بیان کرتے ہوئے بتانا چاہتے ہیں کہ دنیا کی حکومت بڑی ناپائیدار ہے۔ (۳) بادشاہ بہت خوبصورت تھا۔ اس کے حسن و جمال کی طرح اس کی حکومت بھی بڑی پائیدار سمجھی جاتی تھی لیکن جب موت آئی تو اس کی خوبصورتی کافور ہو گئی۔ (۴) بادشاہ کے ورثا نے بہت چاہا کہ وہ کسی طرح زندگی کے دن دنیا میں اور گذار لے۔ بہت علاج معالجے کیے لیکن موت کا حکم ایک اٹل فیصلہ ہے جس کا علاج کسی طبیب کے پاس نہیں۔ (۵) آیۂ قرآنی ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ مفہوم: ہر چیز فنا ہونے والی ہے صرف رب ذو الجلال کو ہی بقا ہے کیونکہ وہ خالق و مالک ہے۔ (۶) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ بادشاہ کی روح جب قفس عنصری سے پرواز کر رہی تھی۔ اس وقت اکھڑے سانسوں اور دبی زبان میں کچھ کہہ رہا تھا۔ (۷) یہ شعر بھی پہلے شعر کا تتمہ ہے کہ موت کے وقت بادشاہ کے آخری الفاظ یہ تھے کہ میں مصر کا سب سے کامیاب ترین حکمران تھا اگر اس کا انجام موت ہے تو پھر دنیا کچھ بھی نہیں۔ (۸) میں تو دنیا کی بھول بھلیوں میں غرق ہو کر مال و زر جمع کرنے میں مصروف رہا غرباء و مساکین کی فکر نہ کی لیکن آج میں انہیں فقراء کی طرح دنیا سے خالی ہاتھ جا رہا ہوں۔ (۹) دنیا میں اچھی سوچ رکھنے والا شخص وہ ہے جو اپنے مال و دولت سے خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور دوسروں کو بھی مفاد پہنچاتا ہے۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ جاریہ بہت بڑی نعمت ہے۔ جو مرنے کے بعد بھی کام آتی ہے۔ مصر کے بادشاہ نے مرتے وقت اپنے جمع شدہ مال کو صدقہ جاریہ میں خرچ نہیں کیا تھا۔ لہٰذا حسرت و یاس سے کہہ رہا تھا کہ اب تو یہ مال حساب دیتے وقت آفت ثابت ہو گا۔

marfat.com

کند خواجہ بر بسترِ جاں گداز	۱	یکے دست کوتاہ و دیگر دراز
جان گھلانے والے بستر پر آقا		ایک ہاتھ سمیٹتا ہے ایک پھیلاتا ہے
دراں دم ترا مے نماید بدست	۲	کہ دہشت زبانش ز گفتن بہ بست
اس وقت تجھے ہاتھ کے ذریعے دکھا رہا ہے		اس لیے کہ خوف نے اس کی زبان باندھ دی ہے
کہ دستے بجود و کرم کن دراز	۳	دگر دست کوتاہ کن از ظلم و آز
کہ ایک ہاتھ تو دینے میں بخشش میں پھیلا		دوسرا ہاتھ ظلم اور حرص سے کوتاہ کر
کنونت کہ دستست خارے بکن	۴	دگر کے براری تو دست از کفن
اب کہ تیرا ہاتھ ہے کوئی کانٹا نکال		پھر کفن سے ہاتھ کب نکال سکے گا
بتابد بسے ماہ و پروین و ہور	۵	کہ سر بر نداری ز بالین گور
مدتوں تک چاند ستارے اور سورج چمکتے رہیں گے		تو قبر کے سرہانے سے سر نہ اٹھا سکیگا

حکایت

کہانی

قزل ارسلاں قلعہ سخت داشت	۷	کہ گردن بہ الوند برمے فراشت
قزل ارسلان ایک مضبوط قلعہ رکھتا تھا		جو الوند (پہاڑ) سے اپنی گردن اونچی رکھتا تھا
نہ اندیشہ از کس نہ حاجت بہ ہیچ	۸	چوں زلف عروساں رہش پیچ پیچ
نہ اس کو کسی کا ڈر تھا نہ کسی کی ضرورت		اس کا راستہ دلہنوں کی زلفوں کی طرح پیچ در پیچ تھا
چناں نادر افتاد در روضۂ	۹	کہ بر لاجوردی طبق بیضۂ
باغیچہ میں ایسا نادر واقع ہوا تھا		جیسا کہ سبز طباق میں انڈا
شنیدم کہ مردے مبارک حضور	۱۰	بنزدیک شاہ آمد از راہِ دور
میں نے سنا ہے کہ ایک بابرکت صحبت والا مرد		دور راستہ سے بادشاہ کے پاس آیا

(۱) کند: کرتا ہے۔ خواجہ: سردار۔ جاں گداز: جان پگھلانے والا۔ یکے دست: ایک ہاتھ۔ کوتاہ: چھوٹا۔ دیگر: دوسرا۔ دراز: لمبا۔ (۲) دراں دم: اس وقت۔ ترا: تجھ کو۔ مے نماید: دکھاتا ہے۔ بدست: ہاتھ سے۔ دہشت: خوف۔ زگفتن: بولنے سے۔ بہ بست: بند کر دی۔ (۳) دستے: ایک ہاتھ۔ بجود: سخاوت کے ساتھ۔ کرم: بخشش۔ کن: کر۔ کوتاہ کن: چھوٹا کر۔ آز: حرص۔ (۴) کنونت: اب جب کہ تجھ کو۔ دستت: ہاتھ ہے۔ خارے: کوئی کانٹا۔ بکن: نکال لے۔ دگر: پھر۔ کے: کب۔ براری: نکالے گا تو۔ دست: ہاتھ۔ از کفن: کفن سے۔
(۵) بتابد: چمکے گا۔ بسے: بہت مدت تک۔ ماہ: چاند۔ پروین: ستاروں کا جھنڈ۔ ہور: سورج۔ برنداری: اٹھا نہیں سکے گا تو۔ بالین: وہ اینٹ جو میت کے سر کے نیچے بطور تکیہ رکھی جاتی ہے۔ (۶) حکایت: کہانی۔
(۷) قزل ارسلان: ایران کے ایک بادشاہ کا نام۔ داشت: رکھتا تھا۔ الوند: ہمدان کے قریب ایک پہاڑ کا نام۔ برمے فراشت: اونچی رکھتا تھا۔ (۸) اندیشہ: خوف۔ از کس: کسی سے۔ بہ ہیچ: کسی چیز کی۔ چوں: مثل۔ عروساں: جمع دلہن۔ رہش: اس کا راستہ۔ پیچ: چکردار۔ (۹) چناں: ایسا۔ نادر: بےمثال۔ افتاد: واقع ہوا تھا۔ روضہ: ایک باغ۔ لاجوردی: سبز رنگ کا پتھر۔ طبق: طباق۔ بیضہ: انڈا۔ (۱۰) شنیدم: میں نے سنا۔ مردے: ایک مرد۔ مبارک حضور: بابرکت صحبت والا۔ بنزدیک شاہ: بادشاہ کے نزدیک۔ آمد: آیا۔ راہ دور: دور کی راہ سے۔

تشریح (۱) بادشاہ بستر مرگ پر پڑا کبھی جسم سکیڑتا اور کبھی کھولتا تھا۔ گویا کہ وہ بے بسی کی کیفیت بتا رہا تھا۔ دیکھنے والوں کو سمجھا رہا تھا کہ اس مقام پر امیر و غریب سب برابر ہیں۔ (۲) موت کے وقت ملک الموت و دیگر امور غیبیہ کے کھلنے سے اس پر ہیبت و دہشت طاری تھی جو زبان سے بولنے کی سکت چھین چکی تھی۔ (۳) جسم و ہاتھ کے سکڑنے و کھلنے میں وہ دنیا والوں کو بتا رہا تھا کہ موت و آخرت کی تلخیوں سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ جود و سخا میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو اور حرص و ہوس میں پیچھے ہٹ جاؤ۔ (۴) آج دنیا میں انسان کے ہاتھ آزادانہ طور پر کھلے ہوئے ہیں چنانچہ ان کھلے ہاتھوں سے کھلی سخاوت کرنی چاہیے موت کے بعد بند ہاتھ کبھی نہ کھل سکیں گے۔ (۵) تیرے دفن ہونے کے بعد عرصہ دراز تک دنیا قائم رہے گی لیکن تجھے قبر سے اٹھنا نصیب نہ ہوگا اے انسان غفلت کا دامن چھوڑ دے۔ (۶) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کی نظر موت اور آخرت پر ہے ان کے نزدیک دنیا کے مضبوط قلعے کوئی حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ ان قلعوں کی مضبوطی موت کے راستے میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتی۔ (۷) اس شعر میں قزل ارسلان نامی بادشاہ کی داستان کا آغاز کیا گیا ہے کہ اس کا قلعہ الوند نامی پہاڑ کی طرح بلند تھا جبکہ کوہ الوند کی اونچائی بارہ کوس بتائی جاتی ہے۔ (۸) اس قلعہ کی بلندی اور پیچیدہ ساخت کی وجہ سے اس پر کوئی دشمن بھی حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں رکھتا تھا۔ راستوں کی پیچیدگی کی وجہ سے کسی انجان کی رسائی ناممکن تھی۔ اس لیے وہ (قزل ارسلان) بے خوف تھا۔ (۹) سفید پتھروں سے بنائے جانے کی وجہ سے وہ قلعہ سبز باغ میں ایسے جاذب نظر لگتا تھا جیسے کسی پلیٹ میں انڈا رکھا ہوا ہو۔ (۱۰) اس حکایت میں شیخ سعدیؒ اپنی شنیدہ بات بیان کر رہے ہیں کہ بادشاہ کے پاس ایک حقیقت شناس بزرگ سیاح آیا۔

marfat.com

١	حقائق شناسے جہاندیدۂ	ہنر مندے آفاق گردیدۂ
	حقیقتوں کو پہچاننے والا جہاندیدہ تھا	ہنرمند تھا دنیا میں گھومے ہوئے تھا
٢	بزرگے زبان آورے کارداں	حکیمے سخن گوئے بسیارداں
	وہ بزرگ بہت چالاک اور تجربہ کار تھا	سمجھدار سخن گوئی اور بہت جاننے والا تھا
٣	قزل گفت چندیں کہ گردیدۂ	چنیں جائے محکم کجا دیدۂ
	قزل ارسلان نے اس سے کہا کہ تو دنیا میں اتنا پھرا	کیا کوئی ایسی مضبوط جگہ تونے اور بھی دیکھی ہے
٤	بخندید کیں قلعۂ خرم است	ولیکن نہ پندارمش محکم ست
	وہ ہنسا کہ یہ قلعہ مبارک ہے	لیکن میں نہیں سمجھتا کہ وہ مضبوط ہے
٥	نہ پیش از تو گردن کشاں داشتند	دمے چند بودند و بگذاشتند
	کیا تجھ سے پہلے بادشاہ نہیں رکھتے تھے	چند دن ٹھہرے اور چھوڑ کر چلے گئے
٦	نہ بعد از تو شاہان دیگر برند	درختِ اُمید ترا برخورند
	کیا تیرے بعد دوسرے بادشاہ نہیں رہیں گے	تیری امیدوں کے درخت سے پھل کھائیں گے
٧	ز دَوران و ملکِ پدر یاد کن	دل از بند اندیشہ آزاد کن
	باپ کے ملک اور زمانہ کو یاد کر	دل کو فکر سے آزاد کر
٨	چناں روزگارش بکنجے نشاند	کہ بر یک پشیزش تصرف نماند
	زمانہ نے اس کو اس طرح گوشہ میں بٹھا دیا	اس کا ایک پیسہ پر تصرف نہ رہا
٩	چوں نومید ماند از ہمہ چیز و کس	اُمیدش بفضلِ خدا ماند و بس
	جب وہ ہر چیز اور ہر شخص سے ناامید ہوا	فقط خدا کی مہربانی پر اس کی امید تھی
١٠	بر مرد ہشیار دنیا خس است	کہ ہر مدتے جائے دیگر کس است
	ہوشیار انسان کے نزدیک دنیا تنکا ہے	کہ ہر زمانہ میں دوسرے کی جگہ ہے

(١) حقائق شناسے: حقیقتیں پہچاننے والا۔ جہاندیدہ: جہان کو دیکھے ہوئے یعنی تجربہ کار۔ آفاق گردیدہ: ایک جہان میں پھرا ہوا۔ (٢) بزرگے: وہ بزرگ۔ زبان آورے: بہت چالاک۔ کارداں: تجربہ کار۔ حکیم: سمجھدار۔ سخن گوئے: بات کرنے والا۔ بسیارداں: بہت جاننے والا۔ (٣) گفت: اس نے کہا۔ چندیں: اتنا پھرا۔ گردیدہ: اس نے دیکھا۔ چنیں: ایسی کوئی۔ جائے: جگہ۔ محکم: مضبوط۔ کجا: کیا کوئی۔ دیدہ: دیکھی تونے۔ (٤) بخندید: ہنس پڑا۔ کیں: مرکب کہ این: کہ یہ۔ خرم: مبارک۔ است: ہے۔ نہ پندارمش: میں اس کو نہیں سمجھتا۔ محکم: مضبوط۔ ست: ہے۔ (٥) نہ: یہ داشتند کے اوپر لگتا ہے یعنی کیا نہیں رکھتے تھے۔ پیش از تو: تجھ سے پہلے۔ گردن کشاں: گردن کھینچنے والے یعنی متکبر بادشاہ۔ دمے: کوئی دم۔ چند: کتنے۔ بودند: رہے۔ بگذاشتند: چلے گئے۔ (٦) بعد از تو: تیرے بعد۔ شاہان دیگر: دوسرے بادشاہ۔ برند: اس کے اوپر نہ کا ترجمہ والا۔ نہ: لگ کر نہیں لے جائیں گے۔ درخت امید ترا: تیری امید کے درخت۔ برخورند: پھل کھائیں گے۔ (٧) دوراں: زمانہ۔ ملک پدر: باپ کا ملک۔ یاد کن: یاد کر۔ بند اندیشہ: فکر کی قید۔ آزاد کن: آزاد کر۔ (٨) چناں: ایسے۔ روزگارش: زمانے کے اسکو۔ بکنجے: ایک کونے میں۔ نشاند: بٹھا دیا۔ بر یک پشیزش: ایک پیسے پر اس کو۔ تصرف: استعمال۔ نماند: نہ رہا۔ (٩) نومید: ناامید۔ ماند: رہ گیا۔ ہمہ: تمام۔ کس: انسان۔ امیدش: اسکی امید۔ بفضل خدا: خدا کی مہربانی پر۔ بس: صرف۔ (١٠) مرد ہشیار: عقلمند آدمی۔ خس: تنکا یا کوڑا کرکٹ۔ ہر مدتے: ہر گھڑی۔ جائے دیگر کس: دوسرے آدمی کی جگہ

تشریح (١) وہ بزرگ سیاح جہاں بین اور جہاندیدہ تھا وہاں چست و چالاک بھی تھا اور ہنرمند بھی۔ (٢) وہ بزرگ سیاح حکمت و دانائی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ ہمیشہ جچی تلی بات کرنے میں مہارت سے کام لیتا تھا۔ (٣) قزل ارسلان نے اپنے قلعے کی تعریف کرتے ہوئے بزرگ سیاح سے پوچھا کہ اس جیسی مضبوط و محفوظ جگہ کہیں اور علاقوں میں بھی دیکھی ہے۔ (٤) وہ جہاندیدہ بزرگ سیاح قزل ارسلان کی بات سن کر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ یہ قلعہ تو بہت خوبصورت ہے لیکن مضبوط نہیں ہے۔ (٥) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ اگر یہ قلعہ مضبوط ہوتا تو تجھ سے پہلے بڑے بڑے مغرور بادشاہوں کو تحفظ فراہم کرتا۔

(٦) اس قلعے میں بیٹھے بیٹھے تجھے موت آجائے گی اور یہ قلعہ تیرے مرنے کے بعد کسی اور آدمی کے قبضے میں چلا جائے گا جو اس سے فائدہ اٹھائے گا۔

(٧) تجھ سے پہلے یہ ملک اور حکمرانی تیرے باپ کی تھی اپنے باپ کی طرف فکر کی آنکھ سے دیکھ کر حوادث نے اسے ایسا پامال کیا کہ آج وہ بے بس و بیکس ہے۔ (٨) باپ بڑھاپے کی وجہ سے یا حکومت پر بیٹے کے قابض ہونے کے باعث زندگی کے دن بسر کر رہا ہے۔ اور کوڑی کوڑی کا محتاج ہے۔

(٩) خواہشات کی تکمیل نہ ہونے اور مسلسل امیدوں کے ٹوٹنے سے وہ دنیا سے ایسا بد دل ہوا کہ اب وہ اللہ تعالیٰ کی نوازشات پر اعتماد کرنے لگا۔ (١٠) اس شعر میں شیخ سعدیؒ کا قول پیش کیا گیا ہے کہ دنیا غلاظت کا ایک ڈھیر ہے۔ اس کی بیوفائی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر وقت کسی دوسرے کی تاڑ میں رہتی ہے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

چنیں گفت شوریدۂ در عجم	۲	بکسریٰ کہ اے وارث ملک جم
ایک بے باک نے عجم میں		کسریٰ کو کہا کہ اے جمشید کے ملک کے وارث
اگر ملک بر جم بماندے و بخت	۳	ترا چوں میسر شدے تاج و تخت
اگر ملک اور نصیبہ جمشید کا ساتھ دیتا		تاج و تخت تجھے کیسے میسر آتا
اگر گنج قاروں بدست آوری	۴	نماند مگر آنچہ بخشی بری
اگر قارون کا خزانہ تیرے ہاتھ لگ جائے		وہ بھی نہ رہے گا ہاں جو تو بخشے گا وہ لیجائے گا

حکایت

کہانی

چوں الپ ارسلاں جاں بجاں بخش داد	۶	پسر تاج شاہی بسر بر نہاد
جب الپ ارسلان نے جان دینے والے کو جان دی		لڑکے نے شاہی تاج سر پر رکھا
بتربت سپردندش از تاج گاہ	۷	نہ جائے نشستن نہ آماجگاہ
تخت اور تاج سے ہٹا کر اس کو قبر کے سپرد کیا		جہاں نہ بیٹھنے کی جگہ نہ ٹہلنے کی
چنیں گفت دیوانۂ ہوشیار	۸	چو دیدش پسر روز دیگر سوار
ایک ہوشیار دیوانے نے یہ کہا		جب اس نے اس کے لڑکے کو دوسرے دن سوار دیکھا
زہے ملک و دوراں سر در نشیب	۹	پدر رفت و پائے پسر در رکیب
کیا ہی اوندھا ملک اور زمانہ ہے		باپ مرا اور بیٹے کا پیر رکاب میں ہے
چنیں ست گردیدن روزگار	۱۰	سبک سیر بد عہد ناپائدار
زمانے کی گردش ایسی ہی ہے		تیز رفتار، بد عہد، ناپائیدار

(۱) حکایت: کہانی۔ (۲) چنیں: ایسے۔ گفت: اس نے کہا۔ شوریدہ: پریشان حواس والا۔ در عجم: ایران میں۔ بکسریٰ: کسریٰ ایران کے بادشاہوں کا لقب ہے۔ جم: جمشید کا مخفف ہے جو ایران کا ایک بادشاہ گزرا ہے۔ (۳) بر جم: جمشید کے پاس۔ بماندے: رہتا۔ بخت: نصیب۔ ترا: تجھ کو۔ چوں: کیسے۔ میسر: حاصل۔ شدے: ہوتا۔ (۴) گنج: خزانہ۔ قاروں: موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ایک کنجوس مالدار۔ بدست آوری: ہاتھ میں لا دے تو۔ نماند: نہیں رہے گا۔ آنچہ: جو کچھ کہ۔ بخشی: بخش دے تو۔ بری: لے جائے تو۔

(۵) حکایت: کہانی۔ (۶) الپ ارسلان: پیٹ بھرے شیر کو کہتے ہیں، ایرانی بادشاہ کا نام ہے۔ بجاں بخش: جان بخشنے والے کو یعنی خدا کو۔ داد: دی اس نے۔ پسر: بیٹا۔ بسر: سر پر۔ بر نہاد: اس نے رکھا۔ (۷) بتربت: قبر کے۔ سپردندش: اس کو انہوں نے سپرد کر دیا۔ نہ جائے نشستن: نہ بیٹھنے کی جگہ۔ آماجگاہ: نشانہ بازی کی جگہ۔ (۸) چنیں: ایسے۔ گفت: اس نے کہا۔ چو دیدش: جب اس نے اس کو دیکھا۔ پسر: بیٹا۔ روز دیگر: دوسرے دن۔ (۹) زہے: کیا ہی اچھا ہے۔ دوراں: زمانہ۔ سر در نشیب: سر پستی میں جانے والا۔ مراد زوال پذیر۔ پدر: باپ۔ رفت: چلا گیا۔ پائے پسر: بیٹے کا پاؤں۔ رکیب: رکاب۔ (۱۰) گردیدن: پھرنا۔ روزگار: زمانہ۔ سبک سیر: تیز چلنے والا۔ بد عہد: برے وعدے والا۔ ناپائدار: کمزور۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر شخص کو اپنے آباؤ اجداد کی موت کو یاد کر کے یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ ان کی طرح مال و دولت چھوڑ کر ہمیں بھی چلے جانا ہے۔ (۲) کسریٰ مملکت ایران کا وارث تھا جبکہ ایران جمشید کی فرمانروائی میں رہ چکا تھا۔ کسریٰ کو کسی مجذوب نے نصیحت کرتے ہوئے کہا۔ (۳) اگر حکومت ہمیشہ کے لیے ہوتی تو یہ اب بھی جمشید کے قبضہ میں ہوتی۔ تیرے پاس یہ قطعاً نہ ہوتی۔ جس طرح آج یہ تیرے پاس ہے۔ کل کسی اور کے پاس ہو گی۔ (۴) دنیا کے تمام خزانے جمع کرنے کے باوجود بھی وہ بالآخر تجھ سے (موت کے بعد) چھن جائیں گے۔ مخلوق کی بہبود اور اللہ کی راہ میں خرچ شدہ مال پائیدار ہوتا ہے۔ (۵) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کی حقیقت اس کھلونے والے کی طرح ہے جو روزانہ اک نئے گھر میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتا ہے۔ (۶) الپ ارسلان ایسے شیر کو کہتے ہیں جس کا پیٹ بھرا ہوا ہو۔ الپ ارسلان ایرانی بادشاہ کا نام تھا۔ جب یہ موت کی آغوش میں چلا گیا تو اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ (۷) الپ ارسلان کو مرنے کے بعد تخت شاہی سے اتار کر تنگ قبر میں سُلا دیا گیا۔ قبر ایسی جگہ ہے جو تیر اندازی کا میدان تو در کنار وہ بیٹھنے کی جگہ بھی نہیں۔ (۸) جب شہزادہ شاہی گھوڑے پر سوار ہو کر گذرا تو اسے کسی مجذوب نے دیکھتے ہوئے کہا کہ دنیا اور اس کی حشمت کوئی مروت نہیں رکھتی کہ باپ کے بعد بیٹا موت کی طرف ہے۔ (۹) ابھی باپ کا انتقال ہوئے چند ہی دن گذرے ہیں کہ باپ کے بعد بیٹا بھی موت کی راہ اختیار کیے ہوئے ہے۔ (۱۰) دنیا کا وطیرہ ہی یہ ہے کہ وہ گذر جانے میں جلد بازی کرتا ہے۔ ناپائیداری کا عالم یہ ہے کہ وہ ایسا بد عہد ہے کہ وعدے کی پاسداری قطعاً نہیں کرتا۔

marfat.com

۱ چوں دیرینہ روزے سرآورد عہد | جواں دولتے سر برآرد ز مہد
جب بوڑھا اپنا زمانہ ختم کرتا ہے | جوان دولت والا گہوارے سے سر اٹھاتا ہے

۲ منہ بر جہاں دل کہ بیگانہ ایست | چوں مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
دُنیا سے دل نہ لگا یہ بیگانہ ہے | گویے کی طرح کہ ہر روز ایک گھر میں ہے

۳ نہ لائق بود عیش با دلبرے | کہ ہر بامدادش بود شوہرے
ایسے دلبر کے ساتھ زندگی مناسب نہیں ہے | کہ ہر صبح کو جس کا ایک شوہر ہو

۴ نکوئی کن امسال چوں دہ تراست | کہ سال دگر دیگرے دہ خداست
اس سال نیکی کر لے جب کہ دیہات تیرا ہے | کیونکہ آئندہ سال کوئی دوسرا دیہات کا مالک ہو گا

حکایت

کہانی

۶ شنیدم کہ از بادشاہان غور | گرفتے خرِ روستائی بزور
میں نے سنا کہ غور کے بادشاہوں میں سے ایک | دیہاتیوں کے گدھے زور سے پکڑ لیتا تھا

۷ خراں زیر بارِ گراں بے علف | بروز دو مسکین شدندے تلف
گدھے بغیر چارہ کھلائے بھاری بوجھ کے نیچے | مسکین دو دن میں ہلاک ہو جاتے

۸ چوں منعم کند سفلہ را روزگار | نہد بر دلِ تنگ درویش بار
جب زمانہ کسی کمینے کو بڑا بنا دیتا ہے | تو وہ فقیر کے تنگ دل پر بار ڈالتا ہے

۹ چوں بام بلندش بود خود پرست | کند بول و خاشاک بر بام پست
جب کسی خود پرست کی اٹاری اونچی ہوتی ہے | وہ پیشاب اور کوڑا نیچی چھت پر ڈالتا ہے

۱۰ شنیدم کہ بارے بعزم شکار | بروں رفت بیدادگر شہریار
میں نے سنا ہے کہ ایکبار شکار کے ارادے سے | ظالم بادشاہ باہر نکلا

(۱) چوں: جب۔ دیرینہ روزے: پرانے زمانے والا۔ سرآورد: آخر کو لے آیا۔ عہد: زمانہ۔ جواں دولتے: کوئی جوان نصیب والا۔ سربرآرد: سر نکال لیتا ہے۔ ز مہد: گود یا پنگھوڑے سے۔ (۲) منہ: مت رکھ۔ ایست: یہ ہے۔ مطرب: گویا۔ در خانہ: ایک گھر میں۔ (۳) نہ لائق بود: لائق نہ ہوئے۔ عیش: زندگی۔ با دلبرے: ایسے دلبر کے ساتھ۔ ہر بامدادش: ہر صبح اس کو۔ بود: ہوئے۔ شوہرے: ایک شوہر۔ (۴) نکوئی: نیکی۔ کن: کر۔ امسال: اس سال۔ دہ: گاؤں۔ تراست: تیرا ہے۔ سال دگر: دوسرے سال۔ دیگرے: کوئی دوسرا۔ دہ خدا: دیہات کا مالک۔
(۵) حکایت: کہانی۔ (۶) شنیدم: میں نے سنا۔ بادشاہانِ غور: غور کے بادشاہ۔ غور افغانستان کا ایک شہر ہے۔ ہندوستان کا غوری خاندان اسی کی طرف منسوب ہے۔ گرفتے: پکڑ لیتا۔ خرِ روستائی: دیہاتی کا گدھا۔
(۷) خراں: جمع گدھے۔ زیر بار گراں: بھاری بوجھ کے نیچے۔ بے علف: بغیر چارہ کے۔ بروز دو: دو دنوں میں۔ مسکین: بیچارے۔ شدندے: ہو جاتے۔ تلف: ہلاک۔ (۸) چوں: جب۔ منعم: مالدار۔ کند: کرے۔ سفلہ: کمینہ۔ روزگار: زمانہ۔ نہد: رکھتا ہے وہ۔ دل تنگ درویش: فقیر کا تنگ دل۔ بار: بوجھ۔
(۹) بام بلندش: اس کا بلند مکان۔ ش ضمیر کا مرجع خود پرست ہے اور یہ اضمار قبل الذکر ہے۔ بود: ہوئے۔ خود پرست: خود بیں مراد کمینہ۔ کند: کرتا ہے۔ بول: پیشاب۔ خاشاک: کوڑا۔ بام پست: نچلا مکان۔
(۱۰) شنیدم: میں نے سُنا۔ بارے: ایک بار۔ بعزم شکار: شکار کے ارادے سے۔ بروں رفت: باہر چلا گیا۔ بیدادگر: ظالم۔ شہریار: بادشاہ۔

تشریح: (۱) دنیا اس قدر ناپائیدار ہے کہ ادھر کوئی بوڑھا فوت ہوا اور ادھر اس کا نوجوان بیٹا جانشین کی حیثیت سے پر پرزے نکال لیتا ہے۔ (۲) دنیا کا یہ جہان انتہائی بے وفا ہے۔ اس کی بے وفائی کی مثال ایسے ہے جیسے روزانہ کوئی گلوکار گانا گانے کے لیے جگہ بدلتا رہتا ہو۔ (۳) عزت دار آدمی کے لیے ایسے محبوب کے ساتھ عیش و عشرت کے لمحات گذارنا اہانت آمیز ہے جو ہر روز نیا محب تلاش کرتا ہو۔ (۴) سر دست تو ہی بادشاہ ہے۔ آج یہ ملک تیرے ہاتھ میں ہے چنانچہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نیکیاں کرلے۔ کل نہ جانے تیری جگہ پر کون بادشاہ ہوگا۔ (۵) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ظلم ایک ایسی چیز ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے اتنی ہی کم ہے۔ ظالم کے منہ پر کلمۂ حق کہہ کر افضل جہاد کا فریضہ ادا ہو۔ (۶) اس شعر میں شیخ سعدیؒ اپنی سنی ہوئی داستان بیان کر رہے ہیں کہ افغانستان کے شہر 'غور' کا ایک حکمران جانور پکڑ کے ان سے بیگار لیتا تھا۔ (۷) بیگار لینے کے بعد گدھوں کے چارے کا انتظام نہیں کرتا تھا اس لیے وہ سخت محنت اور بھوک کی شدت کی وجہ سے ایک دو دن میں ہلاک ہو جاتے تھے۔ (۸) جب کمینہ شخص دولتمند اور حکمران ہوتا ہے تو وہ کمزوروں کو اپنے ظلم کا تختۂ مشق بنا دیتا ہے۔ (۹) خود غرض لوگ دوسروں کی ذلّت کا تماشہ دیکھنے کے لیے نچلی چھتوں پر پیشاب کرتے ہیں۔ نچلی چھتوں سے مُراد غرباء ہیں اور پیشاب سے مُراد استہزاء و مظالم ہیں۔ (۱۰) اس شعر میں شیخ سعدیؒ اپنی سُنی ہوئی کہانی بیان کر رہے ہیں کہ ایک ستمگر بادشاہ شکار کھیلنے کی غرض سے جنگل میں گیا۔

marfat.com

پیاپے پئے بدنبال صیدے براند	۱	کشش در گرفت از حشم دور ماند
پے در پے ایک شکار کے پیچھے دوڑا		اس کو رات آ پکڑا، نوکروں سے دور رہ گیا
بہ تنہا ندانست روئی و رہے	۲	بینداخت ناکام شب در دہے
اکیلا کسی شخص اور راستہ کو نہ پہچان سکا		ناکام ہو کر رات کو ایک گاؤں میں ڈیرا ڈال دیا
خرے دید پوینده و کارگر	۳	توانا و زور آور و بار بر
اس نے ایک گدھا دیکھا، بھاگنے والا، کام کا		طاقتور، زور آور، بوجھ لے جانے والا
یکے مرد کرد استخوانے بدست	۴	چناں مے زدش کاستخوانے شکست
ایک کردی ہڈی ہاتھ میں لیے ہوئے		اسکو اس طرح مار رہا تھا کہ اس کی ہڈیاں توڑتا تھا
شہنشہ برآشفت و گفت اے جواں	۵	ز حد رفت جورت بریں بے زباں
بادشاہ بگڑ گیا اور بولا اے جوان		اس بے زبان پر تیرا ظلم حد سے بڑھ گیا
چوں زور آوری خود نمائی مکن	۶	بر افتاده زور آزمائی مکن
اگر تجھ میں طاقت ہے تو خود نمائی نہ کر		کمزور پر زور آزمائی نہ کر
پسندش نیامد فرومایہ قول	۷	یکے بانگ بر بادشاہ زد بہول
کمزور بات اس کو پسند نہ آئی		وہ بادشاہ پر خوفناک آواز سے چیخا
گرفتم نہ بے ہوده ایں کار پیش	۸	برو چوں ندانی پس کار خویش
میں نے یہ کام خواہ مخواہ نہیں کیا ہے		جب تو نہیں جانتا تو اپنے کام میں لگ
بسا کس کہ پیش تو معذور نیست	۹	چو وا بینی از مصلحت دور نیست
بہت آدمی جو تیرے نزدیک معذور نہیں ہیں		اگر غور سے دیکھے گا تو مصلحت سے خالی نہیں ہے
ملک را درشت آمد از وے خطاب	۱۰	بگفتا بیا تا چہ بینی صواب
اس کی گفتگو بادشاہ پر گراں گزری		اس نے کہا تو کیا خوبی دیکھتا ہے

(۱) پیاپے: لگاتار۔ بدنبال صیدے: ایک شکار کے پیچھے۔ براند: چلایا یعنی گھوڑا دوڑایا۔ کشش: رات اس کو۔ در گرفت: آ لیا یعنی رات پڑ گئی۔ حشم: نوکر چاکر۔ دور ماند: دور رہ گیا۔ (۲) بہ تنہا: اکیلے نے۔ ندانست: اس نے نہ جانا۔ رو: طرف۔ رہے: کوئی راستہ۔ بینداخت: ڈال دیا۔ ناکام: مجبوراً۔ شب: رات۔ در دہے: ایک گاؤں میں۔ (۳) خرے: ایک گدھا۔ دید: دیکھا اس نے۔ پوینده: دوڑنے والا۔ کارگر: کام کرنے والا۔ توانا: طاقتور۔ باربر: بوجھ لیجانے والا۔ (۴) یکے: ایک۔ مرد کرد: کرد قوم کا ایک مرد۔ استخوانے: ایک ہڈی۔ بدست: ہاتھ میں۔ چناں: ایسے۔ مے زدش: اسکو مارتا تھا۔ کاستخوانے: گویا کہ کوئی ہڈی۔ شکست: توڑ رہا ہے۔ (۵) برآشفت: غصہ میں آ گیا۔ گفت: اس نے کہا۔ ز حد: حد میں۔ رفت: گزر گیا۔ جورت: تیرا ظلم۔ بریں: اس پر۔ (۶) زور آوری: طاقتور ہے تو۔ خود نمائی: اپنا آپ دکھانا یعنی مغروری۔ مکن: مت کر۔ بر افتاده: گرے ہوئے پر۔ (۷) پسندش: اس کو پسند۔ نیامد: نہ آیا۔ فرومایہ: گھٹیا۔ قول: بات۔ بانگ: آواز۔ زد: ماری اس نے۔ بہول: رعب سے۔ (۸) گرفتم: میں نے مانا۔ بے ہوده: بے سبب یا بے وجہ۔ ایں کار: یہ کام۔ پیش: سامنے۔ برو: تو جا۔ چوں: جب۔ ندانی: نہیں جانتا تو۔ پس کار خویش: اپنے کام کے پیچھے۔ (۹) بسا کس: بہت سے لوگ۔ پیش تو: تیرے سامنے۔ نیست: نہیں ہے۔ وا بینی: غور سے دیکھے تو۔ مصلحت: پوشیدہ خوبی۔ (۱۰) ملک: بادشاہ۔ درشت: سخت۔ آمد: آیا۔ از وے: اس سے۔ خطاب: گفتگو۔ بگفتا: اس نے کہا۔ بیا: آ یہاں یعنی لا۔ تا چہ: تاکہ کیا۔ بینی: دیکھتا ہے۔ صواب: درست۔

تشریح (۱) بادشاہ کو جنگل میں ایک شکار مل گیا جس کے تعاقب میں بادشاہ نے اپنا گھوڑا ڈال دیا۔ انجام کار یہ کہ بادشاہ گھوڑا دوڑاتے دوڑاتے تن تنہا بہت آگے نکل آیا۔ (۲) بادشاہ اتنا دور آ گیا کہ اسے راستے اور سمت کا علم بھی نہ ہو سکا اس لیے اسے رات گزارنے کے لیے ایک گاؤں میں رہنا پڑا۔ (۳) اسی اثنا میں بادشاہ نے گاؤں کے اندر ایک فربہ گدھا دیکھا جو بہت ہی طاقتور اور بار بردار تھا۔ (۴) بادشاہ نے دیکھا کہ کرد قبیلے کا ایک شخص اپنے ہاتھ میں ہڈی لیے ہوئے تھا اور اسی ہڈی سے گدھے کی پٹائی کر رہا تھا گویا کہ وہ ہڈی توڑ رہا ہو۔ (۵) گدھے کے ساتھ کرد شخص کی بے رحمانہ بدسلوکی بادشاہ کو غضب میں لے آئی چنانچہ بادشاہ نے کرد سے انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔ (۶) کہ اے جوان! اگر تیرے اندر اتنی قوت و طاقت ہے تو پھر اس کا اظہار کرنے کے لیے گدھے ایسے بے زبان جانور پر اپنی زور آزمائی مت کر۔ (۷) چنانچہ کرد جوان کو بادشاہ کی یہ بات ناپسند محسوس ہوئی۔ اس نے ڈانٹ ڈپٹ کے انداز میں بادشاہ کو کھری کھری سنائی۔ (۸) کہ جب کسی بات کا علم نہ ہو تو خواہ مخواہ ٹانگ اڑائی نہیں کرنی چاہیے۔ میں گدھے کی پٹائی بلا وجہ نہیں کر رہا۔ اس میں بھی کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہے۔ (۹) بہت سے ایسے لوگ تیری نظر سے گزرے ہوں گے جن کا معاملہ تجھے مصلحت سے خالی نظر آتا ہوگا مگر غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہوگا کہ واقعی یہ فعل بلا جواز نہیں۔ (۱۰) کرد شخص کی تلخ کلامی بادشاہ کو ناگوار گزری چنانچہ بادشاہ نے پھر بھی کہا کہ گدھے کو بے دردی سے مارنے کی مصلحت بتلا دے۔

marfat.com

۱	کہ پندارم از عقل بیگانۂ	نہ مستی ہمانا کہ دیوانۂ
	میں سمجھتا ہوں تو عقل سے بیگانہ ہے	مست نہیں بلکہ تو دیوانہ ہے
۲	بخندید کاے ترکِ ناداں خموش	مگر حال خضرؑت نیامد بگوش
	وہ ہنسا کہ اے بے عقل ترک چپ رہ	شاید خضرؑ کا حال تیرے کان میں نہیں پڑا
۳	نہ دیوانہ خواند کس اُورا نہ مست	چرا کشتیٔ ناتواناں شکست
	اس کو نہ کوئی دیوانہ کہتا ہے نہ مست	اس نے غریبوں کی کشتی کیوں توڑی
۴	جہاں جوئی گفت اے ستمگار مَرد	چہ دانی کہ خضرؑ آں برائے چہ کرد
	بادشاہ نے کہا اے ظالم انسان	تجھے کیا معلوم کہ خضرؑ نے وہ کیوں کیا تھا
۵	دراں بحر مَردِ جفا پیشہ بود	کہ دلہا از و بحر اندیشہ بود
	اس سمندر میں ایک ظالم انسان تھا	جس کی وجہ سے دل فکر کا سمندر تھے
۶	جزائر ز کردارِ اُو پر خروش	جہانے ز دستش چوں دریا بجوش
	جزیروں کے باشندے اس سے نالاں تھے	ایک دنیا اسکے ہاتھ سے دریا کی طرح متلاطم تھی
۷	پس آں راز بہرِ مصالح شکست	کہ سالارِ ظالم نگیرد بدست
	تو اس کو مصلحتوں کی وجہ سے توڑا تھا	تاکہ ظالم سردار نہ پکڑ لے
۸	شکستہ متاعے کہ در حرز تست	ازاں بہ کہ در دستِ دشمن درست
	شکستہ سامان جو تیرے قبضہ میں ہے	اس سے بہتر ہے کہ وہ سالم دشمن کے ہاتھ پڑے
۹	بخندید دہقانِ روشن ضمیر	کہ پس حق بدستِ منست اے امیر
	روشن باطن گاؤں والا ہنسا	کہ پھر تو حق میرے ہاتھ میں ہے
۱۰	نہ از جہل مے بشکنم پائے خر	کہ از جورِ سلطانِ بے داد گر
	میں نادانی کی وجہ سے گدھے کا پیر نہیں توڑ رہا ہوں	بلکہ ظالم بادشاہ کے ظلم سے ڈر کر

(۱) پندارم: میں سمجھتا ہوں۔ بیگانۂ: کورا ہے تو۔ نہ مستی: مست نہیں ہے تو۔ کہ: بلکہ۔ دیوانۂ: دیوانہ ہے تو۔ (۲) بخندید: ہنس پڑا۔ کاے: کہ اے۔ ترکِ ناداں: ناداں سپاہی مُراد بادشاہ۔ مگر: شاید۔ حال خضرت: خضرؑ کا حال۔ ت بگوش کے ساتھ لگی ہے یعنی تیرے کان میں نیامد: نہیں آیا۔ (۳) خواند: کہا اس نے۔ کس: کوئی۔ اُورا: اس کو۔ چرا: کیوں۔ ناتواناں: کمزور و غریب۔ شکست: توڑی اس نے۔ (۴) جہاں جوئی: جہاں ڈھونڈنے والا یعنی بادشاہ۔ گفت: کہا۔ ستمگارہ مَرد: ظالم مَرد۔ چہ دانی: تو کیا جانے۔ خضرؑ: سابقہ امتوں میں سے ایک ولی یا پیغمبر کا نام جن کا قصہ قرآن میں مذکور ہے۔ آں: وہ کام۔ برائے چہ: کس واسطے۔ کرد: کیا۔ (۵) دراں بحر: اس سمندر میں۔ مردِ جفا پیشہ: ایک ظالم مرد۔ بود: تھا۔ دلہا: لوگوں کے دل۔ ازو: اس سے۔ بحر اندیشہ: فکروں کے سمندر۔ (۶) جزائر: جزیرے۔ ز کردار او: اس کے کردار سے۔ پرخروش: چیخ و پکار سے بھرے ہوئے۔ جہانے: ایک جہان۔ ز دستش: اسکے ہاتھ سے۔ چوں: مثل۔ بجوش: جوش میں۔ (۷) آں: اس کو۔ ز بہرِ مصالح: مصلحتوں کے واسطے۔ شکست: اس نے توڑا۔ سالار ظالم: ظالم سردار۔ نگیرد: نہ پکڑے۔ بدست: ہاتھ میں۔ (۸) شکستہ: ٹوٹا ہوا۔ متاعے: جو سامان کہ۔ حرز تست: تیری حفاظت۔ ازآں: اس سے۔ بہ: بہتر۔ در دستِ دشمن: دشمن کے ہاتھ میں۔ درست: ٹھیک ٹھاک۔ (۹) بخندید: وہ ہنسا۔ دہقان: کسان۔ روشن ضمیر: روشن دل۔ پس: پھر۔ بدستِ من: میرے ہاتھ میں۔ است: ہے۔ (۱۰) جہل: نادانی۔ مے بشکنم: "شروع والا "نہ" اس کے اوپر لگ کر نہیں توڑتا ہوں میں۔ پائے خر: گدھے کے پاؤں۔ جورِ سلطان بے داد گر: ظالم بادشاہ کے ظلم سے۔

تشریح (۱) کرد نے گدھے کی پٹائی کے حوالے سے مصلحت بیان کرنے سے پہلے کہا کہ تم تو عقل سے فارغ محسوس ہوتے ہو تم کیا جانو کہ اس میں کونسی مصلحت پوشیدہ ہے۔ (۲) کرد کہنے لگا کہ اگر تم حضرت خضرؑ کے مصلحت پر مبنی واقعات کا علم رکھتے تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ میرے فعل میں کیا مصلحت مخفی ہے۔ (۳) جب حضرت خضرؑ نے وہ کشتی توڑی جس پر خود بلا معاوضہ سوار تھے انہیں کسی نے بھی دیوانہ یا ظالم نہیں کہا جبکہ تم مجھے مجنوں و ستمگر کہہ رہے ہو۔ (۴) بادشاہ نے کرد کی جہالت کا تمسخر اڑاتے ہوئے کہا کہ حضرت خضرؑ کی مصلحت کا اظہار کر کے اے (کرد شخص) کو مجرم ٹھہرانے کی سعی کی۔ (۵) جس سمندر میں حضرت خضرؑ نے کشتی توڑی تھی۔ اس سمندر میں ایک ستمگر ایسا تھا جو جبراً لوگوں کی کشتیاں چھین لیتا تھا جس سے لوگ غمگین تھے۔ (۶) اس سمندری قزاق کے جبر و ستم کے چرچے اسقدر عام تھے کہ جزیرے میں بسنے والا ہر شخص اس کے ظلم کی دستبرد میں تھا۔ (۷) وہ کشتی تو حضرت خضرؑ نے اس مصلحت کی بنا پر توڑی تھی کہ وہ عیب دار ہو جائے تاکہ سمندری قزاق اسے نہ چھین سکے۔ (۸) اس شعر میں بادشاہ نے طعنہ زنی کرتے ہوئے کرد سے کہا کہ چونکہ تم ناقدر شناس شخص ہو اس لیے تمہاری ناقدری مقتضی ہے کہ تمہارا ٹوٹا پھوٹا سامان دشمن کے پاس ہو۔ (۹) کرد کو بادشاہ کی یہ بات سن کر ہنسی آئی۔ چنانچہ اسی حال میں بادشاہ سے کہنے لگا کہ اس مصلحت خضروی کے پیش نظر میرا گدھے کو زخمی کرنا مبنی بر حق ہے۔ (۱۰) اس شعر میں کرد کسان بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ میں گدھے کو بلاوجہ زخمی نہیں کر رہا۔ بلکہ ایک ظالم بادشاہ کے ظلم سے بچانے کیلئے مار رہا ہوں۔

marfat.com

خرا ایں جائیکہ لنگ و تیمار کش	۱	ازاں بہ کہ پیشِ ملک بارکش
اس جگہ لنگڑا اور رنجیدہ گدھا		اس سے بہتر ہے کہ بادشاہ کے پاس بوجھ اٹھانیوالا ہو
تو آں را نگوئی کہ کشتی گرفت	۲	کہ چوں تا ابد نامِ زشتی گرفت
تو اسے کچھ نہیں کہتا جس نے کشتی پکڑی		کہ اس نے قیامت تک کیلئے کیسی بدنامی حاصل کرلی
تفو بر چناں ملک و دولت کہ راند	۳	کہ شنعت بر او تا قیامت بماند
ایسے ملک اور حکومت پر تھو ہے جو اس نے چلائی		کہ اس پر برائی قیامت تک کے لیئے رہی
ستمگر جفا بر تنِ خویش کرد	۴	نہ بر زیر دستانِ درویش کرد
ظالم نے اپنے اوپر ظلم کیا		نہ کہ غریب ماتحتوں پر
کہ فردا دراں محفلِ نام و ننگ	۵	بگیرد گریباں و ریشش بچنگ
اسلئے کہ کل کو عزت اور ذلت کی اس محفل میں		وہ چنگل سے اس کا گریبان اور داڑھی پکڑیگا
نہد بار اوزار بر گردنش	۶	نیارد سر از عار بر کردنش
گناہوں کا بوجھ اس کی گردن پر دھریگا		وہ اپنے کیئے کی ذلت سے سر نہ اٹھائیگا
گرفتم کہ خر بارش اکنوں کشد	۷	دراں روز بارِ خراں چو کشد
میں مانتا ہوں آج گدھا اس کا بوجھ اٹھاتا ہے		اس دن گدھے کا بوجھ وہ کیسے اٹھائیگا
گر انصاف پرسی بد اختر کس است	۸	کہ در راحتش رنجِ دیگر کس است
اگر تو انصاف سے پوچھے تو بدنصیب وہ شخص ہے		کہ اس کے آرام میں دوسرے کو تکلیف ہے
ہمیں پنج روزش تنعم بود	۹	کہ شادیش در رنجِ مردم بود
یہی کچھ دن اس کی راحت کے ہوتے ہیں		جس کی خوشی لوگوں کے رنج میں ہے
اگر بر نخیزد بہ آں مردہ دل	۱۰	کہ خسپند ازو مردم آزردہ دل
اگر وہ مردہ دل سو کر نہ اٹھے تو بہتر ہے		جس کی وجہ سے لوگ آزردہ دل ہو کر سوئیں

(۱) خر: گدھا۔ ایں جائیکہ: اس جگہ۔ لنگ: لنگڑا۔ تیمار کش: غم کھینچنے والا۔ ازاں بہ: اس سے بہتر ہے۔ پیش ملک: بادشاہ کے سامنے۔ بارکش: بوجھ کھینچنے والا۔ (۲) تو آں را: تو اس کو۔ نگوئی: نہیں کہتا۔ کہ: جس نے۔ گرفت: پکڑی۔ کہ چوں: کہ کیسے۔ تا ابد: ہمیشہ کے لیے۔ (۳) تفو: تف ہے۔ بر چناں: ایسی پر۔ ملک و دولت: حکومت اور ملک۔ کہ راند: جو کہ اس نے چلائی۔ شنعت: ملامت۔ بر او: اس پر۔ بماند: رہ گئی۔ (۴) ستمگر: ظالم۔ جفا: ظلم۔ بر تن خویش: اپنے بدن پر۔ کرد: کیا اس نے۔ بر زیر دستانِ درویش: بیچارے ماتحتوں پر۔ (۵) فردا: کل کو یعنی قیامت کو۔ دراں: اس میں۔ محفل نام و ننگ: عزت اور ذلت کی محفل یعنی حساب کتاب کے وقت۔ بگیرد: پکڑے گا۔ ریشش: اس کی داڑھی۔ بچنگ: چنگل سے۔ (۶) نہد: رکھ دے گا۔ بار اوزار: گناہوں کا بوجھ۔ بر گردنش: اسکی گردن پر۔ نیارد: نہیں طاقت رکھے گا۔ از عار: شرم سے۔ بر کردنش: اونچا کرنے کی۔ (۷) گرفتم: میں نے مانا۔ خر: گدھا۔ بارش: اسکا بوجھ۔ اکنوں: اب۔ کشد: کھینچ لے گا۔ دراں روز: اس دن میں۔ بار خراں: گدھوں کا بوجھ۔ چو کشد: کیسے کھینچے گا۔ (۸) پرسی: پوچھے۔ بد اختر: بدنصیب۔ کس: شخص۔ راحتش: اسکی راحت۔ رنج دیگر: دوسرے کا رنج۔ (۹) ہمیں: یہی۔ پنج روزش: پانچ دن اسکو۔ تنعم: عیش و عشرت۔ بود: ہوئے۔ کہ: جس کا۔ شادیش: اسکی خوشی۔ رنج مردم: لوگوں کی تکلیف۔ (۱۰) بر نخیزد: نہ اٹھ سکے۔ آں: وہ۔ مردہ دل: مرے دل والا۔ بخسپند: سوئے ہوں۔ ازو: اس سے۔ مردم: لوگ۔ آزردہ دل: رنجیدہ۔

تشریح: (۱) میرے پاس گدھے کو زخمی حالت میں رہنا زیادہ بہتر ہے۔ تاکہ بادشاہ کے بیگار لینے کے بعد گدھا بھوکا پیاسا ہلاک ہونے سے بچ جائے۔ (۲) جس طرح جبراً کشتیاں پکڑنے والا قابل ملامت ہے اسی طرح ظلماً گدھے پکڑنے والا ظالم بھی لعنت و ملامت کے قابل ہے۔ کیونکہ انہوں نے قیامت تک کی رسوائی اپنے حصے میں لے لی۔ (۳) اس شعر میں بادشاہ کو گرد کسان ملامت کر رہا ہے کہ جو حکومت حکمران کی غلط پالیسیوں اور مظالم کی وجہ تا قیام قیامت قابل ملامت ہو وہ بیکار ہے۔ (۴) ہر ظالم یہ سمجھتا ہے کہ میرا ظلم ناتواں لوگوں پر ہوتا ہے۔ اگر ظلم و تشدد کو انجام کے حوالے سے گہرائی کی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ ظلم ظالم خود اپنی ذات پر ڈھا رہا ہے۔ (۵) چونکہ اصل فیصلے روز محشر میں ہوں گے اس لیے میدان حشر میں تمام مظلوم ستمگروں کے گریبانوں میں نہ صرف ہاتھ ڈالیں گے بلکہ اس کی نیکیاں چھین کر اپنی برائیاں اس پر ڈال دیں گے۔ (۶) جب ناداروں کے گناہ ظالم کی گردن پر بوجھ بن کر پڑیں گے تو اس وقت ظالم اتنا شرمسار ہوگا کہ شرمندگی کی وجہ سے اس کی گردن جھکی ہوئی ہوگی۔ (۷) آج ظالم بادشاہ کا گدھوں پر مظالم و بیگار کا بوجھ ڈالنا عارضی ہے۔ لیکن کل قیامت کے دن بادشاہ کے لیے گدھوں کا بوجھ اٹھانا بہت مشکل ہو جائے گا۔ (۸) چونکہ اصل زندگی اخروی زندگی ہے۔ جو آدمی دنیا میں دوسروں کی ایذا رسانی کر کے سکون حاصل کرتا ہے وہ آخرت کے اعتبار سے بدبخت ہے۔ (۹) ہفتے کے سات دن ہوتے ہیں۔ پیدائش اور موت کا دن خارج کریں تو باقی پانچ دن رہ جاتے ہیں۔ دنیا کا عارضی آرام یہی پانچ دن تک محدود ہے۔ جبکہ آخرت کی تکلیف ختم ہونے والی نہیں۔ (۱۰) مخلوق کے آرام کے لیے ایسے ظالموں کا مرجانا بہتر ہے جو دنیا میں خلقت الٰہی کے لیے ایذا و تنگی کا باعث بنتے ہیں۔ کیونکہ ظالموں کی موت ہی سکون کا سبب ہوتی ہے۔

marfat.com

(۱) شہ: بادشاہ۔ این جملہ: یہ سب کچھ۔ بشنید: سُنا اس نے۔ چیزے: کوئی چیز۔ نگفت: نہ کہی اس نے۔ بربست: باندھ دیا۔ اسپ: گھوڑا۔ برنمد زیں: زین کے نمدے پر۔ بخفت: سوگیا۔ (۲) ہمہ شب: ساری رات۔ اختر شمرد: ستارے گنا کئے۔ سودا: فکر۔ اندیشہ: سوچ۔ خوابش: نیند اس کو۔ نبرد: نہ لے گئی۔ (۳) چوں: جب۔ مرغ سحر: صبح کا مرغ مراد عام مرغ اور اس کی بانگ۔ گوشش کرد: اس کے کانوں میں آئی۔ پریشانی شب: رات کی پریشانی۔ فراموش کرد: بھلا دی۔ (۴) سواراں: جمع سوار۔ ہمہ شب: ساری رات۔ بزک: جاسوس۔ تاختند: دوڑائے انہوں نے۔ سحرگہ: صبح کے وقت۔ پے اسپ: گھوڑے کی پیر۔ بشناختند: پہچان لی انہوں نے۔ (۵) دراں عرصہ: اس میدان میں۔ براسپ: گھوڑے پر۔ دیدند: دیکھا انہوں نے۔ دودیدند: دوڑے وہ۔ یکسر: ایکدم یا سارے۔ سپاہ: لشکری۔ (۶) بخدمت: خدمت میں۔ نہادند: رکھا انہوں نے۔ چو: مثل۔ شد: ہوگیا۔ از موج لشکر: لشکر کی موجوں سے۔ (۷) بزرگاں: جمع بزرگ۔ نشستند: بیٹھے وہ۔ خواں: دسترخوان۔ خواستند: طلب کیا انہوں نے۔ بخوردند: انہوں نے کھایا۔ بیاراستند: سجائی انہوں نے۔ (۸) چو: جب۔ شور طرب: مستی کا شور یا جوش۔ در نہاد: طبیعت میں آیا۔ آمدش: آیا اس کے۔ دہقان: گنوار دیہاتی۔ دوشینہ: گزشتہ رات والا۔ (۹) بفرمود: اس نے حکم دیا۔ جستند: انہوں نے ڈھونڈا۔ بستند: باندھا۔ بخواری: ذلت کے ساتھ۔ فگندند: ڈالدیا انہوں نے۔ پائے تخت: تخت کے نیچے۔ (۱۰) برآہیخت: کھینچ لی اس نے۔ شمشیر تیز: تیز تلوار۔ ندانست: نہ جانا اس نے۔ روئے گریز: بھاگنے کی طرف

۱	شہ ایں جملہ بشنید و چیزے نگفت	بربست اسپ و سر بر نمد زیں بخفت
	بادشاہ نے یہ سب کچھ سنا اور کچھ نہ بولا	گھوڑا باندھا اور زین کے نمدے پر سر رکھ کر لیٹ گیا
۲	ہمہ شب ز بیداری اختر شمرد	ز سودا و اندیشہ خوابش نبرد
	تمام رات بیداری میں ستارے گنے	پریشانی اور سوچ میں اس کو نیند نہ آئی
۳	چوں آواز مُرغ سحر گوشش کرد	پریشانئ شب فراموش کرد
	جب مرغ سحر کی آواز اس کے کان میں آئی	رات کی پریشانی کو بھول گیا
۴	سواراں ہمہ شب بزک تاختند	سحرگہ پے اسپ بشناختند
	تمام رات سوار ڈھونڈتے رہے	صبح کو انہوں نے گھوڑے کی پیر پہچانی
۵	دراں عرصہ بر اسپ دیدند شاہ	پیادہ دویدند یکسر سپاہ
	اس میدان میں انہوں نے گھوڑے اور بادشاہ کو دیکھا	تمام سپاہی پیدل دوڑ پڑے
۶	بخدمت نہادند سر بر زمیں	چو دریا شد از موج لشکر زمیں
	انہوں نے تعظیم میں زمین پر سر رکھ دیئے	لشکر کی پشتارے زمین سمندر بن گئی
۷	بزرگاں نشستند و خواں خواستند	بخوردند و مجلس بیاراستند
	بڑے لوگ بیٹھے اور انہوں نے دسترخوان طلب کیا	کھایا پیا اور محفل آراستہ کی
۸	چو شور طرب در نہاد آمدش	ز دہقان دوشینہ یاد آمدش
	جب اس کی طبیعت پر مستی کا جوش آیا	اس کو گزشتہ رات کا گاؤں والا یاد آیا
۹	بفرمود و جستند و بستند سخت	بخواری فگندند در پائے تخت
	اس نے حکم دیا وہ دوڑ پڑے اور اس کو مضبوط باندھا	ذلت کے ساتھ اسکو تخت کے پائے کے پاس ڈالدیا
۱۰	سیہ دل برآہیخت شمشیر تیز	ندانست بے چارہ روئے گریز
	جلاد نے تیز تلوار سونتی	وہ بے چارہ بھاگنے کا رخ نہ جان سکا

تشریح (۱) موقع کی نزاکت کے پیش نظر بادشاہ نے گرد کسان کی تمام کڑوی کسیلی باتیں سنیں اور خاموشی سے اپنا سر زمین پر رکھ کر نیند کی آغوش میں چلا گیا۔ (۲) لیکن بصد کوشش کے باوجود اسے نیند نہیں آئی کیونکہ کچھ گرد کسان کی تلخ باتیں اور کچھ تفکرات کا گھیراؤ نیند اور بادشاہ کے درمیان رکاوٹ بنے رہے۔ (۳) صبح سویرے مُرغ کی اذان سن کر بادشاہ چونک اٹھا اور اس کے ذہن پر سوار وہ تمام تفکرات کافور ہوگئے، جو بادشاہ کی بے آرامی کا سبب تھے۔ (۴) شکار کے تعاقب کی وجہ سے بادشاہ اپنی فوج سے الگ ہوگیا تھا جس کی وجہ سے بادشاہ کا لشکر اسے تلاش کرنے کے لیے ہر طرف پھیل گیا تھا۔ (۵) بادشاہ کے گھوڑے کے قدموں کے نشان دیکھ کر اس کے فوجی اس میدان کی طرف دوڑتے ہوئے آئے، جہاں بادشاہ کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ (۶) تمام سپاہی بطور تعظیم گردنیں جھکا کر کھڑے ہوگئے بلکہ مارے خوشی کے اپنے گھوڑوں پر سوار ہونا یاد نہ رہا۔ زمین انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہوگئی۔ (۷) تمام لشکر بادشاہ کو پاکر مطمئن ہوگیا اور لشکر کے سپہ سالاروں اور کمانڈروں نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا تاکہ بھوک کا جہنم بجھا سکیں۔ (۸) بھوک کی پیاس بجھانے کے بعد رنگ رلیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی دوران بادشاہ کو گرد کسان کا گستاخانہ رویہ یاد آگیا۔ (۹) چنانچہ بادشاہ نے حکم جاری کیا کہ اس گستاخ نوجیت کے گرد کسان کو تلاش کرکے میرے حضور پیش کیا جائے۔ چنانچہ اسے باندھ کر تخت کے سامنے ڈال دیا۔ (۱۰) ظالم بادشاہ نے گرد کسان کو اس کی گستاخی کا مزہ چکھانے کے لیے تلوار کھینچ لی اور بے بس گرد کسان کو راہ فرار نہ ملی۔

marfat.com

شعر	نمبر	شعر	لغات
شمرد آں دم از زندگی آخرش	۱	بگفت آنچہ گردید در خاطرش	(۱) شمرد: گنا اس نے۔ آں دم: اس وقت۔ آخرش: اس کا آخری۔ بگفت: اس نے کہا۔ آنچہ: جو کچھ۔ گردید: گھوما۔ خاطرش: اس کے دل۔
وہ سمجھ گیا اس کی زندگی کا آخری وقت ہے		جو کچھ اس کے مزاج میں آیا اس نے کہہ ڈالا	
نہ بینی کہ کارد چوں بر سر بود	۲	قلم را زبانش رواں تر بود	(۲) نہ بینی: نہیں دیکھتا تو۔ کارد: چاقو۔ بر سر: سر پہ۔ بود: ہوئے۔ قلم را: قلم کی۔ زبانش: اس کی زبان۔ رواں تر: زیادہ تیز۔
تونے نہیں دیکھا جب چاقو سر پر رکھا جاتا ہے		قلم کی نوک تیز ہو جاتی ہے	
چو دانست کز خصم نتواں گریخت	۳	بنا باکی او تیر ترکش بریخت	(۳) دانست: جان لیا اس نے۔ کز خصم: کہ دشمن سے۔ نتواں گریخت: نہیں بھاگ سکتا۔ بنا باکی: بے خوفی سے۔ تیر ترکش: ترکش کا تیر۔ بریخت: چلایا اس نے۔
جب اس نے سمجھ لیا کہ دشمن سے بچ کر نہیں بھاگ سکتا		اس نے بے باکی سے ترکش کے تیر گرا لیے	
سر ناامیدی برآورد و گفت	۴	شب گور در دہ محالست خفت	(۴) برآورد: نکالا یا اونچا کیا۔ گفت: اس نے کہا۔ شب گور: قبر کی رات۔ در دہ: دیہات میں۔ محالست: محال ہے۔ خفت: ماضی بعید بمعنی مصدر سونا۔
مایوسی کا سر اٹھایا اور کہا		قبر میں سونے کی رات کو گاؤں میں سونا ممکن	
زنا مہربانی کہ در دورِ تست	۵	ہمہ عالم آوازۂ جور تست	(۵) زنا مہربانی: بے رحمی سے۔ کہ: جو کہ۔ در دورِ تست: تیرے زمانہ میں ہے۔ ہمہ عالم: سارا جہان۔ آوازہ: شہرت۔ جور تست: تیرے ظلم کا ہے۔
اس بے رحمی سے جو تیرے دور میں ہے		تمام عالم میں تیرے ظلم کا شہرہ ہے	
نہ من کردم از دست جورت نفیر	۶	کہ خلقے ز خلقے یکے کشتہ گیر	(۶) نہ من کردم: میں نے ہی نہیں کی۔ دست جورت: تیرا ظلم کا ہاتھ۔ نفیر: فریاد۔ کہ خلقے: بلکہ ایک مخلوق نے۔ ز خلقے: مخلوق میں سے۔ یکے: ایک کو۔ کشتہ گیر: مرا سمجھ لے۔
صرف میں ہی تیرے ظلم کے ہاتھ سے نالاں نہیں ہوں		بلکہ تمام مخلوق، تمام مخلوق سے ہر ایک مرا ہوا سمجھ	
عجب کز منت بر دل آمد درشت	۷	بکش گر توانی ہمہ خلق کشت	(۷) عجب: تعجب ہے۔ کز منت: مجھ سے تجھ کو۔ اسکی ناؤں کے ساتھ لگتی ہے یعنی تیرے دل پر آیا آئی۔ درشت: سخت۔ بکش: مار ڈال۔ گر توانی: اگر تو طاقت رکھتا ہے۔ ہمہ خلق کشت: ساری خلقت کو مارنا۔
تعجب ہے کہ صرف میرا کہنا ہی تجھے گراں گزرا		اگر مار سکتا ہے تو سب کو مار ڈال	
اگر سخت آمد نکوہشش ز من	۸	بانصاف بیخ نکوہش بکن	(۸) سخت: سخت تجھ کو۔ آمد: آئی۔ نکوہش: بدگوئی۔ ز من: مجھ سے۔ بانصاف: انصاف سے۔ بیخ نکوہش: برائی کی جڑ۔ بکن: اکھیڑ دے۔
اگر میری بدگوئی تجھے گراں گزری ہے		تو انصاف سے کام لے کر بدگوئی کی جڑ کو ختم کردے	
ترا چارہ از ظلم برگشتن است	۹	نہ بیچارۂ بے گناہ کشتن است	(۹) ترا: تجھ کو۔ چارہ: علاج۔ برگشتن: پھر جانا۔ کشتن: مار ڈالنا۔
تیری تدبیر ظلم چھوڑ دینا ہے		نہ کہ ایک بیچارے بے گناہ کو قتل کرنا	
چو بیداد کردی توقع مدار	۱۰	کہ نامت بہ نیکی رود در دیار	(۱۰) چو: جب۔ بیداد: ظلم۔ کردی: کیا تونے۔ توقع: امید۔ مدار: امید مت رکھ۔ کہ نامت:
جب تونے ظلم کیا ہے تو توقع نہ رکھ		کہ تیرا نام ملکوں میں نیکی سے پھیلے گا	

تیرا نام۔ بہ نیکی: نیکی سے۔ رود: جاوے گا۔ در دیار: ملکوں میں۔

تشریح: (۱) کُرد کسان نے بھانپ لیا کہ اب موت سے بھاگنا دشوار و ناممکن ہے اسلئے مرتا کیا نہ کرتا کے بمصداق اس نے بادشاہ کے سامنے حق گوئی و دلیری کا مظاہرہ کیا۔ (۲) یہ ایک تسلیم شدہ مشاہدہ ہے کہ جب چاقو قلم کے سر پر چلتا ہے تو قلم کی نوک انتہائی تیز اور باریک ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس کی زبان میں تیزی آ گئی۔ (۳) جب دشمن کا محاصرہ تنگ ہو جاتا ہے تو پھر راستہ نکالنے کیلئے تمام تیر چلا دیئے جاتے ہیں۔ کُرد کسان نے بھی عوام کے ناگفتہ بہ حالات سنا کر اپنی زبان کے تمام تیر چلا دیئے۔ (۴) کُرد کسان بے کسی اور موت کی ملی جلی کیفیت کے پیش نظر بادشاہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ جو رات قبر میں آنی ہے وہ گاؤں میں کبھی نہیں آ سکتی۔ (۵) اے بادشاہ! تیرا جبر و تشدد اس قدر پھیل چکا ہے کہ تیری رعیت کا ہر فرد تجھ سے نالاں ہے مگر تیرے خوف سے بولنے کی جرأت نہیں رکھتا۔

(۶) یہ صرف میں ہی نہیں جو تیرے ظلم کے سامنے فریاد کر رہا ہے بلکہ رعیت کا ہر فرد ظلم کا فریادی ہے۔ لیکن میرے ایک کے مر جانے سے کسی کی فریاد ختم نہ ہوگی۔

(۷) اگر ایسا وقت آ گیا کہ رعیت کے تمام لوگ فریادی بن کر اٹھ کھڑے ہوں تو پھر کس کس کا قتل کرے گا۔ صرف میری بات ہی تجھے ناگوار کیوں گزری ہے۔

(۸) میری تنقید تجھے گراں گزری ہے تو پھر حق کا تقاضی ہے کہ تو ظلم کرنا چھوڑ دے۔ کیونکہ یہی ظلم ہی تو ہے جو تیری تنقید کا سبب ہے۔ (۹) بے گناہ فریادیوں کو قتل کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ فساد اور تنقید کی اصل بنیاد ظلم ہے۔ لہٰذا ظلم کو چھوڑ دینا اصل علاج ہے۔ (۱۰) بدکردار اور ظالم کا انجام رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ ان چیزوں سے نیک نامی ناممکن ہے۔ سچ ہے کہ یہ چیزیں ذلت و رسوائی کا سامان ہیں۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
ندانم کہ چوں خسپدت دیدگان	۱	نخفتہ زدستت ستم دیدگان
میں نہیں سمجھتا، تیری آنکھیں کیسے سوتی ہیں		جب تیرے ہاتھ کے ستائے ہوئے نہیں سوتے ہیں
بداں کے ستودہ شود پادشاہ	۲	کہ خلقش ستایند در بارگاہ
سمجھ لے اس طرح بادشاہ قابل تعریف کب ہو سکتا ہے		کہ لوگ دربار میں اس کی تعریف کریں
چہ سود آفریں برسرِ انجمن	۳	پس چرخہ نفریں کناں مرد و زن
لوگوں کے مجمع میں تعریف کا کیا فائدہ		جب مرد و عورت پیٹھ پیچھے ملامت کریں
گرفت ایں سخن شاہِ ظالم بگوش	۴	زسرمستیٔ غفلت آمد بہوش
یہ بات ظالم بادشاہ کے کان میں پڑی		غفلت کی سرمستی سے ہوش میں آگیا
دراں دہ کہ طالع نمودش بہی	۵	دہی را بہ بخشید فرماندہی
جس گاؤں میں اس کے نصیبہ نے بہتری دکھائی		وہاں کی سرداری اس گاؤں والے کو دے دی
بیاموزی از عالماں عقل و خوئی	۶	نہ چنداں کہ از جاہل عیب جوئی
تو عقل و اخلاق عالموں سے سیکھتا ہے		لیکن اس قدر نہیں جسقدر عیب جو جاہل سے
زدشمن شنو سیرتِ خود کہ دوست	۷	ہرآنچہ از تو آید بچشمش نکوست
اپنے حالات دشمن سے سن اس لیے کہ دوست تو		جو کچھ تجھ سے ہوتا ہے اس کی آنکھ کو بھاتا ہے
ستائش سرایاں نہ یار تو اند	۸	ملامت کناں دوستدار تو اند
تعریف کرنے والے تیرے دوست نہیں ہیں		ملامت کرنے والے تیرے دوست ہیں
ترش روئے بہتر کند سرزنش	۹	کہ یارانِ خوش طبع شیریں منش
بد مزاج، بہتر سرزنش کرتا ہے		نہ کہ خوش مزاج، میٹھی طبیعت دوست
ازیں بہ نصیحت نگوید کست	۱۰	دگر عاقلی یک اشارت بست
تجھے اس سے بہتر کوئی نصیحت نہ کرے گا		اور اگر تو سمجھدار ہے تو ایک اشارہ کافی ہے

(۱) ندانم: میں نہیں جانتا۔ چوں: کیسے۔ خسپدت: سوتی ہیں تیری، اسکی "ت" دیدگان کے پیچھے لگتی ہے۔ نخفتہ: نہیں سوئے۔ زدستت: تیرے ہاتھ سے۔ ستم دیدگان: ظلم دیکھے ہوئے۔
(۲) بدآں: اسکے ساتھ کہ۔ کے: کب۔ ستودہ شود: قابل تعریف ہو۔ خلقش: مخلوق اسکو۔ ستایند: تعریف کرے۔
(۳) چہ: کیا۔ سود: فائدہ۔ آفریں: شاباش۔ برسرِ انجمن: محفل میں۔ پس چرخہ: پیٹھ پیچھے۔ نفریں کناں: ملامت کرنے والے۔ مرد و زن: مرد اور عورتیں۔ (۴) گرفت: لے لی۔ ایں سخن: یہ بات۔ بگوش: کان میں۔ زسرمستی غفلت: غفلت کی مستی سے۔ آمد: آیا وہ۔ بہوش: ہوش میں۔
(۵) دراں دہ: اس دیہات میں۔ کہ طالع: نصیب۔ نمودش: دکھائی اس کو۔ بہی: بہتری۔ دہی: دیہاتی۔ بخشید: بخش دی۔ فرماندہی: حکمرانی۔ (۶) بیاموزی: سیکھے گا تو۔ از عالماں: عالموں سے۔ خوئی: عادت اور اخلاق۔ نہ چنداں کہ: نہ اسقدر کہ۔ جاہل عیب جو: عیب ڈھونڈنے والا جاہل۔ (۷) بشنو: سن۔ سیرت خود: اپنے وصف۔ ہرآنچہ از تو: جو کچھ کہ تجھ سے۔ آید: آوے۔ بچشمش: اسکی نگاہوں میں۔ نکوست: اچھا ہے۔
(۸) ستائش سرایاں: تعریف کرنے والے۔ نہ یار تو: تیرے یار نہیں۔ اند: ہیں۔ ملامت کناں: ملامت کرنے والے۔ دوستدار تو: تیرے دوست۔ (۹) ترش رُو: جسکے چہرے پر بل پڑے ہیں یعنی بد مزاج۔ کند: کرتا ہے۔ سرزنش: تنبیہ۔ کہ: یعنی از آں ہے۔ شیریں منش: میٹھی طبیعت والا۔ (۱۰) ازیں بہ: اس سے بہتر۔ نگوید: نہیں کہے گا۔ کست: کوئی شخص تجھ کو۔ عاقلی: عقلمند ہے تو۔ اشارت: اشارہ۔ بست: تجھ کو کافی ہے۔

تشریح: (۱) نہ جانے ظالم لوگ راتوں کو میٹھی نیند کیسے سوتے ہیں۔ حالانکہ ان کے زخم خوردہ و ستم رسیدہ لوگوں کی راتیں آہ و زاری میں کٹتی ہیں۔ (۲) اصل تعریف وہ ہوتی ہے جو پس پشت کی جائے۔ کیونکہ ایسی تعریف میں حرص و طمع نہیں ہوتا جبکہ منہ پر تعریف کرنا خوشامد و لالچ سے خالی نہیں ہوتا۔ (۳) کسی مجلس میں شاباش دینا سود مند نہیں جبکہ پس پشت تمام مرد و خواتین لعنت بھیجتے ہوں۔ اس نوعیت کی آفرین خوشامدانہ ہوتی ہے۔ (۴) کرد کسان کی حق گوئی و بیباکی سے متاثر ہو کر بادشاہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ چنانچہ اسے اپنے موقف میں حق بجانب گردانا۔ (۵) چونکہ کرد کسان نے بادشاہ کے دماغ سے ظلم کی تاریکی ختم کی تھی اس لیے بادشاہ نے اسے اسی گاؤں کی حکمرانی سونپ دی۔ (۶) علم اور نصیحت پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہوتی۔ اسی لیے بعض مرتبہ جاہلوں سے بھی علم و نصیحت کے ایسے موتی مل جاتے ہیں جو علماء کے پاس بھی نہیں ہوتے۔ (۷) اگر کوئی شخص اپنی کردار نگاری کا آئینہ دیکھنے کا خواہشمند ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دشمن سے رابطہ کرے۔ کیونکہ اس کی تنقید و تعریف صحیح معنوں میں ہوگی۔ (۸) جا بے جا تعریف کرنے والے کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خوشامدی دوست حملہ آور دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ اصل دوست ناقد ہوتا ہے۔ (۹) بد مزاج شخص کی تنقید ہی درحقیقت صحیح تنقید ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ چھوٹی بڑی باتوں کے بغیر نقد و تبصرہ کرتا ہے۔ یہ شیریں مزاج دوست سے بہتر ہے۔
(۱۰) شیخ سعدیؒ کی نصیحت سے بہتر اور نصیحت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ عقل مند کے لیے صرف اشارہ کافی ہوتا ہے۔ مگر یہاں تو شیخ نے پوری حکایت سنادی۔

marfat.com

حکایت

کہانی

چوں دورِ خلافت بماموں رسید	۲	یکے ماہ پیکر کنیزک خرید
جب مامون کا دورِ خلافت آیا		ایک چاند جیسے جسم والی لونڈی خریدی
بچہر آفتابے بہ تن گل بنے	۳	بعقل خردمند بازی کنے
چہرے کے اعتبار سے آفتاب جسم کے لحاظ سے پھولوں کی طرح		عقل مند کی عقل سے کھیلنے والی
بخونِ عزیزاں فرو بردہ چنگ	۴	سرِ انگشتہا کردہ عناب رنگ
عاشقوں کے خون میں چنگل ڈبوئے ہوئے		انگلیوں کے سروں کو عنابی بنائے ہوئے
برابروئے عابد فریبش خضاب	۵	چو قوسِ قزح بود بر آفتاب
اس کی عابد فریب ابرو پر نیل		ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ آفتاب پر دھنک کمان
شبِ خلوت آں لعبتِ حور زاد	۶	مگر تن در آغوشِ ماموں نداد
خلوت کی رات میں اس حور کی نسل کی گڑیا نے		شاید اپنے آپ کو مامون کی بغل کے سپرد نہ کیا
گرفت آتشِ خشم دروئے عظیم	۷	سرش خواست کردن چو جوزا دو نیم
غصہ کی بہت بڑی آگ اس میں بھڑک اٹھی		اس نے اسکے سر کو جوزا کی طرح دو ٹکڑے کر دینا چاہا
بگفتا سر اینک بشمشیرِ تیز	۸	بیندازو بامن مکن خفت و خیز
وہ بولی یہ سر موجود ہے اس کو تیز تلوار سے		اتار پھینک اور میرے ساتھ سونا اور نشست و برخاست نہ کر
بگفت از کہ بر دل گزند آمدت	۹	چہ خصلت زمن ناپسند آمدت
اس نے کہا کسی سے تیرے دل کو تکلیف پہنچی ہے		میری کون سی عادت تجھے ناپسند آئی ہے
بگفت ار کشی ور شگافی سرم	۱۰	زبوئے دہانت بر رنج اندرم
وہ بولی اگر تو مجھے مار بھی ڈالے اور میرے سر کو پھاڑ دے		تیرے منہ کی بدبو سے مجھے تکلیف ہے

(۱) حکایت: کہانی۔ (۲) چوں: جب۔ ماموں: بنو عباس کا ایک عظیم الشان خلیفہ۔ رسید: پہنچا، پہنچے۔ یکے: ایک۔ ماہ پیکر: چاند جیسے جسم والی۔ کنیزک: چھوٹی سی باندی۔ خرید: اس نے خریدی۔ (۳) بچہر: چہرے کے اعتبار سے۔ آفتابے: ایک آفتاب۔ بہ تن: بدن کے اعتبار سے۔ گل بنے: ایک گلاب کی شاخ۔ خردمند: عقل مند۔ بازی: کھیل۔ کنے: کھیلنے والی۔ (۴) بخونِ عزیزاں: دوستوں کے خون میں۔ فرو بردہ: ڈبوئے ہوئے۔ چنگ: چنگل۔ سرِ انگشتہا: انگلیوں کے سرے۔ کردہ: کئے ہوئے۔ (۵) عابد فریبش: اس کی عابد کو فریب دینے والی۔ خضاب: سبز رنگ کا وسمہ۔ چو: مثل۔ قوسِ قزح: دھنک رنگ۔ بود: تھا۔ بر آفتاب: سورج پر۔ (۶) شبِ خلوت: تنہائی کی شب۔ لعبت: گڑیا۔ حور زاد: حور کی جنی ہوئی یعنی حوروں جیسی۔ مگر: شاید۔ تن: جسم۔ در آغوشِ ماموں: مامون کی آغوش میں۔ نداد: نہ دیا۔ (۷) گرفت: پکڑی۔ آتشِ خشم: غصہ کی آگ۔ دروئے: اس میں۔ عظیم: یہ آتش کی صفت ہے یعنی بڑی آگ۔ سرش: اس کا سر۔ خواست کردن: کرنا چاہا۔ چو جوزا: جوزا کی طرح۔ جوزا فرضی برج کا نام ہے جو جڑے ہوئے دو آدمیوں کی طرح ہے۔ دو نیم: دو ٹکڑے۔ (۸) بگفتا: اس نے کہا۔ سر اینک: یہ سر ہے۔ بشمشیرِ تیز: تیز تلوار سے۔ بینداز: اتار ڈال۔ بامن: میرے ساتھ۔ مکن: مت کر۔ خفت و خیز: ماضی بمعنی مصدر یعنی سونا اور اٹھنا مراد جماع۔ (۹) از کہ: کس سے۔ گزند: تکلیف۔ آمدت: آئی تجھ کو یعنی تا دل کے ساتھ لگتی ہے یعنی تیرا دل۔ چہ: کیا۔ خصلت: عادت۔ زمن: مجھ سے۔ آمدت: آئی تجھ کو۔ (۱۰) ار کشی: اگر تو مجھ کو مار ڈالے۔ ور: اور اگر۔ شگافی: پھاڑ ڈالے تو۔ سرم: میرا سر۔ زبوئے دہانت: تیری گندہ دہنی سے۔ بر رنج: تکلیف میں۔ اندرم: ہوں میں۔

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بہترین دوست وہ ہے جو اپنے کسی دوست کے منہ پر اس کے عیوب کہہ دے تاکہ اس کی اصلاح ممکن ہو۔ (۲) اس شعر میں خلیفہ مامون رشید کے دور کا ذکر کرتے ہوئے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں مامون نے ایک حسین ترین نازک سی لونڈی خریدی تھی۔ (۳) اس شعر میں مامون رشید کی خرید کردہ لونڈی کے حسن کو چاند اور گلاب سے تشبیہ دی گئی کہ وہ غنچہ دہن، شیریں سخن اور گلبدن تھی جسے دیکھ کر عقلیں دنگ ہوتی تھیں۔ (۴) اس خوبصورت لونڈی کو حاصل کرنے کے لیے علاقے میں قتل و غارت ہوتی تھی۔ اس لیے اس کی انگلیوں کی سرخی کو خون میں ڈبو کر رنگین کرنے سے تشبیہ دی گئی۔ (۵) اس شعر میں بھی مامون کی لونڈی کے ابروؤں کو خضابی رنگت سے تشبیہ دیتے ہوئے انہیں بڑے بڑے عبادت گزاروں کے بہکنے کا سامان قرار دیا گیا ہے۔ (۶) چونکہ وہ لونڈی مامون کی زر خرید تھی اس لیے وہ اسے اپنی خلوت گاہ میں لے گیا جب وہ مامون کی خوابگاہ میں گئی تو مامون کو اپنے قریب نہ آنے دیا۔ (۷) جب مامون نے بالجبر اسے اپنی آغوش میں لینے کی کوشش کی تو وہ خوبصورت لونڈی اس طرح غصے میں آئی کہ اس کا سر پھاڑ کر جوزا کی شکل میں بدل دے گا۔ (۸) خوبصورت لونڈی نے مامون سے کہا کہ میرا سر تن سے جدا کر دے یہ سزا قبول ہے لیکن مجھے تمہارا دست درازی کا عمل قطعاً پسند نہیں۔ (۹) مامون نے اپنی خوبصورت لونڈی کی بات سن کر دریافت کیا کہ تجھے میرے کسی عزیز یا خود میری طرف سے کون سی ایسی تکلیف پہنچی جس کے باعث تو رنجیدہ ہے۔ (۱۰) مامون کا سوال سن کر خوبصورت لونڈی نے یوں جواب دیا کہ میری رنجیدگی کی وجہ کوئی گزند نہیں ہے۔ بلکہ خود تمہارے اپنے منہ کی بدبو میری تکلیف کا باعث ہے۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	کشد تیر پیکار و تیغ ستم	بیک بار و بوئے دہاں دمبدم
	جنگ کا تیر اور ستم کی تلوار مار ڈالتی ہے	یک بارگی اور منہ کی بدبو پے در پے
۲	شنید ایں سخن سرورِ نیک بخت	بشورید و برخود بہ پیچید سخت
	نیک بخت بادشاہ نے یہ بات سنی تو	پریشان ہو گیا اور اپنے اوپر سخت پیچ و تاب کھانے لگا
۳	دلش گرچہ درحال ازو رنجہ شد	دوا کرد و خوشبوی چو غنچہ شد
	اگرچہ فی الحال اس کا دل اس سے رنجیدہ ہوا	دوا اور خوشبو لگائی تو غنچہ ہو گیا
۴	پری چہرہ را ہمنشیں کرد و دوست	کہ ایں عیب من گفت یار من اوست
	اس نے پری چہرہ کو ہمنشیں اور دوست بنایا	کہ اس نے میرا عیب بتا دیا یہ میرا دوست ہے
۵	بنزد من آں کس نکوخواہ تست	کہ گوید فلاں خار در راہِ تست
	میرے نزدیک تیرا خیر خواہ وہ ہے	جو بتاوے کہ تیرے راستہ میں فلانہ کانٹا ہے
۶	بگمراہ گفتن نکو مے روی	جفائے تمامست و جورِ قوی
	غلط راستہ چلنے پر یہ کہنا کہ تو ٹھیک جا رہا ہے	پورا ستم اور بہت بڑا ظلم ہے
۷	ہر آنگہ کہ عیبت نگویند پیش	ہنر دانی از جاہلی عیبِ خویش
	جب کہ تیرا عیب سامنے نہ بتائیں	تو نادانی سے اپنے عیب کو ہنر سمجھے گا
۸	مگو شہد شیریں شکر فائق ست	کسے را کہ سقمونیا لائق ست
	مت کہہ شہد شیریں ہے اور شکر بڑھ کر ہے	اس شخص سے جو سقمونیا کے لائق ہے
۹	چہ خوش گفت یک روز دارو فروش	شفا بایدت داروئے تلخ نوش
	ایک روز ایک دارو فروش نے کیا اچھی بات کہی ہے	اگر تجھے شفا چاہیے تو کڑوی دوا پی
۱۰	بپرویزن معرفت بیختہ	بشہدِ عبادت برآمیختہ
	جو معرفت کی چھلنی میں چھنی ہوئی ہو	اور عبادت کے شہد میں ملی ہوئی ہو

(۱) کشد: مارتی ہے۔ تیر پیکار: لڑائی کے تیر۔ تیغ ستم: ظلم کی تلوار۔ بیک بار: ایک ہی دفعہ۔ بوئے دہاں: منہ کی بدبو۔ دمبدم: بار بار۔ (۲) شنید: سُنی۔ ایں سخن: یہ بات۔ سرور: سردار۔ نیک بخت: نیک نصیب۔ بشورید: پریشان ہوا۔ برخود: اپنے آپ پر۔ بپیچید: پیچ و تاب کھائے۔ سخت: بہت۔ (۳) دلش: اس کا دل۔ درحال: فی الحال۔ ازو: اس سے۔ رنجیدہ شد: تکلیف والا ہو گیا۔ کرد: کیا۔ چو غنچہ: غنچہ کی طرح۔

(۴) پری چہرہ: پری کے چہرے والی۔ کرد: کیا۔ اتی: اس نے۔ عیب من: میرے عیب۔ گفت: اس نے کہا۔ یار من: میرا یار۔ اوست: وہی ہے۔ (۵) بنزد من: میرے نزدیک۔ آں کس: وہ شخص۔ نکوخواہ: خیر خواہ۔ تست: تیرا ہے۔ گوید: کہے وہ۔ خار: کانٹا۔ در راہ تست: تیری راہ میں ہے۔ (۶) بگمراہ: گمراہ کو۔ گفتن: کہنا۔ نکو: ٹھیک۔ مے روی: جا رہا ہے تو۔ جفائے تمامست: پوری جفا ہے۔ جور قوی: زبردست ظلم۔ (۷) ہر آنگہ: جس وقت۔ کہ عیبت: تیرے عیب۔ نگویند: نہ کہیں۔ پیش: سامنے۔ دانی: جانے تو۔ از جاہلی: جہالت سے۔ عیب خویش: اپنے عیب۔ (۸) مگو: مت کہہ۔ فائق: برتر، بڑھ کر۔ ست: ہے۔ کسے را کہ: جس کو کہ۔ سقمونیا: ایک جلاب، کڑوی دوا۔ لائق ست: مناسب ہے۔ (۹) چہ: کیا۔ خوش گفت: خوب کہا۔ یک روز: ایک دن۔ دارو فروش: دوا بیچنے والے نے۔ شفا: صحت۔ باید: تجھ کو چاہیے۔ دارو: دوا۔ تلخ: کڑوی دوا۔ نوش: پی۔ (۱۰) پرویزن: چھلنی۔ معرفت: خدا کی پہچان۔ بیختہ: چھنی ہوئی۔ بشہد عبادت: عبادت کے شہد سے۔ برآمیختہ: ملائی ہوئی۔

تشریح: (۱) تیر اور تیغ سے آدمی ایک ہی بار قتل ہو جاتا ہے لیکن تیرے منہ کی بدبو مجھے بار بار قتل ہی نہیں کرتی بلکہ میرے لیے ہر وقت کا عذاب بھی ہو گی۔ (۲) مامون لونڈی کی بات سن کر دل ہی دل میں سٹپٹانے لگا اور اپنے آپ سے عہد کیا کہ علاج کے ذریعہ بیماری کا علاج کر کے منہ کی بدبو زائل کر دے گا۔ (۳) علاج کرانے کے بعد اس کے منہ کی قابل نفرت بدبو ایسی زائل ہوئی کہ اس کے منہ سے غنچوں جیسی خوشبوؤں کی مہک اٹھنے لگی۔ (۴) اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے یہ پیغام دیا ہے کہ تیرا اچھا دوست وہ ہے جو تجھے تیری ہر ایسی برائی سے آگاہ کرے جو چاہت کی راہ میں مانع ہو۔ (۵) انسان کا صحیح معنوں میں وہی شخص خیر خواہ ہو سکتا ہے جو اسے ہر وقت گم گشتہ راہ سے ہٹانے اور راست پر رکھنے کی فکر میں لگا رہے۔ (۶) غلط راہ پر چلنے والے کو داد دینا یہ اس سے خیر خواہی نہیں بلکہ اس سے دشمنی بھی اور ظلم بھی ہے۔ کیونکہ وہ اسے انجام بد کی طرف دھکیل رہا ہے۔ (۷) جب کسی عیب پر روک ٹوک نہ کی جائے تو اسے عیب ہی نہیں سمجھا جاتا۔ اس لیے سچا دوست وہ ہے جو عیوب پر ٹوکتا ہے۔ (۸) صفراوی مرض میں مبتلا شخص کے لیے سقمونیا جیسی کڑوی دوا ہی مفید ہو سکتی ہے۔ اسے شہد یا شکر جیسی میٹھی چیز نقصان دے گی۔ (۹) یہاں طبیب سے روحانی طبیب مراد ہے۔ چنانچہ اس کا کہنا صحیح ہے کہ شفایابی کے لیے کڑوی دواؤں کا استعمال انتہائی مفید و کارگر ہوتا ہے۔ (۱۰) اس شعر میں کڑوی دواؤں کے لازمی اجزاء بیان کیے گئے ہیں۔ جو تکلیفات شرعیہ کی صورت میں ہیں۔ ان میں معرفت و عبادت کے آمیزے شامل ہیں۔

marfat.com

حکایت

کہانی

شنیدم کہ از نیک مردے فقیر	۲	دل آزردہ شد بادشاہے کبیر
میں نے سنا ہے کہ ایک نیک مرد فقیر سے		ایک بڑا بادشاہ دل آزردہ ہو گیا
مگر بر زبانش حقے رفتہ بود	۳	ز گردن کشی بروئے آشفتہ بود
شاید اس کی زبان پر کوئی حق بات آگئی ہوگی		وہ تکبر کی وجہ سے اس پر ناراض تھا
بزنداں فرستادش از بارگاہ	۴	کہ زور آزمایست بازوئے شاہ
اس کو دربار سے قید خانہ میں روانہ کر دیا		اس لئے کہ بادشاہ کا بازو قوی ہوتا ہے
ز یاراں یکے گفت اندر نہفت	۵	مصالح نبود ایں سخن گفت گفت
دوستوں میں سے کسی نے اس سے چپکے سے کہا		یہ بات کہنی مناسب نہ تھی، اس نے کہا
رسانیدن امر حق طاعت ست	۶	ز زنداں نترسم کہ یک ساعت ست
سچی بات کہہ دینا عبادت ہے		میں قید خانے سے نہیں ڈرتا کیونکہ تھوڑی دیر کیلئے ہے
ہماں دم کہ در خفیہ ایں راز رفت	۷	حکایت بگوشِ ملک باز رفت
اسی وقت جبکہ یہ راز کی بات چپکے سے ہوئی		خبر بادشاہ کے کان میں پڑ گئی
بخندید کو ظن بے ہودہ برد	۸	نداند کہ خواہد دراں حبس مرد
وہ ہنسا کہ اس کا بیہودہ خیال ہے		وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ جیل خانہ میں مریگا
غلامے بدرویش برد ایں پیام	۹	بگفتا بخسرو بگو اے غلام
ایک غلام یہ پیام درویش کے پاس لے گیا		وہ بولا اے غلام بادشاہ سے کہہ دے
کہ دنیا ہمیں ساعتے بیش نیست	۱۰	غم و خرمی پیشِ درویش نیست
کہ دنیا ہی تھوڑی دیر سے زیادہ نہیں ہے		غم اور خوشی درویش کے نزدیک کچھ نہیں ہے

(۱) حکایت: کہانی۔ (۲) شنیدم: میں نے سنا۔ نیک مردے فقیر: فقیر نیک مرد۔ دل آزردہ: رنجیدہ دل شد: ہو گیا۔ بادشاہے: ایک بادشاہ۔ کبیر: بڑا۔ (۳) مگر: شاید۔ بر زبانش: اس کی زبان پر۔ حقے: کوئی حق بات۔ رفتہ: چل گئی تھی۔ گردن کش: گردن کھینچنا مراد تکبر۔ بروئے: اس پر۔ آشفتہ: برہم، ناراض۔ (۴) بزنداں: قید میں۔ فرستادش: بھیج دیا اس کو۔ بارگاہ: دربار۔ زور آزمایست: طاقت ور ہے۔ بازوئے شاہ: بادشاہ کا بازو۔ (۵) ز یاراں: یاروں میں سے۔ یکے: ایک۔ گفت: کہا۔ اندر نہفت: پوشیدگی میں۔ مصالح: جمع مصلحت۔ نبود: نہ تھا۔ سخن: بات۔ گفت: کہنی بمعنی مصدر گفتن۔ گفت: اس نے کہا یعنی فقیر نے۔ (۶) رسانیدن: پہنچانا۔ امر حق: حق بات۔ طاعت: عبادت۔ زنداں: قید خانہ۔ نترسم: نہیں ڈرتا میں۔ یک ساعت: ایک گھڑی۔ (۷) ہماں دم: اسی وقت۔ در خفیہ: پوشیدگی میں۔ ایں راز: یہ راز۔ رفت: چلا۔ بگوش ملک: بادشاہ کے کان میں۔ باز رفت: نکل گئی۔ (۸) بخندید: وہ ہنسا۔ کو: کہ او: اس نے۔ ظن: گمان۔ برد: لے گیا۔ نداند: نہیں جانتا۔ خواہد: یہ مرد کے اور رنگ کرے گا۔ دراں حبس: اسی قید میں۔ (۹) غلامے: ایک لڑکا۔ برد: لے گیا۔ بگفتا: اس نے کہا۔ بخسرو: بادشاہ کو۔ بگو: کہہ۔ (۱۰) ہمیں: یہی۔ ساعتے: ایک گھڑی۔ بیش: زیادہ۔ نیست: نہیں ہے۔ خرمی: خوشی۔ پیش: سامنے۔ درویش: فقیر۔ نیست: نہیں ہے۔

تشریح (۱) اس حکایت میں بتایا گیا ہے کہ بادشاہ سمیت کسی شخص کے ناراض ہونے کے ڈر سے حق گوئی کا فریضہ چھوڑ نہیں دینا چاہیئے۔ (۲) اس شعر میں شیخ سعدیؒ اپنی سنی ہوئی حکایت بیان کرتے ہیں کہ کسی فقیر نے بادشاہ کے سامنے حق گوئی کا مظاہرہ کیا تو بادشاہ اس سے ناراض ہو گیا۔ (۳) ممکن ہے کہ فقیر نے بادشاہ کے سامنے برملا بے باکی سے حق بیان کر دیا ہو اور بادشاہ تکبر کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گیا ہو۔ (۴) بادشاہ وقت کا حکمران ہونے کی وجہ سے اپنی من مانی کرنے میں بے خوف تھا۔ فقیر بے بس تھا۔ بادشاہ نے اس فقیر کو جیل خانے میں قید کر ڈالا۔ (۵) فقیر کے کسی دوست نے ازراہ ہمدردی یہ کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا کہ بادشاہ کے سامنے ایسی بات کہہ دی جس کی پاداش میں آج تم جیل میں ہو۔ (۶) فقیر نے اپنے دوست سے بھی حق بات کہی کہ دنیا کی تکلیفیں عارضی ہیں اور کسی نہ کسی طرح برداشت ہو جاتی ہیں، لیکن حق چھپانے کی سزا دائمی اور ناقابل برداشت ہے۔ (۷) فقیر اور اس کے دوست کی سرگوشی میں ہونے والی گفتگو کو کسی چغل خور نے بادشاہ تک یہ بات پہنچائی کہ فقیر تو اب بھی اسی نوعیت کی باتیں کرتا ہے۔ (۸) بادشاہ یہ سن کر ہنسا اور کہا کہ فقیر کا یہ خیال غلط ہے کہ چند دنوں تک مجھے رہائی مل جائے گی۔ ایسا ناممکن ہے۔ وہ اسی جیل میں ہی مر کھپ جائے گا۔ (۹) تادم مرگ جیل سے نہ نکلنے کا شاہی فرمان سن کر لڑکے نے فقیر سے بادشاہ کے ارادے بیان کر دیئے۔ فقیر نے یہ سن کر بادشاہ کو پیغام بھجوایا۔ (۱۰) کہ یہ دنیا عارضی اور چند روزہ ہے۔ اس کی تکلیفیں بھی عارضی اور چند دنوں کی ہیں۔ ایک درویش کی نظر میں عارضی خوشی وغمی کی کوئی اہمیت نہیں۔

marfat.com

۱	نہ گر دستگیری کنی خرّمم اگر تو دستگیری کرے تو میں خوش نہیں ہوں	نہ گر سر بری در دل آید غمم اگر تو سر قلم کرے تو میرے دل میں غم نہ آئیگا
۲	ترا گر سپاہست و فرمان و گنج تیرے پاس اگر لشکر اور حکم اور خزانہ ہے	مرا گر عیال ست حرمان و رنج میرے پاس اگر بال بچے اور محرومی اور غم ہے
۳	بدروازۂ مرگ چوں در شویم جب ہم موت کے دروازے میں داخل ہونگے	بیک ہفتہ با ہم برابر شویم ایک ہفتہ میں برابر ہو جائیں گے
۴	منہ دل بریں دولت پنج روز اس چند روزہ دولت سے دل نہ لگا	تن خویشتن را بآتش مسوز اپنا جسم آگ میں نہ جلا
۵	نہ پیش از تو بیش از تو اندوختند تجھ سے پہلے لوگوں نے تجھ سے زیادہ جمع نہیں کیا	بہ بیداد کردن جہاں سوختند بلکہ انہوں نے ظلم کرکے جہان کو جلایا
۶	چناں زی کہ ذکرت بتحسیں کنند اس طرح زندگی گزار کہ تیرا ذکر بھلائی سے کریں	چو مردی نہ بر گور نفریں کنند جب تو مرے تو قبر پر لعنت نہ پڑھیں
۷	نہ باید بہ رسم بد آئیں نہاد بُری رسموں کا قانون نہ بنانا چاہیئے	کہ گویند لعنت بر آں کیں نہاد کہ لوگ کہیں خدا کی اس پر پھٹکار جس نے یہ بنایا
۸	و گر سر بر آید خداوند زور اور اگر کوئی طاقت والا غالب آجائے	نہ زیرش کند عاقبت خاک گور کیا انجام کار قبر کی مٹی اس کو زیر نہیں کرتی ہے
۹	بفرمود دل تنگ و روی از جفا اس تنگ دل اور تنگ رُو نے ظلم سے حکم دیا	کہ بیروں کنندش زباں از قفا کہ اس کی زبان گدی سے کھینچ ڈالیں
۱۰	چنیں گفت مردِ حقائق شناس حقیقتوں کے جاننے والے انسان نے یہ کہا	ازیں ہم کہ گفتی ندارم ہراس جو تو نے حکم دیا اس سے بھی مجھے خوف نہیں

(۱) کنی: کرے تو۔ خرّمم: میں خوش ہوں۔ سر بری: سر لے جا تو۔ آید غمم: غم میرے، اس کی میم دراصل غم کے پیچھے لگی ہے۔ (۲) ترا: تیرے پاس۔ سپاہست: لشکر ہے۔ گنج: خزانہ۔ مرا: مجھ کو۔ عیال: افراد خاندان زیر کفالت۔ حرماں: محرومی۔ (۳) بدروازۂ مرگ: موت کے دروازے میں۔ چوں: جب۔ در شویم: اندر ہو جائیں ہم۔ بیک ہفتہ: ایک ہفتہ میں۔ باہم: ایک دوسرے کے ساتھ۔ شویم: ہو جائیں گے ہم۔ (۴) منہ: مت رکھ۔ بریں: اس پر۔ دولت پنج روز: پانچ دن کی دولت مراد چند روزہ۔ تن خویشتن: اپنا جسم۔ را: کو۔ بآتش: آگ میں۔ مسوز: مت جلا۔ (۵) پیش از تو: تجھ سے پہلے۔ بیش از تو: تجھ سے زیادہ۔ اندوختند: انہوں نے جمع کیا۔ بہ بیداد کردن: ظلم کرنے سے۔ سوختند: جلایا انہوں نے۔ (۶) چناں: ایسے۔ زی: جی۔ ذکرت: تیرا ذکر۔ بتحسیں: اچھائی سے۔ کنند: کریں وہ۔ چو: جب۔ مردی: تو مرا۔ بر گور: قبر پر۔ نفریں: ملامت۔ (۷) باید: چاہیئے۔ نہاد: رکھنا چاہیئے۔ رسم بد: بُری رسم۔ آئیں: قانون۔ گویند: کہیں گے۔ بر آں: اس پر۔ کیں: کہ۔ ایں: جس نے کہ۔ (۸) سر بر آید: غالب آجاوے۔ خداوند زور: زور والا۔ زیرش: اس کو زیر۔ کند: کرتا ہے۔ عاقبت: آخرکار۔ خاک گور: قبر کی مٹی۔ (۹) بفرمود: حکم دیا۔ دل تنگ و روی تنگ: دل اور تنگ رو۔ از جفا: ظلم سے۔ بیروں: باہر۔ کنندش: کردیں اس کی۔ از قفا: گدی سے۔ (۱۰) چنیں: ایسے۔ گفت: کہا۔ حقائق شناس: حقیقتوں کے پہچاننے والا۔ ازیں: ہم اس سے بھی۔ کہ گفتی: جو کچھ تو نے کہا۔ ندارم: نہیں رکھتا ہوں۔ ہراس: خوف۔

تشریح: (۱) اے بادشاہ اگر تو مجھے چھوڑ دے تب بھی مجھے خوشی نہ ہوگی، اور اگر تو مجھے جان سے مار دے تب بھی مجھے کوئی دکھ نہ ہوگا کیونکہ یہ خالی ہیں۔ (۲) آج اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے دولت و منصب سے نوازا ہے، جب کہ مجھے محرومیوں اور مایوسیوں میں رکھا ہے تو کوئی بات نہیں۔ یہ عارضی ہے۔ (۳) بادشاہوں اور فقیروں کی موت یکساں ہوتی ہے۔ قبر میں بھی یہ دونوں ایک جیسے ہوں گے۔ قبر میں کوئی بادشاہ و تخت شاہی پر نہ ہوگا۔ (۴) لہٰذا اس پانچ روزہ زندگی کی عیاشیوں پر اترانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ دولت و منصب پر اترانا خود کو جہنم کا ایندھن بنانے کے مترادف ہے۔ (۵) یہ دولت و منصب صرف تمہارے پاس نہیں ہے۔ تجھ سے پہلے بہت سے لوگوں نے دولت و منصب کے بل بوتے پر مظالم ڈھا کر دنیا کو جہنم کدہ بنایا تھا۔ (۶) اے بادشاہ! یہ دولت و منصب اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اسے صحیح مقام پر استعمال کرکے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو نفع پہنچا۔ تاکہ ہر طرف تیری تعریف و تحسین ہو۔ (۷) بہتر یہی ہے کہ عوامی اصلاح و بہبود پر مبنی قوانین بنانے چاہئیں۔ اگر بُری رسموں کو فروغ دینے کے لئے قوانین بنائے گئے تو لوگ لعنت ملامت کرتے رہیں گے۔ (۸) اس دنیا میں کوئی شخص کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ بالآخر قبر کی مٹی اس پر غلبہ پا لیتی ہے۔ (۹) بادشاہ نے فقیر کی تلخ نوائی سے نصیحت قبول نہیں کی بلکہ تنگ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکم دیا کہ اس کی زبان گدی سے کھینچ لی جائے۔ (۱۰) فقیر صفت درویش نے یہ سن کر کہا کہ میری زبان کھینچنے کا حکم دینے والے بادشاہ مجھے اس سے کوئی خوف نہیں۔ میں بہر حال حق گوئی کا فریضہ ادا کرتا رہوں گا۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع ثانی
من از بے زبانی ندارم غمے	۱	کہ دانم کہ ناگفتہ داند ہمے
مجھے اپنے بے زبان ہوجانے کا بھی غم نہیں ہے		اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ بغیر کہے بھی جان جاتا ہے
اگر بے نوائی برم در ستم	۲	گرم عاقبت خیر باشد چہ غم
مجھے بے نوائی برداشت کرنی پڑے خواہ ظلم		اگر انجام بخیر ہو جائے تو غم کیا ہے
عروسی بود نوبت ماتمت	۳	گرت نیک روزی بود خاتمت
تیرا ماتم کا وقت بھی شادی ہے		اگر تجھے بہتر خاتمہ میسر آجائے

حکایت

کہانی

مصرع اول		مصرع ثانی
یکے مشت زن بخت روزی نداشت	۵	نہ اسباب شامش مہیا نہ چاشت
ایک پہلوان کے مقدر میں روزی نہ تھی		نہ اس کے لیے شام کا سامان مہیا تھا نہ صبح کا
ز جور شکم گل کشیدے بپشت	۶	کہ روزی محالست خوردن بمشت
پیٹ کے ظلم سے گارا پر مٹی ڈھوتا تھا		اس لیے کہ پہلوانی کے ذریعے روزی کمانا ناممکن ہے
مدام از پریشانئے روزگار	۷	دلش محنت آلود و تن سوگوار
زمانہ کی پریشانی سے ہمیشہ		اس کا دل مشقت میں تھا اور جسم رنجیدہ رہتا تھا
گہش جنگ با عالم خیرہ کش	۸	گہ از بخت شوریدہ رویش ترش
کبھی اس کی جنگ بیجا قتل کرنیوالے زمانے سے ہوتی		کبھی پریشان نصیب کی وجہ سے اس کا منہ بنا ہوتا
گہ از دیدن عیش شیریں خلق	۹	فرو مے شدے آب تلخش بحلق
کبھی لوگوں کے شیریں عیش کو دیکھنے سے		اس کے گلے سے پانی کڑوا اترتا
گہ از کار آشفتہ بگریستے	۱۰	کہ کس دید ازیں صعب تر زیستے
کبھی اپنے بگڑے کاموں سے روتا		کہ کسی نے اس سے زیادہ سخت زندگی بسر کرنیوالا دیکھا ہے

(۱) من: میں۔ از بے زبانی: زبان نہ ہونے سے۔ ندارم: نہیں رکھتا ہیں۔ غمے: کوئی غم۔ کہ دانم: کیونکہ جانتا ہوں میں۔ کہ ناگفتہ: کہا بغیر کہے۔ داند: جانتا ہے وہ۔ یعنی خدا۔ ہمے: دانند کے اوپر لگتا ہے۔ (۲) بے نوائی: بے سروسامانی۔ برم: لے جاؤں میں۔ در ستم: اور اگر ظلم۔ گرم: اگر میری۔ عاقبت: انجام۔ خیر باشد: اچھی ہو۔ چہ غم: کیا غم۔ (۳) عروسی: شادی۔ بود: ہوئے۔ نوبت ماتمت: تیرے ماتم کا وقت۔ گرت: اگر تیرا۔ نیک روزی: اچھے دن والا۔ بود: ہووے۔ خاتمت: برا خاتمہ۔
(۴) حکایت: کہانی۔ (۵) یکے: ایک۔ مشت زن: مکہ باز یا پہلوان۔ بخت روزی: روزی کا نصیب۔ نداشت: نہیں رکھتا تھا۔ اسباب شامش: اس کی شام کے اسباب۔ مہیا: حاصل۔ چاشت: صبح۔ (۶) ز جور شکم: پیٹ کے ظلم سے۔ گل: مٹی۔ کشیدے: کھینچتا وہ۔ بپشت: پیٹھ پر۔ محالست: محال ہے۔ خوردن: کھانا۔ بمشت: مکے سے۔ (۷) مدام: ہمیشہ۔ پریشانی روزگار: زمانے کی پریشانی سے۔ دلش: اس کا دل۔ محنت آلود: محنت سے پر۔ تن: جسم۔ سوگوار: غمناک۔ (۸) گہش: کبھی اس کی۔ عالم خیرہ کش: بہادروں کو مارنے والا زمانہ۔ گہ: کبھی۔ بخت شوریدہ: پریشان نصیب۔ رویش: اس کا چہرہ۔ ترش: کھٹا۔ (۹) دیدن: دیکھنا۔ عیش: زندگی۔ شیریں: میٹھی۔ خلق: مخلوق۔ کبھی مخلوق کی بھی زندگی دیکھنے سے۔ فرو مے شدے: نیچے اتر آتا۔ آب تلخش: میٹھا پانی اس کی شیریں حلق کے آخر میں لگتی ہے یعنی اس کے حلق میں۔ (۱۰) کار آشفتہ: بگڑا ہوا کام۔ بگریستے: وہ روتا۔ کس: کوئی شخص۔ دید: دیکھا اس نے۔ ازیں صعب تر: اس سے زیادہ سخت۔ زیستے: کوئی زندگی۔

تشریح: (۱) حقیقت پسند فقیر نے یہ بھی کہا کہ اے بادشاہ مجھے بے زبان کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ وہ قلب و ذہن کی زبان جانتا ہے۔ (۲) اگر مجھے دنیا میں تنگ دستی کا سامنا ہے تو کیا ہوا بے زبان ہونے کا ستم بھی جھیل لوں گا۔ اصل اور ابدی زندگی آخرت کی ہے اس میں کامیابی میری پہلی خواہش ہے۔ (۳) اے حاکم وقت! تجھے عدل وانصاف سے کام لینا چاہیے تاکہ تیرا خاتمہ بالخیر ہو تیری موت لوگوں کے لیے غم اور تیرے لیے خوشی کا باعث بن جائے۔ (۴) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ تنگدستی ہو یا خوشحالی، یہ دونوں عارضی ہونے کے اعتبار سے یکساں ہیں کیونکہ موت کے بعد ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ (۵) دور حاضر میں مکہ بازی ایک مستقل کاروباری فن ہے جبکہ قدیم زمانہ میں یہ فن پیشہ ورانہ نہیں تھا۔ چنانچہ قدیم دور کا مکہ باز انتہائی غریب نادار تھا۔ (۶) وہ مکہ باز پیٹ کی بھوک مٹانے کے لیے رات دن محنت مزدوری کرتا تھا۔ وہ اپنی پیٹھ پر مٹی کا بوجھ اٹھا اٹھا کر سخت محنت کرتا تھا لیکن روزی میسر نہ تھی۔ (۷) لگاتار محنت اور مسلسل مشقت کر کے وہ تھک چکا تھا اسی تھکن اور کما حقہ محنت کا صلہ نہ ملنے کے باعث وہ ہمیشہ غمزدہ رہتا تھا۔ (۸) وہ اسی غمگین حالت میں کبھی زمانے کو کوستا۔ کبھی دلیروں کی ناقدری کرتا اور کبھی اپنی پریشانیوں کا ماتم کرتا۔ (۹) وہ کبھی لوگوں کی عیش پرستیوں پر کڑھتا تھا اور کبھی خوشحال گھرانوں کے کھلے اخراجات دیکھ کر کہتا کہ بہت تلخ ہیں بندۂ مزدور کے اوقات۔ (۱۰) اس کو کبھی اپنے پیشے سے نفرت ہونے لگتی تھی جس کی وجہ سے اس کی تمام خرابیاں سامنے آتیں، انہیں مغموم تصورات میں گم سخت مشکلات سے بھرپور زندگی کا رونا روتا۔

marfat.com

#	مصرع اول	مصرع دوم
١	کسان شہد نوشند و مرغ و بره	مرا روئے ناں مے نہ بیند تره
	لوگ شہد اور مرغ اور حلوان کو کھاتے ہیں	میری روٹی ساگ کا بھی منہ نہیں دیکھتی ہے
٢	گر انصاف پرسی نہ نیکوست ایں	برہنہ من و گربہ را پوستیں
	اگر تو انصاف پوچھے تو یہ بات اچھی نہیں ہے	کہ میں تو ننگا ہوں اور بلی کیلئے پوستین ہے
٣	دریغ از فلک شیوہ ساختے	کہ گنجے بدست من انداختے
	ہائے اگر آسمان کوئی ایسا رستہ بنا دیتا	کہ کوئی خزانہ میرے ہاتھ میں ڈال دیتا
٤	مگر روزگارے ہوس راندمے	ز خود گرد محنت بیفشاندمے
	شاید کچھ دن میں دل کی حسرت نکال لیتا	اپنے سے محنت کی گرد جھاڑ دیتا
٥	شنیدم کہ روزے زمینے بکافت	عظامے زنخدان بوسیدہ یافت
	میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک دن زمین کھودی	اس میں سے ٹھوڑی کی بوسیدہ ہڈیاں ملیں
٦	بخاک اندرش عقد بگسیختہ	گہرہائے دنداں فرو ریختہ
	اس کا ہار مٹی میں ٹوٹا ہوا	دانتوں کے موتی گرے ہوئے
٧	دہاں بے زباں پندمے گفت و راز	کہ اے خواجہ با بے مرادی بساز
	بے زبان منہ نصیحت اور راز کی بات کہہ رہا تھا	کہ اے خواجہ محرومی سے موافقت کر
٨	نہ اینست حال دہن زیر گل	شکر خوردہ انگار یا خون دل
	مٹی کے نیچے منہ کا کیا یہ حال نہیں ہے	شکر کھائے ہوئے سمجھ یا خون دل پیے ہوئے
٩	غم از گردش روزگاراں مدار	کہ بے جا بگردد بسے روزگار
	زمانہ کی گردش کا غم نہ کر	اسلئے کہ بسا اوقات زمانہ بیجا بھی گردش کرتا ہے
١٠	ہماں لحظہ کیں خاطرش روئے داد	غم از خاطرش رخت یکسو نہاد
	اسی وقت جب یہ اس کے دل میں آیا	غم نے اس کی طبیعت سے اپنا سامان ایک طرف رکھ دیا

(١) کساں: اچھے لوگ۔ نوشند: پیتے ہیں۔ برہ: بکری کا بچہ۔ مرا: میرا۔ روئے ناں: روٹی کا چہرہ۔ مے نہ بیند: نہیں دیکھتا ہے۔ ترہ: ساگ۔ (٢) پرسی: تو پوچھے۔ نہ نیکوست: اچھا نہیں ہے۔ ایں: یہ۔ برہنہ: ننگا۔ من: میں۔ گربہ: بلی۔ پوستین: پشم دار کھال۔ (٣) دریغ: افسوس۔ فلک: آسمان۔ شیوہ: کوئی طریقہ۔ ساختے: بنا لیتا۔ گنجے: کوئی خزانہ۔ بدست من: میرے ہاتھ۔ انداختے: ڈال دیتا۔ (٤) مگر: شاید۔ روزگارے: چند دن۔ راندمے: چلا لیتا میں۔ ز خود: اپنے سے۔ گرد محنت: محنت کی مٹی۔ بیفشاندمے: جھاڑ لیتا میں۔ (٥) شنیدم: میں نے سنا۔ روزے: ایک دن۔ بکافت: کھودی اس نے۔ عظامے: کوئی ہڈیاں۔ زنخدان: ٹھوڑی کی بوسیدہ ہڈیاں۔ یافت: پائی اس نے۔ (٦) بخاک: مٹی میں۔ اندرش: اس کے اندر۔ عقد: ہار مراد ہنسلی ہے یا گردن کی ہڈیاں۔ گہرہائے: موتی۔ دنداں: دانت۔ فرو ریختہ: گرائے ہوئے۔ (٧) دہاں: منہ۔ بے زباں: زبان کے بغیر۔ پند: نصیحت۔ مے گفت: کہہ رہا تھا۔ و راز: اور راز کی بات۔ خواجہ: صاحب یا سردار۔ بے مرادی: نامرادی یا محرومی۔ بساز: موافقت رہے۔ (٨) نہ اینست: کیا یہ نہیں ہے۔ دہن: منہ۔ زیر گل: مٹی کے نیچے۔ شکر خوردہ: میٹھا کھائے ہوئے۔ انگار: شمار کر۔ (٩) گردش روزگاراں: زمانے کی گردش۔ مدار: مت رکھ۔ بگردد: گھومتا ہے۔ بسے: بہت دفعہ۔ (١٠) ہماں لحظہ: اسی گھڑی۔ کیں: جبکہ اس نے۔ خاطرش: اس کا دل۔ روئے داد: ظاہر ہوئی۔ از خاطرش: اس کے دل سے۔ رخت: سامان۔ یکسو: ایک طرف۔ نہاد: [illegible]

تشریح: (١) لوگ عمدہ قسم کے کھانے تناول کرتے ہیں۔ جب کہ مجھے دال ساگ کھانے کو بھی بمشکل نصیب ہوتا ہے۔ مکہ باز کو یہ خیالات چھری کی طرح کاٹتے رہتے تھے۔ (٢) مکہ باز کو یہ خیال کھائے جاتا تھا کہ مجھے پہننے کو کپڑے بھی میسر نہیں جبکہ لوگ اپنی بلیوں کو ریشم دار کھال پہناتے ہیں۔ دور حاضر کے مالدار اپنے کتوں کی اعلیٰ خوراک و پوشاک کا انتظام کرتے ہیں۔ (٣) مکہ باز نے اپنی حسرتوں کا ازالہ کرنے کے بارے میں سوچا کہ اگر اوپر والا (رب کائنات) مجھے بھی کوئی غیبی خزانہ عنایت کر دیتا تو اس سے اس کے خزانے میں کوئی کمی واقع نہ ہوتی۔ (٤) مکہ باز کے دل میں خزانے کے خواب نے یہ امنگ پیدا کی کہ اگر ایسا ہو جاتا تو میں بھی چند دن عیاشی کر لیتا اور محنت و مشقت سے کچھ خلاصی ہو جاتی۔ (٥) اس شعر میں شیخ سعدیؒ اپنی سنی ہوئی حکایت بیان کر رہے ہیں کہ ایک دن مکہ باز کو زمین کی کھدائی کے دوران انسانی کھوپڑی کی پرانی ہڈی مل گئی۔ (٦) ٹوٹی ہوئی بوسیدہ ہڈی کا یہ حال تھا کہ وہ ٹوٹ پھوٹ چکی تھی اس کا جوڑ جوڑ الگ ہو چکا تھا۔ اس کے تمام دانت ٹوٹ چکے تھے۔ (٧) ٹوٹی ہوئی انسانی کھوپڑی اپنی زبان حال سے مکہ باز کو یہ پیغام دے رہی تھی کہ دنیا میں کوئی مالدار ہو یا نادار سب کا انجام یہی ہے۔ اس لئے اپنی محرومیوں سے سمجھوتہ کر لو بہتر ہے۔ (٨) جب انسان منوں مٹی کے نیچے دب جاتا ہے تو پھر اس سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ تم اعلیٰ قسم کے کھانے کھاتے تھے یا دال ساگ۔ وہ مٹی تو سب کا اسی طرح حلیہ بگاڑ دیتی ہے جیسا کہ آج میرا ہے۔ (٩) زمانے کو شکوہ کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس کی نا انصافیوں کا ماتم کرنا چاہیئے کیونکہ وہ تو کمینوں کو دولتمند اور عقلمندوں اور بادشاہوں کو گداگر کرتا رہتا ہے۔ (١٠) مکہ باز کے دل میں پرانی کھوپڑی کی بے زبان نصیحت نے تمام فکر و غم دور کر دیئے۔ اور محرومیوں کے باوجود خوش و خرم زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
کہ اے نفسِ بے رائے و تدبیر و ہش	۱	بکش بارِ تیمار و خود را مکش
کہ اے بے رائے اور بے تدبیر اور بیہوش نفس		غم کا بوجھ برداشت کر اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کر
اگر بندہ بار بر سر برد	۲	و گر سر باوجِ فلک بر برد
خواہ انسان سر پر بوجھ اٹھائے		خواہ آسمان کی بلندی پر سر لے جائے
دراں دم کہ حالش دگرگوں شود	۳	بمرگ از سرش ہر دو بیروں شود
جس وقت اس کا حال دگرگوں ہوگا		موت کی وجہ سے دونوں چیزیں اس کے سر سے نکل جائیں گی
غم و شادمانی نماند ولیک	۴	جزائے عمل ماند و نامِ نیک
غم اور خوشی باقی نہیں رہتی، ہاں		عمل کا بدلہ اور نیک نام رہتا ہے
کرم پائے دارد نہ دیہیم و تخت	۵	بدہ کز تو ایں ماند اے نیک بخت
بخشش باقی رہتی ہے نہ تاج و تخت		دے تاکہ باقی رہے اے نیک بخت
مکن تکیہ بر ملک و جاہ و حشم	۶	کہ پیش از تو بودست و بعد از تو ہم
حکومت اور مرتبے اور لشکر پر بھروسہ کر		اسلئے کہ یہ چیزیں تو تجھ سے پہلے بھی تھیں اور تیرے بعد بھی رہیں گی
زر افشاں چو دنیا بخواہی گذاشت	۷	کہ سعدیؒ دُر افشاند چوں زر نداشت
سونا نچھاور کر دے جب تو دنیا کو چھوڑ ہی دے گا		اسلئے کہ سعدیؒ موتی نچھاور کرتا ہے اگرچہ سونا نہیں رکھتا

حکایت

کہانی

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
حکایت کنند از جفا گسترے	۹	کہ فرماندہی داشت بر کشورے
لوگ ایک ظالم کا قصہ بتاتے ہیں		کہ وہ ایک ملک پر حکومت رکھتا تھا
در ایامِ او روزِ مردم چو شام	۱۰	شب از بیمِ او خوابِ مردم حرام
اس کے زمانہ میں انسان کا دن شام کی طرح تھا		رات کو اس کے خوف سے لوگوں کی نیند حرام تھی

(۱) بُخشش: بخوشش کا مخفف۔ بکُش: کھینچ۔ بارِ تیمار: غم کا بوجھ۔ خود را: اپنے آپ کو۔ مکش: مت مار۔ (۲) بار: بوجھ۔ بر سر: سر پر۔ بَرَد: لے جاتا ہے۔ باوجِ فلک: آسمان کی بلندی پر۔ بَر: زائد۔ (۳) دراں دم: جس وقت میں۔ حالتش: اس کی حالت۔ دگرگوں: دوسری طرح کی۔ شود: ہوجائے گی۔ بمرگ: موت کے ساتھ۔ از سرش: اس کے سر سے۔ ہر دو: دونوں۔ بیروں شود: نکل جائیں گے۔ (۴) شادمانی: خوشی۔ نماند: نہیں رہے۔ ولیک: اور لیکن۔ جزائے عمل: عمل کی جزا۔ ماند: رہے گی۔ نامِ نیک: نیک نامی۔ (۵) کرم: بخشش۔ پائے دارد: پاؤں رکھتی ہے۔ دیہیم: تاج۔ بدہ: دے یا بخشش کر۔ کز تو: تاکہ تجھ سے۔ ایں ماند: یہ رہے۔ نیک بخت: نیک نصیب۔ (۶) مکن: مت کر۔ تکیہ: بھروسہ۔ جاہ: مرتبہ۔ حشم: نوکر چاکر۔ پیش از تو: تجھ سے پہلے۔ بودست: ہوئے ہیں۔ بعد از: تیرے بعد۔ از تو: تجھ سے۔ ہم: بھی۔ (۷) زر: سونا۔ افشاں: بکھیر۔ چوں: جب۔ بخواہی گذاشت: چھوڑ جائے گا۔ سعدی: مصنف۔ دُر: موتی۔ افشاند: اس نے بکھیرے۔ نداشت: نہیں رکھا اس نے۔ (۸) حکایت: کہانی۔ (۹) کنند: کرتے ہیں۔ جفا گسترے: ایک ظالم۔ فرماندہی: حکمرانی۔ داشت: رکھتا تھا۔ کشورے: کوئی ملک۔ (۱۰) ایام: جمع یوم: دن۔ روز: دن۔ مردم: لوگ۔ چو: مثل۔ شب: رات۔ بیم: خوف۔ خوابِ مردم: لوگوں کی نیند۔ حرام: مراد غائب۔

تشریح: (۱) مکہ باز نے اپنے نفس کو کوستے ہوئے کہا کہ جب مالدار و نادار کا انجام یہی ہے تو پھر کسی قسم کا شکوہ کرنا بے جا ہے۔ اس لیے دنیا میں وقت گزاری کا کام کرنا چاہیے۔ (۲) اگر کسی کو محنت کشی کی حالت میں موت آتی ہے تو کوئی بات نہیں۔ کیونکہ جو لوگ بادشاہ ہیں ان کی موت بھی تو اسی طرح آتی ہے جیسے ایک مزدور کو۔ (۳) مکہ باز نے تصورات کی دنیا میں موت کی حالت کا جائزہ لیا تو وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ مرتے وقت اور مرنے کے بعد قبر میں مالدار اور نادار دونوں برابر ہوتے ہیں۔ (۴) جو شخص دنیا میں غمگین ہے۔ اس کا غم اور خوش و خرم شخص کی خوشی موت کے وقت سب کے سب ختم ہوجائیں گے۔ صرف نیک نامی اور اعمالِ صالحہ باقی رہیں گے۔ (۵) یہ مال و دولت اور تخت شاہی مٹی میں مل جائیں گے۔ لیکن راہ اللہ میں خرچ کیا جانے والا مال ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا کیونکہ اسی کو بقا ہے۔ (۶) دولت و منصب ایسی چیزیں ہیں کہ ان پر توکل کرنا کم عقلی ہے۔ خدم و حشم ناقابل بھروسہ ہیں کیونکہ یہ پہلے لوگوں کے پاس بھی تھے جو اب نہیں ہیں۔ (۷) اپنی نیک نامی اور جود و سخا کو زندہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ جس کے پاس مال و دولت ہے وہ تقسیم کر دے۔ شیخ سعدیؒ کے پاس لفظوں کے موتی ہیں جو لٹا رہا ہے۔ (۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ظالم و جابر کے سامنے اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دینا اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔ عدل و انصاف کی دولت پر اترانے کی بجائے اس کی نعمت کا مشکور ہونا چاہیے۔ (۹) اس شعر میں شیخ سعدیؒ کسی ملک کے بادشاہ کا تذکرہ کر رہے ہیں جو ظلم و ستم میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ (۱۰) اس شعر میں رات دن ایک ہونے کا مقصد یہ ہے۔ راتوں کی طرح دنوں میں کاروبار نہ ہونے کے باعث ویرانی ہوتی تھی۔ اس کے خوف سے دن کی طرح رات کو نیند نہیں کرتے تھے۔

marfat.com

همہ روز: سارا دن۔ نیکاں: جمع نیک۔ ازو: اس سے۔ بلا: مصیبت۔ بشب: رات کو۔ دستِ پاکاں: پاک لوگوں کے ہاتھ۔ بردُعا: دُعا پر۔ (۲) گروہے: ایک جماعت۔ بر: پر۔ شیخ آں روزگار: اس وقت کا بزرگ۔ زدست ستم گر: ظالم کے ہاتھ سے۔ گریستند: روئے وہ۔ زار: زار و قطار۔ (۳) پیرِ دانا: عقلمند بزرگ۔ فرخندہ رائے: مبارک رائے والے۔ بگو: کہہ۔ ایں جواں را: اس جوان کو۔ بترس: ڈر۔ (۴) بگفتا: اس نے کہا۔ دریغ آیدم: مجھے افسوس آتا ہے۔ ہر کس: ہر شخص۔ درخورد: لائق۔ پیغام: سندیسہ۔ اوست: اس کا ہے۔ (۵) کسے را کہ: جس شخص کو کہ۔ بینی: دیکھے تو۔ برکراں: کنارے پر۔ منہ: مت رکھ۔ با وے: اس کے ساتھ۔ خواجہ: صاحب۔ حق درمیاں: حق کو بیچ میں۔ (۶) حقت گفتم: میں نے تجھ کو حق کہا ہے۔ خسرو نیک را: نیک رائے والا بادشاہ۔ تواں گفت: کہہ سکتے ہیں۔ پیش مرد خدا: خدا والے آدمی کے سامنے۔ (۷) بر مرد ناداں: نادان آدمی کے سامنے۔ نریزم: نہیں گراتا میں۔ علوم: جمع علم۔ ضائع کنم: ضائع کروں میں۔ تخم: بیج۔ شورہ بوم: شوریلی زمین۔ (۸) چو: جب۔ در وے: اس میں۔ نگیرد: نہیں اثر کرے گی۔ عدو: دشمن۔ داندم: مجھ کو جانے گا۔ برنجد: رنجیدہ ہوگا۔ بجاں: جان میں۔ برنجاندم: مجھ کو رنجیدہ کرے گا۔ (۹) ترا: تجھ کو۔ حق رویست: حق پر چلنا ہے۔ دل مرد حق: اللہ والے مرد کا دل۔ ازیں جا: اسی وجہ سے۔ قویست: مضبوط ہے۔ (۱۰) نگیں: نگینہ۔ خصلتے: ایک صفت۔ دارد: رکھتا ہے۔ نیک بخت: نیک نصیب۔ گیرد: اثر کرتا ہے۔ سنگ سخت: سخت پتھر۔

۱	همہ روز نیکاں ازو در بلا	بشب دست پاکاں ازو بر دُعا
	تمام دن نیک لوگ اسکی وجہ سے مصیبت میں تھے	رات کو اس کے خوف سے لوگوں کی نیند حرام تھی
۲	گروہے بر شیخ آں روزگار	زدست ستم گر گریستند زار
	ایک جماعت اس دور کے ایک بزرگ کے پاس جاکر	ظالم کے ہاتھ سے زار زار رونے لگی
۳	کہ اے پیر دانائے فرخندہ رائے	بگو ایں جواں را بترس از خدا
	کہ اے عقل مند مبارک تدبیر والے بزرگ	اس جوان سے کہہ دے کہ وہ خدا سے ڈرے
۴	بگفتا دریغ آیدم نام دوست	کہ ہر کس نہ درخورد پیغام اوست
	اس نے کہا اسکے سامنے خدا کا نام لینے سے میں کتراتا ہوں	اسلئے کہ ہر شخص اسکے پیغام کے لائق نہیں ہے
۵	کسے را کہ بینی ز حق برکراں	منہ با وے اے خواجہ حق درمیاں
	جب تو کسی کو حق سے منحرف دیکھے	تو اے صاحب اسکے معاملہ میں خدا کو بیچ میں نہ لا
۶	حقت گفتم اے خسرو نیک را	تواں گفت حق پیش مرد خدا
	اے نیک رائے بادشاہ میں تجھ سے صحیح کہہ رہا ہوں	مرد خدا کے سامنے ہی حق بات کہی جاسکتی ہے
۷	بر مرد ناداں نریزم علوم	کہ ضائع کنم تخم در شورہ بوم
	بیوقوف آدمی کے سامنے میں علوم نہیں بکھیرتا ہوں	کہ میں شوریلی زمین میں بیج ضائع کروں
۸	چو در وے نگیرد عدو داندم	برنجد بجان و برنجاندم
	جب وہ بات اس میں اثر نہ کریگی مجھے دشمن سمجھے گا	دل سے رنجیدہ ہوگا اور مجھے بھی رنجیدہ کرے گا
۹	ترا عادت اے بادشاہ حق رویست	دل مرد حق گو ازیں جا قویست
	اے بادشاہ تجھے تو حق پر چلنے کی عادت ہے	اسی وجہ سے حق گو انسان کا دل قوی ہے
۱۰	نگیں خصلتے دارد اے نیک بخت	کہ در موم گیرد نہ در سنگ سخت
	اے نیک بخت نگینہ کے نقوش کی یہ صورت ہے	کہ وہ موم میں اثر کرتا ہے نہ کہ سخت پتھر میں

تشریح: (۱) نیکوکار لوگوں کا وہ خصوصی دشمن تھا جس کی وجہ سے وہ لوگ ہر وقت مصیبت زدہ رہتے تھے۔ جبکہ راتوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے خلاف بددُعا پیش کرتے تھے۔ (۲) ظالم بادشاہ کے ستائے ہوئے لوگ اپنے اس دَور کے بہت بڑے بزرگ کے پاس جاکر بادشاہ کے مظالم کی داستان سنانے لگے۔ (۳) اور گڑگڑا کر عرض کی کہ اے بزرگ و برتر شخص للہ اس بادشاہ کو ایسی نصیحت کریں کہ وہ جبر و تشدد کا عمل چھوڑ دے۔ (۴) بزرگ شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا نام اس شخص کے سامنے لیا جاتا ہے جو اس کا قدر دان ہو لیکن یہ ظالم تو ناقدری کرتا ہے اس کے سامنے اللہ کا نام لینا بے ادبی ہے۔ (۵) جو شخص حق کو تسلیم نہیں کرتا اس کے سامنے حق کی بات کہنا نہ صرف غیر مفید ہے بلکہ خود حضرت حق کی بھی توہین ہے۔ (۶) حق کا اعلان تو ایسے بادشاہ کے سامنے کیا جاتا ہے جو حق کی قدر دانی کرتا ہے۔ کیونکہ حق شناس بادشاہ حق کو توجہ سے سُنتا ہے۔ (۷) جو شخص حق ناشناس ہو وہ نا سمجھ ہے اور نادان کے سامنے حق بات بے سود ہے۔ نصیحت کا بیج تھور دسیم سے اَٹی ہوئی زمین پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ (۸) نااہل شخص کو نصیحت کرنے سے ایک نقصان تو یہ ہوگا کہ وہ نصیحت قبول نہیں کرے گا اور میرا دشمن بن جائے گا۔ دوسرا نقصان یہ ہوگا کہ وہ مجھے تکلیف پہنچائے گا۔
(۹) حق پر عمل کرنا جس بادشاہ کی روش ہوتی ہے۔ اس کے سامنے حق گوئی و بے باکی آسان ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے سامنے حق گو لوگوں کا دل مضبوط ہوتا ہے۔ (۱۰) نگینہ موم میں اپنے نقش و نگار چھوڑتا ہے۔ پتھر پر نہیں۔ بعینہٖ اسی طرح نصیحت بھی نرم و نازک دلوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ سخت دلوں پر نہیں۔

marfat.com

عجب نیست گر ظالم از من بجاں	۱	برنجد کہ دُزدست و من پاسباں
کوئی تعجب نہیں ہے اگر ظالم مجھ سے دل سے		رنجیدہ ہو کیونکہ وہ چور اور میں نگہبان ہوں
تو ہم پاسبانی بانصاف و داد	۲	کہ حفظ خدا پاسبان تو باد
تو بھی انصاف اور عطا کے ذریعہ محافظ ہے		خدا کرے اللہ کی حفاظت تیری نگہبان ہے
ترانیست منت ز روئے قیاس	۳	خداوند را فضل و من و سپاس
از روئے قیاس تیرا احسان نہیں ہے		مہربانی اور احسان اور شکر خدا کیلئے ہے
کہ در کار خیرت بخدمت بداشت	۴	نہ چوں دیگرانت معطل گذاشت
اسلئے کہ اسی نے تجھے کار خیر کی خدمت کیلئے مقرر کیا؟		دوسروں کی طرح تجھے بیکار نہیں بنایا
ہمہ کس بمیدان کوشش دراند	۵	ولے گوئے بخشش نہ ہر کس برند
سب انسان کوشش کے میدان میں ہیں		لیکن بخشش کی بازی ہر شخص نہیں جیتتا ہے
تو حاصل نہ کردی بکوشش بہشت	۶	خدا در تو خوئے بہشتی سرشت
تو نے اپنی کوشش سے بہشت حاصل نہیں کیا ہے		خدا نے تیرے اندر بہشت والوں کی عادت پیدا فرمادی
دلت روشن و وقت مجموع باد	۷	قدم ثابت و پایہ مرفوع باد
خدا کرے تیرا دل روشن رہے اور تجھے دل جمعی حاصل رہے		تو ثابت قدم رہے اور تیرا مرتبہ بلند ہو
حیاتت خوش و رفتنت بر صواب	۸	عبادت قبول و دعا مستجاب
تیری زندگی اچھی رہے، تیرا چلنا ٹھیک رہے		بندگی قبول ہو اور دعا منظور ہو

گفتار

بات

ہمی تا بر آید بتدبیر کار	۱۰	مدارائے دشمن بہ از کارزار
جب تک تدبیر سے کام نکلے		دشمن سے نرمی برتنا لڑائی سے بہتر ہے

(۱) عجب نیست: تعجب نہیں ہے۔ از من: مجھ سے۔ بجان: دل سے۔ برنجد: رنجیدہ ہو۔ دُزد است: وہ چور ہے۔ من پاسبان: میں پہریدار۔ (۲) تو ہم: تو بھی۔ پاسبانی: پاسبان ہے تو۔ با انصاف و داد: عدل و انصاف کے ساتھ۔ حفظ خدا: خدا کی حفاظت۔ پاسبان تو: تیری نگہبان۔ باد: ہووے۔ (۳) ترا: تجھ کو۔ نیست: نہیں ہے۔ منت: احسان۔ ز روئے قیاس: قیاس کے لحاظ سے۔ خداوند را: اللہ تعالیٰ کو۔ فضل: مہربانی۔ مَن: احسان۔ سپاس: شکریہ۔ (۴) در کار خیرت: کار خیر میں تجھ کو۔ بداشت: رکھا اس نے۔ چون: مثل۔ دیگرانت: دوسروں کی طرح تجھ کو۔ معطل: بیکار۔ گذاشت: چھوڑا اس نے۔ (۵) ہمہ کس: ہر شخص۔ بمیدان کوشش: کوشش کے میدان میں۔ در: زائد۔ اند: ہیں۔ ولے: لیکن۔ گوئے بخشش: بخشش کی گیند۔ ہر کس: ہر شخص۔ برند: لے جا سکتے ہیں۔ (۶) نہ کردی: نہ کیا تو نے۔ بہشت: جنت۔ در تو: تجھ میں۔ خوئے بہشتی: بہشتی عادت۔ سرشت: گوندھ دی اس نے۔ (۷) دلت: تیرا دل۔ مجموع باد: جمع ہو یعنی پریشانی نہ ہو۔ پایہ: مرتبہ۔ مرفوع: بلند۔ (۸) حیات: تیری زندگی۔ رفتنت: تیرا جانا۔ مستجاب: مقبول۔ (۹) گفتار: بات۔

(۱۰) ہمی تا بر آید: جب تک کہ نکل سکتا ہے۔ بتدبیر: تدبیر کے ساتھ۔ کار: کام۔ مدارائے: نرمی کا معاملہ۔ بہ: بہتر۔ کارزار: لڑائی۔

تشریح (۱) چونکہ ظالم لوگ چور ہوتے ہیں اور حق گو پہریدار ہوتے ہیں۔ اسی لئے اصول فطرت کے مطابق ہر چور چوکیدار سے نالاں اور رنجش رکھنے والا ہوتا ہے۔ (۲) بادشاہ کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی حفاظت و نگہبانی کا فریضہ سونپا ہے۔ اگر وہ حق و انصاف سے مخلوق کی نگرانی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی پاسبانی کرتے ہیں۔ (۳) اگر کوئی بادشاہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی حق و انصاف کے ذریعے خدمت کرتا ہے تو یہ اس کا احسان نہیں، اس پر اسے اترانا نہیں چاہیئے بلکہ یہ تو اللہ کا احسان ہے جس نے خدمت کے لیے چن لیا۔ (۴) مخلوق کی خدمت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا انتخاب امتنان و شکر کا مقتضی ہے ورنہ دوسرے بہت سے لوگوں کی طرح تجھے بھی اللہ تعالیٰ راندۂ درگاہ کر سکتا تھا۔ (۵) ہر شخص جود و سخا کے میدان میں اپنی اپنی کامیابی کی کوشش میں مصروف ہے لیکن کامیابی اسے حاصل ہوتی ہے جو اس کا ممنون و مشکور رہتا ہے۔ (۶) یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ اس نے تیری طبیعت میں عدل و انصاف کا عنصر پیدا کر دیا ہے۔ ورنہ تیرے لیے جنت کا داخلہ دشوار ہو جاتا۔ (۷) اس شعر میں دعائیہ الفاظ بیان کیے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل کو منور دل جمعی کی نعمت سے مالا مال اور درجات بلند کرے (آمین) (۸) یہ دعائیہ الفاظ پر مبنی شعر ہے کہ دنیا میں تیری عادات و اطوار صحیح ہوں، عبادات و ادعیہ کی قبولیت کا مقام حاصل ہو اور خاتمہ بالخیر ہو۔ (۹) عنوان۔ اس کہانی میں یہ بتایا گیا ہے کہ حکمرانی کا منصب سیاست و تدبیر سے چلایا جاتا ہے۔ جب نرمی سے کام چل سکتا ہے تو چلایا جائے۔ جب پانی سر پہ آئے تو سختی کرنی چاہیئے۔ (۱۰) بہتر یہی ہے کہ جنگ و جدال سے پہلو تہی کی جائے۔ جنگ و جدل کو ٹالنے کے لیے دشمن کی جائز بات ماننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

marfat.com

چوں نتواں عدو را بقوت شکست	۱	بنعمت بباید در فتنہ بست
جب دشمن کو طاقت سے شکست نہ دی جاسکے		انعام کے ذریعہ فتنہ کا دروازہ بند کرنا چاہیئے
گر اندیشہ داری ز دشمن گزند	۲	بتعویذ احساں زبانش بہ بند
اگر تجھے دشمن سے نقصان کا اندیشہ ہو		احسان کے تعویذ سے اس کی زبان بندی کر لے
عدو را بجائے خسک زر بریز	۳	کہ احساں کند کُند دندان تیز
دشمن کے لیئے گوکھرو کی بجائے سونا بچھادے		اس لیئے کہ احسان تیز دانتوں کو کند کردیتا ہے
بتدبیر باید جہاں خورد و نوش	۴	چوں دستے نشاید گزیدن ببوس
تدبیر اور خوشامد کے ذریعے دنیا سے فائدہ اٹھا		جب کوئی ہاتھ کاٹا نہ جاسکے تو اس کو بوسہ دے
بتدبیر رستم در آید بہ بند	۵	کہ اسفندیارش نہ جست از کمند
تدبیر سے وہ رستم بھی قید میں آجاتا ہے		کہ جس کی کمند سے اسفندیار نہ بچ سکا
عدو را بفرصت تواں کند پوست	۶	پس او را مراعت چناں کن کہ دوست
موقع سے دشمن کی کھال کھینچ لینی چاہیئے		پھر اس سے دوست کی طرح رعایت برت
حذر کن ز پیکار کمتر کسے	۷	کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے
کم درجہ کے آدمی سے لڑنے سے بچ		اسلیئے کہ بسا اوقات میں نے قطرہ سے سیلاب بنا دیکھا ہے
مزن ناتوانی بر ابرو گرہ	۸	کہ دشمن اگرچہ زبوں دوست بہ
جب تک ہوسکے پیشانی پر گرہ نہ ڈال		اسلیئے کہ دشمن اگرچہ کمزور ہو اس کا دوست ہونا بہتر ہے
بود دشمنش تازہ و دوست ریش	۹	کسے کش بود دشمن از دوست بیش
اس کا دشمن تازہ دم اور دوست زخمی ہوگا		جس کے دشمن دوستوں سے زیادہ ہوں
مزن با سپاہے ز خود بیشتر	۱۰	کہ نتواں زد انگشت بانیشتر
اپنے سے زیادہ تعداد کے لشکر پر حملہ نہ کر		اس لیئے کہ انگلی نشتر پر نہیں ماری جاسکتی ہے

(۱) چوں: جب۔ نتواں: اس نے شکست کے اوپر لگتا ہے یعنی نہیں توڑ سکتا۔ عدو: دشمن۔ بقوت: طاقت سے۔ بنعمت: مال سے۔ بباید: اس نے بست کے اوپر لگتا ہے (۲) اندیشہ داری: فکر رکھتا ہے تو۔ در: دروازہ۔ گزند: نقصان۔ بتعویذ احساں: احسان کے تعویذ کے ساتھ۔ زبانش: اس کی زبان۔ بہ بند: بند کردے یعنی احسان کے ساتھ رام کرلے۔ (۳) خسک: گوکھرو لوہے کے کانٹے۔ زر: سونا۔ بریز: بکھیر۔ کند: کرتا ہے۔ کُند: منتھا۔ دندان تیز: تیز دانت۔ (۴) باید خورد و نوش: کھاوے پی کر کھانا چاہیئے اور چومنا چاہیئے۔ چوں: جب۔ دستے: کوئی ہاتھ۔ نشاید گزیدن: کاٹنا ممکن نہ ہو۔ ببوس: چوم لے۔ (۵) رستم: ایران کا مشہور پہلوان۔ در آید: آجاتا ہے۔ بہ بند: بند میں۔ کہ: جو کہ۔ اسفندیار: گشتاسپ کا بیٹا جو بڑا پہلوان تھا۔ ش کمند کا مضاف الیہ ہے یعنی اس کی کمند سے۔ نہ جست: نہ کودا۔ (۶) عدو: دشمن۔ بفرصت: فرصت کے وقت میں۔ تواں کند: ادھیڑ سکتے ہیں۔ پوست: کھال۔ پس: پھر۔ او را: اس کو۔ مراعت: مخفف مراعات یعنی رعایت۔ چناں کن: ایسے کر۔ کہ: جیسا کہ۔ (۷) حذر کن: پرہیز کر۔ پیکار کمتر کسے: کم درجہ آدمی کی لڑائی۔ دیدم: دیکھا میں نے۔ بسے: بہت دفعہ۔ (۸) مزن: مت مار۔ توانی: جب تک تو طاقت رکھے۔ ابرو: بھنویں۔ گرہ: شکن۔ زبوں: کمزور۔ بہ: بہتر۔ (۹) بود: ہووے۔ دشمنش: اس کے دشمن۔ ریش: زخمی۔ کسے کش: جس شخص کے کرش دوست کا مضاف الیہ یعنی اس کے دوست۔ بیش: زیادہ۔ (۱۰) مزن: مت مار۔ سپاہے: کر جو فوج کہ۔ بیشتر: زیادہ۔ نتواں زد: نہیں مار سکتے۔ انگشت: انگلی۔ بانیشتر: نشتر پر۔

تشریح: (۱) چونکہ دشمن فتنہ گر ہوتا ہے اسکی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ فتنہ بازی سے کام لے کر ملک میں انتشار پھیلادے لیکن فتنہ کو دبانے کے لیئے سیاسی سوجھ بوجھ سے کام لیا جائے۔ (۲) اگر یہ اندیشہ ہو کہ دشمن نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کریگا تو دشمن کو اپنے احسانات کی دلدل میں اس طرح دھنسا دینا چاہیئے کہ وہ فتنہ بازی سے باز آنے پر مجبور ہوجائے۔ (۳) دشمن کے راستے میں تین زخم لوہے کے کانٹے بچھا کر اسکی پیش قدمی روکنے سے بہتر ہے کہ مال و دولت سے اس کی راہیں مسدود کردے۔ (۴) تدبیر سے حصول دنیا بہتر ہے۔ اگر ہاتھ کٹنے میں نہ آئے تو اسے بوسہ دے دو تاکہ وہ اسے اپنی عزت و اکرام سمجھے۔ حالانکہ یہ تیری تدبیر و سیاست ہوگی۔ (۵) تدبیر کی قوت سے بڑے بڑے طاقتور پہلوان پچھاڑے جاسکتے ہیں اسی تدبیر کے ہتھیار سے شغاد نے رستم کو اور رستم نے اسفندیار کو مات کردیا تھا۔ (۶) تدبیر کے جال میں دشمن کو پھنسا کر اس کی سرکشی ختم کردو اور بعد ازاں اس سے دوستوں جیسا سلوک کرکے ہمیشہ کے لیئے اسے احسان مند کردو۔ (۷) کبھی کسی دشمن کو کمزور نہ سمجھو کیونکہ قطرہ قطرہ دریا بن جاتا ہے۔ اسی لیئے کمزور دشمن کسی دوسرے دشمن کی طاقت کا حصہ بنکر خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ (۸) ممکنہ حد تک کوشش ہونی چاہیئے کہ کوئی دشمن تیری طرف متوجہ نہ ہو۔ کیونکہ دشمن چاہے کمزور ہی کیوں نہ ہو۔ دشمنی سے دوستی بہتر ہے۔ (۹) دوستوں کی کثرت دشمنوں کو تازہ دم رہنے سے باز رکھتی ہے۔ کیونکہ دشمن تعداد میں قلیل ہونے کی وجہ سے ہمیشہ تھکا ماندہ رہتا ہے۔ (۱۰) قوت و طاقت کے اعتبار سے زیادہ مضبوط اور اعلیٰ ترین فوج پر حملہ کرنا ایسا ہی مضر ہے جیسا کہ کسی نشتر پر ہاتھ مارنا نقصان دہ ہے۔

marfat.com

۱	دگر زو توانا تری در نبرد	نہ مردی ست بر ناتواں زور کرد
	اگر تو لڑائی میں اس سے زیادہ قوی ہے	تو کمزور پر زور کرنا بہادری نہیں ہے
۲	اگر پیل زوری وگر شیر چنگ	بنزدیک من صلح بہتر کہ جنگ
	اگر تو ہاتھی کے زور والا ہے اور شیر کے پنجہ والا ہے	میرے نزدیک جنگ سے صلح بہتر ہے
۳	چو دست از ہمہ حیلتے درگسست	حلال ست بردن بشمشیر دست
	اگر تمام تدبیروں سے ہاتھ عاجز آجائے	تو تلوار پر ہاتھ لے جانا درست ہے
۴	اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ	دگر جنگ جوید عناں بر مپیچ
	اگر دشمن صلح چاہے سر نہ توڑ	اگر وہ لڑائی چاہے تو باگ نہ موڑ
۵	کہ گر وے بہ بندد در کارزار	ترا قدر و ہیبت شود یک ہزار
	اس لیے کہ اگر وہ لڑائی کا دروازہ بند کریگا	تیرا مرتبہ اور ہیبت ایک ہزار گنا ہو جائیگا
۶	ور او پائے جنگ آورد در رکاب	نخواہد بحشر از تو داور حساب
	اگر وہ لڑائی کا پیر رکاب میں لائے	تو اللہ تعالیٰ میدان حشر میں تجھ سے حساب لے گا
۷	تو ہم جنگ را باش چوں فتنہ خاست	کہ بر کینہ ور مہربانی خطاست
	تو بھی جنگ کے لیے تیار رہ جب فتنہ اٹھے	اس لیے کہ کینہ پرور پر مہربانی کرنا غلطی ہے
۸	چوں باسفلہ گوئی بلطف و خوشی	فزوں گرددش کبر و گردن کشی
	جب تو مہربانی اور خوشی سے کسی سے گفتگو کریگا	تو اس کا غرور اور تکبر اور زیادہ ہو جائے گا
۹	چو دشمن در آمد بعجز از درت	بدر کن ز دل کین و خشم از سرت
	جب دشمن عاجزی کے ساتھ تیرے دروازے پر آئے	تو دل سے کینہ اور سر سے غصہ نکال دے
۱۰	چو زنہار خواہد کرم پیشہ کن	ببخشا و از مکرش اندیشہ کن
	جب وہ امان چاہے کرم اختیار کر	معاف کر دے اور اس کے مکر سے ڈرتا رہ

(۱) اَزُو: اس سے۔ توانا تری: زیادہ طاقتور ہے تو۔ نبرد: لڑائی۔ نہ مردی ست: بہادری نہیں ہے۔ ناتواں: کمزور۔ زور کرد: زور کرنا۔ (۲) پیل زوری: ہاتھی کے زور والا۔ شیر چنگ: شیر کے چنگل والا۔ بنزدیک من: میرے نزدیک۔ تو یعنی آز: سے۔ (۳) چوں: جب۔ دست: ہاتھ۔ ہمہ حیلے: تمام حیلے۔ درگسست: ٹوٹ گیا، عاجز ہو گیا۔ بردن: لے جانا۔ بشمشیر: تلوار پر۔ دست: ہاتھ۔ (۴) خواہد: چاہے۔ مپیچ: مت پھیر۔ جوید: ڈھونڈے۔ عناں: باگ۔ (۵) وے: وہ۔ بہ بندد: بند کرے۔ کارزار: لڑائی۔ ترا: تیری۔ شود: ہو جاوے۔ یک ہزار: ایک ہزار گنا۔ (۶) وراو: اور اگر وہ۔ پائے جنگ: جنگ کے پاؤں۔ آورد: لے آئے۔ نخواہد: نہیں چاہے گا۔ بحشر: محشر میں۔ داور: اللہ تعالیٰ۔ (۷) ہم: بھی۔ جنگ را: جنگ کے لیے۔ باش: تیار ہو جا۔ چوں: جب۔ فتنہ خواست: فتنہ کھڑا ہو۔ کینہ ور: کینے والا۔ خطاست: غلطی ہے۔ (۸) چوں: جب۔ باسفلہ: کمینہ کے ساتھ۔ گوئی: بات کرے تو۔ بلطف: مہربانی سے۔ فزوں: زیادہ۔ گرددش: ہو جاوے اس کی۔ کبر: تکبر۔ گردن کشی: سرکشی۔ (۹) درآمد: اندر آیا۔ بعجز: عاجزی سے۔ از درت: تیرے دروازے سے۔ بدر کن: باہر کر دے۔ کین: کینہ۔ خشم: غصہ۔ از سرت: اپنے سر سے۔ (۱۰) زنہار: امان۔ خواہد: چاہے وہ۔ کرم: بخشش۔ پیشہ کن: اختیار کر۔ ببخشا: بخشش کر۔ از مکرش: اس کے مکر سے۔ اندیشہ کن: فکر کر، احتیاط کر۔

تشریح: (۱) اگر دشمن ضعیف اور طاقت میں کم تر ہے تو پھر اپنے سے کمزور پر حملہ آور ہونا دلیری و بہادری نہیں، کیونکہ کمزور کا شکست خوردہ ہونا یقینی ہے۔ (۲) اگر تو اتنا طاقتور ہے کہ تیرا مد مقابل کوئی نہیں تو پھر بہتر یہی ہے کہ صلح کی راہ اختیار کر لی جائے۔ کیونکہ کمزور تو پہلے سے مرعوب ہے۔ صلح سے ممنون رہے گا۔ (۳) اگر دشمن کسی طرح بھی سکون سے نہ رہنے دے اور تیری صلح جوئی اور معذرت خواہانہ روش کو بزدلی قرار دے تو پھر اسے سبق سکھانے میں کوئی حرج نہیں۔ (۴) اگر دشمن صلح کرنا چاہے تو فوراً صلح قبول کر لو۔ اگر وہ جنگ کرنا چاہے تو اس سے جنگ کرو لیکن عیار دشمن سے صلح کیلئے کمال ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ (۵) اگر دشمن خود صلح کی پیش کش کرے تو اس سے تمہاری ہیبت اور وقار میں اضافہ ہوگا۔ لیکن عہد شکن دشمن صلح کی پیشکش کو جنگی چال کے طور پر بھی استعمال کر سکتا ہے۔ (۶) اگر دشمن خود جنگ کا بگل بجائے تو اسے منہ توڑ جواب دینے کے لیے کمربستہ ہو جانا چاہیے۔ قیامت کے دن جنگ کے حساب کی ذمہ داری پہل کرنے والے پر ہوگی۔ (۷) اگر کوئی شخص ملکی حالات کو خراب کرنے کے لیے فتنہ پھیلاتا ہے تو فوراً اسے کچل دینا چاہیے ایسے فتنہ گر کو مہربانیوں کا تحفہ دینا خلاف اصول ہے۔ (۸) کمینے شخص کو باوقار مقام دینا نہ صرف اسے مغرور کرتا ہے بلکہ اس کی نظر میں خود کو گرانا بھی ہے کیونکہ تمہارے احترام کا وہ غلط مطلب لیتا ہے۔ (۹) اگر دشمن اپنی کمینگی میں عاجز اور کینہ پروری میں ناکام ہو کر از رہِ مجبوری اپنا سر تیرے قدموں میں ڈال دے تو اسے معاف کر دینا چاہیے۔ (۱۰) اگر کوئی دشمن پناہ مانگے تو اسے اپنی امان میں لے لینا چاہیے۔ لیکن اس کے مکر و فریب سے محتاط بھی رہنا ضروری ہوگا۔ برصغیر پاک و ہند میں انگریز کو پناہ دینا سبق آموز ہے۔

marfat.com

ز تدبیرِ پیرِ کہن بر مگرد	۱	کہ کار آزمودہ بود سال خورد
بوڑھوں کی تدبیر سے انحراف نہ کر		اس لیے کہ پُرانا آدمی تجربہ کار ہوتا ہے
در آرند بنیادِ رُوئیں زپاے	۲	جواناں بشمشیر و پیراں برائے
کانسی کی دیوار اکھاڑ ڈالتے ہیں		جوان تلوار سے اور بوڑھے عقل سے
بیندیش در قلب ہیجا مفر	۳	چہ دانی کہ زیناں کہ یابد ظفر
لڑائی کے دوران میں بچاؤ کی جگہ کی سوچ رکھ		تجھے کیا معلوم فتح کس کے حصہ میں ہے؟
چو بینی کہ لشکر ز ہم پشت داد	۴	بہ تنہا مدہ جان شیریں بباد
جب تو دیکھے کہ لشکر ایک دوسرے سے جدا ہو گیا		تو پیاری جان کو تنہا برباد نہ کر
اگر بر کناری برفتن بکوش	۵	دگر در میاں لبس دشمن بپوش
اگر تو کنارے پر ہے تو چل دینے کی کوشش کر		اگر درمیان میں ہے تو دشمن کا لباس پہن لے
وگر خود ہزاری و دشمن دویست	۶	چو شب شد در اقلیمِ دشمن مایست
اگر تو ایک ہزار اور دشمن دو سو ہے		جب رات ہو جائے دشمن کے ملک میں نہ ٹھہر
شب تیرہ پنجہ سوار از کمیں	۷	چو پانصد بشوکت بدرد زمیں
اندھیری رات میں پچاس سوار کمین گاہ سے نکل کر		پانچ سو کی طرح دبدبہ سے زمین دہلا دیتے ہیں
چوں خواہی بریدن بہ شب راہ ہا	۸	حذر کن نخست از کمیں گاہ ہا
اگر تو رات میں راستے طے کرنا چاہے		پہلے کمین گاہوں سے بچاؤ کر لے
میان دو لشکر چو یک روزہ راہ	۹	بماند بزن خیمہ بر جائے گاہ
دونوں لشکروں کے درمیان جب ایک روز کی راہ		رہ جائے تو اسی جگہ خیمہ لگا لے
تو آسودہ بر لشکر ماندہ زن	۱۰	کہ ناداں ستم کرد بر خویشتن
تو آرام اٹھائے ہوئے تھکے ہوئے لشکر پر حملہ کرنے		اس لیے کہ اس ناداں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے

(۱) پیرِ کہن: پُرانا بڈھا۔ بر مگرد: مت پھر۔ کار آزمودہ: کام آزمائے ہوئے مراد تجربہ کار۔ بود: ہوتا ہے۔ سالخوردہ: سال کھائے ہوئے یعنی لمبی عمر والا۔ (۲) در آرند: نکال دیتے ہیں۔ بنیاد رُوئیں: پیتل، تانبا۔ زپاے: پاؤں سے۔ جواناں: جمع جوان۔ بشمشیر: تلوار سے۔ پیراں: بوڑھے۔ برائے: رائے کے ساتھ۔ (۳) بیندیش: سوچ۔ قلب: درمیان۔ ہیجا: لڑائی۔ مفر: بھاگنا۔ چہ دانی: کیا جانے تو۔ کہ زیناں: کہ ان میں سے۔ کہ: کون۔ یابد: پاوے۔ ظفر: کامیابی۔ (۴) چو بینی: دیکھے تو۔ ز ہم: آپس سے۔ پشت داد: پیٹھ دے دی۔ مدہ: مت دے۔ بباد: برباد۔ شیریں: میٹھی۔ (۵) بر کناری: کنارے پہ ہے تو۔ برفتن: جانے میں۔ بکوش: کوشش کر۔ درمیاں: بیچ میں۔ لبس: لباس۔ بپوش: پہن لے۔ (۶) ہزاری: ہزار ہے تو۔ دویست: دو سو ہے۔ شب شد: رات ہو گئی۔ اقلیمِ دشمن: دشمن کا ملک۔ مایست: مت ٹھہر۔ (۷) شبِ تیرہ: تاریک رات۔ پنجہ: پچاس۔ کمیں: گھات کی جگہ۔ پانصد: پانچ سو۔ بشوکت: ہیبت سے۔ بدرد: پھاڑ دیں۔ (۸) چوں: جب۔ خواہی: تو چاہے۔ بریدن: طے کرنا۔ راہ ہا: جمع راستے۔ حذر کن: پرہیز کر۔ نخست: پہلے۔ کمیں گاہ ہا: گھات کی جگہیں۔ (۹) میان: درمیان۔ یک روزہ: ایک دن کا۔ بماند: رہ جائے۔ بزن: لگا دے۔ بر جائے گاہ: اسی جگہ پر۔ (۱۰) آسودہ: آرام سے۔ لشکر ماندہ: تھکا ہوا لشکر۔ زن: حملہ کر۔ ستم کرد: ظلم کیا۔ بر خویشتن: اپنے آپ پر۔

تشریح: (۱) بزرگوں کے تجربات کی روشنی میں ان کے مشوروں سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ کیونکہ جو کام بزرگوں کے مشورہ و تدبیر سے ہوتا ہے وہ نوجوانوں کی طاقت سے نہیں ہوتا۔ (۲) بڑی بڑی مہمات کو سر کرنے کے لیے بزرگوں کی آرا اور جوانوں کی طاقت و تلوار دونوں ضروری ہیں۔ اس لیے جوانی کے نشے میں بزرگوں کی رائے سے روگردانی نہیں کرنی چاہیے۔ (۳) عین معرکہ کے وقت میدانِ جنگ میں جنگی تدبیروں کے ساتھ ساتھ اپنے تحفظ کے لیے احتیاطی تدابیر کا سوچنا بھی لازمی ہے۔ ممکن ہے کہ دشمن غالب آ جائے۔ (۴) میدانِ جنگ میں جب سارا لشکر فرار ہو جائے تو تنہا لڑتے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں اس لیے موقع پا کر راہِ فرار اختیار کرنی چاہیے۔ ورنہ جان گنوانے کا اندیشہ ہوگا۔ (۵) اپنے خلاف پانسہ بدل جانے کی صورت میں اگر میدانِ جنگ میں ایک طرف ہو تو مفرور ہو جاؤ۔ اگر درمیان میں ہو تو دشمن کو دھوکہ دے کر نکل جاؤ۔ دشمن کی قید میں نہ آؤ۔ (۶) اگر دشمن کی افواج تعداد میں کم ہو تو پھر بھی اس کے علاقے میں پڑاؤ ڈالنا خطرے سے خالی نہ ہوگا کیونکہ وہ اپنے علاقے سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ (۷) دشمن اپنے علاقے میں اندھیری رات سے فائدہ اٹھا کر شبخون مار سکتا ہے۔ اور شبخون مارنے کے لیے زیادہ آدمیوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک آدمی دس کے برابر ہے۔ (۸) اگر دشمن کے علاقوں میں رات کے وقت سفر کرنا چاہو تو پہلے دشمن کے مورچوں کے نقشہ پر نظر رکھنی چاہیے۔ تاکہ دشمن کے مورچوں سے بحفاظت نکلا جا سکے۔ (۹) تمہارا لشکر اگر سفر کر کے دشمن سے اتنا قریب رہ جائے کہ صرف ایک منزل کا فاصلہ ہو تو وہیں پڑاؤ ڈال لینا چاہیے۔ کیونکہ یہ دشمن کو آگے لا کر تھکانے کی بہترین تدبیر ہے۔ (۱۰) جب دشمن ایک منزل آگے چل کر تمہاری طرف بڑھے گا تو سفر کی وجہ سے تھکن محسوس کرے گا۔ جبکہ تمہارا تازہ دم لشکر ہوگا۔ جو آسانی سے شکست دے سکے گا۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	چو دشمن شکستی میفگن علم	که بازش نیاید جراحت بہم
	جب تو دشمن کو شکست دیدے پھر بھی جھنڈا نہ گرا	تاکہ اس کے زخم پھر بھر نہ آئیں
۲	بسے در قفائے ہزیمت مراں	نباید که دور افتی از یاوراں
	بھاگے ہوئے کا زیادہ پیچھا نہ کر	ایسا نہ ہو کہ تو مددگاروں سے دور پڑ جائے
۳	ہوا بینی از گرد ہیجا چو میغ	بگیرند گردت بشر دہین و تیغ
	اور لڑائی کی گرد کی وجہ سے تو ہوا کو ابر کی طرح دیکھے گا	تو وہ نیزے اور تلوار سے تجھے گھیر لیں گے
۴	بدنبال غارت نراند سپاه	که خالی بماند پس پشت شاہ
	لشکر لوٹ کے پیچھے نہ پڑے	کہ بادشاہ کی پشت خالی رہ جائے
۵	سپہ را نگہبانیٔ شہریار	بہ از جنگ در حلقۂ کارزار
	لشکر کے لیئے بادشاہ کی حفاظت	لڑائی کے میدان میں جنگ کرنے سے بہتر ہے

گفتار ٦

بات

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۷	دلاور که بارے تہور نمود	بباید بمقدارش اندر فزود
	کوئی بہادر جب ایک مرتبہ بہادری دکھلائے	تو اسکی بہادری کی بقدر اسکا مرتبہ بڑھا دینا چاہیئے
۸	که بارِ دگر دل نہد بر ہلاک	ندارد ز پیکار یاجوج باک
	اسلیئے کہ وہ دوبارہ جان دینے پر آمادہ ہوجائے گا	یاجوج کی جنگ سے بھی نہ ڈرے گا
۹	سپہ را در آسودگی خوش بدار	که در حالت سختی آید بکار
	راحت کے وقت لشکر کو خوش رکھ	تاکہ سختی کے وقت کام آئے
۱۰	کنوں دست مردانِ جنگی ببوس	نہ آنگہ که دشمن فروکوفت کوس
	جنگی بہادروں کی اب دست بوسی کرلے	نہ کہ اس وقت جب دشمن نقارہ بجائے

(۱) شکستی: شکست دے دی تو نے۔ میفگن: مت گرا۔ علم: جھنڈا۔ بازش: پھر اس کو۔ ش: جراحت کے ساتھ لگی ہے یعنی اس کا زخم۔ نیاید: نہ آئے۔ بہم: آپس میں یعنی بھر نہ آئے۔ (۲) بسے: زیادہ۔ قفائے: پیچھے۔ ہزیمت: شکست مُراد شکست خوردہ فوج۔ مراں: گھوڑے نہ دوڑا۔ نباید: نہیں چاہیئے۔ افتی: پڑے تو۔ یاوراں: جمع مددگار۔ (۳) ہوا: فضا۔ بینی: دیکھے تو۔ گرد ہیجا: لڑائی کی گرد۔ چو: مثل۔ میغ: بادل۔ بگیرند: پکڑ لیں گے۔ گردت: تیرے گرد۔ بشر دہین: نیزوں سے۔ تیغ: تلوار۔ (۴) بدنبال غارت: لوٹ کے پیچھے۔ نراند: نہ گھوڑے دوڑائے۔ سپاہ: فوج۔ بماند: رہ جائے گی۔ پس پشت: پیچھا۔ شاہ: بادشاہ۔ (۵) سپہ: فوج۔ نگہبانی: حفاظت۔ شہریار: بادشاہ۔ بہ: بہتر۔ حلقۂ کارزار: لڑائی کا میدان۔ (٦) گفتار: بات۔
(۷) دلاور: بہادر۔ بارے: ایک بار۔ تہور: بہادری۔ نمود: دکھائی اس نے۔ بباید: چاہیئے۔ بمقدارش: اس کے مرتبے میں۔ اندر: زائد۔ فزود: زیادتی۔ (۸) بارِ دگر: دوبارہ۔ دل نہد: دل رکھے گا یعنی حوصلہ کرے گا۔ بر ہلاک: ہلاکت پر یعنی جان دینے پر۔ ندارد: نہیں رکھے گا۔ پیکار: جنگ۔ یاجوج: ایک زبردست لڑاکی قوم جو قرب قیامت میں ظاہر ہوگی۔ باک: خوف۔ (۹) سپہ: لشکر۔ را: کو۔ آسودگی: آرام مُراد امن کا زمانہ۔ خوش بدار: خوش رکھ۔ حالت سختی: مُراد جنگ کی حالت۔ آید: آوے گا۔ بکار: کام میں۔ (۱۰) کنوں: اب۔ دست: ہاتھ۔ مردانِ جنگی: جنگی بہادر۔ ببوس: چوم۔ نہ آنگہ: نہ اُس وقت۔ فروکوفت: کوٹ دیا۔ کوس: نقارہ۔

تشریح (۱) جب دشمن کو شکست ہوجائے تو فی الفور اس کا پرچم نہیں اتارنا چاہیئے۔ اس سے ان کے زخم تازہ ہوں گے اور وہ پھر سے جوش کھاکر لڑنے مرنے پر اتر آئے گا۔ (۲) شکست خوردہ دشمن کا زیادہ دور تک تعاقب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس حالت میں اپنی باقاعدہ فوج سے دوری و علیحدگی دشمن کے لیئے کارگر ثابت ہوگی۔ (۳) اپنی فوج سے زیادہ دُور ہونا دشمن کو دوبارہ پلٹنے کا موقع فراہم کرنا ہوتا ہے جس سے وہ تمہیں اپنے لشکر کے ذریعے اپنی تلواروں کے رحم و کرم پر لائے گا۔ (۴) فتح کے بعد ساری فوج لوٹ مار کرنے میں مصروف نہ ہو بلکہ اپنے سپہ سالار اور بادشاہ کی حفاظت بھی لازمی ہے۔ (۵) میدانِ جنگ عین معرکہ کے وقت یا فتح حاصل ہونے کے بعد اپنے بادشاہ کی حفاظت دشمن کی شکست یا لوٹ مار سے زیادہ لازمی ہے۔
(۶) عنوان۔ اس گفتار (بات) میں یہ بتایا گیا ہے کہ بہادر اور جان نثار کی عظمت و عزت افزائی ضروری ہے اور فوج کی تیاری پر زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیئے۔ (۷) بہادری کے حوالے سے جو فوجی کوئی اہم کارنامہ سرانجام دے تو منصب و تنخواہ میں ترقی دے کر اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ (۸) یہ شعر پہلے شعر کی تکمیل کر رہا ہے کہ اس طرح وہ فوجی دوبارہ موقع آنے پر جان جوکھوں میں ڈال کر یاجوج ماجوج سے لڑنے سے بھی باز نہ آئے گا۔
(۹) یہ ایک سپاہی کی فطرت ہے کہ اسے امن کے دنوں میں سہولتیں مہیا کی جائیں تو وہ جنگ کے دنوں میں جانبازی کے جوہر دکھائے گا۔
(۱۰) امن کے ایام میں افواج کو نوازنے کے بہت سے اور بہتر مواقع میسر آتے ہیں۔ ایسے مواقع حالتِ جنگ میں قطعاً میسر نہیں آتے۔

marfat.com

سپاہی کہ کارش نہ باشد برگ	۱	چرا دل نہد روز ہیجا بمرگ
جس سپاہی کے پاس سازو سامان نہ ہو		وہ جنگ میں مرنے پر کیسے آمادہ ہوگا
نواحی مُلک از کف بدسگال	۲	بلشکر نگہ دار و لشکر بمال
ملک کے اطراف کی بدخواہ کے ہاتھ سے		لشکر کے ذریعہ اور لشکر کی مال کے ذریعہ حفاظت کر
مَلِک را بود بر عدو دستِ چیر	۳	چوں لشکر دل آسودہ باشند و سیر
بادشاہ کا دشمن پر غلبہ کا ہاتھ ہوتا ہے		جب لشکر آرام سے اور پیٹ بھرا ہوتا ہے
بہائے سرِ خویشتن مے خورد	۴	نہ انصاف باشد کہ سختی برد
وہ اپنے سر کی قیمت کھاتا ہے		تو یہ انصاف نہ ہوگا کہ وہ سختی جھیلے
چوں دارند گنج از سپاہی دریغ	۵	دریغ آیدش دست بردن بہ تیغ
جب خزانے کو لشکر سے بچا کر رکھیں		تو اس کو تلوار کی طرف ہاتھ بڑھانا بُرا معلوم ہوگا
چہ مردی کند در صفِ کارزار	۶	چوں دستش تہی باشد و کارزار
جنگ کی صف میں کیا بہادری کرے گا		جب کہ اس کا ہاتھ خالی ہو اور کام خراب ہو

گفتار

بات

بہ پیکارِ دشمن دلیراں فرست	۸	ہزبراں بناورد شیراں فرست
دشمن سے جنگ کے لیئے بہادروں کو بھیج		شیروں سے لڑنے کے لیئے خونخوار شیروں کو بھیج
برائے جہاں دیدگاں کارکن	۹	کہ صید آزمودست گرگ کہن
زمانہ دیکھے ہوؤں کی رائے کے مطابق کام کر		اس لیئے کہ پُرانا بھیڑیا شکار کا تجربہ رکھتا ہے
مترس از جوانان شمشیر زن	۱۰	حذر کن ز پیران بسیار فن
تلوار باز جوانوں سے نہ ڈر		فنون کے جاننے والے بوڑھوں سے بچ

(۱) کارش: اس کا کام۔ باشد: ہووے۔ برگ: سامان کے ساتھ۔ چرا: کیوں۔ نہد: رکھے گا۔ ہیجا: لڑائی۔ بمرگ: موت پر۔ (۲) نواحی: جمع ناحیہ طرف۔ کف: ہتھیلی۔ بدسگال: بُرائی سوچنے والا۔ نگہ دار: حفاظت کر۔ بمال: مال کے ساتھ۔ (۳) بود: ہووے۔ عدو: دشمن۔ دستِ چیر: غلبے کا ہاتھ۔ چوں: جب۔ دل آسودہ: آرام دل۔ باشد: ہوویں۔ سیر: رجے ہوئے۔ (۴) بہائے: قیمت۔ سرِ خویشتن: اپنا سر۔ مے خورد: کھاتا ہے۔ نہ باشد: نہیں ہوگا۔ برد: لے جاوے۔ (۵) چوں: جب۔ دارند: رکھیں وہ۔ گنج: خزانہ۔ دریغ: افسوس اور رشک۔ آیدش: آوے گا اس کو۔ دست بردن: ہاتھ لے جانا۔ بہ تیغ: تلوار پر۔ (۶) مردی کند: بہادری دکھلائے گا۔ صفِ کارزار: لڑائی کی صف میں۔ دستش: اس کا ہاتھ۔ تہی: خالی۔ باشد: ہووے۔ کارزار: لڑائی۔ (۷) گفتار: بات۔
(۸) پیکار: لڑائی۔ دلیراں: جمع بہادر۔ فرست: بھیج۔ ہزبراں: جمع شیر۔ بناورد: لڑائی میں۔
(۹) برائے جہاں دیدگاں: جہاں دیکھے ہوؤں کی رائے پر۔ کارکن: عمل کر۔ صید آزمودہ: شکار کھیلے ہوئے۔ گرگ کہن: پُرانا بھیڑیا۔ (۱۰) مترس: مت ڈر۔ شمشیر زن: تلوار چلانے والا۔ حذر: پرہیز۔ کن: کر۔ پیراں: جمع بوڑھے۔ بسیار فن: بہت مکروں والے۔

تشریح: (۱) جو فوجی اپنی زندگی تنگدستی کی حالت میں بسر کرے گا وہ جنگ کے میدان میں ولولہ و جوش کا مظاہرہ نہیں کر سکے گا۔ (۲) ملکی حفاظت و سالمیت کا دارومدار سرحدوں کی حفاظت پر مبنی ہے اور سرحدوں کی محافظ انتہائی طاقتور فوج ہوتی ہے۔ اس لیئے اس کی تمام ضروریات کا خیال ہو۔ (۳) جو فوج خوشحال ہونے کے باعث اپنے بادشاہ کی خیرخواہ ہو، اس پر کوئی دشمن غلبہ نہیں پا سکتا۔ آسودہ حال فوج ہمیشہ فاتح ہوتی ہے۔ (۴) حکی خزانے سے ایک سپاہی کو جو ماہانہ معاوضہ ملتا ہے وہ درحقیقت اس کے سر کی قیمت ہوتی ہے۔ تنگدستی کی صورت میں اس کے سر کی قیمت چکانا انصاف نہیں۔ (۵) جو بادشاہ اپنی فوج سے خزانہ بچا کے رکھتا ہے تو فوج بھی میدان جنگ میں اپنا ہاتھ لڑنے مرنے سے بچا کر رکھتی ہے۔ (۶) فاقہ مست سپاہی میدان جنگ میں بہادری کے جوہر نہیں دکھاتا کیونکہ فاقہ مستی بہادری کا جوہر زنگ آلود کر دیتی ہے۔ (۷) عنوان۔ اس گفتار میں یہ بتایا گیا ہے کہ ملکی انتظامات ایسے لوگوں کے سپرد کرنے چاہئیں جو انتظامی امور میں انتہائی تجربہ کار ہوں۔ (۸) دشمن جب میدان جنگ میں اترے تو اس کے مقابلے میں طاقت کا توازن اتنا بلند ہونا چاہیئے کہ سیر کے مقابلے میں سوا سیر اور شیر کے مدِمقابل ببر شیر ہو۔ (۹) تجربہ کار بزرگوں کی رائے پر عمل کرنے میں کامیابی ہے۔ کیونکہ وہ حالات کے تمام نشیب و فراز سے گزر چکے ہوتے ہیں۔ (۱۰) دشمن کے نوجوانوں کا خوف دل میں نہیں لانا چاہیئے۔ بلکہ اس سے زیادہ ڈر ان تجربہ کار جرنیلوں کا ہونا چاہیئے جو جوانوں کو لڑاتے ہیں۔

marfat.com

۱	جوانانِ پیل افگن شیر گیر ہاتھی کو پچھاڑنے والے شیروں کو پکڑ لینے والے نوجوان	ندانند دستانِ روباہِ پیر بوڑھی لومڑی کے حیلے نہیں جانتے ہیں
۲	خردمند باشد جہاں دیدہ مرد جہاندیدہ انسان عقل مند ہوتا ہے	کہ بسیار گرم آزمودست و سرد اس لیے کہ اس نے گرم و سرد بہت آزمایا ہے
۳	جوانانِ شائستہ و بخت ور لائق اور نصیبہ ور نوجوان	ز گفتارِ پیراں نپیچند سر بوڑھوں کی بات سے سر نہیں موڑتے
۴	گرت مملکت باید آراستہ اگر تجھے سجی ہوئی مملکت چاہیئے	مدہ کارِ معظم بنوخاستہ تو بڑے کام نوجوانوں کے سپرد نہ کر
۵	سپہ را مکن پیشرو جز کسے لشکر کا پیشرو اس شخص کے سوا کسی کو نہ بنا	کہ در جنگہا بودہ باشد بسے جو بہت سی لڑائیوں میں رہا ہو
۶	نتابد سگِ صید روی از پلنگ شکاری کتا چیتے سے منہ نہیں موڑتا ہے	ز روبہ رمد شیرِ نادیدہ جنگ لڑائی نہ دیکھا ہوا شیر لومڑی سے بھاگ جاتا ہے
۷	چو پروردہ باشد پسر در شکار جب لڑکا شکار میں پلا ہو	نترسد چوں پیش آیدش کارزار اگر اس کو جنگ پیش آجائے تو وہ نہ ڈریگا
۸	بکشتی و نخچیر و آماج و گوی کشتی اور شکار اور نشانہ بازی اور گیند سے	دلاور شود مرد پرخاش جوی جنگ جُو انسان بہادر بن جاتا ہے
۹	بگرمابہ پروردہ و عیش و ناز عیش اور ناز اور حمام میں پلا ہوا	برنجد چو بیند درِ جنگ باز پریشان ہوتا ہے جب لڑائی کا دروازہ کھلا دیکھتا ہے
۱۰	دو مردش نشانند بر پشتِ زین دو مرد اس کو زین پر بٹھائیں	بود کش زند کودکے بر زمین تو یہ ہوگا کہ اس کو بچہ زمین پر پٹخ دے گا

(۱) پیل افگن: ہاتھی کو گرا دینے والے۔ شیر گیر: شیر کو پکڑنے والے۔ ندانند: نہیں جانتے۔ دستان: حیلہ۔ روباہ پیر: بوڑھی لومڑی۔ (۲) خردمند: عقل مند۔ باشد: ہووے۔ جہاندیدہ: جہان کو دیکھا ہوا۔ بسیار: بہت۔ آزمودہ: آزمایا اس نے۔ (۳) شائستہ: لائق۔ بخت ور: نصیب والا۔ گفتار: بات۔ پیران: بوڑھے۔ پیچند: پھیرتے ہیں۔ (۴) گرت: اگر تجھ کو۔ مملکت: ملک۔ باید: چاہیئے۔ آراستہ: سجا ہوا۔ مدہ: مت دے۔ کارِ معظم: اہم کام۔ بنوخاستہ: نوجوان۔ (۵) سپہ: لشکر۔ مکن: مت کر۔ پیشرو: آگے چلنے والا، افسر، سپہ سالار۔ جز کسے: سوائے شخص کے۔ جنگہا: جنگیں۔ بودہ باشد: رہا ہو۔ بسے: بہت دفعہ۔ (۶) نتابد: نہیں منہ موڑتا۔ سگ صید: شکاری کتا۔ پلنگ: چیتا۔ ز روبہ: لومڑی سے۔ رمد: بھاگ جاتا ہے۔ نادیدہ جنگ: جنگ نہ دیکھے ہوئے۔ (۷) پروردہ: پلا ہوا۔ باشد: ہووے۔ پسر: بیٹا۔ در شکار: شکار میں۔ پیش: سامنے۔ آیدش: آوے اس کے۔ کارزار: لڑائی۔ (۸) نخچیر: شکار۔ آماج: نشانہ۔ گوی: گیند۔ دلاور: بہادر۔ شود: ہو جاتا ہے۔ پرخاش: لڑائی۔ پرخاش جو: لڑائی ڈھونڈنے والا۔ (۹) بگرمابہ: حمام میں۔ پروردہ: پلا ہوا۔ برنجد: رنجیدہ ہوتا ہے۔ چو: جب۔ بیند: دیکھتا ہے۔ درِ جنگ: جنگ کا دروازہ۔ باز: کھلا۔ (۱۰) مردش: مرد اس کو۔ نشانند: بٹھاتے ہیں۔ بر پشتِ زین: زین کی پشت یعنی گھوڑے پر۔ بود: ہو سکتا ہے۔ کشش: کہ اس کو۔ زند: دے مارے۔ کودکے: ایک بچہ

تشریح: (۱) بڑے بڑے جنگجو نوجوان لومڑی ایسی مکارانہ صفت رکھنے والے بوڑھوں کے ہاتھوں شکست کا مُنہ دیکھتے ہیں۔ کیونکہ نوجوان ان کی فریب کاری نہیں سمجھ سکتے۔ (۲) جہاں گشت سیاح کا عقلمند ہونا لازمی ہے کیونکہ اس کی متانت و جہاندیدگی وسیع تجربات اور مزید معلومات کا بیش قیمت خزانہ ہوتی ہے۔ (۳) ملک کا نظم و نسق بہتر طریقے سے چلانے کے لیئے ضروری ہے کہ متین اور جہاندیدہ نوجوان کے منجھے ہوئے افراد کے ہاتھوں میں ملکی نظام کی باگ ڈور ہونی چاہیئے۔ (۴) اگر ملکی حالات کی بہتری کا تقاضیٰ ہے تو پھر ملک کا نظام نوجوانوں کی بجائے بزرگوں کے سپرد ہونا چاہیئے سعادت مند جوان بزرگوں کی نصیحت قبول کرتا ہے۔ (۵) سپہ سالاری کا منصب ایسے شخص کے حوالے کرنا چاہیئے جو فن سپہ گری میں مہارت رکھتا ہو۔ اور میدانِ جنگ میں خود شرکت کر چکا ہو۔ (۶) چونکہ شکاری کتا شکار کھیلنے کی وجہ سے چیتے کا خوف اپنے دل سے نکال چکا ہوتا ہے جبکہ شکار میں ناتجربہ کار شیر لومڑی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ (۷) شکاری بچے میدانِ جنگ میں کودنے سے گریزاں نہیں ہوتے۔ کیونکہ شکار میں جھپٹنے و پلٹنے کی تربیت حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ (۸) وہ تمام کھیل جن میں جسمانی ورزش کے باعث چستی و پھرتی پیدا ہوتی ہو۔ وہ انسان کو نڈر و دلیر اور جنگ جُو بنا دیتے ہیں۔ (۹) حمام اور عیاشیوں میں پرورش پانے والے لوگ امن کی فاختہ بننے کی آڑ میں جنگ سے کتراتے ہیں۔ وہ امن کی چادر میں اپنی بزدلی چھپاتے ہیں۔ (۱۰) انسان میں طاقت کا دار و مدار جسمانی ڈیل ڈول پر نہیں ہوتا۔ کیونکہ لحیم و شحیم کا توازن خراب ہونے سے اسے از خود گرا دیتا ہے۔ لہٰذا فربہ آدمی جنگ کے قابل نہیں ہوتا۔

marfat.com

مصرعِ اوّل		مصرعِ ثانی
یکے را کہ دیدی تو در جنگ پشت	۱	بکش گر عدو در مصافش نکشت
لڑائی میں تو جس کی پشت دیکھے		اسکو مار دے اگر جنگ میں دشمن نے اسکو نہیں مارا ہے
مخنث بہ از مردِ شمشیر زن	۲	کہ روزِ وغا سر بتابد چو زن
ایسے تلوار باز مرد سے ہیجڑا بہتر ہے		جو کہ جنگ کے دن سر موڑ کر عورت کی طرح بھاگے

حکایت[۳]

کہانی

مصرعِ اوّل		مصرعِ ثانی
چہ خوش گفت گرگیں بفرزند خویش	۴	چو قربان پیکار بربست و کیش
گرگین نے اپنے لڑکے سے کیا خوب کہا		جب لڑائی کی کمان کی میان اور ترکش باندھا
اگر چوں زناں جست خواہی گریز	۵	مرو آب مردانِ جنگی مریز
اگر تو عورتوں کی طرح بھاگنا چاہے		تو مت جا، بہادروں کی آبرو ریزی نہ کر
سوارے کہ بنمود در جنگ پشت	۶	نہ خود را کہ نام آوراں را بکشت
وہ سوار جو لڑائی میں پشت دکھائے		اس نے اپنے آپکو ہی نہیں بلکہ بہادروں کو تباہ کر دیا
تہور نیاید مگر زاں دو یار	۷	کہ افتند در حلقۂ کارزار
بہادری ان ہی دو دوستوں سے ہوتی ہے		جو جنگ کے حلقہ میں پھنس جائیں
دو ہم جنس و ہم سفرہ و ہم زباں	۸	بکوشند در قلبِ ہیجا بجاں
دو ہم جنس، ہم نوالہ اور ہم زبان		جنگ کے درمیان میں جان سے کوشش کرتے ہیں
کہ ننگ آیدش رفتن از پیش تیر	۹	برادر بچنگالِ دشمن اسیر
اسلئے کہ تیر کے سامنے سے بچنے سے شرم آتی ہے		جب ایک بھائی دشمن کے پنجہ میں قیدی ہو
چو بینی کہ یاراں نباشند یار	۱۰	ہزیمت بجائے غنیمت شمار
جب تو دیکھے کہ دوست، دوست نہ ہوں		تو مال غنیمت کی بجائے پسپائی سمجھ

(۱) یکے را کہ: جس کسی کو کہ۔ دیدی: دیکھا تو نے۔ پشت: پیٹھ۔ بکش: مار ڈال۔ عدو: دشمن۔ در مصافش: لڑائی میں اس کو۔ نکشت: نہیں مارا۔ (۲) مخنث: ہیجڑا۔ بہ: بہتر۔ شمشیر زن: تلوار چلانے والا۔ روزِ وغا: لڑائی کے دن۔ سر بتابد: سر پھیرے۔ چو زن: عورت کی طرح۔ (۳) حکایت: کہانی۔ (۴) چہ: کیا۔ خوش گفت: خوب کہا۔ گرگین: ایک ایرانی پہلوان کا نام۔ بفرزند خویش: اپنے بیٹے کو۔ قربان: کماندان۔ پیکار: جنگ۔ بربست: باندھی اس نے۔ کیش: ترکش۔ (۵) چوں: مثل۔ زناں: عورتیں۔ جست خواہی گریز: بھاگنا چاہے گا۔ مرو: مت جا۔ آب: پانی مراد عزت۔ مردانِ جنگی: جنگ کرنے والے بہادر۔ مریز: مت گرا۔ (۶) سوارے: جس سوار نے۔ کہ بنمود: دکھائی۔ نام آوراں: وہ جن کے نام بہادری میں مشہور ہیں۔ بکشت: مار ڈالا۔ (۷) تہور: بہادری۔ نیاید: نہیں آتی۔ زاں دو یار: ان دو دوستوں سے۔ افتند: پڑ جائیں۔ حلقۂ کارزار: لڑائی کا حلقہ۔ (۸) دو ہم جنس: دو ایک جیسے۔ ہم سفرہ: ایک دسترخوان والے جو مل کر کھاتے پیتے ہوں۔ ہم زبان: جن کی بات ایک ہو۔ بکوشند: کوشش کرتے ہیں۔ قلبِ ہیجا: لڑائی کے درمیان۔ بجاں: جان سے۔ (۹) ننگ: شرم۔ آیدش: آتی ہے اس کو۔ رفتن: چلے جانا۔ از پیشِ تیر: تیر کے سامنے سے۔ برادر: بھائی۔ بچنگالِ دشمن: دشمن کے پنجے میں۔ اسیر: قیدی۔ (۱۰) چو: جب۔ بینی: دیکھے تو۔ نباشند: نہیں ہیں۔ یار: مددگار۔ ہزیمت: شکست یا پسپائی۔ بجائے غنیمت: غنیمت کی جگہ۔ شمار: گن۔

تشریح: (۱) جو شخص میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر فرار ہو جائے تو اسے قتل کر دینا مناسب ہے۔ ورنہ اسے دیکھ کر دوسرے سپاہیوں کے حوصلے پست ہو سکتے ہیں۔ (۲) جنگ کرنا اگرچہ خسروں کا کام نہیں لیکن جو شخص میدانِ جنگ میں عورتوں کی طرح پشت کے بل مفرور ہو جاتے اس سے ہیجڑے بہتر ہیں۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حق و باطل کے مقابل میدانِ کارزار میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ ملک و قوم کی عزت خاک میں مل جائے گی۔ (۴) اس شعر میں ایرانی پہلوان گرگین کی نصیحت بیان کی گئی ہے جو اس نے میدانِ جنگ میں تیاری کے وقت اپنے بیٹے سے کی تھی۔ (۵) یہ شعر پہلے شعر کا تکملہ ہے کہ گرگین نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اگر تو میدانِ جنگ میں اترنا چاہتا ہے تو پھر ثابت قدمی کو اپنا شعار بنا لینا۔ (۶) اس شعر میں پہلے شعر کی تکمیل کی گئی ہے کہ اگر بزدلی دکھا کر میدانِ جنگ میں بھاگنا ہو تو پھر بہتر ہے کہ جنگ میں حصہ نہ لو تاکہ نامور بہادروں کی رسوائی نہ ہو۔ (۷) بہادر اور بہادری کو اس طرح میدانِ جنگ میں ایک ساتھ رہنا چاہیئے جیسے دو گہرے دوست آڑے وقت میں ایک دوسرے کا ساتھ نبھاتے ہیں۔ (۸) جو دوست ہم نشیں اور ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوتے ہیں۔ وہ یک جان دو قالب کے بمصداق میدانِ جنگ میں لڑتے ہیں۔ ایک دوست کا بھاگنا دوسرے کو قتل کرنا ہوتا ہے۔ (۹) جب ایک بھائی دشمن کے نرغے یا قید میں ہو تو دوسرا میدانِ جنگ میں ایسی بے جگری سے لڑتا ہے کہ وہ تیر کے سامنے سے ہٹنا عار محسوس کرتا ہے۔ (۱۰) میدانِ جنگ میں عین معرکہ کے وقت دوست بے وفائی کرتے ہوئے ساتھ چھوڑ جائے تو پھر مناسب ہے کہ وہاں سے پسپا ہو جا۔

marfat.com

گفتار[1]

بات

دو تن پرور اے شاہِ کہتر نواز	۲	یکے اہل بازو دوم اہل راز
اے غریب نواز بادشاہ دو شخصوں کی پرورش کر		ایک طاقت ور کی دوسرے راز دار کی
زنام آوراں گوئے دولت برند	۳	کہ دانا و شمشیر زن پرورند
ایسے لوگ ناموروں سے بازی جیت لے جاتے ہیں		جو عقل مند اور سپاہی کی پرورش کرتے ہیں
ہر آں کو قلم را نورزید و تیغ	۴	برو گر بمیرد مگو اے دریغ
جس نے قلم اور تلوار کی مشق نہ کی		اگر وہ مرجائے تو اس پر ہائے کا نعرہ نہ لگا
قلم زن نگہدار و شمشیر زن	۵	نہ مطرب کہ مردی نیاید ز زن
قلم کار اور تلوار باز کی نگہداشت کر		نہ کہ گویے کی اسلئے کہ عورت سے بہادری نہیں ہو سکتی
نہ مردیست دشمن در اسباب جنگ	۶	تو مدہوش ساقی و آوازِ چنگ
انسانیت نہیں ہے کہ دشمن سامان جنگ میں لگا ہو		تو ساقی اور ستار میں مدہوش ہو
بسا اہل دولت بہ بازی نشست	۷	کہ دولت برفتش ببازی ز دست
بہت سے اہل دولت بازی میں بیٹھے		بازی کی وجہ سے اچانک دولت انکی ہاتھ سے نکل گئی

گفتار[8]

بات

نگویم ز جنگ بد اندیش ترس	۹	در آوازۂ صلح ازو بیش ترس
میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ دشمن کی جنگ سے ڈر		بلکہ صلح کے پیام سے اس سے زیادہ ڈر
بسا کس بروز آیتِ صلح خواند	۱۰	چو شب شد سپہ بر سر خفتہ راند
بہت سوں نے دن کو صلح کی آیت پڑھی		جب رات ہوئی سوتے ہوؤں کے سر پر لشکر چڑھا دیا

(۱) گفتار: بات۔ (۲) دو تن: دو شخص۔ پرور: پال۔ شاہ کہتر نواز: کم رتبہ لوگوں کو پالنے والے۔ یکے: ایک۔ اہل بازو: یعنی طاقتور۔ دوم: دوسرا۔ اہل راز: راز دار۔ (۳) نام آوران: مشہور لوگ۔ گوئے دولت: دولت کی گیند۔ برند: لے جاویں۔ دانا: عقل مند۔ شمشیر زن: تلوار چلانے والا۔ پرورند: پالتے ہیں۔ (۴) ہر آں کو: جس نے کہ۔ نورزید: نہ اختیار کیا۔ تیغ: تلوار۔ برو: اس پر۔ بمیرد: مرجاوے۔ مگو: مت کہہ۔ دریغ: افسوس۔ (۵) قلم زن: قلم کار۔ نگہدار: حفاظت کر۔ شمشیر زن: تلوار باز۔ مطرب: گویا۔ کہ: کیونکہ۔ مردی: بہادری۔ نیاید: نہیں آسکتی۔ ز زن: عورت سے۔ (۶) نہ مردیست: بہادری نہیں ہے۔ اسباب جنگ: جنگ کا ساز و سامان۔ مدہوش: مست۔ ساقی: شراب پلانے والا۔ چنگ: ایک ساز جس کو پھونک مار کر بجاتے ہیں۔ (۷) بسا: بہت سے۔ بہ بازی: کھیل میں۔ نشست: بیٹھے۔ برفتش: چلی گئی اس کی۔ اس کی شین دوست کے ساتھ لگی ہے یعنی اس کے ہاتھ سے۔ (۸) گفتار: بات۔ (۹) نگویم: نہیں کہتا ہوں۔ بد اندیش: بُرا سوچنے والا، مراد دشمن۔ ترس: ڈر۔ آوازہ صلح: صلح کی آواز یا پیغام۔ ازو: اس سے۔ بیش: زیادہ۔ (۱۰) بسا کس: بہت سے لوگ۔ بروز: دن میں۔ آیت صلح: صلح کی آیت۔ خواند: پڑھی اس نے۔ شب: رات۔ شد: ہو گئی۔ سپہ: لشکر۔ بر سر خفتہ: سوئے ہوؤں کے سر پر۔ راند: چلا دیا۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس گفتار (بات) میں یہ بتایا گیا ہے کہ ملکی تعمیر و ترقی کے لیے تلوار کے دھنی مجاہدین اور اہل قلم علماء کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ (۲) عقل مند حکمران انہیں دو طبقوں سپاہ، مشیر کی پرورش کرتے ہیں۔ کیونکہ سپاہ ملک کے محافظ اور مشیر و علماء ملک کے رازداں ہوتے ہیں۔ (۳) جو حکمران اپنے ملک کے محافظوں اور اہل قلم و مشیروں کی قدر دانی کرتے ہیں وہ نہ صرف اپنا نام روشن کرتے ہیں بلکہ ملکی سالمیت کا سبب بھی بنتے ہیں۔ (۴) ایسا شخص جو علم و ہنر کے قریب نہ بھٹکا ہو اور تیغ زنی کے فن سے ناواقف ہو تو ایسے شخص کی موت پر افسوس نہیں کرنا چاہیے۔ (۵) گانا گانے والوں کی مثال عورتوں جیسی ہے۔ انہیں انعام واکرام سے نوازنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اہل قلم اور شمشیر زن لوگوں کو نوازنا مشکلات سے نجات کا سبب ہے۔ (۶) اگر دشمن جنگی تیاریوں میں مصروف ہو تو اس کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ تیاری کرنی چاہیے۔ طاؤس و رباب میں مدہوش نہیں ہونا چاہیے۔ (۷) جو حکمران عیاشیوں اور قمار بازیوں میں گم ہو جاتے ہیں۔ تو دشمن کے حملوں یا قدرت کی سزا کی وجہ سے ان کی حکومت چھین لی جاتی ہے۔
(۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس سے کوئی معاہدہ یا صلح کی گئی ہے اس سے محتاط اور خبردار رہنا چاہیے۔ کیونکہ دل کے خفیہ رازوں کا کوئی علم نہیں۔ (۹) دشمن کی جنگ سے زیادہ اس کی صلح پر مبنی پیشکش سے خوفزدہ رہنا چاہیے ممکن ہے اس میں کوئی فریب ہو۔ جیسا کہ اسپین میں عیسائیوں نے اور برصغیر پاک و ہند میں مجاہدین آزادی ہند کے مسلمانوں کے ساتھ انگریزوں نے صلح کی آڑ میں دھوکہ کیا تھا۔ (۱۰) بہت سے ایسے لوگ گذرے ہیں جو دن کو صلح کی آیات پڑھ کر ڈھونگ رچاتے ہیں اور رات کو شب خون مار دیتے ہیں۔ دور حاضر میں یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے ساتھ یہی چالیں چل رہے ہیں۔

marfat.com

۱	زرہ پوش خسپند مرد اوژناں	کہ بستر بود خواب گاہ زناں
	بہادروں کو پچھاڑنے والے زرہ پہن کر سوتے ہیں	اس لیے کہ بستر عورتوں کی خواب گاہ ہے
۲	بخیمہ دروں مرد شمشیر زن	برہنہ نخسپد چوں در خیمہ زن
	بہادر انسان خیمہ میں	گھر میں عورتوں کی طرح ننگے نہیں سوتے ہیں
۳	بباید نہاں جنگ را ساختن	کہ دشمن نہاں آورد تاختن
	جنگ کی تیاری خفیہ طور پر کرنی چاہیے	اس لیے کہ دشمن خفیہ طور پر حملہ کرتا ہے
۴	حذر کار مردان کار آگہ است	یزک سد روئین لشکر گہ است
	واقف کار بہادروں کا کام احتیاط ہے	فوج کا اگلا حصہ لشکر گاہ کے لیے کانسی کی دیوار ہے

گفتار

بات

۶	میان دو بدخواہ کوتاہ دست	نہ فرزانگی باشد ایمن نشست
	دو کمزور دشمنوں کے درمیان	اطمینان سے بیٹھنا عقل مندی نہیں ہے
۷	کہ گر ہر دو باہم سگالند راز	شود دست کوتاہ ایشاں دراز
	اس لیے کہ اگر دونوں آپس میں مشورہ کریں گے	ان کا کوتاہ ہاتھ دراز ہو جائے گا
۸	یکے را بہ نیرنگ مشغول دار	دگر را بر آور زمغزش دمار
	ایک کو حیلہ میں مشغول رکھ	دوسرے کے وجود سے ہلاکت پیدا کر
۹	اگر دشمنے پیش گیرد ستیز	بشمشیر تدبیر خونش بریز
	اگر کوئی دشمن لڑائی پر آمادہ ہو	تدبیر کی تلوار سے اس کی خونریزی کر دے
۱۰	برو دوستی گیر با دشمنش	کہ زنداں شود پیرہن بر تنش
	جا اور اس کے دشمن سے دوستی کر لے	تاکہ اس کے بدن پر کپڑا قید خانہ بن جائے

(۱) زرہ پوش: زرہ پہن کر۔ خسپند: سوتے ہیں۔ مرد اوژناں: مردوں کو گرانے والے۔ بود: ہوئے۔ خوابگاہ زناں: عورتوں کی خواب گاہ۔ (۲) بخیمہ: خیمہ میں۔ دروں: زائد۔ شمشیر زن: تلوار باز۔ برہنہ: ننگا۔ نخسپد: نہیں سوتا۔ در خیمہ: خیمہ میں۔ زن: عورت۔ (۳) بباید: چاہیے۔ نہاں: پوشیدہ۔ جنگ را: جنگ کے لیے۔ ساختن: تیاری کرنا۔ نہاں: پوشیدہ۔ آورد: لاسکتا ہے۔ تاختن: دوڑنا مراد پوشیدہ حملہ کر سکتا ہے۔ (۴) حذر: احتیاط۔ کار مرداں: مردوں کا کام۔ کار آگاہ: کام سے واقف یعنی تجربہ کار۔ است: ہے۔ یزک: پہریدار۔ سد: دیوار۔ روئین: دھات۔ لشکر گاہ: پڑاؤ۔ (۵) گفتار: بات۔ (۶) میان: درمیان۔ بدخواہ: برا چاہنے والا مراد دشمن۔ کوتاہ دست: چھوٹے ہاتھ والا۔ فرزانگی: عقلمندی۔ باشد: ہووے۔ ایمن: بے خوف۔ نشست: ماضی بمعنی مصدر: بیٹھنا۔ (۷) ہر دو: دونوں۔ باہم: آپس میں۔ سگالند: سوچ لیں۔ شود: ہو جاوے۔ دست کوتاہ: چھوٹا ہاتھ۔ ایشاں: ان کا۔ دراز: لمبا۔ (۸) نیرنگ: حیلہ بہانہ جادو۔ مشغول دار: مشغول رکھو۔ دگر را: دوسرے کو۔ بر آور: نکال۔ ز مغزش: اس کے مغز سے۔ دمار: ہلاک۔ (۹) دشمنے: کوئی دشمن۔ پیش گیرد: اختیار کرے۔ ستیز: لڑائی۔ بشمشیر تدبیر: تدبیر کی تلوار کے ساتھ۔ خونش: اس کا خون۔ بریز: گرا۔ (۱۰) برو: جا۔ گیر: پکڑ۔ دشمنش: اسکے دشمن کے ساتھ۔ زنداں: قید خانہ۔ شود: ہو جائیگا۔ پیرہن: لباس۔ بر تنش: اسکے بدن پر۔

تشریح: (۱) جنگی اصولوں سے واقف جنگجو ہمیشہ راتوں کو مسلح ہو کر سوتے ہیں۔ بستر پر مدہوش ہو کر سونا عورتوں کا کام ہے۔ (۲) شمشیر زن شخص اپنے خیمہ کے اندر بھی مسلح ہو کر سوتا ہے۔ خیموں یا گھروں کی چار دیواری میں صرف عورتیں ہی بے خبر ہو کر سوتی ہیں۔ (۳) جو لوگ جنگی مہارت رکھتے ہیں وہ ہمیشہ اور ہر وقت خاموشی کے ساتھ جنگی تیاریوں میں مصروف رہتے ہیں۔ کیونکہ دشمن کی طرف سے اچانک حملہ ہو سکتا ہے۔ (۴) تجربہ کار لوگ دشمن کی طرف سے ہوشیار رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حالت امن میں بھی پہرے بٹھائے جاتے ہیں۔ کیونکہ پہریدار سیسہ پلائی دیوار ہوتے ہیں۔ (۵) عنوان۔ اس کہانی میں یہ بتایا گیا ہے کہ دشمن کے گرد زمین تنگ کرنے کے لیے اس کے دشمن سے دوستی کرنی چاہیے۔ کیونکہ دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔ (۶) دشمن کو کمزور سمجھنا عقلمندی نہیں اس لیے کسی دشمن کو کمزور سمجھ کر اس کے علاقے میں غیر مسلح ہو کر جانا یا رہنا یا بیٹھنا صحیح نہیں۔ (۷) دو کمزور دشمن آپس میں مل کر تجھ پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ اس لیے چھوٹے اور کمزور دشمنوں کے درمیان غیر محتاط رہنا خود سے دشمنی ہے۔ (۸) ایک دشمن پر امن و صلح کا جال پھینک کر اسے اپنی طرف متوجہ رکھنا چاہیے اور دوسرے دشمن کا کانٹا راستے سے ہٹا دینا چاہیے۔ کیونکہ دونوں کو الگ الگ کر کے مارنا آسان ہے۔ (۹) اگر کوئی شخص تجھ سے لڑائی کرنے پر آمادہ ہو تو اس کو تدبیر کی دلدل میں دھنسا کر فنا کر دینا چاہیے۔ (۱۰) اس شعر میں تدبیر بیان کی گئی ہے کہ دشمن کی طرف سے جنگ کا خطرہ ہونے کی صورت میں اس کے دشمن سے ساز باز کرنی چاہیے۔ یہ خبر دشمن پر بجلی بن کر گرے گی۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع ثانی
چوں در لشکرِ دشمن افتد خلاف	۱	تو بگذار شمشیر خود در غلاف
جب دشمن کے لشکر میں اختلاف ہو		تو اپنی تلوار کو میان میں کر لے
چو گرگاں پسندند برہم گزند	۲	برآساید اندر میاں گوسپند
جب بھیڑیئے ایک دوسرے کو ستانا پسند کریں		ان میں بکری آرام سے رہتی ہے
چو دشمن بدشمن شود مشتغل	۳	تو با دوست بنشیں بآرام دل
جب دشمن دشمن کے ساتھ مشغول ہو		تو دل کے آرام کے ساتھ دوست کے ساتھ بیٹھ

گفتار اندر ملاطفت دشمن از روئے عاقبت اندیشی

عاقبت اندیشی کے طور پر دشمن کے ساتھ نرمی کے برتاؤ کا بیان

مصرع اول		مصرع ثانی
چو شمشیر پیکار برداشتی	۵	نگہدار پنہاں رہ آشتی
جب تو لڑائی کی تلوار سونتے		تو خفیہ طور پر صلح کے راستہ کی نگاہ رکھ
کہ کشور کشایان مغفر شگاف	۶	نہاں صلح جویند و پیدا مصاف
کہ ملکوں کے فاتح خود کے پھاڑنے والے		پوشیدہ صلح جوئی کرتے ہیں اور ظاہراً جنگ
دل مردِ میداں نہانی بجو	۷	کہ باشد کہ در پایت افتد چو گو
مرد میدان کی خفیہ طور پر دل جوئی کر		ہو سکتا ہے کہ گیند کی طرح تیرے پیروں میں آپڑے
چو سالارے از دشمن افتد بچنگ	۸	بکشتن درش کردہ باید درنگ
دشمن کا اگر کوئی سردار تیرے چنگل میں آجائے		تو اس کے قتل کرنے میں تاخیر کرنی چاہیئے
کہ افتد کہ زیں سوئے ہم سرورے	۹	بماند گرفتار در چنبرے
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس لشکر کا بھی کوئی سردار		کسی گھیرے میں گرفتار رہ جائے
دگر کشتی ایں بندئے ریش را	۱۰	نہ بینی دگر بندئے خویش را
اگر تونے اس زخمی قیدی کو مار ڈالا		تو پھر تو اپنے قیدی کو بھی نہ دیکھے گا

(۱) چوں: جب۔ افتد: پڑ جاوے۔ خلاف: اختلاف۔ بگذار: چھوڑ دے۔ شمشیر خود: اپنی تلوار۔ در غلاف: نیام میں۔ (۲) گرگاں: جمع بھیڑیئے۔ پسندند: پسند کریں۔ برہم: ایک دوسرے پر۔ گزند: تکلیف۔ برآساید: آرام پاوے۔ گوسپند: بکری۔ (۳) بدشمن: دشمن کے ساتھ۔ شود: ہو جاوے۔ مشتغل: مشغول۔ بنشیں: بیٹھ۔ بآرام دل: دل کے آرام سے۔ (۴) گفتار: بات۔ ملاطفت: ایک دوسرے پر نرمی کرنا۔ از روئے: لحاظ سے۔ عاقبت اندیشی: انجام کو سوچنا۔ (۵) شمشیر: تلوار۔ پیکار: جنگ۔ برداشتی: اٹھائی تونے۔ نگہدار: نگاہ رکھ۔ پنہاں: پوشیدہ۔ رہ آشتی: صلح کی راہ۔ (۶) کشور کشایاں: ملکوں کو فتح کرنے والے۔ مغفر شگاف: خودوں کو پھاڑنے والے۔ نہاں: پوشیدہ۔ جویند: ڈھونڈتے ہیں۔ پیدا: ظاہر۔ مصاف: جنگ۔ (۷) مرد میداں: میدان کا مرد (بہادر)۔ نہانی: پوشیدگی میں۔ بجو: ڈھونڈ۔ باشد: ہو سکتا ہے۔ در پایت: تیرے پاؤں میں۔ افتد: پڑ جائے۔ چو گو: گیند کی طرح۔ (۸) سالارے: کوئی سردار۔ افتد: پڑ جائے۔ بچنگ: چنگل میں۔ بکشتن: مارنے میں۔ درش: (در از اش) اس کے۔ کردہ باید: کرنی چاہیئے۔ درنگ: دیر۔ (۹) افتد: اتفاق پڑ سکتا ہے۔ زیں سوئے: اس طرف سے۔ ہم: بھی۔ سرورے: کوئی سردار۔ بماند: رہ جائے۔ در چنبرے: حلقہ میں۔ (۱۰) کشتی: مار ڈالا تونے۔ ایں: اس۔ بندئے ریش: زخمی قیدی کو۔ نہ بینی: نہ دیکھے گا تو۔ دگر: پھر۔ بندئے خویش: اپنے قیدی کو۔

تشریح: (۱) جب دشمن کی فوج اختلاف کا شکار ہو جائے تو لڑائی کا خطرہ ٹل جاتا ہے۔ کیونکہ دشمن کی فوج آپس میں لڑ لڑ کے تباہ ہو جائے گی۔ (۲) یہ اصول فطرت ہے کہ جب بھیڑیئے آپس میں لڑتے ہیں تو بکریوں پر بھیڑیوں کا حملہ ٹل جاتا ہے۔ اور بکریاں خیر و عافیت سے رہتی ہیں (۳) جب تیرے دشمنوں کا آپس میں ٹکراؤ ہو جائے تو پھر تجھے اطمینان کے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف ہو جانا چاہیئے۔ (۴) عنوان: عنوان کا ترجمہ۔ عاقبت اندیشی کے اعتبار سے دشمن سے نرم معاملہ کرنے کا بیان۔ اس گفتار (بات) میں یہ بتایا گیا ہے کہ آفات و مشکلات کے دور میں انسانی ہمدردی کے ناطے دشمن سے بھی بہتر سلوک کرنا چاہیئے۔ (۵) جنگ کرتے وقت یہ تدبیر ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ صلح کی شرائط کیا ہوں اور جنگ کو باوقار طریقے سے کس طرح ٹالا جا سکتا ہے۔ (۶) عقلمند جنگجو خواہ کتنے ہی بہادر کیوں نہ ہوں۔ جنگ کو ٹالے رکھنا ان کا شیوہ اور بظاہر جنگ اور اندرون خانہ صلح جوئی ان کا وطیرہ ہوتا ہے۔ (۷) اگر دشمن کے ساتھ صلح صفائی کے حوالے سے اپنا خفیہ مشن جاری رکھا جائے تو دشمن از خود صلح پر آمادہ ہوگا جس سے وقار میں اضافہ ہوگا۔ (۸) اگر دشمن کا فوجی افسر تمہارے قبضے میں آجائے تو اسے قتل کرنے میں تاخیری حربہ استعمال کرنے چاہئیں۔ (۹) امکان ہے کہ تمہاری فوج کا کوئی عہدیدار دشمن کی قید میں ہو۔ مبادا کہ تمہاری جلد بازی سے قیدیوں کے تبادلے کا موقع ہاتھ سے نکل جائے۔ (۱۰) اگر قیدیوں کے تبادلے کا موقع گنوا بیٹھے تو ممکن ہے کہ وہ تمہارے قیدی کو قتل کر دے لہٰذا کسی زخمی قیدی کو قتل کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔

marfat.com

نترسد کہ دورانش بندی کند	۱	کہ بر بندیاں زورمندی کند
کیا نہیں ڈرتا کہ زمانہ اس کو قیدی کرلے		جو کہ قیدیوں پر بہادری دکھاتا ہے
کسے بندیاں را بود دستگیر	۲	کہ خود بودہ باشد بہ بندی اسیر
قیدیوں کی وہی دستگیری کرتا ہے		جو خود قید میں گرفتار رہا ہے
اگر سر نہد بر خطت سرورے	۳	چو نیکش بداری نہد دیگرے
اگر کوئی سردار تیرے حکم پر سر دھرے		اگر تو اس سے معاملہ اچھا کریگا تو دوسرا بھی سر دھریگا
دگر خفیہ دہ دل بدست آوری	۴	ازاں بہ کہ صدرہ شبخوں بری
اگر تو خفیہ طور پر دس دلوں کو ہاتھ میں لےلے		اس سے بہتر ہے کہ سو بار شبخون مارے

گفتار اندر حذر کردن از دشمنے کہ در طاعت آید

اس دشمن سے احتیاط کرنے کا بیان جو تیری اطاعت کرے

گرت خویش دشمن شود دوستدار	۶	ز تلبیس ایمن مشو زینہار
اگر دشمن کا کوئی اپنا تیرا دوست بن جائے		تو ہرگز فریب سے مطمئن نہ ہونا
کہ گردد درونش بکین تو ریش	۷	چو یاد آیدش مہر پیوند خویش
اس لیے کہ اس کا باطن تیرے کینہ سے زخمی ہوگا		جب اس کو اپنے کا رشتہ اور محبت یاد آئے گی
بد اندیش را لفظ شیریں مبین	۸	کہ ممکن بود زہر در انگبین
دشمن کی بات کو میٹھا نہ خیال کر		اس لیے کہ شہد میں زہر ہو سکتا ہے
کسے جاں ز آسیب دشمن ببرد	۹	کہ مر دوستاں را بدشمن شمرد
وہی شخص دشمن کی اذیت سے جان بچائیگا		جو خالص دوستوں کو بھی دشمن سمجھے
نگہدارد آں شوخ در کیسہ دُر	۱۰	کہ بیند ہمہ خلق را کیسہ بُر
تھیلی میں موتی وہ محفوظ رکھتا ہے		جو تمام مخلوق کو جیب تراش سمجھے

(۱) نترسد: نہیں ڈرتا۔ دورانش: زمانہ اس کو۔ بندی کند: قیدی کرے۔ بر بندیاں: قیدیوں پر۔ زورمندی: ظلم کند: کرتا ہے۔ (۲) کسے: وہ شخص۔ بندیاں: قیدیوں۔ بود: ہووے۔ دستگیر: مددگار۔ بودہ باشد: رہا ہووے۔ بہ بندی: قید میں۔ اسیر: قیدی۔ (۳) سر نہد: سر رکھے۔ خطت: تیرا خط، تیرا فرمان۔ سرورے: کوئی سردار۔ چو: جب۔ نیکش: اچھی طرح اس کو۔ بداری: رکھے تو۔ نہد: رکھے گا۔ دیگرے: دوسرا بھی۔ (۴) خفیہ: پوشیدہ۔ دہ دل: دس دل۔ بدست آوری: ہاتھ میں لاوے تو۔ ازاں بہ: اس سے بہتر۔ صدرہ: سو مرتبہ۔ شبخون: رات کو اچانک حملہ کرنا۔ بری: لیجاوے تو۔ (۵) گفتار: بات۔ حذر کردن: پرہیز کرنا۔ دشمنے کہ: جو دشمن کہ۔ در طاعت: اطاعت میں۔ آید: آوے۔ (۶) گرت: اگر تجھ کو۔ خویش دشمن: دشمن کا رشتہ دار۔ شود: ہو جاوے۔ دوستدار: دوست۔ تلبیس: مکر و فریب۔ ایمن: بے خوف۔ مشو: مت ہو۔ زینہار: ہرگز۔ (۷) گردد: ہو دیگا۔ درونش: اس کا دل۔ بکین تو: تیرے کینے سے۔ ریش: زخمی۔ چو: جب۔ یاد آیدش: یاد آوے اس کو۔ مہر: محبت۔ پیوند خویش: اپنا رشتہ دار۔ (۸) بد اندیش: برا سوچنے والا مراد دشمن۔ لفظ شیریں: میٹھا لفظ۔ مبین: مت دیکھ۔ ممکن بود: ہو سکتا ہے۔ انگبین: شہد۔ (۹) کسے: وہی شخص۔ آسیب دشمن: دشمن کی تکلیف رسانی۔ ببرد: لے جائے گا۔ مر: خاص۔ شمرد: شمار کیا۔ (۱۰) نگہدارد: نگاہ رکھے گا۔ شوخ: ہوشیار۔ کیسہ: تھیلی۔ دُر: موتی۔ کہ بیند: جو کہ دیکھے گا۔ ہمہ خلق: تمام مخلوق کو۔ کیسہ بُر: تھیلی چرانے والا۔

تشریح: (۱) قیدیوں سے نہ صرف بہتر سلوک کیا جائے بلکہ ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھے ممکن ہے کبھی خود کو قید ہونا پڑے۔ (۲) قیدیوں کی دیکھ بھال ہمیشہ وہی کرتا ہے جو خود قید کی سزا بھگت چکا ہو کیونکہ دوسروں کی تکلیف کا احساس اسے ہوتا ہے جو خود تکلیفیں سہہ چکا ہو۔ (۳) اگر دشمن قوم کا کوئی سربراہ یا سردار تیری امان میں آجائے تو اس کی ہر طرح سے خبر گیری رکھنی چاہیئے تاکہ اس سے متاثر ہو کر دوسرے دشمن بھی اطاعت گزار ہو جائیں۔ (۴) اگر مخفی طور پر دشمن کی دلجوئی کر کے اسے جھکایا جا سکتا ہے تو یہ اقدام شبخون مارنے سے کہیں بہتر ہے۔ (۵) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر دشمن سر تسلیم خم بھی کرلے تو پھر بھی اس سے محتاط رہنا بہت ضروری ہے۔ (۶) خونی رشتہ بہت مضبوط ہوتا ہے۔ اس لیے اگر دشمن کا خونی رشتے دار دوستی کا ہاتھ بڑھائے تو اس کی خفیہ سازباز سے ڈرنا چاہیئے۔ (۷) کیونکہ دشمن کے خلاف تیری کارروائیاں اس کا دل زخمی کرتی ہوں۔ وہ خونی رشتے پر مبنی محبت کے جوش میں وہ تجھ سے بے وفائی کر سکتا ہے۔ (۸) دشمن کے میٹھے بول پر نہیں جانا چاہیئے بلکہ اس کی ان خفیہ سازشوں پر کڑی نظر رکھنی چاہیئے جو در پردہ تیرے خلاف ہوں۔ (۹) جو شخص دشمن کی طرح اپنے دوستوں سے بھی محتاط رہتا ہے۔ وہ شخص دشمن سے کبھی مات نہ کھائے گا۔ (۱۰) جو شخص اپنا سرمایہ بحفاظت رکھنے کی غرض سے ساری مخلوق سے چوکنا رہتا ہے۔ وہی شخص اپنی پونجی بچا سکتا ہے۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	سپاہی کہ عاصی شود از امیر	ورا تا توانی بخدمت مگیر
	وہ سپاہی جو کسی حاکم کا نافرمان ہو	جب تک ممکن ہو اس کو خدمت میں نہ لے
۲	ندانست سالار خود را سپاس	ترا ہم نداند ز غدرش ہراس
	جب وہ اپنے سردار کی شکرگزاری نہ جانا	تیری بھی نہ جانے گا۔ اس کی غداری سے ڈر
۳	بسوگند و عہد استوارش مدار	نگہبان پنہاں برو برگمار
	قسم اور عہد کی وجہ سے اس کو ہموار نہ سمجھ	خفیہ محافظ اس پر مقرر کر دے
۴	نوآموز را ریسماں کن دراز	نہ بگسل کہ دیگر نہ بینیش باز
	نو سیکھ کی رسی ڈھیلی کر دے	نہ توڑ کہ تو اس کو دوبارہ نہ دیکھے گا
۵	چوں اقلیم دشمن بجنگ و حصار	بگیری بزندانیانش سپار
	جب تو دشمن کا ملک اور قلعہ لڑائی سے	لے لے، تو اس کو قیدیوں کے سپرد کر دے
۶	کہ بندی چو دنداں بخوں در برد	ز حلقوم بے دادگر خوں خورد
	اس لیے کہ قیدی خون میں دانت ڈبو لیتا ہے	تو ظالم کے گلے سے خون پیتا ہے
۷	چوں برکندی از دستِ دشمن دیار	رعیت بساماں تر از وے بدار
	جب دشمن کے ہاتھ سے تو نے ملک چھین لیا	رعیت کو اس سے زیادہ آرام سے رکھ
۸	کہ گر باز کوبد درِ کارزار	برآرند عام از دماغش دمار
	اسلئے کہ اگر وہ دوبارہ جنگ کا دروازہ کھٹکھٹائیگا	عوام اس کے دماغ سے ہلاکت نکال لیں گے
۹	دگر شہریاں را رسانی گزند	در شہر بر روئے دشمن مبند
	اگر تو نے شہریوں کو تکلیف پہنچائی ہے	تو شہر کا دروازہ دشمن پر بند نہ کر
۱۰	مگو دشمن تیغ زن بر در است	کہ ہمباز دشمن بشہر اندر است
	یہ نہ کہہ کہ تلوار باز دشمن دروازہ پر ہے	اس لیے کہ دشمن کا شریک شہر کے اندر ہے

(۱) عاصی: نافرمان۔ شود: ہو جائے۔ ورا: اصل۔ او را: اس کو۔ تا توانی: جب تک تو طاقت رکھے۔ بخدمت: خدمت میں۔ مگیر: مت پکڑ۔ (۲) ندانست: نہیں جانا اس نے۔ سالار خود: اپنے سردار۔ سپاس: شکریہ۔ ترا ہم: تیرا بھی۔ نداند: نہیں جانے گا۔ غدرش: اس کی غداری۔ ہراس: ڈر۔ (۳) بسوگند: قسم سے۔ عہد: وعدہ۔ استوارش: مضبوط اس کو۔ مدار: مت رکھ۔ نگہبان پنہاں: پوشیدہ نگران۔ برو: اس پر۔ گمار: مقرر کر۔ (۴) نوآموز: نیا سیکھا ہوا۔ ریسماں: رسی۔ کن: کر۔ دراز: لمبی۔ بگسل: نہ توڑ۔ دیگر: پھر۔ نہ بینیش: اصل۔ نہ بینی اش: نہیں دیکھے گا تو اس کو۔ باز: واپس۔ (۵) اقلیم: ملک۔ بجنگ و حصار: جنگ اور محاصرے سے۔ بگیری: لیوے تو۔ بزندانیانش: اس کے قیدیوں کو۔ سپار: سپرد کر دے۔ (۶) بندی: قیدی۔ چو: جب۔ دنداں: جمع دانت۔ بخوں: خون میں۔ در برد: لے جاتا ہے۔ حلقوم: شاہ رگ۔ بیدادگر: ظالم۔ خورد: کھا جاتا ہے۔ (۷) برکندی: چھین لیا تو نے۔ دستِ دشمن: دشمن کا ہاتھ۔ دیار: ملک۔ رعیت: باشندے۔ بساماں تر: زیادہ سامان کے ساتھ یعنی زیادہ آرام کے ساتھ۔ از وے: اس سے۔ بدار: رکھ۔ (۸) باز کوبد: پھر کھٹکھٹائے۔ درِ کارزار: لڑائی کا دروازہ۔ برآرند: نکالیں۔ عام: عامی لوگ۔ دماغش: اس کے دماغ سے۔ دمار: ہلاکت۔ (۹) دگر: اور اگر۔ شہریاں: شہر کے باشندے۔ رسانی: پہنچائے تو۔ گزند: تکلیف۔ در شہر: شہر کے دروازے۔ بر روئے دشمن: دشمن کے چہرے پر۔ مبند: مت بند کر۔ (۱۰) مگو: مت کہہ۔ تیغ زن بر در است: دروانے پر ہے۔ ہمباز: ساتھی۔ بشہر اندر: شہر میں۔ اندر: زائد۔

تشریح: (۱) جو شخص کسی دوسرے سردار یا امیر سے بغاوت کے جذبات رکھتا ہے۔ اسے اپنی ملازمت میں نہ رکھ۔ (۲) جو سپاہی اپنے پہلے محسن کو دھوکہ دے کر اس سے غداری کر سکتا ہے۔ وہ تیرا وفادار بھی نہیں ہو سکتا۔ (۳) غدار سپاہی کا کوئی عہد و پیمان معتبر نہیں۔ اس لیے ایسے شخص پر پوشیدہ طور پر نگران مقرر کرنا چاہیے۔ (۴) نوآموز یا ناتجربہ کار پر ابتدا ہی سے سخت رویہ یا معاملہ نہیں رکھنا چاہیے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ بددل ہو کر فرار ہو جائے۔ (۵) اپنے مفتوحہ و مقبوضہ ملک کے دانشور قیدیوں کو رہا کر کے ملک کا نظم و نسق ان کے حوالے کر دو۔ تاکہ وہ اپنے قید کرنیوالوں سے خود ہی نمٹ سکیں۔ (۶) کیونکہ قیدی خون کے گھونٹ پی کر اپنا انتقام دبا لیتا ہے۔ تو پھر وقت آنے پر وہ ظالم سے اس کی شہ رگ کا خون نچوڑ لیتا ہے۔ (۷) جب بھی کوئی ملک تیرے قبضے میں آئے تو وہاں کی رعیت کو تمام تر سہولیات بہم پہنچاؤ تاکہ وہ اپنے پہلے حکمرانوں کو بھول جائیں اور تیرا احترام کریں۔ (۸) اگر ملک کے حکمران دوبارہ جنگ کرنا چاہیں تو وہاں عوام تیرے بہتر سلوک کی وجہ سے ان کا ساتھ نہ دیں اور اپنے حکمرانوں کا دماغ درست کر دیں۔ (۹) جو حکمران اپنے ملک کے شہریوں کو تکلیف دیتا ہے تو خود اس کی رعایا دشمن ہو جاتی ہے۔ گویا کہ اس نے اپنے ہی ملک میں اپنے دشمن پیدا کر لیے۔ (۱۰) ان حالات میں یہ سمجھنا چاہیے کہ کوئی دشمن باہر سے حملہ آور ہوگا۔ بلکہ زخم خوردہ عوام کی شکل میں دشمن خود ملک کے اندر ہی موجود ہوتا ہے۔

marfat.com

۱	بتدبیر جنگ بد اندیش کوشش	مصالح بیندیش و نیت بپوش
	مخالف سے جنگ کی تدبیر کر	مصلحتوں کو سوچ اور نیت کو پوشیدہ رکھ
۲	مَنہ درمیاں راز باہر کسے	کہ جاسوس ہمکاسہ دیدم بسے
	ہر کسی کے سامنے راز نہ رکھ	اسلیئے کہ بسا اوقات جاسوس کو ہم پیالہ دیکھا ہے
۳	سکندر کہ با شرقیاں حرب داشت	درِ خیمہ گویند در غرب داشت
	سکندر جس کا مشرق والوں سے جنگ کا ارادہ تھا	کہتے ہیں اس نے خیمہ کا دروازہ مغرب کی طرف رکھا
۴	چوں بہمن بزادلستاں خواست شد	چپ آوازہ افگند و از راست شد
	بہمن کو جب زادلستان کی خواہش ہوئی	بائیں جانب کی شہرت دی اور دائیں جانب ادہر گیا
۵	اگر جز تو داند کہ عزمِ تو چیست	براں رای و دانش بباید گریست
	اگر تیرے سوا کوئی جان جائے کہ تیرا ارادہ کیا ہے	اس رائے اور عقل پر رونا چاہیئے
۶	کرم کن نہ پرخاش و کیں آوری	کہ عالم بزیرِ نگیں آوری
	بخشش کر نہ کہ لڑائی اور کینہ وری	تاکہ عالم کو تو قبضے میں لے آئے
۷	چو کارے برآید بلطف و خوشی	چہ حاجت بتندی و گردن کشی
	جب مہربانی اور خوشی سے کام نکلے	تو سختی اور سرکشی کی کیا ضرورت ہے
۸	نخواہی کہ باشد دلت دردمند	دلِ دردمنداں برآور ز بند
	اگر تو یہ نہیں چاہتا کہ کوئی دل دردمند ہو	تو دردمندوں کا دل قید سے چھڑا دے
۹	ببازو توانا نباشد سپاہ	برو ہمت از ناتواناں بخواہ
	محض قوتِ بازو سے لشکر قوی نہیں ہوتا	جا اور کمزور سے دعا کر
۱۰	دُعائے ضعیفانِ امیدوار	ز بازوئے مردی بہ آید بکار
	کمزور امیدواروں کی دُعا	طاقت کے بازو سے بہتر کام آتی ہے

(۱) بتدبیر: تدبیر کے ساتھ۔ بداندیش: دشمن۔ کوشش: کوشش کر۔ مصالح: جمع مصلحت۔ بیندیش: سوچ۔ بپوش: چھپا۔ (۲) منہ: مت رکھ۔ باہر کسے: ہر شخص کے ساتھ۔ ہمکاسہ: ہم پیالہ۔ دیدم: دیکھا میں نے۔ بسے: بہت دفعہ۔ (۳) سکندر: یونان کا مشہور بادشاہ جس نے اکثر مشرقی ممالک کو فتح کر لیا تھا۔ شرقیاں: مشرق کے رہنے والے۔ حرب: لڑائی۔ داشت: رکھتا تھا۔ درِ خیمہ: خیمے کا دروازہ۔ گویند: کہتے ہیں۔ غرب: مغرب۔ (۴) چوں: جب۔ بہمن: ایران کا مشہور بادشاہ جس کا نام اردشیر بن اسفندیار ہے۔ زادلستاں: رستم کا وطن جو جیلان اور مازندران کے درمیان واقع ہے۔ خواست شد: جانا چاہا۔ چپ: بائیں طرف۔ آوازہ: شہرت۔ افگند: ڈال دی۔ راست: دائیں طرف۔ شد: چلا گیا۔ (۵) جز تو: تیرے سوا۔ داند: جان لے۔ عزمِ تو: تیرا ارادہ۔ چیست: کیا ہے۔ براں رای و دانش: اس رائے اور دانش پر۔ بباید گریست: رونا چاہیئے۔ (۶) کرم کن: بخشش کر۔ پرخاش: لڑائی۔ کیں آوری: لا دے تو۔ (۷) کارے: کوئی کام۔ برآید: نکل آوے۔ بلطف و خوشی: مہربانی اور خوشی سے۔ چہ: کیا۔ تندی: سختی سے۔ گردن کش: سرکش اور متکبر۔ (۸) نخواہی: نہیں چاہتا تو۔ باشد: ہووے۔ دلت: تیرا دل۔ برآور: نکال۔ ز بند: قید سے یا غم سے۔ (۹) توانا: طاقتور۔ نباشد: نہ ہووے۔ سپاہ: لشکر۔ برو: جا۔ ہمت: دُعا۔ ناتواناں: جمع کمزور۔ بخواہ: چاہ۔ (۱۰) دعائے ضعیفاں: کمزوروں کی دُعا۔ امیدوار: امید رکھنے والا۔ ز بازوئے مردی: طاقت کے بازوؤں سے۔ بہ: بہتر۔ آید: آتا ہے۔ بکار: کام میں۔

تشریح: (۱) جنگ ہمیشہ تدابیر اور منصوبہ بندی سے لڑی اور جیتی جاتی ہے۔ لہٰذا جنگ جیتنے کے لیے جنگی مصلحتیں پوشیدہ رکھنا لازمی امر ہے۔ (۲) عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ جاسوس اس قدر قریب ہو جاتے ہیں کہ ان کی خلوصِ نیت پر شبہ نہیں ہوتا۔ اس لیئے اپنا راز کسی کے سامنے ظاہر نہ کر۔ (۳) سکندر اعظم اپنے بھید اس طرح چھپا کے رکھتا تھا کہ اگر اہلِ مشرق سے جنگ کرنا ہوتی تو وہ اپنا رُخ مغرب کی طرف کرتا تھا۔ (۴) ایران کا مشہور بادشاہ اردشیر بن اسفندیار المعروف بہمن نے جب رستم کے وطن زادلستان پر حملہ کیا تو بائیں طرف مشہور کر کے دائیں طرف سے نکل گیا۔ (۵) اپنے ارادوں کو اپنی ذات تک محدود رکھنا چاہیئے۔ اگر کسی دوسرے شخص کو ان کا علم ہو جائے تو اسے اپنی کم عقلی سمجھنی چاہیئے۔ (۶) اگر تو چاہتا ہے کہ تمام علاقے تیرے ماتحت میں آجائیں تو پھر تجھے اپنی رعیت سے کینہ توزی سے نہیں بلکہ عفو و درگزر سے کام لینا چاہیئے۔ (۷) اپنی رعایا سے جو کام برضا و رغبت اور نرم روی سے لیا جا سکتا ہے تو اس کے لیے سخت روش اور سرکشی دکھانے کی ضرورت نہیں۔ (۸) خوش مزاج شخص کا دل بھی وسیع الظرف ہوتا ہے۔ اس لیئے اگر تجھے دردمند ہونا ہے تو دوسروں کے دلوں کو خوش رکھا کر۔ (۹) فوجی طاقت سے جنگ جیتنا ممکن نہیں اس کے ناتواں افراد کی دُعائیں درکار ہوتی ہیں۔ کمزوروں سے اچھا سلوک دُعاؤں کا سبب ہوتا ہے۔ (۱۰) ناچار لوگوں کی دُعائیں بعض مرتبہ وہ کام دکھاتی ہیں جو ایک ٹڈی دل لشکر بھی نہیں دکھا سکتا۔ (کیونکہ فتح و شکست کا مالک اللہ تعالیٰ ہے)۔

marfat.com

۱	ہر آں کہ استعانت بدرویش برد	اگر با فریدوں زد از پیش برد
	جو درویش سے مدد چاہے گا	اگر فریدوں سے مقابلہ ہو گا جیت جائے گا

بابِ دوم در احسان

دوسرا باب احسان کے بیان میں

۲	اگر ہوشمندی بمعنی گرای	کہ معنی ز صورت بماند بجای
	اگر تو ہوشمند ہے تو حقیقت کی طرف توجہ کر	کیونکہ حقیقت ظاہر سے زیادہ پائیدار ہے
۴	کرا دانش و جود و تقویٰ نبود	بصورت درش ہیچ معنی نبود
	جس کو عقل اور سخاوت اور تقویٰ حاصل ہو	اس کے ظاہر میں کوئی حقیقت نہیں
۵	کسے خسپد آسودہ در زیرِ گل	کہ خسپند زو مردم آسودہ دل
	مٹی کے نیچے وہ آرام سے سوتا ہے	جس سے لوگ آرام سے سوئیں
۶	غمِ خویش در زندگی خور کہ خویش	بمردہ نپردازد از حرصِ خویش
	زندگی میں اپنی فکر کرلے اسلیئے کہ اپنے لوگ	اپنی حرص کی وجہ سے مُردے میں نہیں لگتے ہیں
۷	زر و نعمت اکنوں بدہ کان تست	کہ بعد از تو بیروں ز فرمان تست
	سونا اور نعمت اب خرچ کرلے کیونکہ تیری ملکیت میں ہے	تیرے مرنے کے بعد تیرے حکم سے باہر ہے
۸	نخواہی کہ باشی پراگندہ دل	پراگندگاں را ز خاطر مہل
	اگر تو یہ نہیں چاہتا کہ پراگندہ خاطر	تو پریشان لوگوں کے دل سے نہ نکال
۹	پریشاں کن امروز گنجینہ چست	کہ فردا کلیدش نہ در دستِ تست
	خزانہ کو آج فوراً بانٹ دے	اس لیے کہ کل کو اس کی کنجیاں تیرے ہاتھ میں ہونگی
۱۰	تو با خود ببر توشۂ خویشتن	کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن
	تو اپنا توشہ خود اپنے ساتھ لے لے	اس لیئے کہ بیوی بچے مہربانی نہیں کرتے

(۱) ہر آں کہ: جس نے کہ۔ استعانت: مدد۔ برد: لے گیا۔ فریدوں: ایران کا مشہور بادشاہ جو ضحاک کو قتل کرکے تخت نشین ہوا اور بڑے جاہ و جلال سے حکومت کی۔ زد: حملہ کیا۔ از پیش برد: سامنے سے لے گیا یعنی جیت گیا۔ (۲) بابِ دوم: دوسرا باب۔ در احسان: احسان میں۔ (۳) ہوشمندی: ہوشمند ہے تو۔ بمعنی: معنی میں۔ گرای: رغبت کر۔ بماند: رہتا ہے۔ بجای: جگہ پر۔ (۴) کرا: جس کسی کو۔ دانش: سمجھ۔ جود: سخاوت۔ تقویٰ: پرہیزگاری۔ نبود: نہ تھی۔ بصورت درش: اس کی صورت میں۔ ہیچ: کچھ۔ (۵) کسے: وہی شخص۔ خسپد: سوتا ہے۔ آسودہ: آرام سے۔ زیرِ گل: مٹی کے نیچے یعنی قبر میں۔ خسپند: سوئیں وہ لوگ۔ زو: اس سے۔ مردم: لوگ۔ آسودہ دل: آرام والا دل۔ (۶) غمِ خویش: اپنا غم۔ خور: کھا۔ خویش: رشتہ دار۔ بمردہ: مُردے میں۔ نپردازد: نہیں مشغول ہوتے۔ حرصِ خویش: اپنا حرص۔ (۷) زر و نعمت: نعمت اور سونا۔ اکنوں: اب۔ بدہ: دے دے۔ کان تست: جبکہ وہ تیرا ہے۔ بعد از تو: تیرے بعد۔ بیروں: باہر۔ ز فرمان تست: تیرے فرمان سے ہے۔ (۸) نخواہی: نہیں چاہتا تو۔ باشی: ہووے تو۔ پراگندہ دل: پریشان دل والا۔ پراگندگاں: جمع پریشان۔ خاطر: دل۔ مہل: مت چھوڑ۔ (۹) پریشاں کن: بکھیر دے۔ امروز: آج۔ گنجینہ: خزانہ۔ چست: جلدی۔ فردا: آنیوالی کل۔ کلیدش: اس کی چابی۔ دست: ہاتھ۔ تست: تیرا ہے۔ (۱۰) با خود: اپنے ساتھ۔ ببر: لے جا۔ توشۂ خویشتن: اپنا توشہ۔ نیاید: نہیں آتی۔ فرزند و زن: بیٹا اور بیوی۔

تشریح: (۱) جو شخص بے بس و بیکس افراد کی بہتر خدمت کرکے ان کی دُعاؤں کے بل بوتے پر حملہ آور ہوتا ہے تو فریدون جیسا طاقتور بادشاہ بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ (۲) دوسرا باب (عنوان) یہاں سے دوسرا باب شروع ہورہا ہے۔ جو احسان کے بارے میں ہے۔ کسی کو شکست خوردہ کرنے کے لیے احسان کا ہتھیار بہت بڑا اور وزنی ہے۔ (۳) ہوشیار لوگ ہمیشہ لفظوں میں پوشیدہ معنی پر نظر رکھتے ہیں۔ کیونکہ لفظوں کی ظاہری صورت کے بالمقابل معنی زیادہ پائیدار ہوتے ہیں۔ (۴) سمجھ بوجھ اور تقویٰ، سخاوت و فیاضی انسان کے معنی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس میں یہ صفات نہیں وہ ظاہری الفاظ کی طرح کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو درحقیقت بے معنی ہے۔ (۵) قبر میں اسی شخص کو سکون نصیب ہوگا جس نے دنیا میں لوگوں کو آرام و راحت پہنچائی ہو۔ (۶) صدقات و خیرات اور عبادات کی کثرت سے انسان کو خود ہی آخرت کا سامان پیدا کرنا چاہیئے۔ رشتے دار حریص ہوتے ہیں۔ وہ تیرے سامان آخرت کا کچھ نہ کریں گے۔ کیونکہ انہیں اپنے ہی حرص و ہوس سے فرصت نہیں۔ (۷) انسان جب تک زندہ ہے اپنی جائیداد اور مال و دولت کا مالک ہے۔ اس لیے مرنے سے پہلے پہلے خیرات کرکے آخرت کا ذخیرہ بنالے۔ مرنے کے بعد مال اس کا نہ ہوگا۔ (۸) جو شخص پریشانیوں سے محفوظ رہنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ دوسروں کی پریشانیاں دُور کرکے خوشحال ہوجائے۔ (۹) زندگی میں مال و دولت کا خزانہ پاس ہوتا ہے۔ موت کے بعد تمام دولت و اختیار ختم ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اپنا مال فی سبیل اللہ خیرات کرو۔ (۱۰) دُنیا کی الجھنوں میں پھنسے ہوئے بیوی بچے تیرے لیئے کچھ نہ بھیجیں گے۔ اس لیے دُنیا میں خود اپنے ہاتھوں سے خیرات کرکے آخرت کا ذخیرہ جمع کر۔

marfat.com

کسے گوئے دولت ز دنیا برد	۱	کہ با خود نصیبے بعقبیٰ برد
دنیا سے وہ شخص بازی جیت کرلے جاتا ہے		جو خود اپنا حصّہ آخرت میں لے جاتا ہے
بغمخوارگی جز سر انگشت من	۲	نخارد کسے در جہاں پشت من
غمخوارگی کے ساتھ سوائے اپنی انگلیوں کے		کسی نے دنیا میں میری کمر نہ کھجائی
مکن بر کف دست نہ ہر چہ ہست	۳	کہ فردا بدنداں بری پشت دست
جو کچھ ہے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ، ایسا نہ کر		کہ کل کو ہاتھ کی پشت دانتوں سے کاٹے
بپوشیدن ستر درویش کوش	۴	کہ ستر خدایت بود پردہ پوش
فقیر کی ستر پوشی کی کوشش کر		تاکہ خدا تیرا ستر ہو اور پردہ پوش ہو
مگرداں غریب از درت بے نصیب	۵	مبادا کہ گردی بدر ہا غریب
بے حصے کے مسافر کو دروازہ سے نہ لوٹا		ایسا نہ ہو کہ تو دروازوں پر مسافر بنا پھرے
بزرگے رساند بمحتاج خیر	۶	کہ ترسد کہ محتاج گردد بغیر
بڑا آدمی ضرورت مند کو خیر پہنچاتا ہے		کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ وہ غیر کا محتاج بنے
بحال دل خستگاں در نگر	۷	کہ بارے دل خستہ باشی مگر
دل ٹوٹے ہوؤں کے حال کو دیکھ		شاید تو بھی کبھی دل ٹوٹا ہوا بنے
فرو ماندگاں را درون شاد کن	۸	ز روز فرو ماندگی یاد کن
عاجزوں کے دلوں کو خوش کر		عاجزی کے دن کو یاد کر
نہ خواہندۂ بر در دیگراں	۹	بشکرانہ خواہندہ از در مراں
اگر تو دوسروں کے در کا بھکاری نہیں ہے		تو اسی شکرانہ میں مانگنے والے کو دروازے سے دھتکار

(۱) کسے: وہی شخص۔ گوئے دولت: دولت کی گیند۔ برد: لے جائے گا۔ باخود: اپنے ساتھ۔ نصیبے: کوئی حصّہ۔ بعقبیٰ: آخرت میں۔ (۲) بغمخوارگی: غمخواری کے ساتھ۔ جز: سوائے۔ سر انگشت من: میری انگلی کا سرا۔ نخارد: نہیں کھجاتا۔ کسے: کوئی شخص۔ پشت من: میری کمر۔ (۳) مکن: مت کر۔ کف دست: ہتھیلی۔ نہ: رکھ لے۔ ہرچہ ہست: جو کچھ ہے۔ فردا: کل۔ بدنداں: دانتوں کے ساتھ۔ بری: کاٹے گا تو۔ پشت دست: ہاتھ کی پشت۔ (۴) بپوشیدن: چھپانا۔ ستر درویش: درویش کا ستر۔ کوش: کوشش کر۔ ستر خدایت: خدا تعالیٰ تیرا ستر۔ پردہ پوش: پردہ ڈھانپنے والا۔ (۵) مگرداں: مت پھیر۔ غریب: مسافر۔ درت: تیرا دروازہ۔ بے نصیب: محروم۔ مبادا: خدا نہ کرے۔ گردی: ہووے تو۔ بدرہا: دروازوں پر۔ (۶) بزرگے: وہ بزرگ۔ رساند: پہنچاتا ہے۔ بمحتاج: محتاج کو۔ خیر: خیرات۔ ترسد: ڈرتا ہے۔ گردد: ہووے وہ۔ بغیر: غیر کا۔ (۷) بحال دل خستگاں: زخمیوں کے دلوں کی حالت کو۔ نگر: دیکھ۔ بارے: شاید کبھی۔ دل خستہ: زخمی دل۔ باشی: تو ہووے۔ مگر: شاید۔ (۸) فرو ماندگاں: عاجز لوگ۔ دروں: اندر، دل۔ شاد کن: خوش کر۔ روز فرو ماندگی: عاجزی کا دن۔ یاد کن: یاد کر۔ (۹) خواہندہ: سوال ہے تو۔ در دیگراں: دوسروں کا دروازہ۔ بشکرانہ: شکریے میں۔ خواہندہ: سوالی۔ از در: دروازے سے۔ مراں: مت چلا۔

تشریح: (۱) دُنیا و آخرت میں کامیابی کا سہرا اسی شخص کے سر ہوتا ہے۔ جو دُنیا میں اپنا مال خود تصرف کرکے راہ اللہ خرچ کرتا ہے۔ (۲) انسان جتنا خود اپنا ہمدرد ہوتا ہے اتنا وہ کسی دوسرے کا نہیں ہوتا۔ اصل ہمدردی یہ ہے کہ وہ دنیوی و اخروی آسودگی کو مدنظر رکھے۔ (۳) مال و دولت کو جمع کرکے رکھنا خود اپنی جان پر وبال ڈالنے کے مترادف ہے۔ جو شخص راہ اللہ خرچ نہیں کرتا وہ قیامت کے دن صدمہ اٹھائے گا۔ (۴) درویشوں کی خوراک و پوشاک کا انتظام کرنے سے اللہ تعالیٰ خود ہماری خوراک و پوشاک کا اہتمام کرے گا۔ (۵) اپنے دروازے پر آئے ہوئے فقراء و مساکین کو نہیں دھتکارنا چاہیئے کیونکہ ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ کبھی تو خود بھی فقیر و مسکین ہو جائے۔ (۶) ناداروں کو اسی شخص سے خیرات ملتی ہے جو خود محتاج ہونے کا اپنے دل میں خوف رکھتا ہو۔ (۷) زخم خوردہ لوگوں کی دلداری کرنے کے لیے اُن پر خرچ کیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن تجھے زخمی دل ہونا پڑے۔ (۸) جو لوگ عاجز ہوتے ہیں ان کے دل شکستہ اور زخم خوردہ ہوتے ہیں۔ اس لیے اپنی بیکسی کے ایام یاد کرکے اُن کے دلوں کو خوش رکھا کرو۔ (۹) اللہ تعالیٰ نے تجھے کسی کا محتاج نہیں بنایا۔ لہٰذا بسجدۂ شکر ادا کرنے کے لیے تجھ پر لازم ہے کہ تو کسی سوالی کو مت دھتکار۔

marfat.com

گفتار اندر نواختن یتیماں و رحمت بر حال ایشاں

کہاوت، یتیموں کو نوازنے اور ان کے حال پر رحم کرنے کے بیان میں

پدر مردہ را سایہ برسر فگن	۲	غبارش بیفشاں و خارش بکن
جس کا باپ مرگیا ہو اس کے سر پر سایہ کر		اس کا غبار جھاڑ اور اس کا کانٹا نکال
ندانی چہ بودش فرو ماندہ سخت	۳	بود تازہ بے بیخ ہرگز درخت
کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسکو کیا ہوا ہے کہ وہ سخت عاجز ہے		بے جڑ کا درخت ہرگز تازہ نہیں ہوتا
چوں بینی یتیمے سر افگندہ پیش	۴	مدہ بوسہ بر روئے فرزند خویش
جب تو کسی یتیم کو سامنے سر ڈالے دیکھے		اپنے بچے کے رخسار پر بوسہ نہ دے
یتیم ار بگرید کہ نازش خرد	۵	وگر خشم گیرد کہ بارش برد
یتیم اگر روتا ہے اس کا ناز کون اٹھاتا ہے		اگر وہ غصہ کرتا ہے اس کا بوجھ کون برداشت کرتا ہے
الا تا نہ گرید کہ عرش عظیم	۶	بلرزد ہمے چوں بگرید یتیم
خبردار! وہ رونہ پڑے اس لیے کہ عرش عظیم		لرزتا ہے جب یتیم روتا ہے
برحمت بکن آبش از دیدہ پاک	۷	بشفقت بیفشانش از چہرہ خاک
محبت سے اس کی آنکھ سے آنسو پونچھ دے		مہربانی سے اس کے چہرے سے خاک جھاڑ دے
اگر سایۂ خود برفت از سرش	۸	تو در سایۂ خویشتن پرورش
اگر اس کے سر سے اس کا سایہ چلا گیا ہے		تو اپنے سائے میں اس کی پرورش کر
من آنگہ سر تاجور داشتم	۹	کہ سر در کنار پدر داشتم
میرا سر اس وقت ایک بادشاہ کا سر تھا		جب میں باپ کی گود میں سر رکھتا تھا
اگر بر وجودم نشستے مگس	۱۰	پریشاں شدے خاطر چندکس
اگر میرے جسم پر مکھی بیٹھتی تھی		تو بہت سے آدمیوں کی طبیعت پریشان ہوجاتی تھی

(۱) گفتار: بات۔ نواختن: پالنا۔ یتیماں: جمع یتیم، نابالغ بچوں کا باپ مرگیا ہو۔ حال ایشاں: ان کا حال۔ (۲) پدر مردہ: باپ مرا ہوا شخص یعنی یتیم۔ فگن: ڈال۔ غبارش: اس کی گرد۔ بیفشاں: جھاڑ۔ خارش: اس کا کانٹا۔ بکن: نکال۔ (۳) ندانی: تو نہیں جانتا۔ چہ بودش: کیا ہوا اس کو۔ فروماندہ: عاجز رہا ہوا۔ بود: ہووے۔ بے بیخ: بغیر جڑ کے۔ ہرگز: کبھی۔ (۴) چوں: جب۔ بینی: دیکھے تو۔ یتیمے: کوئی یتیم۔ سر افگندہ: سر ڈالے ہوئے۔ پیش: سامنے۔ مدہ: مت دے۔ بر روئے: چہرے پر۔ فرزند خویش: اپنا لڑکا۔ (۵) ار بگرید: اگر روئے۔ کہ: کون۔ نازش: اس کا ناز۔ خرد: خریدے۔ خشم گیرد: غصہ پکڑے۔ بارش: اس کا بوجھ۔ برد: لے جاوے۔ (۶) الا: خبردار۔ تا: ہرگز۔ نگرید: نہ روئے۔ عرش عظیم: بڑا عرش یعنی عرش الٰہی۔ بلرزد: کانپ جاتا ہے۔ چوں: جب۔ بگرید: روئے (۷) بکن: کر۔ آبش: اس کا پانی یعنی آنسو۔ از دیدہ: آنکھوں سے۔ پاک: صاف۔ بشفقت: مہربانی سے۔ بیفشانش: جھاڑ اس کے۔ از چہرہ: چہرے سے۔ (۸) سایۂ خود: اپنا سایہ۔ برفت: چلا گیا۔ از سرش: اس کے سر سے۔ خویشتن: اپنا۔ پرورش: پال اس کو۔ (۹) من: میں۔ آنگہ: جس وقت۔ سر تاجور: تاج والا سر۔ داشتم: رکھتا تھا۔ کنار: گود۔ پدر: باپ (۱۰) بر وجودم: میرے جسم پر۔ نشستے: بیٹھ جاتی۔ مگس: مکھی۔ شدے: ہوجاتا۔ خاطر: دل۔ چندکس: کچھ لوگ۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس گفتار میں بتایا گیا ہے کہ یتیموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ انہیں خالی ہاتھ بھیجنے کی بجائے کچھ نہ کچھ ضرور نوازنا چاہیئے (۲) یتیم کے سر پر محبت بھرا ہاتھ پھیرنے سے اس کے سر کے بالوں کے برابر نیکیاں ملتی ہیں۔ اس لیے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور ہر طرح کی خبرگیری کرنا چاہیئے۔ (۳) یتیم کے لیے اس کے ماں باپ ایسے ہوتے ہیں جیسے درخت کی جڑ۔ کوئی کیا جانے کہ یتیم مصیبتوں کے کتنے مراحل عبور کرتا ہے جس درخت کی جڑ کٹ جائے وہ درخت ختم ہو جاتا ہے۔ (۴) جب یہ دیکھو کہ یتیم غموں کے بوجھ سے اپنا سر جھکائے بیٹھا ہے تو اس کے سامنے اپنے بچوں کے ناز نہ اٹھا۔ اس سے یتیم کے شدت غم میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۵) یتیم کے آنسو پونچھنے والا کوئی نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی ناز برداری کرنے والا کوئی ہوتا ہے۔ اس لیے یتیم سے اپنی اولاد جیسا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ (۶) فرمان نبوی ہے کہ یتیم کے رونے سے عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔ اس لیے یتیم کی آہ سے بچنے کے لیے اس سے حسن سلوک کیا جائے۔ (۷) یتیم سے اتنی محبت کرو کہ اس کے آنسو خشک ہو جائیں۔ تمہاری شفقت سے اس کے دل میں شادمانی اور چہرے پر خوشی کی رونق آجائے۔ (۸) اگر یتیم کے سر سے اس کے ماں باپ کا سایہ اٹھ گیا ہے تو تجھے چاہیئے کہ یتیم کا سایہ بن کر اس کی پرورش کرنی چاہیئے۔ (۹) میں اپنے ماں باپ کی زندگی میں بادشاہی کے دن گذارتا تھا۔ جب میں اپنے باپ کی گود میں سر رکھ کر سو جاتا تو مجھے محسوس ہوتا کہ میں ہی وقت کا بادشاہ ہوں۔ (۱۰) میرے چھوٹے کنبے میں اس قدر راج تھا کہ ماں باپ بہن بھائی میرے جسم پر مکھی کا بیٹھنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔

marfat.com

کنوں گر بزنداں برندم اسیر	۱	نباشد کس از دوستانم نصیر
اب اگر مجھے قید خانہ میں قیدی بنا کر لے جائیں		میرے دوستوں میں سے کوئی مددگار نہ ہوگا
مرا باشد از درد طفلاں خبر	۲	کہ در طفلی از سر برفتم پدر
بچوں کے درد کی مجھے خبر ہوگی		اس لیے کہ بچپن میں میرے سر سے باپ چلا گیا

حکایت در ثمرۂ نیکوکاری

حکایت نیکی کے پھل کے بیان میں

کسے دید در خواب صدر خجند	۴	کہ خارے ز پائے یتیمے بکند
خجند کے سردار کو کسی نے خواب میں دیکھا		جس نے ایک یتیم کے پیر سے کانٹا نکالا تھا
ہمے گفت و در روضہ ہا مے چمید	۵	کزاں خار برمن چہ گلہا دمید
باغیچوں میں ٹہلتا ہوا کہہ رہا تھا		کہ اس کانٹے کی بدولت میرے اوپر کس قدر پھول کھلے ہیں
مشو تا توانی ز رحمت بری	۶	کہ رحمت برندت چو رحمت بری
جب تک ہوسکے تو رحم سے خالی نہ ہو		جب تو رحم کرے گا تو تجھ پر رحم کریں گے
چو انعام کردی مشو خود پرست	۷	کہ من سرورم دیگرے زیردست
جب تو احسان کرے تو متکبر نہ بن		کہ میں سردار ہوں اور دوسرا کمزور ہے
اگر تیغ دورانش انداختست	۸	نہ شمشیر دوراں ہنوز آختست
اگر اس کو زمانہ کی تلوار نے گرایا ہے		کیا اب زمانہ کی تلوار کھینچی ہوئی نہیں ہے
چو بینی دعا گوئے دولت ہزار	۹	خداوند را شکر نعمت گزار
جب تو ہزاروں دولت کو دعا دینے والے دیکھے		اللہ کے انعام کا شکر ادا کر
کہ چشم از تو دارند مردم بسے	۱۰	نہ تو چشم داری بدست کسے
کہ بہت سے انسان تجھ سے امید رکھتے ہیں		تو کسی کے ہاتھ سے امید نہیں رکھتا

(۱) کنوں: اب۔ بزنداں: جیل میں۔ برندم: لے جاویں مجھ کو۔ اسیر: قیدی۔ نباشد: ہووے۔ کس: کوئی شخص ز دوستانم: میرے دوستوں میں سے۔ نصیر: مددگار۔ (۲) مرا: مجھ کو۔ باشد: ہوگی۔ طفلاں: جمع بچے طفل: لڑکپن۔ برفتم: چلا گیا میرے سے۔ پدر: باپ۔ (۳) ثمرہ: پھل۔ نیکوکاری: نیکی۔ (۴) کسے: کوئی شخص۔ دید: اس نے دیکھا۔ صدر خجند: خجند کا سردار۔ خجند خراسان کا ایک شہر۔ خارے: ایک کانٹا۔ ز پائے یتیمے: کسی یتیم کے پاؤں سے۔ بکند: نکالا اس نے۔ (۵) ہمے گفت: کہہ رہا تھا۔ روضہ ہا: جمع باغ ہے۔ چمید: ٹہلتا تھا۔ کز آں خار: کہ اس کانٹے سے۔ برمن: مجھ پر۔ چہ: کیا۔ گلہا: جمع پھول۔ دمید: پھوٹے۔ (۶) مشو: مت ہو۔ تا توانی: جب تک تو طاقت رکھے۔ ز رحمت: رحم سے۔ بری: خالی۔ برندت: لے جائیں گے تجھ پر۔ چو: جب۔ بری: لے جائے گا تو۔ (۷) انعام کردی: احسان کیا تو نے۔ مشو: مت ہو۔ خود پرست: مغرور۔ من: میں۔ سرورم: میں سردار ہوں۔ دیگرے: دوسرا۔ زیردست: ماتحت۔ (۸) تیغ دورانش: زمانے کی تلوار نے اس کو۔ انداختست: گرا دیا ہے۔ نہ: یہ آختست کے اوپر لگتا ہے یعنی نہیں کھینچی ہوئی ہے۔ شمشیر دوراں: زمانے کی تلوار۔ ہنوز: ابھی۔ (۹) چوں: جب۔ بینی: تو دیکھے۔ دعا گوئے: دعا دینے والا۔ شکر نعمت: نعمت کا شکر۔ گزار: ادا کر۔ (۱۰) چشم: امید۔ از تو: تجھ سے۔ دارند: رکھتے ہیں۔ مردم: لوگ۔ بسے: بہت سارے۔ چشم داری: امید رکھتا ہے تو۔ بدست کسے: کسی کے ہاتھ سے۔

تشریح: (۱) آج میری یہ حالت ہے کہ اگر مجھے بلاوجہ جیل میں قید کر دیا جائے تو میری ضمانت دینے کے لیے کوئی تیار نہ ہوگا۔ (۲) آج اگر کوئی بچہ بھی تکلیف سے کراہتا ہے تو اس کے درد کا صحیح احساس مجھے ہوتا ہے، کیونکہ میرا اپنا بچپن یتیمی میں گذرا ہے۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ نیکی خواہ چھوٹی سی کیوں نہ ہو، وہ رائیگاں نہیں جاتی۔ بشرطیکہ نیکیوں پر اترانا نہیں چاہیے۔ (۴) خراسان کے علاقے خجند میں یتیم کے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا تھا جسے وہاں (خجند) کے سردار نے نکال دیا تھا۔ (۵) جب خجند کا سردار وفات پا گیا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ باغات میں چہل قدمی کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ ایک کانٹے کے بدلے بہت سے پھول ملے ہیں۔ (۶) فرمان نبوی ہے۔ اِرْحَمُوا تُرْحَمُوا (رحم کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے) اس شعر میں اسی حدیث کی ترجمانی کی گئی ہے کہ انسان سے جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ رحم کرے۔ (۷) کسی پر احسان کرتے وقت دوسروں کو کمتر اور خود بلند تر نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ ساری کائنات سے بلند و بالا ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ (۸) اگر کوئی شخص غربت کی وجہ سے کمتر درجے میں ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ اگر کسی کے پاس دولت ہے تو یہ بھی اسی کی دین ہے۔ لہٰذا کسی کو گھٹیا نہ سمجھنا چاہیے۔ (۹) لوگ کسی کے مال و دولت کو اس وقت دعائیں دیتے ہیں، جب وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کی جائے۔ جب تجھے یہ مقام حاصل ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ (۱۰) بہت سے لوگ ایسے ہیں جو تیری خیرات کی وجہ سے اپنی حاجات پوری ہونے کی امید رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ تو دینے والوں میں سے ہے، لینے والوں میں سے نہیں۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
کرم خوانده ام سیرت سروراں	۱	غلط گفتم اخلاق پیغمبراں
میں نے پڑھا ہے کہ کرم سرداروں کی سیرت ہے		میں نے غلط کہا یہ تو پیغمبر کا اخلاق ہے

حکایت در اخلاق پیغمبراں

حکایت پیغمبروں کے اخلاق کے بیان میں

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
شنیدم کہ یک ہفتہ ابن السبیل	۳	نیامد بمہماں سرائے خلیل
میں نے سنا ہے کہ ایک ہفتہ تک کوئی مسافر		حضرت خلیل اللہ کے مہمان خانہ میں نہ آیا
ز فرخندہ خوئی نہ خوردے پگاہ	۴	مگر بے نوائے در آید ز راہ
مبارک عادت کی وجہ سے وہ صبح کو نہ کھاتے		شاید کوئی بے چارہ راستہ سے آجائے
بروں رفت و ہر جانبے بنگرید	۵	بر اطراف وادی نگہ کرد و دید
باہر نکلے اور ہر جانب دیکھا		جنگل کے کناروں پر نظر ڈالی اور دیکھا
بہ تنہا یکے در بیاباں چو بید	۶	سر و مویش از برف پیری سپید
ایک شخص بید جیسا اکیلا جنگل میں		اس کا سر اور بال بڑھاپے کی وجہ سے برف کی طرح سفید
بدلداریش مرحبائے بگفت	۷	برسم کریماں صلائے بگفت
اس کی دلداری کے لیے خوش آمدید کہا		سخیوں کی عادت کے مطابق کھانے کی دعوت دی
کہ اے چشمہائے مرا مردمک	۸	یکے مردمی کن بنان و نمک
کہ اے میری آنکھوں کی پتلی		روٹی اور نمک کھا کر مہربانی کیجیے
نعم گفت و برجست و برداشت گام	۹	کہ دانست خلقش علیہ السلام
اس نے ہاں کہا، اٹھا اور قدم اٹھائے		کیونکہ ان کے اخلاق جانتا تھا، ان پر خدا کا سلام ہو
رقیبانِ مہماں سرائے خلیلؑ	۱۰	بعزت نشاندند پیر ذلیل
خلیل اللہ کے مہمان خانے کے محافظوں نے		بوڑھے کمزور کو عزت سے بٹھایا

(۱) کرم: سخاوت۔ خوانده ام: میں نے پڑھا ہے۔ سیرت: عادت۔ سروراں: جمع سردار۔ غلط گفتم: میں نے غلط کہا۔ اخلاق پیغمبراں: پیغمبروں کا اخلاق۔ (۲) حکایت: کہانی۔ در: میں۔ (۳) شنیدم: میں نے سنا۔ ابن السبیل: مسافر۔ نیامد: نہیں آیا۔ بمہماں سرائے: مہمان خانہ میں۔ خلیل: لقب حضرت ابراہیم علیہ السلام جو جد الانبیاءؑ اور خلیل اللہ ہیں۔ (۴) فرخندہ خوئی: مبارک عادت۔ نہ خوردے: آپ نہ کھاتے۔ پگاہ: صبح صبح۔ مگر: شاید۔ بے نوائے: کوئی بے چارہ۔ در آید: آجاوے۔ ز راہ: راستہ سے۔ (۵) بروں: باہر۔ رفت: چلا گیا۔ ہر جانبے: ہر طرف۔ بنگرید: دیکھا۔ براطراف وادی: جنگل کی طرفوں میں۔ نگہ کرد: نظر کی۔ و دید: اور دیکھا۔ (۶) بہ تنہا: اکیلا۔ یکے: ایک شخص۔ بیاباں: جنگل۔ چو بید: بید کی طرح۔ سر و مویش: اس کا سر اور بال۔ برف پیری: بڑھاپے کی برف۔ سپید: سفید۔ (۷) بدلداریش: اس کی دلداری کے لیے۔ مرحبائے: خوش آمدید۔ بگفت: اس نے کہا۔ برسم کریماں: سخیوں کی عادت کے مطابق۔ صلائے: دعوت۔ (۸) چشمہائے مرا: میری آنکھوں کی۔ مردمک: پتلی۔ یکے: تھوڑی سی۔ مردمی کن: مہربانی کر۔ بنان و نمک: روٹی اور نمک کے ساتھ۔ (۹) نعم: ہاں۔ گفت: اس نے کہا۔ برجست: کود پڑا۔ برداشت: اٹھائے اس نے۔ گام: قدم۔ دانست: جان لیا اس نے۔ خلقش: آپ کے اخلاق کو۔ علیہ السلام: ان پر سلام ہو۔ (۱۰) رقیباں: جمع نگران محافظ۔ مہماں سرائے: مہمان خانہ۔ خلیل: حضرت ابراہیمؑ۔ بعزت: عزت سے۔ نشاندند: بٹھایا انہوں نے۔ پیر: بوڑھا۔ ذلیل: بے عزت۔

تشریح: (۱) اپنی قوم میں بہترین سردار وہ ہوتا ہے جو سخاوت کرتا ہے۔ کیونکہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ سخاوت پیغمبرانہ صفت و شیوہ ہے۔ (۲) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مہمان نوازی اور سخاوت انبیاء کرامؑ کے اخلاق کا حصہ ہے۔ اس لیے ہر اُمتی کو چاہیے کہ وہ پیغمبرانہ اخلاق اپنائیں۔ (۳) حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں سنا ہے کہ وہ مہمان کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے۔ ایک موقعہ پر مہمان نہ آنے کی وجہ سے پورا ہفتہ فاقے سے رہے۔ (۴) یہ حضرت خلیل اللہؑ کی مبارک عادت تھی کہ علی الصبح کھانا تناول نہ فرماتے تھے۔ مبادا کہ کوئی مسافر بھوکا نہ آجائے۔ (۵) ہفتے کے بعد حضرت خلیل اللہ مہمان کو تلاش کرنے نکلے۔ ہر طرف نظر دوڑائی۔ ہر وادی کو چھان مارا۔ (اللہ تعالیٰ دورِ حاضر کے مسلمانوں کو مہمان نوازی کی توفیق دے) (۶) حضرت ابراہیمؑ کو مہمان کی تلاش و جستجو کے دوران دُور سے تنہا ایک شخص ایسا دکھائی دیا جس کے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے بال سفید ہو چکے تھے۔

(۷) چنانچہ عمر رسیدہ مسافر کو خوش آمدید کہا اور صاحب جود و سخا کے اصول کے مطابق اسے کھانا کھانے کی پیش کش کی۔ (۸) حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میرے ساتھ کھانا کھا کر میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاؤ یا آپ (مسافر) میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تو کھانا کھائیں۔ (۹) مہمان نوازی کے حوالے سے عمر رسیدہ مسافر نے حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں بہت کچھ سُن رکھا تھا۔ اس لیے آپ سے ملاقات ہوتے ہی اسے خوشی ہوئی اور دعوت قبول کر لی۔ (۱۰) حضرت ابراہیمؑ کے مہمان خانے کے خدام نے عمر رسیدہ مسافر کا نہ صرف تزک و احتشام سے استقبال کیا بلکہ انتہائی عزت و توقیر کے ساتھ مہمان خانے میں بٹھایا۔

marfat.com

۱	بفرمود ترتیب کردند خواں	نشستند بر ہر طرف ہمگناں
	انہوں نے فرمایا اور انہوں نے دستر خوان لگا دیا	ہر جانب سب بیٹھ گئے
۲	چو بسم اللہ آغاز کردند جمع	نیامد ز پیرش حدیثے بسمع
	جب سب نے بسم اللہ شروع کی	اس بوڑھے کی کوئی بات کان میں نہ آئی
۳	چنیں گفتش اے پیر دیرینہ روز	چو پیراں نمے بینمت صدق و سوز
	خلیل اللہ نے اسکو یہ فرمایا کہ بڑی عمر کے بوڑھے	میں تجھ میں بوڑھوں کا سا صدق اور سوز نہیں دیکھتا ہوں
۴	نہ شرطست وقتیکہ روزی خوری	کہ نام خداوند روزی بری
	کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ جس وقت تو کھانا کھائے	کہ روزی کے مالک کا نام لے
۵	بگفتا نہ گیرم طریقت بدست	کہ نشنیدم از پیر آذر پرست
	اس نے کہا میں تمہاری بات نہیں مانتا تمہارا راستہ بُرا ہے	اس لیے کہ میں نے آتش پرست پیر سے سنا ہے
۶	بدانست پیغمبر نیک فال	کہ گبرست پیر تبہ بودہ حال
	نیک شگون پیغمبر نے جان لیا	کہ تباہ حال بوڑھا آتش پرست ہے
۷	بخواری براندش چو بیگانہ دید	کہ منکر بود پیش پاکاں پلید
	اسکو ذلت کے ساتھ نکال دیا جب اس کو بیگانہ دیکھا	اس لیے کہ پاک لوگوں کے پاس ناپاک برا ہوتا ہے
۸	سروش آمد از کردگار جلیل	بہیبت ملامت کناں کاے خلیل
	خدائے بزرگ کی جانب سے وحی آئی	جلال کے ساتھ ملامت کرتی ہوئی کہ اے خلیل
۹	منش دادہ صد سالہ روزی و جاں	ترا نفرت آمد ازو یک زماں
	میں نے سو سال تک اس کو روزی اور جان دی	تجھے اس سے تھوڑی دیر کیلئے بھی نفرت ہوئی
۱۰	گر او مے برد پیش آتش سجود	تو واپس چرا مے بری دست جود
	اگر وہ آگ کے سامنے سجدہ کرتا ہے	تو سخاوت کا ہاتھ کیوں پیچھے ہٹاتا ہے

(۱) بفرمود، حکم دیا۔ ترتیب کردند، بچھا دیا انہوں نے خواں، دستر خوان۔ نشستند، بیٹھ گئے۔ ہمگناں، سبھی۔ (۲) بسم اللہ، اللہ کے نام سے آغاز، شروع۔ کردند، کیا انہوں نے۔ جمع، جماعت۔ نیامد، نہ آئی۔ ز پیرش، بوڑھے سے، اس کی شین سمع کے ساتھ لگتی ہے یعنی اس کے کان میں۔ حدیثے، کوئی بات۔ (۳) چنیں، ایسے۔ گفتش، اس کو کہا۔ پیر دیرینہ روز، لمبی عمر والے بوڑھے۔ چو پیراں، بوڑھوں کی طرح۔ نمے بینمت، تجھ کو نہیں دیکھتا ہوں میں۔ صدق، سچائی۔ سوز، جلن۔ (۴) وقتیکہ، جس وقت کہ۔ روزی خوری، کھانا کھاوے تو۔ نام خدا، خدا کا نام۔ بری، لے جاوے تو۔ (۵) بگفتا، اس نے کہا۔ نہ گیرم، نہیں پکڑوں گا میں۔ طریقت، تیرا طریقہ۔ بدست، ہاتھ میں۔ نشنیدم، نہیں سنا میں نے۔ پیر آذر پرست، آتش پرست بوڑھے سے۔ (۶) بدانست، جان لیا۔ گبرست، آتش پرست ہے۔ پیر تبہ بودہ حال، تباہ حال والا بوڑھا۔ (۷) بخواری، ذلت کے ساتھ۔ براندش، دھتکار دیا اس کو۔ چو، جب۔ بیگانہ، غیر۔ دید، دیکھا۔ منکر، بُرا بود، ہوتے۔ پیش پاکاں، پاکوں کے سامنے۔ (۸) سروش، فرشتہ یا وحی۔ آمد، آئی۔ کردگار، اللہ تعالیٰ۔ جلیل، بزرگ۔ بہیبت، ڈانٹ کے ساتھ۔ ملامت کناں، ملامت کرتے ہوئے۔ کاے، کہ اے۔ (۹) منش، میں نے اس کو۔ دادہ، دیا۔ صد سالہ، سو سال۔ ترا، تجھ کو۔ آمد، آئی۔ ازو، اس سے۔ یک زماں، ایک گھڑی میں۔ (۱۰) مے برد، لے جاتا ہے۔ پیش آتش، آگ کے سامنے۔ سجود، سجدہ یا سجدے۔ واپس، پیچھے۔ چرا، کیوں۔ مے بری، لے جاتا ہے۔ دست جود، سخاوت کا ہاتھ۔

تشریح (۱) سیدنا ابراہیمؑ نے مہمان خانے میں موجود تمام لوگوں کو دستر خوان پر بیٹھنے کا حکم دیا چنانچہ آپ کے ارشاد پر تمام لوگ دستر خوان کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ (۲) تمام حاضرین نے بسم اللہ پڑھ کر کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ مگر عمر رسیدہ مہمان اپنی زبان سے کچھ نہ کہہ سکا۔ (۳) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عمر رسیدہ سے بسم اللہ نہ سنی تو فرمایا کہ اس نوعیت کا عمل بچگانہ ہوتا ہے۔ بڑے بوڑھے تو صدق و سوز سے کام لیتے ہیں۔ جو تجھ میں نہیں۔ (۴) تیری عمر کا تقاضا یہی تھا کہ تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا شروع کرتا۔ لیکن تیرے اندر عمر رسیدہ لوگوں والی بات نہیں ہے۔ (۵) عمر رسیدہ مہمان نے کہا کہ میں آپ کا طریقہ اختیار کرنے سے قاصر ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنے آتش پرست پیشوا سے یہ الفاظ نہ سنے، نہ یہ طریقہ دیکھا۔ (۶) حضرت خلیل اللہ نے جان لیا کہ عمر رسیدہ مہمان آتش پرست مجوسی ہے۔ اور مجوسیوں کا یہ شیوہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھائیں۔ (۷) جس طرح عالم و جاہل، بینا و نابینا برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح نیک و بد کے درمیان بھی نمایاں فرق ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے بوڑھے کو اپنے دستر خوان سے اٹھا دیا۔ (۸) اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیمؑ کا یہ عمل پسند نہ آیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے زجر و توبیخ سے لبریز وحی نازل فرمائی۔ (۹) جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آگ پوجنے کے باوجود میں اسے سو سال سے رزق دے رہا ہوں اور تجھے ایک دن کھلانا پڑا تو دستر خوان سے اٹھا دیا۔ (۱۰) اگر یہ آگ کی پوجا کرتا ہے تو اس کا ذاتی فعل ہے۔ ایسے لوگوں سے سخاوت کا ہاتھ کھینچ لینا اچھی بات نہیں۔ کیونکہ سخاوت آپ کا ذاتی فعل ہے۔

marfat.com

گفتار اندر احسان با مردم نیک و بد

کہاوت نیک اور بد انسانوں کے ساتھ احسان کرنے کے بیان میں

گرہ بر سربند احساں مزن	۲	کہ ایں زرق و شید است و آں مکروفن
احسان کے بند کے سرے پر گرہ نہ لگا		کہ یہ تو جھوٹ و بناوٹ ہے وہ چالاکی اور فریب ہے
زیاں مے کند مرد تفسیر داں	۳	کہ علم و ادب مے فروشد بناں
تفسیر جاننے والا نقصان کرتا ہے		کہ علم اور ادب کو روٹی کے بدلے بیچتا ہے
کجا عقل باشرع فتویٰ دہد	۴	کہ مرد خرد دیں بدنیا دہد
عقل مع شرع کے یہ فتویٰ کب دے سکتے ہیں		کہ عقل مند آدمی دنیا کے بدلے میں دین دے دے
ولیکن تو بستاں کہ صاحب خرد	۵	از ارزاں فروشاں برغبت خرد
لیکن تو خرید لے اس لیے کہ عقل مند انسان		سستا بیچنے والوں سے شوق سے خریدتا ہے

حکایت عابد با شیاد شوخ دیدہ

عابد کی حکایت مکار بے باک کے ساتھ

زباندانے آمد بصاحبدلے	۷	کہ محکم فرو ماندہ ام در گلے
ایک لسان ایک صاحب دل کے پاس آیا		کہ میں دلدل میں بُری طرح پھنس گیا ہوں
یکے سفلہ را دہ درم برمن است	۸	کہ دانگے ازو بر دلم دہ من است
ایک کمینے کے دس درہم مجھ پر واجب ہیں		جس میں ایک دانگ کا میرے دل پر دس من وزن ہے
ہمہ شب پریشاں ازو حال من	۹	ہمہ روز چوں سایہ دنبال من
اسکی وجہ سے میرا حال ساری رات پریشان رہتا ہے		پورے دن وہ سایہ کی طرح میرے پیچھے رہتا ہے
بکرد از سخنہائے خاطر پریش	۱۰	درون دلم چو در خانہ ریش
دل پریشان کرنے والی باتوں سے اس نے		میرے دل میں ایسے ہی زخم ڈال دیئے ہیں جیسا کہ دروازہ میں

(۱) گفتار: بات۔ احسان: نیکی کرنا۔ مردم: لوگ۔ نیک و بد: اچھے اور بُرے۔ (۲) گرہ: گانٹھ۔ سربند: مراد تھیلی یا کیسہ۔ مزن: مت مار۔ ایں: یہ۔ زرق: جھوٹ۔ شید: بناوٹ۔ آں: وہ۔ مکروفن: مکر و فریب۔ (۳) زیاں: نقصان۔ مے کند: کرتا ہے۔ تفسیر دان: تفسیر جاننے والا۔ مے فروشد: بیچتا ہے۔ بناں: روٹی کے بدلے۔ (۴) کجا: کہاں۔ عقل باشرع: عقل شریعت سمیت۔ فتویٰ دہد: فتویٰ دیتی ہے۔ مرد خرد: عقلمند آدمی۔ بدنیا: دنیا کے بدلے۔ دہد: دیوے۔ (۵) بستاں: اصل بستان، تو لے لے۔ صاحب خرد: عقل والا۔ ارزاں فروشاں: سستا بیچنے والے۔ برغبت: شوق کے ساتھ۔ خرد: خریدتا ہے۔ (۶) عابد: عبادت کرنے والا۔ شیاد: مکار۔ شوخ دیدہ: بے شرم یا بے باک۔ (۷) زباندانے: کوئی زبان جاننے والا مراد ادیب۔ آمد: آیا۔ بصاحبدلے: کسی صاحب دل کے پاس۔ محکم: مضبوط۔ فرو ماندہ: عاجز یا پھنسا ہوا۔ ام: ہوں میں۔ درگلے: کیچڑ میں۔ (۸) یکے: ایک۔ سفلہ: کمینہ۔ دہ: دس۔ درم: ایک سکہ جو تقریباً چونی کے برابر ہوتا ہے۔ برمن: مجھ پر۔ است: ہے۔ دانگے: ایک دانگ جو ٹکے کے برابر ہوتا ہے۔ ازو: اس سے۔ بردلم: میرے دل پر۔ دہ من: دس من۔ (۹) ہمہ شب: رات۔ ازو: اس کی وجہ سے۔ حال من: میرا حال۔ روز: دن۔ چوں: مثل۔ دنبال من: میرے پیچھے۔ (۱۰) بکرد: کیا اس نے۔ سخنہائے: جمع باتیں۔ خاطر پریش: دل کو پریشان کرنے والی۔ درون دلم: میرے دل کا اندر۔ ریش: زخمی۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ علم و فضل اور دین کو دنیا کے بدلے میں بیچنا اچھا عمل نہیں۔ (۲) جود و سخا کا دروازہ ہمیشہ کھلا رکھنا چاہیئے۔ کسی شخص کو غیر مستحق قرار دے کر اسے احسان و سخاوت سے محروم نہ رکھنا چاہیئے۔ (۳) جو شخص علم و فضل بیچ کر دنیا حاصل کرتا ہے۔ اس کا یہ عمل درست نہیں۔ کیونکہ علم و فضل کے مقابلے میں دنیا ہیچ ہے۔ (۴) دنیا کے بدلے دین کی تجارت عقل و خرد اجازت نہیں دیتی۔ اور نہ ہی شریعت کا یہ حکم ہے۔ لہٰذا اس فعل قبیح سے بچنا چاہیئے۔ (۵) جس لوگ دنیا سستے داموں خریدنے کا شوق رکھتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کے بدلے میں دین خریدنا بُرا عمل نہیں۔ کیونکہ دنیا کے مقابلے میں دین بہت قیمتی ہے۔ (۶) عنوان۔ اس حکایت میں بتایا گیا ہے کہ نیک و بد کے درمیان امتیاز کیے بغیر احسان کرنا چاہیئے کیونکہ بدخواہ سے فائدہ نہ سہی۔ اس کے شر سے حفاظت ہوگی۔ (۷) ایک ایسا شخص جو علم و ادب میں مہارت رکھتا تھا کسی بزرگ کے پاس حاضر ہوا۔ اور اپنا دکھ پیش کیا۔ (۸) اس ادیب کا دکھ یہ تھا کہ اس نے کسی کمینہ صفت شخص کی معمولی سی رقم یعنی دس درہم قرض ادا کرنا تھی لیکن کمینہ تو شخص اسے تنگ کرتا تھا۔ (۹) کمینہ صفت شخص میرے پیچھے سارا سارا دن سائے کی طرح گھومتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے میری راتیں بھی پریشان کن حالت کا شکار ہو گئی ہیں۔ (۱۰) اس کمینے آدمی کی تلخ باتوں اور سرزنش لہجے سے میرا دل ایسے زخمی ہو گیا ہے۔ جیسے دروازے میں دراڑ ہوتی ہے۔

marfat.com

1	خدایش مگر تا ز مادر بزاد	جز آں دہ درم چیز دیگر نداد
	شاید خدا نے جب سے اس کو ماں نے جنا ہے	ان دس درہموں کے علاوہ کچھ دیا ہی نہیں ہے
2	ندانستہ از دفتر دیں الف	نخواندہ بجز باب لاینصرف
	دین کی کتاب کا الف بھی وہ نہیں جانتا ہے	لاینصرف کے باب کے علاوہ اس نے کچھ نہیں پڑھا ہے
3	خور از کوہ یک روز سر بر نزد	کہ آں قلبتاں حلقہ بر در نزد
	سورج نے کسی دن بھی پہاڑ سے سر نہیں ابھارا	کہ اس دیوث نے دروازہ پر زنجیر نہ بجائی ہو
4	در اندیشہ ام تا کدامم کریم	ازاں سنگدل دست گیرد بسیم
	میں اسی فکر میں ہوں تاکہ کوئی سخی	مجھے چاندی دے کر اس سنگدل سے دستگیری کرے
5	شنید ایں سخن پیر فرخ نہاد	درستے دو در آستینش نہاد
	بوڑھے مبارک طبیعت نے یہ بات سنی	دو اشرفیاں اس کی آستین میں رکھ دیں
6	زر افتاد در دست افسانہ گو	بروں رفت ازاں جا چو خور تازہ رو
	بت بنے کے ساتھ سونا لگا	اس جگہ سے آفتاب کی طرح تازہ رو ہو کر باہر آیا
7	یکے گفت شیخ ایں ندانی کہ کیست	بر او گر بمیرد نباید گریست
	ایک شخص بولا اے شیخ آپ کو معلوم نہیں یہ کون ہے	اگر وہ مر جائے تو اس پر رونا نہ چاہیے
8	گدائے کہ بر شیر نر زیں نہد	ابوزید را اسپ و فرزیں نہد
	یہ ایسا گداگر ہے کہ نر شیر پر زین کستا ہے	ابوزید کے سامنے گھوڑا اور فرزین رکھ دیتا ہے
9	برآشفت عابد کہ خاموش باش	تو مرد زباں نیستی گوش باش
	وہ عبادت گزار بگڑا کہ چپ رہ	تو زبان کا مرد نہیں ہے کان بن جا
10	اگر راست بود آنچہ پنداشتم	ز خلق آبرویش نگہداشتم
	اگر وہی درست ہے جو میں نے خیال کیا ہے	تو میں نے مخلوق سے اس کی آبرو بچا دی ہے

(1) خدایش، خدا نے اس کو۔ مگر، شاید۔ تا، جب سے۔ مادر، ماں۔ بزاد، پیدا کیا۔ جز، سوائے۔ آں دہ درم، وہ دس درہم۔ چیز دیگر، کوئی دوسری چیز۔ نداد، نہیں دی اس کو۔ (2) ندانستہ، نہیں جانا اس نے۔ دفتر دیں، دین کی کتاب یعنی قرآن۔ الف، پہلا حرف۔ نخواندہ، نہیں پڑھا اس نے۔ بجز، سوائے۔ باب، دروازہ۔ لاینصرف، نہیں پھرتا ہے وہ۔ علم نحو کی اصطلاح میں ایسا لفظ جس پر کسرہ اور تنوین نہ آسکتی ہو اور وہ ایک حالت پر رہتا ہو۔ (3) خور، سورج۔ کوہ، پہاڑ۔ یک روز، ایک دن۔ برنزد، باہر نہیں نکالا۔ آں، وہ۔ قلبتاں، دیوث۔ حلقہ نزد، حلقہ نہ مارا ہو۔ در، دروازہ۔ (4) اندیشہ، سوچ۔ ام، ہوں میں۔ کدامم، کون مجھ کو۔ کریم، سخی۔ ازاں، اس سے۔ سنگدل، پتھر دل والا۔ دست، ہاتھ۔ گیرد، پکڑے۔ بسیم، چاندی کے بدلے۔ (5) شنید، سنی۔ ایں سخن، یہ بات۔ پیر، بوڑھا۔ فرخ نہاد، مبارک طبیعت والا۔ درستے، اشرفی۔ آستینش، اس کی آستین۔ نہاد، رکھ دی۔ (6) زر، سونا۔ افتاد، پڑا۔ دست، ہاتھ۔ افسانہ گو، افسانہ کہنے والا۔ بروں، باہر۔ رفت، چلا گیا۔ ازآں جا، اس جگہ سے۔ چو، مثل۔ خور، سورج۔ تازہ رو، تازہ چہرے والا۔ (7) یکے، ایک۔ گفت، اس نے کہا۔ شیخ، بزرگ۔ ایں، یہ۔ ندانی، نہیں جانتا تو۔ کیست، کون ہے۔ بر او، اس پر۔ بمیرد، مر جاوے۔ نباید گریست، رونا نہیں چاہیے۔ (8) گدائے کہ، جو فقیر کہ۔ شیر نر، نر شیر۔ زیں نہد، زین کس لیتا ہے۔ ابوزید، مقامات کا ایک مزاحی کردار اور ایک مشہور شطرنج باز۔ اسپ فرزیں، شطرنج کے دو مہرے۔ نہد، رکھتا ہے۔ (9) برآشفت، ناراض ہوا۔ عابد، عبادت کرنے والا۔ باش، ہو جا۔ مرد زباں، زبان کا مرد یعنی اچھا بولنے والا۔ نیستی، نہیں ہے تو۔ گوش، کان۔ باش، ہو جا یعنی اچھی طرح سن (10) راست، صحیح۔ بود، تھا۔ آنچہ، جو کچھ کہ۔ پنداشتم، میں نے سمجھا۔ آبرویش، اس کی آبرو۔ نگہداشتم، بچائی میں نے۔

تشریح: (1) اس کمینے شخص کا تقاضی اتنا سخت ہے کہ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پیدائش کے بعد سوائے ان دس درہموں کے اور کچھ دیا ہی نہیں۔ (2) وہ ایک شخص علم دین سے بالکل لاولد اور پیچھے ایسے پڑتا ہے کہ جانے کا نام ہی نہیں لیتا جیسا کہ علم نحو میں غیر منصرف کا صیغہ برقرار رہتا ہو۔ (3) وہ سورج نکلنے سے پہلے میرے دروازے پر دستک دینا شروع کرتا ہے دروازے سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ (4) میں کسی ایسے شخص کو ڈھونڈ رہا ہوں جو جود و سخا کا پیکر ہو۔ تاکہ مجھے دس درہم دیکر اس کمینے شخص سے نجات دلادے۔ (5) بزرگ نے اس (ادیب) کی باتوں سے متاثر ہو کر دو اشرفیاں دے دیں۔ (6) جب اس افسانہ گو (ادیب) کے ہاتھ میں دو اشرفیاں آئیں تو وہ اس طرح راہ چلا کہ پیچھے دیکھا تک نہیں۔ (7) ایک شخص یہ سارا کھیل دیکھ رہا تھا۔ اس نے بزرگ سے کہا کہ آپ نہیں جانتے کہ یہ شخص انتہائی جھوٹا اور عیار ہے۔ (8) یہ (ادیب) ایسا فقیر ہے جو شیروں پر زین ڈالنے کا فن بخوبی جانتا ہے۔ شطرنج کے ماہروں کو شکست دینے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ (9) جب بزرگ نے اس (شخص) سے ادیب کے بارے میں سنا تو اس (بزرگ) نے غضبناک ہونے کا مظاہرہ کیا۔ (10) اے شخص! تیری زبان سے جو کچھ میں نے اس (ادیب) کے بارے میں سنا، اگر یہ سچ ہے تو میں نے مخلوق سے اس کی عزت بچالی۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
اگر شوخ چشمی و سالوس کرد	۱	الا تا نہ پنداری افسوس کرد
اگر اس نے بے حیائی اور مکاری کی ہے		ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ میں افسوس کروں گا
کہ خود را نگہداشتم آبرو	۲	ز دست چناں گربز یاوہ گو
اس لیے کہ میں نے اپنی آبرو بچا لی		ایسے مکار بیہودہ گو کے ہاتھ سے
بد و نیک را بذل کن سیم و زر	۳	کہ ایں کسب خیرست و آں دفع شر
برے اور اچھے پر چاندی سونا خرچ کر		اسلئے کہ یہ بھلائی کمانا ہے اور وہ شر کو دفع کرنا ہے
خنک آں کہ در صحبت عاقلاں	۴	بیاموزد اخلاق صاحبدلاں
وہ شخص خوش نصیب ہے جو عقلمندوں کی صحبت میں		نیک لوگوں کے اخلاق سیکھ لے
گرت عقل و رائیست و تدبیر و ہوش	۵	بعزت کنی پند سعدی بگوش
اگر تجھ میں عقل اور رائے اور تدبیر اور ہوش ہے		سعدیؒ کی نصیحت کو عزت سے سنے گا
کہ اغلب دریں شیوہ دارد مقال	۶	نہ در چشم و زلف و بناگوش و خال
اسلئے کہ اس کی گفتگو عموماً اسی طرز کی ہوتی ہے		نہ کہ آنکھ اور زلف اور کان کی لو اور تل کے بارے میں

حکایت پدر ممسک و فرزند جواں مرد

بخیل باپ اور سخی لڑکے کا قصہ

مصرع اول		مصرع دوم
یکے رفت و دنیا ازو یادگار	۸	خلف بود صاحبدلے ہوشیار
ایک شخص مر گیا اور دنیا کی دولت اسکی یادگار رہ گئی		اس کا لڑکا نیک اور ہوشیار تھا
نہ چوں ممسکاں دست بر زر گرفت	۹	چوں آزادگاں دست ازو برگرفت
بخیلوں کی طرح سونے پر مٹھی نہیں بھینچی		شریفوں کی طرح اس سے ہاتھ اٹھا لیا
ز درویش خالی بنودے درش	۱۰	مسافر بمہماں سرائے اندرش
اپنے پاس کی جگہ فقیروں سے خالی نہ رکھتا		اس کے مہمان خانہ میں مسافر ہوتے

(۱) شوخ چشمی: بےحیائی۔ سالوس: مکر و حیلہ۔ کرد: کیا اس نے۔ الا: خبردار۔ تا: ہرگز۔ نہ پنداری: نہ سمجھے تو۔ افسوس کرد: افسوس کیا۔ اس میں صیغہ متکلم کو ضرورت شعری کی وجہ سے غائب سے تعبیر کیا ہے جس میں نے قابل افسوس کام کیا۔ (۲) خود: اپنا آپ۔ نگہداشتم: حفاظت کی میں نے۔ آبرو: عزت۔ ز دست: ہاتھ سے۔ چناں: ایسا۔ گربز: مکار۔ یاوہ گو: بیہودہ بکنے والا۔ (۳) بد و نیک: برا اور اچھا۔ بذل کن: خرچ کر۔ سیم و زر: سونا چاندی۔ کہ ایں: کہ یہ، اس کا اشارہ نیک کی طرف ہے۔ دفع شر: شر کا دفع کرنا۔ (۴) خنک: مبارک۔ آں کہ: جو شخص کہ۔ صحبت عاقلاں: عقلمندوں کی صحبت۔ بیاموزد: سیکھتا ہے۔ اخلاق صاحبدلاں: دل والوں کے اخلاق یعنی نیک لوگوں کے۔ (۵) گرت: اگر تجھ کو۔ رائیست: رائے ہے۔ بعزت: عزت کے ساتھ۔ کنی: کرے تو۔ پند سعدی: سعدیؒ کی نصیحت یعنی مصنف کی۔ بگوش: کان میں یعنی سنے تو۔ (۶) اغلب: زیادہ تر۔ دریں شیوہ: اسی طریقہ میں۔ دارد: رکھتا ہے۔ مقال: کلام۔ چشم: آنکھ۔ بناگوش: کان کی لو۔ خال: تل۔ (۷) پدر: باپ۔ ممسک: بخیل۔ فرزند: بیٹا۔ جوانمرد: مراد سخی۔ (۸) یکے: ایک۔ رفت: گیا یعنی مر گیا۔ ازو: اس سے۔ یادگار: جس کو دیکھ کر کوئی یاد آئے۔ خلف: پیچھے رہنے والا یعنی بیٹا۔ بود: تھا۔ صاحبدلے: ایک دل والا۔ ہوشیار: چالاک۔ (۹) چوں: مثل۔ ممسکاں: جمع بخیل۔ دست: ہاتھ۔ بر زر: سونے پر۔ گرفت: رکھا۔ آزادگاں: جمع آزاد لوگ۔ ازو: اس سے۔ برگرفت: اٹھا لیا۔ (۱۰) بنودے: نہ ہوتا۔ درش: اس کا دروازہ۔ مہماں سرائے: مہمان خانہ۔ اندرش: اس کے اندر۔

تشریح: (۱) اگر وہ داویب واقعی عیار اور دغاباز ہے تو پھر بھی میں نے اسے دو اشرفیاں دے کر کوئی غلط کام نہیں کیا۔ (۲) اسے داویب کو دو اشرفیاں دینا اس لیے غلط حرکت نہیں کہ میں نے ایسے فریب کار شخص سے اپنا وقار مجروح ہونے سے بچا لیا۔ (۳) ہر اچھے اور برے کی مدد کرنی چاہیے۔ کیونکہ اگر وہ اچھا ہے تو اس کی مدد کرنا خیر ہے۔ اگر وہ برا ہے تو اس کی مدد کرنا خود کو اس کے شر سے بچانا ہے۔ (۴) دنیا میں بہترین شخص وہ ہے جو دانشوروں اور عقلاء کی محفل میں بیٹھ کر ادب و اخلاق کا درس حاصل کرتا ہے۔ (۵) اگر تیرا عقل مستحضر اور تدبر میں ہوشمندی کا عنصر موجود ہے تو پھر شیخ سعدیؒ کی باتیں غور اور قدردانی کے جذبات سے سنا کرو۔ (۶) کیونکہ شیخ سعدیؒ کی باتیں اخلاقیات پر مبنی ہوتی ہیں۔ غزل گوئی اور مجازی محبت کے گیت لکھنا سعدیؒ کا شیوہ نہیں۔

(۷) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حتی الامکان کوشش ہونی چاہیے کہ اپنا مال راہ للہ خرچ کرنا چاہیے۔ جمع کرنے کی صورت میں اسے فائدہ نہ ہوگا۔

(۸) ایک شخص بخل میں نامور تھا۔ وہ اپنا جانشین بیٹا دنیا میں چھوڑ گیا جو سخاوت میں یگانۂ روزگار تھا۔ (۹) اس نے کنجوسی کر کے مال کو روکنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ آزاد اور جوانمردوں کی طرح ورثے میں آنے والی باپ کی دولت مستحقین میں خرچ کرنے لگا۔ (۱۰) کوئی لمحہ ایسا خالی نہ گزرتا جس میں اس کے گھر کے اندر فقراء و مساکین اور مہمان نہ ہوتے ہوں۔

marfat.com

۱	دلِ خویش و بیگانہ خرسند کرد	نہ ہمچوں پدر سیم و زر بند کرد
	اپنے اور غیر کے دل کو خوش کیا	باپ کی طرح چاندی اور سونے کو بند کیا
۲	ملامت کنے گفتش اے باد دست	بیک رہ پریشاں مکن ہرچہ ہست
	ایک ملامت کرنے والے نے اس سے کہا کہ اے فضول خرچ	جو کچھ تیرے پاس ہے اسکو یکبارگی ختم نہ کر
۳	بسالے تواں خرمن اندوختن	بیک دم نہ مردی بود سوختن
	ڈھیر، سالوں میں جمع کیا جا سکتا ہے	ایک دم سے پھونک دینا انسانیت نہیں ہے
۴	چوں در تنگدستی نہ داری شکیب	نگہدار وقت فراخی حسیب
	جب تنگدستی کے وقت تو صبر نہ کر سکے	تو فراخی کے وقت حساب کو مدنظر رکھ

مثل[5]

کہاوت

۶	بدختر چہ خوش گفت بانوئے دہ	کہ روز نوا برگ سختی بنہ
	گاؤں کی بی بی نے لڑکی سے کیا بھلی بات کہی	مالداری کے زمانے میں تنگی کے وقت کیلئے کچھ رکھ لے
۷	ہمہ وقت پر دار مشک و سبو	کہ پیوستہ در دہ رواں نیست جو
	مشک اور مٹکیا ہر وقت بھری رکھ	اس لیے کہ گاؤں میں ہر وقت نہر نہیں بہتی ہے
۸	بدنیا تواں آخرت یافتن	بزر پنجۂ دیو بر تافتن
	دنیا کے ذریعے آخرت کو حاصل کیا جا سکتا ہے	سونے سے دیو کا پنجہ موڑا جا سکتا ہے
۹	ز دستِ تہی بر نیاید امید	بزر بر کنی چشم دیو سفید
	خالی ہاتھ سے کوئی اُمید پوری نہیں ہوتی ہے	سونے کے ذریعہ تو سفید دیو کی آنکھ نکال سکتا ہے
۱۰	اگر تنگ دستی مرو پیش یار	وگر سیم داری بیا و بیار
	اگر تو تنگ دست ہے تو یار کے سامنے نہ جا	اگر چاندی رکھتا ہے آ اور لا

(۱) خویش: اپنا۔ بیگانہ: غیر۔ خرسند: خوش۔ کرد: کیا۔ ہمچوں: مثل۔ پدر: باپ۔ سیم و زر: سونا چاندی۔ بند کرد: جمع کیا۔ (۲) ملامت کنے: ایک ملامت کرنے والا۔ گفتش: اس کو کہا۔ باد دست: ہوا کے ہاتھ والا مراد فضول خرچ۔ بیک رہ: ایک ہی مرتبہ۔ مکن: مت کر۔ ہرچہ: جو کچھ۔ ہست: ہے۔ (۳) بسالے: سال بھر میں۔ تواں: یہ اندوختن کے اوپر لگ کر جمع کر سکتے ہیں۔ خرمن: کھلواڑہ۔ بیک دم: ایک دم۔ مردی نہ بود: انسانیت یا عقلمندی نہیں ہے۔ سوختن: جلا دینا۔ (۴) تنگدستی: ناداری۔ نہ داری: نہیں رکھتا تو۔ شکیب: صبر۔ نگہدار: نگہ رکھ۔ فراخی: خوشحالی۔ حسیب: حساب کا مالدار۔ (۵) مثل: کہاوت۔

(۶) بدختر: بیٹی کو۔ چہ خوش: کیا خوب۔ گفت: کہا۔ بانوئے دہ: دیہاتی خاتون۔ روز نوا: خوشحالی کے دن۔ برگ سختی: تنگدستی کا سامان۔ بنہ: رکھ لے۔ (۷) ہمہ: سارا۔ پردار: بھر کر رکھ۔ مشک و سبو: مشک اور گھڑا۔ پیوستہ: ہمیشہ۔ در دہ: دیہات میں۔ رواں: جاری۔ نیست: نہیں ہے۔ جو: ندی یا نہر۔ (۸) بدنیا: دنیا کے بدلے۔ تواں یافتن کے ساتھ مل کر پا سکتے ہیں۔ بزر: سونے کے ساتھ۔ پنجۂ دیو: جن کا پنجہ۔ بر تافتن: موڑنا۔ (۹) ز دستِ تہی: خالی ہاتھ سے۔ بر نیاید: پوری نہیں ہوتی۔ بزر: سونے کے ساتھ۔ بر کنی: تو نکال سکتا ہے۔ چشم: آنکھ۔ دیو سفید: سفید جن۔ (۱۰) تنگ دستی: اصل دست ای: فقیر ہے تو۔ مرو: مت جا۔ پیش یار: یار کے سامنے۔ سیم داری: چاندی رکھتا ہے تو۔ بیا: آ۔ بیار: لا۔

تشریح (۱) وہ شخص اپنوں اور غیروں میں فرق کیے بغیر اپنا مال فی سبیل اللہ خرچ کرتا تھا۔ اس نے سونے چاندی کو اپنے باپ کی طرح قید نہیں کیا ہوا تھا۔ (۲) اسی اثنا میں کسی ناصح نے اسے نصیحت کی کہ مال کو ایک دم خرچ نہ کرنا چاہیے، کیونکہ یہ فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہے۔ (۳) فصلوں کے انبار (خرمن) پورے سال میں ایک مرتبہ جمع ہوتے ہیں۔ کھلیان کو یکبارگی میں جلا دینا عقلمندی نہیں ہوتی۔ (۴) زبوں حالی کے ایام میں بے صبری کے باعث خوشحالی و آسودگی میں مال کو بلا سوچے سمجھے نہیں اڑانا چاہیے۔ (۵) عنوان۔ اس کہاوت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مال و دولت کو قناعت و کفایت سے خرچ کرنا چاہیے۔ حتی الامکان اپنی جمع پونجی مستقبل کے لیے محفوظ رکھنی چاہیے۔ (۶) ایک دیہاتی خاتون نے اپنی بیٹی کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ آسودگی کے دنوں میں تنگدستی سے بچنے کے لیے بچت کرنی چاہیے۔ (۷) دیہاتی علاقوں میں بہنے والی ندی نالوں میں ہر وقت پانی نہیں بہتا۔ اس لیے اپنی مشک اور مٹکے ہر وقت پانی سے بھرے رکھنے چاہئیں۔ (۸) راہ للہ خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ مستقبل کے لیے کچھ مال بچا کے رکھنے سے دنیا میں ہی آخرت کا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ طاقتور کا پنجہ مروڑا جا سکتا ہے۔ (۹) جو شخص غربت کا مارا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی کوئی آس یا آرزو تکمیل نہیں پاتی۔ اگر مال و دولت کی ریل پیل ہو تو بڑے طاقتور کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ (۱۰) فاقہ مست آدمی کی دوستی فضول ہوتی ہے۔ اگر جیب میں چار پیسے ہوں تو دوستوں میں بیٹھنے کا اور ہی مزہ ہوتا ہے۔

marfat.com

تہی دست در خوب رویاں مپیچ خالی ہاتھ حسینوں پر نہ ڈال	۱	کہ بے ہیچ مردم نیرزد بہیچ کیونکہ بغیر مال کے انسان کسی قابل نہیں
وگر ہرچہ داری بکف برنہی اور اگر جو کچھ بھی تیرے پاس ہے ہتھیلی پر رکھ دیگا	۲	کفت وقت حاجت بماند تہی تو ضرورت کے وقت تیری ہتھیلی خالی ہوگی
گدایاں بسعی تو ہرگز قوی فقراء تیری کوشش سے کبھی قوی	۳	نگردند و ترسم کہ لاغر شوی نہ ہونگے اور مجھے ڈر ہے تو کمزور ہو جائے گا

باز آمدم بحکایت فرزند خلف

میں اچھے بیٹے کی حکایت کی طرف واپس آیا

چوں مناع خیر ایں حکایت بگفت جب خیر سے روکنے والے نے یہ قصہ بیان کیا	۵	ز غیرت جوانمرد را رگ بخفت غیرت کی وجہ سے جوانمرد کی رگ سو گئی
پراگندہ دل گشت ازاں گفتگو اس گفتگو سے پریشان دل بنا	۶	برآشفت و گفت اے پراگندہ گو بگڑ گیا اور بولا اے پریشان باتیں کرنیوالے
مرا دستگاہے کہ پیرامن ست وہ سرمایہ جو میرے پاس ہے	۷	پدر گفت میراث جد من ست باپ نے کہا تھا میرے دادا کی میراث ہے
نہ ایشاں بخست نگہداشتند کیا انہوں نے کنجوسی سے اسکو جمع نہ کیا تھا	۸	بحسرت بمردند و بگذاشتند حسرت سے وہ مر گئے اور چھوڑ گئے
بدستم بیفتاد مال پدر باپ کا مال میرے ہاتھ پڑا	۹	کہ بعد از من افتد بدست دگر جو کہ میرے بعد لڑکے کے ہاتھ پڑے گا
ہماں بہ کہ امروز مردم خورند یہی بہتر ہے کہ آج لوگ کھا لیں	۱۰	کہ فردا پس از من بیغما برند اس لیے کہ کل کو میرے بعد لوٹیں گے

(۱) تہی دست: خالی ہاتھ۔ خوب رویاں: حسین لوگ۔ مپیچ: مت لپٹ۔ بے ہیچ: کسی چیز کے بغیر یعنی مال کے بغیر۔ مردم: لوگ۔ نیرزد: نہیں برابر ہوتا۔ بہیچ: کسی چیز کے۔ (۲) ہرچہ: جو کچھ کہ۔ داری: رکھتا ہے تو۔ بکف: ہتھیلی پر۔ برنہی: رکھ دے تو۔ کفت: تیری ہتھیلی۔ وقت حاجت: ضرورت کے وقت۔ بماند: رہ جائے گی۔ تہی: خالی۔ (۳) گدایاں: جمع فقیر۔ بسعی تو: تیری کوشش سے۔ قوی: مراد مالدار۔ نگردند: نہیں ہو دیں گے۔ ترسم: میں ڈرتا ہوں۔ لاغر: یہاں مراد غریب۔ شوی: ہو جاوے تو۔ (۴) باز آمدم: واپس آیا میں۔ بحکایت فرزند خلف: اچھے بیٹے کی حکایت کی طرف۔ (۵) چوں: جب۔ مناع: اسم مبالغہ بہت روکنے والا۔ خیر: نیکی۔ بگفت: کہی اس نے۔ جوانمرد: سخی جوان۔ رگ بخفت: رگ سو گئی گویا سکتہ ہو گیا۔ (۶) پراگندہ دل: پریشان دل۔ گشت: ہو گیا۔ ازاں گفتگو: اس گفتگو سے۔ برآشفت: غصے میں آ گیا۔ گفت: کہا۔ پراگندہ گو: بے سروپا کہنے والے۔ (۷) مرا: مجھ کو۔ دستگاہے: کچھ سرمایہ۔ پیرامن: ارد گرد یا حاصل۔ ست: ہے۔ پدر: باپ۔ گفت: کہا۔ میراث جد من: میرے دادا کی وراثت۔ (۸) ایشاں: یہ سب۔ بخست: کنجوسی یا بخیلی سے۔ نگہداشتند: نگاہ رکھی انہوں نے۔ بحسرت: حسرت سے۔ بمردند: مر گئے۔ بگذاشتند: چھوڑ گئے۔ (۹) بدستم: میرے ہاتھ میں۔ بیفتاد: پڑ گیا۔ مال پدر: باپ کا مال۔ بعد از من: میرے بعد۔ افتد: پڑ جائے گا۔ بدست دگر: اور کے ہاتھ میں۔ (۱۰) ہماں: وہی۔ بہ: بہتر۔ امروز: آج۔ مردم: لوگ۔ خورند: کھا لیں۔ فردا: کل۔ پس از من: میرے بعد۔ بیغما: لوٹ میں۔ برند: لے جاویں گے۔

تشریح: (۱) قلاش اور فقیر آدمی عموماً حسیناؤں کے عشق میں ناکامی کا منہ دیکھتا ہے۔ کیونکہ محبوبہ کے دل میں پرِ کاہ برابر اس کی اہمیت نہیں ہوتی۔ (۲) اگر کوئی شخص اپنا مال و متاع لٹا دے تو ناداری کے وقت خود قلاش رہ جاتا ہے! اور مشکل وقت میں کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ (۳) اگر تیرے مال و متاع کے لٹا دینے سے کوئی فقیر دولت مند ہو جاتا تو کوئی بات بھی لیکن اس خرچ کرنے سے تو خود فاقوں کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ (۴) عنوان۔ اس حکایت سے پہلے جود و سخا کے پیکر بیٹے کی سخاوت بھری حکایت کا سلسلہ جاری تھا کہ درمیان میں ناصح کی بات چھڑ پڑی۔ چنانچہ آمدم برسر مطلب کے تحت اس حکایت سے سلسلہ کلام دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ (۵) جب ناصحانہ انداز میں نیکی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والے شخص نے جوانمردی کو کچھ کہنے سے باز آیا تو سخی مرد کی غیرت جاگ اٹھی۔ (۶) سخاوت سے باز رکھنے والے کی بات سن کر سخی مرد غصے میں آگ بگولا ہو کر کہنے لگا کہ جو کچھ تو نے کہا ہے یہ سب بے سروپا ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (۷) میرے پاس جتنی دولت ہے۔ وہ بقول میرے باپ کے میرے دادا کی وراثت ہے۔ میرے دادا اور باپ نے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ (۸) دنیا میں جو کچھ اپنی ذات اور اہل و عیال، عزیز و اقارب پر خرچ کرتا، وہی کچھ اُن کے کام آتا ہے جو راہ خدا خرچ کرتا ہے۔ وہ آخرت کا ذخیرہ ہے۔ میرے باپ دادا نے بخل کی وجہ سے اسے محفوظ نہیں کیا۔ وہ حسرت کے ساتھ چھوڑ کر چل بسے۔ یہ دولت ان کے کچھ کام نہ آئی۔ (۹) میرے باپ نے دنیا میں جو کچھ کمایا۔ وہ میرے پاس ہے اور جو جمع پونجی میری ہوگی۔ وہ میرے مرنے کے بعد کسی اور کے ہاتھ میں ہوگی۔ (۱۰) چنانچہ اچھا یہی ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ میں خود ہی اپنے ہاتھوں سے لوگوں کو کھلا پلا دوں تاکہ میرے مرنے کے بعد انہیں لوٹنا نہ پڑے۔

marfat.com

۱	خور و پوش و بخشاؤ راحت رساں	نگہ مے چہ داری ز بہر کساں
	کھا اور پہن اور دے اور آرام پہنچا	لوگوں کے لیئے کیا حفاظت کرتا ہے
۲	برند از جہاں با خود اصحاب رای	فرومایہ ماند بحسرت بجای
	عقلمند لوگ دنیا سے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں	کمینہ حسرت سے اپنی جگہ رہ جاتا ہے
۳	زر و نعمت اکنوں بدہ کاں تست	کہ بعد از تو بیروں ز فرمان تست
	سونا اور نعمت اب دیدے اپنے کہ تیری ملکیت ہے	کیونکہ تیرے بعد تیرے حکم سے باہر ہے
۴	بدنیا توانی کہ عقبیٰ خرے	بخر جان من ورنہ حسرت خوری
	تو یہ کر سکتا ہے کہ دنیا کے بدلے عقبیٰ خریدے	خرید لے میری جان ورنہ حسرت کریگا

حکایت اندر راحت رسانیدن بہمسایگاں

حکایت پڑوسیوں کو آرام پہنچانے کے بیان میں

۶	بزارید وقتے زنے پیش شو	کہ دیگر مخر نان بقال کو
	ایک وقت ایک بیوی شوہر کے سامنے رو پڑی	کہ کوچے کے بنیئے سے پھر آٹا نہ خریدنا
۷	بہ بازار گندم فروشاں گرای	کہ ایں جو فروش ست و گندم نمای
	گندم فروشوں کے بازار میں جا	اس لیئے کہ یہ تو گندم نما جو فروش ہے
۸	نہ از مشتری کاز دحام مگس	بیک ہفتہ رویش ندیدست کس
	خریداروں کی وجہ سے نہیں بلکہ مکھیوں کے ہجوم کی وجہ سے	ایک ایک ہفتہ کسی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا
۹	بدلداری آں مرد صاحب نیاز	بزن گفت کائے روشنائی بساز
	اس نیاز مند نے دلداری کے ساتھ	بیوی سے کہا کہ اے گھر کی رونق، کہا مان
۱۰	بامید ما کلبہ آں جا گرفت	نہ مردی بود نفع زو وا گرفت
	اس نے ہماری توقع پر یہاں دکان لی ہے	اس کا نفع روکنا انسانیت نہیں ہے

(۱) خور: کھا۔ پوش: پہن۔ بخشا: بخشش کر۔ راحت رساں: آرام پہنچا۔ مے داری: رکھتا ہے تو۔ چہ: کیا۔ ز بہر کساں: لوگوں کے لیئے۔ (۲) برند: لیجائیں گے۔ با خود: اپنے ساتھ۔ اصحاب رائے: رائے والے لوگ۔ فرومایہ: کمینہ۔ ماند: رہ جائے گا۔ بجا: جگہ پر۔ (۳) زر: سونا۔ نعمت: مال۔ اکنوں: اب۔ بدہ: دے دے۔ کاں تست: جبکہ وہ تیرا ہے۔ بعد از تو: تیرے بعد۔ بیروں: باہر۔ ز فرمان تست: تیرے فرمان سے ہے۔ (۴) بدنیا: دنیا کے بدلے۔ توانی: تو طاقت رکھتا ہے۔ عقبیٰ: آخرت۔ خرے: خریدے تو۔ بخر: خرید لے۔ جان من: میری جان۔ حسرت خوری: حسرت کھاوے گا تو۔
(۵) راحت رسانیدن: آرام پہنچانا۔ بہمسایگاں: ہمسایوں کو۔ (۶) بزارید: رو پڑی۔ وقتے: ایک وقت۔ زنے: ایک عورت۔ پیش شو: شوہر کے سامنے۔ دیگر: دوبارہ۔ مخر: مت خریدنا۔ نان بقال کو: محلے کے کنجڑے یا بنیئے کی روٹی۔ (۷) گندم فروشاں: گندم بیچنے والے۔ گرا: رغبت کر۔ جو فروشاں: جو بیچنے والے۔ ست: ہے۔ گندم نما: گندم دکھانے والا۔ (۸) مشتری: خریدار۔ کاز دحام مگس: بلکہ مکھیوں کے ہجوم سے۔ بیک ہفتہ: ایک ہفتہ تک۔ رویش: اس کا چہرہ۔ ندیدست: نہیں دیکھا ہے۔ کس: کسی شخص نے۔
(۹) بدلداری: دلداری کے لیئے۔ آں: وہ۔ مرد صاحب نیاز: نیاز مند آدمی۔ بزن: عورت کو۔ گفت: کہا۔ کائے: اصل کہ اے۔ روشنائی: مراد گھر کی رونق۔ بساز: موافقت کر۔ زبان جا۔ (۱۰) بامید ما: ہماری اُمید پر۔ کلبہ: جھونپڑی یا دکان۔ آں جا: وہاں۔ گرفت: بنائی اس نے۔ نہ مردی بود: انسانیت نہ ہو یا شرافت نہ ہو۔ زو: اس سے۔ وا گرفتن: ماضی بمعنی مصدر، روک لینا۔

تشریح: (۱) دنیا میں خود بھی کھاؤ پیو اور دوسروں کو بھی کھلاؤ پلاؤ اور اپنی دولت فی سبیل اللہ صدقہ کر کے آخرت کا ذخیرہ جمع کرو تاکہ آخرت میں بھی خوب ٹھاٹھ سے گذرے۔ (۲) جو شخص عقل سلیم رکھتا ہے وہ صدقہ خیرات کر کے ثواب کی صورت میں اپنا دھن دولت اپنے ساتھ ہی لے جاتا ہے نادان بخیل دنیا میں نہ خود کھاتا ہے نہ اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ (۳) مال و دولت میں سے جو کچھ بھی ہے وہ آج تیرا ہے اسے جتنا بھی چاہے خرچ کر لے۔ استعمال کر لے کل مرنے کے بعد اس پر تیرا قطعاً کوئی حق نہ ہوگا۔ (۴) دنیا میں راہ اللہ مال و دولت کا صدقہ کر کے آخرت خریدی جا سکتی ہے۔ چنانچہ تجھ سے جس قدر ہو سکے۔ دنیا سے آخرت خرید لے ورنہ سوائے حسرت کے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ (۵) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہمسایہ خواہ کتنی ہی برائیوں کا حامل کیوں نہ ہو، اس کے ساتھ بہتر سلوک کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ (۶) ایک عورت نے اپنے خاوند سے رو کر شکایت کرتے ہوئے کہا کہ آئندہ کبھی اپنے محلے کے دکاندار سے آٹا مت خریدنا۔ (۷) بازار میں جا کر کسی ایسے شخص سے آٹا خریدا کرو جو گندم بیچتا ہو۔ کیونکہ جس سے پہلے آٹا خریدتے ہو وہ گندم دکھا کر جو بیچتا ہے۔ (۸) اس کا آٹا اتنا ناکارہ ہوتا ہے کہ مکھیوں کی کثرت کے باعث ایسا لگتا ہے کہ دوکاندار کا چہرہ لوگوں کو دکھائی نہیں دیتا ہوگا۔ (۹) عورت تھے نیاز مند خاوند نے اپنی بیوی کے سامنے خوشامدانہ انداز میں اس غریب کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ میرے گھر کی رونق اب ضد چھوڑ دے۔
(۱۰) اس غریب دکاندار نے ہمارے بھروسے پر دکان کھولی ہے۔ اگر ہم ہی اس سے منافع کا ہاتھ کھینچ لیں تو یہ شرافت نہ ہوگی۔

marfat.com

رہِ نیک مردانِ آزادہ گیر	۱	چو استادۂ دستِ افتادہ گیر
نیک اور سخی لوگوں کی روش اختیار کر		جب تو کھڑا ہے کسی گرے ہوئے کا ہاتھ پکڑ
ببخشای کانانکہ مردِ حق‌اند	۲	خریدارِ دکانِ بے رونق‌اند
معاف کردے اس لیے کہ جو صحیح انسان ہیں		وہ بے رونق دوکان کے خریدار بنتے ہیں
جوانمرد اگر راست خواہی ولی ست	۳	کرم پیشۂ شاہ مرداں علی ست
اگر تو سچ سننا چاہتا ہے تو سخی ولی ہے		سخاوت شاہ مرداں حضرت علیؓ کا شیوہ ہے

حکایت

کہانی

شنیدم کہ مردے براہِ حجاز	۵	بہر خطوہ کردے دو رکعت نماز
میں نے سنا کہ ایک شخص حجاز کے راستے میں		ہر قدم پر دو رکعت نماز پڑھتا
چناں گرم رو در طریقِ خدا	۶	کہ خارِ مغیلاں نکندے ز پا
خدا کے راستے میں اسقدر تیز چلنے والا		کہ کیکر کے کانٹے پیر سے نہ نکالتا تھا
بآخر ز وسواس خاطر پریش	۷	پسند آمدش در نظر کارِ خویش
بالآخر طبیعت کو پریشان کرنے والے خیالات کی وجہ سے		اس کی نگاہ میں اس کو اپنا کام اچھا معلوم ہوا
بہ تلبیس ابلیس در چاہ رفت	۸	کہ نتواں ازیں خوبتر راہ رفت
شیطان کی مکاری کی وجہ سے وہ غرور میں پھنس گیا		کہ اس سے بہتر راستہ کوئی نہیں چل سکتا ہے
گرش رحمتِ حق نہ در یافتے	۹	غرورش سر از جادہ بر تافتے
اگر رحمتِ حق اس کو نہ آ لیتی		تو غرور اس کا سر سیدھے راستے سے موڑ دیتا
یکے ہاتف از غیب آواز داد	۱۰	کہ اے نیک بخت مبارک نہاد
ایک ہاتف نے غیب سے پکارا		کہ اے نیک بخت مبارک طبیعت

(۱) آزادہ: آزاد۔ گیر: پکڑ۔ چو: جب۔ استادہ: کھڑا ہے تو۔ دستِ افتادہ: گرے ہوئے کا ہاتھ۔ گیر: پکڑ۔ (۲) ببخشای: معاف کردے، بخش دے۔ کانانکہ: کیونکہ جو لوگ کہ۔ مردِ حق‌اند: اللہ والے ہیں۔ خریدارِ دکانِ بے رونق: بے رونق دکان کے گاہک۔ اند: ہیں وہ۔ (۳) جوانمرد: سخی آدمی۔ راست خواہی: سچ چاہے تو۔ ولی ست: ولی ہے۔ کرم: سخاوت۔ شاہِ مرداں: مردوں کے بادشاہ، علی خلیفۂ چہارم، دامادِ رسولؐ، امیر المومنین حضرت علیؓ جو خاتونِ جنت کے شوہر اور حسنینؓ کے ابا ہیں۔ (۴) حکایت: کہانی۔ (۵) شنیدم: میں نے سنا۔ مردے: ایک مرد۔ براہِ حجاز: حجاز کی راہ میں۔ بہر خطوہ: ہر قدم پر۔ کردے: کرتا وہ۔ (۶) چناں: ایسا۔ گرم رو: تیز چلنے والا۔ طریقِ خدا: خدا کی راہ۔ خارِ مغیلاں: کیکر کے کانٹے۔ بآخر: آخرکار۔ وسواس: جمع وسوسہ، شیطانی خیال۔ خاطر پریش: دل کو پریشان کرنے والے۔ پسند آمدش: پسند آیا اسکو۔ کارِ خویش: اپنا عمل۔ (۸) تلبیس: دھوکا دینا۔ ابلیس: شیطان۔ چاہ: مرتبہ، فخر۔ رفت: چلا گیا۔ نتواں: نہیں ممکن۔ ازیں خوبتر: اس سے بہتر۔ راہ رفت: راستہ چلنا۔ (۹) گرش: اس کو۔ رحمتِ حق: اللہ کی رحمت۔ ندر یافتے: پانہ لیتی۔ غرورش: غرور اس کو۔ سر از جادہ: سر راستے سے۔ بر تافتے: پھیر دیتا۔ (۱۰) یکے ہاتف: ایک غیبی فرشتہ۔ آواز داد: آواز دی۔ نیک بخت: نیک نصیب۔ مبارک طبع: بابرکت طبیعت والا۔

تشریح: (۱) اگر تم دولت مند ہو تو غریبوں کی مدد کرو۔ اگر ایسے غربا کی مدد نہیں کرسکتے تو کم از کم اس سے خرید و فروخت کرکے ہی مدد کرو۔ (۲) اس دکاندار سے ناراض ہونا چھوڑ دے۔ اللہ والے لوگ تو معاشرے میں رہتے ہوئے لوگوں سے معاملہ کرتے ہیں تاکہ اُن کی مدد ہو سکے (۳) سچ پوچھو تو جود و سخا کا پیکر شخص ولی اللہ ہوتا ہے۔ اور سخاوت تو حضرت علیؓ کا شیوہ ہے۔ (۴) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کسی غریب وفادار آدمی کی دلجوئی کرنا نوافل ادا کرنے سے کہیں بڑھ کر عبادت ہے۔ (۵) سنا ہے کہ ایک شخص حج کے سفر پر جا رہا تھا۔ ہر قدم پر دو رکعت نفل ادا کرنا اس کا معمول تھا۔ (۶) وہ حج کے سفر میں اتنا مستغرق تھا کہ پاؤں میں کانٹوں کی چبھن اور زخموں کی تکلیف کا احساس تک نہ تھا۔ (۷) سفرِ حج اور ہر قدم پر نوافل کے انہماک سے برسنے والی رحمت شیطان سے برداشت نہ ہو سکی، چنانچہ اس نے عازمِ حج کے دل میں وسوسوں کی بھرمار کر دی۔ (۸) وہ (عازمِ حج) شیطان کے وسوسوں کے تیروں کی تاب نہ لا سکا۔ وہ اپنے سفر کو بابرکت سمجھتے ہوئے تکبر کے شکنجے میں جکڑا گیا (۹) اگر رحمتِ الٰہیہ اس کا دامن نہ پکڑتی تو وہ غرور میں آکر راہِ راست سے ہٹ جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اسے ڈھانپ لیا۔
(۱۰) اسی اثنا میں ایک غائبانہ آواز نے اسے مبارک باد دی اور کہا کہ اے نیک طبع انسان اپنی نیکیوں پر کبھی تکبر نہ کرنا۔

marfat.com

۱	مپندار گر طاعتے کردۂ	کہ نُزلے بدیں حضرت آوردۂ
	اگر تونے عبادت کی ہے تو گھمنڈ نہ کر	کہ تو کوئی تحفہ اس دربار میں لایا ہے
۲	باحسانے آسودہ کردن دلے	بہ الف رکعت بہ ہر منزلے
	ایک دل کو احسان کے ذریعہ آرام پہنچانا	ہر پڑاؤ پر ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے

حکایت[۳]

کہانی

۴	بسرہنگ سلطاں چنیں گفت زن	کہ خیز اے مبارک درِ رزق زن
	بادشاہ کے سپاہی کی بیوی نے کہا	کہ اے بابرکت اٹھ اور رزق کا دروازہ کھٹکھٹا
۵	برو تا ز خوانت نصیبے دہند	کہ فرزندگانت بسختی درآند
	جا، تاکہ دسترخوان سے تجھے بھی حصہ دیں	کیونکہ تیری اولاد مصیبت میں ہے
۶	بگفتا بود مطبخ امروز سرد	کہ سلطاں بشب نیّتِ روزہ کرد
	اس نے کہا باورچی خانہ تو آج ٹھنڈا ہوگا	کیونکہ بادشاہ نے رات سے روزہ کی نیت کی ہے
۷	زن از ناامیدی سر انداخت پیش	ہمے گفت با خود دل از فاقہ ریش
	بیوی نے ناامیدی سے سر آگے کو لٹکا لیا	فاقہ سے زخمی دل اپنے آپ سے کہتی تھی
۸	کہ سلطاں ازیں روزہ آیا چہ خاست	کہ افطار او عید طفلانِ ماست
	بتا بادشاہ کو اس روزے سے کیا حاصل	کیونکہ اس کا افطار کرنا ہمارے بچوں کی عید ہے
۹	خورندہ کہ خیرش برآید ز دست	بہ از صائم الدہر دنیا پرست
	وہ روزہ خور جس کے ہاتھ سے بھلائی ہو	دنیا پرست تمام عمر کے روزے رکھنے والے سے بہتر ہے
۱۰	مسلّم کسے را بود روزہ داشت	کہ درماندۂ را دہد نان چاشت
	روزہ رکھنا اس کے لیے ٹھیک ہے	جو کسی عاجز کو دوپہر کی روٹی کھلائے

(۱) مپندار: مت سمجھ۔ طاعتے: کوئی عبادت۔ کردۂ: کی ہے تونے۔ نُزلے: کوئی تحفہ یا مہمان۔ بدیں حضرت: اس درگاہ میں۔ آوردۂ: لایا ہے تو۔ (۲) باحسانے: احسان کے ساتھ۔ آسودہ کردن: آرام پہنچانا۔ دلے: کسی دل کو۔ بہ: بہتر۔ الف: ہزار۔ بہر منزلے: ہر منزل پر۔ (۳) حکایت: کہانی۔ (۴) بسرہنگ: سپاہی کو۔ سلطاں: بادشاہ۔ چنیں: ایسے۔ گفت: کہا۔ زن: عورت۔ خیز: اٹھ۔ مبارک: بابرکت۔ درِ رزق: رزق کا دروازہ۔ زن: کھٹکھٹا۔ (۵) برو: جا۔ تا: تاکہ۔ ز خوانت: دسترخوان سے تجھ کو۔ نصیبے: کوئی حصہ۔ دہند: دیویں وہ۔ فرزندگانت: تیرے بچے۔ بسختی: سختی میں۔ درآند: ہیں۔ (۶) بگفتا: اس نے کہا۔ بود: ہووے گا۔ مطبخ: باورچی خانہ۔ امروز: آج۔ سرد: ٹھنڈا یعنی بند۔ سلطاں: بادشاہ۔ بشب: رات کو۔ نیّتِ روزہ: روزہ کی نیت۔ کرد: کی اس نے۔ (۷) زن: عورت۔ سر انداخت: سر ڈال دیا۔ پیش: سامنے۔ ہمے گفت: کہہ رہی تھی۔ با خود: اپنے آپ سے۔ دل از فاقہ ریش: دل بھوک سے زخمی تھا۔ (۸) سلطاں: بادشاہ۔ ازیں روزہ: اس روزہ سے۔ آیا: بھلا۔ چہ خاست: کیا جاہا۔ افطار او: اس کا روزہ نہ رکھنا۔ طفلانِ ما: ہمارے بچے۔ ست: ہے۔ (۹) خورندہ: کھانے والا یعنی بے روزہ۔ خیرش: اس سے خیر۔ برآید: نکلے۔ ز دست: ہاتھ سے۔ بہ: بہتر۔ صائم الدہر: سارے زمانے کا روزہ رکھنے والا یعنی عمر بھر کا۔ دنیا پرست: دنیا کو پوجنے والا یعنی دنیا کا حریص۔ (۱۰) مسلّم: درست۔ کسے را: اس شخص کو۔ بود: ہووے۔ روزہ داشت: ماضی بمعنی مصدر، روزہ رکھنا۔ درماندہ: عاجز فقیر۔ دہد: دیوے۔ نان چاشت: صبح کا کھانا یا دوپہر کا۔

تشریح: (۱) اگر تجھ سے کوئی ایسی نیکی ہوگئی ہے جو تیرے نزدیک بہت بڑی ہے۔ اس پر کبھی نہ اترانا اور یہ نہ سمجھنا کہ میں بہت بڑا تحفہ لے کر آیا ہوں۔ (۲) درگاہ حق میں ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے کہ کسی شکستہ دل کی دلجوئی کرے۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کسی تنگدست کی دلداری کے لیے نفل عبادت ترک کرنی پڑے تو کر دینی چاہیے۔ (۴) ایک سپاہی کی اہلیہ نے اس سے کہا کہ فارغ بیٹھنے سے بہتر ہے کہ بچوں کی بھوک مٹانے کے لیے رزق کی تلاش کرنی چاہیے۔ (۵) چنانچہ تجھے اس وقت بادشاہ کے مطبخ و دسترخوان پر پہنچنا چاہیے تاکہ وہاں سے تجھے بچوں کی خوراک کا سامان میسر آسکے۔ (۶) سپاہی نے جواباً کہا کہ آج بادشاہ کا لنگر خانہ بند ہوگا۔ کیونکہ بادشاہ نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ (۷) سپاہی کی اہلیہ یہ سن کر افسردہ ہوئی اور کہنے لگی کہ بادشاہ نے کیا سوچ کر آج روزہ رکھا ہے۔ (۸) اگر بادشاہ روزہ نہ رکھتا تو بہتر تھا۔ کیونکہ لنگر چلنے سے صرف ہمارے بچوں کی نہیں بلکہ بہت سے غریبوں کی عید ہو جاتی۔ (۹) کسی بھی روزہ خور سے لوگوں کو خیرات کی شکل میں خیر و بھلائی حاصل ہو جائے۔ وہ روزہ خور ہمیشہ روزہ رکھنے والے سے کہیں بہتر ہے۔ (۱۰) روزہ رکھنا اس شخص کی شایانِ شان ہے جو خود بھوکا رہتا ہے۔ اور دوسروں کو کھانا کھلاتا ہے۔

marfat.com

مصرعِ اول	نمبر	مصرعِ ثانی
دگر نہ چہ حاجت کہ زحمت بری	۱	زخود باز گیری و ہم خود خوری
ورنہ کیا ضرورت ہے کہ تو تکلیف اٹھائے		اپنے آپ ہی سے لے اور خود ہی کھالے
خیالاتِ نادان خلوت نشیں	۲	بہم بر کند عاقبت کفر و دیں
گوشہ نشین نادان کے خیالات		کفر اور دین کا انجام یکساں کردیتے ہیں
صفائیست در آب و آئینہ نیز	۳	ولیکن صفا را بباید تمیز
صفائی پانی میں بھی ہے اور آئینہ میں بھی		لیکن صفائی میں تمیز کرنی چاہیے

حکایت کریم تنگ دست باسائل

ایک تنگدست سخی کا سائل کے ساتھ قصہ

مصرعِ اول	نمبر	مصرعِ ثانی
یکے را کرم بود و قوت نہ بود	۵	کفافش بقدرِ مروت نہ بود
ایک شخص میں سخاوت تھی طاقت نہ تھی		اس کا روزینہ سخاوت کی بقدر نہ تھا
کہ سفلہ خداوندِ ہستی مباد	۶	جواں مرد را تنگ دستی مباد
خدا کرے کوئی کمینہ مالدار نہ ہو		سخی کو کبھی تنگ دستی نہ ہو
کسے را کہ ہمت بلند او فتد	۷	مرادش کم اندر کمند او فتد
جس کسی کی ہمت بلند ہوتی ہے		اس کا مقصد بہت کم رسی میں پھنستا ہے
چو سیلاب ریزاں کہ بر کوہسار	۸	نگیرد ہمے بر بلندی قرار
جیسا کہ بہنے والا سیلاب کہ پہاڑ پر		اونچائی پر نہیں ٹھہرتا ہے
نہ درخورد سرمایہ کردے کرم	۹	تنک مایہ بودے ازیں لاجرم
سرمایہ کے حساب سے سخاوت نہ کرتا		اسی وجہ سے لامحالہ تنگدست رہتا
برش تنگ دستے دو حرفے نبشت	۱۰	کہ اے خوب فرجام فرخ سرشت
ایک تنگدست نے اس کو مختصراً لکھا		کہ اے نیک انجام مبارک طبیعت

(۱) دگرنہ: ورنہ۔ چہ حاجت: کیا ضرورت۔ زحمت بری: تکلیف اٹھائے تو۔ زخود: اپنے سے روکے۔ وہم خود: اور خود ہی۔ خوری: کھائے۔ (۲) خیالاتِ نادان: نادان کے خیالات۔ خلوت نشیں: تنہائی میں بیٹھنے والا۔ بہم برکند: ایک دوسرے سے ملا دیتے ہیں۔ عاقبت: آخرکار۔ کفر و دیں: کفر اور اسلام۔ (۳) صفائیست: صفائی ہے۔ آب: پانی۔ آئینہ: منہ دیکھنے کا شیشہ۔ نیز: بھی۔ صفا را: صفائی کو۔ بباید: چاہیے۔ تمیز: پہچان۔ (۴) کریم تنگ دست: تنگدست سخی۔ سائل: سوالی۔ (۵) یکے را: ایک شخص کو۔ کرم: سخاوت۔ بود: تھی۔ قوت: طاقت گنجائش۔ نہ بود: نہ تھی۔ کفافش: اس کی روزی۔ بقدرِ مروت: مروت کی مقدار۔ (۶) سفلہ: کمینہ یا بخیل۔ خداوندِ ہستی: ہستی والا یعنی مالدار۔ مباد: مت ہوئے۔ جوانمرد: سخی۔ تنگدستی: ناداری۔ (۷) کسے را کہ: جس کو کہ۔ او فتد: واقع ہو۔ مرادش: اس کی مراد۔ اندر کمند: کمند میں۔ او فتد: پڑتی ہے یعنی کم ہی حاصل ہوتی ہے۔ (۸) ریزاں: گرنے والا۔ کوہسار: پہاڑ۔ نگیرد: نہیں پکڑتا ہے۔ نگیرد سے پہلے ہمے لگتا ہے۔ بر بلندی: اونچائی پر (۹) درخورد سرمایہ: سرمایہ کے مطابق۔ کردے: وہ کرتا۔ کرم: سخاوت۔ تنک مایہ: نادار۔ بودے: رہتا وہ۔ ازیں: اسی وجہ سے۔ لاجرم: لامحالہ لازماً۔ (۱۰) برش: اس کے پاس۔ تنگ دستے: کسی محتاج نے۔ دو حرفے: دو لفظ۔ نبشت: لکھ دیئے۔ خوب فرجام: نیک انجام۔ فرخ سرشت: مبارک طبیعت والا۔

تشریح: (۱) جو شخص بخل میں اتنا بڑھ چکا ہے کہ دوپہر کا بچا کھچا کھانا خود کھالیتا ہے۔ بخل کا یہ انداز فائدہ مند نہیں۔ (۲) فرمانِ رسول ہے کہ جو شخص جاہل ہونے کے باوجود فقر اختیار کرتا ہے وہ یا تو کافر ہو کے مرتا ہے یا دیوانہ۔ کیونکہ جہالت کفر و اسلام میں امتیاز نہیں رکھتی۔ (۳) پانی اور آئینہ دونوں صاف و شفاف ہوتے ہیں۔ لیکن ہر دو کے دُور رس فوائد و نتائج کا علم جاہل کو نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ تفاوت اک عالم ہی کر سکتا ہے۔

(۴) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ خود تنگدست ہونے کے باوجود دوسروں کو نفع پہنچانے کی غرض سے سخاوت کرنا اچھا عمل ہے۔

(۵) ایک شخص ایسا تھا جو سخاوت کا پیکر و خوگر تھا۔ لیکن تنگدست ہونے کی وجہ سے اس کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی۔ (۶) اس شعر میں سخی کے حق میں دعائیہ الفاظ ہیں کہ اللہ بخیل کبھی تونگر نہ ہو اور سخی کبھی ناتواں نہ ہو۔ کیونکہ سخی کی ناداری لوگوں کے لیے بے فائدہ ہے۔ (۷) جس شخص کا مزاج سخیوں جیسا ہو۔ وہ بلند حوصلگی کی وجہ سے مالدار نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسے قدرت کی طرف سے دولت نصیب نہیں ہوتی۔

(۸) اگر بلند حوصلہ اور سخی مزاج شخص کو دولت ملتی ہے تو وہ اس کے پاس نہیں رہتی جیسا کہ پہاڑوں پر پانی نہیں رکتا۔

(۹) جو شخص مزاجاً سخی ہوتا ہے وہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر سخاوت کرتا ہے۔ اس لیے ناداری ہمیشہ کے لیے اس پر طاری رہتی ہے۔

(۱۰) کسی قیدی نے سخاوت کے پیکر کو خط لکھا کہ میں تنگدست ہوں اور تو مزاجاً سخی اور مبارک طبع ہے۔

marfat.com

۱	یکے دست گیرم بچندے درم	کہ چندست تا من بزنداں درم
	ایک بار چند درہم دیکر میری دستگیری کر	کیونکہ میں چند دن سے قید میں پڑا ہوں
۲	بچشم اندرش قدر چیزے نبود	ولیکن بدستش پشیزے نبود
	اس کی نگاہ میں کسی چیز کی قدر نہ تھی	لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی پیسہ نہ تھا
۳	بخصمان بندی فرستاد مرد	کہ اے نیک ناماں آزاد مرد
	قیدی کے مخالفوں کے پاس اس مردِ خدا نے پیغام بھیجا	کہ اے ایک آزاد مرد کے بارے میں نیک نام لوگو
۴	بدارید چندے کف از دامنش	وگر مے گریزد ضماں برمنش
	کچھ دنوں کیلئے اس کے دامن سے ہاتھ ہٹا لو	اور اگر وہ بھاگ جائے گا تو میں ذمہ دار ہوں
۵	وزاں جا بزنداں درآمد کہ خیز	وزیں شہر تا پائے داری گریز
	اس جگہ سے وہ قید خانہ میں پہنچا کہ اٹھ	جتنا بھی بھاگ سکے اس شہر سے بھاگ جا
۶	چو گنجشک در باز دید از قفس	قرارش نبود اندرو یک نفس
	چڑیا جب پنجرہ کا دروازہ کھلا دیکھے	تو اسکو ایک سانس کے لیے بھی اس میں قرار نہیں آتا
۷	چو بادِ صبا زاں زمیں سیر کرد	نہ سیرے کہ بادش رسیدے بگرد
	پُروا کی طرح اس سرزمین سے چل دیا	ایسی رفتار سے نہیں کہ ہوا بھی اس کی گرد کو پہنچ سکے
۸	گرفتند حالے جواں مرد را	کہ حاصل کنی سیم یا مرد را
	انہوں نے فوراً اس سخی کو گرفتار کر لیا	کہ تو چاندی یا اس آدمی کو لا
۹	چو بیچارگاں راہِ زنداں گرفت	کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت
	عاجزوں کی طرح اس نے قید خانہ کا راستہ لیا	کیونکہ پنجرے سے بھاگا ہوا پرندہ پکڑا نہیں جاسکتا
۱۰	شنیدم کہ در حبس چندے بماند	نہ رقعہ نبشت و نہ فریاد خواند
	میں نے سنا ہے کہ کچھ دن قید خانہ میں رہا	نہ سفارش کے لیے خط لکھا اور نہ فریاد کی

(۱) یکے: تھوڑا سا۔ دست گیرم: میرا ہاتھ پکڑ۔ بچندے درم: چند درہموں سے۔ چندست: چند دن ہوئے ہیں۔ تامن: جب سے کہ میں۔ بزنداں درم: جیل میں ہوں۔ (۲) بچشم: آنکھوں میں۔ اندرش: شین چشم کا مضاف الیہ، اندر زائد۔ قدر چیزے: کسی چیز کی قدر۔ نبود: نہ تھی۔ بدستش: اس کے ہاتھ میں۔ پشیزے: کوئی چیز۔ (۳) بخصماں: مدعیوں یا قرض خواہوں کو۔ بندی: قیدی۔ فرستاد: بھیجا۔ نیک ناماں: نیک نام والے۔ آزاد مرد: مراد قیدی کے مدعی۔ (۴) بدارید: رکھو تم یعنی اٹھاؤ۔ چندے: کچھ دن۔ از دامنش: اس کے دامن سے۔ گریزد: بھاگتا ہے۔ ضماں: ضمانت۔ برمنش: میرے اوپر اس کی۔ (۵) وزاں جا: اور اس جگہ سے۔ بزنداں: جیل میں۔ درآمد: آیا وہ۔ خیز: اٹھ۔ وزیں شہر: اور اس شہر سے۔ تاپائے داری: جہاں تک پاؤں رکھتا ہے۔ گریز: بھاگ۔ (۶) چو: جب۔ گنجشک: چڑیا۔ در باز دید: دروازہ کھلا دیکھا۔ از قفس: پنجرے کا۔ قرارش: اس کو قرار۔ نبود: نہ تھا۔ اندرو: اس کے اندر۔ یک نفس: ایک گھڑی۔ (۷) چو: مثل۔ بادِ صبا: صبح کی ہوا۔ زاں زمیں: اس زمین سے۔ سیر کرد: چل دیا۔ نہ سیرے کہ: ایسی سیر نہیں کہ۔ بادش: ہوا اس کو۔ رسیدے: پہنچ سکے۔ بگرد: گرد کو۔ (۸) گرفتند: پکڑ لیا انہوں نے۔ حالے: اسی وقت۔ جوانمرد: سخی۔ حاصل کنی: ادا کرے۔ سیم: چاندی۔ مردرا: مرد کو یعنی قیدی کو جس کا ضامن تھا۔ (۹) چو: مثل۔ بیچارگاں: جمع عاجز۔ راہِ زنداں: جیل کی راہ۔ گرفت: لی اس نے۔ مرغ: پرندہ۔ از قفس رفتہ: پنجرے سے نکلا ہوا۔ نتواں گرفت: نہیں پکڑا جاسکتا۔ (۱۰) شنیدم: میں نے سنا۔ حبس: قید۔ چندے: کچھ مدت۔ بماند: رہا۔ رقعہ نبشت: رقعہ لکھا یعنی سفارش کے لیے۔ نہ فریاد خواند: نہ فریاد کی۔

تشریح (۱) میں مقروض تھا۔ قرض ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے مجھے قرض خواہوں نے قید کرا دیا ہے چنانچہ کچھ رقم عنایت کرکے مجھے رہائی دلا دو۔ (۲) سخی النفس شخص کی نظر میں دولت کی قدر و منزلت نہ تھی۔ اس لیے اس کا بہت دل چاہا کہ قیدی سے تعاون کروں۔ لیکن اتفاق سے اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ (۳) قیدی کو رہائی دلانے کے لیے اسے یہ ترکیب سوجھی کہ اس نے قیدی کے قرض خواہوں کے پاس پیغام بھیجا کہ اے نیک نام لوگو! (۴) اے نیک نام لوگو! اس قیدی کو رہا کر دو۔ اس کی مطلوبہ رقم میں ادا کروں گا۔ لہٰذا اسے میری ضمانت پر چھوڑ دو۔ (۵) قرض خواہوں نے اس کی ضمانت قبول کر لی۔ وہ شخص فی الفور قید خانہ گیا اور قیدی سے کہا کہ میں نے تیری ضمانت دے دی ہے تو یہاں سے بھاگ جا۔ (۶) جب قیدی نے جیل خانے کا دروازہ کھلا دیکھا تو وہ وہاں سے نکل کر بھاگ گیا۔ (۷) وہ قیدی اس ملک سے باہر چلا گیا۔ قیدی اس طرح سرپٹ دوڑا کہ گویا وہ ہوا سے مقابلہ کر رہا ہو۔
(۸) جب قیدی کے قرض خواہوں نے دیکھا کہ ہمارا اصل مجرم ملک سے فرار ہو چکا ہے۔ اس تک رسائی ناممکن ہے تو انہوں نے ضمانت والے سخی مزاج شخص کو گرفتار کرکے مطالبہ کرنے لگے کہ یا تو ہماری رقم ادا کرو یا پھر ہمارا قیدی لا کر دو۔ (۹) چونکہ جیل سے بھاگا ہوا قیدی واپس نہیں آسکتا۔ اس لیے ضمانت دینے والے سخی مزاج شخص نے پسِ دیوارِ زنداں قید ہونا قبول کر لیا۔ (۱۰) وہ شخص جب تک قید خانہ میں رہا۔ اس نے کسی کو خط لکھا نہ فریاد کی۔ بلکہ صبر و شکر سے جیل میں قید کے دن گزارتا رہا۔

marfat.com

نمبر	شعر (مصرع اول)	شعر (مصرع دوم)
۱	زمانہا نیاسود و شبہا نخفت	برو پارسائے گزر کرد و گفت
	بہت دنوں تک نہ آرام کیا نہ راتوں کو سویا	وہاں سے ایک نیک آدمی گزرا اور اس نے کہا
۲	نہ پندارمت مال مردم خوری	چہ پیش آمدت کہ بزندان دری
	میرا یہ خیال تو نہیں ہو سکتا کہ تو نے کسی کا مال مارا ہے	کیا معاملہ پیش آیا کہ تو قید خانہ میں ہے
۳	بگفتا کہ ہاں اے مبارک نفس	نخوردم بحیلت گری مال کس
	اس نے کہا ہاں بابرکت سانس والے	میں نے حیلہ گری سے کسی کا مال نہیں کھایا ہے
۴	یکے ناتواں دیدم از بند ریش	خلاصش ندیدم بجز بند خویش
	میں نے ایک کمزور کو قید سے زخمی دیکھا	میں نے اس کی رہائی بجز اپنی قید کے نہ دیکھی
۵	ندیدم بنزدیک دانش پسند	من آسودہ و دیگرے پائے بند
	عقل کی رو سے مجھے یہ بات پسند نہ آئی	کہ میں آرام سے ہوں اور دوسرا قیدی ہو
۶	بمرد آخر و نیک نامی ببرد	زہے زندگانی کہ نامش نہ مرد
	انجام کار وہ مر گیا اور نیک نامی لے گیا	کیا خوب زندگی ہے کہ اس کا نام نہ مرا
۷	تن زندہ دل خفتہ در زیر گل	بہ از عالمے زندۂ مردہ دل
	زندہ دل جسم مٹی کے نیچے سویا ہوا	ایک جہان سے بہتر ہے جو زندہ مردہ دل ہو
۸	دل زندہ ہرگز نہ گردد ہلاک	تن زندہ دل گر بمیرد چہ باک
	زندہ دل ہرگز ہلاک نہیں ہوتا	زندہ دل جسم اگر مر جائے تو کیا مضائقہ ہے

حکایت در معنئ احسان با خلق خدا

اللہ کی مخلوقات کے ساتھ احسان کے معنیٰ میں واقعہ

نمبر	شعر (مصرع اول)	شعر (مصرع دوم)
۱۰	یکے در بیاباں سگ تشنہ یافت	بروں از رمق در حیاتش نیافت
	ایک شخص نے ایک پیاسے کتے کو جنگل میں پایا	اس کی زندگی میں آخری سانس سے زیادہ کچھ نہ پایا

(۱) زمانہا: کئی زمانے۔ نیاسود: نہ آرام پایا۔ شبہا: کئی راتیں۔ نخفت: نہ سویا۔ برو: اس پر۔ پارسائے: ایک پرہیزگار۔ گزر کرد: گزر گیا۔ گفت: اس نے کہا۔ (۲) نہ پندارمت: میں نہیں سمجھتا تجھ کو۔ مال مردم: لوگوں کا مال۔ خوری: کھاتا ہے تو۔ پیش آمدت: سامنے آیا تیرے۔ بزندان دری: قید میں ہے تو۔ (۳) بگفتا: اس نے کہا۔ مبارک نفس: مبارک ذات۔ نخوردم: نہیں کھایا میں نے۔ بحیلت گری: حیلہ گری سے۔ مال کس: کسی کا مال۔ (۴) یکے ناتواں: ایک کمزور۔ دیدم: دیکھا میں نے۔ از بند: قید سے۔ ریش: زخمی۔ خلاصش: اس کی رہائی۔ ندیدم: نہ دیکھی میں نے۔ بجز: سوائے۔ بند خویش: اپنی قید۔ (۵) ندیدم: نہیں دیکھا میں نے۔ بنزدیک دانش: عقل کے نزدیک۔ پسند: پسندیدہ۔ من آسودہ: میں آرام سے۔ دیگرے: دوسرا۔ پائے بند: گرفتار۔ (۶) بمرد: مر گیا۔ آخر: آخرکار۔ ببرد: لے گیا۔ زہے: کیا ہی خوب۔ نامش: اس کا نام۔ نمرد: نہیں مرا۔ (۷) تن زندہ دل: زندہ دل والے کا جسم۔ خفتہ: سویا ہوا۔ زیر گل: مٹی کے نیچے۔ بہ: بہتر۔ از عالمے: ایسے عالم سے۔ زندۂ: جو زندہ ہے۔ مردہ دل: دل مرا ہوا ہے۔ (۸) دل زندہ: زندہ دل۔ نگردد: نہیں ہوتا۔ تن زندہ: زندہ جسم۔ گر بمیرد: اگر مر جائے۔ چہ باک: کیا حرج۔ (۹) حکایت: کہانی۔ معنی: مضمون۔ احسان: نیکی۔ خلق خدا: خدا کی مخلوق۔ (۱۰) یکے: ایک۔ بیاباں: جنگل۔ سگ تشنہ: پیاسا کتا۔ بیروں: باہر۔ زیادہ۔ رمق: زندگی کا آخری سانس۔ حیاتش: اس کی زندگی۔ نیافت: نہ پائی۔

تشریح: (۱) جیل کی کال کوٹھڑی میں مدت دراز تک بے آرامی سے وقت گزارا۔ اسی اثنا میں ایک متقی شخص وہاں سے گزرا اور کہنے لگا۔ (۲) کہ میرا دل نہیں مانتا کہ تو نے کسی کا حق مارا ہو یا مال کھایا ہو۔ بتا تو سہی کہ تو جیل میں کیوں قید ہے۔ (۳) سخی مزاج قیدی نے کہا تمہارا خیال درست ہے کہ میں نے کبھی بھی حیلوں بہانوں سے کسی شخص کا مال غصب کیا نہ ہڑپ کیا۔ (۴) ایسا شخص جو پست حوصلہ اور ضعف رکھتا تھا اس کی رہائی میری قید کا سبب بن گئی۔ (۵) مجھ سے یہ برداشت نہ ہو سکا کہ میں خود تو اطمینان اور سکون سے زندگی بسر کروں اور وہ جیل میں گلتا سڑتا ہے۔ (۶) سخی مزاج شخص بالآخر جیل کی سلاخوں کے پیچھے دم توڑ گیا اور دنیا میں نیک نام لوگوں کی طرح اپنا زندہ نام چھوڑ گیا۔ (۷) اس نوعیت کے سخی مزاج اور زندہ دل لوگ مرنے کے باوجود ان زندہ لوگوں سے اچھے ہوتے ہیں جن سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ (۸) زندہ دل آدمی اپنی نیک نامی کی وجہ سے مرنے کے بعد بھی دراصل زندہ رہتا ہے۔ اگرچہ اس کا جسم مر بھی گیا ہو۔ اس میں حرج نہیں۔ (۹) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانوروں سے کی ہوئی نیکی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ انسانوں سے کی گئی نیکی کا کیا ٹھکانہ۔ سبحان اللہ۔

(۱۰) ایک شخص کو جنگل میں پیاسا کتا اس حال میں ملا کہ پیاس کی شدت سے قریب المرگ ہو چکا تھا۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع ثانی
کلہ دلو کرد آں پسندیدہ کیش	۱	چو حبل اندراں بستہ دستار خویش
اس پسندیدہ طبیعت نے ٹوپی کا ڈول بنایا		اپنی پگڑی کو اس میں رسی کی طرح باندھا
بخدمت میاں بست و بازو گشاد	۲	سگ ناتواں را دمے آب داد
خدمت کے لیے کمر باندھی اور بازو کھولا		کمزور کتے کو تھوڑا سا پانی دیا
خبر داد پیغمبر از حال مرد	۳	کہ داور گناہان او عفو کرد
اس شخص کے حال کی پیغمبر نے خبر دی		کہ خدا نے اس کے گناہ معاف کردیئے
الا گر جفا کاری اندیشہ کن	۴	کرم پیشہ گیر و وفا پیشہ کن
خبردار اگر تو ظالم ہے تو ڈر		سخاوت کی عادت ڈال اور وفا کو پیشہ بنا
کسے با سگے نیکوئی گم نہ کرد	۵	کجا گم کند خیر با نیک مرد
کسی شخص کی کتے کے ساتھ نیکی ضائع نہیں ہوئی		تو نیک انسان کے ساتھ بھلائی کب ضائع ہوگی
کرم کن چناں کت برآید ز دست	۶	جہاں بان در خیر بر کس نہ بست
کرم کر جس پر بھی تیرے ہاتھ سے ہوسکے		خدا نے نیکی کا دروازہ کسی پر بند نہیں کیا ہے
گرت در بیاباں نباشد چہے	۷	چراغے بنہ در زیارت گہے
اگر جنگل میں تیرا کوئی کنواں نہ ہو		تو کسی زیارت گاہ میں چراغ ہی رکھدے
بقنطار زر بخش کردن ز گنج	۸	نہ چنداں کہ دینارے از دست رنج
خزانے میں سے بہت کچھ دے دینا		اتنا نہیں ہے جیسا کہ مزدور کی جانب سے ایک دینار
برد ہر کسے بار در خورد زور	۹	گرانست پائے ملخ پیش مور
طاقت کے مطابق ہر شخص بوجھ لیجاتا ہے		چیونٹی کے آگے ٹڈی کا پیر بھاری ہے
تو با خلق نیکی کن اے نیک بخت	۱۰	کہ فردا نگیرد خدا بر تو سخت
اے نیک بخت: تو مخلوق کے ساتھ نیکی کر		تاکہ کل کو خدا تجھ پر سخت گیری نہ کرے

(۱) کلہ: ٹوپی۔ دلو: ڈول۔ کرد: کیا۔ آں پسندیدہ کیش: اچھی طبیعت والا۔ چو: مثل۔ حبل: رسی۔ اندراں: اس میں۔ بستہ: باندھی۔ دستار خویش: اپنی پگڑی۔
(۲) بخدمت: خدمت کے لیے۔ میاں بست: کمر باندھی۔ بازو گشاد: بازو کھولے۔ سگ ناتواں: کمزور کتا۔ دمے: فی الفور، ایکدم۔ آب داد: پانی پلایا۔ (۳) خبرداد: خبر دی۔ پیغمبر: پیغام لانے والا مراد ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ داور: انصاف کرنے والا یعنی خدا۔ گناہان: جمع گناہ۔ عفو کرد: معاف کردیئے۔
(۴) الا: خبردار، حرف تنبیہ۔ جفاکاری: ظالم ہے تو۔ اندیشہ: فکر۔ کن: کر۔ کرم: بخشش۔ پیشہ گیر: اختیار کر۔ پیشہ کن: عادت بنا۔ (۵) کسے: جو شخص۔ با سگے: ایک کتے کے ساتھ۔ نیکوئی: نیکی۔ نہ کرد: نہ کی۔ کجا: کہاں۔ گم کند: گم کرے گا۔ خیر: نیکی یا خیرات۔
(۶) کرم کن: بخشش، سخاوت کر۔ چناں کت: جیسی کہ تجھ سے اس کی تمنا۔ دست: کے ساتھ لگتی ہے یعنی تیرے ہاتھ سے۔ برآید: آوے۔ جہاں بان: اللہ تعالیٰ۔ در خیر: نیکی کا دروازہ۔ برکس: کسی پر۔ نہ بست: بند نہیں کیا۔
(۷) گرت: اگر تجھ کو۔ بیاباں: جنگل۔ نباشد: نہ ہووے۔ چہے: کوئی کنواں۔ چراغے: کوئی چراغ۔ بنہ: رکھ دے۔ زیارت گہے: کوئی زیارت گاہ یعنی بزرگ کا مزار۔
(۸) بقنطار: ڈھیر سا۔ زر: سونا۔ بخش کردن: دے دینا۔ ز گنج: خزانے سے۔ نہ چنداں کہ: اسقدر نہیں کہ دینا ہے: ایک دینار۔ دست رنج: محنت کا ہاتھ
(۹) برد: لے جاتا ہے۔ ہر کسے: ہر شخص۔ بار: بوجھ۔ در خورد: لائق۔ گرانست: بھاری ہے۔ پائے ملخ: ٹڈی کا پاؤں۔ پیش مور: چیونٹی کے آگے۔ (۱۰) باخلق: مخلوق کے ساتھ۔ کن: کر۔ نیک بخت: خوش نصیب۔ فردا: کل آئندہ مراد قیامت۔ نگیرد: نہ پکڑے۔ برتو: تیرے اوپر۔ سخت: سختی سے۔

تشریح: (۱) اس مبارک طبیعت کے مالک شخص نے اپنی ٹوپی کو ڈول بنایا اور پگڑی کو رسی کی جگہ استعمال کیا۔ (۲) پیاسے کتے کی خدمت کرنے کی غرض سے نیک طبع شخص نے کمربستہ ہونے کی ٹھان لی اور کنوئیں سے پانی نکال کر کتے کو پلانے لگا۔ (۳) رسول علیہ السلام نے اس نیک طبع شخص کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کتے کو پانی پلانے کے عوض اس کے گناہوں کی مغفرت فرمادی۔ (۴) اس واقعہ سے ظالم لوگوں کو خیال کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عفو و درگذر کے بہانے تلاش کرتی ہے۔ اور ظالم لوگ اس کی رحمت کو نظرانداز کرتے ہیں۔ (۵) اللہ تعالیٰ کی ذات تو کتے کے ساتھ کی گئی نیکی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ وہ ذات اس سے کی گئی بھلائی کس طرح ضائع کرسکتا ہے۔ (۶) ہر انسان کو چاہیئے کہ حتی المقدور سخاوت و سعادت کے عمل سے ہر وقت سرفراز رہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چھوٹی اور بڑی بھلائی کو قدر و منزلت سے دیکھتا ہے۔
(۷) اگر کسی شخص سے جنگل میں کنواں کھدوانے ایسی بڑی نیکی نہیں ہوسکتی تو کسی رہگذر پر چراغ جلاکر رکھدے تاکہ اس سے یہ چھوٹی سی نیکی ہی سرزد ہوجائے۔
(۸) بعض مرتبہ ایثار کے جذبے کے پیش نظر کسی مالدار کا ہزاروں روپیہ خرچ کرنے سے اتنا بڑا ثواب نہیں ملتا جتنا کسی غریب کی مشقت سے کمائے ایک پیسے سے ملتا ہے۔
(۹) ہر شخص اپنی ہمت و قوت کے مطابق وزن برداشت کرتا ہے۔ صدقہ و خیرات بھی اپنی حیثیت کے مطابق ادا کرکے اسی طرح کا اجر و ثواب حاصل کیا جاتا ہے۔
(۱۰) دنیوی اعمال کے اصل فیصلے آخرت میں ہونگے۔ جو شخص دنیا میں خلق خدا سے نیکی کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے مشکلات سے نجات دیدے گا۔

marfat.com

۱	گر از پا در آید نماند اسیر	کہ افتادگاں را بود دستگیر
	اگر گر بھی پڑے تو قیدی نہ رہے گا	جو کہ عاجزوں کا دستگیر ہو
۲	بآزار فرماں مدہ بر رہی	کہ باشد کہ افتد بفرماں دہی
	نوکر کو تکلیف دہ حکم نہ دے	کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ حاکم بن جائے
۳	چو تمکین و جاہت بود بر دوام	مکن زور بر مردِ درویش عام
	جب تیری قدرت اور مرتبہ ہمیشگی کے ساتھ ہو	تب بھی عام فقیر انسان پر زور نہ کر
۴	کہ افتد کہ باجاہ و تمکیں شود	چو بیذق کہ ناگاہ فرزیں شود
	اسلئے کہ ہو سکتا ہے وہ مرتبہ اور قدرت والا ہو جائے	جیساکہ پیادہ اچانک فرزیں ہو جاتا ہے
۵	نصیحت شنو مردم نیک بیں	نپاشد درو ہیچ دل تخم کیں
	نصیحت سننے والا نیک بیں انسان	اس میں کوئی دل کینہ کا بیج نہیں بوتا
۶	خداوندِ خرمن زیاں مے کند	کہ بر خوشہ چیں سر گراں مے کند
	کھلیان کا مالک تباہی کرتا ہے	کہ بال چننے والے پر ناراض ہوتا ہے
۷	نترسد کہ نعمت بمسکیں دہد	وزاں بارِ غم بر دلِ ایں نہد
	اس سے نہیں ڈرتا کہ خدا مسکین کو دولت دیدے	اس کے غم کا بوجھ اس کے دل پر رکھدے
۸	بسا زور مند آنکہ افتاد سخت	بس افتادہ را یاوری کرد بخت
	بہت سے طاقت ور ہیں کہ وہ سخت گرے	بہت سے گرے ہوؤں کی نصیبہ نے مدد کی
۹	دلِ زیر دستاں نباید شکست	مبادا کہ روزے شود زیر دست
	کمزوروں کا دل نہ توڑنا چاہیئے	نہ ہو کہ کسی دن وہ خود کمزور ہو جائے

(۱) از پا: پاؤں سے۔ در آید: گر جاوے۔ نماند: نہیں رہے گا۔ اسیر: قیدی۔ کہ: جو کہ۔ افتادگاں: جمع گرے ہوئے یا عاجز۔ بود: ہووے۔ دستگیر: ہاتھ پکڑنے والا۔ (۲) آزار: تکلیف کا۔ فرماں: حکم۔ مدہ: مت دے۔ رہی: نوکر یا مسافر کو۔ باشد: کیونکہ ہو سکتا ہے۔ افتد: پہنچ جاوے۔ بفرماں دہی: حکمرانی کو۔ (۳) چو: جب۔ تمکین: قدرت۔ جاہت: تیرا مرتبہ۔ بود: ہووے۔ بر دوام: ہمیشگی پر۔ مکن: مت کر۔ مردِ درویش عام: عام درویش مرد پر۔ (۴) افتد: اتفاق پڑ سکتا ہے۔ باجاہ و تمکیں: مرتبے اور اقتدار والا۔ شود: ہو جاوے۔ چو: مثل۔ بیذق: شطرنج کا ایک مہرہ جسے وزیر بھی کہتے ہیں۔ (۵) نصیحت شنو: اسم فاعل سماعی، نصیحت سننے والا۔ مردم نیک بیں: نیک دیکھنے والا مرد۔ نپاشد: نہیں بکھیرتا۔ درو: اس میں۔ ہیچ دل: کوئی دل۔ تخم کیں: کینے کا بیج۔ (۶) خداوند خرمن: کھلواڑے کا مالک۔ زیاں: نقصان۔ مے کند: کرتا ہے۔ خوشہ چیں: سٹے چننے والا۔ سر گراں: بھاری سر، مراد تکبر۔ مے کند: کرتا ہے۔ (۷) نترسد: نہیں ڈرتا۔ نعمت: مال۔ بمسکیں: مسکین کو۔ دہد: دے دیوے۔ وزاں: اور اس سے۔ بار غم: غم کا بوجھ۔ بر دل ایں: اس کے دل پر۔ نہد: رکھ دیوے۔ (۸) بسا زور مند آنکہ: بہت سارے زور والے جو کہ۔ افتاد سخت: سخت گر پڑے۔ بس افتادہ: بہت سے گرے ہوئے۔ یاوری: مدد۔ کرد: کی۔ بخت: نصیب۔ (۹) زیر دستاں: عاجز، ماتحت۔ نباید شکست: نہیں توڑنا چاہیئے۔ مبادا: مت ہووے۔ روزے: کسی دن۔ شود: ہو جاوے۔

تشریح: (۱) ہر انسان خطا کار ہے۔ خطاؤں کی گرفت ممکن ہے۔ جو شخص انسانی ہمدردی کے جذبہ سے لوگوں کی خدمت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ گناہوں کی پاداش میں گرفت سے جلد نجات دے گا۔ (۲) ملازمین پر مصائب مت توڑو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کل کلاں ملازم حکمران بن جائے اور تم نوکر بن جاؤ۔ اسلئے نوکروں سے نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ (۳) اللہ تعالیٰ جسے منصب یا حکومت عنایت کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ عام درویشوں کی خدمت کرے تاکہ کل دنیا یا آخرت میں اپنے اقتدار میں تجھ سے نوازش کریں۔ (۴) چونکہ شطرنج کی چال میں پیادہ اچانک وزیر بن جاتا ہے۔ اسی طرح کل کوئی غریب درویش حکمرانی کے عہدے پر اچانک پہنچ سکتا ہے۔ (۵) جو دل نصیحت کو جلد قبول کرتا ہے۔ اس میں بغض و کینہ کو جگہ نہیں ملتی۔ کیونکہ دل آئینے کی طرح صاف ستھرا ہوتا ہے۔ (۶) جو لوگ روکھی سوکھی یا گری پڑی چیزیں کھا کر زندگی گزارتے ہیں۔ ان پر غضبناک نہیں ہونا چاہیئے۔ (۷) ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ غربت کے ماروں میں سے کسی کو دولت عطا فرمائے۔ اور اس کے غم کا بوجھ تمہارے دل پر رکھ دے۔ (۸) بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے جو کل تک ناز و نعم میں زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ گدا گر ہوگئے اور بھکاری عیش و عشرت کرنے لگے۔ (۹) اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے حکمرانی عطا کی ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے ماتحتوں کو ستایا نہ کرے۔ مبادا کہ ایک وقت ایسا بھی آجائے کہ اسے خود ماتحت ہونا پڑے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

بنالید درویشے از ضعفِ حال	۲	بر تند روئے خداوند مال
حالت کی کمزوری سے ایک درویش رو پڑا		ایک مال دار بدمزاج کے پاس
نہ دینار دادش سیہ دل نہ دانگ	۳	برو زد بسرباری از طیرہ بانگ
سیاہ دل نے اس کو نہ دینار دیا نہ پیسہ		بے عقلی سے اس پر غصے سے چیخ پڑا
دل سائل از جورِ اُو خوں گرفت	۴	سر از غم برآورد و گفت اے شگفت
بھکاری کا دل اس کے ظلم سے خون ہوگیا		غم سے سر ابھارا اور بولا، ہائے تعجب
توانگر ترش روئے بارے چراست	۵	مگر مے نترسد ز تلخی خواست
مال دار اس وقت ترش رو کیوں ہے		شاید وہ بھیک کی کڑواہٹ سے نہیں ڈرتا ہے
بفرمود کوتاہ نظر تا غلام	۶	براندش بزاری و زجرِ تمام
کوتاہ نظر نے حکم دے دیا، نوکر نے		ذلت اور پوری جھڑکی سے اس کو نکال دیا
بہ ناکردن شکرِ پروردگار	۷	شنیدم کہ برگشت ازو روزگار
خدا کا شکر نہ کرنے کی وجہ سے		میں نے سنا ہے اس سے زمانہ برگشتہ ہوگیا
بزرگیش سر در تباہی نہاد	۸	عطارد قلم در سیاہی نہاد
اس کی بزرگی نے تباہی میں سر دھرا		عطارد نے سیاہی میں قلم رکھا
شقاوت برہنہ نشاندش چو سیر	۹	نہ بارش رہا کرد و نے بارگیر
بدبختی نے اس کو لہسن کی طرح ننگا کر بٹھایا		نہ اس کا سامان چھوڑا نہ بوجھ لادنے والا
فشاندش قضا بر سر از فاقہ خاک	۱۰	مشعبد صفت کیسہ و دست پاک
تقدیر نے اس کے سر پر فاقہ کی خاک اڑائی		بازیگر کی طرح اس کی تھیلی اور ہاتھ صاف ہوگیا

(۱) حکایت: کہانی۔ (۲) بنالید: رو دیا۔ درویشے: ایک درویش۔ بضعف حال: حالت کی کمزوری یعنی غریبی۔ بر تند خوئے: ایک بدمزاج کے پاس۔ خداوندِ مال: مالدار۔ (۳) دینار: ایک عربی سکہ۔ دادش: دیا اس کو۔ سیہ دل: سیہ دل والے نے۔ دانگ: ایک سکہ جو تقریباً ٹکے کے برابر ہوتا ہے۔ برو: اس پر۔ زد: ماری۔ بسرباری: اس کے علاوہ اس کے۔ طیرہ: غصہ۔ بانگ: آواز۔ (۴) سائل: سوالی۔ جورِ او: اس کا ظلم۔ خوں گرفت: خون پکڑا۔ برآورد: نکالا۔ گفت: کہا۔ شگفت: تعجب۔ (۵) توانگر: دولت مند۔ ترش روئے: کھنچے چہرے والا۔ بارے: بھلا۔ چراست: کیوں ہے۔ مگر: شاید۔ مے نترسد: نہیں ڈرتا۔ تلخیٔ خواست: سوال کی تلخی۔ (۶) بفرمود: حکم دیا۔ کوتاہ نظر: تھوڑی نظر والے۔ تا: تاکہ۔ براندش: نکال دیا اس کو۔ بزاری: ذلت سے۔ زجرِ تمام: پوری طرح جھڑک۔ (۷) ناکردن: نہ کرنا۔ پروردگار: اللہ تعالیٰ۔ شنیدم: میں نے سنا۔ برگشت: پھر گیا۔ ازو: اس سے۔ روزگار: زمانہ۔ (۸) بزرگیش: اس کی بڑائی۔ در تباہی: تباہی میں۔ نہاد: رکھا اس نے۔ عطارد: ایک ستارہ جسے آسمان کا منشی کہتے ہیں۔ گویا وہ تقدیر کا لکھنے والا ہے۔ (۹) شقاوت: بدبختی۔ برہنہ: ننگا۔ نشاندش: بٹھایا اس کو۔ چو: مثل۔ سیر: لہسن۔ بارش: اس کا بوجھ۔ رہا کرد: چھوڑ دیا۔ نے: نہ۔ بارگیر: بوجھ اٹھانے والے۔ (۱۰) فشاندش: چھڑک دی یعنی سر کے ساتھ لگتی ہے یعنی اس کا سر۔ خاک: مٹی۔ مشعبد: شعبدہ باز۔ کیسہ: تھیلی۔ پاک: خالی۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ گداگروں سے بدتمیزی کرتے ہیں۔ ان کے دل میں یہ خوف ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ وہ شاہ کو گدا اور گدا کو بادشاہ بنا دیتا ہے۔ (۲) حالات کے ستائے ہوئے ایک درویش نے کسی بدمزاج مالدار کے سامنے حالات کی ستم ظریفی کا تذکرہ کرتے ہوئے اس سے مدد طلب کی۔ (۳) اس مالدار نے درویش کی مدد تو نہ کی۔ البتہ انتہائی بدمزاجی کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ کرکے اسے اپنے ہاں سے نکال دیا۔ (۴) مالدار کی بدسلوکی سے متاثر ہوکر درویش کا دل خون کے آنسو رو دیا اور شکستہ دل سے اوپر سر اٹھایا اور اظہارِ تعجب کرنے لگا۔ (۵) اور درویش متفکر ہوا کہ یہ (مالدار) شخص اسقدر تلخ مزاج کیوں ہے۔ شاید اسے مانگنے کی ذلت کا اندازہ نہیں۔ (۶) مغرور مالدار نے اپنے غلام کو بلایا اور دھکے دلوا کر درویش کو نکلوا دیا۔ (۷) تکبر کا سر ہمیشہ نیچا ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کو متکبر مالدار کی ناشکری اچھی نہ لگی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس (متکبر مالدار) کا سب کچھ برباد کر دیا۔ (۸) اس (مالدار) کی تمام کبریائی و سرداری خاک میں مل گئی۔ نصیب نے منہ موڑ لیا۔ آسمان سے اس کی مفلسی کے آرڈر جاری ہوگئے۔ (۹) اس (مالدار) پر بدنصیبی چھا گئی۔ مال و متاع لٹ گیا۔ تمام نوکر و غلام رفوچکر ہوگئے۔ اور وہ خود لہسن کی گٹھی کی طرح ننگا ہوگیا۔ (۱۰) اس (مالدار) کا اسقدر ایسے ہارے کہ فاقہ مستی میں وقت گزرنے لگا۔ جیب بھی خالی ہوگئی۔ ہاتھوں میں بھی کچھ باقی نہ رہا۔

marfat.com

سراپائے حالش دگرگونہ گشت	۱	بریں ماجرا مدتے برگذشت
اس کی پوری حالت دگرگوں ہوگئی		اس کے بعد جب اس کی تباہی پر ایک زمانہ گزر گیا
غلامش بدست کریمے فتاد	۲	توانگر دل و دست و روشن نہاد
اس کا غلام ایک سخی کے ہاتھ پڑا		جو دل اور ہاتھ کا مالدار اور روشن طبیعت تھا
بدیدارِ مسکین آشفتہ حال	۳	چناں شاد بودے کہ مسکیں بمال
پریشان حال مسکین کو دیکھ کر		اس طرح خوش ہوتا تھا جیسا کہ مسکین مال کو دیکھ کر
شبانگہ یکے بردرش لقمہ جست	۴	ز سختی کشیدن قدمہاش سست
رات کے وقت ایک شخص نے اسکے دروازہ پر لقمہ مانگا		سختی جھیلنے کی وجہ سے اس کے قدم سست تھے
بفرمود صاحب نظر بندہ را	۵	کہ خوشنود کن مردِ درماندہ را
رحم دل نے نوکر کو حکم دیا		کہ تھکے ہوئے کو خوش کردے
چوں نزدیک بردش ز خواں بہرۂ	۶	برآورد بے خویشتن نعرۂ
جب وہ دسترخوان سے حصہ اس کے پاس لے گیا		اس نے بے خود ہو کر نعرہ مارا
چو نزدیک آمد بر خواجہ باز	۷	عیاں کرد اشکش بدیباچہ راز
جب مالک کے پاس لوٹ کر آیا		اس کے چہرے کے آنسوؤں نے راز کھول دیا
بپرسید سالار فرخندہ خوئے	۸	کہ اشکت ز جورِ کہ آمد بروئے
مبارک طبیعت آقا نے دریافت کیا		کہ تیرے چہرے پر آنسو کس کے ظلم سے آئے ہیں
بگفت اندرونم بشورید سخت	۹	بر احوالِ ایں پیرِ شوریدہ بخت
اس نے کہا میرا دل سخت بے چین ہو گیا		اس پریشان نصیب بوڑھے کے احوال پر
کہ مملوکِ وے بودم اندر قدیم	۱۰	خداوندِ املاک و اسباب و سیم
اس لیے کہ میں پہلے اس کا غلام تھا		جو کہ جائیدادوں اور سامانوں و چاندی کا مالک تھا

(۱) سراپائے حالش: اس کے حال کا سراپا۔ دگرگونہ: تبدیل۔ گشت: ہوگیا۔ بریں ماجرا: اس قصے پر۔ برگذشت: گزر گیا۔ (۲) غلامش: اس کا غلام۔ بدست کریمے: ایک سخی مرد کے ہاتھ۔ فتاد: پڑگیا۔ توانگر دل و دست: ہاتھ اور دل کا غنی۔ روشن نہاد: روشن طبیعت۔ (۳) مسکین آشفتہ حال: پریشان حال والا مسکین۔ چناں شاد بودے کہ: خوش ہوتا وہ کہ جیسا کہ۔ بمال: مال سے۔ (۴) شبانگہ: رات کے وقت۔ بردرش: اس کے دروازے پر۔ لقمہ: روٹی کا ٹکڑا۔ جست: مانگا ڈھونڈا۔ سختی کشیدن: سختی کھینچنا۔ قدمہاش: اس کے قدم۔ سست: کمزور۔ (۵) بفرمود: اس نے حکم دیا۔ صاحب نظر: نظر والا۔ بندہ: غلام۔ خوشنود: خوش۔ کن: کر۔ مردِ درماندہ: تھکا ہوا آدمی۔ (۶) چوں: جب۔ بردش: لے گیا اس کے۔ زخواں: دسترخوان سے۔ بہرۂ: کوئی حصہ۔ برآورد: نکالا۔ بے خویشتن: بے خود ہوکر۔ نعرۂ: ایک نعرہ۔ (۷) چو: جب۔ آمد: آیا۔ بر خواجہ: آقا کے پاس۔ باز: واپس۔ عیاں کرد: ظاہر کردیا۔ اشکش: اس کے آنسوؤں نے۔ بدیباچہ: چہرے پر۔ (۸) بپرسید: پوچھا۔ سالار فرخندہ خو: مبارک طبع سردار۔ اشکت: تیرے آنسو۔ از جورِ کہ: کس کے ظلم سے۔ آمد: آیا۔ برو: چہرے پر۔ (۹) بگفت: اس نے کہا۔ اندرونم: میرا دل۔ بشورید: پریشان ہوگیا۔ احوال: جمع حال۔ ایں پیر شوریدہ بخت: اس بدبخت بوڑھے پر۔ (۱۰) مملوک: غلام۔ وے: اس کا۔ بودم: تھا میں۔ اندر قدیم: پہلے وقت میں۔ خداوند املاک: جائیدادوں کا مالک۔ اسباب: جمع سامان۔ سیم: چاندی۔

تشریح: (۱) اس کی حالت ایکدم بدل گئی۔ امیری کی جگہ غریبی نے لے لی۔ اس (مالدار) کی کسمپرسی کا یہ حال ایک طویل مدت تک رہا۔ (۲) اس (متکبر مالدار) کا غلام ایک ایسے شخص کے پاس کام کرنے لگا جو دل کا غنی اور ہاتھ کا سخی تھا۔ (۳) وہ (سخی مرد) کسی فقیر کو دیکھتا تو بہت خوش ہوتا تھا۔ اس (سخی مرد) کی خوشی ایسے ہوتی تھی جیسے کسی تنگدست کو دولت مل جائے۔ (۴) رات کو کسی نادار نے اس (سخی مرد) کے دروازے پر دستک دی۔ جو کئی دنوں کے فاقوں سے نڈھال ہوچکا تھا۔ (۵) دروازے پر فقیر کی صدا سن کر سخی مرد نے اپنے غلام سے کہا کہ مسکین کے لئے کھانا لے جاؤ۔ اور جو کچھ بھی مانگتا ہے اسے دیکر خوش کرو۔ (۶) جب وہ (غلام) کھانا لے کر دروازے پر آئے ہوئے فقیر کے قریب گیا تو اسے پہچان گیا۔ چنانچہ بے ساختہ غلام کی چیخ نکل گئی۔ (۷) اپنے پہلے آقا کی حالت زار دیکھ کر غلام کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اسی رونے کی حالت میں وہ (غلام) اپنے موجودہ آقا (سخی مرد) کے پاس آیا۔ (۸) نیک طبع سخی مرد نے غلام سے رونے کی وجہ پوچھی کہ کہیں تم پر کسی نے ظلم تو نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے تم رو رہے ہو۔
(۹) اس (غلام) نے جواباً کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے تو دستک دینے والے بوڑھے اور بدقسمت فقیر کی حالت زار نے رلایا ہے۔
(۱۰) دروازے پر دستک دینے والا مسکین آدمی میرا پہلا آقا ہے۔ جو کسی دور میں سونے چاندی اور مال و متاع کا مالک تھا۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	چو کوتاہ شد دستش از عز و ناز	کند دست خواہش بدرہا دراز
	جب عزت اور ناز سے اس کا ہاتھ کوتاہ ہوگیا	تو سوال کا ہاتھ دروازوں پر پھیلاتا ہے
۲	بخندید و گفت اے پسر جور نیست	ستم بر کس از گردش دور نیست
	وہ ہنسا اور بولا اے لڑکے ظلم نہیں ہے	زمانہ کی گردش کا کسی پر ظلم نہیں ہے
۳	نہ آں تنگ روزیست بازارگاں	کہ بردے سر از کبر بر آسماں
	کیا یہ وہی بدنصیب تاجر نہیں ہے	جو تکبر کی وجہ سے آسمان پر سر رکھتا تھا
۴	من آنم کہ آں روزم از در براند	بروز منش دور گیتی نشاند
	میں وہی ہوں کہ اس روز دروازے سے مجھے نکلوا دیا تھا	دور زمانے اس کو میرے زمانہ میں پہنچا دیا
۵	نگہ کرد باز آسماں سوئے من	فروشست گرد غم از روئے من
	آسمان نے دوبارہ میری طرف دیکھا	میرے چہرے سے غم کی گرد دھو دی
۶	خدا ار بحکمت ببندد درے	کشاید بفضل و کرم دیگرے
	خدا اگر کسی مصلحت سے کوئی دروازہ بند کرتا ہے	فضل و کرم سے دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے
۷	بسا مفلس بے نوا سیر شد	بسا کار منعم زبر زیر شد
	بہت سے بے سر و سامان مفلس ہیں جو پیٹ بھرے ہوگئے	بہت سے مال داروں کا کام درہم برہم ہوگیا

حکایت

کہانی

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۹	یکے سیرت نیک مرداں شنو	اگر نیک مردی و پاکیزہ رو
	ایک بار نیک مردوں کی سیرت سن	اگر تو نیک مرد اور نیک چلن ہے
۱۰	کہ شبلی ز حانوت گندم فروش	بدہ برد انبان گندم بدوش
	گندم فروش کی دکان سے شبلی	گیہوں کا بورا کندھے پر رکھ کر گاؤں میں لے گئے

(۱) چو: جب۔ کوتاہ: چھوٹا۔ شد: ہوگیا۔ دستش: اس کا ہاتھ۔ عز و ناز: عزت اور ناز۔ کند: کرتا ہے۔ دست خواہش: خواہش کا ہاتھ۔ بدرہا: دروازوں پر۔ دراز: لمبا۔ (۲) بخندید: ہنس پڑا وہ۔ گفت: اس نے کہا۔ پسر: لڑکا۔ جور: ظلم۔ نیست: نہیں ہے۔ ستم: ظلم۔ برکس: کسی پر۔ گردش دور: زمانے کی گردش۔ (۳) نہ آں تنگ روزیست: وہی تنگ روزی والا نہیں ہے۔ بازارگاں: سوداگر۔ بردے: لے جاتا تھا۔ از کبر: تکبر کی وجہ سے۔ (۴) من آنم: میں وہ ہوں۔ آں روزم: اس روز مجھ کو۔ از در: دروازے سے۔ براند: پھلادیا۔ بروز منش: میرے دن پر اس کو۔ دور گیتی: زمانے کی گردش۔ نشاند: بٹھا دیا۔ (۵) نگہ کرد: نظر کی۔ باز: پھر۔ سوئے من: میری طرف۔ فروشست: دھو ڈالی۔ گرد غم: غم کی گرد۔ روئے من: میرا چہرہ۔ (۶) ار: اگر۔ بحکمت: حکمت سے۔ ببندد: بند کرتا ہے۔ درے: ایک دروازہ۔ کشاید: کھول دیتا ہے۔ بفضل: مہربانی۔ کرم: بخشش۔ دیگرے: دوسرا۔ (۷) بسا: بہت سے۔ مفلس: غریب۔ بے نوا: بے سر و سامان۔ سیر شد: رج گئے۔ کار منعم: مالدار کا کاروبار۔ زبر زیر: اوپر نیچے یعنی تہس نہس۔ شد: ہوگیا۔ (۸) حکایت: کہانی۔ (۹) یکے: ایک ذرا۔ سیرت: حالات زندگی۔ شنو: سن۔ نیک مردی: نیک مرد ہے تو۔ پاکیزہ رو: پاک چلنے والا۔ (۱۰) شبلی: ایک صوفی کامل جو حضرت جنید بغدادیؒ کے مرید و مجاز تھے۔ حانوت: دکان۔ گندم فروش: گندم بیچنے والا۔ بدہ: دیہات میں۔ برد: لے گیا۔ انبان: چمڑے کا تھیلا۔ بدوش: کندھوں پر۔

تشریح: (۱) اب اس کی یہ حالت ہے کہ وقار و اعزازات چھن جانے کے بعد در بدر کی ٹھوکریں کھا کر بھیک مانگتا پھر رہا ہے۔ (۲) یہ بات سن کر غلام کا موجودہ آقا ہنس دیا۔ اور کہا کہ اس پر کسی نے ظلم نہیں کیا کیونکہ زمانے کی گردش ظلم نہیں ہوتا۔ یہ کیا دھرا اس کا اپنا ہے۔
(۳) یہ شخص مال و دولت کی فراوانی میں اپنا دماغ خراب کر بیٹھا تھا۔ یہ وقت کا فرعون تھا۔ جو شخص تکبر سے اپنا سر آسمان تک لے جائے۔ اس کا یہی حشر ہوتا ہے۔ (۴) یہ قدرت کا نظام ہے کہ میں وہی فقیر ہوں جسے ایک دن دھکے دے کر اپنے دروازے سے دھتکار دیا تھا۔ اور آج گردش حالات اسے میرے دروازے پر لائے ہیں۔ (۵) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر آفت زدہ کو مہربان کر دیا۔ مجھ پر رزق کی ایسی کشادگی کی کہ آج میں بہت بڑا مالدار ہوں۔
(۶) جب مجھ پر ایک دروازہ بند ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے بہت سے دروازے کھول دیئے۔ دانا حضرات کا قول سچا ہے کہ ایک در بند سو در کھلے۔
(۷) دنیا میں اس نوعیت کی تبدیلیاں بہت دیکھنے میں آئی ہیں کہ مفلس و قلاش دولت مند ہو جاتے ہیں۔ اور امیر لوگوں پر فاقے راج کرتے ہیں۔
(۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ وہ لوگ انسانوں کی تکلیف تو درکنار، حقیر مخلوق کی مضرت بھی برداشت نہیں کرتے۔ (۹) اگر تو پارسا ہے اور تیرا چال چلن صحیح ہے تو نیک سیرت آدمی کی حکایت سن تاکہ تجھے اس سے نصیحت حاصل ہو۔
(۱۰) حضرت جنید بغدادیؒ کے مرید و مجاز جناب شبلیؒ نے شہر سے گندم خریدی۔ جسے وہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر اپنے گاؤں لے آئے۔

marfat.com

نگہ کرد مورے دراں غلّہ دید	۱	کہ سرگشتہ از ہر طرف مے دوید
نگاہ ڈالی تو اس غلّہ میں ایک چیونٹی دیکھی		جو پریشان ہر طرف سے دوڑ رہی تھی
ز رحمت بر و شب نیارست خفت	۲	بماوائے خود بازش آورد و گفت
اس پر شفقت کی وجہ سے رات بھر نہ سوئے		اس کو اس کے ٹھکانے پر واپس لائے اور بولے
مروّت نباشد کہ ایں مور ریش	۳	پراگندہ گردانم از جائے خویش
انسانیت نہ ہوگی کہ اس پریشان چیونٹی کو		اس کی جگہ سے پریشان کروں
درونِ پراگندگاں جمع دار	۴	کہ جمعیت باشد از روزگار
پریشان لوگوں کے دل کو مطمئن کر		تاکہ زمانہ سے تجھے اطمینان ہو
چہ خوش گفت فردوسیٔ پاک زاد	۵	کہ رحمت براں تربت پاک باد
پاک نسل فردوسی نے کیا اچھا کہا ہے		خدا کرے اس قبر پر رحمت نازل ہو
میازار مورے کہ دانہ کش است	۶	کہ جاندارد و جان شیریں خوش است
اس چیونٹی کو نہ ستا جو ایک دانہ کھینچنے والی ہے		اسلیئے کہ وہ بھی جان رکھتی ہے اور پیاری جان اچھی ہے
سیاہ اندروں باشد و سنگدل	۷	کہ خواہد کہ مورے شود تنگ دل
وہ سیاہ باطن اور سنگ دل ہے		جو یہ چاہے کہ کوئی چیونٹی بھی تنگدل ہو
مزن بر سرِ ناتواں دستِ زور	۸	کہ روزے بپایش درافتی چو مور
طاقت کا ہاتھ کمزور کے سر پر نہ مار		کہ کسی دن چیونٹی کی طرح اسکے پاؤں میں آ پڑیگا
نہ بخشید برحال پروانہ شمع	۹	نگہ کن کہ چوں سوخت در پیش جمع
شمع نے پروانہ کے حال پر ترس نہ کھایا		دیکھ مجمع میں کیسی جلی
گرفتم ز تو ناتواں تر بسے ست	۱۰	توانا تر از تو ہم آخر کسے ست
میں مانتا ہوں بہت سے تجھ سے کمزور ہیں		آخر کوئی تو تجھ سے زیادہ طاقتور ہے

(۱) نگہ کرد: نظر کی۔ مورے: ایک چیونٹی۔ دراں غلّہ: اس غلّہ میں۔ دید: دیکھی۔ سرگشتہ: پریشان۔ مے دوید: دوڑتی تھی۔ (۲) از رحمت برو: اس پر رحمت کی وجہ سے۔ شب: رات۔ نیارست خفت: سو نہ سکے۔ بماوائے خود: اپنا ٹھکانہ۔ بازش آورد: اس کو واپس لائے۔ گفت: اس نے کہا۔ (۳) مروّت: احسان۔ نباشد: نہیں ہوگا۔ مور: چیونٹی۔ ریش: زخمی۔ پراگندہ: پریشان۔ گردانم: کروں میں۔ از جائے خویش: اپنی جگہ سے۔
(۴) درون پراگندگاں: پریشان لوگوں کا دل۔ جمع دار: جمع رکھ۔ جمعیت باشد: تجھ کو جمعیت یعنی اطمینان ہوگا۔ روزگار: زمانہ۔ (۵) چہ خوش: کیا خوب۔ گفت: کہا۔ فردوسی: ایران کا بزرگ شاعر ہے جو شاہنامہ کا مصنف ہے اور محمود غزنوی کے زمانہ میں ہوا ہے۔ پاک زاد: پاک مقام کا پیدا شدہ یا پاک نسل سے تعلق رکھنے والا۔ براں تربت پاک: اس پاک قبر پر۔ باد: ہووے۔
(۶) میازار: مت ستا۔ مورے کہ: جو چیونٹی کہ۔ دانہ کش: دانہ کھینچنے والی ہے۔ جاندارد: جان رکھتی ہے۔ جان شیریں: میٹھی جان۔ خوش است: خوب ہے۔
(۷) سیاہ اندروں: سیاہ باطن والا۔ باشد: ہوگا۔ سنگدل: پتھر دل۔ خواہد: چاہے۔ مورے: چیونٹی۔ بود: ہووے۔ (۸) مزن: مت مار۔ ناتواں: کمزور۔ دست زور: زور کے ہاتھ۔ روزے: ایک دن۔ بپایش: اس کے پاؤں میں۔ درافتی: اگر پڑا تو۔ چو مور: چیونٹی کی طرح۔ (۹) نہ بخشید: نہیں بخشا۔ برحال پروانہ: پروانے کی حالت پر۔ نگہ کن: نظر کر۔ چوں: کیسے۔ سوخت: جل گئی۔ پیش جمع: محفل کے سامنے۔ (۱۰) گرفتم: میں نے مانا۔ ناتواں تر: زیادہ کمزور۔ بسے ست: بہت ہیں۔ تواناتر: زیادہ طاقتور۔ ہم: بھی۔ کسے ست: کوئی شخص ہے۔

تشریح: (۱) جب انہوں (شبلیؒ) نے گندم کی بوری کھولی تو اس میں ایک چیونٹی دیکھی جو سرگرداں و پریشان حالت میں ادھر اُدھر بھاگ رہی تھی۔ (۲) آپ (شبلیؒ) کو بہت ترس آیا چیونٹی کے بارے میں سوچتے رہے کہ میں اسے گھر سے بے گھر کا سبب بنا ہوں۔ اسی سوچ میں رات بھر سو نہ سکے تھے۔ (۳) وہ (شبلیؒ) تفکرات میں مگن ہو کر سوچ رہے تھے کہ یہ بات خلافِ مروّت ہے کہ یہ چیونٹی میری وجہ سے پریشان ہو۔ (۴) اگر ممکن ہو تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو راحت و سکون کا سامان مہیا کر۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی آرام و اطمینان کی زندگی کے پرسکون لمحات نصیب فرمائے۔
(۵) اس حوالے سے بہت بڑے شاعر فردوسی نے کیا خوب کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔ (آمین)
(۶) فردوسی کا قول ہے کہ دانہ کھینچنے والی چیونٹی کو بھی تنگ نہ کرو۔ کیونکہ اس میں بھی اسی طرح جان موجود ہے۔ جیسا کہ تمہارے اندر پائی جاتی ہے۔ (۷) جو شخص چیونٹی کو تنگ کرتا ہے۔ وہ بدطینت اور پتھر دل ہوتا ہے۔ کیونکہ چیونٹی جیسا عاجز جانور اور کوئی نہیں۔ (۸) کسی ضعیف آدمی پر جور و ستم کے پہاڑ نہیں توڑنے چاہئیں۔ کیونکہ دنیا مکافاتِ عمل ہے۔ کبھی وقت کی تبدیلی چیونٹی کی طرح اس کے قدموں میں نہ گرا دے۔
(۹) شمع پروانے کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ لیکن وہ خود بھی سرِ محفل تن تنہا جل جاتی ہے۔ چنانچہ اسی شمع کے مکافاتِ عمل پر ہی غور کرنا چاہیئے۔ (۱۰) یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ تو طاقتور ہے۔ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں کمزور لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی جان لے کہ ایک ذات ایسی بھی ہے جس کی قوتوں کی کوئی انتہا نہیں۔

marfat.com

گفتار اندر جواں مردی و ثمرۂ آں

کہاوت ، سخاوت اور اس کے پھل کے بیان میں

ببخش اے پسر کادمی زادہ صید	۲	باحساں تواں کرد و وحشی بقید
اے لڑکے بخشش کر اس لیے کہ انسان کو شکار		احسان سے کیا جا سکتا ہے اور وحشی کو قید سے
عدو را بہ الطاف گردن بہ بند	۳	کہ نتواں بریدن بہ تیغ ایں کمند
مہربانیوں سے دشمن کی گردن باندھ		اس لیے کہ یہ رسی تلوار سے نہیں کاٹی جا سکتی ہے
چو دشمن کرم بیند و لطف و جود	۴	نیاید دگر خبث ازو در وجود
جب دشمن بخشش اور مہربانی اور سخاوت دیکھتا ہے		دوبارہ اس سے خباثت وجود میں نہیں آتی ہے
مکن بد کہ بد بینی از یارِ نیک	۵	نہ روید ز تخمِ بدی بارِ نیک
بُرائی نہ کر ورنہ نیک دوست سے بھی بُرائی دیکھے گا		برائی کے بیج سے اچھا پھل نہیں اُگتا ہے
چو با دوست دشوار گیری و تنگ	۶	نخواہد کہ بیند ترا نقش و رنگ
جب تو دوست کے ساتھ سخت گیری اور تنگی کرے گا		وہ نہیں چاہے گا کہ تیرا نقش اور رنگ دیکھے
وگر خواجہ با دشمناں نیک خوست	۷	بسے بر نیاید کہ گردند دوست
اگر خواجہ دشمنوں کے ساتھ نیک عادت ہے		زیادہ وقت نہ گزرے گا کہ وہ دوست بن جائیں گے

حکایت در معنیٔ صید کردن دلہا باحسان

احسان کے ذریعہ دلوں کا شکار کرنے کے بیان میں

برہ در یکے پیشم آمد جواں	۹	بہ تگ در پیش گوسفندے رواں
ایک راستہ میں ایک نوجوان میرے سامنے آیا		ایک بکری اس کے پیچھے بھاگی چلی جا رہی تھی
بدو گفتم ایں ریسمانست و بند	۱۰	کہ مے آرد اندر پیت گوسپند
میں نے اس سے کہا کہ یہ رسی اور بندش کی وجہ ہے		جو بکری کو تیرے پیچھے لا رہی ہے

(۱) گفتار: کہاوت۔ جواں مردی: سخاوت۔ ثمرۂ آں: اس کا پھل۔ (۲) ببخش: بخشش کر۔ پسر: لڑکا۔ کادمی زادہ: کہ آدمی کا بچہ یعنی انسان۔ صید: شکار۔ باحساں: احسان کے ساتھ۔ تواں کرد: کر سکتے ہیں۔ وحشی: جنگلی جانور۔ بقید: رسی سے یا جال سے۔ (۳) عدو: دشمن۔ بالطاف: مہربانیوں سے۔ بہ بند: باندھ۔ نتواں بریدن: نہیں کاٹی جا سکتی۔ بہ تیغ: تلوار سے۔ ایں: یہ۔ کمند: پھندا۔ (۴) کرم بیند: بخشش دیکھے گا۔ لطف: مہربانی۔ جود: سخاوت۔ نیاید: نہیں آوے گا۔ دگر: پھر۔ خبث: خباثت۔ ازو: اس سے۔ وجود: موجود ہونا۔ (۵) مکن: مت کر۔ بد: بدی۔ بد بینی: برائی دیکھے گا تو۔ یارِ نیک: نیک یار۔ نہ روید: نہیں اُگتا۔ تخمِ بد: بدی کا بیج۔ بارِ نیک: نیک پھل۔ (۶) چو: جب۔ دشوار: سختی۔ گیری: اختیار کرے تو۔ تنگ: تنگی۔ نخواہد: نہیں چاہے گا۔ بیند: دیکھے۔ ترا: تیرا۔ نقش و رنگ: مراد شکل و صورت۔ (۷) خواجہ: صاحب۔ دشمناں: جمع۔ نیک خو: اچھا برتاؤ کرنے والا۔ بسے: زیادہ وقت۔ بر نیاید: نہیں آئے گا۔ گردند: ہو جائیں گے۔ (۸) معنی: مضمون۔ صید کردن: شکار کرنا۔ دلہا: جمع دلوں۔ باحساں: احسان کے ساتھ۔ (۹) برہ: راستہ میں۔ در: زائد۔ پیشم: میرے سامنے۔ آمد: آیا۔ بہ تگ: دوڑ کر۔ در پیش: اس کے پیچھے۔ گوسفندے: ایک بکری۔ رواں: چل رہی تھی۔ (۱۰) بدو: اس کو۔ گفتم: میں نے کہا۔ ایں: یہ۔ ریسمانست: رسی ہے۔ بند: قید۔ پڑ۔ مے آرد: لا رہی ہے۔ اندر پیت: تیرے پیچھے۔ گوسپند: بکری۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حتی المقدور کوشش ہونی چاہیے کہ لوگوں سے عفو و درگزر اور احسان و سلوک کا برتاؤ کیا جائے۔ (۲) اگر انسان کا شکار کرنا ہے تو اس پر احسان کا جال پھینک دے۔ کیونکہ انسان احسان سے اور جانور جال سے شکار ہوتا ہے۔
(۳) احسان ایک ایسی کمند ہے جو دشمن کی گردن میں پڑ جائے تو وہ بھی جھک جاتا ہے۔ یہ ایسی کمند ہے جسے تلوار بھی نہیں کاٹ سکتی۔
(۴) اگر تو لگاتار دشمن پر احسانات کی بارش کرے گا تو وہ بالآخر تیرے بہتر سلوک سے متاثر ہو کر تیری ایذا رسانی سے باز رہے گا۔ بشرطیکہ وہ کمینہ نہ ہو۔
(۵) بُرائی کرنے سے بدکار کے سامنے برائی ہی آتی ہے۔ حتی کہ بُرے آدمی کے نیکوکار دوست بھی اس سے بُرا سلوک کرتے ہیں۔
(۶) جب تو اپنے دوستوں سے بدسلوکی و سخت گیری سے کام لے گا تو وہ تجھے دیکھنا بھی گوارا نہ کریں گے۔ (۷) اگر کوئی آدمی اپنے دشمنوں سے اچھا معاملہ کرتا ہے تو بہت جلد اس کے وہ دشمن اچھے دوست بن جائیں گے۔ (۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ احسان ایک ایسا سرمایہ ہے جس کے استعمال سے انسان بلاقیمت غلام بن جاتا ہے۔ (۹) شیخ سعدیؒ کو راستے میں ایک ایسا شخص ملا جس کے پیچھے بکری خود بخود دوڑتی ہوئی آ رہی تھی۔ جو رسی سے بندھی ہوئی تھی۔ (۱۰) شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس (بکری والے) سے کہا کہ بکری کا تیرے پیچھے چلنا اس کی گردن میں پڑی ہوئی رسی کی وجہ سے ہے۔

marfat.com

سبک طوق وزنجیر ازو باز کرد	۱	چپ و راست پوئیدن آغاز کرد
اس نے فوراً اس کا پٹا اور زنجیر کھول دی		اس نے بائیں اور دائیں طرف دوڑنا شروع کر دیا
بره ہمچناں در پیش مے دوید	۲	کہ جو خوردہ بود از کف مرد خوید
راستہ پر اسی طرح اسکے پیچھے دوڑ رہی تھی		اسلیئے کہ اس شخص کے ہاتھ سے جو اور خوید کھائے ہوئے تھی
چو باز آمد از عیش و بازی بجا	۳	مرا دید و گفت اے خداوند را
جب وہ کھیل کود سے اپنی جگہ واپس لوٹا		مجھے دیکھا اور بولا اے صاحب رائے
نہ ایں ریسماں مے برد با منش	۴	کہ احساں کمندیست در گردنش
رسی اس کو میرے ساتھ نہیں لے چلتی ہے		بلکہ احسان اس کے گلے کی رسی ہے
بلطفے کہ دیدست پیل دماں	۵	نیارد ہمے حملہ بر پیل باں
مہربانی جو مست ہاتھی نے دیکھی ہے		فیل بان پر حملہ نہیں کرتا ہے
بداں را نوازش کن اے نیک مرد	۶	کہ سگ پاس دارد چو نان تو خورد
اے نیک مرد! بدوں پر مہربانی کر		[illegible]
بر آں مرد کنداست دندان یوز	۷	کہ مالد زباں بر پنیرش دو روز
اس شخص پر چیتے کے دانت کند ہو جاتے ہیں		جس کے پنیر پر وہ دو دن زبان مل دیتا ہے

حکایت درویش با روباہ

فقیر کا لومڑی کے ساتھ قصہ

یکے روبہے دید بے دست و پا	۹	فرو ماند در صنع و لطف خدا
ایک شخص نے ایک لومڑی کو بے ہاتھ پاؤں کے دیکھا		خدا کی کاریگری اور مہربانی میں حیران رہ گیا
کہ چوں زندگانی بسر مے برد	۱۰	بدیں دست و پا از کجا مے خورد
کہ وہ زندگی کیسے بسر کرتی ہے		ایسے ہاتھ پیر ہوتے ہوئے کہاں سے کھاتی ہے

(۱) سبک: جلدی۔ طوق: پٹہ۔ ازو: اس سے۔ باز کرد: کھول لی۔ چپ: بائیں۔ راست: دائیں۔ پوئیدن: دوڑنا۔ آغاز کرد: شروع کیا۔ (۲) برہ: رستہ میں۔ ہمچناں: ویسے ہی یعنی بغیر رسی کے۔ در پیش: اس کے پیچھے۔ مے دوید: دوڑتی تھی۔ خوردہ بود: کھائے ہوئے تھی۔ کف مرد: مرد کا ہاتھ۔ خوید: جَو کا سبز چارہ۔ (۳) چو: جب۔ باز آمد: واپس آئی۔ عیش و بازی: کھیل کود۔ بجا: جگہ پر۔ مرا: مجھ کو۔ دید: دیکھا اس نے۔ گفت: کہا اس نے۔ خداوند را: رائے کے مالک۔ (۴) ایں: یہ۔ ریسماں: رسی۔ مے برد: لے جا رہی ہے۔ با منش: میرے ساتھ اس کو۔ کہ: بلکہ۔ کمندیست: ایک کمند ہے۔ در گردنش: اس کی گردن میں۔ (۵) بلطفے کہ: جو مہربانی کہ۔ دیدست: اس نے دیکھی ہے۔ پیل دماں: مست ہاتھی۔ نیارد: نہیں لا سکتا۔ ہمے: نیارد کے اوپر لگتا ہے۔ پیل باں: مہاوت ہاتھی والا۔ (۶) بداں را: بُروں کو۔ نوازش کن: مہربانی کر۔ سگ: کتا۔ پاس دارد: لحاظ رکھتا ہے۔ چو: جب۔ نان تو: تیری روٹی۔ خورد: کھا دے۔ (۷) بر آں مرد: اس مرد پر۔ کنداست: بیکار ہیں۔ دندان یوز: چیتے کے دانت۔ مالد: ملتا ہے۔ پنیرش: اس کا پنیر۔ دو روز: دو دن۔ (۸) روباہ: لومڑی۔ (۹) یکے: ایک شخص۔ روبہے: ایک لومڑی۔ بے دست و پا: بغیر ہاتھ پاؤں کے یعنی لنجی لولی۔ فرو ماند: عاجز رہ گیا۔ صنع: کاریگری یا قدرت۔ لطف خدا: خدا کی مہربانی۔ (۱۰) چوں: کیسے۔ بسر مے برد: بسر کرتی ہے۔ بدیں دست و پا: ان ہاتھ پاؤں سے۔ از کجا: کہاں سے۔ مے خورد: کھاتی ہے۔

تشریح: (۱) اس (بکری والے) نے شیخ سعدیؒ کی بات سنتے ہی بکری کے گلے سے پٹہ یا رسی نکال دی اور بکری ادھر اُدھر بھاگنے لگی۔ (۲) ادھر ادھر دوڑنے کے باوجود بکری نے اپنے مالک کا پیچھا نہ چھوڑا کیونکہ وہ اس کے ہاتھوں سے چارہ و گھاس کھاتی تھی۔ (۳) جب بکری اچھل کود کر واپس اپنے مالک کے پاس آ کر رک گئی تو اس نے شیخ سعدیؒ کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے دانشمند! (۴) طنز بھرے لہجے میں وہ کہنے لگا کہ تمہارا یہ خیال درست نہیں کہ یہ بکری اپنی گردن میں ڈالی گئی رسی کی وجہ سے میرے پیچھے پیچھے آ رہی ہے بلکہ اس کی گردن میں احسان کی کمند ہے۔ (۵) یہی وجہ ہے کہ مست ہاتھی اپنے مہاوت پر حملہ آور نہیں ہوتا کیونکہ اس نے بھی فیل بان کے ہاتھوں سے کھایا کہ اپنی گردن میں احسان کی کمند ڈالی ہوئی ہوتی ہے۔ (۶) تجھے بھی بُرے لوگوں پر احسان کی کمند ڈالنی چاہیئے کیونکہ کتا جب اپنے مالک کے ہاں سے روٹی کھاتا ہے وہ اس کا پاسبان اور وفادار بن جاتا ہے۔ (۷) چیتے جیسا جنگلی درندہ بھی اس شخص کی فرمانبرداری میں خود کو جھکا دیتا ہے۔ جو اسے چند دن پنیر کھلاتا ہے۔ (۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ انسان کو دوسروں کا محتاج ہونے کی بجائے اوروں کا محسن ہونا چاہیئے۔ (۹) کسی شخص نے ایک ایسی لومڑی دیکھی جس کے ہاتھ پاؤں نہیں تھے۔ چنانچہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی قدرت و مہربانی کی رمز نہ سمجھ سکا۔ (۱۰) یہ لومڑی ہاتھ پاؤں کے بغیر کھانے پینے کا بند و بست اس طرح کرتی ہوگی۔

marfat.com

۱	دریں بود درویش شوریدہ رنگ	کہ شیرے درآمد شغالے بچنگ
	فقیر دیوانہ وار اسی میں تھا	کہ ایک شیر ایک گیدڑ کو پنجہ میں دبائے آیا
۲	شغال نگوں بخت را شیر خورد	بماند آں چہ روباہ ازد سیر خورد
	بد بخت گیدڑ کو شیر نے کھایا	جو بچا اس کو لومڑی نے پیٹ بھر کر کھایا
۳	دگر روز باز اتفاق اوفتاد	کہ روزی رساں قوت روزش بداد
	دوسرے دن بھی ایسا ہی اتفاق ہوا	کہ روزی پہنچانے والے نے اس دن کی خوراک اس کو پہنچا دی
۴	یقیں مرد را دیدہ بینندہ کرد	شد و تکیہ بر آفرینندہ کرد
	یقین نے اس شخص کی آنکھیں کھول دیں	روانہ ہو گیا اور پیدا کرنے والے پر بھروسہ کیا
۵	کزیں پس بکنجے نشینم چو مور	کہ روزی نخوردند پیلاں بزور
	کہ اس کے بعد چیونٹی کی طرح ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤں گا	اسلئے کہ ہاتھی بھی اپنی طاقت کے بل روزی نہیں کھاتے
۶	زنخداں فرو برد چندے بجیب	کہ بخشندہ روزی فرستد زغیب
	تھوڑے دنوں تک ٹھوڑی گریبان میں ڈالے رکھی	کہ دینے والا غیب سے روزی بھیج دے گا
۷	نہ بیگانہ تیمار خوردش نہ دوست	چو چنگش رگ و استخواں ماند و پوست
	اس کا غم نہ غیر نے کیا نہ کسی دوست نے	اسکی رگیں اور ہڈیاں اور کھال ستار کی طرح ہو گئیں
۸	چو صبرش نماند از ضعیفی و ہوش	ز دیوار محرابش آمد بگوش
	جب ضعف کی وجہ سے اس کا صبر اور ہوش نہ رہا	دیوار کی محراب سے اس کے کان میں آیا
۹	برو شیر درندہ باش اے دغل	مینداز خود را چو روباہ شل
	اے کمینہ جا اور پھاڑنے والا شیر بن	اپنے آپ کو بھی لومڑی کی طرح نہ ڈال
۱۰	چناں سعی کن کز تو ماند چو شیر	چو روباہ چہ باشی بواماندہ سیر
	ایسی کوشش کر کہ شیر کی طرح تجھ سے بچ رہے	لومڑی کی طرح بچے ہوئے سے کیوں پیٹ بھرتا ہے

(۱) دریں بود: اسی خیال میں تھا۔ شوریدہ رنگ: آشفتہ رنگ والا یعنی پریشان۔ شیرے: ایک شیر۔ درآمد: آ گیا۔ شغالے: ایک گیدڑ۔ بچنگ: پنجے میں۔ (۲) شغال نگوں بخت: بدنصیب گیدڑ۔ شیر خورد: شیر نے کھایا۔ بماند: رہ گیا۔ آں چہ: جو کچھ کہ۔ روباہ: لومڑی۔ ازو سیر خورد: پیٹ بھر کر کھایا۔ (۳) دگر روز: دوسرے دن۔ باز: پھر۔ اوفتاد: اتفاق پڑ گیا۔ روزی رساں: روزی پہنچانے والا یعنی اللہ تعالیٰ۔ قوت روزش: اس کی روز کی خوراک۔ بداد: دی اس نے۔ (۴) دیدہ: آنکھ۔ بینندہ کرد: دیکھنے والی کردی۔ شد: چلا گیا۔ تکیہ: بھروسہ یا توکل۔ آفرینندہ: پیدا کرنے والا۔ کرد: کیا۔ (۵) کزیں پس: کہ اس کے بعد۔ بکنجے: ایک کونے میں۔ نشینم: بیٹھ جاؤں گا میں۔ چو مور: چیونٹی کی طرح۔ نخوردند: نہیں کھائی انہوں نے۔ پیلاں: جمع ہاتھی۔ بزور: زور کے بل پر۔ (۶) زنخداں: ٹھوڑی۔ فرو برد: نیچے لے گیا۔ چندے: کچھ دن۔ بجیب: گریبان میں۔ بخشندہ: بخشنے والا۔ روزی فرستد: روزی بھیجے گا۔ زغیب: غیب سے۔ (۷) بیگانہ: غیر۔ تیمار: غم۔ خوردش: کھایا اس کا۔ چو: مثل۔ چنگش: چنگ یعنی ستار کی طرح اس کا۔ استخواں: ہڈی۔ ماند: رہ گئی۔ پوست: کھال۔ (۸) چو: جب۔ صبرش: صبر اس کو۔ نماند: نہ رہا۔ ضعیفی: کمزوری۔ ز دیوار محرابش: محراب کی دیوار سے اس کو۔ آمد: آئی۔ بگوش: کان میں۔ (۹) برو: جا۔ شیر درندہ: پھاڑنے والا شیر۔ باش: ہو جا۔ دغل: مکار۔ مینداز: مت گرا۔ خود را: اپنے آپ کو۔ چو: مثل۔ روباہ شل: لنجی لومڑی۔

(۱۰) چناں: ایسے۔ سعی: کوشش۔ کن: کر۔ کز تو: جیسا کہ تجھ سے۔ ماند: رہ جائے۔ چو شیر: شیر کی طرح۔ چو روباہ: لومڑی کی طرح۔ چہ باشی: کیا ہے گا۔ بواماندہ: بچے ہوئے کے ساتھ۔

تشریح: (۱) ابھی وہ شخص اپنی تصورات میں کھویا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شیر گیدڑ کا شکار کر کے وہاں لومڑی کے قریب آیا۔ (۲) چنانچہ شیر نے گیدڑ کھا لیا اور اس سے جو کچھ بچ گیا وہ ہاتھ پاؤں سے معذور و محروم لومڑی نے پیٹ بھر کے کھا لیا۔ (۳) دوسرے دن بھی رزاق عالم نے لومڑی کو اسی پہلے دن کی طرح رزق بہم پہنچایا۔ (۴) مشاہدہ کرنے والے شخص کے دل میں یقین محکم نے جڑ پکڑی کہ معذور لومڑی کی طرح مجھے بھی غیب سے رزق حاصل ہو سکتا ہے۔ (۵) ضعیف چیونٹیوں کو روزی مل جاتی ہے۔ ہاتھی اپنی طاقت کے بل بوتے پر رزق حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا میں بھی بیٹھ جاؤں مجھے بھی میرا نصیب مل جائے گا۔ (۶) چنانچہ کئی دنوں تک وہ (مشاہدہ کرنے والا درویش) مراقبہ کی شکل میں غیب سے پہنچنے والے رزق کا منتظر رہا۔ (۷) اسے غیب سے رزق ملتا تو درکنار کسی اپنے پرائے دوست و ہمسائے نے اس کی خبر گیری تک نہ کی۔ (۸) جب بھوک سے نڈھال ہونے کی وجہ سے اس کی قوت برداشت جواب دے گئی تو محراب سے ایک غائبانہ آواز سنائی دی۔ (۹) غیب سے ہاتف نے کہا کہ معذور لومڑی کی طرح بچے کھچے پر گذر بسر کرنے کا کیوں سوچتا ہے۔ چیر پھاڑ کرنے والے شکاری شیر کی طرح زندگی گذار۔ (۱۰) محنت و مشقت سے اتنا رزق حاصل کر کہ تو خود بھی کھا اور اپنے اہل و عیال اور دوست احباب اور اقرباء کو بھی فائدہ پہنچا۔

marfat.com

چوں شیراں کرا گردن فربہ ست	۱	گر افتد چو روبہ سگ از وے بہ است
جس کی گردن شیروں کی طرح موٹی ہے		اگر وہ لومڑی کی طرح پڑا ہے تو کتا اس سے بہتر ہے
بچنگ آرد با دیگراں نوش کن	۲	نہ بر فضلۂ دیگراں گوش کن
پنجہ میں لا اور دوسروں کو کھلا		دوسروں کے بچے ہوئے پر کان نہ دھر
بخور تا توانی ببازوئے خویش	۳	کہ سعیت بود در ترازوئے خویش
جب تک ہو سکے اپنے بازو کے ذریعہ کھا		جب تک تیری کوشش تیری ترازو میں ہے
چو مرداں ببر رنج و راحت رساں	۴	مخنث خورد رنج دستِ کساں
مردوں کی طرح تکلیف اٹھا اور آرام پہنچا		لوگوں کی محنت کی کمائی ہیجڑا کھاتا ہے
برو دست گیر اے نصیحت پذیر	۵	نہ خود را بیفگن کہ دستم بگیر
اے نصیحت کو قبول کرنے والے جا اور دستگیری کر		نہ کر اپنے آپ کو گرا دے کہ میری دستگیری کر
خدا را بر آں بندہ بخشائش ست	۶	کہ خلق از وجودش در آسائش ست
اس بندہ پر خدا کی مہربانی ہے		جس کے وجود سے مخلوق کو راحت ہے
کرم ورزد آں سر کہ مغزے درو ست	۷	کہ دوں ہمتانند بے مغز پوست
جس سر میں بھیجا ہے وہ کرم اختیار کرتا ہے		کم ہمت لوگ بے گری کا چھلکا ہیں
کسے نیک بیند بہر دو سرا	۸	کہ نیکی رساند بخلق خدا
دونوں جہان میں وہ نیکی دیکھتا ہے		جو خلق خدا کو نیکی پہنچاتا ہے

(۱) چو شیراں: شیروں کی طرح۔ کرا: جس کی۔ فربہ ست: موٹی ہے۔ گر افتد: اگر گر پڑے۔ چو روبہ: لومڑی کی طرح۔ سگ: کتا۔ از وے: اس سے۔ بہ است: بہتر ہے۔ (۲) بچنگ آرد: پنجے میں لا۔ با دیگراں: دوسروں کے ساتھ۔ نوش کن: کھا۔ بر فضلۂ دیگراں: دوسروں کے بچے کھچے پر۔ گوش کن: کان رکھو یعنی اُمید۔ (۳) بخور: کھا۔ تا توانی: جب تک طاقت رکھتا ہے تو۔ ببازوئے خویش: اپنے بازو کے ساتھ۔ سعیت: تیری کوشش۔ بود: ہوئے۔ ترازوئے خویش: اپنا ترازو۔ (۴) چو مرداں: مردوں کی طرح۔ ببر: لے جا۔ راحت رساں: راحت پہنچا۔ مخنث: ہیجڑا۔ خورد: کھاتا ہے۔ رنج دستِ کساں: لوگوں کے ہاتھ کی محنت۔ (۵) برو: جا۔ دست گیر: دستگیری کر۔ نصیحت پذیر: نصیحت قبول کرنے والے۔ نہ خود را: نہ اپنے آپ کو۔ بیفگن: گرا۔ دستم بگیر: میرا ہاتھ پکڑ۔ (۶) خدا را: خدا کی۔ بر آں بندہ: اس بندے پر۔ بخشائش: بخشش۔ خلق: مخلوق۔ از وجودش: اس کے وجود سے۔ در آسائش: آرام میں۔ ست: ہے۔ (۷) کرم ورزد: بخشش اختیار کرتا ہے۔ مغزے درو ست: بھیجا جس کے اندر ہے۔ دوں ہمتانند: کم ہمت ہیں۔ بے مغز: بغیر گری کے۔ پوست: چھلکا۔ (۸) کسے: ادنیٰ شخص۔ بیند: دیکھتا ہے۔ بہر دو سرا: دونوں جہاں میں۔ رساند: پہنچا دے۔ بخلق خدا: خدا کی مخلوق کو۔ (۹) عابد بخیل: کنجوس عبادت گزار۔ (۱۰) شنیدم: میں نے سنا۔ مردے ست: ایک مرد ہے۔ پاکیزہ بوم: پاک طبیعت والا۔ شناسا: جانکار۔ راہ رو: راستہ چلنے والا۔ اقصائے روم: روم کے دُور دراز کے علاقے۔

حکایت[۹] عابد بخیل

بخیل عابد کا قصہ

شنیدم کہ مردے ست پاکیزہ بوم	۱۰	شناسا و راہ رو در اقصائے روم
میں نے سنا کہ ایک شخص پاک طبیعت		حق شناس اور سالک روم کے اطراف میں ہے

تشریح: (۱) جو شخص شیروں کی طرح طاقت و صحت رکھتا ہے۔ وہ اگر اپنے ہاتھ کی کمائی نہ کھائے تو اس سے کتا اچھا ہے۔ (۲) لہٰذا اٹھ اور اپنی مزدوری کر کے خود بھی کھا اور دوسروں کو بھی کھلا پلا۔ معذور لومڑی کی طرح غیروں پر توقع رکھنا مردانگی کی شان نہیں ہے۔ (۳) انسان حتی الوسع کوشش کرے کہ وہ خود اپنے ہاتھ کا کمایا ہوا رزق کھائے۔ تاکہ انسان کا رزق خود اسی کے ترازو میں رہے۔ (۴) جس شخص کے اندر صحیح معنوں میں مردانگی ہوتی ہے۔ وہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے ہیں۔ دوسروں کی محنت و کمائی سے پلنا زنخوں (ہیجڑوں) کا کام ہے۔ (۵) اگر تو اپنے دل میں نصیحت قبول کرنے کا مادہ رکھتا ہے تو پھر تجھے غیروں کے کام آنا چاہیئے۔ خود کو گرا کر دوسروں کے بھروسے پر نہ بیٹھ۔ (۶) جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ اپنی عنایات و نوازشات سے نوازتا ہے۔ (۷) جو شخص عقل و دانش کا مالک ہے۔ وہ داد و دہش اختیار کرتا ہے یعنی سخاوت کرتا ہے۔ کم ہمت (کنجوس) لوگ چھلکے کی مثل (بیکار) ہیں۔ (۸) وہ شخص دونوں جہان میں خیر و بھلائی پاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو خیر و برکت پہنچانے پر کاربند رہتا ہے۔ (۹) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک عبادت گزار بخیل کی سرگزشت کیا ہے۔ (۱۰) روم کے علاقے میں ایک شخص ایسا رہتا تھا جو نیکی و سلوک اور معرفت الٰہیہ میں مہارت رکھتا تھا۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	من و چند سالوک صحرا نورد میں اور چند سیاح بیابان طے کرنے والے	برفتیم قاصد بدیدار مرد اس انسان کی زیارت کا قصد کر کے چل پڑے
۲	سر و چشم ہر یک بوسید و دست اس نے ہر ایک کے سر اور آنکھ اور ہاتھ کو بوسہ دیا	بتمکین و عزت نشاند و نشست وقار اور عزت سے بٹھایا اور بیٹھ گیا
۳	زرش دیدم و زرع و شاگرد و رخت میں نے اس کا سونا اور کھیتی اور نوکر اور سامان دیکھا	ولے بے مروت چو بے بر درخت لیکن ایسا بے مروت جیسے بے پھل کا درخت
۴	بلطف سخن گرم رو مرد بود پُر لطف باتوں میں بہت تیز انسان تھا	ولے دیگدانش قوی سرد بود لیکن اس کا چولہا بہت ٹھنڈا تھا
۵	ہمہ شب نبودش قرار و ہجوع اس کو تمام رات سکون اور نیند نہ آئی	ز تسبیح و تہلیل و ما را ز جوع تسبیح اور تہلیل کی وجہ سے اور ہمیں بھوک کی وجہ سے
۶	سحرگہ میان بست و در باز کرد صبح کو اس نے کمر کسی اور دروازہ کھولا	ہمان لطف دوشینہ آغاز کرد گذشتہ رات کی سی مہربانی شروع کی
۷	یکے بذلہ شیریں و خوش طبع بود ایک شیریں لطیفہ گو خوش طبع تھا	کہ با ما مسافر دراں ربع بود جو اس سرزمین میں ہمارے ساتھ مسافر تھا
۸	مرا بوسہ گفتا بتصحیف دہ اس نے کہا ہمیں بوسہ تصحیف کے ساتھ دیجیے	کہ درویش را توشہ از بوسہ بہ اس لیے کہ فقیر کے لیے بوسے سے توشہ بہتر ہے
۹	بخدمت منہ دست بر کفش من خدمت گاری میں میرے جوتے نہ اٹھا	مرا ناں دہ و کفش بر سر زن مجھے روٹی دے اور سر پر جوتے مار لے
۱۰	بایثار مرداں سبق بردہ اند ایثار کی وجہ سے لوگ بازی لے گئے ہیں	نہ شب زندہ داران دل مردہ اند شب زندہ دار لوگ مرے ہوئے دل کے نہیں ہوتے ہیں

(۱) من: میں۔ چند سالوک: کئی سیاح یا مسافر۔ صحرا نورد: جنگل طے کرنے والے۔ برفتیم: گئے ہم۔ قاصد: ارادہ کرنے والا۔ بدیدار مرد: مرد کے دیدار کے لیے۔
(۲) سر و چشم ہر یک: ہر ایک کا سر اور آنکھیں۔ بوسید: چومی اس نے۔ دست: ہاتھ۔ بتمکین: تعظیم سے۔ نشاند: بٹھایا اس نے۔ نشست: بیٹھا وہ۔
(۳) زرش دیدم: اس کے پاس سونا دیکھا میں نے۔ زرع: کھیتی۔ رخت: سامان۔ ولے: لیکن۔ بے مروت: بے فیض۔ بے بر: بغیر پھل کے۔ (۴) بلطف سخن: باتوں کی لطافت میں۔ گرم رو: تیز چلنے والا۔ بود: تھا۔ ولے: لیکن۔ دیگدانش: اس کا چولہا۔ قوی سرد: بہت سرد۔
(۵) ہمہ شب: ساری رات۔ نبودش: نہیں تھا اس کو۔ ہجوع: نیند۔ تسبیح: سبحان اللہ کہنا۔ تہلیل: لا الٰہ الا اللہ پڑھنا۔ مارا: ہمکو۔ زجوع: بھوک سے۔
(۶) سحرگہ: صبح کے وقت۔ میان بست: کمر باندھی۔ در باز کرد: دروازہ کھول دیا۔ ہمان: وہی۔ لطف دوشینہ: رات والی مہربانی۔ آغاز کرد: شروع کیا۔ (۷) یکے: ایک۔ بذلہ: لطیفہ گو۔ شیریں: میٹھا۔ خوش طبع: ہنس مکھ طبیعت والا۔ بود: تھا۔ باما: ہمارے ساتھ۔ دراں ربع: اس زمین میں یا اس علاقے میں۔
(۸) مرا: مجھ کو۔ گفت: اس نے کہا۔ بتصحیف: تبدیل کر کے نقطے بدل کر۔ دہ: دے۔ توشہ: کھانا۔
(۹) بخدمت: خدمت کے لیے۔ منہ: مت رکھ۔ دست: ہاتھ۔ برکفش من: میرے جوتوں پر۔ مرا: مجھ کو۔ نان: روٹی۔ دہ: دے۔ کفش: جوتا۔ بر سر: سر پر۔ زن: مار۔
(۱۰) بایثار: قربانی کے ساتھ۔ سبق: سبقت۔ بردہ اند: لے گئے ہیں۔ شب زندہ داران: راتوں کو زندہ رکھنے والے یعنی رات بھر عبادت کرنے والے۔ دل مردہ: مرے ہوئے دل والے۔ اند: ہیں۔

تشریح: (۱) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) اور چند احباب کو شوق پیدا ہوا کہ اس کی زیارت کریں۔ (۲) اس (عارف باللہ) نے ہمیں اعزاز و اکرام سے بٹھایا اور عزت اور توقیر سے پیش آیا۔ (۳) دینی و دنیوی اعتبار سے اس کا کاروبار خاصا وسیع تھا لیکن بخل کی وجہ سے اس میں بے مروتی پائی جاتی تھی۔ (۴) اس کی باتیں بڑی دلکش اور خوبصورت تھیں لیکن اس کے اندر مہمان نوازی کا جذبہ نہیں تھا۔ (۵) وہ (عارف باللہ) ساری رات عبادت میں مصروف رہنے کی وجہ سے نہ سویا اور ہم لوگ بھوک کی وجہ سے نیند نہ کر سکے۔ (۶) وہ علی الصبح دروازہ کھول کر باتوں باتوں میں عظمت و احترام کے ڈونگرے برسانے لگا لیکن کھانے کے بارے میں پوچھا تک نہیں۔ (۷) شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھی تھا جو لطیفہ گوئی و خوش طبعی میں اپنی مثال آپ تھا۔ (۸) وہ (لطیفہ گو) نہ رہ سکا اور کہنے لگا کہ برائے مہربانی آپ بوسہ تبدیل کر کے اسے توشہ بنا دیں۔ کیونکہ درویش کی شان بوسہ دینا نہیں توشہ ہے۔ (۹) بار ہا مرتبہ ہمارے جوتے سنوارنے اور جھاڑنے کی بجائے کھانے وغیرہ سے ہماری تواضع کرو۔ بعد میں خواہ جوتے ہمارے سر پر مارتے رہنا۔ (۱۰) جو لوگ معرفت الٰہیہ کو اپنا شعار و منزل مقصود قرار دیتے ہیں۔ وہ ایثار و قربانی کے خوگر ہوتے ہیں۔ صرف شب بیداری کرنے والے مُردہ دل ہوتے ہیں۔

marfat.com

ہمے دیدم از پاسبان تتار	۱	دل مُردہ و چشم شب زندہ دار
تتار کے پاسبان کو بھی میں نے ایسا ہی دیکھا		دل مردہ اور آنکھ رات کو زندہ رکھنے والا
کرامت جوانمردی و نان دہی ست	۲	مقالات بیہودہ طبل تہیست
شرافت، سخاوت اور روٹی دینا ہے		بیہودہ باتیں خالی ڈھول ہے
قیامت کسے باشد اندر بہشت	۳	کہ معنی طلب کرد و دعویٰ بہشت
قیامت میں بہشت میں وہ ہوگا		جس نے حقیقت طلب کی اور دعویٰ چھوڑ دیا
بمعنی تواں کرد دعویٰ درست	۴	دم بے قدم تکیہ گاہے ست سست
حقیقت سے دعوے کو ٹھیک کیا جا سکتا ہے		بے اصل باتیں کمزور ٹیکن ہے

حکایت حاتم طائی وصفت جواں مردی وے

حاتم طائی اور اس کی سخاوت کی خوبی کا قصہ

شنیدم در ایام حاتم کہ بود	۶	بخیل اندرش بادپائے چو دود
میں نے سنا کہ حاتم کے زمانہ میں تھا		اسکے گھوڑوں میں دھوئیں کی طرح ایک تیز رو گھوڑا
صبا سرعتے رعد بانگ ادھمے	۷	کہ بر برق بیشی گرفتے ہمے
صبا کی سی تیزی والا، گرج کی آواز والا مشکی		جو کہ بجلی سے بھی آگے بڑھ جاتا تھا
بتگ ژالہ مے ریخت بر کوہ و دشت	۸	تو گفتی مگر ابر نیساں گزشت
دوڑ میں پہاڑ اور جنگل میں اولے برساتا تھا		تو یہ کہے گا کہ شاید بہار کے موسم کا ابر گزرا ہے
یکے سیل رفتار ہاموں نورد	۹	کہ باد از پیش باز ماندے چو گرد
ایک سیلاب کی سی چال جنگل طے کرنیوالا		کہ ہوا بھی گرد کی طرح اس سے پیچھے رہ جاتی تھی
بگفتند مردان صاحب علوم	۱۰	سخنہائے حاتم بسلطان روم
جاننے والے لوگوں نے کہیں		حاتم کی باتیں سلطان روم سے

(۱) ہمے دیدم: دیکھتا ہوں میں۔ پاسبان: محافظ۔ تتار: سابق خراسان موجودہ روس کا ایک علاقہ جہاں کے رہنے والوں کو تتاری کہتے ہیں چنگیز خان اسی قوم سے تھا۔ دل مُردہ: دل مرا ہوا۔ چشم: آنکھ۔ شب زندہ دار: رات کو زندہ رکھنے والی۔ (۲) کرامت: بزرگی۔ جوانمردی: سخاوت۔ نان: روٹی۔ دہی ست: دینا ہے۔ مقالات بیہودہ: فضول باتیں۔ طبل تہیست: خالی ڈھول ہے۔ (۳) کسے باشد: وہی شخص ہوگا۔ معنی: حقیقت یا مضمون۔ طلب کرد: طلب کیا۔ دعویٰ بہشت: دعویٰ چھوڑ دیا۔ (۴) بمعنی: حقیقت کے ساتھ۔ تواں کرد: کر سکتے ہیں۔ دم بے قدم: دعویٰ بغیر عمل کے یا بغیر دلیل کے۔ تکیہ گاہے ست: تکیہ کی جگہ ہے۔ سست: کمزور۔ (۵) حاتم طائی: قبیلہ بنی طے کی طرف منسوب ایک شخص جو اپنے وقت کا بہت بڑا سخی تھا۔ صفت: حال۔ جوانمردی: سخاوت۔ وے: وہ۔ (۶) شنیدم: میں نے سنا۔ ایام حاتم: حاتم کا زمانہ۔ بود: تھا۔ بخیل اندرش: اس کے گھوڑوں میں۔ بادپائے: ہوا کے پاؤں والا۔ یعنی تیز رفتار۔ چو دود: دھوئیں کی طرح۔ (۷) صبا سرعتے: باد صبا کی تیزی والا۔ رعد بانگ: بجلی کی گرج والا۔ ادھمے: سیاہ رنگ کا۔ برق: بجلی۔ بیشی: زیادتی اور سبقت۔ گرفتے: لے جاتا وہ۔ ہمے گرفتے کے اوپر لگتا ہے۔ (۸) بتگ: دوڑ میں۔ ژالہ: اولے۔ مے ریخت: گرتا تھا۔ کوہ و دشت: پہاڑ اور جنگل۔ گفتی: کہا تو نے۔ مگر: شاید۔ ابر نیساں: بہار کا بادل۔ گزشت: گزرا ہے۔ (۹) یکے: ایک۔ سیل رفتار: سیلاب کی رفتار والا۔ ہاموں نورد: جنگلوں کو طے کرنیوالا۔ باد: ہوا۔ از پیش: اس کے پیچھے۔ باز ماندے: پیچھے رہ جاتا۔ چو گرد: گرد کی طرح۔ (۱۰) بگفتند: انہوں نے کہا۔ صاحب علوم: علم والے۔ سخنہائے حاتم: حاتم کی باتیں۔ بسلطان روم: روم کے بادشاہ کو۔

تشریح: (۱) میں نے تاتاری پہریداروں کو شب بیدار ہونے کے باوجود مُردہ دل پایا ہے۔ کیونکہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل تھے۔ (۲) حقیقی بزرگی سخاوت میں پوشیدہ ہے۔ زبانی جمع خرچ بیہودگی و جھوٹے ڈھول کے پول کے سوا کچھ نہیں۔ (۳) قیامت کے دن جنت کے حقدار وہی لوگ ہوں گے جو وعدہ و عمل میں حقیقت کو ترجیح دیتے ہیں اور طلب معنی و ترک دعویٰ کے حامل ہوتے ہیں۔ (۴) حقیقت کی موجودگی میں دعویٰ کرنا بھلا لگتا ہے عمل بنا محض دعویٰ کرنا فضولیات میں شمار ہوتا ہے۔ (۵) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مہمان نوازی کی خاطر انتہائی محبوب شے اور نہایت قیمتی چیز کی قربانی سے گریز نہیں ہونا چاہیے۔ (۶) شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ حاتم طائی کے پاس ایک برق رفتار گھوڑا تھا۔ (۷) وہ گھوڑا اپنی رفتار میں باد صبا سے تیز اور بجلی کی گرجدار آواز کا حامل مشکی (سیاہ) رنگ رکھتا تھا۔ (۸) اس گھوڑے کی دوڑ سے ایسے لگتا تھا جیسے جنگلوں اور پہاڑوں میں پتھر اور سنگریزے اولے برس رہے ہوں۔ (۹) وہ (گھوڑا) اپنی تیز رفتاری سے جنگلات کو اس طرح طے کرتا تھا گویا کہ ہوا بھی اس کے پیچھے گرد بن کر عاجزی اختیار کر لیتی تھی۔ (۱۰) شہنشاہ روم کے سامنے اس کے اہل علم قاصدوں نے حاتم طائی کے حالات بیان کیے۔

marfat.com

۱	کہ ہمتائے او در کرم مرد نیست	چو اسپش بجولان و ناورد نیست
	کہ سخاوت میں اس جیسا کوئی نہیں ہے	اسکے گھوڑے جیسا بھاگنے میں اور جنگ میں کوئی نہیں ہے
۲	بیاباں نوردے چو کشتی برآب	کہ بالائے سیرش نپرد غراب
	اسطرح سے جنگل کو طے کرنیوالا جیسا کہ پانی پر کشتی	کہ اس کی رفتار سے زیادہ کوا بھی نہیں اڑسکتا
۳	بدستورِ دانا چنیں گفت شاہ	کہ دعویٰ خجالت بود بے گواہ
	عقلمند وزیر سے بادشاہ نے یہ کہا	کہ ڈینگیں مارنا بے خطا کی شرمندگی ہے
۴	من از حاتم آں اسپ تازی نژاد	بخواہم گر او مکرمت کرد و داد
	میں حاتم سے تازی نسل کا گھوڑا	مانگوں گا۔ اگر اس نے مہربانی کی اور دے دیا
۵	بدانم کہ در وے شکوہ مہیست	و گر رد کند بانگ طبل تہیست
	تو میں جانوں گا کہ اس میں بڑائی کی شان ہے	اور اگر اس نے انکار کیا تو خالی ڈھول کی آواز ہے
۶	رسولے خردمند عالم بہ طے	رواں کرد و دہ مرد ہمراہ وے
	طے کو جانے والا عقلمند قاصد	رواں کر دیا اور دس آدمی اس کے ہمراہ
۷	زمیں مُردہ و ابر گریاں براو	صبا کردہ بار دگر جاں درو
	زمین مُردہ اور ابر اس پر رونے والا	پُروائی نے دوبارہ اس میں جان ڈالی
۸	بمنزل گہ حاتم آمد فرود	برآسود چوں تشنہ بر زندہ رود
	حاتم کی قیام گاہ پر اترتا ہوا	آرام پایا جیسا کہ کوئی پیاسا زندہ رود نہر پر
۹	سماطے بیفگند و اسپے بکشت	بدامن شکر دادشاں زر بمشت
	اس نے دسترخوان بچھایا گھوڑا ذبح کیا	ان کے دامن میں شکر دی اور مٹھی میں سونا
۱۰	شب آں جا بودند و روزِ دگر	بگفت آنچہ دانست صاحب خبر
	رات وہ اس جگہ ٹھہرے دوسرے دن	قاصد کو جو معلوم تھا اس نے کہا

(۱) ہمتائے: شریک یا مثل۔ کرم: سخاوت۔ نیست: نہیں ہے۔ چو: مثل۔ اسپش: اس کا گھوڑا۔ بجولاں: جنگ میں چکر لگانا گھومنا۔ ناورد: لڑائی۔ نیست: نہیں ہے۔ (۲) بیاباں نوردے: جنگل کو طے کرنے والا۔ چو: مثل۔ برآب: پانی پر۔ بالائے سیرش: اس کی رفتار سے اوپر۔ نپرد: نہیں اڑسکتا۔ غراب: کوا۔ (۳) بدستورِ دانا: عقلمند وزیر۔ چنیں: ایسے۔ گفت: کہا۔ شاہ: بادشاہ۔ خجالت: شرمندگی۔ بود: ہو دے۔ بے گواہ: بغیر گواہوں کے یا بلا دلیل۔ (۴) من: میں۔ آں اسپ: وہ گھوڑا۔ تازی نژاد: عربی نسل۔ بخواہم: مانگوں گا۔ گر او: اگر اس نے۔ مکرمت کرد: مہربانی کی۔ داد: دے دیا۔ (۵) بدانم: جان لوں گا۔ در وے: اس میں۔ شکوہ مہیست: بزرگی اور بڑائی کی شان ہے یا دبدبہ ہے۔ رد کند: انکار کردے۔ بانگ طبل تہیست: خالی ڈھول کی آواز ہے۔ (۶) رسول خردمند: عقلمند قاصد۔ بہ طے: قبیلہ بنی طے کی طرف۔ رواں کرد: روانہ کر دیا۔ دہ مرد: دس آدمی۔ ہمراہ وے: اس کے ہمراہ۔ (۷) زمیں مردہ: مری ہوئی زمین یعنی خشک۔ ابر: بادل۔ گریاں: رونے والا یعنی برسنے والا۔ براو: اس پر۔ صبا کردہ: صبا نے کی ہوئی۔ بار دگر: دوبارہ۔ جاں درو: جان اس میں۔ (۸) بمنزل گہ حاتم: حاتم کا پڑاؤ۔ آمد فرود: اتر آیا۔ برآسود: آرام پایا۔ چو تشنہ: پیاسے کی طرح۔ بر زندہ رود: زندہ رود ندی پر یہ ایران کی ایک نہر کا نام ہے۔ (۹) سماطے: دسترخوان۔ بیفگند: بچھایا انہوں نے۔ اسپے: گھوڑا۔ بکشت: کاٹ ڈالا۔ بدامن: دامن میں۔ شکر داد: شکر ڈال۔ شاں: ان کے۔ زر بمشت: سونا ہاتھ میں۔ (۱۰) شب: رات۔ آں جا: اس جگہ۔ بودند: رہے وہ۔ روزِ دگر: دوسرے دن۔ بگفت: اس نے کہا۔ آنچہ: جو کچھ۔ دانست: جانا اس نے۔ صاحب خبر: خبر رکھنے والے نے۔

تشریح: (۱) قاصد نے حاتم طائی کے حالات بیان کرتے وقت روم کے بادشاہ کو یہ تاثر دیا کہ حاتم طائی جیسا کوئی شخص سخی نہیں اور نہ ہی اس کے گھوڑے جیسا کوئی گھوڑا ہے۔ (۲) اس (حاتم طائی) کا گھوڑا جنگل میں ایسے چلتا اور دوڑتا ہے جیسے پانی پر کشتی تیرتی ہوئی چلتی ہے۔ اور کوے کا اڑنا بھی اس کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ (۳) بادشاہ نے اپنے دانشمند وزیر سے کہا کہ جو لوگ حاتم طائی کی سخاوت اور گھوڑے کی صفات بیان کر رہے ہیں وہ اس کے لئے واقعۃً کوئی دلیل پیش کریں۔ (۴) میں حاتم طائی سے وہی تیز رفتار گھوڑا مانگتا ہوں۔ اگر اس نے بلا تکلف وہ گھوڑا دے دیا تو میں سمجھوں گا کہ لوگوں کا دعویٰ درست ہے۔ (۵) انکار کی صورت میں معلوم ہو جائے گا کہ بغیر دلیل کے دعویٰ شرمندگی کا باعث ہوتا ہے۔ (۶) چنانچہ بطور امتحان روم کے بادشاہ نے ایک صاحب علم وزیر کی زیر قیادت دس رکنی وفد بھیج دیا۔ (۷) جب شاہ روم کا ارسال کردہ قافلہ حاتم طائی کے پاس پہنچا تو اس وقت بارش برس رہی تھی۔ (۸) وہ قافلہ حاتم طائی کی قیام گاہ پر پہنچا تو انہیں ایسا آرام مہیا کیا گیا کہ گویا وہ کسی نہر کے کنارے آرام کر رہے ہوں۔ (۹) حاتم طائی نے قافلے کے اعزاز میں فوری طور پر گھوڑا ذبح کیا اور دسترخوان بچھا دیا۔ اور شکر و جیب خرچ سے اس کی تواضع کی۔ (۱۰) شاہ روم کے بھیجے ہوئے قافلے نے رات بھر وہاں قیام کیا اور دوسرے دن معروف تیز رفتار گھوڑے کے بارے میں شاہ روم کا پیغام دیا۔

marfat.com

ہمے گفت و حاتم پریشاں چو مست	۱	ز حسرت بدنداں ہمے کند دست
وہ کہہ رہا تھا اور حاتم دیوانہ کی طرح پریشان تھا		حسرت کی وجہ سے دانتوں سے ہاتھ کاٹتا تھا
کہ اے بہرہ ور موبد نیک نام	۲	چرا پیش زیں نگفتی پیام
کہ اے نصیبہ ور نیک نام دانا		تو نے اس سے پہلے مجھ سے پیغام کیوں نہ کہا
من آں باد رفتار دلدل شتاب	۳	ز بہر شما دوش کردم کباب
میں نے اسی ہوا کی سی رفتار والے دلدل کی طرح دوڑنے والے کو		گذشتہ رات تمہارے لیے کباب بنا دیئے
کہ دانستم از دست باران و سیل	۴	نشاید شدن در چراگاہِ خیل
اسلیے کہ میں جانتا تھا کہ بارش اور بہاؤ کی وجہ سے		گھوڑوں کی چراگاہ میں نہ جایا جا سکے گا
بنوع دگر روئی و راہم بنود	۵	جز ایں بر در بارگاہم بنود
اور کسی قسم کی طرف میری توجہ اور راستہ نہ تھا		اس کے علاوہ میرے خیمہ کے دروازہ پر نہ تھا
مروت ندیدم در آئین خویش	۶	کہ مہماں بخسپد دل از فاقہ ریش
اپنے رسم و رواج کے مطابق میں نے انسانیت نہ سمجھی		کہ مہمان فاقہ سے دل زخمی ہو کر سوئیں
مرا نام باید در اقلیم فاش	۷	دگر مرکب نامور گو مباش
مجھے ملک میں آشکارا نام چاہیئے		گو پھر مشہور سوار نہ ہو
کساں را درم داد و تشریف و اسپ	۸	طبیعی ست اخلاق نیکو نہ کسب
ان لوگوں کو درہم اور خلعت اور گھوڑے دیئے		نیک اخلاق طبعی ہوتے ہیں نہ کہ کسبی
خبر شد بروم از جواں مرد طے	۹	ہزار آفریں کرد بر طبع وے
طے کے سخی کی خبر روم میں پہنچی		اس نے اس کی طبیعت پر ہزار آفرین کہی
ز حاتم بدیں نکتہ راضی مشو	۱۰	ازیں نغز تر ماجرائے شنو
حاتم کے اس مختصر سے قصہ پر خوش نہ ہو		اس سے بھی عجیب قصہ سن

(۱) ہمے گفت: وہ کہتا جا رہا تھا۔ چو مست: دیوانے کی طرح۔ ز حسرت: حسرت سے۔ بدنداں: دانتوں سے۔ ہمے کند: کاٹتا تھا وہ۔ دست: ہاتھ۔ (۲) بہرہ ور: نصیب والا۔ موبد نیک نام: نیک نام حکیم۔ چرا: کیوں۔ پیش زیں: اس سے پہلے مجھ کو۔ نگفتی: نہیں کہا تو نے۔ (۳) من: میں۔ آں باد رفتار: وہ ہوا کی رفتار والا۔ دلدل شتاب: دلدل کی طرح دوڑنے والا۔ ز بہر شما: تمہارے واسطے۔ دوش: کل رات۔ کردم: کیا میں نے۔ (۴) دانستم: جانا میں نے۔ از دست باراں و سیل: سیلاب اور بارش کی وجہ سے۔ نشاید شدن: جایا نہیں جا سکتا۔ در چراگاہ خیل: گھوڑوں کی چراگاہ میں۔ (۵) بنوع دگر: دوسری قسم کو۔ روئی و راہم: مجھ کو راستہ اور طرف۔ بنود: نہ تھی۔ جز ایں: اس کے سوا۔ در بارگاہم: میری بارگاہ کے دروازہ پر۔ (۶) مروت ندیدم: مروت نہ دیکھی میں نے۔ آئین خویش: اپنا اصول۔ بخسپد: سو وے۔ دل از فاقہ ریش: دل بھوک سے زخمی۔ (۷) مرا: مجھ کو۔ نام باید: نام چاہیئے۔ در اقلیم: ملک میں۔ فاش: مشہور۔ وگر: پھر۔ مرکب نامور: مشہور گھوڑا۔ گو: کہہ تو۔ مباش: نہ رہے۔ (۸) کساں را: لوگوں کو۔ درم داد: درہم دیئے۔ تشریف: عزت یا خلعت۔ اسپ: گھوڑا۔ طبیعی ست: طبعی ہے۔ اخلاق نیکو: خوش اخلاق۔ نہ کسب: نہ کہ کسبی۔ (۹) خبر شد: خبر ہوئی۔ بروم: روم میں۔ از جواں مرد طے: طے کے سخی کی۔ آفریں: شاباشی۔ کرد: کی اس نے۔ بر طبع وے: اس کی طبیعت پر۔ (۱۰) بدیں نکتہ: اس نکتے کے ساتھ۔ راضی مشو: راضی مت ہو یعنی کفایت نہ کر۔ ازیں: اس سے۔ نغز تر: زیادہ عجیب۔ ماجرا: حکایت۔ شنو: سن۔

تشریح: (۱) جب حاتم طائی متعلقہ گھوڑے کے حوالے سے شاہ روم کا پیغام وصول کر رہا تھا اس وقت حاتم طائی کی حالت انتہائی پریشان کن تھی۔ (۲) حاتم طائی نے شاہ روم کا پیغام سنتے ہی کہا کہ اے نیک بخت تو تو! یہ پیغام مجھے رات کو آتے ہی کیوں نہ دیا۔ (۳) وہ صاحب اوصاف گھوڑا میں نے تمہاری مہمان نوازی کی غرض سے کل رات ذبح کر کے کباب کی صورت میں تمہارے سامنے پیش کر دیا تھا۔ (۴) مجھے معلوم تھا کہ موسم کی خرابی و بارش اور سیلاب کی وجہ سے اصطبل تک جانا دشوار تھا۔ (۵) مہمان کی خدمت کے لیے میرے پاس کوئی دوسرا چارہ کار نہ تھا۔ اس لیے میرے ڈیرے پر یہی صاحب اوصاف گھوڑا تھا جسے تمہاری ضیافت کی نذر کر دیا۔ (۶) یہ بات میرے اصول کے خلاف ہے کہ کوئی مہمان میرے دروازے پر بھوک و پیاس کی وجہ سے زخمی دل کے ساتھ سو جائے۔ (۷) میں نے اپنی مروت و ناموری کو برقرار رکھنے کے لیے صاحب اوصاف مشہور گھوڑے کو قربان کر دیا۔ یا گھوڑے نے اپنی شہرت میری ناموری پر قربان کر دی۔ (۸) چنانچہ حاتم طائی نے ان مہمانوں کو انعام و اکرام کے ساتھ والہانہ انداز میں رخصت کیا کیونکہ خوش خلقی و سخاوت طبعی چیزیں ہیں۔ تکلفات سے ان کا حصول ناممکن ہے۔ (۹) جب شاہ روم کے قافلہ نے تمام تر ماجرا سنایا تو شاہ روم حاتم طائی کی ستائش و آفرین کے لیے بے ساختہ مجبور ہو گیا۔ (۱۰) حاتم طائی کے بارے میں صرف یہی ایک ہی واقعہ موجود نہیں بلکہ اس سے بھی بڑے عجیب و غریب واقعات ہیں جو میں تجھے سناتا ہوں۔

marfat.com

حکایت در آزمودن پادشاہِ یمن حاتم را بآزاد مردی

شاہِ یمن کا حاتم کو سخاوت میں آزمانے کا قصّہ

ندانم کہ گفت ایں حکایت بمن	۲	کہ بودست فرماندہے در یمن
مجھے یاد نہیں یہ حکایت مجھ سے کس نے کہی ہے		کہ یمن میں ایک بادشاہ تھا
ز نام آوراں گوئے دولت ربود	۳	کہ در گنج بخشی نظیرے نہ بود
ناموروں سے وہ دولت کی بازی جیت لے گیا تھا		اسلیے کہ خزانے بخش دینے میں اس کا نظیر نہ تھا
تواں گفت اورا سحابِ کرم	۴	کہ دستش چو باراں فشاندے درم
اس کو بخشش کا بادل کہا جا سکتا تھا		اسلیے کہ اسکے ہاتھ بارش کی طرح درہم برساتے تھے
کسے نامِ حاتم نبردے برش	۵	کہ سودا گرفتے ازو در سرش
کوئی شخص حاتم کا نام اس کے سامنے نہ لیتا		کہ اس کے سر میں غصّہ نہ بھر جاتا
کہ چند از مقالات آں باد سنج	۶	کہ نے ملک دارد نہ فرماں نہ گنج
کہ اس ہوا تولنے والے کی باتیں کب تک		جس کے پاس نہ ملک ہے نہ حکم ہے نہ خزانہ
شنیدم کہ جشنِ ملوکانہ ساخت	۷	چو چنگ اندراں بزم خلقے نواخت
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک شاہی جشن منایا		چنگ کی طرح اس محفل میں مخلوق کو نوازا
درِ ذکرِ حاتم کسے باز کرد	۸	دگر کس ثنا گفتن آغاز کرد
کسی نے حاتم کے ذکر کا باب کھولا		دوسرے نے اس کی تعریف کرنی شروع کردی
حسد مرد را بر سر کینہ داشت	۹	یکے را بخوں خوردنش برگماشت
اس شخص کو حسد نے کینہ پر آمادہ کردیا		ایک شخص کو اس کے قتل پر مقرر کردیا
کہ تا ہست حاتم در ایامِ من	۱۰	نخواہد بہ نیکی شدن نامِ من
کہ جب تک میرے زمانہ میں حاتم ہے		میرا نام نیک نہ ہو سکے گا

(۱) آزمودن: آزمانا۔ یمن: جنوبی عرب کا ایک ملک جس کا دارالحکومت صنعا ہے۔ آزاد مردی: سخاوت۔
(۲) ندانم: میں نہیں جانتا۔ کہ: کس نے۔ گفت: کہی۔ بمن: مجھ کو۔ بودست: ہووے۔ فرماندہے: ایک حکمران۔
(۳) نام آوراں: مشہور لوگ۔ گوئے دولت: دولت کی گیند مراد سبقت۔ ربود: لے گیا۔ گنج بخشی: خزانہ بخشنا۔ نظیرے: کوئی مثال۔ نہ بود: نہ تھی۔ (۴) تواں گفت: کہہ سکتے ہیں۔ اورا: اس کو۔ سحابِ کرم: سخاوت کا بادل۔ دستش: اس کا ہاتھ۔ چو: مثل۔ باراں: بارش۔ فشاندے: چھڑکتا تھا۔ درم: ایک سکہ جو چونی کے برابر ہوتا ہے۔ (۵) کسے: کوئی شخص۔ نبردے: نہ لے جاتا۔ برش: اس کے سامنے۔ سودا: غصہ۔ گرفتے: نہ جاتا۔ ازو: اس سے۔ در سرش: اس کے سر میں۔
(۶) چند: کتنا۔ مقالات: باتیں۔ آں: وہ۔ باد سنج: ہوا کو تولنے والا مراد بیہودہ اور فضول بے وقعت۔ نے: نہ۔ دارد: رکھتا ہے۔ فرماں: حکم۔ گنج: خزانہ۔
(۷) شنیدم: میں نے سنا۔ جشنِ ملوکانہ: بادشاہوں جیسا جشن۔ ساخت: بنایا اس نے۔ چو: مثل۔ چنگ: ستار۔ اندراں: اس میں۔ بزم: محفل۔ خلقے: مخلوق۔ نواخت: نوازا اس نے۔ (۸) درِ ذکرِ حاتم: حاتم کے ذکر کا دروازہ۔ کسے: کسی نے۔ باز کرد: کھول دیا۔ دگر کس: دوسرا شخص۔ ثنا گفتن: تعریف کہی۔ آغاز کرد: شروع کی۔ (۹) حسد: کسی کی نعمت یا خوبی چھن جانے کی تمنا۔ کینہ: دل کی مخفی دشمنی۔ داشت: رکھا اس نے۔ یکے را: ایک شخص کو۔ بخوں خوردنش: اس کا خون کھانے پر یعنی قتل کرنے پر۔ برگماشت: مقرر کردیا۔ (۱۰) تا ہست: جب تک ہے۔ ایامِ من: میرا زمانہ۔ نخواہد نیک شدن: کے اوپر تک کر نہیں ہو سکتا۔ بہ نیکی: نیکی میں۔ نامِ من: میرا نام۔

تشریح (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر مہمان کی خوشنودی کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا پڑے تو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ (۲) یمن کے کسی بادشاہ کے حوالے سے کسی شخص نے مجھے یہ قصہ سنایا لیکن یہ علم نہیں کہ کس نے یہ واقعہ سنایا ہے۔ (۳) وہ بادشاہ سخاوت و بندہ پروری میں اس قدر بے مثل تھا کہ خزانے لٹانے میں اس کی نظیر ملنا مشکل تھی۔ (۴) داد و دہش کی کثرت سے اسے سخاوت کا بادل کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔ کیونکہ دینار و درہم اس کے ہاتھ سے بارش کی طرح برستے تھے۔ (۵) وہ (یمن کا بادشاہ) سخاوت کے حوالے سے حاتم طائی کو اپنا رقیب سمجھتا تھا۔ اس لیے اگر کوئی شخص اس کے روبرو حاتم طائی کا نام لیتا تو وہ غضبناک ہو جاتا۔ (۶) وہ ناراضی کے انداز میں حقارت آمیز لہجے سے حاتم طائی کے بارے میں کہتا تھا کہ وہ (حاتم طائی) غریب کیا جود و سخا کرے گا اس کے پاس تو مال و مملکت ہی نہیں۔ (۷) اس نے اپنی شایانِ شان بادشاہوں جیسا جشن منایا کہ اس میں مخلوق کی ایسی خاطر تواضع کی گئی کہ کوئی مثال نہیں ملتی تھی۔ (۸) اس جشن میں ایک شخص نے حاتم طائی کا تذکرہ کر دیا اور دوسرا اس کی تعریف میں رطب اللسان ہو گیا۔ (۹) یمن کے بادشاہ سے حاتم کی تعریف برداشت نہ ہو سکی۔ اسے حسد نے اکسایا، چنانچہ حاتم طائی کا سر اتارنے کے لیے اس نے ایک آدمی کو ذمہ داری سونپ دی۔ (۱۰) اس (یمن کے بادشاہ) نے سوچا کہ جب تک حاتم طائی زندہ ہے۔ اس وقت تک میری نیک نامی میں اضافہ ناممکن ہے۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
بلا جوئے راہِ بنی طے گرفت	۱	بکشتن جواں مرد راپے گرفت
بلا ڈھونڈھنے والے نے بنی طے کا راستہ لیا		اس سخی کے قتل کے درپے ہو گیا
جوانے برہ پیشش باز آمدش	۲	کزو بوئے انسے فراز آمدش
ایک جوان نے راستہ میں اس کا استقبال کیا		جس سے اس کو محبت کی بو آئی
نکوروئی و دانا و شیریں زباں	۳	برخویشش برد آں شبش مہماں
خوبصورت اور عقلمند اور شیریں زبان		وہ اس رات میں اسکو اپنے پاس مہمان بناکر لے گیا
کرم کرد و غم خورد و پوزش نمود	۴	بداندیش را دل بہ نیکی ربود
اس نے شرافت برتی اور غمخواری کی اور معافی چاہی		نیکی سے بدخواہ کا دل اچک لیا
نہادش سحر بوسہ بر دست و پا	۵	کہ نزدیک ما چند روزے بپاے
صبح کو اسکے ہاتھ پیر پر چند بوسے دیئے		کہ ہمارے پاس چند دن ٹھہر
بگفتا نیارم شد ایدر مقیم	۶	کہ در پیش دارم مہمے عظیم
اس نے کہا میں اب مقیم نہیں ہو سکتا		اس لیے کہ مجھے ایک بڑا معاملہ درپیش ہے
بگفت ار نہی بامن اندر میاں	۷	چو یاران یکدل بکوشم بجاں
اس نے کہا اگر تو وہ ہمارے درمیان رکھے گا		تو ایک دل دوستوں کی طرح میں پوری کوشش کروں گا
بمن دار گفت اے جواں مرد گوش	۸	کہ دانم جواں مرد را پردہ پوش
اس نے کہا اے بہادر دھیان لگا		اسلیے کہ میں جانتا ہوں بہادر پردہ پوش ہوتے ہیں
دریں بوم حاتم شناسی مگر	۹	کہ فرخندہ نام ست و نیکو سیر
شاید اس وطن میں تو حاتم کو جانتا ہوگا		جو کہ مبارک نام اور نیک سیرت ہے
سرش بادشاہِ یمن خواستست	۱۰	ندانم چہ کیں درمیاں خواستست
اس کا سر شاہِ یمن نے مانگا ہے		مجھے معلوم نہیں کہ دونوں میں کیا دشمنی ہے

(۱) بلاجوئے: مصیبت ڈھونڈنے والا۔ راہِ بنی طے: قبیلہ بنی طے کا راستہ۔ گرفت: لیا اس نے۔ بکشتن: مار ڈالنا۔ جوانمرد: بہادر۔ را: کی۔ را: کو۔ پے گرفت: پیچھے لگ گیا۔ (۲) جوانے: ایک جوان۔ برہ: راستہ میں۔ پیش: سامنے۔ باز آمدش: آگے آیا۔ کزو: جس سے۔ بوئے انس: محبت کی بو۔ فراز آمدش: آئی اس کو۔ (۳) نکوروئی: خوبصورت۔ دانا: سمجھدار۔ شیریں زباں: میٹھی باتوں والا۔ برخویشتن: اپنے پاس۔ برد: لے گیا۔ آں شبش: اس رات اس کو۔ (۴) کرم کرد: مہربانی کی۔ غم خورد: غمخواری کی۔ پوزش نمود: عذر خواہی کی۔ بداندیش: برا سوچنے والا یعنی دشمن۔ بہ نیکی: نیکی کے ساتھ۔ ربود: لے گیا۔ (۵) نہادش: رکھا اس کے۔ سحر: صبح۔ دست و پا: ہاتھ پاؤں۔ نزدیک ما: ہمارے نزدیک۔ چند روزے: کچھ دن۔ بپاے: ٹھہر، قیام کر۔ (۶) بگفتا: اس نے کہا۔ نیارم شد: نہیں ہو سکتا میں۔ ایدر: یہاں۔ مقیم: رہائشی۔ در پیش: سامنے۔ دارم: رکھتا ہوں میں۔ مہمے: بڑا مسئلہ۔ عظیم: بڑا۔ (۷) بگفت: اس نے کہا۔ ار: اگر۔ نہی: رکھے تو۔ بامن: میرے ساتھ۔ اندر میاں: بیچ میں۔ چو: مثل۔ یاران یکدل: ایک دل والے یار۔ بکوشم: کوشش کروں میں۔ بجاں: جان سے۔ (۸) بمن: میری طرف۔ دار: رکھ۔ گفت: اس نے کہا۔ گوش: کان۔ دانم: میں جانتا ہوں۔ جوانمرد: بہادر۔ پردہ پوش: پردہ ڈھانپنے والا۔ (۹) دریں بوم: اس ملک میں۔ شناسی: جانتا ہے تو۔ مگر: شاید۔ فرخندہ نام: مبارک نام۔ نیکو سیر: اچھی سیرت والا۔ (۱۰) سرش: اس کا سر۔ خواستست: چاہا ہے۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ چہ کیں: کون سا کینہ۔ خواستست: اٹھا ہے۔

تشریح: (۱) یمن کے بادشاہ کا مقرر کردہ شقی القلب شخص قبیلہ طے کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہ حاتم طائی کو قتل کر سکے۔ یا اس کے قتل پر تل گیا۔ (۲) اسے (ارادۂ قتل کے حامل کو) راستے میں نیک خلق اور خوش اخلاق آدمی ملا کہ اس سے محبت ہو گئی۔ (۳) وہ نوجوان خوبصورت دانشمند اور میٹھے بولوں کا مالک تھا۔ چنانچہ نوجوان اسے مہمانی کے لیے رات کو اپنے پاس لے گیا۔ (۴) نوجوان نے مہمان کی بہت خاطر تواضع کی اور کماحقہ خدمت نہ کر سکنے کے باعث اس (مہمان) سے معذرت کا خواستگار ہوا۔ اور مہمان کا دل جیت لیا۔ (۵) صبح کے وقت مہمان سے مزید قیام کرنے کی درخواست کرتے ہوئے مزید خاطر مدارات کی پیشکش کی۔ (۶) مہمان (حاتم کے قتل کا ارادہ کرنے والے) نے اہم کارروائی کا عذر پیش کر کے مزید قیام نہ کرنے پر اصرار کیا۔ (۷) نوجوان نے اپنے مہمان سے کہا کہ اگر تو مجھے اپنی مہم میں شریک کرنے کی غرض سے اپنا ہمراز بنا لے تو میں حتی المقدور تیرا ساتھ دینے کی کوشش کروں گا۔ (۸) اس (مہمان) نے کہا، کہ تجھ جیسے بہادر شخص سے امید ہے کہ وہ راز کو صیغۂ راز قرار دیگا۔ چنانچہ مہمان نے راز بتا دیا۔ (۹) قبیلہ طے کا مشہور شخص حاتم طائی جو متبرک اور نیک خو ہے، کو جانتے ہو گے۔ (۱۰) نہ معلوم شاہ یمن اور حاتم طائی کے مابین کیا عداوت ہے۔ لیکن مجھے شاہ یمن نے حکم دیا ہے کہ اس (حاتم طائی) کا سر اتار کر لے آؤ یا قتل کر دو۔

marfat.com

۱	گرم راہ نمائی بدآں جاکہ اوست	ہمیں چشم دارم زلطف تو دوست
	اگر تو میری اس جگہ تک راہنمائی کردے جہاں وہ ہے	دوست تیری مہربانی سے مجھے یہ توقع ہے
۲	بخندید برنا کہ حاتم منم	سرانیک جُدا کن بہ تیغ از تنم
	نوجوان ہنسا کہ حاتم تو میں ہی ہوں	سر موجود ہے تلوار سے میرے تن سے جُدا کر
۳	نباید کہ چوں صبح گردد سفید	گزندت رسد یا شوی نا امید
	یہ مناسب نہیں کہ جب صبح روشن ہوجائے	تو تجھے کوئی نقصان پہنچے یا تو ناامید ہو
۴	چوں حاتم بآزادگی سر نہاد	جواں را بر آمد خروش از نہاد
	جب حاتم نے آزادی سے سر رکھ دیا	جوان کی ذات سے چیخ نکلی
۵	بخاک اندر افتاد و برپا بجست	گہش خاک بوسید و گہ پاؤ دست
	زمین پر گر پڑا اور اٹھا	کبھی اس کی زمین چومی کبھی ہاتھ پیر
۶	بینداخت شمشیر و ترکش نہاد	چو فرمانبراں دست برکش نہاد
	تلوار پھینک دی اور ترکش رکھ دیا	فرمانبرداروں کی طرح سینہ پر ہاتھ رکھا
۷	کہ گر من گلے بر وجودت زنم	نہ مردم کہ در کیش مرداں زنم
	اگر میں تیرے جسم پر ایک پھول بھی ماروں	میں مرد نہیں ہوں بلکہ مردوں کی شریعت میں عورت ہوں
۸	دو چشمش ببوسید و در بر گرفت	وزاں جا طریق یمن برگرفت
	اس کی دونوں آنکھیں چومیں اور بغلگیر ہوا	اور وہاں سے یمن کا راستہ لیا
۹	ملک درمیان دو ابروئے مرد	بدانست حالے کہ کارے نکرد
	بادشاہ اس مرد کی دونوں ابروؤں کے درمیان سے	فوراً جان گیا کہ اس نے کام نہیں کیا
۱۰	بگفتش بیا تا چہ داری خبر	چرا سر نہ بستی بفتراک در
	اس سے کہا کیا خبر رکھتا ہے	شکار دان سے سر کیوں نہیں باندھا

(۱) گرم: اگر مجھ کو۔ راہ نمائی: راستہ دکھائے تو۔ بدآں جا: اس جگہ تک۔ کہ اوست: جہاں کہ وہ ہے۔ ہمیں: یہی۔ چشم دارم: اُمید رکھتا ہوں میں۔ زلطف تو: تیری مہربانی سے۔ (۲) بخندید: ہنس پڑا۔ برنا: جوان۔ منم: میں ہوں۔ سرانیک: سر حاضر ہے، سر یہ ہے۔ کن: کر۔ بہ تیغ: تلوار سے۔ از تنم: میرے جسم سے۔ (۳) نباید: نہیں چاہیے۔ چوں: جب۔ گردد: ہوجائے۔ سفید: روشن۔ گزندت: تجھ کو تکلیف۔ رسد: پہنچے۔ شوی: ہوجاوے تو۔ (۴) چوں: جب۔ بآزادگی: آزادی سے۔ نہاد: رکھ دیا۔ برآمد: نکل آئی۔ خروش: چیخ۔ نہاد: طبیعت یا دل۔ (۵) بخاک: مٹی میں۔ افتاد: گر پڑا۔ برپائے: پاؤں پر۔ جست: کودا۔ گہش: کبھی اس کی۔ بوسید: چومی۔ گہ: کبھی۔ پاؤ دست: ہاتھ پاؤں۔ (۶) بینداخت: ڈال دی۔ شمشیر: تلوار۔ ترکش: تیروں کی تھیلی۔ نہاد: رکھ دی۔ چو: مثل۔ فرمانبراں: فرمانبردار۔ دست: ہاتھ۔ کش: بغل یا سینہ۔ (۷) من: میں۔ گلے: ایک پھول۔ بر وجودت: تیرے وجود پر۔ زنم: ماروں میں۔ نہ مردم: میں انسان نہیں ہوں۔ کہ: بلکہ۔ در کیش مرداں: مردوں کے آئین میں۔ زنم: عورت ہوں میں۔ (۸) دو چشمش: اس کی دونوں آنکھیں۔ بوسید: چومی اس نے۔ در بر: بغل میں۔ گرفت: لے لیا۔ وزاں جا: اور اس جگہ سے۔ طریق یمن: یمن کا راستہ۔ (۹) ملک: بادشاہ۔ دو ابروئے مرد: مرد کے دونوں ابرو۔ بدانست: جان لیا۔ حالے: فی الحال۔ کارے: کوئی کام۔ نکرد: نہیں کیا۔ (۱۰) بگفتش: اس نے اس کو کہا۔ بیا تا چہ داری: آ تاکہ کیا رکھتا ہے تو۔ چرا: کیوں۔ نہ بستی: نہیں باندھا تو نے۔ بفتراک: فتراک سے یہ ایک سی ہوتی ہے جو زین کے پچھلے حصے سے بندھی ہوتی ہے۔ اس سے شکار باندھ کر لایا جاتا ہے۔ در: زائد۔

تشریح (۱) اس (مہمان) نے کہا اے دوست! مجھے تم پہ پورا بھروسہ ہے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ اس مشکل گھڑی میں میری رہنمائی ضرور کروگے۔ (۲) خوبرو نوجوان نے ہنستے ہوئے اپنے مہمان سے کہا کہ حاتم میں ہی ہوں۔ دیر کس بات کی ہے میرا سر حاضر ہے۔ تلوار سے اتار کر لے جاؤ۔ (۳) قبل از صبح ہی اپنا کام کر ڈالو۔ ورنہ عزیز و اقارب کی موجودگی میں تجھے بہت سی مشکلات کا سامنا ہوسکتا ہے۔ کہیں مایوسی نہ ہو۔ (۴) جب حاتم طائی نے اپنے مہمان کے سامنے سر جھکایا تو مہمان دوست حواس باختہ ہوگیا۔ (۵) نووارد مہمان کے دل پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ وہ کسی عقیدت مند کی طرح دست بستہ کھڑا ہوگیا۔ (۶) نووارد مہمان نے اپنی تلوار اور تیروں کی تھیلی (ترکش) کو پھینک دیا اور فرمانبرداروں کی طرح اپنے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔

(۷) مہمان نے کہا کہ تجھے قتل کرنا تو بہت دُور کی بات ہے۔ اگر میں تجھے پھول بھی ماروں تو یہ میری مردانگی نہیں زنانہ پن ہوگا۔

(۸) حاتم طائی کا نووارد مہمان معانقہ کرکے آنکھوں کو چومنے لگا اور پھر یمن کی طرف نامراد و ناکام لوٹ گیا۔

(۹) جب وہ (نووارد مہمان) یمن پہنچا تو شاہ یمن نے اس کی ناکامی کو دُور سے ہی بھانپ لیا۔ (۱۰) اور قریب بلاتے ہوئے (شاہ یمن نے کہا کہ مجھے بتلاؤ کہ ناکامی کیوں ہوئی۔ زین کے ساتھ بندھی ہوئی رسی میں حاتم طائی جکڑا ہوا کیوں نہیں۔

marfat.com

١	مگر بر تو نام آورے حملہ کرد	نیاوردی از ضعف تاب نبرد
	شاید تجھ پر نام آور نے حملہ کردیا	تو کمزوری سے لڑائی کی تاب نہ لایا
٢	جواں مرد شاطر زمیں بوسہ داد	ملک را ثنا گفت و تمکیں نہاد
	چالاک بہادر نے زمین کو بوسہ دیا	بادشاہ کی تعریف کی اور آداب بجالایا
٣	بدو گفت کائے شاہ باداد و ہوش	ازیں در سخنہائے حاتم نیوش
	اس سے کہا اے بخشش اور ہوش والے بادشاہ	اس طور پر حاتم کی باتیں سن
٤	کہ دریافتم حاتم نامجوی	ہنرمند و خوش منظر و خوب روی
	میں نے نام آور حاتم کو پایا	ہنرمند اور خوش منظر اور خوبصورت
٥	جواں مرد و صاحب خرد دیدمش	بمردانگی فوق خود دیدمش
	میں نے اس کو بہادر اور عقلمند دیکھا	اس کو بہادری میں اپنے سے زیادہ دیکھا
٦	مرا بار لطفش دوتا کرد پشت	بشمشیر احسان و فضلم بکشت
	اس کی مہربانی نے میری کمر دوہری کردی	احسان اور بڑائی کی تلوار سے اس نے مجھے مار ڈالا
٧	بگفت آنچہ دید از کرمہائے وے	شہنشہ ثنا گفت برآل طے
	اس نے اس کے جو کرم دیکھے تھے بتائے	بادشاہ نے طے والوں کی تعریف کی
٨	فرستادہ را داد مہر و درم	کہ مُہرست بر نام حاتم کرم
	قاصد کو اشرفیاں اور درم دیئے	کہ حاتم کے نام پر کرم کی مُہر ہے
٩	مرا اورا رسد گر گواہی دہند	کہ معنی و آوازہ اش ہمرہ اند
	اس کو حق ہے اگر لوگ یہ گواہی دیں	کہ اس کی حقیقت اور شہرت ساتھ ساتھ ہیں

(١) مگر: شاید۔ بر تو: تیرے۔ دیر: [illegible] نام آور: مشہور۔ کرد: کیا۔ نیاوردی: نہیں لاسکا۔ از ضعف: کمزوری کی وجہ سے۔ تاب نبرد: لڑائی کی تاب۔ (٢) جواں مرد شاطر: چالاک جوانمرد۔ داد: دیا۔ ملک: بادشاہ۔ ثنا گفت: تعریف کہی۔ تمکیں نہاد: تعظیم کی۔
(٣) بدو گفت: اس سے کہا۔ کائے شاہ: کہ اے بادشاہ۔ باداد و ہوش: انصاف اور ہوش والے۔ ازیں در: اس قسم کی۔ در: یعنی یہی نوع۔ سخنہائے حاتم: حاتم کی باتیں۔ نیوش: سن۔
(٤) دریافتم: میں نے پایا۔ نامجوی: نام ڈھونڈنے والا مُراد مشہور۔ خوش منظر: خوبصورت۔ خوب رو: ایضاً۔ (٥) جواں مرد: بہادر یا سخی۔ صاحب خرد: عقل مند۔ دیدمش: دیکھا میں نے اس کو۔ بمردانگی: بہادری میں۔ فوق خود: اپنے سے زیادہ۔
(٦) مرا: مجھ کو۔ بار لطفش: اس کی مہربانی کا بوجھ۔ دوتا: دوہری۔ کرد: کردی۔ پشت: کمر۔ بشمشیر احسان: احسان کی تلوار۔ و فضلم: اور مہربانی کی تلوار سے مجھ کو۔ بکشت: مار ڈالا اس نے۔ (٧) بگفت: اس نے کہا۔ آنچہ دید: جو کچھ دیکھا۔ از کرمہائے وے: اس کی مہربانیوں سے۔ ثنا گفت: تعریف کہی۔ برآل طے: آل طے پر۔ (٨) فرستادہ: بھیجا ہوا آدمی۔ داد: دیا۔ مہر و درم: مہر اشرفی۔ درم سکہ چونی برابر۔ مہرست: مہر ہے۔ بر نام حاتم: حاتم کے نام پر۔ کرم: بخشش یا سخاوت۔ (٩) مرا اورا: خاص اس کو۔ رسد: حق پہنچتا ہے۔ گواہی دہند: لوگ گواہی دیویں۔ معنی و آوازہ: حقیقت اور شہرت۔ اش: اس کی۔ ہمرہ اند: ساتھ ساتھ ہیں۔

تشریح: (١) مجھے محسوس ہوتا ہے کہ حاتم طائی تم سے زیادہ طاقتور تھا جس کے مقابلے کی تم تاب نہ لاسکے ہوگے۔
(٢) نوجوان بھی چالاک تھا۔ اس نے پہلے پہل شاہ یمن کے تخت کو چوما اور پھر بادشاہ کی عظمت کے نغمے الاپنے لگا۔
(٣) بعدازاں وہ (جوان) گویا ہوا کہ اے انصاف پسند اور ذی ہوش بادشاہ! حاتم طائی کی باتیں سننے کے قابل ہیں۔ اس لیے غور سے سن۔ (٤) میں نے حاتم طائی کو اس لائق پایا کہ وہ واقعی معروف شخصیت ہے۔ وہ خوش اخلاق و خوبصورت اور ہنرمند ہے۔ (٥) وہ (حاتم طائی) بہادر اور جوانمردی میں مجھ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ عقل و خرد کا مخزن ہے۔
(٦) اس (حاتم طائی) نے مجھے اپنا قاتل سمجھنے کے باوجود مجھ پر احسانات کا اسقدر بوجھ ڈال دیا کہ میری کمر دوہری ہوگئی۔
(٧) نوجوان نے شاہ یمن کے سامنے اپنی تمام سرگذشت سنادی جس کا اثر بادشاہ پر ایسا ہوا کہ وہ بھی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا۔ (٨) شاہ یمن نے نوجوان کو انعام و اکرام سے نہ صرف نوازا بلکہ سخاوت کے عمل پر حاتم کے نام کی مہر لگادی۔
(٩) شاہ یمن نے اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ لوگ اگر حاتم طائی کی سخاوت پر مشتمل شہادت دیتے ہیں تو یہ ان کا حق ہے کیونکہ حاتم طائی شہرت و حقیقت میں برابر ہے۔

marfat.com

حکایت دُختر حاتم در روزگارِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاتم کی لڑکی کا قصہ

شنیدم کہ طے در زمانِ رسولؐ	۲	نہ کردند منشورِ ایماں قبول
میں نے سنا ہے کہ قبیلہ طے نے آنحضورؐ کے زمانہ میں		ایمان کا حکم نامہ منظور نہ کیا
فرستاد لشکر بشیر و نذیر	۳	گرفتند ز ایشاں گروہے اسیر
انہوں نے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ایک لشکر روانہ کیا		جس نے ان میں سے ایک جماعت کو قیدی بنا کر پکڑ لیا
بفرمود کشتن بشمشیر کیں	۴	کہ ناپاک بودند و ناپاک دیں
غصہ کی تلوار سے مار ڈالنے کا انہوں نے حکم فرمایا		اسلئے کہ وہ بیباک تھے اور ناپاک دین والے تھے
زنے گفت من دخترِ حاتمم	۵	بخواہند ازیں نامور حاکمم
ایک عورت نے کہا میں حاتم کی لڑکی ہوں		اس نامور حاکم سے لوگ میری درخواست کریں
کرم کن بجائے من اے محترم	۶	کہ مولائے من بود زاہلِ کرم
اے محترم مجھ پر کرم کیجئے		اس لیے کہ میرا باپ اہل کرم میں سے تھا
بفرمانِ پیغمبرِؐ پاک رائے	۷	کشادند زنجیرش از دست و پا
پاک رائے پیغمبر کے حکم سے		اس کے ہاتھ پیر سے زنجیر کھول دی
دراں قوم باقی نہادند تیغ	۸	کہ راندند سیلابِ خوں بے دریغ
اس بقیہ قوم میں انہوں نے تلوار سونت لی		اس لیے کہ انہوں نے بے دریغ خون بہایا تھا
بزاری بشمشیر زن گفت زن	۹	مرا نیز باجملہ گردن بزن
عورت نے جلاد سے عاجزی سے کہا		سب کے ساتھ میری بھی گردن مار دے
مروّت نہ بینم رہائی ز بند	۱۰	بہ تنہا و یارانم اندر کمند
میں قید سے رہائی شرافت نہیں سمجھتی ہوں		اکیلی اور میرے ساتھی رسی میں ہوں

(۱) دختر: بیٹی۔ روزگار: زمانہ۔ پیغمبر: اللہ کا پیغام لانے والا۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام: اس پر خدا کی رحمت ہو اور سلامتی۔ (۲) شنیدم: میں نے سنا۔ طے: قبیلہ بنی طے۔ در زمانِ رسول: رسول اللہؐ کے زمانہ میں۔ نہ کردند: نہیں کیا انہوں نے۔ منشور ایماں: ایمان کا فرمان۔ (۳) فرستاد: بھیجا۔ بشیر: خوشخبری دینے والا۔ نذیر: ڈرسنانے والا۔ گرفتند: پکڑا انہوں نے۔ گروہے: ایک گروہ کو۔ اسیر: قیدی۔ (۴) بفرمود: حکم دیا۔ کشتن: مار ڈالنا۔ بشمشیر کیں: کینے کی تلوار کے ساتھ۔ ناپاک: نہ ڈرنے والے۔ بودند: تھے وہ۔ ناپاک دیں: گندے دین والے۔ (۵) زنے گفت: ایک عورت نے کہا۔ دختر حاتمم: میں حاتم کی بیٹی ہوں۔ بخواہند: سوال کریں۔ ازیں: اس سے۔ نامور: مشہور۔ حاکمم: حاکم سے مجھ کو۔ (۶) کرم کن: کرم کر۔ بجائے من: میرے اوپر۔ محترم: عزت والا۔ مولائے من: میرا سردار یعنی باپ۔ بود: تھا وہ۔ اہل کرم: سخاوت والے۔ (۷) بفرمانِ پیغمبر: پیغمبر کے حکم سے۔ پاک رائے: پاک رائے والا۔ کشادند: کھول دی انہوں نے۔ زنجیرش: اس کی زنجیر۔ از دست و پا: ہاتھ پاؤں سے۔ (۸) دراں قوم: اس قوم میں۔ نہادند: رکھی انہوں نے۔ تیغ: تلوار۔ راندند: چلایا انہوں نے۔ بے دریغ: بغیر روک ٹوک یا بغیر افسوس کے۔ (۹) بزاری: اردو کر۔ بشمشیر زن: تلوار چلانے والے کو۔ گفت زن: عورت نے کہا۔ مرا نیز: مجھ کو بھی۔ باجملہ: سب کے ساتھ۔ بزن: مار دے۔ (۱۰) مروت: مناسب۔ نہ بینم: نہیں دیکھتا ہیں۔ ز بند: قید سے۔ بہ تنہا: اکیلی۔ یارانم: میرے ساتھی۔ اندر کمند: قید میں۔

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں بتایا گیا ہے کہ رسول علیہ السلام کا حسن سلوک حاتم طائی کی بیٹی سفّانہ کے ساتھ کیسا تھا۔ (۲) شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ قبیلہ بنو طے کے لوگوں نے رسول علیہ السلام کے دور میں قبول اسلام کے شرف سے انحراف کیا۔ (۳) رسولؐ نے قبیلہ طے سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔ اور لڑائی کے بعد مجاہدین اسلام نے انہیں گرفتار کر کے بشیر و نذیر کے حضور پیش کر دیا۔ (۴) قبیلے (طے) کے لوگوں نے اہل اسلام پر مظالم کے پہاڑ توڑے تھے۔ اس لیے پیغمبر اسلام نے انہیں (قبیلہ طے کے لوگوں کو) قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ (۵) قبیلہ طے کے قیدیوں میں ایک خاتون نے کہا کہ میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں۔ لوگ اس نامور سردار (رسولؐ) سے میری سفارش کریں۔ (۶) اے قابل صد احترام شخصیت! میرا باپ (حاتم طائی) لوگوں کا بہت اکرام کیا کرتا تھا۔ جناب آپ بھی مجھ پر لطف و کرم کی بارش برسائیں۔ (۷) چنانچہ رسولؐ کے حکم سے اس خاتون کی زنجیریں کھول کر اسے (حاتم کی بیٹی کو) آزاد کر دیا گیا۔ (۸) قبیلہ طے کے باقیماندہ لوگوں کے لیے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کرنے کی پاداش میں قتل کا حکم برقرار رکھا گیا۔ (۹) عین قتل پر مبنی حکم پر تعمیل کے وقت وہ خاتون گریہ و زاری کرتے ہوئے فریاد کرنے لگی کہ مجھے بھی ان کے ساتھ قتل کر دیا جائے۔ (۱۰) وہ خاتون کہنے لگی۔ میرے لیے اس سے بڑی بے مروّتی اور کیا ہوگی کہ میرے اعزا و اقارب موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں اور میں تنہا آزاد ہو جاؤں۔

marfat.com

ہمے گفت گریاں براخوان طے	۱	بسمع رسول آمد آواز دے
طے کے بھائیوں پر روتے ہوئے وہ یہ کہہ رہی تھی		رسول کے کان میں اس کی آواز آئی
ببخشید شاں آں قوم و دیگر عطا	۲	کہ ہرگز نہ کرد اصل و گوہر خطا
وہ قوم اس کو بخشش دی اور پھر انعام دیا		کہ اصل اور جوہر خطا نہیں کرتا ہے

حکایت در آزاد مردئ حاتم و ذکر پادشاہ اسلام

سخاوت اور حاتم اور شاہِ اسلام کا قصہ

ز بنگاہِ حاتم یکے پیر مرد	۴	طلب دہ درم سنگ فانید کرد
ایک بوڑھے نے حاتم کے خیمہ سے		دس درہم کی بقدر شکر مانگی
ز راوی چنیں یاد دارم خبر	۵	کہ پیشش فرستاد تنگ شکر
بیان کرنے والے کی یہ بات مجھے یاد ہے		کہ اس نے اس کے پاس شکر کا بورا بھیج دیا
زن از خیمہ گفت ایں چہ تدبیر بود	۶	ہماں دہ درم حاجت پیر بود
خیمہ سے عورت بولی یہ کیا تدبیر تھی		بوڑھے کی ضرورت تو دس درہم کی بقدر تھی
شنید ایں سخن نامبردار طے	۷	بخندید و گفت اے دل آرام حے
طے کے نامور نے یہ بات سنی		ہنسا اور بولا اے قبیلہ کے دل کی راحت
گر او در خورِ حاجت خویش خواست	۸	جواں مردئ آلِ حاتم کجاست
اگرچہ اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مانگی		تو حاتم کے خاندان کی سخاوت کہاں ہے
چو حاتم بآزاد مردی دگر	۹	ز دورانِ گیتی نیامد مگر
حاتم جیسا سخی پھر		زمانہ کی گردش سے نہ پیدا ہوا مگر
ابو بکر سعد آنکہ دست نوال	۱۰	نہد ہمتش بر دہانِ سوال
ابو بکر بن سعد جس کے عطا کے ہاتھ کو		اس کی ہمت سوال کے منہ پر رکھ دیتی ہے

(۱) ہمے گفت، وہ کہتی تھی۔ گریاں، روتے ہوئے۔ براخوان طے، طے کے بھائیوں پر۔ بسمع رسول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں۔ آمد، آئی۔ آواز وے، اس کی آواز۔ (۲) بخشیدش، اس کو بخشش دی۔ دیگر عطا، اور بھی عطائیں دیں۔ نکرد، نہیں کیا۔ اصل، جڑ مراد آباؤ اجداد۔ گوہر، ذات، موتی۔ (۳) آزاد مردی، سخاوت۔ ذکر پادشاہ اسلام، اسلام کے بادشاہ کا ذکر۔ (۴) بنگاہ، مکان۔ یکے، ایک۔ پیر مرد، بوڑھا آدمی۔ طلب، سوال۔ دہ درم، دس درہم۔ سنگ، پتھر مراد مقدار۔ فانید، شکر۔ کرد، کیا۔ (۵) راوی، روایت کرنے والا۔ چنیں، ایسے۔ یاد دارم، یاد رکھتا ہوں میں۔ پیشش، اس کے سامنے۔ فرستاد، بھیجا۔ تنگ شکر، شکر کا بورا۔ (۶) زن، عورت۔ گفت، کہا اس نے۔ ایں چہ، یہ کیا۔ تدبیر، انتظام مراد عقلمندی۔ بود، تھی۔ ہماں، وہی۔ دہ درم، دس درہم۔ حاجت پیر، بوڑھے کی ضرورت۔ (۷) شنید، سنی۔ ایں، یہ۔ سخن، بات۔ نامبردار طے، قبیلہ طے کا نامور۔ بخندید، ہنس پڑا۔ گفت، اس نے کہا۔ دل آرام حے، محلے کی محبوب عورت۔ (۸) در خور، مناسب۔ حاجت خویش، اپنی حاجت۔ خواست، مانگا اس نے۔ جواں مردی، سخاوت۔ آل حاتم، حاتم کا خاندان۔ کجاست، کہاں ہے۔ (۹) چوں حاتم، حاتم کی مثل۔ بآزاد مردی، سخاوت میں۔ دگر، اور کوئی۔ ز دوران گیتی، زمانے کی گردش سے۔ نیامد، نہیں آیا۔ (۱۰) ابو بکر سعد، بادشاہ جس کی طرف منسوب ہو کر مصنف سعدی بنا۔ آنکہ، جس نے کہ۔ دست نوال، بخشش کا ہاتھ۔ نہد، رکھتی ہے۔ ہمتش، اس کی ہمت۔ دہان سوال، سوال کا منہ۔

تشریح: (۱) وہ (خاتون) رو رو کر یہ بات کہتی جا رہی تھی کہ رسول علیہ السلام تک اس کی فریاد اور آہ و زاری پہنچ گئی۔ (۲) رسول علیہ السلام نے اس (خاتون) کی آہ و پکار سننے کے بعد قبیلہ طے کے تمام لوگوں کو بخش دیا کیونکہ جس قوم میں حاتم جیسا گوہر ہو وہ خطا کی مرتکب نہیں ہو سکتی۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ سخاوت کا تقاضا یہ ہے کہ سخی اپنی شان و شوکت ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جود و سخا کا مظاہرہ کرے سوالی کی ضرورت نہ دیکھے۔ (۴) ایک عمر رسیدہ سوالی نے حاتم طائی کے دروازے پر ندا دی کہ مجھے دس درہم یعنی ایک تولہ کی مقدار چینی کی ضرورت ہے۔ (۵) مجھے اس کا پختہ یقین ہے جیسا گویا راوی کا چشم دید واقعہ ہو۔ کہ حاتم طائی نے اپنی شان و شوکت کے مطابق چینی کی مکمل بوری فقیر کے حوالے کر دی۔ (۶) حاتم کی زوجہ نے کہا کہ فقیر نے ایک تولہ شکر مانگی۔ آپ نے پوری بوری بھر کے دے دی۔ میری نظر میں اسے عقلمندی نہیں کہتے۔ (۷) حاتم اپنی بیوی کی بات سن کر ہنسا اور بڑا عجیب سا جواب دیا۔ ناموری و شان کا معاملہ ہے! (۸) حاتم نے جواباً کہا کہ اپنے اپنے ظرف اور شان کی بات ہے۔ اس (فقیر) نے اپنی ضرورت و ظرف کے مطابق مانگا۔ اور میں نے اپنے بلند ظرف اور شان کے مطابق دیا ہے۔
(۹) جود و سخا کی کثرت کے حوالے سے حاتم طائی جیسا شہرت یافتہ شخص دنیا میں کوئی دوسرا نہ آیا۔ (۱۰) لیکن ابو بکر بن سعد نے بھی جود و سخا کی بارش برسانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ کہ وہ زبان ہلانے سے قبل ہی سوالی کی حاجت روائی کر دیتا تھا۔

marfat.com

رعیت پناہا دلت شاد باد	۱	بسعیت مسلمانی آباد باد
اے رعیت پناہ تیرا دل خوش رہے		تیری کوشش سے مسلمانی آباد ہو
سرافراز داین خاکِ فرخندہ بوم	۲	زعدلت برا قلیم یونان و روم
یہ خاک مبارک زمین فخر کرتی ہے		تیرے انصاف کی وجہ سے یونان اور روم پر
چو حاتم کہ گر نیستے فرّ وے	۳	نبردے کس اندر جہاں نام طے
حاتم کی طرح کہ اگر اس کی شان و شوکت نہ ہوتی		دنیا میں کوئی طے کا نام بھی نہ لیتا
ثنا ماند ازاں نامور در کتاب	۴	ترا ہم ثنا ماند وہم ثواب
کتاب میں اس نامور کی تعریف باقی ہے		تیری بھی تعریف اور ثواب باقی رہیگا
کہ حاتم بداں نام وآوازہ خواست	۵	ترا سعی وجہد از برائے خداست
اسلیئے کہ حاتم نے تو اس سے نام اور شہرت چاہی		تیری کوشش اور محنت خدا کیلئے ہے
تکلف برِ مردِ درویش نیست	۶	وصیت ہمیں یک سخن بیش نیست
فقیر پر بناوٹ نہیں ہے		اس ایک بات سے زیادہ وصیت نہیں ہے
کہ چندانکہ جہدت بود خیر کن	۷	ز تو خیر ماند ز سعدی سخن
کہ جس قدر تیری طاقت ہو بھلائی کر		تیری نیکی باقی رہے گی اور سعدی کا کلام

حکایت در حلم بادشاہاں

قصہ بادشاہوں کی بردباری کے بیان میں

یکے راخرے در گلِ افتادہ بود	۹	ز سوداش خوں در دل افتادہ بود
ایک شخص کا گدھا کیچڑ میں پھنس گیا تھا		غصہ سے اس کے دل میں خون پڑ گیا تھا
بیابان و باران و سرماؤ سیل	۱۰	فروہشتہ ظلمت بر آفاق ذیل
جنگل اور بارش اور جاڑا اور بہاؤ		تاریکی اطراف پر دامن لٹکائے ہوئے

(۱) رعیت پناہا: اے رعیت کی پناہ۔ دلت: تیرا دل۔ شاد باد: خوش ہو۔ بسعیت: تیری کوشش سے۔ آباد باد: آباد ہووے۔ (۲) سرافراز: سر بلند کرے۔ این خاک: یہ مٹی۔ فرخندہ بوم: مبارک زمین۔ زعدلت: تیرے عدل سے۔ بر اقلیم یونان و روم: روم اور یونان کے ملک پر۔ روم: جسے آجکل اٹلی کہتے ہیں۔ یہ بڑا قدیم التہذیب ملک ہے۔ یونان: روم کا پڑوسی ملک جس نے بڑے بڑے فلاسفر پیدا کیے۔ (۳) چو حاتم: حاتم کی طرح۔ نیستے: نہ ہوتا۔ فرّ وے: اس کا دبدبہ۔ نبردے: نہ لے جاتا۔ کس: کوئی شخص۔ اندر جہاں: جہان میں۔ نام طے: بنی طے کا نام۔ (۴) ثنا: تعریف۔ ماند: رہ گئی۔ ازاں نامور: اس نامور کی۔ در کتاب: کتاب میں۔ ترا ہم: تیری بھی۔ ثنا ماند: تعریف رہے گی۔ ہم ثواب: ثواب بھی۔ (۵) بداں: اصل بر آں: اس کے ساتھ۔ آوازہ: شہرت۔ خواست: چاہا۔ ترا: تیری۔ سعی: کوشش۔ جہد: کوشش۔ از برائے: واسطے۔ ست: ہے۔ (۶) تکلف: بناوٹ۔ بر مرد درویش: درویش آدمی کے پاس۔ نیست: نہیں ہے۔ وصیت: آخری نصیحت۔ ہمیں: یہی۔ یک سخن: ایک بات۔ بیش: زیادہ۔ نیست: نہیں ہے۔ (۷) چندانکہ: جتنا کہ۔ جہدت: تیری کوشش۔ بود: ہووے۔ خیر کن: نیکی کر۔ ز تو: تجھ سے۔ خیر ماند: نیکی رہ جائے گی۔ ز سعدی: سعدی سے۔ سخن: کلام۔ (۸) حلم بادشاہاں: بادشاہوں کا تحمل۔ (۹) یکے را: ایک کا۔ خرے: ایک گدھا۔ در گل: کیچڑ میں۔ افتادہ بود: پڑا ہوا تھا۔ ز سوداش: اس کے غصے سے۔ در دل: دل میں۔ (۱۰) بیابان: جنگل۔ باران: بارش۔ سرما: سردی۔ سیل: سیلاب۔ فروہشتہ: گرائے ہوئے۔ ظلمت: تاریکی۔ بر آفاق: کنارے یا جہان۔ ذیل: دامن۔

تشریح: (۱) اے حاکم وقت (ابو بکر بن سعدؒ) تیرے جود و سخا کی کثرت کے باعث تیری رعایا محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے خوش رکھے اور تیری وجہ سے مسلمانوں کا سر بلند ہو۔ (۲) تیرے عدل کی وجہ سے اس ملک کا نام روشن ہوا اور روم و یونان جیسی قدیم سلطنتیں اس (ملک) کے سامنے اپنی وقعت و حیثیت کھو بیٹھیں۔ (۳) اگر جود و سخا کے حوالے سے حاتم طائی کی شہرت نہ ہوتی تو آج دنیا میں کوئی قبیلہ یا کہیں بھی اس کا نام لیوا نہ ہوتا۔ (۴) سخاوت پر مبنی حاتم کے کارناموں کی وجہ سے اس کا نام کتابوں میں زندہ ہے۔ چنانچہ ثواب کے ساتھ ساتھ تیرا (ابو بکر بن سعد کا) نام بھی جاوداں رہے گا۔ (۵) اس لیے کہ حاتم طائی تو صرف دنیا کی ناموری و شہرت کا خواہشمند تھا جبکہ تیری (ابو بکر بن سعدؒ) تمام تر مساعی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ہے۔ (۶) جن کا مزاج درویشانہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ تکلف بر طرف کے قائل ہوتے ہیں میرے (شیخ سعدیؒ) نزدیک اس سے زیادہ وصیت و نصیحت کی بات قطعی نہیں۔ (۷) تجھے (ابو بکر بن سعدؒ) پند و نصائح کی زیادہ ضرورت نہیں بس صرف ایک نصیحت ہے کہ تجھ سے جسقدر ہو سکے خیر و بھلائی کے کام کیا کر۔ (۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص مصیبت کا مارا ہونے کی وجہ سے بادشاہ کی بے حرمتی کرے تو اسے چاہیے کہ وہ مصیبت زدہ شخص کو معاف کر دے۔ (۹) کسی مسافر کا گدھا مع سامان کے کیچڑ میں پھنس گیا تھا جس کی وجہ سے وہ (مسافر) آگ بگولا ہو رہا تھا۔ (۱۰) کیونکہ سنسان جنگل میں بارش و سیلاب اور سردی کے ساتھ ساتھ ہر طرف تاریکی بھی چنانچہ یہ تمام باتیں اس (مسافر) کے لیے پریشان کن تھیں۔

marfat.com

شعر	نمبر	مصرعِ ثانی
ہمہ شب دریں غصہ تا بامداد	۱	سقط گفت و نفرین و دشنام داد
تمام رات صبح تک اس غصہ میں		بیہودہ بکتا رہا اور لعنت اور گالیاں دیتا رہا
نہ دشمن برست از زبانش نہ دوست	۲	نہ سلطاں کہ آں بوم و بر زانِ اوست
اس کی زبان سے نہ دشمن بچا نہ دوست بچا		نہ بادشاہ، اسلئے وہ جنگل اور زمین اسی کا تھا
قضا شاہِ کشور یکے نامجوے	۳	بہ نخچیر گہ بُد بچوگان و گوئے
خدا کا کرنا کہ ملک کا نامور بادشاہ		شکارگاہ میں تھا مع بلے اور گیند کے
شنید آں سخنہائے دور از صواب	۴	نہ صبر شنیدن نہ روئے جواب
بادشاہ نے وہ غلط باتیں سنیں		جن کے سننے کا نہ اس کو صبر تھا نہ جواب کا موقع تھا
نگہ کرد سالارِ اقلیم و دید	۵	کہ بر پشتہ ایں ماجرا مے شنید
اس نے نگاہ ڈالی ملک کے بادشاہ کو دیکھا		کہ اس نے ٹیلہ پر سے ماجرا سنا ہے
ملک خشمگیں در حشم بنگریست	۶	کہ سودائے ایں بر من از بہر چیست
بادشاہ نے شرما کر نوکروں کو دیکھا		کہ اس کا غصہ مجھ پر کیوں ہے
یکے گفت شاہا بتیغش بزن	۷	کہ نگذاشت کس را نہ دختر نہ زن
ایک بولا اے بادشاہ اس کو تلوار سے مار دے		اسلئے کہ اس نے کسی کو نہ چھوڑا نہ لڑکی نہ بیوی کو
نگہ کرد سلطانِ عالی محل	۸	خودش در بلا دید و خر در وحل
بلند مرتبہ بادشاہ نے نگاہ ڈالی		اس کو مصیبت میں دیکھا اور گدھے کو کیچڑ میں
ببخشید بر حالِ مسکین مرد	۹	فرو خورد خشم سخنہائے سرد
مسکین انسان کے حال پر بخشش کی		نامناسب باتوں کے غصہ کو پی گیا
زرش داد و اسپ و قبا پوستیں	۱۰	چہ نیکو بود مہر در وقتِ کیں
اسکو سونا دیا اور گھوڑا اور پوستین کی قبا		غصہ کے وقت پیار کیا ہی بھلا ہے

(۱) ہمہ شب: ساری رات۔ دریں غصہ: اس غصہ میں۔ تا بامداد: صبح تک۔ سقط: بیہودہ باتیں۔ گفت: کہی اس نے۔ نفرین: لعنت۔ دشنام: گالی۔ داد: دیں اس نے۔ (۲) نہ رست: چھوٹا۔ از زبانش: اس کی زبان سے۔ نہ سلطاں: نہ بادشاہ۔ آں بوم: وہ ملک۔ بر: جنگل۔ زان اوست: اس کا ہے۔ (۳) قضا: تقدیر سے یا اتفاقاً۔ شاہِ کشور: ملک کا بادشاہ۔ یکے نامجوے: ایک نام ڈھونڈنے والا۔ بہ نخچیر گاہ: شکارگاہ میں۔ بُد: تھا۔ بچوگان و گوئے: گیند بلے کے ساتھ۔ (۴) شنید: سنی۔ آں سخنہائے: وہ باتیں۔ دور از صواب: درستی سے دور یعنی غلط۔ شنیدن: سننا۔ روئے جواب: جواب کی صورت۔ (۵) نگہ کرد: نظر کی۔ سالارِ اقلیم: ملک کا سردار۔ دید: دیکھا۔ بر پشتہ: ٹیلے پر۔ ایں ماجرا: یہ واقعہ۔ مے شنید: سن رہا تھا۔ (۶) ملک: بادشاہ۔ خشمگیں: ناراض۔ حشم: نوکر چاکر۔ بنگریست: دیکھا۔ سودائے ایں: اس کا غصہ۔ بر من: مجھ پر۔ از بہر: واسطے۔ چیست: کیا ہے۔ (۷) یکے گفت: ایک نے کہا۔ شاہا: اے بادشاہ۔ بتیغش: تلوار کے ساتھ اس کو۔ بزن: مار۔ نگذاشت: نہیں چھوڑی۔ کس را: کسی کی۔ دختر: بیٹی۔ زن: عورت۔ (۸) نگہ کرد: نظر کی۔ سلطانِ عالی محل: عالی مقام بادشاہ۔ خودش: خود اس کو۔ در بلا: مصیبت میں۔ دید: دیکھا۔ خر: گدھا۔ در وحل: کیچڑ میں۔ (۹) ببخشید: بخش دیا۔ بر حالِ مسکین: مسکین کے حال پر۔ فرو خورد: کھا گیا۔ خشم: غصہ۔ سخنہائے سرد: ٹھنڈی یا نامناسب باتیں۔ (۱۰) زرش: سونا اس کو۔ داد: دیا۔ اسپ: گھوڑا۔ قبا پوستیں: پوستین کی بنی ہوئی اچکن۔ چہ نیکو: کیا اچھا۔ بود: ہووے۔ مہر: محبت۔ وقت کیں: غصے کے وقت۔

تشریح: (۱) وہ (مسافر) اسی حالت (پریشانی) میں ساری رات ہر شخص کو گالی گلوچ اور لعن طعن کا ہدف بناتا رہا۔ (۲) اس (مسافر) کی زبان کے تیر سے اپنا بیگانہ، دوست و دشمن حتیٰ کہ جنگل و ملک کا بادشاہ بھی نہ بچ سکا۔ (۳) اتفاق ایسا ہوا کہ بادشاہ اپنے تمام ساز و سامان سمیت شکار کی غرض سے اس جنگل اور شکارگاہ میں موجود تھا۔ (۴) بادشاہ نے اس (مسافر) کی تمام فرسودہ باتیں سنیں اور پیچ و تاب کھاتا رہا۔ اس (بادشاہ) کے پاس صبر کی سبیل تھی نہ جواب کی کوئی شکل۔ (۵) اس بادشاہ نے جو ٹیلے پر کھڑا ہو کر مسافر کی تمام بیہودگی سن رہا تھا، نگاہ اٹھا کر دیکھا (۶) بادشاہ نے چہرے پر ناراضی کے آثار لاتے ہوئے اپنے خدام کی طرف دیکھتے ہوئے سوچنے لگا کہ یہ (مسافر) مجھ پر اپنا غصہ کیوں نکال رہا ہے۔ (۷) ایک خادم کہنے لگا کہ بادشاہ سلامت! اس شخص کی گردن مار دینی چاہیے۔ (۸) لیکن جب بادشاہ نے مسافر کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ پریشانی میں اور گدھا کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے۔ (۹) چنانچہ بادشاہ کو اس مسکین کی حالت پر رحم آیا۔ اسی لیے اس (بادشاہ) نے مسافر کا ہذیان نظر انداز کر دیا۔ (۱۰) اسے (مسافر کو) سیم و زر اور گھوڑا و اچکن وغیرہ سے نوازا۔ بسا اوقات غصے کی حالت میں محبت خوب اچھی لگتی (جچتی) ہے۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
یکے گفت اے پیر بے عقل و ہوش	۱	عجب رستی از قتل گفتا خموش
کسی نے اس سے کہا اے بے عقل و ہوش بوڑھے		قتل سے خوب بچا وہ بولا چپ رہ
اگر من بنالیدم از درد خویش	۲	وے انعام فرمود در خورد خویش
اگر میں اپنے درد کی وجہ سے نالاں ہوا		اس نے اپنے مناسب انعام دیا
بدی را بدی سہل باشد جزا	۳	اگر مردی احسن الیٰ من اسا
برائی کا بدلہ برائی آسان ہے		اگر تو انسان ہے تو اسکے ساتھ احسان کر جس نے برا کیا
حکایت توانگر سفلہ و درویش صاحبدل		
کمینے مالدار اور صاحب دل فقیر کا قصہ		
شنیدم کہ مغرورے از کبر مست	۵	در خانہ بر روئے سائل ببست
میں نے سنا ہے کہ ایک مغرور نے جو تکبر سے مست تھا		بھکاری پر دروازہ بند کر دیا
بکنجے فرو ماندہ بنشست مرد	۶	جگر گرم و آہ از تف سینہ سرد
وہ بھکاری تھک کر ایک گوشے میں بیٹھ گیا		اس حال میں کہ جگر گرم اور سینہ کی جلن سے آہ ٹھنڈی تھی
شنیدش یکے مرد پوشیدہ چشم	۷	بگفتا چہ در تابت آورد و خشم
اس کو ایک اندھے نے سنا		اس نے کہا تجھے گرمی اور غصہ میں کس چیز نے مبتلا کیا ہے
فرو گفت و بگریست بر خاک کوئے	۸	جفائے کزاں شخصش آمد بروئے
اس نے بیان کیا اور رو دیا، کوچہ کی خاک پر		اس ظلم کو جو اس شخص سے اس پر ہوا تھا
بگفت اے فلاں ترک آزار کن	۹	یک امشب بنزد من افطار کن
وہ بولا، اے فلاں رنج ختم کر		ایک یہ کہ آج رات میرے پاس افطار کر
بخلق و فریبش گریباں کشید	۱۰	بمنزل در آوردش و خوان کشید
اخلاق اور تدبیر سے اس کا گریبان کھینچا		اس کو گھر میں لایا اور دسترخوان بچھایا

(۱) یکے: ایک۔ گفت: کہا۔ پیر بے عقل و ہوش: بے عقل اور بے ہوش بوڑھے۔ عجب: عجیب۔ رستی: چھوٹا تو۔ از قتل: قتل ہونے سے۔ گفتا: اس نے کہا۔ خموش: خاموش ہو جا۔ (۲) من: میں۔ بنالیدم: رویا میں۔ از درد خویش: اپنے درد سے۔ وے: اس نے۔ فرمود: فرمایا۔ در خورد خویش: اپنی شان کے مطابق۔ (۳) سہل: آسان۔ باشد: ہووے۔ جزا: بدلہ۔ مردی: مرد ہے تو۔ احسن: نیکی کر۔ الیٰ من: اس شخص کی طرف۔ اسا: جس نے برائی کی۔ (۴) توانگر سفلہ: کمینہ دولتمند۔ صاحبدل: دل والا مراد اہل اللہ۔
(۵) شنیدم: میں نے سنا۔ مغرورے: ایک مغرور شخص۔ از کبر مست: تکبر سے مست۔ در خانہ: گھر کا دروازہ۔ بر روئے سائل: سائل کے سامنے۔ ببست: بند کر دیا اس نے۔ (۶) بکنجے: کونے میں۔ فرو ماندہ: عاجز ہو کر۔ بنشست: بیٹھ گیا۔ تف سینہ: سینے کی گرمی۔ (۷) شنیدش: سنا اس کو۔ یکے: ایک۔ پوشیدہ چشم: چھپی آنکھوں والا یعنی اندھا۔ بگفتا: اس نے کہا۔ چہ: کیا چیز۔ در تابت: گرمی میں تجھ کو۔ آورد: لے آئی۔ خشم: اور غصہ۔ (۸) فرو گفت: اس نے کہا۔ بگریست: رو پڑا۔ بر خاک کوئے: گلی کی مٹی پر۔ جفائے کزاں شخصش: جو ظلم کہ اس شخص سے۔ آمد: آیا۔ بروئے: سامنے سے۔ (۹) بگفت: اس نے کہا۔ ترک آزار: رنج کو ترک۔ کن: کر۔ یک امشب: آج ایک رات۔ بنزد من: میرے پاس۔ افطار کن: کھانا کھا لے۔ (۱۰) بخلق و فریبش: اخلاق اور تدبیر سے۔ کشید: کھینچا اس نے۔ بمنزل: گھر میں۔ در آوردش: لے آیا اس کو۔ خوان کشید: دسترخوان بچھایا۔

تشریح: (۱) ایک شخص نے مسافر کو کوستے ہوئے کہا کہ تو قتل سے عجیب طرح بچ گیا ہے۔ اس (مسافر) نے کہا کہ خاموش ہو جاؤ۔ (۲) میں نے مصائب سے تنگ آکر آہ و بکا اور گریہ زاری کی ہے۔ اور اس نے اپنی شان و شوکت کے مطابق مجھے انعام و اکرام سے نوازا ہے۔ (۳) برائی کا بدلہ برائی سے دینا آسان ہے۔ لطف تو تب ہے کہ کوئی بدی کے مقابلے میں نیک برتاؤ کرے۔ (۴) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ سائل کا احترام کرو۔ کیونکہ کبھی کبھار اس کی دعا رنگ لاتی ہے۔ سوالی کو دھتکارنا بڑی نعمت سے محرومی کا باعث ہو سکتا ہے۔ (۵) میں نے سنا ہے کہ ایک متکبر شخص نے سوالی پر دادو دہش کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ (۶) سوالی عاجز و مایوس ہو کر دل کی جلن اور سینے کی کڑھن کے ساتھ اسی جگہ پر ایک کونے میں بیٹھ کر آہیں بھرتا رہا۔ (۷) ایک نابینا شخص کو معلوم ہوا تو وہ پوچھنے لگا کہ کون سی ایسی چیز ہے جس نے تجھے اس قدر غمگین کر رکھا ہے۔ (۸) اس (فقیر) نے غم و اندوہ میں ڈوب کر کہا کہ میں نے اس ظالم (متکبر شخص) کے دروازے پر کس طرح ندا دی۔ اور اس نے دروازہ بند کر لیا۔ (۹) اس (نابینا شخص) نے کہا کہ اس (متکبر) کی بات چھوڑو۔ آج رات میرے پاس ٹھہرو اور کھانا کھاؤ۔ (۱۰) حسن سلوک اور بہتر تدبیر سے اس (غمزدہ) کو اپنے گھر لے آیا۔ اور دسترخوان لگا دیا۔

marfat.com

برآسود درویش روشن نہاد	۱	بگفت ایزدت روشنائی دہاد
روشن طبیعت درویش نے پیٹ بھرا		کہا خدا تجھے بینائی عنایت فرمائے
شب از نرگسش قطرہ چندے چکید	۲	سحر دیدہ بر کرد دنیا بدید
رات میں اس کی نرگس سے چند قطرے ٹپکے		صبح اس نے آنکھ کھولی اور دنیا کو دیکھا
حکایت بشہر اندر افتاد و جوش	۳	کہ بے دیدہ دیدہ بر کرد دوش
شہر میں قصہ اور جوش پھیلا		کہ گذشتہ رات ایک اندھا بینا ہو گیا ہے
شنید ایں سخن خواجۂ سنگدل	۴	کہ برگشت درویش ازو تنگدل
اس سنگدل صاحب نے یہ بات سنی		جس سے تنگدل ہو کر درویش واپس ہوا تھا
بگفتا حکایت کن اے نیک بخت	۵	کہ چوں سہل شد بر تو ایں کار سخت
اس نے کہا نیک بخت بتا		کہ یہ سخت کام تجھ پر کیسے آسان ہو گیا
کہ بر کردت ایں شمع گیتی فروز	۶	بگفت اے ستمگارہ آشفتہ روز
جہان کو روشن کرنے والی تیری شمع کس نے روشن کر دی		اس نے کہا اے ظالم پریشان زمانہ
بروئے من ایں در کسے کرد باز	۷	کہ کردی تو بر روئے او در فراز
میرے منہ پر یہ دروازہ اسی نے کھولا		جس پر تو نے دروازہ بند کیا تھا
اگر بوسہ بر خاکِ مرداں زنی	۸	بمردی کہ پیشش آیدت روشنی
اگر بزرگوں کی خاک پر بوسہ دے گا		بزرگی کی قسم تیرے سامنے روشنی آئے گی
کسانیکہ پوشیدہ چشم دل اند	۹	ہمانا کزیں توتیا غافل اند
جو لوگ دل کے اندھے ہیں		وہی اس توتیا سے غافل ہیں
چو برگشتہ دولت ملامت شنید	۱۰	سر انگشت حسرت بدنداں گزید
جب نصیب پھرے نے ملامت سنی		حسرت کی انگلی دانتوں سے کاٹی

(۱) برآسود: آرام پایا۔ روشن نہاد: روشن دل۔ بگفت: اس نے کہا۔ ایزدت: اللہ تعالیٰ تجھ کو۔ دہاد: دیوے (۲) شب: رات۔ نرگسش: اس کی نرگس آنکھ۔ قطرہ چندے: چند قطرے یا قطرے کچھ دیر۔ چکید: ٹپکے۔ سحر: صبح۔ دیدہ بر کرد: آنکھیں روشن کیں یا کھولیں۔ دنیا بدید: دنیا دیکھ لی۔ (۳) بشہر اندر: شہر بھر میں۔ افتاد: پڑ گئی۔ بے دیدہ: اندھا۔ دیدہ بر کرد: آنکھیں روشن ہو گئیں۔ دوش: کل رات۔ (۴) شنید: سنی۔ ایں سخن: یہ بات۔ خواجۂ سنگدل: پتھر دل صاحب۔ کہ برگشت: جو کہ پھر گیا۔ ازو: اس سے۔ تنگ دل: رنجیدہ۔ (۵) بگفت: اس نے کہا۔ حکایت کن: واقعہ بیان کر۔ نیک بخت: نیک نصیب۔ چوں: کیسے۔ سہل شد: آسان ہو گیا۔ بر تو: تجھ پر۔ ایں کار سخت: یہ سخت کام۔ (۶) کہ: کس نے۔ بر کردت: روشن کر دیں تیری۔ ایں شمع گیتی فروز: یہ دنیا روشن کرنے والی شمع۔ بگفت: اس نے کہا۔ ستمگارہ: ظالم۔ آشفتہ روز: پریشان دنوں والے۔ (۷) بروئے من: میرے چہرے پر۔ ایں در: یہ دروازہ۔ کسے: اس شخص نے۔ باز کرد: کھول دیا۔ کہ کردی: جو کہ تو نے کیا۔ بر روئے او: اس کے چہرے پر۔ در: دروازہ۔ فراز: بند۔ (۸) بر خاکِ مرداں: مردوں کی خاک پر۔ زنی: مارے تو۔ بمردی: مردمی کی قسم۔ پیش آیدت: سامنے آوے تیرے۔ (۹) کسانیکہ: جو لوگ کہ۔ پوشیدہ چشم دل: دل کے اندھے۔ اند: ہیں۔ ہمانا: یقیناً۔ کزیں: کہ وہ اس سے۔ توتیا: سرمے کا ایک پتھر جو آنکھوں کی دوا ہے۔ غافل اند: بے خبر ہیں۔ (۱۰) چو: جب۔ برگشتہ دولت: پھرے نصیب والا۔ ملامت شنید: ملامت سنی۔ سر انگشت حسرت: حسرت کی انگلی۔ بدنداں: دانتوں سے۔ گزید: کاٹی اس نے۔

تشریح: (۱) جب اس (غمزدہ) درویش نے کھانا کھا کر راحت و اطمینان پایا تو اسے (نابینا کو) دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھے بینا کر دے۔ (۲) غمزدہ درویش کی دعا قبول ہوئی چنانچہ رات کو اس (نابینا) کی آنکھوں سے پانی کے چند قطرے ٹپکے اور صبح تک اس کی بینائی واپس آ چکی تھی۔ (۳) پورے علاقے میں مشہور ہو گیا کہ ایک ہی رات میں نابینا شخص کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ (۴) جس ظالم و متکبر نے فقیر پر دروازے بند کر دیئے تھے۔ وہ بھی حقیقت احوال معلوم کرنے کے لیے پہنچ گیا۔ (۵) وہ (متکبر) نابینا سے کہنے لگا کہ مجھے بھی بتاؤ کہ تمہاری آنکھیں کیسے روشن ہوئی ہیں۔ یہ کام اتنا آسان نہیں جتنا کہ ہو گیا ہے۔ (۶) متکبر کی یہ بات سن کر نابینا شخص نے کہا کہ لوگوں کو پریشان کرنے والے ظالم انسان! میری بات ذرا غور سے سن۔ (یعنی یہ عقدہ کیسے حل ہوا) (۷) جس شخص کی صدا سن کر تو نے اپنے دروازے بند کر دیئے تھے۔ اس کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کی روشنی کھول دی ہے۔ (۸) اگر تو بھی درویشوں کی خدمت و احترام کرے تو تجھے بھی بصیرت قلب (دل کی آنکھیں) حاصل ہو سکتی ہیں۔ (۹) دل کے اندھے کیا جانیں کہ بلا امتیاز ہر انسان کی خدمت کرنے پر مشتمل آنکھوں کی کیمیائی دوا (توتیا) کس طرح دل کی آنکھیں روشن کرتی ہے۔ (۱۰) نابینا سے بینا ہونے والے شخص کی ملامت سے متاثر ہو کر متکبر آدمی پچھتاوے کی دنیا میں چلا گیا اور کہنے لگا کہ اے کاش یہ سعادت مجھ ہی کو حاصل ہوتی۔

marfat.com

مصرعِ اول	#	مصرعِ ثانی
کہ شہباز من صید دام تو شد	۱	مرا بود دولت بنام تو شد
کہ میرا شہباز تیرے جال کا شکار بن گیا		دولت میری تھی تیرے نام ہو گئی
کسے چوں بدست آورد جرّہ باز	۲	فرو بردہ چوں موش دنداں بآز
وہ شخص کس طرح سے شہباز کو پکڑ سکتا ہے		جو چوہے کی طرح حرص میں دانت گاڑے ہو

حکایت اندر دلداری خلقے تا برسند باہل دلے

کہاوت مخلوق کی دلداری کے بیان میں تاکہ کسی اہل دل تک پہنچ جائیں

مصرعِ اول	#	مصرعِ ثانی
الا گر طلب گار اہل دلی	۴	ز خدمت مکن یک زماں غافلی
آگاہ! اگر تو کسی صاحب دل کا طلبگار ہے		تو خدمت سے تھوڑی دیر کے لیے بھی غفلت نہ کر
خورش دِہ بدرّاج و کبک و حمام	۵	کہ یک روزت افتد ہمائے بدام
تیتر اور چکور اور کبوتر کو دانہ ڈال		تاکہ کسی روز ہما تیرے جال میں آ جائے
چو ہر گوشہ تیرِ نیاز افگنی	۶	امید ست ناگہ کہ صیدے کنی
جب تو عاجزی کا تیر ہر طرف چلائے گا		امید ہے کہ تو اچانک شکار کر لے گا
دُرے ہم بر آید ز چندیں صدف	۷	ز صد چوبہ آید یکے بر ہدف
بہت سی سیپیوں میں سے کوئی موتی نکل آتا ہے		سو تیروں میں سے کوئی نشانہ پر بیٹھتا ہے

حکایت دریں معنی

قصہ اسی بیان میں

مصرعِ اول	#	مصرعِ ثانی
یکے را پسر گم شد از راحلہ	۹	شبانگہ بگردید در قافلہ
منزل سے ایک شخص کا لڑکا گم ہو گیا		رات کے وقت قافلہ میں چکر کاٹتا پھرا
ز ہر خیمہ پرسید و ہر سو شتافت	۱۰	بتاریکی آں روشنائی بتافت
ہر خیمہ میں پوچھا اور ہر جانب دوڑا		اندھیرے میں اس نور کو پا لیا

(۱) شہباز من: میرا شاہین۔ صید دام تو: تیرے جال کا شکار۔ شد: ہو گیا۔ مرا بود: میری تھی۔ بنام تو: تیرے نام۔ شد: ہو گئی۔ (۲) کسے: کوئی شخص۔ چوں: کیسے۔ بدست: ہاتھ میں۔ آورد: لاوے۔ جرّہ باز: باز کا بچہ۔ فرو بردہ: گاڑے ہوئے۔ چوں موش: چوہے کی طرح۔ دنداں: جمع دانت۔ بآز: حرص میں۔ (۳) دلداری: دل رکھنا اور اچھا سلوک کرنا۔ خلقے: مخلوق۔ تا: تاکہ۔ برسند: پہنچ جاویں۔ باہل دلے: کسی دل والے کو۔ (۴) الا: خبردار۔ طلبگار اہل دلی: اہل دل کا طلبگار ہے تو۔ ز خدمت: خدمت سے۔ مکن: مت کر۔ یک زماں: ایک گھڑی۔ غافلی: بے پرواہی۔ (۵) خورش: خوراک۔ دِہ: دے۔ بدرّاج: تیتر کو۔ کبک: چکور۔ حمام: کبوتر۔ یک روزت: ایک دن تیرے۔ افتد: پڑ جاوے۔ ہمائے: کوئی ہما۔ ایک فرضی پرندہ جس کا سایہ پڑنے سے آدمی بادشاہ بن جاتا ہے۔ بدام: جال میں۔ (۶) چو: جب۔ ہر گوشہ: ہر طرف۔ تیر نیاز: نیازمندی کے تیر۔ افگنی: ڈالے تو۔ ناگہ: اچانک۔ صیدے: کوئی شکار۔ کنی: کرے تو۔ (۷) دُرے: کوئی موتی۔ ہم: بھی۔ بر آید: نکلتا ہے۔ ز چندیں: کتنوں سے۔ صدف: سیپی۔ ز صد چوبہ: سو تیروں سے۔ آید: آتا ہے۔ یکے: ایک۔ بر ہدف: نشانے پر۔ (۸) دریں: اس میں۔ معنی: مضمون۔ (۹) یکے را: ایک کا۔ پسر: بیٹا۔ گم شد: گم ہو گیا۔ راحلہ: سواری۔ شبانگہ: رات کے وقت۔ بگردید: پھرا وہ۔ (۱۰) ز ہر خیمہ: ہر خیمے سے۔ پرسید: پوچھا اس نے۔ ہر سو: ہر طرف۔ شتافت: دوڑا وہ۔ بتاریکی: اندھیرے میں۔ آں روشنائی: وہ روشنائی یعنی بیٹا۔ بتافت: چمک پڑنا۔

تشریح: (۱) میرا شہباز (درویش) خود میرے ہی جال (دروازہ بند کرنے) کا شکار ہو گیا۔ یہ (فقیر) میرے مقدر کھولنے آیا تھا لیکن قسمت تیری (نابینا کی) اچھی نکلی۔ (۲) جو شخص حریص ہوتا ہے وہ بلا تفریق انسانوں کی خدمت کرنے کی صورت میں قیمتی دعائیں حاصل کرنے کے لیے عقابوں کا شکار نہیں کر سکتا (یعنی فقیروں کی خدمت نہیں کر سکتا)۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اہل دل (فقرا اور درویشوں) سے ملاقات ہر کسی و ناکس کی خدمت کرنے سے نصیب ہوتی ہے۔ (۴) جو شخص اہل اللہ کی ملاقات کا طلبگار ہوتا ہے وہ خدمت خلق کو اپنا وطیرہ بنا لیتا ہے۔
(۵) تیتر، بٹیر، چکور، کبوتر غرض کہ ہر پرندے کو دانہ ڈالتے رہنے سے ایک دن ہما بھی تیرے پاس آکر تجھے بادشاہت کا تخت عنایت کر دے گا۔
(۶) خدمت کے سینکڑوں تیر چلائے رکھنے سے اچانک کسی اللہ والے کی خدمت کا تیر بھی اصل شکار تک (اہل اللہ کی خدمت) پہنچ جائے گا۔
(۷) ہزاروں سیپیاں جمع کرنے کے بعد چند ایک ایسی سیپیاں حاصل ہوتی ہیں جن میں گوہر ہوتا ہے۔ سیپیوں سے اہل اللہ مراد ہیں۔
(۸) عنوان۔ اس حکایت کا مقصود اصل (مضمون) بھی گذشتہ حکایت کی مانند ہے۔ (یعنی پہلی اور اس حکایت کی کہانی ایک جیسی ہے)۔
(۹) بے خبری کے عالم میں کسی مسافر کا بیٹا اونٹ سے گر کر گم ہو گیا۔ وہ (بیٹے کا باپ) دیوانہ وار قافلے میں تگ و دو میں مصروف رہا۔
(۱۰) اس کی ہر قافلے سے پوچھ گچھ اور ہر طرف کی بھگدڑ بالآخر کام آئی کہ تاریکی میں اسے نور نظر (بیٹا) مل گیا۔ رات بھر کی محنت رنگ لائی۔

marfat.com

چو آمد بر مردم کارواں	۱	شنیدم کہ مے گفت باساروان
جب قافلے کے آدمیوں کے پاس پہنچا		تو میں نے سنا کہ اونٹ والے سے کہہ رہا تھا
ندانی کہ چوں راہ بردم بدوست	۲	ہر آنکس کہ پیش آمدم گفتم اوست
تجھے معلوم نہیں کہ میں دوست تک کیسے پہنچا		جو بھی میرے سامنے آیا میں نے کہا وہی ہے
مشائخ بجاں طالب ہر کسند	۳	کہ باشد کہ وقتے بمردے رسند
بزرگ دل سے ہر شخص کے طالب ہوتے ہیں		تاکہ ہو سکے کہ کسی وقت وہ کسی انسان تک پہنچ جائیں
برند از برائے دلے بارہا	۴	خورند از برائے گلے خارہا
ایک دل کی خاطر بہت سے بوجھ اٹھاتے ہیں		ایک پھول کیلئے بہت سے کانٹے کھاتے ہیں

حکایت ۵ ہمدریں معنیٰ

قصہ اسی بیان میں

ز تاج ملک زادۂ در مناخ	۶	شبے لعلے افتاد در سنگلاخ
پڑاؤ میں ایک شہزادے کے تاج سے		ایک رات میں ایک لعل پتھریلی زمین میں گر گیا
پدر گفتش اندر شب تیرہ رنگ	۷	چہ دانی کہ گوہر کدامست و سنگ
تاریک رنگ رات میں باپ نے اس سے کہا		تجھے کیا معلوم کہ گوہر کونسا ہے اور پتھر کونسا
ہمہ سنگہا گوش دار اے پسر	۸	کہ لعل از میانش نباشد بدر
اے لڑکے سب پتھروں کی حفاظت کر		اس لیے کہ لعل ان سے باہر نہ ہوگا
در اوباش پاکان شوریدہ رنگ	۹	ہماں جائے تاریک و لعل اند و سنگ
پراگندہ رنگ نیک لوگ رندوں میں		وہی اندھیری جگہ اور پتھر اور لعل ہیں
بعزت بکش بار ہر جاہلے	۱۰	کہ افتی بسر وقت بصاحبدلے
ہر جاہل کا بوجھ عزت سے برداشت کر		کسی وقت کسی صاحبدل تک پہنچ جائیگا

(۱) چو: جب۔ آمد: آیا وہ۔ بر مردم: لوگوں کے پاس۔ کارواں: قافلہ۔ شنیدم: میں نے سنا۔ مے گفت: کہہ رہا تھا۔ باساروان: ایک اونٹ والے سے۔ (۲) ندانی: تو نہیں جانتا۔ چوں: کیسے۔ راہ بردم: راستہ لے گیا میں۔ بدوست: دوست تک۔ ہر آنکس: جو بھی شخص۔ پیش آمدم: میرے سامنے آیا۔ گفتم: میں نے کہا۔ اوست: وہی ہے۔ (۳) مشائخ: جمع شیخ بزرگ۔ بجاں: جان سے۔ طالب ہر کسند: ہر شخص کے چاہنے والے ہیں۔ کہ باشد: ہو سکتا ہے۔ وقتے: کسی وقت۔ بمردے: کسی مرد کامل کو۔ رسند: پہنچ جائیں۔ (۴) برند: لے جاتے ہیں۔ برائے دلے: ایک دل کے واسطے۔ بارہا: بہت بوجھ۔ خورند: کھاتے ہیں۔ برائے گلے: ایک پھول کے واسطے۔ خارہا: بہت سے کانٹے۔ (۵) ہمدریں: اسی۔ معنی: مضمون۔
(۶) تاج ملک زادۂ: شہزادے کے تاج سے۔ مناخ: اونٹوں کا باڑہ۔ یہاں پڑاؤ مراد ہے۔ شبے: ایک رات۔ لعلے: ایک موتی۔ افتاد: گر پڑا۔ در سنگلاخ: پتھریلی زمین۔ پدر: باپ۔ گفتش: اس کو کہا۔ شب تیرہ رنگ: اندھیرے جیسی کالی رات۔ چہ دانی: تو کیا جانے۔ گوہر: موتی۔ کدامست: کون ہے۔ سنگ: پتھر۔
(۸) ہمہ سنگہا: تمام پتھر۔ گوش دار: محفوظ رکھ۔ پسر: لڑکا۔ لعل: موتی۔ از میانش: ان میں سے۔ نباشد: نہیں ہوگا۔ بدر: باہر۔ (۹) در اوباش: بدمعاشوں میں۔ پاکان شوریدہ رنگ: اڑے رنگ والے پاک لوگ۔ ہماں جائے: وہی جگہ۔ تاریک: اندھیری۔ لعل اند: موتی ہیں۔ سنگ: پتھر۔ (۱۰) بعزت: عزت کے ساتھ۔ بکش: کھینچ۔ بار ہر جاہلے: ہر جاہل کا بوجھ۔ کہ افتی: کہ جا پڑے گا تو۔ بسر وقت: آخرکار۔ بصاحبدلے: کسی دل والے کو۔

تشریح: (۱) وہ (گمشدہ بیٹے کا باپ) قافلے کے ہر فرد سے کہنے لگا کہ کیا تمہیں میرا بیٹا ملنے کا راز معلوم ہے کہ وہ کیسے ملا۔ (۲) میرے سامنے بیٹے کا جو بھی ہم عمر لڑکا آیا۔ میں نے اسے باپ کی نظر سے دیکھا۔ بالآخر مجھے میرا لخت جگر مل گیا۔ (۳) بزرگان کرام کے دل ہر شخص کی چاہت سے لبریز ہوتے ہیں۔ اس لیے ہر بزرگ کو اہل اللہ سمجھ کر اس کی خدمت کرو۔ ایک نہ ایک دن ولی کامل بھی مل جائے گا۔ (۴) پاکیزہ قلب کے حصول کے لیے بہت سوں کی دلجوئی کرنی پڑتی ہے۔ ایسے ہی ایک پھول کے لیے کثیر کانٹوں کی چبھن برداشت کرنی پڑتی ہے۔ (۵) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ پہلی دو حکایتوں کی طرح اس کا مفہوم و مقصود (ہر آدمی کی بے لوث خدمت کرنا) بھی ایک ہی ہے۔
(۶) سنگریزوں سے بھرپور پتھریلی زمین پر اونٹوں کے باڑے میں کسی شہزادے کے تاج کا گوہر گر کر سنگریزوں میں شامل ہو گیا۔
(۷-۸) اندھیری رات میں پتھر اور موتی میں تفریق میں دشواری کی وجہ سے بادشاہ (باپ) نے شہزادے سے کہا کہ تمام کنکریاں جمع کر کے لاؤ۔ موتی انہیں میں موجود ہوگا۔ (۹) تاریک مقام پر موتی اور پتھر کی مثال بھی ایسی ہے کہ بد قماش لوگوں میں بھی اہل اللہ پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اوباش لوگوں کی خدمت بھی بلا امتیاز کرنی چاہیے۔ (۱۰) جہلاء اور نادان لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے کیونکہ اللہ والے اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے انہی جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ مبادا کہ ان کی توہین نہ ہو جائے۔

marfat.com

۱	کسے راکہ با دوستے سرخوشست	نہ بینی کہ چوں بار دشمن کش ست
	کسی کو اگر کسی دوست سے عشق ہے	کیا تو نہیں دیکھتا وہ دشمن کا بوجھ کیونکر برداشت کرتا ہے
۲	بدرد چو گل جامہ از دست خار	کہ خوں در دل افتادہ خندد چو نار
	پھول کی طرح کپڑے کانٹوں سے پھاڑتا ہے	بلکہ جس کا دل خون میں ڈوبا ہوا ہے تو انار کی طرح ہنستا ہے
۳	غم جملہ خور در ہوائے یکے	مراعات صد کن برائے یکے
	ایک کی محبت میں بہت سوں کا غم کھا	ایک کی وجہ سے سو کی رعایت کر
۴	گرت خاکپایان شوریدہ سر	حقیر و فقیر اند اندر نظر
	اگر دیوانے، گرے پڑے، تیری	نظر میں ذلیل اور محتاج ہیں
۵	کسے راکہ نزدیک ظنت بد اوست	چہ دانی کہ صاحب ولایت خود اوست
	کسی ایسے شخص کے متعلق جو تیری نگاہ میں بُرا ہو	تجھے کیا معلوم کہ وہ صاحب ولایت ہو
۶	در معرفت بر کسانیست باز	کہ درہاست بر روئے ایشاں فراز
	معرفت خداوندی کا دروازہ ان پر کھلا ہے	جن پر لوگوں کے دروازے بند ہیں
۷	بسا تلخ عیشان تلخی چشاں	کہ آیند در حلہ دامن کشاں
	بہت سے کڑوی زندگی رکھنے والے کڑواہٹ چکھنے والے	فاخرہ لباس میں دامن کھینچے ہوئے آئیں گے
۸	ببوسی گرت عقل و تدبیر ہست	ملک زادہ را در نواخانہ دست
	اگر تجھ میں عقل اور تدبیر ہے تو بوسہ دے	شہزادے کے ہاتھ کو قید خانہ میں
۹	کہ روزے فرج یابد از شہر بند	بلندیت بخشد چو گردد بلند
	اسلئے کہ وہ ایک نہ ایک دن قید خانے سے رہائی حاصل کریگا	جب بلند ہو گا تو تجھے بلندی بخشے گا
۱۰	مسوزاں درخت گل اندر خریف	کہ در نو بہارت نماید طریف
	خزاں میں پھولوں کے درخت کو نہ جلا	کہ بہار میں تجھے تازہ نظر آئے گا

(۱) کسے راکہ: جس شخص کو کہ۔ با دوستے: دوست کے ساتھ۔ سرخوشست: تعلق ہے یا عشق ہے۔ نہ بینی: نہیں دیکھتا تو۔ چوں: کیسے۔ بار دشمن: دشمن کا بوجھ یعنی تکلیف۔ کش بار: کے ساتھ تنگ کر بوجھ کھینچنے والا۔ (۲) بدرد: پھاڑتا ہے۔ چو گل: پھول کی طرح۔ جامہ: کپڑا۔ از دست خار: کانٹے کے ہاتھ سے۔ در دل افتادہ: دل میں پڑا ہو۔ خندد: ہنستا ہے۔ چوں نار: انار کی طرح۔ (۳) غم جملہ: سب کا غم۔ خور: کھا۔ در ہوائے یکے: ایک کی محبت میں۔ مراعات صد: سو کی رعایت کن: کر۔ برائے یکے: ایک کے واسطے۔ (۴) گرت: اس کی تا دوسرے مصرعے کی نظر کے ساتھ لگتی ہے یعنی اگر تیری نظر میں۔ خاکپایان شوریدہ سر: دیوانے گھٹیا لوگ۔ اند: ہیں۔ (۵) کسے راکہ: جس کسی کو کہ۔ نزدیک ظنت: تیرے خیال میں۔ بد اوست: وہ بُرا ہے۔ چہ دانی: تو کیا جانے۔ صاحب ولایت: ولایت والا۔ خود اوست: وہ خود ہے۔ وہی ہے۔ (۶) در معرفت: معرفت کا دروازہ۔ بر کسانیست: ان لوگوں پر ہے۔ باز: کھلا۔ درہاست: دروازے ہیں۔ بر روئے ایشاں: ان کے چہروں پر۔ فراز: بند۔ (۷) بسا: بہت سے۔ تلخ عیشاں: تنگ روزی والے۔ تلخی چشاں: تلخی چکھنے والے۔ آیند: آویں گے وہ۔ در حلہ: حلوں میں۔ دامن کشاں: دامن کھینچتے ہوئے۔ (۸) ببوسی: چوم لے تو۔ گرت: اگر تجھ کو۔ ہست: ہے۔ ملک زادہ: شہزادہ۔ نواخانہ: قید خانہ۔ دست: ہاتھ۔ (۹) روزے: ایک دن۔ فرج یابد: خلاصی پاوے گا۔ شہر بند: قید خانہ۔ بلندیت بخشد: بلندی تجھ کو بخشے گا۔ چوں گردد: جب ہوئے گا۔ (۱۰) مسوزاں: مت جلا۔ درخت گل: پھول کا پودا۔ خریف: خزاں، پت جھڑ۔ نو بہارت: نئی بہار میں تجھ کو۔ نماید: دکھائی دیگا۔ طریف: تازہ

تشریح: (۱) عشق و محبت کے گہرے سمندر میں ڈوبے ہوئے لوگ اپنے دشمنوں اور رقیبوں کی ہر تکلیف کا سامنا کرتے ہیں اور اسے تکلیف کو برداشت بھی کرتے ہیں۔ (۲) جیسے پھول کی پتیاں کانٹوں کی ستم ظریفی کی وجہ سے کٹی پھٹی سی ہوتی ہیں۔ عشاق کے کپڑے بھی اسی طرح رقیبوں کے ہاتھوں سے پھٹے پھٹے سے رہتے ہیں لیکن وہ پھر بھی انار کی طرح ہنستے رہتے ہیں۔ (۳) محب کا محبوب کے تمام متعلقین کے مظالم برداشت کرنے کی طرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے سارے جہان کے مصائب سمیٹ لینے چاہئیں۔ (۴) ؎ زاہد نگاہ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ۔ نہ جانے اس کریم کو تو ہے یا وہ پسند کے بمصداق جس کو تو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہی ولی کامل ہو۔ (۵) اسی لیے کسی بھی درویش اور فقیر کو گھٹیا و حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ (۶) عموماً اللہ والوں کی وضع قطع ایسی ہوتی ہے کہ کوئی بھی اسے اپنے گھر بلانے یا ان کی صدا پر دروازہ کھولنے پر رضامند نہیں ہوتا لیکن انہی پر معرفت کا در کھلا ہے۔
(۷) دنیا میں اکثر لوگ نان و نفقہ سے تنگ ہوتے ہیں۔ لیکن ولایت میں بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے (روز قیامت) جنت کے قیمتی خلعتوں میں ملبوس ہوں گے۔ (۸) عقل و خرد ایسی تدبیر کی مقتضی ہے کہ قیدی شہزادے کے ساتھ جیل خانے میں ہی راہ و رسم بڑھالینی چاہیے۔ (۹) کل کلاں وہ (شہزادہ) قید سے رہائی پانے کے بعد تخت نشین ہو کر تجھے مفاد پہنچا سکتا ہے۔ شریعت کے پابند فقراء کی خدمت کرنا لازمی امر ہے۔ (۱۰) گلاب کے پودے بے رونق جان کر جلانے کے قابل نہیں۔ کیونکہ موسم بہار میں انہیں تازگی حاصل ہو جاتی ہے۔ دنیا میں حقیر فقرا لوگ اولیاء اللہ ہونے کے باعث آخرت میں عزت و احترام کے قابل ہوں گے۔

marfat.com

حکایت پدرِ بخیل و فرزند لااُبالی

بخیل باپ اور لا پرواہ لڑکے کا قصہ

یکے زہرۂ خرج کردن نداشت	۲	زرش بود و یارائے خوردن نداشت
ایک شخص خرچ کرنے کا پتہ نہ رکھتا تھا		اس کے پاس مال تھا کھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا
نخوردے کہ خاطر بیاسایدش	۳	ندادے کہ فردا بکار آیدش
وہ نہ کھاتا کہ اپنے آپ کو آرام پہنچائے		نہ دیتا کہ کل کو اس کے کام آئے
شب و روز در بند زر بود و سیم	۴	زر و سیم در بند مرد لئیم
دن رات سونے چاندی کی فکر میں تھا		سونا اور چاندی کمینے شخص کی قید میں تھا
بدانست روزے پسر در کمیں	۵	کہ ممسک کجا کرد زر در زمیں
ایک دن لڑکے نے پوشیدہ مقام سے دیکھ لیا		کہ بخیل نے سونا زمین میں کس جگہ رکھا ہے
ز خاکش بر آورد و بر باد داد	۶	شنیدم کہ سنگے در آنجا نہاد
اس نے زمین سے نکال لیا اور برباد کر دیا		میں نے سنا ہے کہ ایک پتھر اس جگہ رکھ دیا
جواں مرد را زر بقائے نکرد	۷	بیک دستش آمد بدیگر بخورد
جوان لڑکے کے پاس سونا نہ ٹکا		ایک ہاتھ سے اس کے پاس آیا دوسرے سے اڑا دیا
کزیں کم زنے بود ناپاک رو	۸	کلاہش ببازار و میزر گرو
ایسا فضول خرچ اور بد وضع تھا		کہ اسکی ٹوپی اور لنگی بازار میں گروی رہتی تھی
نہادہ پدر چنگ در نائے خویش	۹	پسر چنگی و نائی آوردہ پیش
باپ نے ستار حلق میں رکھ		لڑکے نے ستار اور شہنائی بجانیوالوں کو سامنے بلایا
پدر زار و گریاں ہمہ شب نخفت	۱۰	پسر بامداداں بخندید و گفت
باپ رونے اور گڑگڑانے میں تمام رات نہ سویا		لڑکا صبح کو ہنسا اور بولا

(۱) پدرِ بخیل؛ کنجوس باپ۔ فرزند؛ بیٹا۔ لااُبالی؛ بے پرواہ۔ (۲) یکے؛ ایک۔ زہرۂ خرج کردن؛ خرچ کرنے کا حوصلہ۔ نداشت؛ نہیں رکھتا تھا۔ زرش؛ اس کے پاس سونا۔ بود؛ تھا۔ یارائے خوردن؛ کھانے کی طاقت۔ (۳) نخوردے؛ نہ کھاتا۔ خاطر؛ دل۔ بیاسایدش؛ آرام پاتا اس کا۔ ندادے؛ نہ دیتا۔ فردا؛ کل یعنی قیامت۔ بکار آیدش؛ اس کے کام آتا۔

(۴) شب و روز؛ رات دن۔ در بند زر؛ سونے کی فکر میں۔ بود؛ تھا۔ سیم؛ چاندی۔ زر و سیم؛ سونا اور چاندی۔ در بند مرد لئیم؛ کمینے آدمی کی قید میں۔ (۵) بدانست؛ جان لیا۔ روزے؛ ایک دن۔ پسر؛ بیٹا۔ در کمیں؛ گھات میں۔ ممسک؛ بخیل۔ کجا کرد؛ کہاں کیا۔ زر؛ سونا۔ در زمیں؛ زمین میں۔ (۶) ز خاکش؛ مٹی میں سے اس کو۔ بر آورد؛ نکال لیا۔ بر باد داد؛ برباد کر دیا۔ شنیدم؛ میں نے سنا ہے۔ سنگے؛ ایک پتھر۔ در آنجا؛ اس جگہ۔ نہاد؛ رکھ دیا۔ (۷) زر؛ سونا۔ بقائے نکرد؛ ٹھہر نہ سکا۔ بیک دستش؛ اس کے ایک ہاتھ میں۔ آمد؛ آیا۔ بدیگر؛ دوسرے سے۔ بخورد؛ کھا لیا۔ (۸) کزیں؛ ایسا۔ کم زنے؛ فضول خرچ یا بد بخت۔ کلاہش؛ اس کی ٹوپی۔ میزر؛ چادر۔ گرو؛ گروی۔

(۹) نہادہ؛ رکھا۔ پدر؛ باپ۔ چنگ؛ ستار۔ نائے خویش؛ اپنا گلا۔ پسر؛ بیٹا۔ چنگی؛ ستار بجانے والا۔ نائی؛ بانسری۔ آوردہ پیش؛ بلا لیا۔

(۱۰) پدر؛ بیٹا۔ زار و گریاں؛ روتا ہوا۔ ہمہ شب؛ ساری رات۔ نخفت؛ نہ سویا۔ پسر؛ بیٹا۔ بامداداں؛ صبح سویرے۔ بخندید؛ ہنس پڑا۔ و گفت؛ اور کہا۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بخیل آدمی اپنی دولت سے فائدہ نہیں اٹھاتا، لیکن اس کے مرنے کے بعد آل اولاد عیاشی کر کے اس کا مال تباہ کر دیتے ہیں۔ (۲) ایک شخص کثیر مال و دولت کا مالک تھا لیکن بخل کی وجہ سے وہ دولت خرچ کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔

(۳) نہ اپنی ذات پر خرچ کر کے راحت و سکون حاصل کرتا تھا اور نہ ہی اللہ کی راہ میں خرچ کر کے آخرت میں ذخیرہ جمع کرتا تھا۔ (۴) وہ (بخیل) ہر وقت مال و زر جمع کرنے کی فکر میں مگن رہتا تھا۔ مال و زر ایک بے بس قیدی کی طرح اس کے قبضہ میں رہتا تھا۔ (۵) ایک دن اس (بخیل) کے شاہ خرچ بیٹے نے سراغ لگا لیا کہ اس کا باپ مال و زر کہاں چھپا کے رکھتا ہے۔ (۶) میں نے (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ اس (بخیل) کے بیٹے نے وہاں (زمین) سے سارا مال و زر نکال کر وہاں ایک پتھر دبا کے زمین کو ہموار کر دیا۔

(۷) چونکہ اس (بخیل) کے بیٹے کی ذاتی محنت پر مشتمل کمائی نہ تھی۔ اس لیے بہت جلد خرچ کر دی۔

(۸) فضول خرچی کی وجہ سے وہ (بخیل کا بیٹا) ہر وقت قرضدار رہتا تھا۔ اس کے ذاتی استعمال کی چیزیں قرض خواہوں کے پاس ہمیشہ رہن رہتی تھیں۔ (۹) جب بخیل نے دولت کی بجائے پتھر دبا ہوا دیکھا تو اسے اتنا صدمہ ہوا کہ وہ ساری رات روتا رہا اور بیٹا شہنائی کی گونج میں جشن مناتا رہا۔ (۱۰) باپ نے رو رو کر ساری رات آنکھوں میں کاٹ دی اور بیٹے نے صبح اٹھ کر باپ پر طنز و طعن کے تیر برسائے کہ۔

marfat.com

۱	زر از بہر خوردن بود اے پدر	ز بہر نہادن چہ سنگ و چہ زر
	اے باپ سونا خرچ کے لیے ہوتا ہے	رکھنے کے لیے پتھر اور سونا یکساں ہے
۲	زر از سنگِ خارا بروں آورند	کہ بخشند و پوشند و آساں خورند
	سنگ خارا سے سونا نکالتے ہیں	تاکہ دیں اور پہنیں اور آرام سے کھائیں
۳	زر اندر کفِ مردِ دنیا پرست	ہنوز اے برادر بسنگ اندر ست
	دنیا پرست کی ہتھیلی میں سونا	ابھی اے بھائی پتھر ہی کے اندر ہے
۴	چوں در زندگانی بدی باعیال	گرت مرگ خواہند از ایشاں منال
	جب تو زندگی میں متعلقین کے ساتھ برا ہے	اگر وہ تیرا مرنا چاہیں تو شکوہ نہ کر
۵	چوں چشمارو آنگہ خورند از تو سیر	کہ از بام پنجہ گز افتی بزیر
	چشمارو کی طرح ہے وہ تجھ سے پیٹ بھر کر جب کھائیں گے	جب کہ تو پچاس گز کی چھت سے نیچے گرے گا
۶	بخیل توانگر بدینار و سیم	طلسمے ست بالائے گنجے مقیم
	مالدار بخیل اشرفیوں اور چاندی پر	جادو ہے جو خزانہ پر قائم ہے
۷	ازاں سالہا مے بماند زرش	کہ لرزد طلسمے چنیں بر سرش
	اسی واسطے برسوں اس کا روپیہ رہتا ہے	کیونکہ اس طرح کا جادو اس پر لرز رہا ہے
۸	بسنگِ اجل ناگہش بشکنند	بآسودگی گنج قسمت کنند
	موت کے پتھر سے اچانک اسکو توڑیں گے	آرام سے خزانہ بانٹ لیں گے
۹	پس از بردن و گرد کردن چوں مور	بخور پیش ازاں کت خورد کرم گور
	لے جانے اور چیونٹی کی طرح جمع کرنے کے بعد	اس سے پہلے کھالے کہ تجھے قبر کے کیڑے کھائیں
۱۰	سخنہائے سعدیؒ مثال ست و پند	بکار آیدت گر شوی کاربند
	سعدیؒ کی باتیں مثال اور نصیحت ہیں	تیرے کام آئیں گی اگر تو عمل کرے گا

(۱) زر: سونا۔ از بہر: واسطے۔ خوردن: کھانا۔ بود: ہووے۔ پدر: باپ۔ ز بہر نہادن: رکھنے کے واسطے۔ چہ سنگ: کیا پتھر۔ چہ زر: کیا سونا۔ (۲) سنگ خارا: سخت پتھر۔ بروں: باہر۔ آورند: لاتے ہیں۔ کہ بخشند: تاکہ بخشیں۔ پوشند: پہنیں۔ خورند: کھاویں۔ (۳) زر: سونا۔ کف: ہاتھ۔ مرد دنیا پرست: دنیادار آدمی۔ ہنوز: ابھی۔ برادر: بھائی۔ بسنگ: پتھر۔ اندر ست: میں ہے۔ (۴) چوں: جب۔ در زندگانی: زندگی میں۔ بدی: اصل بد آئی: برا ہے تو۔ باعیال: اہل و عیال کے ساتھ۔ گرت: اس کی ت مرگ کے ساتھ بھی ہے یعنی تیری موت۔ خواہند: چاہیں۔ از ایشاں منال: مت رو۔ (۵) چوں: مثل۔ چشمارو: ڈراوا، پرندوں کو ڈرانے کے لیے جو شکل سی بنائی جاتی ہے۔ آنگہ: اس وقت۔ خورند: کھاویں گے۔ از تو: تجھ سے۔ سیر: پیٹ بھر کر۔ بام: چھت۔ افتی: گرے تو۔ بزیر: نیچے۔ (۶) بخیل توانگر: کنجوس دولت مند۔ بدینار و سیم: اشرفی اور چاندی پر۔ طلسمے ست: ایک جادو ہے۔ بالائے گنجے: خزانے کے اوپر۔ مقیم: ٹھہرا ہوا۔ (۷) ازاں: اس وجہ سے۔ سالہا: جمع سال۔ بماند: رہ جاتا ہے۔ زرش: اس کا سونا۔ لرزد: کانپتا ہے۔ طلسمے: ایک جادو۔ چنیں: ایسا۔ بر سرش: اس کے سر پر۔ (۸) بسنگ اجل: موت کے پتھر کے ساتھ۔ ناگہش: اچانک اس کو۔ بشکنند: توڑدیں گے۔ بآسودگی: آرام کے ساتھ۔ گنج: خزانہ۔ قسمت کنند: تقسیم کریں گے۔ (۹) پس از بردن: لے جانے کے بعد۔ گرد کردن: جمع کرنا۔ بخور: کھا۔ پیش ازاں: اس سے پہلے۔ کت: اس کی ت خورد کا مفعول ہے یعنی تجھ کو کھاوے۔ کرم گور: قبر کے کیڑے۔ (۱۰) سخنہائے سعدی: سعدیؒ کی باتیں۔ پند: نصیحت۔ بکار آیدت: تیرے کام آویں۔ گر شوی: اگر ہوجائے تو۔ کاربند: عامل۔

تشریح: (۱) زر (سونے) کا مقصد ضروریات زندگی کی تکمیل ہوتی ہے۔ جس زر کو صرف رکھا جائے اس میں اور پتھر میں کوئی فرق نہیں۔ (۲) پتھر (پہاڑ) کی کانوں سے سونا اس لیے حاصل کیا جاتا ہے کہ اسے اپنی جان پر اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ (۳) دنیادار اور بخیل کے پاس سونا ایسے ہے جیسے پتھر۔ کیونکہ پتھر اور بخیل کے قبضے میں سونا بے فائدہ ہیں۔ (۴) جب کوئی مالدار آدمی مال و زر پاس ہونے کے باوجود اپنی اولاد کو محتاج رکھتا ہے تو اس کی اولاد (بخیل) کے مرنے کی دعائیں کرتی ہے تاکہ اس کے مال سے نفع اٹھائے۔ (۵) مال و زر پر بخیل کی مثال ایسی ہے جیسے کھیتی میں ڈراؤنی شکل کھڑی ہو۔ جب کھیتی سے وہ (شکل) گرتی ہے تو پرندے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بخیل مرتا ہے تو لواحقین مفاد حاصل کرتے ہیں۔ (۶) بخیل کی مثال یہ بھی ہے کہ وہ خزانے پر بیٹھا ہوا ایسا سانپ ہے جو خود نفع اٹھاتا ہے نہ دوسروں کو مفاد اٹھانے کا موقع دیتا ہے۔ (۷) یہی وجہ ہے کہ اس (بخیل) کا مال و زر کسی کمی کے بغیر تاحیات سلامت رہتا ہے۔ کیونکہ اس پر لہراتا ہوا جادو (سانپ) مسلط ہوتا ہے۔ (۸) ملک الموت اچانک اس کا طلسم توڑ دیتا ہے اور بخیل کو موت اچک لیتی ہے۔ پھر لواحقین اور ورثاء اس (بخیل) کے مال و زر پر عیش کرتے ہیں۔ (۹) بخیل کی مثال یہ چیونٹی کی مانند ہے۔ کیونکہ چیونٹی بھی ضرورت سے زیادہ خوراک جمع کرتی ہے لیکن کھا نہیں سکتی۔ اس سے پہلے کہ تجھے (بخیل باپ کو) قبر کے کیڑے کھائیں مال و زر خرچ کردے۔ (۱۰) شیخ سعدیؒ کی نصیحت آموز باتیں بڑے کام کی ہیں۔ انہیں جو بھی اپنائے گا وہ ان کو کبھی افادے سے کم نہیں پائے گا۔

marfat.com

مصرعِ اوّل	نمبر	مصرعِ دوم
دریغست ازیں روئے برتافتن	۱	کزیں روئے دولت تواں یافتن
ان سے منہ موڑنا افسوسناک ہے		کیونکہ انہی سے دولت پائی جاسکتی ہے

حکایت احسان اندک و ثمرۂ آں بے نہایت

تھوڑے سے احسان اور اس کے لیئے بے انتہا پھل کا قصہ

مصرعِ اوّل	نمبر	مصرعِ دوم
جوانے بدانگے کرم کردہ بود	۳	تمنائے پیرے برآوردہ بود
ایک نوجوان نے ایک دانگ بخشا تھا		ایک بوڑھے کی تمنا پوری کی تھی
بجرمے گرفت آسمان ناگہش	۴	فرستاد سلطاں بکشتن گہش
اچانک آسمان نے اسکو ایک جرم میں گرفتار کرلیا		بادشاہ نے اس کو قتل گاہ میں بھیج دیا
تماشا کناں بر در و کوئے و بام	۵	تگاپوئے ترکان و جوشش عوام
تماشائی دروازے اور کوچے اور چھت سے تماشا دیکھ رہے تھے		سپاہیوں کی بھاگ دوڑ اور عوام کے جوش تھے
چوں دید اندر آشوب درویش پیر	۶	جواں را بدست خلائق اسیر
جب بوڑھے فقیر نے شور و غل میں دیکھا		جوان کو لوگوں کے ہاتھ میں قیدی
دلش بر جواں مردِ مسکیں بخست	۷	کہ بارے دل آوردہ بودش بدست
جواں مرد مسکین پر اس کا دل زخمی ہوگیا		کیونکہ ایکبار اس نے اس کا دل ہاتھ میں لیا تھا
برآورد زاری کہ سلطاں بمرد	۸	جہاں ماندہ خوئے پسندیدہ برد
رونے لگا کہ بادشاہ مرگیا ہے		دنیا رہ گئی اور وہ اچھی عادتیں اپنے ساتھ لے گیا ہے
بہم بر ہمے سود دستِ دریغ	۹	شنیدند ترکان آہختہ تیغ
افسوس کا ہاتھ ہاتھ پر ملتا تھا		تلوار سونتے ہوئے سپاہیوں نے سنا
بفریاد از ایشاں برآمد خروش	۱۰	تپانچہ زناں بر سر و رو و دوش
ان کی فریاد سے شور پیدا ہو گیا		سر اور چہرہ اور کاندھے پیٹتے ہوئے

(۱) دریغست: افسوس ہے۔ ازیں: اس سے۔ روئے: منہ۔ برتافتن: پھیرنا۔ کزیں: کہ اس سے۔ روئے دولت: دولت کا چہرہ۔ تواں یافتن: پا سکتے ہیں۔
(۲) احسان اندک: تھوڑا سا احسان۔ ثمرۂ آں: اس کا پھل۔ بے نہایت: بے انتہا۔ (۳) جوانے: ایک جوان۔ بدانگے: ایک دانگ کو۔ کرم کردہ: خیرات کئے ہوئے۔ بود: تھا۔ تمنائے پیرے: ایک بوڑھے کی حاجت۔ برآوردہ بود: پوری کی تھی۔ (۴) بجرمے: ایک جرم میں۔ گرفت: پکڑا۔ ناگہش: اچانک اس کو۔ فرستاد: بھیجا۔ سلطان: بادشاہ۔ بکشتن گہش: قتل گاہ میں اس کو۔
(۵) تماشا کناں: تماشا کرتے ہوئے۔ بر در و کو و بام: چھت گلی اور دروازے پر۔ تگاپوئے ترکان: سپاہیوں کی بھاگ دوڑ۔ جوشِ عوام: عوام کا جوش۔ (۶) چو: جب۔ دید: دیکھا۔ آشوب: شور۔ درویش پیر: بوڑھا درویش۔ بدست خلائق: مخلوق کے ہاتھ میں۔ اسیر: قیدی۔ (۷) دلش: اس کا دل۔ بخست: زخمی ہوگیا۔ بارے: ایک بار۔ دل آوردہ بود: دل لایا تھا۔ ش: دل کے ساتھ لگتی ہے یعنی اس کا دل۔ بدست: ہاتھ میں۔ (۸) برآورد زاری: اس نے چیخ نکالی۔ سلطان بمرد: بادشاہ مر گیا۔ ماند: رہ گیا۔ خوئے پسندیدہ: اچھی عادتیں۔ برد: لے گیا۔ (۹) بہم: ایک دوسرے سے۔ بر: [illegible] ہمے سود: ملتا تھا۔ دستِ دریغ: افسوس کا ہاتھ۔ شنیدند: سنا انہوں نے۔ ترکان آہختہ تیغ: تلوار کھینچے ہوئے سپاہی۔ (۱۰) بفریاد از ایشاں: ان کی فریاد سے۔ برآمد خروش: چیخیں نکلیں۔ تپانچہ زناں: طمانچے مارتے ہوئے۔ رو: چہرہ۔ دوش: کندھا۔

تشریح: (۱) جو شخص ان (مواعظ و نصائح) سے روگردانی کرے گا وہ صدمہ اٹھائے گا کیونکہ ان پر عمل پیرا ہونے سے مالی مفادات کا حصول ہوگا۔ (۲) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ معمولی سا احسان بہت بڑے اجر و صلہ کا سبب بن جاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ (۳) ایک جواں عمر شخص نے کسی فقیر کی صدا پر اس (فقیر) کی مطلوبہ رقم (ایک روپیہ) اسے (فقیر کو) دیکر اس (فقیر) کی حاجت پوری کردی۔ (۴) اچانک اس (جواں سال) سے ایسی واردات ہوئی کہ وہ قتل کے جرم میں گرفتار ہوگیا۔ اور بادشاہ نے اسے قتل گاہ میں بھیج دیا۔ (۵) نوجوان کے قتل کا منظر دیکھنے کے لیئے سارا شہر چھتوں اور دروازوں پر اُمڈ آیا۔ اور عوام کے جوشش و خردشش کے باعث پولیس اہلکاروں کی بھگدڑ مچی ہوئی تھی۔ (۶) عوام الناس کے شور و غل میں درویش نے دیکھا کہ جو شخص لوگوں کے ہاتھوں گرفتار ہوکر سوئے مقتل پیش قدم ہے۔ یہ وہی نوجوان ہے جس نے میری حاجت براری کی تھی۔ (۷) چنانچہ درویش کا دل پسیج گیا اور سوچنے لگا۔ کہ کچھ بھی ہو جائے۔ اس نوجوان کو قتل جیسی سزا سے بچانا چاہیئے۔ (۸) اس (فقیر) نے ایک زور دار چیخ مارتے ہوئے کہا کہ بادشاہ سلامت کو موت نے آلیا۔ (۹) فقیر نے بادشاہ کی موت کا آوازہ لگاتے ہی حسرت و یاس کے ساتھ افسوس تیرے ہاتھ ملنے لگا۔ اس حالت کو مسلح سپاہ نے بھی دیکھا اور سنا۔ (۱۰) اس (فقیر) کی فریاد سے لوگوں کی آہ و بکا بلند ہوئی اور مسلح سپاہی بھی ماتم کناں ہوگئے۔

marfat.com

۱	پیادہ بسر تا در بارگاہ	دویدند و بر تخت دیدند شاہ
	بارگاہ کے دروازے تک پیدل تیز	دوڑے اور انہوں نے بادشاہ کو تخت پر دیکھا
۲	جواں از میاں رفت و بردند پیر	بگردن بر تخت سلطاں اسیر
	جوان درمیان سے نکل گیا وہ بوڑھے کو لے گئے	بادشاہ کے تخت پر گردن کے ذریعہ قیدی بناکر
۳	بہولش بپرسید و ہیبت نمود	کہ مرگ منت خواستن از چہ بود
	اس کو دھمکا کر دریافت کیا اور رعب دکھایا	کہ تجھے میرا مرنا چاہنا کس بنا پر تھا
۴	چو نیکست خوئے من و راستی	بد مردم آخر چرا خواستی
	جبکہ میری عادت نیک اور ٹھیک ہے	آخر انسانوں کی بدخواہی تو نے کیوں کی
۵	بر آورد پیر دل آور زباں	کہ حلقہ در گوشش حکمت جہاں
	بہادر بوڑھے نے زبان کھولی	کہ اے بادشاہ جس کا جہاں حلقہ بگوش ہے
۶	بقول دروغے کہ سلطاں بمرد	نمردی و بے چارۂ جاں ببرد
	جھوٹی بات کی وجہ سے کہ بادشاہ مرگیا	تو نہ مرا اور وہ بے چارہ جان بچالے گیا
۷	ملک زیں حکایت چناں بر شگفت	کہ چیزش ببخشید و چیزے نگفت
	بادشاہ اس قصہ سے ایسا خوش ہوا	کہ اس کو کچھ دیا اور کچھ نہ کہا
۸	وزیں جانب افتاں و خیزاں جواں	ہمے رفت بے چارہ ہر سو دواں
	اس جانب سے جوان گرتا پڑتا	جا رہا تھا اور ہر جانب کو بھاگ رہا تھا
۹	یکے گفت از چار سوئے قصاص	چہ کردی کہ آمد بجانت خلاص
	قصاص کے چوراہے سے ایک شخص نے اس سے کہا	تو نے کیا کیا کہ تیری جان کو چھٹکارا ملا
۱۰	بگوشش فرو گفت کاے ہوشمند	بجانے ز دانگے رہیدم ز بند
	اس نے اس کے کان میں کہا اے ہوشمند	ایک جان کو جو ہے ایک دانگ کے بدلے میں قید سے چھوٹ گیا

(۱) بسر: سر کے بل یا تیز۔ تا: تک۔ در بارگاہ: دربار۔ دویدند: دوڑے وہ۔ بر تخت: تخت پر۔ دیدند: انہوں نے دیکھا۔ (۲) از میاں رفت: درمیان سے نکل گیا۔ بردند پیر: بوڑھے کو لے گئے۔ بگردن: گردن سے پکڑ کر۔ سلطاں: بادشاہ۔ اسیر: قیدی، گرفتار۔
(۳) بہولش: رعب کے ساتھ اس کو۔ بپرسید: پوچھا۔ نمود: دکھائی۔ مرگ منت: میری موت۔ اس کی ت خواستن کے ساتھ مل کر برا چاہنا۔ از چہ: کس واسطے۔ بود: تھا۔ (۴) چو: جب۔ نیکست: نیک ہے۔ خوئے من: میری عادت۔ راستی: ٹھیک۔ بد مردم: لوگوں کی برائی۔ چرا: کیوں۔ خواستی: چاہا تو نے۔ (۵) بر آورد: نکالا۔ پیر دل آور: بہادر بوڑھا۔ حلقہ در گوش حکمت: تیرے حکم کا حلقہ۔ بگوش یعنی حکم کو ماننے والا۔
(۶) بقول دروغے: جھوٹی بات کے ساتھ۔ سلطاں بمرد: بادشاہ مرگیا۔ نمردی: تو نہیں مرا۔ جاں ببرد: جان لے گیا۔ (۷) ملک: بادشاہ۔ زیں حکایت: اس کہانی سے۔ چناں: ایسا۔ بر شگفت: خوش ہوا۔ چیزش ببخشید: کوئی چیز اس کو بخشی۔ چیزے: کوئی چیز۔ نگفت: نہ کہی۔ (۸) وزیں جانب: اور اس جانب سے۔ افتاں و خیزاں: پڑتا گرتا۔ ہمے رفت: جا رہا تھا۔ ہر سو: ہر طرف۔ دواں: دوڑتا ہوا۔ (۹) یکے گفت: ایک نے کہا۔ از چار سوئے قصاص: قصاص کے چوراہے سے۔ چہ کردی: تو نے کیا کیا۔ آمد: آئی۔ بجانت: تیری جان کو۔ خلاص: رہائی۔ (۱۰) بگوشش: اس کے کان میں۔ فرو گفت: آہستہ سے کہا۔ کاے ہوشمند: کہ اے عقل مند۔ بجانے: اس کی ی عظمت کے لیے ہے قیمتی جان۔ ز دانگے: ایک دانگ کی وجہ سے۔ رہیدم: کی میم جانے کے ساتھ لگی ہے یعنی میری جان چھوٹی، از بند: قید سے۔

تشریح: (۱) مسلح سپاہی ماتم کناں حالت میں بادشاہ کے دربار کی طرف بسرعت دوڑتے ہوئے آئے۔ دیکھا تو تخت پر بادشاہ بحیات و سلامت ہیں۔ (۲) جب مسلح سپاہی مقتل کی طرف لوٹے تو اتنے میں نوجوان فرار ہو چکا تھا۔ درویش کی چال ظاہر ہونے پر انہوں (سپاہیوں) نے فقیر کو گرفتار کر کے بادشاہ کے حضور پیش کر دیا۔ (۳) بادشاہ نے غصیلے اور زہریلے انداز میں مخاطب ہو کر درویش سے پوچھا کہ کیا سوچ کر تو نے میری موت کا آوازہ بلند کیا تھا۔ (۴) بادشاہ نے کہا کہ جب میں رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہوں۔ لوگوں کے حق میں برا نہیں ہوں تو پھر تم نے یہ اقدام کر کے مخلوق کی بدخواہی کیوں کی۔ (۵) درویش نے بادشاہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے بعد کہا اے بادشاہ سلامت۔ آپ کے حکم کے سامنے سارا جہان سرنگوں ہے۔ (۶) پھر درویش نے کہا کہ میری افترا پردازی سے بادشاہ کو تو موت نہیں آئی۔ لیکن اس نوجوان کی زندگی بچ گئی جسے قتل کیا جا رہا تھا۔
(۷) بادشاہ کو درویش کے جواب پر ایسی خوشی ہوئی کہ اس (بادشاہ) نے سزا دینے کے بجائے اسے (فقیر کو) انعام و اکرام سے نواز دیا۔
(۸) ادھر نوجوان فرار ہونے کے بعد بے تحاشا ادھر ادھر بیچارگی کے عالم میں بھاگتا پھر رہا تھا۔ (۹) کسی شخص نے فرار ہونے والے جوان سے پوچھا کہ تجھے سزائے موت سے نجات کس طرح مل گئی۔ (۱۰) اس (جوان) نے رازدارانہ انداز میں سائل سے کہا کہ مجھے (ایک ٹکہ) راہ خدا خرچ کرنے کی برکت سے رہائی نصیب ہوئی۔ یعنی وہی فقیر چھٹکارے کا سبب بنا۔

marfat.com

1	یکے تخم در خاک ازاں مے نہد ایک شخص مٹی میں بیج اسی لیئے ڈالتا ہے	کہ روز فرو ماندگی بر دہد کہ ضرورت کے دن پھل دے گا
2	جوئے باز دارد بلائے درشت سخت مصیبت کو ایک جو ٹال دیتا ہے	عصائے ندیدی کہ عوجے شکست تونے نہیں دیکھا کہ لاٹھی نے عوج کو مار ڈالا
3	حدیثے درست آخر از مصطفےٰ ست آخر آنحضورؐ کی حدیث صحیح ہے	کہ بخشائش و خیر دفع بلاست کہ عطا اور بھلائی بلا کو دفع کرنیوالی ہے
4	عدو را نہ بینی دریں بقعہ پا تو اس سرزمین میں دشمن کے قدم نہ دیکھے گا	کہ بوبکرؒ سعد ست کشور کشا اس لیئے کہ بو بکرؒ سعد بادشاہ ہے
5	بگیر اے جہانے بروئے تو شاد اے وہ بادشاہ کہ دنیا تیرے چہرے سے خوش ہے لے لے	جہانے کہ شادی بروئے تو باد ایک دنیا تیرے جہان کو خدا کرے تیرا چہرہ خوش رہے
6	کس از کس بدور تو بارے نبرد تیرے دور میں کسی نے کسی سے تکلیف نہیں اٹھائی	گلے در چمن جور خارے نبرد چمن میں پھول نے کانٹے کا ظلم نہ سہا
7	توئی سایہ لطف حق بر زمین تو زمین پر اللہ کی مہربانی کا سایہ ہے	پیمبر صفت رحمۃ العالمین پیغمبر کی صفت والا ہے دونوں جہان کیلئے رحمت
8	ترا قدر اگر کس نداند چہ غم اگر کوئی تیرا مرتبہ نہ جانے تو کیا غم ہے	شب قدر را مے ندانند ہم وہ شب قدر کو بھی نہیں جانتے ہیں

حکایت در معنی [9] ثمرۂ نیکو کاری

نیکی کرنے کے پھل کے بیان میں قصہ

10	کسے دید صحرائے محشر بخواب کسی نے خواب میں حشر کا میدان دیکھا	مس تفتہ روئے زمیں ز آفتاب روئے زمین آفتاب کی وجہ سے گرم تانبا تھی

(1) یکے: ایک۔ تخم: بیج۔ خاک: مٹی۔ ازاں: اس وجہ سے۔ نہد: رکھتا ہے۔ روز فرو ماندگی: عاجزی کے دن۔ بردہد: پھل دیوے۔ (2) جوئے: ایک جو۔ باز دارد: روک دیتا ہے۔ بلائے درشت: سخت بلا کو۔ عصائے: ایک لاٹھی۔ ندیدی: نہیں دیکھی تونے۔ عوجے: بڑا عوج۔ ایک لمبے قد اور لمبی عمر والا کافر جو نوح علیہ السلام کے زمانے سے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک زندہ رہا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مردار ہوا۔ اس کا قد اتنا لمبا تھا کہ طوفان نوح بمشکل اس کی کمر تک آیا تھا۔ (3) حدیثے درست: صحیح حدیث۔ مصطفےٰ: لقب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ بخشائش: مراد صدقہ۔ دفع بلا: مصیبت کو روکنے والا۔ (4) عدو: دشمن۔ نہ بینی: نہیں دیکھتا تو۔ دریں بقعہ: اس زمین میں۔ بقاء: باقی رہنا۔ بوبکر سعد: مصنف کا ممدوح بادشاہ۔ کشور کشا: ملک کو فتح کرنے والا۔ (5) بگیر: لے لے۔ جہانے بروئے تو: ایک جہان تیرے چہرے سے شاد: خوش۔ جہانے: ایسا جہان۔ شادی بروئے تو: خوشی تیرے چہرے پر۔ باد: ہووے۔ (6) کس: کوئی شخص بدور تو: تیرے زمانے میں۔ بارے: کوئی بوجھ یا تکلیف۔ نبرد: نہیں لے گیا۔ گلے: کوئی پھول۔ در چمن: باغ میں۔ جور خارے: کسی کانٹے کا ظلم۔ (7) توئی: تو ہی ہے۔ لطف حق: اللہ تعالیٰ کی مہربانی۔ پیمبر صفت: پیغمبر کی طرح۔ رحمۃ العالمین: سارے جہانوں کی رحمت۔ (8) ترا: تیرا۔ قدر: مرتبہ۔ کس: کوئی شخص۔ نداند: نہیں جانتا۔ چہ غم: کیا غم۔ شب قدر: رمضان المبارک کی ایک رات جو ثواب میں ہزار مہینے سے افضل ہے۔ مے ندانند: نہیں جانتے ہیں۔ ہم: بھی۔ (9) معنی: مضمون۔ ثمرہ نیکو کاری: نیکی کا پھل۔ (10) کسے: کسی شخص نے۔ دید: دیکھا۔ صحرائے محشر: حشر کا میدان۔ بخواب: خواب میں۔ مس تفتہ: گرم کیا ہوا تانبہ۔ روئے زمیں: ساری زمین۔ ز آفتاب: سورج سے۔

تشریح: (1) خاک میں بیج اس لیئے بویا جاتا ہے تاکہ بوقت ضرورت کئی گنا بڑھ کر وہ (بیج) گل گلزار ہو جائے۔ (2) خلوص نیت سے راہ للہ میں خرچ کردہ جو کا چھوٹا سا دانہ اسی طرح بڑی بڑی بلاؤں کے ٹلنے کا ذریعہ بن جاتا ہے جس طرح موسیٰؑ کی چھوٹی سی لاٹھی سے دیو ہیکل عوج ہلاک ہوا تھا۔ (3) اَلصَّدَقَۃُ تَرُدُّ الْبَلَاءَ پر مشتمل فرمان رسولؐ مبنی بر صداقت ہے کہ تھوڑا سا صدقہ بڑی سے بڑی مصیبت کے لیئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ (4) ابوبکر بن سعد (شیخ سعدیؒ کا ممدوح) جیسا حکمران جس سرزمین پر حق و عدل سے لیس ہو۔ وہاں دشمن اپنے قدم نہیں جما سکتا۔ (5) اے وقت کے حکمران (اگر وہ عادل ہے) تیرا وجود جہان والوں کے لیئے خوشی کا باعث ہے چنانچہ تو بھی اپنی شادمانی کے لیئے آخرت کا جہان آباد کر لے۔ (6) تیرا دور حکومت رعایا کے کسی فرد کیلئے مضر ثابت نہیں ہوا، اور نہ ہی چمن کا کوئی گل کسی کانٹے سے زخم خوردہ ہوا۔ (اس شعر میں بادشاہ کی رحمدلی کو تشبیہ ہے) (7) مسلمان و عادل بادشاہ زمین پر رسول کی طرح، صرف اللہ تعالیٰ کا سایہ ہوتا ہے۔ بلکہ پیغمبر کی طرح دونوں جہان کیلئے رحمت و برکت کی مانند ہوتا ہے۔ (8) عام طور پر لوگوں کی جہالت عظیم شخصیت کی قدر دانی میں آڑے آجاتی ہے۔ لیلۃ القدر کی عظمت کے باوجود ناقدری درحقیقت اس کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ (9) عنوان۔ اس کہانی کا مقصد ہے کہ نیکیوں کا پھل (معمولی سے مقدار پر بھی) ذریعۂ نجات بن سکتا ہے۔ (10) اس شعر میں شیخ سعدیؒ کسی شخص کا خواب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خواب میں میدان حشر کو اس حالت میں دیکھا کہ زمین سورج کی گرمی سے تانبہ بنی ہوئی ہے۔

marfat.com

ہمے بر فلک شد ز مردم خروش	۱	دماغ از تپش مے بر آمد بجوش
آدمیوں کا آسمان پر غل تھا		گرمی کی وجہ سے دماغ کھول رہا تھا
یکے شخص ازیں جملہ در سایۂ	۲	بگردن بر از خلد پیرایۂ
ان سب میں سے ایک شخص سایہ میں تھا		گلے میں جنت کا لباس تھا
بپرسید کاے مجلس آرائے مرد	۳	کہ بود اندریں مجلست پائے مرد
اس نے پوچھا کہ اے مجلس کی زینت انسان		اس مجلس میں تیرا کون مددگار تھا
رزے داشتم بر در خانہ گفت	۴	بسایہ درش نیک مردے بخفت
اس نے کہا گھر کے دروازے پر انگور کی بیل تھی		اس کے سایہ میں ایک نیک مرد سویا
دریں وقت نومیدی آں مرد راست	۵	گناہم ز داداور داور بخواست
اس بھلے انسان نے اس ناامیدی کے وقت		منصف حاکم سے میرے گناہ کے بارے میں دعا خواستگی
کہ یارب بریں بندہ بخشائشے	۶	کزو دیدہ ام وقتے آسائشے
کہ اے خدا اس بندہ کی بخشش فرما		اسلئے کہ میں نے اس سے ایک وقت آرام پایا ہے
چہ گفتم چوں حل کردم ایں راز را	۷	بشارت خداوند شیراز را
جب میں نے یہ راز حل کر لیا تو کیا خوب کہا		کہ شیراز کے بادشاہ کے لیے خوشخبری ہے
کہ آفاق در سایۂ ہمتش	۸	مقیم اند بر سفرۂ نعمتش
اس لیے کہ عالم اس کی ہمت کے سائے میں		اور اس کی نعمتوں کے دسترخوان پر ٹھیرا ہے
درختیست مرد کرم بار دار	۹	وزو بگذری ہیزم کوہسار
سخی آدمی پھل دار درخت ہے		اس کے علاوہ پہاڑ کا ایندھن ہے
حطب را اگر تیشہ بر پے زنند	۱۰	درخت برومند را کے زنند
ایندھن کی جڑ میں اگر کلہاڑا چلائیں		پھل دار درخت کو کب کاٹتے ہیں

(۱) ہمے: شد کے اوپر لگ کر جاتا تھا۔ بر فلک: آسمان پر۔ مردم: لوگ۔ خروش: شور۔ تپش: اس کی گرمی۔ مے بر آمد: آتا تھا۔ بجوش: جوش میں۔ (۲) یکے: ایک۔ ازیں جملہ: ان تمام میں سے۔ بگردن: گردن میں۔ بر از خلد۔ خلد: بہشت۔ پیرایہ: پوشاک۔ (۳) بپرسید: اس نے پوچھا۔ مجلس آرائے: اس مجلس کو سجانے والے۔ کہ بود: کون ہوا۔ اندریں: اس میں۔ مجلست: مجلس میں تیرا۔ پائے مرد: مددگار یا سہارا۔ (۴) رزے: ایک انگور کی بیل۔ داشتم: میں رکھتا تھا۔ بر در خانہ: گھر کے دروازے پر۔ گفت: کہا۔ بسایہ درش: اس کے سائے میں۔ بخفت: سو گیا۔ دریں وقت: اس وقت میں۔ مرد راست: سیدھا مرد۔ گناہم: میرا گناہ۔ ز داداور داور: یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں پہلے کی اصل داد آور: انصاف لانے والا۔ دوسرے کی داد آور: یعنی انصاف کرنے والا خدا۔ بخواست: چاہا۔ (۶) بریں بندہ: اس بندے پر۔ بخشائشے: بخشش فرما۔ کزو: کیونکہ اس سے۔ دیدہ ام: میں نے دیکھا ہے۔ آسائشے: کچھ آرام۔ (۷) چہ گفتم: کیا خوب کہا میں نے۔ چوں: جب۔ کردم: کیا میں نے۔ ایں راز را: اس راز کو۔ بشارت: خوشخبری۔ خداوند شیراز: شیراز کا مالک یعنی بادشاہ۔ (۸) آفاق: جمع افق کنارے جہاں۔ ہمتش: اس کی ہمت۔ مقیم اند: ٹھیرے ہوئے ہیں۔ سفرۂ نعمتش: اس کی نعمت کے دسترخوان۔ (۹) درختیست: ایک درخت ہے۔ مرد کرم: سخی مرد۔ باردار: پھل دینے والا۔ وزو: اور اس سے۔ بگذری: گزرے تو۔ ہیزم کوہسار: پہاڑ کی خود رو خشک لکڑی۔ (۱۰) حطب: ایندھن خشک درخت۔ بر پے: پاؤں پر۔ زنند: ماریں وہ۔ برومند: پھل دار۔ کے: کب۔ زنند: مارتے ہیں۔

تشریح (۱) جس کی وجہ سے لوگ چلا رہے تھے۔ سخت گرمی کے باعث دماغ جوش کھا رہا تھا۔ اس میں روز محشر کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ (۲) اسی روز محشر کے خوفناک (اثنا میں ایک شخص جنت کی خلعت پہنے سب سے الگ تھلگ سکون کے ساتھ سائے میں کھڑا تھا۔ (۳) تو خواب شخص نے اس ممتاز شخصیت سے دریافت کیا کہ اس (محشر کی سخت افراتفری میں) محفل میں تیرا مددگار کون ہے جو نجات کا باعث ہوا ہے۔ (۴) اس (امتیازی شان کے مالک) شخص نے جواب کہا کہ میرے گھر کے دروازے پر انگور کی بیل تھی جس کے سائے میں ایک درویش نے آرام کیا تھا۔ (۵) آج اسی درویش نے ان (محشر کے) مایوس کن مرحلوں میں عادل بادشاہ (اللہ تعالیٰ) سے میرے گناہوں کی بخشش طلب کی۔ (۶) کہ اے اللہ چونکہ میں نے اس سے ایک وقت آرام حاصل کیا تھا۔ لہٰذا تو اسے بخشش دے۔ (۷) جب میں (شیخ سعدیؒ) نے یہ راز پایا تو معلوم ہوا کہ دنیا کا معمولی سا آرام آخرت کی بہت بڑی راحت کا سبب ہے تو شاہ شیراز کے لیے بشارت عظمیٰ ہے۔ (۸) اس لیے کہ وہ (شاہ شیراز کل عالم کے سکون و اطمینان کی بنا پر فرحت و خوشی کا باعث ہو رہا ہے۔ (۹) جود و سخا کا حامل شخص پھلدار درخت کی طرح ہے کہ لوگ اس سے پھل کھا کر فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس کے سائے میں آرام کرتے ہیں۔ (۱۰) اور اس کے علاوہ (بخیل آدمی) کی مثال خشک جھاڑی کی طرح ہے کہ لوگ اسے کاٹ کر جلاتے ہیں۔ جبکہ پھلدار درخت کی حفاظت کی جاتی ہے۔

marfat.com

بسے پایندار اے درختِ ہنر	۱	کہ ہم میوہ داری و ہم سایہ ور
اے ہنر کے درخت خدا کرے تو بہت پائیدار ہو		تو میوہ دار بھی ہے اور سایہ دار بھی

گفتار اندر ہیبتِ ملوک و سیاستِ ملک

بادشاہوں کی ہیبت اور ملک کی تدبیر کے بیان میں کہاوت

بگفتیم در بابِ احساں بسے	۳	ولیکن نہ شرطست باہر کسے
احسان کے بارے میں ہم نے بہت سی باتیں کہیں		لیکن ہر شخص کے ساتھ کرنا مناسب نہیں
بخور مردم آزار را خون و مال	۴	کہ از مرغ بد کندہ بہ پر و بال
انسانوں کو ستانے والے کا خون اور مال کھا جا		اس لیے کہ شریر پرند کے پر و بال اکھڑے ہوئے بہتر ہیں
کسے را کہ باخواجۂ تست جنگ	۵	بدستش چرا مے دہی چوب و سنگ
تیرے مالک سے جس کی لڑائی ہے		اس کے ہاتھ میں لکڑی اور پتھر کیوں دیتا ہے
برانداز بیخے کہ خار آورد	۶	درختے بپرور کہ بار آورد
وہ جڑ اکھاڑ دے جو کانٹا اگائے		اس درخت کی پرورش کر جو پھل لائے
کسے را مدہ پایۂ مہتراں	۷	کہ بر کہتراں سر ندارد گراں
سرداروں کا مرتبہ اس کو دے		جو چھوٹوں پر بد دماغی نہ کرے
مبخشائے بر ہر کجا ظالمیست	۸	کہ رحمت برو جور بر عالمیست
جہاں بھی کوئی ظالم ہے اسکو معاف نہ کر		اس پر رحم کرنا زمانہ پر ظلم ہے
جہاں سوز را کشتہ بہتر چراغ	۹	یکے بہ در آتش کہ خلقے بداغ
ظالم کا چراغ گل کرنا بہتر ہے		ایک کا آگ میں جلنا بہتر نہ تمام مخلوق کا رنج میں رہنا
ہر آنگہ کہ بر دزد رحمت کنی	۱۰	ببازوئے خود کارواں مے زنی
جب تو چور پر رحم کرے		اپنی طاقت سے قافلہ پر ڈاکہ ڈال رہا ہے

(۱) بسے: بہت۔ پایندار: دیر تک قائم رہ۔ ہم: بھی۔ میوہ داری: میوہ رکھتا ہے تو۔ سایہ ور: سائے والا۔ (۲) گفتار: کہاوت۔ ملوک: جمع ملک، بادشاہ۔ (۳) بگفتیم: ہم نے کہا۔ درباب احساں: احسان کے بارے میں۔ بسے: بہت۔ نہ شرطست: مناسب نہیں ہے۔ باہر کسے: ہر شخص کے ساتھ۔ (۴) بخور: کھا لے۔ مردم آزار: لوگوں کو تکلیف پہنچانے والا۔ مرغ بد: برا پرندہ۔ کندہ: اکھیڑے ہوئے۔ بہ: بہتر۔ پر و بال: بال و پر۔ (۵) کسے را کہ: جو شخص کہ۔ باخواجۂ تست: تیرے صاحب کے ساتھ۔ بدستش: اس کے ہاتھ۔ چرا: کیوں۔ مے دہی: دیتا ہے تو۔ چوب: لکڑی۔ (۶) برانداز: اکھیڑ ڈال۔ بیخے کہ: جو جڑ کہ۔ خار: کانٹا۔ آورد: لائے۔ پرور: پال۔ بار آورد: پھل لائے۔ (۷) کسے را: اس شخص کو۔ مدہ: دے۔ پایۂ مہتراں: سرداروں کا رتبہ۔ کہتراں: چھوٹے لوگ۔ سر ندارد گراں: بھاری سر نہ رکھے یعنی بد دماغی نہ کرے۔ (۸) مبخشائے: بخشش نہ کر۔ ہر کجا: جہاں کہیں۔ ظالمیست: کوئی ظالم ہے۔ برو: اس پر۔ جور: ظلم۔ برعالمیست: ایک جہان پر ہے۔ (۹) جہاں سوز: جہان کو جلانے والا۔ کشتہ: بجھا ہوا۔ بہ: بہتر۔ یکے بہ: ایک بہتر ہے۔ در آتش: آگ میں۔ کہ خلقے بداغ: مخلوق کے داغی ہونے سے۔ (۱۰) ہر آنگہ: جس وقت۔ بر دزد: چور پر۔ کنی: تو کرے۔ ببازوئے خود: اپنے ہاتھوں سے۔ کارواں: قافلہ۔ مے زنی: لوٹتا ہے تو۔

تشریح: (۱) اس شعر میں بادشاہ (ابوبکر بن سعد) کے لیے دعائیہ کلمات بھی ہیں، اور پھلدار درخت سے اس (بادشاہ) کو تشبیہ دی گئی ہے اس میں درازیٔ عمر کی دعا بھی ہے۔ (۲) عنوان۔ اس حکایت سے بادشاہوں کے دبدبے اور ان کی سیاست کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بے جا احسان سے ممانعت کا ذکر بھی ہے۔ (۳) اگرچہ ہم (شیخ سعدیؒ) نے احسان اور بہتر سلوک کی ترغیب بہت دی ہے۔ لیکن غیر مستحق اور نا اہل لوگوں سے حسن سلوک نامناسب ہے۔ (۴) لوگوں کو تنگ کرنے والے شخص پر احسان کرنے کی بجائے اس کی تباہی کا سامان کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ بُرے پرندے کے پروں کا نہ ہونا اچھا ہے۔ (۵) مخلوق کے بارے میں اذیت پسند شخص ایسا ہی ہے جیسے کسی غلام کے آقا سے جنگ ہو۔ اس کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ غداری متصور ہوگی۔ (۶) جو درخت کانٹے اگاتا ہو اسے اکھاڑ کر پھینک دینا چاہیئے۔ پھل دار درخت کی پرورش کرنی چاہیئے تاکہ اس سے افادۂ عام حاصل ہو۔ (۷) حکمرانی کا حقدار وہ شخص نہیں جو بد دماغی کی وجہ سے مخلوق کے لیے ایذا رسانی کا سبب بنے۔

(۸) اگر دنیا میں ظلم کا خاتمہ کرنا ہے تو ظالم کا سر توڑ دینا چاہیئے۔ اسے معاف کرنا ظلم کو فروغ دینے کے مترادف ہے۔ جس کا سبب ظالم کو معاف کرنے والا شخص ہوگا۔ (۹) موذی شخص کا چراغ گل کر دینا چاہیئے۔ ورنہ وہ پورے جہان کو جلا دے گا۔ خلقت کے جل جانے سے بہتر ہے کہ ایک شخص (موذی) ہی جل مرے۔ (۱۰) جو شخص چوروں کو تحفظ دیتا ہے گویا کہ وہ خود ہی اپنے قافلے کو لوٹ مار کا نشانہ بناتا ہے۔ کیونکہ چوروں کو تحفظ دینا خود قافلے کو لوٹنے کے مترادف ہے۔

marfat.com

۱	جفا پیشگاں را بدہ سر بباد ظالموں کی جڑ برباد کر دے	ستم بر ستم پیشہ عدلست و داد ظالم پر ظلم کرنا عدل اور انصاف ہے

گفتار در معنیٔ احسان با کسے کہ سزاوار نباشد

کہاوت اس شخص پر احسان کرنے کے بیان میں جو اس کا مستحق نہیں ہے

۳	شنیدم کہ مردے غم خانہ خورد میں نے سنا ہے کہ ایک شخص کو اپنے گھر کی فکر ہوئی	کہ زنبور در سقف او لانہ کرد اس لیے کہ بھڑوں نے اس کی چھت میں چھتہ لگایا
۴	زنش گفت زنیاں چہ خواہی مکن اسکی بیوی نے کہا ان سے تجھے کیا مطلب ہے نہ اکھاڑ	کہ مسکیں پریشاں شوند از وطن بیچاری اپنے رہنے کی جگہ سے پریشان ہوں گی
۵	بشد مرد ناداں بکارِ خویش بیوقوف شوہر اپنے کام میں لگ گیا	گرفتند یک روز زن را بہ نیش ایک دن بھڑوں نے بیوی کو ڈنگ مارا
۶	بیامد ز دکاں سوئے خانہ مرد شوہر دکان سے گھر آیا	براں بے خرد زن بسے طیرہ کرد اس بے عقل بیوی نے بہت غصہ کیا
۷	زن بے خرد بر در و بام و کوی بے عقل بیوی دروازے اور کوٹھے اور کوچہ میں	ہمے کرد فریاد و مے گفت شوی شور کر رہی تھی اور شوہر کہہ رہا تھا
۸	مکن روئے بر مردم اے زن ترش اے عورت لوگوں پر منہ نہ بنا	تو گفتی کہ زنبورِ مسکیں مکش تو نے ہی تو کہا تھا کہ مسکین بھڑوں کو نہ مار
۹	کسے با بداں نیکوئی چوں کند بُروں کے ساتھ کوئی بھلائی کس طرح کرے	بداں را تحمل بد افزوں کند بروں کی برداشت کرنا برائی کو بڑھاتا ہے
۱۰	چوں اندر سرے بینی آزار خلق اگر تو کسی سر میں لوگوں کی ایذا دیکھے	بشمشیر تیزش بیازار حلق تیز تلوار سے اس کے حلق کو ستا

(۱) جفا پیشگاں: جمع جفا پیشہ، ظالم لوگ۔ بدہ: دے۔ سر بباد: سر برباد کر۔ ستم: ظلم۔ ستم پیشہ: ظالم۔ عدلست: انصاف ہے۔ داد: انصاف۔ (۲) گفتار: کہاوت۔ در معنیٔ احسان: احسان کے معنی میں۔ با کسے کہ: اس شخص کے ساتھ۔ سزاوار: لائق۔ نباشد: نہ ہوئے۔ (۳) شنیدم: میں نے سنا۔ مردے: ایک مرد۔ غم خانہ: گھر کا غم۔ خورد: کھایا اس نے۔ زنبور: بھڑ۔ در سقف او: اس کی چھت میں۔ لانہ: چھتہ۔ کرد: بنالیا۔ (۴) زنش: اس کی عورت۔ گفت: کہا۔ زنیاں: ان سے۔ چہ خواہی: تو کیا چاہتا ہے۔ مکن: مت کر۔ شوند: ہو دیں گے۔ از وطن: اپنے گھر سے۔ (۵) بشد: چلا گیا۔ مرد ناداں: بیوقوف مرد۔ بر کار خویش: اپنے کام کے پیچھے۔ گرفتند: پکڑا انہوں نے۔ یک روز: ایک دن۔ زن: عورت۔ بہ نیش: ڈنگ سے۔ (۶) بیامد: آیا۔ سوئے خانہ: گھر کی طرف۔ براں: اس پر۔ بے خرد: بے عقل۔ بسے: بہت۔ طیرہ: غصہ۔ کرد: کیا۔ (۷) زن بے خرد: بے عقل عورت۔ بر در و بام: دروازے اور چھت پر۔ کوی: کوچہ۔ ہمے کرد: کرتی تھی۔ مے گفت: کہتا تھا۔ شوی: شوہر۔ (۸) مکن: مت کر۔ روئے بر مردم: چہرہ لوگوں پر۔ اے زن: اے عورت۔ ترش: کھٹا۔ گفتی: تو نے کہا تھا۔ زنبور مسکیں: بیچارے بھڑ۔ مکش: مت مار۔ (۹) کسے: کوئی شخص۔ با بداں: بُروں کے ساتھ۔ نیکوئی: نیکی۔ چوں: کیسے۔ کند: کرے۔ بداں را: بُروں کو۔ تحمل: برداشت۔ بد: بدی۔ افزوں: زیادہ۔ (۱۰) چوں: جب۔ اندر سرے: کسی سر میں۔ بینی: دیکھے تو۔ آزار خلق: مخلوق کی تکلیف۔ بشمشیر تیزش: تیز تلوار سے۔ ش: حلق کے ساتھ لگ کر: اس کے حلق کو۔ بیازار: ستا۔

تشریح: (۱) ظالم کی بربادی درحقیقت ظلم کی تباہی ہے۔ ظالم پر ظلم (اس کے کیے کی سزا) کرنا بعینہ عدل و انصاف ہے۔ (۲) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ نااہل کے ساتھ حسن سلوک کرنا خلاف مصلحت اور نامناسب ہے۔ (۳) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ ایک شخص کو اپنے گھر کے بارے میں اس وقت فکر لاحق ہوئی جب بھڑوں نے گھر کی چھت پر چھتہ بنانا شروع کیا۔ (۴) جب اس فکرمند شخص نے چھتہ اتارنے کی کوشش کی تو اس کی اہلیہ نے یہ کہہ کر "ان بھڑوں سے کیا لینا۔ چھتہ لگا رہنے دے" چھتہ اتارنے سے روک دیا۔ (۵) دریں اثنا مرد کاروبار کی غرض سے باہر چلا گیا۔ ایسے میں بھڑوں نے اس کی زوجہ پر حملہ کرکے اسے ڈسنا شروع کر دیا۔ (۶) جب وہ (مرد) اپنے گھر واپس آیا تو اپنی بیوی کا بگڑا ہوا حلیہ دیکھ کر اسے سخت سست کہا۔ (۷) نادان خاتون (مرد کی اہلیہ) تکلیف کی وجہ سے شور و غل کرتے ہوئے ہر طرف بھاگتی تھی اور چیختی چلاتی تھی۔ (مرد نے کہا) (۸) اب منہ بنانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ سب کچھ تیرا اپنا کیا دھرا ہے۔ تو نے خود ہی کہا تھا کہ یہ چھتہ مت اتارو۔ (۹) برے لوگوں سے بھلائی کرنا خود برائی کو فروغ دینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ بدکردار لوگوں سے تعاون کرنا برائی کو ترقی دینا ہے۔ (۱۰) جو سر لوگوں کی تکلیف پر مشتمل منصوبہ بندی کرنے میں مہارت رکھتا ہو، اسے تن سے جدا کر دینا مناسب و بہتر ہے۔

marfat.com

سگ آخر کہ باشد کہ خوانش نہند	۱	بفرمائی تا استخوانش دہند
آخر کتا کیا ہے کہ لوگ اس کیلئے دسترخوان بچھائیں		حکم دے تاکہ اس کو ہڈی ڈالیں
چہ نیکو زدست ایں مثل پیرِ دہ	۲	ستورِ لگدزن گرانبار بہ
گاؤں کے بڈھے نے اچھی مثل بیان کی ہے		دولتی مارنے والا گدھا بوجھ سے لدا بہتر
اگر نیک مردی نماید عسس	۳	نیارد بشب خفتن از دزد کس
اگر سپاہی شرافت دکھائے		چور کی وجہ سے رات کو کوئی بھی نہ سو سکے
نئے نیزہ در حلقۂ کارزار	۴	بقیمت تر از نیشکر صد ہزار
جنگ کے میدان میں نیزہ کی نے		نیشکر سے قیمت میں ایک لاکھ گنا زیادہ ہے
نہ ہر کس سزاوار باشد بمال	۵	یکے مال خواہد یکے گوشمال
ہر شخص مال کے لائق نہیں ہے		ایک مال چاہتا ہے ایک گوشمالی
چو گربہ نوازی کبوتر برد	۶	چو فربہ کنی گرگ یوسف درد
جب تو بلی کو نوازے گا کبوتر لے جائیگی		جب تو بھیڑیے کو موٹا کریگا یوسف کو چاڑیگا
بنائے کہ محکم ندارد اساس	۷	بلندش مکن ور کنی زد ہراس
جو عمارت مضبوط بنیاد نہ رکھے		اسکو بلند نہ کر اور اگر کریگا تو اس سے ڈرتا رہ

گفتار اندر پیش بینی وعاقبت اندیشی

پیش بینی اور انجام سوچنے کے بیان میں کہاوت

چہ خوش گفت بہرام صحرانشیں	۹	چو یکران توسن زدش برزمین
صحرانشین بہرام نے کیا خوب کہا		جب سرکش گھوڑے نے اسکو زمین پر پٹخ دیا
دگر اسپے از گلہ باید گرفت	۱۰	کہ گر سرکشد باز شاید گرفت
گلہ سے دوسرا ایسا گھوڑا پکڑنا چاہیئے		جو سرکشی کرے تو تھاما جا سکے

(۱) سگ: کتا۔ کہ باشد: کون ہووے۔ خوانش: دسترخوان اس کے لیے۔ نہند: رکھیں۔ بفرمائی: حکم دے تو۔ تا: تاکہ۔ استخوانش: ہڈی اس کو۔ دہند: دیویں۔ (۲) چہ نیکو: کیا خوب۔ زدست: بیان کی ہے۔ ایں مثل: یہ مثال۔ پیرِ دہ: دیہاتی بوڑھا۔ ستور لگدزن: دولتی مارنے والی سواری۔ گرانبار: بھاری بوجھ والی۔ بہ: بہتر۔ (۳) نیک مردی: شرافت۔ نماید: دکھاوے۔ عسس: چوکیدار۔ نیارد: نہ لاسکے۔ بشب: رات کو۔ خفتن: سونا۔ از دزد: چوروں سے۔ کس: کوئی شخص۔ (۴) نئے نیزہ: نیزے کی لکڑی۔ حلقۂ کارزار: لڑائی کا میدان۔ بقیمت تر: قیمت میں بڑھ کر۔ نیشکر: گنا۔ صد ہزار: ایک لاکھ۔ (۵) ہر کس: ہر شخص۔ سزاوار: لائق۔ باشد: ہووے۔ بمال: مال کے۔ یکے: ایک۔ خواہد: چاہتا ہے۔ گوشمال: گوشمالی یعنی کان ملنے کی سزا۔ (۶) چو: جب۔ گربہ: بلی۔ نوازی: پالے تو۔ برد: لے جائے گی۔ فربہ: موٹا۔ کنی: کرے تو۔ گرگ: بھیڑیا۔ یوسف: مشہور پیغمبر جو حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے بیٹے اور نہایت حسین وجمیل تھے۔ (۷) بنائے کہ: جو عمارت کہ۔ محکم: مضبوط۔ ندارد: نہ رکھے۔ اساس: بنیاد۔ بلندش: اس کو بلند۔ مکن: مت کر۔ ور کنی: اور اگر کرے تو۔ زد: اس سے۔ ہراس: ڈر۔ (۸) گفتار: کہاوت۔ پیش بینی: پہلے دیکھ لینا۔ عاقبت اندیشی: آخر کو سوچ لینا۔ (۹) چہ خوش: کیا خوب۔ گفت: کہا۔ بہرام: ایران کا ایک بادشاہ جو شکار کے شوق میں جنگلوں میں پڑا رہتا تھا۔ صحرانشیں: جنگل میں بیٹھنے والا۔ یکران: اونٹ جیسا سرخ گھوڑا۔ توسن: سرکش۔ زدش: مارا اس کو۔ برزمین: زمین پر۔ (۱۰) دگر: دوسرا۔ اسپے: گھوڑا۔ از گلہ: گلے میں۔ باید گرفت: پکڑنا چاہیئے۔ کہ: تاکہ۔ سرکشد: سرکشی کرے۔ باز شاید گرفت: پھر پکڑ سکیں۔

تشریح: (۱) جس آدمی کی خصلت کتے جیسی (کاٹنا، بکنا، حرص وغیرہ) ہو۔ اسے کھانے کے لیے دسترخوان پر نہیں بٹھانا چاہیئے۔ بلکہ کتے کی طرح دُور سے ہڈی پھینک دینی چاہیئے۔ (۲) دیہاتی کی مثال کیا خوب ہے کہ جو گدھا دولتیاں چلاتا ہے۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ اس پر بوجھ کی مقدار بڑھادی جائے۔
(۳) اگر پہریدار سخت روش اختیار نہ کریں تو چوروں میں دلیری آجاتی ہے۔ جو لوگوں کی نیندیں حرام ہونے کا سبب بنتی ہے۔ (۴) موقع محل کے مطابق ہر مقام کی اور چیز کی بطور قیمت اور قدر و منزلت ہوتی ہے۔ مثلاً میدان کارزار میں نیزے کی لکڑی اور شوگر مل میں گنا قیمتی ہوتا ہے۔ (۵) ہر شخص میں انعام اکرام کی صورت میں مال حاصل کرنے کی لیاقت نہیں ہوتی۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کی طبیعت صرف سزا سے صاف ہوتی ہے۔ (۶) کبوتروں کا تحفظ بلی نہ پالنے میں اور حسن یوسف کی حفاظت بھیڑیوں کی پرورش نہ کرنے میں ہے۔ بصورت دیگر بلی کبوتر لے جائے گی اور بھیڑیے یوسف کو پھاڑ دیں گے۔
(۷) کمزور بنیادوں پر عمارت کھڑی کرنا عقلمندی نہیں ہے۔ اس لیئے کہ وہ (کمزور بنیاد پر کھڑی عمارت) کسی بھی وقت گر سکتی ہے۔
(۸) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مردم شناسی کے حوالے سے دُور اندیشی اور انجام کار کا تقاضہ یہ ہے کہ نااہل کو ابتداء ہی سے دھتکار دیا جائے۔ (۹) ایران کے بادشاہ بہرام (جو شکار کے شوق میں صحرانشیں تھا) کو سرکش گھوڑے نے زمین پر گرا دیا۔
(۱۰) اس (بہرام) نے کہا کہ اصطبل (گلے) سے دوسرا ایسا گھوڑا لایا جائے جو سرکشی کرنے کے باوجود اپنے قابو میں رہے۔

marfat.com

#	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	سر چشمہ شاید گرفتن بمیل	چو پُر شد نشاید گزشتن بہ پیل
	چشمہ کے سرے کو سلائی سے گرفت میں لایا جاسکتا ہے	جب وہ بھر جائے تو ہاتھی کے ذریعے بھی نہیں گزرا جاسکتا
۲	بہ بند اے پسر دجلہ گر آب کاست	کہ سودے ندارد چو سیلاب خاست
	اے لڑکے اگر دجلہ گھٹاؤ پر ہو تب بند باندھ دے	اسلیے کہ جب سیلاب پیدا ہو جائے گا پھر کوئی فائدہ نہیں
۳	چو گرگ خبیث آمد اندر کمند	بکش ورنہ دل برکن از گوسفند
	جب خبیث بھیڑیا کمند میں آجائے	اسس کو مار ڈال ورنہ بکری سے دل ہٹالے
۴	از ابلیس ہرگز نیاید سجود	نہ از بدگہر نیکوئی در وجود
	شیطان سے کبھی سجدہ نہیں ہوتا	نہ بداصل سے نیکی وجود میں آتی ہے
۵	بداندیش را جائے و فرصت مدہ	عدو در چہ و دیو در شیشہ بہ
	مخالف کو جگہ اور موقع نہ دے	دشمن کنوئیں میں اور دیو شیشی میں بہتر ہے
۶	مگو شاید ایں مار کشتن بچوب	چو سر زیر سنگ تو دارد بکوب
	یہ نہ کہہ اس سانپ کو لکڑی سے مارنا چاہیے	جب اس نے تیرے پتھر کے نیچے سر کر دیا فوراً کوٹ دے
۷	قلمزن کہ بد کرد با زیردست	قلم بہتر او را بہ شمشیر دست
	جس محرر نے کمزور کے ساتھ برائی کی ہے	اسس کا ہاتھ تلوار سے قلم کرنا بہتر ہے
۸	مدبر کہ قانون بد مے نہد	ترا مے برد تا بآتش دہد
	جو وزیر بُرا قانون بناتا ہے	تجھے آگ میں ڈالنے لے جاتا ہے
۹	مگو ملک را ایں مدبر بس است	مدبر مخوانش کہ مدبر کس است
	یہ نہ کہہ کہ ملک کے لیے یہ وزیر کافی ہے	اس کو منتظم نہ کہہ اس لیے کہ وہ بدبخت انسان ہے
۱۰	سعید آورد قول سعدیؒ بجائے	کہ توفیر ملک است و تدبیر رائے
	نیک بخت سعدیؒ کی بات بجا لاتا ہے	کیونکہ وہ باتیں ملک کی بڑھوتری اور تدبیر اور رائے ہے

(۱) سرچشمہ: چشمے کا ابتدائی سوراخ۔ شاید گرفتن: ممکن ہے بند کرنا۔ بمیل: سلائی سے۔ چو: جب۔ پُر شد: بھر گیا۔ نشاید گزشتن: نہیں ممکن گزرنا۔ بہ پیل: ہاتھی کے ساتھ۔ (۲) بہ بند: باندھ لے۔ پسر: لڑکا۔ دجلہ: عراق عرب کا ایک دریا۔ آب: پانی۔ کاست: گھٹ گیا۔ سودے: کوئی فائدہ۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ چو: جب۔ سیلاب خواست: سیلاب آگیا۔ (۳) گرگ خبیث: خبیث بھیڑیا۔ آمد: آیا۔ اندر کمند: جال میں۔ بکش: مار ڈال۔ برکن: اٹھالے۔ گوسفند: بکریاں۔ (۴) ابلیس: شیطان کا نام۔ نیاید: نہیں آسکتا۔ سجود: سجدہ۔ بدگہر: بدذات۔ نیکوئی: نیکی۔ در وجود: وجود میں۔ (۵) بداندیش: بُرا سوچنے والا۔ جائے: جگہ۔ فرصت: مہلت۔ مدہ: مت دے۔ عدو: دشمن۔ چہ: کنواں۔ دیو: جن۔ شیشہ: بوتل۔ بہ: بہتر۔ (۶) مگو: مت کہہ۔ شاید: چاہیے۔ ایں مار: یہ سانپ۔ کشتن: مارنا۔ بچوب: لکڑی سے۔ چوں: جب۔ زیر سنگ تو: تیرے پتھر کے نیچے۔ دارد: رکھتا ہے۔ بکوب: کوٹ دے۔ (۷) قلمزن: قلم چلانے والا یعنی کلرک۔ بدکرد: برائی کی۔ با زیردست: عاجز کے ساتھ یا ماتحت سے۔ قلم بہتر: کٹے بہتر۔ او را: اس کے۔ شمشیر: تلوار۔ دست: ہاتھ۔ (۸) مدبر: وزیر۔ قانون بد: بُرا قانون۔ مے نہد: رکھتا ہے۔ ترا: تجھ کو۔ مے برد: لے جاتا ہے۔ تا: تاکہ۔ بآتش: آگ میں۔ دہد: دیوے۔ (۹) مگو: مت کہہ۔ ملک را: ملک کے لیے۔ ایں مدبر: یہ وزیر۔ بس است: کافی ہے۔ مخوانش: مت کہہ اس کو۔ مدبر: بدبخت۔ کست: انسان ہے۔ (۱۰) سعید: نیک بخت۔ آورد: لاتا ہے۔ قول سعدی: سعدی کی بات۔ بجا: جگہ پر۔ توفیر: بڑھانا۔ است: ہے۔ تدبیر: انتظام۔

تشریح: (۱) ابتداء میں چشمے کی دھار اتنی باریک ہوتی ہے کہ چھوٹی سی سلائی سے بھی بند ہو جاتا ہے۔ جب اس کا شگاف بڑھ جاتا ہے تو اس کے پانی میں ہاتھی بھی ڈوب جاتا ہے۔ (۲) اگر دریا میں سیلاب سے نقصان کا اندیشہ ہو تو موسم گرما میں پانی کم ہونے کے وقت اسس (دریائے دجلہ) پر بند باندھ دیا جائے ورنہ بعد میں اس کا فائدہ نہیں۔ (۳) اگر بھیڑیا قبضے میں آجائے تو اسے مار ڈالنا چاہیے بصورت دیگر بکریوں کی خیر نہیں۔ (۴) جس طرح شیطان لعین سے سجدہ کی توقع نہیں کی جاسکتی اسی طرح کسی بدطینت شخص سے بھلائی کی اُمید نہیں ہو سکتی۔ (۵) دشمن سے رُو رعایت رکھنا مناسب نہیں۔ کیونکہ دشمن قید خانے میں اور جن بوتل کے اندر قبضے میں رہتا ہے۔ (۶) اگر (اتفاقاً) سانپ کا سر تیرے پتھر کی زد میں آجائے تو اسے فوراً کچل دینا چاہیے۔ لکڑی سے مارنے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ (۷) رشوت خور منشی (کلرک) کے ہاتھ سے قلم چھین کر اسس کے ہاتھ قلم (کاٹ) کر دینے چاہئیں۔ (۸) اگر وزیر ظالمانہ قوانین بنانے کا معاون و حامی ہو تو وہ وزیر، دراصل عوام دشمن عناصر میں شمار ہوتا ہے۔ (۹) عوام الناس کا بدخواہ وزیر اپنے قلمدان پر زیادہ دیر رہنے کے قابل نہیں۔ اسے فوراً منصب وزارت سے ہٹا دینا چاہیے۔ کیونکہ وہ مدبر نہیں شقی ہے۔ (۱۰) نیک خصلت آدمی شیخ سعدیؒ کی نصیحتوں پر عمل کرتا ہے۔ کیونکہ اسس (شیخ سعدیؒ) کی نصائح ملکی ترقی و خوشحالی پر مبنی تدابیر ہیں۔

marfat.com

بابِ سوم در عشق

تیسرا باب عشق کے بیان میں

خوشا وقت شوریدگانِ غمش	۲	اگر ریش بینند وگر مرہمش
اس کے غم کے دیوانے بھی خوش وقت ہیں		خواہ زخم دیکھیں یا زخم کا مرہم
گدایانے از پادشاہی نفور	۳	بامیدش اندر گدائی صبور
ایسے گدا ہیں جو بادشاہی سے متنفر ہیں		اس کی تمنا میں گدائی پر صابر ہیں
دمادم شرابِ الم در کشند	۴	وگر تلخ بینند دم در کشند
غم کی شراب پے در پے پیتے ہیں		اگر کڑواہٹ بھی محسوس کرتے ہیں تو چپ رہتے ہیں
بلائے خمارست در عیشِ مُل	۵	سلحدار خارست با شاخِ گل
شراب کے عیش میں خمار کی مصیبت ہے		پھول کی شاخ کے ساتھ کانٹا ہتھیار بند ہے
نہ تلخست صبریکہ بر یادِ اوست	۶	کہ تلخی شکر باشد از دستِ دوست
جو کہ اس کی یاد میں صبر ہے وہ کڑوا نہیں ہے		اسلئے کہ دوست کے ہاتھ سے کڑواہٹ شکر ہوتی ہے
اسیرش نہ خواہد رہائی ز بند	۷	شکارش نخواہد خلاص از کمند
اس کا قیدی قید سے رہائی نہیں چاہتا		اس کا شکار رسی سے چھٹکارا نہیں چاہتا
سلاطینِ عزلت گدایانِ حے	۸	منازل شناسانِ گم کردہ پے
خدا کے گدا گوشہ نشینی کے شاہ ہیں		منزلوں کو پہچاننے والے بے نشان ہیں
ملامت کشانند مستانِ یار	۹	سبکتر برد اشترِ مست بار
یار کے دیوانے ملامت برداشت کرنیوالے ہیں		مست اونٹ بوجھ تیزی سے لیجاتا ہے
بسر وقتِ شان خلق کے رہ برند	۱۰	کہ چون آبِ حیوان بظلمت درند
ان کے اوقات کا مخلوق کو راستہ کب ملتا ہے		وہ آبِ حیات کی طرح اندھیرے میں ہیں

(۱) باب: دروازہ۔ سوم: تیسرا۔ عشق: شدید محبت۔ (۲) خوشا وقت: کیا اچھا وقت۔ شوریدگان غمش: اس کے غم کے دیوانے۔ ریش: زخم۔ بینند: دیکھیں وہ۔ مرہمش: اس کا مرہم۔ (۳) گدایانے: ایسے فقیر ہیں۔ نفور: نفرت کرنے والے۔ بامیدش: اس کی امید میں۔ گدائی: فقیری۔ صبور: بہت صبر کرنے والے۔ (۴) دمادم: پے در پے۔ شراب الم: غم کی شراب۔ درکشند: پیتے ہیں۔ تلخ: کڑوی۔ بینند: دیکھیں۔ دم درکشند: اندر کھینچ لیتے ہیں، چپ ہو جاتے ہیں۔ (۵) بلائے خمار: بلا مصیبت، خمار: نشہ ٹوٹنے کی کیفیت۔ عیش مل: شراب کا عیش۔ سلحدار: اسلحے والا محافظ۔ خار: کانٹا۔ با شاخ گل: گلاب کی شاخ کے ساتھ۔ (۶) نہ تلخست: کڑوا نہیں ہے۔ صبریکہ: جو صبر کہ۔ بر یاد اوست: اس کی یاد پر ہے۔ تلخی: کڑواہٹ۔ شکر: میٹھی۔ باشد: ہوتی ہے۔ دست: ہاتھ۔ دوست: دوست کا ہاتھ۔ (۷) اسیرش: اس کا قیدی۔ نہ خواہد: نہ چاہے۔ ز بند: قید سے۔ شکارش: اس کا شکار۔ خلاص: چھٹکارا۔ از کمند: جال سے۔ (۸) سلاطین: جمع سلطان، بادشاہ۔ عزلت: تنہائی، گوشہ نشینی۔ گدایان حے: قبیلے کے فقیر۔ منازل شناسان: منزلوں کو پہچاننے والا۔ گم کردہ پے: نشان قدم گم کیے ہوئے۔ (۹) ملامت کشانند: ملامت کھینچنے والے ہیں۔ مستان یار: یار کے دیوانے۔ سبکتر: سہولت سے یا تیزی سے۔ برد: لیجاتا ہے۔ اشتر مست: مستایا ہوا اونٹ۔ بار: بوجھ۔ (۱۰) بسر وقت شان: ان کے اوقات تک مراد مشاغل تک۔ خلق: مخلوق۔ کے رہ برند: راستہ لے جاسکیں۔ چو: مثل۔ آب حیوان: آب حیات جس کا پینے والا غیر فانی ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں حضرت خضرؑ نے وہی پی رکھا ہے۔ سکندر اس کو پانے گئے تھے مگر تاریکی کی وجہ سے وہ مل ہی نہ سکا۔

تشریح: (۱) عنوان۔ یہاں سے تیسرے باب کا آغاز ہو رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت والفت پر مبنی ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کا لگاؤ رکھنے والفت پر مبنی ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کا لگاؤ رکھنے والے لوگ غمی و خوشی تنگی و تونگری الغرض ہر حال میں راضی برضا رہتے ہیں۔ (۳) وہ لوگ (عاشقان ذات الٰہ) فقر و فاقہ میں مست رہنے کے باوجود جاہ وحشمت سے نفرت کرتے ہیں۔ (۴) وہ (عاشقان خدا) دیدارِ الٰہی میں مخمور شراب عشق و مستی میں ہمیشہ ڈوبے رہتے ہیں۔ اس کی تلخی پر مہر بلب رہتے ہیں۔ (۵) محبت الٰہیہ کی شراب عشق و مستی اگرچہ پُر لطف ہے۔ لیکن فراق و ہجر کے وقت (دیدار الٰہی سے) لمحات بڑے تلخ ہوتے ہیں۔ (۶) چونکہ محبوب کے ہاتھ کا زہر شہد کی لذت سے کم درجہ نہیں رکھتا۔ اسی لیے اس راہ میں پہنچنے والی مصیبتیں کسی لذت سے کم مزہ نہیں رکھتیں۔ (۷) عشق محبت میں کیف و مستی کا یہ عالم ہے کہ محبوب کی زلفوں کی اسیری پر ہزار ہا آزادیاں قربان کر دی جاتی ہیں۔ کبھی ان کا شکار نجات کی تمنا نہیں کرتا۔ (۸) عاشقان حق گوشہ نشینی میں شاہانہ شان سے رہتے ہیں۔ بظاہر وہ فقر کے متوالے اور گم گشتہ راہ ہوتے ہیں۔ تاکہ نہ واپسی ممکن ہو نہ کسی وصائی۔ (۹) تصور یار میں مستی کے حامل لوگ اپنے تئیں ملامت و طعن کو برگ کاہ برابر حیثیت نہیں دیتے۔ کیونکہ مست اونٹ بھی بہت سا بوجھ کھینچ لیتا ہے۔ (۱۰) عام لوگ ان تنہا اوقات مشاغل سے لاعلم ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ آب حیات کی طرح تاریکیوں میں مخفی ہیں۔ ان کے اعمال اخلاص میں پوشیدہ ہیں۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع ثانی
چو بیت المقدس دروں پر ز تاب	۱	رہا کردہ دیوار بیروں خراب
بیت المقدس کی طرح باطن نور سے بھرا ہے		باہر کی دیوار کو خستہ و خراب چھوڑ رکھا ہے
چو پروانہ آتش بخود در زنند	۲	نہ چوں کرم پیلہ بخود در تنند
پروانے کی طرح خود کو آگ میں ڈال دیتے ہیں		ریشم کے کیڑے کی طرح خود آرائی نہیں کرتے ہیں
دلآرام در بر دلآرام جو	۳	لب از تشنگی خشک برطرف جو
حق تعالیٰ کے طالب معشوق در بغل ہیں		دریا کے کنارے پر ہیں اور پیاس کی وجہ سے ہونٹ خشک ہیں
نگویم کہ بر آب قادر نیند	۴	کہ بر ساحل نیل مستسقی اند
میں یہ نہیں کہتا کہ وہ پانی پر قادر نہیں ہیں		بلکہ نیل کے کنارے پر جلندھر کے بیمار ہیں

گفتار اندر ثبوت عشق حقیقی بدلیل مجازی

عشق مجازی کی دلیل سے عشق حقیقی کے ثبوت کے بیان میں کہاوت

مصرع اول		مصرع ثانی
ترا عشق ہمچوں خودے ز آب و گل	۶	رباید ہمے صبر و آرام دل
تیرا اپنے جیسے پانی مٹی کے بنے ہوئے سے عشق		صبر اور دل کی راحت اڑا دیتا ہے
بہ بیداریش فتنہ بر خد و خال	۷	بخواب اندرش پائے بند خیال
بیداری میں اس کے رخسار اور تل پر فریفتہ		سونے میں اس کے خیال کا پابند
بصدقش چناں سر نہی بر قدم	۸	کہ بینی جہاں با وجودش عدم
تو اس کے پیر پر ایسے خلوص سے سر رکھتا ہے		کہ اس کے وجود کے سامنے دنیا کو معدوم سمجھتا ہے
چوں در چشم شاہد نیاید زرت	۹	زر و خاک یکساں نماید برت
جب تیرا روپیہ معشوق کی نظر میں نہیں آتا ہے		تو تجھے سونا اور مٹی یکساں معلوم ہوتا ہے
دگر با کسے بر نیاید نفس	۱۰	کہ با او نماند دگر جائے کس
پھر کسی دوسرے سے دل نہیں لگتا		اسلئے کہ اسکے ہوتے ہوئے دوسرے کی گنجائش نہیں رہی

(۱) چو: مثل۔ بیت المقدس: مقدس گھر، یہ اردن کے ایک شہر کا نام جس کو عیسائی یہودی اور مسلمان یکساں مقدس سمجھتے ہیں، یہودیوں کا مستقل اور مسلمانوں کا پہلا قبلہ اسی شہر میں ہے، اور اسی میں مسجد اقصیٰ واقع ہے۔ دروں: اندر۔ پر ز تاب: انوار سے بھرا ہوا۔ رہا کردہ: چھوڑے ہوئے۔ دیوار بیروں خراب: برباد۔ (۲) چو: مثل۔ پروانہ: پتنگا۔ آتش: آگ۔ بخود: اپنے آپ کو۔ در زنند: اندر ڈالتے ہیں۔ کرم پیلہ: ریشم کا کیڑا۔ بخود: اپنے اوپر۔ تنند: تنتے ہیں۔ (۳) دل آرام: دل کا آرام یعنی محبوب۔ دل آرام جو: محبوب کو ڈھونڈنے والے۔ لب: ہونٹ۔ از تشنگی: پیاس سے۔ برطرف جو: ندی کے کنارے پر۔ (۴) نگویم: میں نہیں کہتا۔ بر آب: پانی پر۔ قادر: قدرت والے۔ نیند: نہیں ہیں۔ ساحل نیل: نیل کا کنارہ۔ نیل مصر کا دریا جس کے کنارے قاہرہ شہر آباد ہے۔ مستسقی: پانی مانگنے والے۔ مستسقی ایسے مریض کو کہتے ہیں جو بار بار پانی مانگے مگر اس کی پیاس نہ بجھے۔ (۵) گفتار: کہاوت۔ ثبوت: ثابت ہونا۔ یہاں ثابت کرنا مراد ہے۔ عشق حقیقی: اللہ تعالیٰ کا عشق۔ بدلیل مجازی: عشق مجازی کی دلیل کے ساتھ۔ مجازی: مخلوق کا عشق۔ (۶) ترا: تیرا۔ ہمچوں خودے: اپنا جیسا۔ آب و گل: پانی اور مٹی مراد کیچڑ۔ رباید: اڑا لیتا ہے۔ ہمے: رباید کے اوپر لگتا ہے۔ آرام دل: دل کا آرام۔ (۷) بہ بیداریش: بیداری میں اس کا شین خد و خال کے ساتھ لگتا ہے۔ اس کے خد و خال: اس کا رخسار اور تل۔ فتنہ: دیوانہ۔ بخواب: نیند میں۔ اندرش: اندر۔ اس کا شین خیال کے ساتھ لگتا ہے یعنی اس کا خیال۔ (۸) بصدقش: سچائی کے ساتھ، اس کا شین قدم کے ساتھ لگتا ہے یعنی اس کے قدم۔ چناں: ایسے۔ سر نہی: سر رکھتا ہے تو۔ بینی: دیکھتا ہے تو۔ با وجودش: اس کے وجود کے سامنے۔ عدم: غیر موجود، نہ ہونا۔ (۹) چوں: جب۔ چشم شاہد: محبوب کی آنکھ۔ نیاید: نہ آوے۔ زرت: تیرا سونا۔ زر و خاک: سونا اور مٹی۔ نماید: دکھائی دیوے۔ برت: تیرے نزدیک۔ (۱۰) دگر: پھر۔ با کسے: کسی شخص کے ساتھ۔ بر نیاید: پورا نہیں آسکتا۔ کہ با او: کہ اس کے ساتھ۔ نماند: نہ رہے۔ دگر جائے کس: کسی کی جگہ۔

تشریح: (۱) عاشقان حق کی مثال بیت المقدس جیسی ہے جو بظاہر خستہ دیواروں کی وجہ سے بے رونق سا ہے لیکن اندرون خانہ انوار و تجلیات کی رونقیں لیے ہوئے ہے۔ (۲) ایسی عاشقان حق اپنی اخلاص کی اتنی شدت ہوتی ہے کہ ہر وقت فنا فی اللہ ہونے کی جستجو میں رہتے ہیں، ریشم کے کیڑے کی طرح اپنی جلالت شان کا اظہار نہیں کرتے۔ (۳) وہ لوگ وصال حق کے باوجود تلاش حق میں رہتے ہیں، بحر بیکراں میں غوطہ زن ہونے کے باوجود پیاسے کے پیاسے رہتے ہیں۔ (۴) نیل کے ساحل پر رہ کر بھی مرض استسقاء میں مبتلا شخص کی طرح وصل حق و تلاش حق کی پیاس بڑھتی چلی جاتی ہے۔ (۵) عنوان: اس حکایت میں دنیوی عشق پر مشتمل واقعات سے عشق حقیقی (اللہ تعالیٰ سے عشق) کو ثابت کرنا مقصود ہے۔ (۶) تیرے عشق کی کیفیت یہ ہے کہ اپنے جیسے پانی و مٹی (گارے) سے بنے ہوئے انسان (جو فانی ہے) پر فریفتہ ہو کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ (۷) (یہاں تک کہ) کھلی آنکھوں سے اس (محبوب) کے رخسار و تل کے دیدار کے لیے ترستا و تڑپتا رہتا ہے اور نیند میں صرف اسی کے خواب دیکھتا رہتا ہے۔ (۸) مجازی محبوب کے خواب و خیال میں اس قدر مگن ہو جاتا ہے کہ آس پاس کی حرکات و سکنات اور وجود و عدم کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ (۹) جب دنیوی محبوب بیش بہا قیمتی تحفہ قبول نہیں کرتا تو تیرے نزدیک دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز بے وقعت و بے حیثیت ہو جاتی ہے۔ (۱۰) دنیا کا محبوب دل و دماغ پر اس طرح چھا جاتا ہے کہ اس کے سوا کسی غیر کا تصور کرنا بھی دشوار و محال ہوتا ہے۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
تو گوئی بچشم اندرش منزلست	۱	دگر چشم برہم نہی در دلست
تو اس کی جگہ آنکھ میں سمجھتا ہے		اور اگر تو آنکھ بند کرتا ہے تو دل میں ہے
نہ اندیشہ از کس کہ رسوا شوی	۲	نہ قوت کہ یکدم شکیبا شوی
تجھے کسی کا ڈر نہیں کہ تو رسوا ہو جائے گا		نہ طاقت کہ فوراً صابر بن جائے
گرت جاں بخواہد بکف بر نہی	۳	ورت تیغ بر سر نہد سر نہی
اگر وہ تیری جان مانگے تو ہتھیلی پر رکھ دیگا		اگر وہ تیرے سر پر تلوار رکھے تو تو سر جھکا دیگا
چو عشقے کہ بنیاد او بر ہواست	۴	چنیں فتنہ انگیز فرمانرواست
وہ عشق جس کی بنیاد خواہش پر ہے		اس قدر فتنہ انگیز اور فرمانروا ہے
عجب داری از سالکان طریق	۵	کہ باشند در بحر معنی غریق
تو تجھے راستہ کے سالکوں سے تعجب ہے		کہ وہ حقیقت کے سمندر میں ڈوبے ہیں
بسودائے جاناں زجاں مشتغل	۶	بذکر حبیب از جہاں مشتغل
معشوق کی فکر میں جان سے بے نیاز ہیں		معشوق کے ذکر میں دنیا سے غافل ہیں
بیاد حق از خلق بگریختہ	۷	چناں مست ساقی کہ مے ریختہ
خدا کی یاد میں مخلوق سے بھاگے ہوئے ہیں		ساقی کے ایسے مست ہیں کہ شراب لنڈھائے ہوئے ہیں
نشاید بدارو دوا کردشاں	۸	کہ کس مطلع نیست بر دردشاں
ان کا علاج دوا سے کرنا مناسب نہیں ہے		کیونکہ ان کے درد سے کوئی واقف نہیں ہے
الست از ازل ہمچناں شاں بگوش	۹	بفریاد قالوا بلیٰ در خروش
ازل سے ان کے کان میں الست اسی طرح ہے		قالوا بلیٰ کی فریاد کا شور کر رہے ہیں
گروہے عملدار عزلت نشیں	۱۰	قدم ہائے خاکی دم آتشیں
ایک گروہ جو کارکن ہے گوشہ نشین ہے		جن کے قدم خاک آلودہ ہیں جن کا سانس آتشیں

(۱) گوئی: کہے تو۔ بچشم: آنکھ میں۔ اندرش: اندر، ش منزل کے ساتھ لگ کر اس کا مقام۔ ست: ہے۔ چشم: آنکھ۔ برہم نہی: بند کرے تو۔ در دلست: دل میں ہے۔ (۲) اندیشہ: فکر یا ڈر۔ از کس: کسی کا۔ شوی: ہووے۔ یکدم: ایک دم۔ شکیبا: صبر کرنے والا۔ (۳) گرت: اگر تیری۔ بخواہد: چاہے وہ۔ بکف: ہتھیلی پر۔ بر نہی: رکھ دیوے تو۔ ورت: اور اگر، ت سر کے ساتھ لگ کر تیرے سر پر۔ تیغ: تلوار۔ نہد: رکھے وہ۔ نہی: رکھ دیوے تو۔ (۴) چو: جب۔ عشقیکہ: جو عشق کہ۔ بنیاد او: اس کی بنیاد۔ بر ہواست: خواہش پر ہے۔ چنیں: ایسا۔ فتنہ انگیز: فتنہ کھڑا کرنے والا۔ فرمانرواست: حکم دینے والا۔
(۵) عجب داری: تعجب رکھتا ہے تو۔ سالکان طریق: رستے کے چلنے والے مراد راہ حقیقت کے چلنے والے۔ باشند: ہوویں وہ۔ بحر معنی: معنی کا سمندر۔ غریق: ڈوبنے والا۔ (۶) بسودائے جاناں: محبوب کے خیال میں۔ مشتغل: فارغ اعراض کرنے والا۔ بذکر حبیب: دوست کی یاد میں۔ از جہاں: جہان سے فارغ ہیں۔ (۷) بیاد حق: اللہ کی یاد میں۔ بگریختہ: بھاگے ہوئے۔ چناں: ایسے۔ مست ساقی: ساقی کے مست۔ مے ریختہ: شراب گرائے ہوئے۔ (۸) نشاید: نہیں چاہیے۔ بدارو: دوا کے ساتھ۔ دوا کرد: علاج کرنا۔ شاں: ان کا۔ کس: کوئی شخص۔ مطلع: باخبر۔ نیست: نہیں ہے۔ بر دردشاں: ان کے درد پر۔ (۹) الست: اشارہ بقول خدا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔ ازل: دنیا کا شروع یا مخلوق کا شروع۔ ہمچناں: ویسے ہی۔ شاں بگوش: کے ساتھ لگ کر ان کے کان میں۔ بفریاد قالوا بلیٰ: کہا انہوں نے بلیٰ کیوں۔ خروش: چیخ۔ گروہے: ایک گروہ۔ عملدار: کام کرنے والا۔ عزلت نشیں: تنہائی میں بیٹھنے والے۔ قدم ہائے خاکی: قدم خاک آلودہ۔ دم آتشیں: آگ والا سانس۔

تشریح: (۱) حالت بیداری میں تیری آنکھوں کے سامنے صرف محبوب کی صورت گھومتی ہے اور بند آنکھوں میں اسی کے سپنے دیکھتا ہے۔ (۲) محبوب کے قرب و تعلق سے بدنامی کا خوف تیرے پیش نظر نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے بار بار دیکھنے سے جی بھرتا اور صبر آتا ہے۔ (۳) محبوب کی اطاعت کا یہ حال ہے۔ اگر وہ جان مانگے تو اس کا نذرانہ بخوشی پیش کر دے۔ اگر وہ سر پر تلوار رکھ دے تو تو اپنا سر جھکا دیتا ہے۔ (۴) جب خواہش نفسانی کا عشق اتنا سر چڑھ کر فتنہ انگیزی کرتا ہے کہ عقل و ہوش اور مال و دولت تباہ کر دیتا ہے۔ (۵) تو بحر عشق حقیقی کے خوگر فنا فی اللہ ہونے کا منظر پیش کریں تو متعجب نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ سالکان طریقت حقیقت کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔ (۶) فنا فی اللہ کی مستی میں جان کی پرواہ نہ کرنا اور محبوب حقیقی کے ذکر و فکر میں کل عالم سے منقطع رہنا سالکان حق کا محبوب مشغلہ ہے۔ (۷) اللہ تعالیٰ کی یاد میں وہ (سالکان حق) دنیا سے ایسے لاتعلق ہو جاتے ہیں کہ خود سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔ معرفت حق اور رحمت الٰہی کے آثار ان کی حرکات سے چھلکتے ہیں۔ (۸) فراق حق کی وجہ سے ان پر مرض کی صورت میں حال طاری ہوتا ہے۔ ان کا باطنی مرض ظاہری دواؤں سے ناممکن ہے چونکہ لوگ باطنی سے مطلع نہیں۔ اس لیے یہ مرض لاعلاج ہے۔ (۹) ان (سالکان حق) کا قلب و نظر اس قدر صاف و شفاف ہے کہ عالم ارواح کا الست بربکم کا نعرہ مستانہ گونج رہا ہے۔ اور وہ اپنے حال میں قالوا بلیٰ پکارتے پھر رہے ہیں۔ (۱۰) چونکہ سالکان حق کی گوشہ نشینی سے خود ذات حق نے امور تکوینیہ کے تصرفات کا تعلق ان سے جوڑ دیا ہے جس کی بنا پر وہ بڑے بڑے کارنامے سر انجام دیتے ہیں کہ عقلیں حیران ہو جاتی ہیں۔

marfat.com

مصرعِ اوّل		مصرعِ دوم
بیک نعرہ کوہے زجا برکنند	۱	بیک نالہ ملکے بہم برکنند
ایک نعرہ سے پہاڑ کو جگہ سے ہلا دیں		ایک نالے سے ملک کو برباد کر دیں
چو باد اند پنہاں و چالاک پوئے	۲	چو سنگ اند خاموش و تسبیح گوئے
ہوا کی طرح پوشیدہ ہیں اور تیز رفتار ہیں		مشک کی طرح ہیں خاموش اور تسبیح کرنیوالے
سحر ہا بگریند چندانکہ آب	۳	فرو شوید از دیدہ شاں کحل خواب
آخری شب میں اس قدر روتے ہیں کہ آنسو		ان کی آنکھوں سے نیند کا سرمہ دھو دیتے ہیں
فرس کشتہ از بس کہ شب راندہ اند	۴	سحر گہ خروشاں کہ وا ماندہ اند
جن کا گھوڑا مُردہ ہے چونکہ رات کو بہت چلایا ہے		صبح کو فریاد کرنے والے کہ وہ درماندہ ہیں
شب و روز در بحر سودا و سوز	۵	ندانند ز آشفتگی شب ز روز
رات اور دن جنون اور سوز کے سمندر میں ہیں		دیوانگی کی وجہ سے رات کا دن سے امتیاز نہیں کر سکتے ہیں
چناں فتنہ بر حسن صورت نگار	۶	کہ با حسن صورت ندارند کار
نقاش کے حسن پر اس قدر فریفتہ ہیں		کہ صورت کے حسن سے ان کو کوئی واسطہ نہیں
ندادند صاحب دلاں دل بپوست	۷	دگر ابلہے داد بے مغز اوست
صاحب دل چمڑی کو دل نہیں دیتے ہیں		اگر کسی بیوقوف نے دل لگایا ہے تو وہ نادان اور بیل ہے
مئے صرف وحدت کسے نوش کرد	۸	کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد
وحدت کی خالص شراب اس نے پی لی ہے		جس نے دنیا اور عقبےٰ کو بھلا دیا ہے

حکایت گدا زادہ با بادشاہزادہ

شہزادہ کے ساتھ فقیر کے لڑکے کا قصہ

مصرعِ اوّل		مصرعِ دوم
شنیدم کہ وقتے گدا زادۂ	۱۰	نظر داشت با بادشاہزادۂ
میں نے سنا ہے کہ ایک زمانہ میں ایک فقیر کا لڑکا		ایک شہزادہ پر عاشق تھا

(۱) بیک نعرہ: ایک نعرے سے۔ کوہے: پہاڑ کو۔ زجا: جگہ سے۔ برکنند: اکھیڑ دیں۔ نالہ: آہ۔ ملکے: ایک ملک۔ بہم برکنند: برباد کردیں۔ (۲) چو باد: مثل ہوا کی۔ اند: ہیں۔ پنہاں: پوشیدہ۔ چالاک پو: تیز دوڑنے والے۔ مشک: کستوری۔ تسبیح گو: تسبیح پڑھنے والے۔ (۳) سحر ہا: سحری کے اوقات۔ بگریند: روتے ہیں۔ چندانکہ: اتنا کہ۔ آب: پانی۔ فرو شوید: دھو ڈالتا ہے۔ از دیدہ: آنکھوں سے۔ شاں: ان کی۔ کحل: سرمہ۔ خواب: نیند۔

(۴) فرس: گھوڑا۔ کشتہ: مارا ہوا۔ از بس: بہت سی۔ شب: رات۔ راندہ اند: چلایا ہے انہوں نے۔ سحر گہ: صبح کے وقت۔ خروشاں: چیخنے والے۔ وا ماندہ اند: پیچھے رہ گئے ہیں۔ (۵) شب و روز: رات دن۔ بحر: سمندر۔ سودا: دیوانگی۔ سوز: جلن۔ ندانند: نہیں جانتے۔ ز آشفتگی: پریشانی کی وجہ سے۔ (۶) چناں: ایسے۔ فتنہ: فریفتہ۔ صورت نگار: صورت بنانے والا مراد اللہ تعالیٰ۔ حسن صورت: صورت کا حسن۔ ندارند: نہیں رکھتے۔ کار: کام۔

(۷) ندادند: نہیں دیا۔ صاحب دلاں: دل والے۔ پوست: چمڑی کو۔ ابلہے: کوئی بیوقوف۔ داد: دیا۔ بے مغز اوست: وہ بے مغز ہے۔ (۸) مے صرف وحدت: توحید کی خالص شراب۔ کسے: جس نے۔ نوش کرد: پی لی۔ عقبیٰ: آخرت۔ فراموش کرد: بھلادی۔

(۹) گدا زادہ: فقیر کا لڑکا۔ بادشاہزادہ: بادشاہ کا لڑکا۔ (۱۰) شنیدم: میں نے سنا۔ وقتے: کسی وقت۔ گدا زادہ: ایک فقیر کا لڑکا۔ نظر داشت: نظر رکھتا تھا یعنی عاشق تھا۔

تشریح: (۱) سالکان حق کثرت توجہ الی الحق کے باعث مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ (جو اللہ کا ہو جائے، اللہ اس کا ہو جاتا ہے) کا مصداق بن جاتے ہیں۔ ایک آوازہ سے پہاڑ ہلا دیں، ایک آہ سے جہاں برباد کردیں۔ (۲) یہ لوگ (سالکان حق) اپنے خلوت خانوں میں مخفی رہنے کے باوجود معرفت کی راہ میں ان کی رفتار تیز تر ہوتی ہے۔ پتھر کی طرح ساکت ہونے کے باوجود اُن کا ذرہ ذرہ تسبیح کرتا ہے۔ (۳) بوقت سحر ان کی آہ و بکاء اتنی کثیر ہوتی ہے کہ ان کے آنسو اُن کی نیند کا سُرمہ دھو ڈالتے ہیں۔ (۴) ساری رات عبادت کے میدان میں اپنے جسم کو گھوڑے کی طرح دوڑا دوڑا کر مار ڈالتے ہیں اور صبح کے وقت آہ و زاری کرتے ہیں کہ ہم سے عبادت کا حق ادا نہ ہو سکا۔ (۵) بحر جنون اور سوز عشق کے دریا میں رات دن غوطہ زن ہوتے ہیں۔ حیرت زدگی میں انہیں دن رات کا ہوش نہیں رہتا۔ (۶) صورت گر ذات (اللہ تعالیٰ) کے جمال پر اس قدر فریفتہ ہیں کہ دنیا کی حسین و جمیل چیز بھی اُن کی نظر میں ہیچ ہے۔ (۷) صحیح معنوں میں اہل دل آدمی سفید چمڑی کو دیکھ کر اس کے عشق کے جال میں نہیں پھنستا۔ اگر کوئی جال میں پھنستا بھی ہے تو وہ انتہائی نادان ہے۔ (۸) جو شخص توحید کی خالص شراب پی لیتا ہے وہ خوش نصیب اللہ وحدہٗ لاشریک کا مستانہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ دنیا و آخرت اور جنت کی نعمتیں اس کی نظروں میں گر جاتی ہیں۔ (۹) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ سچا عاشق ناکام اور محروم ہونے کے باوجود عشق سے توبہ نہیں کرتا بلکہ اس کے جذبات میں مزید ترقی آجاتی ہے۔ (۱۰) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ فقیر کا بیٹا کسی (شہزادے) پر عاشق ہو گیا جس کی وجہ سے وہ (فقیر زادہ) شہزادے کو دیکھتا رہتا تھا۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	همے رفت و مے پخت سودائے خام	خیالش فرو برد دندان بکام
	جاتا اور اپنے کچے خیال کو پختہ کرتا	اس کا خیال مقصد میں دانت گڑوئے ہوئے تھا
۲	ز میدانش خالی نبودے چو میل	ہمہ وقت پہلوئے اسپش چو پیل
	اس کے میدان سے نہ ہٹتا سنگِ میل کی طرح	ہمیشہ پیل کی طرح اسکے گھوڑے کے پہلو میں رہتا
۳	دلش خوں شد و راز در دل بماند	ولے پایش از گریہ در گل بماند
	اس کا دل خون بن گیا اور راز دل ہی میں رہا	لیکن اس کا پیر رونے کی وجہ سے دلدل میں پھنس گیا
۴	رقیباں خبر یافتندش ز درد	دگر بارہ گفتندش اینجا مگرد
	رقیبوں کو اس کے درد کی خبر ہو گئی	انہوں نے اس سے کہا یہاں پھر چکر نہ لگانا
۵	دمے رفت و یاد آمدش روئے دوست	دگر خیمہ زد بر سر کوئے دوست
	تھوڑی دیر کیلئے چلا گیا اور اسکو دوست کا چہرہ یاد آیا	اس نے پھر دوست کے کوچہ پر پڑاؤ ڈال دیا
۶	غلامے شکستش سر و دست و پا	کہ بارے نگفتیمت ایدر میا
	ایک غلام نے اس کا سر و ہاتھ پیر توڑ دیئے	کہ ایک بار ہم تجھے نہیں سمجھا چکے کہ یہاں نہ آ
۷	دگر رفت و صبر و قرارش نبود	شکیبائی از روئے یارش نبود
	وہ پھر چلا گیا اور اس کو صبر و قرار نہ تھا	وہ دوست کے چہرے سے صبر نہ کر سکتا تھا
۸	مگس وارش از پیش شکر بجور	براندندے و باز گشتے بفور
	مکھی کی طرح جبراً اس کو شکر پر سے	ہٹا دیتے تھے وہ فوراً واپس آ جاتا تھا
۹	کسے گفتش اے شوخ دیوانہ رنگ	عجب صبر داری تو بر چوب و سنگ
	کسی نے اس سے کہا اے بے حیا دیوانے	تعجب ہے تو لکڑی اور پتھر کی سہار لیتا ہے
۱۰	بگفت ایں جفا بر من از دست اوست	نہ شرط است نالیدن از دست دوست
	اس نے کہا میرے اوپر یہ ظلم اس کے ہاتھوں ہے	دوست کے ہاتھ سے نالاں ہونا مناسب نہیں ہے

(۱) ہمے رفت: جاتا رہا تھا۔ مے پخت: پکا رہا تھا۔ سودائے خام: کچا خیال۔ خیالش: اس کا خیال۔ فرو برد: گاڑ دیا۔ دنداں: جمع دانت۔ بکام: مقصد میں۔ (۲) ز میدانش: اس کے میدان سے۔ نبودے: نہ ہوتا۔ چو میل: سنگ میل کی طرح۔ ہمہ وقت: ہر وقت۔ اسپش: گھوڑا اس کا۔ چو پیل: پیل کی طرح۔ پیل اور اسپ شطرنج کے دو مہرے ہیں۔ (۳) دلش: اس کا دل۔ خوں شد: خون ہو گیا۔ بماند: رہ گیا۔ ولے: لیکن۔ پایش: اس کا پاؤں۔ گریہ: رونا۔ در گل: کیچڑ میں۔ (۴) رقیباں: جمع رقیب۔ ایک معشوق کے دو عاشق ایک دوسرے کے رقیب ہوتے ہیں۔ یہاں نگران مراد ہیں۔ یافتندش: خبر پائی یعنی دردکے ساتھ لگ کر اس کے درد سے۔ دگر بارہ: دوبارہ۔ گفتندش: اس کو کہا۔ اینجا: یہاں۔ مگرد: مت پھر۔ (۵) دمے رفت: ایک منٹ کے لیے گیا۔ آمدش: آیا اس کو۔ روئے دوست: دوست کا چہرہ۔ دگر: پھر۔ زد: لگا لیا۔ بر سر کوئے دوست: دوست کے کوچے کے سرے پر۔ (۶) غلامے: ایک غلام۔ شکستش: توڑے اس کے۔ سر و دست و پا: سر ہاتھ اور پاؤں۔ بارے: ایک بار۔ نگفتیمت: نہیں کہا ہم نے تجھ کو۔ ایدر میا: اس طرف مت آ۔ (۷) دگر رفت: پھر چلا گیا۔ قرارش: شین بنود کے ساتھ لگ کر نہ رہا اس کو۔ شکیبائی: صبر۔ از روئے یارش: یار کے چہرے سے اس کو۔ (۸) مگس وارش: مکھی کی طرح اس کو۔ از پیش شکر: شکر کے اوپر سے۔ بجور: ظلم سے۔ براندندے: ہٹا دیتے۔ باز گشتے: واپس آجاتا۔ بفور: فوراً۔ (۹) کسے: کسی نے۔ گفتش: اس کو کہا۔ شوخ دیوانہ رنگ: دیوانوں جیسے بے حیا۔ صبر داری: صبر رکھتا ہے تو۔ چوب: لکڑی۔ سنگ: پتھر۔ (۱۰) بگفت: اس نے کہا۔ ایں جفا: یہ ظلم۔ بر من: مجھ پر۔ از دست اوست: اس کے ہاتھوں سے ہے۔ نہ شرط است: مناسب نہیں، ادب نہیں ہے۔ نالیدن: رونا۔ از دست دوست: دوست کے ہاتھ سے۔

تشریح: (۱) اور چلتے پھرتے کوئی لمحہ ایسا خالی نہ گزرتا جس میں وہ (فقیر زادہ) اس (شہزادے) سے ملاقات کے خیالی منصوبے نہ بناتا ہو۔ (ہر وقت محبوب کے خیالوں میں مگن رہتا)۔ (۲) وہ (فقیر زادہ) تصورات کی دنیا میں اپنے محبوب (شہزادے) کے میل ملاپ سے لطف اندوز ہوتا رہتا تھا۔

(۳) دکھ درد کی وجہ سے اس (فقیر زادے) کا دل خون کے آنسو رونے لگا۔ یہاں تک کہ وہ فراق محبوب (شہزادے) کے خیالی دلدل میں دھنستا چلا گیا۔

(۴) بالآخر شہزادے کے دربانوں نے فقیر زادے کا مرض جان لیا اور اسے (فقیر زادے کو) دربار کی طرف دوبارہ آنے سے سختی کے ساتھ منع کر دیا۔

(۵) وہ (فقیر زادہ) فی الفور تو چلا گیا لیکن اسے محبوب (شہزادے) کی یاد ستانے لگی۔ لہٰذا وہ اپنے دوست (شہزادے) کی گلی کے سرے پر پھر ڈیرہ جما بیٹھا۔ (۶) جب اسے کسی غلام نے دیکھا تو اس نے فقیر زادے کی خوب پٹائی کی۔ یہاں تک کہ اس کا سر توڑ (پھوڑ) دیا۔ (۷) وہ (فقیر زادہ) وہاں سے چلا گیا۔ لیکن محبوب کی یاد اسے بیقرار کرتی تھی۔ اسے (فقیر زادے کو) محبوب کے بغیر صبر و چین نہ آتا تھا۔ لہٰذا وہ دوبارہ آجاتا۔ (۸) جیسے مٹھائی پر سے جھنجھناتی مکھیاں اڑا دی جاتی ہیں۔ وہ پھر سے فی الفور آجاتی ہیں۔ اسی طرح وہ (فقیر زادہ) بھی کوئی توقف کیے بغیر واپس آجاتا تھا۔ (۹) کسی شخص نے اسے (فقیر زادے کو) طعنہ دیا کہ اے احمق! تجھے لاٹھی اور پتھر کھانے پر خوب صبر کرنا آتا ہے۔ (۱۰) اس (فقیر زادے) نے جواباً کہا۔ کہ مجھ پر ہونے والا ظلم خود میرے محبوب کی طرف سے ہے۔ دوست کی تکلیف میں آرام ملتا ہے۔ اس کے لیے رونا اچھا نہیں۔

marfat.com

۱	من اینک دمِ دوستی مے زنم	گر او دوست دارد وگر دشمنم
	میں اب دوستی کا دم بھر رہا ہوں	خواہ وہ مجھے دوست رکھے یا دشمن رکھے
۲	ز من صبر بے او توقع مدار	کہ با او ہم امکاں ندارد قرار
	اس کے بدون صبر کی توقع نہ رکھ	اسلئے کہ اسکے ہوتے ہوئے بھی قرار کا امکان نہیں ہے
۳	نہ نیروئے صبرم نہ جائے ستیز	نہ امکان بودن نہ پائے گریز
	نہ مجھ میں صبر کی طاقت ہے نہ لڑائی کی	نہ ٹھہرنے کا امکان ہے نہ بھاگنے کے قدم
۴	مگو زیں در بارگاہ سر بتاب	دگر سر چو میخم کشد در طناب
	یہ نہ کہہ کہ اس دربار سے سر موڑ لے	اگرچہ وہ میخ کی طرح میرے سر کو رسی سے کھینچے
۵	نہ پروانہ جاں دادہ در پائے دوست	بہ از زندہ در کنج تاریک اوست
	کیا یہ نہیں ہے کہ دوست کے قدموں پر جان دیا ہوا پروانہ	اس جلنے سے بہتر ہے جو تاریک گوشہ میں زندہ ہو
۶	بگفت ار خوری زخم چوگان او	بگفتا بپایش در افتم چو گو
	اس نے کہا اگر تو اس کے بلے کا زخم کھائے	اس نے کہا گیند کی طرح اس کے پیروں پر گر پڑوں گا
۷	بگفتا سرت گر ببرد بہ تیغ	بگفت ایں قدر نبود از وے دریغ
	اس نے کہا اگر وہ تیرا سر تلوار سے کاٹ دے	اس نے کہا اس سے مجھے افسوس نہ ہوگا
۸	یکے را کہ معشوق باشد یکے	نیازارد از وے بہر اندکے
	کسی کا جب کوئی معشوق ہوتا ہے۔	تو وہ اس سے ہر تھوڑی سی بات پر ناخوش نہیں ہوتا ہے
۹	مرا خود ز سر نیست چنداں خبر	کہ تاج است بر تارکم یا تبر
	مجھے اپنے سر کی اتنی بھی خبر نہیں ہے	کہ میری مانگ پر تاج ہے یا کلہاڑا
۱۰	مکن با من ناشکیبا عتیب	کہ در عشق صورت نہ بندد شکیب
	مجھ بے صبر سے پر خفقہ نہ کر	اسلئے کہ عشق میں صبر کی کوئی صورت نہیں بنتی ہے

(۱) مَن: میں۔ اینک: اب۔ مے زنم: مارتا ہوں۔ دارد: رکھے۔ دشمنم: مجھ کو دشمن۔ (۲) ز مَن: مجھ سے۔ بے او: اس کے بغیر۔ توقع: امید۔ مدار: مت رکھ۔ با او: اس کے ساتھ۔ ہم: بھی۔ امکان ندارد: امکان نہیں رکھتا۔ (۳) نیروئے: طاقت۔ نہ جائے ستیز: نہ لڑنے کی جگہ۔ امکان بودن: ٹھہرنے کا امکان۔ نہ پائے گریز: بھاگنے کے پاؤں۔ (۴) مگو: مت کہہ۔ زیں در بارگاہ: اس دربار سے۔ سر بتاب: سر پھیر لے۔ دگر: اگرچہ۔ چو میخم: میخ کی طرح میرا۔ کشد: کھینچے وہ۔ طناب: خیمے کی رسی۔ (۵) جاں دادہ: جان دیا ہوا۔ در پائے دوست: دوست کے پاؤں میں۔ بہ: بہتر۔ کنج تاریک اوست: اس کے تاریک کونے میں۔ (۶) بگفت: اس نے کہا۔ ار خوری: اگر کھاوے تو۔ زخم چوگان او: اس کے بلے کا زخم۔ بگفت: اس نے کہا۔ بپایم: میں اس کے پاؤں میں۔ در افتم: گر پڑوں گا۔ چو گو: گیند کی طرح۔ (۷) بگفتا: اس نے کہا۔ سرت: تیرا سر۔ ببرد: کاٹ لے۔ بہ تیغ: تلوار سے۔ بگفت: اس نے کہا۔ ایں قدر: اس قدر۔ نبود: نہیں ہوگا۔ از وے: اس سے۔ دریغ: افسوس۔ (۸) یکے را: ایک کا۔ باشد: ہووے۔ نیازارد: نہ ناراض ہوئے۔ از وے: اس سے۔ بہر اندکے: ہر معمولی چیز سے۔ (۹) مرا: مجھ کو۔ ز سر: سر کی۔ نیست: نہیں ہے۔ چنداں: اتنی۔ تاج است: تاج ہے۔ بر تارکم: میری چوٹی پر۔ تبر: کلہاڑا۔ (۱۰) مکن: مت کر۔ با من: میرے ساتھ۔ ناشکیبا: نہ صبر کرنے والا۔ عتیب: عتاب کا زمانہ، خفقہ۔ نہ بندد: نہیں باندھتا۔ شکیب: صبر۔

تشریح: (۱) مجھے (فقیر زادے کو) تو اپنے دوست سے محبت ہے۔ چنانچہ مجھے اس سے غرض نہیں کہ وہ (میرا محبوب) مجھے اپنا دوست سمجھتا ہے یا نہیں۔ (۲) مجھ سے اپنے محبوب کے بغیر صبر کی امید نہ رکھی جائے۔ بلکہ میری بے قراری اتنے عروج پر ہے کہ اس (محبوب) کے پاس رہ کر بھی قرار نہیں آتا۔ (۳) اب تو مجھ (فقیر زادہ) پر بے خودی و انتظار کی سی کیفیت طاری ہو گئی ہے۔ اے (محبوب کو) اے بغیر قرار نہیں آتا۔ رہے جا کر (مجبوری سے) ملنا دشوار ہے۔ (۴) خیمے کی رسی (طناب) کی طرح اگر میرا (فقیر زادے کا) سر کیل میں باندھ دیا جائے۔ تب بھی میں (فقیر زادہ) اس (محبوب) کے دربار سے منہ نہ موڑوں گا۔ (۵) آتش عشق میں جلنے کے خوف سے اندھیروں میں بھٹکنے والے سے وہ عاشق بہتر ہے جو شمع (محبوب کے قدموں) پر مر مٹتا ہے۔ (۶) اس (درباری غلام) نے کہا کہ اگر تجھے محبوب نے بلے سے مار کر مجروح کر دیا تو پھر کیا ہوگا۔ وہ (فقیر زادہ عاشق) کہنے لگا کہ میں گیند کی طرح اس (محبوب) کے قدموں میں گر پڑوں گا۔ (۷) اس (درباری غلام) نے کہا کہ اگر وہ (محبوب شہزادہ) تلوار سے تیرا سر قلم کر دے تو پھر کیا ہوگا۔ وہ (فقیر زادہ عاشق) کہنے لگا کہ مجھے ذرہ بھر افسوس نہ ہوگا۔ (۸) جس شخص کا ایک ہی دوست ہو وہ کسی صورت بھی اس (محبوب) سے نالاں یا ناراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس (محبوب) کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں ہوتا۔ (۹) میرا (فقیر زادہ کا) سر کٹ جائے۔ اس کی فکر نہیں۔ اس لئے کہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ میرے سر پہ تاج رکھا ہوا ہے یا کلہاڑا۔ (۱۰) عشق اور صبر دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ کیونکہ بے قراری کا دوسرا نام عشق ہے۔ اس لئے مجھے بے صبر رہنے دو۔ مجھ پر ظلم نہ کرو۔

marfat.com

چو یعقوبم ار دیدہ گردد سفید	۱	نبرّم ز دیدارِ یوسفؑ امید
حضرت یعقوبؑ کی طرح اگر آنکھیں سفید بھی ہوجائیں		تو بھی یوسف کے دیدار کی امید منقطع نہ کروں گا
رکابش ببوسید روزے جواں	۲	برآشفت و برتافت ازوے عناں
ایک دن جوان نے اس کی رکاب کو بوسہ دیا		وہ بگڑ گیا اور اس سے باگ موڑی
بخندید و گفتا عناں بر مپیچ	۳	کہ سلطان عناں بر نہ پیچد ز ہیچ
وہ ہنسا اور بولا باگ نہ موڑ		اسلئے کہ بادشاہ کسی سے باگ نہیں موڑتا ہے
مرا با وجودِ تو ہستی نماند	۴	بیاد توام خود پرستی نماند
تیرے وجود کے سامنے میری ہستی نہ رہی		تیری یاد میں میری خودی نہ رہی
گرم جرم بینی مکن عیب من	۵	توئی سر بر آوردہ از جیب من
اگر تو میری کوئی خطا بھی دیکھے تو عیب نہ لگا		اسلئے کہ تو نے ہی میرے گریبان سے سر نکالا ہے
بداں زہرہ دستم زدم در رکاب	۶	کہ خود را نیاوردم اندر حساب
اسی ہمت سے میں نے تیری رکاب پر ہاتھ ڈالا ہے		کیونکہ میں اپنے آپ کو گنتی میں نہیں لاتا
نہادم قدم بر سرِ کامِ خویش	۷	کشیدم قلم در سرِ نامِ خویش
میں نے اپنے مقصد کو پامال کردیا ہے		میں نے اپنے نام پر قلم کھینچ دیا ہے
مرا خود کشد تیرِ آں چشمِ مست	۸	چہ حاجت کہ آری بشمشیر دست
مجھے تو اس مست آنکھ کا تیر مار ڈالے گا		اس کی کیا ضرورت ہے کہ تو تلوار ہاتھ میں لے
تو آتش بہ نئے در زن و درگزر	۹	کہ نہ خشک در بیشہ ماند نہ تر
تو نرکل میں آگ لگا دے اور چلا جا		تاکہ جنگل میں نہ خشک رہے نہ تر

(۱) چو: مثل. یعقوبم: اس کی میم دیدہ کے ساتھ لگ کر میری آنکھیں. یعقوب علیہ السلام مشہور پیغمبر جو حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے اور یوسفؑ کے والد تھے. گردد: ہوجائے. نبرّم: نہ کاٹوں میں. (۲) رکابش: اس کی رکاب. ببوسید: چوم لی. روزے: ایک دن. برآشفت: ناراض ہوگیا. برتافت: پھیر لی. ازوے: اس سے. عناں: باگ. (۳) بخندید: ہنس پڑا. گفتا: اس نے کہا. عناں: باگ. بر مپیچ: مت موڑ. سلطان: بادشاہ. بر نہ پیچد: نہیں پھیرتا ہے. ز ہیچ: کسی شخص سے. (۴) مرا: مجھ کو. با وجود تو: تیرے وجود کے ساتھ. نماند: نہیں رہی. بیاد توام: میں تیری یاد میں ہوں. خود پرستی: خودی. (۵) گرم: اگر میرا. بینی: دیکھے تو. مکن: مت کر. عیب من: میرا عیب. توئی: تو ہی ہے. سر بر آوردہ: سر نکالے ہوئے. از جیب من: میرے گریبان سے. (۶) بداں زہرہ: اسی حوصلہ کے ساتھ. دستم زدم: اپنا ہاتھ مارا میں نے. در رکاب: رکاب میں. خود را: اپنے آپ کو. نیاوردم: نہیں لایا میں. اندر حساب: حساب میں. (۷) کشیدم: میں نے کھینچ دیا. در سر نام خویش: اپنے سرنامے پر. نہادم: میں نے رکھا. بر سر کام خویش: اپنے کام کے سر پر. (۸) مرا: مجھ کو. کشد: مارتی ہے. تیر آں چشم مست: اس مست آنکھ کا تیر. چہ: کیا. آری: لائے تو. بشمشیر: تلوار پر. دست: ہاتھ. (۹) آتش: آگ. بہ نئے: سرکنڈوں میں. در زن: لگا دے. درگزر: گزر جا. بیشہ: جنگل. ماند: رہے.

تشریح: (۱) جس طرح حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے یوسفؑ کی جدائی میں نابینا ہوگئے تھے. لیکن یوسفؑ کے دیدار سے مایوس نہ تھے. اسی طرح میں (فقیر زادہ) بھی مایوس نہیں ہوں. (۲) ایک دن جوان (فقیر زادے) نے آگے بڑھ کر اپنے محبوب (شہزادے) کی رکاب چوم لی تو اس (محبوب شہزادے) نے آگ بگولا ہوکر باگ دوسری طرف موڑ لی. (۳) وہ (فقیر زادہ عاشق) ہنسا اور کہا کہ لگام مت موڑو. اس لیے کہ بادشاہ کبھی (اپنی رعایا سے) باگ نہیں موڑا کرتے. (۴) میں (فقیر زادہ عاشق) بے خودی کی دنیا میں رہتا ہوں. اب تو میری حالت یہ ہے: میرا عشق بے زباں ہے میرا حال خود زباں ہے. میری بے کسی کا منظر ذرا دیکھنا سنبھل کر. (۵) میری (فقیر زادہ عاشق) خطا پر فرد جرم عائد نہ کرنا کیونکہ میرے گریبان میں تمہارا (شہزادے محبوب کا) اپنا سر ہے. یوں خود (عشق کے) مجرم قرار پاؤ گے. (۶) تمہاری (شہزادے کی) رکاب چومنے کا حوصلہ اسی لیے ہوا ہے کہ میری ذات تیرے وجود میں مٹ چکی ہے. (۷) سوائے تیرے (شہزادے کے) میری اپنی (فقیر زادے عاشق کی) ذات کا نام و نشان مٹ چکا ہے. میرے سرنامے پر (خود مجھ ہی سے) قلم پھر چکی ہے. (۸) مجھے (فقیر زادے عاشق کو) قتل کرنے کے لیے تیری (شہزادے محبوب کی) نگاہ ناز ہی کافی ہے. تجھے تلوار سے کام لینے کی کوئی ضرورت نہیں. (۹) تو (شہزادہ محبوب) نگاہ کی بجلیاں گرا کر مجھے فنا کردے. کیونکہ آتش عشق میں خشک و تر سب کچھ جل کر راکھ ہوجاتا ہے.

marfat.com

حکایت در معنیٔ فنائے اہل محبت

قصہ اہل محبت کے فنا کے بیان میں

مصرع ثانی		مصرع اول
برقص اندر آمد پری پیکرے	۲	شنیدم کہ بر لحن خنیاگرے
ایک پری جسم والا رقص میں آگیا		میں نے سنا ہے کہ ایک سازندہ کے گانے پر
گرفت آتش شمع در دامنش	۳	ز دلہائے شوریدہ پیرامنش
شمع کی آگ اس کے دامن میں لگ گئی		اس کے چاروں طرف کے مست دلوں سے
یکے گفتش از دوستداراں چہ باک	۴	پراگندہ خاطر شد و خشمناک
دوستوں میں سے ایک نے اس سے کہا کیا مضائقہ ہے		پریشان طبیعت اور غضب ناک ہو گیا
مرا خود بیک بار از خود بسوخت	۵	ترا آتش اے دوست دامن بسوخت
مجھے تو خود ایک بارگی مجھ سے ہی جلا دیا		اے دوست آگ نے تیرا تو دامن ہی جلایا ہے
کہ شرکست با یار و با خویشتن	۶	اگر یاری از خویشتن دم مزن
اسلئے کہ یار اور باخویشتن ہونا شرک ہے		اگر تو عاشق ہے تو خودی کا دم نہ بھرنا

حکایت در معنیٔ اشتغال اہل محبت

قصہ اہل محبت کی مشغولیت کے بیان میں

مصرع ثانی		مصرع اول
کہ شوریدۂ سر بصحرا نہاد	۸	چنیں دارم از پیر دانندہ یاد
کہ ایک دیوانہ جنگل کی طرف نکل گیا		ایک دانا بوڑھے کی بات مجھے اس طرح یاد ہے
پسر را ملامت بکردند و گفت	۹	پدر در فراقش نخورد و نخفت
لوگوں نے لڑکے کو ملامت کی اور اس نے کہا		اس کے فراق میں باپ نے نہ کھایا اور نہ سویا
دگر با کسم آشنائی نماند	۱۰	ازاں گہ کہ یارم کس خویش خواند
کسی دوسرے سے میری دوستی نہیں رہی		جب سے دوست نے اپنا کہہ کر پکارا ہے

(۱) معنی: مضمون۔ فنائے اہل محبت: اہل محبت کا فنا ہونا۔ (۲) شنیدم: میں نے سنا۔ لحن: آواز۔ خنیاگر: سازندہ یا گویا۔ برقص: رقص میں۔ اندر آمد: آگیا۔ پری پیکرے: ایک پری کے جسم والا یعنی حسین۔ (۳) ز دلہائے شوریدہ: مست دلوں کی وجہ سے۔ پیرامنش: اس کے اردگرد۔ گرفت: لگ گئی۔ آتش شمع: شمع کی آگ۔ دامنش: اس کا دامن۔ (۴) پراگندہ خاطر: پریشان دل والا۔ شد: ہو گیا۔ خشمناک: غصے والا۔ یکے: ایک۔ گفتش: اس کو کہا۔ از دوستداراں: دوستوں میں سے۔ چہ باک: کیا مضائقہ۔ (۵) ترا: تجھ کو۔ آتش: آگ۔ بسوخت: جلایا۔ مرا: مجھ کو۔ از خود: اپنا آپ۔ بسوخت: جلا دیا۔ (۶) یاری: تو یار ہے یعنی عاشق ہے۔ خویشتن: خودی۔ دم مزن: نہ مار۔ شرکست: شرک ہے۔ با یار: یار کے ساتھ۔ باخویشتن: اپنے ساتھ ہونا۔ (۷) معنی: مضمون۔ اشتغال: مشغول ہونا۔ اہل محبت: محبت والے۔ (۸) چنیں: ایسے۔ دارم: رکھتا ہوں۔ پیر دانندہ: دانا پیر۔ شوریدہ: دیوانہ۔ سر بصحرا: سر جنگل کی طرف۔ نہاد: رکھا اس نے۔ (۹) پدر: باپ۔ فراقش: اس کی جدائی۔ نخورد: نہ کھایا۔ نخفت: نہ سویا۔ پسر: بیٹا۔ کردند: کی انہوں نے۔ گفت: اس نے کہا۔ (۱۰) ازاں گہ: جس وقت سے۔ یارم: یار نے مجھ کو۔ کس خویش: اپنا آدمی۔ خواند: کہا۔ دگر: پھر۔ باکسم: کسی کے ساتھ میری۔ آشنائی: دوستی۔ نماند: نہیں رہی۔

تشریح (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ سچے محب (محبوب کے لیے) اپنی خودی کو مٹا چکے ہوتے ہیں۔ (۲) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ ایک قوال کی پُرسوز آواز سن کر ایک خوبصورت شخص مستی میں آکر ناچنے لگا۔ (۳) عاشقانہ ماحول کی وجہ سے دراصل شمع کی آگ اس (خوبصورت رقاص) کے دامن کو ایسے لگی گویا کہ شمع نے اسے (رقاص کو) جلا کر رکھ دیا ہو۔ (۴) پُرسوز آواز سے اس (خوبصورت رقاص) کا دل پریشان ہو گیا اور وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ یہ کیفیت طاری دیکھ کر (محفل میں موجود) عشاق میں سے ایک نے کہا کہ کیا خوف (مضائقہ) ہے۔ (۵) اگر شمع کی آگ نے تیرا (رقاص کا) دامن تھوڑا سا جلا دیا تو تو غضب میں آگیا ہم (متکلم عاشق) تیرے حسن کی آگ میں ایک بار اپنا تن من جلا چکے ہیں ہم نے تو اُف تک نہیں کیا۔ (۶) جو شخص اپنے آس پاس کے ماحول سے خبردار ہے وہ عاشق نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ محبوب کے سامنے اپنی ذات کا احساس شرعِ عشق میں شرک ہے۔ (۷) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ عاشقانِ حق تمام عالم سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں کمربستہ رہتے ہیں۔ (۸) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) ایسے یاد ہے کہ ایک بوڑھے شخص نے ایک حکایت سنائی تھی کہ کوئی دیوانہ وحشت کی وجہ سے جنگل کی طرف نکل گیا۔ (۹) اس (جنگل کی طرف جانے والے) کے باپ کو اپنے بیٹے سے ازحد محبت تھی، چنانچہ اس (جنگل کی طرف بھاگنے والے کے باپ) نے بیٹے کی جدائی میں کھانا پینا اور سونا چھوڑ دیا۔ (۱۰) لوگوں کے ملامت کرنے پر اس (بھاگنے والے بیٹے) نے کہا کہ جب محبوب (اللہ تعالیٰ) نے مجھے اپنا کہہ دیا ہے تو اب مجھے ماں باپ وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	بحقش کہ تا حق جمالم نمود	دگر ہرچہ دیدم خیالم نمود
	اسکے حق کی قسم جب سے مجھے حق نے اپنا جمال دکھادیا ہے	اسکے علاوہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے مجھے وہم معلوم ہوتا ہے
۲	نشد گم کہ روا ز خلائق بتافت	کہ گم کردۂ خویش را بازیافت
	جس نے مخلوق سے منہ موڑا ہے وہ گم نہیں ہوا ہے	بلکہ اس نے اپنے گم شدہ کو پا لیا ہے
۳	پراگندگانند زیر فلک	کہ ہم دد تواں خواندشاں ہم ملک
	آسمان کے نیچے کچھ پراگندہ ہیں	کہ انکو وحشی درندہ بھی کہا جا سکتا ہے اور فرشتہ بھی
۴	زیاد ملک چو ملک نارمند	شب و روز چوں دد ز مردم رمند
	فرشتے کی طرح وہ خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے	دن رات وحشی درندوں کی طرح انسانوں سے بھاگتے ہیں
۵	قوی بازوانند کوتاہ دست	خردمند شیدا و ہشیار مست
	وہ قوی بازو والے ہیں کوتاہ ہاتھ والے ہیں	عقل مند ہیں دیوانے ہیں اور ہوشیار مست ہیں
۶	گہ آسودہ در گوشۂ خرقہ دوز	گہ آشفتہ در مجلسے خرقہ سوز
	کبھی گوشہ میں آرام سے گدڑی سینے والے ہیں	کبھی مجلس میں پریشان گدڑی پھونک دینے والے ہیں
۷	نہ سودائے خودشاں نہ پروائے کس	نہ در کنج توحیدشاں جائے کس
	نہ ان کو اپنا خیال نہ کسی کی پرواہ	نہ ان کی توحید کے گوشہ میں کسی کی جگہ
۸	پریشیدہ عقل و پراگندہ ہوش	ز قول نصیحت گر آگندہ گوش
	پریشان عقل اور پراگندہ ہوش ہیں	نصیحت کرنیوالے کی بات سے کانوں کو ٹھونسنے والے ہیں
۹	بدریا نخواہد شدن بط غریق	سمندر چہ داند عذاب الحریق
	بط (بطخ) دریا میں نہیں ڈوب سکتی	سمندر (کیڑا) آگ کا عذاب کیا جانے
۱۰	تہیدست مردان پر حوصلہ	بیاباں نورداں بے قافلہ
	خالی ہاتھ، پُر حوصلہ بہادر ہیں	بے قافلہ کے بیابان کو طے کرنیوالے ہیں

(۱) بحقش: اس کے حق کی قسم۔ تا: جب سے۔ جمالم: جمال مجھ کو۔ نمود: دکھایا۔ دگر: پھر۔ ہرچہ: جو کچھ۔ دیدم: میں نے دیکھا۔ خیالم: وہم مجھ کو۔ نمود: دکھائی دیا۔
(۲) نشد: نہیں ہوا۔ رو: چہرہ۔ خلائق: جمع خلق۔ بتافت: پھیر لیا۔ گم کردۂ خویش: اپنی کھوئی ہوئی چیز۔ بازیافت: پالیا۔ (۳) پراگندگانند: بکھرے ہوئے لوگ۔ زیر فلک: آسمان کے نیچے۔ ہم: بھی۔ دد: جانور یا درندہ۔ تواں خواند: کہہ سکتے ہیں۔ شاں: ان کو۔ ملک: فرشتہ۔
(۴) ملک: بادشاہ مراد اللہ تعالیٰ۔ چوں: مثل۔ ملک: فرشتہ۔ نارمند: آرام نہیں پاتے۔ شب و روز: رات اور دن۔ چو دد: مثل وحشی درندے کی۔ ز مردم: انسانوں سے۔ رمند: بھاگتے ہیں۔ (۵) قوی بازوانند: طاقتور بازوؤں والے ہیں۔ کوتاہ دست: چھوٹے ہاتھ والے۔ خردمند: عقلمند۔ شیدا: فریفتہ یا عاشق۔ ہوشیار مست: ہوش والے مست۔ (۶) گہ آسودہ: کبھی آرام پائے ہوئے۔ در گوشۂ: کسی کونے میں۔ خرقہ دوز: گودڑی سینے والے۔ آشفتہ: پریشان۔ مجلسے: کوئی مجلس۔ خرقہ سوز: گودڑی جلانے والے۔ (۷) سودائے خود: اپنا خیال۔ شاں: ان کو۔ پروائے کس: کسی کی پرواہ۔ کنج توحیدشاں: ان کی توحید کا کونہ۔ جائے کس: کسی کی جگہ۔ (۸) پریشیدہ عقل: پریشان عقل والے۔ پراگندہ ہوش: پریشان ہوش والے۔ ز قول نصیحت گر: نصیحت کرنے والے کی بات۔ آگندہ گوش: کان بند کیے ہوئے۔ (۹) نخواہد شدن: نہیں ہو سکتی۔ بط: بطخ۔ غریق: غرق، ڈوبنے والی۔ سمندر: آگ کا کیڑا۔ چہ داند: کیا جانے۔ عذاب الحریق: جلنے کا عذاب۔

(۱۰) تہیدست: خالی ہاتھ۔ مردان پر حوصلہ: حوصلہ مند بہادر۔ بیاباں نورداں: بیابانوں کو طے کرنے والے۔ بے قافلہ: قافلہ کے بغیر۔

تشریح: (۱) اللہ کی قسم جب سے اس نے مجھے (جنگل کو بھاگنے والے کو) اپنا جمالیاتی جلوہ دکھایا ہے، تب سے مجھے اس کے علاوہ کوئی اور حسین نظر ہی نہیں آتا۔ (۲) جو شخص گوشہ نشین ہو کر مخلوق سے رُخ پھیر لیتا ہے، وہ دراصل اپنے معبود حقیقی کو پا لیتا ہے۔ (۳) جو لوگ (عاشقان حق) خلوت نشین ہو کر انسانوں سے دوری کی بنا پر وحشی ہیں، وہ ذکر و فکر کی وجہ سے فرشتے کا مقام حاصل کرتے ہیں۔ (۴) کیونکہ وہ لوگ (عاشقان حق) فرشتوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت نہیں کرتے۔ دن رات وحشیوں کی طرح انسانوں سے بھاگتے پھرتے ہیں۔ (۵) ان کے اللہ تعالیٰ کی طرف پھیلے ہوئے دعا کے ہاتھ مضبوط اور مخلوق کی طرف غلط ہیں۔ عشق و مستی کی کیفیت ان پر طاری ہے لیکن بے خبر مجذوب نہیں ہیں۔ (۶) کبھی ان کی یہ شان ہوتی ہے کہ سکون سے کسی کونے میں گودڑی سی رہے ہوتے ہیں۔ اور کبھی جلوت میں پریشان ہو کر گودڑی جلا رہے ہوتے ہیں۔ (۷) نہ انھیں (عاشقان حق کو) اپنا خیال نہ غیروں کی پرواہ۔ وہ لوگ توحید میں اس قدر راسخ العقیدہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کا تصور بھی قطعی محال ہوتا ہے۔

(۸) بظاہر وہ لوگ (عاشقان حق) پریشان حال ہوتے ہیں کہ کسی ناصح کی نصیحت ان (عاشقان حق) پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

(۹) عاشقان حق بحرِ توحید میں بطخ کی طرح تیرتے رہتے ہیں۔ ان پر آگ کے کیڑے (سمندر) کی طرح عشق کے سوز سے تکلیف نہیں ہوتی۔

(۱۰) مخلوق سے لاطمع ہونے کی وجہ سے ان (عاشقان حق) کے ہاتھ خالی نظر آنے والے بہت حوصلہ مند ہیں۔ وہ لوگ (عاشقان حق) تن تنہا خوفناک جنگلوں کا سفر طے کر جاتے ہیں۔

marfat.com

۱	نداروند چشم از خلائق پسند	کہ ایشاں پسندیدۂ حق بسند
	وہ مخلوق سے پسندیدگی کی توقع نہیں رکھتے	ان کو حق کا پسندیدہ ہونا کافی ہے
۲	عزیزان پوشیدہ از چشم خلق	نہ زنار داران پوشیدہ دلق
	وہ مخلوق کی آنکھ سے چھپے ہوئے اللہ کے پیارے ہیں	وہ دلق پہننے والے زنار دار نہیں ہیں
۳	پر از میوہ و سایہ ور چوں رزند	نہ چوں ما سیہ کار و ازرق رزند
	وہ انگور کی بیل کی طرح سایہ اور پھل سے پُر ہیں	ہماری طرح سیاہ کار، اور نیلا رنگنے والے نہیں ہیں
۴	بخود سر فرو بردہ ہمچوں صدف	نہ مانند دریا بر آوردہ کف
	وہ سیپ کی طرح نیچے کو سر کئے ہوئے ہیں	دریا کی طرح جھاگ لائے ہوئے نہیں ہیں
۵	نہ مردم ہمیں استخوانند و پوست	نہ ہر صورتے جان معنیٰ درو ست
	انسان ہڈیاں اور کھال ہی نہیں ہیں	ہر صورت میں حقیقت کی جان نہیں ہے
۶	نہ سلطاں خریدار ہر بندہ ایست	نہ در زیر ہر ژندۂ زندہ ایست
	نہ بادشاہ ہر غلام کا خریدار ہے	نہ ہر گدڑی میں زندہ ہے
۷	اگر ژالہ ہر قطرۂ دُر شدے	چو خر مہرہ بازار ازو پر شدے
	اگر پانی کا ہر قطرہ موتی ہو جاتا	گھونگھے کی طرح اس سے بازار بھر جاتا
۸	چو غازی بخود بر نہ بندند پا	کہ محکم رود پائے چوبیں زجا
	وہ نٹوں کی طرح اپنے پیر نہیں لگاتے ہیں	اسلئے کہ لکڑی کا پیر جگہ سے سخت پھسلتا ہے
۹	حریفان خلوت سرائے الست	بیک جرعہ تا نفخۂ صور مست
	وہ الست کی خلوت سرا کے ساتھی ہیں	ایک گھونٹ سے صور پھونکنے تک مست ہیں
۱۰	بہ تیغ از غرض بر نگیرند چنگ	کہ پرہیز و عشق آبگینہ ست و سنگ
	تلوار سے وہ اپنے مقصد سے دست بردار نہیں ہوتے ہیں	اس لیے کہ خودی اور عشق کا کانچ اور پتھر ہے

(۱) نداروند: نہیں رکھتے۔ چشم: امید۔ از خلائق: مخلوقات سے۔ ایشاں: یہ لوگ۔ پسندیدۂ حق: اللہ کے پسندیدہ۔ بسند: کافی ہیں۔ (۲) عزیزاں: عزت والے۔ پوشیدہ: چھپے ہوئے۔ چشم خلق: مخلوق کی آنکھ۔ زنار داراں: جنیو باندھنے والے۔ پوشیدۂ دلق: گودڑی پہننے والے۔ (۳) پر از میوہ: میوے سے بھرے ہوئے۔ سایہ ور: سایہ والے۔ چو: مثل۔ رز: انگور کی بیل۔ اند: ہیں۔ چوں ما: ہماری طرح۔ سیہ کار: سیہ کام والے۔ ازرق رز: نیلا رنگنے والے ہیں۔ (۴) بخود: اپنے آپ میں۔ سر فرو بردہ: سر جھکائے ہوئے۔ ہمچوں: مثل۔ صدف: سیپ۔ مانند: مثل۔ بر آوردہ: نکالے ہوئے۔ کف: جھاگ۔ (۵) مردم: انسان۔ ہمیں: یہی۔ استخواں: ہڈی۔ پوست: کھال۔ جان معنی: حقیقت کی جان۔ درو ست: اس میں ہے۔ (۶) سلطان: بادشاہ۔ خریدار ہر بندہ: ہر غلام کا خریدار۔ ایست: ہے۔ در زیر ہر ژندہ: ہر گودڑی کے نیچے۔ زندہ ایست: زندہ ہے۔

(۷) ژالہ: اولہ۔ دُر: موتی۔ شدے: ہو جاتا۔ چو: مثل۔ خر مہرہ: کوڑی۔ ازو: اس سے۔ پر شدے: بھر جاتا۔ (۸) غازی: نٹ باز یگر۔ بخود: اپنے اوپر۔ نہ بندند: نہیں باندھتے۔ پائے: پاؤں۔ محکم: مضبوط۔ رود: جاتا ہے۔ پائے چوبیں: لکڑی کا پاؤں۔ زجا: جگہ سے۔ (۹) حریفاں: ساتھی دوست۔ خلوت سرائے الست: الست کا خلوت خانہ۔ بیک جرعہ: ایک گھونٹ سے۔ تا نفخ صور: صور پھونکے جانے تک۔ (۱۰) بہ تیغ: تلوار سے۔ از غرض: مقصد سے۔ بر نگیرند: نہیں اٹھاتے۔ چنگ: چنگل ہاتھ۔ آبگینہ: کانچ۔ سنگ: پتھر۔

تشریح: (۱) وہ (عاشقانِ حق) شہرت پسند نہیں ہوتے۔ کیونکہ انہیں بارگاہ الٰہی میں جو مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ (۲) وہ (عاشقانِ حق) مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ گودڑی کے نیچے زنار (پادریوں کا مخصوص پیراہن) پہن کر ریاکاری نہیں کرتے۔ (۳) ان (عاشقانِ حق) کی گود معرفت کے پھلوں سے لبریز ہوتی ہے۔ ان کی دعاؤں کا سایہ انگور کی بیل جیسا ہوتا ہے۔ وہ ہماری طرح بدکار ہونے کے باوجود بزرگوں کا لباس پہن کر ریاکاری نہیں کرتے۔ (۴) ان (عاشقانِ حق) کی مثال موتیوں سے بھرپور سیپ جیسی ہوتی ہے۔ وہ دریا کی طرح جھاگ اڑا کر دکھلاوے کا رعب نہیں ڈالتے۔ کیونکہ دریا اندر سے خالی ہوتے ہیں۔ (۵) انسان صرف ہڈیوں کے ڈھانچے کو نہیں کہتے۔ بلکہ یہ درحقیقت بلند و بالا (خلافت الٰہیہ کے امین) چیز ہے۔ (۶) جس طرح بادشاہ جوہر کا متلاشی ہوتا ہے۔ کسی غلام کا خریدار نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہر گودڑی پہنے زندہ دل بھی نہیں ہوتا۔ (۷) ہر انسان ولی اللہ نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو صاحب فضیلت کوئی بھی نہ ہوتا۔ بلکہ کوڑیوں کے مول بکنے والا بے قیمت ہو جاتا۔ (۸) وہ (عاشقانِ حق) اپنی بزرگی جتانے کے لیے پروپیگنڈہ نہیں کرتے کیونکہ ریاکاری کی وجہ سے تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں۔ (۹) ازل سے ولایت کا درجہ پانے والے درحقیقت مجلس الست کے بھیدی ہیں۔ شراب عشق کی مستی انہیں قیامت سے پہلے ہوش میں نہ آنے دے گی۔ (۱۰) وصال کے حصول پر مبنی اعمال سے انہیں تلوار کا خوف بھی نہیں ہٹا سکتا۔ کیونکہ مصلحتوں کے شیشے کو جادۂ عشق (عشق کا پتھر) توڑ دیتا ہے۔

marfat.com

حکایت در معنیٔ غلبۂ وجد و سلطنت عشق

قصہ بے خودی کے غلبہ اور عشق کی حکومت کے بیان میں

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
یکے شاہدے در سمرقند داشت	۲	کہ گفتی بجائے سمرقند داشت
ایک شخص سمرقند میں ایک معشوق رکھتا تھا		جو کہ تو کہے قند کی بجائے شکر رکھتا تھا
جمالے گرو بردہ از آفتاب	۳	ز شوخیش بنیادِ تقویٰ خراب
ایسا حسن جو آفتاب سے بازی لے گیا تھا		اس کی شوخی سے تقوے کی بنیاد تباہ تھی
تعالی اللہ از حسن تا غایتے	۴	کہ پنداری از رحمتست آیتے
خدا برتر ہے حسن کی ایسی انتہا		کہ تو یقین کرے کہ وہ خدائی رحمت کی ایک نشانی ہے
ہمے رفتے و دیدہ ہا در پیش	۵	دل دوستاں کردہ جاں برخیش
وہ چلتا تو نگاہیں اس کے درپے ہوتیں		دوستوں کے دل اسکے سینہ پر جان فدا کیے ہوئے تھے
نظر کرد ایں دوست در وے نہفت	۶	نگہ کرد بارے بہ تندی و گفت
یہ عاشق اس کی طرف چپکے سے دیکھتا		اس نے ایک بار گھور کر دیکھا اور کہا
کہ اے خیرہ سر چند پوئی بہ پیم	۷	ندانی کہ من مرغ دامت نیم
اے بے حیا کب تک میرا پیچھا کرے گا		تو نہیں جانتا کہ میں تیرے جال کا پرندہ نہیں ہوں
گرت بار دیگر بہ بینم بہ تیغ	۸	چو دشمن بہ برم سرت بے دریغ
اگر میں تجھے دوبارہ دیکھ لوں گا تو تلوار سے		دشمن کی طرح بے دریغ تیرا سر کاٹ ڈالوں گا
کسے گفتش اکنوں سر خویش گیر	۹	ازیں سہل تر مطلبے پیش گیر
کسی نے اس سے کہا اب اپنا راستہ پکڑ		اس سے آسان معشوق تلاش کر
نہ پندارم ایں کام حاصل کنی	۱۰	مبادا کہ جاں در سر دل کنی
میری یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ مقصد تو حاصل کرلیگا		ایسا نہ ہو کہ دل کے خیال میں جان دے دے

(۱) معنی: مضمون۔ غلبۂ وجد: شوق کا غلبہ۔ سلطنت عشق: عشق کی حکومت۔ (۲) یکے: ایک شخص۔ شاہدے: ایک محبوب۔ سمرقند: خراسان کا ایک شہر جو اب روس میں ہے۔ داشت: رکھتا تھا۔ گفتی: تو کہے۔ سمر: قند کی جگہ۔ قند: شکر۔ (۳) جمالے: ایسا حسن۔ گرو بردہ: بازی لے گیا۔ آفتاب: سورج۔ ز شوخیش: اس کی شوخی سے۔ تقویٰ: پرہیزگاری۔ خراب: برباد۔ (۴) تعالی اللہ: بلندی اللہ کے لیے ہے۔ تا غایتے: اس انتہا کا۔ پنداری: تو سمجھے۔ از رحمتست: رحمت کی ہے۔ آیتے: ایک نشانی۔ (۵) ہمے رفت: وہ جا رہا تھا۔ دیدہ ہا: آنکھیں۔ در پیش: اس کے پیچھے۔ کردہ: کئے ہوئے۔ برخیش: برخویش: بدل قربان۔ ش: اس کا۔ (۶) نظر کرد: دیکھا۔ ایں دوست: اس دوست نے۔ در وے: اس میں۔ نہفت: چھپا کر۔ نگاہ کرد: اس نے نگاہ کی۔ بارے: ایک بار۔ بہ تندی: تیزی سے۔ گفت: کہا اس سے۔ (۷) خیرہ سر: بے حیا۔ چند پوئی: کتنا دوڑے گا تو۔ پیم: میرے پیچھے۔ ندانی: تو نہیں جانتا۔ من: میں۔ مرغ دام تو: تیرے جال کا پرندہ۔ نیم: نہیں ہوں میں۔ (۸) گرت: اگر تجھ کو۔ بار دگر: دوبارہ۔ بہ بینم: میں دیکھوں گا۔ بہ تیغ: تلوار سے۔ چو دشمن: مثل دشمن کے۔ بہ برم: کاٹ لوں گا۔ سرت: تیرا سر۔ بے دریغ: بے جھجک۔ (۹) کسے: کسی شخص۔ گفتش: اس کو کہا۔ اکنوں: اب۔ سر خویش: اپنا سر۔ گیر: پکڑ۔ ازیں سہل تر: اس سے نرم مزاج۔ مطلبے: کوئی مقصد مراد معشوق۔ پیش گیر: اختیار کر۔ (۱۰) نہ پندارم: میں نہیں سمجھتا۔ ایں کام: یہ مقصد۔ کنی: کرے تو۔ مبادا: ایسا نہ ہو۔ سر دل: دل کا خیال۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ محبوب کے ہاتھوں برباد ہو! عاشق کے لیے سعادت مندی ہے۔ (۲) سمرقند کے علاقہ میں کسی شخص کا محبوب رہتا تھا جس کی باتوں میں شہد و شکر جیسا مٹھاس تھا۔ (۳) وہ (محبوب) سورج کی چمک سے زیادہ خوبصورت اور اس کی شوخیاں تقویٰ و پرہیزگاری کی بنیادیں ہلا دینے والی تھیں۔ (۴) کبریائی صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ وہ (محبوب) اس غضب کا حسین تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نشان معلوم ہوتا تھا۔ (۵) اس (محبوب) کی چال دیکھنے والوں کی نظروں کو اپنی طرف متوجہ رکھتی تھی۔ دوستوں کے دل اس پر قربان ہونا خوش بختی گردانتے تھے۔ (۶) ایک بار عاشق نے نظریں چرا کر اس (محبوب) کی طرف دیکھا تو وہ (عاشق) تڑپ اٹھا۔ اس (محبوب) نے گھورتے ہوئے کہا۔ (۷) او کمبخت! تو کب تک میرے (محبوب کے) پیچھے یوں دوڑتا پھرے گا۔ مجھ (محبوب) جیسا حسین تیرے جال کا پرندہ نہیں ہو سکتا۔ (۸) تو (عاشق) یہاں سے چلا جا۔ اگر پھر تجھے دیکھا تو تلوار سے تیری گردن مار دوں گا۔

(۹) اے (عاشق کو) کسی ہمدرد نے کہا کہ اس خبط (عشق) کو چھوڑ دے۔ کیونکہ اس سخت مزاج (محبوب) کا وصال تیرے بس کی بات نہیں۔

(۱۰) ورنہ اس (محبوب) کے وصال کی کوشش میں اپنی جان گنوا دینا تیرا مقدر ہو گا۔

marfat.com

۱	چوں مفتون صادق ملامت شنید	بدرد از دروں نالۂ برکشید
	جب سچے عاشق نے ملامت سنی	درد کے ساتھ اندر سے ایک آہ کھینچی
۲	کہ بگذار تا زخم تیغ ہلاک	بغلطاندم لاشہ در خون وخاک
	رہنے دے تاکہ ہلاکت کی تلوار کا زخم	میری لاش کو خون و خاک میں تڑپائے
۳	مگر پیش دشمن بگویند و دوست	کہ ایں کشتۂ دست و شمشیر اوست
	شاید لوگ دشمن اور دوست کے سامنے بیان کریں	کہ یہ اس کے ہاتھ اور تلوار کا مارا ہوا ہے
۴	نمے بینم از خاک کویش گریز	بہ بیداد گو آبرویم بریز
	میں اسکے کوچہ کی خاک سے بھاگنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں	تو وہ ظلم سے میری آبرو ریزی کرے
۵	مرا توبہ فرمائی اے خود پرست	ترا توبہ زیں گفتن اولیٰ ترست
	اے خود پرست مجھ سے توبہ کرنے کو کہتا ہے	اس کہنے سے تجھے توبہ کرنا بہت مناسب ہے
۶	ببخشائے بر من کہ ہرچہ او کند	وگر قصد خونست نیکو کند
	مجھے معاف کر اسلیئے کہ وہ جو کچھ بھی کرے گا	اچھا ہی کرے گا خواہ وہ قتل کا ارادہ کرے
۷	بسوزاندم ہر شبے آتشش	سحر زندہ گردم ببوئے خوشش
	اس کی آگ مجھے ہر رات کو جلا دیتی ہے	میں صبح کو اس کی خوشبو سے زندہ ہو جاتا ہوں
۸	اگر میرم امروز در کوئے دوست	قیامت زنم خیمہ پہلوئے اوست
	اگر آج میں دوست کی گلی میں مرجاؤں گا	قیامت میں دوست کے پہلو میں خیمہ زن ہوں گا
۹	مدہ تا توانی دریں جنگ پشت	کہ زندہ ست سعدیؔ چو عشقش بکشت
	جب تک بن سکے اس جنگ میں پشت نہ دکھا	اسلیئے کہ سعدی زندہ ہے چونکہ اسکو عشق نے شہید کیا تھا

(۱) چوں: جب۔ مفتونِ صادق: سچا عاشق۔ شنید: سنا۔ از دروں: اندر سے۔ نالۂ: ایک آہ۔ برکشید: کھینچی اس نے۔ (۲) بگذار: چھوڑ۔ تا: تاکہ۔ تیغ ہلاک: ہلاکت کی تلوار۔ بغلطاندم: لوٹا دے مجھ کو۔ اس کی میم لاشہ کے ساتھ لگ کر میری لاش۔ خون وخاک: خون اور مٹی۔ (۳) مگر: شاید۔ پیش دشمن: دشمن کے سامنے۔ بگویند: کہیں۔ ایں: یہ۔ کشتۂ دست اوست: اس کے ہاتھ کا مارا ہوا ہے۔ شمشیر: تلوار۔ (۴) نمے بینم: نہیں دیکھتا ہوں میں۔ خاک کویش: اس کے کوچے کی مٹی۔ بہ بیداد: ظلم سے۔ گو: اگرچہ۔ آبرویم: میری آبرو۔ بریز: اصل بریزد دال گرا دی، ضرورت شعری کی وجہ سے دال گرا دیا ہے۔ (۵) مرا: مجھ کو۔ فرمائی: فرماتا ہے تو۔ خود پرست: اپنا خیال رکھنے والا۔ زیں گفتن: اس کہنے سے۔ اولیٰ ترست: زیادہ بہتر ہے۔ (۶) ببخشائے: بخش دے۔ یعنی معاف کر دے۔ بر من: مجھ پر۔ ہرچہ: جو کچھ۔ او کند: وہ کرے۔ وگر: اگرچہ۔ قصد خوں: خون کا ارادہ۔ نیکو: اچھا۔ کند: کرتا ہے۔ (۷) بسوزاندم: جلاتی ہے مجھ کو۔ ہر شبے: ہر رات۔ آتشش: اس کی آگ۔ سحر: صبح۔ گردم: ہو جاتا ہوں میں۔ بوئے خوشش: اس کی خوشبو سے۔ (۸) میرم: مر جاؤں۔ امروز: آج۔ کوئے دوست: دوست کا کوچہ۔ قیامت: آخرت کا پہلا دن جب مردے زندہ کر کے کھڑے کیے جائیں گے۔ زنم: لگاؤں گا میں۔ پہلوئے اوست: اس کے پہلو میں۔ (۹) مدہ: مت دے۔ تا توانی: جب تک تو طاقت رکھے۔ دریں جنگ: اس جنگ میں۔ پشت: پیٹھ۔ است: ہے۔ سعدی: مصنف۔ چو: جب۔ عشقش: عشق نے اس کو۔ بکشت: مار ڈالا۔

تشریح: (۱) سچا عاشق (اپنے ہمدرد کی) ملامت سن کر صرف آہ بھر کے رہ گیا۔ اور کہنے لگا۔ (قول کی تکمیل اگلے شعر میں ہے)۔ (۲) اے ملامت کرنے والے میرے ناصح! یہ پُر ملال نصیحت کسی اور سے کرنا۔ میں تو اس کی تلوار سے مرنا باعثِ فخر سمجھتا ہوں۔ (۳) اگر مجھے (سچے عاشق کو) اپنے محبوب کے ہاتھوں مرنا نصیب ہو جائے تو تمام دوست اور دشمن مجھے اس (سخت مزاج محبوب) کی محبت کا شہید کہیں گے۔

(۴) خواہ وہ (محبوب) میری آبرو خاک میں ملا دے۔ میں (سچا عاشق) اس کی گلیوں کو چھوڑنا اچھا نہیں سمجھتا۔ (۵) مجھے (عاشق کو) سچے عشق سے توبہ کی تلقین بذات خود خطا ہے۔ لہٰذا تمہیں (ہمدرد لوگوں کو) چاہیئے کہ عشق سے توبہ پر مشتمل گناہ کی خود توبہ کرو۔ (۶) یارو مجھے معاف کرو۔ اگر وہ (سخت مزاج محبوب) میری جان لینے کا فیصلہ بھی کرتا ہے تو مجھے (سچے عاشق کو) قبول ہے۔ (۷) میں (سچا عاشق) تو ہر رات اس (محبوب) کے سوزِ عشق میں جل کر مرتا ہوں اور صبح کے وقت اس کی خوشبو سے جی اٹھتا ہوں۔

(۸) اگر آج وہ (محبوب) مجھے اپنے کوچے میں مار ڈالے تو کیا ہوا۔ کل قیامت کے دن میرا حشر اسی کے کوچے سے ہوگا۔

(۹) میدانِ عشق میں جنگ ہارنی نہیں چاہیئے۔ کیونکہ اس راہ میں مرنا حقیقی زندگی ہے۔ جیسا کہ سعدیؔ کو مرگ عشق میں ہی زندگی ملی ہے۔

marfat.com

حکایت فدا شدن اہل محبت و ہلاکت را غنیمت شمردن

اہل محبت کے قربان ہونے اور ہلاکت کو غنیمت شمار کرنے کا قصہ

یکے تشنہ مے گفت و جاں مے سپرد	۲	خنک نیک بختے کہ در آب مرد
ایک شخص پیاسا جار ہا تھا اور جان دے رہا تھا		وہ بہت نیک بخت ہے جو پانی میں مرا
بدو گفت نا بالغے کاے عجب	۳	چو مردی چہ سیراب و چہ خشک لب
اس کو ایک نا بالغ نے کہا تعجب ہے		جب تو مر گیا تو کیا سیراب اور کیا خشک ہونٹ
بگفتا نہ آخر دہاں تر کنم	۴	کہ تا جان شیرینش در سر کنم
اس نے کہا آخر میں بھی منہ تر نہ کروں		تاکہ شیریں جان اس کے خیال میں ختم کروں
فتد تشنہ در آبدانِ عمیق	۵	کہ داند کہ سیراب میرد غریق
پیاسا گہرے گڑھے میں گر پڑتا ہے		اسلیے کہ وہ جانتا ہے کہ ڈوبا ہوا سیراب مرتا ہے
اگر عاشقی دامن او بگیر	۶	وگر گویدت جاں بدہ گو بگیر
اگر تو عاشق ہے تو اس کا دامن تھام لے		اور اگر وہ کہے کہ جان دے تو کہہ لے لے
بہشت تن آسانی آنگاہ خوری	۷	کہ بر دوزخ نیستی بگذری
تن آسانی کا میوہ تو جب کھائے گا		جب کہ نیستی کی دوزخ پر سے گذر جائے گا
دل تخم کاراں بود بارکش	۸	چو خرمن بر آید بخسپند خوش
کاشت کاروں کا دل تکلیف میں رہتا ہے		جب کھلیان ہو جاتا ہے آرام سے سوتے ہیں
دریں مجلس آنکس بکامے رسید	۹	کہ در دور آخر بجامے رسید
اس مجلس میں وہی شخص مقصد کو پہنچتا ہے		جو آخری دور میں جام تک پہنچ گیا ہے

(۱) فدا شدن، فدا ہونا۔ اہل محبت، محبت والے۔ غنیمت شمردن، غنیمت شمار کرنا۔ (۲) یکے: ایک شخص۔ تشنہ، پیاسا۔ مے گفت، کہتا تھا۔ مے سپرد، سپرد کرتا تھا۔ خنک، مبارک۔ نیک بختے، وہ نیک نصیب۔ در آب، پانی میں۔ مرد، مر گیا۔ (۳) بدو، اصل باو، اس سے۔ گفت، اس نے کہا۔ کاے عجب، کہ اے تعجب۔ چو، جب۔ مردی، تو مر گیا۔ چہ، کیا۔ خشک لب، پیاسا۔ (۴) بگفتا، اس نے کہا۔ دہاں: منہ۔ تر کنم: تر کروں میں۔ تا، تاکہ۔ جان شیریں، میٹھی جان، اس کی شیریں سر کے ساتھ لگتی ہے یعنی اس کا خیال۔ کنم: کروں میں۔ (۵) فتد، گر پڑتا ہے۔ تشنہ، پیاسا۔ آبداں: پانی کا ذخیرہ یعنی حوض۔ عمیق، گہرا۔ داند، وہ جانتا ہے۔ میرد، مرتا ہے۔ غریق، ڈوبنے والا۔ (۶) عاشقی، تو عاشق ہے۔ بگیر، پکڑ۔ گویدت، تجھ کو کہے وہ۔ بدہ، دے۔ گو، تو کہہ۔ بگیر، لے لے۔ (۷) بہشت یعنی پھل۔ تن آسانی، بدن کا آرام۔ آنگہ، اس وقت۔ خوری، کھاوے تو۔ دوزخ نیستی، فنا کا دوزخ۔ بگذری، گذرے تو۔ (۸) تخم کاراں، بیج کاشت کرنے والے۔ بود: ہوتا ہے۔ بارکش، بوجھ کھینچنے والا۔ چو، جب۔ خرمن، کھلیان۔ بر آید، نکل آتا ہے۔ بخسپند، سوتے ہیں۔ (۹) دریں مجلس، اس مجلس میں۔ آنکس، وہ شخص۔ بکامے، مطلب کو۔ رسید، پہنچا۔ کہ، جو کہ۔ در دور آخر، آخری دور میں۔ بجامے، کسی پیالے کو۔ رسید، پہنچ گیا۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ تصور محبوب میں مرجانا سعادت کا اعلیٰ مقام ہے۔ (۲) کوئی پیاسا پیاس میں مرتے وقت کہہ رہا تھا کہ پانی میں ڈوب کر مرنے والا بڑا خوش قسمت ہے۔ (۳) کسی ناسمجھ نے کہا کہ جب مرنا ہی ہے تو کیا پیاسا مرنا کیا پانی میں ڈوب کر مرنا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (۴) اس (پیاسا مرنے والے) نے کہا کہ پانی پی کر مرنے سے موت تو آسان ہو جائے گی لیکن محبوب (پانی) کے خیال میں مرنا خوش قسمتی ہے۔ (۵) پیاسا آدمی شدت شوق کی وجہ سے تالاب میں کود جاتا ہے۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ تالاب میں سیراب ہو کر مروں گا۔ (۶) اگر تو سچا عاشق ہے تو صرف اپنے محبوب کا ہوکے رہ جا۔ اگر وہ جان بھی مانگے تو جان دینے سے گریز نہ کرنا۔ (۷) جس طرح جنت میں جانے کے لیے پل صراط سے (دوزخ کے اوپر واقع) گذرنا پڑے گا۔ اسی طرح فنا فی اللہ کے پل صراط سے گذر کر وصال الٰہی نصیب ہو گا۔ (۸) اس شعر کا مفہوم اُردو کے اس شعر کی طرح جسے آگے ملاحظہ کریں گے۔

ع مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے ۔ کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے۔

(۹) حصول مقصد کی تہ تک پہنچنا بڑی کٹھن منزل ہے۔ اسے پانے کے لیے عاشق کو عشق کی آخری حد تک جانا پڑتا ہے۔ جو فنا کی منزل ہے۔

marfat.com

حکایت در صبر[1] و ثباتِ روندگاں

سالکوں کے صبر و ثبات کا قصہ

چنیں نقل دارم زمردانِ راہ	۲	فقیرانِ منعم گدایانِ شاہ
مجھے یہ بات سالکوں سے پہنچی ہے		جو مالدار فقیر شاہ گدا ہیں
کہ پیرے بدریوزہ شد بامداد	۳	درے مسجدے دید و آواز داد
کہ ایک بوڑھا صبح کو مانگنے نکلا		اس نے ایک مسجد کا دروازہ دیکھا اور صدا دی
یکے گفتش ایں خانۂ خلق نیست	۴	کہ چیزے دہندت بشوخی مایست
کسی نے اس سے کہا کہ یہ مخلوق کا گھر نہیں ہے		کہ تجھے وہ کوئی چیز دیں شرارت سے نہ ٹھہر
بپرسید ایں خانۂ کیست پس	۵	کہ بخشایشش نیست برحال کس
اس نے پوچھا آخر یہ کس کا گھر ہے		کہ اس کی کسی کے حال پر عنایت نہیں ہے
بگفتا خموش ایں چہ لفظ خطاست	۶	خداوند خانہ خداوند ماست
اس نے کہا چپ رہ یہ کیا غلط بات ہے		گھر کا مالک ہمارا خدا ہے
نگہ کرد قندیل و محراب دید	۷	بسوز از جگر نعرۂ برکشید
اس نے نگاہ کی قندیل اور محراب کو دیکھا		جگر سوزی سے ایک نعرہ مارا
کہ حیفست زیں جا فراتر شدن	۸	دریغست محروم ازیں در شدن
کہ اس جگہ سے آگے بڑھنا ظلم ہے		اس در سے محروم ہونا افسوسناک ہے
نرفتم بنومیدی از ہیچ کوئے	۹	چرا از در حق روم زرد روئے
میں کسی کوچہ سے نا امید ہو کر واپس نہیں ہوا		اللہ کے دروازے سے شرمندہ ہو کر کیسے جاؤں
ہم آں جا کنم دستِ خواہش دراز	۱۰	کہ دانم نگردم تہیدست باز
اسی جگہ بھیک کا ہاتھ پھیلاؤں گا		اسلئے کہ میں جانتا ہوں ہاتھ خالی واپس نہ ہوں گا

(۱) صبر: مکروہات کو برداشت کر لینا۔ ثبات: ثابت قدم رہنا۔ روندگاں: جانے والے مُراد سالکانِ راہ حقیقت۔ (۲) چنیں: ایسے۔ نقل دارم: میں نقل رکھتا ہوں۔ زمردانِ راہ: راہ طریقت کے مردوں سے۔ فقیرانِ منعم: مالدار فقیر۔ گدایانِ شاہ: بادشاہ فقیر ہیں۔ (۳) بدریوزہ: بھیک کے لیئے۔ شد: گیا۔ بامداد: صبح صبح۔ درے: ایک دروازہ۔ مسجدے: ایک مسجد۔ دید: دیکھا اس نے۔ آواز داد: آواز دی اس نے، صدا لگائی۔ (۴) یکے: ایک نے۔ گفتش: اس سے کہا۔ ایں: یہ۔ خانۂ خلق: مخلوق کا گھر۔ نیست: نہیں ہے۔ چیزے: کوئی چیز۔ دہندت: تجھ کو دیویں۔ بشوخی: شوخی سے۔ مایست: مت ٹھہر۔ (۵) بپرسید: اس نے پوچھا۔ ایں خانہ کیست: یہ کس کا گھر ہے۔ پس: پھر۔ بخشایشش: اس کی بخششیں۔ نیست: نہیں ہیں۔ برحال کس: کسی کی حالت پر۔ (۶) بگفتا: اس نے کہا۔ ایں چہ: یہ کیا۔ لفظ خطا: غلطی کی بات۔ ست: ہے۔ خداوند خانہ: گھر کا مالک۔ خداوند ما: ہمارا خدا۔ (۷) نگہ کرد: نظر کی۔ دید: دیکھی۔ بسوز: سوز کے ساتھ۔ نعرۂ: ایک نعرہ۔ برکشید: کھینچا اس نے۔ (۸) حیفست: ظلم ہے۔ زیں جا: اس جگہ سے۔ فراتر شدن: آگے بڑھ جانا۔ دریغست: افسوس ہے۔ ازیں در: اس دروازے سے۔ شدن: چلے جانا۔ (۹) نرفتم: نہیں گیا میں۔ بنومیدی: نا امیدی سے۔ از ہیچ کوئے: کسی کوچے سے۔ چرا: کیوں۔ از در حق: اللہ کے دروازے سے۔ روم: جاؤں میں۔ زرد رو: شرمندہ یا محروم۔ (۱۰) ہم آں جا: اسی جگہ۔ کنم: کروں گا میں۔ دست خواہش: سوال کا ہاتھ۔ دراز: لمبا۔ دانم: میں جانتا ہوں۔ نگردم: نہیں ہوں گا میں۔ تہیدست: خالی ہاتھ۔ باز: واپس۔

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حقیقت کی راہ پر چلنے والوں کا صبر و ثبات قدمی حقیقی سالکانِ حق کی علامت ہے۔ (۲) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) یہ بات سالکانِ حق سے معلوم ہوئی ہے کہ سالکانِ حق بظاہر فقیر مگر دروں خانہ غنی ہوتے ہیں۔ بظاہر گداگر لیکن درحقیقت معرفت حق کے بادشاہ ہیں۔ (۳) کوئی فقیر بھیک مانگنے کی غرض سے علی الصبح نکلا تو اسے (فقیر کو) پہلا پہلا گھر جو نظر آیا وہ مسجد تھی۔ اس نے وہیں صدا لگا دی۔ (۴) کسی شخص نے فقیر کو مسجد کے سامنے صدا لگاتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ یہ مسجد ہے۔ کسی انسان یا مخلوق کا گھر نہیں۔ یعنی یہاں صدا لگانا فضول ہے۔ جا چلا جا۔ (۵) اس (فقیر) نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کس کا گھر ہے جسے کسی غریب پر ترس نہیں آتا۔ وہ کسی کو بخشش نہیں کرتا۔ (۶) اس (قائل) نے کہا، خاموش ہو جاؤ۔ اس گھر کا مالک وہ ذات ہے جس کے قبضۂ قدرت میں کل کائنات ہے۔ (۷) اس پر فقیر نے غور سے نظر کی تو اسے محراب و مینار وغیرہ نظر آئے۔ چنانچہ اس (فقیر) نے بڑے سوز و دکھ سے آوازہ (نعرہ) بلند کیا۔ (۸) یہ گھر (مسجد) تو اس ذات کا ہے جو سب کا رازق و رساں ہے۔ اس گھر سے محروم جانا بڑے دکھ کی بات ہے۔ (۹) جب میں (فقیر) ادنیٰ دروازے سے محروم نہیں لوٹتا، پھر اتنی بڑی ذات (رازق) کے در سے کیسے محروم لوٹوں گا۔ (۱۰) میں (فقیر) تو اپنا سوالی ہاتھ اسی در (مسجد) پر دراز کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس در سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع ثانی
شنیدم کہ سالے مجاور نشست	۱	چو فریاد خواہاں برآورد دست
میں نے سنا ہے کہ ایک سال مجاور بنا بیٹھا رہا		فریادیوں کی طرح ہاتھ اٹھائے رہا
شبے پائے عمرش فرو شد بگل	۲	طپیدن گرفت از ضعیفش دل
ایک رات اس کی عمر کا پیر مٹی میں دھنس گیا		کمزوری کی وجہ سے اس کے دل نے تڑپنا شروع کردیا
سحر بردشخصے چراغش بسر	۳	رمق دید از وچوں چراغ سحر
صبح کو ایک شخص اس کے سر کے پاس چراغ لے گیا		اس میں اسقدر رمق دیکھی جیسے صبح کا چراغ
ہمیگفت غلغل کناں از فرح	۴	وَمَنْ دَقَّ بَابَ الْکَرِیْمِ انْفَتَحْ
خوشی میں گنگناتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا		جس نے بھی سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے وہ کھلا ہے
طلب گار باید صبور و حمول	۵	کہ نشنیدہ ام کیمیا گر ملول
صابر اور بردبار طلب گار چاہیے		اسلیے کہ میں نے کسی کیمیاگر کو ملول ہوتے نہیں سنا
چہ زرہا بخاک سیہ در کند	۶	کہ باشد کہ روزے مسے زر کند
کس قدر روپیہ سیاہ خاک میں ملاتے ہیں		تاکہ ہو سکتا ہے کہ کسی دن تانبے کو سونا کردیں
زر از بہر چیزے خریدن نکوست	۷	نخواہی خریدن بہ از ناز دوست
سونا کوئی چیز خریدنے کے لیے بہتر ہے		دوست کے ناز سے زیادہ بہتر تو کوئی چیز نہ خرید سکے گا
گر از دلبرے دل بتنگ آیدت	۸	دگر غمگسارے بچنگ آیدت
اگر کسی معشوق سے تیرا دل تنگ ہو جائے		کوئی دوسرا غمگسار تیرے ہاتھ آجائے گا
مبر تلخ عیشی ز روئے ترش	۹	بآبے دگر آتشش باز کش
بدمزاج کی وجہ سے کڑوی زندگی نہ گزار		اس کی آگ کو دوسرے پانی سے بجھادے
و لے گر بخوبی ندارد نظیر	۱۰	باندک دل آزار ترکش مگیر
لیکن اگر وہ حسن میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے		تھوڑی سی دل آزاری کی وجہ سے اسکو نہ چھوڑ

(۱) شنیدم: میں نے سنا۔ سالے: ایک سال۔ مجاور: پڑوسی بن کر، خادم بن کر۔ نشست: بیٹھا رہا۔ چو: مثل۔ فریاد خواہاں: فریادی لوگ۔ برآورد: نکالے، اس نے۔ دست: ہاتھ۔ (۲) شبے: ایک رات۔ پائے عمرش: اس کی عمر کے پاؤں۔ فرو شد: دھنس گئے۔ بگل: کیچڑ میں۔ طپیدن: تڑپنا۔ گرفت: شروع کیا۔ از ضعیفش: کمزوری کی وجہ سے۔ (۳) سحر: صبح سویرے۔ شخصے: ایک شخص۔ برد: لے گیا۔ چراغش: اس کی شین لب کے ساتھ لگ کر اس کے سر پر۔ چراغ رمق: زندگی کا آخری سانس۔ دید: دیکھا۔ از و: اس سے۔ چوں: مثل۔ چراغِ سحر: صبح کا چراغ۔ (۴) ہمیگفت: کہتا تھا۔ غلغل کناں: شور کرتے ہوئے۔ فرح: خوشی۔ ومن: اور جس نے۔ دق: کوٹنا۔ باب: دروازہ۔ الکریم: سخی۔ انفتح: کھل گیا۔ (۵) طلبگار: طلب کرنیوالا۔ باید: چاہیے۔ صبور: بہت زیادہ صبر کرنے والا۔ حمول: بہت زیادہ برداشت کرنے والا۔ نشنیدہ ام: میں نے نہیں سنا ہے۔ کیمیاگر: جعلی طور پر سونا چاندی بنانے والا۔ ملول: رنجیدہ۔ (۶) چہ: کتنے۔ زرہا: سونا۔ بخاک سیہ: سیاہ مٹی یا راکھ مراد آگ۔ در کند: کرتا ہے۔ باشد: ہو سکتا ہے۔ روزے: ایک دن۔ مسے: کوئی تانبا۔ زر: سونا۔ کند: کر لے۔ (۷) زر: سونا۔ از بہر: واسطے۔ چیزے خریدن: کوئی چیز خریدنا۔ نکوست: اچھا ہے۔ نخواہی: تو نہیں خرید سکتا۔ بہ: بہتر۔ از نازِ دوست: دوست کے ناز سے۔ (۸) دلبرے: ایک محبوب۔ آیدت: آجاوے تیرا۔ دگر: دوسرا۔ غمگسار: غم کھانے والا یعنی دوست۔ بچنگ: چنگل میں۔ آیدت: آجاوے تیرے۔ (۹) مبر: مت لے جا۔ تلخ عیشی: کڑوی زندگی۔ ز روئے ترش: ترش چہرہ یعنی بدمزاج۔ بآبے دگر: دوسرے پانی کے ساتھ یعنی اور محبوب کے ساتھ۔ آتشش: اسکی آگ۔ باز کش: بجھادے۔ (۱۰) ولے: لیکن۔ بخوبی: حسن میں۔ ندارد: نہ رکھتا ہو۔ نظیر: مثال۔ باندک دل آزار: تھوڑی دل آزاری سے۔ ترکش: اسکا ترک۔ مگیر: نہ کر۔

تشریح: (۱) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ وہ (فقیر) اس مسجد میں ایک سال تک اللہ کے سامنے روتا اور فریاد کرتا رہا۔ (۲) چنانچہ اسی آہ و فغاں میں اسی مسجد میں اس کی موت واقع ہوگئی۔ کمزوری کی وجہ سے سوز و ساز کی بنا پر اس کا دل تڑپنے لگا۔ (حالت نزع شروع ہوگئی)۔ (۳) صبح کے وقت کوئی شخص اسے (فقیر کو) دیکھنے کے لیے چراغ لے کر آیا تو دیکھا کہ وہ فقیر چراغ سحر کی طرح دم توڑ رہا ہے۔ (۴) فقیر برلب یہ کہہ رہا تھا کہ جس شخص نے سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ کبھی محروم نہیں رہا۔ (لازماً وہ اپنی مراد پالیتا ہے)۔ (۵) بقول شیخ سعدیؒ طلبگار کو ہمیشہ صابر اور متحمل مزاج ہونا چاہیے۔ کیونکہ کیمیاگر بالآخر امید کی کرن پالیتا ہے (یعنی کبھی بددل نہیں ہوتا)۔ (۶) وہ (کیمیاگر) تجربات کی بھٹی میں بہت سا سونا مٹی میں ملادیتا ہے۔ شاید کہ کسی دن تانبہ سونا بن جائے۔ (۷) مال و دولت سے ہر چیز خریدی جاسکتی ہے لیکن دوست کی ادائیں اور نوازشات سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

(۸) اگر کوئی محبوب اپنے عاشق کی دل آزاری سے باز نہیں آتا تو اسے (عاشق کو) چاہیے کہ وہ کوئی دوسرا محبوب ڈھونڈ لے۔ (۹) تلخ مزاج اور بدمزاج دوست کی وجہ سے اپنی زندگی میں تلخی پیدا نہ کر۔ بلکہ اپنے دل کی آگ کسی اور پانی (محبوب کی اداؤں) سے بجھالے۔ (۱۰) اگر دوسرا محبوب حسن و جمال میں پہلے محبوب کا مقابلہ نہیں کرسکتا، دکم حسین ہے، تو معمولی سی دل آزاری سے اسے (پہلے محبوب کو) نہیں چھوڑنا چاہیے۔

marfat.com

تواں از کسے دل بپرداختن	۱	کہ دانی کہ بے او تواں ساختن
اس شخص سے دل ہٹایا جا سکتا ہے		جسکے بارے میں تجھے معلوم ہو کہ اسکے بغیر گزارا ہو سکتا ہے

حکایت در معنی آنکہ طالب صادق بجفا برنگردد

قصہ اس بیان میں کہ سچا عاشق ظلم برداشت کرنے سے نہیں ہٹتا

شبے تا سحر صالحے زندہ داشت	۲	سحر دستہائے دعا برفراشت
ایک بزرگ نے تمام رات عبادت کی		صبح کو دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے
یکے ہاتف انداخت در گوش پیر	۳	کہ بے حاصلی رو سر خویش گیر
بوڑھے کے کان میں ہاتف نے کہا		تو بے مراد ہے اپنا راستہ پکڑ
بریں در دعائے تو مقبول نیست	۵	بخواری برو یا بزاری بایست
اس دروازے پر تیری دعا مقبول نہیں ہے		ذلت سے نکل جا یا کھڑا روتا رہ
شبے دیگر از ذکر و طاعت نخفت	۶	مریدے ز حالش خبر داشت گفت
دوسری رات کو ذکر اور عبادت کی وجہ سے نہ سویا		ایک مرید کو اس کے حال کا علم تھا اس نے کہا
چو دیدی کزاں روئے بستست در	۷	بہ بے حاصلی سعی چندیں مبر
جب تجھے معلوم ہے کہ اس جانب تیرا دروازہ بند ہے		بے کار اتنی کوشش نہ کر
بدیباچہ بر اشک یاقوت فام	۸	بحسرت بہارید و گفت اے غلام
چہرہ پر یاقوت جیسے آنسو		حسرت سے اس نے بہائے اور کہا اے لڑکے
مپندار گر وے عناں برشکست	۹	کہ من بازدارم ز فتراک دست
یہ نہ خیال کر کہ اگر اس نے باگ موڑ لی ہے		میں شکار خانہ سے ہاتھ اٹھا لوں گا
بنومیدی آنگاہ بگردیدمے	۱۰	ازیں در کہ راہ دگر دیدمے
ناامیدی سے میں اس وقت واپس ہوتا		اس راستہ کے سوا میں دوسرا راستہ دیکھتا

(۱) تواں بپرداختن: اعراض کر سکتے ہیں۔ از کسے: ایسے شخص سے۔ دانی: تو جانتا ہو۔ بے او: اس کے بغیر۔ تواں ساختن: بنانا ممکن ہے یعنی گزارا۔
(۲) معنی آنکہ: اس چیز کا مضمون۔ طالب صادق: سچا عاشق۔ بجفا: ظلم سے۔ برنگردد: پھر نہیں جاتا۔
(۳) شبے: ایک رات۔ تا سحر: صبح تک۔ صالحے: ایک نیک آدمی۔ زندہ داشت: زندہ رکھی یعنی عبادت کی۔ سحر: صبح۔ دستہائے دعا: دعا کے ہاتھ۔ برفراشت: اٹھائے اس نے۔ (۴) یکے: ایک۔ ہاتف: غیب آواز دینے والا۔ انداخت: ڈالی اس نے۔ گوش پیر: بوڑھے کا کان۔ بے حاصلی: بے حاصل ہے تو۔ رو: جا۔ سر خویش: اپنا سر۔ گیر: پکڑ۔ (۵) بریں در: اس دروازے پر۔ دعائے تو: تیری دعا۔ مقبول نیست: مقبول نہیں ہے۔ بخواری: ذلت کے ساتھ۔ برو: چلا جا۔ بزاری: عاجزی کے ساتھ۔ بایست: ٹھہر رہ۔
(۶) شبے: ایک رات۔ دیگر: دوسری۔ ذکر و طاعت: خدا کی یاد اور بندگی۔ نخفت: نہ سویا وہ۔ مریدے: ایک مرید۔ ز حالش: اس کے حال سے۔ خبر داشت: اطلاع پائی۔ گفت: اس نے کہا۔ (۷) چو: جب۔ دیدی: تو نے دیکھا۔ کزاں روئے: کہ اس طرف سے۔ بستست: بند ہے۔ در: دروازہ۔ بے حاصلی: بے فائدہ۔ سعی چندیں: اتنی کوشش۔ مبر: مت لے جا۔
(۸) بدیباچہ: رخساروں پر۔ بر: اوپر۔ اشک یاقوت فام: یاقوتی رنگ کے آنسو۔ بحسرت: حسرت کے ساتھ۔ بہارید: برسائے اس نے۔ گفت: کہا۔ اے غلام: اے لڑکے۔
(۹) مپندار: مت سمجھ۔ گر وے: اگر اس نے۔ عناں: باگ۔ برشکست: توڑ ڈالی یا موڑ لی۔ من: میں۔ بازدارم: روک لوں گا۔ فتراک: شکار دان۔ دست: ہاتھ۔
(۱۰) بنومیدی: ناامیدی کے ساتھ۔ آنگاہ: اس وقت۔ بگردیدمے: میں پھر جاتا۔ ازیں در: اس دروازے سے۔ راہ دگر: دوسرا راستہ۔ دیدمے: میں دیکھتا۔

تشریح: (۱) جس محبوب کے بغیر زندگی پنپ سکتی ہے اسے چھوڑ دو۔ ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی محبوب ہے کہ اس کے بغیر زندگی گذارنا محال ہے۔ (۲) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس کا عشق سچا ہوتا ہے وہ ظلم کی وجہ سے (محبوب سے) منہ نہیں موڑتا۔ (۳) کوئی نیک بزرگ ساری رات عبادت میں مصروف رہا۔ پھر سحری (یا تہجد) کے وقت اس (بزرگ) نے دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیئے۔ (۴) چنانچہ دعا کے دوران آواز آئی کہ تیری دعا و عبادت کچھ بھی قبول نہیں۔ کیونکہ تو بے مراد ہے۔ (۵) اس در پر تجھے (بزرگ کو) کچھ نہیں ملے گا۔ تیرا دل چاہے تو بیچارہ ورنہ ذلت و خواری کے ساتھ چلا جا۔ (۶) وہ (بزرگ) صبر و شکر کے ساتھ دوسری رات بھی شب بیداری کرنے لگا۔ اس پر مرید نے کہا کہ یہ دروازہ اب کبھی نہیں کھل سکتا۔ (۷) جب معلوم ہو چکا کہ اب یہ دروازہ کبھی نہ کھلے گا تو نامرادی کے اس حال میں اتنی کوشش بے سود ہے۔ (۸) مرید کی یہ بات سن کر بزرگ کے رخساروں پر خون کے آنسو ٹپکنے لگے۔ اور وہ (بزرگ) کہنے لگا کہ اے لڑکے (مرید) (۹) یہ نہ سمجھنا کہ اس (اللہ تعالیٰ) نے مجھے نظر انداز کر دیا ہے تو میں بھی اسے چھوڑ کر کسی اور دروازے پر چلا جاؤں گا۔ ہرگز نہیں۔ (۱۰) کیونکہ اس (اللہ تعالیٰ) کو مجھ جیسے عبادت گذار بہت مل جائیں گے۔ مگر اس (اللہ تعالیٰ) جیسا مجھے کہیں بھی نہیں ملے گا۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	چو خواہندہ محروم گشت از درے	چہ غم گر شناسد در دیگرے
	جب بھکاری کسی دروازے سے محروم ہو	اگر وہ دوسرے راستے سے واقف ہے تو اسکو کیا غم ہے
۲	شنیدم کہ راہم دریں کوئے نیست	ولے ہیچ راہے دگر روئے نیست
	میں نے سن لیا ہے کہ اس کوچہ میں میرے لیے راستہ نہیں ہے	لیکن دوسری جانب بھی تو کوئی راستہ نہیں ہے
۳	دریں بود سر بر زمین فدا	کہ گفتند در گوش جانش ندا
	وہ اس حالت میں تھا کہ فداکاری کی زمین پر سر تھا	کہ اچانک اسکے دل کے کان میں انہوں نے آواز دی
۴	قبولست گرچہ ہنر نیستت	کہ جز ما پناہ دگر نیستت
	اگرچہ اس کو لیاقت نہیں ہے لیکن قبول ہے	اسلیے کہ اسکے لیے ہمارے سوا کوئی پناہ نہیں ہے

حکایت

کہانی

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۶	یکے در نشاپور دانی چہ گفت	چو فرزندش از فرض خفتن بخفت
	تجھے معلوم ہے کہ نیشاپور میں ایک شخص نے کیا کہا	جب اس کا لڑکا عشا کی نماز بغیر پڑھے سو گیا
۷	توقع مدار اے پسر گر کسی	کہ بے سعی ہرگز بجائے رسی
	اے لڑکے اگر تو انسان ہے تو یہ توقع نہ رکھ	کہ بغیر کوشش کے کسی مقام پر پہنچ جائے گا
۸	سمیلان جو بر نگیرد قدم	وجودیست بے منفعت چو عدم
	جو کا سمیلان قائم نہیں رہتا ہے	عدم کی طرح کا بے منفعت وجود ہے
۹	طمع دار سود و بترس از زیاں	کہ بے بہرہ باشند فارغ زیاں
	فائدے کی امید رکھ اور نقصان سے ڈر	اسلیے کہ فارغ البال زندگی والے بے نصیب ہیں

(۱) چو: جب۔ خواہندہ: سوالی۔ محروم گشت: محروم ہوگیا۔ از درے: ایک دروازے سے۔ چہ غم: کیا غم۔ بشناسد: پہچانتا ہے۔ در دیگرے: دوسرا دروازہ۔ (۲) شنیدم: میں نے سنا۔ راہم: میری راہ۔ دریں کوئے: اس کوچے میں۔ نیست: نہیں ہے۔ ولے: لیکن۔ ہیچ راہے: کوئی راہ۔ دگر روئے: دوسری طرف۔ نیست: نہیں ہے۔
(۳) دریں: اسی خیال میں۔ بود: تھا۔ بر زمین فدا: فدائی کی زمین پر۔ گفتند: انہوں نے کہا یعنی فرشتوں نے۔ در گوش جانش: اس کی جان کے کان میں۔ ندا: آواز۔
(۴) قبولست: قبول ہے۔ نیست: نہیں ہے تجھ کو۔ جز ما: ہمارے سوا۔ پناہ دگر: دوسری پناہ۔ (۵) حکایت: کہانی
(۶) یکے: ایک۔ نشاپور: خراسان (موجودہ روس) کا ایک شہر۔ دانی: تو جانتا ہے۔ چہ گفت: اس نے کیا کہا۔ چو: جب۔ فرزندش: اس کا بیٹا۔ فرض خفتن: سونے کا فرض یعنی عشا کی نماز۔ بخفت: سو گیا۔
(۷) توقع: امید۔ مدار: نہ رکھ۔ پسر: لڑکا۔ گر کسی: اگر تو کوئی شخص ہے۔ بے سعی: بغیر کوشش کے۔ بجائے: کسی مرتبے کو۔ رسی: پہنچے گا تو۔
(۸) سمیلان جو: جو کے کھنٹھے یا موڈھے۔ بر نگیرد: نہیں پکڑتے۔ وجودیست: ایک وجود ہے۔ بے منفعت: بغیر نفع کے۔ چو عدم: عدم کی طرح۔
(۹) طمع: لالچ۔ دار: رکھ۔ سود: نفع۔ بترس: ڈر۔ از زیاں: نقصان سے۔ بے بہرہ: بے نصیب۔ باشند: ہوویں۔ فارغ زیاں: فارغ جینے والے۔

تشریح: (۱) اگر کسی سائل کو دوسرے دروازے پر خیرات مل سکتی ہے تو وہ پہلا دروازہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ (۲) مجھے معلوم ہے میرا راستہ اس کوچے (دربارِ الٰہی) میں نہیں ہے۔ لیکن اس در کے سوا کوئی دوسرا دروازہ بھی تو نہیں ہے۔ (۳) وہ (بزرگ) اسی حالت میں سربسجود ہوکر روتا رہا کہ اس کے کان میں آواز آئی۔ (۴) گو کہ تیری دعا و عبادت پُراثر نہیں، لیکن تیرے لیے دوسری جائے پناہ نہ ہونے کے باعث ہم اسے (دعا و عبادت) قبول کر لیتے ہیں۔ (۵) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے۔ بلند مرتبہ بہتر کارکردگی کی بنیاد پر حاصل ہوتا ہے سستی و کاہلی سے نہیں۔ (۶) (موجودہ روس کا ایک شہر) نیشاپور میں ایک لڑکے نے نمازِ عشا نہ پڑھی اور سو گیا۔
(۷) اس (لڑکے) کے باپ نے بطور نصیحت کہا کہ اگر تو انسان ہے تو یہ توقع مت رکھنا کہ بغیر کسی کوشش اور محنت کے کوئی مقام و مرتبہ مل جائے گا۔ (۸) جس طرح خودرو گھاس از خود اُگنے کے بعد خشک ہوکر مر جاتی ہے۔ اسی طرح جد و جہد کے بغیر مقام حاصل کرنے والا شخص بھی فضول ہے۔ (۹) منافع کی توقع پر کام کرنا چاہیے۔ نقصان کا خوف بھی ہونا چاہیے۔ جو لوگ فضول وقت گذارتے ہیں۔ وہ بدنصیب ہیں۔

marfat.com

حکایت در صبر بر جفائے آنکہ ازو صبر نتواں کرد

اس شخص کے ظلم پر صبر کرنے کا قصہ جس کے بغیر صبر نہیں آسکتا

۲	شکایت کند نوعروسے جواں	بہ پیرے ز داماد نامہرباں
	ایک نوجوان کی دلہن شکایت کرتی ہے	بوڑھے سے ظالم داماد کی
۳	کہ مپسند چندیں کہ با ایں پسر	بتلخی رود روزگارم بسر
	کہ یہ بات گوارا نہ کر کیونکہ اس لڑکے کے ساتھ	کڑواہٹ سے میری زندگی کٹ رہی ہے
۴	کسانیکہ بامن دریں منزلند	نہ بینم کہ چوں من پریشاں دلند
	وہ عورتیں جو میرے ساتھ اس مقام پر ہیں	میں نہیں دیکھتی کہ وہ میری طرح پریشان دل ہیں
۵	زن و مرد باہم چناں دوستند	کہ گوئی دو مغز و یکے پوستند
	بیوی اور شوہر آپس میں ایسے دوست ہیں	کہ گویا دو گری اور ایک چھلکا ہیں
۶	ندیدم دریں مدت از شوئے من	کہ بارے بخندید در روئے من
	میں نے اس عرصہ میں اپنے شوہر سے یہ نہیں دیکھا	کہ وہ ایک مرتبہ بھی مجھے دیکھ کر مسکرایا ہے
۷	شنید ایں سخن پیر فرخندہ فال	سخنداں بود مرد دیرینہ سال
	مبارک نصیب بوڑھے نے یہ بات سنی	زیادہ عمر کا آدمی بات سمجھنے والا ہوتا ہے
۸	جوابے چہ پیرانہ اش گفت خوش	کہ گر خوبرویست بارش بکش
	کیا اچھے پیرایہ میں اس کو جواب دیا	کہ اگر وہ حسین ہے اس کا بوجھ برداشت کر
۹	دریغست رو از کسے تافتن	کہ دیگر نشاید چنوں یافتن
	ایسے شخص سے منہ موڑنا افسوسناک ہے	جس کا مثل دوسرا نہ پایا جا سکے
۱۰	چرا سرکشی زانکہ گر سر کشد	بحرف وجودت قلم درکشد
	تو کیوں سرکشی کرتی ہے اس سے جو سرکشی کرے	تو تیرے وجود کے حرف پر قلم پھیر دے گا

(۱) جفائے آنکہ: اس شخص کی جفا ہو کہ۔ ازو: اس سے۔ نتواں کرد: نہ کر سکتے ہوں۔ (۲) شکایت کند: شکایت کرتی ہے۔ نوعروس: نئی دلہن۔ بہ پیرے: ایک بوڑھے کے پاس۔ ز داماد نامہرباں: ظالم داماد کی۔

(۳) مپسند: مت پسند کر۔ چندیں: اتنا کہ۔ با ایں پسر: اس لڑکے کے ساتھ۔ بتلخی: تلخی سے۔ رود: جاتی ہے۔ کٹ رہی ہے۔ روزگارم: میری زندگی۔ بسر: آخر کو۔

(۴) کسانیکہ: جو لوگ کہ۔ بامن: میرے ساتھ۔ دریں منزلند: اس منزل میں ہیں۔ نہ بینم: میں نہیں دیکھتی۔ چوں من: میری طرح۔ پریشاں دلند: پریشان دل والے ہیں۔

(۵) زن و مرد: عورت اور مرد۔ باہم: آپس میں۔ چناں: ایسے۔ دوستند: دوست ہیں۔ گوئی: تو کہے۔ یکے: ایک۔ پوستند: چھلکا ہیں۔

(۶) ندیدم: میں نے نہیں دیکھا۔ دریں مدت: اس مدت میں۔ شوئے من: میرا شوہر۔ بارے: ایک بار۔ بخندید: ہنسا ہو۔ در روئے من: میرے چہرے میں۔

(۷) شنید: سنی۔ ایں سخن: یہ بات۔ پیر فرخندہ فال: مبارک فال والا بوڑھا۔ سخنداں: بات جاننے والا۔ بود: ہوتا ہے۔ مرد دیرینہ سال: لمبی عمر والا آدمی۔

(۸) جوابے: ایک جواب۔ چہ پیرانہ: کیا بوڑھوں جیسا۔ گفت: اس نے کہا۔ خوش: اچھا۔ خوبرویست: خوب صورت ہے۔ بارش: اس کا بوجھ۔ بکش: کھینچ۔

(۹) دریغست: افسوس ہے۔ رو: چہرہ۔ از کسے: ایسے شخص سے۔ تافتن: پھیرنا۔ دیگر: دوسرا۔ نشاید یافتن: نہ پا سکتے ہوں۔ چناں: ایسا۔

(۱۰) چرا: کیوں۔ سرکشی: سرکھینچتی ہے تو۔ زانکہ: اس شخص سے کہ۔ سر کشد: سر کھینچے۔ بحرف وجودت: تیرے وجود کے حرف پر۔ درکشد: کھینچ دے۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ محبوب کے بغیر جی نہ پڑتی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی تلخیاں برداشت کرے۔ (۲) ایک نئی نویلی دلہن اپنے باپ کو اس (باپ) کے داماد (دلہن کا خاوند) کے مظالم پر مشتمل شکایت کرتی ہے۔ (۳) (اے ابا جان!) اس لڑکے (دلہن کے خاوند) کو اتنا اچھا نہ سمجھو۔ کیونکہ اس کے ساتھ میری زندگی کے دن تلخیوں سے گذر رہے ہیں۔ (۴) جو خواتین میری طرح اپنے خاوندوں کے مظالم کا شکار ہونے کے باعث تلخ زندگی گذار رہی ہیں۔ وہ صبر و تحمل کی وجہ سے پریشان حال نظر نہیں آتیں۔ (۵) میاں بیوی کے مابین دوستانہ رابطہ کا ایسا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جیسے ایک چھلکے میں بند دو مغز (گریاں) ہوتے ہیں۔ (۶) پہلے دن سے اب تک اس (میرے خاوند) نے کبھی ہنس کر دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ (۷) تجربات میں سمجھے ہوئے باپ نے اپنی بچی کی شکایت سن کر عجیب سا جواب دیا کہ اگر وہ (خاوند) حسن و جمال کے باعث تیرا پسندیدہ ہے تو اس کی ہر بے رُخی برداشت کر۔ (۸) اس (باپ) کا جواب عجیب ہی نہیں بلکہ بزرگانہ بھی ہے کہ خوبصورتی ایسی خوبی ہے کہ زندگی کی تمام تلخیاں اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔ (۹) ایسے (خوبصورت) شخص کو چھوڑنا دانشمندی کے خلاف ہے کہ اس جیسا (حسین و جمیل) کہیں اور (دوسری جگہ) نہ مل سکے۔ (۱۰) خاوند سے سرکشی کرنا خود خاوند کو سرکشی پر اکسانا ہے۔ خاوند کی سرکشی طلاق کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ جس کا کوئی علاج نہیں۔

marfat.com

رضا دہ بفرمانِ حق بندہ وار	۱	کہ چوں او نہ بینی خداوندگار
اللہ کے حکم پر بندوں کی طرح راضی رہ		اس لیے اس جیسا آقا تو نہ دیکھ سکے گی

حکایت

کہانی

یکم روز بر بندۂ دل بسوخت	۲	کہ مے گفت و فرماندہش مے فروخت
ایک دن ایک غلام پر میرا دل جل گیا		جو کہہ رہا تھا اور اس کا آقا اسکو بیچ رہا تھا
ترا بندہ از من بہ افتد بسے	۳	مرا چوں تو دیگر نیفتد کسے
تجھے مجھ سے بہتر بہت غلام مل جائیں گے		مجھے تجھ جیسا دوسرا نہ ملے گا

حکایت در معنی اختیار درد بُر درماں از قبل دوست

دوست کی جانب سے درد کو علاج پر ترجیح دینے کے بیان میں قصہ

طبیبے پری چہرہ در مرو بود	۶	کہ در باغِ دل قامتش سرو بود
مرو میں ایک طبیب تھا جس کا چہرہ پری جیسا تھا		دل کے باغ میں جس کا قد سرو جیسا تھا
نہ از دردِ دلہائے ریشش خبر	۷	نہ از چشمِ بیمارِ خویشش خبر
نہ اس کو زخمی دلوں کے درد کا علم تھا		نہ اپنی بیمار آنکھوں کی اس کو خبر تھی
حکایت کند دردمندِ غریب	۸	کہ خوش بود چندے سرم با طبیب
ایک پردیسی بیمار بیان کرتا ہے		کہ طبیب سے کچھ دن مجھے عشق رہا
نمے خواستم تندرستیٔ خویش	۹	کہ دیگر نیاید طبیبم بہ پیش
میں اپنا اچھا ہونا نہ چاہتا تھا		اس لیے کہ پھر طبیب میرے پاس نہ آئے گا
بسا عقلِ زور آور چیرہ دست	۱۰	کہ سودائے عشقش کند زیر دست
بہت سی تیز ہوشیار عقلیں ہیں		جن کو عشق کا جنون مغلوب کر لیتا ہے

(۱) رضا دہ: رضامندی دے۔ بفرمانِ حق: اللہ کے فرمان پر۔ بندہ وار: غلام کی طرح۔ چوں او: اس جیسا۔ نہ بینی: نہیں دیکھے گا تو۔ خداوندگار: مالک خدا۔ (۲) حکایت: کہانی۔ (۳) یکم روز: ایک دن میرا۔ بر بندۂ: ایک غلام پر۔ دل بسوخت: دل جل گیا ہے۔ گفت: کہتا تھا وہ۔ فرماندہش: اس کا آقا۔ مے فروخت: بیچ رہا تھا۔ (۴) ترا: تجھ کو۔ از من بہ: مجھ سے بہتر۔ افتد: پڑ جائے گا۔ بسے: بہت۔ مرا: مجھ کو۔ چوں تو: تیرا جیسا۔ دیگر: دوسرا۔ نیفتد: نہیں واقع ہوگا، نہیں ملے گا۔ کسے: کوئی شخص (۵) حکایت: کہانی۔ در معنی: بیان میں۔ اختیار درد: درد پر ترجیح۔ بر درماں: علاج پر۔ (۶) طبیبے: ایک طبیب۔ پری چہرہ: پری کے چہرے والا۔ مرو: خراسان، موجودہ روس کا ایک شہر۔ بود: تھا۔ در باغِ دل: دل کے باغ میں۔ قامتش: اس کا قد۔ سرو: ایک سیدھا اور مخروطی درخت۔ (۷) دردِ دلہا: دلوں کا درد۔ ریشش: زخمی، اس کا شین خبر کے ساتھ لگتا ہے یعنی اس کو خبر۔ چشمِ بیمارِ خویشش: اپنی بیمار آنکھ سے اس کو۔ (۸) حکایت کند: حکایت کرتا ہے۔ دردمندِ غریب: مسافر بیمار۔ خوش بود: خوش تھا۔ چندے: کچھ دن۔ سرم: میرا سر یا میرا خیال۔ با طبیب: حکیم کے ساتھ۔ (۹) نمے خواستم: میں نہیں چاہتا تھا۔ تندرستیٔ خویش: اپنی تندرستی۔ دیگر: پھر۔ نیاید: نہیں آوے گا۔ طبیبم: اپنی تیمارداری کے ساتھ تک کر میرے سامنے۔

(۱۰) بسا: بہت سی۔ عقلِ زور آور: زور والی عقل یعنی تیز۔ چیرہ دست: اصل چیرہ دست: غالب۔ سودائے عشقش: عشق کا جنون اسکو۔ کند: کرتا ہے۔ زیر دست: عاجز یا مغلوب۔

تشریح: (۱) انسان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں جچتی۔ کیونکہ وہ (اللہ تعالیٰ) قادرِ مطلق ہے۔ اگر اس نے بندے کو دھتکار دیا تو دوسری مخلوق پیدا کر کے فرمانبرداری کرالے گا۔ لیکن سرکش انسان کو دوسرا اللہ نہیں ملے گا۔ (۲) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عابدوں کی کمی نہیں۔ لیکن بندوں کو دوسرا اللہ نہیں مل سکتا۔ اس لیے اسے (اللہ تعالیٰ کو) نہیں چھوڑنا چاہیے۔ (۳) ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کوئی آقا اپنے غلام کو فروخت کر رہا تھا۔ مگر غلام کو اپنے آقا سے جدا ہونا ناگوار تھا۔ چنانچہ غلام کی یہ کیفیت دیکھ کر میرا (شیخ سعدیؒ کا) دل جل اٹھا۔ (۴) جب وہ (آقا) اپنے غلام کا سودا کرنے لگا تو غلام نے رو رو کر عرض کیا کہ مجھے اپنے سے جدا مت کرو۔ کیونکہ آپ کو مجھ سے اچھے غلام مل جائیں گے۔ لیکن مجھے آپ جیسا آقا کبھی نہ ملے گا۔ (۵) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر درد سہہ کر محبوب کا وصال ممکن ہے تو درد میں ڈوبا رہنا چاہیے۔ (۶) مرو روس کے شہر خراسان کا ایک علاقہ ہے۔ جس میں ایک حسین ترین طبیب رہائش پذیر تھا جس کا قد سرو کے درخت کی طرح سیدھا اور مخروطی تھا۔ (۷) جو مریض بھی اس کے مطب میں آتا تھا۔ وہ دل کی دنیا میں اسی (طبیب) کا ہو کے رہ جاتا تھا۔ اسے کسی کے درد دل کی خبر نہ تھی اور نہ ہی اپنی آنکھ کے تیر کے زخم سے آگاہ تھا۔ (۸) اسی طرح ایک مسافر مریض کا کہنا ہے کہ میں اپنے محبوب (طبیب) کے شفاخانے میں مرض عشق میں مبتلا ہو کر کچھ دن پڑا رہا۔ (۹) میں (مریض) اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرتا رہتا تھا کہ مجھے کبھی تندرستی نصیب نہ ہو تاکہ میں اس (محبوب طبیب) کے دیدار سے محظوظ ہوتا رہوں۔ (۱۰) عقل خواہ کتنی ہی تیز اور زیرک کیوں نہ ہو۔ مرض عشق میں مبتلا ہو کر وہ (عقل) مغلوب ہو جاتی ہے۔

marfat.com

چو سودا خرد را بمالید گوش	۱	نیاید دگر سر برآورد ہوش
جب عشق عقل کے کان کھینچتا ہے		پھر ہوش سر نہیں ابھارتا

حکایت در معنی استیلائے عشق بر عقل

عشق کے عقل پر غلبہ کے بیان میں

یکے پنجۂ آہنیں راست کرد	۳	کہ با شیر زور آوری خواست کرد
ایک شخص نے آہنی پنجے کو ٹھیک کیا		کیونکہ اس نے شیر کے ساتھ زور آزمائی چاہی
چو شیرش بسر پنجہ در خود کشید	۴	دگر زور در پنجۂ خود ندید
جب اسکو شیر نے پنجے سے اپنی طرف کھینچا		پھر اس نے اپنے پنجے میں زور نہ دیکھا
یکے گفتش آخر چہ خسپی چو زن	۵	بسر پنجۂ آہنینش بزن
ایک شخص نے اس سے کہا عورت کیطرح کیا سو رہا ہے		اس کو آہنی پنجے سے مار
شنیدم کہ مسکیں در آں زیر گفت	۶	نشاید بدیں پنجہ با شیر گفت
میں نے سنا ہے کہ بیچارہ نیچے پڑا ہوا کہہ رہا تھا		اس پنجے سے شیر کے ساتھ مار بیٹھ نہیں ہو سکتی
چو بر عقل دانا شود عشق چیر	۷	ہماں پنجۂ آہنیں ست و شیر
جب عقلمند کی عقل پر عشق غالب آجاتا ہے		وہی آہنی پنجے اور شیر (کا قصہ) ہے
چو عشق آمد از عقل دیگر مگو	۸	کہ در دست چوگاں اسیر است گو
جب عشق ہو جائے پھر عقل کی بات نہ کر		اسلئے کہ گیند تو بلے کے ہاتھ میں قیدی ہے

حکایت در معنی عزت محبوب در نظر محب

قصہ عاشق کی نظروں میں معشوق کی عزت کے بیان میں

میان دو عم زادہ وصلت فتاد	۱۰	دو خورشید سیمائے مہتر نژاد
دو چچا زادوں میں شادی ہوگئی		دونوں آفتاب جیسے چہرے والے شریف النسل تھے

(۱) چو: جب۔ سودا: عشق۔ خرد: عقل۔ بمالید: ملا۔ گوش: کان۔ نیاید برآورد: نہیں لاسکے گا۔ دگر: پھر۔ (۲) معنی: مضمون۔ استیلائے عشق: عشق کا غلبہ پالینا۔ (۳) یکے: ایک شخص۔ پنجۂ آہنیں: فولادی پنجہ۔ راست کرد: سیدھا کیا۔ زور آوری: زور در لانا، مقابلہ کرنا۔ خواست کرد: کرنا چاہئے۔
(۴) چو: جب۔ شیرش: شیر نے اس کو۔ بسر پنجہ: پنجے کے ساتھ۔ در خود: اپنی طرف۔ کشید: کھینچا۔ دگر: پھر۔ پنجۂ خود: اپنا پنجہ۔ ندید: نہ دیکھا۔
(۵) یکے: ایک۔ گفتش: کہا اس کو۔ چہ خسپی: کیا سوتا ہے تو۔ چو زن: مثل عورت کی۔ بسر پنجۂ آہنینش: اپنے فولادی پنجے سے اسکو۔ بزن: مار۔
(۶) شنیدم: میں نے سنا۔ در آں زیر: اس کے نیچے۔ گفت: کہا اس نے۔ نشاید گفت: کے ساتھ لگ کر نہیں کوٹ سکتے یعنی نہیں مقابلہ کر سکتے۔ بدیں پنجہ: اس پنجہ سے۔ (۷) چو: جب۔ عقل دانا: سمجھدار کی عقل۔ شود: ہوجاوے۔ چیر: غالب ہماں: وہی۔ پنجۂ آہنیں: لوہے کا پنجہ۔ ست: ہے (۸) آمد: آیا۔ از عقل: عقل کے متعلق۔ دیگر: پھر مگو: مت ڈھونڈ۔ دست چوگان: بلے کے ہاتھ۔ اسیر: قیدی۔ ست: ہے۔ گو: گیند۔
(۹) معنی عزت محبوب: محبوب کی عزت کے معنی میں۔ نظر محب: عاشق کی نظر۔ (۱۰) میان: درمیان۔ دو عم زادہ: دو چچازاد۔ وصلت: شادی۔ فتاد: ہوگئی۔ خورشید سیما: سورج کی پیشانی والے۔ مہتر نژاد: سرداروں کی اولاد۔

تشریح: (۱) جب عشق اپنے تقاضے پورے کرنے پر تل جائے تو پھر ہوش وحواس اپنا سر جھکانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ (۲) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب عشق غالب ہو جاتا ہے تو اس کی مثال شیر جیسی ہو جاتی ہے۔ جس کے سامنے عاشق بے بس ہو جاتا ہے۔ (۳) ایک شخص نے شیر کے ساتھ لڑائی کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں پر لوہے کے پنجے چڑھا دیئے تاکہ شیر سے مقابلہ کرنے میں اپنی حفاظت ہو سکے۔ (۴) جب شیر نے اسے اپنے مقابل میں آنے والے شخص کو پنجے سے پکڑ کر جھنجھوڑا تو اس کے تمام کس بل نکل گئے۔ غلبۂ عشق سے بھی اسی طرح سب کچھ کافور ہو جاتا ہے۔ (۵) ایک شخص نے اسے (شیر سے لڑنے والے کو) غیرت دلائی کہ جوانوں کی طرح مقابلہ کر۔ عورتوں کی طرح نیچے پڑا ہوا کیا سو رہا ہے۔ (۶) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ آہنی پنجہ پہن کر شیر سے لڑنے والے نے نیچے کراہتے ہوئے جواب دیا کہ اس قسم کی پنجے سے شیر کا مقابلہ کرنا دشوار ہے۔ (۷) جب عقل پر عشق کا نشہ چھا جائے تو پھر فولادی پنجے اور شیر والی مثال صادق آتی ہے۔ (۸) عشق کا غلبہ ہونے کے بعد عقل کی بے بسی ایسے ہی ہے جیسے بلے کے سامنے گیند کی بے بسی ہوتی ہے۔
(۹) عنوان۔ اس حکایت میں بتایا گیا ہے کہ عاشق کی نظر میں محبوب کا مقام واعزاز اس قدر بلند ہوتا ہے کہ اس (محبوب) کا جبر و تشدد بھی اچھا لگتا ہے۔ (۱۰) دو چچازادوں (لڑکا و لڑکی) کی باہم شادی ہوئی۔ وہ دونوں (لڑکا و لڑکی) شریف النسل اور شریف الطبع تھے، خوبصورت تھے۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	یکے رابغایت خوش افتادہ بود	دگرنا فرو سرکش افتادہ بود
	ایک کو انتہا درجہ کا عشق تھا	دوسرا متنفر اور سرکش واقع ہوا تھا
۲	یکے لطف وخلق پری وار داشت	یکے روئے در روئے دیوار داشت
	ایک محبت اور پری جیسے اخلاق رکھتا تھا	دوسرا چہرہ دیوار کی طرف رکھتا تھا
۳	یکے خویشتن رابیاراستے	دگر مرگ خویش ازخدا خواستے
	ایک اپنے آپ کو سنوارتا بناتا	دوسرا اپنی موت کا خواہشمند تھا
۴	پسررا نشاندند پیران دہ	کہ مہرت بر و نیست مہرش بدہ
	گاؤں کے بوڑھوں نے لڑکے کو بٹھایا	کہ جب تجھے اس سے محبت نہیں ہے تو اسکا مہر ادا کردے
۵	بخندید وگفتا بصد گو سفند	تغابن نباشد رہائی زبند
	وہ ہنسا اور بولا ، سو بکریوں کے بدلے	قید سے چھٹکارا اٹھانے کی بات نہیں ہے
۶	بناخن پری چہرہ مے کند پوست	کہ ہرگز بدیں کے شکیبم ز دوست
	پری جیسے چہرہ والی ناخنوں سے کھال نوچتی تھی	کہ میں کبھی بھی دوست کو چھوڑ کر اس پر صبر نہیں کر سکتی
۷	کند ترک مہر و وفاؤ وصول	مرازاں چہ گر رد کند یا قبول
	وہ محبت اور وفاداری اور وصال کو ترک کرتا ہے	مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں وہ انکار کرے یا قبول
۸	بیا ہم چنیں زندگانی کنم	جفا بینم و مہربانی کنم
	آ اسی طور پر زندگی بسر کروں گی	ظلم سہوں گی اور مہربانی کرتی رہوں گی
۹	زصد گو سفندم کہ سی صد ہزار	نباید بنادیدن روئے یار
	سو نہیں تین سو ہزار بکریاں بھی	دوست کا چہرہ نہ دیکھنے کے بدلے میں نہیں چاہئیں
۱۰	ترا ہرچہ مشغول دارد زدوست	گر انصاف پرسی دلارام اوست
	دوست سے تجھے جو چیز بھی بے نیاز بنائے	اگر تو انصاف پوچھتا ہے تیرا معشوق تو وہ ہے

(۱) یکے را: ایک کو۔ بغایت: انتہائی۔ خوش افتادہ: خوشی واقع ہوئی تھی۔ دگر: دوسرا۔ نافر: نفرت کرنے والا۔ سرکش: نافرمان۔ افتادہ بود: واقع ہوا تھا۔ (۲) لطف: مہربانی۔ خلق: اخلاق۔ پری وار: پری کی طرح۔ داشت: رکھتا تھا۔ روئے: چہرہ۔ در روئے دیوار: دیوار کی طرف۔ (۳) خویشتن را: اپنے آپ کو۔ بیاراستے: سج جاتا۔ دگر: دوسرا۔ مرگ خویش: اپنی بیماری۔ خواستے: چاہتا وہ۔ (۴) پسر: بیٹا۔ نشاندند: بٹھالیا۔ پیران دہ: دیہات کے بوڑھے۔ مہرت: تجھ کو مہر۔ برو نیست: اس پر نہیں ہے۔ مہرش: اس کا مہر۔ بدہ: دیدے۔ (۵) بخندید: وہ ہنس دیا۔ گفتا: اس نے کہا۔ تغابن: افسوس بالنقصان۔ نباشد: نہیں ہوگا۔ بند: قید۔ (۶) پری چہرہ: پری کے چہرہ والی۔ مے کند: نوچتی تھی۔ پوست: کھال۔ بدیں: اس کے بدلے۔ کے: کب۔ شکیبم: میں صبر کر سکتی ہوں۔ (۷) کند: کرتا ہے۔ ترک مہر: محبت کا چھوڑنا۔ وصول: وصال۔ مرا: مجھ کو۔ زاں چہ: اس سے کیا۔ رد کند: رد کرے۔ (۸) بیا ہم چنیں: ایسے ہی۔ کنم: کروں میں۔ جفا بینم: ظلم دیکھوں۔ کنم: کروں میں۔ کہ: بلکہ۔ (۹) صد: سو۔ گو سفند: بکری۔ سی صد ہزار: تین لاکھ۔ نباید: نہیں چاہیے۔ بنادیدن: نہ دیکھنے کے بدلے۔ روئے یار: یار کا چہرہ۔ (۱۰) ترا: تجھ کو۔ ہرچہ: جو چیز۔ مشغول دارد: دور رکھے رکھے۔ انصاف پرسی: انصاف کی بات پوچھے تو۔ دلارامت: تیرا دل آرام یعنی محبوب۔ اوست: وہی ہے۔

تشریح: (۱) ایک (لڑکی) انتہا درجے کی خوشی محسوس کرتی تھی۔ جب کہ دوسرا (لڑکا) اس (بیوی) سے نفرت کرتا تھا۔ سرکش تھا۔ (۲) ایک (لڑکی) پریوں کی طرح محبت میں مست ہو کر اپنا سب کچھ نچھاور کرتی تھی اور دوسرے (لڑکا) کا منہ ہمیشہ دیوار کی طرف رہتا تھا۔
(۳) ان دونوں میں سے ایک (لڑکی) خود کو اپنے خاوند کے سامنے سولہ سنگھار کر کے پیش کرتی اور دوسرا (لڑکا) اللہ تعالیٰ سے موت کی دعائیں کرتا تھا۔ (۴) گاؤں کے بڑوں نے یہ صورتحال دیکھ کر فیصلہ کیا کہ لڑکے سے حق مہر اور طلاق دلوا کر اس لڑکی کو جان گسل حالت سے نجات دلائی جائے۔
(۵) لڑکے نے یہ سن کر اپنا فیصلہ کہہ سنایا کہ سو بکریاں دیکر مجھے اگر چھٹکارا حاصل ہوتا ہے تو یہ سودا مہنگا نہیں۔
(۶) لڑکی کی حالت اس لڑکے سے بالکل برعکس تھی۔ وہ (لڑکی) چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ سو بکریوں سے میرا کیا بنے گا۔ جب دوست ہی نہ رہا۔ بکریاں کیا کروں گی۔ (۷) وہ (خاوند) اگر مہربانی سے پیش نہیں آتا تو کیا ہوا۔ مجھے محبوب کا وصال تو نصیب ہے۔ مجھ سے میری متاع محبت مت چھینو۔ (۸) وہ (خاوند) اگر مجھ پر جفاؤں کے مظالم توڑتا ہے تو کوئی بات نہیں۔ مگر میں (دلہن) تو وفا و محبت کے تقاضے پورے کرتی ہوں۔ چنانچہ مجھے طلاق دیکر مزید زخمی نہ کرے۔ (۹) محبوب کے وصال کی دولت دنیا بھر کے مال و متاع سے زیادہ قیمتی ہے۔ یہ سو بکریاں کیا چیز ہیں۔ میں (بیوی) تین لاکھ بکریاں بھی اپنے دوست پر قربان کر سکتی ہوں۔ (۱۰) جو شخص مال و دولت کے بدلے میں دوست کو چھوڑ دیتا ہے۔ درحقیقت اس کا محبوب دوست وہی مال و دولت ہی ہے۔

marfat.com

یکے پیش شوریدہ حالے نبشت	۱	کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت
ایک شخص نے خدا کے طالب کو لکھا		تو دوزخ کی تمنا کرتا ہے یا بہشت کی
بگفتا مپرس از من ایں ماجرا	۲	پسندیدم آنچہ او پسندد مرا
اس نے کہا مجھ سے یہ قصہ نہ پوچھ		میں وہی پسند کرتا ہوں جو وہ میرے لیے پسند کرتا ہے

حکایت مجنوں و صدق محبت او با لیلیٰ

مجنوں اور لیلیٰ کے ساتھ اس کی سچی محبت کا قصہ

مجنوں کسے گفت کاے نیک پے	۴	چہ بودت کہ دیگر نیائی بحے
مجنوں سے کسی نے کہا اے نیک قدم		تجھے کیا ہو گیا کہ اب تو قبیلہ میں نہیں آتا
مگر در سرت شور لیلیٰ نماند	۵	خیالت دگر گشت و میلے نماند
شاید تیرے سر میں لیلیٰ کا سودا نہیں رہا		تیرا خیال بدل گیا ہے اور محبت نہیں رہی ہے
چوں بشنید بیچارہ بگریست زار	۶	کہ اے خواجہ دستم ز دامن بدار
جب بیچارے نے سنا زار زار رونے لگا		کہ اے صاحب مجھے معاف کر
مرا خود دل دردمندست خیز	۷	تو نیزم نمک بر جراحت مریز
جا میرا دل تو خود ہی دردمند ہے		تو میرے زخم پر نمک نہ چھڑک
نہ دوری دلیل صبوری بود	۸	کہ بسیار دوری ضروری بود
دور رہنا صبر کی دلیل نہیں ہوتی ہے		کیونکہ بسا اوقات دوری ضروری ہوتی ہے
بگفت اے وفادار فرخندہ خو	۹	پیامیکہ داری بلیلیٰ بگو
اس نے کہا اے مبارک عادت والے وفادار		لیلیٰ کے لیے جو تیرا پیغام ہے بتا
بگفتا مبر نام من پیش دوست	۱۰	کہ حیفست ذکر من آنجا کہ اوست
اس نے کہا دوست کے سامنے میرا نام بھی نہ لینا		اسلئے کہ جہاں وہ ہے اس جگہ میرا ذکر بھی ظلم ہے

(۱) یکے: ایک۔ پیش شوریدہ: مجذوب کے سامنے۔ نبشت: لکھا اس نے۔ تمنا کنی: تمنا کرتا ہے تو۔ (۲) بگفتا: اس نے کہا۔ مپرس: مت پوچھ۔ از من: مجھ سے۔ ایں ماجرا: یہ قصہ۔ پسندیدم: میں نے پسند کر لیا۔ آنچہ: جو کچھ۔ دراصل او: وہ۔ پسندد: پسند کرے۔ مرا: میرے لیے۔ (۳) مجنوں: دیوانہ، مراد مشہور عاشق جس کا نام قیس تھا۔ صدق محبت او: اس کی محبت کی سچائی۔ لیلیٰ: مجنوں کی محبوبہ، اصل معنی سیاہ۔ (۴) مجنوں: مجنوں کو۔ کسے: کسی نے۔ گفت: کہا۔ کاے: کہ اے۔ نیک پے: نیک قدموں والے۔ چہ بودت: تجھے کیا ہوا۔ دیگر: پھر۔ نیائی: نہیں آتا تو۔ بحے: قبیلہ یا محلہ میں۔ (۵) مگر: شاید۔ درسرت: تیرے سر میں۔ شور لیلیٰ: لیلیٰ کا شور یعنی عشق۔ نماند: نہیں رہا۔ خیالت: تیرا خیال۔ دگر گشت: اور ہو گیا۔ میلے: رغبت۔ نماند: نہیں رہی۔ (۶) چوں: جب۔ بشنید: سنی یہ بات۔ بگریست: رو پڑا۔ زار: زار و قطار۔ خواجہ: صاحب۔ دستم ز دامن: اس کی میم دامن سے لگ کر ہاتھ میرے دامن سے۔ بدار: اٹھالے یعنی مجھے معاف رکھ۔ (۷) مرا خود: میرا اپنا۔ دل دردمند است: دردمند دل ہے۔ خیز: تو اٹھ جا۔ نیزم: نیز بھی اس کی میم جراحت کے ساتھ لگ کر میرے زخموں پر۔ مریز: مت گرا۔ (۸) دلیل صبوری: صبر کی دلیل۔ بود: ہووے۔ بسیار: بہت سی۔ (۹) بگفت: اس نے کہا۔ وفادار: وفا کرنے والا۔ فرخندہ خو: مبارک عادت والا۔ پیامیکہ: جو پیغام کہ۔ داری: تو رکھتا ہے۔ بلیلیٰ: لیلیٰ کے لیے۔ بگو: کہہ دے۔ (۱۰) بگفتا: اس نے کہا۔ مبر: مت لے۔ نام من: میرا نام۔ پیش دوست: دوست کے سامنے۔ حیفست: افسوس ہے۔ ذکر من: میرا ذکر۔ آنجا کہ: وہاں کہ۔ اوست: وہ ہے۔

تشریح: (۱) کسی شخص نے دیوانے سے دریافت کیا کہ تجھے جنت میں جانا زیادہ پسندیدہ ہے یا دوزخ میں جانا بہتر سمجھتے ہو۔ (۲) اس (دیوانے) نے کہا کہ جنت دوزخ میں جانے کی بات مجھ سے نہ پوچھو۔ بلکہ جو فیصلہ میرا محبوب کرے گا وہی بسر و چشم قبول ہے۔ (۳) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ لیلیٰ کے ساتھ مجنوں کی محبت اتنی سچی تھی کہ اس (لیلیٰ) کی گلیوں کی خاک چھاننے کے عمل نے مجنوں کو بے نیاز کر دیا تھا۔ (۴) کسی نے مجنوں سے پوچھا کیا بات ہے کہ آجکل لیلیٰ کی گلیوں میں آنا جانا چھوڑ دیا ہے۔ (۵) لیلیٰ سے لاپرواہی بتاتی ہے کہ اب تیرے (مجنوں کے) دل میں لیلیٰ کی محبت ختم ہو گئی ہے۔ لگتا ہے کہ حب لیلیٰ کے بارے میں تیرے خیالات بدل گئے ہیں۔ (۶) جب مجنوں نے یہ بات سنی تو وہ زار و قطار رونے لگا اور کہا کہ اے دل دکھانے والے شخص! میرا پیچھا چھوڑ دے۔ (۷) میں (مجنوں) تو پہلے سے مجروح قلب رکھتا ہوں۔ میرے (مجنوں کے) زخموں پر مزید نمک چھڑک کر تماشا نہ دیکھو۔ (۸) کسی سے دور رہنے سے محبت میں فرق نہیں پڑتا۔ کچھ مجبوریاں بھی ہوتی ہیں۔ یہ دنیا غم تو دیتی ہے شریک غم نہیں ہوتی۔ کسی کے دور رہنے سے محبت کم نہیں ہوتی۔
(۹) وہ شخص (طنز کرنے والا) کہنے لگا کہ اگر لیلیٰ کو کوئی پیغام بھیجنا ہو تو بتا دو۔ میں تمہارا پیغام لیلیٰ تک پہنچا دوں گا۔
(۱۰) اس (مجنوں) نے کہا کہ میرے محبوب (لیلیٰ) کے سامنے میرا نام بھی مت لینا۔ میں اس قابل کہاں کہ محبوب کی محفل میں میرا ذکر ہو۔

marfat.com

حکایت سلطان محمود و صدق محبت او و سیرت ایاز

سلطان محمود اور اس کی سچی محبت اور ایاز کی سیرت کا قصہ

#		
۲	یکے فردہ بر شاہِ غزنیں گرفت	کہ حسنے نہ دارد ایاز اے شگفت
	غزنین کے بادشاہ کی ایک شخص نے عیب جوئی کی	کہ ہائے تعجب ایاز کوئی حسن بھی نہیں رکھتا
۳	گلے راکہ نے رنگ باشد نہ بو	غریب است سودائے بلبل برو
	جس پھول میں نہ رنگ ہو نہ خوشبو	اس سے بلبل کا عشق عجیب ہے
۴	بمحمود گفت ایں حکایت کسے	بپیچید از اندیشہ بر خود بسے
	کسی نے یہ قصہ سلطان محمود سے کہہ دیا	اس نے فکر سے اپنے اوپر بہت پیچ و تاب کھایا
۵	کہ عشق من اے خواجہ بر خوئے اوست	نہ بر قد بالائے نیکوئے اوست
	اے صاحب مجھے اس کی عادت سے عشق ہے	نہ کہ اس کے قد اور خوبصورت قامت سے
۶	شنیدم کہ در تنگنائے شتر	بیفتاد و بشکست صندوق در
	میں نے سنا ہے کہ اونٹ ایک تنگ جگہ میں	گر پڑا اور موتیوں کا صندوق ٹوٹ گیا
۷	بیغما ملک آستین بر فشاند	وز انجا بتعجیل مرکب براند
	بادشاہ نے لوٹ لینے کی اجازت دیدی	اور وہاں سے جلدی سے سواری ہنکادی
۸	سواراں پئے در و مرجاں شدند	ز سلطاں بیغما پریشاں شدند
	سوار موتی اور مونگے کے درپے ہوگئے	لوٹ مار میں بادشاہ سے جدا ہوگئے
۹	نماند از وشاقان گردن فراز	کسے در قفائے ملک جز ایاز
	اونچی گردن کے نوکروں میں سے نہ رہا	کوئی بھی بادشاہ کے پیچھے ایاز کے سوا
۱۰	نگہ کرد کاے دلبر پیچ پیچ	ز یغما چہ آوردہ گفت ہیچ
	اس نے دیکھا کہ اے خمدار زلف میں دل پھنسانے والے	لوٹ میں سے کیا لایا اس نے کہا کچھ بھی نہیں

(۱) سلطان: بادشاہ۔ محمود: محمود بن سبکتگین، بادشاہ غزنی فاتح سومنات۔ صدق محبت او: اس کی محبت کی سچائی۔ سیرت: حالات زندگی۔ ایاز: محمود کا چہیتا غلام جو اس کا محبوب بھی تھا۔ (۲) یکے: ایک۔ فردہ: عیب۔ برشاہ غزنیں: غزنی کے بادشاہ پر گرفت: پکڑا۔ حسنے: کوئی حسن۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ شگفت: تعجب کی بات ہے۔ (۳) گلے راکہ: جس پھول کو کہ۔ نے: نہ۔ باشد: ہوئے نہ بو: نہ خوشبو۔ غریب است: عجیب ہے۔ سودائے بلبل: بلبل کا عشق۔ برو: اس پر۔ (۴) بمحمود: محمود کو گفت: کہی۔ ایں حکایت: یہ قصہ۔ کسے: کسی نے۔ بپیچید: پیچ کھائے اس نے۔ از اندیشہ: فکر سے یا غصہ سے۔ برخود: اپنے اوپر۔ بسے: بہت۔ (۵) عشق من: میرا عشق۔ خواجہ: صاحب۔ خوئے او: اس کی عادت۔ بست: ہے برابر۔ قد بالائے نیکوئے: خوبصورت بلند قامت۔ اوست: نیکوئے کا مضاف الیہ یعنی اس کے خوبصورت قد پر ہے۔ (۶) شنیدم: میں نے سنا۔ تنگنائے: تنگ راستہ یا گھاٹی۔ شتر: اونٹ۔ بیفتاد: گر پڑا۔ بشکست: ٹوٹ گیا۔ صندوق در: موتیوں کا صندوق۔ (۷) بیغما: لوٹ کا۔ ملک: بادشاہ۔ آستین برفشاند: آستین جھاڑ دی یعنی اجازت دے دی۔ وز انجا: اور اس جگہ سے۔ بتعجیل: جلدی سے۔ مرکب: سواری۔ براند: ہانک لیا۔ (۸) پئے در و مرجان: موتیوں اور مونگے کے پیچھے۔ شدند: ہو گئے۔ ز سلطاں: بادشاہ سے۔ بیغما: لوٹ میں لگ کر۔ پریشاں شدند: علیحدہ ہو گئے۔ (۹) نماند: نہ رہا۔ وشاقان گردن فراز: بلند گردن والے خادم یا ملازم۔ کسے: کوئی شخص۔ در قفائے ملک: بادشاہ کے پیچھے۔ جز ایاز: سوائے ایاز کے۔ (۱۰) نگہ کرد: نگاہ کی۔ کاے: کہ اے۔ دلبر پیچ پیچ: پیچ دار زلفوں والے محبوب۔ ز یغما: لوٹ سے۔ چہ آوردہ: کیا لایا ہے تو۔ گفت: اس نے کہا۔ ہیچ: یعنی کچھ نہیں۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ سچی محبت کا محل "صورت" نہیں بلکہ "سیرت" ہوتی ہے۔ محبوب کا لطف و کرم متاع دنیا سے زیادہ قیمتی ہے۔ (۲) ایک شخص نے محمود غزنوی کو تختۂ مشق بناتے ہوئے کہا کہ ایاز میں خوبصورتی کی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ پھر نامعلوم یہ (محمود غزنوی) اس پر کیوں قربان ہو تا رہتا ہے۔ (۳) پھول دلکش نہ ہو اور نہ ہی اس کی خوشبو اچھی ہو۔ ایسے پھول پر کوئی بلبل بھی عاشق نہیں ہوتا۔ (۴) کسی (سننے والے) شخص نے یہ بات سلطان محمود غزنوی تک پہنچادی۔ یہ سن کر سلطان محمود غزنوی غصے کی حالت میں پیچ و تاب کھا گیا۔ (۵) اس (محمود غزنوی) نے جواباً کہا کہ میں تو اس (ایاز) کی خوبیوں سے متاثر ہو کر محبت کرتا ہوں۔ مجھے اس کے طویل القامت اور خوبصورت ہونے یا نہ ہونے سے کوئی غرض نہیں۔ (۶) میں (شیخ سعدی) نے سنا کہ سلطان محمود غزنوی اپنے لشکر و خزانہ سمیت سفر کر رہا تھا۔ کہ اچانک اونٹ پھسلا اور موتیوں کا صندوق ٹوٹ گیا۔ (۷) بادشاہ (محمود غزنوی) نے بکھرے ہوئے موتیوں کو اٹھانا شایانِ شان نہ سمجھا چنانچہ لشکر والوں کو لوٹنے کا حکم دے کر گھوڑا آگے بڑھا دیا۔ (۸) اہل لشکر سلطان محمود غزنوی کا حکم سنتے ہی گرے ہوئے موتیوں کو اٹھانے میں مصروف ہو گئے اور لوٹ کی وجہ سے سلطان سے جدا ہو گئے۔ (۹) ایاز نے موتیوں کی پرواہ کیے بغیر سلطان (محمود غزنوی) کی رفاقت ترک نہ کی۔ چنانچہ بادشاہ (محمود غزنوی) کے پیچھے ایاز کے سوا کوئی بھی نہیں تھا۔ (۱۰) تھوڑی دور جا کر سلطان (محمود غزنوی) نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایاز اپنے محبوب بادشاہ کی حفاظت کا فریضہ سر انجام دے رہا تھا۔

marfat.com

من اندر قفائے تو مے تاختم	۱	زخدمت بنعمت نپرداختم
میں تو آپ کے پیچھے دوڑتا رہا		خدمت گذاری کی وجہ سے میں مال میں نہ لگا
گرت قرب ہست در بارگاہ	۲	بخلعت مشو غافل از پادشاہ
اگر دربار میں تجھے تقرب حاصل ہے		شاہی پوشاک کی وجہ سے بادشاہ سے غافل نہ ہو
خلاف طریقت بود کاولیا	۳	تمنا کنند از خدا جز خدا
طریقت کے خلاف ہوگا اگر اولیاء		خدا کے سوا خدا سے تمنا کریں گے
گراز دوست چشمت براحسان اوست	۴	تو در بند خویشی نہ در بند دوست
اگر تیری نگاہیں دوست کے احسان پر لگی ہیں		تو اپنی فکر میں ہے نہ کہ دوست کی
ترا تا دہن باشد از حرص باز	۵	نیاید بگوش دل از غیب راز
جب تک حرص سے تیرا منہ کھلا ہے		دل کے کان میں غیب سے راز نہیں آتا ہے
حقیقت سرائے ست آراستہ	۶	ہواؤ ہوس گرد برخاستہ
حقیقت ایک آراستہ محفل ہے		خواہش اور ہوس اڑتی گرد ہے
نہ بینی کہ جائیکہ برخاست گرد	۷	نہ بیند نظر ورچہ بیناست مرد
تو نے نہیں دیکھا کہ جہاں گرد اڑتی ہے		نگاہ نہیں دیکھ سکتی خواہ انسان بینا ہی ہو

حکایت در معنیٰ قدم درست مرداں

نیک مردوں کی راست روی کا قصہ

قضارا من و پیرے از فاریاب	۹	رسیدیم در خاک مغرب بآب
اتفاقاً میں اور فاریاب کا ایک بوڑھا		دریا کے کنارے مغرب کی سرزمین میں پہنچے
مرا یک درم بود و بر داشتند	۱۰	بکشتی و درویش بگذاشتند
میرے پاس ایک درہم تھا انہوں نے سوار کرلیا		کشتی میں اور درویش کو نہ بیٹھنے دیا

(۱) حق میں۔ اندر قفائے تو: تیرے پیچھے۔ مے تاختم: دوڑتا رہا۔ زخدمت: خدمت سے۔ بنعمت: نعمت میں یا مال میں۔ نپرداختم: نہ مشغول ہوا میں۔ (۲) گرت: اگر تجھ کو۔ قربتے ہست: تقرب ہے۔ در بارگاہ: دربار میں۔ بخلعت: پوشاک میں۔ مشو: مت ہو۔ غافل: بے خبر۔ (۳) خلاف طریقت: راہ تصوف کے خلاف۔ بود: ہووے۔ کاولیا: کہ اولیاء اللہ۔ تمنا کنند: تمنا کرے۔ از خدا: خدا سے۔ جز خدا: خدا کے ماسوا کی۔ (۴) گر از دوست: اگر دوست سے۔ چشمت: تیری آنکھ۔ براحسان اوست: اس کے احسان پر ہے۔ در بند خویشی: اپنی ہی فکر میں ہے تو۔ نہ در بند دوست: دوست کے فکر میں نہیں۔ (۵) ترا: تجھ کو۔ تا: جب تک۔ دہن: منہ۔ باشد: ہووے۔ باز: کھلا۔ نیاید: نہیں آویگی۔ بگوش دل: دل کے کان میں۔ از غیب: غیب سے۔ راز: خفیہ بات۔ (۶) سرائے ست: ایک گھر ہے۔ آراستہ: سجا ہوا۔ ہواؤ ہوس: خواہش اور ہوس۔ گرد: دھواں۔ برخاستہ: اٹھی ہوئی۔ (۷) نہ بینی: تو نہیں دیکھتا۔ جائیکہ: جس جگہ کہ۔ برخاست: اٹھ گئی۔ نہ بیند نظر: نظر نہیں دیکھ سکتی۔ ورچہ: اگرچہ۔ بیناست: بینا ہے۔ (۸) معنیٰ: مضمون۔ قدم درست: سیدھا قدم۔ مرداں: جمع مرد یعنی مردانِ حق۔ (۹) قضا: اتفاق یا تقدیر۔ من و پیرے: میں اور ایک بوڑھا۔ فاریاب: خراسان موجودہ روس کا ایک شہر۔ (۱۰) مرا: میرا۔ یک درم: ایک درہم۔ بود: تھا۔ برداشتند: انہوں نے سوار کرلیا۔ بکشتی: کشتی میں۔ بگذاشتند: چھوڑ دیا انہوں نے۔

تشریح: (۱) سلطان (محمود غزنوی) نے ایاز سے دریافت کیا کہ تم اپنے لیے کیا چیز لوٹ کر لائے ہو۔ ایاز نے جواب دیا کہ آپ کی رفاقت و حفاظت کی وجہ سے مجھ نہ لوٹ سکا۔ (۲) میری (الشیخ سعدیؒ کی) نصیحت ہے کہ اگر دربار میں بادشاہ کا قرب حاصل ہو جائے تو اس کی قدردانی یہ ہے کہ شاہ کو چھوڑ کر اس کے مال و متاع پر نظر نہ رکھے۔ (۳) طریقت اسی کا نام ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا اسی سے کسی اور چیز کو طلب نہ کرے۔ شریعت و طریقت اور محبت کا یہی تقاضی ہے۔ (۴) اگر دوستی کی غرض یہ ہو کہ وہ (دوست) مجھ پر عنایات و نوازشات کرتا رہے تو ایسی دوستی خود غرضی پر مبنی ہے۔ (۵) اگر زبان و قلب حرص و ہوس سے پاک ہوں تو عالم غیب سے فیوض و برکات کی بارش ہوتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ (۶) حقیقت کی مثال آراستہ و پیراستہ (سجاوٹ) مکان کی ہے۔ خود غرضی و خواہشات سجے ہوئے مکان پر پڑی ہوئی گرد و غبار ہے۔ (۷) حقیقت ازلی سے مُراد ذات الٰہی ہے۔ حرص و ہوس پر مشتمل گرد و غبار کی موجودگی میں اس (اللہ تعالیٰ) کا دیدار ناممکن ہے۔ (۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اولیاء کرام براہ راست اللہ تعالیٰ کی محافظت و دستگیری میں ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مادی اسباب کے محتاج نہیں ہوتے۔ (۹) میں (الشیخ سعدیؒ) اور میرا ایک دوست (روس کے علاقہ فاریاب) کے ساتھ شام کے علاقہ میں کسی دریا کے کنارے پہنچے۔ (۱۰) میرے (الشیخ سعدیؒ کے) پاس ایک درہم تھا۔ اس لیے کشتی والوں نے مجھے (الشیخ سعدیؒ کو) سوار کرلیا۔ فاریابی دوست کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس لیے اسے وہیں چھوڑ دیا۔

marfat.com

سیاہاں براندند کشتی چو دُود	۱	کہ آں ناخدا ناخدا ترس بود
ملاحوں نے کشتی کو دھوئیں کی طرح اڑا دیا		اس لیے وہ کشتی والا بے خوف خدا تھا
مرا گریہ آمد ز تیمارِ جفت	۲	براں گریہ قہقہہ بخندید و گفت
ساتھی کے غم پر مجھے رونا آگیا		اس رونے پر وہ قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا
مخور غم برائے من اے پُرخرد	۳	مرا آں کس آرد کہ کشتی برد
اے عقل مند مجھ پر غم نہ کر		مجھے وہی ذات لائے گی جو کشتی لیجا رہی ہے
بگسترد سجادہ بر روئے آب	۴	خیالست پنداشتم یا کہ خواب
پانی کی سطح پر اس نے مصلّٰی بچھایا		میں سمجھا میرا وہم ہے یا خواب ہے
ز مدہوشیم دیدہ آں شب نخفت	۵	نگہ نامداداں بمن کرد و گفت
مدہوشی میں میری اس رات آنکھ نہ لگی		صبح کو اس نے مجھے دیکھا اور کہا
عجب ماندی اے یار فرخندہ رای	۶	ترا کشتی آورد و مارا خُدا
اے مبارک خیال دوست تو تعجب میں پڑ گیا		تجھے کشتی لائی اور مجھے خدا
مرا اہل صورت بدیں نگروند	۷	کہ ابدال در آب و آتش روند
میری اس بات کا اہل ظاہر یقین نہ کریں گے		کہ ابدال پانی اور آگ میں چلتے ہیں
نہ طفلے کز آتش ندارد خبر	۸	نگہدار دش مادر مہرور
کیا ایسا نہیں ہے کہ وہ بچہ جو آگ کو نہیں پہچانتا ہے		مہربان ماں اس کی نگہداشت کرتی ہے
پس آنانکہ در وجد مستغرق اند	۹	چنیں داں کہ منظور عین الحق اند
تو وہ لوگ جو کہ حال میں مستغرق ہیں		یہ سمجھ کہ وہ اللہ کے منظور نظر ہیں
نگہ دارد از تاب آتش خلیل	۱۰	چو تابوت موسیٰ ز غرقاب نیل
آگ کی گرمی سے ابراہیم خلیل اللہ کی نگہداشت کرتا ہے		جیسا کہ حضرت موسیٰ کے صندوق کو نیل میں ڈوبنے سے

(۱) سیاہاں: جمع سیاہ، کالے، مراد ملاح، کیونکہ وہ بھی کالے ہوتے ہیں۔ براندند: چلائی انہوں نے۔ چو: جیسے، مثل۔ دود: دھواں۔ کہ: کیونکہ۔ آں: وہ۔ ناخدا: اصل ناؤ خدا، کشتی والا۔ ناخدا ترس: خدا سے نہ ڈرنے والا۔ بود: تھا۔ (۲) مرا: مجھ کو۔ گریہ: رونا۔ آمد: آیا۔ تیمار: غم۔ جفت: ساتھی۔ براں گریہ: اس رونے پر۔ قہقہہ بخندید: اصل قہقہہ، کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ گفت: اس نے کہا۔ (۳) مخور: مت کھا۔ برائے من: میرے واسطے۔ پرخرد: عقل والے۔ مرا: مجھ کو۔ آں کس: وہ شخص۔ آرد: لاوے گا۔ برد: لے جاتا ہے۔ (۴) بگسترد: بچھا لیا۔ سجادہ: مصلّٰے۔ روئے آب: پانی کے اوپر۔ خیالست: خیال ہے۔ پنداشتم: میں نے سمجھا۔ خواب: نیند۔ (۵) مدہوشیم: بے ہوشی یا پریشانی، اس کی میم دیدہ کے ساتھ لگتی ہے یعنی میری آنکھیں۔ آں شب: اس رات۔ نخفت: نہیں سوئی۔ نامداداں: صبح۔ بمن: میری طرف۔ کرد: کی اس نے۔ گفت: کہا اس نے۔ (۶) عجب ماندی: تعجب میں رہا تو۔ فرخندہ رای: مبارک رائے والے یار۔ ترا: تجھ کو۔ آورد: لائی۔ مارا: مجھ کو۔ (۷) مرا: مجھ کو۔ اہل صورت: اہل ظاہر۔ بدیں: اس پر۔ نگروند: نہیں یقین کریں گے۔ ابدال: اولیاء اللہ کا ایک طبقہ جو ستر کی تعداد میں ہمیشہ دنیا میں موجود رہتے ہیں۔ آب: پانی۔ آتش: آگ۔ روند: چلتے ہیں۔ (۸) طفلے: کوئی بچہ۔ از آتش: آگ سے۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ نگہدار دش: اس کی نگاہ رکھتی ہے۔ مادر مہرور: محبت کرنے والی ماں۔ (۹) پس: پھر۔ آنانکہ: جو لوگ کہ۔ در وجد: حال میں۔ مستغرق: ڈوبنے والے۔ اند: ہیں۔ چنیں: ایسے۔ داں: جان۔ منظور عین الحق: حق کی آنکھ کے منظور۔ اند: ہیں۔ (۱۰) دارد: رکھتا ہے۔ تاب آتش: آگ کی تپش۔ خلیل: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔ چو: مثل۔ تابوت موسیٰ: موسیٰ علیہ السلام کا وہ صندوق جس میں ڈال کر انہیں دریا میں بہا دیا گیا تھا۔ زغرقاب نیل: نیل میں غرق ہونے سے۔ نیل مصر کا ایک دریا جس کے کنارے قاہرہ آباد ہے۔

تشریح: (۱) کشتی والوں نے لنگر اٹھایا اور تیزی سے کشتی چلا دی چونکہ ملاح بے رحم تھا اسلئے فقیر (فاریابی بزرگ) کا احساس نہ ہوا۔ (۲) کشتی چلنے لگی تو فاریابی دوست کی جدائی نے مجھے (شیخ سعدیؒ کو) غمگین کر دیا۔ (۳) ان (شیخ سعدیؒ) کے فاریابی دوست نے کہا کہ گھبراؤ نہیں، جو ذات یہ کشتیاں چلاتی ہے، مجھے وہی ذات لائے گی۔ (۴) اس (شیخ سعدیؒ) کے فاریابی دوست نے یہ الفاظ کہہ کر اپنا مصلّٰے (جائے نماز) دریا کے پانی پر بچھایا اور تیرنے لگا۔ (۵) میں (شیخ سعدیؒ) اپنے فاریابی دوست کی جدائی کے غم اور پریشانی کی وجہ سے رات بھر نہ سو سکا جب صبح ہوئی تو اس (فاریابی دوست) نے یوں کہا۔ (۶) اے دوست! تجھے تعجب نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ تو (شیخ سعدیؒ) کشتی کے ذریعے آگیا اور مجھے (فاریابی دوست کو) اللہ تعالیٰ کی قدرت لے آئی۔ (۷) مادی اسباب پر یقین رکھنے والے ظاہر بین میری (فاریابی فقیر) بات کا یقین نہیں کریں گے کہ اللہ والوں کو آگ نہیں جلاتی اور پانی نہیں ڈبوتا۔ (۸) چھوٹا سا بچہ جب تک چلنا نہیں سیکھ لیتا اس وقت تک اس کی ماں اسے (بچے کو) انگلی پکڑ کر چلاتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی اسی طرح ہوتے ہیں)۔ (۹) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات خود ان کی حفاظت کرتی ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ کی جس قدرت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے بچایا اور موسیٰؑ کے تابوت کو دریائے نیل میں ڈوبنے سے بچایا۔ اسی نے مجھے بغیر کشتی کے پہنچا دیا۔

marfat.com

مصرعِ اوّل		مصرعِ ثانی
بچو کودک بدست شناور برست	۱	نترسد وگر دجلہ پہنا ورست
جب بچہ تیراک کے ہاتھ میں ہے		وہ نہیں ڈرتا اگر دجلہ پاٹ دار ہے
تو بر روئے دریا قدم چو زنی	۲	چو مرداں کہ بر خشک تردامنی
تو دریا کی سطح پر کیسے قدم دھر سکتا ہے		ابدال کی طرح کہ تو زمین پر فاسق ہے
گفتار اندر معنی فنائے موجوداتؔ با کبریائے باری عزّ اسمہٗ		
خدا کی کبریائی کے مقابلہ میں موجودات کے فنا کا قصہ		
رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست	۴	بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست
عقل کا راستہ پیچ در پیچ ہونے کے سوا کچھ نہیں		عارفوں کے نزدیک خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے
تواں گفت ایں با حقائق شناس	۵	ولے خردہ گیرند اہل قیاس
حقیقت شناسوں سے یہ بات کہی جاسکتی ہے		ہاں عقل والے اس پر عیب لگائیں گے
کہ پس آسمان و زمیں چیست اند	۶	بنی آدم و دام و دد کیست اند
کہ پھر آسمان اور زمین کیا ہیں		انسان اور چرندے درندے کیا ہیں
پسندیدہ پرسیدی اے ہوشمند	۷	بگویم گر آید جوابت پسند
اے ہوشمند تونے اچھی بات پوچھی		میں تجھے جواب دیتا ہوں اگر پسند آجائے
کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک	۸	پری آدمی زاد و دیو و ملک
کہ جنگل اور دریا اور پہاڑ اور آسمان		پری اور انسان اور دیو اور فرشتے
ہمہ ہر چہ ہستند ازاں کمترند	۹	کہ با ہستیش نام ہستی برند
جو کچھ بھی ہیں اس سے کمتر ہیں		کہ اس کے وجود کے سامنے وجود کہلائیں
عظیم ست پیش تو دریا بموج	۱۰	بلند ست گردون گرداں باوج
تیرے نزدیک موج کی وجہ سے دریا بڑی چیز ہے		بلندی کی وجہ سے گھومنے والا آسمان بلند ہے

(۱) چو: جب۔ کودک: بچہ۔ بدست شناور: تیراک کے ہاتھ میں۔ بر: زائد۔ ست: ہے۔ نترسد: نہیں ڈرتا۔ دگر: اگرچہ۔ دجلہ: عراق کا ایک دریا جس کے کنارے بغداد آباد ہے۔ پہناور: کھلے پاٹ والا۔ (۲) بر روئے دریا: دریا کی سطح پر۔ چو زنی: کیسے رکھے۔ چو مرداں: مثل بزرگوں کی۔ تردامنی: گیلے دامن والا ہے۔ (۳) گفتار: کہاوت۔ معنی: مضمون۔ فنائے موجودات: موجودہ چیزوں کا فنا ہونا۔ باکبریائے باری: باری تعالیٰ کی عظمت کے مقابلہ میں۔ عزّ اسمہ: جس کا نام بابرکت ہے۔ (۴) رہ عقل: عقل کا راستہ۔ جز: سوائے۔ پیچ بر پیچ: بل در بل۔ نیست: نہیں ہے۔ بر عارفاں: عارفانِ حق کے نزدیک۔ جز خدا: خدا کے سوائے۔ ہیچ نیست: کچھ نہیں ہے۔ (۵) تواں گفت: کہہ سکتے ہیں۔ ایں: یہ۔ حقائق شناس: حقیقتوں کو پہچاننے والے۔ ولے: لیکن۔ خردہ: عیب۔ گیرند: پکڑیں گے۔ اہل قیاس: اہل ظاہر۔ (۶) پس: پھر۔ چیستند: کیا ہیں۔ بنی آدم: آدم کے بیٹے۔ دام: چوپائے۔ دد: درندے۔ کیستند: کون ہیں۔ (۷) پسندیدہ: اچھی۔ پرسیدی: پوچھی تونے۔ ہوشمند: ہوش والے۔ بگویم: میں کہتا ہوں۔ گر آید: اگر آوے۔ جوابت: جواب تجھ کو۔ (۸) ہامون: جنگل۔ کوہ: پہاڑ۔ فلک: آسمان۔ پری: جن کی مادہ یا کوئی غیر مرئی حسین مخلوق۔ آدمی زاد: آدمی کا بیٹا۔ دیو: جن۔ ملک: فرشتہ۔ (۹) ہمہ: سب۔ ہر چہ: جو کچھ کہ۔ ہستند: ہیں۔ ازاں: اس سے۔ کمتر اند: بہت کم ہیں۔ با ہستیش: اس کی ہستی کے ساتھ۔ نام ہستی: ہستی کا نام۔ برند: لیتے ہیں۔ (۱۰) عظیم: بڑا۔ ست: ہے۔ پیش تو: تیرے سامنے۔ بموج: موج کے ساتھ، موج کی وجہ سے۔ گردون گرداں: گھومنے والا آسمان۔ باوج: بلندی میں۔

تشریح: (۱) جب بچہ کسی تیراک (تیرنے کا ماہر) کے ہاتھ میں ہوتا ہے تو پھر اسے دریائے دجلہ کے گہرے بھنور میں بھی ڈوبنے کا خوف نہیں ہوتا۔ (۲) جب کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ نہیں ہوتا تو وہ خشکی میں بھی غیر محفوظ رہتا ہے۔ پانی میں ڈوبنے کی وجہ غیر یقینی صورتحال ہوتی ہے۔
(۳) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر چیز کی بقا کا انحصار اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اس لیے اصل وجود اللہ تعالیٰ کی ذات کا ہے۔ (۴) عقل کی راہ سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا بھول بھلیوں میں راستہ کھو دینے کے مترادف ہے۔ معرفت حق کا حصول ہمیشہ دل کے راستے سے ہوتا ہے۔
(۵) ہر طرف اللہ تعالیٰ کے وجود کا مظہر سوائے اہل نظر کے کسی کو معلوم و محسوس نہیں ہوتا۔ سرسری و سطحی نظر رکھنے والے لوگ کم فہمی کی وجہ سے معترض رہتے ہیں (۶) جب ہر چیز کا وجود اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر کرتا ہے تو پھر آسمان و زمین اور انسان، درندے، پرندے وغیرہ ہیچ ہیں۔ (۷) معترض نے سوال کیا ہے چنانچہ میں (شیخ سعدیؒ) اس کا جواب دیتا ہوں۔ اللہ کرے اسے (معترض کو) میرا جواب اچھا لگے۔ (آمین)۔ (۸) بیابان، پہاڑ، آسمان، جن، فرشتے اور انسان ان تمام چیزوں کا وجود حقیقی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ وہ ذات (اللہ تعالیٰ) انہیں وجود نہ بخشتی تو یہ کچھ بھی نہ ہوتے۔
(۹) حقیقی وجود اللہ تعالیٰ کی ذات کا وجود ہے۔ باقی اس کے عطا کردہ تمام وجود مجازی و فانی ہیں۔ لہٰذا وہی (اللہ تعالیٰ کی) ذات واجب الوجود ہے۔
(۱۰) جو آنکھ معرفت حق سے خالی ہے۔ وہ موجزن دریا اور گردش کرنے والے آسمان کو اس کی بلندی اور وسعت کی وجہ سے بہت بڑا سمجھتی ہے۔

marfat.com

ولے اہل صورت کجا پے برند	۱	کہ ارباب معنی بملکے دراند
لیکن اہل ظاہر کہاں پتہ پا سکتے ہیں		کہ اہل باطن ایک ایسے ملک میں ہیں
کہ گر آفتاب ست یک ذرہ نیست	۲	وگر ہفت دریاست یک قطرہ نیست
کہ اگر آفتاب ہے تو ایک ذرہ نہیں ہے؟		اگر سات دریا ہیں تو ایک قطرہ نہیں ہیں
چوں سلطان عزت علم برکشد	۳	جہاں سر بجیب عدم دربرد
عزت کا بادشاہ جب جھنڈا بلند کرے		تو دنیا عدم کے گریبان میں سر ڈال دے

حکایت دہقان[۴] در لشکر سلطان

دیہاتی کا شاہی لشکر میں آنے کا قصہ

رئیس دہے با پسر در رہے	۵	گزشتند بر قلب شاہنشہے
گاؤں کا چودھری مع اپنے لڑکے کے ایک راستے میں		بادشاہ کے لشکر پر سے گذرے
پسر چاؤشاں دید و تیغ و تبر	۶	قباہائے اطلس کمرہائے زر
لڑکے نے نقیب اور تلوار اور تبر دیکھے		اطلس کی قبا میں پہنے زریں پٹیاں لگائے
یلان کماں دار نخچیر زن	۷	غلامان ترکش کش تیر زن
تیر کمان والے شکاری پہلوان دیکھے		ترکش اٹھانے والے، تیر انداز غلام دیکھے
یکے در برش پرنیانی قبا	۸	یکے بر سرش خسروانی کلاہ
کسی کے بدن پر پرنیاں کی قبا		کسی کے سر پر شاہی ٹوپی
پسر کاں ہمہ شوکت و پایہ دید	۹	پدر را بغایت فرومایہ دید
جس لڑکے نے یہ تمام شوکت اور دبدبہ دیکھا		باپ کو انتہائی کم درجہ دیکھا
کہ حالش بگردید و رنگش بریخت	۱۰	زہیبت بہ پیغولۂ درگریخت
اس کی حالت بگڑ گئی اور اس کا رنگ اڑ گیا		خوف سے ایک طرف کو بھاگا

(۱) ولے: لیکن. اہل صورت: اہل ظاہر. کجا: کہاں. پے برند: قدم لے جا سکتے ہیں یعنی پہنچ سکتے ہیں. ارباب معنی: معنی والے یعنی اہل باطن. بملکے: ایک ایسے ملک میں. دراند: ہیں وہ. (۲) آفتاب: سورج. ست: ہے. یک ذرہ: ایک ذرہ. نیست: نہیں ہے. ہفت دریا: سات دریا. (۳) چوں: جب. سلطان عزت: عزت کا بادشاہ یعنی خدا تعالیٰ. علم: جھنڈا. برکشد: کھول لے گا. بجیب عدم: عدم کے گریبان میں. دربرد: لے جائے گا یعنی فنا ہو جائے گا. (۴) دہقان: کسان. لشکر سلطان: بادشاہ کا لشکر. (۵) رئیس دہے: دیہات کا سردار. باپسر: بیٹے کے ساتھ. در رہے: ایک راستہ میں. گزشتند: گزرے. قلب: لشکر کا درمیانی حصہ. شاہنشہے: ایک بادشاہ. (۶) پسر: بیٹا. چاؤشاں: نقیب جو راستہ بناتے ہیں. دید: دیکھا اس نے. تیغ: تلوار. تبر: کلہاڑی. قباہا: قبائیں. اطلس: سادہ ریشمی کپڑا. کمرہائے زر: سونے کی پٹیاں. (۷) یلان: پہلوان. کماں دار: کمان رکھنے والا. نخچیر زن: شکار مارنے والا. ترکش کش: تیر دان کھینچنے والا. تیر زن: تیر مارنے والا. (۸) یکے: ایک. در برش: اس کی بغل میں. پرنیانی: ریشمی پھول دار کپڑا. قبا: اچکن. برسرش: اس کے سر پر. خسروانی: شاہی. کلاہ: ٹوپی. (۹) پسر: بیٹا. کاں ہمہ: جو کہ وہ سب. پایہ: مرتبہ. دید: دیکھا. پدر: باپ. بغایت: انتہائی. فرومایہ: کمینہ یا کم رتبہ. (۱۰) حالش: اس کا حال. بگردید: بگڑ گیا. رنگش: اس کا رنگ. برریخت: گر گیا، اڑ گیا. زہیبت: دبدبے سے. پیغولہ: مکان کا کونہ. درگریخت: بھاگ گیا.

تشریح: (۱) جو لوگ حقیقت و معرفت کا مفہوم سمجھتے ہیں وہ اپنے حال و مقام میں مگن ہیں. ظاہری و مادی اسباب پر یقین رکھنے والے یہ سب کچھ نہیں سمجھ سکتے. (۲) اہل نظر کی نگاہ میں سورج ایک ذرے کی مانند ہے. اور ساتوں سمندر ایک قطرے کی مثل ہے. (۳) جس دن (قیامت کے دن) عزیز و عظیم ذات کا ظہور ہوگا. اس دن تمام موجودات اس کے مقابلے میں فنا ہو جائیں گے. صرف اسی کی صدا لِلّٰہِ الْوَاحِدُ الْقَہَّارُ ہوگی. (۴) عنوان. اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کا قرب جتنا زیادہ ہوگا. اسی قدر اس (اللہ تعالیٰ) کی عظمت و جلال کا غلبہ ہوگا. (۵) کوئی دیہات کا باشندہ سردار اپنے بیٹے کے ہمراہ بادشاہ کے لشکر کے پاس سے گذرا. (۶) سردار کے لڑکے نے پہلی مرتبہ لاؤ لشکر کو، رہبر و نقیب، تیر و تفنگ، اطلسی و سادہ ریشمی کپڑا، قبائیں اور سونے کی پٹیاں دیکھیں.

(۷) اسی لشکر میں دیہاتی سردار کے فرزند کو کمان اٹھائے ہوئے پہلوان اور تیر انداز غلام وغیرہ بھی دیکھنے کو ملے.

(۸) شاہی لشکر میں کوئی ریشمی پھولدار اچکن میں اور کوئی اپنے سر پر شاہی ٹوپی رکھے ہوئے تھا.

(۹) جب اس (سردار کے لڑکے) نے شاہی لشکر کی یہ شان و شوکت دیکھی تو اسے اپنا باپ گھٹیا درجے کا آدمی نظر آیا.

(۱۰) خاص طور پر اس بیٹے کو باپ کا گھٹیا مقام اس وقت نظر آیا. جب وہ (باپ) شاہی لشکر کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا.

marfat.com

پسر گفت آخر بزرگ دہی	۱	بسر داری از سر بزرگاں مہی
لڑکے نے اس سے کہا آخر تو گاؤں کا سردار ہے		سرداری میں بڑے سرداروں سے بڑا ہے
چہ بودت کہ ببریدی از جاں امید	۲	بلرزیدی از بادشاہے چو بید
تجھے کیا ہوا کہ جان سے نا امید ہو گیا		بادشاہ سے بید کی طرح لرزنے لگا
بلے گفت سالار و فرماندہم	۳	ولے عزتم ہست تا در دہم
اس نے کہا ہاں میں سردار اور حاکم ہوں		لیکن میری اسی وقت تک عزت ہے جب تک گاؤں میں ہوں
بزرگاں ازاں دہشت آلودہ اند	۴	کہ در بارگاہ ملک بودہ اند
بڑے لوگ اسی وجہ سے دہشت زدہ ہو جاتے ہیں		کیونکہ وہ بادشاہ کے دربار میں رہ چکے ہیں
تو اے بے خبر ہمچناں در دہی	۵	کہ بر خویشتن منصبے مے دہی
اے بے خبر تو تو گاؤں ہی میں ہے		کہ اپنے لیئے کوئی مرتبہ سمجھ رہا ہے
نگفتند حرفے زباں آوراں	۶	کہ سعدیؒ نگوید مثالے براں
شاعروں نے کوئی بات نہیں کہی		کہ سعدیؒ نے اس پر کوئی مثال نہ کہہ دی ہو

حکایت کرم شب تاب

جگنو کا قصہ

مگر دیدہ باشی کہ در باغ و راغ	۸	بتابد بشب کرمکے چوں چراغ
شاید تو نے باغ اور سبزہ زار میں دیکھا ہو		رات میں ایک کیڑا چراغ کی طرح چمکتا ہے
یکے گفتش اے کرمک شب فروز	۹	چہ بودت کہ بیروں نیائی بروز
کسی نے اس سے کہا اے رات کو روشن کرنے والے کیڑے		تجھے کیا ہوا ہے کہ دن میں نہیں نکلتا ہے
ببیں کاتشیں کرمک خاک زاد	۱۰	جواب از سر روشنائی چہ داد
دیکھ خاک سے پیدا شدہ آگ جیسے کیڑے نے		روشن دلی سے کیا جواب دیا

(۱) گفت: اس نے کہا۔ بزرگ دہی: گاؤں کا سردار ہے تو۔ سر بزرگاں: بڑے سر والے۔ مہی: بڑا ہے تو۔ (۲) چہ: کیا۔ بودت: ہوا تجھ کو۔ ببریدی: توڑ دی تو نے۔ بلرزیدی: کانپ گیا ہے تو۔ از بادشاہے: ایک بادشاہ سے۔ چو بید: بید کی طرح۔ (۳) بلے: ہاں۔ گفت: کہا۔ سالار: سردار۔ فرماندہم: حکم دینے والا ہوں میں۔ ولے: لیکن۔ عزتم: میری عزت۔ ہست: ہے۔ تا: جب تک۔ در دہم: گاؤں میں ہوں۔ (۴) بزرگاں: جمع بزرگ۔ ازآں: اس وجہ سے۔ دہشت آلودہ: خوفزدہ۔ اند: ہیں۔ بارگاہ ملک: بادشاہ کے دربار میں۔ بودہ اند: رہے ہوئے ہیں۔ (۵) ہمچناں: ویسے ہی۔ در دہی: دیہات میں ہے تو۔ بر خویشتن: اپنے اوپر۔ منصبے: کوئی مرتبہ۔ مے دہی: دیتا ہے تو۔ (۶) نگفتند: نہیں کہا انہوں نے۔ حرفے: کوئی حرف۔ زباں آوراں: زبان لانے والے یعنی ادیب۔ سعدیؒ: مصنف۔ نگوید: نہیں کہتا۔ مثالے: کوئی مثال۔ براں: اس پر۔ (۷) کرم شب تاب: رات کو چمکنے والا کیڑا۔ (۸) مگر: شاید۔ دیدہ باشی: دیکھا ہو تو نے۔ راغ: سبزہ زار۔ بتابد: چمکتا ہے۔ شب: رات کو۔ کرمکے: ایک چھوٹا سا کیڑا۔ چوں: مثل۔ (۹) یکے: ایک۔ گفتش: اس نے کہا۔ کرمک: چھوٹا سا کیڑا۔ شب فروز: رات کو روشن کرنے والا۔ چہ: کیا۔ بودت: ہوا تجھے۔ بیروں: باہر۔ نیائی: نہیں آتا تو۔ بروز: دن کو۔ (۱۰) ببیں: دیکھ۔ کاتشیں: کہ آگ جیسا۔ کرمک خاک زاد: آگ سے پیدا ہونے والا چھوٹا سا کیڑا۔ سر روشنی: روشنی کے خیال سے۔ چہ داد: کیا دیا۔

تشریح: (۱) بیٹے نے اپنے باپ کی خوفزدگی دیکھی تو کہنے لگا۔ اے ابا جان! آپ بھی اپنے گاؤں کے سردار ہیں۔ (۲) اے ابا جان! (لڑکا بولا) آپ اس قدر خوفزدہ اور دہشت ناک کیوں ہیں۔ (۳) باپ نے کہا۔ اے بیٹے! میں صرف دیہات کی حد تک وقار و عزت کا مقام رکھتا ہوں۔ (۴) عقل مند لوگ ہمیشہ شاہی مرتبہ کی پہچان کے باعث خوفزدہ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت پر یقین رکھنے والوں کا لرزاں و ترساں پر مبنی حال ہوتا ہے۔ (۵) جو شخص شاہی دربار کے مقام سے ناواقف ہوتا ہے۔ وہ جہالت کے خول میں بند رہتا ہے۔ (۶) جو شخص ادبی دنیا سے وابستہ ہے اس کے بارے میں بخوبی علم ہے کہ شیخ سعدیؒ نے اس پر مثال دینے پر قادر ہونے کی صلاحیت ضرور رکھی ہے۔ (۷) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح سورج کے سامنے چراغ بے وقعت ہے۔ اسی طرح جگنو بھی آفتاب کے سامنے کالعدم ہے۔ (۸) ممکن ہے کہ تجھے باغوں اور سبزہ زاروں میں جگنو نامی ایک کیڑا چمکتا ہوا نظر آتا ہوگا۔
(۹) کسی نے اسے (جگنو سے) کہا کہ تو رات کے وقت اپنی روشنی بکھیرنے کے لیئے نکلتا ہے۔ دن میں کیوں نہیں نکلتا۔
(۱۰) مٹی کے ساختہ مگر آتشی کیڑے نے بڑی روشن ضمیری سے کیا خوب جواب دیا۔

marfat.com

کہ من روز و شب جز بصحرا نیم	۱	ولے پیش خورشید پیدا نیم
کہ میں تو دن رات جنگل ہی میں ہوں		لیکن آفتاب کے ہوتے ہوئے نظر نہیں آتا ہوں

حکایت دانشمند با اتابک سعد بن زنگی غفر اللہ لہٗ

ایک عقل مند کا اتابک بن زنگی کے ساتھ قصہ

ثنا گفت بر سعدِ زنگی کسے	۳	کہ بر تربتش باد رحمت بسے
کسی شخص نے سعد بن زنگی کی تعریف کی		خدا کرے ان کی قبر پر بہت رحمت نازل ہو
درم داد و تشریف و بنواختش	۴	بمقدارِ خود منزلت ساختش
اس کو مال اور پوشاک دی اور اسکو نوازا		اپنی حیثیت کے اعتبار سے اسکی منزلت کی
چو اللہ و بس دید بر نقش زر	۵	بشورید و برکند خلعت ز بر
جب اس نے زری کی کڑھائی میں اللہ و بس دیکھا		دیوانہ ہوگیا اور بدن سے پوشاک اتار ڈالی
ز سوزش چناں شعلہ در جاں گرفت	۶	کہ برجست و راہ بیاباں گرفت
دیوانگی سے اس کے بدن میں ایسی آگ لگی		کہ اچھلا اور جنگل کا راستہ لیا
یکے گفتش از ہمنشینان دشت	۷	چہ دیدی کہ حالت دگرگوں گشت
جنگل کے ساتھیوں میں سے ایک نے اس سے کہا		تو نے کیا دیکھا کہ حالت دگرگوں ہو گئی
تو اول زمیں بوسہ دادی سہ جا	۸	نبایستے آخر زدن پشت پا
تو نے شروع میں زمین کو تین جگہ بوسہ دیا		آخر میں لات مارنا مناسب نہ تھا
بخندید کاول ز بیم و امید	۹	ہمے لرزہ بر تن فتادم چو بید
وہ ہنسا کہ شروع میں تو خوف اور امید سے		میرے بدن پر بید کی طرح لرزہ پڑا
بآخر ز تمکین اللہ و بس	۱۰	نہ چیزم بہ چشم اندر آمد نہ کس
آخر میں "اللہ و بس" کے دبدبے سے		میری نگاہ میں نہ کوئی چیز آئی نہ کوئی انسان

(۱) من: میں۔ روز و شب: رات دن۔ جز: سوائے۔ بصحرا: جنگل کے۔ نیم: نہیں ہوں میں۔ ولے: لیکن۔ پیش خورشید: سورج کے سامنے۔ پیدا: ظاہر۔ نیم: نہیں ہوں میں۔ (۲) دانشمند: عقل مند۔ اتابک: استاد یا اتالیق۔ سعد بن زنگی: مصنف کا ہم عصر اور ممدوح بادشاہ ایران۔ غفر اللہ لہٗ: اللہ اسکو بخشے۔ (۳) ثنا: تعریف۔ گفت: کہی۔ کسے: کسی شخص نے۔ تربتش: اس کی قبر۔ باد: ہووے۔ بسے: بہت۔ (۴) درم داد: درہم دیئے۔ تشریف: خلعت یا پوشاک۔ بنواختش: اس پر نوازش کی۔ بمقدار خود: اپنی حیثیت کے مطابق۔ منزلت: مرتبہ۔ ساختش: بنایا اس کا۔ (۵) چوں: جب۔ بس: کافی ہے۔ دید: دیکھا۔ بر نقش زر: سونے کے نقش پر۔ بشورید: شور مچانے لگا۔ برکند: نوچ دی۔ خلعت: پوشاک۔ ز بر: بغل سے یا جسم سے۔ (۶) سوزش: جلن۔ چناں: ایسے۔ گرفت: لیا، پکڑا۔ برجست: کود پڑا۔ راہ بیاباں: جنگل کا راستہ۔ (۷) یکے: ایک۔ گفتش: اس کو کہا۔ ہمنشیناں: پاس بیٹھنے والے۔ دشت: جنگل۔ چہ دیدی: کیا دیکھا تو نے۔ دگرگوں: دوسری طرح کی۔ گشت: ہو گئی۔ (۸) بوسہ دادی: بوسہ دیا تو نے۔ سہ جا: تین جگہ۔ نبایستے: نہیں لائق تھا۔ زدن: مارنا۔ پشت پا: پاؤں کی ٹھوکر۔ (۹) بخندید: ہنس پڑا۔ کاول: کہ پہلے۔ ز بیم و امید: خوف اور امید سے۔ ہمے فتادم: ہمیشہ کے ساتھ لگ کر پڑ گیا تھا۔ بر تن: جسم پر۔ فتادم کی میم تن کے ساتھ لگتی ہے: میرے جسم پر۔ چو بید: بید کی طرح۔ (۱۰) بآخر: آخر کار۔ ز تمکین اللہ و بس: اللہ کافی کی عظمت کی وجہ سے۔ چیزم: کی میم چشم کے ساتھ لگ کر میری آنکھ میں۔ آمد: آیا۔ نہ کس: نہ آدمی۔

تشریح: (۱) میں تو دن رات اسی جنگل میں رہتا ہوں۔ لیکن سورج کی بے پناہ روشنی میری چمک ختم کر دیتی ہے۔ (۲) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جلال و عظمت کی پہچان رکھنے والوں کے ہاں دنیا کی پرکاہ برابر بھی کوئی حیثیت نہیں۔ (۳) شیخ سعدیؒ کا ہم عصر ممدوح بادشاہ کے سامنے کسی شخص نے اس (سعد بن زنگی) کی شان میں قصیدہ پڑھا۔ (۴) سعد بن زنگی نے اس (قصیدہ سنانے والے) پر عنایات و نوازشات کی بارش کر دی۔ خلعت دی اور اپنی حیثیت کے مطابق اسے اعزاز دیا۔ (۵) جب اس (قصیدہ سنانے والے) نے خلعت پر اللہ و بس کا لفظ کڑھائی کیا ہوا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کے عظمت و جلال کی وجہ سے حواس باختہ ہو گیا۔ (۶) عظمت و جلال کی ایسی سوزش اٹھی کہ وہ قصیدہ سنانے والا بے خودی کے عالم میں جنگل کی طرف نکل گیا۔ (۷) جنگل میں کوئی اور دیوانہ مل گیا جس نے اس کا حال جان کر کہا۔ کہ تیرے اندر یہ تبدیلی کیسی آگئی ہے۔ (۸) اس سے پہلے بھی تین بار تو نے شاہی دربار کی زمین کی قدم بوسی کی ہے۔ آخر شاہی انعام و اکرام اور خلعت کو ٹھکرانے کا کیا فائدہ ہوا۔ (۹) وہ (قصیدہ سنانے والا دیوانہ) ہنس دیا۔ اور کہنے لگا کہ قبل ازیں میرا کپکپانا شاہی رعب کی وجہ سے تھا جس سے میں لرزہ براندام ہو گیا۔

(۱۰) بعد ازاں میں نے اللہ کافی کا فقرہ دیکھا تو مجھ پر اس (اللہ تعالیٰ) کا جلال اس طرح طاری ہو گیا کہ دنیا کی اعزاز بے وقعت نظر آیا۔

marfat.com

حکایت مرد حق شناس

حق کو پہچاننے والے کا قصہ

۲	بشہرے در از شام غوغا فتاد	گرفتند پیرے مبارک نہاد
	شام کے علاقے کے ایک شہر میں شور ہوا	لوگوں نے ایک مبارک طبیعت انسان کو گرفتار کر لیا
۳	ہنوز آں حدیثم بگوش اندرست	چو قیدش نہادند بر پا و دست
	وہ بات ابتک میرے کان میں گونج رہی ہے	جب اس کے ہاتھ اور پیر میں بیڑی پہنا دی
۴	کہ گفت ار نہ سلطاں اشارت کند	کرا زہرہ باشد کہ غارت کند
	کہ اس نے کہا اگر بادشاہ اشارہ نہ کرے	کس کا بوتہ ہے کہ لوٹے
۵	بباید چنیں دشمنے دوست داشت	کہ میدانمش دوست بر من گماشت
	ایسے دشمن کو دوست سمجھنا چاہیے	جسکے بارے میں مجھے معلوم ہو کہ دوست نے مسلط کیا ہے
۶	اگر عز و جاہست وگر ذل و قید	من از حق شناسم نہ از عمرو زید
	خواہ عزت اور مرتبہ ہو، خواہ ذلت اور قید ہو	میں اللہ ہی کی جانب سے سمجھتا ہوں نہ کہ عمرو اور زید کی جانب سے
۷	ز علت مدار اے خردمند بیم	چو دارو یے تلخت فرستد حکیم
	اے عقلمند بیماری سے نہ ڈر	اگر طبیب تجھے کڑوی دوا بھیجے
۸	بخور ہر چہ آید ز دست حبیب	نہ بیمار داناتر است از طبیب
	جو دوست کے ہاتھ سے آئے وہ کھالے	اس لیے کہ بیمار طبیب سے زیادہ عقلمند نہیں ہے

حکایت صاحب نظر پارسا

نیک عارف کا قصہ

۱۰	یکے را چو من دل بدست کسے	گرو بود و مے برد خواری بسے
	میری طرح ایک شخص کا دل ایک کے ہاتھ	گروی تھا اور بہت ذلت برداشت کرتا تھا

(۱) مرد حق شناس: حق پہچاننے والا آدمی۔ (۲) بشہرے: ایک شہر میں۔ در: ذائد۔ شام: عرب کا ایک ملک جس کا دارالحکومت دمشق ہے۔ غوغا: شور۔ فتاد: پڑ گیا۔ گرفتند: پکڑا انہوں نے۔ پیرے: ایک بوڑھے کو۔ مبارک نہاد: مبارک طبیعت والا۔ (۳) ہنوز: ابھی۔ آں حدیثم: وہ بات مجھ کو۔ بگوشش: کان میں۔ رست: ہے۔ چو: جب۔ قیدش: اس کی شیتی پاو دست کے ساتھ لگ کر اس کے ہاتھ پاؤں پر۔ نہادند: رکھی انہوں نے۔ (۴) کہ گفت: کسی نے کہا۔ ار: اگر۔ سلطان: بادشاہ۔ اشارت: اشارہ۔ کند: کرے۔ کرا: کس کو۔ زہرہ: حوصلہ۔ باشد: ہووے۔ غارت: لوٹ مار۔ (۵) بباید: چاہیے چنیں: ایسا دوست۔ داشت: دوست رکھنا۔ میدانمش: جانتا ہوں میں اس کو۔ بر من: مجھ پر گماشت: مقرر کیا۔ (۶) عز و جاہست: عزت اور مرتبہ ہے۔ ذل: ذلت۔ قید: بیڑی۔ من: میں از حق: حق تعالیٰ کی طرف سے۔ شناسم: میں سمجھتا ہوں عمرو زید: دو فرضی نام مراد مخلوق۔ (۷) علت: بیماری۔ مدار: مت رکھ۔ خردمند: عقل مند۔ بیم: خوف۔ دارو یے تلخ: کڑوی دوا۔ ت فرستد کے ساتھ لگ کر تجھ کو بھیجے۔ حکیم: طبیب۔ (۸) بخور: کھالے۔ ہرچہ: جو کچھ۔ آید: آوے۔ ز دست حبیب: دوست کے ہاتھ سے۔ داناتر: زیادہ جاننے والا۔ طبیب: حکیم۔ (۹) صاحب نظر: نظر والا مراد عارف۔ پارسا: پرہیزگار۔ (۱۰) یکے: ایک۔ چو من: میری طرح۔ بدست کسے: کسی کے ہاتھ میں۔ گرو: گروی۔ بود: تھا۔ برد: لے جاتا تھا، اٹھاتا تھا۔ خواری: ذلت۔ بسے: بہت۔

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ محبوب کے ہاتھوں کا زہر کسی تریاق سے کم نہیں۔ حقیقی محبوب اللہ تعالیٰ ہے جو تمام دنیا کا مسبب الاسباب ہے۔ (۲) شام کے علاقے میں کسی نیک و شریف الطبع بزرگ کی گرفتاری کا چرچا ہوا۔ (۳) گرفتاری کے وقت بزرگ کی کہی ہوئی بات ابھی تک میرے (شیخ سعدیؒ کے) کانوں میں گونج رہی ہے۔ جب اسے پابہ زنجیر کیا گیا تو یہ الفاظ کہے۔ (۴) انسان پر جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے۔ دنیوی بادشاہ تو کچھ بھی نہیں۔ (۵) جس طرح دوست کا مقرر کردہ دشمن حقیقی دوست کی نظر میں دشمن نہیں ہوتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی مصیبت کو بھی سکون سمجھنا چاہیے۔ (۶) دنیا میں عزت و ذلت کے معاملات حق تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوتے ہیں۔ لوگوں کی طرف ان کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔ (۷) مہلک امراض کے لیے کڑوی دواؤں کا استعمال باعث شفا ہوتا ہے۔ اس لیے طبیب کی کڑوی دوا بیماریوں سے مریض کو بے خوف کر دیتی ہے۔ (۸) طبیب دراصل مریض سے زیادہ عقلمند ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی (کڑوی) دوا قبول کر لینی چاہیے۔ کیونکہ خیر خواہ سے جو کچھ ملے اسے لے لینا چاہیے۔
(۹) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب مجازی محبوب کی خاطر سب کچھ لٹا دینا آسان ہے تو محبوب حقیقی (اللہ تعالیٰ) کے لیے بطریق اولیٰ لٹانا چاہیے۔ (۱۰) ایک شخص کسی خوبصورت محبوب پر فریفتہ تھا۔ اور اس کے ہجر و فراق کے تھپیڑے بے حد و حساب برداشت کرتا رہتا تھا۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
پس از ہوشمندی و فرزانگی	۱	بدف برزدندش ز دیوانگی
ہوشمندی اور عقل مندی کے بعد		اس کی دیوانگی کے ڈھول پٹوا دیئے
قفا خورد ے از دست یاران خویش	۲	چو مسمار پیشانی آوردہ پیش
اپنے دوستوں سے طمانچے کھاتا		کیل کی طرح آگے کو پیشانی نکالے
خیالش چناں بر سر آشوب کرد	۳	کہ بامِ دماغش لگدکوب کرد
اس کا خیال اس کے سر پر اس طرح مسلط ہو گیا		کہ اس کے دماغ کی اٹاری کو پامال کرایا
ز دشمن جفا بردے از بہرِ دوست	۴	کہ تریاکِ اکبر بود زہرِ دوست
دوست کی خاطر دشمن کا ظلم سہتا		اس لیے کہ دوست کا زہر بڑا تریاق ہوتا ہے
بنودش ز تشنیع یاراں خبر	۵	کہ غرقہ ندارد ز باراں خبر
دوستوں کے طعن و تشنیع کی اس کو خبر نہ تھی		اس لیے کہ ڈوبا ہوا بارش سے بے خبر ہوتا ہے
کرا پائے خاطر برآید بہ سنگ	۶	نیندیشد از شیشۂ نام و ننگ
جس کی طبیعت کا پاؤں پتھر پر پڑ جائے		وہ نام و ننگ کے شیشے کی فکر نہیں کرتا ہے
شبے دیو خود را پری چہرہ ساخت	۷	در آغوشش آں مرد برنا بتافت
ایک دن شیطان نے اپنے آپ کو پری چہرہ بنایا		اس مرد کی بغل سبز اور اس پر ڈاکہ ڈالا
سحرگہ مجال نمازش نبود	۸	ز یاراں کس آگہ ز رازش نبود
صبح کو اس کو نماز کی گنجائش نہ رہی		اس کے راز پر دوستوں میں سے کوئی آگاہ نہ تھا
بآبے فرو رفت نزدیک بام	۹	بر و بستہ سرما درے از رخام
صبح کے وقت وہ پانی میں اتر گیا		موسم سرما نے جس کا دروازہ سنگ مرمر سے بند کر دیا تھا
نصیحت گرے لومش آغاز کرد	۱۰	کہ خود را بکشتی دریں آب سرد
ایک نصیحت کرنے والے نے اس کو ملامت شروع کر دی		کہ تو نے اس ٹھنڈے پانی میں اپنے آپ کو مار ڈالا ہے

(۱) پس: بعد۔ فرزانگی: عقل مندی۔ بدف: دف کے ساتھ۔ بر زدند: زد ندش: مارا اس کے متعلق۔ (۲) قفا: دھول۔ خورد ے: کھاتا وہ۔ دست یاران خویش: اپنے یاروں کا ہاتھ۔ چو: مثل۔ مسمار: میخ۔ آوردہ: لائے ہوئے۔ پیش: سامنے۔ (۳) خیالش: اس کا خیال۔ چناں: ایسا۔ آشوب کرد: ہجوم کیا۔ بامِ دماغش: اس کے دماغ کی چھت۔ لگدکوب: پامال۔ (۴) جفا: ظلم۔ بردے: لے جاتا یا اٹھاتا۔ از بہر: واسطے۔ تریاک: زہر کی دوا۔ اکبر: بڑا۔ بود: ہووے۔ زہرِ دوست: دوست کا زہر۔ (۵) بنودش: نہیں تھا اس کو۔ ز تشنیع یاراں: یاروں کی طعن تشنیع سے یعنی برا بھلا کہنے سے۔ غرقہ: ڈوبا ہوا۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ باراں: بارش۔ (۶) کرا: جس کے۔ پائے خاطر: دل کے پاؤں۔ برآید: پڑ جائیں۔ بہ سنگ: پتھر پر۔ نیندیشد: نہیں فکر کرتا۔ نام و ننگ: نام اور شرم۔ (۷) شبے: ایک رات۔ دیو: شیطان۔ خود را: اپنے آپ کو۔ پری چہرہ: پری جیسا چہرہ۔ ساخت: بنالیا۔ در آغوش: بغل میں۔ آں مرد برنا: اس جوان مرد۔ بتافت: چمک پڑا، جلوہ افروز ہوا۔ (۸) سحرگہ: صبح کے وقت۔ مجال نمازش: نماز کی گنجائش اسکو۔ نبود: نہ تھی۔ ز یاراں: یاروں میں سے۔ کس: کوئی شخص۔ آگہ: خبردار۔ ز رازش: اس کے راز سے۔ نبود: نہ تھا۔ (۹) بآبے: ایک پانی میں۔ فرو رفت: نیچے اتر گیا۔ نزدیک بام: گھر کے نزدیک۔ بر و: اس پر۔ بستہ: باندھا ہوا۔ سرما: سردی۔ درے: دروازہ۔ رخام: سنگ مرمر۔ (۱۰) نصیحت گرے: ایک نصیحت کرنے والا۔ لومش: ملامت اس کو۔ آغاز کرد: شروع کی۔ خود را: اپنے آپ کو۔ بکشتی: مار ڈالا تونے۔ دریں آب سرد: اس ٹھنڈے پانی میں۔

تشریح (۱) وہ (پری پیکر چہرے کا عاشق) فریفتگی سے قبل بہت ہی عقل مندی کی شہرت رکھتا تھا لیکن اس (فریفتہ ہونے) کے بعد لوگوں نے اسے مجنوں مشہور کر دیا۔ (۲) اس (فریفتہ) کے قریبی احباب اپنے استہزاء کا نشانہ بناتے تھے مگر وہ خندہ پیشانی سے یہ سب کچھ برداشت کرتا تھا۔ (۳) پری پیکر محبوب نے اس کے دماغ پر ایسا غلبہ پایا کہ اس کی عقل پر پردہ پڑ گیا۔ (دماغ میں خرابی پیدا ہونے کو تھی)۔

(۴) وہ (فریفتہ) اپنے محبوب کی خاطر دشمن کا ہر جور و جفا ہنس کر جھیلتا تھا کیونکہ محبوب کے ہاتھوں کا زہر بھی تریاق ہوتا ہے۔ (۵) وہ (عاشق) دوستوں کی لعن و طعن پر لاپرواہی برتتا تھا جیسا کہ ڈوبنے والے کو بارش کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ (۶) جس شخص پر عشق کا بھوت سوار ہو جائے تو اسے کسی قسم کے اعزاز و وقار کے خاتمے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ (۷) ایک مرتبہ شیطان اس (عاشق) کے محبوب کی شکل میں خواب میں ایسے دکھائی دیا گویا کہ وہ (محبوب) اس کی آغوش میں ہے۔ (۸) جنبی (غسل واجب) ہونے کے باعث اسے (عاشق کو) نہانے کی ضرورت پیش آنے کی وجہ سے وہ نماز کے قابل نہ رہا تھا۔ اس کے دوست خواب کی سرگزشت سے لاعلم تھے۔ (۹) سخت سردی کے موسم میں وہ (عاشق) غسل جنابت کے لیے ایسے تالاب میں نہانے لگا جس کا پانی جم کر برف بن چکا تھا۔ (۱۰) کسی گذرنے والے ناصح نے ملامت کرتے ہوئے اسے (عاشق کو) نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ سردی کے سخت موسم میں برف میں پڑا ہوا ہے۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
زبرنائے منصف برآمد خروش	۱	کہ زنہار ازیں حرف منکر خموش
منصف نوجوان کو جوش آ گیا		کہ خبردار اس بُری بات سے چپ رہ
مرا پنج روز ایں پسر دل فریفت	۲	زمہرش چنانم کہ نتواں شکیفت
مجھے دنوں سے اس لڑکے پر میرا دل فریفتہ ہے		اس کی محبت میں ایسا ہو گیا کہ صبر نہیں کر سکتا
نپرسید بارے بخلق خوشم	۳	نگر تا چہ بارش بجاں مے کشم
اس نے ایک بار بھی خوش خلقی سے میری مزاج پرسی نہیں کی		دیکھ اس کا کس قدر بار دل سے برداشت کر رہا ہوں
پس آں را کہ شخصم زخاک آفرید	۴	بقدرت درو جان پاک آفرید
تو وہ ذات کہ جس نے مجھے خاک سے پیدا کیا		قدرت سے اس نے اس میں پاک جان ڈالی
عجب داری گر بار امرش برم	۵	کہ دائم باحسان و فضلش درم
اگر میں اسکے حکم کا بوجھ برداشت کرتا ہوں تو تجھے تعجب کیا ہے		جبکہ میں ہمیشہ اس کے فضل اور احسان میں ہوں
گفتار اندر سماع اہل دل[۶] و تقریر حق و باطل آں		
اہل دل کے گانا سننے اور اس کے حق و باطل ہونے کی گفتگو		
اگر مردِ عشقی کم خویش گیر	۷	وگرنہ رہِ عافیت پیش گیر
اگر تو عشق کا مرد ہے تو اپنے آپ کو گم کر دے		ورنہ آرام کا راستہ اختیار کر
مترس از محبت کہ خاکت کند	۸	کہ باقی شوی گر ہلاکت کند
محبت سے نہ ڈر کہ وہ تجھے خاک کر دیگی		اس لیے کہ تو باقی رہے گا اگر وہ تجھے ہلاک کر دیگی
نروید نبات از حبوب درست	۹	مگر خاک برروے بگردد نخست
صاف دانوں سے سبزہ نہیں اگتا ہے		بلکہ ان پر پہلے خاک بکھرتی ہے
ترا با حق آں آشنائی دہد	۱۰	کہ از دست خویشت رہائی دہد
تجھے حق سے وہی چیز متعارف کرائیگی		جو تیرے ہاتھ سے تجھے چھٹکارا دلائے گی

(۱) برنائے منصف: انصاف پسند جوان۔ برآمد: نکلی۔ خروش: چیخ۔ زنہار: ہرگز۔ ازیں حرف منکر: اس بُری بات سے۔ خموش: چپ رہ۔ (۲) مرا: مجھ کو۔ پنج روز: پانچ دن۔ ایں پسر: یہ لڑکا۔ دل فریفت: دل فریفتہ کیا۔ زمہرش: اس کی محبت سے۔ چنانم: میں ایسا ہوں۔ نتواں شکیفت: صبر نہیں کر سکتا۔ (۳) نپرسید: نہیں پوچھا۔ بارے: ایک بار۔ بخلق خوشم: خوش خلقی سے مجھ کو۔ نگر: دیکھ۔ تا چہ: کس طرح۔ بارش: اس کا بوجھ۔ بجاں: دل سے۔ مے کشم: میں کھینچتا ہوں۔ (۴) پس: پھر۔ آں را: اس کو۔ شخصم: میری ذات۔ زخاک: مٹی سے۔ آفرید: پیدا کی۔ بقدرت: قدرت سے۔ درو: اس میں۔ جان پاک: پاک جان۔ (۵) عجب داری: تو تعجب رکھتا ہے۔ بار امرش: اس کے حکم کا بوجھ۔ برم: اٹھاتا ہوں۔ دائم: ہمیشہ۔ باحسان و فضلش: اس کے فضل و احسان میں۔ درم: ہوں میں۔ (۶) گفتار: بات۔ سماع اہل دل: دل والوں کے گانا سننے۔ تقریر حق و باطل آں: اس کے حق و باطل ہونے کو ثابت کرنا۔ (۷) مرد عشقی: عشق والا مرد ہے تو۔ کم خویش: اپنے آپ کو گم کرنا۔ گیر: پکڑ، اختیار کر۔ رہ عافیت: آرام کا راستہ۔ پیش گیر: اختیار کر۔ (۸) مترس: مت ڈر۔ خاکت: تجھ کو خاک۔ کند: کرے۔ باقی شوی: باقی رہنے والا ہو جاوے تو۔ ہلاکت: تجھ کو ہلاک۔ کند: کرے۔ (۹) نروید: نہیں اگتا۔ نبات: سبزہ۔ حبوب درست: اچھے بیج۔ مگر: لیکن۔ خاک برروے: اس پر مٹی۔ بگردد: ہو جاوے۔ نخست: پہلے۔ (۱۰) ترا: تجھ کو۔ با حق: حق تعالیٰ سے۔ آں: وہ چیز۔ آشنائی دہد: پہچان دلاوے۔ از دست خویشت: اپنے ہاتھ سے تجھ کو۔ دہد: دیوے۔

تشریح: (۱) ناصح کی بات نے اس (عاشق) پر ایسا اثر کیا کہ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ بالآخر وہ (عاشق) ناصح کو خاموش رہنے کی فریاد کرنے لگا اور کہا۔
(۲) محبوب کے عشق نے مجھے (عاشق کو) ایسا اندھا کر دیا کہ اس کے بغیر کچھ سجھائی نہ دینے کے ساتھ ساتھ بے صبری نے مجھے آ لیا ہے۔
(۳) مگر اسے (محبوب لڑکے کو) ایک بار بھی میرا خیال نہ آیا کہ میں (محبوب) اس (عاشق) سے احوال ہی پوچھ لوں۔ لیکن میں اسے غالب کیے ہوئے ہوں۔
(۴) جس ذات حق نے مجھے مٹی سے پیدا کر کے نطفے سے انسان بنا کر اپنی قدرت کا مظاہرہ کیا ہے۔ (اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا)
(۵) قادر مطلق کی خاطر تکلیف برداشت کرنے میں کوئی تعجب نہیں۔ کیونکہ اس کے فضل و کرم کا بوجھ ہر وقت اٹھائے رکھتا ہوں۔
(۶) عنوان۔ صوفیا، (اہل دل) ہوں یا علماء (ارباب معنیٰ) ہر چیز پر ان کی گہری نظر ہونے کے باعث انہیں ذات حق کی جلوہ گری نظر آتی ہے جو سماع کے لیے ساز کا محتاج نہیں ہوتی۔ (۷) اگر تو سچا عاشق ہے تو خود کو محبوب (ذات حق) میں فنا کر دے۔ ورنہ عاشقی چھوڑ کر خیر و عافیت کا راستہ اختیار کر لے۔
(۸) محبت کے راستے (راہ حق) میں مصائب سے نہیں گھبرانا چاہیے۔ کیونکہ شہادت کی موت انسان کو زندہ جاوید کر دیتی ہے۔
(۹) جس طرح دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح محبوب (ذات حق) کا وصال تمام مایوسیوں کو نابود کر دیتا ہے۔
(۱۰) جب تک انسان خود کو خود پرستی (غرور و تکبر) کے خول سے نہیں نکال لیتا۔ اس وقت تک ذات حق کا وصال نصیب نہیں ہوتا۔

marfat.com

مصرعِ اول		مصرعِ دوم
کہ تا با خودی در خودت راہ نیست	۱	وزیں نکتہ جز بے خود آگاہ نیست
اسلئے کہ جبتک تو خودی میں ہے تجھے اپنے اندر کا راستہ دیگا		اس نکتہ سے سوائے بے خودوں کے کوئی واقف نہیں ہے
نہ مطرب کہ آواز پائے ستور	۲	سماعست گر عشق داری و شور
گویے کی آواز ہی نہیں بلکہ چوپائے کے پیر کی آواز		گانا ہے اگر تو عشق اور مستی رکھتا ہے
مگس پیش شوریدہ دل پر نزد	۳	کہ او چوں مگس دست بر سر نزد
کسی عاشق مزاج کے سامنے مکھی نے پر نہیں پھڑپھڑائے		کہ اس نے مکھی کی طرح دو ہتھڑ سر پر نہ مارے ہوں
نہ بم داند آشفتہ ساماں نہ زیر	۴	بآواز مُرغے بنالد فقیر
عاشق مزاج زیر و بم نہیں جانتا		بلکہ فقیر پرند کی آواز پر رو دیتا ہے
سراندہ خود مے نگردد خموش	۵	ولیکن نہ ہر وقت باز است گوش
گانے والا خود کسی وقت بھی خاموش نہیں ہے		لیکن ہر وقت کان کھلے ہوئے نہیں ہیں
چو شوریدگاں مے پرستی کنند	۶	بر آواز دولاب مستی کنند
جب عاشق مے پرستی کرنے لگتے ہیں		رہٹ کی آواز پر جھومنے لگتے ہیں
برقص اندر آیند دولاب وار	۷	چو دولاب بر خود بگریند زار
رہٹ کی طرح رقص میں آجاتے ہیں		رہٹ کی طرح اپنے اوپر زار زار رونے لگتے ہیں
بہ تسلیم سر در گریباں برند	۸	چو طاقت نماند گریباں دَرند
خدا کو سونپنے کے لئے گریبان میں سر ڈال دیتے ہیں		جب طاقت نہیں رہتی تو گریبان پھاڑ ڈالتے ہیں
بگویم سماع اے برادر کہ چیست	۹	مگر مستمع را بدانم کہ کیست
بھائی میں بتاتا ہوں کہ سماع کیا چیز ہے		ہاں میں سننے والے کو جان لوں کہ وہ کون ہے
گر از برج معنی بود طیر او	۱۰	فرشتہ فرو ماند از سیر او
اگر اس کا طائر (روح) حقیقت کے برج کا ہے		تو اس کی رفتار سے فرشتہ بھی عاجز ہے

(۱) تا با خودی: جبتک تو خودی والا ہے۔ در خودت: اپنے اندر تجھ کو۔ راہ نیست: راستہ نہیں ہے۔ وزیں: اور اس سے۔ جز بے خود: بے خود کے سوا۔ آگاہ نیست: خبردار نہیں ہے۔ (۲) مطرب: گویا۔ پائے ستور: چوپائے کے پاؤں۔ سماعست: گانا سننے کی چیز ہے۔ عشق داری: عشق رکھتا ہے تو۔ شور: مستی۔ (۳) مگس: مکھی۔ پیش شوریدہ دل: پریشان دل کے سامنے یعنی عاشق کے سامنے۔ پر نزد: پر نہیں مارا۔ او: وہ۔ چوں مگس: مکھی کی طرح۔ دست: ہاتھ۔ بر سر: سر پر۔ نزد: نہ مارا ہو۔ (۴) بم: راگ کی اونچی آواز۔ داند: جانتا ہے۔ آشفتہ ساماں: پریشان حالت والا یعنی عاشق۔ زیر: راگ کی آہستہ آواز۔ باواز مرغے: ایک پرندے کی آواز کے ساتھ۔ بنالد: روپڑتا ہے۔ (۵) سراندہ: گانے والا۔ مے نگردد: نہیں ہوتا۔ باز است: کھلا ہے۔ گوش: کان۔ (۶) شوریدگاں: دیوانے یا عاشق۔ مے پرستی: شراب نوشی۔ کنند: کرتے ہیں۔ دولاب: رہٹ۔ مستی کنند: مستی کرتے ہیں۔ (۷) برقص: رقص میں۔ آیند: آتے ہیں۔ دولاب وار: رہٹ کی طرح۔ چوں: مثل۔ بر خود: اپنے اوپر۔ بگریند: روتے ہیں۔ زار: زار و قطار۔ (۸) تسلیم: سپردگی کے ساتھ۔ برند: لے جاتے ہیں۔ چو: جب۔ نماند: نہیں رہتی۔ دَرند: پھاڑتے ہیں۔ (۹) بگویم: میں کہتا ہوں۔ سماع: گانا۔ برادر: بھائی۔ چیست: کیا ہے۔ مستمع: سننے والا۔ بدانم: جان لوں میں۔ کیست: کون ہے۔ (۱۰) برج معنی: حقیقت کا برج۔ بود: ہوئے۔ طیر او: اس کی روح۔ فرو ماندہ: عاجز رہ جائے۔ سیر او: اس کی رفتار ہے۔

تشریح: (۱) خود پرستی (تکبر) کے باعث انسان کو اپنی حقیقت کا علم نہیں ہوتا۔ یہ نکتہ کوئی فنا فی اللہ کی منزل طے کرنے والا بے خود (عاجز) ہی سمجھ سکتا ہے۔ (۲) اگر مزاج و عقل پر ذات حق کا عشق غالب ہو تو پھر ہر چیز مثل چوپائے وغیرہ کی آہٹ سے بھی ان پر وجد کی کیفیت طاری ہو سکتی ہے۔ (۳) غلبۂ عشق کا حامل شخص مکھی کے پھڑ پھڑانے پر بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور وہ (عاشق) مکھی کی طرح پھڑ پھڑانے لگتا ہے۔

(۴) راگ کی اونچی آواز (بم) ہو یا آہستہ (زیر) یہ دونوں ذات حق کے کسی دیوانے کو متاثر نہیں کر سکتی، بلکہ یہ (عاشق) تو پرندے کی آواز پر بھی مضطرب ہو جاتا ہے۔ (۵) قدرتی گیتوں کے سُر پورے عالم میں بکھرے پڑے ہیں۔ چونکہ سامعین ہر وقت ان (سُروں) پر کان نہیں دھرتے، اس لئے انہیں (سننے والوں کو) وجد بھی نہیں آتا۔ (۶) جب دیوانے لوگ شراب عشق و معرفت میں مست ہوتے ہیں تو وہ رہٹ کی آواز پر وجد میں آجاتے ہیں۔

(۷) ان (ذات حق کے مستانوں) کی آنکھوں سے آنسو ایسے رواں ہوتے ہیں۔ جیسے رہٹ کے کنویں سے پانی جاری ہوتا ہے۔

(۸) اپنی خودی کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے اپنے گریبانوں میں جھانکتے ہیں۔ جب ضبط کی قوت نہیں رہتی تو دیوانگی میں گریبان چاک کر لیتے ہیں۔

(۹) سماع کی حلت و حرمت بیان کرنے سے پہلے معلوم کرنا چاہیئے کہ سماع کرنے والے کا مقام کیا ہے۔

(۱۰) اگر سامع کی روحانی قوت کا تعلق ذات حق کے ساتھ ہے تو اس کی رفتار جبرئیل امین سے بھی زیادہ تیز ہوگی۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	وگر مرد لهوست و بازی ولاغ	قوی تر شود لهوش اندر دماغ
	اور اگر کھیل وکود اور تفریح کا بندہ ہے	تو کھیل ہی اس کے دماغ میں اور قوی ہو گا
۲	چه مرد سماعست شهوت پرست	بآواز خوش خفته خیزد نه مست
	شہوت پرست کیا مرد سماع ہے	اچھی آواز سے سویا ہوا بیدار ہوتا ہے نہ کہ مدہوش
۳	پریشان شود گل بباد سحر	نه هیزم که نشگافدش جز تبر
	صبح کی نسیم سے پھول پریشان ہوتا ہے	نہ کہ سوختہ جس کو کلہاڑی پھاڑے
۴	جهاں پر سماع ست و مستی و شور	ولیکن چه بیند در آئینه کور
	سماع اور مستی اور شور سے جہاں بھرا پڑا ہے	لیکن اندھا آئینہ میں کیا دیکھ سکتا ہے
۵	مکن عیب درویش حیران و مست	که غرقست ازاں مے زند پا و دست
	حیران اور مست درویش کی عیب جوئی نہ کر	اسلئے کہ وہ تو ڈوبا ہوا ہے اسی وجہ سے ہاتھ پیر مارتا ہے
۶	نه بینی شتر در حدائے عرب	که چونش برقص اندر آرد طرب
	تو نے نہیں دیکھا کہ اونٹ عرب کی حدی پر	اس کو مستی کس طرح رقص میں لے آتی ہے
۷	شتر را چوں شور طرب در سرست	اگر آدمی را نباشد خرست
	جب مستی کا شور اونٹ کے سر میں بھی ہے	اگر آدمی میں نہ ہو تو وہ گدھا ہے

حکایت

کہانی

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۹	شکر لب جوانے نے آموختے	که دلها در آتش چو نے سوختے
	ایک شیریں لب نوجوان بانسری بجانا سیکھتا	جو نرکل کی طرح دلوں کو آگ میں جلاتا
۱۰	پدر بارہا بانگ بر وے زدے	بہ تندی در آتش دراں نے زدے
	باپ بارہا اس پر چیختا	غصے سے اور اس بانسری کو آگ میں جلا دیتا

(۱) مرد لہو: کھیل کا مرد۔ ست: ہے۔ بازی: کھیل۔ لاغ: تماشا۔ قوی تر: طاقتور۔ شود: ہو جاوے۔ لہوش: اس کا کھیل۔ (۲) چہ: کیا۔ مرد سماعست: گانے کا مرد ہے۔ شہوت پرست: شہوت کو پوجنے والا یعنی عیاش۔ خفتہ: سویا ہوا۔ خیزد: اٹھ جاتا ہے۔ (۳) پریشان شود: پریشان ہو جاتا ہے یعنی بکھر جاتا ہے۔ گل: پھول۔ بباد سحر: صبح کی ہوا کے ساتھ۔ ہیزم: خشک لکڑی یا ایندھن۔ نشگافدش: نہیں پھاڑ سکتا ہے اس کو۔ جز تبر: سوائے کلہاڑی کے۔ (۴) پر سماع: سماع یعنی گانے سے بھرا ہوا۔ چہ بیند: کیا دیکھے۔ کور: اندھا۔ (۵) مکن: مت کر۔ غرقست: ڈوبا ہوا ہے۔ ازآں: اس وجہ سے۔ مے زند: مارتا ہے۔ پا و دست: ہاتھ پاؤں۔ (۶) نہ بینی: نہیں دیکھتا تو۔ شتر: اونٹ۔ حدائے عرب: عرب کی حدی۔ حدی اونٹوں کو تیز دوڑانے والا گیت۔ چونش: کیسے اس کو۔ برقص اندر: رقص میں۔ آرد: لاتا ہے۔ طرب: شوق، مستی۔ (۷) شتر: اونٹ۔ چوں: جب۔ شور طرب: خوشی کا شور۔ در سرست: سر میں ہے۔ نباشد: نہ ہووے۔ خرست: گدھا ہے۔ (۸) حکایت: کہانی۔ (۹) شکر لب: میٹھے لبوں والا۔ جوانے: کوئی جوان۔ نے: بانسری۔ آموختے: سیکھتا تھا۔ دلہا: جمع دل۔ در آتش: آگ میں۔ چو نے: مثل بانسری کے۔ سوختے: جلتے وہ۔ (۱۰) پدر: باپ۔ بارہا: کئی بار۔ بر وے: اس پر۔ بانگ: آواز۔ زدے: مارتا۔ بہ تندی: تیزی سے۔ آتش: آگ۔ دراں نے: اس بانسری میں۔ زدے: لگاتا وہ۔

تشریح (۱) اگر سماع کرنے والا شخص شہوت پرست (تماشبین) ہے تو سماع سننے سے اس (شہوت پرست سامع) کی شہوت بھڑکتی ہے۔ اس پر سماع حرام ہے۔ (۲) سماع مثل مست کے ہے۔ خوبصورت آواز بیداری کا باعث نہیں ہوتی۔ بلکہ نیند میں مدہوش مطلق آواز سے جاگ اٹھتا ہے۔ لہذا شہوت پرست سماع کا اہل نہیں۔ (۳) عارف حق پھول کی طرح ہوتا ہے جو باد صبا کے ہلکے جھونکے سے کھل اٹھتا ہے۔ شہوت پرست خشک لکڑی کی مانند ہے جو کلہاڑوں کی ضرب سے چرتی ہے۔ (۴) عالم دنیا کی ہر شئ سماع کی خبر دیتی ہے۔ لیکن نا اہل (شہوت پرست) اس کو سن ہی نہیں سکتے کیونکہ نابینا آئینہ میں اپنی شکل کیا دیکھے۔ (۵) اگر کوئی صاحب حال (مجذوب) غلبۂ حال و مستی میں بے خود و مضطرب ہو کر خلاف عقل بات کرے تو برا محسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ معرفت کے سمندر میں غرق ہوتا ہے۔ (۶) عرب شتربان کے گنگنانے سے اونٹ کی مستی میں رقصاں ہونے کی کیفیت سے واقف حال لوگ مجذوبوں کے حال کو بھی اسی (عرب حدی) پر قیاس کرتے ہیں۔
(۷) جب اونٹ جیسی بے عقل مخلوق شتربان کے سماع سے متاثر ہو کر رقصاں ہوتا ہے۔ اگر انسان باشعور ہونے کے باوجود سماع کا اثر قبول نہ کرے تو اس کی مثال گدھے جیسی ہے۔ (۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب انسان سماع کے ذریعے وجد میں آ کر بے قابو ہو جاتا ہے تو وہ سرور و مستی میں رقصاں ہوتا ہے۔ (۹) کوئی پرکشش آواز کا حامل نوجوان بانسری بجانے کی تربیت حاصل کرتا تھا۔ اس کی بانسری سن کر لوگوں کے دل آتش کدہ بن جاتے تھے۔ (۱۰) اس (بانسری بجانے والے) کے باپ کو یہ شغل اچھا نہیں لگتا تھا۔ اس لیئے وہ (باپ) اس (بیٹے) کی بانسری کو جلا دیتا تھا۔ اور ڈانٹ ڈپٹ کا سلسلہ اس کے علاوہ تھا۔

marfat.com

شبے برادائے پسر گوش کرد	۱	سماعش پریشان و مدہوش کرد
ایک رات کو لڑکے کی ادائیگی کو سنا		سماع نے اس کو پریشان اور مدہوش کردیا
ہمے گفت و برچہرہ افگند خوے	۲	کہ آتش بمن زد دریں بار نے
چہرے پر پسینہ لائے ہوئے یہ کہہ رہا تھا		کہ اس بار تو بانسری نے مجھ میں آگ لگادی
ندانی کہ شوریدہ حالان مست	۳	چرا بر فشانند در رقص دست
تجھے معلوم نہیں کہ شوریدہ حال مست		رقص میں ہاتھ کیوں پھینکتے ہیں
کشاید درے بردل از واردات	۴	فشانند سر دست بر کائنات
واردات کا دل پر دروازہ کھل جاتا ہے		کائنات سے اپنا ہاتھ جھاڑتا ہے
حلالش بود رقص بریاد دوست	۵	کہ ہر آستینش جانے دروست
دوست کی یاد پر اس کو رقص جائز ہے		جس کی ہر آستین میں ایک حقیقت ہو
گرفتم کہ خود چابکی در شنا	۶	برہنہ توانی زدن دست وپا
میں نے مانا کہ تو تیرنے میں خود ہوشیار ہے		لیکن ننگا ہو کر ہی ہاتھ پیر مار سکتا ہے
بکن خرقۂ نام و ناموس و زرق	۷	کہ عاجز بود مرد با جامہ غرق
نام اور عزت اور مکر کا لباس اتار پھینک		اس لیئے جو کپڑوں میں ڈوبا ہے وہ عاجز ہوتا ہے
تعلق حجاب ست و بے حاصلی	۸	چو پیوند ہا بگسلی واصلی
تعلق ایک پردہ ہے اور تو بے نتیجہ ہے		جب تو تعلق منقطع کرلے گا واصل حق ہے

حکایت[9]

کہانی

کسے گفت پروانہ را کاے حقیر	۱۰	برو دوستی درخور خود بگیر
کسی نے پروانے سے کہا اے حقیر		جا اپنے مناسب دوستی کر

(۱) شبے: ایک رات۔ ادائے پسر: بیٹے کی ادا۔ گوش کرد: کان لگایا۔ سماعش: گانے نے اس کو۔ مدہوش کرد: بدمست کردیا۔ (۲) ہمے گفت: وہ کہتا تھا۔ افگند: ڈالتا تھا۔ خوے: پسینہ۔ آتش: آگ۔ بمن: میرے اندر۔ زد: لگادی۔ دریں بار: اس بار۔ نے: بانسری۔ (۳) ندانی: تو نہیں جانتا۔ شوریدہ حالان مست: مست دیوانے۔ چرا: کیوں۔ بر فشانند: جھاڑتے ہیں۔ در رقص: رقص میں۔ دست: ہاتھ۔ (۴) کشاید: کھلتا ہے۔ درے: ایک دروازہ۔ واردات: فیضان الٰہی جو عارف کے دل پر وارد ہوتا ہے۔ فشاند: جھاڑتا ہے۔ سر دست: ہاتھ۔ بر کائنات: کائنات کے اوپر۔ (۵) حلالش بود: اس کو حلال ہوئے۔ رقص: ناچ۔ بریاد دوست: دوست کی یاد پر۔ ہر آستینش: اس کی ہر آستین۔ جانے دروست: اس میں ایک قیمتی جان ہے۔ (۶) گرفتم: میں نے مانا۔ چابکی: چالاک ہے تو۔ در شنا: تیراکی میں۔ برہنہ: ننگا۔ توانی زدن: مار سکتا ہے تو۔ دست وپا: ہاتھ پاؤں۔ (۷) بکن: پھاڑ ڈال۔ خرقہ: گودڑی یا لباس فقیری۔ ناموس: عزت۔ زرق: مکر۔ بود: ہوئے۔ مرد با جامہ: کپڑوں والا آدمی۔ (۸) حجاب: پردہ۔ بے حاصلی: بے نتیجہ یا محرومی۔ چو: جب۔ پیوند ہا: جوڑ۔ بگسلی: توڑ دے تو۔ واصلی: واصل ہے تو یعنی حق سے ملنے والا ہے تو۔

(۹) حکایت: کہانی۔

(۱۰) کسے: کسی شخص نے۔ گفت: کہا۔ کاے حقیر: کہ اے حقیر۔ برو: جا۔ درخور خود: اپنے مناسب۔ بگیر: پکڑ۔

تشریح: (۱) ایک رات ایسی بھی آئی کہ باپ نے بیٹے کی بانسری سنی تو اس کے سوز سے نہ صرف جلنے لگا بلکہ اس (باپ) پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ (۲) ہوش میں آنے کے بعد وہ (باپ) پسینہ پونچھتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ پہلے میں ہمیشہ بانسری کو آگ لگاتا تھا اور آج بانسری نے مجھے جلاکر رکھ دیا۔ (۳) کوئی کیا جانے کہ سماع کی قوت کیا ہے جس سے مجذوب مستی میں آکر رقصاں ہوجاتا ہے۔ یہ اس (مجذوب) کے دل پر سماع کی واردات ہوتی ہے۔ (۴) ذات حق کی مستی میں مگن لوگ (مجذوب) اپنے دل کے دروازے وجد کے لیئے کھلے رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان (مجذوبوں) کی نظر میں کائنات حقیر ہوتی ہے۔ (۵) جس کی آستین میں جان ہوتی ہے۔ وہ اگر دوستوں کی محفل میں رقص کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس کی رگ رگ میں محبوب کے دیدار کا اشتیاق جاگزیں ہوتا ہے۔ (۶) کوئی آدمی تیراکی میں کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو (سمندر میں کودتے وقت) جب تک لباس نہ اتارلے بات نہیں بنتی۔ لہٰذا ذات حق سے وصال کے لیئے مخلوق سے قطع تعلقی ضروری ہے۔ (۷) مکر وفریب اور نام ونمود کا لباس نہ اتارنے سے غرق ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لیئے وصال حق کے لیئے انہیں (مکر وفریب وغیرہ) ترک کرنا لازمی ہے۔ (۸) مخلوقات سے تعلقات قائم کرنا وصال حق سے محرومی کا باعث ہے۔ لہٰذا ان حجابات سے دُوری اختیار کرنا وصال حق نصیب ہونے کا سبب ہے۔ (۹) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ محبوب کے مظالم (اللہ تعالیٰ کے مصائب) سے تنگ آکر اس سے قطع تعلق نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اسی حال (مصائب) میں مرنا سعادت سمجھے۔

(۱۰) کسی نے پروانے سے کہا کہ تو اور شمع آپس میں میل نہیں کھاتے۔ اس لیئے کسی اپنے برابر کے جوڑ سے دوستی کی پینگیں بڑھا۔

marfat.com

رہے رو کہ بینی طریق رجا	۱	تو و مہر شمع از کجا تا کجا
ایسا راستہ چل جس میں تجھے امید کی راہ نظر آئے		تو اور شمع کی محبت، کہاں وہ کہاں تو
سمندر نۂ گرد آتش مگرد	۲	کہ مردانگی باید آنگہ نبرد
تو سمندر نہیں ہے آگ کے چکر نہ لگا		اس لیے کہ بہادری چاہیے پھر لڑائی
زخورشید پنہاں شود موش کور	۳	کہ جہل ست با آہنیں پنجہ زور
چھچھوندر سورج سے چھپتی ہے		اس لیے کہ آہنی پنجے سے زور کرنا نادانی ہے
یکے را کہ دانی کہ خصم تو اوست	۴	نہ از عقل باشد گرفتن بدوست
جس کے بارے میں تجھے علم ہے کہ وہ تیرا دشمن ہے		اس کو دوست بنانا عقل کی بات نہیں ہے
ترا کس نگوید نکو مے کنی	۵	کہ جاں در سر و کار او مے کنی
تجھے کوئی یہ نہیں کہتا کہ تو اچھا کرتا ہے		کہ اس کی خاطر جان قربان کرتا ہے
گدائے کہ از بادشاہ خواست دخت	۶	قفا خورد و سودائے بیہودہ پخت
جس فقیر نے بادشاہ سے لڑکی چاہی		اس نے طمانچہ کھایا اور بیہودہ خیال پکایا
کجا در حساب آورد چو تو دوست	۷	کہ روئے ملوک و سلاطیں در وست
تجھ جیسے دوست کو وہ کس گنتی میں لائے گی		جبکہ ملوک اور سلاطین کا رخ اس طرف ہے
مپندار کو در چناں مجلسے	۸	مدارا کند با تو چوں مفلسے
یہ نہ سمجھ کہ وہ اس جیسی مجلس میں		تجھ جیسے مفلس کی خاطر تواضع کرے گی
وگر با ہمہ خلق نرمی کند	۹	تو بے چارہ ای بر تو گرمی کند
اگر وہ ساری دنیا کے ساتھ نرمی کرے گی		تو مفلس ہے تجھ پر گرمی کرے گی
نگہ کن کہ پروانۂ سوز ناک	۱۰	چہ گفت اے عجب گر بسوزم چہ باک
دیکھ! دردناک پروانے نے		کیا کہا ہائے عجب اگر میں جلتا ہوں تو کیا پرواہ ہے

(۱) رہے رو: ایسا راستہ چل۔ بینی: دیکھے تو۔ طریق رجا: امید کی راہ۔ تو و مہر شمع: تو اور شمع کی محبت۔ از کجا: کہاں سے۔ تا کجا: کہاں تک۔ (۲) سمندر: آگ کا کیڑا۔ نۂ: نہیں ہے تو۔ گرد آتش: آگ کے گرد۔ مگرد: مت پھر۔ مردانگی: بہادری۔ باید: چاہیے۔ آنگہ: اس وقت۔ نبرد: لڑائی۔
(۳) زخورشید: سورج سے۔ پنہاں: پوشیدہ۔ شود: ہوجاتا ہے۔ موش کور: قبر کا چوہا یعنی چھچھوندر۔ جہل: نادانی ہے۔ آہنیں پنجہ: لوہے کے پنجے والا۔
(۴) یکے را: ایک کو۔ دانی: تو جانتا ہے۔ خصم تو: تیرا دشمن۔ اوست: وہ ہے۔ از عقل: عقل کی بات۔ باشد: ہو۔ گرفتن: لینا۔ بدوست: دوستی میں۔ (۵) ترا: تجھ کو۔ کس: کوئی شخص۔ نگوید: نہیں کہے گا۔ نکو: اچھا۔ مے کنی: کرتا ہے تو۔ سر و کار او: اس کے عشق کا خیال
(۶) گدائے کہ: جو فقیر کہ۔ خواست: چاہی۔ دخت: بیٹی۔ قفا: دھول۔ خورد: کھائی۔ سودائے بیہودہ: بے ہودہ خیال۔ پخت: پکایا۔ (۷) کجا: کہاں۔ آورد: لاوے۔ چو تو: تیرے جیسے کو۔ روئے ملوک: بادشاہوں کے چہرے۔ سلاطین: جمع سلطان بادشاہ۔ در وست: اس میں ہیں۔
(۸) مپندار: مت سمجھ تو کہ۔ در چناں مجلسے: ایسی مجلس۔ مدارا: خاطر داری۔ کند: کرے گا۔ با تو چوں مفلسے: تیرے جیسے مفلس کے ساتھ۔
(۹) با ہمہ خلق: ساری مخلوق کے ساتھ۔ کند: کرے گا۔ تو بے چارہ ای: تو بے چارہ ہے۔ بر تو: تیرے اوپر۔
(۱۰) نگہ کن: نگہ کر۔ پروانۂ سوز ناک: جلنے والا پروانہ۔ چہ گفت: کیا کہا۔ بسوزم: میں جل جاؤں۔ چہ باک: کیا ڈر۔

تشریح: (۱) شمع تو جلانے والی طاقتور شئے ہے۔ اور تو (پروانہ) معمولی سا مچھر۔ لہٰذا تیرے اور شمع کے درمیان کوئی مناسبت نہیں ہے۔ (۲) شمع سے الجھنا تیرا کام نہیں، کیونکہ یہ کام آگ کے کیڑے کا ہے۔ مقابلہ اس سے ہونا چاہیے جس کی تاب لا سکے۔ تجھ میں ایسی جرأت کہاں۔ (۳) اپنی کمزوری کے باعث چھچھوندر سورج کا سامنا نہیں کرتی۔ ضعیفوں کا پہلوانوں سے لڑنا حماقت و جہالت پر مبنی ہے۔ (۴) جس شخص کے بارے میں یقین ہو جائے کہ یہ دشمن ہے۔ پھر اس سے دوستی کرنا بے وقوفی اور خلاف عقل ہے۔ (۵) ایسے شخص (جو دشمن ہو) پر جان نچھاور کرنا لوگوں کی نظروں میں احمقانہ فعل ہے۔ اس لیے ایسے اقدام پر داد ملنا مشکل ہے۔ (۶) تیرا عشق ایسا ہے جیسے کوئی غریب منگتا کسی شہزادی کا بادشاہ سے رشتہ مانگ کر ذلت اٹھائے۔ (۷) جسے چاہنے والے بڑے بڑے لوگ ہوں۔ وہ تجھ جیسے مفلوک زدہ کی طرف نظر التفات کیونکر کرے گا۔ (۸) غریب ہمیشہ امیر کے در پہ ذلت اٹھاتا ہے کے مصداق بڑوں کی محفل میں تجھ جیسے فقیر کی خاطر مدارات کا ہونا محال ہے۔ (۹) منصب دار لوگوں کی دلجوئی کرنے والے غرباء کو ہمیشہ دھتکارتے آئے ہیں۔ اس لیے بڑوں کی مجلس میں تجھ جیسے بے وقار لوگ دھتکارے جاتے ہیں۔ (۱۰) خود سوز پروانے کا جواب بھی کیا خوب ہے کہ اگر میں جل کر راکھ ہو جاؤں تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

marfat.com

۱	مرا چوں خلیل آتشے در دلست	خلیل اللہ کی طرح میرے دل میں ایک آگ ہے	کہ پنداری ایں شعلہ برمن گلست	گویا کہ یہ آگ میرے لیئے پھول ہے
۲	نہ دل دامن دلستاں مے کشد	میرا دل معشوق کا دامن نہیں کھینچتا ہے	کہ مہرش گریبان جاں مے کشد	بلکہ اس کی محبت جان کا گریبان کھینچتی ہے
۳	نہ خود را بر آتش بخود مے زنم	میں اپنے آپ کو خود آگ پر نہیں ڈالتا ہوں	کہ زنجیر شوق ست در گردنم	بلکہ عشق کی زنجیر میری گردن میں ہے
۴	مرا ہمچناں دُور بودم کہ سوخت	میں اسی طرح دُور تھا کہ اس نے مجھے پھونک دیا تھا	نہ ایں دم کہ آتش بمن در فروخت	اس وقت نہیں جب اس نے مجھ میں آگ لگائی ہے
۵	نہ آں مے کند یار در شاہدی	معشوقانہ انداز میں یار وہ کچھ کرتا ہے	کہ باو تواں گفتن از زاہدی	جو کہ اسی کی وجہ سے اس سے بتایا بھی نہیں جا سکتا ہے
۶	کہ عیبم کند در تولائے دوست	دوست کی دوستی میں مجھ پر کون عیب لگا سکتا ہے	کہ من راضیم کشتہ در پائے دوست	جبکہ میں دوست کے قدموں پر مرنے کے لیے راضی ہوں
۷	مرا بر تلف حرص دانی چراست	تجھے معلوم ہے کہ مجھے مرنے کی کیوں حرص ہے	چو او ہست گر من نباشم رواست	جب وہ ہے اگر میں نہ ہوں تو جائز ہے
۸	بسوزم کہ یار پسندیدہ اوست	میں اس لیے جلتا ہوں کہ بہترین عاشق وہ ہے	کہ در وے سرایت کند سوز دوست	جس میں دوست کا سوز سرایت کر جائے
۹	مرا چند گوئی کہ در خورد خویش	مجھے یہ کب تک کہے گا کہ اپنے مناسب	حریفے بدست آر ہمدرد خویش	اپنا ہمدرد کوئی دوست بنا
۱۰	بداں ماند اندرز شوریدہ حال	پریشان حال کو نصیحت کرنا ایسا ہے	کہ گوئی بکژدم گزیدہ منال	جیسا کہ تو بچھو کے ڈسے ہوئے کو کہے کہ نہ رو

(۱) مرا: مجھ کو۔ چو خلیل: حضرت خلیل اللہ کی طرح۔ آتشے: آگ۔ در دلست: دل میں ہے۔ پنداری: تو سمجھے۔ ایں شعلہ: یہ شعلہ۔ برمن: مجھ پر۔ گلست: پھول ہے۔ (۲) دامن دلستاں: محبوب کا دامن۔ مے کشد: کھینچتا ہے۔ مہرش: اس کی محبت۔ (۳) خود را: اپنے آپ کو۔ برآتش: آگ پر۔ بخود: اپنے آپ۔ زنم: مارتا ہوں میں۔ زنجیر شوق: شوق کی زنجیر۔ ست: ہے۔ در گردنم: میری گردن میں۔ (۴) مرا: مجھ کو۔ ہمچناں: ویسے ہی۔ بودم: تھا میں۔ سوخت: جلایا اس نے۔ نہ ایں دم: نہ اس وقت۔ آتش: آگ۔ بمن: میرے اندر۔ در فروخت: روشن ہوئی۔ (۵) نہ آں مے کند: وہ نہیں کرتا۔ شاہدی: معشوقی یا انداز معشوقانہ۔ کہ باو: کہ اس کے باوجود۔ تواں گفتن: کہہ سکتے ہوں۔ از زاہدی: پرہیزگاری کے متعلق۔ (۶) کہ: کون۔ عیبم کند: میرا عیب کرے۔ تولائے دوست: دوست کی محبت۔ من راضیم: میں راضی ہوں۔ کشتہ: مارا ہوا۔ در پائے دوست: دوست کے پاؤں میں۔ (۷) مرا: مجھ کو۔ بر تلف: ہلاکت پر۔ دانی: تو جانتا ہے۔ چراست: کیوں ہے۔ چو او ہست: جب وہ ہے۔ من نباشم: میں نہ ہوؤں۔ رواست: جائز ہے۔ (۸) بسوزم: میں جلتا ہوں۔ یار پسندیدہ: اچھا عاشق۔ اوست: وہ ہے۔ در وے: اس میں۔ سرایت کند: اثر کر جائے۔ سوز دوست: دوست کی جلن۔ (۹) مرا: مجھ کو۔ چند گوئی: کہاں تک کہے گا تو۔ در خورد خویش: اپنے لائق۔ حریفے: کوئی دوست۔ بدست آر: حاصل کر۔ ہمدرد خویش: اپنا ہمدرد۔ (۱۰) بداں ماند: اس کے مشابہ ہے۔ اندرز شوریدہ حال: شوریدہ حال والے کی نصیحت یعنی عاشق کی۔ گوئی: کہے تو۔ بکژدم گزیدہ: بچھو کے کاٹے ہوئے کو۔ منال: مت رو۔

تشریح (۱) جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں عشق کی آگ بھڑکتی تھی۔ اسی طرح میرا دل بھی پُرسوز ہے۔ لہٰذا یہ آگ مجھ پر گلزار ہے۔ (۲) دل محبوب کا دامن تو نہیں کھینچ سکتا۔ البتہ اس (محبوب) کی محبت اپنی طرف میری جان کھینچ رہی ہے۔ (۳) میں جان بوجھ کر آگ میں نہیں جاتا بلکہ میرا دیدار شوق مجھے آگ کی طرف لے جاتا ہے۔ (۴) میں تو دور سے اس (شمع) کی آگ کی تپش سے جل چکا ہوتا ہوں۔ اس لیے آگ میں کودنے سے مجھ پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ (۵) محبوب کے دلنشین انداز میں مست رہنا حقیقی زہد و تقویٰ ہے۔ چنانچہ اس کی موجودگی میں پرہیزگاری کیسی۔ (۶) محبوب کی دوستی میرے لیے معیوب نہیں ہے۔ کیونکہ اس (محبوب) کے قدموں میں جان دینا عین سعادتمندی ہے۔ (۷) کسی کو کیا معلوم کہ میں اپنی ہلاکت پر کیوں حرص کرتا ہوں۔ تاکہ دوست کی زندگی ہمیشہ رہے۔ میرا نہ ہونا زیادہ بہتر ہے۔
(۸) بہترین دوستی کی علامت یہ ہے کہ محبوب کی محبت کا سوز و ساز سرایت کر جائے۔ چنانچہ میرے جلنے کا راز اسی میں پنہاں (چھپا) ہے۔ (۹) مجھے اپنے جیسا محبوب تلاش کرنے کی نصیحت کب تک کرتے رہو گے۔ (یہ تو میرا فطری امر حق ہے کہ میں شمع میں جل جاؤں)
(۱۰) عاشق کو محبوب کے عشق سے روکنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بچھو سے ڈسے ہوئے کو مت رونے کا مشورہ دینا۔

marfat.com

#	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	کسے را نصیحت مگوائے شگفت ہائے تعجب! ایسے شخص کو نصیحت کر	کہ دانی کہ در وے نخواہد گرفت جس کے بارے میں تجھے معلوم ہو کہ اس میں اثر نہ کرے گی
۲	زکف رفتہ بے چارۂ را لگام ہاتھ سے لگام چھوٹے ہوئے بیچارے کو	نگویند کاہستہ راں اے غلام نہیں کہتے ہیں کہ اے لڑکے! آہستہ چلا
۳	چہ نغز آمد ایں نکتہ در سندباد سندباد میں یہ نکتہ کیسا آیا ہے	کہ عشق آتش ست اے پسر پند باد کہ اے صاحبزادے عشق آگ اور نصیحت ہوا ہے
۴	بباد آتش تیز برتر شود تیز ہوا سے آگ اور بھڑکتی ہے	پلنگ از زدن کینہ ور تر شود مارنے سے چیتا اور کینہ ور ہو جاتا ہے
۵	چو نیکت بدیدم بدی مے کنی جب میں نے اچھی طرح غور کیا تو تو برائی کر رہا ہے	کہ رویم فرا چو خودے مے کنی کہ میرا رخ خودی کی طرف موڑ رہا ہے
۶	زخود بہترے جو وفرصت شمار خودی سے ہٹ کر بہتری تلاش کر اور غنیمت جان	کہ با چوں خودے گم کنی روزگار اسلیے کہ خودی کے ہوتے ہوئے تو عمر برباد کر رہا ہے
۷	پئے چو خوداں خود پرستاں روند خود پرست لوگ اپنے جیسوں کے پیچھے چلتے ہیں	بکوئے خطرناک مستاں روند بے خود لوگ خطرناک کوچہ میں جاتے ہیں
۸	من اول کہ ایں کار سر داشتم میں نے جب یہ کام شروع کیا تو ابتدا ہی سے	دل از سر بیک بار برداشتم یکبارگی سر کو خیال ہٹا دیا تھا
۹	سر انداز در عاشقی صادقست عاشقی میں سر کٹا دینے والا سچا ہے	کہ بد زہرہ بر خویشتن عاشق ست اس لیے کہ بوالہوس تو اپنا عاشق ہے
۱۰	اجل ناگہے در کمینم کشد موت اچانک گھات میں مجھے مار ڈالے گی	ہماں بہ کہ آں نازنینم کشد تو یہی بہتر ہے کہ مجھے وہ نازنین مار ڈالے

(۱) کسے را: ایسے شخص کو۔ مگو: مت کہہ۔ شگفت: تعجب۔ دانی: تو جانتا ہے۔ در وے: اس میں۔ نخواہد گرفت: نہیں اثر کرے گی۔ (۲) زکف رفتہ: ہاتھ سے چھوٹی ہوئی۔ بے چارۂ: بے چارے کے۔ نگویند: نہیں کہتے۔ کاہستہ: کہ آہستہ۔ راں: چلا، ہانک۔ چہ: کیا۔ نغز: عجیب۔ آمد: آیا۔ سندباد: اخلاق کے موضوع پر حکیم ازرقی کی مشہور کتاب۔ آتش ست: آگ ہے۔ پسر: لڑکا۔ پند: نصیحت۔ باد: ہوا۔ (۴) بباد: ہوا کے ساتھ۔ آتش تیز: تیز آگ۔ برتر: زیادہ۔ شود: ہو جاتی ہے۔ پلنگ: چیتا۔ از زدن: مارنے سے۔ کینہ ور تر: زیادہ کینے والا۔ (۵) چو: جب۔ نیکت بدیدم: تجھے اچھی طرح دیکھا میں نے۔ بدی مے کنی: برائی کرتا ہے تو۔ رویم: میرا چہرا۔ فرا چوں خودے: اپنے جیسے میں۔ مے کنی: کرتا ہے تو۔ (۶) زخود بہترے: اپنے سے بہتر۔ جو: ڈھونڈ۔ فرصت شمار: غنیمت شمار کر۔ با چوں خودے: اپنے جیسے کے ساتھ۔ گم کنی: گم کرے گا تو۔ روزگار: زندگی۔ (۷) پئے چوں خوداں: اپنے جیسوں کے پیچھے۔ خود پرستاں: اپنی پرستش کرنے والے۔ روند: جاتے ہیں۔ بکوئے خطرناک: خطرناک کوچے میں۔ مستاں: مست۔ روند: جاتے ہیں۔ (۸) من اول: میں نے پہلے۔ کہ ایں کار: جبکہ یہ کام۔ سر داشتم: شروع کیا میں نے۔ دل از سر: دل سر سے۔ بیک بار: ایک دم۔ برداشتم: اٹھالیا میں نے۔ (۹) سر انداز: سر کٹا دینے والا۔ در عاشقی: عاشقی میں۔ صادقست: سچا ہے۔ بد زہرہ: برے پتے والا یعنی بے حوصلہ۔ بر خویشتن: اپنے آپ پر۔ عاشقست: عاشق ہے۔ (۱۰) اجل: موت۔ ناگہاں: اچانک۔ در کمینم: گھات میں مجھ کو۔ کشد: مار ڈالے گی۔ ہماں بہ: وہی بہتر ہے۔ آں نازنینم: وہ محبوب مجھ کو۔

تشریح: (۱) مرد ناداں کو نصیحت اثر نہیں کرتی۔ عاشق بھی ایسا ہی مرد ناداں ہے۔ ع پھول کی پتی سے کٹ جاتا ہے ہیرے کا جگر۔ کہ مرد ناداں پہ ہے کلام نرم ونازک بے اثر۔ (۲) جس کے ہاتھ سے لگام چھوٹ چکی ہو اسے آہستہ چلنے کو کہنا فضول ہے۔ عاشق کا عشق بھی شتر بے مہار ہوتا ہے۔ (۳) حکیم ازرقی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب 'سندباد' میں کیا خوب نکتہ بیان کیا ہے کہ عشق آگ ہے۔ اور نصیحت ہوا ہے۔ ہوا سے آگ اور نصیحت سے عشق بھڑک اٹھتا ہے۔ (۴) جذبہ عشق چیتے کے غضب کی مثل ہے۔ جس طرح چیتے کو مارنے سے اس کا جوش غضب بھڑک اٹھتا ہے۔ اسی طرح ملامت وطعن سے جذبہ عشق بھڑک اٹھتا ہے۔ (۵) اپنے جیسے سے محبت کرنے کی نصیحت کرنا غلط، غور وفکر کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ (نصیحت کرنا) سراسر نقصان کا سودا ہے۔ (۶) ہمیشہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہنا چاہیے۔ اپنوں جیسے لوگوں میں مشغول رہنا عمر کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ (۷) یہ شغلہ خود پرستوں کا ہے کہ وہ اپنوں جیسے لوگوں میں لگے رہیں۔ جو لوگ کیف ومستی کی لذت اٹھا چکے ہیں وہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ (۸) میں (پروانہ) عشق کی کشتی میں سوار ہونے سے پہلے اپنی زندگی مٹا چکا تھا (شمع سے الجھنا میرا وطیرہ ہے)۔ (۹) جن لوگوں کا عشق سچا ہوتا ہے۔ وہ جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ بے صبرے لوگ خود اپنی جان کی سلامتی کے عاشق ہوتے ہیں۔ (۱۰) موت ہمیشہ گھات میں رہتی ہے۔ وہ (موت) آکے رہتی ہے۔ اگر یہی موت نازنین کے ہاتھوں آجائے تو بہتر ہے۔

marfat.com

۱	چو بیشک نبشتست بر سر ہلاک	بدست دل آرام خوشتر ہلاک
	جب سر کے لیۓ ہلاکت یقیناً لکھی ہے	تو معشوق کے ہاتھ سے ہلاک ہونا بہتر ہے
۲	نہ روزے بہ بیچارگی جاں دہی	پس آں بہ کہ در پائے جاناں دہی
	کیا کسی دن بے چارگی سے تو جان نہ دیگا	تو یہی بہتر ہے کہ معشوق کے قدموں میں دیدے

مخاطبۂ شمع و پروانہ

شمع و پروانہ کی گفتگو

۴	شبے یاد دارم کہ چشمم نخفت	شنیدم کہ پروانہ با شمع گفت
	مجھے یاد ہے کہ ایک رات میری آنکھ نہ لگی	میں نے سنا پروانہ شمع سے کہہ رہا تھا
۵	کہ من عاشقم گر بسوزم رواست	ترا گریہ و سوز بارے چراست
	کہ میں تو عاشق ہوں اگر میں جلوں تو مناسب ہے	تیرا رونا اور جلنا اب کیوں ہے
۶	بگفت اے ہوادار مسکین من	برفت انگبیں یار شیرین من
	اس نے کہا اے میرے مسکین عاشق	مجھ سے میرا میٹھا دوست شہد بچھڑ گیا
۷	چو شیرینی از من بدر مے رود	چو فرہادم آتش بسر مے رود
	جب سے شیرینی مجھ سے جدا ہوئی ہے	تو فرہاد کی طرح میرے سر میں آگ لگ گئی ہے
۸	ہمے گفت و ہر لحظہ سیلاب درد	فرو مے دویدش بر خسار زرد
	وہ یہ کہہ رہی تھی اور ہر منٹ درد کا سیلاب	اس کے زرد رخسار پر نیچے کو بہہ رہا تھا
۹	کہ اے مدعی عشق کار تو نیست	کہ نہ صبر داری نہ یارائے ایست
	کہ اے بوالہوس تیرا کام عشق نہیں ہے	کہ نہ تو صبر رکھتا ہے نہ ٹھہرنے کی طاقت ہے
۱۰	تو بگریزی از پیش یک شعلہ خام	من استادہ ام تا بسوزم تمام
	اے بچے تو ایک شعلہ کے سامنے سے بھاگتا ہے	میں کھڑی ہوں تاکہ سب جل جاؤں

(۱) چو: جب۔ نبشتست: لکھا ہوا ہے۔ بر سر: سر کے اوپر۔ بدست دل آرام: محبوب کے ہاتھ سے۔ خوشتر: بہت اچھا ہے۔ (۲) نہ روزے: کیا نہ ایک دن۔ بہ بیچارگی: عاجزی کے ساتھ۔ جاں دہی: جان دے گا تو۔ پس آں بہ: پھر وہی بہتر ہے۔ کہ در پائے جاناں: کہ محبوب کے قدموں میں۔ (۳) مخاطبہ: گفتگو۔ شمع: موم بتی۔ (۴) شبے: ایک رات۔ یاد دارم: میں یاد رکھتا ہوں۔ چشمم: میری آنکھ۔ نخفت: نہ سوئی۔ شنیدم: میں نے سنا۔ با شمع: شمع کو۔ گفت: اس نے کہا۔ (۵) من: میں۔ عاشقم: میں عاشق ہوں۔ بسوزم: جلوں میں۔ رواست: جائز ہے۔ ترا: تجھ کو۔ گریہ و سوز: رونا اور جلنا۔ بارے: آخر۔ چراست: کیوں ہے۔ (۶) بگفت: اس نے کہا۔ ہوادار: محبت رکھنے والے۔ مسکین من: میرے مسکین۔ برفت: چلا گیا۔ انگبیں: شہد۔ یار شیریں: میرا شیریں یار۔ (۷) چو: جب۔ از من: مجھ سے۔ بدر مے رود: باہر نکل جاتی ہے۔ چو: مثل۔ فرہادم: فرہاد شاہ ایران خسرو کی بیوی شیریں کا مشہور عاشق۔ اس کی میم بسر مے رود کے ساتھ لگ کر لے جاتی ہے میرے سر کو۔ آتش: آگ۔ مے رود: جاتی ہے۔ (۸) ہمے گفت: وہ کہہ رہی تھی۔ ہر لحظہ: ہر گھڑی۔ سیلاب درد: درد کا سیلاب۔ فرو مے دویدش: دوڑتا تھا اس کے۔ بر خسار زرد: پیلے رخساروں پر۔ (۹) مدعی: جھوٹا دعویدار۔ کار تو: تیرا کام۔ نیست: نہیں ہے۔ صبر داری: صبر رکھتا ہے تو۔ یارائے ایست: ٹھہرنے کی طاقت۔ (۱۰) بگریزی: تو بھاگ جاتا ہے۔ از پیش: سامنے سے۔ یک شعلہ: ایک شعلہ۔ خام: کچا۔ من: میں۔ استادہ ام: کھڑا ہوا ہوں میں۔ تا: یہاں تک کہ۔ بسوزم: جل جاؤں میں۔ تمام: بالکل۔

تشریح: (۱) موت نے بہر صورت آنا ہی ہے۔ اگر یہ موت محبوب کے ہاتھوں آئے تو اس کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ (۲) جب بیچارگی کی حالت میں جان دینے کا ایک دن مقرر ہے تو وہ محبوب کے قدموں میں نچھاور کر کے ہی گذارنا پُر لطف ہے۔ (۳) عنوان: اس حکایت میں شمع اور پروانے کی گفتگو میں یہ بتایا گیا ہے کہ موت سے لطف اندوز ہونے کی یہی صورت ہے کہ وہ (موت) محبوب کے قدموں میں آئے۔ (۴) ایک رات ایسی آئی کہ مجھے (شیخ سعدیؒ کو) نیند نہیں آ رہی تھی میں نے سنا کہ پروانہ شمع سے مخاطب ہو کر کچھ کہہ رہا تھا۔ (۵) میں (پروانہ) عاشق ہوں اور آتشِ عشق میں جلنا عشق کی ریت ہے۔ (میں تو یہی ریت نبھا رہا ہوں) تو معشوق ہو کر کیوں جلتی ہے۔ (۶) اس (شمع) نے جواباً کہا کہ میرا بھی ایک میٹھا محبوب "شہد" تھا۔ جو مجھ سے جدا ہو گیا ہے۔ اسی کی جدائی میں جل رہی ہوں۔ (۷) جب مجھ سے مٹھاس نکل جاتی ہے تو فرہاد کی طرح میرے سر پہ آگ لگ جاتی ہے۔

(۸) جب وہ (شمع) اپنا ماجرا سنا رہی تھی، اس وقت اس کے رخسار پر آنسوؤں کا سیلاب رواں تھا۔

(۹) اے عشق کے جھوٹے دعویدار، تجھ میں نہ صبر ہے نہ ٹھہرنے کی سکت ہے۔ عشق بازی تیرے بس کی بات نہیں۔

(۱۰) اس (شمع) نے بطور طنز یہ کہا کہ تو ایک شعلے کے سامنے نہیں ٹک سکتا۔ اس لیے تیرا عشق کچا ہے جبکہ میں پوری کی پوری جل جاتی ہوں لہٰذا میرا عشق پختہ ہے۔

marfat.com

۱	ترا آتش عشق اگر پر بسوخت	مرا بیں کہ از پائے تا سر بسوخت
	عشق کی آگ نے اگر تیرا پر جلایا ہے	مجھے دیکھ پیر سے سر تک جلا دیا ہے
۲	نرفتہ ز شب ہمچناں بہرۂ	کہ ناگہ بکشتش پری چہرۂ
	اس حالت میں رات کا کچھ تھوڑا سا حصہ نہ گذرا تھا	کہ اچانک اس کو ایک پری چہرہ نے بجھا دیا
۳	ہمے گفت و مے رفت دودش بسر	ہمیں بود پایان عشق اے پسر
	وہ یہ کہہ رہی تھی اور دھواں اس کے سر سے نکل رہا تھا	اے صاحبزادے عشق کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے
۴	اگر عاشقی خواہی آموختن	بکشتن فرج یابی از سوختن
	اگر تو عاشقی سیکھنا چاہتا ہے	تو جلنے سے مر کر ہی راحت پائے گا
۵	مکن گریہ بر گورِ مقتولِ دوست	برو خرمی کن کہ مقبول اوست
	مقتول دوست کی قبر پر نہ رو	اس پر خوشی کر کہ وہ مقبول ہو گیا ہے
۶	اگر عاشقی سر مشو از مرض	چو سعدیؒ فرو شوی دست از غرض
	اگر تو عاشق ہے تو مرض سے غسل صحت نہ کر	سعدیؒ کی طرح غرض سے ہاتھ دھو لے
۷	فدائی ندارد ز مقصود چنگ	دگر بر سرش تیر بارند و سنگ
	فدائی معشوق سے ہاتھ نہیں کھینچتا ہے	خواہ اس کے سر پر تیر اور پتھر برسیں
۸	بدریا مرو گفتمت زینہار	دگر مے روی تن بطوفاں سپار
	میں تجھ سے کہتا ہوں ہرگز دریا میں نہ جا	اگر جاتا ہے تو جسم کو طوفان کے سپرد کر دے

باب چہارم در تواضع

چوتھا باب تواضع کے بیان میں

۱۰	ز خاک آفریدت خداوند پاک	پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک
	خداوند پاک نے تجھے خاک سے پیدا فرمایا ہے	تو اے بندے خاک کی طرح عاجزی کر

(۱) ترا: تجھ کو۔ آتش عشق: عشق کی آگ۔ بسوخت: جلایا۔ مرا: مجھ کو۔ بیں: دیکھ۔ از پائے تا سر: پاؤں سے سر تک۔ بسوخت: جلا دی۔ (۲) نرفتہ: نہیں گیا۔ ز شب: رات سے۔ ہمچناں: ویسے ہی۔ بہرۂ: ایک حصہ۔ ناگہ: اچانک۔ بکشتش: اس کو بجھا دیا۔ پری چہرۂ: ایک پری جیسی شکل والی نے۔ (۳) ہمے گفت: وہ کہہ رہی تھی۔ مے رفت: جا رہی تھی۔ دودش: اس کا دھواں۔ بسر: سر سے۔ ہمیں بود: یہی ہوتا ہے۔ پایان عشق: عشق کا انجام۔ پسر: لڑکا۔ (۴) عاشقی: عشق کرنا۔ خواہی آموختن: تو سیکھنا چاہتا ہے۔ بکشتن: مر جانے سے۔ فرج: رہائی۔ یابی: پاوے تو۔ سوختن: جلانا۔
(۵) مکن: مت کر۔ گریہ: رونا۔ گور مقتول دوست: قتل کیے ہوئے دوست کی قبر۔ برو: جا۔ خرمی: خوشی کن: کر۔ کہ: کیونکہ۔ مقبول اوست: وہ اس کا مقبول ہے۔
(۶) عاشقی: عاشق ہے تو۔ سر مشو: سر مت دھو۔ مرض: بیماری۔ چو: مثل۔ سعدیؒ: مصنف۔ فرو شوی: دھو ڈال۔ دست: ہاتھ۔ از غرض: خواہش سے۔
(۷) فدائی: عاشق۔ ندارد: نہیں رکھتا، نہیں اٹھاتا۔ ز مقصود: مقصد سے۔ چنگ: چنگل۔ دگر: اگرچہ۔ بر سرش: اس کے سر پر۔ تیر بارند: تیر برسیں۔ سنگ: پتھر۔
(۸) مرو: مت جا۔ گفتمت: میں نے تجھے کہا۔ زینہار: ہرگز۔ مے روی: تو جاتا ہے۔ تن: بدن۔ بطوفاں: طوفان کے۔ سپار: سپرد کر دے۔ (۹) باب: دروازہ۔ چہارم: چوتھا۔ تواضع: عاجزی۔ (۱۰) خاک: مٹی۔ آفریدت: تجھ کو پیدا کیا۔ خداوند پاک: اللہ تعالیٰ۔ پس: پھر۔ افتادگی: عاجزی۔ کن: کر۔ چو: مثل۔ خاک: مٹی۔

تشریح: (۱) عشق کی آگ نے تو تیرے (پروانے کے) صرف پر جلائے ہیں۔ جبکہ میرا پورا جسم جل گیا ہے۔ (۲) ابھی رات پوری نہ گزری تھی کہ کسی خوبصورت چہرے کی مالک (دوشیزہ) نے اسے (شمع کو) بجھا دیا۔ (۳) ابھی اس (شمع) سے دھواں نکل رہا تھا کہ وہ حسرت و یاس کے عالم میں کہہ رہی تھی کہ اے پروانے ناکامی و نامرادی عشق کا انجام ہے۔ (۴) عشق کی تربیت کے خواہاں اسی طرح مرنے کے بعد جلنے سے نجات پا سکتے ہیں۔ جس طرح شمع نے، بجھ کر جلنے سے چھٹکارا پا لیا۔ (۵) جو محبوب کے ہاتھوں قتل ہو جاتا ہے۔ وہ خوش نصیب ہے۔ اس لیے اس (عاشق) کی موت پر ماتم نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ خوشی منانی چاہیے۔ کیونکہ وہ مقبول ہو چکا ہے۔ (۶) سچے عاشق ہمیشہ خود غرضی ترک کر کے عشق بازی کرتے ہیں۔ اس لیے سعدیؒ کی طرح تو بھی (اشیخ سعدیؒ کا مخاطب) خود غرضی چھوڑ دے۔
(۷) سچا عاشق ہر کٹھن مرحلے پر اپنے محبوب سے خیر خواہی کرتا ہے۔ خواہ اسے سنگسار کیا جائے یا چھلنی کر دیا جائے۔
(۸) میری (شیخ سعدیؒ کی) نصیحت ہے کہ اول تو بحر عشق میں کودنا نہیں چاہیے۔ اگر کوئی کود پڑا تو پھر طوفانی لہروں میں ڈوبنے کا خیال دل سے نکال دے۔ (۹) باب چہارم در تواضع۔ چوتھا باب تواضع کے بیان میں۔ یہاں سے نیا باب شروع ہو رہا ہے۔ جو تواضع یعنی عاجزی و انکساری سے متعلق ہے۔ چنانچہ اس باب میں شیخ سعدیؒ بوستان کے مخاطبوں کو عجز و تواضع پر مبنی ترغیبی درس دیتے ہیں۔ (۱۰) چونکہ انسان کی اصلیت خاک ہے اور خاک قدموں تلے روندی جاتی ہے۔ اس لیے انسان کو انکساری اختیار کرنی چاہیے تاکہ اصلیت کے ساتھ مطابقت رہے۔

rekhta.com

حریص و جہاں سوز و سرکش مباش	۱	زخاک آفریدندت آتش مباش
حریص اور جہاں سوز اور سرکش نہ بن		انہوں نے تجھے خاک سے پیدا کیا ہے آگ نہ بن
چوں گردن کشید آتش ہولناک	۲	بہ بیچارگی تن بینداخت خاک
جب بھی ہولناک آگ نے تکبر کیا ہے		خاک نے عاجزی سے اپنا بدن گرا دیا ہے
چو ایں سرفرازی نمود آں کمی	۳	ازیں دیو کردند ازآں آدمی
چونکہ اس نے تکبر دکھایا اور اس نے فروتنی دکھائی		اس سے شیطان بنایا اس سے آدمی بنایا

حکایت[۴] دریں معنیٰ

قطعہ اسی بیان میں

یکے قطرہ باراں زابرے چکید	۵	خجل شد چو پہنائے دریا بدید
بارش کا ایک قطرہ بادل سے ٹپکا		جب سمندر کی چوڑائی دیکھی شرمندہ ہوا
کہ جائیکہ دریاست من کیستم	۶	گر او ہست حقا کہ من نیستم
کہ جس جگہ سمندر ہے میں کیا ہوں		اگر وہ ہے تو یقیناً میں نہیں ہوں
چو خود را بچشم حقارت بدید	۷	صدف در کنارش بجاں پرورید
جب اس نے اپنے آپ کو حقارت سے دیکھا		سیپی نے اس کی اپنی گود میں دل سے پرورش کی
سپہرش بجائے رسانید کار	۸	کہ شد نامور لؤلوئے شاہوار
آسمان نے اس کا کام اس جگہ پہنچایا		کہ بادشاہ کے لائق نامور موتی بنا
بلندی بداں یافت کو پست شد	۹	در نیستی کوفت تا ہست شد
بلندی اسی کو حاصل ہوئی جو پست ہوا		نیستی کا دروازہ کھٹکھٹایا یہاں تک کہ ہست ہوگیا

(۱) حریص: لالچی۔ جہاں سوز: جہان کو جلانے والا۔ سرکش: سر کھینچنے والا، متکبر۔ مباش: مت ہو۔ زخاک: مٹی سے۔ آفریدندت: انہوں نے تجھ کو پیدا کیا۔ آتش: آگ۔ مباش: مت ہو۔ (۲) چوں: جب۔ کشید: کھینچی۔ آتش ہولناک: خطرناک آگ۔ بیچارگی: عاجزی۔ تن: جسم۔ بینداخت: ڈال دیا۔ خاک: مٹی۔ (۳) چوں: جب۔ ایں: یہ۔ سرفرازی: سربلندی۔ نمود: اس نے دکھائی۔ آں: وہ۔ کمی: عاجزی۔ ازیں: اس سے۔ دیو: شیطان۔ کردند: کیا انہوں نے۔ ازآں: اس سے۔ (۴) دریں معنیٰ: اسی معنیٰ میں یا عنوان میں۔ (۵) یکے: ایک۔ باراں: بارش کا قطرہ۔ زابرے: کسی بادل سے۔ چکید: ٹپکا۔ خجل: شرمندہ۔ شد: ہوا۔ چو: جب۔ پہنائے دریا: دریا کی چوڑائی۔ بدید: دیکھی اس نے۔ (۶) جائیکہ: جس جگہ کہ۔ ست: ہے۔ من: میں۔ کیستم: کون ہوں۔ او ہست: وہ ہے۔ حقا: یقیناً۔ من: میں۔ نیستم: نہیں ہوں۔ (۷) چو: جب۔ خودرا: اپنے آپ کو۔ بچشم حقارت: حقارت کی نظر سے۔ بدید: اس نے دیکھا۔ صدف: سیپ۔ درکنارش: اپنی گود میں۔ بجاں: جان کے ساتھ۔ پرورید: اس نے پالا۔ (۸) سپہرش: آسمان نے اس کو۔ بجائے: اس جگہ تک۔ رسانید: پہنچایا۔ کار: کام۔ شد: ہوگیا۔ نامور: مشہور۔ لؤلوئے شاہوار: بادشاہوں کے لائق موتی۔

(۹) بداں: اس وجہ سے۔ یافت: پائی اس نے۔ کو: کہ وہ۔ پست شد: نیچا ہوگیا۔ در نیستی: نیستی کا دروازہ۔ کوفت: اس نے کوٹا۔ تا: یہاں تک کہ۔ ہست شد: ہست ہوگیا۔

تشریح (۱) شیطان ناری ہے۔ اس لیے اس نے سرکشی کی ہے۔ انسان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ سرکش اور جہاں سوز بنے۔ (۲) شیطان کا مادہ آگ ہے۔ اس لیے اسے اس کی اصلیت کے مطابق (اللہ تعالیٰ نے) مقام دیا۔ اور انسان خاکی ہے۔ اس لیے اسے اس کی مناسبت سے اشرف المخلوقات بنایا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کو عاجزی پسند ہے۔ اس لیے انسان اپنی اصلیت کے باعث اشرف المخلوقات کا مقام پاگیا۔ جبکہ شیطان جبلی مناسبت سے شیطنت کے مقام پر فائز ہوگیا۔ (۴) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس انسان میں عاجزی کا عنصر پایا جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ بلند مقام کے اوج وثریا کو چھوتا ہے۔ (۵) جب بارش کا قطرہ سمندر میں گرا تو اسے اپنی کم مائیگی پر شرمندگی اٹھانی پڑی۔ کیونکہ سمندر اپنی وسعت و گہرائی کے اعتبار سے بہت بڑا تھا۔ (۶) وہ (بارش کا قطرہ) اپنی حقارت کا اعتراف کرتے ہوئے سوچنے لگا کہ سمندر کی وسعت و گہرائی کے بالمقابل میری تو کوئی اہمیت وحیثیت نہیں۔

(۷) جب اس (بارش کے قطرے) نے بحر بیکراں میں گر کر خود کو حقارت کی نظر سے دیکھا تو قدرت کو اس (بارش کے قطرے) کا عجز پسند آیا۔ سیپ میں ڈال کر موتی بنا دیا۔ (۸) آسمان نے اس (بارش کے قطرے) کا ایسا کام بنایا کہ وہ بادشاہوں کے گلے کا ہار بن گیا۔ (۹) اس (بارش کے قطرے) نے قدرت کے سامنے عاجزی کا اظہار واقرار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا قیمتی بنایا کہ اس کی ہستی شہرۂ آفاق ہوگئی۔

marfat.com

حکایت در معنی نظر مردانِ حق در خویشتن بحقارت

مردانِ حق کا اپنے آپ کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کے بیان میں

جوانے خردمند پاکیزہ بوم	۲	ز دریا بر آمد بدر بند روم
پاک طبیعت ایک عقل مند نوجوان		دریائے روم کی بندرگاہ پر آیا
درو فضل دیدند و فقر و تمیز	۳	نہادند رختش بجائے عزیز
لوگوں نے اس میں بزرگی اور فقر اور تمیز دیکھی		اس کے سامان کو باعزت جگہ پر رکھا
سر صالحاں گفت روزے بمرد	۴	کہ خاشاک مسجد بیفشاں گرد
ایک روز اس مرد سے نیکوں کے سردار نے کہا		کہ مسجد کی خاک اور گرد جھاڑ دے
ہماں کیں سخن مرد رہرو شنید	۵	بروں رفت و بازش کس آنجا ندید
سالک مرد نے جیسے ہی یہ بات سنی		باہر چلا گیا اور پھر کسی نے اسکو اس جگہ نہ دیکھا
براں حمل کردند یاران و پیر	۶	کہ پروائے خدمت ندارد فقیر
یاروں اور بزرگ نے اس پر محمول کیا		کہ فقیر خدمت گزاری کی رغبت نہیں کرتا
دگر روز خادم گرفتش براہ	۷	کہ ناخوب کردی برائے تباہ
خادم نے دوسرے دن اسکو راستہ میں پکڑ لیا		کہ برباد رائے کی وجہ سے تو نے بہت برا کیا
ندانستی اے کودکِ خود پسند	۸	کہ مردان ز خدمت بجائے رسند
اے متکبر لڑکے تو یہ نہ سمجھا		کہ لوگ خدمت ہی کی وجہ سے کسی مرتبے پر پہنچتے ہیں
گرستن گرفت از سرِ صدق و سوز	۹	کہ اے یارِ جاں پرور دل فروز
اس نے سچائی اور سوز کی وجہ سے رونا شروع کر دیا		کہ اے جان کو پرورش کرنے والے دل کو روشنی کرنے والے
نہ گرد اندراں بقعہ دیدم نہ خاک	۱۰	من آلودہ بودم دراں جائے پاک
اس سرزمین میں میں نے نہ گرد دیکھی نہ خاک		اس پاک جگہ میں میں ہی خاک آلودہ تھا

(۱) نظر مردانِ حق: اللہ والوں کی نظر۔ در خویشتن: اپنے آپ میں۔ بحقارت: حقارت کے ساتھ۔
(۲) جوانے: ایک جوان۔ خردمند: عقل مند۔ پاکیزہ بوم: پاکیزہ اصل والا۔ بر آمد: آیا۔ بدر بند روم: روم کی بندرگاہ میں۔ (۳) درو: اس میں۔ فضل: علم۔ دیدند: انہوں نے دیکھا۔ فقر: درویشی۔ تمیز: پہچان۔ نہادند: رکھا انہوں نے۔ رختش: اس کا سامان۔ بجائے عزیز: عزت کی جگہ۔
(۴) سر صالحاں: نیکوں کا سردار یعنی امام مسجد۔ گفت: اس نے کہا۔ روزے: ایک دن۔ بمرد: مرد کو۔ خاشاک مسجد: مسجد کا کوڑا۔ بیفشاں: جھاڑ۔ (۵) ہماں کیں: اسی وقت جبکہ یہ۔ سخن: بات۔ مرد رہرو: مسافر مرد۔ شنید: اس نے سنا۔ بروں رفت: باہر چلا گیا۔ بازش: پھر اس کو۔ کس: کسی نے۔ آنجا: اس جگہ۔ ندید: نہ دیکھا۔ (۶) براں: اس پر۔ حمل کردند: محمول کیا۔ یاراں: جمع یار۔ پیر: بزرگ۔ پروائے خدمت: خدمت کی ضرورت۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ فقیر: درویش۔ (۷) دگر روز: دوسرے دن۔ گرفتش: اس کو پکڑ لیا۔ براہ: راستے میں۔ ناخوب: برا۔ کردی: کیا تو نے۔ برائے تباہ: غلط رائے کی وجہ سے۔
(۸) ندانستی: نہیں جانا تو نے۔ کودک: بچہ۔ خود پسند: اپنے آپ کو پسند کرنے والا۔ مرداں: جمع مرد۔ بجائے: کسی جگہ کو یا مرتبے کو۔ رسند: پہنچے ہیں۔ (۹) گرستن: رونا۔ گرفت: شروع کیا۔ از سر صدق و سوز: سوز اور سچائی کے خیال سے۔ جاں پرور: جان کو پالنے والا۔ دل فروز: دل کو روشن کرنے والا۔ (۱۰) اندراں بقعہ: اس قطعہ میں۔ دیدم: میں نے دیکھی۔ خاک: مٹی۔ من: میں۔ آلودہ: لتھڑا ہوا۔ بودم: تھا میں۔ دراں جائے: اس جگہ میں۔

تشریح (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے خود کو حقیر و فقیر سمجھتے ہیں۔ وہ (حقیقی لوگ) حق تعالیٰ کے سامنے اپنی ہستی مٹا دیتے ہیں۔ (۲) ایک پاکیزہ صفت نوجوان سمندری راستے سے روم کی بندرگاہ پر (بحیثیت نووارد) براجمان ہوا۔ (۳) چونکہ وہ (نوجوان) علم و فضل اور فقر میں امتیازی شان رکھتا تھا۔ اس لیے اس کا مال و متاع باوقار طریقے سے پورے اعزاز کے ساتھ رکھوایا گیا۔ (۴) ایک دن مسجد کے پیشوا نے اسے (نوجوان کو) مسجد کی صفائی ستھرائی کے حوالے سے جھاڑ پھونک کرنے کو کہہ دیا۔ (۵) اس (نوجوان) نے جونہی یہ سنا، وہاں (مسجد) سے ایسا غائب ہوا کہ پھر کبھی نظر نہ آیا۔ (۶) لوگوں نے سمجھا کہ یہ (پاکیزہ صفت نوجوان) فقیر منش آدمی ہے۔ اس لیے وہ خدمت کے رموز و اسرار سے ناآشنا ہوگا۔ (۷) اگلے روز وہ (نوجوان) خادم مسجد کو بازار میں ملا تو اس (خادم مسجد) نے اسے (نوجوان کو) مسجد کی صفائی نہ کرنے پر عار دلائی۔ (۸) اس (خادم مسجد) نے کہا کہ اگر تجھ (نوجوان) میں بچپنا پن نہ ہوتا تو جان لیتا کہ خدمت میں عظمت ہوتی ہے۔ (۹) وہ (نوجوان) صدق و سوز کے باعث زار و قطار رونے لگا اور اسے (خادم مسجد کو) کہا کہ اے دل روشن (فروز) دوست (میری بات سن)۔ (۱۰) مجھے (نوجوان کو) تو مسجد میں کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے مسجد گرد آلود ہو۔ ماسوائے میرے۔ یعنی مسجد میں آلودگی صرف میری وجہ سے تھی۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
گرفتم قدم لاجرم باز پس	۱	کہ پاکیزہ مسجد بہ از خاک و خس
لامحالہ میں نے قدم واپس لے لیا		کیونکہ مسجد خاک اور تنکوں سے صاف بہتر ہے
بلندیت باید تواضع گزیں	۲	کہ ایں بام را نیست سلم جزایں
اگر تجھے بلندی درکار ہے تو تواضع برت		اسلئے کہ اس بالاخانہ کیلئے اسکے علاوہ کوئی سیڑھی نہیں ہے

حکایت سلطان بایزید بسطامی قدس اللہ سرّہٗ در تواضع

تواضع کے معاملہ میں سلطان بایزید بسطامیؒ کا قصہ

مصرع اول		مصرع دوم
شنیدم کہ وقتے سحرگاہ عید	۴	زگرما بہ آمد بروں بایزیدؒ
میں نے سنا ہے کہ عید کی صبح کو		بایزیدؒ غسل خانے سے باہر نکلے
یکے طشت خاکستر ش بے خبر	۵	فرو ریختند از سرائے بسر
بے خبری کی حالت میں راکھ کا ایک طشت		ان کے سر پر لوگوں نے ایک گھر سے گرا دیا
ہمے گفت ژولیدہ دستار و موئے	۶	کف دست شکرانہ مالاں بروئے
وہ کہہ رہے تھے اور انکی دستار اور داڑھی الجھی ہوئی تھی		وہ شکرانہ کا ہاتھ منہ پر مل رہے تھے
کہ اے نفس من در خورِ آتشم	۷	بخاکسترے روئے درہم کشم
کہ اے نفس! میں دوزخ کے قابل ہوں		ذرا سی راکھ سے منہ کیوں بناؤں
بزرگاں نکردند در خود نگاہ	۸	خدا بینی از خویشتن بیں مخواہ
بزرگوں نے کبھی اپنا دھیان نہیں کیا		خود بین سے خدا بینی کی امید نہ رکھ
بزرگی بناموس و گفتار نیست	۹	بلندی بدعویٰ و پندار نیست
بزرگی عزت اور کہنے سے نہیں ہے		بڑائی دعویٰ اور غرور سے نہیں ہے
قیامت کسے بینی اندر بہشت	۱۰	کہ معنیٰ طلب کرد و دعویٰ بہشت
قیامت کے دن تو اس شخص کو بہشت میں دیکھے		جس نے حقیقت چاہی اور دعویٰ کو چھوڑا

گرفتم: لے لیے میں نے۔ لاجرم: لامحالہ۔ بازپس: واپس۔ بہ: بہتر۔ خاک و خس: مٹی اور تنکے۔ (۲) بلندیت: تجھ کو بلندی۔ باید: چاہیے۔ تواضع: عاجزی۔ گزیں: اختیار کر۔ ایں بام را: اس مکان کو۔ نیست: نہیں ہے۔ سلم: سیڑھی۔ جزایں: اس کے سوا۔
(۳) سلطان: بادشاہ۔ بایزید بسطامیؒ: ایک ولی کامل کا نام جو بسطام کے رہنے والے تھے۔ قدس اللہ سرہٗ: اللہ اس کے باطن کو پاک کرے۔ (۴) شنیدم: میں نے سنا۔ وقتے: ایک وقت۔ سحرگاہ: صبح کا وقت۔ گرمابہ: حمام۔ آمد: آیا۔ بروں: باہر۔ بایزیدؒ: نام ولی۔
(۵) یکے: ایک۔ طشت خاکستر: راکھ کی تھالی۔ ش: اس کے سر کے ساتھ ملحق ہے۔ فرو ریختند: گرائی انہوں نے۔ از سرائے: ایک مکان سے۔ بسر: یعنی تک کہ اس کے سر پر۔ (۶) ہمے گفت: کہہ رہا تھا۔ ژولیدہ: بکھرا ہوا۔ دستار: پگڑی۔ موئے: بال۔ کف دست شکرانہ: شکریے کے ہاتھ کی ہتھیلی۔ مالاں: ملتے ہوئے۔ بروئے: چہرے پر۔ (۷) تن: میں۔ در خورِ آتشم: آگ کے لائق ہوں۔ بخاکسترے: تھوڑی راکھ سے۔ روئے: چہرہ۔ درہم: آپس میں۔ کشم: کھینچوں میں۔ (۸) نکردند: نہیں کی انہوں نے۔ در خود: اپنے آپ میں۔ خدا بینی: خدا کو دیکھنا۔ خویشتن بیں: اپنے آپ کو دیکھنے والا۔ مخواہ: مت چاہو۔
(۹) بزرگی: بڑائی۔ بناموس: عزت سے۔ گفتار: بات چیت۔ نیست: نہیں ہے۔ پندار: غرور۔ (۱۰) قیامت: حساب کتاب کا دن۔ کسے: اس شخص کو۔ بینی: دیکھے گا تو۔ اندر بہشت: بہشت میں۔ معنیٰ: حقیقت۔ طلب کرد: طلب کی اس نے۔ بہشت: چھوڑ دیا۔

تشریح: (۱) چنانچہ میں (نوجوان) فی الفور اپنی آلودگی کو اپنے ساتھ لیے مسجد سے باہر نکل آیا۔ کیونکہ مسجد تو پاکیزہ مقام ہے۔ اس میں آلودگی کا کیا کام؟ (۲) بلند مقام حاصل کرنے کے لیے عجز و انکساری اختیار کرنی چاہیے۔ ؎ مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے۔ نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تواضع و انکساری کے ثمرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۴) میں (الشیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن حضرت بایزید بسطامیؒ حمام سے غسل کر کے نکلے۔ (۵) کسی نے لاعلمی و بے خبری کے باعث اپنے بالاخانے سے راکھ کا تھال نیچے کی طرف انڈیل دیا جو ان (حضرت بایزید بسطامیؒ) کے سر پر آگرا۔ (۶) ان (حضرت بایزید بسطامیؒ) کی پگڑی اور بال راکھ سے آلودہ ہو گئے۔ چنانچہ وہ (بایزیدؒ) اپنے چہرے پر بطور تشکر ہاتھ ملتے ہوئے کہنے لگے۔ (۷) انہوں (حضرت بایزید بسطامیؒ) نے اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے ناپاک نفس! تو تو اس قابل ہے کہ تجھ پر آگ گرائی جاتی۔ تو نے راکھ گرنے سے بُرا کیوں منایا۔ (۸) متقی و پرہیزگار لوگ عاجزی کے پیکر ہوتے ہیں۔ وہ خود کو کوئی مقام نہیں دیتے۔ اس لیے وہ عارف باللہ ہوتے ہیں۔ خود بین شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ (۹) لوگوں کے اعزاز دینے یا خود ستائی کرنے سے بزرگی کا مقام حاصل نہیں ہوتا۔ کبر و غرور اور دعووں سے بلند مرتبہ کا حصول ناممکن ہے۔ (۱۰) روز حشر میں جنت کے داخلے کا فیصلہ اسی کے حق میں ہوگا جو کبر و غرور سے پاک ہوگا۔ جس کے پاس عملی حقیقت ہوگی۔

marfat.com

#	مصرع اول	مصرع دوم
۱	تواضع سر رفعت افرازدت	تکبر بخاک اندر اندازدت
	تواضع تیرے بلندی کے سر کو اونچا کریگی	تکبر تجھے خاک میں ملائے گا
۲	بگردن فتد سرکش تندخوے	بلندیت باید بلندی مجو
	متکبر بد مزاج سر کے بل گرتا ہے	اگر تجھے بلندی چاہیئے تو بلندی نہ تلاش کر

گفتار در عجب و عاقبت آں و شکستگی و برکت آں

کہاوت تکبر اور اس کے انجام و کسر نفسی اور اسکی برکت کے بیان میں

#	مصرع اول	مصرع دوم
۳	ز مغرور دنیا رہ دیں مجو	خدا بینی از خویشتن بیں مجو
	دنیا کے مغرور سے دین کا راستہ نہ چاہ	خود بین سے خدا بینی نہ تلاش کر
۵	گرت جاہ باید مکن چوں خساں	بچشم حقارت نگہ در کساں
	اگر تجھے مرتبہ درکار ہے تو کمینوں کی طرح	حقارت کی آنکھ سے لوگوں کو نہ دیکھ
۶	گماں کے برد مردم ہوشمند	کہ در سر گرانیست قدر بلند
	ہوشمند انسان کب خیال کر سکتا ہے	کہ تکبر میں بڑا مرتبہ ہے
۷	ازیں نامور تر محلے مجو	کہ خوانند خلقت پسندیدہ خو
	اس سے زیادہ نامور مقام تلاش نہ کر	کہ لوگ تجھے پسندیدہ عادت کہیں
۸	نہ گر چوں توئی بر تو کبر آورد	بزرگش نہ بینی بچشم خرد
	کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تجھ جیسا تجھ سے تکبر کرے	تو عقل کی آنکھ سے اس کو بڑا نہ دیکھے گا
۹	تو نیز ار تکبر کنی ہمچناں	نمائی کہ پیشت تکبر کناں
	تو بھی اگر تکبر کرے گا اسی طرح	نظر آئے گا جیسا کہ تیری نگاہ میں متکبر
۱۰	چو استادۂ در مقام بلند	بر افتادہ گر ہوشمندی مخند
	جب تو کسی بلند مقام پر کھڑا ہے	اگر تو عقلمند ہے کسی گرے ہوئے کی ہنسی نہ اڑا

(۱) تواضع، عاجزی۔ سر رفعت، بلندی کا سر۔ افرازدت، بلند کرے تجھ کو۔ بخاک، مٹی میں۔ اندازدت، ڈالے تجھ کو۔ (۲) بگردن، گردن کے بل۔ فتد، گر پڑتا ہے۔ سرکش، متکبر۔ تندخو، سخت طبع، بد مزاج۔ بلندیت، بلندی تجھ کو۔ باید، چاہیئے۔ مجو، مت ڈھونڈ یعنی لوگوں کے سامنے اس کا اظہار یا تقاضا نہ کر۔ (۳) گفتار، بات۔ عجب، خود پسندی۔ عاقبت آں، اس کا انجام۔ شکستگی، عاجزی اور گراوٹ۔ برکت آں، اس کی برکت۔ (۴) ز مغرور دنیا، دنیا کا مغرور۔ رہ دیں، دین کا راستہ۔ مجو، مت ڈھونڈ۔ خدا بینی، خدا کو دیکھنا۔ خویشتن بین، اپنے آپ کو دیکھنے والا۔ (۵) گرت، اگر تجھ کو۔ جاہ، مرتبہ۔ باید، چاہیئے۔ مکن، مت کر۔ چوں خساں، کمینوں کی طرح۔ بچشم حقارت، حقارت کی آنکھ سے۔ نگہ، نظر۔ در کساں، لوگوں میں۔ (۶) گماں، خیال۔ کے، کب۔ برد، لے جاوے۔ مردم ہوشمند، ہوش والا آدمی۔ در سر گرانیست، تکبر میں ہے۔ قدر بلند، بلند مرتبہ۔ (۷) ازیں نامور تر، اس سے زیادہ نام والا۔ محلے، مقام۔ مجو، مت ڈھونڈھ۔ خوانند، کہیں لوگ۔ خلقت، مخلوق۔ پسندیدہ خو، اچھی عادت والا۔ (۸) نہ، نہیں۔ چوں توئی، تیرے جیسا۔ بر تو، تیرے اوپر۔ کبر آورد، تکبر لاوے۔ بزرگش، اس کو بزرگ۔ نہ بینی، نہ دیکھے تو۔ بچشم خرد، عقل کی آنکھ سے۔ (۹) نیز، بھی۔ ار، اگر۔ کنی، کرے تو۔ ہمچناں، ویسے ہی۔ نمائی، دکھائی دیوے گا۔ پیشت، جیسا کہ تیرے سامنے۔ تکبر کناں، تکبر کرنیوالے۔ (۱۰) چو، جب۔ استادہ، کھڑا ہے تو۔ مقام بلند، اونچی جگہ۔ بر افتادہ، گرے ہوئے پر۔ ہوشمندی، تو ہوش والا ہے۔ مخند، مت ہنس۔

تشریح: (۱) عاجزی سربلندی کا سرچشمہ ہے۔ تکبر انسان کو ہمیشہ خاک میں ملا دیتا ہے۔ کیونکہ متکبر اللہ تعالیٰ کی چادر کھینچتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دیتا ہے۔ (۲) بد مزاج متکبر کو سرکشی گردن کے بل گرا دیتی ہے۔ بلند مرتبہ حاصل کرنے کے لیے عاجزی اختیار کرنی چاہیئے۔ بلندی کو تلاش نہیں کرنا چاہیئے۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ خود پسندی و سرکشی کا انجام غلط اور برا نکلتا ہے۔ جبکہ عاجزی ایک مبارک چیز ہے۔ (۴) جو شخص دنیوی عیش و طرب میں بدمست ہو۔ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ خود پسند آدمی اللہ تعالیٰ کی معرفت سے لاعلم ہے۔ (۵) کمینہ صفت لوگ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ جو لوگ جسم مرتبہ چاہتے ہیں۔ وہ خود کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ (۶) دانشمندی یہ ہے کہ غرور و تکبر سے بلند مرتبے کا حصول ناممکن ہے۔ یہ تو عجز و انکساری سے حاصل ہوتا ہے۔ (۷) اگر کوئی شخص لوگوں کی نظروں میں باوقار اور نیک طبع متصور ہوتا ہے۔ تو اس کے لیے اتنا کافی ہے۔ اس مقام سے بلند تر مقام کا متلاشی نہیں ہونا چاہیئے۔ (۸) یہ ایک فطری امر ہے کہ جو شخص تجھے حقیر جانے تو تو اس کی بزرگی کے نغمے نہیں الاپے گا۔ بلکہ تو بھی اسے حقیر ہی سمجھے گا۔ (۹) اسی طرح جب تو تکبر کرے گا تو لوگ تجھے بھی حقیر ہی سمجھیں گے۔ (کیونکہ تکبر انسان کو ذلت و رسوائی کی انتہائی گہرائی میں لے جاتا ہے۔) (۱۰) بلند مقام پر فائز کو چاہیئے کہ وہ ان لوگوں کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھے جو پستی کی وجہ سے پامال ہوتے رہتے ہیں۔

marfat.com

بسا ایستادہ درآمد زپائے	۱	کہ افتادگانش گرفتند جائے
بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ کھڑا ہوا گرا		کہ گرے ہوؤں نے اس کی جگہ لے لی ہے
گرفتم کہ خود ہستی از عیب پاک	۲	تعنت مکن بر من عیب ناک
میں نے مانا تو خود عیب سے پاک ہے		لیکن مجھ عیب دار پر سرکشی نہ کر
یکے حلقۂ کعبہ دارد بدست	۳	یکے در خراباتے افتادہ مست
ایک کعبہ کا حلقہ ہاتھ میں پکڑے ہے		ایک شراب خانہ میں مست پڑا ہے
گر آں را بخواند کہ نگذاردش	۴	در ایں را براند کہ باز آردش
اگر وہ اسکو طلب کرے تو کون ہے جو اسکو آنے نہ دیگا		اور اگر اسکو نکال دے کون اس کو واپس لاسکے گا
نہ مستظہر ست ایں باعمال خویش	۵	نہ آں را در توبہ بستست پیش
نہ یہ اپنے اعمال کی بدولت طاقت ور ہے		نہ اس کے سامنے توبہ کا دروازہ بند ہے

حکایت عیسیٰ علیہ السلام[6] و عابد ناپارسا

عیسیٰ علیہ السلام اور بدعبادت گذار کا قصہ

شنیدستم از راویان کلام	۷	کہ در عہد عیسیٰ علیہ السلام
میں نے بات نقل کرنے والوں سے سنا ہے		کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں
یکے زندگانی تلف کردہ بود	۸	بجہل و ضلالت سر آوردہ بود
ایک شخص نے عمر ضائع کی تھی		نادانی اور گمراہی میں سر بر آوردہ تھا
دلیرے سیاہ نامۂ سخت دل	۹	ز ناپاکی ابلیس ازوئے خجل
ایسا دلیر سیاہ نامۂ اعمال والا سخت دل		کہ اسکی ناپاکی کی وجہ سے شیطان بھی اس سے شرمندہ تھا
بسر بردہ ایام بے حاصلے	۱۰	نیاسودہ تا بودہ ازوے دلے
اس نے بے نتیجہ زندگی گزاری تھی		جب سے پیدا ہوا تھا اس سے کسی دل نے آرام نہ پایا تھا

(۱) بسا: بہت سے۔ ایستادہ: کھڑا ہوا۔ درآمد: گر پڑا۔ زپائے: پاؤں سے۔ افتادگانش: گرے ہوؤں نے ان کی۔ گرفتند: لے لی۔ جا: جگہ۔ (۲) گرفتم: میں نے مانا۔ ہستی: ہے تو۔ از عیب: عیب سے۔ تعنت: دشمنی مراد پردہ دری۔ مکن: مت کر۔ من عیب ناک: میں عیب دار۔ (۳) یکے: ایک شخص۔ حلقۂ کعبہ: کعبہ کا ہاتھ۔ دارد: رکھتا ہے۔ بدست: ہاتھ میں۔ یکے: ایک۔ در خراباتے: کسی شراب خانے میں۔ افتادہ: پڑا ہوا۔ (۴) آں را: اس کو۔ بخواند: بلالے۔ کہ: کون۔ نگذاردش: نہیں چھوڑے گا اس کو۔ در ایں را: اور اگر اس کو۔ براند: ہٹا دے۔ کہ: کون۔ باز آردش: اسے واپس لادے۔ (۵) مستظہر: قوت حاصل کرنیوالا۔ ست: ہے۔ ایں: یہ۔ باعمال خویش: اپنے عملوں سے۔ آں را: اس کو۔ در توبہ: توبہ کا دروازہ۔ بستست: بند ہے۔ پیش: سامنے۔ (۶) عیسیٰ علیہ السلام: مشہور پیغمبر جو حضرت مریم کے بطن مبارک سے معجزۂ قدرت کے طور پیدا ہوئے تھے اور ان کا باپ نہیں تھا۔ عابد: عبادت کرنے والا۔ ناپارسا: غیر پرہیزگار۔ (۷) شنیدستم: میں نے سنا ہے۔ راویان کلام: بات کے نقل کرنے والے۔ عہد: زمانہ۔ عیسیٰ علیہ السلام: پیغمبر جن کی اُمت کو نصاریٰ کہا جاتا ہے۔ (۸) یکے: ایک۔ تلف: برباد کردہ بود: کیے ہوئے تھا۔ بجہل و ضلالت: جہالت اور گمراہی میں۔ سر آوردہ: انتہا کو پہنچا ہوا۔ (۹) دلیرے: نڈر۔ سیاہ نامہ: جس کا نامۂ عمل سیاہ تھا۔ ابلیس: شیطان۔ ازوئے: اس سے۔ خجل: شرمندہ۔ (۱۰) بسر بردہ: بسر کیے ہوئے۔ ایام: جمع یوم دن۔ بے حاصل: بے کار۔ نیاسودہ: نہ آرام پایا۔ تا بودہ: جب تک وہ رہا۔ ازوے: اس سے۔ دلے: کسی دل نے۔

تشریح: (۱) دنیا میں یہ منظر بخوبی دیکھنے میں آیا ہے کہ بلندی پر کھڑے لوگ پستی کے اندھیروں میں گمنام ہوجاتے ہیں اور پستی میں پامال ہونے والے بلند مقام پر ہوتے ہیں۔ (۲) زہد و تقویٰ کے باعث عیوب سے پاک شخص کو چاہیے کہ وہ گناہوں کے پتلے عیب دار آدمی کو طشت از بام نہ کرے۔ (۳) دنیا میں دو طرح کے آدمی ہیں ایک بیت اللہ میں دُعائیں مانگ رہا ہوتا ہے دوسرا شراب خانے میں نشہ کی حالت میں بدمست ہے۔ (۴) وہ بے نیاز ذات کسی ناخو کو اسکے فخر کی وجہ سے اپنے در سے دھتکار دے اور کسی گناہگار کو اپنے دروازے پر لے آئے تو کسی کی کیا مجال کہ دم مار سکے۔ (۵) نیکو کار اپنے اعمال کی وجہ سے قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ یہ محض بے نیاز کا التفات و توفیق پر منحصر ہے۔ گناہگار خطاؤں کی وجہ سے دُور نہیں۔ یہ اس نظر اندازی کے سبب ہے (۶) عنوان۔ اس حکایت میں حضرت عیسیٰ ؑ اور گنہگار عابد کے حوالے سے خود پسندی سے انسان کی اخروی تباہی اور عاجزی کے باعث آخرت میں کامیابی کا راز بتایا گیا ہے۔ (۷) میں (شیخ سعدیؒ) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا واقعہ کلام کے راویوں سے سنا ہے۔ (۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص ایسا بھی تھا جس نے جہالت و گمراہی کی وجہ سے اپنی زندگی برباد کردی تھی۔ (۹) وہ سخت گناہگار شخص خطا کاریوں اور گمراہ کن راہوں پر اتنا آگے جاچکا تھا کہ شرمندگی کے مارے اس نے شیطان کو بھی مات کردیا۔ (۱۰) اس سخت گنہگار کی زندگی کا کوئی ماحصل نہیں تھا۔ اس موذی کی تکلیف اور دل شکنی سے کوئی شخص محفوظ نہیں تھا۔

marfat.com

۱	سرش خالی از عقل و پُر ز احتشام	شکم فربہ از لقمہ ہائے حرام
	اس کا دماغ عقل سے خالی اور تکبر سے پُر تھا	حرام لقموں سے پیٹ موٹا تھا
۲	بناراستی دامن آلودۂ	بناداشتی دودہ اندودۂ
	غلط کاری سے دامن آلودہ تھا	بُری باتوں کی وجہ سے خاندان کو بدنام کنندہ تھا
۳	نہ پائے چو بینندگاں راست رَو	نہ گوشے چو مردم نصیحت شنو
	نہ تو اس کا قدم دیکھ بھال کرنے والوں کی طرح سیدھا چلنے والا تھا	نہ نصیحت سننے والے انسانوں کا سا کان تھا
۴	چو سال بد از وے خلائق نفور	نمایاں بہم چوں مہِ نو ز دور
	بُرے سال کی طرح مخلوق اس سے نفرت کرنے والی تھی	پہلی رات کے چاند کی طرح دور سے ایک دوسرے کیلئے نمایاں تھا
۵	ہوا و ہوس خرمنش سوختہ	جوئے نیک نامی نیندوختہ
	ہوا اور ہوس نے اس کا خرمن جلا دیا تھا	اس نے نیک نامی کا ایک جَو بھی جمع نہ کیا تھا
۶	سیہ نامہ چنداں تنعم براند	کہ در نامہ جائے نبشتن نماند
	اس سیاہ اعمال نامہ والے نے اس قدر عیش پرستی کی تھی	کہ نامہ اعمال میں لکھنے کی جگہ نہ رہی تھی
۷	گنہگار و خود رائے شہوت پرست	بغفلت شب و روز مخمور و مست
	گنہگار اور خود رائے اور شہوت پرست تھا	رات دن غفلت سے نشہ میں اور مست تھا
۸	شنیدم کہ عیسیٰ درآمد ز دشت	بمقصورۂ عابدے برگذشت
	میں نے سنا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جنگل سے تشریف لائے	ایک عبادت گزار کے حجرے کے پاس سے گزرے
۹	بزیر آمد از غرفہ خلوت نشین	بپایش درافتاد سر بر زمین
	گوشہ تنہائی میں بیٹھنے والا بالاخانہ سے نیچے اترا	زمین پر سر رکھ کر ان کے قدموں پر گر پڑا
۱۰	گنہگار برگشتہ اختر ز دور	چو پروانہ حیران در ایشاں ز نور
	پھرے ہوئے ستارے والا گنہگار دور ہی سے	پروانہ کی طرح ان کے نور سے حیران تھا

(۱) سرش: اس کا سر۔ پُر ز احتشام: تکبر سے بھرا ہوا۔ شکم: پیٹ۔ فربہ: موٹا۔ لقمہ ہائے حرام: حرام روزی۔ (۲) بناراستی: جھوٹ سے۔ دامن آلودہ: تھڑے ہوئے دامن والا۔ بناداشتنی: نہ رکھنے والی صفات سے۔ دودہ: خاندان۔ اندودہ: بدنام کئے ہوئے۔ (۳) پائے: پاؤں۔ چوں: مثل۔ بینندگان: دیکھنے والا۔ راست رو: سیدھا چلنے والا۔ گوشے: کان۔ چو مردم: لوگوں کی طرح۔ نصیحت شنو: نصیحت سننے والا۔ (۴) چو: مثل۔ سالِ بد: بُرا سال۔ از وے: اس سے۔ خلائق: خلقت۔ نفور: نفرت کرنیوالا۔ نمایاں: ظاہر۔ بہم: آپس میں۔ چوں مہ نو: نئے چاند کی طرح۔ (۵) ہوا و ہوس خرمنش: اس کا کھلیان۔ سوختہ: جلایا ہوا۔ جوئے: ایک جو۔ نیندوختہ: نہ جمع کئے ہوئے۔ (۶) سیہ نامہ: جس کا نامۂ عمل سیاہ ہو یعنی گنہگار۔ چنداں: اتنی۔ تنعم: عیش و عشرت۔ براند: چلائی۔ در نامہ: اعمال نامہ میں۔ جائے نبشتن: لکھنے کی جگہ۔ نماند: نہ رہی۔ (۷) خود رائے: اپنی رائے پر اڑنے والا۔ شہوت پرست: شہوت رانی کرنے والا۔ شب و روز: رات اور دن۔ مخمور: نشہ والا۔ (۸) شنیدم: میں نے سنا۔ عیسیٰ: نام پیغمبر۔ درآمد: آیا۔ ز دشت: جنگل سے۔ مقصورہ: حجرے میں۔ عابدے: ایک عبادت گزار۔ برگذشت: گزرا۔ (۹) بزیر: نیچے۔ آمد: آیا۔ از غرفہ: بالاخانہ سے۔ خلوت نشین: تنہائی میں بیٹھنے والا۔ بپایش: اس کے پاؤں میں۔ درافتاد: گر پڑا۔ بر زمین: زمین پر۔ (۱۰) برگشتہ اختر: پھرے نصیب والا۔ چو پروانہ: پروانے کی طرح۔ در ایشاں: ان میں۔ ز نور: نور کی وجہ سے۔

تشریح: (۱) اس (گنہگار آدمی) کی کھوپڑی عقل و خرد سے خالی تھی۔ اور تکبر سے بھرپور تھی، حرام خوری کی وجہ سے اس کا پیٹ موٹا ہو چکا تھا۔ (۲) جھوٹ سے اس (گنہگار آدمی) کا دامن داغدار تھا، غلط کاریوں کی وجہ سے اپنے خاندان کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ تھا۔ (۳) صراط مستقیم پر چلنے کے لیے اس (سخت خطاکار شخص) کے پاؤں نہیں تھے۔ اور نہ ہی نصیحت آموز باتوں کے لیے وہ اپنے پاس کان رکھتا تھا۔ (۴) لوگوں میں وہ (سخت گناہگار) قحط سالی کی طرح نفرت کا نشان تھا۔ اور نئے چاند کی طرح لوگوں کی انگلیوں کا نشانہ تھا۔ (۵) حرص و ہوس میں مگن ہونے کی وجہ سے اس کے اعمال بگڑ چکے تھے۔ نیک نامی کی کوئی چیز اس (سخت گناہگار) کے پاس نہ تھی۔ (۶) عیاشیوں میں اس قدر آگے بڑھ چکا تھا کہ مزید بداعمالیوں کو لکھنے کے لیے اس کے نامۂ اعمال میں جگہ ختم ہو چکی تھی۔ (یہ صورتحال گناہوں کے حوالے سے مبالغہ ہے)۔ (۷) انتہائی ضدی، شہوت کا متوالا، غفلت کی تمام حدیں پھلانگ چکا تھا کہ دن رات غفلت کی نیند سویا رہتا تھا۔ (۸) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جنگل سے واپسی پر کسی عابد کے گھر قیام فرمایا۔ (۹) عبادت گزار شخص اپنے بالاخانے سے اتر کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قدم بوسی کرنے لگا۔
(۱۰) سخت گناہگار شخص حیرانی کے عالم میں دور کھڑا یہ تمام منظر و ماجرا اس طرح دیکھ رہا تھا، جیسے پروانہ روشنی کو دیکھتا ہے۔

marfat.com

۱	تامل بحسرت کناں شرمسار	چوں درویش در دست سرمایہ دار
	حسرت سے غور کرتا ہوا شرمندہ	جیسا کہ فقیر سرمایہ دار کے ہاتھ میں
۲	خجل زیر لب عذر خواہاں بسوز	ز شبہائے در غفلت آوردہ روز
	شرمندہ، سوز کے ساتھ چپکے چپکے عذر خواہ	ان راتوں سے جن کو غفلت میں دن کیا تھا
۳	سرشک غم از دیدہ باراں چو میغ	کہ عمرم بغفلت گذشت اے دریغ
	ابر کی طرح آنکھوں سے غم کے آنسو بہا رہا تھا	کہ ہائے افسوس میری عمر غفلت میں گذری
۴	براندا ختم نقد عمر عزیز	بدست از نکوئی نیاوردہ چیز
	پیاری عمر کا نقد میں نے برباد کر دیا	نیکی کی کوئی بات ہاتھ نہ آئی
۵	چوں من زندہ ہرگز مبادہ کسے	کہ مرگش بہ از زندگانی بسے
	خدا کرے میری طرح کوئی ایسا نہ جیئے	جس کی زندگی سے اس کا مر جانا بہتر ہو
۶	برست آنکہ در عہد طفلی بمرد	کہ پیرانہ سر شرمساری بزد
	جو بچپن میں مر گیا وہ تو چھوٹ گیا	کہ بڑھاپے کی شرمندگی اس کو نہ ہوئی
۷	گناہم بہ بخش اے جہاں آفریں	کہ گر با من آید فبئس القرین
	اے جہاں آفریں میرا گناہ بخش دے	اس لیے کہ اگر وہ میرے ساتھ رہا تو برا ساتھی ہے
۸	دریں گوشہ نالاں گنہ گار پیر	کہ فریاد حالم رس اے دستگیر
	اس کنارے میں گنہگار بوڑھا نالاں تھا	کہ اے دستگیری کرنے والے میرے حال کی فریاد رسی کر
۹	نگوں ماندہ از شرمساری سرش	رواں آب حسرت بشیب برش
	شرمندگی سے اس کا سر اوندھا تھا	حسرت کے آنسو زیر بغل جاری تھے
۱۰	وزاں نیمہ عابد سر پر غرور	ترش کردہ بر فاسق ابرو ز دور
	اور اس جانب غرور سے بھرے سر والا عابد	دور سے ہی گنہگار پر ابرو چڑھائے ہوئے تھا

(۱) تامل کناں، غور کرتا ہوا۔ بحسرت، حسرت کے ساتھ۔ شرمسار، شرمندہ۔ چوں درویش، درویش کی طرح۔ دست سرمایہ دار، سرمایہ دار کا ہاتھ۔ (۲) خجل، شرمندہ۔ زیر لب، آہستہ۔ عذر خواہاں، عذر چاہنے والا۔ بسوز، سوز کے ساتھ۔ ز شبہا، راتوں کے متعلق۔ آوردہ روز، دن کیے ہوئے۔ (۳) سرشک غم، غم کے آنسو۔ از دیدہ باراں، آنکھ سے بہنے والے۔ چو میغ، بادل کی طرح۔ عمرم، میری عمر۔ گذشت، گذر گئی۔ دریغ، افسوس۔ (۴) براندا ختم، اکھیڑ دی، برباد کر دی۔ نقد عمر، عمر کی نقدی۔ عزیز، پیاری۔ بدست، ہاتھ میں۔ از نکوئی، نیکی سے۔ نیاوردہ، نہ لایا ہوا۔ (۵) چوں من، میری طرح۔ ہرگز مبادا، ہرگز نہ ہووے۔ کسے، کوئی شخص۔ مرگش، اس کی موت۔ بہ، بہتر۔ بسے، بہت۔ (۶) برست، چھوٹ گیا۔ آنکہ، جو کہ۔ در عہد طفلی، بچپن کے زمانہ میں۔ بمرد، مر گیا۔ پیرانہ، بڑھاپا۔ شرمساری، شرمندگی۔ نبرد، نہیں لے گیا۔ (۷) گناہم، میرے گناہ۔ بہ بخش، بخش دے۔ جہاں آفریں، جہان کے پیدا کرنے والے۔ با من، میرے ساتھ۔ آید، آوے۔ فبئس القرین، تو برا ساتھی ہوگا۔ (۸) دریں گوشہ، اس کونہ میں۔ نالاں، رونے والا۔ پیر، بوڑھا۔ فریاد حالم، میرے حال کی فریاد۔ رس، پہنچ۔ دستگیر، ہاتھ پکڑنے والا۔ (۹) نگوں، اوندھا۔ ماندہ، رہا ہوا۔ سرش، اس کا سر۔ رواں، جاری۔ آب حسرت، حسرت کا پانی یعنی آنسو۔ بشیب برش، اس کی بغل کے نیچے۔ (۱۰) وزاں نیمہ، اور اس طرف سے۔ عابد، عبادت گزار۔ سر پر غرور، غرور سے بھرا ہوا سر۔ ترش کردہ، کھٹا کیے ہوئے۔ فاسق، گنہگار۔ ابرو، بھنویں۔

تشریح: (۱) جس طرح سرمایہ دار کے ہاتھ میں دولت کو درویش دیکھتا ہے اسی طرح وہ (گناہگار شخص) بھی حسرت کی نگاہ سے شرمندہ ہو کر دیکھ رہا تھا۔ (۲) وہ (گناہگار) شرمندگی کے عالم میں مگن ہو کر آہستہ آہستہ سوز دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معذرت خواہانہ انداز اختیار کر رہا تھا۔
(۳) غفلت کی وجہ سے عمر عزیز کے ضائع ہونے کا غم ایسا لاحق ہوا کہ وہ (گنہگار شخص) زار و قطار رونے لگا۔
(۴) خود کلامی کے عالم میں مست ہو کر اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ میں نے تمام عمر غفلت میں گذار دی ہے۔ نیکی نام کی کوئی چیز میرے پاس نہیں۔ (۵) جس شخص کے پاس بد اعمالیوں کے سوا کچھ نہ ہو اسے پیدا ہوتے ہی مر جانا چاہیے۔ اللہ کرے مجھ جیسا بدکار دنیا میں کوئی نہ ہو۔
(۶) اگر میں (گنہگار آدمی) پیدا ہوتے ہی مر جاتا تو آج بڑھاپے میں مجھے شرمساری نہ اٹھانی پڑتی۔ (یہ پچھتاوے کے الفاظ ہیں)۔
(۷) اے میرے خالق! میری بخشش فرما دے۔ اگر میری بد اعمالیاں قیامت کے دن میرے ساتھ ہوں گی تو ان سے برا ساتھی کوئی اور نہ ہوگا۔
(۸) بوڑھا گنہگار زار و قطار رو رو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کر رہا تھا کہ اے اللہ! میری دستگیری فرما۔
(۹) شرمندگی سے اس کا سر جھک گیا تھا اور حسرت و یاس کی حالت میں اس کے آنسو بغل کے نیچے تک بہہ رہے تھے۔
(۱۰) اُدھر مغرور عبادت گزار خطاکار شخص کو دیکھ کر بگڑ چکا تھا۔ کیونکہ وہ (عابد) سمجھتا تھا کہ اس (خطاکار) کا جوڑ بھی دل سے میل نہیں کھاتا۔ اس لیے ہمارے قرب سے اس کی کیا غرض ہے۔

marfat.com

۱	کہ ایں مدبر اندر پئے ما چراست	نگوں بخت نادان چہ ہمجنس ماست
	کہ یہ بد بخت کیوں ہمارے در پے ہے	بیوقوف اوندھے نصیبہ والا کیا یہ ہمارا ہم جنس ہے
۲	بگردن بآتش درافتادہ	بباد ہوا عمر بردادہ
	سر کے بل آگ میں گرا ہوا	خواہش کی ہوا میں عمر برباد کئے ہوئے
۳	چہ خیر آمد از نفس تر دامنش	کہ صحبت بود با مسیح و منش
	اس کے گنہگار نفس سے کیا بھلائی ہوتی ہے	کہ میرا اور مسیح کا اس کا ساتھ ہو
۴	چہ بودے کہ زحمت ببردے زپیش	بدوزخ برفتے پس کار خویش
	کیا اچھا ہوتا کہ وہ یہاں سے دُور ہو جاتا	اپنے کارنامہ کی وجہ سے دوزخ میں جاتا
۵	ہمے رنجم از طلعت ناخوشش	مبادا کہ در من فتد آتشش
	اس کی منحوس صورت سے مجھے بھی ڈر ہے	ایسا نہ ہو کہ اس کی آگ مجھے بھی لے لے
۶	بمحشر کہ حاضر شود انجمن	خدایا تو با او مکن حشر من
	جب محشر میں مجمع ہو	اے خدا اس کے ساتھ حشر نہ کرنا
۷	دریں بد کہ وحی از جلیل الصفات	در آمد بعیسیٰ علیہ الصلوٰۃ
	وہ اسی میں تھا کہ بڑی صفتوں والے کی جانب سے وحی	عیسیٰ علیہ السلام پر آئی
۸	کہ گر عالمست آں وگرو ے جہول	مرا دعوت ہر دو آمد قبول
	خواہ وہ عالم ہے یا جاہل	میرے یہاں دونوں کی دعا مقبول ہے
۹	تبہ کردہ ایام برگشتہ روز	بنالید بر من بزاری و سوز
	عمر کو تباہ کرنے والا دن پھرا ہوا	میرے سامنے عاجزی اور سوز سے رو رہا ہے
۱۰	بہ بیچارگی ہر کہ آمد برم	نیندازمش ز آستان کرم
	جو عاجزی سے میرے پاس آتا ہے	میں اس کو بخشش کی چوکھٹ سے نہیں ہٹاتا ہوں

(۱) ایں مدبر: یہ بد بخت۔ اندر پئے ما: پیچھے ہمارے۔ چراست: کیوں ہے۔ نگوں بخت: اوندھے نصیب والا۔ چہ: کیا۔ ہم جنس ماست: ہمارا ہم جنس ہے۔
(۲) بگردن: گردن کے بل۔ بآتش: آگ میں۔ در: اندر۔ افتادہ: گرا ہوا۔ بباد ہوا: خواہش کی ہوا کے ساتھ۔ بردادہ: برباد کئے ہوئے۔ (۳) چہ: کیا۔ آمد: آئی۔ نفس تر دامنش: اس کا تر دامن والا نفس مراد گنہگار۔ صحبت بود: صحبت حاصل ہو۔ با مسیح و منش: حضرت مسیح اور میرے ساتھ اس کو۔ (۴) چہ بودے: کیا اچھا ہوتا۔ زحمت: تکلیف۔ ببردے: لے جاتا۔ ز پیش: سامنے سے۔ برفتے: چلا جاتا ہے۔ کار خویش: اپنے کام کے پیچھے۔
(۵) ہمے رنجم: میں رنج ہوتا ہوں۔ از طلعت ناخوشش: اس کے بدصورت چہرے سے۔ مبادا: خدا نہ کرے۔ در من: میرے اندر۔ فتد: پڑ جائے۔ آتشش: اس کی آگ۔
(۶) بمحشر کہ: محشر میں جبکہ۔ حاضر شود: حاضر ہو جاوے۔ انجمن: محفل۔ خدایا: اے خدا۔ با او: اس کے ساتھ۔ مکن: مت کر۔ حشر من: میرا حشر۔ (۷) دریں بد: اسی حال میں تھا۔ وحی: حکم خداوندی۔ جلیل الصفات: بزرگ صفتوں والا یعنی اللہ تعالیٰ۔ در آمد: آگئی۔ بعیسیٰ علیہ السلام: حضرت عیسیٰؑ کو۔ (۸) عالمست: عالم ہے۔ آں: وہ۔ وگرو ے: اور اگر وہ۔ جہول: بہت جاہل۔ مرا: مجھ کو۔ دعوت ہر دو: دونوں کی دُعا۔ آمد: آئی۔ (۹) تبہ کردہ: تباہ کئے ہوئے۔ ایام: جمع یوم دن۔ برگشتہ روز: پھرے دِنوں والا۔ بنالید: رو پڑا۔ بر من: میرے سامنے۔ بزاری: عاجزی سے۔ سوز: جلن۔
(۱۰) بیچارگی: عاجزی۔ ہر کہ: جو کوئی۔ آمد: آیا۔ برم: میرے پاس۔ نیندازمش: میں اسے نہیں گراتا۔ آستان کرم: بخشش کی دہلیز۔

تشریح: (۱) وہ (عابد) آنکھیں تن کر دل ہی دل میں بل کھائے جارہا تھا کہ یہ (خطاکار) کم بخت ہماری نسبت سے قطعی طور پر متعلق ہی نہیں۔ تو یہ ہمارا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتا۔ (۲) وہ (عابد) خطاکار کے عیوب (ذہن میں) تلاش کر کر کے اسے (خطاکار کو) کوسے جارہا تھا۔ یعنی یہ جہنمی ہوا و ہوس کا قیدی وغیرہ وغیرہ۔ (۳) یہ (خطاکار) تو ساری عمر برائیوں میں برباد کر چکا ہے۔ اس نے تو کوئی ایسی نیکی ہی نہیں کی جو میری (عابد کی) اور حضرت عیسیٰؑ کی صحبت کا حقدار ہو۔ (۴) بہتر یہی تھا کہ یہ ہمارے (دل و نہی کے) سامنے نہ آتا۔ اپنی بداعمالیوں کے عوض سیدھا جہنم رسید ہو جاتا۔ (۵) اس کی شکل دیکھ کر مجھے (عابد کو) خوف آتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی عیاشیوں کی آگ میرا (عابد کا) دامن نہ چھولے۔ (۶) روز محشر میں جب (اللہ تعالیٰ کی) عدالت میں حاضری ہو تو اس شقی (گنہگار) کے ساتھ میرا (عابد کا) برا حشر نہ ہو۔ (۷) وہ (عابد) انہی متکبرانہ جذبات کی رَو میں بہتے ہوئے گناہ گار کے بارے میں منفی خیالات میں مگن تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کو وحی نازل ہوئی۔ (۸) حضرت عیسیٰؑ کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام آیا کہ یہ (گناہ گار) عالم ہے یا جاہل میرے دروازے پر نادم ہو کر آنسو بہا رہا ہے۔ اس لیے میں نے دونوں کی دُعا قبول کر لی ہے۔ (۹) یہ (گناہ گار) شخص اپنی عمر برباد کر کے میرے (اللہ تعالیٰ کے) سامنے عجز و سوز سے رو دیا ہے۔ (عاجزی سے رونا ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ عمل ہے)
(۱۰) جو شخص عجز و انکساری کے ساتھ میری چوکھٹ پر گھٹنے ٹیک دیتا ہے (جیسا گناہ گار نے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں) میں اسے مغفرت کا پروانہ دیئے بغیر واپس نہیں بھیجتا۔

marfat.com

۱	عفو کردم از وے عملہائے زشت	در آرم بفضل خودش در بہشت
	اس کے بُرے کام میں نے معاف کر دیئے	میں اس کو اپنی مہربانی سے جنت میں لے جاؤں گا
۲	وگر عار دارد عبادت پرست	کہ در خلد باوے بود ہم نشست
	اگر عبادت پرست کو عار ہے	کہ وہ جنت میں اس کے ساتھ رہے
۳	بگو ننگ از و در قیامت مدار	کہ آں را بہ جنت برند ایں بنار
	تو اس کو بتا دو قیامت میں اس سے ذلت محسوس نہ کرے	اسلئے کہ اسکو جنت میں اسکو جہنم میں لے جائیں گے
۴	کہ آں را جگر خون شد از سوز و درد	گر ایں تکیہ بر طاعت خویش کرد
	اسلئے سوز اور درد سے اس کا جگر خون ہو گیا ہے	اگر اس نے اپنی عبادت پر گھمنڈ کیا ہے
۵	ندانست در بارگاہِ غنی	کہ بیچارگی بہ ز کبر و منی
	اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ بے نیاز کے دربار میں	عاجزی تکبر اور خودی سے بہت بہتر ہے
۶	کرا جامہ پاکست و سیرت پلید	درِ دوزخش را نباید کلید
	جس کا لباس پاک اور عادت ناپاک ہے	اسکے دوزخ کے دروازے کیلئے کنجی کی ضرورت نہیں ہے
۷	بریں آستاں عجز و مسکینیت	بہ از طاعت و خویشتن بینیت
	اس چوکھٹ پر عاجزی اور مسکنت	عبادت اور خود بینی سے بہتر ہے
۸	چو خود را ز نیکاں شمردی بدی	نمے گنجد اندر خدائی خودی
	اگر تو اپنے آپکو نیکوں میں گنتا ہے تو تو بد ہے	اس لئے کہ خدائی میں خودی نہیں سماتی ہے
۹	اگر مردی از مردی خود مگوی	نہ ہر شہسوارے بدر برد گوے
	اگر تو بہادر ہے تو اپنی بہادری نہ جتا	اس لئے ہر شہسوار گول میں گیند نہیں نکالتا ہے
۱۰	پیاز آمد آں بے ہنر جملہ پوست	کہ پنداشت چوں پستہ مغزے دروست
	وہ بے ہنر سب کا سب پیاز کی طرح ہے	جس کو یہ گھمنڈ ہو کہ اس میں پستہ کا سا مغز ہے

(۱) عفو کردم، معاف کر دیا میں نے۔ از وے، اس کے عملہا کے زشت، بُرے عمل۔ در آرم، لاؤں گا میں۔ بفضل خودش، اپنی مہربانی سے اس کو۔ (۲) وگر، اور اگر۔ عار دارد، شرم رکھتا ہے۔ عبادت پرست، عبادت گزار۔ خلد، جنت۔ باوے، اس کے ساتھ۔ بود، ہووے ہم نشست، ہم نشین، یکجا بیٹھنے والا۔ (۳) بگو، تو کہہ۔ ننگ، شرم۔ از و، اس سے۔ مدار، مت رکھ۔ آں را، اس کو۔ برند، لے جائیں گے۔ ایں را، اس کو۔ بنار، جہنم میں۔ (۴) آں را، اس کا۔ خون شد، خون ہو گیا۔ از سوز و درد، سوز اور درد کی وجہ سے۔ ایں، اس نے۔ بر طاعت خویش، اپنی عبادت پر۔ کرد، کیا۔ (۵) ندانست، اس نے نہیں جانا۔ در بارگاہ غنی، بے نیاز کی بارگاہ میں۔ بیچارگی، عاجزی۔ بہ، بہتر۔ کبر و منی، تکبر اور خودی۔ (۶) کرا، جس کا۔ جامہ، کپڑا۔ پاکست، پاک ہے۔ سیرت، اخلاق۔ درِ دوزخش، اس کے دوزخ کے دروازہ۔ را، کو۔ نباید، نہیں چاہیے۔ کلید، چابی۔ (۷) بریں آستاں، اس دہلیز پر۔ عجز و مسکینیت، تیری عاجزی اور مسکینی۔ بہ، بہتر۔ طاعت، عبادت۔ خویشتن بینیت، تیری خود بینی۔ (۸) چو خود را، جب اپنے آپ کو۔ ز نیکاں، نیکوں میں سے۔ شمردی، شمار کیا تو نے۔ بدی، بد ہے تو۔ نمے گنجد، نہیں سماتی۔ اندر خدائی، خدائی کے اندر۔ (۹) مردی، مرد ہے تو۔ از مردی خود، اپنی مردمی سے۔ مگوی، مت کہہ۔ بدر برد، باہر لے گیا۔ گوے، گیند۔ (۱۰) آمد، آیا۔ آں، وہ۔ جملہ، سب۔ پوست، چھلکا۔ کہ، جس نے کہ۔ پنداشت، سمجھا۔ چوں پستہ، مثل پستے کی۔ مغزے، کوئی مغز۔ دروست، اس میں ہے۔

تشریح: (۱) میں (اللہ تعالیٰ) نے اس کے سیاہ اعمالنامے سے تمام بداعمالیوں کو اپنی مغفرت کے پانی سے دھو ڈالا ہے۔ لہٰذا اب وہ میرے فضل و کرم سے جنت میں ہوگا۔ (۲) اگر نیکوکار عابد جنت میں اپنی ہمنشینی سے شرماتا ہے تو کوئی بات نہیں۔ ہم (اللہ تعالیٰ) گناہ گار کو جنت میں اور متکبر عبادت گذار کو جہنم میں ٹھکانا دے دیں گے۔ (۳) اللہ تعالیٰ قدر داں ہے۔ وہ ہمیشہ عجز و ندامت کی قدر دانی کرتا ہے۔ ریاکاری و غرور کی قدر نہیں کرتا۔ چنانچہ گناہ گار کی قدر دانی ہوئی اور متکبر عابد رد کر دیا گیا۔ (۴) وہ (گناہ گار) عجز و ندامت سے اتنا گڑگڑایا کہ اس کا دل کرب و سوز سے خون ہو گیا۔ اور متکبر عابد نے اپنی عبادت پر اترا کر عبادت کو ریاکاری میں بدل دیا ہے۔ (۵) اے مغرور عابد کو، معلوم نہیں کہ بے نیاز ذات کے ہاں غرور اور خود پسندی کے بجائے عجز و سوز کی قدر و قیمت زیادہ ہے۔ (۶) جو بظاہر عبادات کے ذریعے پاکیزگی کا حامل ہو مگر غرور و ریاکاری کے باعث اس کا من ناپاک ہو تو وہ ہمیشہ جہنم کا ایندھن بنتا ہے۔ (۷) اللہ تعالیٰ کے دربار میں ریاکاری پر مشتمل عبادت اور خود پسندی سے عاجزی اور مسکنت بہتر ہے۔ (۸) جو شخص اپنی نظر میں نیکوکار ہو۔ وہ درحقیقت بدکار ہے۔ کیونکہ یہ خود پسندی کا مرض ہے۔ اور خود پسندی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ (۹) مرد ہمیشہ حوصلہ مند ہوتا ہے۔ وہ اپنی مردانگی کا چرچا نہیں کرتا۔ کیونکہ ہر شاہسوار میدان کا دھنی نہیں ہوتا۔ (۱۰) جو شخص اپنے آپ کو صاحبِ کمال سمجھتا ہے۔ وہ دراصل پیاز کے چھلکے کی طرح بے کار ہے۔ (وہ صرف زبانی جمع خرچ کرتا ہے۔ اس کے اندر کچھ بھی نہیں ہوتا)

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	ازیں نوع طاعت نیاید بکار	برو عذر تقصیر طاعت بیار
	اس قسم کی عبادت کام میں نہیں آتی ہے	اس پر عبادت کی کوتاہی کا عذر پیش کر
۲	نخورد از عبادت بر آں بے خرد	کہ با حق نکو بود و با خلق بد
	اس بے عقل نے عبادت کا پھل نہیں کھایا ہے	جو اللہ کے ساتھ بھلائی اور مخلوق سے برائی کرے
۳	سخن ماند از عاقلاں یادگار	ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار
	عقل مندوں کی بات یادگار رہتی ہے	سعدیؒ کی ایک بات یاد رکھ
۴	گنہ گار اندیشہ ناک از خدا	بہ از پارسائے عبادت نما
	خدا سے ڈرنے والا گنہگار	عبادت کی نمائش کرنیوالے عبادت گزار سے بہتر ہے

حکایت دانش مند درویش و قاضی متکبر

عقل مند درویش اور متکبر قاضی کا قصہ

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۶	فقیہے کہن جامۂ تنگ دست	در ایوان قاضی بصف بر نشست
	پرانے کپڑے والا مفلس ایک فقیہ	قاضی کے دربار میں صف اوّل میں جا بیٹھا
۷	نگہ کرد قاضی درو تیز تیز	معرّف گرفت آستینش کہ خیز
	قاضی نے اس کو گھور کر دیکھا	معرف نے اس کی آستین پکڑی کہ اٹھ
۸	ندانی کہ برتر مقام تو نیست	فروتر نشیں یا برو یا بایست
	تجھے معلوم نہیں کہ تیرا مقام اونچا نہیں ہے	پیچھے بیٹھ یا چلا جا یا کھڑا رہ
۹	بجائے بزرگاں دلیری مکن	چو سر پنجہ ات نیست شیری مکن
	بڑوں کی جگہ بیٹھ کر گستاخی نہ کر	جب پنجہ میں طاقت نہیں ہے شیری نہ کر
۱۰	نہ ہر کس سزاوار باشد بصدر	کرامت بجاہست و منزل بقدر
	ہر آدمی صدر مقام کے قابل نہیں ہوتا ہے	اعزاز مرتبہ کی حیثیت سے ہوتا ہے اور مقام اندازے کے مطابق

(۱) ازیں نوع: اس قسم کی۔ طاعت: بندگی۔ نیاید: نہیں آتی۔ بکار: کام میں۔ برو: جا۔ عذر تقصیر طاعت: عبادت کی کوتاہی کا عذر۔ بیار: لا۔ (۲) نخورد: نہیں کھایا۔ بر: پھل۔ آں بے خرد: اس بے عقل نے۔ با حق: حق تعالیٰ کے ساتھ۔ نکو بود: اچھا تھا۔ با خلق: مخلوق کے ساتھ۔ بد: برا۔ (۳) سخن: بات۔ ماند: رہ جاتی ہے۔ از عاقلاں: عقل مندوں سے۔ ہمیں: یہی۔ یک سخن: ایک بات۔ یاد دار: یاد رکھ۔

(۴) اندیشہ ناک: ڈرنے والا۔ بہ: بہتر ہے۔ پارسائے عبادت نما: عبادت دکھانے والا پارسا۔

(۵) دانش مند: عقل مند۔ متکبر: تکبر کرنے والا۔ (۶) فقیہے: ایک فقیہ۔ کہن جامہ: پرانے کپڑوں والا۔ تنگ دست: نادار۔ ایوان قاضی: قاضی کا بنگلہ یا دفتر۔ بصف: صف پر۔ بر نشست: بیٹھ گیا۔ (۷) نگہ کرد: نگاہ کی۔ درو: اس میں۔ معرّف: دربان۔ گرفت: پکڑی۔ آستینش: اس کی آستین۔ خیز: اٹھ کھڑا ہو۔

(۸) ندانی: تو نہیں جانتا۔ برتر: اونچا۔ مقام تو: تیرا مقام۔ نیست: نہیں ہے۔ فروتر: نیچا۔ نشیں: بیٹھ۔ برو: چلا جا۔ بایست: کھڑا رہ۔

(۹) بجائے بزرگاں: بزرگوں کی جگہ۔ دلیری مکن: گستاخی مت کر۔ چو: جب۔ سر پنجہ ات: تیرے پنجہ کا زور۔ نیست: نہیں ہے۔ شیری مکن: بہادری نہ دکھا۔ (۱۰) ہر کس: ہر شخص۔ سزاوار: لائق۔ باشد: ہووے۔ بصدر: صدارت کے۔ کرامت: عزت۔ بجاہست: مرتبے کے مطابق۔ منزل: مقام۔ بقدر: اندازے سے۔

تشریح (۱) فخریہ عبادت ہمیشہ فضول ہوتی ہے۔ اس سے (فخریہ عبادت سے) بہتر ہے کہ آدمی خود کو قصور وار ٹھہرا کر معافی کا طلبگار ہو جائے۔ (۲) جو شخص حقوق اللہ تو صحیح طور پر ادا کرتا ہے لیکن حقوق العباد میں کوتاہ اندیش ہے۔ اس کا حقوق اللہ ادا کرنا بے کار ہوگا۔ کیونکہ حقوق العباد قابل گرفت اعمال ہیں۔ (۳) دانش مندوں کا کلام (باتیں) ہمیشہ یادگار ہوتا ہے۔ چنانچہ تجھے (بوستان کا قاری) بھی شیخ سعدیؒ کی یہ بات بطور یادگار پلے باندھ لینی چاہیے۔ (۴) اللہ تعالیٰ سے بے خوف شخص سے وہ گناہ گار زیادہ بہتر ہے جو اپنے گناہوں سے نادم ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا خوف کرتا ہے۔ (۵) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کسی کے علم کا اندازہ اس کی ظاہری حالت کو دیکھ کر نہیں لگانا چاہیے۔ کیونکہ بہت سے سادہ لوح لوگ علم و فضل میں روشنی کا مینار ہوتے ہیں۔ (۶) کوئی فقیرانہ صفت عالم قاضی صاحب کی عدالت میں اگلی صف پر جاکر بیٹھ گیا۔ ممکن ہے کہ یہ تنگ دست عالم خود شیخ سعدی ہی ہوں۔ (۷) تنگ دستوں کا اگلی صف پر بیٹھنا قاضی صاحب کے ہاں گستاخانہ رویہ تھا۔ اس لیے اس (قاضی) نے مسافر و تنگ دست فقیر کو گھور کر دیکھا تو دربان نے اسے اٹھا دیا۔ (۸) دربان نے سخت لہجے میں یوں کہا کہ تو یہاں سے اٹھ جا۔ کیونکہ یہاں (اگلی صف) پر بیٹھنا تیرے مقام و مرتبے کے لحاظ سے صحیح نہیں۔ چنانچہ کھڑا ہو جا یا باہر چلا جا۔ (۹) جب تجھ (تنگ دست عالم) میں ظاہری شان و شوکت نہیں ہے۔ بظاہر کوئی عالمانہ وصف نہیں ہے۔ لہٰذا بزرگوں کی جگہ پر بیٹھنا نہایت گستاخی ہے۔ (۱۰) ہر شخص میں سرداری و علمیت پر مشتمل وصف و صلاحیت نہیں ہوتی۔ وقار ہمیشہ مرتبے کے مطابق ہوتا ہے۔ اور مقام کی سربلندی بھی شان کے مطابق ہوتی ہے۔

marfat.com

دگر رہ چہ حاجت بہ پند کس ست	۱	ہمیں شرمساری عقوبت بس ست
اب دوبارہ تجھے کسی کی نصیحت کی ضرورت نہیں ہے؟		یہی شرمندگی کی سزا کافی ہے
بعزت ہر آنکو فروتر نشست	۲	بخواری نیفتد ز بالا بہ پست
عزت ہوتے ہوئے جو شخص کم درجہ کی جگہ پر بیٹھا		تو ذلت سے اوپر سے نیچے نہیں گرتا ہے
چو آتش بر آورد درویش دود	۳	فروتر نشست از مقامے کہ بود
درویش نے آگ کی طرح دھواں نکالا		جس مقام پر بیٹھا تھا اس سے کم درجہ پر جا بیٹھا
فقیہاں طریق جدل ساختند	۴	لِمَ وَلانُسَلِّم در انداختند
فقیہوں نے جدل کا راستہ بنایا		کیوں اور ہمیں تسلیم نہیں" میں کرنے لگے
کشادند برہم در فتنہ باز	۵	بلا و نعم کردہ گردن دراز
انہوں نے آپس میں فتنہ کا دروازہ کھولا		نہیں اور ہاں میں گردنیں ابھاریں
تو گفتی خروسان شاطر بجنگ	۶	فتادند درہم بمنقار و چنگ
تو یہ کہے گا کہ چالاک مرغے لڑائی میں		چونچ اور پنجے کے ذریعہ ایک دوسرے میں گتھ گئے
یکے بیخود از خشمناکی چو مست	۷	یکے بر زمیں مے زند ہر دو دست
کوئی دیوانہ کی طرح غصہ کی وجہ سے بے خود تھا		کوئی زمین پر دو ہاتھ مارتا تھا
فتادند در عقدۂ پیچ پیچ	۸	کہ در حلِّ آں رہ نبردند ہیچ
مشکل گرہ میں پھنس گئے		جس کے کھولنے کا کسی کو راستہ نہ ملا
کہن جامہ در صف آخر ترین	۹	بغرش درآمد چوں شیر عرین
پرانے کپڑوں والا آخری صف میں		جھاڑی کے شیر کی طرح غرّایا
کہ برہاں قوی باید و معنوی	۱۰	نہ رگہائے گردن بحجت قوی
قوی اور معنوی برہان لانی چاہیئے		نہ کہ دلائل میں پھولی ہوئی رگیں

(۱) دگر رہ: دوبارہ۔ چہ حاجت: کیا ضرورت۔ بہ پند کس ست: کسی کی نصیحت کی۔ ہمیں: یہی۔ عقوبت: سزا۔ بس ست: تجھے کافی ہے۔ (۲) ہر آنکو: جو شخص کہ وہ۔ فروتر: نیچا۔ نشست: بیٹھ گیا۔ بخواری: ذلت کے ساتھ۔ نیفتد: نہیں پڑے گا۔ ز بالا: اوپر سے۔ پست: نیچے۔ (۳) چو آتش: آگ کی طرح۔ بر آورد: نکالا۔ دود: دھواں۔ فروتر: نیچے۔ نشست: بیٹھ گیا۔ از مقامے کہ: جس مقام پر کہ۔ بود: تھا۔ (۴) فقیہاں: دین کی سمجھ رکھنے والے عالم۔ طریق: راستہ۔ جدل: جھگڑا اور مناظرہ۔ ساختند: بنایا انہوں نے۔ لِمَ: کیوں۔ لانسلم: ہم نہیں تسلیم کرتے۔ در انداختند: ڈالا انہوں نے۔ (۵) کشادند: کھولا انہوں نے۔ برہم: ایک دوسرے پر۔ در فتنہ: فتنے کا دروازہ۔ باز: زائد۔ بلا: نہیں کے ساتھ۔ و نعم: اور ہاں۔ کردہ: کیا ہوا۔ دراز: لمبا۔ (۶) گفتی: تو نے کہا۔ خروسان شاطر: چالاک مرغے۔ بجنگ: لڑائی میں۔ فتادند: پڑ گئے ہیں۔ درہم: ایک دوسرے میں۔ بمنقار و چنگ: چونچ اور پنجے کے ساتھ۔ (۷) یکے: ایک۔ از خشمناکی: غصے سے۔ چو مست: مست کی طرح۔ مے زند: مارتا ہے۔ دو دست: دونوں ہاتھ۔ (۸) فتادند: پڑ گئے۔ عقدۂ پیچ پیچ: الجھی ہوئی گرہ۔ در حل آں: اس کے حل میں۔ رہ نبردند: راستہ نہ لے گئے۔ ہیچ: کوئی۔ (۹) کہن جامہ: پرانے کپڑوں والا۔ در صف آخرین: آخری صف میں۔ بغرش درآمد: غراہٹ میں آیا۔ چوں: مثل۔ شیر عرین: جھاڑی کا شیر۔

(۱۰) برہاں: دلیل۔ قوی باید: مضبوط چاہیئے۔ معنوی: پُر معنیٰ۔ نہ رگہائے گردن: نہ گردن کی رگیں۔ بحجت: دلیل کے ساتھ۔ قوی: مضبوط، پھولی ہوئی۔

تشریح: (۱) اگر تو دانا ہے تو تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تجھے نشست گاہ سے اٹھا دیا گیا ہے۔ کسی سے سفارش کی ضرورت نہیں۔ (۲) جو شخص عجز و انکساری کے ساتھ پہلے سے ہی نیچے بیٹھ جائے تو اسے کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ ہمیشہ بلندی سے پستی کی طرف گرنا پڑتا ہے۔

(۳) چنانچہ وہ دل شکستہ عالم، سرد آہیں بھرتا ہوا اگلی صف کی نشست سے اٹھا اور نیچے بیٹھ گیا۔ (۴) قاضی صاحب کے بنگلے میں بڑے بڑے فقیہ و علماً رونق افروز تھے اور "کیوں" "ہم نہ مانیں" کی بنیاد پر مناظرہ شروع ہو گیا۔ (۵) انہوں (علماء و فقہاء) نے پُر خطر مسائل زیرِ بحث لا کر فتنوں کے عفریت کو کھلا چھوڑ دیا۔ ہر طرف سے ہاں اور نہیں کے آوازے بلند ہونے لگے۔ (۶) لڑاکے مرغوں کی طرح پنجوں اور چونچوں کے ساتھ آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ (اِ پُر جوش مناظرے سے گرما گرم مباحثہ ہونے لگا)۔ (۷) کوئی غصے میں آگ بگولا ہو کر بے قابو ہو گیا تو کوئی زمین پر ہاتھ مار مار کر جوش و جذبات کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ (۸) وہ (علماء و فقہاء) کبھی نہ حل ہونے والے مسئلے میں ایسے اُلجھے کہ مسئلہ سلجھنے کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ (۹) وقت کے بڑے بڑے علماً و فقہاء کے جوتوں میں بیٹھا ہوا پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس درویش صفت شخص نے جھاڑی سے شیر کے غرانے کی طرح لب کشائی کی (۱۰) کہ صاحبان! جوش و جذبات اور شور و غل سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس مسئلے کا حل مضبوط اور با معنی دلائل میں پوشیدہ ہے۔

marfat.com

۱	مرا نیز چوگان حرفست و گوئی	بگفتند از نیک دانی بگو
	میرے پاس بھی بات کا گیند اور بلا ہے	وہ بولے اگر خوب جانتا ہے تو کہہ
۲	بکلک فصاحت بیانے کہ داشت	بدلہا چوں نقش نگیں بر نگاشت
	جو بیان اسکے پاس تھا اس نے فصاحت کے قلم سے	دلوں پر ایسا منقش کر دیا جیسا کہ نگینے کا نقش
۳	سر از کوئے صورت بمعنی کشید	قلم بر سر حرف دعوی کشید
	بات کو ظاہر سے حقیقت کی طرف لے گیا	دعوے کے سر پر قلم پھیر دیا
۴	بگفتندش از ہر کنار آفریں	کہ بر عقل و طبعت ہزار آفریں
	ہر جانب سے لوگوں نے اس کو شاباش کہا	کہ عقل اور طبیعت پر ہزار آفریں ہے
۵	سمندِ سخن تا بجائے براند	کہ قاضی چو خر در خلاب بماند
	بات کے گھوڑے کو یہاں تک دوڑایا	کہ قاضی گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس کر رہ گیا
۶	بروں آمد از طاق و دستار خویش	باکرام و لطفش فرستاد پیش
	اپنی محراب سے نکلا اور اپنی پگڑی	اعزاز اور مہربانی میں اس کے سامنے پیش کر دی
۷	کہ ہیہات قدر تو نشناختم	بشکر قدومت نہ پرداختم
	کہ افسوس میں تیرا مرتبہ نہ پہچانا	تیری تشریف آوری کے شکریہ میں نہ لگا
۸	دریغ آمدم با چنیں مایۂ	کہ بینم ترا در چنیں پایۂ
	مجھے افسوس ہے کہ اس پونجی کے ہوتے ہوئے	تجھے اس جگہ پر دیکھ رہا ہوں
۹	معرف بدلداری آمد برش	کہ دستار قاضی نہد بر سرش
	معرف دلداری کے لیے اسکے سامنے آیا	تاکہ قاضی کی پگڑی اس کے سر پر رکھے
۱۰	بدست و زباں منع کردش کہ دور	منہ بر سرم پائے بندِ غرور
	اس کو ہاتھ اور زبان سے روکا کہ دور ہو	میرے سر پر غرور کا پائے بند نہ رکھ

(۱) مرا: مجھ کو۔ نیز: بھی۔ چوگان حرفست: بات کا بلا ہے۔ و گوئی: اور گیند۔ بگفتند: انہوں نے کہا۔ از نیک دانی: اگر تو خوب جانتا ہے۔ بگو: کہہ۔ (۲) بکلک فصاحت: فصاحت کی قلم کے ساتھ۔ بیانے کہ: جو بیان کہ۔ داشت: وہ رکھتا تھا۔ بدلہا: دلوں میں۔ چوں نقش نگیں: نگینے کے نقش کی طرح۔ بر نگاشت: نقش کر دیا۔ (۳) سر از کوئے صورت: سر کو ظاہر کے کوچے سے۔ بمعنی: معنی میں یا حقیقت میں۔ کشید: کھینچ لے گیا۔ بر سر حرف دعوی: دعوی کے حرف کے سر پر۔ کشید: کھینچ دی۔ (۴) بگفتندش: اس کو کہا سب نے۔ از ہر کنار: ہر طرف سے۔ آفریں: شاباش۔ کہ بر عقل و طبعت: تیری عقل اور طبع پر۔ ہزار آفریں: ہزار شاباش۔ (۵) سمند سخن: بات کا گھوڑا۔ تا بجائے: اس جگہ تک۔ براند: چلایا اس نے۔ چو خر: گدھے کی طرح۔ در خلاب: کیچڑ میں۔ بماند: رہ گیا۔ (۶) بروں آمد: باہر آیا۔ از طاق: محراب سے۔ دستار خویش: اپنی پگڑی۔ باکرام و لطفش: اعزاز اور مہربانی سے۔ ش پیش کے ساتھ لگتی ہے یعنی اس کے سامنے۔ فرستاد: بھیج دی۔ (۷) ہیہات: افسوس۔ قدر تو: تیری قدر۔ نشناختم: نہ پہچانی میں نے۔ بشکر قدومت: تیری آمد کے شکریے میں۔ نہ پرداختم: نہ مشغول ہوا میں۔ (۸) دریغ آمدم: مجھے افسوس آیا۔ با چنیں مایۂ: ایسے بلند مرتبے کے ساتھ۔ بینم: دیکھوں میں۔ ترا: تجھ کو۔ در چنیں پایۂ: ایسے حقیر مرتبے میں۔ (۹) معرف: دربان۔ بدلداری: دلداری کے لیے۔ آمد: آیا۔ برش: اس کے پاس۔ کہ: تاکہ۔ دستار قاضی: قاضی کی پگڑی۔ نہد: رکھے۔ بر سرش: اس کے سر پر۔ (۱۰) بدست: ہاتھ سے۔ منع کردش: اس کو منع کیا۔ منہ: مت رکھ۔ بر سرم: میرے سر پر۔ پائے بند غرور: غرور کی بیڑی۔

تشریح: (۱) میں بھی اپنے منہ میں زبان رکھتا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو کچھ میں بھی کہوں۔ ان سب (علماء) نے بیک آواز کہا کہ تم جو کہنا چاہتے ہو کہہ دو۔ (۲) جب وہ (تنگدست عالم) گویا ہوا تو فصاحت و بلاغت کے چشمے پھوٹنے لگے۔ زیر بحث مسئلے کو ایسے بیان کیا کہ گویا وہ انگوٹھی میں نگینہ جڑ چکا ہو۔ (۳) اس (تنگدست عالم) نے بڑے بڑوں کی بولتی بند کر دی اور مسئلے کا رخ ظاہر سے باطن کی طرف اور مجاز سے حقیقت کی طرف پھیر کر تمام حاضرین کو ششدر کر دیا۔ (۴) پھر کیا تھا۔ ہر طرف سے داد و تحسین، ہدیہ تبریک اور خراج عقیدت کی پیشکشیں ہونے لگیں۔ (واہ واہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں)۔ (۵) اس (تنگدست عالم) نے فصاحت و بلاغت کا گھوڑا ایسا دوڑایا کہ مغرور قاضی اپنے غرور کی طنابیں توڑ کر گدھے کی طرح کیچڑ میں دھنس اور پھنس گیا۔ (۶) آخر کار قاضی نے اپنی نشست ہی نہیں چھوڑی بلکہ بطور اعزاز اپنی پگڑی تنگدست عالم کی خدمت میں پیش کر دی۔ (۷) قاضی صاحب حیرت و تعجب اور شرمندگی پر مشتمل ملے جلے جذبات میں ڈوب کر اپنی کم مائیگی و کم عقلی اور کوتاہی کا اعتراف کرنے لگا۔ (۸) میں محسوس کرتا ہوں کہ علم کا یہ گوہر معمولی سی گودڑی میں پوشیدہ ہے۔ (گودڑی میں لعل و گوہر ملتے ہیں)۔ (۹) دربان بھی عذر خواہی اور معذرت کی خواستگاری کے لیے آگے بڑھا تاکہ قاضی کی پگڑی اس کے سر پہ رکھ کر اپنی کوتاہی کا ازالہ کرے۔ (۱۰) اس (تنگدست عالم) نے قاضی صاحب کو غرور سے بھرپور پگڑی اپنے سر پہ رکھنے سے روک دیا۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے اگلی صف سے اٹھا دیا گیا تھا۔

marfat.com

۱	گر فردا شود بر کہن میزراں	بدستار پنجہ گزم سرگراں
	ورنہ کل کو پرانے لباس والوں پر	پانچ گز کی پگڑی کی وجہ سے میں بھی جھکنے ہوں گا
۲	چو مولام خوانند و صدر کبیر	نمایند مردم بچشمم حقیر
	جب مجھے آقا اور بڑا صدر کہہ کر پکاریں گے	تو لوگ میری نگاہ میں حقیر نظر آئیں گے
۳	تفاوت کند ہرگز آب زلال	گرش کوزہ زریں بود یا سفال
	شیریں پانی کو ہر شخص ممتاز کرلیتا ہے	خواہ وہ زریں پیالے میں ہو یا مٹی کے برتن میں
۴	خرد باید اندر سر مرد و مغز	نباید مرا چوں تو دستار نغز
	انسان کے سر میں عقل اور گودا چاہیے	تیری طرح مجھے اچھی پگڑی نہیں چاہیے
۵	کس از سر بزرگی نہ باشد بچیز	کدو سر بزرگ ست و بے مغز نیز
	انسان سر کی بڑائی سے کوئی چیز نہیں بن جاتا ہے	کدو کا سر بڑا ہے اور بے مغز بھی ہے
۶	میفراز گردن بدستار و ریش	کہ دستار پنبہ ست سبلت حشیش
	پگڑی اور داڑھی کی وجہ سے گردن نہ ابھار	پگڑی کی حقیقت روئی اور تیری مونچھوں کی حقیقت گھاس ہے
۷	بصورت کسانیکہ مردم وشند	چو صورت ہماں بہ کہ دم درکشند
	جو لوگ محض دیکھنے میں آدمی ہیں	تصویر کی طرح تو یہی بہتر ہے کہ وہ چپ رہیں
۸	بقدر ہنر جست باید محل	بلندی و نحسی مکن چو زحل
	ہنر کے اندازے سے مقام تلاش کرنا چاہیے	زحل کی طرح بلندی اور نحوست نہ ظاہر کر
۹	نئے بوریا را بلندی نکوست	کہ خاصیت نے شکر خود درو ست
	کیا نرکل کے لیے بلندی اچھی چیز ہے	کیا خود اس میں گنے کی خاصیت ہے
۱۰	چہ خوش گفت خر مہرہ در گلے	چو بر داشتش پر طمع جاہلے
	کوڑی نے جو مٹی میں تھی کیا اچھی بات کہی	جب اس کو ایک لالچی جاہل نے اٹھایا

(۱) فردا: کل آئندہ۔ شود: ہو جائے گا۔ کہن میزراں: پرانی چادر والے۔ بدستار پنجہ گزم: پچاس گز کی پگڑی کے ساتھ، گزم کا میم سر کے ساتھ بھی ہے یعنی میرا سر۔ گراں: بھاری (۲) چو: جب۔ مولام: مجھ کو آقا۔ خوانند: کہیں گے۔ صدر کبیر: بڑا صدر۔ نمایند: دکھائی دیں گے۔ بچشمم: میری آنکھوں میں (۳) تفاوت: فرق۔ کند: کرتا ہے۔ آب زلال: صاف اور ستھرا پانی۔ گرش: اس کی شین کوزہ کے ساتھ لگ کر اس کا کوزہ۔ زریں: سنہری۔ بود: ہووے۔ سفال: مٹی کا (۴) خرد: عقل۔ باید: چاہیے۔ اندر سر: سر کے اندر۔ مغز: بھیجا۔ نباید: نہیں چاہیے۔ مرا: مجھ کو۔ چوں تو: تیرے جیسی۔ دستار نغز: خوبصورت پگڑی۔ (۵) کس: کوئی شخص۔ سر بزرگی: بڑا سر۔ نباشد: نہیں ہوتا۔ بچیز: کوئی چیز۔ سر بزرگ ست: بڑے سر والا ہے۔ نیز: بھی۔ (۶) میفراز: مت بلند کر۔ بدستار و ریش: داڑھی اور پگڑی سے۔ دستار: پگڑی۔ پنبہ ست: روئی ہے۔ سبلت: تیری مونچھ۔ حشیش: گھاس۔ (۷) بصورت: شکل میں۔ کسانیکہ: جو لوگ کہ۔ مردم وشند: انسان نظر آتے ہیں۔ چو صورت: مثل مورتی کے۔ ہماں بہ: وہی بہتر ہے۔ دم در کشند: دم کھینچ لیں۔ (۸) بقدر ہنر: ہنر کے مطابق۔ جست باید: ڈھونڈنا چاہیے۔ محل: مقام۔ نحسی: نحوست۔ مکن: مت کر۔ چو: مثل۔ زحل: ایک ستارہ جو باوجود بلند ہونے کے منحوس سمجھا جاتا ہے۔ (۹) نئے بوریا: پٹسن۔ نکوست: مناسب ہے۔ نے شکر: گنا۔ خود درو ست: خود اس کے اندر ہے۔ (۱۰) چہ خوش گفت: کیا خوب کہا۔ خر مہرہ: ایک کوڑی۔ در گلے: مٹی کے اندر پڑی ہوئی۔ چو: جب۔ برداشتش: اٹھایا اس کو۔ پر طمع: لالچی۔ جاہلے: ایک جاہل۔

تشریح: (۱) اگر میرے سر پر یہ پچاس گز لمبی پگڑی رکھ دی گئی تو میرا سر بھی (قاضی صاحب کے سر کی طرح) بھاری ہو جائے گا۔ (۲) جب مجھے مولانا یا صدر جیسے بڑے بڑے القاب سے پکارا جائے تو میں بھی دوسرے لوگوں کو حقارت کی نظروں سے دیکھنے لگ جاؤں گا۔ (۳) جس طرح صاف و شفاف پانی سنہری برتن کے بجائے مٹی کے برتن میں ہو تو پانی صاف ستھرا ہی رہتا ہے۔ اسی طرح پگڑی کے بغیر میری شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ (۴) باوقار بننے کے لیے عقل و شعور کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی پگڑی کی نہیں۔ کیونکہ اصل چیز علم و فضل ہے۔ ظاہری اعزاز نہیں۔ (۵) بڑا بننے کے لیے بڑے سر کا ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ کدو بھی بڑا ہوتا ہے۔ لیکن اندر سے خالی ہوتا ہے۔ (۶) پگڑی روئی ہے۔ اور مونچھیں بدن کی گھاس ہیں۔ لہٰذا روئی اور گھاس کے بڑھنے سے تکبر میں بدمست نہیں ہونا چاہیے۔ (۷) علم و شرف سے کورے لوگ شکل سے تو انسان ہیں۔ لیکن درحقیقت انسان نہیں۔ جاہلوں کو بتوں کی طرح خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ (۸) ہنرمند شخص خود بخود بلند مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ اونچی جگہ پر بیٹھنے سے کوئی بلند مرتبہ نہیں ہو جاتا۔ زحل ستارہ اونچا ہونے کے باوجود نحس ہے۔ (۹) مٹھاس نہ ہونے کی وجہ سے پٹ سن کو اونچا ہونا اس کی مجبوری ہے۔ گنا اپنے مٹھاس کی وجہ سے بلند مقام کی احتیاج نہیں رکھتا۔ (۱۰) مٹی میں لتھڑی ہوئی کوڑی کو قیمتی چیز سمجھ کر کسی جاہل حریص نے اٹھایا تو کوڑی نے کہا۔

marfat.com

۱	مرا کس نہ خواہد خریدن بہ ہیچ	بدیوانگی در حریرم مپیچ
	مجھے کوئی بھی کسی چیز کے بدلے خریدنا چاہے گا	دیوانگی سے مجھے ریشمیں کپڑے میں نہ لپیٹ
۲	نہ منعم بمال از کسے بہتر ست	خر ار جل اطلس بپوشد خر ست
	مالدار مال کی وجہ سے کسی سے بہتر نہیں ہے	اگر گدھا اطلس کی جھول پہن لے تو گدھا ہے
۳	بدیں شیوہ مرد سخن گوئے چست	بآب سخن کینہ از دل بشست
	چست بات کہنے والے انسان نے اس طور پر	بات کے پانی سے دل کا کینہ دھو دیا
۴	دل آزردہ را سخت باشد سخن	چو خصمت بیفتاد سستی مکن
	ستائے ہوئے دل کی بات سخت ہوتی ہے	جب تیرا دشمن گر پڑے تو سستی نہ کر
۵	چو دستت رسد مغز دشمن برار	کہ فرصت فرو شوید از دل غبار
	جب تجھے دست رسی حاصل ہو جائے دشمن کا بھیجا نکال لے	اس لیے کہ موقع دل کا غبار دھو دیتا ہے
۶	چناں ماند قاضی بدستش اسیر	کہ گفت اِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ عَسِیْر
	قاضی اپنے ظلم میں خود ایسا گرفتار ہو گیا	کہ بول پڑا بیشک یہ سخت دن ہے
۷	بدنداں گزید از تعجب یدیں	بماندش در و دیدہ چوں فرقدیں
	تعجب سے دونوں ہاتھ دانتوں سے کاٹے	اس میں اس کی آنکھیں فرقدین کی طرح گڑ کر رہ گئیں
۸	وزاں جا جواں روئے ہمت بتافت	بروں رفت و بازش نشاں کس نیافت
	وہاں سے جوان نے ارادہ کا رُخ موڑ دیا	باہر نکل گیا اور پھر کسی نے اس کا نشان نہ پایا
۹	غریو از بزرگانِ مجلس بخاست	کہ گوئی چنیں شوخ چشم از کجاست
	بڑوں کی مجلس سے شور اٹھا	کہ تو بتا کہ ایسا گستاخ کہاں کا رہنے والا ہے
۱۰	نقیب از پیش رفت ہر سو دوید	کہ مردے بدیں نعت و صورت کہ دید
	چوبدار اس کے پیچھے روانہ ہوا اور ہر جانب بھاگا	کہ کسی نے کوئی شخص اس صفت اور صورت کا دیکھا ہے

(۱) مرا: مجھ کو۔ کس: کوئی شخص۔ نہ خواہد خریدن: نہیں خریدے گا۔ بہ ہیچ: کسی چیز میں۔ بدیوانگی: حماقت سے۔ در حریرم: ریشم میں مجھے۔ مپیچ: مت لپیٹ۔ (۲) منعم: مالدار، کسی شخص سے۔ خر: گدھا۔ ار: اگر۔ جل: جھول۔ اطلس: اطلس۔ بپوشد: پہن لے۔ خر ست: گدھا ہی ہے۔ (۳) بدیں شیوہ: اس طریقے سے۔ مرد سخن گوئے: بات کرنے والے مرد نے۔ چست: جلدی۔ بآب سخن: باتوں کے پانی سے۔ بشست: دھو ڈالا۔ (۴) دل آزردہ: رنجیدہ دل۔ باشد: ہوتی ہے۔ سخن: بات۔ چو خصمت: جب تیرا دشمن۔ بیفتاد: گر پڑا۔ سستی مکن: سستی مت کر۔ (۵) چو: جب۔ دستت رسد: تیرا ہاتھ پہنچتا ہے۔ مغز دشمن: دشمن کا بھیجا۔ برار: نکال۔ فرصت: مہلت۔ فرو شوید: دھو ڈالتی ہے۔ (۶) چناں ماند: ایسے رہ گیا۔ بدستش: اس کے ہاتھ میں۔ اسیر: قیدی۔ کہ گفت: کہ وہ پکار اٹھا۔ انّ: بیشک۔ ھٰذا: یہ۔ الیوم: البتہ دن ہے۔ عسیر: مشکل۔ (۷) بدنداں: دانتوں سے۔ گزید: کاٹا اس نے۔ یدین: دونوں ہاتھ۔ بماندش: رہ گئیں۔ اس کی شین دیدہ کے ساتھ لگ کر اس کی آنکھیں۔ در و: اس میں۔ چو: مثل۔ فرقدین: دو ستارے جن کا رخ ہمیشہ جدی کی طرف ہوتا ہے۔ گویا وہ اس کو دیکھتے رہتے ہیں۔ (۸) وزاں جا: اور اس جگہ سے۔ روئے ہمت: ارادے کا چہرہ۔ بتافت: پھیر لیا۔ بروں رفت: باہر چلا گیا۔ بازش: پھر اس کو۔ کس نیافت: کسی نے نہ پایا۔ (۹) غریو: شور۔ از بزرگانِ مجلس: مجلس کے بڑوں سے۔ بخاست: اٹھا۔ گوئی: تو کہے۔ چنیں: ایسا۔ شوخ چشم: گستاخ۔ از کجاست: کہاں سے ہے۔ (۱۰) نقیب: چوبدار۔ از پیش: اس کے پیچھے۔ ہر سو: ہر طرف۔ دوید: دوڑا۔ مردے: ایک مرد۔ بدیں نعت و صورت: اس صفت اور شکل کا۔ کہ دید: کسی نے دیکھا۔

تشریح: (۱) میں دکوڑی کے وقعت ہوں، مجھے کوئی کوڑیوں کے بھاؤ بھی نہیں خریدے گا، مجھے اٹھا کر دیوانہ وار ریشمی کپڑے میں مت لپیٹ۔ (۲) مال و دولت کی کثرت کسی کو باوقار نہیں بناتی۔ گدھا اگر ریشم میں لپٹ جائے تو وہ گدھا ہی رہتا ہے۔ (۳) حضرت عالم (شیخ سعدیؒ) نے با مقصد کلام سے تمام فقیہوں کے دل سے حسد و کینہ کا زنگ اتار دیا۔ (۴) مقابل میں آنے والا شخص ذہنی شکست سے دوچار ہو چکا تھا۔ دشمن کے زیر ہوتے ہی فہم و دانش کے ہتھیار سے روند ڈالنا چاہیے۔ جیسا کہ شیخ سعدیؒ نے کیا۔ (۵) موقع ہاتھ لگتے ہی دشمن کو روندتے ہوئے علم کی برتری کا لوہا منوانا چاہیے اور جہالت کی ذلیل سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ (۶) قاضی صاحب کے غبارے سے ہوا ایسی نکلی کہ بد حواسی میں کہنے لگا کہ آج کا دن مجھ پر بہت بھاری ہے۔ (۷) وہ (قاضی صاحب) سرگردانی کی بنا پر تعجب کے ساتھ ایسے دو ستاروں فرقدین کی طرح دیکھتا رہ گیا جیسے وہ (فرقدین) ہر جا جدی کی طرف رخ کیے ہوئے ہوتے ہیں۔
(۸) اور وہ (شیخ سعدیؒ) بغیر کسی تعارف سے وہاں سے ایسے غائب ہوا کہ وہ (اہلیانِ مجلس) ڈھونڈتے رہے، لیکن وہ نہ مل سکا۔
(۹) مجلس میں موجود بڑے بڑے فقیہہ شور کرتے رہے کہ یہ شوخ چشم (سخت مزاج) کہاں کا باشندہ ہے۔
(۱۰) انہوں (ان کے فقیہوں) نے چاروں طرف ان (شیخ سعدیؒ) کی تلاش میں اپنے آدمی پھیلا دیئے جو حلیہ بیان کر کے لوگوں سے پوچھتے پھرتے تھے

marfat.com

۱	یکے گفت ازیں نوع شیریں نفس	دریں شہر سعدیؒ شناسیم و بس
	ایک بولا اس قسم کا شیریں گفتار	اس شہر میں ہم فقط سعدیؒ کو سمجھتے ہیں
۲	براں صد ہزار آفریں کیں بگفت	حق تلخ بیں تا چہ شیریں بگفت
	اس پر ایک لاکھ شاباش کہ یہ اس نے کہا	کڑوی سخت بات کو کس میٹھے انداز میں کہہ گیا

حکایت در توبہ کردن پادشاہزادۂ گنجہ

گنجہ کے شہزادے کے توبہ کرنے کا قصہ

۴	یکے پادشاہزادۂ گنجہ بود	کہ نااہل و ناپاک و سرپنجہ بود
	گنجہ کا ایک شہزادہ تھا	جو نااہل اور ناپاک اور زور آور تھا
۵	بمسجد در آمد سرایان و مست	مئے اندر سر و ساتگینے بدست
	نشہ میں اور گاتا ہوا مسجد میں آ گیا	سر میں شراب اور ہاتھ میں جام
۶	بمقصورہ در پارسائے مقیم	زبان دل آویز و قلب سلیم
	حجرہ میں ایک پارسا ٹھہرا ہوا تھا	جس کی زبان میٹھی اور دل صحیح تھا
۷	تنے چند بر گفت او مجتمع	چو عالم نباشی کم از مستمع
	کچھ آدمی اس کے وعظ پر جمع تھے	اگر تو عالم نہیں ہے تو کم از کم سننے والا بن
۸	چو بے عزتی پیشہ کرد آں حروں	شدند آں عزیزاں خراب اندروں
	جب اس سرکش نے بے عزتی اختیار کی	تو ان باعزت لوگوں کا باطن بگڑنے لگا
۹	چو منکر بود پادشاہ را قدم	کہ یارد زد از امرِ معروف دم
	جب بادشاہ کا قدم بُرا ہو	امر بالمعروف کا دم کون مار سکتا ہے
۱۰	تحکم کند سیر بر بوئے گل	فروماند آواز چنگ از دُہل
	لہسن کی بدبو پھول کی خوشبو پر غالب آجاتی ہے	ستار کی آواز ڈھول سے عاجز آجاتی ہے

(۱) یکے: ایک۔ گفت: کہا۔ ازیں نوع: اس قسم کا۔ شیریں نفس: میٹھی ذات والا۔ دریں شہر: اس شہر میں۔ سعدیؒ: مصنف۔ شناسیم: پہچانتے ہیں ہم۔ بس: فقط۔ (۲) براں: اس پر۔ صد ہزار: لاکھ۔ آفریں: شاباش۔ کیں: اس نے کہ یہ۔ بگفت: کہا۔ حق تلخ: کڑوا حق۔ بیں: دیکھ۔ تا چہ: کتنا۔ شیریں: میٹھا۔ بگفت: کہہ دیا۔ (۳) توبہ کردن: توبہ کرنا۔ پادشاہزادۂ گنجہ: گنجہ کے شہزادے۔ گنجہ: ایک شہر جو تبریز کے قریب واقع ہے اور نظامی گنجوی کا مسکن ہے۔ (۴) یکے: ایک۔ پادشاہزادۂ گنجہ: گنجہ کا ایک شہزادہ۔ بود: تھا۔ سرپنجہ: زور آور۔ (۵) بمسجد: مسجد میں۔ در آمد: آیا۔ سرایاں: گاتا ہوا۔ مست: شراب میں مدہوش۔ مئے: شراب۔ اندر سر: سر میں۔ ساتگینے: صراحی۔ بدست: ہاتھ میں۔ (۶) بمقصورہ: حجرہ میں۔ پارسائے: ایک پرہیزگار۔ مقیم: رہنے والا۔ زبان دل آویز: دل سے لپٹ جانے والی زبان یعنی میٹھی۔ قلب سلیم: سلامتی والا دل۔ (۷) تنے چند: کچھ آدمی۔ بر گفت او: اس کے وعظ پر۔ مجتمع: جمع تھے۔ چو: جب۔ عالم نباشی: تو عالم نہ ہو۔ کم از مستمع: سننے والے سے تو کم نہ ہو۔ (۸) چو بے عزتی: جب بے ادبی۔ پیشہ کرد: اختیار کی۔ آں حروں: اس سرکش نے۔ شدند آں عزیزاں: وہ دوست ہو گئے۔ خراب اندروں: بد دل یعنی کڑھنے لگے کیونکہ کچھ کر نہ سکتے تھے۔ (۹) چو: جب۔ منکر: برا۔ بود: ہووے۔ قدم: اقدام یا عمل۔ کہ یارد زد: کون مار سکے۔ از امر معروف: نیکی کے حکم کا۔ (۱۰) تحکم کند: غلبہ کرتا ہے۔ سیر: لہسن۔ بر بوئے گل: پھول کی خوشبو پر۔ فروماند: عاجز رہ گئی۔ چنگ: ستار۔ از دہل: ڈھول سے۔

تشریح: (۱) شیخ سعدیؒ کے کسی شناسا نے بتایا کہ اس طرح کے اور شیریں کلام کا متکلم سوائے شیخ سعدیؒ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ (۲) یہ شیخ سعدیؒ ، داد و دہش کے لائق ہے کہ کڑوی بات کو چاشنی میں بدل کر پیش کر دیا۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں بادشاہوں کو راہ راست پر لانے کے لیے نرم خوئی اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔ (۴) گنجہ شہر کا شہزادہ اکھڑ مزاج، تند خو اور نالائق تھا۔ (وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا) (۵) وہ (شہزادہ) ایک دن شراب کی صراحی ہاتھ میں لیے نشے میں بدمست گانے بجانے میں مصروف حالت میں مسجد کے اندر آ گیا۔ (۶) مسجد کے حجرے میں نیک طبع بزرگ، شیریں زبان، دلوں کو موہ لینے والی نصیحت کرنے والے (بزرگ) رہائش پذیر تھے۔ (۷) اس وقت لوگوں کا اجتماع تھا۔ جو نیک سیرت بزرگ کے نصیحت آموز وعظ سے استفادہ کر رہا تھا۔ (۸) وہ (شہزادہ) مسجد میں بے ادبی کی حالت میں انتہائی ڈھٹائی کی حالت میں داخل ہوا تھا جس کی وجہ سے حاضرین مجلس بدظن ہو گئے تھے۔ (۹) جب سربراہ ہی اپنی نگرانی میں برائی پھیلانے پر تل جائے تو پھر پند و نصائح سے بھرپور مواعظ کیوں اور کیسے ہو سکتے ہیں۔ (۱۰) جیسے لہسن کی بدبو پھول کی خوشبو پر غلبہ پا جاتی ہے، ستار کی دھیمی آواز ڈھول کے سامنے دب جاتی ہے۔ اسی طرح شاہی حکمنامے کے سامنے عام نصیحت ہیچ ہوتی ہے۔

marfat.com

۱	گرت نہی منکر بر آید ز دست	نہ شاید چو بیدست و پایاں نشست
	اگر تیرے ہاتھ سے نہی عن المنکر ہو سکے	تو بے دست و پا ہو کر نہ بیٹھنا چاہیے
۲	وگر دست قوت نداری بگوے	کہ پاکیزہ گردد باندرز خوے
	اگر تو قوت کا ہاتھ نہ رکھتا ہو تو کہہ دے	اسلیے کہ نصیحت سے بھی عادت پاکیزہ ہو جاتی ہے
۳	چو دست و زبان را نماند مجال	بہمت نمایند مردی رجال
	جب ہاتھ اور زبان میں طاقت نہ رہے	تو لوگ دُعا سے مردانگی دکھاتے ہیں
۴	یکے پیش دانائے خلوت نشین	بنالید و بگریست سر بر زمین
	گوشہ نشین عقل مند کے سامنے ایک شخص	نالاں ہوا اور زمین پر سر رکھ کر رو دیا
۵	کہ یک بار آخر بریں رند مست	دُعا کن کہ تا بے زبانیم و دست
	اس رند مست کے لیئے آخر ایک مرتبہ	دعا کر دیجیئے اسلیے کہ ہم تو بے زبان اور بے ہاتھ ہیں
۶	دم سوزناک از دل باخبر	قوی تر کہ ہفتاد تیغ و تبر
	باخبر دل کی جلا دینے والی ایک آہ	ستر تیغ و تبر سے قوی ہوتی ہے
۷	بر آورد مرد جہاندیدہ دست	چہ گفت اے خداوند بالا و پست
	جہاندیدہ انسان نے ہاتھ اٹھایا	کیا کہا... اے نشیب و فراز کے مالک
۸	خوش است ایں پسر وقتش از روزگار	خدایا ہمہ وقت او خوش بدار
	یہ لڑکا زمانہ سے خوش وقت ہے	اے خدا اس کے تمام اوقات کو خوش بنادے
۹	کسے گفتش اے قدوۂ راستی	بدیں بد چرا نیکوئے خواستی
	کسی نے اس سے کہا اے سچائی کے پیشوا	اس بد کے لیئے کیوں نیکی چاہتے ہو
۱۰	چہ بد عہد را نیک خواہی ز دہر	چہ بد خواستن بر سر خلق شہر
	بد عہد کے نصیبہ کی نیک خواہی	شہر کی مخلوق کے سر کی بدخواہی کے برابر ہے

(۱) گرت: اگر تجھ کو۔ نہی منکر: برائی سے روکنا۔ بر آید: آسکے۔ ز دست: ہاتھ سے۔ نہ شاید: نہ چاہیئے۔ چو: مثل۔ بیدست و پایاں: بغیر ہاتھ پاؤں والے۔ نشست: بیٹھنا۔ (۲) وگر: اور اگر۔ دست قوت: زور کا ہاتھ۔ نداری: تو نہیں رکھتا۔ بگو: کہہ یعنی زبان سے روک۔ پاکیزہ گردد: پاکیزہ ہو جائے۔ باندرز: ہمت سے۔ خوے: عادت۔ (۳) چو: جب۔ دست و زبان را: ہاتھ اور زبان کو۔ نماند: نہ رہے۔ مجال: طاقت۔ بہمت: دُعا کے ساتھ۔ نمایند: دکھاتے ہیں۔ مردی: مردانگی۔ رجال: جمع مرد۔ (۴) یکے: ایک۔ پیش دانائے خلوت نشین: تنہائی میں بیٹھنے والے دانا کے سامنے۔ بنالید: رو دیا۔ بگریست: رو پڑا۔ ب زائد ہے۔ سر بر زمین: زمین کے اوپر۔ (۵) یک بار: ایک مرتبہ۔ رند مست: گنہگار مست۔ دعا کن: دعا کیجیئے۔ بے زبانیم: بے زبان ہیں۔ دست: ہاتھ۔ (۶) دم سوزناک: جلنے والا سانس مراد آہ۔ دل باخبر: خبر رکھنے والا دل۔ قوی تر: زیادہ مضبوط۔ ہفتاد: ستر۔ تیغ: تلوار۔ تبر: کلہاڑی۔ (۷) بر آورد: نکالا۔ مرد جہاندیدہ: جہان دیکھے ہوئے مرد نے۔ دست: ہاتھ۔ چہ گفت: کیا کہا۔ خداوند بالا و پست: بلندی اور پستی کے مالک۔ (۸) خوش است: اچھا ہے۔ ایں پسر: یہ لڑکا۔ وقتش: اس کا وقت۔ از روزگار: زمانے سے۔ خدایا: اے خدا۔ ہمہ وقت او: اس کا تمام وقت۔ خوش بدار: خوش رکھ۔ (۹) کسے: کسی نے۔ گفتش: اس کو کہا۔ قدوۂ راستی: سچائی کے پیشوا۔ بدیں بد: اس بد کو۔ چرا: کیوں۔ نیکوئے خواستی: اچھائی مانگی تو نے۔ (۱۰) چہ: کیا۔ بد عہد: بُرے اوقات والا۔ نیک خواہی: نیکی چاہتا ہے تو۔ ز دہر: زمانے سے۔ چہ: کیا۔ بد خواستن: برائی چاہنا۔ بر سر خلق شہر: شہر کی مخلوق کے سر پر۔

تشریح: (۱) برائی روکنے کے لیئے اعلیٰ درجہ قوت سے روکنا ہے۔ کم درجہ زبان سے منع کرنا اور سب سے کمتر درجہ دل سے برا سمجھنا ہے۔ اگر طاقت ہے تو برائی روکنے کے لیئے استعمال کی جائے۔ (۲) اگر طاقت نہیں ہے تو پھر دوسرا درجہ زبان سے برائی کو روکنے کا ہے۔ کیونکہ نصیحت سے بھی انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ (۳) جب دونوں درجے (طاقت و زبان) نہ ہوں تو پھر برائی کو دل سے برا سمجھنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور برائی کے خاتمہ کی دُعا کرنی چاہیئے۔ (۴) حاضرین مجلس میں سے ایک شخص سراپا فریاد بن کر بزرگ سے التجا کرنے لگا کہ (۵) اے بزرگوار! آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اس (شہزادے) کے لیئے دعا کریں۔ کیونکہ ہم تو بے دست و پا ہیں۔ (۶) بسا اوقات جو کام بزرگوں کی دعائیں کر جاتی ہیں۔ وہ تیر و تفنگ سے قطعاً نہیں ہو پاتے۔ (لہٰذا شہزادے کی ہدایت کے لیئے دُعا کی جائے۔) (۷) جہان پر نظر رکھنے والا (جہاندیدہ) بزرگ ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتا ہے۔ اور دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کو بلندی و پستی کے مالک کے عنوان سے پکارتا ہے۔ (۸) اے زمین و آسمان کے خالق! یہ (شہزادہ) آسودہ حال ہے۔ اسے ہمیشہ کے لیئے آسودگی و بالیدگی عطا فرما۔ (۹) حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا کہ اے رہنمائے صداقت! آپ اس بُرے آدمی کے لیئے نیکی کی طلب کیوں کرتے ہیں۔ (۱۰) جو شخص (شہزادہ) پورے شہر کے لیئے مصیبت بنا ہوا ہے۔ آپ کا اس کے لیئے دعا کرنا شہر کے باشندوں کے لیئے برائی چاہنے کے مترادف ہے۔

marfat.com

چنیں گفت بینندۂ تیز ہوش	۱	چو سِرِّ سخن در نیابی مجوش
تیز ہوش، دیکھنے والے نے یہ کہا		جب بات کی حقیقت تجھے معلوم نہ ہو تو جوش نہ دکھا
لطامات مجلس نیاراستم	۲	ز داد آفریں توبہ اش خواستم
میں نے بڑی باتوں سے مجلس کو سجایا ہے		انصاف کے پیدا کرنے والے سے میں نے اسکی توبہ کی درخواست کی
کہ ہرگہ کہ باز آید از خوئے زشت	۳	بعیشے رسد جاوداں در بہشت
اس لئے کہ جب وہ بُری عادت سے باز آجائے گا		تو بہشت میں ہمیشہ باقی رہنے والے عیش کو پہنچ جائیگا
ہمیں پنج روز ست عیش مدام	۴	بترک اندرش عیشہائے مدام
شراب کا عیش تو یہی پانچ روز کا ہے		اس کے چھوڑ دینے میں ہمیشہ کا عیش ہے
حدیثے کہ مردِ سخن ساز گفت	۵	یکے زاں میاں با ملک باز گفت
بات کے بنانے والے نے جو بات کہی		ان میں سے ایک نے بادشاہ سے دہرادی
ز وجد آب در چشمش آمد چو میغ	۶	ببارید بر چہرہ سیل دریغ
بیخودی کی وجہ سے بادل کی طرح اسکی آنکھوں میں پانی آگیا		اس نے چہرہ پر افسوس کا سیلاب بہایا
بہ نیران شوق اندرونش بسوخت	۷	حیا دیدہ بر پشت پایش بدوخت
شوق کی آگ سے میرا باطن جل اٹھا		حیا نے آنکھوں کو اس کے پیروں کی پشت پر سی دیا
بر نیک محضر فرستاد کس	۸	در توبہ کوباں کہ فریاد رس
نیک طبیعت کے پاس اس نے کسی کو بھیجا		توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہ فریاد کو پہنچ
قدم رنجہ فرمائی تا سر نہم	۹	سر جہل و ناراستی بر نہم
قدم رنجہ فرمائیں تاکہ میں سر دھر دوں		نادانی اور بدچلنی کا خیال نکال دوں
دو رویہ ستادند بر در سپاہ	۱۰	سخن پرور آمد در ایوان شاہ
دروازہ پر سپاہی دو رویہ کھڑے ہوگئے		شاہ کے دربار میں سخن پرور پہنچا

(۱) چنیں: ایسے۔ گفت: اس نے کہا۔ بینندۂ تیز ہوش: تیز ہوش دیکھنے والا۔ چو: جب۔ سِرّ سخن: بات کا راز۔ در نیابی: تو نہیں پاتا۔ مجوش: جوش میں مت آ۔ (۲) لطامات: فضولیات سے۔ نیاراستم: نہیں سجائی میں نے۔ ز داد آفریں: انصاف پیدا کرنے والے سے۔ توبہ اش: اس کی توبہ۔ خواستم: چاہی میں نے۔ (۳) ہرگہ: جس وقت۔ باز آید: باز آجائے۔ از خوئے زشت: اپنی بُری عادت سے۔ بعیشے رسد: عیش کو پہنچے گا۔ جاوداں: ہمیشہ کا۔ (۴) ہمیں: یہی۔ پنج روز ست: پانچ دن ہے۔ عیش مدام: شراب کا عیش۔ بترک اندرش: اس کو چھوڑنے میں۔ عیشہائے مدام: ہمیشہ کا عیش۔ (۵) حدیثے کہ: جو بات کہ۔ مرد سخن ساز: بات بنانے والے مرد نے۔ گفت: کہی۔ یکے: ایک۔ زاں میاں: ان کے درمیان سے۔ با ملک: بادشاہ کو۔ باز گفت: دہرا کہی۔ (۶) ز وجد: بےخودی سے۔ آب: پانی۔ در چشمش: اس کی آنکھوں میں۔ آمد: آیا۔ چو میغ: بادل کی طرح۔ ببارید: برسایا۔ سیل دریغ: افسوس کا سیلاب۔ (۷) نیران: جمع نار آگ۔ اندرونش: اس کے اندر۔ بسوخت: جل گیا۔ حیا دیدہ: حیا نے آنکھیں۔ بر پشت پایش: اس کے پاؤں کی پشت پر۔ بدوخت: سی دیا۔ (۸) بر نیک محضر: نیک طبع کے پاس۔ فرستاد کس: کسی کو بھیجا۔ در توبہ کوباں: توبہ کا دروازہ کھٹکھٹانے والا۔ فریاد رس: فریاد کو پہنچ۔ (۹) قدم رنجہ: تشریف لائیے۔ تا سر نہم: تاکہ سر رکھوں میں۔ سر جہل و ناراستی: بدچلنی اور جہالت کا خیال۔ بر نہم: باہر نکالوں میں۔ (۱۰) دو رویہ: دو طرفہ۔ ستادند: کھڑے ہوگئے۔ بر در: دروازے پر۔ سپاہ: لشکر۔ سخن پرور: بات پالنے والا۔ آمد: آیا۔ در ایوان شاہ: بادشاہ کے محل میں۔

تشریح: (۱) بصیرت والے بزرگ نے معترض سے کہا کہ جس بات کا علم نہ ہو، اس میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے۔ (۲) میری اس مجلس میں فضول باتوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے تو ربّ رحیم سے اس کے لیے توبہ کی توفیق طلب کی ہے۔ (۳) جب کبھی توبہ کی برکت سے برائی چھوڑ دے گا تو لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔ اور آخرت میں اس کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کی خوشحالی ہوگی۔ (۴) دنیاوی شراب کی مستی تو صرف پانچ روزہ ہے۔ جو اس کو ترک کرے گا۔ آخرت میں دائمی عیش و عشرت پائے گا۔ (۵) نیک طبع بزرگ نے شہزادے کے بارے میں جن جذبات و احساسات کا اظہار کیا تھا۔ وہ کسی حاضرین مجلس میں سے نے شہزادے کو بتادیا۔ (۶) بزرگ کے اچھے خیالات سنتے ہی شہزادے نے بےخودی کے عالم میں رونا شروع کر دیا۔ (شہزادے کی افسردگی آنسو بن کر باہر نکل آئی تھی) (۷) حرارت شوق نے اس کے دل میں ایسا سوز پیدا کیا کہ حیا سے اس کی آنکھیں زمین پر گڑ گئیں۔ (۸) اطلاع ملتے ہی اس (شہزادے) نے بزرگ کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اور کہا کہ انہیں (بزرگ کو) میرے پاس لے کر آؤ۔ (۹) وہ (بزرگ) میرے ہاں تشریف لائیں۔ تاکہ میں (شہزادہ) ان کے ہاتھ پر توبہ کر دوں اور برائیوں کا خیال دل سے نکال دوں۔ (۱۰) ان (بزرگ) کا شایانِ شان استقبال اس انداز میں کیا گیا کہ فوجی راستے کے دونوں طرف کھڑے ہوگئے۔ اور وہ (بزرگ) شاہی محل میں تشریف لے آئے۔

marfat.com

شکر دید و عناب و شمع و شراب	۱	دہ از نعمت آباد و مردم خراب
اس نے شکر اور عناب اور شمع اور شراب دیکھی		گھر نعمتوں سے آباد اور انسان تباہ دیکھے
یکے غائب از خود یکے نیم مست	۲	یکے شعر گویاں صراحی بدست
کوئی بے خود، کوئی نیم مست		کوئی ہاتھ میں صراحی لیے شعر پڑھنے والا
ز سوئے برآوردہ مطرب خروش	۳	ز دیگر سو آواز ساقی کہ نوش
ایک جانب گویے کی آوازیں تھیں		دوسری طرف ساقی کی صدا کہ پی
حریفاں خراب از مئے لعل رنگ	۴	سر چنگی از خواب در بر چو چنگ
لعل جیسے رنگ کی شراب سے ساتھی مست تھے		ستارچی ستار کی طرح نیند سے بغل میں سر دیئے ہوئے تھا
بنود از ندیماں گردن فراز	۵	بجز نرگس آں جا کسے دیدہ باز
مغرور دوستوں میں سے کسی کی		نرگس کے سوا اس جگہ آنکھ نہ کھلی تھی
دف و چنگ بایک دگر سازگار	۶	برآوردہ زیر از میاں نالہ زار
طبلہ اور ستار ایک دوسرے سے سازگار تھے		نالہ زار سے دھیمی سُر پیدا ہو رہی تھی
بفرمود درہم شکستند خورد	۷	مبدل شد آں عیش صافی بدرد
اس نے حکم دے دیا، انہوں نے اس کو چورا کر دیا		وہ صاف عیش تلچھٹ سے بدل گیا
شکستند چنگ و گسستند رود	۸	بدر کرد گوینده از سر سرود
انہوں نے ستار کو توڑ ڈالا رود کو پھاڑ ڈالا		گویئے نے سر سے گانے کا خیال نکال دیا
بمیخانہ در سنگ بر دن زدند	۹	کدو را نشاندند و گردن زدند
میخانہ پر یعنی نے مٹکے پر پتھر مارے		انہوں نے کدو کو بٹھایا اور اس کی گردن مار دی
رواں خمر و چنگ اوفتادہ نگوں	۱۰	تو گفتی شدست از بط کشتہ خوں
شراب بہہ گئی ستار اوندھا گر گیا		تو کہے گا کہ کشتہ بطخ سے خون جاری ہو گیا

(۱) دید: دیکھا اس نے۔ دہ: گاؤں مراد محل شاہی۔ مردم: لوگ۔ (۲) یکے: ایک۔ غائب از خود: بے خود۔ نیم مست: آدھا بے ہوش۔ شعر گویاں: شعر پڑھنے والا۔ بدست: ہاتھ میں۔
(۳) ز سوئے: ایک طرف سے۔ برآوردہ: نکالا ہوا۔ مطرب: گویا۔ خروش: چیخ۔ ز دیگر سو: دوسری طرف سے۔ نوش: پی۔ (۴) حریفاں: جمع ساتھی۔ خراب از مے: شراب سے مست۔ لعل رنگ: سرخ رنگ کی۔ سر چنگی: ستار والے کا سر۔ خواب: نیند سے۔ در بر: بغل میں۔ (۵) بنود: نہیں تھا۔ ندیماں: جمع ہم نشین۔ گردن فراز: اونچی گردن والا۔ بجز نرگس: نرگس کے سوا۔ آں جا: وہاں۔ کسے: کوئی شخص۔ دیدہ باز: آنکھیں کھلی۔ (۶) دف و چنگ: طبلہ اور ستار۔ بایک دگر: ایک دوسرے کے ساتھ۔ سازگار: موافقت کرنے والا۔ برآوردہ: نکالے ہوئے۔ زیر: دھیمی آواز۔ از میاں: درمیان سے۔ نالہ: ہوئی آواز۔ زار: شور۔ (۷) بفرمود: اس نے حکم دیا۔ درہم شکستند: توڑ ڈالی۔ خورد: چھوٹی چھوٹی۔ مبدل شد: بدل گیا۔ آں عیش صافی: وہ صاف ستھرا عیش۔ بدرد: تلچھٹ سے۔ (۸) شکستند: توڑ ڈالی۔ چنگ: ستار۔ گسستند: توڑ ڈالی۔ رود: تار۔ بدر کرد: باہر کیا۔ گوینده: گانے والا۔ از سر: سر سے۔ سرود: گانا۔ (۹) میخانہ: شراب خانہ۔ سنگ: پتھر۔ بردن: مٹکے پر۔ زدند: مارا انہوں نے۔ کدو را: کدو کو۔ نشاندند: بٹھایا انہوں نے۔ گردن زدند: گردن مار دی۔ (۱۰) رواں: جاری۔ خمر: شراب۔ چنگ: ستار۔ افتادہ: پڑی ہوئی۔ نگوں: اوندھی۔ گفتی: تو نے کہا۔ شدست: ہوا ہے۔ از بط کشتہ: مری ہوئی بطخ۔

تشریح (۱) بزرگ نے شاہی محل کا ماحول مختلف پایا۔ کہیں شراب کی محفل دیکھی، ہر طرف لوگ شراب کے نشے میں مدہوش و بدمست پڑے تھے۔ (۲) شراب کی محفل میں مست رندوں کے عجب انداز دیکھنے میں آرہے تھے۔ کوئی مدہوش تھا تو کوئی نیم بے ہوشی میں تھا تو کوئی ہاتھ میں صراحی لیے گنگنا رہا تھا۔ (۳) ایک طرف گویا (گانے والا) سُر تال کی لے نکال رہا تھا۔ تو دوسری طرف ساقی (شراب پلانے والا) شراب پینے کی مزید پیش کش کر رہا تھا۔ (۴) تمام شرکائے محفل نشے کی حالت میں ڈگمگا رہے تھے نیند کی وجہ سے ستار نواز کا سر ستار کی طرح بغل میں جھکا ہوا تھا۔ (۵) وہاں (شاہی محل میں) ہم نشینوں سمیت سب لوگ مدہوشی میں کیف و سرور سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ صرف ایک نرگس ہی تھی جس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ (۶) طبلے و سارنگی کی ملی جلی آوازوں اور ڈھول کی بھدی آواز سے نکلنے والی مخصوص آواز (ڈھب ڈھب) نے اک سماں باندھا ہوا تھا۔ (۷) اسی حال میں شہزادے نے آلاتِ مزامیر (موسیقی کا تمام ساز و سامان) توڑنے اور نشے میں چور مدہوشی کی محفل کو برباد کر دینے کا فرمان جاری کر دیا۔ (۸) اس (شہزادے) کا فرمان جاری ہوتے ہی موسیقی کا تمام ساز و سامان توڑ دیا گیا۔ اور گلوکار نے گانے کی سُریں گلے سے نکالنا چھوڑ دی۔ (۹) میخانے میں شراب سے لبریز مٹکوں کو پتھروں سے توڑ دیا گیا۔ اور کدو (تونبا) کی گردن مروڑ دی گئی۔
(۱۰) شراب کو بہا دیا گیا۔ ستار کو اوندھا کر دیا گیا۔ سُرخ شراب کے بہنے سے ایسے لگتا تھا جیسے بط کو ذبح کیا گیا ہو۔

marfat.com

خم آبستن خمر نہ ماہہ بود	۱	دراں فتنہ دختر بیند اخت زود
مٹکی نو ماہہ شراب سے حاملہ تھی		اس فتنہ میں اس نے جلد لڑکی جن دی
شکم تا بنافش دریدند مشک	۲	قدح را برو چشم خونیں پُر اشک
انہوں نے مشک کو پیٹ سے ناف تک پھاڑ ڈالا		اس پر پیالہ کی خونیں آنکھیں پُر اشک تھیں
بفرمود تا سنگ صحن سرائے	۳	بکندند و کردند نو باز جائے
اس نے حکم دے دیا کہ مکان کے صحن کے پتھر		اکھاڑ دیں اور انہوں نے اس کی جگہ نئے لگا دیئے
کہ گلگونۂ خمر یاقوت فام	۴	بشستن نمے شد ز روئے رخام
اس لیے کہ یاقوت رنگ کی شراب کا اثر		سنگ مرمر کے چہرے سے دھونے سے نہیں جاتا ہے
عجب نیست بالوعہ گر شد خراب	۵	کہ خورد اندراں روز چندیں شراب
اگرچہ بچہ مست ہوا تو کوئی تعجب کی بات نہیں		کیونکہ اس نے ان دنوں بہت شراب پی
دگر ہر کہ بربط گرفتے بکف	۶	قفا خوردے از دست مردم چو دف
پھر جو بھی ہاتھ میں سارنگی پکڑتا		تو ڈھپرے کی طرح لوگوں کے ہاتھ سے طمانچے کھاتا
وگر فاسقے چنگ بردے بدوش	۷	بمالیدے اورا چو طنبور گوش
اور اگر کوئی فاسق کندھے پر ستار رکھتا		تو وہ طنبورہ کی طرح اس کے کان مڑوڑتا
جوانے سراز کبر و پندار مست	۸	چو پیراں بکنج عبادت نشست
وہ جوان جس کا سر تکبر اور خودی سے مست تھا		بوڑھوں کی طرح عبادت کے گوشہ میں بیٹھ گیا
پدر بارہا گفتہ بودش بہول	۹	کہ پاکیزہ رو باش و شائستہ قول
باپ نے ڈانٹ کر کئی بار اس سے کہا تھا		کہ نیک چلن اور مہذب بات والا بن
جفائے پدر برد و زندان و بند	۱۰	چناں سودمندش نیامد کہ پند
اس نے باپ کی سختی برداشت کی اور قید خانہ اور بیڑیاں		اس کو ایسی مفید نہ ہوئیں جیسی کہ نصیحت

(۱) خم: گھڑا۔ آبستن خمر: شراب کی حاملہ۔ نہ ماہہ: نو ماہ کی۔ بود: تھی۔ دراں فتنہ: اس فتنے میں۔ دختر: بیٹی۔ بیند اخت: گرا دی۔ زود: جلدی۔ (۲) شکم: پیٹ۔ تا بنافش: اس کی ناف تک۔ دریدند: پھاڑا انہوں نے۔ قدح: پیالہ۔ چشم خونیں: خونی آنکھیں۔ پُر اشک: آنسوؤں سے بھری ہوئی۔ (۳) بفرمود: حکم دیا۔ سنگ صحن سرائے: گھر کے صحن کے پتھر۔ بکندند: اکھیڑ ڈالے۔ کردند: کر دیئے۔ نو: نئے۔ باز: پھر۔ جائے: جگہ پر۔ (۴) گلگونہ: غازہ۔ خمر یاقوت فام: یاقوتی رنگ کی شراب۔ بشستن: دھونے سے۔ نمے شد: نہیں اتر سکتی۔ زروئے رخام: سنگ مرمر کے اوپر سے۔ (۵) عجب نیست: تعجب نہیں ہے۔ بالوعہ: بچہ۔ شد: ہو گیا۔ خراب: مست۔ خورد: پی۔ اندر آں روز: اس دن میں۔ چندیں شراب: اتنی شراب۔ (۶) دگر ہر کہ: پھر جو کوئی۔ بربط گرفتے: سارنگی پکڑتا۔ بکف: ہاتھ میں۔ قفا خوردے: دھول کھاتا۔ از دست مردم: لوگوں کے ہاتھ سے۔ چو دف: طبلے کی طرح۔ (۷) وگر فاسقے: پھر کوئی بدکار۔ چنگ بردے: ستار لے جاتا۔ بدوش: کندھے پر۔ بمالیدے: ملتا۔ اورا: اس کے۔ چو طنبور: طنبورے کی طرح۔ گوش: کان۔ (۸) جوانے: ایک جوان۔ سر از کبر و پندار: سر تکبر اور غرور سے۔ چو پیراں: بوڑھوں کی طرح۔ بکنج عبادت: عبادت کے کونے میں۔ نشست: بیٹھ گیا۔ (۹) پدر: باپ۔ بارہا: بہت دفعہ۔ گفتہ بود: کہا تھا۔ بہول: رعب سے۔ پاکیزہ رو: نیک چلن۔ باش: ہو جا۔ شائستہ قول: مہذب بات والا۔ (۱۰) جفائے پدر: باپ کی سختی۔ برد: لے جاتا۔ زندان و بند: قید اور بیڑی۔ چناں: ایسی۔ سودمندش: فائدہ مند اس کو۔ نیامد: نہ آئی۔ کہ پند: جیسی کہ نصیحت۔

تشریح: (۱) شاعرانہ زبان میں نو ماہ کی شراب کو حاملہ قرار دیا گیا ہے۔ اور سرنگی کو لڑکی جنم دینے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس شعر میں تشبیہات کا ذکر ہے۔ (۲) اس شعر میں بھی پہلے شعر کی طرح تشبیہ مذکور ہے۔ کہ شراب کے مشکیزے کو ناف تک پھاڑ دیا گیا اور پیالوں کی اشکبار خونیں آنکھیں نوحہ کناں تھیں۔ (۳) شہزادے کے فرمان کے مطابق پرانے فرش سے شراب آلود پتھر اکھاڑ کر نئے پاکیزہ پتھروں کا فرش بنا دیا گیا تھا۔ (۴) کیونکہ سنگ مرمر سے یاقوتی رنگ کی شراب دھونے سے صاف نہیں ہوگی اور شراب کی ناپاکی کے اثرات باقی رہیں گے۔ (۵) اس شعر میں بھی شاعرانہ زبان میں شراب کے چھوٹے حوض کو بد ہضمی اور قے سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی ہر طرف شراب بکھرنے سے ایسا ہی محسوس ہوتا تھا۔ (۶) اب خوف کی وجہ سے سارنگی ہاتھ میں لینے کی جرأت کسی میں نہ تھی۔ جو بھی ایسی غلطی کرتا تو اس کی پٹائی کا اندیشہ تھا۔ (۷) اگر کوئی برا شخص ستار کو کندھے پر لٹکاتا تو شہزادہ طنبورے کی طرح اس کے کان کھینچ دیتا۔ کسی میں ستار وغیرہ کے تار چھیڑنے کی ہمت نہیں تھی۔ (۸) جس نوجوان (شہزادے) کا سر غرور سے بھرپور تھا آج وہ نیک لوگوں کی طرح گوشہ نشین ہو کر عبادت گذار بن گیا ہے۔ (۹) حالانکہ اس سے قبل بادشاہ نے اپنے بیٹے (شہزادے) کو ڈانٹ ڈپٹ کے ذریعے خوب سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ (شہزادہ) باز نہ آتا تھا۔ (۱۰) وہ (شہزادہ) اپنے باپ کی تمام تلخیاں، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر گیا۔ لیکن جو کام نصیحت نے کر دکھایا وہ باپ کی زجر و توبیخ نہ کر سکی۔

marfat.com

گرش سخت گفتے سخنگوئے سہل	۱	کہ بیروں کن از سر جوانی و جہل
بات کہنے والا نرم اگر اس سے سختی سے کہتا		کہ سر سے جوانی اور نادانی نکال دے
خیال و غرورش براں داشتے	۲	کہ درویش را زندہ نگذاشتے
اس کو گھمنڈ اور غرور اسکو اس پر آمادہ کر دیتا		کہ درویش کو زندہ نہ چھوڑتا
سپر نفگند شیر غراں ز جنگ	۳	بیندیشد از تیغ بران چنگ
دھاڑنے والا شیر لڑائی سے ڈھال نہیں ڈالتا ہے		پنجے کی تیغ براں کو سوچتا ہے
بنرمی ز دشمن تواں کرد دوست	۴	چو با دوست سختی کنی دشمن اوست
نرمی سے دشمن کو دوست بنایا جاسکتا ہے		جب تو دوست سے ہلکی بات کرے تو وہی دشمن ہے
چو سنداں کسے سخت روئی نکرد	۵	کہ خایسک تادیب بر سر نخورد
کسی نے بھی اہرن کی طرح سخت روئی نہیں کی		کہ ادب سکھانے کا ہتھوڑا سر پر نہ کھایا ہو
بگفتن درشتی مکن با امیر	۶	چو بینی کہ سختی کند سست گیر
حاکم کے ساتھ کہنے میں سختی نہ برت		جب تو یہ دیکھے کہ وہ سختی کرتا ہے تو نرمی کر
باخلاق با ہر کہ بینی بساز	۷	اگر زیردست ست وگر سرفراز
جس کو بھی تو دیکھے اخلاق سے پیش آ		خواہ وہ ماتحت ہو یا سربلند
کہ ایں گردن از نازکی برکشد	۸	بگفتار خوش واں سر اندر کشد
کہ یہ تکبر سے گردن موڑ لے گا		میٹھی بات کی وجہ سے اور وہ فرمانبردار بن جائے گا
بشیریں زبانی تواں برد گوئے	۹	کہ پیوستہ تلخی برد تند خوئے
شیریں زبانی کی وجہ سے بازی جیتی جاسکتی ہے		اس لیے کہ بد مزاج ہمیشہ تلخی اٹھاتا ہے
تو شیریں زبانی ز سعدیؒ بگیر	۱۰	ترش روئے را گو بتلخی بمیر
تو سعدیؒ سے شیریں زبانی حاصل کرے		ترش رو کو کہہ دے کہ وہ کڑواہٹ سے مر جائے

(۱) گرش: اگر اس کو۔ سخت گفتے: سخت کہتا۔ سخنگوئے سہل: نرم بات کہنے والا۔ بیروں کن: باہر کر دے۔ از سر: سر سے۔ جوانی و جہل: جوانی اور نادانی۔
(۲) غرورش: غرور اس کو۔ براں داشتے: اس بات پر آمادہ کرتا۔ نگذاشتے: نہ چھوڑے۔ (۳) سپر: ڈھال۔ نفگند: نہیں ڈالتا۔ شیر غراں: دھاڑنے والا شیر۔ بیندیشد: سوچتا ہے۔ از تیغ بران چنگ: پنجے کی کاٹنے والی تلوار سے۔ (۴) بنرمی: نرمی سے۔ تواں کرد: کر سکتے ہیں۔ چو با دوست: جب دوست کے ساتھ۔ سختی کنی: تو سختی کرے۔ دشمن اوست: دشمن وہ ہے۔
(۵) چو: مثل۔ سنداں: اہرن۔ کسے: کوئی شخص۔ سخت روئی: ناراضگی۔ نکرد: نہیں کی۔ خایسک تادیب: ادب سکھانے کا ہتھوڑا۔ نخورد: نہ کھایا ہو۔
(۶) بگفتن: بات کرنے میں۔ درشتی: سختی۔ مکن: مت کر۔ با امیر: حاکم کے ساتھ۔ چو بینی: جب تو دیکھے۔ سختی کند: سختی کرتا ہے۔ سست گیر: نرمی پکڑ۔
(۷) باخلاق: اخلاق کے ساتھ۔ با ہر کہ بینی: جس کو بھی دیکھے تو اس کے ساتھ۔ بساز: موافقت کر۔ زیردست: ماتحت۔ سرفراز: سربلند۔ (۸) ایں: یہ مراد سربلند۔ نازکی: تکبر سے۔ برکشد: کھینچتا ہے۔ بگفتار خوش: اچھی بات سے۔ واں: اور وہ۔ سر اندر کشد: سر کو اندر کھینچے گا یعنی فرمانبردار ہو جائے گا۔ (۹) بشیریں زبانی: میٹھی بات سے۔ تواں برد: لے جا سکتے ہیں۔ گوئے: گیند یعنی بازی جیت سکتے ہیں۔ پیوستہ: ہمیشہ۔ تلخی برد: تلخی لے جاتا ہے۔ تند خوئے: بد مزاج۔
(۱۰) شیریں زبانی: میٹھی بات کرنا۔ سعدیؒ: مصنف۔ بگیر: لے لے، سیکھ لے۔ ترش روئے را: ترش رو کو۔ گو: تو کہہ۔ بتلخی بمیر: تلخی میں مر جا۔

تشریح: (۱) اگر وہ بزرگ شہزادے کو باپ کی طرح سخت کلامی سے غرور و جہالت کے دور کرنے کا طریقہ اختیار کرتا تو ناکام رہتا۔ (۲) جوانی کے نشے اور بادشاہی کے غرور میں وہ شہزادہ بزرگ کو زندہ درگور کرنے کے درپے ہو جاتا۔ (۳) شیر کا مقابلہ کرنے والا خواہ کتنا ہی طاقتور ہو تو وہ (حملہ آور) ہتھیار نہیں ڈالتا بلکہ وہ تیز نوک کے اپنے پنجوں کی فکر کرتا ہے۔ (۴) نرمی میں ایسی تاثیر موجود ہے کہ اس سے دشمن کو دوست اور بدکار کو پرہیزگار بنا سکتے ہیں۔ جبکہ سخت مزاجی و تلخ کلامی سے دوست بھی دشمن بن جاتا ہے۔ (۵) جب بھی کسی نے اہرن کی طرح سخت رویہ اختیار کیا تو اسے ہتھوڑوں کی ضربوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ رویے کی سختی اسی قابل ہے۔ جیسا کہ اہرن۔ (۶) حکمران سے بات چیت کرتے وقت نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ گو کہ وہ (حکمران) سختی سے پیش آئے۔ تب بھی نرم کلام سے کام لیا جائے۔ (۷) آقا ہو یا غلام (افسر یا ماتحت) ہر ایک کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔ کسی کو رام کرنے کے لیے اخلاق بہت بڑا ہتھیار ہے۔ (۸) اگر افسر سے بدکلامی یا بد اخلاقی کا برتاؤ کرو گے تو وہ بگاڑنے میں ذرا بھی تامل نہ کرے گا۔ نرم خوئی اور شیریں کلام بڑے سے بڑے کو غلام بنا دیتا ہے۔ (۹) شیریں زبان سے ہمیشہ بازی جیت سکتے ہیں۔ بد مزاج آدمی صرف سختیاں و تلخیاں جھیلنے کے لیے ہوتا ہے۔ (۱۰) اگر کسی نے شیریں گفتار بننا ہے تو وہ شیخ سعدیؒ کی باتوں پر عمل کرے۔ تلخ مزاج کو تلخیوں کی موت مرنے دیا جائے۔

marfat.com

حکایت طُواف عسل

شہد لیکر گھومنے والے کا قصہ

شکر خندهٔ انگبیں مے فروخت	۲	کہ دلہا ز شیرینیش مے بسوخت
ایک ہنس مکھ شہد بیچتا تھا		کہ اس کی مٹھاس سے دل جلے جاتے تھے
بتانے میاں بستہ چوں نیشکر	۳	برو مشتری از مگس بیشتر
معشوق نیشکر جیسے کمر بستہ		مکھیوں سے بھی زیادہ اس کے خریدار تھے
گر او زہر برداشتے فی المثل	۴	بخوردندے از دست او چوں عسل
اگر مثلاً وہ زہر بھی اٹھا لاتا		اس کے ہاتھ سے شہد کی طرح کھا جاتے
گرانے نظر کرد در کار او	۵	حسد برد بر رونق بازار او
ایک بھدے شخص نے اس کے کاروبار کو دیکھا		اس کے بازار کی رونق پر اس نے حسد کیا
دگر روز شد گرد گیتی رواں	۶	عسل بر سر و سرکہ بر ابرواں
دوسرے دن اس نے شہر کے چاروں طرف چکر لگایا		سر پر شہد اور ابروؤں پر سرکہ
بسے گرد فریاد خواں پیش و پس	۷	کہ ننشست بر انگبینش مگس
آگے پیچھے چلاتا ہوا بہت پھرا		چونکہ اس کے شہد پر کوئی مکھی نہ بیٹھی
شبانگہ چو نقدش نیامد بدست	۸	بدلتنگ روئی بکنجے نشست
رات تک جب کچھ نقد اس کے ہاتھ نہ آیا		دل تنگی کی وجہ سے ایک کونہ میں بیٹھ گیا
چوں عاصی ترش کردہ روی از وعید	۹	چو ابروئے زندانیاں روز عید
جیساکہ گنہگار اللہ کی دھمکی سے منہ بگاڑتا ہے		جیساکہ عید کے روز قیدیوں کی ابروئیں
زنے گفت بازی کناں شوئے را	۱۰	عسل تلخ باشد ترش روئے را
ایک عورت نے شوہر سے مذاق میں کہا		بد مزاج کا شہد بھی کڑوا ہوتا ہے

(۱) طواف: پھیری والا۔ عسل: شہد۔ (۲) شکر خندہ: مسکراہٹ۔ انگبیں: شہد۔ مے فروخت: بیچتا تھا۔ دلہا: جمع دل۔ ز شیرینیش: اس کی شیرینی سے۔ مے بسوخت: جلتے تھے۔ (۳) بتانے: چند محبوب۔ میاں بستہ: کمر باندھے ہوئے۔ چوں: مثل۔ نیشکر: گنا۔ برو: اس پر۔ مشتری: خریدار۔ مگس: مکھی۔ بیشتر: زیادہ۔ (۴) گر او: وہ اگر۔ برداشتے: اٹھا لیتا۔ فی المثل: مثال کے طور پر۔ بخوردندے: کھا جاتے۔ از دست او: اس کے ہاتھ سے۔ چوں عسل: مثل شہد کے۔ (۵) گرانے: ایک بھدا آدمی۔ نظر کرد: نظر کی۔ در کار او: اس کے کام میں۔ حسد برد: حسد لے گیا۔ رونق: دن مراد رونق۔ رونق بازار او: اس کے بازار کی رونق۔ (۶) دگر روز: دوسرے دن۔ شد: ہو گیا۔ گرد گیتی: زمین یا بستی کے گرد۔ رواں: رواں۔ عسل: شہد۔ بر سر: سر پر۔ بر ابرواں: ابروؤں پر۔ (۷) بسے گرد: بہت گھوما۔ فریاد خواں: چیختا ہوا۔ پیش و پس: آگے اور پیچھے۔ ننشست: نہ بیٹھی۔ بر انگبینش: اس کے شہد پر۔ (۸) شبانگہ: رات کے وقت۔ چو: جب۔ نقدش: نقدی اس کو۔ نیامد: نہ آئی۔ بدست: ہاتھ میں۔ بدلتنگ روئی: ایسی دل تنگی جس کا چہرے پر اثر ہو۔ بکنجے: ایک کونے میں۔ نشست: بیٹھ گیا۔ (۹) چوں عاصی: گنہگار کی طرح۔ ترش کردہ: کھٹا کئے ہوئے۔ روی: چہرہ۔ از وعید: خدا کی دھمکی سے۔ چو: مثل۔ ابروئے زندانیاں: قیدیوں کی ابروؤں کی طرح۔ روز عید: عید کے دن۔ (۱۰) زنے: ایک عورت۔ گفت: کہا۔ بازی کناں: بازی کرتے ہوئے یعنی بطور مذاق۔ شوئے را: شوہر کو۔ عسل: شہد۔ تلخ: کڑوا۔ باشد: ہوتا ہے۔ ترش روئے را: یعنی بد مزاج کا۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ شیریں زبان شخص دل خرید لیتا ہے جبکہ ترش روی تلخ زبانی سے شہد بھی نہیں بچ سکتے۔ (۲) ایک حسین وجمیل آدمی جل پھر کر شہد بیچتا تھا لوگ اس کے حسن وجمال سے اس قدر متاثر تھے کہ اس کے شوق میں جل بھن جاتے تھے۔ (۳) شہر کے حسینوں کی طرح کمر بستہ محبوب ایسے لگتے تھے جیسے گنا۔ چنانچہ اس کے گاہک مکھیوں سے بھی کثیر تعداد میں تھے۔ (۴) اس (حسین آدمی) کی زبان اور حسن میں ایسی مٹھاس تھی کہ اگر وہ زہر بھی بیچتا تو لوگ شہد سمجھ کر کھا جاتے۔ (۵) ایک بدصورت شخص نے اس کے کاروبار کو دیکھا تو حسد کے مارے اس کا کاروباری رقیب بننے کی ٹھان کر مقابلہ کرنے کے فکر میں لگ گیا۔ (۶) اگلے دن اس (بدصورت) نے جل پھر کر شہد بیچنا شروع کر دیا۔ سر پہ رکھا ہوا شہد ایسے لگتا تھا جیسے کسی نے ابرو پر سرکہ مَل دیا ہو۔ (۷) وہ (بدصورت) دن بھر ذلت وخواری کے ساتھ شہد خرید لو کی صدائیں لگاتا رہا لیکن اس کے پاس کوئی گاہک بھی نہ آیا۔ (۸) جب وہ (بدصورت) رات کو اپنے گھر لوٹا تو غمزدہ ہو کر ایک کونے میں بیٹھ کر سوچوں میں ڈوب گیا۔ (۹) قرآن میں آیات وعید پڑھ کر گناہ گار کی طرح منہ بگاڑے ہوئے تھا۔ قیدیوں کی طرح عید کے دن اس (بدصورت) کی بھنویں چڑھی ہوئی تھیں۔ (۱۰) کسی عورت نے ازروئے مزاح اپنے خاوند سے کہا کہ ترش رو کا شہد اس لئے نہیں بکتا کہ وہ (شہد) بھی کڑوا ہوتا ہے۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	حرامت بود نان آں کس چشید	کہ چوں سفرہ ابرو بہم در کشید
	اس آدمی کا کھانا چکھنا میرے لیے حرام ہے	جو دستر خوان کی طرح پیشانی پر شکن ڈالے
۲	مکن خواجہ بر خویشتن کار سخت	کہ بد خوئے باشد نگوں سار بخت
	اے صاحب اپنا کام سخت نہ بنا	اس لیے کہ بد عادت اوندھے نصیب کا ہوتا ہے
۳	گر فتم کہ سیم و زرت چیز نیست	چو سعدیؒ زبان خوشت نیز نیست
	میں نے مانا کہ چاندی سونا تیرے پاس کچھ نہیں ہے	کیا سعدیؒ کی طرح تیرے پاس میٹھی زبان بھی نہیں ہے

حکایت در معنیٔ تواضع نیک مرداں

حکایت نیک انسانوں کی تواضع کے بیان میں

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۵	شنیدم کہ فرزانۂ حق پرست	گریباں گرفتش یکے رند مست
	میں نے سنا ہے کہ ایک حق پرست عقلمند	کا گریبان ایک مست رند نے پکڑ لیا
۶	ازاں تیرہ دل مرد صافی دروں	قفا خورد و سر بر نکرد از سکوں
	صاف باطن انسان نے اس سیاہ دل کے	طمانچے کھائے اور سکون کی وجہ سے سر نہ اٹھایا
۷	یکے گفتش آخر نہ مردی تو نیز	تحمل دریغست ازیں بے تمیز
	کسی نے اس سے کہا آخر تو بھی مرد ہے	اس بے تمیز کی برداشت قابل افسوس ہے
۸	شنید ایں سخن مرد پاکیزہ خوئے	بدو گفت زیں نوع با من مگوئے
	پاکیزہ طبیعت انسان نے یہ بات سنی	اس سے کہا اس قسم کی بات مجھ سے نہ کر
۹	درد مست ناداں گریبان مرد	کہ با شیر جنگی سگالد نبرد
	نادان مست ایسے بہادر کا گریبان پھاڑ ڈالتا ہے	جو شیر جیسے جنگجو والے سے لڑائی کی سوچتا ہے
۱۰	ز ہشیار عاقل نہ زیبد کہ دست	زند در گریبان نادان مست
	ہوشیار آدمی سے عقلمند اس کا اندیشہ نہیں کرتے	کہ وہ نادان مست کے گریبان پر ہاتھ ڈالے گا

(۱) حرامت بود: تجھ کو حرام ہے۔ نان آں کس: اس شخص کی روٹی۔ چشید: چکھنا۔ چوں سفرہ: دستر خوان کی طرح۔ بہم در کشید: سکیڑے ہوتے۔ (۲) مکن: مت کر۔ خواجہ: صاحب۔ بر خویشتن: اپنے آپ پر۔ کار: کام۔ بد خوئے: بُری عادت والا۔ باشد: ہوتا ہے۔ نگوں سار بخت: اُلٹے نصیب والا۔ (۳) گرفتم: میں نے مانا۔ سیم و زرت: تجھ کو سونا چاندی۔ نیست: نہیں ہے۔ چو سعدی: مثل سعدیؒ کے۔ زبان خوشت: تجھ کو اچھی زبان۔ نیز: بھی۔ (۴) معنی: مضمون۔ تواضع: عاجزی۔ (۵) شنیدم: میں نے سنا۔ فرزانہ: عقلمند۔ حق پرست: حق کو پوجنے والا۔ گرفتش: اس کا گریبان پکڑ لیا۔ یکے: ایک۔ رند مست: شرابی مدہوش۔ (۶) ازاں تیرہ دل: اس سیاہ دل سے۔ صافی دروں: صاف دل والا۔ قفا خورد: دھول کھائی۔ سر بر نکرد: سر اوپر نہ اٹھایا۔ از سکوں: سکون کی وجہ سے۔ (۷) یکے گفت: ایک نے کہا۔ نہ مردی تو: مرد نہیں ہے۔ نیز: بھی۔ تحمل: برداشت۔ دریغست: افسوسناک ہے۔ ازیں بے تمیز: اس بے تمیز سے۔ (۸) شنید: سنی اس نے۔ ایں سخن: یہ بات۔ پاکیزہ خو: پاک عادت والا۔ بدو: اس کو۔ گفت: کہا۔ زیں نوع: اس قسم کی۔ با من: میرے ساتھ۔ مگو: مت کہہ۔ (۹) درد: پھاڑ دیتا ہے۔ مست ناداں: احمق مست۔ گریبان مرد: مرد کا گریبان۔ سگالد: سوچتا ہے۔ نبرد: لڑائی۔ (۱۰) ہشیار عاقل: عقلمند ہوشیار۔ نہ زیبد: نہیں زیب دیتا۔ دست: ہاتھ۔ زند: مارے۔ نادان مست: جاہل نشہ والا۔

تشریح: (۱) کنجوسی اور غصے کی وجہ سے جس شخص کا چہرہ ہمیشہ بگڑا رہتا ہے۔ اس کے گھر کا کھانا بھی حرام ہوتا ہے۔
(۲) بدکلام اور بدتمیز قسم کے لوگ ہمیشہ اپنے معاملات کو الجھائے رکھنے کے خود ذمہ دار ہوتے ہیں۔ کیونکہ بدمزاجی بدنصیبی کا موجب ہوتی ہے۔
(۳) اگر کسی شخص کے پاس زر و دولت نہیں تو گھبرانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ شیخ سعدیؒ کی طرح شیریں کلام کا انمول خزانہ موجود رہنا چاہیے۔
(۴) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ نیک لوگ ہمیشہ متحمل مزاج ہوا کرتے ہیں۔
(۵) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ کسی بدقماش آدمی نے شریف آدمی سے الجھنے کی وجہ سے اس (شریف آدمی) کا گریبان پکڑ لیا۔
(۶) اس (شریف آدمی) نے بدقماش شخص کی ہر قسم کی تلخ کلامی برداشت کر لی۔ لیکن اس (شریف آدمی) نے خاموشی اختیار کر لی۔
(۷) کسی نے اسے (شریف آدمی کو) اکسانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کہ جوابی کارروائی نہ کرنا افسوسناک ہے۔
(۸) اس (شریف آدمی) نے یہ سن کر کہا کہ میرے ساتھ اس قسم (اکسانے والی) کی گفتگو مت کر۔
(۹) بیوقوف لوگ ہمیشہ ایسے بہادر اور دلیر کا گریبان پھاڑ دیا کرتے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے دلیروں سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ موجود ہو۔
(۱۰) ہوشمند آدمی کی یہ شان نہیں کہ وہ احمقوں اور نادانوں کے منہ لگتا پھرے۔

marfat.com

ہنر ور چنیں زندگانی کند	۱	جفا بیند و مہربانی کند
ہنر مند اس طرح زندگی بسر کرتا ہے		کہ ظلم سہتا ہے اور مہربانی کرتا ہے

حکایت در معنیٔ عزتِ نفس مرداں

حکایت شریفوں کے نفس کی عزت کے بیان میں

سگے پائے صحرانشینے گزید	۲	بخشمے کہ زہرش ز دنداں چکید
ایک کتے نے ایک صحرانشین کے پیر میں کاٹ لیا		ایسے غصے سے کہ اس کا زہر دانتوں سے ٹپک رہا تھا
شب از درد بے چارہ خوابش نبرد	۳	بخیل اندرش دخترے بود خورد
بیچارہ کو درد کی وجہ سے رات کو نیند نہ آئی		اس کے خاندان میں ایک چھوٹی سی لڑکی تھی
پدر را جفا کرد و تندی نمود	۵	کہ آخر ترا نیز دنداں نہ بود
باپ پر سختی کرنے لگی اور غصہ ہوئی		کہ آخر تیرے دانت نہ تھے
پس از گریہ مرد پراگندہ روز	۶	بخندید کاے بابک دلفروز
پریشان روزگار رونے کے بعد		ہنس پڑا کہ اے دل کو روشن کرنیوالی بی بی
مرا گرچہ ہم سلطنت بود بیش	۷	دریغ آمدم کام و دندانِ خویش
اگرچہ میرے پاس بھی طاقت تھی		میں نے اپنے تالو اور دانتوں کو بچایا
محال ست گر تیغ بر سر خورم	۸	کہ دنداں بپائے سگ اندر برم
اگر میں سر پر تلوار کھا جاؤں تو بھی ناممکن ہے		کہ میں کتے کے پیر میں دانت گھساؤں
سگاں را طبیعت بود بدرگی	۹	ولیکن نیاید ز مردم سگی
نالائقوں کے ساتھ برائی کی جا سکتی ہے		لیکن انسان سے کتا پن نہیں ہو سکتا

(۱) ہنرور: ہنرمند. چنیں: ایسے. زندگانی کند: گزارتا ہے. جفا بیند: ظلم سہتا ہے۔

(۲) معنی: مضمون. عزت نفس: نفس کی عزت۔

(۳) سگے: ایک کتا. پائے صحرانشینے: ایک جنگل میں بیٹھنے والے کا پاؤں. گزید: کاٹ کھایا. بخشمے کہ: ایسے غصے کے ساتھ کہ. زہرش: اس کی زہر. ز دنداں: دانتوں سے. چکید: ٹپک پڑا۔

(۴) شب از درد: رات کو درد کی وجہ سے. خوابش نبرد: اس کو نیند نہ آئی. بخیل اندرش: اس کے کنبہ میں. دخترے: ایک لڑکی. بود: تھی. خورد: چھوٹی۔ (۵) پدر: باپ. جفا کرد: سختی کی. تندی نمود: تیزی دکھائی. ترا: تجھ کو. نیز: بھی. دنداں نبود: دانت نہ تھے۔

(۶) پس از گریہ: رونے کے بعد. مرد پراگندہ روز: پریشان دل والا. بخندید: ہنس پڑا. کاے: کہ اے. بابک: باب یعنی باپ کی تصغیر چھوٹی بچی کے لیے بطور پیار کے استعمال ہوتا ہے. دلفروز: دل کو روشن کرنے والی۔

(۷) مرا: مجھ کو. ہم: بھی. سلطنت: طاقت. بود: تھی. بیش: بہت. دریغ آمدم: مجھے نامناسب لگا. کام: حلق. دنداں: جمع دانت۔

(۸) محال: ناممکن. ست: ہے. تیغ: تلوار. بر سر خورم: سر پر کھاؤں. بپائے سگ: کتے کے پاؤں. برم: لے جاؤں میں۔ (۹) سگاں را: کتوں کو. بود: ہوتی ہے. بدرگی: بدذاتی کمینگی. نیاید: نہیں آ سکتی. ز مردم: انسان سے. سگی: کتے کا کام۔

تشریح: (۱) جو لوگ باشعور ہوتے ہیں وہ لوگوں کی تلخیاں وسختیاں برداشت کرتے ہیں. لیکن ظلم سہنے کے باوجود مہربانی کرنے میں ذرا تاخیر نہیں کرتے۔ (۲) عنوان. اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ شریف آدمی تو فرومایہ لوگوں کی زیادتیاں برداشت کر لیتا ہے. لیکن جواب دے کر اپنی شرافت کا دامن داغدار نہیں کرتا۔ (۳) اک صحرانشین (جنگل میں رہائش پذیر) کا پاؤں کسی کتے نے کاٹا. کتے کا زہریلا پن اس کے دانتوں سے ٹپکتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ (۴) وہ (صحرانشین) ساری رات تکلیف کی وجہ سے کراہتا رہا. اس کی چھوٹی سی بچی تھی. جس سے اس (صحرانشین) کی تکلیف نہیں دیکھی گئی۔ (۵) انتہائی سخت لہجے میں اس (صحرانشین) کی بیٹی نے اپنے باپ سے کہنے لگی کہ جب کتے نے آپ کو کاٹا تھا تو آپ کتے کو کاٹ دیتے۔ (۶) تکلیف سے پریشان حال صحرانشین بچی کی بات سن کر ہنسا اور اپنی بچی سے کہا کہ اے دل شاد چشم بارو شن! (۷) مجھ (صحرانشین) میں کتے کو کاٹنے کی طاقت تو تھی. لیکن میں نے اسے نہ کاٹنے میں عافیت سمجھی. کیونکہ کتے کو کاٹنے سے میرے اپنے دانت ناپاک ہو جاتے۔

(۸) تلوار کے ساتھ میری گردن تو کٹ سکتی ہے. لیکن کتے کو کاٹ کر اپنے دانتوں کو پلید نہیں کر سکتا۔

(۹) انسان اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے کتے کی طرح کمینگی پر نہیں اتر سکتا۔

marfat.com

حکایت خواجۂ نیکوکار و بندۂ نافرمان

نیک آقا اور سرکش غلام کا قصہ

۲	بزرگے ہنرمندِ آفاق بود	غلامش نکوہیدہ اخلاق بود
	ایک بزرگ تمام زمانے کا ہنرمند تھا	اس کا غلام بڑے اخلاق کا تھا
۳	ازیں خفرقے موئے بالیدۂ	بدے سرکہ در روئے مالیدۂ
	اس بدہیات کے بال بڑھے ہوئے	منہ پر سرکہ ملے ہوتا
۴	چوں ثعبانش آلودہ دنداں بزہر	گرو بردہ از زشت رویان شہر
	اس کے دانت اژدہے کیطرح زہر آلودہ	شہر کے بدصورتوں سے بازی لے گیا تھا
۵	مدامش بروآب چشم سبل	دمیدے و بوئے پیاز از بغل
	روہیوں والی آنکھ کا پانی ہمیشہ چہرہ پر	نمودار رہتا اور بغل کی پیاز کی بدبو
۶	گرہ وقت پختن برابرو زدے	چو پختند با خواجہ زانو زدے
	پکانے کے وقت ابرو پر گرہ ڈال لیتا	جب پکا لیتے تو آقا کے ساتھ ران ملا کر بیٹھتا
۷	دمادم بناں خوردنش ہم نفس	وگر مردے آبے ندادے بکس
	دمادم روٹی کھانے میں ساتھ رہتا	اگر کوئی مر بھی جاتا تو پانی نہ پلاتا
۸	نہ گفت اندرو کار کردے نہ چوب	شب و روز از و خانہ در کند و کوب
	اس میں نہ بات کام کرتی نہ لکڑی	رات اور دن اس کی وجہ سے گھر درہم برہم تھا
۹	گہے خار و خس در رہ انداختے	گہے ماکیاں در چہ انداختے
	کبھی کانٹے اور تنکے راستے میں ڈال دیتا	کبھی مرغیوں کو کنوئیں میں پھینک آتا
۱۰	ز سیماش وحشت فراز آمدے	نرفتے بکارے کہ باز آمدے
	اس کے چہرے سے وحشت معلوم ہوتی	کسی کام کو نہ جاتا کہ واپس لوٹ کر آتا

(۱) خواجہ: صاحب، آقا۔ نیکوکار: نیک کام والا۔ بندۂ نافرمان: نافرمان غلام۔
(۲) بزرگے: ایک بزرگ۔ ہنرمند آفاق: جہان بھر کا ہنرمند۔ بود: تھا۔ غلامش: اس کا غلام۔ نکوہیدہ اخلاق: بُرے اخلاق والا۔
(۳) ازیں بمعنی چنیں: ایسے۔ خفرقے: بدوضع۔ موئے بالیدۂ: بڑھے بالوں والا۔ در روئے: منہ پر۔ مالیدۂ: ملے ہوئے۔
(۴) چوں ثعبانش: اژدہے کی طرح۔ اس کی شین دنداں کے ساتھ لگ کر اس کے دانت۔ آلودہ بزہر: زہر سے بھرے ہوئے۔ گرو بردہ: بازی لے گیا ہوا۔ از زشت رویان شہر: شہر بھر کے بدصورتوں سے۔
(۵) مدامش: ہمیشہ اس کے۔ برو: چہرے پر۔ آب چشم سبل: پڑوال والی آنکھوں کا پانی۔ دمیدے: پھوٹتا رہتا۔ (۶) وقت پختن: پکانے کا وقت۔ برابرو زدے: ابروؤں پر مار لیتا۔ چو پختند: جب پکا لیتے۔ با خواجہ: مالک کے ساتھ۔ زانو زدے: گھٹنا ملا کر۔
(۷) دمادم: لگاتار۔ بناں خوردنش: کھانا کھانے میں اس کے ساتھ۔ ہم نفس: ساتھی۔ مردے: مر بھی جاتا۔ آبے ندادے: ذرا پانی نہ دیتا۔ بکس: کسی کو۔
(۸) گفت: بات۔ اندرو: اس کے اندر۔ کار کردے: کام کرتی۔ نہ چوب: نہ ڈنڈا۔ شب و روز: رات دن۔ زو خانہ: اس کی وجہ سے گھر۔ کند و کوب: اکھاڑ پچھاڑ۔
(۹) گہے: کبھی۔ خار و خس: کانٹے اور تنکے۔ در رہ: راستہ میں۔ انداختے: ڈال دیتا۔ ماکیاں: مرغیاں۔ در چہ: کنوئیں میں۔ انداختے: ڈالتا۔ (۱۰) ز سیماش: اس کی پیشانی سے۔ وحشت فراز آمدے: ظاہر ہوتی ہے۔ نرفتے بکار: نہ جانے کس کام کو۔ باز آمدے: واپس آتا ہو۔

تشریح (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اپنی مصیبت کسی دوسرے پر نہیں ڈالنی چاہیے۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو ثواب کی نیت سے صبر کرنا چاہیے۔ (۲) ایک شخص انتہائی نیک سیرت اور دانشمند تھا لیکن اس کا غلام اپنے آقا (بزرگ) کی عادات سے قطعی مختلف تھا۔ (یعنی بداخلاق تھا) (۳) اس (غلام) کی صورت بگڑی ہوئی تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ چہرے سے ترش روئیہ ٹپک رہا تھا۔
(۴) کالے ناگ (اژدھا) کی طرح اس کے دانتوں میں زہر بھرا ہوا تھا۔ بدصورت اتنا کہ شہر میں اس جیسا بھدی شکل والا کوئی نہ تھا۔
(۵) اس کی آنکھیں پرآشوب و پڑوال (اک بیماری ہے) تھیں۔ اور منہ و لبوں سے پیاز کی طرح ہمیشہ بدبو خارج ہوتی تھی۔
(۶) کھانا تیار کرنے کے وقت اسے غصہ آجاتا تھا۔ لیکن کھانا کھانے کے وقت وہ خدمت میں پیش پیش کی بجائے کھانے میں ہمیشہ آگے آگے رہتا تھا۔ (۷) کھانا کھانے میں لگاتار مصروف رہتا تھا۔ لیکن بے صبری اس قدر تھی کہ کسی کو پانی تک پلانا گوارا نہ کرتا تھا۔
(۸) گھر میں روزانہ اس کی پٹائی ہوتی تھی۔ لیکن وہ اتنا ڈھیٹ تھا کہ کسی مار کا اثر قبول ہی نہ کرتا تھا۔ اس کی وجہ سے پورے گھر کا نظام تہ و بالا ہو چکا تھا۔ (۹) اس کی حرکتیں ہمیشہ احمقانہ ہوا کرتی تھیں۔ کیونکہ وہ کبھی کوڑا کرکٹ راستے میں ڈال دیتا تو کبھی مرغیاں کنوئیں میں پھینک دیتا تھا۔ (۱۰) اس (غلام) کی پیشانی سے نحوست ٹپک رہی تھی۔ وہ کسی کام کے لئے باہر جاتا تو واپسی اس کی نہایت مشکل و دشوار ہو جاتی تھی۔

marfat.com

۱	کسے گفت ازیں بندۂ بدخصال	چہ خواہی ادب یا ہنر یا جمال
	کسی نے کہا اس بدعادت غلام سے	تو کیا چاہتا ہے ادب یا ہنر یا حُسن
۲	نیرزد وجودے بدیں ناخوشی	کہ جورش پسندی و بارش کشی
	اس بُرائی کے ساتھ اس کا وجود اس لائق نہیں ہے	کہ تو اس کا ظلم پسند کرے اور اس کا بوجھ اٹھائے
۳	منت بندۂ خوب نیکو سیر	بدست آرم ایں را بہ نخاس بر
	میں تیرے لیے ایک خوبصورت نیک عادت غلام	لے آؤں۔ اس کو بردہ فروش کے یہاں لے جا
۴	دگر یک پشیز آورد سر مپیچ	گرانست اگر راست خواہی بہ ہیچ
	اگر ایک پیسہ ملے تو انکار نہ کرنا	اگر سچ کہلواتا ہے تو وہ مفت بھی گراں ہے
۵	شنید ایں سخن مرد نیکو نہاد	بخندید کاے یار فرخ نژاد
	نیک طبیعت انسان نے یہ بات سنی	ہنسا کہ اے مبارک ذات یار
۶	بدست ایں پسر طبع و خویش لیک	مرا زو طبیعت شود خوئے نیک
	اس لڑکے کی طبیعت اور عادت بُری ہے لیکن	اس کی وجہ سے میری طبیعت نیک عادت ہو جاتی ہے
۷	چو زو کردہ باشم تحمل بسے	توانم جفا بردن از ہر کسے
	جب اس کی بہت برداشت کر لوں گا	تو ہر شخص کا ظلم برداشت کر سکوں گا
۸	مروت ندانم کہ بفروشمش	بدیگر کسے عیب برگویمش
	میں نے شرافت نہ سمجھا کہ اس کو بیچوں	کسی دوسرے سے اس کا عیب کہوں
۹	چو من در بلایش تحمل کنم	بسے بہ بود گر تحول کنم
	میں اس کی مصیبت کو برداشت کروں	یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ اسکو کسی کے حوالے کروں
۱۰	چو خود را پسندی کسے را پسند	تو در زحمتی دیگرے را مبند
	تو جو اپنے لیے پسند کرے دوسرے کیلئے بھی پسند کر	تو تکلیف میں ہے تو دوسرے کو مبتلا نہ کر

(۱) کسے: کوئی شخص۔ گفت: کہا۔ ازیں بندہ بدخصال: اس بُری عادت والے غلام سے۔ چہ خواہی: تو کیا چاہتا ہے۔ جمال: حسن۔ (۲) نیرزد: نہیں لائق ہے۔ وجودے: ایک وجود۔ بدیں ناخوشی: اس مصیبت کے باوجود۔ جورش: اس کا ظلم۔ پسندی: تو پسند کرے۔ بارش: اس کا بوجھ۔ کشی: کھینچے تو۔ (۳) منت: میں تجھ کو۔ بندۂ خوب: اچھا غلام۔ نیکو سیر: اچھے کردار۔ بدست آرم: حاصل کر دوں گا۔ ایں را: اس کو۔ بہ نخاس: بردہ فروش کے پاس۔ بر: لے جا۔ (۴) یک پشیز: ایک پیسہ۔ آورد: لاوے۔ سر مپیچ: سر مت پھیر۔ گرانست: مہنگا ہے۔ راست خواہی: سچ پوچھے تو۔ بہ ہیچ: کسی بھی چیز کے بدلے یا کسی چیز کے بدلے۔ (۵) شنید: سنی۔ ایں سخن: یہ بات۔ مرد نیکو نہاد: نیک طبع مرد۔ بخندید: ہنس پڑا۔ کاے: کہ اے۔ یار فرخ نژاد: مبارک ذات والے یار۔ (۶) بدست: بد ہے۔ ایں پسر: یہ لڑکا۔ طبع و خویش: اس کی طبیعت اور عادت۔ ولیک: لیکن۔ مرا: مجھ کو۔ زو: اس سے۔ طبیعت شود: طبیعت ہو جاتی ہے۔ خوئے نیک: نیک عادت۔ (۷) چو: جب۔ زو: اس سے۔ کردہ باشم: کیا ہوگا میں نے۔ تحمل: برداشت۔ بسے: بہت۔ توانم: میں طاقت رکھوں گا۔ جفا بردن: ظلم برداشت کرنے کی۔ از ہر کسے: ہر شخص سے۔ (۸) مروت: شرافت۔ ندانم: نہیں جانتا ہیں۔ بفروشمش: کہ بیچوں اس کو۔ بدیگر کسے: کسی دوسرے آدمی کو۔ برگویمش: اس کے عیب کہوں ہیں۔

(۹) چوں: جب۔ من در بلایش: اس کی مصیبت میں۔ تحمل: برداشت۔ کنم: کروں میں۔ بسے: بہت۔ بہ: بہتر۔ بود: ہووے۔ تحول: حوالے کرنا۔ کنم: کروں میں۔
(۱۰) چو خود را: جو کچھ اپنے لیے۔ پسندی: پسند کرے تو۔ کسے را: کسی کے لیے۔ پسند: پسند کرو۔ در زحمتی: تکلیف میں ہے تو۔ دیگرے را: کسی دوسرے کو۔ مبند: مت بند کر

تشریح: (۱) کسی خیرخواہ نے مالک سے کہا کہ اس بے ڈھب بدطینت غلام سے تجھے کیا غرض ہے۔ احترام، ہنر، خوبصورتی (یہ غلام قسمت کا ہیٹا ہے) (۲) اس (غلام) کی وجہ سے تجھے (بزرگ کو) ہمیشہ مصائب کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ تجھے کیا پڑی کہ اس کا ظلم برداشت کرے یا وزن اٹھائے (اخراجات وغیرہ کا بوجھ اٹھائے) (۳) تو (بزرگ) اسے (غلام کو) کسی بردہ فروش (خرکار) کے ہاں فروخت کر دے۔ میں (خیرخواہ) تجھے نیک سیرت غلام میسر کر دوں گا۔ (۴) اس (غلام) کے احمقانہ کرتوتوں کا تقاضا تو یہ ہے کہ اسے ایک پیسے میں بھی کوئی خرید لے تو غنیمت ہے۔ ورنہ یہ تو مفت میں بھی مہنگا ہے۔ (۵) بزرگ نے اس (خیرخواہ) کی بات سنی اور اپنے خیرخواہ دوست کی تعریف و توصیف اور ہنسنے پر ہی اکتفا کیا۔ اس کے بعد۔ (۶) پھر وہ (بزرگ) کہنے لگا کہ اے میرے خیرخواہ دوست! یہ (غلام) گو کہ بدخو ہے لیکن اس سے میں نیک خو ہو جاؤں گا۔ کیونکہ عقلمند ہمیشہ احمقوں سے عقل سیکھتا ہے۔ (۷) جب میں (بزرگ) اس کی نازیبا حرکات برداشت کر کے تحمل کی تربیت حاصل کر لوں گا تو دوسروں کا جور و جفا برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہو جائے گی۔ (۸) اسے بیچنے کی غرض سے لوگوں کے سامنے اس (غلام) کے عیوب بیان کروں۔ یہ میری مروت کے خلاف ہے۔ (۹) اگر میں اسے (غلام کو) کسی اور کے حوالے کر کے اُسے دوسرے کو مصیبت میں ڈال دوں۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ میں (بزرگ) خود ہی یہ مصیبت برداشت کر لوں۔ (۱۰) رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو چیز اپنے لیے پسند کرو۔ وہی چیز دوسرے بھائی کیلئے بھی پسند کرو۔ چنانچہ میں (بزرگ) اس (غلام) کی ناپسندیدہ حرکات دوسروں کیلئے کیوں پسند کر لوں۔

marfat.com

تحمل چو زہرت نماید نخست	۱	ولے شہد گردد چو در طبع رست
برداشت کرنا ابتداء تجھے زہر معلوم ہوگا		لیکن شہد بن جائے گا جب طبیعت میں رچ جائیگا

حکایت معروف کرخی و مسافر رنجور

معروف کرخی اور ایک بیمار مسافر کا قصہ

کسے راہ معروف کرخی نجست	۳	کہ ننہاد معروفی از سر نخست
کسی ایسے شخص نے معروف کرخی کا راستہ نہیں ڈھونڈا		جس نے سب سے پہلے دماغ سے شہرت نہ نکال دی ہو
شنیدم کہ مہمانش آمد یکے	۴	ز بیماریش تا بمرگ اندکے
میں نے سنا ہے کہ اس کے پاس ایک مہمان آیا		جس کی بیماری اور موت میں تھوڑا سا فاصلہ تھا
سرش موی و رویش صفا ریختہ	۵	بمویش جاں در تن آویختہ
اس کا سر بالوں کو اور چہرہ رونق کو ختم کر چکا تھا		ایک بال کی بقدر اس کی جان جسم میں لٹکی تھی
شب آنجا بیفگند و بالش نہاد	۶	رواں دست در بانگ و نالش نہاد
اس نے رات کو اس جگہ پڑاؤ کر دیا اور تکیہ لگا لیا		تو فوراً واویلا اور آہ و زاری شروع کر دی
نہ خوابش گرفتے بشب یک نفس	۷	نہ از دست فریاد او خواب کس
نہ اس کو ایک سانس کی بقدر نیند آئی		نہ اس کی فریاد کے ہاتھوں کسی دوسرے کو نیند آئی
نہادے پریشان و طبع درشت	۸	نمے مرد و خلقے بحجت بکشت
اس کا مزاج پریشان اور طبیعت سخت تھی		خود تو نہ مرتا تھا اور مخلوق کو حجت بازی سے مار ڈالا تھا
ز فریاد و نالیدن و خفت و خیز	۹	گرفتند از و خلق راہ گریز
اس فریاد اور رونے اور بے چینی کی وجہ سے		مخلوق نے اس سے راہ گریز اختیار کر لی تھی
ز دیار مردم دراں بقعہ کس	۱۰	ہماں ناتواں ماند و معروف بس
اس جگہ کے رہنے والوں میں اگر کوئی تھا		تو وہی بیمار اور بس معروف کرخی تھے

(۱) تحمل: برداشت۔ چو زہرت: زہر کی طرح تجھ کو۔ نماید: دکھائی دے گا۔ نخست: پہلے۔ ولے: لیکن۔ گردد: ہو جائے گا۔ چو: جب۔ در طبع: طبیعت میں۔ رست: رچ بس گیا۔ (۲) معروف کرخی: ایک ولی کامل جو بغداد کے محلہ کرخ کے رہنے والے تھے۔ رنجور: بیمار۔ (۳) کسے: کوئی شخص۔ راہ معروف: حضرت معروف کے گھر کا راستہ۔ نجست: نہیں ڈھونڈا۔ ننہاد: نہ رکھی۔ معروفی: مشہوری اور بڑائی۔ از سر: سر سے۔ نخست: پہلے۔ (۴) شنیدم: میں نے سنا۔ مہمانش: اس کا مہمان۔ آمد: آیا۔ یکے: ایک شخص۔ ز بیماریش: اس کی بیماری سے۔ تا بمرگ: موت تک۔ اندکے: تھوڑی سی دیر۔ (۵) سرش: اس کا سر۔ موی: بال۔ رویش: اس کا چہرہ۔ صفا: رونق۔ ریختہ: گرائے ہوئے۔ بمویش: ایک بال کی مقدار۔ در تن: بدن میں۔ آویختہ: لٹکی ہوئی۔ (۶) شب: رات۔ آنجا: وہاں۔ بیفگند: ڈال دی۔ بالش: تکیہ۔ نہاد: رکھ دیا۔ رواں: جلدی۔ دست: ہاتھ۔ در بانگ و نالش: چیخنے اور رونے میں۔ نہاد: رکھا۔ (۷) خوابش: نیند اس کو۔ گرفتے: لے جاتی۔ بشب: رات کو۔ یک نفس: ایک گھڑی۔ از دست فریاد او: اس کے فریاد کے ہاتھوں سے۔ خواب کس: کسی کی نیند۔ (۸) نہادے پریشان: پریشان طبیعت۔ طبع درشت: سخت مزاج۔ نمے مرد: مرتا نہیں تھا۔ خلقے: ایک مخلوق۔ بحجت: حجت بازی سے۔ بکشت: مار ڈالا۔ (۹) ز فریاد و نالیدن: رونے اور فریاد کرنے سے۔ خفت و خیز: سونا اور اٹھنا۔ گرفتند: پکڑی انہوں نے۔ از و: اس سے۔ خلق: مخلوق۔ راہ گریز: بھاگنے کا راستہ۔ (۱۰) دیار: آبادکار۔ مردم: لوگ۔ دراں بقعہ: اس علاقے میں۔ ہماں ناتواں: وہی بیمار۔ ماند: رہ گیا۔ معروف: حضرت معروف کرخیؒ۔ بس: صرف۔

تشریح: (۱) صبر و تحمل کا آغاز بڑا کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ لیکن جب یہ صبر طبیعت ثانیہ بن جائے تو اس کی چاشنی شہد سے بھی زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔ (۲) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مہمان اور مریض کی تلخ نوائیوں کو صبر کے ہتھیار سے شکست دینی چاہیئے۔ (۳) حضرت معروف کرخیؒ سے ملاقات کرنے کے لیے جس رنگ کا آدمی آتا تھا، وہ (معروف کرخیؒ) اپنے مقام و مرتبہ کو بالائے طاق رکھ کر اپنے ملاقاتی سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ (۴) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ ایک شخص حضرت معروف کرخیؒ کے ہاں مہمان آکر ٹھہرا جو موت کی دہلیز پر پہنچ چکا تھا۔ (۵) اس (مہمان) کے سر کے بال غائب تھے۔ چہرے کی رونق معدوم تھی۔ اس کی جان لبوں پر تھی۔ (۶) اس (قریب المرگ شخص) نے رات بسر کرنے کے لیے وہاں (معروف کرخیؒ کے ہاں) بسیرا کیا۔ مگر رات بھر رونے دھونے میں لگا رہا۔ (۷) پوری رات لمحہ بھر کے لیے اسے نیند نہیں آئی۔ اس کی آہ و زاری سے دوسرے لوگ بھی بے آرام رہے۔ (۸) وہ (قریب المرگ مہمان) بہت تلخ مزاج اور سخت کلام تھا۔ خود نہ کیا مرتا تھا حیل و حجت کے ہتھیار سے لوگوں کی جان کے درپے تھا۔ (۹) تمام لوگ اس کی نازیبا حرکات اور شور و غل سے تنگ آکر فرار ہونے میں عافیت سمجھنے لگے۔ (۱۰) جب اڑوس پڑوس کے تمام لوگ فرار ہو گئے تو صرف وہ (قریب المرگ مہمان) اور حضرت معروف کرخیؒ باقی رہ گئے۔

marfat.com

شنیدم کہ شہباز خدمت نہ خفت میں نے سنا بہت سی راتیں خدمت گذاری کو جیسے نہ سوئے	۱	چو مرداں میاں بست و کرد آنچہ گفت مردوں کی طرح کمر بستہ رہے اور وہی کرتے جو وہ کہتا
شبے بر سرش لشکر آورد خواب ایک رات کو ان پر نیند نے لشکر کشی کر دی	۲	کہ چند آورد مرد ناخفتہ تاب اس لیے کہ بے سوئے ہوئے کوئی کتنی تاب لا سکتا ہے
بیک دم کہ چشمانش خفتن گرفت تھوڑی دیر کیلئے ان کی آنکھوں نے سونا شروع کیا	۳	مسافر پراگندہ گفتن گرفت مسافر نے بکنا شروع کیا
کہ لعنت بریں نسل ناپاک باد کہ اس ناپاک نسل پر لعنت ہو	۴	کہ نامند و ناموس زرق اند باد کہ محض نام اور عزت کے ہیں اور مکر اور غرور ہیں
پلید اعتقادان پاکیزہ پوش متکبر ہیں خوش پوشاک ہیں	۵	فریبندۂ پارسائی فروش فریب دینے والے ہیں بزرگی فروش ہیں
چہ داند لت انبانے از خواب مست مشکیزہ پیٹ والے نیند سے مست کو کیا معلوم	۶	کہ بے چارۂ دیدہ برہم نہ بست کہ کسی بیچارے نے پلک بھی نہیں جھپکائی ہے
سخنہائے منکر بمعروف گفت حضرت معروف کو اس نے بری باتیں کہیں	۷	کہ یکدم چرا غافل از وے بخفت کہ وہ تھوڑی دیر کیلئے اس سے غافل ہو کر کیوں سوئے
فرو خورد شیخ ایں حدیث از کرم شیخ تو شرافت کی وجہ سے یہ باتیں پی گئے	۸	شنیدند پوشیدگان حرم حرم کی مستورات نے سن لیں
یکے گفت معروف را در نہفت ایک نے چپکے سے معروف سے کہا	۹	ندیدی کہ درویش نالاں چہ گفت تجھے معلوم نہیں نالاں فقیر نے کیا کہا ہے
بروزیں سپس گو سر خویش گیر اس کے بعد جا اور کہہ اپنا راستہ پکڑ	۱۰	لعنت ببر جائے دیگر بمیر مصیبت لے جا دوسری جگہ جا کر مر

(۱) شنیدم: میں نے سنا۔ شبہا: جمع ہے شب کی، راتیں۔ نہ خفت: نہیں سویا۔ چو مرداں: مردوں کی طرح۔ میاں بست: کمر باندھی۔ کرد: کیا۔ آنچہ: جو کچھ۔ گفت: اس نے کہا۔ (۲) شبے: ایک رات۔ بر سرش: اس کے سر پر۔ آورد: لایا۔ خواب: نیند۔ چند آورد: کتنی لاوے۔ مرد ناخفتہ: نہ سویا ہوا آدمی۔ (۳) بیکدم: ایک گھڑی۔ چشمانش: اس کی آنکھیں۔ خفتن گرفت: سونے لگیں۔ پراگندہ گفتن: بے ہودہ بکنا۔ (۴) لعنت: خدا کی رحمت سے دوری۔ بریں نسل ناپاک: اس ناپاک نسل پر۔ باد: ہووے۔ نامند: نام کے خواہاں ہیں۔ ناموس: عزت۔ زرق اند: مکر کرنے والے ہیں۔ باد: ہوا۔ (۵) پلید اعتقادان: گندے اعتقاد والے۔ پاکیزہ پوش: اچھا لباس پہننے والے۔ فریبندۂ: فریب دینے والے۔ پارسائی فروش: بزرگی بیچنے والے۔ (۶) چہ داند: کیا جانے۔ لت انبانے: بڑے پیٹ والا۔ از خواب مست: نیند سے مست۔ دیدہ: آنکھ۔ برہم نہ بست: ایک دوسرے پر نہ باندھی یعنی آنکھ نہ لگائی۔ (۷) سخنہائے منکر: بری باتیں۔ بمعروف: حضرت معروف کو۔ گفت: کہی اس نے۔ چرا: کیوں۔ غافل از وے: اس سے بے خبر۔ بخفت: سویا۔ (۸) فرو خورد: کھا گیا۔ شیخ: یعنی حضرت معروفؒ۔ حدیث: بات۔ از کرم: شرافت کی بنا پر۔ شنیدند: سن لی۔ پوشیدگان حرم: گھر کی پردہ دار خواتین۔ (۹) یکے گفت: ایک نے کہا۔ معروف را: حضرت معروف کو۔ در نہفت: پوشیدگی میں۔ ندیدی: تونے نہیں دیکھا۔ درویش نالاں: روتے ہوئے درویش نے۔ چہ گفت: کیا کہا۔ (۱۰) برو: جا۔ زیں سپس: اس کے بعد۔ گو: کہہ دے۔ سر خویش گیر: اپنا سر پکڑ یعنی اپنی راہ لے۔ لعنت ببر: تکلیف اٹھا۔ جائے دیگر: دوسری جگہ۔ بمیر: جاکے مر۔

تشریح: (۱) میں (الشیخ سعدیؒ) نے سنا کہ حضرت معروف کرخیؒ نے اس (قریب المرگ مہمان) کی خدمت کرنے کی ٹھان لی۔ اور کئی رات نیند کیے بغیر اس کی خدمت میں مصروف رہے۔ (۲) راتوں کو متواتر جاگنے کی وجہ سے انہیں (معروف کرخیؒ کو) معمولی سی اونگھ آگئی۔ (اچھا کیا تقاضا؟ اونگھ مارنے لگا)۔ (۳) قریب المرگ مہمان یہ دیکھتے ہی پھٹ پڑا۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ جو منہ میں آئی کہہ ڈالی۔ (۴) (یعنی یوں کہا) سستی شہرت کے خواہاں، عبادت و ریاضت میں ریاکاری کرنے والے ایسی مکروہ نسل پر لعنت ہو۔ (۵) جو صوفیانہ گودڑی میں اپنی خام خیالی کو چھپانے والے فریب کار لباس خضر میں رہزنی کرنے والے بزرگ فروش۔ (۶) زیادہ کھا کھا کے پیٹ کی توند بڑھانے والے کیا جانیں کہ مجھ بیمار کا گذر بسر رات بھر کیسے گیا۔ (۷) یہ تمام ترش نوائی و بدکلامی منکر (قریب المرگ مہمان) کی طرف سے صرف اس لیے ہوئیں کہ معروف (کرخیؒ) کو اونگھ کیوں آگئی۔ مذکورہ شعر میں منکر و معروف کا تقابل خوب ہے۔ (۸) حضرت معروف کرخیؒ نے اس (قریب المرگ مہمان) کی ان تلخیوں پر کان نہ دھرا۔ لیکن گھر کی عورتوں نے سب کچھ سن لیا تھا۔ (۹) چنانچہ کسی خاتون نے حضرت معروف کرخیؒ کو چپکے سے یہ کہا کہ جو کچھ اس (قریب المرگ مہمان) نے کہا ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا۔ (۱۰) اس (قریب المرگ مہمان) سے کہیں کہ یہاں کا راستہ ناپے۔ یہ دھونس دھاندلی کہیں اور جاکر دکھائے۔ (یا دوسری جگہ جا مرے)۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	نکوئی و رحمت بجائے خودست	ولے با بداں نیک مردی بدست
	بھلائی اور رحم اپنی جگہ ہے	لیکن بُروں کے ساتھ نیکی بُری ہے
۲	سرِ سفلہ را گرد بالش منہ	سرِ مردم آزار بر سنگ بہ
	کمینہ کا سر تکیہ پر نہ رکھ	لوگوں کو ستانے والے کا سر پتھر پر بہتر ہے
۳	مکن با بداں نیکی اے نیک بخت	کہ در شورہ ناداں نشاند درخت
	اے نیک بخت بُروں کے ساتھ نیکی نہ کر	کھاری زمین میں بیوقوف درخت لگاتا ہے
۴	نگویم مراعات مردم مکن	کرم پیش نامرداں گم مکن
	میں یہ نہیں کہتی ہوں کہ لوگوں کی خاطر تواضع نہ کر	کمینوں پر کرم کر کے ضائع نہ کر
۵	باخلاق نرمی مکن با درشت	کہ سگ را نمالند چون گربہ پشت
	سخت کے ساتھ اخلاق کے ساتھ نرمی نہ کر	بلی کی طرح کتے کی کمر نہیں سہلاتے ہیں
۶	گر انصاف پرسی سگِ حق شناس	بسیرت بہ از مردم ناسپاس
	اگر انصاف کی بات چاہتا ہے تو حق شناس کتا	ناشکرگزار انسان سے عادت میں بہتر ہے
۷	ببرف آب رحمت مکن بر خسیس	چو کردی مکافات بر یخ نویس
	کمینہ پر برف کے پانی کی مہربانی نہ کر	اگر کرتا ہے تو بدلہ برف پر لکھ
۸	ندیدم چنیں پیچ بر پیچ کس	مکن ہیچ رحمت بریں ہیچ کس
	میں نے ایسا پیچ در پیچ آدمی نہیں دیکھا	اس ناکس پر کچھ شفقت نہ کر
۹	بخندید و گفت اے دلارام جفت	پریشاں مشو زیں پریشاں کہ گفت
	وہ ہنسے اور بولے کہ اے دل کی راحت بیوی	ان بیہودہ باتوں سے جو اس نے کہیں پریشان نہ ہو
۱۰	گر از ناخوشی کرد بر من خروش	مرا ناخوش از وے خوش آمد بگوش
	اگر ناراضی سے اس نے مجھ پر غصہ کیا ہے	اس کی ناراضی میرے کانوں کو اچھی معلوم ہوئی ہے

(۱) نکوئی و رحمت: نیکی اور رحمت۔ بجائے خودست: اپنی جگہ ہے۔ ولے: لیکن۔ بابداں: بُروں کے ساتھ۔ نیک مردی: شرافت۔ بدست: بُری ہے۔ (۲) سرِ سفلہ: کمینے سر کے لیے۔ گرد بالش: گول تکیہ۔ سرِ مردم آزار: لوگوں کو ستانے والے کا سر۔ بر سنگ: پتھر پر۔ بہ: بہتر ہے۔ (۳) مکن: مت کر۔ با بداں: بُروں کے ساتھ۔ نیک بخت: خوش نصیب۔ در شورہ: شوریلی زمین میں۔ نشاند: لگاتا ہے۔ (۴) نگویم: میں نہیں کہتا۔ مراعات مردم: لوگوں کی خاطر تواضع۔ مکن: مت کر۔ کرم: بخشش۔ پیش نامرداں: نااہل مردوں پر۔ گم مکن: ضائع مت کر۔ (۵) باخلاق: اخلاق کے ساتھ۔ مکن: مت کر۔ با درشت: سخت مزاج کے ساتھ۔ سگ: کتا۔ نمالند: نہیں ملتے ہیں۔ چون گربہ: بلی کی طرح۔ (۶) پرسی: تو پوچھے۔ سگِ حق شناس: حق پہچاننے والا کتا۔ بسیرت: سیرت میں۔ بہ: بہتر۔ مردم ناسپاس: ناشکرے لوگ۔ (۷) ببرف آب: برف کا پانی۔ رحمت مکن: مہربانی نہ کر۔ بر خسیس: کمینے پر۔ چو کردی: جب تو نے کیا۔ مکافات: بدلہ۔ بر یخ: برف پر۔ نویس: لکھ۔ (۸) ندیدم: میں نے نہیں دیکھا۔ چنیں: ایسا۔ پیچ بر پیچ: سخت الجھا ہوا۔ کس: کوئی شخص۔ مکن: مت کر۔ ہیچ رحمت: کچھ بھی رحمت۔ بریں ہیچ کس: اس کمینے آدمی پر۔ (۹) بخندید: ہنس پڑا۔ گفت: کہا۔ دلارام: محبوبہ۔ جفت: بیوی۔ مشو: مت ہو۔ زیں پریشان: ان پریشان باتوں سے۔ کہ گفت: جو کہ اس نے کہیں۔ (۱۰) ناخوشی: تکلیف یا ناراضگی۔ کرد: کی۔ بر من: مجھ پر۔ خروش: ڈانٹ۔ مرا: مجھ کو۔ ناخوش از وے: اس کی ناراضگی۔ خوش آمد: اچھی لگی۔ بگوش: کان میں۔

تشریح: (۱) نیکی و نوازش اگرچہ کارِ خیر ہے۔ لیکن بدقماش لوگوں کے ساتھ شرافت کا برتاؤ کرنا خود بُرائی ہے۔ (۲) کمینگی کے خوگر تکیہ یا بچھونے کے لائق نہیں ہوتے۔ لوگوں کی تنگی کا باعث بننے والے بدطینتوں کے لیے پتھر زیادہ بہتر ہے۔

(۳) بدخصلتوں سے نیکی کا برتاؤ کرنے کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص نے سیم و تھور والی زمین میں باغ لگایا ہو۔

(۴) میرا (اہل خانہ کی خاتون کا) کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ لوگوں کی خاطر تواضع نہ کی جائے۔ بلکہ نااہلوں پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

(۵) بدتمیز کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنا ایسے ہے جیسے کتے کی پیٹھ کو پیار سے سہلانا۔ چونکہ کتا محبت کے قابل نہیں "ناپاک ہوتا ہے"۔ اس لیے بدتمیز کو کتے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (۶) سچی بات تو یہ ہے کہ مالک کی پہچان رکھنے والا وفادار کتا احسان فراموش انسان سے ازروئے کردار بہتر ہے۔

(۷) کمینہ فطرت آدمی کی تواضع برف والے ٹھنڈے پانی سے نہ کر۔ کیونکہ کمینے پر احسان کرنا ایسے ہی ہے جیسے برف پر لکھائی کرنا۔ (یعنی یہ ضائع کرنے والی بات ہے)۔ (۸) میں (اہل خانہ خاتون) نے ایسا خبطی آدمی کبھی اور کہیں نہیں دیکھا۔ چنانچہ یہ شخص معمولی سی ہمدردی کے قابل بھی نہیں۔

(۹) انہوں (معروف کرخیؒ) نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ میری محبوب زوجہ اس اوٹ پٹانگ باتوں کا بُرا مت منا۔ کیونکہ یہ مرض کی وجہ سے ایسا کر رہا ہے۔ (۱۰) اگر اس (قریب المرگ مہمان) نے مجھے سخت سُست کہا ہے تو گھبرانے کی بات نہیں۔ کیونکہ یہ ناراضی مجھے اچھی لگی ہے۔ اس لیے کہ یہ مرض کی وجہ سے معذور ہے۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع ثانی
جفائے چنیں کس ببایدشنود	۱	کہ نتواند از بے قراری غنود
کسی ایسے آدمی کی جفا کو سننا چاہیے		جو بے چینی کی وجہ سے نہ سو سکے
چو خود را قوی حال بینی و خوش	۲	بشکرانہ بار ضعیفاں بکش
جب تو اپنے آپ کو خوشحال اور قوی دیکھے		تو شکرانہ میں کمزوروں کا بار برداشت کر
اگر خود ہمیں صورتی چو طلسم	۳	بمیری و اسمت بمیرد چو جسم
اگر تو خود طلسم کی صورت ہے		تو تو مرجائے گا اور تیرا نام بھی جسم کی طرح مرجائیگا
دگر پرورانی درخت کرم	۴	بر نیک نامی خوری لاجرم
اگر تو کرم کے درخت کی پرورش کریگا		تو لامحالہ نیک نامی کا پھل کھائے گا
نہ بینی کہ در کرخ تربت بسے ست	۵	بجز گور معروفؒ معروف نیست
تو نے نہیں دیکھا کہ کرخ میں بہت سی قبریں ہیں		لیکن حضرت معروفؒ کی قبر کے سوا کوئی مشہور نہیں ہے
بدولت کسانے سرافراختند	۶	کہ تاج تکبر بینداختند
دولت کے ذریعہ وہی لوگ سربلند ہوئے ہیں		جنہوں نے تکبر کے تاج کو اتار پھینکا ہے
تکبر کند مرد حشمت پرست	۷	نداند کہ حشمت بحلم اندر ست
دبدبہ پرست انسان تکبر کرتا ہے		اس کو یہ معلوم نہیں کہ دبدبہ بردباری میں ہے

حکایت در معنی سفاہت نااہلاں وتحمل نیک مرداں

قصہ نااہلوں کی بیوقوفی اور نیک مردوں کی بردباری کے بیان میں

مصرع اول		مصرع ثانی
طمع برد شوخے بصاحب دلے	۹	بنود آں زماں درمیاں حاصلے
ایک شخص ایک صاحب دل کے پاس ضرورت لیکر گیا		اس وقت ہمیانی میں کچھ نہ تھا
کمر بند و دستش تہی بود و پاک	۱۰	کہ زر بر فشاندے بر ویش چو خاک
اس کا کمربند اور ہاتھ بالکل خالی تھا		کہ مٹی کی طرح اس کے منہ پر روپیہ مارتا

(۱) جفا: ظلم۔ چنیں کس: ایسا شخص۔ ببایدشنود: سن لینی چاہیے۔ نتواند غنود: سے ملکر او نگھ نہیں سکتا۔ بے قراری: بے چینی۔ (۲) چو: جب۔ خود را: اپنے آپ کو۔ قوی حال: طاقتور۔ بینی: دیکھے تو۔ بشکرانہ: شکر کے لیے۔ بار ضعیفاں: کمزوروں کا بوجھ۔ بکش: کھینچ۔ (۳) خود: آپ۔ ہمیں: یہی۔ صورتی: صورت ہے۔ چو: مثل۔ طلسم: جادو۔ بمیری: تو مرجائے گا۔ اسمت: تیرا نام۔ بمیرد: مرجائے گا۔ چو: مثل۔ (۴) پرورانی: پرورش کرے تو۔ درخت کرم: مہربانی کا درخت۔ بر نیک نامی: نیک نامی کا پھل۔ خوری: کھاوے تو۔ لاجرم: ضرور۔ (۵) نہ بینی: تو نہیں دیکھتا۔ کرخ: بغداد کا ایک محلہ۔ تربت: قبر۔ بسے ست: بہت ہیں۔ بجز: سوائے۔ گور معروفؒ: حضرت معروفؒ کی قبر۔ معروف: مشہور۔ نیست: نہیں ہے۔ (۶) کسانے: وہی لوگ۔ سرافراختند: سربلند ہوئے ہیں۔ تاج تکبر: تکبر کا تاج۔ بینداختند: انہوں نے اتار دیا ہے۔ (۷) تکبر: غرور۔ کند: کرتا ہے۔ حشمت پرست: دبدبے کا چاہنے والا۔ نداند: نہیں جانتا۔ حشمت: دبدبہ۔ بحلم: بردباری میں۔ ست: ہے۔ (۸) معنی: مضمون۔ سفاہت نااہلاں: نااہلوں کی بیوقوفی۔ تحمل: بردباری۔ نیک مرداں: شریف لوگ۔ (۹) طمع: لالچ۔ برد: لے گیا۔ شوخے: ایک بے شرم۔ بصاحب دلے: ایک دل والے کے پاس۔ بنود: نہیں تھا۔ آں زماں: اس وقت۔ درمیاں: کمربند میں۔ حاصلے: کوئی چیز یا پیسہ۔

(۱۰) دستش: اس کا ہاتھ۔ تہی: خالی۔ بود: تھا۔ پاک: صاف۔ زر: سونا۔ بر فشاندے: بکھیرتا۔ بر ویش: اس کے روبرو۔ چو خاک: مٹی کی طرح۔

تشریح: (۱) جو شخص مرض میں بے قرار ہو کر نیند نہ کر سکے۔ تو اس کی ترش و تلخ باتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے۔
(۲) صحت و خوشحالی کا شکر گذاری کا تقاضا یہ ہے کہ ضعیفوں اور رنجیدہ لوگوں کی خدمت میں ذرا تامل نہ کرنا چاہیے۔
(۳) بے فیض آدمی مٹی کے بت کی طرح بے حقیقت ہوتا ہے۔ جادو کی طرح اس (بے فیض) میں خنا بھری ہوئی ہوتی ہے۔ جیسے جادو فنا ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جادوگر کا نام و نشان بھی مٹ جاتا ہے۔ (۴) اگر کوئی شخص خدمت خلق کو اپنا شعار بنالے تو دنیا و آخرت میں نیک نامی اس کے قدم چومتی ہے۔ (۵) کرخ (معروف کرخیؒ کی بستی کا نام ہے) میں ہزاروں کی تعداد میں قبروں کے نشانات پائے جاتے ہیں لیکن جذبہ خدمت خلق کی بدولت صرف معروف کرخیؒ کا نام و نشان باقی ہے۔ (۶) دولتمندوں میں صرف انہی لوگوں کو نیک نامی نصیب ہوتی ہے جو تکبر نہیں کرتے بلکہ تواضع و عاجزی اور انکساری سے کام لیتے ہیں۔ (۷) جو لوگ بلند مرتبہ حاصل کرنے کی حرص میں غرور کرتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ عظمت صرف حوصلہ مندی و بردباری میں پوشیدہ ہے۔
(۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ نالائق جس قدر احمقانہ کردار اپنائیں۔ لیکن بزرگ صفت لوگ صبر و تحمل کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔
(۹) ایک مرتبہ کسی نیک دل سخی کے پاس ایسا سوالی آیا۔ سوال پورا کرنے کے لیے اس ایک دل سخی کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔
(۱۰) نیک دل سخی کے پاس فی الفور کچھ نہ تھا۔ ورنہ وہ ایک دل سخی (مال و زر لٹانے میں کبھی دریغ نہ کرتا تھا۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	بروں تاخت خواہندۂ خیرہ روئے	نکوہیدن آغاز کردش بکوئے
	بے شرم سائل باہر نکلا	گلی میں پہنچ کر اس کو برا بھلا کہنا شروع کردیا
۲	کہ زنہار ازیں کژدمانِ خموش	پلنگان درندۂ صوف پوش
	ان خاموش بچھوؤں سے پناہ	کمبل پوش درندہ چیتے
۳	کہ چوں گربہ زانو بدل برنہند	وگر صیدے افتد چو سگ در جہند
	بلی کی طرح زانو دل پر دھرے بیٹھے رہتے ہیں	اگر کوئی شکار پھنس جائے تو کتے کی طرح چھلانگ لگاتے ہیں
۴	سوئے مسجد آوردہ دکان شید	کہ در خانہ کمتر تواں یافت صید
	وہ مکر کی دکان مسجد میں لایا ہے	اس لیے کہ گھر میں شکار کم پھنستا ہے
۵	رہِ کارواں شیر مرداں زنند	ولے جامۂ مردم ایناں کنند
	شیر مرد قافلے پر رہزنی کرتے ہیں	لیکن یہ لوگوں کے کپڑے اتارتے ہیں
۶	سپید و سیاہ پارہ بر دوختہ	بسالوس و پنہاں زر اندوختہ
	سفید اور کالے پیوند لگائے ہوئے	مکاری سے اور اندر سونا جمع کیے ہوئے
۷	زہے جو فروشانِ گندم نمائے	جہاں گرد و شب کوک و خرمن گدائے
	کیا خوب گندم نما جو فروش ہیں	دنیا گھومنے والے رات کو دعا دینے والے کھلیان کے بھکاری
۸	مبیں در عبادت کہ پیراند و سست	کہ در رقص و حالت جوانند و چست
	عبادت کے وقت یہ نہ سمجھ کہ وہ بوڑھے اور سست ہیں	اس لیے کہ رقص اور وجد میں جوان اور چست ہیں
۹	عصائے کلیم اند بسیار خوار	پس آنگہ نمایند خود را نزار
	بسیار خوار حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی ہیں	پھر اپنے آپ کو کمزور ظاہر کرتے ہیں
۱۰	نہ پرہیزگار و نہ دانشورند	ہمیں بس کہ دنیا بدیں مے خورند
	نہ پرہیزگار ہیں نہ عقلمند	بس یہی کافی ہے کہ دین کے ذریعے دنیا کو نگلتے ہیں

(۱) بروں: باہر۔ تاخت: دوڑا۔ وہ خواہندہ: سوالی۔ خیرہ روئے: بے شرم۔ نکوہیدن: برا کہنا۔ آغاز کرد: شروع کیا۔ بکوئے: کوچے میں۔ (۲) زنہار: پناہ۔ ازیں کژدماں: ان بچھوؤں سے۔ پلنگانِ درندہ: پھاڑنے والے چیتے۔ صوف پوش: کمبل پوش۔ (۳) چوں گربہ: بلی کی طرح۔ زانو: گھٹنا۔ بدل: دل پر۔ برنہند: رکھ لیتے ہیں۔ صیدے: کوئی شکار۔ افتد: آپڑے۔ چو سگ: کتے کی طرح۔ برجہند: کودتے ہیں۔ (۴) سوئے مسجد: مسجد کی طرف۔ آوردہ: لایا ہوا۔ دکانِ شید: مکر کی دکان۔ درخانہ: گھر میں۔ کمتر: بہت کم۔ تواں یافت: پا سکتے ہیں۔ صید: شکار۔ رہِ کارواں: قافلے کا راستہ۔ شیر مرداں: بہادر مرد۔ زنند: مارتے ہیں۔ ولے: لیکن۔ جامۂ مردم: لوگوں کے کپڑے۔ ایناں: یہ لوگ۔ کنند: اتارتے ہیں۔ (۶) پارہ: ٹکڑا۔ بردوختہ: سِلے ہوئے ہیں۔ بسالوس: مکاری کے ساتھ۔ پنہاں: پوشیدہ۔ زر: سونا۔ اندوختہ: جمع کیے ہوئے۔ (۷) زہے: کیا خوب۔ جو فروشاں: جو بیچنے والے۔ گندم نما: گندم دکھانے والے۔ جہاں گرد: جہان میں گھومنے والے۔ شب کوک: رات کو نام بنام دعائیں کرنے والے۔ خرمن گدا: کھلواڑوں پہ مانگنے والے۔ (۸) مبیں: مت دیکھ۔ پیراند: بوڑھے ہیں۔ در رقص: ناچ میں۔ جوانند: جوان ہیں۔ (۹) عصائے کلیم: موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی۔ بسیار خوار: بہت کھانے والا۔ پس آنگہ: پھر اس وقت۔ نمایند: دکھائی دیتے ہیں۔ نزار: کمزور۔ (۱۰) دانشور: سمجھدار۔ ہمیں: یہی۔ بس: کافی۔ بدیں: دین کے بدلے۔ مے خورند: کھاتے ہیں۔

تشریح (۱) ناکامی کی وجہ سے سوالی نے اُسے (نیک دل سخی کو) گلی گلی میں بدنام کرنا شروع کردیا۔
(۲) وہ ناکام سوالی کہتا پھر رہا تھا کہ یہ لوگ ولی اللہ نہیں ہوتے بلکہ خاموش بچھو اور چیر پھاڑ کرنے والے چیتے ہوتے ہیں۔ بزرگی کا تو صرف لبادہ اوڑھا ہوا ہوتا ہے۔ (۳) یہ (بزرگ) لوگ بلی کی طرح شکار کی گھات میں لگے رہتے ہیں۔ جب کوئی شکار ہتھے چڑھتا ہے۔ تو کتے کی طرح جھپٹتے ہیں۔ (۴) چونکہ انہیں (بزرگوں کو) اپنے گھروں میں شکار نہیں ملتا۔ اس لیے مسجدوں میں مکر و فریب کے بل بوتے پر کاروبار کرتے ہیں۔
(۵) قافلوں کی لوٹ مار کرنے والے بہادر و دلیر لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن یہ (صوفی و بزرگ) لوگ کپڑوں تک کو چھین لیتے ہیں۔
(۶) رنگ برنگی گودڑیاں پہن کر مکر و فریب سے کام لیتے ہیں۔ لیکن ان (گودڑیوں) کے پردے میں سونا چاندی پوشیدہ رکھتے ہیں۔
(۷) یہ کھلیان کے بھکاری گندم دکھا کر جو بیچتے ہیں۔ رات کے وقت چلا چلا کر دنیاداروں کا نام لے لے کر دعائیں دیتے ہیں۔
(۸) بوڑھوں کی طرح عبادت کرتے ہیں۔ رقص (وجد) کے وقت نوجوانوں کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔
(۹) موسیٰؑ کی لاٹھی کی طرح سانپوں کو نگلنے کی مانند بسیار خوری کرتے ہیں۔ لیکن ناز و انداز سے خود کو ضعیف و پیر ظاہر کرتے ہیں۔
(۱۰) تقویٰ و طہارت ان کے قریب بھی نہیں بھٹکتے۔ دین کے بدلے دنیا بٹورتے ہیں۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	عبائے بلالا نہ در تن کنند	بدخل حبش جامۂ زن کنند
	حضرت بلال حبشیؓ جیسی عبا بدن پر رکھتے ہیں	حبش کی آمدنی سے بیوی کے جوڑے بناتے ہیں
۲	ز سنت نہ بینی در ایشاں اثر	مگر خواب پیشین و نان سحر
	تو ان میں سنت کا کوئی نشان نہ دیکھے گا	ہاں دوپہر کا سونا اور سحری کھانا
۳	نخواہم دریں باب ازیں بیش گفت	کہ شنعت بود سیرت خویش گفت
	میں اس بارے میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا	اس لیے کہ اپنی حالت بیان کرنا بدنامی کی بات ہے
۴	فرو گفت ازیں شیوہ نادیدہ گوئے	نہ بیند ہنر دیدۂ عیب جوئے
	بغیر دیکھے کہنے والے نے اس قسم کی باتیں کہہ ڈالیں	عیب دیکھنے والے کی آنکھ خوبیوں کو نہیں دیکھتی
۵	یکے کردہ بے آبروئی بسے	چہ غم دارد از آبروئے کسے
	جو اپنی بہت بے آبروئی کر چکا ہو	اس کو کسی کی آبرو کی کیا فکر ہوتی ہے
۶	مریدے بشیخ ایں سخن نقل کرد	اگر راست پرسی نہ از عقل کرد
	ایک مرید نے شیخ سے یہ باتیں نقل کر دیں	اگر سچ پوچھتا ہے تو اس نے عقل کی بات نہ کی
۷	بدے در قفا عیب من گفت و خفت	بتر زو قرینے کہ آورد و گفت
	بُرے شخص نے پیٹھ پیچھے میرے عیب بیان کیے اور چپ	وہ ساتھی اس سے بُرا ہے جو لایا اور بیان کیا
۸	یکے تیرے افگند و در رہ فتاد	وجودم نیازرد و رنجم نداد
	ایک شخص نے تیر چلایا اور وہ راستہ میں گر گیا	اس نے میرے جسم کو نہ ستایا اور مجھے تکلیف نہ دی
۹	تو برداشتی و آمدی سوئے من	ہمے در سپوزی بہ پہلوئے من
	تو اٹھا لایا اور میری طرف چلا	اور میرے پہلو میں چبھا رہا ہے
۱۰	بخندید صاحب دل نیک خوئے	کہ سہل ست ازیں بیشتر گو بگوئے
	نیک عادت صاحب دل ہنسا	کہ اس سے زیادہ کہنا آسان ہے کہے

(۱) عبائے بلالا: حضرت بلالؓ جیسی عبا۔ در تن: بدن پر۔ کنند: کرتے ہیں۔ بدخل حبش: حبشے کی آمدنی سے۔ جامۂ زن: عورت کا جوڑا۔ (۲) نہ بینی: نہیں دیکھے گا تو۔ در ایشاں: ان میں۔ مگر: شاید۔ خواب پیشین: دوپہر کا سونا۔ نان سحر: سحری کا کھانا۔ (۳) نخواہم: میں نہیں چاہتا۔ دریں باب: اس باب میں۔ ازیں بیش: اس سے زیادہ۔ گفت: ماضی بمعنی مصدر کہنا۔ شنعت: برائی یا بدنامی۔ بود: ہووے۔ سیرت خویش: اپنی حالت۔ (۴) فرو گفت: کہہ ڈالیں۔ ازیں شیوہ: اس قسم کی۔ نادیدہ گو: بن دیکھے کہنے والا۔ نہ بیند: نہیں دیکھتی۔ دیدۂ عیب جو: عیب ڈھونڈنے والے کی آنکھ۔ (۵) یکے: ایک شخص۔ کردہ: کئے ہوئے۔ بسے: بہت۔ چہ غم: کیا غم۔ دارد: رکھے۔ از آبروئے کسے: کسی کی آبرو کا۔ (۶) مریدے: ایک مرید۔ بشیخ: شیخ کے پاس۔ ایں سخن: یہ بات۔ نقل کرد: نقل کی۔ بات پر کہ تو سچ پوچھے۔ نہ از عقل کرد: عقل کی بات نہیں کی۔ (۷) بدے: ایک بد آدمی۔ در قفا: پیٹھ پیچھے۔ عیب من: میرا عیب۔ گفت: کہا۔ و خفت: اور سو گیا۔ بتر زد: اس سے زیادہ بدتر۔ قرینے: کہ وہ دوست جو کہ۔ آورد: لایا۔ گفت: کہا۔ (۸) یکے: ایک۔ تیرے افگند: ایک تیر ڈالا۔ در رہ: راستہ میں۔ فتاد: گر پڑا۔ وجودم نیازرد: میرا وجود آزردہ نہیں کیا۔ رنج نداد: مجھ کو رنج نہیں دیا۔ (۹) برداشتی: تو نے اٹھایا۔ آمدی: تو آیا۔ سوئے من: میری طرف۔ ہمے در سپوزی: چبھوتا ہے تو۔ بپہلوئے من: میرے پہلو میں۔

(۱۰) بخندید: ہنس پڑا۔ صاحب دل: دل والا۔ نیک خو: نیک عادت والا۔ سہل ست: آسان ہے۔ ازیں بیشتر: اس سے زیادہ۔ گو: امر بمعنی مصدر کہنا۔ بگوئے: تو کہہ۔

تشریح: (۱) اگر ان کی پوشاک دیکھو تو حضرت بلال حبشیؓ جیسی ہے۔ لیکن اُن کی عورتوں کے لباس بے بہا قیمتی ہیں۔

(۲) سنت نبویہ کو اپنانے کا نام نہیں لیتے۔ اپنے آرام و سکون کے لیے قیلولہ کرتے ہیں۔ اور مزے لوٹنے کے لیے سحری کھاتے ہیں۔

(۳) کس قدر ان (تنگدست بزرگ) کی برائیاں بیان کرتا پھروں۔ چونکہ یہ ہمارے ہمشکل ہیں۔ اس لیے ان کی رسوائی کرنا خود اپنی بدنامی کرنے کے مترادف ہے (۴) عیب بیان کرنے والے لوگ خوبیوں کی طرف نہیں دیکھا کرتے۔ اس لیے اس (عیب جو) نے تنگدست بزرگ کی ان گنت برائیاں گنوا ڈالیں۔ (۵) بدطینت آدمی کسی شریف کو رسوا کرتے وقت اس کی بے عزتی کرنے سے باز نہیں آتا۔

(۶) کسی مرید نے فقیر کی یاوہ گوئی کا تذکرہ تنگدست بزرگ کے سامنے کر دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ فقیر کی فضول باتوں کا ذکر کرنا اچھا کام نہیں تھا۔

(۷) پس پشت عیب جوئی کرنے والے سے زیادہ فضول باتوں کی مخبری کرنا زیادہ معیوب و خبیث کام ہے۔

(۸) بدخواہ نے زبان سے تیر پھینکا جو رستے میں گر گیا۔ جس سے مجھے (تنگدست بزرگ کو) کسی قسم کی گزند نہیں پہنچی۔

(۹) تو (شکایت کرنے والا) میرا خیر خواہ ہو کر یہ تیر اٹھا لایا اور میرے (تنگدست بزرگ کے) جسم میں چبھو دیا۔

(۱۰) نیک صفت (تنگدست) بزرگ یہ (بدخواہ کی بدگوئی) سن کر ہنس دیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اس سے زیادہ سخت تلخ کلامی بھی ہو سکتی ہے۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
ہنوز آنچہ گفت از بدم اندکیست	۱	از انہا کہ من دانم از صد یکیست
ابھی جو کچھ اس نے کہا ہے میری برائی کا تھوڑا حصہ ہے		جو میں جانتا ہوں ان میں سے سو میں سے ایک ہے
ز روئے گماں بر من اینہا کہ بست	۲	من از خود یقیں مے شناسم کہ ہست
گمان سے جو کچھ باتیں اس نے مجھ سے متعلق کی ہیں		میں خود یقین سے جانتا ہوں کہ وہ ہیں
وے امسال پیوست باما وصال	۳	کجا داندم عیب ہفتاد سال
اس نے امسال ہم سے اپنا جوڑ لگایا ہے		وہ میرے ستر سالہ عیبوں کو کہاں جان سکتا ہے
بہ از من کس اندر جہاں عیب من	۴	نداند بجز عالم الغیب من
دنیا میں میرے عیب مجھ سے بہتر		علاوہ عالم الغیب کے کوئی نہیں جانتا ہے
ندیدم چنیں نیک پندار کس	۵	کہ پنداشت عیب من اینست و بس
میں نے ایسا نیک گمان شخص نہ دیکھا		جو یہ سمجھا کہ میرے صرف یہی عیب ہیں
بمحشر گواہ گناہم گر اوست	۶	ز دوزخ نترسم کہ حالم نکوست
محشر میں اگر وہی میرے گناہوں کا گواہ ہے		تو دوزخ سے میں نہیں ڈرتا کیونکہ پھر تو میرا حال بہتر ہوگا
گرم عیب گوید بداندیش من	۷	بیا گو ببر نسخہ از پیش من
اگر میرا کوئی مخالف عیب بیان کرے		اسکو کہہ دو کہ آئے میرے پاس سے کتاب لے جائے
کساں مرد راہِ خدا بودہ اند	۸	کہ برجاس تیر بلا بودہ اند
وہی لوگ خدا کی راہ کے مرد ہوتے ہیں		جو مصیبت کے تیر کا نشانہ بنے ہیں
زبوں باش تا پوستینت درند	۹	کہ صاحبدلاں بارِ شوخاں برند
خاموش رہو یہاں تک کہ وہ تیری چمڑی پھاڑ دیں		اسلئے کہ صاحبدل بُروں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں
گر از خاک مردم سبوئے کنند	۱۰	بسنگش ملامت کناں بشکنند
اگر لوگ انسانوں کی مٹی کی صراحی بنائیں		تو ملامت کرنے والے پتھر سے اس کو توڑ ڈالیں

(۱) ہنوز: ابھی۔ آنچہ گفت: جو اس نے کہا۔ از بدم: میری بدیوں میں سے۔ اندکیست: تھوڑا سا ہے۔ از انہا کہ: ان میں سے جو کہ۔ من دانم: میں جانتا ہوں۔ از صد یکے: سو میں سے ایک۔ (۲) ز روئے گماں: گماں کی رو سے۔ بر من: مجھ پر۔ اینہا کہ: یہ سب جو کہ۔ بست: اس نے باندھیں۔ من: میں۔ از خود: اپنے آپ۔ بالیقیں: یقین کے ساتھ۔ مے شناسم: پہچانتا ہوں۔ ہست: ہے۔ (۳) وے: وہ۔ امسال: اس سال۔ پیوست باما: ہمارے ساتھ متعلق ہوا ہے۔ وصال: جوڑ۔ کجا: کہاں۔ داندم: جانتا ہے۔ عیبم کے ساتھ تک کہ میرے عیب۔ ہفتاد: ستر۔ (۴) بہ از من: مجھ سے بہتر۔ کس: کوئی شخص۔ عیب من: میرے عیب۔ نداند: نہیں جانتا۔ بجز: سوائے۔ عالم الغیب من: میرا عالم الغیب یعنی خدا تعالیٰ۔ (۵) ندیدم: میں نے نہیں دیکھا۔ چنیں: ایسا۔ نیک پندار: اچھے گمان والا۔ کس: کوئی شخص۔ پنداشت: سمجھا اس نے۔ عیب من: میرے عیب۔ اینست: یہی ہیں۔ بس: صرف۔ (۶) بمحشر: حشر میں۔ گواہ گناہم: میرے گناہوں کا گواہ۔ گر اوست: اگر وہ ہے۔ نترسم: میں نہیں ڈرتا۔ حالم: میری حالت۔ نکوست: اچھی ہے۔ (۷) گرم: اگر میرے۔ گوید: کہے۔ بداندیش من: میرا بدخواہ۔ بیا: آ۔ گو: کہہ۔ ببر: لے جا۔ نسخہ: کتاب۔ از پیش من: میرے سامنے سے۔ (۸) کساں: مرد۔ مرد راہ خدا: خدا کی راہ کے مرد۔ بودہ اند: ہوئے ہیں۔ برجاس: نشانہ۔ تیر بلا: مصیبت کے تیر۔ بودہ اند: ہوئے ہیں۔ (۹) زبوں: کمزور۔ باش: ہو جا۔ تا: تاکہ۔ پوستینت: تیری کھال۔ درند: پھاڑ دیں۔ صاحبدلاں: دل والے۔ بار شوخاں: بے شرموں کا بوجھ۔ برند: اٹھاتے ہیں۔ (۱۰) خاک مردم: انسانوں کی مٹی سے۔ سبوئے: مٹکا یا صراحی۔ کنند: بنادیں۔ سنگش: پتھر کے ساتھ اس کو۔ ملامت کناں: ملامت کرنے والے۔ بشکنند: توڑ ڈالیں۔

تشریح: (۱) میرے (تنگدست بزرگ کے) عیوب تو اَن گنت ہیں۔ اس (بدخواہ) نے میرے بارے میں جو کچھ کہا ہے۔ وہ تو اس (میرے عیوب) کا عشر عشیر بھی نہیں۔ (۲) اس (بدخواہ) نے اپنے وہم و گمان کے مطابق میرے (تنگدست بزرگ کے) بارے میں کہی ہیں۔ میں ان (عیوب) سے بخوبی واقف ہوں۔ (۳) وہ بدخواہ میرے ساتھ چند لمحات گذار کے مجھ سے اچھی طرح واقف نہیں ہوا، ورنہ میری ستر سالہ زندگی کے عیوب سے باخبر ہو جاتا۔ (۴) میرے (بزرگ کے) اندر جتنی برائیاں پائی جاتی ہیں۔ ان سے صرف ایک ذات بالیقین واقف ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے۔ (۵) وہ (بدخواہ فقیر) تو میرے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے۔ ورنہ صحیح معنوں میں اس (بدخواہ فقیر) نے برائیاں بیان نہیں کیں اس لیئے وہ صحیح طرح واقف نہیں۔ (۶) اللہ کرے قیامت کے دن میرے گناہوں کا عینی گواہ بھی (بدخواہ فقیر) ہو۔ اگر ایسا ہو جائے تو مجھے حساب کتاب کا کوئی خوف نہیں۔ (۷) میرا بدخواہ (فقیر) اگر میرے گناہ بیان کرنا چاہتا ہے تو اس سے کہہ دو کہ میرے پاس آئے اور میری برائیوں کا کچا چٹھہ مجھ سے لے جائے۔ (۸) جو لوگ تقویٰ و طہارت کو اپنا شعار بناتے ہیں۔ وہ صبر و تحمل کے ہتھیار سے مصائب کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اسلئے انہیں نکتہ چینیوں سے گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ (۹) بزرگی کا تقاضی یہ ہے کہ انسان کو بے حس ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص عیب جوئی کرتا ہے تو اس کی زبان نہیں روکنی چاہیئے۔ کیونکہ شرفاء و فقراء کا یہی وطیرہ ہے۔ (۱۰) اگر کسی انسان کے جسم کی مٹی سے صراحی بنائی جائے تو لوگ (ملامت کرنے والے) اسے بھی از روئے حسد پتھر مار کر توڑ دیں گے۔

marfat.com

حکایت در گستاخی درویشاں و حلم بادشاہاں

قصہ درویشوں کی گستاخی اور بادشاہوں کی بردباری کے بیان میں

ملک صالح از پادشاہانِ شام	۲	بروں آمدے صبح دم با غلام
صالح بادشاہ جو کہ شام کے بادشاہوں میں سے تھا		صبح کے وقت غلام کے ساتھ باہر نکلتا ہے
بگشتے در اطراف بازار و کوئے	۳	برسم عرب نیمہ بربستہ رو
چاروں طرف بازار اور کوچوں میں گھومتا		عرب کے طریقے پر آدھا منہ ڈھکے
کہ صاحب نظر بود و درویش دوست	۴	ہر آنکیں دو دارد ملک صالح اوست
کیونکہ وہ صاحب نظر اور فقیر دوست تھا		جس میں یہ دو باتیں ہوں نیک بادشاہ وہی ہے
دو درویش در مسجدے خفتہ یافت	۵	پریشاں دل و خاطر آشفتہ یافت
مسجد میں دو درویشوں کو سویا ہوا پایا		پریشان دل اور پراگندہ طبیعت پایا
شب سرد شاں دیدہ نابردہ خواب	۶	چو حربا تامل کناں زآفتاب
ٹھنڈی رات میں ان کی آنکھ نہ لگی تھی		وہ گرگٹ کی طرح سورج کو تک رہے تھے
یکے زاں دو میگفت با دیگرے	۷	کہ ہم روزِ محشر بود داورے
ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے بولا		کہ قیامت میں بھی کوئی جھگڑا چکانے والا ہوگا
گر ایں بادشاہانِ گردن فراز	۸	کہ در لہو و عیش اند باکام وناز
اگر یہ متکبر بادشاہ		جو کھیل کود عیش اور مقصد اور ناز میں لگے ہیں
در آیند با عاجزاں در بہشت	۹	من از گور سر بر نگیرم ز خشت
غریبوں کے ساتھ بہشت میں آئیں گے		میں قبر کی اینٹ سے سر نہ اٹھاؤں گا
بہشت بریں ملک و ماوائے ماست	۱۰	کہ بندِ غم امروز بر پائے ماست
اونچی بہشت ہماری ملکیت اور ٹھکانا ہے		اس لیے کہ آج ہمارے پیر پر غم کی بیڑی ہے

(۱) گستاخی: بدزبانی۔ حلم بادشاہاں: بادشاہوں کی بردباری۔ (۲) ملک: بادشاہ۔ صالح: بادشاہ کا نام۔ پادشاہانِ روم: روم کے بادشاہ۔ بروں: باہر۔ آمدے: آیا کرتا۔ صبحدم: صبح کے وقت۔ (۳) بگشتے: گشت کرتا۔ اطراف بازار و کو: بازاروں اور کوچوں کی طرفوں میں۔ برسم عرب: عربوں کے رواج کے مطابق۔ نیمہ: آدھا۔ بربستہ رو: چہرہ چھپائے ہوئے۔ (۴) صاحب نظر: دل کی نظر والا۔ بود: تھا۔ درویش دوست: فقیروں کو دوست رکھنے والا۔ ہر آنکیں: جو شخص کہ۔ دارد: رکھے۔ ملک صالح: صالح بادشاہ۔ اوست: وہ ہے۔ (۵) در مسجدے: ایک مسجد میں۔ خفتہ یافت: سوئے ہوئے پائے۔ پریشاں دل: پریشان دل والے۔ خاطر آشفتہ: پریشان طبیعت والے۔ یافت: پایا۔ (۶) شب سرد: ٹھنڈی رات۔ شاں: ضمیر۔ دیدہ کا مضاف الیہ یعنی ان کی آنکھ۔ نابردہ: نہ لے گئی۔ خواب: نیند۔ چو: مثل۔ حربا: گرگٹ۔ تامل کناں: سوچنے والا۔ زآفتاب: سورج سے۔ (۷) یکے زاں دو: ان دو میں سے ایک۔ میگفت: کہتا تھا۔ با دیگرے: دوسرے کو۔ ہم: بھی۔ روزِ محشر: حشر کے دن۔ بود: تھا، ہوئے گا۔ داورے: کوئی انصاف کرنے والا۔ (۸) ایں بادشاہاں: یہ بادشاہ۔ گردن فراز: اونچی گردن والے۔ لہو و عیش: کھیل اور عیش و عشرت۔ اند: ہیں۔ باکام وناز: مقصد اور ناز کے ساتھ۔ (۹) در آیند: وہ آویں۔ با عاجزاں: عاجزوں کے ساتھ۔ در بہشت: جنت میں۔ من: میں۔ از گور: قبر سے۔ سر بر نگیرم: سر نہیں اٹھاؤں گا۔ ز خشت: اینٹ سے۔ (۱۰) بہشت بریں: اونچی بہشت۔ ملک: ملکیت۔ ماوائے ما: ہمارا ٹھکانا۔ ست: ہے۔ بندِ غم: غم کی بیڑی۔ امروز: آج۔ بر پائے ماست: ہمارے پاؤں پر ہے۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے۔ بادشاہوں کو فقراء سے عقیدت و خدمت کے جذبے سے پیش آنا چاہیے اور درویشوں کو نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ (۲) ملک شام کا بادشاہ جس کا نام محمد صالح تھا اس کا معمول تھا کہ وہ صبح سویرے اپنے غلام کے ساتھ تفریح کے لیے باہر نکلتا تھا۔ (۳) عرب دستور کے مطابق وہ (بادشاہ) اپنے منہ پر کپڑا لپیٹ کر بازاروں اور گلی کوچوں کا چکر لگایا کرتا تھا۔ (۴) وہ (شاہ محمد صالح) کیمیا نظر اور فقراء کا دوست تھا اس حقیقت سے انکار نہیں کہ جس بادشاہ میں یہ دونوں صفات (کیمیا نظر، فقر دوستی) ہوں، وہ واقعۃً صالح ہوتا ہے۔ (۵) گشت کے دوران وہ (شاہ محمد صالح) ایک مسجد میں گیا جہاں دو شکستہ دل اور افسردہ حال فقیر سوئے ہوئے تھے۔ (۶) سخت سرد موسم کی وجہ سے وہ دونوں (شکستہ دل فقیر) رات بھر نہ سو سکے۔ راحت و سکون پانے کے لیے سورج نکلنے کے منتظر تھے۔ (۷) وہ دونوں (درویش) آپس میں گفتگو کر رہے تھے ان میں ایک نے کہا۔ کہ دنیا میں تو ظلم و ستم ہوتے ہیں۔ کیا آخرت میں انصاف ہوگا یا نہیں۔ (۸) کیا دنیا میں ہر وقت لہو و لعب (کھیل تماشوں) میں بدمست شاہ محمد صالح جیسے مغرور لوگ بھی ہمارے جیسے مسکینوں کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ (۹) ایک درویش یوں بولا کہ اگر ہم جیسے فقیروں کے ساتھ شاہ صالح جیسے اونچی گردن والے لوگ جنت میں گئے تو میں سرے سے قبر سے ہی نہیں اٹھوں گا۔ (۱۰) کیونکہ دنیا میں ہر قسم کا غم و اندوہ ہم فقیر لوگ برداشت کرتے ہیں۔ اس لیے جنت میں جانا صرف ہمارا حق ہے۔

marfat.com

۱	ہمہ عمر زیناں چہ دیدی خوشی	کہ در آخرت نیز زحمت کشی
	ان سے تمام عمر تونے کیا خوشی دیکھی ہے	کہ آخرت میں بھی تو تکلیف اٹھائے
۲	اگر صالح آں جا بدیوار باغ	در آید بکفشش بدرم دماغ
	اگر صالح وہاں جنت کی دیوار کے پاس	بھی آئے گا جوتے سے اس کا سر پھاڑ دونگا
۳	چوں مرد ایں سخن گفت و صالح شنید	دگر بودن آنجا مصالح ندید
	جب مرد نے یہ بات کہی اور صالح نے سنی	پھر وہاں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا
۴	دمے رفت تا چشمۂ آفتاب	ز چشم خلائق فرو شست خواب
	تھوڑا وقت گذرا کہ آفتاب کے چشمہ نے	لوگوں کی آنکھوں سے نیند دھودی
۵	رواں ہر دو کس را فرستاد و خواند	بہیبت نشست و بحرمت نشاند
	اس نے ایک شخص کو بھیجا دونوں کو فوراً طلب کیا	دبدبے سے خود بیٹھا اور ان کو عزت سے بٹھایا
۶	بر ایشاں بہ بارید باران جود	فرو شست شاں گرد ذل از وجود
	ان پر سخاوت کی بارش برسائی	ان کے جسم سے ذلت کی دھول دھو ڈالی
۷	پس از رنج سرما و باران و سیل	نشستند با نامداران خیل
	جاڑے اور بارش اور بہاؤ کی تکلیف اٹھانے کے بعد	وہ دونوں لشکر کے سرداروں کے ہمنشیں بنے
۸	گدایان بے جامہ شب کردہ روز	معطر کناں جامہ بر عود سوز
	وہ فقیر جنہوں نے بغیر کپڑے کے رات سے صبح کی تھی	انگردان پر اپنے کپڑوں کو معطر کیے ہوئے تھے
۹	یکے گفت ازیناں ملک را نہاں	کہ اے حلقہ در گوشش حکمت جہاں
	ان میں سے ایک نے آہستہ سے بادشاہ سے کہا	اے وہ کہ جس کی غلامی اور حکم میں دنیا ہے
۱۰	پسندیدگاں در بزرگی رسند	ز ما بندگانت چہ آمد پسند
	پسندیدہ لوگ بڑے مرتبہ کو پہنچتے ہیں	ہم خادموں کا تجھے کیا پسند آیا

(۱) ہمہ عمر: تمام عمر۔ زیناں: ان سے۔ چہ دیدی: کیا دیکھا تونے۔ نیز: بھی۔ زحمت: تکلیف۔ کشی: کھینچے تو۔ (۲) صالح: بادشاہ۔ آں جا: وہاں۔ بدیوار باغ: باغ کی دیوار کے پاس۔ در آید: آجاوے۔ بکفشش: جوتے کے ساتھ اس کا۔ بدرم: پھاڑ ڈالوں میں۔ (۳) چوں: جب۔ ایں سخن: یہ بات۔ گفت: کہی۔ شنید: سن لی۔ دگر: پھر۔ بودن: ٹھہرنا۔ آنجا: وہاں۔ مصالح: جمع مصلحت: بہتری۔ ندید: نہ دیکھا۔ (۴) دمے: تھوڑی دیر۔ رفت: گیا۔ تا: حتیٰ کہ۔ چشمۂ آفتاب: سورج کی ٹکیا۔ ز چشم خلائق: مخلوق کی آنکھوں سے۔ فرو شست: دھو ڈال۔ خواب: نیند۔ (۵) رواں: جلدی۔ ہر دو کس را: دونوں آدمیوں کو۔ فرستاد: بھیجا۔ خواند: بلایا۔ بہیبت: رعب کے ساتھ۔ بحرمت: عزت کے ساتھ۔ نشاند: بٹھلایا۔ (۶) بر ایشاں: ان پر۔ بیارید: برسایا۔ باران جود: سخاوت کی بارش۔ فرو شست: دھو ڈال۔ شاں: ان کے۔ وجود: کے ساتھ لگ کر ان کے وجود سے۔ گرد ذل: ذلت کی گرد۔ (۷) پس: بعد۔ رنج سرما: سردی کی تکلیف۔ باراں: بارش۔ سیل: سیلاب۔ نشستند: بیٹھ گئے۔ با نامداران خیل: لشکر کے سرداروں کے ساتھ۔ (۸) گدایان بے جامہ: بغیر کپڑوں کے فقیر۔ شب کردہ روز: رات کو دن کیے ہوئے۔ معطر کناں: عطر کی خوشبو میں بسانے والے۔ جامہ: کپڑا۔ بر عود سوز: عود جلانے والی انگیٹھی۔ (۹) یکے: ایک۔ گفت: کہا۔ ازیناں: ان میں سے۔ ملک را: بادشاہ کو۔ نہاں: پوشیدہ۔ حلقہ در گوش حکمت: تیرے حکم کا حلقہ بگوش۔ (۱۰) پسندیدگاں: پسندیدہ لوگ۔ در بزرگی: بڑائی میں اونچے مقام میں۔ رسند: پہنچتے ہیں۔ ز ما بندگاں: ہم غلاموں سے۔ ت: تجھ کو۔ چہ آمد: کیا آیا۔

تشریح: (۱) زندگی بھر بادشاہوں سے کوئی خوشی ہمیں نہیں ملی۔ آخرت میں یہ لوگ ہمارے لیے کیا زحمت گوارا کریں گے۔ (۲) اگر شاہ محمد صالح جنت کی دیوار کے قریب بھی بھٹکا تو میں جوتوں سے اس کی ایسی مرمت کروں گا کہ اس کا سر پھوڑ دوں گا۔ (۳) جب فقراء کی زبانی شاہ محمد صالح نے اپنی درگت ہوتے ہوئے دیکھی تو اس (شاہ صالح) نے وہاں سے چلے جانا ہی بہتر سمجھا۔ (۴) وہ (شاہ محمد صالح) کچھ دیر کے لیے اپنے گھر گیا اور سورج طلوع ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ (۵) لوگوں کے بیدار ہونے پر بادشاہ (محمد صالح) نے اپنے اہلکار بھیج کر دونوں فقیروں کو دربار میں بلوا بھیجا اور خود بارعب ہو کر بیٹھ گیا۔ (۶) دربار میں داخل ہوتے ہی بادشاہ (محمد صالح) نے ان (دونوں فقیروں) پر جود و سخا و عنایات کی بارش کر دی کہ غربت کے تمام نشان مٹا دیئے۔ (۷) دونوں فقیر یا تو مسجد میں رات بھر سردی میں کلفت اٹھاتے رہے یا بادشاہ (محمد صالح) کے دربار میں سپہ سالاروں کے ہم نشین تھے۔ (۸) جو فقیر کپڑوں کے بغیر راتوں کو بے آرامی کے لمحات گذار چکے تھے۔ اب وہ (فقیر) اپنی خلعتوں کو خوشبوؤں میں بسانے لگے۔ (۹) جب انہوں (فقیروں) نے بادشاہ (محمد صالح) کی اچانک نوازشات کو دیکھا تو نہایت رازدارانہ انداز میں بادشاہ سے سرگوشی کرتے لگے۔ (۱۰) کہ اے بادشاہ سلامت! پوری رعایا تیری فرمانبردار ہے۔ انعام و اکرام تو منظور نظر لوگوں پر ہوتے ہیں۔ ہمارے اندر کیا خوبی دیکھی ہے۔

marfat.com

۱	شہنشہ زشادی چو گل بر شگفت	بخندید در روئے درویش وگفت
	بادشاہ خوشی سے پھول کی طرح کھل گیا	فقیر کے سامنے ہنسا اور کہا
۲	من آں کس نیم کز غرور و حشم	ز بیچارگاں روئے درہم کشم
	میں وہ شخص نہیں ہوں کہ دبدبہ کے غرور سے	عاجزوں سے ناراض ہوں
۳	تو ہم با من از سر بنہ خوئے زشت	کہ ناسازگاری کنی در بہشت
	تو بھی میرے ساتھ بُری عادت سر سے نکال دے	کہ تو جنت میں ناموافقت کرے
۴	من امروز کردم در صلح باز	تو فردا مکن در برویم فراز
	میں نے آج صلح کا دروازہ کھول دیا ہے	تو کل کو میرے اوپر بند نہ کرنا
۵	چنیں راہ گر مقبلی پیش گیر	شرف بایدت دست درویش گیر
	اگر تو صاحب اقبال ہے تو یہ راستہ اختیار کر	تجھے بزرگی چاہیے تو فقیر کی دستگیری کر
۶	بر از شاخ طوبیٰ کسے بر نداشت	کہ امروز تخم ارادت نکاشت
	طوبیٰ کی شاخ سے کسی ایسے نے پھل حاصل کیا	جس نے آج ارادت مندی کا بیج نہ بویا
۷	ترا کے بود چوں چراغ التہاب	کہ از خود پری ہمچو قندیل زآب
	تجھے چراغ کی سی سوزش کب حاصل ہوسکتی ہے	جبکہ تو خود قندیل کی طرح پانی سے بھرا ہوا ہے
۸	وجودے دہد روشنائی بجمع	کہ سوزیش در سینہ باشد چو شمع
	وہی وجود کسی مجمع کو روشنی دیتا ہے	جس کے سینہ میں شمع کی سی سوزش ہو

حکایت اندر محرومی[9] خویشتن بیناں

قصہ خود پسندوں کی محرومی کے بیان میں

۱۰	یکے در نجوم اندکے دست داشت	ولیک از تکبر سر مست داشت
	ایک شخص کو نجوم سے تھوڑی واقفیت تھی	لیکن تکبر سے سر مست رکھتا تھا

(۱) شہنشہ: بادشاہ۔ زشادی: خوشی سے۔ چو گل: پھول کی طرح۔ بر شگفت: کھل گیا۔ بخندید: ہنس پڑا۔ در روئے درویش: فقیر کے سامنے۔ گفت: کہا۔ (۲) من آں کس: میں وہ شخص۔ نیم: نہیں ہوں۔ کز غرور و حشم: جو کہ غرور اور دبدبے کی وجہ سے۔ زبیچارگاں: بیچاروں سے۔ روئے درہم کشم: چہرہ پھیر لوں۔ (۳) تو ہم: تو بھی۔ با من: میرے ساتھ۔ از سر بنہ: سر سے نکال دے۔ خوئے زشت: بُری عادت یعنی دشمنی۔ ناسازگاری: ناموافقت۔ کنی: کرے تو۔ در بہشت: جنت میں۔ (۴) من امروز: میں نے آج۔ کردم: کردیا۔ در صلح: صلح کا دروازہ۔ باز: کھلا۔ تو فردا: تو کل کو۔ مکن: مت کر۔ در برویم: میرے چہرے پر۔ فراز: بند۔ (۵) چنیں راہ: ایسا راستہ۔ مقبلی: نصیب والا ہے تو۔ پیش گیر: اختیار کر۔ شرف بایدت: تجھ کو بزرگی چاہیے۔ دست درویش: درویش کا ہاتھ۔ گیر: پکڑ۔ (۶) بر: پھل۔ از شاخ طوبیٰ: طوبیٰ کی شاخ۔ طوبیٰ: بہشت کا ایک درخت جس کی شاخیں ہر جنتی کے گھر میں پہنچی ہوئی ہوں گی۔ کسے: کوئی شخص۔ بر نداشت: نہ اٹھایا۔ کہ امروز: جس نے کہ آج۔ تخم ارادت: ارادتمندی کا بیج۔ نکاشت: نہ بویا ہو۔ (۷) ترا: تجھ کو۔ کے بود: کب ہووے۔ چو چراغ: دیئے کی طرح۔ التہاب: بھڑکنا یا روشنی کرنا۔ از خود پری: تو خود ہی سے بھرا ہوا ہے۔ ہمچو: مثل۔ قندیل: شیشے کا شمعدان۔ زآب: پانی سے۔ (۸) وجودے: وہ وجود۔ دہد: دیتا ہے۔ بجمع: جماعت کو۔ سوزیش: اس کی جلن سینے کے ساتھ لگ کر اس کے سینہ میں سوز ہو۔ چو شمع: شمع کی طرح۔ (۹) محرومی: بے نصیبی۔ خویشتن بیناں: اپنے آپ کو دیکھنے والے۔ (۱۰) یکے: ایک۔ در نجوم: علم نجوم میں۔ اندکے: تھوڑی سی۔ دست داشت: واقفیت رکھتا تھا۔ ولیک: لیکن۔ از تکبر: تکبر سے۔ سرمست داشت: سر کو مست رکھتا تھا۔

تشریح: (۱) فقیر کی بات سن کر بادشاہ (محمد صالح) ایسا مسرور ہوا کہ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتا تھا۔ چنانچہ ہنس کر فقیر سے مخاطب ہوا۔ (۲) کہ میں (شاہ محمد صالح) ایسا مغرور نہیں ہوں جو فقیروں اور کمزور لوگوں سے اپنا رُخ پھیر لے۔ (۳) میں (شاہ محمد صالح) نے صلح جوئی کی خاطر تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا ہے۔ لہٰذا کبھی جنت میں میری مخالفت نہ کرنا۔ (۴) آج میں (شاہ محمد صالح) نے صلح کا دروازہ کھول دیا ہے۔ لہٰذا ہمیشہ مصالحت پر قائم رہنا۔ صلح کا دروازہ کبھی بھی بند نہ کرنا۔ (۵) (بقول شیخ سعدیؒ) اگر تو نے اپنے نصیب جگانے ہیں تو شاہ محمد صالح کی طرح فقیروں کی خدمت کر اور اسی (محمد صالح) کے اخلاق اپنا۔ (۶) جو شخص عقیدت و احترام کی دولت سے مالا مال نہیں وہ جنت کے درخت طوبیٰ کا پھل نہ کھا سکے گا۔ (۷) اگر قندیل میں پانی بھر دیا جائے تو اس میں چراغ کی روشنی پھیلنا تو درکنار خود چراغ ہی روشن نہیں ہوگا۔ (۸) دوسروں کو روشنی وہی پہنچا سکتا ہے جو شمع کی طرح جلنا جانتا ہو۔ اور ذہنی طور پر عجز و انکساری کا خوگر ہو۔ (۹) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص خود نما ہوتا ہے وہ ہمیشہ علم سے محروم رہتا ہے۔ (۱۰) ایک شخص علم نجوم میں تھوڑا سا واقف تھا۔ لیکن تکبر کی وجہ سے ہمیشہ اترا تا رہتا تھا۔

marfat.com

سوئے کوشیار آمد از راہِ دُور	۱	دلے پُر ارادت سرے پُر غرور
دُور دراز سے کوشیار کے پاس آیا		دل ارادہ سے بھرپور، سر غرور سے پُر
خردمند ازو دیدہ در دوختے	۲	یکش حرفے خدمت نیاموختے
عقل مند نے اس سے آنکھ بیچ لی		علم کا ایک حرف اس کو نہ سکھایا
چو بے بہرہ عزمِ سفر کردہ باز	۳	بدو گفت دانائے گردن فراز
جب بے بہرہ ہو کر واپسی کے سفر کا ارادہ کیا		سر بلند عقل مند نے اس سے کہا
تو خود را گماں بردۂ پُر خرد	۴	انائے کہ پُر شد دگر چوں بُرد
تو نے اپنے بارے میں یہ خیال کیا کہ عقل سے بھرا ہے		جو برتن بھرا ہوا ہو اس کو پھر کیسے بھرا جاسکتا ہے
ز دعویٰ تہی آئی تا پُر شوی	۵	تو از خود پُری زاں تہی مے روی
دعویٰ سے خالی ہو کر آ تاکہ پُر ہو سکے		تو خودی سے پُر ہے اسی وجہ سے خالی جارہا ہے
ز ہستی در آفاق سعدیؒ صفت	۶	تہی گرد و باز آئی پر معرفت
دنیا میں سعدیؒ کی طرح خودی سے		خالی ہو کر پھر معرفت سے پُر ہو کر واپس آئیگا

حکایت در معنی تسلیم و حق شناسی آں

قصہ تسلیم اور اس کا حق پہچاننے کے بیان میں

بخشم از ملک بندۂ سر بتافت	۸	بفرمود جستن کسش در نیافت
ایک غلام نے بادشاہ سے غصہ میں سرتابی کی		اس نے اس کو ڈھونڈنے کا حکم دیا کسی نے اسکو نہ پایا
چو باز آمد از راہِ خشم و ستیز	۹	بشمشیر زن گفت خونش بریز
جب وہ واپس لوٹا غصہ اور لڑائی کی وجہ سے		بادشاہ نے جلاد سے کہا اس کا خون بہادے
بخوں تشنہ جلادِ نامہرباں	۱۰	بروں کرد چوں تشنہ دشنہ زباں
نامہربان جلاد نے خون کے پیاسے		خنجر کی زبان کو پیاسے کی طرح باہر نکالا

(۱) سوئے: طرف۔ کوشیار: مشہور نجومی کا نام جس کی کنیت ابوالحسن ہے اور وہ بوعلی سینا کا استاد تھا۔ آمد: وہ آیا۔ از راہِ دُور: دُور کی راہ سے۔ دلے پُر ارادت: عقیدت سے بھرا ہوا دل۔ سرے پُر غرور: غرور سے بھرا ہوا سر۔ (۲) خردمند از و: عقل مند نے اس سے۔ دیدہ: آنکھیں۔ دوختے: سی میں۔ یکش: ایک بھی اس کو۔ حرفِ خدمت: خدمت کا حرف یا علم کا حرف۔ نیاموختے: نہ سکھایا۔ (۳) چوں: جب۔ بے بہرہ: بے نصیب۔ عزم سفر: سفر کا ارادہ۔ کردہ باز: کیا واپسی کا۔ بدو گفت: اس کو کہا۔ دانائے گردن فراز: سر بلند دانا نے۔ (۴) خود را: اپنے آپ کو۔ گماں بردہ: گمان لے گیا تو۔ پُر خرد: عقل مند۔ انائے کہ: جو برتن کہ۔ پُر شد: بھر گیا ہو۔ دگر چوں: دوبارہ کیسے۔ بُرد: بھرے۔ (۵) ز دعویٰ: دعویٰ سے۔ تہی آئی: خالی ہو کر آ۔ تا: تاکہ۔ پُر شوی: بھر جاوے تو۔ تو از خودی پُری: تو خودی سے بھرا ہوا ہے۔ زاں: اس وجہ سے۔ تہی: خالی۔ مے روی: جارہا ہے تو۔ (۶) ز ہستی: خودی سے۔ در آفاق: جہان میں۔ سعدیؒ صفت: سعدیؒ کی طرح۔ تہی گرد: خالی ہوجا۔ باز آئی: واپس آئے گا تو۔ پُر معرفت: معرفت سے بھرا ہوا۔ (۷) تسلیم: سپرد کرنا۔ حق شناسی آں: اس کی حق شناسی۔ (۸) بخشم: غصے کی وجہ سے۔ از ملک: بادشاہ سے۔ بندۂ: ایک غلام۔ سر بتافت: سر پھیرا۔ بفرمود: اس نے حکم دیا۔ جستن: ڈھونڈنا۔ کسش: کسی نے اس کو۔ در نیافت: نہ پایا۔ (۹) چو: جب۔ باز آمد: واپس آیا۔ از راہ خشم و ستیز: غصے اور لڑائی کی رو سے۔ بشمشیر زن: تلوار مارنے والے یعنی جلاد کو۔ گفت: کہا۔ خونش: اس کا خون۔ بریز: گرا۔ (۱۰) بخون تشنہ: خون کا پیاسا۔ جلادِ نامہرباں: بے رحم جلاد۔ بروں کرد: نکالی۔ چوں تشنہ: پیاسے کی طرح۔ دشنہ زباں: خنجر کی زباں۔

تشریح: (۱) وہ (متکبر) علم نجوم کے ماہر استاد کوشیار کے پاس بڑی عقیدت مندانہ جذبات کے ساتھ آیا۔ مگر دل میں عقیدت کے باوجود اس کا سر تکبر سے لبریز تھا۔ (۲) علم نجوم کے ماہر (استاد کوشیار) نے اس (مغرور) کی طرف توجہ نہیں کی، اور نہ ہی اسے (مغرور شخص کو) علم نجوم کا کوئی حرف سکھایا۔ (۳) جب وہ (متکبر شخص) مایوسی کی حالت میں واپس جانے لگا تو دانشمند استاد (کوشیار) نے اس سے کہا (۴) کہ تو (متکبر شخص) نے اپنے گمان میں یہ سمجھا ہوا ہے کہ صرف میں ہی علم و فضل کا حامل ہوں، چنانچہ جو برتن پہلے سے ہی بھرا ہو اس میں مزید علم کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ (۵) علم کا طلبگار ہمیشہ دعوؤں سے خالی ہوتا ہے، تیرے (متکبر شخص کے) اندر علم کا سمانا مشکل ہے، کیونکہ تجھے اپنے علم و فضل پر گھمنڈ ہے۔ (۶) اگر تو (متکبر شخص) الشیخ سعدیؒ کی طرح (تکبر سے) خالی ہو جائے تو انشاء اللہ تجھ پر علوم و معارف کے تمام دروازے کھل جائیں گے۔ (۷) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر آقا کا کام بلاچوں وچرا کیا جائے تو وہ بھی بڑے بڑے قصور پس پشت ڈال دیتا ہے۔ (۸) ایک غلام اپنے آقا سے روٹھ کر مفرور ہو گیا۔ آقا نے اسے (غلام کو) بہت تلاش کیا مگر غلام کو پانے میں اسے (آقا کو) ناکامی ہوئی۔ (۹) لیکن کسی موقع پر غلام اپنے آقا کے پاس واپس آگیا۔ آقا نے حکم دیا کہ اے جلاد! اس (غلام) کی گردن اُڑا دے۔ (۱۰) جلاد نے حکم سنتے ہی اپنی تلوار نکال لی، جیسے سخت پیاس کی وجہ سے کسی پیاسے نے زبان نکالی ہوئی ہوتی ہے۔

marfat.com

شنیدم کہ گفت از دلِ تنگ ریش	۱	خدایا بحل کردمش خونِ خویش
میں نے سنا ہے کہ اس زخمی تنگ دل نے کہا		اے خدا میں نے اپنا خون بادشاہ کو بخشا
کہ پیوستہ در نعمت و ناز و کام	۲	در اقبالِ او بودہ ام صبح و شام
اس لیے کہ ہمیشہ نعمت اور ناز اور نام میں		اس کے اقبال میں میں خوش و خرم رہا ہوں
مبادا کہ فردا بخونِ منش	۳	بگیرند و خرم شود دشمنش
ایسا نہ ہو کہ کل کو میرے خون میں		اس کو گرفتار کریں اور اس کے دشمن خوش ہوں
ملک را چو گفتِ وے آمد بگوش	۴	دگر دیگِ خشمش نیاورد جوش
جب بادشاہ کے کان میں اس کی گفتگو پڑی		تو پھر اس کے غصہ کی دیگ کو جوش نہ آیا
بسے بر سرش داد و بر دیدہ بوس	۵	خداوندِ رایت شد و طبل و کوس
اس کے سر اور آنکھوں کے بہت بوسے لیے		وہ جھنڈے اور طبل اور نقارے والا ہو گیا
برفق از چناں سہمگیں جائیگاہ	۶	رسانید دہرش بداں پائگاہ
ایسے خوفناک مقام سے نرمی کی وجہ سے		زمانہ نے اس کو اس مرتبہ پر پہنچا دیا
غرض زیں حدیث آنکہ گفتارِ نرم	۷	چو آبست بر آتشِ مردِ گرم
اس بات کا مقصد یہ ہے کہ نرم بات		گرم انسان کی آگ پر پانی کی طرح ہے
نہ بینی کہ در معرضِ تیغ و تیر	۸	بپوشند خفتانِ صد تو حریر
تو نے نہیں دیکھا کہ تلوار اور تیر کے میدان میں		ریشمی کپڑے کی سو تہہ کا دستانہ پہنتے ہیں
تواضع کن اے دوست با خصمِ تند	۹	کہ نرمی کند تیغِ برندہ کند
اے دوست بد مزاج دشمن سے تواضع کر		اس لیے کہ نرمی کاٹنے والی تلوار کو کند کر دیتی ہے

(۱) شنیدم: میں نے سنا۔ گفت: کہا۔ دلِ تنگ ریش: زخمی دل۔ خدایا: اے خدا۔ بحل کردمش: حلال کر دیا میں نے اس کو۔ خونِ خویش: اپنا خون۔

(۲) پیوستہ: ہمیشہ۔ کام: مقصد۔ در اقبال: اس کے اقبال میں۔ بودہ ام: میں رہا ہوں۔

(۳) مبادا: مت ہو وے۔ فردا: کل۔ بخونِ منش: میرے خون میں اس کو پکڑ لیویں۔ خرم شود: خوش ہو جاوے۔ دشمنش: اس کا دشمن۔

(۴) ملک را: بادشاہ کو۔ چو: جب۔ گفتِ وے: اس کی بات۔ آمد بگوشش: کان میں آئی۔ دگر: پھر۔ دیگ خشمش: اس کے غصے کی دیگ۔ نیاورد: نہ لائی۔

(۵) بسے: بہت۔ بر سرش: اس کے سر پر۔ داد: دیا۔ بر دیدہ: آنکھوں پر۔ بوس: یعنی بوسہ۔ خداوندِ رایت: جھنڈے کا مالک۔ شد: ہو گیا۔ کوس: نقارہ۔

(۶) برفق: نرمی کے ساتھ۔ چناں سہمگیں: ایسی خوفناک۔ جائیگاہ: جگہ۔ رسانید: پہنچایا۔ دہرش: زمانے نے اس کو۔ بداں پائیگاں: اس مقام تک۔ (۷) زیں حدیث: اس بات سے۔ آنکہ: یہ ہے کہ۔ گفتارِ نرم: نرم بات۔ چو آبست: پانی کی طرح ہے۔ بر آتشِ مردِ گرم: گرم مرد کی آگ پر۔

(۸) نہ بینی: تو نہیں دیکھا۔ معرضِ تیغ و تیر: تیروں اور تلواروں کے میدان میں۔ بپوشند: پہنتے ہیں۔ خفتان: دستانہ۔ صد تو: سو تہوں والا۔

(۹) تواضع کن: عاجزی کر۔ با خصمِ تند: تیز دشمن کے ساتھ۔ کند: کرتی ہے۔ تیغِ برندہ: کاٹنے والی تلوار۔ کند: منثنی۔

تشریح: (۱) چنانچہ زندگی کے ان مایوس کن حالات میں غلام نے حقیقی آقا (اللہ تعالیٰ) کے دربار میں فریاد کی۔ اے اللہ! میں نے اپنا خون آقا کو معاف کر دیا ہے۔

(۲) کیونکہ میری زندگی کا ہر لمحہ اس (آقا) کے رحم و کرم، عنایات و انعامات میں گذرا ہے۔ میرا صبح و شام کا وقت اسی (آقا) کے احسان و اقبال کے بل بوتے پر کٹا ہے۔ (۳) اس (آقا) کے احسانات کا تقاضا یہ نہیں کہ کل (روزِ قیامت) تیرے دربار میں میرے قتل کے جرم میں گرفتار ہو کر پیش ہو۔ (۴) بادشاہ کے کانوں میں جب اس (غلام) کے یہ (دعائیہ) کلمات پڑے تو اس (آقا) کا سارا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔

(۵) اس (آقا) نے خوش ہو کر غلام کو بوسے دیئے اور ایک منصب پر فائز کر دیا جو جھنڈے اور نقارے والا تھا۔

(۶) انہی خیر خواہانہ جذبات کی بدولت وہ (غلام) قتل گاہ جیسی خوفناک جگہ سے نجات پا کر منصب دار بن گیا۔

(۷) دانا شخص کے لیے گفتگو کا نرم انداز ایسے ہے جیسے آگ کے لیے پانی۔ اس حکایت میں یہی مقصد بتایا گیا ہے کہ غصے کی آگ کو نرم گفتگو ہی ٹھنڈا کر سکتی ہے۔ (۸) عموماً دیکھا گیا ہے کہ میدانِ جنگ میں تیر و تیغ سے بچاؤ کے لیے بطور حفاظت ریشم کے دستانے پہنے جاتے ہیں اسی طرح گرمی دور کرنے کے لیے نرمی بہترین چیز ہے۔ (۹) تند و تیز مزاج دشمن کی خاطر تواضع کرنی چاہیے۔ کیونکہ تلوار کی کاٹ کو نرم لب لہجہ کند کر دیتا ہے۔

marfat.com

حکایت در عجز و نیاز مندی صالحاں

قصہ نیکوں کی عاجزی اور نیاز مندی کے بیان میں

زویرانۂ عارفِ ژندہ پوش	۲	یکے را نباحِ سگ آمد بگوش
گدڑی پوش عارف کے گھر سے		ایک شخص کے کان میں کتے کے بھونکنے کی آواز آئی
بدل گفت آخر سگ اینجا چراست	۳	درآمد کہ درویش صالح کجاست
دل سے بولا تھا کتا یہاں کیوں ہے		اندر گیا کہ نیک فقیر کہاں ہے
نشانِ سگ از پیش و از پس ندید	۴	بجز عارف آنجا دگر کس ندید
آگے پیچھے کتے کے نشان نہ دیکھے		عارف کے سوا وہاں کسی دوسرے کو نہ دیکھا
خجل باز گردیدن آغاز کرد	۵	کہ شرم آمدش بحث آں راز کرد
شرمندہ ہو کر واپس لوٹنا شروع کیا		اس لیے کہ اس راز کو کریدنے سے اسے شرم آئی
شنید از دروں عارف آوازِ پائے	۶	ہلا گفت بر در چہ پائی درآئے
عارف نے اندر سے پیروں کی آواز سنی		اس نے کہا خبردار دروازہ پر کیوں کھڑا ہے اندر آجا
بہ پنداری اے دیدۂ روشنم	۷	کز ایدر سگ آواز کرد ایں منم
اے مری روشن آنکھ یہ خیال نہ کرنا		کہ ادھر کتا بھونکا ہے یہ میں ہی ہوں
چو دیدم کہ بیچارگی مے خرد	۸	نہادم ز سر کبر و رائے و خرد
جب میں نے دیکھا کہ وہ عاجزی خریدتا ہے		تو میں نے تکبر رائے عقل کو سر سے نکال دیا
چو سگ بر درش بانگ کردم بسے	۹	کہ مسکیں تر از سگ ندیدم کسے
کتے کی طرح اس کے در پر بہت چلایا		اس لیے کہ کتے سے زیادہ ذلیل میں نے کسی کو نہ دیکھا
چو خواہی کہ در قدر والا رسی	۱۰	ز شیبِ تواضع بہ بالا رسی
اگر تو چاہتا ہے کہ بڑے مرتبے کو پہنچے		تو تواضع کی پستی سے اونچائی پر پہنچے گا

(۱) عجز: عاجزی۔ نیاز مندی صالحاں: نیک لوگوں کی نیاز مندی۔ (۲) زویرانۂ عارف ژندہ پوش: گودڑی پوش عارف کے جھونپڑے سے۔ یکے را: ایک شخص کو۔ نباحِ سگ: کتے کا بھونکنا۔ آمد بگوش: آئی کان میں۔ (۳) بدل گفت: اس نے دل میں کہا۔ سگ: کتا۔ اینجا: یہاں۔ چراست: کیوں ہے۔ درآمد: اندر گیا۔ درویش صالح: نیک درویش۔ کجاست: کہاں ہے۔ (۴) نشانِ سگ: کتے کا نشان۔ پیش و پس: پیچھے اور آگے۔ ندید: نہ دیکھا۔ بجز: سوائے۔ عارف: خدا کو پہچاننے والا۔ آنجا: وہاں۔ دگر کس: دوسرا آدمی۔ ندید: نہ دیکھا۔ (۵) خجل: شرمندہ۔ باز گردیدن: واپس پھرنا۔ آغاز کرد: شروع کیا۔ آمدش: آئی اس کو۔ بحث آں راز: اس راز کا کریدنا۔ کرد: کرنا۔ ماضی بمعنی مصدر۔ (۶) شنید: سنا۔ از دروں: اندر سے۔ عارف: پہچاننے والا۔ آوازِ پائے: پاؤں کی آواز۔ ہلا: خبردار۔ گفت: کہا۔ بردر: دروازے پر۔ چہ پائی: کیا کھڑا ہے تو۔ درآئے: اندر آجا۔ (۷) بہ پنداری: جان لیوے تو۔ دیدۂ روشنم: اے میری روشن آنکھ۔ کز ایدر: جو کہ ادھر ہے۔ سگ: کتا۔ آواز کرد: آواز نکالی۔ ایں منم: یہ میں ہوں۔ (۸) چو دیدم: جب میں نے دیکھا۔ بیچارگی: عاجزی۔ مے خرد: خریدتا ہے۔ نہادم: میں نے رکھ دیا۔ کبر: تکبر۔ خرد: عقل۔ (۹) چو سگ: کتے کی طرح۔ بر درش: اس کے دروازے پر۔ بانگ کردم: آواز کی میں نے۔ بسے: بہت۔ مسکیں تر از سگ: کتے سے زیادہ مسکین۔ ندیدم: نہیں دیکھا میں نے۔ کسے: کوئی شخص۔ (۱۰) چو خواہی: جب تو چاہے۔ قدر والا: بلند مقام۔ رسی: پہنچے تو۔ ز شیبِ تواضع: عاجزی کی پستی سے۔ بہ بالا: بلندی کو۔ رسی: پہنچے تو۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ متقی حضرات کو دربار الٰہی میں عجز و انکساری کی وجہ سے قرب حاصل ہوتا ہے۔ (۲) ایک شخص بیابان میں کسی فقیر کی جھونپڑی کے پاس سے گذرا تو اسے (راہگذر کو) فقیر کی جھونپڑی سے کتے کے بھونکنے کی آواز آئی۔ (۳) کتے کی آواز سن کر وہ (راہگذر) سوچنے لگا کہ یہاں (فقیر کی جھونپڑی میں) کتا کیونکر ہے۔ چنانچہ حقیقت احوال معلوم کرنے کے لیے گودڑی میں گیا تاکہ فقیر کے بارے میں معلوم ہو سکے کہ وہ کہاں ہے۔ (۴) جب فقیر کی جھونپڑی میں داخل ہوا تو اسے (راہگذر کو) کتا کہیں بھی نظر نہ آیا۔ وہاں (جھونپڑی میں) صرف فقیر ہی موجود تھا۔ (۵) چنانچہ وہ (راہگذر) شرم میں شرابور ہوگیا۔ کیونکہ کتے پر مشتمل راز معلوم کرنے میں ناکامی ہوئی تھی اس لیے وہ (راہگذر) شرمساری کے عالم میں واپس ہونے لگا۔ (۶) جھونپڑی کے اندر سے راہگذر کے قدموں کی آواز سنی تو فقیر نے کہا کہ دروازے پر کیوں کھڑے ہو۔ جھونپڑی کے اندر آجاؤ۔ (۷) فقیر از خود ہی کہنے لگا کہ اے نور نظر! جھونپڑی میں سے جس کتے کی آواز تم (راہگذر) نے سنی تھی، وہ درحقیقت میں (فقیر) ہی ہوں۔ (۸) جب میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ عاجزی پسند ہے چنانچہ میں (فقیر) نے اپنے سر سے غرور و تکبر اور عقل و دانش کا بھوت اتار دیا۔ (۹) چونکہ دنیا میں کتے سے ذلیل و عاجز میں (فقیر) نے کسی کو بھی نہ دیکھا اس لیے میں (فقیر) نے بھی اللہ تعالیٰ کو کتے کی آواز میں پکارنا شروع کر دیا۔ (۱۰) اگر تجھے (راہگذر کو) اونچا مرتبہ چاہیے تو پھر اپنی ہستی کو سر سے مٹا دے۔ کیونکہ عجز و انکساری کا راستہ بلندی کی طرف جاتا ہے۔

marfat.com

دریں حضرت آناں گرفتند صدر	۱	کہ خود را فروتر نہادند قدر
اس دربار میں انہی نے صدر مقام حاصل کیا ہے		جنہوں نے اپنا مرتبہ نیچا رکھا ہے
چو سیلاب آمد بہول و نہیب	۲	فتاد از بلندی بسر در نشیب
جب بہاؤ ہول اور دبدبہ سے اندر آیا ہے		بلندی سے سر کے بل نیچائی میں گرا ہے
چو شبنم بیفتاد مسکین و خرد	۳	نگہ کافتابش بعیّوق برد
جب شبنم ذلیل اور مسکین ہو کر گری		دیکھ اس کو آفتاب عیوق تک لے گیا

حکایت حاتم اصمؒ و سیرت او در تواضع

قصہ حاتم اصمؒ اور تواضع میں ان کی عادت کے بیان میں

گروہے برانند ز اہل سخن	۵	کہ حاتم اصم بود باور مکن
اہل سخن کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے		کہ حاتم بہرا تھا، یقین نہ کرنا
برآمد طنین مگس بامداد	۶	کہ در چنبر عنکبوتے فتاد
صبح کے وقت مکھی کی بھنبھناہٹ آئی		جو مکڑی کے جالے میں پھنس گئی تھی
ہمہ ضعف و خاموشیش کید بود	۷	مگس قند پنداشتش قید بود
اس کی کمزوری اور خاموشی سب مکر تھا		مکھی نے اس کو شکر سمجھا وہ بیڑی تھی
نگہ کرد شیخ از سر اعتبار	۸	کہ اے پائے بند طمع پائے دار
عبرت کی رُو سے شیخ نے اس کو دیکھا		کہ اے لالچ کے قیدی ٹھہر
نہ ہر جا شکر باشد و شہد و قند	۹	کہ در گوشہ ہا دامیارست و بند
ہر جگہ شکر اور شہد اور قند نہیں ہوتی ہے		بلکہ بہت سے گوشوں میں جال والا اور پھندا ہے
یکے گفت ازاں حلقہ اہل رائے	۱۰	عجب دارم اے مردِ راہِ خدا
اہل رائے کی جماعت میں سے ایک بولا		اے راہِ خدا کے مرد مجھے تعجب ہے

(۱) دریں حضرت: اس درگاہ میں۔ آناں: وہ لوگ۔ گرفتند: پائی انہوں نے۔ صدر: صدارت۔ خود را: اپنے آپ کو۔ فروتر: نیچے۔ نہادند: رکھی انہوں نے۔ قدر: مرتبہ۔ (۲) چو: جب۔ آمد: آیا۔ بہول: رعب کے ساتھ۔ نہیب: ہیبت۔ فتاد: گر پڑا۔ بسر در نشیب: سر نیچان میں۔ (۳) چو شبنم: شبنم کی طرح۔ بیفتاد: گر پڑا۔ خرد: چھوٹا۔ نگہ: دیکھ۔ کافتابش: کہ آفتاب نے اس کو۔ بعیّوق: عیوق ستارے تک۔ برد: لے گیا۔ (۴) حاتم اصمؒ: خراسان کے ایک مشہور ولی اللہ جو کسی مصلحت کی وجہ سے ساری عمر بہرے بنے رہے۔ سیرت او: اس کی عادت۔ تواضع: عاجزی۔ (۵) گروہے: ایک گروہ۔ برآنند: اس خیال پر ہیں۔ ز اہل سخن: بات والوں سے۔ اصم بود: بہرہ تھا۔ باور مکن: باور مت کر۔ (۶) برآمد: نکل آئی۔ طنین مگس: مکھی کی آواز۔ بامداد: صبح سویرے۔ چنبر عنکبوتے: ایک مکڑی کا جالا۔ فتاد: گر پڑا۔ (۷) ہمہ: تمام۔ ضعف: کمزوری۔ خاموشیش: اس کی خاموشی۔ کید: مکر۔ بود: تھا۔ مگس: مکھی۔ قند: شکر۔ پنداشتش: سمجھی اس کو۔ قید: بیڑی۔ بود: تھی۔ (۸) نگہ کرد: نظر کی۔ شیخ: یعنی حاتم۔ از سر اعتبار: عبرت کے لحاظ سے۔ پائے بند طمع: حرص کا قیدی۔ پائے دار: ٹھہر جا۔ (۹) ہر جا: ہر جگہ۔ باشد: ہووے۔ قند: شکر۔ در گوشہ ہا: کئی گوشوں میں۔ دامیارست: شکاری ہے۔ بند: قید یا جال۔ (۱۰) یکے گفت: ایک نے کہا۔ ازاں حلقہ اہل رائے: اہل رائے کہ اس حلقے سے۔ عجب دارم: میں تعجب رکھتا ہوں۔ مرد راہ خدا: خدا کی راہ کا مرد۔

تشریح (۱) جو لوگ پستی و عاجزی کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔ وہ ترقی درجات اور بلندی مراتب کا موتی (عجز کے سمندر کی تہہ سے) پالیتے ہیں۔ (۲) طوفان کا ریلا اچھلنے اور شور و غل کرنے کے باوجود گڑھوں اور گھائیوں میں سر کے بل گرتا ہے۔ بالآخر متکبر کا انجام بھی یہی ہوتا ہے۔ (۳) اوس حقارت و مسکنت کی حالت میں نیچے گرتی ہے۔ مگر اُسے (شبنم کو) سورج کی گرمی ایسے بلند مقام تک لے جاتی ہے کہ اوج ثریا عرش حق کر اُٹھتے ہیں۔ (۴) عنوان۔ اس حکایت میں حضرت حاتم اصمؒ نامی بزرگ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ جو عجز و انکساری اور مصلحت کے باعث پوری زندگی بہرے پن میں مبتلا رہے۔ (۵) داناؤں کی ایک جماعت کا گمان و خیال ہے کہ حضرت حاتمؒ حقیقت میں بہرے نہ تھے۔ بلکہ کسی مصلحت کی وجہ سے انہوں (حاتمؒ) نے خود کو بہرہ بنائے رکھا۔ (۶) بطور استدلال انہوں (دانش مندوں) نے مکڑی کے جال میں پھنسی ہوئی مکھی کی بھنبھناہٹ کی آواز سننے پر مشتمل واقعہ پیش کرتے ہیں۔ (۷) چونکہ مکڑی کے جال میں سناٹا تھا۔ جسے مکھی شکر سمجھ بیٹھی۔ حالانکہ مکڑی کی پُر فریب خاموشی اُسے (مکھی کو) قید میں پھانسنے کی غرض سے تھی۔ (۸) حضرت حاتم اصمؒ نے مکھی کو بطور عبرت مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ حرص و طمع کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی لونڈی رک جا۔ (۹) ہر مقام پر شہد و شکر نہیں ہوتا۔ بلکہ تم جیسی جرایعہ کو پھنسانے کے لیے شکاری بھی ہوتے ہیں۔ اور جال بھی بچھائے جاتے ہیں۔ (۱۰) ان (شیخ حاتم اصمؒ) کے حلقۂ ارادت (مریدین) میں سے کسی ایک مرید نے متعجب ہو کر کہا کہ اے اللہ کے ولی!

marfat.com

۱	مگس را تو چوں فہم کردی خروش	کہ مارا بدُشواری آمد بگوش
	مکھی کا شور تو نے کیسے جان لیا	اس لیے کہ ہمارے کان میں بھی مشکل سے آیا ہے
۲	تو کاگاہ کردی ببانگ مگس	نشاید اصم خواندت زیں سپس
	جب تو مکھی کی آواز سے باخبر ہو گیا	تو اس کے بعد تجھے بہرا نہ کہنا چاہئے
۳	تبسم کناں گفتش اے تیز ہوش	اصم بہ کہ گفتار باطل نیوش
	اس نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا اے تیز ہوش	بہرا اچھا ہے یا بیہودہ بات سننے والا
۴	کسانیکہ بامن بخلوت دراند	مرا عیب پوش و ہنر گستراند
	جو لوگ میری خلوت کے ساتھی ہیں	میرے عیب پوش اور ہنر پھیلانے والے ہیں
۵	چو پوشیدہ دارندم اخلاق دوں	کند ہستیم زیرد نخوت زبوں
	جب وہ میرے کمزور اخلاق چھپاتے ہیں	تو خودی مجھے مغلوب اور تکبر خراب کر دیگا
۶	فرا مے نماید کہ مے نشنوم	مگر کز تکلف مبرّا شوم
	میں یہ ظاہر کرتا ہوں کہ میں سنتا نہیں ہوں	تاکہ اس بننے کی وجہ سے عیبوں سے پاک ہو جاؤں
۷	چو کالیوہ دانندم اہل نشست	بگویند نیک و بدم ہرچہ ہست
	جب ساتھی مجھے بہرا سمجھیں گے	تو میری اچھائی اور بُرائی جو کچھ ہے کہہ ڈالیں گے
۸	اگر بد شنیدن نیاید خوشم	ز کردار بد دامن اندر کشم
	اگر بُرائی سننا مجھے اچھا نہ معلوم ہو گا	تو بد عادت سے میں دامن بچا لوں گا
۹	بحبل ستایش فرا چہ مشو	چو حاتم اصم باش و غیبت شنو
	تعریف کی رسی کے ذریعہ کنوئیں میں نہ گر	حاتم کی طرح بہرا بن اور بُرائی سن
۱۰	سعادت نجست و سلامت نیافت	کہ گردن ز گفتار سعدیؒ بتافت
	نیک بختی نہ تلاش کی اور سلامتی حاصل نہ کی	جس نے سعدیؒ کی بات سے گردن موڑی

(۱) مگس: مکھی۔ چوں: کیسے۔ فہم کردی: سمجھا تو نے۔ خروش: آواز۔ مارا: ہم کو۔ بدشواری: مشکل کے ساتھ۔ آمد: آئی۔ بگوش: کان میں۔ (۲) کاگاہ: جو کہ آگاہ۔ کردی: ہو گیا تو۔ ببانگ مگس: مکھی کی آواز سے۔ نشاید: نہیں چاہیے۔ اصم: بہرا۔ خواندت: تجھ کو کہنا۔ زیں سپس: اس کے بعد۔ (۳) تبسم کناں: ہنستے ہوئے۔ گفتش: کہا اس کو۔ تیز ہوش: زیادہ ہوشیار۔ اصم: بہرا۔ بہ: بہتر۔ گفتار باطل: جھوٹی باتیں۔ نیوش گفتار: کے ساتھ لگ کر باتیں سننے والا۔ (۴) کسانیکہ: جو لوگ کہ۔ بامن: میرے ساتھ۔ بخلوت: تنہائی میں۔ دراند: ہیں۔ مرا: میرے۔ عیب پوش: عیب چھپانے والا۔ ہنر گستر: خوبی پھیلانے والا۔ (۵) چو: جب۔ دارندم: رکھیں گے مجھ سے۔ اخلاق دوں: کمینے اخلاق۔ کند: کرے گی۔ ہستیم: خودی مجھ کو۔ نخوت: تکبر۔ زبوں: کمزور، بے حال۔ (۶) فرا مے نماید: ظاہر دکھاتا ہوں میں۔ مے نشنوم: میں نہیں سنتا ہوں۔ مگر کز تکلف: مگر تاکہ تکلف سے۔ مبرّا: بری۔ شوم: ہو جاؤں میں۔ (۷) چو: جب۔ کالیوہ: بہرا۔ دانندم: مجھ کو جانیں گے۔ اہل نشست: پاس بیٹھنے والے۔ بگویند: کہیں گے۔ نیک و بدم: میری نیکی بدی۔ ہرچہ: جو کچھ۔ ہست: ہے۔ (۸) بد شنیدن: بُرائی سننا۔ نیاید: نہیں آوے گی۔ خوشم: اچھی مجھ کو۔ کردار بد: بُرا کردار۔ دامن اندر کشم: دامن کھینچ لوں گا یعنی چھوڑ دوں گا۔ (۹) بحبل ستائش: تعریف کی رسی سے۔ فرا چہ: کنوئیں میں۔ مشو: مت ہو۔ چو حاتم: حاتم کی طرح۔ اصم باش: بہرا ہو جا۔ غیبت: بُرائی۔ شنو: سُن۔ (۱۰) سعادت: نیک بختی۔ نجست: نہیں ڈھونڈی۔ نیافت: نہیں پائی۔ ز گفتار سعدیؒ: سعدیؒ کی باتوں سے۔ بتافت: پھیر لی۔

تشریح (۱) ہمارے (مریدین کے) پاس قوت سماعت انتہا درجے کی ہے، ہمیں تو مکھی کی آواز سنائی نہیں دی لیکن آپ (حاتم اصم) کو یہ آواز کس طرح سنائی دی ہے۔ (۲) جب آپ (حاتمؒ) کو مکھی کی باریک آواز بآسانی سنائی دیتی ہے اور سمجھ میں بھی آتی ہے تو پھر آپ (حاتمؒ) کو اصم یعنی بہرا نہیں کہنا چاہیے۔ (۳) انہوں (حضرت حاتمؒ) نے فرمایا کہ اے ذی ہوش (مرید) جھوٹ اور چغلی پر مبنی باتیں سننے سے بہتر ہے کہ آدمی بہرا ہے۔ (۴) میرے (شیخ حاتم اصم کے) ارد گرد کے ماحول میں جو لوگ رہتے ہیں، وہ سب کے سب میرے مداح (تعریف کرنے والے) ہیں، میرے عیوب کی نشاندہی کرنے والا کوئی بھی نہیں۔ (۵) جب میری بُرائیاں میرے سامنے بیان نہ ہوں گی تو میں (حاتمؒ) بھی خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو کر تباہ و برباد ہو جاؤں گا۔ (۶) یہی وجہ ہے کہ میں (شیخ حاتمؒ) نے خود کو بہرا بادر کیا ہوا ہے تاکہ لوگ مجھے بہرہ سمجھ کر کوئی تکلف نہ برتیں۔ (۷) جب میرے ہم نشیں مجھے (حاتمؒ) بہرا سمجھ کر خود میرے سامنے میری بُرائیاں کریں گے تو میں اپنی اصلاح کر دوں گا۔ (۸) جب میں (حاتم اصمؒ) اپنی بُرائی سن کر بُرا محسوس کروں گا تو لازمی بات ہے کہ اسے (بُرائی کو) چھوڑ دوں گا۔ (۹) اپنی تعریف سن کر تکبر میں آنے کی بجائے شیخ حاتمؒ کی طرح بہرا بن کر اپنی بُرائی سُن (تاکہ تجھ میں اصلاح کا مادہ پیدا ہو جائے)۔ (۱۰) جو شخص سعدیؒ کے مواعظ و نصائح سے منہ موڑتا ہے، اسے سعادتمندی حاصل نہیں ہوتی۔

marfat.com

ازیں بہ نصیحت گرے بایدت	۱	ندانم پس از وے چہ پیش آیدت
اس سے بڑھ کر تجھے کون سا نصیحت کرنیوالا چاہیئے		مجھے معلوم نہیں اس کے بعد تجھے کیا پیش آئے

حکایت زاہد و دزد

چور اور پارسا کا قصہ

عزیزے در اقصائے تبریز بود	۳	کہ ہموارہ بیدار و شب خیز بود
تبریز کے اطراف میں ایک باعزت شخص تھا		جو ہمیشہ بیدار اور تہجد گزار تھا
شبے دید جائے کہ دزدے کمند	۴	بہ پیچید و برطرف بامے فگند
ایک رات اس نے دیکھا کہ ایک چور نے کمند		لپیٹی اور ایک بالا خانہ کے کنارے پر پھینکی
کساں را خبر کرد و آشوب خاست	۵	ز ہر جانبے مرد با چوب خاست
اس نے لوگوں کو خبردار کر دیا اور شور اٹھا		ہر جانب سے آدمی لکڑی لے کر آئے
چو نامردم آوازِ مردم شنید	۶	میان خطر جائے بودن نہ دید
جب چور نے آدمیوں کی آواز سنی		تو خطرے میں ٹھہرنے کا موقع نہ دیکھا
نہیبے ازاں گیر و دار آمدش	۷	گریزے بوقت اختیار آمدش
اس دار و گیر کا اس کو ڈر لگا		بروقت بھاگ جانا اس کو مناسب معلوم ہوا
ز رحمت دل پارسا موم شد	۸	کہ شب دزد بیچارہ محروم شد
رحم سے پارسا کا دل موم ہو گیا		کہ رات کا چور بیچارہ محروم ہو گیا
بتاریکی از وے فراز آمدش	۹	براہِ دگر پیش باز آمدش
اندھیرے میں اس سے آگے نکل گیا		پلٹ کر دوسرے راستے سے اس کے سامنے آیا
کہ یارا مرو آشنائے توام	۱۰	بمردانگی خاک پائے توام
اے یار مت بھاگ میں تیری جان پہچان کا ہوں		بہادری میں تیرے پیر کی خاک ہوں

(۱) ازیں بہ: اس سے بہتر۔ نصیحت گرے: کوئی نصیحت کرنے والا۔ بایدت: تجھ کو چاہیئے۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ پس از وے: اس کے بعد۔ چہ پیش آیدت: کیا پیش آوے تجھ کو۔ (۲) زاہد: پرہیزگار۔ دزد: چور۔ (۳) عزیزے: ایک عزت دار۔ اقصائے تبریز: تبریز کے اطراف میں۔ تبریز: ایران کا ایک شہر جس کی طرف شمس الدین تبریزی منسوب ہیں۔ بود: تھا۔ ہموارہ: ہمیشہ۔ شب خیز: رات کو اٹھ کر عبادت کرنیوالا۔ (۴) شبے: ایک رات۔ دید: اس نے دیکھا۔ جائے: ایک جگہ۔ دزدے: ایک چور۔ بپیچید: لپیٹی۔ برطرف بامے: ایک کوٹھے کی منڈیر پر۔ فگند: پھینکی۔ (۵) کساں را: لوگوں کو۔ کرد: کردی۔ آشوب: شور۔ خاست: اٹھا۔ زہر جانبے: ہر طرف سے۔ با چوب: لکڑی لے کر۔ خاست: اٹھا۔ (۶) چو نامردم: یعنی چور۔ مردم: لوگ۔ شنید: سنی۔ میان خطر: خطرے کے درمیان۔ (۷) نہیبے: خوف۔ ازاں گیر و دار: اس پکڑ دھکڑ سے۔ آمدش: اس کو آیا۔ گریزے: بھاگ جانا۔ بوقت: بروقت۔ اختیار: پسند۔ آمدش: آیا اس کو۔ (۸) ز رحمت: رحم کی وجہ سے۔ دل پارسا: پرہیزگار کا دل۔ موم شد: موم ہو گیا۔ شب دزد: رات کا چور۔ (۹) بتاریکی: اندھیرے میں۔ از وے: اس سے۔ فراز: آگے۔ آمدش: آیا اس کے۔ براہ دگر: دوسری راہ سے۔ پیش باز: واپس اس کے سامنے۔ (۱۰) یارا: اے یار۔ مرو: مت جا۔ آشنائے توام: تیرا دوست ہوں میں۔ بمردانگی: بہادری میں۔ خاک پائے توام: تیرے پاؤں کی مٹی۔ ام: ہوں میں۔

تشریح: (۱) اگر تو اس سے بہتر نصیحت و ناصح کا منتظر ہے تو نا معلوم تیری کیا حالت ہوگی، (کیونکہ شیخ سعدیؒ سے اچھا ناصح شاید کوئی اور ہو)۔

(۲) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ نیک صفت لوگ اپنے گھر میں آنے والے چوروں اور رہزنوں کو بھی محروم نہیں کرتے۔

(۳) ایران کے شہر تبریز میں ایک ذی وقار شخص رہائش پذیر تھا۔ وہ شب بیداری کو اپنا محبوب مشغلہ سمجھتا تھا، (راتوں کو عبادت کرتا تھا)

(۴) ایک رات اس (شب بیدار بزرگ) نے دیکھا کہ کسی چور نے اپنی کمند کسی مکان کی منڈیر پر لپیٹ کر پھینکی۔

(۵) شب بیدار بزرگ کے شور و غل کرنے پر چاروں طرف سے لوگ ڈنڈے لے کر جمع ہو گئے۔

(۶) پست حوصلہ چور نے لوگوں کی آواز سن کر خطرے کو محسوس کیا اور چھپنے کے لیے کہیں جگہ نہ پائی۔

(۷) گرفتاری کے بعد پٹائی وغیرہ کے خوف سے ناکامی کے عالم میں چور نے وہاں سے فرار ہونا ہی مناسب سمجھا۔

(۸) چور کی ناکامی کا سوچ کر شب بیدار بزرگ نے افسوس کیا کہ رات بھر مشقت اٹھانے کے باوجود اسے (چور کو) ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، اس کا دل پسیج گیا۔

(۹) شب بیدار بزرگ دوسرے راستے سے بھاگا اور چور کے آگے کھڑا ہو کر اس کا راستہ روک لیا۔

(۱۰) اور چور سے کہا کہ گھبراؤ نہیں۔ میں بھی تمہارا دوست ہوں۔ دلیری میں میں (شب بیدار بزرگ) تجھ سے بہت پیچھے ہوں۔

marfat.com

ندیدم بسرپنجگی چوں تو کس	۱	کہ جنگ آوری بردو نوع ست بس
بہادری میں میں نے تجھ جیسا کوئی نہیں دیکھا		اس لیے کہ لڑائی بس دو طریقہ سے ہوتی ہے
یکے پیش خصم آمدن مردوار	۲	دوم جاں بدر برون از کارزار
ایک تو دشمن کے مقابلہ میں بہادرانہ آنا		دوسرے لڑائی کے میدان سے جان بچا لے آنا
بدیں ہر دو خصلت غلام توام	۳	چہ نامی کہ مولائے نام توام
ان دونوں باتوں میں میں تیرا غلام ہوں		تیرا کیا نام ہے میں تیرے نام کا غلام ہوں
گرت رائے باشد بحکم کرم	۴	بجائے کہ میدانمت رہ برم
اگر تیری عنایت سے رائے ہو		تو ایک جگہ مجھے معلوم ہے تجھے لے چلوں
سرئیست کوتاہ و در بستہ سخت	۵	نہ پندارم آنجا خداوند رخت
ایک چھوٹا سا مکان ہے اور دروازہ خوب بند ہے		میرا خیال ہے وہاں سامان والا نہیں ہے
کلوخے دو بالائے ہم برنہیم	۶	یکے پائے بر دوش دیگر نہیم
اوپر تلے کچھ ڈھیلے رکھ دیں گے		ایک دوسرے کے کندھے پر پیر رکھ لیں گے
بچنداں کہ در دستت افتد بساز	۷	ازاں بہ کہ گردی تہیدست باز
جو ہاتھ لگ جائے گا اس پر صبر کر لینا		اس سے بہتر ہوگا کہ خالی ہاتھ لوٹے
بدلداری و چاپلوسی و فن	۸	کشیدش سوئے خانۂ خویشتن
دلداری اور چاپلوسی اور تدبیر سے		اس کو اپنے گھر کی طرف کھینچ لے گیا
جواں مرد شب رو فرو داشت دوش	۹	بکتفش برآمد خداوند ہوش
رات کو چلنے والے جوان مرد نے کندھا دیا		صاحب ہوش اس کے کندھے پر چڑھا
بغلطاق و دستار و رختیکہ داشت	۱۰	زبالا بداماں او در گذاشت
کرتہ اور عمامہ اور جو سامان بھی اس کے پاس تھا		اوپر سے اس کے دامن میں ڈال دیا

(۱) ندیدم: نہیں دیکھا میں نے۔ بسرپنجگی: طاقت میں۔ چوں: تو تیرے جیسا۔ کس: کوئی شخص۔ جنگ آوری: لڑائی۔ بردو نوع: دو قسموں پر۔ ست: ہے۔ بس: صرف۔ (۲) یکے: ایک۔ پیش خصم: دشمن کے سامنے۔ آمدن: آنا۔ مردوار: مردوں کی طرح۔ دوم: دوسرے۔ بدر برون: باہر لے جانا۔ از کارزار: لڑائی کے میدان سے۔ (۳) بدیں ہر دو: ان دونوں کے ساتھ۔ خصلت: عادت۔ غلام توام: تیرا غلام ہوں میں۔ چہ نامی: تیرا کیا نام ہے۔ مولائے نام تو: تیرے نام کا غلام۔ ام: ہوں میں۔ (۴) گرت: اگر تیری۔ باشد: ہووے۔ بحکم کرم: بخشش کے لحاظ سے۔ بجائے کہ: جو جگہ کہ۔ میدانم: میں جانتا ہوں۔ ت: تجھ کو۔ رہ برم: رہبری کروں میں۔ (۵) سرئیست: ایک مکان ہے۔ کوتاہ: نیچا۔ در بستہ: دروازہ بند کیا ہوا۔ نہ پندارم: میں نہیں خیال کرتا۔ آنجا: وہاں۔ خداوند رخت: سامان کا مالک۔ (۶) کلوخے: دو دو ڈھیلے۔ بالائے ہم: ایک دوسرے پر۔ برنہیم: رکھ لیں گے ہم۔ یکے پائے: ایک شخص کے پاؤں کو۔ بر دوش دیگر: دوسرے کے کندھے پر۔ نہیم: رکھ لیں گے۔ (۷) بچنداں کہ: جتنا کہ۔ در دستت: تیرے ہاتھ میں۔ افتد: پڑ جائے۔ بساز: بنالے یعنی غنیمت سمجھ۔ ازاں بہ: اس سے بہتر۔ گردی: لوٹے تو۔ تہی دست: خالی ہاتھ۔ باز: واپس۔ (۸) بدلداری: دلداری کے ساتھ۔ چاپلوسی: خوشامد۔ فن: مکر۔ کشیدش: اس کو کھینچا۔ سوئے خانۂ خویشتن: اپنے گھر کی طرف۔ (۹) جواں مرد شب رو: رات کو چلنے والا نوجوان یعنی چور۔ فرو داشت: نیچے رکھا۔ دوش: کندھا۔ بکتفش: اس کے کندھے پر۔ برآمد: آیا یعنی چڑھا۔ خداوند ہوش: ہوش والا یعنی پارسا۔ (۱۰) غلطاق: کرتہ۔ دستار: پگڑی۔ رختیکہ: جو سامان کہ۔ داشت: اس نے رکھا۔ زبالا: اوپر سے۔ بداماں او: اس کے دامن میں۔ در گذاشت: چھوڑ دیا۔

تشریح: (۱) مجھے (شب بیدار بزرگ کو) تسلیم ہے کہ تجھ (چور) سے زیادہ طاقتور آدمی کسی اور جگہ پر موجود نہیں ہے۔ لڑائی ہمیشہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ (۲) لڑائی کی ایک قسم تو یہ ہے کہ مردانہ وار دشمن کا مقابلہ اور جنگ کی دوسری قسم یہ ہے کہ میدان سے اپنی جان بچا کر بھاگ نکلنا۔ (۳) میں (شب بیدار بزرگ) ان دونوں صفتوں میں تجھے پایۂ کمال تک پہنچا ہوا دیکھتا ہوں۔ اپنا نام بتاؤ۔ کیونکہ میں تیرے نام کی غلامی کرتا ہوں۔ (۴) اگر تیرا خیال ہو کہ نا کامی نہ ہو تو میں (شب بیدار بزرگ) ایسے مکان کی طرف رہنمائی کرتا ہوں جو میرے علم میں ہے۔ (۵) یہ نچلی سطح کا (نیچا سا) مکان ہے۔ اس کا دروازہ انتہائی مضبوطی سے بند ہے اور میرا خیال ہے کہ اس (مکان) کا مالک کہیں گیا ہوا ہے یعنی گھر پر موجود نہیں۔ (۶) دو دو اینٹیں رکھ کر اور ایک آدمی دوسرے کے کندھے پر کھڑا ہو کر اس تدبیر سے مکان کی چھت تک آسانی پہنچا جا سکتا ہے۔ (۷) اس مکان سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے، وہ لے لے۔ کیونکہ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے۔ (۸) خوشامد و چاپلوسی کے ہتھیاروں سے اس (شب بیدار بزرگ) نے چور کو زیر کر کے اپنے ہی مکان کی طرف لے آیا۔
(۹) چنانچہ چور نے اس (شب بیدار بزرگ) کی بات مانتے ہوئے نیچے کندھا دیا۔ اور وہ (بزرگ) اس کے کندھوں پر چڑھ کر چھت تک پہنچ گیا۔
(۱۰) اور وہاں (مکان کے اندر) سے کرتہ، پگڑی و دیگر سامان اٹھا کر اس (چور) کے دامن میں پھینک دیا۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
وز آں جا بر آورد غوغا کہ دزد	۱	ثواب اے جواناں و یاری و مزد
اور پھر شور کر دیا کہ چور ہے		اے جوانو! ثواب اور مدد اور اجر کا موقع ہے
بدر جست ز آشوب دزدِ دغل	۲	دواں جامۂ پارسا در بغل
مکار چور شور کی وجہ سے باہر کو کودا		پارسا کا کپڑا بغل میں دبا کر بھاگا
دل آسودہ شد مردِ نیک اعتقاد	۳	کہ سرگشتہ را بر آمد مراد
نیک اعتقاد مرد کا دل ٹھنڈا ہو گیا		اس لیے کہ حیران آدمی کی مراد پوری ہو گئی
خبیثے کہ بر کس ترحم نہ کرد	۴	بہ بخشود بر وئے دلِ نیک مرد
جس خبیث نے کسی پر رحم نہ کھایا		اس پر ایک نیک شخص کے دل نے رحم کیا
عجب نیست در سیرتِ بخرداں	۵	کہ نیکی کنند از کرم با بداں
عقلمندوں کی عادت میں یہ تعجب کی بات نہیں ہے؟		کہ وہ شرافت کی وجہ سے بُروں کے ساتھ نیکی کریں
در اقبالِ نیکاں بداں مے زیند	۶	وگرچہ بداں اہلِ نیکی نیند
نیکوں کے اقبال میں بُرے جیتے ہیں		اگرچہ بُرے نیکی کے اہل نہیں ہیں

حکایت در معنی جفائے دشمن از بہر دوست

دوست کی خاطر دشمن کے ظلم سہنے کا قصہ ۷

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
یکے را چو سعدیؒ دلِ سادہ بود	۸	کہ با سادہ روئے در افتادہ بود
سعدیؒ کی طرح ایک شخص کا دل بھولا تھا		جو ایک بھولی صورت والے پر عاشق تھا
جفا بردے از دشمنِ سخت گوئے	۹	ز چوگانِ سختی بجستے چو گوئے
سخت بات کہنے والے دشمن کا ظلم سہتا		سختی کے بلّے سے گیند کی طرح اچھلتا
ز کس چیں بر ابرو نینداختے	۱۰	ز بازی بہ تندی نپرداختے
کسی سے ابرو پر شکن نہ ڈالتا		ہنسی مذاق سے غصہ میں نہ آتا

(۱) وزاں جا: اور اس جگہ سے۔ برآورد: نکالا۔ غوغا: شور۔ دزد: چور۔ یاری: مدد۔ مزد: مزدوری۔ (۲) بدر: باہر۔ جست: کود گیا۔ ز آشوب: شور سے۔ دزد دغل: مکار چور۔ دواں: دوڑتا ہوا۔ جامۂ پارسا: پرہیزگار کے کپڑے۔ (۳) آسودہ شد: مطمئن ہو گیا۔ نیک اعتقاد: اچھے اعتقاد والا۔ سرگشتہ را: ایک پریشان کو۔ برآمد: نکل آئی۔ (۴) خبیثے کہ: جو خبیث کہ۔ برکس: کسی پر۔ ترحم نکرد: رحم نہیں کیا۔ بہ بخشود: بخشش کی۔ بروئے: اس پر۔ دل نیک مرد: نیک مرد کے دل نے۔ (۵) عجب نیست: تعجب نہیں۔ بسیرت بخرداں: عقلمندوں کی عادت۔ کنند: کریں۔ از کرم: شرافت کی وجہ سے۔ بابداں: بُروں کے ساتھ۔

(۶) اقبال نیکاں: نیکوں کا اقبال۔ بداں: بُرے لوگ۔ مے زیند: جیتے ہیں۔ بداں: بُرے۔ اہل نیکی: نیکی کے اہل۔ نیند: نہیں ہیں۔ (۷) معنی: مضمون۔ جفائے دشمن: دشمن کا ظلم۔ بہر دوست: دوست کے واسطے۔ (۸) یکے را: ایک شخص کا۔ چو سعدی: سعدیؒ کی طرح۔ دل سادہ: بھولا دل۔ بود: تھا۔ سادہ روئے: ایک خوبصورت۔ در افتادہ: پڑا ہوا۔ بود: تھا۔ (۹) جفا: ظلم۔ بردے: لے جاتا۔ سخت گو: سخت بات کہنے والا۔ زچوگان سختی: سختی کے بلّے سے یعنی مار پیٹ سے۔ بجستے: وہ کودتا۔ چو گوئے: گیند کی طرح۔ (۱۰) زکس: کسی شخص سے۔ چیں: بل۔ برابرو: ابروؤں پر۔ نینداختے: وہ نہ ڈالتا۔ زبازی: ہنسی کھیل سے۔ بہ تندی: تیزی میں۔ نپرداختے: نہ مشغول ہوتا۔

تشریح: (۱) اس کارروائی سے فراغت کے بعد چور چور کہہ کر شور کرنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ لوگو! میری مدد کرو۔ ثواب کا یہی موقع ہے۔ (۲) چور نے جب شور سنا تو مکان سے باہر کود گیا، اور شب بیدار بزرگ کے کپڑے وہ بغل میں دبا کر بھاگ نکلا۔ (۳) نیک اعتقاد شخص (شب بیدار بزرگ) کو قلبی اطمینان حاصل ہو گیا کہ ایک ضرورت مند (چور) میرے شور کی وجہ سے محروم ہوا تھا اور میرے واویلا کرنے سے کامیاب ہو گیا۔ (۴) جو خبیث و بے رحم کبھی کسی پر ترس نہیں کھاتا۔ نیک طبع لوگ اس پر بھی داد و دہش سے کام لے کر بخشش کرتے ہیں۔ (۵) اس میں کوئی تعجب نہیں کہ نیک لوگ بُروں کے ساتھ نیک برتاؤ کریں۔ کیونکہ بلا امتیاز حسن سلوک ہمیشہ سے ان (نیک لوگوں) کا محبوب وطیرہ ہے۔ (۶) بُرے لوگ نیکی کے قابل نہیں ہوتے۔ لیکن ان (بدکاروں) کی زندگی نیکوکار لوگوں کے زیرِ سایہ بسر ہوتی ہے۔ (۷) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو دل سچی محبت کا مسکن ہوتا ہے، اس میں بغض و عداوت کا سمانا محال ہے۔ (۸) شیخ سعدیؒ جیسا ایک شخص دل سادہ لوح تھا۔ وہ (سادہ دل شخص) کسی خوبصورت نازنین کے عشق میں گرفتار ہو گیا۔ (۹) اذیت ناک دشمن کی مار پیٹ سے اس طرح کودتا تھا۔ جیسے بلّے کی پٹائی سے گیند اچھلتی ہے۔

(۱۰) وہ (سادہ دل) ہر قسم کا جبر و تشدد خندہ پیشانی سے جھیلتا تھا۔ اسے (سادہ دل کو) کبھی کسی ظالم پر غصہ نہ آتا تھا۔

marfat.com

یکے گفتش آخر ترا ننگ نیست	۱	خبر زیں ہمہ سیلی و سنگ نیست
ایک شخص نے اس سے کہا تجھے ذلت محسوس نہیں ہوتی		ان سب طمانچوں اور پتھروں کا تجھے پتہ نہیں ہے
تن خویشتن شغبہ دوناں کنند	۲	ز دشمن تحمل زبوناں کنند
کمینے اپنا بدن پچکا کرتے ہیں		کمزور انسان دشمن کی برداشت کرتے ہیں
نشاید ز جاہل خطا در گزاشت	۳	کہ گویند یارا و مردی نداشت
جاہل کی خطا معاف نہیں کرنی چاہیے		ورنہ لوگ کہیں گے بہادری اور طاقت نہ رکھتا تھا
چہ خوش گفت شیدائے شوریدہ سر	۴	جوابے کہ شاید نبشتن بزر
سر پھرے عاشق نے کیا اچھی بات کہی		ایسا جواب دیا جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے
دلم خانۂ مہر یار ست و بس	۵	ازاں مے نگنجد درو کین کس
میرا دل تو فقط دوست کی محبت کا گھر ہے		اسی وجہ سے اس میں کسی سے کینہ کی گنجائش نہیں ہے

حکایت

کہانی

چہ خوش گفت بہلولِ فرخندہ خوئے	۷	چو بگذشت بر عارف جنگ جوئے
مبارک عادت بہلول نے کیا اچھی بات کہی		جب ایک لڑاکا بزرگ کے پاس سے گذرا
گر ایں مدعی دوست بشناختے	۸	بہ پیکارِ دشمن نہ پرداختے
اگر یہ بزرگی کا مدعی دوست کو پہچان لیتا		تو دشمن کے جھگڑے میں نہ لگتا
گر از ہستی حق خبر داشتے	۹	ہمہ خلق را نیست پنداشتے
اگر اس کو خدا کے وجود کا پتہ لگ جاتا		تو تمام مخلوق کو معدوم سمجھتا

(۱) یکے: ایک۔ گفتش: اس کو کہا۔ ترا: تجھ کو۔ ننگ: شرم۔ نیست: نہیں ہے۔ زیں ہمہ: ان تمام سے۔ سیلی: تھپڑ۔ سنگ: پتھر۔ نیست: نہیں ہے۔
(۲) تن خویشتن: اپنا جسم۔ شغبہ: ذلیل پامال۔ دوناں: کمینے۔ کنند: کرتے ہیں۔ تحمل: برداشت۔ زبوناں: کمزور لوگ۔
(۳) نشاید: نہیں چاہیے۔ ز جاہل: بے تمیز سے۔ در گزاشت: معاف کرنا۔ گویند: کہیں گے۔ یارا و مردی: طاقت اور حوصلہ۔ نداشت: نہیں رکھتا۔
(۴) چہ خوش: کیا خوب۔ گفت: کہا۔ شیدائے شوریدہ: سر پھرا عاشق۔ جوابے کہ: ایسا جواب کہ۔ شاید: نبشتن: لکھنا چاہیے۔ بزر: سونے کے ساتھ۔
(۵) دلم: میرا دل۔ خانۂ مہر یار: یار کی محبت کا گھر۔ ست: ہے۔ ازاں: اس وجہ سے۔ نگنجد: نہیں سماتا۔ درو: اس میں۔ کین کس: کسی کا کینہ۔ (۶) حکایت: کہانی۔
(۷) چہ خوش گفت: کیا خوب کہا۔ بہلول: ایک دل کامل جو مجذوب تھا۔ اور اسے بہلول دانا کہتے تھے۔ فرخندہ خو: مبارک عادت والا۔ چو: جب۔ بگذشت: گزرا۔ عارف: خدا کو پہچاننے والا۔ جنگ جو: لڑاکا۔
(۸) ایں: یہ۔ مدعی: دعویدار۔ بشناختے: پہچان لیتا۔ پیکار دشمن: دشمن کی لڑائی۔ نہ پرداختے: نہ مشغول ہوتا۔
(۹) ہستی حق: حق تعالیٰ کے وجود۔ خبر داشتے: وہ خبر رکھتا۔ ہمہ خلق: تمام مخلوق۔ نیست: عدم، معدوم۔ پنداشتے: سمجھتا۔

تشریح (۱) کسی شخص نے اسے (سادہ دل کو) شرم دلاتے ہوئے کہا کہ کیا تجھے ان تھپڑوں اور پتھروں سے ہونے والی ذلت کا احساس نہیں۔
(۲) اپنی ذات کو ذلت و پامالی کے کنویں میں صرف کمینے لوگ ڈالتے ہیں۔ اور دشمن کے مصائب محض ضعیف لوگ برداشت کرتے ہیں۔
(۳) جاہلوں کے سامنے تحمل مزاجی اچھی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ ایسے شخص کے بارے میں لوگوں کی رائے بے غیرتی کے الفاظ پر مبنی ہوتی ہے۔
(۴) لیکن سادہ دل محب نے ایسا عجیب جواب دیا جو سنہری لفظوں سے لکھنے کے قابل ہے۔ (یعنی اس کا جواب اقوال زریں میں سے ہے)
(۵) دل کے خانے میں صرف ایک چیز رہ سکتی ہے۔ محبت یا عداوت۔ جب خانۂ دل میں محبت گھر کر جائے تو پھر دل میں بغض و عداوت نہیں رہتی۔
(۶) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ والے اپنا وقت مخلوق کی توجہ میں ضائع نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی لڑائی کسی سے نہیں ہوتی۔
(۷) نیک صفت بزرگ بہلولؒ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا جو فقیر درویش ہونے کے باوجود کسی سے جھگڑا کر رہا تھا۔
(۸) اگر یہ (جھگڑالو بزرگ) صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا تو اسے کسی کے ساتھ فساد کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔
(۹) جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اس کی نظر میں دنیا و مافیہا کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ وہ (دنیا و مافیہا) محض ایک جھوٹ ہوتی ہے۔

marfat.com

حکایت لقمان حکیم با بغدادے

ایک بغدادی کے ساتھ لقمان حکیم کا قصہ

شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود	۲	**نہ تن پرور و نازک اندام بود**
میں نے سنا ہے کہ لقمان حکیم کالے تھے		تن پرور اور نازک بدن نہ تھے
یکے بندۂ خویش پنداشتش	۳	**بہ بغداد در کارِ گل داشتش**
ایک شخص نے ان کو اپنا غلام سمجھ لیا		بغداد میں مٹی کے کام پر لگا دیا
بسالے سرائے بپرداختش	۴	**کس از بندۂ خواجہ نشناختش**
ایک سال تک اس کے گھر میں لگے رہے		غلام ہونے کے سوا ان کو کوئی آقا نہ سمجھتا
چو پیش آمدش بندۂ رفتہ باز	۵	**ز لقمانش آمد نہیبے فراز**
جب اس کا بھاگا ہوا غلام واپس آ گیا		لقمان سے اسے ڈر لگا
بپایش در افتاد و پوزش نمود	۶	**بخندید لقمان کہ پوزش چہ سود**
اس کے پیر پہ گر پڑا اور معافی چاہی		لقمان ہنسے کہ معافی سے کیا فائدہ
بسالے ز جورت جگر خوں کنم	۷	**بیک ساعت از دل بدر چوں کنم**
ایک سال تک تیرے ظلم سے میں نے دل کو خون بنایا ہے		ایک دم سے دل سے کیسے نکال دوں
ولے ہم ببخشایم اے نیک مرد	۸	**کہ سودِ تو ما را زیانے نکرد**
لیکن اے نیک مرد میں معاف کرتا ہوں		اسلئے کہ تیرے فائدے نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا
تو آباد کردی شبستانِ خویش	۹	**مرا حکمت و معرفت گشت بیش**
تو نے اپنا زنان خانہ آباد کیا		میری دانائی اور معرفت بڑھی
غلامے ست در رختم اے نیک بخت	۱۰	**کہ فرمایمش وقتہا کارِ سخت**
اے نیک بخت میرے مال میں ایک غلام ہے		میں اس کو بسا اوقات سخت کام کو کہہ دیتا ہوں

(۱) لقمان حکیم: حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے کا ایک نامور حکیم جس کی حکمت ضرب المثل ہے۔ اور قرآن پاک میں اس کا ذکر اس کی مدح کے لیے کافی ہے (۲) شنیدم: میں نے سنا۔ لقمان: نام حکیم۔ سیہ فام: سیاہ رنگ والا۔ بود: تھا۔ تن پرور: جسم کو پالنے والا۔ نازک اندام: پتلے اور شوخ جسم والا۔ بود: تھا۔ (۳) یکے: ایک۔ بندۂ خویش: اپنا غلام۔ پنداشتش: اس کو سمجھا۔ بغداد: ایک شہر جو عراق کا دارالحکومت ہے اور دجلہ کے کنارے پر آباد ہے۔ کارِ گل: مٹی کا کام۔ داشتش: رکھا اس کو۔ (۴) بسالے: ایک سال تک۔ سرائے: گھر۔ بپرداختش: اس میں مشغول رہا۔ کس: کوئی شخص۔ بندہ: غلام۔ خواجہ: مالک۔ نشناختش: نہ پہچانا اس کو۔ (۵) چو پیش آمدش: سامنے آیا اس کے۔ بندۂ رفتہ: بھاگا ہوا غلام۔ باز: واپس۔ ز لقمانش: اس کو لقمان سے۔ آمد: آیا۔ نہیبے: خوف۔ فراز: کل کا۔ (۶) بپایش: اس کے پاؤں میں۔ در افتاد: گر پڑا۔ پوزش: معذرت۔ نمود: پیش کی۔ بخندید: ہنس پڑا۔ چہ سود: کیا فائدہ۔ (۷) بسالے: ایک سال تک۔ ز جورت: تیرے ظلم سے۔ خوں کنم: خون کروں میں۔ بیک ساعت: ایک دم میں۔ بدر: باہر۔ چوں کنم: کیسے کروں میں۔ (۸) ولے: لیکن۔ ہم: بھی۔ ببخشایم: بخش دیتا ہوں میں۔ سودِ تو: تیرا نفع۔ مارا: ہمارا۔ زیانے: کوئی نقصان۔ نکرد: نہ کیا۔ (۹) کردی: کیا تو نے۔ شبستانِ خویش: اپنی رات گزارنے کی جگہ یعنی گھر۔ مرا: مجھ کو۔ معرفت: پہچان۔ گشت: ہو گئی۔ بیش: زیادہ۔ (۱۰) غلامے: ایک غلام ہے۔ رختم: میرا سامان۔ نیک بخت: نیک نصیب۔ فرمایمش: حکم دیتا ہوں میں اس کو۔ وقتہا: کئی دفعہ۔ کارِ سخت: سخت کام۔

تشریح (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو انتقام کی بجائے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

(۲) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ حضرت لقمانؒ کا رنگ سیاہ تھا۔ ان میں تن پرستی اور نزاکت نہیں تھی۔

(۳) ایک بغدادی (شخص) کا غلام فرار ہو گیا تھا۔ حضرت لقمانؒ کی شکل و صورت اس (بغدادی) کے غلام سے ملتی جلتی تھی۔ اس لئے اپنے غلام کے مغالطے میں کام پر لگا دیا۔ (۴) وہ (حضرت لقمانؒ) پورا سال اس (بغدادی) کے مکان کی تعمیر میں کام کرتے رہے۔ کسی کو علم تک نہ ہوا کہ یہ غلام ہے یا آقا ہے۔

(۵) جب اس (بغدادی) کا مفرور غلام واپس آیا تو اسے (بغدادی کو) خوف محسوس ہوا کہ کہیں حبس بے جا کی وجہ سے حضرت لقمان مجھ سے مواخذہ نہ کریں۔

(۶) چنانچہ معذرت کی غرض سے وہ (بغدادی) آپ (حضرت لقمانؒ) کے قدموں میں گر پڑا۔ حضرت لقمانؒ ہنسے اور فرمایا کہ اب معذرت کا کوئی فائدہ نہیں۔

(۷) تیرا (بغدادی کا) سال بھر کا ظلم صرف معافی کے چند لفظوں اور تیری مسکنت کے چند لمحوں سے ایکدم دل سے کیسے نکال دوں۔

(۸) پھر بھی میں تجھے معاف کر دیتا ہوں۔ کیونکہ تیرے مفاد کے باوجود مجھے کوئی خسارہ نہیں ہوا۔

(۹) تیرا (بغدادی کا) مکان تعمیر ہو گیا اور میری حکمت و معرفت میں اضافہ ہو گیا۔

(۱۰) اے نیک بخت آدمی (بغدادی) میرے پاس بھی ایک غلام ہے۔ کبھی کبھی میں بھی اسے سختی سے کام پر لگا دیتا ہوں۔

marfat.com

۱	دگر رہ نیازارمش سخت دل	چو یاد آمدم سختی کار گل
	ہیں اس کے دل کو پھر زیادہ نہ ستاؤں گا	جب مجھے مٹی کے کام کی مشقت یاد آئی
۲	ہر آنکس کہ جورِ بزرگاں نبرد	نسوزد دلش بر ضعیفاں خرد
	جس شخص نے بڑوں کا ظلم نہ سہا ہو	چھوٹے کمزوروں پر اس کا دل نہیں جلتا
۳	چنیں گفت بہرام شہ با وزیر	کہ دشخوار با زیردستاں مگیر
	بہرام بادشاہ نے وزیر سے یہ کہا	کہ ماتحتوں سے سخت کام نہ لے
۴	گر از حاکماں سختت آید سخن	تو بر زیردستاں درشتی مکن
	اگر حاکموں کی بات تجھے سخت لگتی ہے	تو ماتحتوں پر سختی نہ کر

حکایت جنید بغدادیؒ و سیرت او در تواضع

جنید بغدادی اور تواضع میں ان کی عادت کا قصہ

۶	شنیدم کہ بر دشت صنعا جنیدؒ	سگے دیدہ برکندہ دندان صید
	میں نے سنا ہے کہ صنعا کے جنگل میں جنیدؒ نے	ایک کتا دیکھا جس کے شکار کے دانت اکھڑے تھے
۷	ز نیروئے سرپنجۂ شیرگیر	فروماندہ عاجز چو روباہ پیر
	شیر کو پکڑ لینے والے پنجہ کی طاقت سے	بوڑھی لومڑی کی طرح دوچار ہو گیا تھا
۸	پس از غرم و آہو گرفتن بہ پے	لگد خوردہ از گوسپندان حے
	بھاگ کر ہرن اور پہاڑی بکرے پکڑنے کے بعد	قبیلہ کی بکریوں کی دولتیاں کھاتا تھا
۹	چو مسکین و بے طاقتش دید و ریش	بدو داد یک نیمہ از زاد خویش
	جب انہوں نے اسکو کمزور اور عاجز اور زخمی دیکھا	اپنے توشے کا آدھا اس کو دے دیا
۱۰	شنیدم کہ میگفت و خوں میگریست	کہ داند کہ بہتر ز ما ہر دو کیست
	میں نے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے اور خون کے آنسو روتے تھے	کون جانتا ہے کہ ہم دونوں میں بہتر کون ہے

(۱) دگر رہ: دوبارہ۔ نیازارمش: نہیں ستاؤں گا میں اس کو۔ چو: جب۔ یاد آمدم: یاد آئے گی مجھ کو۔ سختی کارگل: مٹی کے کام کی مشقت۔ (۲) ہر آنکس: جو شخص کہ۔ جورِ بزرگاں: بڑوں کا ظلم۔ نبرد: نہیں لے گیا۔ نسوزد: نہیں جلتا۔ دلش: اس کا دل۔ ضعیفاں خرد: چھوٹے کمزور۔ (۳) چنیں: اس طرح۔ گفت: کہا۔ بہرام: ایران کا بادشاہ۔ دشخوار: سختی۔ زیردستاں: ماتحت ملازم، کمزور۔ مگیر: مت پکڑ، نہ کر۔ (۴) حاکماں: جمع حاکم۔ سختت: تجھ کو سخت۔ آید: آوے۔ سخن: بات۔ زیردستاں: جمع ماتحت۔ درشتی: سختی۔ مکن: مت کر۔ (۵) جنید بغدادیؒ: بغداد کے رہنے والے ایک ولی کامل۔ سیرت او: اس کی عادت۔ تواضع: عاجزی۔ (۶) شنیدم: میں نے سنا۔ دشت صنعا: صنعا کا جنگل۔ صنعا ایک شہر جو یمن کا دارالحکومت ہے۔ سگے: ایک کتا۔ دید: دیکھا اس نے۔ برکندہ: اکھڑے ہوئے۔ دندان صید: شکار والے دانت۔ (۷) نیروئے: طاقت۔ سرپنجہ: پنجہ۔ شیرگیر: شیر کو پکڑنے والا۔ فروماندہ: عاجز رہ گیا۔ چو: مثل۔ روباہ پیر: بوڑھی لومڑی۔ (۸) پس: پیچھے۔ غرم: پہاڑی بکرا۔ آہو: ہرن۔ گرفتن: پکڑنا۔ بہ پے: پیچھے بھاگ کر۔ لگد: دولتی۔ خوردہ: کھائے ہوئے۔ گوسپنداں: بکریاں۔ حے: قبیلہ۔ (۹) بے طاقتش: اس کو بے طاقت۔ دید: دیکھا۔ ریش: زخمی۔ بدو داد: اس کو دیا۔ یک نیمہ: آدھا۔ زاد خویش: اپنا توشہ۔ (۱۰) شنیدم: میں نے سنا۔ مے گفت: کہتا تھا۔ مے گریست: روتا تھا۔ کہ داند: کون جانے۔ زما ہر دو: ہم دونوں میں سے۔ کیست: کون ہے۔

تشریح: (۱) اب میں (لقمان) کبھی بھی اس (اپنے غلام) کی دل آزاری نہیں کروں گا۔ کیونکہ مجھے تیرے (بغدادی کے) پاس کی ہوئی مشقت کا کام یاد آیا کرے گا۔ (۲) چھوٹوں اور ضعیفوں کی تکلیف اسے محسوس ہوتی ہے جو بڑے لوگوں کے مشقت آمیز احکامات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ (۳) ایک مرتبہ بہرام شاہ اپنے وزیروں سے کہنے لگا کہ اپنے ماتحتوں پر کبھی بھی سختی نہ کرنا۔
(۴) اگر تجھے (بغدادی کو) حکمرانوں کی بدکلامی کا سامنا کرنا پڑے۔ ناگواری ہوگی۔ اس لیے تو بھی اپنے ماتحتوں سے نرمی کا برتاؤ کر۔
(۵) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ کی سیرت و تواضع کی رو سے کسی کا خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ تو وہ کتے سے اچھا ہے۔ ورنہ کتا بہت اچھا ہے۔ (۶) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ حضرت جنید بغدادیؒ نے صنعا کے جنگل میں ایک شکاری کتا دیکھا جس کے دانت اکھڑے ہوئے تھے۔ (۷) کبھی وہ (کتا) بڑا طاقتور ہو گذرا ہوگا۔ گویا شیر کے پیچھے پکڑنے والا ہو۔ مگر اب وہ (کتا) ضعیف العمر لومڑی کی طرح عاجز تھا۔ (۸) وہ پہاڑی بکروں اور ہرنوں کا شکار کھیلنے کے بعد اب وہ (کتا) اس حال کو پہنچ چکا تھا کہ وہ (بکرے و ہرن) اسے دولتیاں مار رہے تھے۔
(۹) اُسے (کتے کو) لاغر و مسکین جان کر آپ (جنید بغدادیؒ) نے اپنے کھانے میں سے نصف توشہ اس (کتے) کے سامنے ڈال دیا۔
(۱۰) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ وہ (جنید بغدادیؒ) روتے ہوئے کہتے جا رہے تھے کہ کون جانے ہم دونوں (جنیدؒ اور کتے) میں کون بہتر ہے۔

maktabah.org

بظاہر من امروز زیں بہترم	١	دگر تا چہ راند قضا بر سرم
بظاہر میں آج اس سے بہتر ہوں		پھر دیکھئے قضا میرے سر پر کیا لا ڈالے
گرم پائے ایماں نہ لغزد ز جائے	٢	بسر بر نہم تاج عفو خدائے
اگر ایمان کے پیر نے اپنی جگہ سے لغزش نہ کی		تو خدا کی معافی کا تاج سر پر رکھوں گا
وگر کسوتِ معرفت در برم	٣	نماند بہ بسیار ازیں کمترم
اور اگر معرفت خداوندی کا لباس میرے جسم پر		نہ رہے تو میں اس سے بہت کمتر ہوں
کہ سگ باہمہ زشت نامی چو مرد	٤	مراورا بدوزخ نخواہند برد
اسلئے کہ کتا باوجود تمام بدنامی کے جب مرجائے گا		اس کو دوزخ میں نہ لے جائیں گے
رہ اینست سعدیؒ کہ مردانِ راہ	٥	بعزت نکردند در خود نگاہ
سعدیؒ راستہ یہی ہے کہ طریقت کے لوگوں نے		عزت سے کبھی اپنے اندر نگاہ نہیں کی
ازیں بر ملائک شرف داشتند	٦	کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند
اسی وجہ سے وہ فرشتوں پر بزرگی رکھتے ہیں		چونکہ خود کو کتے سے بہتر نہیں سمجھتے ہیں

حکایت پارسا و بربط زن

پارسا اور گویے کا قصہ

یکے بربطے در بغل داشت مست	٨	بشب در سرِ پارسائے شکست
ایک مست بغل میں بربط رکھتا تھا		جس کو اس نے رات کے وقت ایک پارسا کے سر پر توڑ ڈالا
چو روز آمد آں نیک مردِ حلیم	٩	بر سنگ دل برد یکمشت سیم
جب دن ہوا تو وہ بردبار نیک انسان		اس سنگ دل کے پاس ایک مٹھی چاندی لے گیا
کہ دوشنبہ مغرور بودی و مست	١٠	ترا و مرا بربط و سر شکست
کہ گذشتہ شب تو مغرور اور مست تھا		تیری بربط اور میرا سر ٹوٹا

(١) من: میں۔ امروز: آج۔ زیں: اس سے۔ بہترم: بہتر ہوں۔ دگر: پھر۔ تا چہ راند: دیکھئے کیا لے آئے۔ قضا: تقدیر۔ بر سرم: میرے سر پر۔ (٢) گرم: اگر میرا۔ پائے ایماں: ایمان کا پاؤں۔ نہ لغزد: نہ پھسلے۔ ز جائے: جگہ سے۔ بسر: سر پر۔ بر نہم: رکھوں میں۔ عفو خدا: خدا کی معافی۔ (٣) وگر: اور اگر۔ کسوت: معرفت: معرفت الٰہی کی پوشاک۔ در برم: میرے جسم پر۔ نماند: نہ رہے۔ بسیار: بہت۔ ازیں: اس سے۔ کمترم: گھٹیا ہوں میں۔ (٤) کہ: کیونکہ۔ سگ: کتا۔ باہمہ زشت نامی: تمام بدنامی کے باوجود۔ مراورا: خاص اس کو۔ نخواہند برد: نہیں لے جائیں گے۔ (٥) رہ اینست: راستہ یہی ہے سعدیؒ مصنف۔ مردانِ راہ خدا: راہ خدا کے مرد۔ بعزت: عزت کے ساتھ۔ نکردند: نہیں کی انہوں نے۔ در خود: اپنے آپ میں۔ (٦) ازیں: اسی وجہ سے۔ بر ملائک: فرشتوں پر۔ شرف: بزرگی۔ داشتند: رکھی انہوں نے۔ خود را: اپنے آپ کو۔ بہ: بہتر۔ از سگ: کتے سے۔ نہ پنداشتند: نہیں سمجھا انہوں نے۔

(٧) پارسا: پرہیزگار۔ بربط زن: بربط بجانے والا۔ (٨) یکے: ایک۔ بربطے: ایک بربط۔ داشت: رکھتا تھا۔ بشب: رات کو۔ در سرِ پارسائے: ایک پرہیزگار کے سر میں۔ شکست: توڑ دی۔

(٩) چو: جب۔ روز: دن۔ آمد: آیا۔ آں: وہ۔ حلیم: بردبار۔ بر سنگدل: پتھر دل کے پاس۔ برد: لے گیا۔ یکمشت: ایک مٹھی۔ سیم: چاندی۔

(١٠) دوشنبہ: کل رات۔ مغرور بودی: مست تھا تو۔ ترا و مرا: تیرا اور میرا۔ بربط: ایک ساز۔ سر شکست: سر ٹوٹ گیا۔

تشریح (١) بقول جنید بغدادیؒ، آج ظاہری طور پر اگرچہ میں اس (کتے) سے بہتر ہوں لیکن نتیجے کے طور پر تقدیر کا فیصلہ کیا ہوگا۔ (٢) اگر میرا خاتمہ بالخیر ہو جائے تو میں (جنید بغدادیؒ) اس (کتے) سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا تاج اپنے سر پہ رکھوں گا۔ (٣) اگر میرا خاتمہ خراب ہوا تو مغفرت نہ ہونے کے باعث اس کتے کا مقام مجھ سے زیادہ بلند ہے۔ (کیونکہ آخرت میں اس سے باز پرس نہ ہوگی)۔ (٤) کتے میں اگرچہ ذلت و خواری پائی جاتی ہے۔ پھر بھی اس تمام تر ذلت اٹھانے کے باوجود مرنے کے بعد اسے (کتے کو) جہنم میں ہرگز نہیں جانا پڑے گا۔ (٥) اے سعدیؒ! اللہ والے لوگ ایک ہی راستہ اختیار کرتے ہیں اور وہ راستہ دوسروں کی عزت کرنا ہے۔ اپنی عزت پر اُن (اللہ والوں) کی نگاہ نہیں جاتی۔ (٦) یہی وجہ ہے کہ اللہ والے لوگ فرشتوں سے بھی بلند مقام رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ (اللہ والے) خود کو کتے سے بہتر نہیں سمجھتے۔

(٧) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اولیاء اللہ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جاہلوں کی بے ہودگی برداشت کریں۔ اور ان (جاہلوں) کی دلجوئی کرکے ہدایت کا سبب بنیں۔ (٨) شراب کے نشے میں بدمست ایک شخص اپنے ہاتھ میں بربط (بجانے کا آلہ) لیئے ہوئے تھا۔ رات کے اندھیرے میں کسی ولی اللہ سے جھگڑنے پر اس نے بربط اس پر مار کر اسے توڑ دیا۔ (٩) دن کے وقت وہ (ولی اللہ) خرمست بدمعاش کے پاس کچھ رقم یا چاندی لے کر پہنچ گیا۔

(١٠) اور کہا کہ کل رات نشے میں چور ہونے کی وجہ سے تو (شرابی) نے میرے سر پہ اپنی بربط (بجانے کا آلہ) توڑ ڈالی۔ اور میرا سر بھی ٹوٹ گیا۔

marfat.com

۱	مرا بہ شد آں زخم و برخاست بیم	ترا بہ نخواہد شد الا بہ سیم
	میرا وہ زخم اچھا ہوگیا اور اندیشہ جاتا رہا	تیری بربط روپے سے ہی ٹھیک ہوگی
۲	ازیں دوستان خدا بر سرند	کہ از خلق بسیار بر سر خورند
	اسی سبب سے خدا کے دوست سردار ہیں	کیونکہ مخلوق کی بہت سی باتیں برداشت کرتے ہیں

حکایت در معنی صبر مرداں بر جفائے نا اہلاں

قصہ نا اہلوں کے ظلم پر شریفوں کے صبر کے بیان میں

۴	شنیدم کہ در خاکِ وخش از مہاں	یکے بود در کنجِ خلوت نہاں
	میں نے سنا ہے کہ وخش کی سرزمین میں بڑوں میں سے	ایک تنہائی کے گوشہ میں چھپے تھے
۵	مجرّد بمعنی نہ عارف بدلق	کہ بیروں کند دستِ حاجت بخلق
	جو حقیقت میں آزاد تھے نہ کہ گودڑی کے فقیر	جو ضرورت کا ہاتھ مخلوق کے سامنے پھیلائے
۶	سعادت کشادہ درے سوئے او	در از دیگراں بستہ بر روئے او
	نیک بختی نے ان کی جانب دروازہ کھول رکھا تھا	ان پر دوسروں کا دروازہ بند کر دیا تھا
۷	زباں آورے بے خرد سعی کرد	ز شوخی بہ بدگفتنِ نیک مرد
	ایک بیوقوف زبان دراز نے کوشش کی تھی	بدتمیزی سے نیک انسان کو برا کہنے کی
۸	کہ زنہار ازیں مکر و دستان و ریو	بجائے سلیماں نشستن چو دیو
	کہ اس مکر اور حیلے اور فریب سے پناہ	سلیمان کی جگہ پر دیو کا بیٹھنا
۹	دمادم بشویند چو گربہ روئے	طمع کردہ در صید موشان کوئے
	بلی کی طرح دمادم منہ صاف کرتے ہیں	گلی کے چوہوں کے شکار کا لالچ کر کے
۱۰	ریاضت کش از بہرِ نام و غرور	کہ طبلِ تہی را رود بانگ دور
	نام اور دھوکے کیلئے ریاضت کرنے والے ہیں	اسلئے کہ خالی ڈھول کی آواز دور تک جاتی ہے

(۱) مرا: میرا۔ بہ: بہتر۔ شد: ہوگیا۔ آں: وہ۔ برخاست: اٹھ گیا۔ بیم: خطرہ۔ ترا: تیرا۔ بہ: بہتر۔ نخواہد شد: نہیں ہووے گا۔ الا: مگر۔ بسیم: چاندی سے۔ (۲) ازیں: اسی وجہ سے۔ دوستان خدا: خدا کے دوست۔ بر سرند: سر پر ہیں، سردار ہیں۔ از خلق: مخلوق سے۔ بر سر: سر پر۔ خورند: کھاتے ہیں۔ (۳) معنی: مضمون۔ صبر مرداں: مردوں کا صبر کرنا۔ جفائے نا اہلاں: نا اہلوں کا ظلم۔ (۴) شنیدم: میں نے سنا۔ خاکِ وخش: وخش کا علاقہ، ترکستان کا ایک شہر۔ مہاں: جمع بزرگ سردار۔ یکے: ایک۔ بود: تھا۔ کنج: کونہ۔ خلوت: تنہائی۔ نہاں: پوشیدہ۔ مجرد: آزاد۔ بمعنی: حقیقت میں۔ عارف بدلق: گودڑی پہن کر عارف بننے والا۔ بیروں: باہر۔ کند: کرتا ہے۔ دستِ حاجت: سوال کا ہاتھ۔ بخلق: مخلوق کے سامنے۔ (۶) سعادت کشادہ: نیک بختی نے کھولا ہوا۔ درے: ایک دروازہ۔ سوئے او: اس کی طرف۔ در از دیگراں: دوسروں کے دروازے۔ بستہ: بند کیے ہوئے۔ بر روئے او: اس کے چہرے پر۔ (۷) زباں آورے: ایک زبان دراز۔ بے خرد: بے عقل۔ سعی کرد: کوشش کی۔ بہ بدگفتن: برا کہنے کی۔ (۸) زنہار: پناہ۔ ازیں مکر و دستان و ریو: اس مکر اور حیلے اور فریب سے۔ بجائے سلیماں: سلیمان کی جگہ، مشہور پیغمبر جو جنوں پر حاکم تھے۔ نشستن: بیٹھنا۔ چو دیو: جنوں کی طرح۔ (۹) دمادم: لگاتار۔ بشویند: دھوتے ہیں۔ چو گربہ: بلی کی طرح۔ روئے: چہرہ۔ طمع کردہ: طمع کیے ہوئے۔ صید موشان کوئے: محلے کے چوہوں کا شکار۔ (۱۰) ریاضت کش: محنت برداشت کرنے والے۔ از بہر: واسطے۔ طبل تہی: خالی ڈھول۔ رود: جاتی ہے۔ بانگ: آواز۔

تشریح (۱) میرا (ولی اللہ کا) پھوٹا ہوا سر درست ہوگیا ہے۔ لیکن تیرا بجانے کا آلہ (بربط) رقم خرچ کیے بغیر ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ (۲) اولیاء اللہ کا مقام اسی لیے بلند ترین ہوتا ہے کہ وہ (اولیاء اللہ) مخلوق کے تمام مظالم و مصائب اپنے سر پر برداشت کرتے ہیں۔ (۳) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے نا اہلوں کی نہ صرف زیادتیاں برداشت کرتے ہیں بلکہ ان کی ہدایت کے لیے دعا گو رہتے ہیں۔ (۴) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ ترکستان کے علاقہ وخش کے سرداروں میں سے ایک سردار عبادت و ریاضت کی غرض سے گوشہ نشین ہوگیا۔ (۵) وہ (وخش کا گوشہ نشین) صحیح معنوں میں درویش تھا۔ گودڑی پہن کر صدا لگانے والا منگتا نہیں تھا۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس (گوشہ نشین) پر در فیضان کھل گیا تھا کیونکہ اس (گوشہ نشین) نے اپنے اوپر مخلوق کے دروازے بند کر دیئے تھے۔ (۷) ایک احمق و بیہودہ شخص نے ڈھٹائی کے ساتھ اس (گوشہ نشین) کی برائیاں گنوانے کے لیے کمر باندھ لی۔ کہ اسے (گوشہ نشین کو) بدنام کرے۔ (۸) وہ (احمق) گوشہ نشین فقیر کے خلاف زہر اگلنے کے لیے کہنے لگا کہ اس (گوشہ نشین) کا فقر سوائے ڈھونگ کے اور کچھ نہیں۔ یہ تو تختِ سلیمانی پر جنات کے قبضے کی مانند ہے۔ (۹) ان (فقراء) کا بار بار وضو کرنا ایسا ہی ہے جیسے بلی چوہے کھا کر اپنا منہ صاف کرتی ہو۔ (۱۰) ڈھول کے پول کی طرح عبادت و ریاضت میں ان کا تکبر کرنا صاف ظاہر ہے۔ کیونکہ ڈھول اندر سے خالی ہونے کی وجہ سے دور دور تک سنائی دیتا ہے۔

marfat.com

مصرعِ اول	نمبر	مصرعِ ثانی
ہمے گفت و خلقے بروے انجمن	۱	برایشاں تفرج کناں مرد و زن
وہ یہ کہہ رہا تھا اور ایک مخلوق اسکے پاس جمع تھی		مرد اور عورت اس پر ٹھٹھہ کر رہے تھے
شنیدم کہ بگریست دانائے وخش	۲	کہ یارب مرایں شخص را توبہ بخش
میں نے سنا ہے کہ وخش کا عقلمند رو پڑا		کہ اے خدا اس شخص کو توبہ کی توفیق دے
وگر راست گفت اے خداوند پاک	۳	مرا توبہ دہ تا نہ گردم ہلاک
اے خداوند پاک اور اگر اس نے سچ کہا ہے		تو مجھے توبہ کی توفیق دے تاکہ میں تباہ نہ ہوں
پسند آمد از عیب جوئے خودم	۴	کہ معلوم من کرد خوئے بدم
مجھے اپنے عیب جو کی یہ بات پسند آئی ہے		کہ اس نے میری بد عادت مجھے بتا دی ہے
گر آنی کہ دشمنت گوید مرنج	۵	وگر نیستی گو برو باد سنج
اگر تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تیرا دشمن تجھے کہتا ہے تو رنجیدہ نہ ہو		اور اگر تو ایسا نہیں ہے تو کہہ دے اے بکواسی بھاگ جا
وگر ابلہے مشک را گندہ گفت	۶	تو مجموع شو کو پراگندہ گفت
اگر کسی بیوقوف نے مشک کو بدبودار کہا ہے		تو مطمئن رہ کہ اس نے بکواس کی ہے
وگر مے رود در پیاز ایں سخن	۷	چنیں ست گو گندہ مغزی مکن
اور اگر پیاز کے بارے میں یہ گفتگو چلے		تو کہہ دے کہ ہاں ایسی ہی لا حاصل بحث نہ کر
نہ آئین عقل ست و رای و خرد	۸	کہ دانا فریب مشعبد خورد
عقل اور رائے اور خرد کا دستور یہ نہیں ہے		کہ عقلمند انسان شعبدہ باز سے دھوکہ کھائے
پس کار خویش آنکہ عاقل نشست	۹	زبان بداندیش برخود بہ بست
وہ شخص جو اپنے کام میں عقلمندی سے لگا ہے		اس نے مخالف کی اپنے سے زبان بندی کر دی ہے
تو نیکو روش باش تا بد سگال	۱۰	نیابد بنقص تو گفتن مجال
تو نیک چلن رہ، تاکہ بداندیش کو		تیری برائی کرنے کی مجال نہ ہو

(۱) ہمے گفت: کہتا تھا۔ خلقے: ایک مخلوق۔ بروے: اس پر۔ انجمن: جمع۔ برایشاں: ان پر۔ تفرج کناں: ٹھٹھہ کرنے والے۔ زن: عورت۔ (۲) شنیدم: میں نے سنا۔ بگریست: رویا۔ دانائے وخش: وخش کا دانا۔ مرایں شخص: خاص اس شخص کو۔ توبہ بخش: توبہ کی توفیق دے۔ (۳) راست گفت: سچ کہا اس نے۔ خداوند پاک: پاک خدا۔ مرا: مجھ کو۔ دہ: عطا کر۔ تا: تاکہ۔ نہ گردم: نہ ہوؤں میں۔ ہلاک: تباہ۔ (۴) پسند آمد: پسند آئی۔ عیب جوئے خودم: اپنے عیب ڈھونڈنے والے سے۔ معلوم من کرد: اس نے مجھے معلوم کرائی۔ خوئے بدم: میری بُری عادت۔ (۵) گر آنی: اگر تو وہ ہے۔ دشمنت: دشمن تجھ کو۔ گوید: کہتا ہے۔ مرنج: رنج نہ کر۔ نیستی: نہیں ہے تو۔ گو: کہہ دے۔ باد سنج: ہوا تولنے یعنی چلتا بن۔ (۶) ابلہے: کوئی بیوقوف۔ مشک: کستوری۔ گفت: کہا۔ مجموع: دل جمع۔ شو: رہ۔ کو: اس نے۔ پراگندہ: بکواس۔ گفت: کہا۔ (۷) مے رود: چلتی ہے۔ ایں سخن: یہ بات۔ چنیں ست: ایسے ہی ہے۔ گو: کہہ۔ گندہ مغزی مکن: مغز کھپایا سر خراب نہ کر یعنی پیاز کے بارے میں تو بدبو مسلم ہے اس کا اعلان کرنے کی کیا ضرورت ہے فضول سر کھا رہا ہے۔ (۸) آئین: قانون۔ ست: ہے۔ خرد: عقل۔ دانا: سمجھ دار۔ مشعبد: شعبدہ باز۔ خورد: کھاتا ہے۔ (۹) پس کار خویش: اپنے کام کے پیچھے۔ آنکہ: جو شخص کہ۔ عاقل: سمجھ دار۔ نشست: بیٹھ گیا۔ بداندیش: برا سوچنے والا۔ برخود: اپنے اوپر۔ بہ بست: باندھ لی۔

(۱۰) نیکو روش: نیک چلن۔ باش: ہو جا۔ بد سگال: برائی سوچنے والا۔ نیابد: نہیں پائے گا۔ بنقص تو: تیرے عیب ہیں۔ گفتن: کہنا۔ مجال: طاقت۔

تشریح: (۱) یہ بے ہودہ گفتگو اس (احمق) کی زبان سے جاری تھی اور دوسرے لوگ جہالت کے اندھیرے میں ڈوبے رہنے کی وجہ سے تمسخر اڑا رہے تھے۔ (۲) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ جب گوشہ نشین کو اپنے خلاف بدگوئی کا علم ہوا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اس (احمق بدگو) کی ہدایت کے بارے میں دعا کی۔ (۳) اگر وہ (احمق بدگو) سچا ہے تو پھر مجھے (گوشہ نشین کو) توبہ کی توفیق عطا فرما تاکہ میں ہلاکت سے بچ جاؤں۔ (۴) جو (احمق) شخص میری عیب جوئی کر رہا ہے۔ اس کی تمام باتیں مجھے (گوشہ نشین کو) پسند ہیں کیونکہ اس (عیب جوئی) سے میں اپنی برائیوں سے مطلع ہو گیا ہوں۔

(۵) اگر تجھ (گوشہ نشین) میں اس کی بیان کردہ برائیاں موجود ہیں تو اصلاح کر لے۔ ورنہ اسے (بدگو احمق کو) ہذیان بکنے دے۔

(۶) اگر کوئی احمق کستوری کو برا بھلا کہنا شروع کر دے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کستوری میں کوئی عیب ہے۔ بلکہ ہر شخص احمق کی حماقت کو سمجھ لے گا۔ (اس میں اولیاء اللہ کو کستوری کہا گیا ہے) (۷) اگر کوئی شخص پیاز کے عیب گنواتا ہے تو ہر شخص یہی کہے گا کہ پیاز کے بارے میں عیب جوئی صحیح ہے جا ہم سے مغز خوری نہ کر۔ (یہاں احمقوں کو پیاز سے تشبیہ دی گئی ہے) (۸) جو لوگ دانشمند ہوتے ہیں۔ وہ شعبدے بازوں اور بہروپیوں کے فریب میں نہیں آتے کیونکہ یہ دھوکا کھانا عقل و خرد کے قانون کے خلاف ہے۔ (۹) جو لوگ صرف اپنے کام و شغل میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ اپنی ذات پر بدگویوں کی زبان بند کر دیتے ہیں۔ (۱۰) نیکی کا راستہ اختیار کرنے سے دشمن پر زبان بندی کا تالا لگ جاتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں دشمن کو حرف گیری کا موقع نہیں ملتا۔

marfat.com

چو دشوارت آید ز دشمن سخن	۱	تو بر زیر دستاں درشتی مکن
جب تجھے دشمن کی بات گراں گزرتی ہے		تو تُو ماتحتوں پر سختی نہ کر
جز آنکس ندانم نکو گوئے من	۲	کہ روشن کند بر من آہوئے من
میں اپنے آپکو اچھا کہنے والا بجز اس شخص کے کسی کو نہیں سمجھتا ہوں		جو میرا عیب مجھ پر ظاہر کردے

حکایت امیر المومنین علیؓ و سیرت او در تواضع

امیر المومنین علیؓ اور تواضع میں ان کی عادت کا قصہ

یکے مشکلے برد پیش علیؓ	۴	مگر مشکلش را کند منجلی
کوئی شخص اپنی مشکل حضرت علیؓ کے پاس لے گیا		شاید وہ اس کی مشکل حل کردیں
امیرِ عدو بند کشور کشائے	۵	جوابش بگفت از سر علم و رائے
دشمن کو قید کرنیوالے ملک کو فتح کرنیوالے امیر نے		علم اور عقل کی رو سے اس کو جواب دیا
شنیدم کہ شخصے دراں انجمن	۶	بگفتا چنیں نیست یا بو الحسنؓ
میں نے سنا ہے کہ ایک شخص نے اسی محفل میں		کہا، اے ابو الحسنؓ ایسا نہیں ہے
نرنجید از و حیدرؓ نامجو	۷	بگفت ار تو دانی ازیں بہ بگو
نامور حیدر اس سے رنجیدہ نہ ہوئے		کہا اگر تجھے اس سے بہتر معلوم ہے تو تُو بتادے
بگفت آں چہ دانست و پاکیزہ گفت	۸	بگِل چشمۂ خور نشاید نہفت
جو کچھ وہ جانتا تھا اس نے کہا اور اچھا کہا		آفتاب کے چشمہ کو مٹی میں نہیں چھپایا جاسکتا ہے
پسندید از و شاہِ مرداں جواب	۹	کہ من بر خطا بودم او بر صواب
شاہِ مرداں نے اس کا جواب پسند فرمایا		کہ میں غلطی پر تھا وہ درست ہے
بہ از من سخن گفت و دانا یکیست	۱۰	کہ بالاتر از علم او علم نیست
اس نے مجھ سے بہتر بات کہی ہے اور دانا تو ایک ہی ہے		جس کے علم سے بڑھ کر علم نہیں ہے

(۱) چو: جب۔ دشوارت: سخت تجھ کو۔ آید: آوے۔ سخن: بات۔ زیر دستاں: ماتحت لوگ۔ درشتی: سختی۔ مکن: مت کر۔ (۲) جز آنکس: سوائے اس شخص کے۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ نکو گوئے من: مجھ کو اچھا کہنے والا۔ کند: کرے۔ بر من: مجھ پر۔ آہوئے من: میرا عیب۔ (۳) امیر المومنین: ایمان داروں کا سردار۔ علیؓ: خلیفۂ رابع، داماد رسولﷺ، زوج بتولؓ، والد حسنین رضی اللہ عنہم۔ سیرت او: اس کی عادت۔ تواضع: عاجزی۔ (۴) یکے: ایک شخص۔ مشکلے: کوئی مشکل۔ برد: لے گیا۔ پیش علیؓ: حضرت علیؓ کے سامنے۔ مگر: شاید۔ مشکلش: اس کی مشکل۔ کند: کردیوے۔ منجلی: روشن مراد حل۔ (۵) عدو بند: دشمن کو بند کرنے والا۔ کشور کشائے: ملک کو فتح کرنے والا۔ جوابش: اس کو جواب۔ بگفت: دیا۔ از سر علم و رائے: علم و رائے کے لحاظ سے۔ (۶) شنیدم: میں نے سنا۔ شخصے: ایک شخص۔ دراں انجمن: اس مجلس میں۔ بگفتا: اس نے کہا۔ چنیں: ایسے۔ نیست: نہیں ہے۔ بوالحسن: اے حسنؓ کے باپ یعنی حضرت علیؓ۔ (۷) نرنجید: رنجیدہ نہ ہوا۔ ازو: اس سے۔ حیدر نامجو: نام ڈھونڈنے والا حیدر، یہ علیؓ کا لقب ہے۔ بگفت: کہا۔ ار تو دانی: اگر تو جانتا ہے۔ ازیں بہ: اس سے بہتر۔ بگو: تو کہہ۔ (۸) بگفت: اس نے کہا۔ آنچہ: جو کچھ۔ دانست: جانا۔ پاکیزہ گفت: خوب کہا۔ بگل: مٹی میں۔ چشمۂ خور: سورج کا چشمہ یا ٹکیہ۔ نشاید نہفت: نہیں چھپا سکتے یعنی حق چھپایا نہیں جاسکتا۔

(۹) پسندید: پسند کیا۔ ازو: اس سے۔ شاہ مرداں: مردوں کے بادشاہ یعنی علیؓ۔ من: میں۔ بر خطا: غلطی پر۔ بودم: تھا۔ او: وہ۔ بر صواب: درستی پر۔

(۱۰) بہ از من: مجھ سے بہتر۔ سخن گفت: بات کہی۔ دانا: سمجھ دار۔ یکیست: ایک ہی ہے یعنی خدا۔ بالاتر: زیادہ اونچا۔ از علم او: اس کے علم سے۔ نیست: نہیں ہے۔

تشریح: (۱) اگر تجھے کسی سخت و تند مزاج کی بد کلامی ناگوار گذرتی ہے تو پھر تُو بھی کمزوروں اور ماتحتوں سے سخت گیری نہ کر۔ (۲) میرے نزدیک خیر خواہ وہ ہے جو مجھے (شیخ سعدیؒ کو) اپنے عیبوں سے خبردار کرے۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی سیرت و تواضع کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ کبر و نخوت کی وجہ سے "محرومی لینا" عقلمندی نہیں۔ (۴) ایک شخص حضرت علیؓ کی خدمت میں کوئی مشکل مسئلہ لے کر آیا تاکہ اس کی علمی مشکل حل ہوسکے۔ (۵) دشمنوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کرنے والے اور ملکوں کے فاتح حضرت علیؓ نے علم و حکمت سے بھرپور جواب دیا۔

(۶) حضرت علیؓ کی عالمانہ و حکیمانہ محفل میں شریک ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپؓ نے اس سائل کو صحیح جواب نہیں دیا۔ (۷) حضرت علیؓ نے یہ سن کر کسی قسم کا کوئی سخت ردِ عمل کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ جو کچھ مجھے معلوم تھا میں نے مسئلہ بتادیا ہے۔ صحیح جواب تو بتا دے۔ (۸) حضرت علیؓ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے شخص نے اپنی معلومات کے مطابق جواب دیا، جو کچھ کہا وہ صحیح تھا۔ مسلمان حق بات چھپانے کا قائل نہیں۔ اہل حق کا شیوہ زمانیت نہیں اعتراف حق ہے۔ (۹) حضرت علیؓ نے اس شخص کے جواب کو پسند فرمایا، اور اعتراف کی عظمت سے بہرہ ور ہوئے۔

(۱۰) حضرت علیؓ نے اعتراف حق کرتے ہوئے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ اس کا صحیح جواب دینے والے نے صحیح کہا ہے۔ نسیان سے پاک ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	گر امروز بودے خداوندِ جاہ	نکردے خود از کبر در وے نگاہ
	اگر آج کوئی صاحب مرتبہ ہوتا	تو تکبر کی وجہ سے اس کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھاتا
۲	بدر کردے از بارگاہ حاجبش	فرو کوفتندے بناوا جبش
	اس کا ڈیوڑھی بان اس کو دروازے سے نکال دیتا	ناحق اس کی پٹائی کرتے
۳	کہ من بعد بے آبروئی مکن	ادب نیست پیش از بزرگاں سخن
	کہ اس کے بعد کسی کی بے آبروئی نہ کرنا	بڑوں کے سامنے بات کرنا ادب نہیں ہے
۴	یکے را کہ پندار در سر بود	مپندار ہرگز کہ حق مے شنود
	جس کے سر میں غرور ہو	ہرگز نہ خیال کرنا وہ سچی بات سنے گا
۵	ز علمش ملال آید از وعظ ننگ	شقائق بباراں نروید ز سنگ
	علم سے اس کو ملال آتا ہے وعظ سے تنگ ہوتا ہے	گل لالہ بارش سے پتھر سے نہیں اگتا ہے
۶	نہ بینی کہ از خاک افتادہ خوار	بروید گل و بشگفد نوبہار
	تونے نہیں دیکھا کہ گری پڑی ذلیل مٹی سے	پھول اگتا ہے اور نوبہار کھلتی ہے
۷	مریز اے حکیم آستینہائے دُر	کجا بینی از خویشتن خواجہ پُر
	اے دانا موتی بھری آستین نہ بکھیر	جہاں صاحب کو خودی سے پُر دیکھے
۸	بچشم کساں در نیاید کسے	کہ از خود بزرگی نماید بسے
	انسانوں کی نگاہ میں ایسا شخص نہیں بچتا	جو بہت زیادہ اپنی بڑائی جتائے
۹	مگو تا بگویند شکرت ہزار	چو خود گفتی از کس توقع مدار
	خود نہ کہہ تاکہ ہزاروں تیری بھلائی بیان کریں	جب تو خود کہے تو پھر کسی سے توقع نہ رکھ

(۱) امروز: آج۔ بودے: ہوتا۔ خداوند جاہ: مرتبے کا مالک۔ نکردے: نہ کرتا۔ از کبر: تکبر کی وجہ سے۔ در وے: اس میں۔ (۲) بدر کردے: باہر کر دیتا۔ از بارگاہ: دربار سے۔ حاجبش: دربان اس کو۔ فرو کوفتندے: مارتے پیٹتے۔ بناواجبش: ناجائز طور پر اس کو۔ (۳) من بعد: اس کے بعد۔ بے آبروئی: گستاخی۔ مکن: مت کر۔ نیست: نہیں ہے۔ پیش از بزرگاں: بزرگوں کے سامنے۔ سخن: بات۔ (۴) یکے را: جس کو کہ۔ پندار: غرور۔ در سر: سر میں۔ بود: ہووے۔ مپندار: مت سمجھ۔ حق مے شنود: حق کو سنے گا۔ (۵) ز علمش: علم سے اس کو۔ آید: آتا ہے۔ وعظ: نصیحت۔ ننگ: شرم۔ شقائق: جمع گل لالہ۔ بباراں: بارش سے۔ نروید: نہیں اگتا۔ ز سنگ: پتھر سے۔ (۶) نہ بینی: نہیں دیکھتا۔ از خاک: مٹی سے۔ افتادہ: پڑی ہوئی۔ خوار: ذلیل۔ بروید: اگتا ہے۔ گل: پھول۔ بشگفد: کھلتا ہے۔ نوبہار: نئی بہار۔ (۷) مریز: مت گرا۔ حکیم: حکمت والا۔ آستین ہا: آستینیں۔ دُر: موتی۔ کجا: جہاں۔ بینی: دیکھے تو۔ از خویشتن: خودی سے۔ خواجہ: صاحب۔ پُر: بھرا ہوا۔ (۸) بچشم کساں: لوگوں کی نگاہ میں۔ در نیاید: نہیں آتا۔ کسے: وہ شخص۔ از خود: اپنے آپ۔ نماید: دکھاتا ہو۔ بسے: بہت۔ (۹) مگو: مت کہہ۔ تا: تاکہ۔ بگویند: کہیں۔ شکرت: تیرا شکر۔ چو خود گفتی: جب تو خود کہنے لگا۔ از کس: کسی سے۔ توقع: امید۔ مدار: مت رکھ۔

تشریح: (۱) دورِ حاضر کا صاحب اقتدار تو غرور کی وجہ سے اس کو بات کرنے کی اجازت نہ دیتا یا اس کے جواب کی تردید کرتا، تاکہ اس کا پلہ بھاری رہے۔ (۲) صرف تردید پر اکتفا نہ کیا جاتا، بلکہ دربان اسے مجلس سے نکلوا دیتا اور پٹائی اس کے علاوہ ہوتی۔ (۳) نتیجۃً بزرگوں کے سامنے لب کشائی کی گستاخانہ جرأت کسی کو نہ ہوتی۔ لیکن حضرت علیؓ کی محفل میں یہ سب کچھ نہ ہوا، کیونکہ یہ عمل گستاخانہ نہیں۔ (۴) تکبر سے بھرا ہوا سر حق سننا برداشت نہیں کرتا کیونکہ متکبرین کے لیے حق کڑوا ہوتا ہے۔ لیکن عاجزی پسند لوگوں کے لیے حق "موتی" ہوتا ہے۔ (۵) علم وحکمت سے مغرور کا دل تنگ آتا ہے۔ حق بات سے عار محسوس کرتا ہے جس طرح بارش کے قطرے پتھر پر پھول نہیں اُگا سکتے۔ اسی طرح متکبر کسی نصیحت کو قبول نہیں کرتا۔ (۶) مشاہدہ گواہ ہے کہ ذلت آمیز مٹی سے پھول اُگتے ہیں، بہاریں بسیرا کرتی ہیں۔ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے۔ (۷) خود ستا لوگ صرف اپنی بڑائی میں لگے رہتے ہیں، ان کے سامنے علم وادب کے موتی پرکاہ برابر حیثیت نہیں رکھتے۔ (۸) خود پسند اور خود ستا لوگ خود اپنی زبان کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں گر جاتے ہیں۔ (۹) جو لوگ اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہیں، ان کی کوئی تعریف نہیں کرتا۔ خاموش رہنے سے ہمیشہ دوسرے لوگ تعریف کرتے ہیں۔

marfat.com

حکایت امیر المومنین عمرؓ بن خطابؓ

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قصہ

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۲	گدائے شنیدم کہ در تنگ جائے	نہادش عمرؓ پائے بر پشت پائے
	میں نے سنا ہے کہ ایک تنگ جگہ میں ایک فقیر	کے پیر پر حضرت عمرؓ نے پیر رکھ دیا
۳	ندانست درویش بیچارہ کوست	کہ رنجیدہ دشمن نداند ز دوست
	فقیر بیچارے نے نہ جانا کہ وہ کون ہے	اسلئے کہ رنجیدہ انسان دشمن اور دوست میں پہچان نہیں کرتا ہے
۴	بر آشفت بروے کہ کوری مگر	بدو گفت سالار عادل عمرؓ
	ان پر وہ بگڑ گیا کہ شاید تو اندھا ہے	منصف سردار حضرت عمرؓ نے اس سے کہا
۵	نکورم ولیکن خطا رفت کار	ندانستم از من گنہ در گزار
	میں اندھا تو نہیں ہوں لیکن کام غلط ہو گیا	مجھے محسوس نہ ہوا میری خطا معاف کردے
۶	چہ منصف بزرگان دیں بودہ اند	کہ با زیر دستاں چنیں بودہ اند
	بزرگان دین کس قدر منصف تھے	جو ماتحتوں کے ساتھ ایسے تھے
۷	فروتر بود ہوشمند گزیں	نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں
	پسندیدہ ہوشمند منکسر مزاج ہوتا ہے	میوے سے بھری شاخ زمین پر سر رکھدیتی ہے
۸	نیاز ند فردا تواضع کناں	نگوں از خجالت سر سرکشاں
	تواضع کرنے والے کل کو ناز کریں گے	متکبروں کا سر شرمندگی سے نگوں ہوگا
۹	اگر مے بترسی ز روز شمار	ازاں کز تو ترسد خطا در گزار
	اگر حساب کے دن سے ڈرتا ہے	تو جو تجھ سے ڈرتا ہے اسکی خطا معاف کر
۱۰	مکن چیرہ بر زیر دستاں ستم	کہ دستیست بالائے دست تو ہم
	اے زبردست ماتحتوں پر ظلم نہ کر	اسلئے کہ ایک ہاتھ تیرے ہاتھ سے بھی اوپر ہے

(۱) امیر المومنین: مومنین کے سردار۔ عمر بن الخطابؓ: خلیفۂ ثانی، خسرِ رسولؐ، جانشین صدیقؓ، پیکر عدل و انصاف، والد عبد اللہ بن عمرؓ۔
(۲) گدائے: ایک فقیر۔ شنیدم: میں نے سنا۔ تنگ جا: تنگ جگہ۔ نہادش: رکھ دیا اس کے۔ عمرؓ: نام خلیفۂ ثانی۔ پائے: پاؤں۔ بر پشتِ پائے: پاؤں کی پشت پر۔
(۳) ندانست: نہ جانا۔ کوست: کہ وہ ہے۔ کہ: کیونکہ۔ رنجیدہ: رنج والا۔ نداند: نہیں جانتا یعنی دوست دشمن کی تمیز نہیں کر سکتا۔ (۴) بر آشفت: بگڑ گیا، غصے ہو گیا۔ بروے: آپ پر۔ کوری: اندھا ہے تو۔ مگر: شاید۔ بدو گفت: اس کو کہا۔ سالار عادل: انصاف پسند سردار۔
(۵) نکورم: میں اندھا نہیں ہوں۔ خطا رفت: غلطی ہو گئی۔ کار: کام۔ ندانستم: میں نے نہیں جانا۔ از من: مجھ سے۔ در گزار: معاف کر۔
(۶) چہ: کتنے۔ منصف: انصاف کرنے والے۔ بودہ اند: ہوئے ہیں۔ با زیر دستاں: ماتحتوں پر۔ چنیں: ایسے۔ بودہ اند: رہے ہیں۔ (۷) فروتر: عاجز۔ بود: ہوتے۔ گزیں: پسندیدہ۔ نہد: رکھتی ہے۔ شاخ پُر میوہ: میوے سے بھری ہوئی شاخ۔ سر بر زمیں: سر زمین پر۔ (۸) نیاز ند: ناز کریں گے۔ فردا: کل کو یعنی قیامت کو۔ تواضع کناں: عاجزی کرنے والے۔ نگوں: جھکا ہوا۔ خجالت: شرمندگی۔ سرِ سرکشاں: متکبروں کا سر۔ (۹) مے بترسی: تو ڈرتا ہے۔ ز روز شمار: حساب کا دن۔ ازاں کز تو: اس سے جو کہ تجھ سے۔ ترسد: ڈرتا ہے۔ خطا: غلطی۔ در گزار: معاف کر۔ (۱۰) مکن: مت کر۔ چیرہ: غالب، اس سے پہلے حرف ندا محذوف ہے یعنی اے غالب۔ زیر دستاں: ماتحت۔ ستم: ظلم۔ دستیست: ایک ہاتھ ہے۔ بالائے دست تو: تیرے ہاتھ کے اوپر۔ ہم: بھی۔

تشریح (۱) عنوان: اس حکایت میں حضرت عمرؓ کے واقعہ کی روشنی میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر غلطی صاحب اقتدار سے بھی ہو جائے تو اسے حقدار سے معذرت کر لینی چاہیے۔ (۲) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ کسی تنگ راستے پر حضرت عمرؓ جا رہے تھے۔ کہ اچانک کسی درویش کے پاؤں سے ان (حضرت عمرؓ) کا پاؤں ٹکرا گیا۔ (۳) رنجیدہ آدمی ہمیشہ کسی کی پہچان نہیں رکھتا۔ اس لیے اس نے امیر المومنین کے بارے میں انجانے میں سخت سست کہہ دیا۔ (۴) یعنی لگتا ہے کہ تجھے نظر نہیں آتا۔ اس لیے تو نے میرے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ یہ سن کر امیر المومنین (حضرت عمرؓ) فرمانے لگے۔ (۵) میں (عمرؓ) نابینا نہیں ہوں۔ بلکہ انجانے میں میرا پاؤں تیرے پاؤں پر آ گیا ہے۔ اس لیے میں (حضرت عمرؓ) تجھ سے معذرت خواہ ہوں۔ (۶) (بقول شیخ سعدیؒ) حضرت عمرؓ جیسے بزرگ ہمیشہ منصف مزاج ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ماتحتوں سے بھی معذرت کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ (۷) ذی ہوش اور عقل مند آدمی ہمیشہ عجز و انکساری کو ہی پسند کرتا ہے۔ مشاہدہ ہے کہ پھلدار ٹہنی ہمیشہ جھکی ہوئی ہوتی ہے۔ (۸) عاجزی کرنے والے لوگ قیامت کے دن اپنے انجام پر نازاں ہوں گے۔ اور سرکشوں کے سر شرم کی وجہ سے جھکے ہوئے ہوں گے۔ (۹) (بقول شیخ سعدیؒ) اگر کسی شخص کو فکر آخرت اور خوف لاحق ہے تو اسے چاہیے کہ وہ خوفزدہ کو معافی کا پروانہ عطا کر دے۔ (۱۰) (بہ نصیحت شیخ سعدیؒ) غلبہ کی وجہ سے مغلوب لوگوں پر ظلم و تشدد نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ سب سے غالب ذات اللہ تعالیٰ کی بھی ہے۔ اس کا خوف کرنا چاہیے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

یکے خوب کردار خوش خوے بود	۲	کہ بدسیرتاں را نکو گوے بود
ایک شخص اچھے چلن کا خوش خلق تھا		جو بُروں کو بھی بھلا کہنے والا تھا
بخوابش کسے دید چوں درگزشت	۳	کہ بارے حکایت کن از سرگزشت
جب وہ مرگیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا		کہ ایک بار اپنی سرگزشت بتا دے
دہانے بخندہ چو گل باز کرد	۴	چو بلبل بصوت خوش آغاز کرد
اس نے پھول کی طرح ہنسی سے منہ کھولا		بلبل کی طرح خوش الحانی سے شروع کیا
نگفتند با من بسختی بسے	۵	کہ من سخت نگرفتمے بر کسے
انہوں نے مجھ سے سختی سے بات نہیں کی		اس لیے کہ میں نے کسی کے ساتھ سختی نہ کی تھی

حکایت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ و شکستگی او

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے آزردہ ہونے کا قصہ

چنیں یاد دارم کہ سقائے نیل	۷	نکرد آب بر مصر سالے سبیل
مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ نیل کے سقے نے		ایک سال مصر پر سبیل نہ لگائی
گروہے سوئے کوہساراں شدند	۸	بزاری طلبگار باراں شدند
ایک گروہ پہاڑوں کی طرف روانہ ہوا		عاجزی کے ساتھ بارش کے طلبگار بنے
گرستند و از گریہ جوئے رواں	۹	نیامد مگر گریۂ آسماں
وہ روئے اور رونے سے نہر بہہ گئی		شاید آسمان کو رونا آجائے
بذی النون خبر برد ز ایشاں کسے	۱۰	کہ بر خلق رنجست و سختی بسے
ان میں سے کوئی ذوالنون کے پاس خبر لے گئے		کہ مخلوق پر بہت رنج اور سختی ہے

(۱) حکایت: کہانی۔
(۲) یکے: ایک۔ خوب کردار: اچھے چلن والا۔ خوشخو: خوش اخلاق۔ بود: تھا۔ بدسیرتاں: بُری عادت والے۔ نکوگوے: اچھا کہنے والا۔
(۳) بخوابش: خواب میں اس کو۔ کسے: کسی نے۔ دید: دیکھا۔ چو: جب۔ درگزشت: گذر گیا۔ بارے: ایک بار۔ حکایت کن: بیان کر۔ سرگزشت: جو سر پہ گذری۔ (۴) دہانے: منہ۔ بخندہ: ہنسی سے۔ چوگل: پھول کی طرح۔ بازکرد: کھول لیا۔ چو: مثل۔ بصوت خوش: اچھی آواز سے۔ آغاز کرد: شروع کیا۔
(۵) نگفتند: انہوں نے نہیں کہا۔ بامن: میرے ساتھ۔ بسختی: سختی سے۔ بسے: بہت۔ من: میں۔ نگرفتمے: نہیں پکڑتا تھا۔ برکسے: کسی پر۔
(۶) ذوالنون مصری: مصر کے رہنے والے ایک ولی کامل جو مالک بن انس کے شاگرد و مرید تھے۔ شکستگی او: اس کی عاجزی۔ (۷) چنیں: ایسے۔ یاد دارم: یاد رکھتا ہوں میں۔ سقائے نیل: نیل کا سقہ یعنی دریائے نیل۔ نکرد: نہیں کیا۔ بر مصر: مصر پر۔ مصر افریقہ کا شمال مشرقی ملک۔ سالے: ایک سال۔ سبیل: پانی کا حوض مراد بخشش۔ (۸) گروہے: ایک گروہ۔ سوئے کوہساراں: پہاڑوں کی طرف۔ شدند: گئے۔ بزاری: عاجزی کے ساتھ۔ طلبگار باراں: بارش کے طالب۔ شدند: ہوئے۔ (۹) گرستند: روئے وہ۔ از گریہ: رونے سے۔ جوئے رواں: ندی جاری۔ نیامد: نہ آیا۔ گریۂ آسماں: آسمان کو رونا یعنی بارش نہ ہوئی۔ (۱۰) بذی النون: حضرت ذوالنون کو۔ برد: لے گیا۔ از ایشاں: ان میں سے۔ کسے: کوئی۔ بر خلق: مخلوق پر۔ رنجست و سختی: رنج اور سختی ہے۔ بسے: بہت۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص دوسروں سے نرم برتاؤ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے ساتھ بھی نرمی برتی جاتی ہے۔ (۲) ایک نیک صالح شخص بلا امتیاز ہر اچھے بُرے کو اچھا سمجھ کر لوگوں کے سامنے اس (عام آدمی خواہ نیک ہو یا بد) کی اچھائی بیان کیا کرتا تھا۔ (۳) جب وہ دنیا سے چل بسا تو کسی نے خواب میں اس سے پوچھا کہ مرنے کے بعد تجھ پر کیا بیتی۔
(۴) جب وہ ہنسا تو پھول کی طرح کھل کھلا کر مسکرایا اور بلبل کی طرح چہکتی ہوئی آواز سے گویا ہوا۔
(۵) میں نے دنیا میں کسی پر سختی نہیں کی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی میرا حساب نرمی سے لیا ہے۔ (کیونکہ رحم کا بدلہ رحم ہے)
(۶) عنوان۔ اس حکایت میں حضرت ذوالنون مصریؒ کی عجز و انکساری کا تذکرہ کرکے بتایا گیا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ خود کو جانوروں سے بھی زیادہ عاجز سمجھے۔ (۷) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ مصر میں دریائے نیل کے خشک ہونے کی وجہ سے قحط سالی ہوئی۔ (اس شعر میں دریائے نیل کو سقہ (پانی پلانے والا) سے مشابہت دی گئی ہے) (۸) مصر کے باشندوں نے پہاڑوں کی جانب رُخ کیا۔ تاکہ بارش طلب کرنے کے لیے نماز استسقاء اور دُعا کریں۔ (۹) وہ لوگ (مصر کے باشندے) اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے اور اتنے آنسو بہائے کہ ندیاں بہہ نکلیں لیکن بارش نہ برسی۔
(۱۰) ان (مصریوں) میں سے ایک آدمی مصر کے درویش حضرت ذوالنونؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قحط سالی سے پریشان حال لوگوں کی حالت زار بیان کی۔

marfat.com

فرو ماندگاں را دعائے بکن	۱	کہ مقبول را رد نہ باشد سخن
عاجزوں کے لیے دعا کر دیجئے		اس لیے کہ مقبول شخص کی بات رد نہیں ہوتی ہے
شنیدم کہ ذی النون بمدین گریخت	۲	بسے بر نیامد کہ باراں بریخت
میں نے سنا ہے کہ ذوالنون مدین کو بھاگ گئے		زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ بارش برس گئی
خبر شد بمدین پس از روز بیست	۳	کہ ابر سیاہ دل بر ایشاں گریست
بیس روز بعد مدین میں خبر پہنچی		کہ سیاہ دل ابر ان پر رو پڑا ہے
سبک عزم باز آمدن کرد پیر	۴	کہ پر شد بسیل بہاراں غدیر
بڑے میاں نے فوراً واپسی کا قصد کیا		اس لیے کہ موسم بہار کے بہاؤ سے تالاب بھر چکے تھے
بپرسید از و عارفے در نہفت	۵	چہ حکمت دریں رفتنت بود گفت
ایک بزرگ نے ان سے چپکے سے پوچھا		آپ کے جانے میں کیا حکمت تھی انہوں نے فرمایا
شنیدم کہ بر مرغ و مور و دواں	۶	شود تنگ روزی بفعل بداں
میں نے سنا ہے کہ پرند اور چیونٹی اور درندوں پر		بروں کے کارناموں سے روزی تنگ ہوتی ہے
دریں کشور اندیشہ کردم بسے	۷	پریشاں تر از خود ندیدم کسے
میں نے بہت سوچا اس ملک میں		اپنے سے زیادہ کسی کو گنہگار نہ دیکھا
برفتم مبادا کہ از شر من	۸	بہ بندد در خیر بر انجمن
تو میں نکل گیا، ہو نہ ہو کہ میرے شر کی وجہ سے		خیر کا دروازہ مجمع پر بند ہو جائے
تو آنگہ شوی پیش مردم عزیز	۹	کہ مر خویشتن را نگیری بچیز
تو لوگوں کے نزدیک باعزت جب ہی ہوگا		کہ خاص اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے
بزرگے کہ خود را بخردے شمرد	۱۰	بدنیا و عقبیٰ بزرگی برد
جس بڑے نے اپنے آپ کو کسی چھوٹے کے برابر گنا		وہ دنیا اور عقبیٰ میں بزرگی لے گیا

(۱) فرو ماندگاں: عاجز رہے ہوئے۔ بکن: کر۔ مقبول: خدا کا قبول کیا ہوا۔ رد نہ باشد: رد نہیں ہوتی۔ سخن: بات۔ (۲) شنیدم: میں نے سنا۔ بمدین: مدین کو۔ گریخت: بھاگ گیا۔ بسے: بہت وقت۔ بر نیامد: نہیں گزرا۔ باراں: بارش۔ بریخت: ہو گئی۔ (۳) شد: ہو گئی۔ پس از روز بیست: بیس دن کے بعد۔ ابر سیاہ دل: کالے دل والا بادل۔ بر ایشاں: ان پر۔ گریست: رو دیا یعنی بارش برسا دی۔ (۴) سبک: جلدی۔ عزم باز آمدن: واپس آنے کا ارادہ۔ کرد: کیا۔ پیر: بوڑھے نے۔ پر شد: بھر گئے۔ بسیل بہاراں: موسم بہار کے سیلاب سے۔ غدیر: تالاب۔ (۵) بپرسید: پوچھا۔ از و: اس سے۔ عارفے: ایک عارف نے۔ در نہفت: پوشیدگی میں۔ چہ حکمت: کیا حکمت۔ دریں رفتنت: اس جانے میں۔ بود: تھی۔ گفت: کہا۔ (۶) شنیدم: میں نے سنا۔ مرغ: پرندہ۔ مور: چیونٹی۔ دواں: درندے۔ شود: ہوتی ہے۔ بفعل بداں: بدکاروں کے کرتوت سے۔ (۷) دریں کشور: اس ملک میں۔ اندیشہ کردم: سوچا میں نے۔ بسے: بہت۔ پریشاں تر: زیادہ پریشانی یعنی زیادہ گنہگار۔ از خود: اپنے سے۔ ندیدم: نہیں دیکھا میں نے۔ کسے: کسی کو۔ (۸) برفتم: چلا گیا میں۔ مبادا: مت ہووے۔ از شر من: میرے شر سے۔ بہ بندد: بند ہو جاوے۔ در خیر: خیر کا دروازہ۔ بر انجمن: جماعت پر۔ (۹) آنگہ شوی: تو اس وقت ہووے۔ پیش مردم: لوگوں کے نزدیک۔ عزیز: عزت والا۔ مر خویشتن: خاص اپنے آپ۔ نگیری: نہ سمجھے۔ بچیز: کوئی چیز۔ (۱۰) بزرگے کہ: جو بزرگ کہ۔ خود را: اپنے آپ کو۔ بخردے: چھوٹا۔ شمرد: شمار کیا۔ عقبیٰ: آخرت۔ برد: لے گیا۔

تشریح: (۱) اس (آدمی) نے کہا کہ آپ (ذوالنون مصریؒ) اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ باران رحمت کی دعا کریں۔ تاکہ قحط سالی کا عذاب ٹل جائے۔ (۲) آپ (ذوالنون مصریؒ) نے جونہی یہ بات سنی تو آپ مصر سے چلے گئے۔ اور پھر ان کے لیے مدین چلے گئے۔ (۳) چنانچہ بیس دن کے بعد معلوم ہوا کہ مصر میں اس قدر موسلا دھار بارش ہوئی ہے کہ الامان۔ (۴) اس بشارت کے بعد آپ (حضرت ذوالنون مصریؒ) مصر میں لوٹ آئے۔ اس لیے کہ قحط سالی کا دور ختم ہو چکا تھا اور تالاب بھر چکے تھے۔ (۵) کسی درویش (عارف) نے حضرت ذوالنون مصریؒ سے مصر چھوڑنے کی وجہ معلوم کی تو انہوں (ذوالنونؒ) نے کہا (۶) میں (ذوالنون مصریؒ) نے سنا ہے کہ گناہوں کی شامت کی وجہ سے پرند و چرند اور درندہ وغیرہ کے رزق میں تنگی آجاتی ہے۔ (۷) میں (ذوالنون مصریؒ) نے اپنے اعمال پر خوب توجہ کرتے ہوئے احتسابی تجزیہ کیا تو خود کو تمام لوگوں سے زیادہ خطاکار پایا۔ (۸) چنانچہ میں (ذوالنون مصریؒ) نے اسی میں خیر و عافیت جانی کہ مجھے مصر چھوڑ جانا چاہیے۔ مبادا کہ میری بداعمالیوں کے نتیجے میں بارش کی بندش نہ ہو۔ (۹) جو شخص خود کو معزز و باوقار ہونا چاہتا ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ اپنی ذات کو مٹا دے (یہ) مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے۔ (۱۰) دنیا و آخرت میں بلند مقام اسی کو حاصل ہوتا ہے، جو خود کو حقارت آمیز نظروں سے دیکھے۔

marfat.com

۱	ازیں خاکداں بندۂ پاک شد	کہ در پائے کمتر کسے خاک شد
	اس خاندان میں سے وہی بندہ پاک بنا ہے	جو کسی کمتر کے پاؤں کی خاک بن گیا ہے
۲	الا اے کہ بر خاکِ ما بگذری	بخاکِ عزیزاں کہ یاد آوری
	اے وہ انسان جو ہماری مٹی پر سے ہو کر گذرے	تجھے بزرگوں کی مٹی کی قسم کہ یاد کر لینا
۳	کہ گر خاک شد سعدیؒ او را چہ غم	کہ در زندگی خاک بودست ہم
	کہ اگر سعدیؒ مٹی بن گیا ہے تو اس کو کیا غم ہے	اس لیے کہ وہ تو زندگی میں بھی مٹی تھا
۴	بہ بیچارگی تن فرا خاک داد	وگر گردِ عالم برآمد چو باد
	عاجزی کے ساتھ جسم کو مٹی کے نیچے دبا دیا ہے	اگرچہ دنیا کے گرد ہوا کی طرح گھوما ہے
۵	بسے بر نیاید کہ خاکش خورد	دگر بارہ بادش بعالم برد
	زیادہ دن نہ گزریں گے اس کو مٹی کھا جائیگی	ہوا اس کو دوبارہ جہاں میں اڑائے پھریگی
۶	نگر تا گلستانِ معنیٰ شگفت	برو ہیچ بلبل چنیں خوش نگفت
	غور کر جب سے حقیقت کا باغ کھلا ہے	اس پر کسی بلبل نے ایسی خوش الحانی نہیں کی ہے
۷	عجب گر بمیرد چنیں بلبلے	کہ بر استخوانش نروید گلے
	تعجب ہے اگر ایسی بلبل مر جائے	کہ اس کی ہڈیوں پر کوئی پھول نہ کھلے

باب پنجم در رضا و تسلیم

پانچواں باب رضا کے بیان میں

۹	شبے زیت فکرت ہمے سوختم	چراغِ بلاغت برافروختم
	ایک رات میں نے فکر کا تیل جلایا	بلاغت کا چراغ روشن کیا
۱۰	پراگندہ گوئے حدیثم شنید	جز احسنت گفتن طریقے ندید
	ایک بیہودہ گو نے میرا کلام سنا	تو نے کیا خوب کہا کہنے کے علاوہ اس کو کوئی راستہ نظر نہ آیا

(۱) ازیں خاکداں: اس خاکدان سے یعنی دنیا نے۔ بندہ: وہ بندہ۔ پاک شد: پاک ہوا۔ کہ: جو کہ۔ در پائے کمتر: کسی گھٹیا تر آدمی کے پاؤں میں۔ خاک شد: مٹی ہو گیا۔ (۲) الا: خبردار۔ اے کہ: اے وہ شخص کہ۔ بر خاکِ ما: ہماری خاک پر۔ بگذری: گزر کرے تو۔ بخاکِ عزیزاں: عزت داروں کی مٹی کی قسم۔ یاد آوری: یاد کرے تو۔ (۳) خاک شد: مٹی ہو گیا۔ سعدیؒ: مصنف۔ او را: اس کو۔ چہ غم: کیا غم۔ خاک بودست: مٹی ہو چکا ہے۔ ہم: بھی۔ (۴) بہ بیچارگی: عاجزی سے۔ تن: جسم۔ فرا خاک: مٹی کے نیچے۔ داد: دے دیا۔ گردِ عالم: جہان کے گرد۔ برآمد: نکل آیا۔ چو باد: ہوا کی طرح۔ (۵) بسے: زیادہ وقت۔ بر نیاید: نہیں گزرے گا۔ خاکش: مٹی اس کو۔ خورد: کھا جائے گی۔ دگر بارہ: دوبارہ۔ بادش: ہوا اس کو۔ بعالم: جہان میں۔ برد: لے جائے گی۔ (۶) نگر: دیکھ۔ تا: جب سے۔ گلستانِ معنیٰ: حقیقت یا باطن کا باغ۔ شگفت: کھلا۔ برو: اس پر۔ ہیچ بلبل: کوئی بلبل۔ چنیں: ایسا۔ خوش: اچھا۔ نگفت: نہیں کہا۔ (۷) عجب: تعجب ہے۔ بمیرد: مر جاوے۔ چنیں بلبلے: ایسا بلبل۔ بر استخوانش: اس کی ہڈیوں پر۔ نروید: نہ اُگے گے۔ گلے: کوئی پھول۔ (۸) پنجم: پانچواں۔ رضا: راضی ہونا۔ تسلیم: مان لینا۔ (۹) شبے: ایک رات۔ زیتِ فکرت: فکر کا تیل۔ ہمے سوختم: میں جلاتا تھا۔ بلاغت: موقع محل کے مطابق بات کرنا۔ برافروختم: میں نے روشن کیا۔ (۱۰) پراگندہ گوئے: بے ہودہ کہنے والا۔ حدیثم: میری بات۔ شنید: سنی۔ جز: سوائے۔ احسنت: اچھا کہا تو نے۔ گفتن: کہنا۔ طریقے: کوئی راستہ۔ ندید: نہ دیکھا۔

تشریح: (۱) اس دنیا میں صرف اسی شخص کو طہارت و پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ جو اپنے سے ادنیٰ درجے کے آدمی کو بلند مقام پر بٹھا کر خود کو پامال کر دیتا ہے۔
(۲) ہمارے (شیخ سعدیؒ) قبر سے گزرنے والے شخص تجھ کو ان قریبی عزیزوں کی قسم جو داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ ہمیں اپنی دعاؤں میں کبھی نہ بھلانا۔ (۳) سعدیؒ کو خاکستر ہونے کا افسوس نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ تو زندگی میں بھی خود کو خاک میں ملا کر خاکستر ہو چکا تھا۔ (مٹی میں خاک مل گئی تو کیا ہوا) (۴) گو کہ اس (سعدیؒ) نے چار دانگ عالم شہرت حاصل کی۔ لیکن لاچاری کی خاک میں بے چارگی کی قبر میں مدفون ہو چکا تھا۔
(۵) قریب ہے کہ وہ (سعدیؒ) خاک میں مل کر گل سڑ جائے گا۔ اور ہوا اس کی خاک کو جگہ جگہ اڑاتی پھرے گی۔
(۶) جب سے حقائق کی دنیا کا گلزار مہکا ہے۔ تب سے شیخ سعدیؒ جیسا خوش گلو بلبل پیدا نہیں ہوا۔
(۷) اس (شیخ سعدیؒ) جیسے بلبل کی وفات سے قبر پر پھول ضرور اگیں گے۔ ورنہ تعجب کی بات ہوگی۔
(۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ تقدیر کے فیصلوں پر رضا مند رہنا چاہیے۔ (تقدیر کو کوسنا نہیں چاہیے)
(۹) ایک رات کا واقعہ ہے کہ میں (شیخ سعدیؒ) غور و فکر میں مگن میدان فصاحت و بلاغت میں اشعار کی آمد آمد سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔
(۱۰) کسی فرسودہ صفت شخص نے میرا بلیغ کلام سنا تو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ناچار اسے (فرسودہ صفت شخص کو) میرے کلام کی داد دینا پڑی۔

marfat.com

۱	ہم از خبث نوعے درو درج کرد	کہ ناچار فریاد خیزد ز درد
	پھر بھی ایک قسم کی خباثت اس میں ملا دی	اس لیے کہ درد سے مجبوراً ہائے نکلتی ہے
۲	کہ فکرش بلیغست و رائش بلند	دریں شیوۂ زہد و طامات و پند
	کہ اس کا فکر بلیغ ہے اور اسکی رائے بلند ہے	اس زہد کے شیوے میں اور بزرگوں کی بات اور نصیحت میں
۳	نہ در خشت و گوپال و گرز گراں	کہ ایں شیوہ ختم ست بر دیگراں
	نہ کہ خشت اور گوپال اور بھاری گرز کے بیان میں	اس لیے کہ یہ طریقہ تو دوسروں پر ختم ہے
۴	نداند کہ مارا سر جنگ نیست	وگرنہ مجال سخن تنگ نیست
	اسے معلوم نہیں کہ ہمیں جنگ سے دلچسپی نہیں ہے	ورنہ بات کا میدان تنگ نہیں ہے
۵	توانم کہ تیغ زباں برکشم	جہان سخن را قلم درکشم
	میں یہ کر سکتا ہوں کہ زبان کی تلوار سونت لوں	بات کی دُنیا پر قلم پھیر دوں
۶	بیا تا دریں شیوہ چالش کنیم	سر خصم را سنگ بالش کنیم
	آ اسی طریقہ پر دوڑ لگائیں	دشمن کے سر کو سرہانے کی اینٹ بنائیں

گفتار در صبر و رضا و تسلیم بحکم قضا

کہاوت صبر اور رضا اور قضا خداوندی پہ سر جھکانے کے بیان میں

۸	سعادت بہ بخشائش داورست	نہ در چنگ بازوئے زور آورست
	نیک بختی اللہ کی دین ہے	نہ کہ چنگل اور زور آور کے بازو کی وجہ سے
۹	چو دولت نہ بخشد سپہر بلند	نیاید بمردانگی در کمند
	اگر بلند آسمان دولت نہ بخشے	تو وہ بہادری سے کمند میں نہیں آتی
۱۰	نہ سختی رسید از ضعیفی بمور	نہ شیراں بہ سرپنجہ خوردند و زور
	ضعیفی کی وجہ سے چیونٹی کو مشکل پیش نہیں آئی	نہ شیروں نے پنجہ کی طاقت اور زور سے کھایا ہے

(۱) ہم: بھی۔ از خبث: خباثت میں سے۔ نوعے: ایک قسم۔ درو: اس میں۔ درج کرد: داخل کر دی۔ خیزد: اٹھتی ہے۔ (۲) فکرش: اس کا فکر۔ بلیغست: بلیغ ہے یعنی انتہا کو پہنچا ہوا۔ رائش: اس کی رائے۔ دریں شیوۂ زہد: اسی پرہیز گاری کے طریقے میں۔ طامات: بزرگوں کی کہانیاں۔ پند: نصیحت۔ (۳) خشت: چھوٹا نیزہ۔ گوپال: گرز یا ہتھیار۔ گراں: بھاری۔ ایں شیوہ: یہ طریقہ۔ بر دیگراں: دوسروں پر۔ (۴) نداند: نہیں جانتا۔ مارا: ہمیں۔ سر جنگ: جنگ کا ارادہ۔ نیست: نہیں ہے۔ مجال سخن: بات کی طاقت۔ تنگ نیست: تنگ نہیں ہے۔ (۵) توانم: میں طاقت رکھتا ہوں۔ تیغ زباں: زبان کی تلوار۔ برکشم: کھینچوں میں۔ جہان سخن: بات کا جہان۔ درکشم: کھینچ دوں۔ (۶) بیا: آ۔ تا: تاکہ۔ دریں شیوہ: اسی طریقے میں۔ چالش: چال، دوڑ۔ کنیم: کریں ہم۔ سر خصم: دشمن کا سر۔ سنگ: پتھر۔ بالش: سرہانہ، تکیہ۔ کنیم: کریں ہم۔ (۷) گفتار: کہاوت۔ صبر و رضا: صبر کرنا اور راضی رہنا۔ تسلیم: مان لینا۔ بحکم قضا: تقدیر کے حکم کو۔ (۸) سعادت: نیک بختی۔ بخشائش داور: اللہ کی بخشش ہے۔ چنگ بازوئے زور آور: طاقتور بازو کا چنگل۔ (۹) چو: جب۔ نہ بخشد: نہ بخشے۔ سپہر بلند: اونچا آسمان۔ نیاید: نہیں آتی۔ بمردانگی: بہادری سے۔ در کمند: کمند میں۔ (۱۰) رسید: پہنچی۔ ضعیفی: کمزوری۔ بمور: چیونٹی کو۔ بہ سرپنجہ: پنجے سے۔ خوردند: کھایا انہوں نے۔

تشریح: (۱) لیکن خبث باطن کی وجہ سے اس (واو) میں تنقید کا نشتر بھی شامل کر دیا تاکہ واہ کے ساتھ ساتھ کلام مجروح بھی ہو جائے۔
(۲) اس (کلام) میں پند و نصائح پر مبنی بلندیٔ فکر تو موجود ہے لیکن یہ سوائے ترک دنیا پر مشتمل قصہ خوانی کے اور کچھ نہیں۔
(۳) تیر و تفنگ کی تباہی کے حوالے سے جنگی حالات کی منظر کشی کرنے کی صلاحیت ناپید ہے۔
(۴) وہ (فرسودہ صفت ناقد) کیا جانے کہ جنگ و جدل سے دلچسپی رکھنا ہمارے (الشیخ سعدیؒ) نزدیک وقت ضائع کرنا ہے۔ ورنہ اس میدان میں بھی ہمارا کوئی ثانی نہ ہوتا۔ (۵) اگر جنگی حالات پر تبصرہ کروں تو لوگوں کی زبانیں گنگ، عقلیں دنگ اور عاجزی کی وجہ سے سر جھک جائیں۔
(۶) دشمن (فرسودہ صفت ناقد) کی غلط فہمی دُور کر کے اس کی بے قراری میں مزید اضافہ کرنے کی غرض سے آ! جنگی نقشہ کھینچیں۔
(۷) عنوان: اس حکایت میں بتایا گیا ہے کہ تقدیر کے فیصلے رد کرنا ممکن نہیں، اس لیے اسے تسلیم کر لینے میں بہتری ہے۔
(۸) خوش بختی اللہ تعالیٰ کی دین ہے، اسے اپنی طاقت و قوت کے بل بوتے پر حاصل کرنا ممکن نہیں۔
(۹) اگر اللہ تعالیٰ تاج و تخت عنایت نہ فرمائے تو اسے محض زور بازو کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔
(۱۰) اگر یہ سب کچھ (تاج و تخت کا حصول وغیرہ) ذاتی ہمت کا نتیجہ ہوتا تو چیونٹیوں کا وجود نہ ہوتا اور ہر طرف شیروں کا راج ہوتا۔

marfat.com

۱	چو نتواں بر افلاک دست آختن جب آسمانوں پر دست درازی نہیں ہو سکتی	ضروریست باگردشش ساختن تو اس کی گردش سے بنائے رکھنا ضروری ہے
۲	گرت زندگانی نبشت ست دیر اگر اس نے تیری زندگی دراز لکھی ہے	نہ مارت گزاید نہ شمشیر و شیر نہ تجھے سانپ ڈسے گا، نہ تلوار، نہ شیر
۳	دگر در حیاتت نہ ماندست بہر اور اگر زندگی میں تیرا حصہ نہیں رہا ہے	چنانت کشد نوشدارو کہ زہر تجھے نوشدارو زہر کی طرح مار ڈالے گا
۴	نہ رستم چو پایان روزی بخورد کیا ایسا نہیں ہوا کہ جب رستم نے روزی کا آخری حصہ کھایا	شغاد از نہادش برآورد گرد شغاد نے اس کی جڑ سے دھول اڑا دی

حکایت شاطر سپاہانی

چالاک اصفہانی کا قصہ

۶	مرا در سپاہاں یکے یار بود اصفہان میں میرا ایک دوست تھا	کہ جنگ آور و شوخ و عیار بود جو لڑاکا، بدتمیز اور چالاک تھا
۷	مدامش بخوں دست و خنجر خضاب ہمیشہ اس کا ہاتھ اور خنجر خون سے رنگین رہتا	بر آتش دل خصم ازو چوں کباب دشمن کا دل اس سے کباب کی طرح آگ پر رہتا
۸	ندیدمش روزے کہ ترکش نہ بست میں نے ایسے کسی روز نہیں دیکھا کہ اس نے ترکش نہ باندھا ہو	ز پولاد پیکانش آتش نہ جست اس کے تیروں کے فولاد سے آگ نہ جھڑتی ہو
۹	دلاور بسرپنجہ و گاؤ زور بہادر، طاقت میں قدرتی طور پر زور آور	ز ہولش بشیراں در افتادہ شور اس کے خوف سے شیروں میں غل مچا تھا
۱۰	بدعوے چناں ناوک انداختے دعوے سے ایسا تیر مارتا	کہ عدو را بہر یک انداختے کہ سنبلہ کا ایک ایک دانہ گرا دیتا

(۱) چو: جب۔ نتواں: نہیں طاقت رکھتے۔ افلاک: جمع فلک آسمان۔ دست آختن: ہاتھ کھینچنا۔ باگردشش: اس کی گردش سے۔ ساختن: بنا کے رکھنا۔ (۲) گرت: اگر تیری۔ نبشت ست: لکھی ہے۔ دیر: لمبی۔ مارت: سانپ تجھ کو۔ گزاید: کاٹے۔ شمشیر: تلوار۔ (۳) حیاتت: تیری زندگی۔ نہ ماندست: نہیں رہا ہے۔ بہر: حصہ۔ چنانت: تجھ کو ایسا۔ کشد: مارے گا۔ نوشدارو: پینے کی دوا۔ کہ زہر: جیسا کہ زہر۔ (۴) رستم: ایران کا مشہور پہلوان اور سپہ سالار جو زال بن سام کا بیٹا تھا اور جسے اس کے سوتیلے بھائی شغاد نے کنوئیں میں گرا کر ہلاک کر دیا تھا۔ چو: جب۔ پایان روزی: روزی کا آخری حصہ۔ بخورد: کھالیں۔ شغاد: رستم کا سوتیلا بھائی۔ نہادش: اس کی جبلت۔ برآورد: نکال دی۔ (۵) شاطر: چالاک۔ سپاہانی: اہل اصفہانی ایران کے ایک شہر کی طرف منسوب۔ (۶) مرا: میرا۔ در سپاہاں: اصفہان ایران کا دارالحکومت۔ یکے: ایک۔ بود: تھا۔ جنگ آور: لڑاکا۔ شوخ و عیار: بے باک اور چالاک۔ (۷) مدامش: ہمیشہ اس کا۔ بخوں دست: خون میں ہاتھ۔ خضاب: رنگین۔ بر آتش: آگ پر۔ دل خصم: دشمن کا دل۔ ازو: اس سے۔ چوں: مثل۔ (۸) ندیدمش: نہیں دیکھا میں نے اس کو۔ روزے: کسی دن۔ ترکش: تیروں کی تھیلی۔ نہ بست: نہ باندھی ہو۔ پولاد پیکانش: اس کے تیر کا فولاد۔ آتش: آگ۔ نہ جست: نہ کودی ہو۔ (۹) دلاور: بہادر۔ بسرپنجہ: طاقت میں۔ گاؤ زور: بغیر ورزش کے زور آور۔ ز ہولش: اس کے خوف سے۔ بشیراں: شیروں میں۔ در افتادہ: پڑا ہوا۔ (۱۰) بدعوے: دعوے سے۔ چناں: ایسا۔ ناوک: تیر۔ انداختے: ڈالتا۔ عدو را: دشمن کو۔ بہر یک: ہر تیر سے۔ یک: ایک دشمن۔ انداختے: گرا دیتا۔

تشریح (۱) جب آسمانوں کو زیر کرنا انسان کے بس میں نہیں تو پھر اسے (انسان کو) اپنے مقدر کے لکھے پر رضامند ہو جانا چاہیے۔
(۲) اگر زندگی دراز ہو تو سانپ، بچھو اور شیر وغیرہ سے ہلاکت ناممکن ہے۔ (کیونکہ زندگی و موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے)
(۳) اگر قسمت میں موت کا پروانہ تحریر ہو چکا ہے تو دوا اور شربت وغیرہ بھی زہر ہلاہل بن کر موت کا سبب بن جاتے ہیں۔
(۴) جب رستم کا رزق دنیا سے اٹھ گیا تو اس (رستم) کے سوتیلے بھائی شغاد نے اس کا کام تمام کر دیا۔ (تاریخ میں ہے۔ جنگ قادسیہ میں حضرت بلالؓ نے رستم کو قتل کیا تھا) (۵) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ تقدیر کے بالمقابل تدبیر بے بس ہے۔ تقدیر کے فیصلے قوت بازو سے تبدیل نہیں کیے جا سکتے۔ (۶) اصفہان میں میرا (شیخ سعدیؒ کا) ایک دوست تھا جنگی مہارت میں یکتا تھا۔ عیاری میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ انتہائی نڈر تھا۔
(۷) اس کا ہاتھ اور اسلحہ ہمیشہ خون میں رنگین رہتا تھا۔ دشمن انتقام میں ناکام رہنے کی وجہ سے ہمیشہ بل کھاتے رہتے تھے۔
(۸) کوئی دن خالی نہ جاتا جس میں وہ (دوست) غیر مسلح رہا ہو۔ ہر وقت اس کے تیر و تفنگ سے آگ بھڑکتی نظر آتی تھی۔ (۹) وہ (شیخ سعدیؒ کا دوست) بڑا طاقتور اور دلیر تھا کہ شیر بھی اس کے سامنے لرزہ براندام دکھائی دیتا تھا۔ (۱۰) جب بھی کبھی کسی دشمن پر حملہ آور ہوتا تو اس کے مار گرانے میں سب سے دعویٰ کرتا۔

marfat.com

۱	چناں خار در گل ندیدم کہ رفت	کہ پیکان او در سپرہائے جفت
	اس طرح سے میں نے پھول میں کانٹا جاتے نہ دیکھا	جیسا کہ اس کے تیر دوہری ڈھالوں میں
۲	نزد تارک جنگجوئے بخشت	کہ خود و سرش را نہ درہم سرشت
	اس نے کسی بہادر کی کھوپڑی پر چھوٹا نیزہ نہیں مارا	کہ اس کے سر اور خود کو نہ گوندھ دیا ہو
۳	چو کنجشک روز ملخ در نبرد	بکشتن چہ کنجشک پیشش چہ مرد
	لڑائی میں ٹڈیوں کے دن میں چڑیا کی طرح ابھاتا	مار ڈالنے میں اُسکے لئے بہادر اور چڑیا یکساں تھے
۴	گرش بر فریدوں بدے تاختن	امانش ندادے بہ تیغ آختن
	اگر فریدوں پر اس کا حملہ ہوتا	تلوار کھینچنے میں اس کو پناہ نہ دیتا
۵	پلنگانش از زور سرپنجہ زیر	فرو بردہ چنگال در مغز شیر
	اس کے پنجہ کی طاقت سے چیتے زیر تھے	شیر کے مغز میں وہ چنگل گھسائے ہوئے تھا
۶	گرفتے کمر بند جنگ آزمائے	وگر کوہ بودے بکندے زجائے
	لڑائی آزمائے ہوئے کی پیٹی پکڑتا	اگر وہ پہاڑ بھی ہوتا جگہ سے اکھاڑ پھینکتا
۷	زرہ پوش را گر تبر زیں زدے	گزر کردے از مرد و بر زیں زدے
	زرہ پوش پر اگر کٹار مارتا	انسان سے گزار کر زین پر مارتا
۸	نہ در مردی اُو را نہ در مردمی	دوم در جہاں کس شنید آدمی
	نہ تو بہادری میں، نہ انسانیت میں	دنیا میں کسی نے اس جیسا دوسرا آدمی نہ سنا
۹	مرا یکدم از دست نگذاشتے	کہ با راست طبعاں سرے داشتے
	مجھے تھوڑی دیر کیلئے بھی ہاتھ سے نہ چھوڑتا	اس لئے کہ سیدھی طبیعت والوں کا بھی کچھ خیال رکھتا تھا
۱۰	سفر ناگہم زاں زمیں در ربود	کہ عیشم دراں بقعہ روزی نبود
	سفر اچانک مجھے اس سرزمین سے نکال لے گیا	اسلئے کہ اس سرزمین کی زندگی میرے مقدر میں نہ تھی

(۱) چناں خار: ایسا کانٹا۔ گل: پھول۔ ندیدم: نہیں دیکھا میں نے۔ کہ رفت: کہ گیا ہو۔ پیکان او: اس کا تیر۔ سپرہا: ڈھالیں۔ جفت: دوہری۔ یہ ڈھال کی صفت ہے۔ (۲) نزد: نہیں مارا۔ تارک: چوٹی یا کھوپڑی۔ بخشت: چھوٹے نیزے سے۔ خود و سرش: اس کا سر اور خود۔ درہم: آپس میں۔ سرشت: گوندھ دیا۔ (۳) چو: مثل۔ کنجشک: چڑیا۔ روز ملخ: مکڑی کے دن۔ در نبرد: لڑائی میں۔ بکشتن: مار ڈالنے میں۔ چہ: کیا۔ پیشش: اس کے سامنے۔ چہ کیا۔ (۴) گرش: اگر اس کو۔ فریدوں: ایران کا مشہور بادشاہ جس نے ضحاک کو قتل کر کے تخت حاصل کیا تھا۔ بدے: اصل بودے: ہوتا۔ تاختن: حملہ کرنا۔ امانش: اس کو امان۔ ندادے: نہ دیتا۔ تیغ آختن: تلوار کھینچنا۔ (۵) پلنگانش: اس کی شیرین سرپنجہ کے ساتھ تنگ کر چیتے اس کے پنجے سے۔ زیر: عاجز۔ فرو بردہ: گاڑے ہوئے۔ چنگال: پنجہ۔ در مغز شیر: شیر کے مغز میں۔ (۶) گرفتے: پکڑ لیتا۔ جنگ آزما: جنگ آزمانے والا یعنی مد مقابل۔ کوہ: پہاڑ۔ بودے: ہوتا وہ۔ بکندے: اکھیڑ ڈالتا۔ زجائے: جگہ سے۔ (۷) زرہ پوش: زرہ پہننے والا۔ بر زیں: کٹار۔ زدے: مارتا۔ گزر کردے: گزرتی وہ۔ بر زیں: زین کے اوپر۔ زدے: مارتا۔ (۸) مردی: بہادری۔ او را: اس کو۔ مردمی: انسانیت۔ دوم: دوسرا۔ کس: کوئی شخص۔ شنید: سنا اس نے۔ (۹) مرا: مجھ کو۔ یکدم: ایک گھڑی۔ از دست: ہاتھ سے۔ نگذاشتے: نہ چھوڑتا۔ راست طبعاں: سیدھی طبیعت والے۔ سرے: خیال۔ داشتے: رکھتا وہ۔ (۱۰) ناگہم: اچانک مجھ کو۔ زاں زمیں: اس زمین سے۔ در ربود: لے گیا۔ عیشم: میری زندگی۔ دراں بقعہ: اس خطے میں۔ روزی: مقدر۔ نبود: نہ تھی۔

تشریح: (۱) اس طرح کانٹا بھی کسی پھول میں نہیں گھستا تھا۔ جیسے اس کا تیر ڈبل ڈھالوں میں گھس جاتا تھا۔ (۲) وہ (شیخ سعدیؒ کا فوجی دوست) جب بھی کسی کے سر پر نیزے سے وار کرتا تو خود اور نیزے میں اس کے سر کی سلائی ہو جاتی تھی۔ (۳) میدان جنگ میں وہ (فوجی) اپنے دشمنوں پر ایسے جھپٹا تھا جیسے چڑیاں شکار کے وقت مکڑیوں پر جھپٹتی ہیں۔ (۴) ایران کا مشہور بادشاہ فریدون بھی اگر اس (فوجی) کے مد مقابل آجاتا تو وہ (فوجی) فریدون کو تلوار نکالنے اور سنبھلنے کا موقع نہ دیتا۔ (۵) جنگلی درندے (شیر چیتے وغیرہ) اس کے سامنے ہیچ تھے۔ اس (فوجی) نے تو شیر کے دماغ میں اپنے پنجے گاڑ رکھے تھے۔ (۶) جس قدر سخت جان جنگجو اس (فوجی) کے سامنے آتا تو وہ اسے اکھاڑ کر ہوا میں اچھال پھینکتا۔

(۷) زرہ پوش کو کلہاڑی وغیرہ مارتا تو وہ (کلہاڑی) انسان کو چیرتے ہوئے گھوڑے کی زین تک پہنچ جاتی۔

(۸) دلیری و شرافت میں وہ (فوجی دوست) اپنی مثال آپ تھا (کیونکہ یہ دونوں وصف سوائے اس کے کسی اور میں موجود نہ تھے)

(۹) مجھے (شیخ سعدیؒ) لمحہ بھر کے لئے بھی نہ چھوڑتا تھا۔ کیونکہ وہ (فوجی) فطری طور پر نیکوکار لوگوں کا قدردان تھا۔

(۱۰) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) اچانک اصفہان سے رخت سفر باندھنا پڑا۔ کیونکہ اب وہاں (اصفہان) سے میرا دانہ پانی اٹھ چکا تھا۔

marfat.com

#	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	قضا نقل کرد از عراقم بشام	خوشش آمد دراں خاک پاکم مقام
	قضا خداوندی نے مجھے عراق سے شام کی طرف منتقل کر دیا	اس خاک پاک میں مجھے قیام بھلا معلوم ہوا
۲	دگر پرشد از شام پیمانہ ام	کشید آرزومندی خانہ ام
	پھر شام سے میرا پیمانہ بھر گیا	گھر کی آرزو نے مجھے کھینچا
۳	قضا را چناں اتفاق اوفتاد	کہ بازم گزر در عراق اوفتاد
	تقدیر سے پھر ایسا اتفاق ہوا	کہ پھر میرا عراق سے گزر ہوا
۴	شبے سرفروشد باندیشہ ام	بدل برگزشت آں ہنر پیشہ ام
	ایک شب فکر میں میرا سر نیچے کو ہوا	میرے دل میں اس ہنر پیشہ کا خیال آیا
۵	نمک ریشِ دیرینہ ام تازہ کرد	کہ بودم نمک خوردہ از دست مرد
	نمک نے پرانا زخم ہرا کر دیا	اس لیے کہ اس مرد کے ہاتھ کا میں نمک کھائے ہوئے تھا
۶	بدیدار وے در سپاہاں شدم	بمہرش طلبگار و خواہاں شدم
	اس کے دیکھنے کے لیے میں اصفہان کی طرف چلا	اس کی محبت کا طلبگار اور خواہاں ہوا
۷	جواں دیدم از گردشِ دہر پیر	خدنگش کماں ارغوانش زریر
	زمانہ کی گردش سے جوان کو بوڑھا دیکھا	اس کا تیر کمان تھا اس کا ارغوانی رنگ زریر تھا
۸	چو کوہِ سپیدش سر از برف موئے	دواں آبش از برف پیری بروئے
	اس کا سر سفید بالوں کی وجہ سے سفید پہاڑ کی طرح تھا	اس کے بڑھاپے کے برف سے چہرے پر پانی دوڑ رہا تھا
۹	فلک دستِ قوت برو یافتہ	سرِ دستِ مردیش برتافتہ
	آسمان اس پر قابو پا گیا تھا	اس نے اس کی بہادری کا پنجہ موڑ دیا تھا
۱۰	بدر کردہ گیتی غرور از سرش	سرِ ناتوانی بزانو برش
	جہان نے اس کے سر سے غرور نکال دیا تھا	ناتوانی کا سر اس کے زانو پر تھا

(۱) قضا: تقدیر۔ کرد: کیا۔ ازعراقم: عراق سے مجھ کو۔ بشام: شام میں۔ عراق: ایک ملک جس کا دارالحکومت بغداد ہے۔ شام: ایک ملک جس کا دارالحکومت دمشق ہے۔ خوش آمد: اچھا لگا۔ دراں خاک پاکم: اس پاک مٹی میں۔ مقام: ٹھکانا۔ (۲) دگر: پھر۔ پرشد: بھر گیا۔ پیمانہ ام: میرا پیمانہ۔ کشید: کھینچا۔ آرزومندی خانہ ام: گھر کی یاد نے مجھ کو۔ (۳) قضا: تقدیر۔ چناں: ایسا۔ اوفتاد: پڑا۔ بازم: پھر میرا۔ (۴) شبے: ایک رات۔ سرفروشد: سر جھک گیا۔ باندیشہ: سوچ میں۔ بدل: دل میں۔ برگزشت: گزر گیا۔ ہنرپیشہ: ہنرمند۔ ام: میرے۔ (۵) ریش: زخم۔ دیرینہ: پرانا زخم۔ ام: میرا۔ کرد: کیا۔ بودم: تھا میں۔ نمک خوردہ: نمک کھائے ہوئے۔ دست مرد: مرد کا ہاتھ۔ (۶) بدیدار وے: اس کے دیدار کیلئے۔ سپاہاں: اصل اصفہان ایران کا ایک شہر جو وہاں کا دارالحکومت تھا۔ شدم: گیا میں۔ بمہرش: محبت کی وجہ سے اس کا۔ طلبگار: طلب کرنے والا۔ خواہاں: چاہنے والا۔ شدم: ہوا میں۔ (۷) دیدم: میں نے دیکھا۔ گردش دہر: زمانے کا چکر۔ پیر: بوڑھا۔ خدنگش: اس کا تیر۔ ارغوانش: اس کا گلابی رنگ۔ زریر: ایک پیلے رنگ کی گھاس۔ (۸) چو: مثل۔ کوہ سپید: سفید پہاڑ۔ ش: سر کا مضاف الیہ ہے یعنی اس کا سر۔ برف موئے: بالوں کی برف۔ دواں: جاری۔ آب: پانی۔ ش: برف کے ساتھ لگ کر اس کے چہرے پر۔ برف پیری: بڑھاپے کی برف۔ (۹) فلک: آسمان۔ دست قوت: زور کا ہاتھ۔ برو: اس پر۔ یافتہ: پالیا۔ سر دست مردیش: اس کی بہادری کا پنجہ۔ برتافتہ: موڑ دیا۔ (۱۰) بدر کردہ: باہر کیے ہوئے۔ گیتی: جہان۔ از سرش: اس کے سر سے۔ سرناتوانی: کمزوری کا سر۔ بزانو: گھٹنے پر۔ برش: اس کے اوپر۔

تشریح (۱) چنانچہ میں نے (شیخ سعدیؒ) عراق سے شام کی طرف نقل مکانی کی۔ اور شام کی سرزمین مجھے اچھی لگی۔
(۲) عرصہ دراز کے بعد مجھے (شیخ سعدیؒ کو) اپنے وطن (اصفہان) کی یاد نے تنگ و بے قرار کر دیا۔
(۳) ملک عراق سے گزرنا مقدر میں تھا۔ اس لیے مجھے (شیخ سعدیؒ کو) وہاں (ملک عراق) سے گزرنا پڑا۔
(۴) ایک رات میں (شیخ سعدیؒ) تفکرات کے جنگل میں گھرا ہوا تھا کہ یکایک مجھے اپنے فوجی دوست کی یاد نے ستانا شروع کر دیا۔
(۵) بقول سعدیؒ۔ میں فوجی دوست کا نمک خوار تھا۔ اس لیے اس کی یاد نے گذشتہ لمحوں کے زخم تازہ کر دیے۔
(۶) میرے (شیخ سعدیؒ) دل میں اس (فوجی دوست) کی محبت موجزن تھی۔ اس لیے میں اصفہان گیا اور اس کی تلاش شروع کر دی۔
(۷) اسے دیکھتے ہی میری (شیخ سعدیؒ کی) حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ وقت کی گردش نے اسے (فوجی دوست کو) نحیف ولاغر کر دیا تھا۔ رنگ پھیکا پڑ چکا تھا۔
(۸) سر کے بال سفیدی میں بدل چکے تھے۔ آنکھوں سے پانی ایسے بہہ رہا تھا۔ جیسے برف پگھلنے سے پہاڑوں سے پانی بہتا ہو۔
(۹) قدرت نے ایسی گرفت کی کہ اس کی دلیری کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ (اس کا جسم کمان کی طرح دوہرا ہو گیا۔)
(۱۰) وقت اور حالات نے اسے (فوجی کو) ایسے بیچ کر دیا کہ اس کی بڑائی اور سارا تکبر خاک میں ملا دیا۔

marfat.com

۱	بدو گفتم اے سرورِ شیر گیر	چہ فرسودہ کردت چو روباہ پیر
	میں نے اس سے کہا اے شیر کو پکڑنے والے سردار	تجھے بوڑھی لومڑی کی طرح کس چیز نے گھس دیا
۲	بخندید کز روز جنگ تتر	بدر کردم آں جنگ جوئی زسر
	وہ ہنسا کہ تتاریوں کی جنگ کے دن سے	میں نے جنگجوئی سر سے نکال دی
۳	زمیں دیدم از نیزہ چو نیستاں	گرفتہ علمہا چو آتش دراں
	زمین کو نیزوں کی وجہ سے میں نے نیستاں کی طرح دیکھا	اس میں آگ کی طرح جھنڈے لگے ہوئے تھے
۴	برانگیختم گرد ہیجا چو دود	چو دولت نہ باشد تہور چہ سود
	میں نے دھوئیں کی طرح لڑائی کی دھول اڑا دی	جب اقبال نہ رہے تو لڑائی سے کیا فائدہ
۵	من آنم کہ چوں حملہ آور دمے	برمح از کف انگشتری بردمے
	میں وہی تھا کہ میں جب حملہ کرتا تھا	تو نیزے کے ذریعہ ہاتھ سے انگوٹھی نکال لیتا تھا
۶	ولے چوں نکرد اخترم یاوری	گرفتند گردم چوں انگشتری
	لیکن جب ستارے نے میری مدد نہ کی	انگوٹھی کی طرح انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا
۷	غنیمت شمردم طریق گریز	کہ ناداں کند با قضا پنجہ تیز
	میں نے بھاگنے کا راستہ غنیمت سمجھا	اسلئے کہ قضا خداوندی سے ناداں پنجہ لڑاتا ہے
۸	چہ یاری کند مغفر و جوشنم	چو یاری نکرد اخترِ روشنم
	ڈھال اور زرہ میری کیا مدد کرے	جب روشن ستارے ہی نے میری مدد نہ کی
۹	کلید ظفر چوں نباشد بدست	ببازو درِ فتح نتواں شکست
	فتح مندی کی کنجی جب ہاتھ میں نہ ہو	فتح مندی کا دروازہ بازو سے نہیں توڑا جاتا ہے
۱۰	گروہے پلنگ افگن پیل زور	در آہن سرِ مرد و سمِ ستور
	چیتے کو پچھاڑنے والا، ہاتھی کی طاقت کا ایک گروہ تھا	انسانوں کا سر اور گھوڑوں کا سم لوہے میں چھپا ہوا تھا

(۱) بدو: اس سے۔ گفتم: میں نے کہا۔ سرور: سردار۔ شیر گیر: شیر پکڑنے والا۔ چہ: کیا چیز۔ فرسودہ کردت: گھسا دیا تجھ کو۔ چو: مثل۔ روباہ پیر: بوڑھی لومڑی۔ (۲) بخندید: ہنس پڑا۔ کز روز جنگ تتر: تاتاریوں کی جنگ کے دن سے۔ تتر یا تاتار صحرائے منگولیا کی رہنے والی ایک جنگجو قوم جس کا قائد چنگیز خان تھا۔ بدر بابر کردم: کیا میں نے۔ جنگ جوئی: لڑائی۔ (۳) دیدم: دیکھا میں نے۔ چو: مثل۔ نیستان: سرکنڈوں کا جنگل۔ گرفتہ: گڑا ہوا۔ علمہا: جمع علم جھنڈے۔ چو آتش: آگ کی طرح۔ دراں: اس میں۔ (۴) برانگیختم: اٹھائی میں نے۔ گرد ہیجا: لڑائی کی گرد۔ چو دود: مثل دھوئیں کی۔ چو: جب۔ دولت: اقبال۔ نہ باشد: نہ ہووے۔ تہور: بہادری، حوصلہ۔ چہ سود: کیا فائدہ۔ (۵) من: میں۔ آنم: وہ ہوں میں۔ چوں: جب۔ آوردمے: لاتا میں۔ برمح: نیزے کے ساتھ۔ کف: ہتھیلی۔ انگشتری: انگوٹھی۔ بردمے: لے جاتا ہوں۔ (۶) ولے: لیکن۔ چوں: جب۔ نکرد: نہ کی۔ اخترم: میرا ستارہ۔ یاوری: مدد۔ گرفتند: پکڑا انہوں نے۔ گردم: میرے گرد۔ چوں: مثل۔ (۷) شمردم: شمار کیا میں نے۔ طریق گریز: بھاگنے کا راستہ۔ کند: کرتا ہے۔ با قضا: تقدیر کے ساتھ۔ (۸) چہ: کیا۔ یاری: مدد۔ کند: کرے۔ مغفر: خود۔ جوشن: زرہ۔ نکرد: نہ کی۔ اختر روشنم: روشن ستارے نے میری۔ (۹) کلید ظفر: کامیابی کی چابی۔ چوں نباشد: نہ ہووے بدست: ہاتھ میں۔ در فتح: فتح کا دروازہ۔ نتواں شکست: نہیں توڑ سکتے۔ (۱۰) گروہے: ایک گروہ۔ پلنگ: چیتا۔ پلنگ افگن: چیتے کو گرانے والا۔ پیل زور: ہاتھی کے زور والا۔ آہن: لوہا۔ سر مرد: مرد کا سر۔ سم ستور: گھوڑے کے سم۔

تشریح: (۱) میں (شیخ سعدیؒ) نے شیروں کے اس (فوجی) شکاری سے بوڑھی لومڑی کی طرح ہونے والی حالت وکیفیت کی وجہ دریافت کی۔
(۲) اس (فوجی دوست) نے ہنستے ہوئے تاتاریوں سے ہونے والی جنگ کی مکمل روئیداد سنانی شروع کی۔ کہ:
(۳) تاتاریوں کی کثیر فوج کے بے شمار تیروں سے ایسے لگتا تھا جیسے سرکنڈوں کا جنگل ہو۔ ان کے سرخ جھنڈے شعلہ فگن آگ کا منظر پیش کر رہے تھے۔
(۴) میں (فوجی) بڑی بے جگری سے لڑا۔ مگر قسمت نے میرا ساتھ نہ دیا۔ وہاں حوصلہ اور بے جگری کس کام کی۔
(۵) میں (فوجی) وہ شخص ہوں۔ جو حملہ کرتے وقت نیزے کے ساتھ ہاتھ سے انگوٹھی بھی نکال دیتا تھا۔
(۶) لیکن جب مقدر میں شکست لکھی ہوئی ہو تو جنگ جیتنا محال ہو جاتا ہے۔ آدمی کی دلیری کافور ہو جاتی ہے۔
(۷) تقدیر کے فیصلوں سے لڑنا حماقت ہے۔ اس لیے میں نے میدان جنگ سے فرار ہونے میں عافیت سمجھی۔
(۸) بے مقدر شکست خوردہ بنا دے اسے خود و زرہ اور جنگی تدبیریں تحفظ دینے میں کارگر ثابت نہیں ہوتیں۔
(۹) اگر فتح نصیب میں نہ ہو تو بازوؤں کی طاقت کسی کام کی نہیں رہتی۔ (اسلئے اگر فتح کی چابی اپنے پاس نہ ہو تو اس کا دروازہ نہیں توڑنا چاہیئے)
(۱۰) تاتاری (جن کا سربراہ چنگیز خان تھا) بڑے زور آور تھے۔ انہوں نے اپنے سر اور گھوڑوں کے سم لوہے سے چھپا رکھے تھے۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اوّل	مصرعِ ثانی
۱	ہماں دم کہ دیدیم گرد سپاہ	زرہ جامہ کردیم و مغفر کلاہ
	جب ہم نے لشکر کی گرد دیکھی تو فوراً ہی	زرہ کو کرتا اور خود کو ٹوپی بنایا
۲	چو ابر اسپ تازی برانگیختم	چو باراں بلالک فرو ریختم
	میں نے تازی گھوڑے کو ابر کی طرح برانگیختہ کیا	جوہر دار تلوار کو بارش کی طرح برسایا
۳	دو لشکر بہم برزدند از کمیں	تو گفتی زدند آسماں بر زمیں
	گھات سے نکل کر دونوں لشکر آپس میں گتھ گئے	تو لگے کہ انہوں نے آسمان کو زمین پر لا پٹخا
۴	ز باریدنِ تیر ہمچو تگرگ	بہر گوشہ برخاست طوفانِ مرگ
	اولے کی طرح تیروں کے برسنے سے	ہر گوشہ میں موت کا طوفان امنڈ پڑا
۵	بصیدِ ہزبرانِ پرخاش ساز	کمند اژدہائے دہن کردہ باز
	لڑاکا شیروں کو شکار کرنے کے لیے	کمند اژدہوں کی طرح منہ پھاڑتے ہیں
۶	زمیں آسماں شد ز گردِ کبود	چو انجم درو برقِ شمشیر و خود
	نیلی گرد سے زمین آسمان بن گئی	تلوار اور خود کی چمک اس میں ستاروں کی طرح تھی
۷	سوارانِ دشمن چو دریافتیم	پیادہ سپر در سپر بافتیم
	جب ہم دشمن کے سواروں تک پہنچ گئے	پیادہ ہو کر ڈھال کو ڈھال سے بُن دیا
۸	چہ زور آورد پنجۂ جہدِ مرد	چو بازوئے توفیق یاری نہ کرد
	انسان کی کوشش کا پنجہ کیا زور دکھائے	جب توفیق کے بازو نے مدد نہ کی
۹	نہ شمشیرِ کُند آوراں کُند بود	کہ کیں آوری زاخترِ تُند بود
	تلوار بازوں کی تلواریں کند نہ تھیں	بلکہ ستارے کی کینہ وری سخت تھی
۱۰	کس از لشکرِ ما ز ہیجا بروں	نیامد جز آغشتہ خفتاں بخوں
	ہمارے لشکر کا کوئی شخص لڑائی کے میدان سے باہر	نہ نکلا سوائے خفتان خون میں بھر کے

(۱) ہماں دم: اسی وقت۔ دیدیم: ہم نے دیکھی۔ گرد سپاہ: لشکر کی گرد۔ زرہ: لوہے کا کرتہ۔ جامہ: کرتا۔ کردیم: کیا ہم نے۔ مغفر: لوہے کی ٹوپی۔ کلاہ: ٹوپی۔
(۲) چو: جب۔ اسپ تازی: عربی گھوڑا۔ برانگیختم: ابھارا میں نے۔ باراں: بارش۔ بلالک: بڑھیا لوہے کی تلوار۔ فرو ریختم: گرائی میں نے۔
(۳) بہم: آپس میں۔ برزدند: حملہ کیا۔ کمیں: گھات۔ گفتی: تو نے کہا۔ زدند: مارا انہوں نے۔
(۴) زباریدن تیر: تیروں کی بارش سے۔ ہمچو: مثل۔ تگرگ: اولا۔ بہر گوشہ: ہر طرف میں۔ برخاست: اٹھا۔ طوفانِ مرگ: موت کا طوفان۔
(۵) بصید ہزبراں: شیروں کے شکار میں۔ پرخاش ساز: لڑائی ڈھونڈنے والے۔ کمند اژدہا: اژدہوں جیسی کمندیں۔ دہن: منہ۔ کردہ باز: کھولے ہوئے۔
(۶) شد: ہوگئی۔ گرد کبود: نیلے رنگ کی گرد۔ چو انجم: مثل ستاروں کی۔ درو: اس میں۔ برق شمشیر و خود: خودوں اور تلواروں کی چمک۔
(۷) چوں: جب۔ دریافتیم: پالئے ہم نے۔ سپر در سپر: ڈھال ڈھال میں۔ بافتیم: بُن دی ہم نے۔
(۸) چہ: کیا۔ آورد: لاوے۔ جہد مرد: مرد کی کوشش۔ بازوئے توفیق: خدا کی توفیق کے بازو۔ یاری نہ کرد: مدد نہ کی۔ (۹) کند آوراں: بہادر یا پہلوان۔ بود: تھی۔ کہ: بلکہ۔ کیں آوری: کینہ لانا یا دشمنی کرنا۔ اخترِ تند: مخالف ستارہ۔
(۱۰) کس: کوئی شخص۔ از لشکر ما: ہمارے لشکر سے۔ زہیجا: میدانِ جنگ سے۔ بروں: باہر۔ نیامد: نہ آیا۔ جز: سوائے۔ آغشتہ: بھرے ہوئے۔ خفتاں: دستانے۔ بخوں: خون میں۔

تشریح: (۱) جب تاتاریوں کے لشکر کی آمد آمد دیکھی تو ہم نے بھی جنگی سازوسامان سے خود کو لیس کر لیا۔ (تاکہ بروقت مقابلہ کیا جاسکے۔)
(۲) میں (فوجی دوست) بادل کی طرح اچانک اپنا گھوڑا آگے بڑھاتا تھا۔ اور تلوار کو اس تیزی سے چلاتا تھا جیسے موسلادھار بارش برستی ہے۔
(۳) ہمارا اور تاتاریوں کا لشکر اس طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے تو ایسے لگتا تھا جیسے آسمان زمین پر گر پڑا ہو۔
(۴) اولوں کی طرح تیر برسنے کی وجہ سے طوفانی موت کا سماں بندھ چکا تھا۔ (ہر طرف موت کا عفریت منہ کھولے کھڑا تھا۔)
(۵) لڑائی کے دھنی نوجوان شیروں کا شکار کھیلنے کے لیے اپنی کمندوں کو ایسے پھیلائے ہوئے تھے، جیسے خوفناک اژدہے ہوں۔
(۶) نیلا گرد و غبار آسمان کی کیفیت اختیار کر چکا تھا۔ جبکہ اس میں تلواروں کی چمک ستاروں کی مانند تھی۔
(۷) دشمن کے شاہ سواروں کا مقابلہ اس بے جگری سے کیا کہ ہماری تلواریں اُن کی ڈھالوں سے ٹکرا گئیں۔
(۸) جب اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ساتھ نہ ہو تو صرف جہدِ مسلسل اور تمام تر مساعی لایعنی ہو جاتی ہے۔
(۹) ہماری تلواروں کی تیزی میں کوئی کمی نہیں تھی۔ لیکن ہماری گردش خود ہماری فتح کے درمیان آڑے آگئی۔
(۱۰) ہماری فوج کا ہر سپاہی اس پامردی سے لڑا کہ میدانِ جنگ سے باہر آیا تو جسم پر کوئی نہ کوئی زخم ضرور لے کر آیا۔

marfat.com

۱	کساں را نہ شد ناوک اندر حریر	کہ گفتم بدوزند سنداں بہ تیر
	ان لوگوں کے حریر میں ایک تیر نہ گھسا	جب کہ میں نے کہا کہ اہرن کو تیر سے چھید سکتے ہیں
۲	چو صد دانہ مجموع در خوشۂ	فتادیم ہر دانہ در گوشۂ
	سو دانوں کی طرح ایک خوشہ میں جمع تھے	ہمارا ہر دانہ ایک گوشہ میں جا پڑا
۳	بنامردی از ہم بدادیم دست	چو ماہی کہ با جوشن افتد بشست
	بزدلی کی وجہ سے ہم نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا	اس مچھلی کی طرح جو زرہ دار ہوتے ہوئے ڈور میں پھنس جائے
۴	چو طالع ز ما روئے برپیچ بود	سپر پیش تیر قضا ہیچ بود
	جب کہ نصیبہ ہم سے منہ پھیرے ہوئے تھا	قضا کے تیر کے سامنے ڈھال ہیچ تھی

حکایت

کہانی

۶	یکے آہنین پنجہ در اردبیل	ہمے بگذرانید بیلک ز بیل
	اردبیل میں ایک شخص لوہے کے سے پنجہ والا	تیر بیلچہ سے پار کر دیتا تھا
۷	نمد پوشے آمد بجنگش فراز	جوانے جہاں سوز پیکار ساز
	ایک کمبل پوش لڑائی میں اس کے سامنے آیا	جو دُنیا کو آگ لگا دینے والا جنگ باز تھا
۸	بپرخاش جستن چو بہرام گور	کمندے بکتفش براز خام گور
	جنگ جوئی میں بہرام گور کی طرح تھا	اس کے کاندھے پر گورخر کے چمڑے کی کمند تھی
۹	بہ پنجاہ تیر خدنگش بزد	کہ یک چوبہ بیروں نہ رفت از نمد
	اس نے خدنگ کے بنے ہوئے سو تیر اس پر چلائے	لیکن ایک تیر بھی کمبل سے آگے نہ بڑھا
۱۰	دلاور درآمد چو دستان گرد	بخم کمندش درآورد و برد
	وہ بہادر دستان پہلوان کی طرح آگے بڑھا	اس کو کمند کے پیچ میں پھنسایا اور لے گیا

(۱) کساں را: ان لوگوں کے۔ نہ شد: نہ ہوئے۔ ناوک: تیر۔ اندر حریر: ریشم میں۔ گفتم: میں نے کہا۔ بدوزند: سی دیں گے۔ سنداں: اہرن۔
(۲) چو: مثل۔ صد دانہ: سو دانہ۔ مجموع: جمع۔ در خوشہ: ایک بٹے میں۔ فتادیم: پڑ گئے ہم۔ در گوشہ: ایک گوشے میں۔ (۳) از ہم: ایک دوسرے سے بدادیم: چھوڑ دیا ہم نے۔ دست: ہاتھ۔ چو ماہی: مچھلی کی طرح۔ باجوشن: ڈھال کے باوجود۔ افتد: پڑی ہے۔ بشست: ڈوری میں۔
(۴) چو طالع: جب نصیب۔ زما: ہم سے۔ روئے: چہرہ۔ برپیچ: پھیرے ہوئے۔ بود: تھا۔ سپر: ڈھال پیش تیر قضا: تقدیر کے تیر کے سامنے۔ ہیچ: بیکار۔ (۵) حکایت: کہانی۔
(۶) یکے: ایک۔ آہنیں پنجہ: لوہے جیسے پنجے والا۔ اردبیل: آذربیل، آذربائیجان کا ایک شہر۔ ہمے بگذرانید: گزار دیتا تھا۔ بیلک: دو شاخہ تیر۔ بیل: بیلچہ۔ (۷) نمد پوشے: ایک کمبل پوش۔ آمد: آیا۔ بجنگش: اس کی جنگ میں۔ فراز: سامنے جوانے: ایک جوان۔ جہاں سوز: جہان کو جلانے والا۔ پیکار ساز: لڑائی کرنے والا۔
(۸) بپرخاش جستن: لڑائی ڈھونڈنے میں۔ چو: مثل۔ بہرام گور: ایران کا ایک بادشاہ جو گورخر یعنی نیل گائے پر سوار ہو کر شیر کا شکار کر لیتا تھا۔ بکتفش: اس کے کاندھے پر۔ بر: زائد۔ خام گور: نیل گائے کا چمڑا۔ (۹) تیر خدنگش: خدنگ کی لکڑی کے تیر سے اس کو۔ بزد: مارا۔ یک چوبہ: ایک تیر۔ بیروں: باہر۔ نہ رفت: نہ گیا۔ از نمد: کمبل سے۔ (۱۰) دلاور: بہادر۔ آمد: آیا۔ چو: مثل۔ دستان: دستان رستم کا باپ۔ گرد: پہلوان۔ بخم کمندش: کمند کے خم میں اس کو۔ درآورد: لے آیا۔ برد: لے گیا۔

تشریح: (۱) ہمارے بڑے بڑے شہ زوروں سے ریشم جیسی نرم چیزوں میں سوراخ نہ ہو سکے جبکہ وہ ہاون (اہرن) میں چھید کر دیتے تھے۔
(۲) ہم لوگ سیسہ پلائی دیوار کی طرح بہت مضبوط تھے۔ لیکن جب ٹوٹے تو ہمارے ٹکڑے بہت دُور دُور تک جا پڑے۔
(۳) ہمارے پاس جنگی ساز و سامان کی کوئی کمی نہ تھی۔ لیکن زرہ دار مچھلی کی طرح خود کانٹے کا شکار ہو گئے۔
(۴) جب مقدر ساتھ چھوڑ دے۔ پھر سیدھا کام بھی اُلٹا ہو جاتا ہے۔ میدان جنگ میں ہماری حالت بھی کچھ اسی طرح کی تھی۔
(۵) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بدنصیبی کے عالم میں ہر قسم کی منصوبہ بندی ناکام ہو جاتی ہے۔
(۶) آذربائیجان کے شہر اردبیل میں ایک شخص ایسا تھا جو آہنی پنجوں کا حامل تھا۔ اور بیلچے میں سے تیر گزارنے میں کمال مہارت رکھتا تھا۔
(۷) میدان جنگ میں اس (اردبیل کے باشندے) کے سامنے ایک ایسا کمبل پوش آیا جو جنگ کا ماہر اور جہاں سوز (جہان جلانے والا) تھا۔
(۸) وہ (کمبل پوش) نیل گائے پر سوار ہو کر شکار کرنے والے ایران کے بادشاہ بہرام گور کی طرح ہر وقت اپنے کندھے پر کمند رکھتا تھا۔
(۹) اس (اردبیل کے باشندے) نے کمبل پوش کو پچاس تیروں سے زیر کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی تیر بھی اس (کمبل پوش) کے کمبل سے نہ گزر سکا۔
(۱۰) وہ (کمبل پوش) دلیرانہ (فاتحانہ انداز میں) آیا اور اس (اردبیل کے باشندے) کو اپنی کمند میں اُلجھا (پھنسا) کر لے گیا۔

marfat.com

بلشکر گہش بر در خیمہ دست	۱	چو دزدان خونی بگردن بہ بست
لشکر گاہ میں خیمہ کے دروازہ پر ہاتھ		خونی چوروں کی طرح گردن سے باندھ دیئے
شب از غیرت و شرمساری نخفت	۲	سحرگہ پرستارے از خیمہ گفت
وہ تمام رات غیرت اور شرم کی وجہ سے نہ سویا		صبح کو ایک خادم نے خیمہ میں سے کہا
تو کاہن بناوک بدوزی و تیر	۳	نمد پوشش را چو فتادی اسیر
تو جو کہ لوہے کو ناوک اور تیر سے چھید ڈالتا تھا		کمبل پوش کی قید میں کیسے آگیا
شنیدم کہ مے گفت و خوں مے گریست	۴	ندانی کہ روز اجل کس نہ زیست
میں نے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا اور خون کے آنسو روتا تھا		تجھے معلوم نہیں کہ موت کے دن کوئی نہیں جیا
من آنم کہ در شیوۂ طعن و ضرب	۵	برستم در آموزم آداب حرب
میں وہی تھا کہ نیزہ بازی اور تلوار بازی طور طریق میں		رستم کو لڑائی کے طریقے سکھا دیئے
چوں بازوئے بختم قوی حال بود	۶	سطبرائے بیلم نمد مے نمود
جب میرے نصیبہ کا بازو قوی تھا		بیلچے کی موٹائی مجھے کمبل معلوم ہوتی تھی
کنونم کہ در پنجہ اقبال نیست	۷	نمد پیش تیرم کم از بیل نیست
اب جب کہ اقبال قابو میں نہیں ہے		میرے تیر کے سامنے کمبل بیلچے سے کم نہیں ہے
بروز اجل نیزہ جوشن درد	۸	ز پیراہن بے اجل نگزرد
موت کے دن نیزہ زرہ کو پھاڑ دیتا ہے		بے موت کے کرتے سے بھی نہیں گزرتا ہے
کرا تیغ قہر اجل در قفاست	۹	برہنہ ست اگر جوشنش چند لاست
موت کے قہر کی تلوار جس کی گدی میں ہے		وہ ننگا ہے اگرچہ اس کی زرہ چند تہہ کی ہے
ورش بخت یاور بود دہر پشت	۱۰	برہنہ نشاید بساطور کشت
اور اگر نصیبہ مددگار ہو اور زمانہ پشت پناہی کرے		تو ننگا بھی خنجر سے نہیں مارا جا سکتا ہے

(۱) بلشکر گہش: لشکر گاہ میں اس کو۔ بر در خیمہ: خیمے کے دروازے پر۔ دست: ہاتھ۔ چو: مثل۔ دزدان خونی: خونی ڈاکو۔ بہ بست: باندھ دیئے۔
(۲) شب: رات۔ نخفت: نہ سویا۔ سحرگہ: صبح کے وقت۔ پرستارے: ایک خادم۔ گفت: کہا۔
(۳) کاہن: اصل کہ آہن: جو کہ لوہا۔ بناوک: تیر سے۔ بدوزی: سی دیتا ہے۔ نمد پوشش: کمبل پوش۔ چوں: کیسے۔ فتادی: پڑ گیا۔ اسیر: قیدی۔
(۴) شنیدم: میں نے سنا۔ مے گفت: کہتا تھا۔ مے گریست: روتا تھا۔ ندانی: تو نہیں جانتا۔ روز اجل: موت کے دن۔ کس: کوئی شخص۔ نہ زیست: نہیں جیا۔
(۵) من: میں۔ آنم: وہ ہوں۔ شیوۂ طعن و ضرب: تلوار مارنے اور نیزہ چلانے کے طریقہ میں۔ رستم: ایران کا مشہور پہلوان۔ در آموزم: سکھا سکتا ہوں۔ حرب: لڑائی۔
(۶) چوں: جب۔ بازوئے بختم: میرے نصیب کے بازو۔ قوی حال: طاقتور۔ سطبرائے بیلم: بیلچے کی موٹائی مجھ کو۔ نمد: کمبل۔ مے نمود: دکھائی دیتی تھی۔
(۷) کنونم: اب کہ میرے۔ اقبیل: مارا اقبال، نصیب۔ نیست: نہیں ہے۔ نمد: کمبل۔ پیش تیرم: میرے تیر کے آگے۔ کم از بیل: بیلچے سے کم۔
(۸) روز اجل: موت کے دن۔ جوشن: زرہ۔ درد: پھاڑ دیتا ہے۔ پیراہن: لباس۔ بے اجل: بغیر موت کے۔ نگزرد: نہیں گزر سکتا۔
(۹) کرا: جس کسی کو۔ تیغ قہر اجل: موت کے قہر کی تلوار۔ در قفا: گدی میں یا پیچھے۔ برہنہ است: ننگا ہے۔ جوشنش: اس کی زرہ۔ چند لا: کئی تہہ والی۔ ست: ہے۔ (۱۰) ورش: اور اگر اس کا۔ بخت: نصیب۔ یاور: مددگار۔ بود: ہو وے۔ دہر: زمانہ۔ پشت: پشت پر۔ برہنہ: ننگا۔ نشاید کشت: کے ساتھ تک کر نہیں مارا جا سکتا۔ بساطور: بڑی چھری کے ساتھ۔

تشریح: (۱) اور اپنی لشکر گاہ میں اس کے ہاتھ قاتل چوروں کی طرح خیمہ کے دروازے پر پھینک دیا۔ (۲) شرمندگی کی وجہ سے اس (اردبیل کے باشندے) کو ساری رات نیند نہیں آئی۔ صبح کے وقت کسی واقف حال نے سمجھا کہا۔

(۳) کہ آپ (اردبیل کا باشندہ) تو بیلچے (لوہے) میں تیر گزارنے میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ پھر کمبل پوش کے قابو میں کیسے آگئے۔ (۴) مجھے (شیخ سعدی کو) معلوم ہوا کہ وہ (اردبیل کا باسی) خون کے آنسو روتے ہوئے موت سے چھٹکارا نہ پانے کی بات کر رہا تھا۔ (۵) وہ (اردبیل کا باشندہ) نیزہ بازی و شمشیرزنی کے فن میں استاد ہونے اور رستم کو جنگی تعلیم دینے کا دعوی کر رہا تھا۔ (۶) جب تقدیر میرے ساتھ تھی تو اس وقت بیلچے کا موٹا اور مضبوط لوہا کمبل کی طرح نرم تھا۔ (۷) جب مقدر ہار گئے تو کمبل بھی بیلچے کے لوہے کی طرح سخت اور مضبوط ہو گیا۔
(۸) جب موت کا وقت آجائے تو اس وقت نیزہ بھی زرہ جیسی سخت چیز کو چیر دیتا ہے۔ اگر موت نہ آئے تو عام قمیض میں بھی نہیں گزرتا۔
(۹) جب موت سر پہ آجائے۔ تو پھر آدمی بے لباس ہوتا ہے۔ خواہ اس نے دوہری زرہ ہی کیوں نہ پہن رکھی ہو۔
(۱۰) اگر قسمت میں نصرت و حمایت ہو تو برہنہ (ننگا) جسم پر چھری کی کاٹ بھی اثر نہیں کرتی۔

marfat.com

۱	نہ دانا بسعی از اجل جاں برد نہ عقلمند نے کوشش سے موت سے جان بچائی ہے	نہ ناداں بناساز خوردن بمرد نہ بیوقوف مضر چیز کھانے سے مرا ہے

حکایت طبیب وکُرد

ایک کُردی اور طبیب کا قصہ

۳	شبے کُردے از درد پہلو نخفت ایک رات کو ایک کُردی پہلو کے درد سے نہ سویا	طبیبے دراں ناحیت بود گفت اس طرف ایک حکیم تھا اس نے کہا
۴	ازیں دست کو برگ رَز مے خورد چونکہ اس نے رز کی پتی کھائی ہے	عجب دارم ار شب بپایاں برد مجھے تعجب ہوگا اگر اس نے رات پوری کرلی
۵	کہ در سینہ پیکان تیر تتار اس لئے کہ تتاری کے تیر کی نوک	بہ از نقل مأکول ناسازگار مضر کھانا کھانے سے بہتر ہے
۶	گر افتد بیک لقمہ در رُودہ پیچ اگر ایک لقمہ سے انتڑی میں گرہ پڑ جائے	ہمہ عمر ناداں برآید بہ پیچ تو ناداں کی تمام عمر رائیگاں جاتی ہے
۷	قضارا طبیب اندراں شب بمرد تقدیر سے طبیب اسی رات میں مر گیا	چہل سال ازیں رفت زندہ کُردست اس قصہ کو چالیس سال ہوئے کُردی زندہ ہے

حکایت

کہانی

۹	یکے روستائی سقط شد خرش ایک دیہاتی کا گدھا مر گیا	علم کرد بر تاک بستاں سرش اس نے اس کا سر انگورستان میں لٹکا دیا
۱۰	جہاں دیدہ پیرے برو برگزشت ایک جہاندیدہ بوڑھا وہاں سے گذرا	چنیں گفت خنداں بناطور دشت اس نے مذاق میں جنگل کے رکھوالے سے کہا

(۱) دانا: عقلمند۔ بسعی: کوشش سے۔ از اجل: موت سے۔ جاں برد: جان لے جاتا ہے۔ ناداں: احمق۔ بناساز خوردن: ناموافق کھانے سے۔ بمرد: مرگیا۔ (۲) طبیب: حکیم۔ کُرد: عراق عرب کی ایک قوم۔ (۳) شبے: ایک رات۔ کُردے: ایک کُرد۔ نخفت: نہ سویا۔ طبیبے: ایک طبیب۔ دراں ناحیت: اس طرف میں۔ بود: تھا۔ گفت: اس نے کہا (۴) ازیں دست: اس ہاتھ سے۔ کو: جو کہ وہ۔ برگ رز: انگور کا پتہ۔ مے خورد: کھاتا ہے۔ عجب دارم: میں تعجب رکھتا ہوں۔ ار: اگر۔ شب: رات بپایاں: آخر کو۔ برد: لے گیا۔ (۵) پیکان تیر تتار: تاتاریوں کے تیر کی نوک۔ تاتاری منگولیا کی ایک جنگجو قوم۔ بہ: بہتر۔ نقل: کھانا۔ مأکول ناسازگار: ناموافق کھانا۔ (۶) افتد: پڑ جائے۔ بیک لقمہ: ایک لقمے سے۔ رُودہ: انتڑی۔ پیچ: گرہ۔ ہمہ عمر: تمام عمر۔ ناداں: احمق۔ برآید: آتا ہے۔ بہ پیچ: نکمی چیز کے ساتھ۔ (۷) قضارا: تقدیر سے اندراں شب: اسی رات میں۔ بمرد: مرگیا۔ چہل سال: چالیس سال۔ ازیں رفت: اس سے گذر گئے۔ کُرد: ایک قوم۔

(۸) حکایت: کہانی۔ (۹) یکے: ایک۔ روستائی: دیہاتی۔ سقط شد: مرگیا۔ علم کرد: جھنڈا کر دیا۔ خرش: اس کا گدھا۔ تاک بستان: باغ کی انگور کی بیل۔ سرش: اس کا سر۔ (۱۰) جہاں دیدہ: جہاں دیکھے ہوا، تجربہ کار۔ پیرے: ایک بوڑھا۔ برو: اس پر۔ برگزشت: گزرا۔ چنیں: ایسے۔ گفت: کہا۔ خنداں: ہنستے ہوئے۔ بناطور دشت: جنگل کے نگران کو۔

تشریح: (۱) عقلمند اپنی کوشش سے جان نہیں بچا سکتا۔ اور احمق آدمی اپنی حماقت (بیوقوفی) کی وجہ سے ہلاک نہیں ہو سکتا۔ (۲) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اطباء کے علاج سے موت کا راستہ نہیں روکا جا سکتا۔ اگر موت نہ آئے تو مایوس بھی تندرست ہو جاتا ہے۔ (۳) ایک کوئی کُرد شخص پہلو کے درد کی وجہ سے رات بھر نہ سو سکا۔ کیونکہ تکلیف شدید تھی۔ (۴) وہاں ایک طبیب تھا۔ اس نے مریض کو دیکھ کر کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ انگور کے زرد پتے کھانے والا زندہ کیسے ہے۔ (۵) کیونکہ تاتاریوں کے (چنگیز خان کی قوم) تیروں سے وہ نقصان نہیں پہنچتا جو بد پرہیزی سے پہنچتا ہے۔ (۶) بد پرہیزی سے کھایا جانے والا ایک لقمہ انتڑی میں اس طرح بل ڈالتا ہے کہ انسان (بد پرہیز) کو ساری زندگی کے لئے بے کار کر دیتا ہے۔ (۷) قسمت کا کرنا ایسے ہوا کہ طبیب کی روح اسی رات پرواز کر گئی۔ اور کُردی (مریض) کو چالیس سال گذر گئے ہیں وہ تاحال زندہ ہے۔ (۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ نظر بد سے بچنے یا کسی کو بچانے کے لئے جادو ٹونے وغیرہ کارگر ثابت نہیں ہوتے۔ یہ انسان کی اعتقادی بُرائی ہے۔ (۹) کسی دیہاتی کا گدھا دنیا سے چل بسا تو اس (دیہاتی) نے باغ کو نظر بد سے بچانے کے لئے گدھے کا سر باغ کی کسی بیل پر لٹکا دیا۔ (۱۰) ایک سمجھ دار بزرگ وہاں سے گزرتے ہوئے کیا دیکھتا ہے کہ گدھے کا سر لٹکا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر اس (بزرگ) نے کہا۔

marfat.com

مپندار جان پدر کیں حمار	۱	کند دفع چشم بد از کشت زار
جان پدر یہ نہ سمجھ کہ یہ گدھا		کھیت سے بد نظر کو دفع کر دے گا
کہ ایں دفع چوب از سر و گوش خویش	۲	نمی کرد تا ناتواں مرد و ریش
اس لیے کہ یہ تو اپنے سر اور کان سے ڈنڈا دفع		نہ کر سکا یہاں تک کہ کمزور اور زخمی ہو کر مر گیا
چہ داند طبیب از کسے رنج برد	۳	کہ بیچارہ خواہد خود از رنج مرد
وہ طبیب کسی کا مرض کیا اچھا کرے گا		جو خود مرض سے مرا چاہتا ہے

حکایت

کہانی

شنیدم کہ دینارے از مفلسے	۵	بیفتاد و مسکیں بجستش بسے
میں نے سنا ہے ایک مفلس کے پاس سے ایک دینار		گر گیا۔ مسکین نے اس کو بہت ڈھونڈا
بآخر سر ناامیدی بتافت	۶	یکے دیگرش ناطلب کردہ یافت
انجام کار ناامیدی سے سر پھیرا		ایک دوسرے نے وہ بغیر ڈھونڈے پا لیا
بہ بدبختی و نیک بختی قلم	۷	بگردید و ما ہمچناں در شکم
بدبختی اور نیک بختی میں قلم		چل چکا تھا اور ہم ابھی پیٹ ہی میں تھے
نہ روزی بسر پنجگی مے خورند	۸	کہ سر پنجگاں تنگ روزی ترند
نہ پنجے کی طاقت سے روزی کھاتے ہیں		اس لیے طاقتور روزی میں زیادہ تنگ رہتے ہیں

حکایت

کہانی

فرو کوفت پیرے پسر را بچوب	۱۰	بگفت اے پدر بے گناہم مکوب
ایک بوڑھے نے لڑکے کو لکڑی سے مارا		اس نے کہا ابا بے قصور نہ ماریئے

(۱) مپندار: مت سمجھ۔ جان پدر: باپ کی جان۔ کیں حمار: کہ یہ گدھا۔ کند دفع: دُور کرے گا۔ چشم بد: بُری آنکھ۔ کشت زار: کھیتی۔
(۲) کہ ایں: کیونکہ یہ۔ دفع چوب: لکڑی کا ہٹانا۔ از سر و گوش خویش: اپنے کان اور سر سے۔ نمے کرد: نہیں کر سکتا۔ تا: یہاں تک کہ۔ ناتواں: کمزور۔ مرد: مر گیا۔ ریش: زخمی۔ (۳) چہ داند: کیا جانے۔ طبیب: حکیم۔ از کسے: کسی شخص سے۔ رنج برد: تکلیف ہٹا دینا۔ خواہد مرد: کے ساتھ لگ کر مر جائے گا۔ خود از رنج: خود تکلیف سے۔
(۴) حکایت: کہانی۔ (۵) شنیدم: میں نے سنا۔ دینارے: ایک دینار۔ از مفلسے: ایک غریب سے۔ بیفتاد: گر پڑا۔ بجستش: ڈھونڈا اس کو۔ بسے: بہت۔ (۶) بآخر: آخر کار۔ سر ناامیدی: ناامیدی کا سر۔ بتافت: پھیرا۔ اس نے یکے دیگرش: ایک دوسرے نے اس کو۔ ناطلب کردہ: بغیر ڈھونڈے۔ یافت: پا لیا۔ (۷) بہ بدبختی و نیک بختی: بدبختی اور خوش نصیبی کے ساتھ۔ بگردید: پھر گیا۔ و ما ہمچناں: حالانکہ ہم ویسے ہی۔ در شکم: پیٹ میں۔
(۸) بسر پنجگی: طاقت سے۔ مے خورند: کھاتے ہیں۔ سر پنجگاں: طاقت والے۔ تنگ روزی تر: زیادہ تنگ روزی والے۔ اند: ہیں۔ (۹) حکایت: کہانی۔
(۱۰) فرو کوفت: کوٹا، مارا۔ پیرے: ایک بوڑھے نے۔ پسر را: لڑکے کو۔ بچوب: لکڑی سے۔ بگفت: اس نے کہا۔ پدر: باپ۔ بے گناہم: مجھ کو بیگناہ۔ مکوب: مت مار۔

تشریح: (۱) اے جان پدر! مت سمجھو کہ گدھا مرنے کے بعد کھیتی کی حفاظت کرتے ہوئے اُسے نظر بد سے بچالے گا۔
(۲) جو گدھا زندہ ہونے کے باوجود اپنی پیٹھ کو لاٹھیوں سے نہ بچا سکا۔ وہ مرنے کے بعد کھیتی کو کیسے بچا سکے گا۔
(۳) جو طبیب خود امراض کا گھر ہو اور تکالیف کی تاب نہ لا کر موت کو گلے لگا لیتا ہے۔ وہ دوسروں کی تکلیفوں کو کیسے دُور کر سکتا ہے۔
(۴) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر نصیب اچھے ہوں تو بگڑے کام بھی سنور جاتے ہیں۔ اگر مقدر میں خرابی ہو تو تمام کوششیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ (۵) کسی غریب آدمی کا دینار گم ہو گیا۔ اس نے ڈھونڈنے کی بڑی کوشش کی۔ مگر اسے (غریب کو) ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔
(۶) مایوس ہو کر اس (غریب آدمی) نے دینار کی تلاش ترک کر دی۔ مگر وہی دینار کسی دوسرے شخص کو بغیر جستجو کے مل گیا۔
(۷) ہم لوگ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ کاتب تقدیر نے خوش نصیبی اور بدنصیبی مقدر میں لکھ دی تھی۔
(۸) حصول رزق کا مسئلہ قوت اور زور بازو سے حل نہیں ہوتا۔ ورنہ طاقتور لوگ اکثر و بیشتر فاقہ مستی میں مبتلا نہ ہوتے۔
(۹) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قوتیں مخالف ہوں تو اس (اللہ تعالیٰ) کے مدمقابل کا معاون ناممکن و محال ہے۔
(۱۰) کوئی باپ لاٹھی سے اپنے بیٹے کی پٹائی کرنے لگا۔ بیٹے نے اپنے باپ سے کہا کہ اے اباجان! ناکردہ جرم کی سزا مجھے مت دیے۔

marfat.com

۱	تواں بر تو از جورِ مردم گریست	ولے چوں تو جورم کنی چارہ چیست
	لوگوں کے ظلم سے آپ کے پاس آکر رو سکتا ہوں	لیکن جب آپ ظلم کریں تو کوئی تدبیر نہیں ہے
۲	بداورِ خرد شد خداوند ہوش	نہ از دستِ داور برآرد خروش
	ہوش والا خدا کے پاس فریاد لے جاتا ہے	خدا کے ہاتھ کی فریاد نہیں کرتا ہے

حکایت

کہانی

۴	بلند اخترے نام او بختیار	قوی دستگاہ بود و سرمایہ دار
	ایک بلند ستارے والا جس کا نام بختیار تھا	قوی مقدرت رکھنے والا اور سرمایہ دار تھا
۵	ہمورا دراں بقعہ زر بود و مال	دگر تنگ دستان برگشتہ حال
	اس علاقے میں صرف اسی کے پاس مال و زر تھا	دوسرے لوگ تنگدست اور پریشان حال تھے
۶	زنے جنگ پیوست با شوئے خویش	شبانگہ چو رفتش تہیدست پیش
	ایک عورت نے اپنے شوہر سے لڑائی جوڑ دی	رات کو جب وہ اس کے سامنے خالی ہاتھ پہنچا
۷	کہ کس چو تو بدبخت درویش نیست	چو زنبورِ سرخت جز یں نیش نیست
	تجھ جیسا بدبخت فقیر کوئی بھی نہیں ہے	لال بھڑ کی طرح تیرے پاس اس ڈنک کے سوا کچھ نہیں ہے
۸	بیاموز مردی ز ہمسائیگاں	کہ آخر نیم قحبۂ رائیگاں
	ہمسایوں سے آدمیت سیکھ لے	آخر میں مفت کی رنڈی نہیں ہوں
۹	کساں را زر و سیم ملکست و رخت	چرا ہمچوں ایشاں نہ نیک بخت
	لوگوں کے پاس چاندی اور سونا اور سامان ہے	تو ان جیسا نیک بخت کیوں نہیں ہے
۱۰	برآورد صافی دلِ صوف پوش	چو طبل از تہیگاہ خالی خروش
	کمبل پوش صاف دل نے کیا	شور خالی پیٹ سے، ڈھول کی طرح

(۱) تواں گریست: کے ساتھ رو سکتے ہیں۔ بر تو: تجھ پر۔ از جورِ مردم: لوگوں کے ظلم سے۔ ولے: لیکن۔ چوں: جب۔ جورم کنی: تو ظلم کرے مجھ پر۔ چارہ چیست: علاج کیا ہے۔ (۲) بداور: منصف کے پاس یعنی خدا کے سامنے۔ خرد شد: چیختا ہے۔ خداوند ہوش: ہوش والا۔ از دستِ داور: خدا کے ہاتھ سے۔ برآرد: نکالتا ہے۔ خروش: چیخ۔ (۳) حکایت: کہانی۔ (۴) بلند اخترے: ایک اونچے ستارے والا۔ نام او: اس کا نام بختیار: نصیب والا۔ قوی دستگاہ: بڑے وسائل والا۔ بود: تھا۔ سرمایہ دار: مالدار۔ (۵) ہمورا: اسی کو۔ دراں بقعہ: اس علاقے میں۔ زر بود: سونا تھا۔ دگر: دوسرے۔ تنگ دستاں: غریب۔ برگشتہ حال: پھرے نصیب والے۔ (۶) زنے: ایک عورت۔ پیوست: ملائی۔ باشوئے خویش: اپنے شوہر سے۔ شبانگہ: رات کو۔ چو رفتش: جب گیا اس کے پاس۔ تہیدست: خالی ہاتھ۔ پیش: سامنے۔ (۷) کس: کوئی شخص۔ چوں تو: تجھ جیسا۔ بدبخت: بدنصیب۔ نیست: نہیں ہے۔ چو زنبور سرخ: سرخ بھڑ کی طرح۔ جز یں نیش: اس ڈنک کے سوا۔ (۸) بیاموز: سیکھ۔ مردی: مردمی۔ ز ہمسائیگاں: ہمسایوں سے۔ نیم: نہیں ہوں میں۔ قحبۂ رائیگاں: مفت کی رنڈی۔ (۹) کساں را: لوگوں کو۔ زر و سیم: سونا چاندی۔ ملکست: ملکیت ہے۔ رخت: سامان۔ چرا: کیوں۔ ہمچوں ایشاں: ان کی طرح۔ نہ: نہیں ہے تو۔ نیک بخت: خوش نصیب۔ (۱۰) برآورد: نکالی۔ صافی دلِ صوف پوش: کمبل پوش صاف دل والے نے۔ چو طبل: ڈھول کی طرح۔ از تہیگاہ خالی: خالی پیٹ سے۔ خروش: چیخ۔

تشریح: (۱) اگر دوسرا آدمی ہمیں ظلماً ستاتا ہے تو اس کی فریاد ہم تیرے سامنے کرتے ہیں۔ جب تو ہی ہم پہ ظلم کرنے لگے تو ہم کس سے فریاد کریں۔ (۲) باشعور آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکوہ کسی کے سامنے نہیں کرتا۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مال و دولت کی کثرت اپنے مقدر سے ہوتی ہے۔ محنت و مشقت اور قوت سے تونگری نہیں ملتی۔ (۴) ایک شخص جس کا نام بختیار تھا۔ وہ بہت بلند بخت و سرمایہ دار اور صاحب ثروت و دولت مند تھا۔ (۵) علاقے کے لوگ انتہائی تنگدست تھے۔ صرف بختیار کے پاس دولت کی ریل پیل تھی۔ (۶) اسی علاقے کا ایک شخص غربت کا مارا تھا۔ شام کے وقت جب وہ خالی ہاتھ اپنے گھر گیا تو اس کی بیوی نے لڑائی شروع کردی۔ (۷) تجھ سا نا ہنجار میں (بیوی) نے کہیں نہیں دیکھا۔ سُرخ بھڑ کی طرح سوائے ڈنگ (عضو تناسل) کے اور کچھ نہیں ہے۔
(۸) ہمسایوں کی طرح مردانہ وار کمانا سیکھ۔ اس لیے کہ میں مفت کی رنڈی نہ تھی۔ جب جی چاہا پکڑ کے ڈس لیا۔
(۹) لوگ تو اپنے پاس مال و زر اور ہر قسم کے وسائل رکھتے ہیں۔ تو بھی خوب کمائی کر کہ ان جیسا خوش نصیب ہو سکتا ہے۔
(۱۰) اس طعنہ زنی کی وجہ سے وہ درویش صفت آدمی صرف آہ بھر کے رہ گیا۔ خالی ڈھول سے آواز کی طرح خالی پیٹ سے صرف آہ نکلتی ہے۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
کہ من دست قدرت ندارم بہیچ	۱	بسرپنجہ دست قضا بر مپیچ
کہ مجھے کسی چیز پر بھی دست قدرت نہیں ہے		طاقت سے قضا کے ہاتھ کو نہ موڑ
نکردند در دست من اختیار	۲	کہ من خویشتن را کنم بختیار
انہوں نے میرے ہاتھ میں اختیار نہیں دیا		کہ میں اپنے آپ کو بختیار بنا لوں

حکایت

کہانی

مصرع اول		مصرع دوم
یکے مرد درویش در خاک کیش	۴	نکو گفت با ہمسر زشت خویش
کیش کی سرزمین میں ایک درویش مرد نے		اپنی بدصورت بیوی سے کیا خوب کہا
چو دست قضا زشت رویت نوشت	۵	میندائے گلگونہ بر روئے زشت
جبکہ تقدیر کے ہاتھ نے تیرا برا چہرہ لکھا ہے		بدنما چہرے پر غازہ نہ لیپ
کہ حاصل کند نیک بختی بزور	۶	بسرمہ کہ بینا کند چشم کور
زور سے نیک بختی کون حاصل کرسکتا ہے		اندھی آنکھ کو سرمہ سے کون بینا کر سکتا ہے
نیاید نکو بختی از بدرگاں	۷	محالست دوزندگی از سگاں
بدذات انسانوں سے نیکی نہیں ہوسکتی ہے		کتوں سے سلائی ناممکن ہے
ہمہ فیلسوفان یونان و روم	۸	ندانند کرد انگبیں از زقوم
یونان اور روم کے سارے فلسفی		تھوہر سے شہد بنانا نہیں جانتے ہیں
ز وحشی نیاید کہ مردم شود	۹	بسعی اندرو تربیت گم شود
وحشی سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ انسان بن جائے		کوشش کرنے سے اس میں تربیت رائیگاں جاتی ہے
تواں پاک کردن ز زنگ آئینہ	۱۰	ولیکن نباشد ز سنگ آئینہ
آئینہ سے زنگ صاف کیا جاسکتا ہے		لیکن پتھر سے آئینہ نہیں بنتا ہے

(۱) من: میں۔ دست قدرت: قدرت کا ہاتھ۔ ندارم: نہیں رکھتا ہیں۔ بہیچ: کسی چیز پر۔ بسرپنجہ: طاقت کے ساتھ۔ دست قضا: تقدیر کا ہاتھ۔ مپیچ: مت پھیر۔ (۲) نکردند: نہیں کیا انہوں نے۔ در دست من: میرے ہاتھ میں۔ من: میں۔ خویشتن را: اپنے آپ کو۔ کنم: کروں میں۔ بختیار: نصیب والا۔
(۳) حکایت: کہانی۔
(۴) یکے: ایک۔ در خاک کیش: کیش کے علاقے میں۔ کیش: ایران کا ایک جزیرہ۔ نکو گفت: خوب کہا۔ ہمسر زشت خویش: اپنی بدصورت بیوی۔
(۵) چو: جب۔ دست قضا: تقدیر کا ہاتھ۔ زشت رویت: تجھ کو بدصورت۔ نوشت: اس نے لکھا۔ میندائے: مت لیپ۔ گلگونہ: ابٹنا یا پاؤڈر۔ روئے زشت: بدصورت چہرہ۔ (۶) کند: کر سکتا ہے۔ نیک بختی: خوش نصیبی۔ بینا: دیکھنے والا، سوانکھا۔ کند: کرے۔ چشم کور: اندھی آنکھ۔
(۷) نیاید: نہیں آتی۔ نکو بختی: خوش نصیبی۔ بدرگاں: جمع بدذات۔ محالست: ناممکن ہے۔ دوزندگی: سلائی۔ سگاں: جمع سگ کتے۔
(۸) ہمہ: تمام۔ فیلسوفان: جمع فلسفی، حکیم۔ یونان: یورپ کا ایک چھوٹا سا ملک جہاں کے فلسفی مشہور ہیں۔ روم: ایک ملک موجودہ اٹلی۔ ندانند کرد: نہیں کرنا جانتے۔ انگبیں: شہد۔ زقوم: تھوہر۔
(۹) وحشی: جنگلی جانور۔ نیاید: نہ آوے۔ مردم: انسان۔ شود: ہو جاوے۔ بسعی: کوشش کے ساتھ۔ اندرو: اس میں۔ تربیت: پالنا۔ (۱۰) تواں پاک کردن: پاک کر سکتے ہیں۔ ز زنگ: زنگار سے۔ آئینہ: شیشہ۔ نباشد: نہیں ہوسکتا۔ ز سنگ: پتھر سے۔

تشریح: (۱) تقدیر کا لکھا نہیں ٹل سکتا۔ جبراً مقدر کو تبدیل کرنا سوائے ناکامی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (۲) خوش نصیبی قدرت کی طرف سے ہوتی ہے۔ قدرت نے مجھے یہ حق نہیں دیا کہ میں چند خوش نصیبوں میں ہو جاؤں۔ (۳) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مقدر کی مصلحت سے سمجھوتہ کر کے بسر اوقات کرنا مفید ہے۔ اس کی مخالفت سود مند نہیں۔ (۴) ایران کے جزیرہ کیش کے ایک آدمی نے اپنی بدصورت بیوی سے بڑی اچھی بات کہی۔ (۵) قدرت کی طرف سے ملنے والی بدصورتی سولہ سنگھار سے خوبصورتی میں تبدیل نہیں ہوسکتی۔
(۶) زور بازو سے خوش بختی کا حصول ناممکن ہے۔ جو آنکھ مادر زاد نابینا ہو۔ سُرمہ ڈالنے سے بینا نہیں ہوسکتی۔
(۷) جن کی فطرت ازل سے بدذاتوں جیسی ہو۔ ان سے نیکی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ کتے پھاڑ کھاتے ہیں۔ سینے اور جوڑنے کا کام ان سے محال و ناممکن ہے۔ (۸) دنیا بھر کے فلسفی جمع ہو کر زہر ہلاہل (تھوہر) کو شہد نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ ان (فلسفیوں) میں یہ قدرت نہیں ہے۔
(۹) جنگل کے وحشی جانور کبھی انسان نہیں بن سکتے۔ کیونکہ تربیتی کوششیں ہمیشہ ناکام رہتی ہیں۔ یعنی فطرت نہیں بدل سکتی۔
(۱۰) زنگ آلود آئینہ گھرچنے سے صاف ہوسکتا ہے۔ لیکن پتھر سے آئینہ بن جائے۔ تو یہ ناممکن ہے۔

marfat.com

نمبر		
۱	بکوشش نروید گل از شاخ بید	نہ زنگی بگرمابہ گردد سفید
	بید کی شاخ سے کوشش کرنے سے پھول نہیں اگتا ہے	حمام سے حبشی سفید نہیں ہو جاتا ہے
۲	چو رد مے نگردد خدنگ قضا	سپر نیست مر بندہ را جز رضا
	جب قضائے خداوندی کا تیر واپس نہیں لوٹتا ہے	تو رضا کے سوا بندے کے پاس کوئی ڈھال نہیں ہے

حکایت کرگس و زغن

قصہ گدھ اور چیل کا

نمبر		
۴	چنیں گفت پیش زغن کرگسے	کہ نبود ز من دور بیں تر کسے
	ایک گدھ چیل کے سامنے یہ بولا	مجھ سے زیادہ دور بین کوئی نہیں ہوگا
۵	زغن گفت ازیں در نشاید گزشت	بیا تا چہ بینی در اطراف دشت
	چیل بولی اس سے آگے نہ بڑھنا چاہیئے	آ تو جنگل کے اطراف میں کیا دیکھتا ہے
۶	شنیدم کہ مقدار یک روزہ راہ	بکرد از بلندی بہ پستی نگاہ
	میں نے سنا ہے کہ ایک دن کے فاصلے سے	اس نے اوپر سے نیچے نظر ڈالی
۷	چنیں گفت دیدم گرت باورست	کہ یک دانہ گندم بہاموں برست
	اس نے کہا اگر تجھے یقین آئے تو میں نے دیکھا ہے	کہ گیہوں کا ایک دانہ زمین پر پڑا ہے
۸	زغن را نماند از تعجب شکیب	ز بالا نہادند سر در نشیب
	چیل کو تعجب کی وجہ سے صبر نہ آیا	انہوں نے سر اونچائی سے نشیب کی طرف کر دیا
۹	چو کرگس بر دانہ آمد فراز	بر او بر بہ پیچید قیدے دراز
	جب گدھ دانہ کے قریب پہنچا	اس پر لمبی قید چمٹ گئی
۱۰	ندانست ازاں دانہ خوردنش	کہ دہر افگند دام در گردنش
	وہ یہ نہ سمجھا کہ اس دانے کے کھانے سے	زمانہ اس کی گردن میں جال ڈال دے گا

(۱) نروید: نہیں اگتا۔ گل: پھول۔ بید: ایک لکڑی جس کی چھال رسیاں بننے کے کام آتی ہے۔ زنگی: حبشی۔ بگرمابہ: حمام میں۔ گردد: ہو جاوے۔

(۲) چو: جب۔ رد مے نگردد: رد نہ ہو سکے۔ خدنگ قضا: تقدیر کا تیر۔ سپر: ڈھال۔ نیست: نہیں ہے۔ مر: خاص۔ جز رضا: سوائے تقدیر کے۔

(۳) کرگس: گدھ۔ زغن: چیل۔

(۴) چنیں: ایسے۔ گفت: کہا اس نے۔ پیش زغن: چیل کے سامنے۔ کرگسے: ایک گدھ نے۔ نبود: نہ ہووے۔ ز من: مجھ سے۔ دور بیں تر: بہت دور دیکھنے والا۔ کسے: کوئی شخص۔

(۵) زغن: چیل۔ گفت: کہا۔ ازیں: اس سے۔ در: زائد۔ نشاید گزشت: نہیں گزرنا چاہیئے۔ بیا: آ۔ تا: تاکہ۔ چہ: کیا۔ بینی: تو دیکھتا ہے۔ اطراف: جمع طرف۔ دشت: جنگل۔ (۶) شنیدم: میں نے سنا۔ یک روزہ راہ: ایک دن کا راستہ۔ بکرد: کی اس نے۔

(۷) چنیں: ایسے۔ گفت: کہا۔ دیدم: میں نے دیکھا۔ گرت: اگر تجھ کو۔ باورست: یقین ہے۔ بہاموں: جنگل میں۔ بر: زائد۔ ست: ہے۔

(۸) زغن: چیل۔ نماند: نہ رہا۔ شکیب: صبر۔ ز بالا: اوپر سے۔ نہادند: رکھا انہوں نے۔ در نشیب: نیچان میں یعنی زمین کی طرف۔ (۹) چو: جب۔ کرگس: گدھ۔ آمد: آئی۔ فراز: سامنے یا نزدیک۔ برو: اس پر۔ بہ پیچید: لپٹ گیا۔ قیدے: ایک پھندا۔ دراز: لمبا۔ (۱۰) ندانست: نہ جانا۔ ازاں: اس سے۔ خوردنش: اس کو کھانا۔ اپنے اس دانہ کھانے کی وجہ سے۔ دہر: زمانہ۔ افگند: ڈالتا ہے۔ دام: جال۔ در گردنش: اس کی گردن میں۔

تشریح: (۱) محنت و مشقت کے ذریعے بید کے درخت پر پھول کا اگنا محال ہے۔ اور کسی حبشی کا غسل کے ذریعے گورا ہونا ناممکن ہے۔ (۲) چونکہ قسمت کا لکھا ٹل نہیں سکتا۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ اپنے مقدر پر تسلیم و رضا اختیار کرے۔

(۳) عنوان۔ اس حکایت میں گدھ اور چیل کی کہانی بیان کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ مقدر ہارنے پر تیز بینائی والوں کی آنکھیں نابینا ہو جاتی ہیں۔ (۴) کسی گدھ نے چیل کے سامنے اتراتے ہوئے کہا کہ مجھ سے زیادہ تیز نگاہ کسی میں نہیں۔ (۵) اس پر چیل نے گدھ سے کہا کہ اپنا دعویٰ سچ ثابت کرنے کے لیے تجھے (گدھ کو) بتلانا پڑے گا کہ جنگل کے آس پاس کیا ہے۔ (۶) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ وہ دونوں (چیل اور گدھ) آسمان کی بلندی پر ایک دن کے فاصلے کے مطابق اڑ رہے تھے کہ اسی بلندی سے نگاہ دوڑائی۔ (۷) اس (گدھ) نے کہا کہ اگر تجھے (چیل کو) میری بات پر یقین ہے تو مجھے (گدھ کو) جنگل میں ایک دانہ پڑا ہوا نظر آ رہا ہے۔ (۸) چنانچہ بوجہ تعجب چیل کو بے صبری نے گھیرا اور وہ دونوں (گدھ و چیل) بلندی سے پستی کی طرف رُخ کر کے اڑنے لگے۔ (۹) دانے پر گدھ کے اترنے کی اثناء میں یکایک ایک پھندا اس (گدھ) کی گردن میں لپٹ گیا۔ (۱۰) اسے (گدھ کو) یہ خبر نہ تھی کہ دانہ کھانے سے زمانہ گردن میں پھندا ڈال کے اس کا شکار بھی کر سکتا ہے۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
نہ آبستن دُر بود ہر صدف	۱	نہ ہر بار شاطر زند بر ہدف
ہر سیپی موتی سے حاملہ نہیں بنتی ہے		نہ ہر بار چالاک نشانہ پر مار سکتا ہے
زغن گفت ازاں دانہ دیدن چہ سود	۲	چو بینائیِ دامِ خصمت نبود
چیل بولی اس دانہ کے دیکھنے سے کیا فائدہ		جب تجھ میں دشمن کے جال کی بینائی نہ تھی
شنیدم کہ مے گفت و گردن بہ بند	۳	نہ باشد حذر با قدر سودمند
میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا اور اسکی گردن پھنسی تھی		تقدیر سے بچاؤ مفید نہیں ہے
اجل چوں بخونش برآورد دست	۴	قضا چشمِ باریک بینش بہ بست
موت نے جب اس کا خون بہانے کیلئے ہاتھ نکال لیا		تقدیر نے اس کی باریک بینی بند کر دی
در آبے کہ پیدا نہ دارد کنار	۵	غرورِ شناور نیاید بکار
جس پانی کا کنارہ موجود نہ ہو اس میں		تیراک کا غرور کام نہیں آتا ہے

حکایت

کہانی

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
چہ خوش گفت شاگردِ منسوج باف	۷	چو عنقا برآورد و پیل و زراف
منسوج بننے والے کے شاگرد نے کیا خوب کہا		جب اس نے عنقا، ہاتھی اور زرافہ بنا دیا
مرا صورتے بر نیاید ز دست	۸	کہ نقشش معلم ز بالا نہ بست
مجھ سے کوئی ایسی تصویر نہیں بنتی ہے		جس کا نقشہ سکھانے والے نے پہلے سے نہ بنا دیا ہو
گرت صورتِ حال بد یا نکوست	۹	نگاریدۂ دستِ تقدیرِ اوست
اگر تیری صورتِ حال اچھی یا بُری ہے		اس کے تقدیر کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے
دریں نوعے از شرک پوشیدہ ہست	۱۰	کہ زیدم بیازرد و عمرم بخست
اس بات میں ایک قسم کا شرک چھپا ہوا ہے		کہ مجھے زید نے ستایا اور مجھے عمرو نے خستہ کر دیا

(۱) آبستن دُر: موتی کی حاملہ۔ بود: ہووے۔ ہر صدف: ہر سیپ۔ شاطر: چالاک یا شطرنج کا کھلاڑی۔ زند: مارتا ہے۔ ہدف: نشانہ۔ (۲) زغن: چیل۔ گفت: کہا۔ ازاں دانہ دیدن: اس دانہ دیکھنے سے۔ چہ سود: کیا فائدہ۔ چو: جب۔ بینائی دامِ خصمت: اپنے دشمن کے جال کو دیکھنے کی قوت۔ نبود: نہ تھی۔ (۳) شنیدم: میں نے سنا۔ مے گفت: کہتا تھا۔ بہ بند: قید میں۔ نہ باشد: نہ ہووے۔ حذر: احتیاط۔ با قدر: تقدیر کے ساتھ۔ سودمند: نفع مند۔ (۴) اجل: موت۔ چوں: جب۔ بخونش: اس کے خون میں۔ برآورد: نکال لائی۔ دست: ہاتھ۔ قضا: تقدیر۔ چشم باریک بینش: اس کی باریک بین آنکھیں۔ بہ بست: باندھ دیں۔ (۵) در آبے: ایسے پانی میں۔ پیدا: ظاہر۔ نہ دارد: نہ رکھے۔ کنار: کنارہ۔ شناور: تیراک۔ نیاید: نہیں آتا۔ بکار: کام میں۔ (۶) حکایت: کہانی۔ (۷) چہ: کیا۔ خوش گفت: خوب کہا۔ منسوج باف: بنے ہوئے کپڑے پر کڑھائی کرنے والا۔ عنقا: ایک فرضی جانور۔ برآورد: نکالا یعنی بنایا۔ پیل: ہاتھی۔ زراف، زرافہ: اونٹ جیسی لمبی گردن گائے جیسے کھر اور گھوڑے جیسے جسم والا جانور۔ (۸) مرا: مجھ کو۔ صورتے: کوئی تصویر۔ بر نیاید: نہیں بنتی۔ ز دست: ہاتھ سے۔ نقشش: اس کا نقشہ۔ معلم: استاد۔ ز بالا: اوپر سے یا پہلے سے۔ نہ بست: نہ باندھا ہو۔ (۹) گرت: اگر تیری۔ بد: بُری۔ نکوست: اچھی۔ نگاریدہ: بنائی ہوئی۔ دستِ تقدیرِ اوست: اس کی تقدیر کے ہاتھ کی۔ (۱۰) دریں: اس میں۔ نوعے: ایک قسم۔ شرک: کسی مخلوق کو خدا کی ذات و صفات میں برابر کرنا۔ پوشیدہ: چھپی ہوئی۔ ہست: ہے۔ زیدم: زید نے مجھ کو۔ بیازرد: ستایا۔ عمرم: عمرو نے مجھ کو۔ بخست: زخمی کیا۔

تشریح: (۱) ہر صدف (سیپ) کے پیٹ میں موتی نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ہر چالاک نشانے باز کا ہدف (نشانہ) ہر بار صحیح ہوتا ہے۔ (۲) چیل نے کہا کہ ایسے دانے پر نظر رکھنا بے کار ہے جس کے پیچھے دشمن کا چھپا ہوا جال بھی دکھائی نہ دے۔ (۳) وہ (گدھ) جال میں پھنسے ہوئے یہی کہہ رہی تھی کہ تقدیر کے سامنے ہر قسم کی احتیاطی تدابیر لغو (بے کار) ہو جاتی ہیں۔ (۴) جب موت نے اسے (گدھ کو) اپنے پنجے میں دبوچا تو قسمت نے اس (گدھ) کی بینائی کی تیزی ختم کر دی۔ (۵) بحرِ بے کنار (ایسا سمندر جس کا کنارہ نہ ہو) میں غوطہ زن ماہر تیراک بھی بالآخر تھکاوٹ کے بعد ڈوب جاتا ہے۔ (۶) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کے اختیارات ایک مخصوص دائرے تک محدود ہیں۔ قسمت نے جس کا نقشہ خود تیار کیا ہوا ہے۔

(۷) ایک دن کپڑے پر کشیدہ کاری کرنے والے استاد کے شاگرد نے اس وقت کیا خوب بات کہی، جب اس نے عنقا، ہاتھی اور زرافہ (کپڑے پر) بنایا۔

(۸) میں (شاگرد) اس وقت تک (کپڑے پر) تصویر نہیں بنا سکتا، جب تک استاد کے بتاتے ہوئے طریقے کو نہ اپناؤں۔

(۹) انسان کی صورتحال تقدیر میں پہلے سے طے شدہ ہوتی ہے خواہ اچھی ہو یا بُری۔ سب کچھ تقدیر میں لکھے ہوئے کے مطابق ہوتا ہے۔

(۱۰) اچھی یا بُری حالت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی طرف منسوب کرنا شرک کے زمرے میں آتا ہے۔

marfat.com

نمبر		
۱	گرت دیدہ بخشد خداوند امر	نہ بینی دگر صورت زید و عمرو
	حکم کا مالک اگر تجھے آنکھ عنایت فرمائے	تو تو پھر زید اور عمرو کی صورت نہ دیکھ سکے
۲	نہ پندارم از بندہ دم در کشد	خدایش بروزی قلم در کشد
	مجھے یہ یقین نہیں ہے کہ اگر بندہ خاموش رہے	تو خدا اس کی روزی کاٹ دے
۳	جہاں آفرینت کشایش دہاد	اگر وے بہ بندد نشاید کشاد
	جہان کا پیدا کرنے والا تجھے فراخی بخشے	اگر وہ بند کر دے تو کھل نہ سکے

حکایت
کہانی

نمبر		
۵	شتر کرہ با مادرِ خویش گفت	پس از رفتن آخر زمانے بخفت
	اونٹ کے بچے نے اپنی ماں سے کہا	چلنے کے بعد پھر تھوڑی دیر سو جا
۶	بگفت ار بدستِ منستے مہار	ندیدے کسم بارکش در قطار
	اس نے کہا اگر مہار میرے ہاتھ میں ہوتی	مجھے قطار میں بوجھ کھینچنے والا کوئی نہ دیکھتا
۷	قضا کشتی آنجا کہ خواہد برد	وگر ناخدا جامہ بر خود درد
	کشتی کو قضا جہاں چاہتی ہے لے جاتی ہے	خواہ ناخدا اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے
۸	مکن سعدیا دیدہ بر دستِ کس	کہ بخشندہ پروردگار ست و بس
	اے سعدی کسی کا دست نگر نہ بن	اس لیے کہ دینے والا صرف خدا ہے
۹	اگر حق پرستی ز درہا بہ بست	کہ گر وے براند نخواند کست
	اگر تو حق پرست ہے تو بہت سے دروازوں سے وہ کافی ہے	اس لیے کہ اگر وہ بھگائے تو تجھے کوئی نہ بلائے گا
۱۰	گر او نیک بختت کند سر برآر	وگرنہ سرِ ناامیدی بخار
	اگر وہ تجھے نیک بخت کر دے تو سر بلند کر	ورنہ سر ناامیدی سے کھجاتا رہ

(۱) دیدہ: آنکھ۔ بخشد: بخش دیوے۔ خداوند امر: حکم کا مالک یعنی خدا۔ نہ بینی: نہ دیکھے تو۔ دگر: پھر۔ صورت زید و عمرو: زید و عمرو کی صورت۔ زید و عمرو بطور مثال ہیں، مراد مخلوق۔ (۲) نہ پندارم: میں نہیں سمجھتا۔ ار: اگر۔ دم درکشد: سانس اندر کھینچ لے یعنی چپ رہے۔ خدایش: خدا اس کی۔ قلم درکشد: قلم کھینچ دے یعنی روزی بند کر دے۔ (۳) جہاں آفرینت: جہان کا پیدا کرنے والا تجھ کو۔ کشایش: رزق کی فراخی۔ دہاد: دیوے۔ وے: وہ۔ بہ بندد: بند کر دے۔ نشاید کشاد: کھولا نہیں جا سکتا۔ (۴) حکایت: کہانی۔ (۵) شتر کرہ: اونٹ کا بچہ۔ مادرِ خویش: اپنی ماں۔ گفت: کہا۔ پس از رفتن: چلنے کے بعد۔ زمانے: تھوڑی دیر۔ بخفت: سو جا، ماضی بمعنی امر بضرورت شعری۔ (۶) بگفت: اس نے کہا۔ ار: اگر۔ بدستِ منستے: میرے ہاتھ میں ہوتی۔ ندیدے: نہ دیکھتا۔ کسم: کوئی شخص مجھ کو۔ بارکش: بوجھ کھینچنے والا۔ (۷) قضا: تقدیر۔ آنجا کہ: جہاں کہ۔ خواہد: چاہتی ہے۔ برد: لے جاتی ہے۔ وگر: اگرچہ۔ ناخدا: اصل ناؤ خدا یعنی کشتی چلانے والا۔ جامہ: کپڑا۔ بر خود: اپنے اوپر۔ درد: پھاڑ ڈالے۔ (۸) مکن: مت کر۔ سعدیا: اے سعدیؒ۔ دیدہ: آنکھ۔ بر دستِ کس: کسی کے ہاتھ پر۔ بخشندہ: بخشنے والا۔ پروردگار: خدا۔ ست: ہے۔ بس: صرف۔ (۹) حق پرستی: حق کو پوجنے والا ہے۔ ز درہا: بہت سے دروازوں سے۔ بست: کافی ہے تجھ کو۔ وے: وہ۔ براند: ہانک دیوے۔ نخواند: نہ بلاوے۔ کست: کوئی تجھ کو۔ (۱۰) او: وہ۔ کند: کر دے۔ سر برآر: سر اونچا کر۔ سرِ ناامیدی: ناامیدی کا سر۔ بخار: کھجا۔

تشریح: (۱) جس شخص کو نور معرفت حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا میں ظاہر ہونے والے ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ منسوب کرتا ہے۔ (۲) جو شخص اپنے مقدر کو تسلیم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر حال میں رزق پہنچاتا ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ (کسی جانور کو اللہ کے سوا کوئی رزق نہیں دیتا) (۳) کشائش رزق کی استدعا اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ (رزق کا) دروازہ وہی (اللہ تعالیٰ) کھولتا ہے۔ اور وہی بند کرتا ہے۔ (۴) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اونٹ کی لگام انسان کے ہاتھ میں ہے۔ (۵) اونٹ کے بچے (لوڈا) نے تھکاوٹ محسوس کرتے ہوئے اپنی ماں (اونٹنی) سے کہا کہ بہت چل لیا۔ اب تھوڑا سا آرام کرنا چاہیے۔ (۶) اس (اونٹنی) نے کہا کہ اگر میری لگام میرے پاس ہوتی تو میں کبھی بھی اونٹوں کی قطار میں مال برداری نہ کرتی۔ (۷) کشتی ہمیشہ تقدیر میں طے شدہ پروگرام کے مطابق اس جگہ کنارے لگتی ہے۔ جہاں تقدیر کی منشا ہوتی ہے۔ اس میں ملاح کا کوئی اختیار نہیں۔ (۸) بقول شیخ سعدیؒ، اللہ تعالیٰ کے سامنے دست بدعا ہونا چاہیے کیونکہ اَن داتا ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ (۹) اگر کسی کو اللہ تعالیٰ حق پرستی کی معرفت عطا فرما دے تو صرف اسی (اللہ تعالیٰ) کی ذات کافی ہے۔ کیونکہ اس کے دھتکارے ہوئے ہمیشہ بے یار و مددگار ہوتے ہیں۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوشحالی فخر کا باعث ہے۔ بصورت دیگر ناکامی کو اپنا مقدر سمجھنا چاہیے۔

marfat.com

گفتار اندر اخلاص و برکت آں و ریاد آفت آں

عبادت اخلاص اور اس کی برکت اور ریا اور اس کی آفت کے بیان میں

عبادت باخلاص نیت نکوست	۲	وگرنہ چہ آید زبے مغز پوست
نیت کے اخلاص کے ساتھ عبادت اچھی ہے		ورنہ بے گری کے چھلکے سے کیا ہوتا ہے
چہ زنارِ مغ برمیانت چہ دلق	۳	کہ در پوشی از بہر پندار خلق
آتش پرست کا جنیؤ اور کمر پر گدڑی یکساں ہے		جو تو لوگوں کے اعتقاد کے لیے پہنے
مکن گفتمت مردی خویش فاش	۴	چو مردی نمودی مخنث مباش
میں تجھ سے کہتا ہوں اپنی بزرگی ظاہر نہ کر		جب بزرگی دکھائی ہے تو ہیجڑا نہ بن
باندازۂ بود باید نمود	۵	خجالت نبرد آنکہ بنمود و بود
ہونے کے مطابق دکھانا چاہیے		وہ شرمندگی نہیں اٹھاتا جس نے دکھایا جو تھا
کہ چوں عاریت برکشند از سرش	۶	بماند کہن جامۂ در برش
اس لیے کہ جب مانگا ہوا اس کے سر سے اتار لیں گے		تو اس کے بدن پر پرانا لباس رہ جائے گا
اگر کوتہ ای پائے چوبیں مبند	۷	کہ در چشم طفلاں نمائی بلند
اگر تو پست قد ہے تو لکڑی کے پیر نہ باندھ		کہ بچوں کو اونچا معلوم ہونے لگے
وگر نقرہ اندودہ باشد نحاس	۸	تواں خرچ کردن بر ناشناس
اگر تانبے پر چاندی کا ملمع ہو		نہ جاننے والے کے پاس چلایا جا سکتا ہے
منہ جان من آب زر بر پشیز	۹	کہ صراف دانا نگیرد بہ چیز
میری جان پیسے پر سونے کا پانی نہ پھیر		اس لیے کہ دانا صراف کسی چیز کے بدلے اس کو نہ لے گا
زراندودگاں را بآتش برند	۱۰	پدید آید آنگہ کہ مس یا زر اند
سونے کے ملمع والوں کو آگ پر تپائیں گے		تب معلوم ہو جائے گا کہ وہ پیتل ہیں یا سونا

(۱) گفتار: گفتگو۔ اخلاص: نیک نیتی۔ ریا: دکھاوا۔ آفت آں: اس کی آفت۔ (۲) عبادت: بندگی۔ باخلاص نیت: نیت کے خلوص کے ساتھ۔ نکوست: اچھی ہے۔ چہ: کیا۔ آید: آوے۔ بے مغز پوست: بغیر گری کا چھلکا۔ (۳) چہ: کیا۔ زنار: جنیؤ۔ زنارِ مغ: آتش پرست کا جنیؤ، ایک دھاگہ جو بغل میں ڈالتے ہیں۔ برمیانت: تیری کمر پر۔ دلق: گودڑی۔ در پوشی: پہنے تو۔ از بہر: واسطے۔ پندار خلق: مخلوق کا اعتقاد۔ (۴) مکن: مت کر۔ گفتمت: میں نے تجھ کو کہا۔ مردی خویش: اپنی مردی، اپنی بزرگی۔ فاش: ظاہر۔ مردی: بہادری۔ نمودی: دکھائی تو نے۔ مخنث: ہیجڑا۔ مباش: مت ہو۔ (۵) باندازۂ بود: ہونے کے اندازے کے مطابق یعنی جتنی حقیقت ہو۔ باید نمود: دکھانا چاہیے۔ خجالت: شرمندگی۔ نبرد: نہ لے گیا۔ آنکہ: جس نے کہ۔ بنمود: دکھایا۔ بود: تھا۔ (۶) چوں: جب۔ عاریت: مانگواں لباس۔ برکشند: اتار لیں گے۔ از سرش: اس کے سر سے۔ بماند: رہ جائے گا۔ کہن جامہ: پرانا کپڑا۔ در برش: اس کی بغل میں یا اس کے جسم پر۔ (۷) کوتہ ای: تو چھوٹے قد والا ہے۔ پائے چوبیں: لکڑی کے پاؤں۔ مبند: مت باندھ۔ چشم طفلاں: بچوں کی آنکھ۔ نمائی: دکھائی دیوے تو۔ (۸) نقرہ: چاندی۔ اندودہ باشد: لیپا ہوا ہو۔ نحاس: تانبہ۔ تواں خرچ کردن: خرچ کر سکتے ہیں۔ ناشناس: نہ پہچاننے والا۔ (۹) منہ: مت رکھ۔ جان من: میری جان۔ آب زر: سونے کا پانی۔ پشیز: پیسہ۔ صراف دانا: سمجھ دار سنار۔ نگیرد: نہیں لیوے گا۔ بہ چیز: کسی چیز کے بدلے۔ (۱۰) زراندودگاں: سونا چڑھے ہوئے۔ بآتش: آگ میں۔ برند: لے جائیں گے۔ پدید آید: ظاہر ہو جائے گا۔ آنگہ: اس وقت۔ مس: پیتل۔ زر: سونا۔ اند: ہیں۔

تشریح (۱) اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اصل مدار عبادت خلوص نیت پر منحصر ہے۔ ریاکاری سے عبادت ضائع ہو جاتی ہے۔
(۲) خلوص نیت کے ساتھ عبادت کا حق ادا کرنا چاہیے۔ بصورت دیگر ریاکاری کی عبادت بے کار ہوتی ہے۔
(۳) اگر بزرگی کا لباس لوگوں کی عقیدتمندی کی غرض سے پہنا جائے۔ تو پھر آتش پرست کی زنار اور لباس خضر میں کوئی فرق نہیں۔ (۴) بزرگی و کرامات کا اظہار کرنے کی بجائے عمل و کردار سے بزرگی ثابت کرنی چاہیے۔ ورنہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور والی بات ہوگی۔ (۵) اپنی صفت کے مطابق اظہار خیال کرنا چاہیے۔ ورنہ شرمساری ہوتی ہے جنر مند کبھی بھی اپنے ہنر میں مار نہیں کھاتا۔ (۶) جھوٹی شہرت کی مثال مانگے ہوئے لباس جیسی ہے کیونکہ مانگا ہوا لباس اتر جانے کے بعد یا تو پرانے لباس کی چغلی کھاتا ہے یا برہنہ (ننگا) کر دیتا ہے۔ (۷) لکڑی کے پاؤں قد کو لمبا نہیں کرتے۔ اس لیے ایسی بات کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے جس کا وجود تمہارے جسم میں نہ ہو۔ (۸) عالمانہ لباس میں جاہل کی مثال ایسی ہے۔ جیسے تانبے پر چاندی کا پانی چڑھا دیا جائے۔ چاندی کا پانی اترنے سے اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ (۹) کرنسی کے سکے (پیسے) پر سونے کا ملمع کرنا بے سود ہے کیونکہ عقلمند زرگر کی آنکھ سے حقیقت نہیں چھپ سکتی۔ (۱۰) جس طرح ملمع شدہ چیز آگ میں پرکھنے کے بعد اصلی یا نقلی ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح ظاہر و باطن کی پرکھ کے لیے انسان کو دوزخ میں جلنا پڑے گا۔

marfat.com

حکایت

کہانی

۲	ندانی کہ بابائے کوہی چہ گفت	بمردے کہ ناموس را شب نخفت
	تجھے معلوم نہیں پہاڑی بابا نے کیا کہا	اس شخص کو جو شہرت کی خاطر تمام رات نہ سویا
۳	برو جان بابا با خلاص پیچ	کہ نتوانی از خلق بربست ہیچ
	جا بابا کی جان ! اخلاص پیدا کر	اس لیے کہ تو مخلوق سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا
۴	کسانیکہ فعلت پسندیدہ اند	ہنوز از تو نقش بروں دیدہ اند
	جنہوں نے تیرا فعل پسند کیا ہے	انہوں نے ابھی تیرے ظاہری نقش دیکھے ہیں
۵	چہ قدر آورد بندۂ حور ویس	کہ زیر قبا دارد اندام پیس
	حور جیسا غلام کیا قدر پیدا کر سکتا ہے	جو قبا کے نیچے برص کا جسم رکھتا ہو
۶	نشاید بدستاں شدن در بہشت	کہ بازت رود چادر از روئے زشت
	مکر سے بہشت میں جانا ممکن نہیں ہے	اس لیے کہ تیرے بھدے چہرے سے چادر ہٹا دی جائے گی

حکایت طفل روزہ دار

روزہ دار بچہ کا قصہ

۸	شنیدم کہ نابالغے روزہ داشت	بصد محنت آورد روزے بچاشت
	میں نے سنا ہے کہ ایک نابالغ نے روزہ رکھ لیا	سو مشقتوں سے چاشت تک دن پہنچایا
۹	زکتابتش آں روز سابق ببرد	بزرگ آمدش طاعت از طفل خرد
	اس دن اس کو مکتب سے خلیفہ لے گیا	چھوٹے بچے کی عبادت اس کو بڑی معلوم ہوئی
۱۰	پدر دیدہ بوسید و مادر سرش	فشاندند بادام و زر بر سرش
	باپ نے آنکھیں چومیں ماں نے اس کا سر	انہوں نے بادام اور چاندی اس کے سر پر نچھاور کی

(۱) حکایت: کہانی۔ (۲) ندانی: تو نہیں جانتا۔ بابائے کوہی: پہاڑی بابا۔ چہ گفت: کیا کہا۔ بمردے کہ: ایسے مرد کو جو کہ۔ ناموس را: شہرت کے لیے۔ شب: رات کو۔ نخفت: نہ سویا۔

(۳) برو: جا۔ جان بابا: بابا کی جان۔ با خلاص: اخلاص میں۔ پیچ: لپٹ یعنی کوشش کر۔ نتوانی بربست: کے ساتھ مل کر نہیں باندھ سکے گا یعنی فائدہ نہیں اٹھائے گا۔ از خلق: مخلوق سے۔ ہیچ: کچھ۔

(۴) کسانیکہ: جو لوگ کہ۔ فعلت: تیرا کام۔ پسندیدہ: پسند کیا ہے۔ ہنوز: ابھی۔ از تو: تجھ سے۔ نقش بروں: باہر کے نقش۔ (۵) چہ: کیا۔ قدر آورد: قیمت پاوے۔ بندۂ حور ویس: حور جیسا غلام۔ زیر قبا: اچکن کے نیچے۔ دارد: رکھے۔ اندام پیس: برص والا جسم۔ (۶) نشاید شدن کے ساتھ مل کر نہیں جا سکتے۔ بدستاں: مکر سے۔ بازت رود: اتر جائے گی۔ ت از روئے کے ساتھ مل کر تیرے چہرے سے۔ زشت: برا۔ (۷) طفل: بچہ۔ روزہ دار: روزے والا۔

(۸) شنیدم: میں نے سنا۔ نابالغے: ایک نابالغ۔ روزہ داشت: روزہ رکھا۔ بصد محنت: سو مشقت سے۔ آورد: لایا۔ بچاشت: چاشت کے وقت تک۔ (۹) زکتابتش: مکتب سے اس کو۔ آں روز: اس دن۔ سابق: خلیفہ یا جماعت کا مانیٹر۔ ببرد: لے گیا۔ بزرگ آمدش: بڑی لگی اس کو۔ طاعت: عبادت۔ طفل خرد: چھوٹا بچہ۔

(۱۰) پدر: باپ۔ دیدہ: آنکھ۔ بوسید: چومیں۔ مادر: ماں۔ سرش: اس کا سر۔ فشاندند: بکھیرے۔ زر: سونا یا پیسہ۔ بر سرش: اس کے سر پر۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ عیاری و ریاکاری کی عبادت کارگر ہونے کے بجائے وبال جان بن جاتی ہے۔
(۲) ایک شخص ساری رات عبادت میں مصروف رہا۔ تاکہ لوگ اسے صاحب کمال بزرگ سمجھیں۔ اسے پہاڑی بابا نے بہت اچھی بات کہی۔ (۳) میری جان! اگر ممکن ہو تو خلوص نیت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ ورنہ ریاکاری کی عبادت سے مخلوق کی عنایات ناممکن ہیں۔
(۴) جو لوگ بظاہر تیری تعریف کرتے ہیں۔ وہ صرف تیرے ظاہر سے واقف ہیں۔ (باطن سے تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات واقفیت رکھتی ہے)
(۵) برص (کوڑھ) زدہ غلام چہرے کی خوبصورتی کے باوجود قیمتی نہیں ہوتا۔ (کیونکہ کوڑھ خوبصورتی کو کھا جاتی ہے۔) (۶) کوئی شخص مکر و حیلہ سے جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن چہروں سے منافقت کا نقاب اتار پھینکے گا۔ (۷) عنوان۔ اس حکایت میں روزے دار بچے کی کہانی کے ضمن میں یہ بتایا گیا ہے کہ ریاکاری کی عبادت کا اجر و ثواب نہیں ملتا۔ بلکہ وہ موجب عذاب ہے۔
(۸) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ ایک چھوٹے سے بچے نے روزہ رکھا۔ اور بمشکل چاشت تک جانبر ہو سکا۔
(۹) کلاس کے مانیٹر کو چھوٹے بچے کا روزہ تعجب خیز معلوم ہوا۔ اس لیے اس نے وقت سے پہلے چھٹی دے کر گھر بھیج دیا۔
(۱۰) والدین نے بچے کو خوب پیار کیا۔ اور بادام و رقم اس پر نچھاور کرتے ہوئے اس (اپنے بیٹے) کی دلجوئی کی۔

marfat.com

۱	چو بروے گزر کرد یک نیمہ روز	فتاد اندرو زآتشِ معدہ سوز
	جب اس پر آدھا دن گزرا	اس کے اندر معدہ کی آگ سے جلن پیدا ہو گئی
۲	بدل گفت اگر لقمہ چندے خورم	چہ داند پدر غیب یا مادرم
	اس نے دل میں کہا اگر میں چند لقمے کھاؤں	میرے باپ یا ماں غیب کو کیا جانیں گے
۳	چو روئے پسر در پدر بود و قوم	نہاں خورد و پیدا بسر برد صوم
	جب کہ لڑکے کا رُخ باپ اور قوم کی طرف تھا	تو چھپے سے کھا لیا بظاہر روزہ پورا کر لیا
۴	کہ داند چو در بندِ حق نیستی	اگر بے وضو در نماز ایستی
	اگر تو خدا کی فکر میں نہیں ہے تو کسی کو کیا معلوم	اگر تو بے وضو نماز میں کھڑا ہو جائے
۵	پس ایں پیر زاں طفل ناداں تر است	کہ از بہرِ مردم بطاعت درست
	یہ بوڑھا اس بچے سے بھی زیادہ نادان ہے	جو انسانوں کی خاطر عبادت میں لگا ہے
۶	کلیدِ درِ دوزخ ست آں نماز	کہ در چشمِ مردم گزاری دراز
	وہ نماز دوزخ کے دروازے کی کنجی ہے	جو تو لوگوں کی نگاہوں کے سامنے لمبی پڑھے
۷	اگر جز بحق مے رود جادہ ات	در آتش فشانند سجادہ ات
	اگر تیرا راستہ اللہ کی جانب کے سوا ہے	تیرے مصلے کو آگ میں ڈال دیں گے
۸	نکو سیرتِ بے تکلف بروں	بہ از پارسائے خراب اندروں
	اچھی سیرت والا، بظاہر بے تکلف	اس پارسا سے بہتر ہے جس کا باطن خراب ہے
۹	بہ نزدیکِ من شب رَو و راہ زن	بہ از فاسقِ پارسا پیرہن
	میرے نزدیک ڈاکہ مارنے والا چور	نیک لباس کے فاسق سے بہتر ہے
۱۰	یکے بر درِ خلق رنج آزمائے	چہ مزدش دہد در قیامت خدا
	ایک وہ انسان جو مخلوق کے دروازے پر محنت کر رہا ہے	اس کو قیامت میں خدا کیا مزدوری دے گا

(۱) چو: جب۔ بروے: اس پر۔ کرد: کیا۔ یک نیمہ روز: ایک آدھا دن۔ فتاد: پڑ گئی۔ اندرو: اس کے اندر۔ ز آتشِ معدہ: معدے کی آگ سے۔ سوز: جلن۔ (۲) بدل گفت: دل میں کہا۔ چندے: تھوڑے سے۔ خورم: کھاؤں میں۔ چہ داند: کیا جانے۔ پدر: باپ۔ غیب: چھپی بات۔ مادرم: میری ماں۔ (۳) چو: جب۔ روئے پسر: بیٹے کا چہرہ۔ در پدر: باپ میں یا باپ کی طرف۔ بود: تھا۔ نہاں خورد: پوشیدہ طور کھا لیا۔ پیدا: ظاہر۔ بسر برد: آخر کو لے لیا۔ صوم: روزہ۔ (۴) کہ داند: کون جانے۔ چو: جب۔ در بندِ حق: حق تعالیٰ کی فکر میں۔ نیستی: نہیں ہے۔ ایستی: کھڑا ہے تو۔ (۵) پس: پھر۔ ایں پیر: یہ بوڑھا۔ زاں طفل: اس بچے سے۔ ناداں تر: زیادہ جاہل۔ ست: ہے۔ از بہرِ مردم: لوگوں کے واسطے۔ بطاعت: عبادت میں۔ (۶) کلید: چابی۔ درِ دوزخ: دوزخ کا دروازہ۔ ست: ہے۔ آں نماز: وہ نماز۔ چشمِ مردم: لوگوں کی آنکھ۔ گزاری: ادا کرے تو۔ دراز: لمبی۔ (۷) جز بحق: حق تعالیٰ کے سوا۔ مے رود: جاتا ہے۔ جادہ ات: تیرا راستہ۔ در آتش: آگ میں۔ فشانند: ڈال دیں گے۔ سجادہ ات: تیرا مصلیٰ۔ (۸) نکو سیرت: خوش کردار۔ بے تکلف: بغیر بناوٹ کے۔ بروں: ظاہر۔ بہ: بہتر۔ پارسائے خراب اندروں: گندے باطن والا پرہیزگار۔ (۹) بہ نزدیکِ من: میرے نزدیک۔ شب رَو: رات کو چلنے والا یعنی چور۔ راہ زن: راستہ مارنے والا یعنی ڈاکو۔ بہ: بہتر۔ فاسقِ پارسا پیرہن: پرہیزگاروں کے کپڑوں والا گنہ گار۔ (۱۰) یکے: ایک۔ بر درِ خلق: مخلوق کے دروازے پر۔ رنج آزما: تکلیف اٹھانے والا۔ چہ: کیا۔ مزدش: مزدوری اس کو۔ دہد: دیوے گا۔ قیامت: دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن۔

تشریح: (۱) دوپہر کے کھانے کے وقت بچے کے معدے میں جلن پیدا ہوئی۔ جس کی وجہ سے بچے کو بھوک نے آستایا۔ (۲) اس (بچے) نے دل میں سوچا کہ چوری چھپے کھانے سے والدین کو معلوم نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ (والدین) علمِ غیب کے حامل نہیں ہیں۔ (۳) بچوں کے دل میں والدین کا خوف ہوتا ہے۔ اس لیے اس (روزہ دار بچے) نے بظاہر روزہ رکھا اور خفیہ طور پر کھا پی لیا۔ (۴) جس دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں، اس کی اکثر عبادات ریاکاری پر مبنی ہوتی ہیں۔ کسی کو کیا علم کہ نمازی بے وضو نماز پڑھ رہا ہے۔ (۵) ریاکار بوڑھا اس روزے دار بچے کے مقابلے میں زیادہ احمق ہے۔ کیونکہ بچے میں ماں باپ کا خوف ہے۔ بوڑھا اللہ تعالیٰ کی ذات کو جاننے کے باوجود ریاکار ہے۔ (۶) ریاکاری کی طویل نماز بہشت کی بجائے دوزخ کا ایندھن بناتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا مقصودِ اصلی نہیں ہوتی، بلکہ مخلوق کی خوشنودی ہوتی ہے۔ (۷) جس جاتے نماز پر اللہ تعالیٰ کے سوا ریاکاری کی صورت میں (مخلوق کی) عبادت کی جاتی ہے۔ وہ مصلیٰ ریاکار عابد کو دوزخ میں جھونک دیتا ہے۔ (۸) جس نیکوکار آدمی کا ظاہری احوال پارسائی کے حوالے سے پوشیدہ ہو۔ ایسے ظاہری نیکوکار سے بہتر ہے۔ جس کا اندر (باطن) پلید ہو۔ (۹) جو شخص لباسِ خضر میں بدکاری کرتا ہے اس سے کھلم کھلا رہزن خطرے کا باعث نہیں۔ کیونکہ رہزن مال کا لٹیرا ہے اور یہ ایمان لوٹتا ہے۔ (۱۰) ریاکار عابد کو اللہ تعالیٰ کے اجر و ثواب کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نہیں بلکہ مخلوق کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے عبادت کی ہے۔

marfat.com

#		
۱	زعمرو اے پسر چشم اجرت مدار	چو در خانۂ زید باشی بکار
	اے صاحبزادے! عمرو سے اجرت کی توقع نہ رکھ	جب تو زید کے گھر میں کام پر لگا ہے
۲	نگویم تواند رسیدن بدوست	دریں رہ جز آنکس کہ درویش اوست
	میں نہیں کہتا کہ دوست تک پہنچ سکتا ہے	اس راہ میں سوائے اس کے جو اس کا فقیر ہے
۳	رہ راست رو تا بمنزل رسی	تو بر رہ نۂ زیں قبل واپسی
	سیدھا راستہ چل تاکہ منزل تک پہنچ جائے	چونکہ تو راستہ پر نہیں ہے اسی لیئے پیچھے ہے
۴	چوں گاوے کہ عصّار چشمش بہ بست	دواں تا بہ شب شب ہماں جا کہ ہست
	اس بیل کی طرح جس کی آنکھیں تیلی نے باندھ دی ہوں	تمام رات چلنے کے باوجود رات کو وہیں ہے جہاں تھا
۵	کسے گر بہ تابد ز محراب روئے	بکفرش گواہی دہند اہل کوئے
	اگر کوئی قبلہ سے منہ موڑے	محلہ والے اس کے کفر کی گواہی دے دیں گے
۶	تو ہم پشت بر قبلہ در نماز	گرت در خدا نیست روئے نیاز
	تو بھی نماز میں قبلہ کو پیٹھ کیے ہے	اگر تیرا عاجزی کا چہرہ خدا کی طرف نہیں ہے
۷	درختیکہ بیخش بود برقرار	بپرور کہ روزے دہد میوہ بار
	جس درخت کی جڑ برقرار ہو	اس کی پرورش کر کیونکہ کسی دن میوے کا پھل دیگا
۸	گرت بیخ اخلاص در بوم نیست	ازیں بر کسے چوں تو محروم نیست
	اگر تیرے اخلاص کی جڑ زمین میں نہیں ہے	اس پھل سے تیری طرح کوئی محروم نہیں ہے
۹	ہر آنکہ افگند تخم بر روئے سنگ	جوئے وقت دخلش نیاید بدست
	جو شخص پتھر پر بیج بکھیرے	پیداوار کے وقت اس کے ہاتھ ایک جَو بھی نہ آئے گا
۱۰	منہ آب روئے ریا را محل	کہ ایں آب در زیر دارد دحل
	ریا کی آبرو کو کوئی مرتبہ نہ دے	اس لیے کہ اس پانی کے نیچے کیچڑ ہے

(۱) عمرو: ایک مثالی نام، اس کی عین پر زبر پڑھی جاتی ہے۔ پسر: لڑکا۔ درخانۂ زید: زید کے گھر میں۔ باشی: ہووے تو۔ بکار: کام میں۔ (۲) نگویم: میں نہیں کہتا۔ تواند رسیدن: پہنچ سکتے ہیں۔ بدوست: دوست تک۔ دریں راہ: اس راستہ میں۔ جز آنکس: سوائے اس شخص کے۔ کہ: جو کہ۔ درویش اوست: اس کا فقیر ہے۔ (۳) رہ راست: سیدھی راہ۔ رَو: چل۔ تا: تاکہ۔ رسی: پہنچے۔ بر رہ: راستے پر۔ نۂ: نہیں ہے تو۔ زیں قبل: اس وجہ سے۔ واپسی: پیچھے ہے تو۔ (۴) چوں گاوے: مثل بیل کی۔ عصار: نچوڑنے والا یعنی تیلی۔ چشمش: اس کی آنکھیں۔ بہ بست: باندھ دی۔ دواں: دوڑ رہا ہے۔ تا بہ شب: رات تک۔ ہماں جا: اسی جگہ کہ۔ ہست: جہاں کہ تھا۔ (۵) کسے: کوئی شخص۔ بہ تابد: پھیر لے۔ روئے: چہرہ۔ بکفرش: اس کے کفر کی۔ دہند: دیویں گے۔ اہل کوئے: محلہ والے۔ (۶) ہم: بھی۔ پشت بر قبلہ: قبلہ کی طرف پشت کیے ہوئے ہے تو۔ گرت: اگر تیری۔ نیست: نہیں ہے۔ روئے نیاز: نیازمندی کا چہرہ۔ (۷) درختیکہ: جو درخت کہ۔ بیخش: اس کی جڑ۔ بود: ہووے۔ برقرار: قائم۔ بپرور: پال۔ روزے: ایک دن۔ دہد: دیوے گا۔ میوہ بار: میوہ کا پھل۔ (۸) گرت: اس کی تا بیخ اخلاص کے ساتھ اگر تیرے اخلاص کی جڑ۔ بوم: زمین۔ نیست: نہیں ہے۔ ازیں بر: اس پھل سے۔ چوں تو: تیری طرح۔ کسے: کوئی شخص۔ (۹) ہر آنکہ: جو شخص کہ۔ افگند: ڈالے۔ تخم: بیج۔ بر روئے سنگ: پتھر کے اوپر۔ جوئے: ایک جَو۔ وقت دخلش: آمدن کے وقت۔ نیاید: نہ آوے۔ بدست: ہاتھ میں۔ (۱۰) منہ: مت رکھ۔ آب روئے: عزت۔ ریا: دکھاوا۔ محل: مرتبہ۔ ایں: یہ۔ آب: پانی۔ در زیر: نیچے۔ دارد: رکھتا ہے۔ دحل: کیچڑ۔

تشریح: (۱) زید کے گھر کی مزدوری کرنے والے کو عمرو کے گھر سے کچھ نہیں ملتا۔ ریاکار عابد مخلوق کی مزدوری کرتا ہے۔ اس لیئے اسے اللہ تعالیٰ سے کچھ نہ ملے گا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی معرفت اسے حاصل ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر مخلوق سے کنارہ کش رہے۔ تارکِ اللہ دنیا کو کیا ملے گا کچھ بھی نہیں۔ (۳) صراط مستقیم پر چلنے سے منزل مل سکتی ہے۔ جو شخص صراط مستقیم سے ہٹ کر چلتا ہے۔ وہ ہمیشہ اندھیروں میں بھٹکتا رہتا ہے۔ ایسے دینی تعلیم ترک کرکے۔ (۴) کولہو کا بیل دن بھر چلتا ہے۔ جب رات ہو تو وہ اسی جگہ پر کھڑا ہے۔ جہاں سے وہ صبح کو چلا تھا۔ راہ حق سے ہٹ کر چلنے والے کی مثال کولہو کے بیل جیسی ہے۔ (۵) اگر کوئی شخص قبلہ رُخ سے ہٹ کر نماز ادا کرے تو لوگ اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیں گے۔ (دورِ حاضر کی انگریزی تعلیم کا حال بھی قبلہ رُخ سے ہٹ کر ہے۔) (۶) ریاکاری یا مکر وحیلہ کی عبادت کے باعث ہر ریاکار آدمی کا رُخ قبلہ کی طرف نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نیازمندی شامل نہیں۔ (۷) موسم خزاں میں پتے جھڑنے سے درخت بے رونق ہو جاتے ہیں، لیکن جڑ قائم رہنے کی وجہ سے موسم بہار میں دوبارہ سرسبز ہو جاتے ہیں۔ مخلص عابد کی بھی یہی مثال ہے۔ (۸) بغیر خلوص کے عبادت محرومی کا باعث ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن ایسی عبادت (خلوص کے بغیر) وزنی نہ ہوگی۔ (۹) جس طرح پتھریلی زمین پر بیج ڈالنے سے وہ (پتھریلی زمین) سرسبز نہیں ہوتی۔ اسی طرح ریاکاری کی عبادت کا بیج بھی قیامت کے دن بار آور نہ ہوگا۔ (۱۰) ریاکار عابد کی عزت غیر معتبر ہے کیونکہ اس کو کھلے ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسا کہ دلدل پر چلنے والا غرق ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ریاکار غرق ہوتا ہے۔

۱	چو در خفیہ بد باشم و خاکسار	چہ سود آب ناموس بر روئے کار
	جب میں باطن میں بد اور خاک جیسا ہوں	تو ظاہر پر عزت کی آب سے کیا فائدہ
۲	بروئے دریا خرقہ سہلت دوخت	اگر کش با خدا در توانی فروخت
	مکر اور ریاکاری سے گدڑی سی لینا آسان ہے	اگر تو اس کو خدا کے ہاتھ فروخت کر سکے
۳	چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست	نویسندہ داند کہ در نامہ چیست
	لوگوں کو کیا معلوم کہ لباس میں کون ہے	لکھنے والا جانتا ہے کہ خط میں کیا لکھا ہے
۴	چہ وزن آورد جائے انبان باد	کہ میزان عدلست و دیوان داد
	ہوا بھرا مشکیزہ اس جگہ کیا وزن رکھے گا	جہاں انصاف کی ترازو اور انصاف کا اجلاس ہے
۵	مرائی کہ چنداں ورع مے نمود	بدیدند و ہیچش در انبان نہ بود
	جس ریاکار نے اس قدر پرہیزگاری دکھائی	انہوں نے اس کو دیکھا اور اس کے مشکیزہ میں کچھ نہ تھا
۶	کنند ابرہ پاکیزہ تر ز آستر	کہ آں در حجاب ست و ایں در نظر
	ابرہ استر سے بہتر بناتے ہیں	اس لیے کہ وہ چھپا ہے اور یہ نظر میں ہے
۷	بزرگاں فراغ از نظر داشتند	ازاں پرنیاں آستر داشتند
	بزرگ لوگ نظر سے بے نیاز ہوتے ہیں	اس لیے پرنیاں کا استر بناتے ہیں
۸	ور آوازہ خواہی در اقلیم فاش	بروں حلہ کن گو درون حشو باش
	اگر تو ملک میں کھلی شہرت چاہتا ہے	باہر ریشمیں کپڑا لگا خواہ اندر بھراؤ ہو
۹	ببازی نگفت ایں سخن بایزید	کہ از منکر ایمن ترم از مرید
	بایزید نے یہ بات مذاق میں نہیں کہی	کہ میں مرید کے اعتبار سے منکر سے زیادہ مطمئن ہوں
۱۰	کسانیکہ سلطان و شاہنشہ اند	سراسر گدایان ایں درگہ اند
	جو لوگ شاہ اور شاہنشاہ ہیں	اس درگاہ کے بالکل فقیر ہیں

(۱) چو: جب۔ خفیہ: پوشیدہ۔ بد: برا۔ باشم: ہوں میں۔ خاکسار: ذلیل۔ چہ: کیا۔ سود: فائدہ۔ آب ناموس: عزت کا ملمع۔ بر روئے کار: کام کے چہرے پر یعنی ظاہر پر۔ (۲) بروئے ریا: ریا اور دکھاوے کے ساتھ۔ خرقہ: گودڑی۔ سہلت: آسان ہے۔ دوخت: سینا۔ گرش: اگر اس کو۔ توانی فروخت: تو بیچ سکتا ہے۔ (۳) چہ دانند: کیا جانیں۔ مردم: لوگ۔ در جامہ: کپڑے میں۔ کیست: کون ہے۔ نویسندہ: لکھنے والا۔ داند: جانتا ہے۔ در نامہ: خط میں۔ چیست: کیا ہے۔ (۴) چہ: کیا۔ آورد: لاوے۔ جائیکہ: جس جگہ کہ۔ انبان باد: ہوا بھرا تھیلا۔ میزان عدلست: عدل کی ترازو ہے۔ دیوان داد: انصاف کا دفتر۔ (۵) مرائی کہ: جو ریاکار کہ۔ چنداں: اتنی۔ ورع: پرہیزگاری۔ مے نمود: دکھلاتا تھا۔ بدیدند: انہوں نے دیکھا۔ ہیچش: کچھ بھی اس کے۔ در انبان: تھیلے میں۔ نہ بود: نہ تھا۔ (۶) کنند: کرتے ہیں۔ ابرہ: لحاف کا اوپر والا کپڑا۔ پاکیزہ تر: زیادہ اچھا۔ آستر: لحاف کا اندرونی کپڑا۔ آں: وہ۔ حجاب: پردہ۔ ایں: یہ۔ در نظر: نظروں میں۔ (۷) بزرگاں: جمع بزرگ۔ فراغ: خالی ہونا۔ داشتند: رکھتے ہیں۔ ازاں: اسی وجہ سے۔ پرنیاں: ایک قسم کا ریشم۔ آستر: اندرونی کپڑا۔ (۸) ور: اگر۔ آوازہ: شہرت۔ خواہی: چاہتا ہے تو۔ در اقلیم: ملک میں۔ فاش: ظاہر۔ بروں: باہر۔ درون: اندر۔ حشو: بھرتی۔ باش: ہووے۔ (۹) ببازی: کھیل یا مذاق سے۔ نگفت: نہیں کہا۔ ایں سخن: یہ بات۔ بایزید: ایک مشہور صوفی بزرگ جن کی نسبت بسطامی ہے۔ منکر: برائی۔ ایمن تر: زیادہ بے خوف۔ ترم: ہوں میں۔ مرید: ارادتمند۔ (۱۰) کسانیکہ: جو لوگ کہ۔ سلطان: بادشاہ۔ اند: ہیں وہ۔ سراسر: بالکل۔ گدایان ایں درگہ: اس درگاہ کے فقیر۔ اند: ہیں۔

تشریح: (۱) جب کسی کا باطن ناپاک ہے تو ظاہری پاکیزگی کس کام کی۔ کیونکہ اصل انسان کا باطن ہوتا ہے، جس سے بظاہر عکاسی ہوتی ہے۔ (۲) اگر ریاکاری کی عبادت کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بخش دے۔ کارگر ثابت ہوگی۔ لیکن اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ریاکاری کو پسند نہیں کرتا۔ (۳) لباس ظاہر میں رہزن کی پہچان ناممکن ہے۔ کیونکہ لفافے میں مضمون کی خبر صرف لکھنے والے کو ہوتی ہے۔ باقی لوگ لاعلم ہوتے ہیں۔ (۴) اللہ تعالیٰ کے محاسبے میں ریاکار کی عبادت ہمیشہ بے وزن ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ عدل و انصاف یا عفو و درگذر سے کام لیتا ہے۔ (۵) دنیا میں جو ریاکار اپنی پرہیزگاری کے نغمے الاپتا تھا جب اس کا اعمالنامہ دیکھا گیا تو اس میں کوئی نیکی بھی موجود نہیں تھی۔ (۶) اس شعر میں ابرہ و استر کی مثال سے عام لوگوں کی ظاہرداری کی عکاسی کی گئی ہے کہ لوگ عموماً ظاہری احوال کی درستی کو ترجیح دیتے ہیں۔ (۷) بزرگوں کی اصل توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح معنوں کے بزرگ باطن کو آراستہ کرتے ہیں۔ (۸) اگر منزل مقصود صرف مخلوق کی عزت تک ہے۔ تو پھر ظاہری احوال کو بنا سنوار کر رکھنا چاہیے۔ چاہے باطن غلاظت سے آلودہ رہے۔ (۹) حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول مبنی بر حق ہے کہ مجھے اپنے منکر سے زیادہ مرید سے خوف آتا ہے۔ کیونکہ منکر عیوب بیان کرتا ہے اور مرید نیکیاں بیان کرتا ہے۔ (۱۰) قطب و ابدال اور اولیائے کرام دربار الٰہی میں ادنیٰ سے غلام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (شعر میں بادشاہ سے مراد اولیاء اللہ ہیں)

marfat.com

۱	طمع در گدا مردِ معنی نہ بست	نشاید گرفتن در افتادہ دست
	بھکاری شخص میں لالچ نے کوئی حقیقت نہ بنائی	گرے ہوئے کا سہارا نہ لینا چاہیے
۲	ہماں بہ گر آبستنِ جوہری	کہ ہمچو صدف سر بخود در بری
	اگر تو کسی جوہر کا حامل ہے تو یہ بہتر ہے	کہ سیپی کی طرح سر اندر کرلے
۳	چو روئے پرستیدنت در خداست	اگر جبرئیلت نہ بیند رواست
	جب تیری عبادت کا رُخ خدا کی طرف ہے	اگر تجھے جبرئیل بھی نہ دیکھے تو مناسب ہے
۴	ترا پندِ سعدیؒ بسست اے پسر	اگر گوش گیری چو پندِ پدر
	اے لڑکے تیرے لیے سعدیؒ کی نصیحت کافی ہے	اگر تو باپ کی نصیحت کی طرح لے
۵	گر امروز گفتارِ ما نشنوی	مبادا کہ فردا پشیماں شوی
	اگر آج ہماری نصیحت تو نہ سنے گا	ایسا نہ ہو کہ کل کو پریشان ہو

بابِ ششم در قناعت

چھٹا باب قناعت میں

۷	خدا را نہ دانست و طاعت نکرد	کہ بر بختِ روزی قناعت نکرد
	وہ خدا کو نہ پہچانا اور نہ اس نے فرماں برداری کی	جس نے روزی کے نصیبہ پر قناعت نہ کی
۸	قناعت توانگر کند مرد را	خبر کن حریصِ جہاں گرد را
	قناعت انسان کو مال دار بناتی ہے	دنیا کے چکر کاٹنے والے حریص کو بتادو
۹	سکونے بدست آور اے بے ثبات	کہ بر سنگِ گرداں نروید نبات
	اے بے قرار انسان! سکون حاصل کر	اس لیے کہ لڑھکتے ہوئے پتھر پر گھاس نہیں جمتی
۱۰	مپرور تن ار مردِ رای و ہشی	کہ او را چو می پروری میکشی
	اگر تو ہوش اور تدبیر کا آدمی ہے تو تن پروری نہ کر	اسلیے کہ تو اس کو جس قدر پالتا ہے اسی قدر ہلاک کرتا ہے

(۱) طمع: لالچ۔ گدا: فقیر۔ مردِ معنی: حقیقت تک رسائی والا آدمی۔ نہ بست: نہیں باندھی۔ نشاید گرفتن: نہیں پکڑنا چاہیے۔ در افتادہ: گرے ہوئے ہیں۔ دست: ہاتھ۔ (۲) ہماں: وہی۔ بہ: بہتر۔ آبستنِ جوہری: موتی سے حاملہ ہے تو۔ ہمچو: مثل۔ صدف: سیپی۔ سر بخود: سر نیچے۔ در بری: لیجاوے تو۔ (۳) چو: جب۔ روئے پرستیدنت: تیری پوجا کا چہرہ۔ در خدا: خدا کی طرف۔ ہست: ہے۔ جبرئیلت: جبریل تجھ کو، فرشتوں کے سردار کا نام۔ نہ بیند: نہ دیکھے۔ رواست: جائز ہے۔ (۴) ترا: تجھ کو۔ پندِ سعدیؒ: سعدیؒ کی نصیحت۔ بسست: کافی ہے۔ پسر: لڑکا۔ گوش گیری: کان میں لیوے تو یعنی توجہ کرے۔ چو: مثل۔ پندِ پدر: باپ کی نصیحت۔ (۵) امروز: آج۔ گفتارِ ما: ہماری بات۔ نشنوی: نہ سنے تو۔ مبادا: مت ہو یعنی خدا نہ کرے۔ فردا: کل آئندہ۔ پشیماں: شرمندہ۔ شوی: ہووے تو۔ (۶) ششم: چھٹا۔ قناعت: تھوڑے پر صبر کرلینا۔ (۷) نہ دانست: نہ جانا۔ طاعت: بندگی۔ نکرد: نہ کی۔ بختِ روزی: روزی کا نصیب۔ قناعت: صبر۔ (۸) قناعت: جو مل جائے اس پر صبر کرلینا۔ توانگر: دولتمند۔ کند: کرتی ہے۔ خبر کن: خبر کردے۔ حریص: لالچی۔ جہانگرد: جہان میں پھرنے والا۔ (۹) سکونے: تھوڑا سا سکون۔ بدست آور: ہاتھ میں لا۔ بے ثبات: قائم نہ رہنے والا۔ سنگ گرداں: گھومنے والا پتھر۔ نروید: نہیں اگتی ہے۔ نبات: گھاس۔ (۱۰) مپرور: مت پرورش کر۔ تن: جسم۔ ار: اگر۔ مردِ رای و ہشی: ہوش اور رائے والا مرد۔ ہشی: ہوش ہی کا مخفف۔ او را: اس کو۔ چو: جب۔ می پروری: پالتا ہے تو۔ میکشی: مارتا ہے تو۔

تشریح: (۱) جب بادشاہ (اللہ تعالیٰ) موجود ہو تو فقراء و مساکین (اولیاء) سے مانگنا حماقت ہے۔ اپنا دستِ سوال صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے پھیلانا چاہیے۔

(۲) موتیوں بھرے سیپ کا سر اپنے گریبان میں چھپا اور جھکا رہتا ہے۔ اس لیے صاحبِ کمال شخص کو بھی چھپ کر اور جھک کر رہنا چاہیے۔

(۳) اگر عبادت اللہ تعالیٰ کی رضا پر مبنی ہے تو پھر جبرئیلؑ جیسے مقرب فرشتے کی نظر بھی نہیں پڑنی چاہیے۔

(۴) جو شخص خلوص سے کچھ کر گزرنے کا خواہاں ہے تو اسے شیخ سعدیؒ کی نصیحت پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ اس کے لیے یہی کافی ہے۔

(۵) اگر شیخ سعدیؒ کی نصیحت پر دنیا میں عمل نہ کیا تو قیامت کے دن سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

(۶) عنوان۔ یہ باب صبر و قناعت پر مبنی حکایات و نصائح پر ترتیب دیا گیا ہے۔ بوستان کا چھٹا باب شروع ہو رہا ہے۔

(۷) جس شخص میں تقسیمِ رزق پر قناعت کا جذبہ موجود نہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور عبادت کی توفیق نہیں ہوتی۔

(۸) حرص و ہوس کے پھندوں میں الجھے ہوئے لوگوں کو بتا دینا چاہیے کہ تونگری کا راز قناعت اختیار کرنے میں ہے۔ اس سے دل کو غنا حاصل ہوتا ہے۔

(۹) سکونِ قلب کا حصول تقدیر پر راضی ہونے سے ہوتا ہے۔ مشاہدہ ہے۔ متحرک پتھر پر کبھی سبزہ نہیں اگتا۔

(۱۰) چونکہ جسم فانی ہے۔ اس لیے اس کی پرورش کرنا سوائے فنا کے کچھ نہیں۔ لہٰذا جسم کی خاطر تواضع سے گریز کرنا چاہیے۔

marfat.com

خرد مند مردم ہنر پرور اند عقل مند انسان ہنرور ہوتے ہیں	۱	کہ تن پروراں از ہنر لاغر اند تن پرور لوگ ہنر میں کمزور ہوتے ہیں
کسے سیرتِ آدمی گوش کرد انسان کی سیرت اس کے کان میں پڑی ہے	۲	کہ اوّل سگِ نفس خاموش کرد جس نے سب سے پہلے نفس کے کتے کو خاموش کر دیا ہے
خورد و خواب تنہا طریق دد است کھانا اور سونا صرف درندوں کا کام ہے	۳	بریں بودن آئین نابخرد است اس طور پر رہنا بیوقوفوں کا طریقہ ہے
خنک نیک بختے کہ در گوشۂ وہ نیک بخت آرام سے ہے جو ایک گوشہ میں	۴	بدست آرد از معرفت توشۂ معرفت خداوندی کا توشہ حاصل کرلے
برآنانکہ شد سرِّ حق آشکار جن لوگوں پر حق کا راز کھل گیا ہے	۵	نکردند باطل بروے اختیار انہوں نے اس پر باطل کو پسند نہیں کیا ہے
ولیکن چو ظلمت نداند زنور لیکن جو شخص نور اور ظلمت میں فرق نہیں کرتا ہے	۶	چہ دیدارِ دیوش چہ رخسارِ حور اس کیلئے دیو کا دیدار اور حور کا رخسار یکساں ہے
تو خود را ازاں در چہ انداختی تو نے اپنے آپ کو اسی لیے کنوئیں میں گرا لیا	۷	کہ چہ را ز راہ باز نشناختی کہ کنوئیں اور سڑک کو نہ پہچانا
باوجِ فلک چو پرد جرہ باز نر باز آسمان کی بلندی پر کیسے پہنچ سکتا ہے	۸	کہ در شہپرش بستہ سنگِ آز جب کہ تو نے اس کے شہپر میں حرص کا پتھر باندھ دیا ہے
گرش دامن از چنگ شہوت رہا اگر تو اس کا دامن شہوت کے چنگل سے چھڑا دے	۹	کنی رفت تا سدرۃ المنتہیٰ وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے
بکم کردن از عادتِ خویش خورد اپنی عادت سے کم کر کے کھانے میں	۱۰	تواں خویشتن را ملک خوئے کرد اپنے آپ کو فرشتہ خصلت کر سکتا ہے

(۱) خرد مند: عقل مند۔ مردم: لوگ۔ ہنر پرور: ہنر کو پالنے والے۔ اند: ہیں۔ تن پروراں: جسم کو پالنے والے۔ لاغر اند: کمزور ہیں، دبلے ہیں۔ (۲) کسے: وہی شخص۔ گوش کرد: سنی اس نے۔ اوّل: پہلے۔ سگِ نفس: نفس کا کتا۔ (۳) خورد و خواب: کھانا اور سونا۔ طریق: رستہ۔ دد: درندہ۔ است: ہے۔ بریں بودن: اس پر کاربند ہونا۔ آئین: اصول۔ نابخرد: بے عقل۔ است: ہے۔ (۴) خنک: مبارک۔ نیک بختے: خوش نصیب۔ کہ: جو کہ۔ در گوشۂ: کسی کونے میں۔ بدست آرد: ہاتھ میں لائے۔ معرفت: خدا کی پہچان۔ توشۂ: راستے کا خرچ جو کھانے سے تعلق رکھتا ہو۔ (۵) آنانکہ: جو لوگ کہ۔ شد: ہوا۔ سرِّ حق: حق کا راز۔ آشکار: ظاہر۔ نکردند: انہوں نے نہیں کی۔ باطل: جھوٹ۔ بروے: اس پر۔ اختیار: پسند۔ (۶) چو: جب۔ ظلمت: تاریکی۔ نداند: نہ جانے۔ چہ: کیا۔ دیدارِ دیوش: دیو کا دیدار اس کو۔ رخسارِ حور: حور کا رخسار۔ (۷) خود را: اپنے آپ کو۔ ازاں: اس وجہ سے۔ درچہ: کنوئیں میں۔ انداختی: ڈالا تو نے۔ چہ: کنوئیں۔ باز: الگ۔ (۸) باوجِ فلک: آسمان کی بلندی تک۔ چو پرد: کیسے اڑے۔ جرہ باز: سفید نر باز۔ اس کے بازو۔ بستہ: بندھا ہوا۔ سنگِ آز: حرص کا پتھر۔ (۹) گرش دامن: اگر اس کا دامن۔ چنگِ شہوت: شہوت کا ہاتھ۔ رہا کنی: چھڑا دیوے تو۔ رفت: چلا جاوے۔ سدرۃ المنتہیٰ: انتہائی بیری یہ ساتویں آسمان کا ایک درخت ہے جہاں زمین کے منتظم فرشتوں کی انتہا ہوتی ہے۔ (۱۰) بکم کردن: کم کرنے سے۔ خورد: ماضی بمعنی حاصل مصدر۔ تواں کرد کے ساتھ ملک کر سکتے ہیں۔ خویشتن: اپنا آپ۔ ملک خوئے: فرشتوں کی صفت والا۔ کرد: کر سکتا ہے۔

تشریح: (۱) دانشمند لوگ ہمیشہ ہنر مند ہوتے ہیں۔ جو لوگ جسم کو پالتے رہتے ہیں۔ ان کے پاس ہنر نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ (۲) انسان کی سیرت کا وجدان صرف وہ شخص حاصل کر سکتا ہے۔ جس نے اپنا نفس کچل دیا ہو۔ کیونکہ نفس کا کتا کچھ نہیں سننے دیتا۔ (۳) جن لوگوں کا مقصدِ زندگی صرف کھانا پینا اور نیند کرنا ہے تو وہ جانوروں سے تفریق نہیں رکھتا کیونکہ کھانے سونے پر وہ (جانور) بھی کاربند ہیں۔ (۴) جو شخص گوشہ نشین ہو کر معرفتِ الٰہیہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ وہ شخص بڑا بابرکت (مبارک) ہے۔ (۵) جو لوگ حق سے آشنا ہو جاتے ہیں۔ وہ باطل کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس لیے اہل باطل کی طاقت انہیں نہیں دبا سکتی۔ (۶) جسے حق کی معرفت حاصل نہیں۔ وہ حق و باطل میں فرق محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ نابینا روشنی و اندھیرے کا فرق محسوس نہیں کر سکتا۔ (۷) جو شخص حق و باطل کی پہچان نہیں رکھتا۔ وہ گمراہی اور بطلان کے کنوئیں میں گرا ہوا ہے۔ (۸) اگر باز کے پروں سے پتھر باندھ دیئے جائیں تو وہ طاقتور ہونے کے باوجود اڑنے اور پرواز کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔
(۹) اگر تیری روح حرص و شہوت سے پاک ہے تو اس (روح) کی پرواز سدرۃ المنتہیٰ تک ممکن ہے۔
(۱۰) اگر کھانا کم کھانے کی عادت پڑ جائے تو تو صفت ملائکہ سے متصف ہو کر کمال معرفت تک پہنچ سکتا ہے۔

marfat.com

(۱) کجا: کہاں۔ سیر وحشی: جنگلی جانور کی چال یا سفر۔ رسد: پہنچے۔ در ملک: فرشتوں کو۔ نشاید پرید: نہیں اڑ سکتا۔ ثری: زمین کی نچلی گیلی مٹی۔ فلک: آسمان۔ (۲) نخست: پہلے آدمی۔ سیرتے: انسان کی سیرت۔ پیشہ کن: اختیار کر۔ پس: پھر۔ آنگہ: اس وقت۔ ملک خوئی: فرشتے کی صفت یا عادت۔ اندیشہ کن: فکر کر یا سوچ۔ (۳) کرّہ: بچھیرا۔ توسنے: سرکش۔ نگر: دیکھ۔ تا نہ پیچد: تاکہ نہ پھیرے۔ ز حکم تو: تیرے حکم سے۔ (۴) پالہنگ: باگ ڈور یا لگام۔ کفت: تیرا ہاتھ۔ درگسیخت: چھڑالی۔ تن خویشتن: اپنا جسم۔ کشت: مار ڈالا۔ خون تو: تیرا خون۔ ریخت: گرادیا۔ (۵) خور: کھا۔ زاد: توشہ۔ مردمی: انسان ہے تو۔ چنیں: ایسے۔ پر شکم: پیٹ بھرا ہوا۔ آدمی: انسان ہے تو۔ خمی: اصل خم، آئی گھڑا ہے تو۔ (۶) دروں: اندر یا پیٹ۔ جائے ذکر: ذکر کی جگہ۔ ست: ہے۔ قوت: روزی۔ نفس: سانس۔ پنداری: تو سمجھتا ہے۔ از بہر نان: روٹی کے واسطے۔ بس: صرف۔ (۷) کجا: کہاں۔ ذکر: یاد خدا۔ گنجد: سماوے۔ کز انبار آز: حرص کے ڈھیر سے۔ نفس: سانس۔ مے کند: کرتا ہے۔ پا: پاؤں۔ دراز: لمبا۔ (۸) ندارند: نہیں رکھتے۔ تن پروراں: بدن کو پالنے والے۔ آگہی: خبر۔ پر معدہ: بھرے معدے والا۔ باشد: ہووے۔ حکمت: سمجھ۔ تہی: خالی۔ (۹) دو چشم: دو آنکھیں۔ شکم: پیٹ۔ پر نگردد: نہیں بھر سکتا۔ بہیچ: کسی چیز سے۔ تہی: خالی۔ ایں رودہ: یہ انتڑی۔ پیچ پیچ: بل دار۔ (۱۰) چو دوزخ: دوزخ کی طرح۔ سیرش کنند: سیر کریں اس کو۔ وقید: ایندھن۔ دگر: پھر۔ بانگ دارد: آواز دیتا ہے۔ ہل من مزید: کیا اور ہے یہ دوزخ کا جواب ہے جب اس سے پوچھا جائے گا کیا تو سیر ہو گیا۔ تو وہ کہے گا۔ ہل من مزید کہ کیا اور ہے۔

۱	کجا سیر وحشی رسد در ملک	نشاید پرید از ثری تا فلک
	وحشی کی سیر فرشتہ تک کیا پہنچے گی	وہ تو زمین سے آسمان تک بھی نہیں اڑ سکتا
۲	نخست آدمی سیرتے پیشہ کن	پس آنگہ ملک خوئی اندیشہ کن
	پہلے آدمی کی سیرت اختیار کر	پھر فرشتہ کی خصلت کی فکر کر
۳	تو بر کرۂ توسنے بر کمر	نگر تا نہ پیچد ز حکم تو سر
	تو سرکش بچھیرے کی کمر پر سوار ہے	نگرانی کر وہ تیرے حکم سے سرتابی نہ کرے
۴	کہ گر پالہنگ از کفت درگسیخت	تن خویشتن کشت وخون تو ریخت
	اگر تیرے ہاتھ سے باگ ڈور چھوٹ گئی	اس نے اپنے آپ کو بھی مارا تیرا بھی خون بہا دیا
۵	باندازہ خور زاد اگر مردمی	چنیں پر شکم آدمی یا خمی
	اگر تو آدمی ہے تو اندازہ سے توشہ کھا	اس طرح سے پیٹ بھرا، تو آدمی ہے یا مٹکا
۶	دروں جائے ذکر ست وقوت ونفس	تو پنداری از بہر نان ست وبس
	باطن: ذکر اور روزی اور سانس کی جگہ ہے	تو سمجھتا ہے کہ بس روٹی کے لئے ہے
۷	کجا ذکر گنجد کز انبار آز	بسختی نفس مے کند پا دراز
	ذکر کہاں سمائے گا اس لئے کہ حرص کے انبار سے	لمبے پیر کر کے مشکل سے سانس لیتا ہے
۸	ندارند تن پروراں آگہی	کہ پر معدہ باشد ز حکمت تہی
	تن پروروں کو یہ معلوم نہیں ہے	کہ بھرا ہوا معدہ دانائی سے خالی ہے
۹	دو چشم وشکم پر نگردد بہیچ	تہی بہتر ایں رودہ پیچ پیچ
	دو آنکھیں اور پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرتے	پیچ در پیچ انتڑی کا خالی رہنا بہتر ہے
۱۰	چو دوزخ کہ سیرش کنند از وقید	دگر بانگ دارد کہ ہل من مزید
	دوزخ کی طرح کہ جب اس کو ایندھن سے بھریں گے	وہ شور کرے گی کیا کچھ اور ہے

تشریح: (۱) ریاکار و بدکار لوگوں کی روحانی پرواز قطعی ناممکن ہے۔ کیونکہ گناہوں کے بوجھ سے ان کی پرواز فرشتوں تک پہنچنا تو درکنار آسمان تک بھی ناممکن ہے۔ (۲) اگر کوئی یہ چاہتا ہو کہ اس (انسان) میں فرشتوں جیسی خصلتیں پائی جائیں تو اسے نیکوکار انسان بننا چاہیئے۔ (۳) سرکش گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہونے والے شخص کو چاہیئے کہ وہ اسے (نفس جیسے سرکش گھوڑے کو) لگام دے تاکہ پیچ (جہنم میں) نہ گرادے۔ (۴) نفس ایک سرکش گھوڑے کی مانند ہے۔ اسے لگام ڈھیلی نہیں دینی چاہیئے۔ ورنہ یہ خود بھی اور سوار کو بھی جہنم میں گرا دے گا۔ (۵) انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے وزن کے مطابق مناسب غذا کھائے کہ بسیار خوری جانوروں کا خاصہ ہے۔ (۶) انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں رکھی ہیں۔ ۱۔ زبان ودل، ذکر الٰہی کے لیے۔ ۲۔ معدہ، غذا ہضم کرنے کے لیے۔ ۳۔ پھیپھڑا، سانس کے لیے ہے۔ بسیار خوری سے تینوں چیزیں مقصد سے ہٹ جاتی ہیں۔ (۷) بسیار خوری سے سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ زبان ودل سے ذکر الٰہی کس طرح جاری ہو سکتا ہے۔ (۸) زیادہ کھانے والے لوگ یہ نہیں جانتے کہ پُر خور معدے حکمت ودانائی سے خالی ہوتے ہیں۔ (۹) آنکھیں اور پیٹ ہمیشہ بھوکے رہتے ہیں۔ اگر پیچ وخم پر مشتمل انتڑیوں کو خالی رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ (۱۰) جہنم کی طرح پیٹ بھی ہمیشہ ایک ہی صدا لگاتا ہے۔ ہل من مزید (کیا اور بھی ہے)۔

marfat.com

ہمے میردت عیسیٰؑ از لاغری	۱	تو در بندِ آنی کہ خر پروری
تیرا عیسیٰ تو کمزوری سے مر رہا ہے		تو اس فکر میں ہے گدھے کی پرورش کرے
بدیں اے خرد مایہ دُنیا مخر	۲	جو خر با انجیل عیسیٰؑ مخر
اے کمینے دنیا کو دین کے بدلے نہ خرید		گدھے کی جو عیسیٰ کی انجیل کے بدلے نہ خرید
مگر مے ندانی کہ دد را و دام	۳	نینداخت جز حرصِ خوردن بدام
شاید تجھے معلوم نہیں کہ درندوں اور چوپایوں کو		حرص کے علاوہ کسی چیز نے جال میں نہیں پھنسایا
پلنگے کہ گردن کشد بر وحوش	۴	بدام افتد از بہرِ خوردن چو موش
چیتا جو وحشی جانوروں پر بڑائی جتاتا ہے		کھانے کی خاطر چوہے کی طرح جال میں پھنس جاتا ہے
چو موشش آنکہ نان و پنیرش خوری	۵	بدامش در افتی و تیرش خوری
تو جس کی روٹی اور پنیر کھا رہا ہے چوہے کی طرح		اس کے جال میں پھنس جائے گا اور اس کا تیر کھائے گا

حکایت

کہانی

مرا حاجئے شانۂ عاج داد	۷	کہ رحمت بر اخلاق حجاج باد
مجھے ایک حاجی نے ہاتھی دانت کی کنگھی دی		حاجیوں کے اخلاق پر خدا کی رحمت ہو
شنیدم کہ بارے سگم خواندہ بود	۸	کہ از من بنوعے دلش ماندہ بود
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایکبار مجھے کتا کہا تھا		اسلئے کہ مجھ سے اس کے دل کو کسی طرح کی تکلیف پہنچی تھی
بینداختم شانہ کیں استخواں	۹	نمے بایدم دیگرم سگ مخواں
میں نے کنگھی پھینک دی کہ یہ ہڈی		مجھے نہیں چاہیئے، مجھے پھر کتا نہ کہہ
مپندار چوں سرکۂ خود خورم	۱۰	کہ جورِ خداوندِ حلوا برم
جب کہ میں اپنا سرکہ کھا لیتا ہوں تو یہ نہ سمجھ		کہ حلوے والے کا ظلم سہوں گا

(۱) ہمے میردت: تیرا مر رہا ہے۔ عیسیٰؑ: مشہور پیغمبر۔ لاغری: کمزوری۔ در بند آنی: تو اس کے فکر میں ہے۔ خر: گدھا۔ پروری: پالے تو۔ (۲) بدیں: دین کے بدلے۔ خرد مایہ: کمینہ۔ مخر: مت خرید۔ جو خر: گدھے کے جو۔ با انجیل عیسیٰؑ: عیسیٰؑ کی انجیل۔ مخر: مت خرید۔ (۳) مگر: شاید۔ مے ندانی: تو نہیں جانتا۔ دد: درندہ۔ دام: چوپایہ۔ نینداخت: نہیں ڈالا۔ جز: سوائے۔ حرص خوردن: کھانے کی حرص۔ بدام: جال میں۔ (۴) پلنگے: جو چیتا کہ۔ گردن کشد: گردن کھینچتا ہے۔ یعنی بڑائی جتلاتا ہے۔ وحوش: جمع وحشی جنگلی جانور۔ بدام: جال میں۔ افتد: پڑ جاتا ہے۔ از بہر خوردن: کھانے کے واسطے۔ چو موش: چوہے کی طرح۔ (۵) چو موشش: چوہے کی طرح۔ آنکہ: جو شخص کہ۔ نان: روٹی۔ پنیرش: اس کا پنیر۔ خوری: تو کھائے۔ بدامش: اس کے جال میں۔ در افتی: پڑ جاوے۔ تیرش: اس کے تیر۔ خوری: کھاوے تو۔ (۶) حکایت: کہانی۔ (۷) مرا: مجھ کو۔ حاجئے: ایک حاجی۔ شانۂ عاج: ہاتھی دانت کی کنگھی۔ داد: دی۔ اخلاق حجاج: حاجیوں کا اخلاق۔ باد: ہووے۔ (۸) شنیدم: میں نے سنا۔ بارے: ایک بار۔ سگم: مجھ کو کتا۔ خواندہ بود: اس نے کہا تھا کہ کیونکہ۔ از من: مجھ سے۔ بنوعے: ایک قسم کا۔ دلش: اس کا دل۔ ماندہ بود: تھکا ہوا یا تکلیف اٹھایا ہوا۔ (۹) بینداختم: میں نے گرایا۔ شانہ: کنگھی۔ استخواں: ہڈی۔ نمے بایدم: مجھے نہیں چاہیئے۔ دیگرم: پھر مجھ کو۔ مخواں: مت کہہ۔

(۱۰) مپندار: مت خیال کر۔ چوں: جب۔ سرکۂ خود: اپنا سرکہ۔ خورم: کھاتا ہوں۔ جور خداوند حلوا: حلوے کے مالک کا ظلم۔ برم: برداشت کروں میں۔

تشریح: (۱) اس شعر میں روحانیت کو عیسیٰؑ سے اور مادیت کو گدھے کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ روح دم توڑ رہی ہے۔ اور تجھے گدھے (بدن) کی پرورش کی پڑی ہوئی ہے۔ (۲) جو شخص دین کو دنیا کے عوض اور گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خریدتا ہے۔ وہ ایسا ہی ہے۔ جیسا انجیل بیچ کر گدھے کی خوراک خریدے۔ (۳) عموماً دیکھا جاتا ہے کہ درند، چرند، پرند، اگر جال میں پھنستے ہیں تو محض حرص کی بنا پر۔ لالچی انسان بھی ہمیشہ حرص کے جال میں پھنستا ہے۔ (۴) چیتا اپنی درندگی میں دیگر تمام درندوں سے بڑھ کر ہے۔ لیکن پیٹ بھرنے میں وہ (چیتا) بھی چوہے کی طرح جال میں پھنس جاتا ہے۔

(۵) جس گھر میں چوہا کھاتا پیتا ہے۔ ایک دن انہیں (گھر والوں) کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ جو لوگ ماسوی اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ بھی ایک دن انہیں (غیر اللہ) کے شیطانی جال میں پھنس جاتے ہیں۔ (۶) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بے عزتی سے بہتر یہ ہے کہ عزت سے محروم رہا جائے۔ کیونکہ بے عزتی آدمی کی عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ (۷) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) ایک حاجی صاحب نے ہاتھی کے دانت سے تیار کردہ کنگھی عنایت کی۔ حجاج کرام کے یہ اخلاق بہت بھلے ہوتے ہیں۔ (۸) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ ایک مرتبہ اس (حاجی صاحب) نے مجھے کتا کہا تھا۔ اس لیے کہ میں (شیخ سعدیؒ) نے اس کے دل کو ٹھیس پہنچائی تھی۔ یہ مجھے بخوبی یاد تھا۔ (۹) چنانچہ شیخ سعدیؒ نے وہ کنگھی یہ کہہ کر واپس کر دی کہ اس تحفے سے یہ بہتر ہے کہ آئندہ کبھی مجھے کتا نہ کہا جائے۔ (۱۰) جو آدمی اپنی کمائی کی روکھی سوکھی کھاتا ہے۔ تو اسے کسی مالدار کا ظلم سہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

marfat.com

قناعت کن اے نفس براندکے	۱	کہ سلطان و درویش بینی یکے
اے نفس تھوڑے پر صبر کرلے		تاکہ تو بادشاہ اور فقیر کو یکساں دیکھے
چرا پیش خسرو بخواہش روی	۲	چو یکسو نہادی طمع خسروی
تمنا لے کر بادشاہ کے سامنے کیوں جاتا ہے		جب تونے لالچ نکال دیا تو تو بادشاہ ہے
دگر خودپرستی شکم طبلہ کن	۳	درِ خانۂ ایں و آں قبلہ کن
اگر تو خودپرست ہے تو پیٹ کا طبلہ بجا		اس اور اُس کے گھر کے دروازے کو قبلہ بنا

حکایت

کہانی

یکے باطمع پیش خوارزم شاہ	۵	شنیدم کہ شد بامداد پگاہ
ایک لالچی خوارزم کے بادشاہ کے سامنے		میں نے سنا ہے کہ صبح کے تڑکے میں گیا
چو دیدش بخدمت دوتا گشت و راست	۶	دگر روئے برخاک مالید و خواست
جب اس نے اس کو دیکھا جُھکا اور سیدھا ہوا		پھر زمین پر چہرہ رگڑا اور مانگا
پسر گفت اے بابکِ نامجوی	۷	یکے مشکلت مے بپرسم بگوی
لڑکے نے اس سے کہا اے نامور ابّا		میں تجھ سے ایک مشکل بات پوچھتا ہوں بتادے
نگفتی کہ قبلہ ست خاکِ حجاز	۸	چرا کردی امروز ازیں سو نماز
کیا تونے یہ نہ کہا تھا حجاز کی زمین قبلہ ہے		تونے آج اس طرف کو نماز کیوں پڑھی ہے
مبر طاعتِ نفس شہوت پرست	۹	کہ ہر ساعتش قبلۂ دیگر ست
شہوت پرست نفس کی فرمانبرداری نہ کر		اس لیے کہ اس کا ہر گھڑی ایک دوسرا قبلہ ہے
مبر اے برادر بفرمانش دست	۱۰	کہ ہر کس کہ فرمان نبردش برست
اے بھائی اس کے حکم سے ہاتھ نہ پھیلا		اس لیے کہ جس نے اس کا کہنا نہ مانا وہ چھوٹ گیا

(۱) قناعت کن: صبر کر۔ اندکے: تھوڑا۔ سلطان: بادشاہ۔ درویش: فقیر۔ بینی: دیکھے تو۔ یکے: ایک برابر۔ (۲) چرا: کیوں۔ پیش خسرو: بادشاہ کے سامنے۔ بخواہش: خواہش کے لیے۔ روی: جاوے۔ چو: جب۔ یکسو: ایک طرف۔ نہادی: رکھ دیا تونے۔ طمع: لالچ۔ خسروی: بادشاہ ہے تو۔ (۳) خودپرستی: اپنے آپ کو پوجنا۔ شکم: پیٹ۔ طبلہ کن: طبلہ کرلے یعنی موٹا کرلے۔ درِخانہ: گھر کا دروازہ۔ ایں وآں: یہ اور وہ۔ قبلہ کن: قبلہ بنالے۔ (۴) حکایت: کہانی۔ (۵) یکے: ایک۔ باطمع: لالچی۔ پیش: سامنے۔ خوارزم شاہ: خراسان کے صوبہ خوارزم کا بادشاہ۔ شنیدم: میں نے سنا۔ شد: گیا۔ بامداد پگاہ: دونوں کا معنی صبح ہے۔ اضافت تاکیدی ہے یعنی صبح سویرے۔ (۶) چو: جب۔ دیدش: اس کو دیکھا۔ بخدمت: تعظیم کے لیے۔ دوتا: دوہرا۔ گشت: ہوگیا۔ راست: سیدھا۔ دگر: پھر۔ خاک: مٹی۔ مالید: ملا۔ خواست: چاہا۔ (۷) پسر: بیٹا۔ گفت: کہا۔ بابک: باپ کی تصغیر یعنی پیارے باپ۔ نامجو: مشہور۔ یکے: ایک۔ مشکلت: مشکل تجھ سے۔ بپرسم: پوچھتا ہوں میں۔ بگوئی: کہہ۔ (۸) نگفتی: تونے نہیں کہا۔ قبلہ: وہ رخ جدھر نماز پڑھی جاتی ہے۔ خاکِ حجاز: حجاز کی مٹی۔ حجاز سعودی عرب کا وہ صوبہ جس میں مکہ اور مدینہ واقع ہیں۔ چرا: کیوں۔ کردی: کی تونے۔ امروز: آج۔ ازیں سو: اس طرف۔ (۹) مبر: مت لے جا۔ طاعتِ نفس: نفس کی فرمانبرداری۔ شہوت پرست: شہوت میں مشغول رہنے والا۔ ہر ساعتش: ہر گھڑی اس کا۔ قبلۂ دیگر: دوسرا قبلہ۔ ست: ہے۔ (۱۰) مبر: مت لے جا۔ برادر: بھائی۔ بفرمانش: اس کے حکم سے۔ دست: ہاتھ۔ ہرکس: جو شخص کہ۔ فرمان نبردش: اس کا حکم نہ مانا۔ برست: چھوٹ گیا۔

تشریح: (۱) قناعت کی خاصیت ہے کہ وہ آدمی کو بے نیاز کردیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قناعت پسند آدمی کے لیے فقر اور بادشاہ کی سلطنت یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ (۲) اصل منگتا وہ ہے جس کے دل میں دنیا کا طمع ہو۔ جس شخص کے دل سے حرص و ہوس کا مرض نکل جائے تو وہ گداگر نہیں، کیونکہ وہ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ (۳) خودپرستی کے مرض میں مبتلا شخص بسیار خوری کی وجہ سے اپنے پیٹ کو ڈھول کی طرح فربہ کرتا ہے۔ اس کے نزدیک دروازہ قبلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ (۴) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ لالچ بڑی بلا ہے۔ جو کہ انسان کو ذلت کے اندھیروں میں بھٹکائے رکھتی ہے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے۔ طمع نہ کر، منع نہ کر، جمع نہ کر۔ (۵) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ ایک دن صبح کے وقت ایک حریص آدمی نے خراسان کے صوبہ خوارزم کے حکمران (شاہ خوارزم) کے سامنے دستِ سوال دراز کیا۔ (۶) وہ سوالی حریص (شاہ خوارزم کو) دیکھتے ہی پہلے رکوع کی حالت کی طرح جھکا اور پھر سجدے کی حالت میں اپنی پیشانی زمین پر رگڑنے لگا۔ (بعد ازاں سوال کیا) (۷) اس (حریص) کے بیٹے نے حیرت زدہ ہوکر اپنے باپ سے پوچھا کہ اے نامور پیارے باپ میرا مشکل سوال حل کردیجیے۔ (۸) آپ (سوال کرنے والے کا باپ) نے ہمارا قبلہ حجاز مقدس بنایا تھا پھر آپ نے بادشاہ کو قبلہ تصور کرکے نماز پڑھنی کیوں شروع کردی ہے۔ (۹) نفس کے مطیع کا قبلہ ہمیشہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں سے اس (نفس پرست) کی مراد بر آتی ہے۔ وہی اس کا قبلہ بن جاتا ہے۔ (۱۰) نفس پرست حریص شخص کا سر ہمیشہ جھکا رہتا ہے۔ لہٰذا اس کی نہیں ماننی چاہیے۔

ے یہی ایک سجدہ جو تجھے گراں گزرتا ہے ٭ ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

marfat.com

قناعت سرافرازد اے مردِ ہوش	۱	سرِ پُر طمع بر نیاید ز دوش
اے ہوش والے انسان قناعت سربلند کرتی ہے		لالچ بھرا سرگردن سے نہیں اٹھتا ہے
طمع آبروئے توّاقر بریخت	۲	برائے دو جَو دامنِ دُر بریخت
لالچ نے وقار کی آبروریزی کی ہے		دو جَو کی خاطر موتیوں کا دامن بکھیر دیا ہے
چو سیراب خواہی شدن ز آبجوئے	۳	چرا ریزی از بہر برف آبروئے
جب تو نہر کے پانی سے سیراب ہو سکتا ہے		تو برف کی خاطر کیوں آبرو خراب کرتا ہے
مگر ز تنعم شکیبا شوی	۴	وگرنہ ضرورت بدر ہا شوی
شاید تو عیش پرستی سے صبر کرلے		ورنہ تو ضرور دروازوں پر جائے گا
برو خواجہ کوتاہ کن دستِ آز	۵	چہ مے بایدت ز آستین دراز
جا صاحب، حرص کا ہاتھ کوتاہ کر		تجھے دراز آستین سے کیا چاہیے ہے
کسے را کہ درجِ طمع در نوشت	۶	نباید بکس عبد و خادم نبشت
جس شخص نے لالچ کی ڈبیا لپیٹ دی ہے		اس کو کسی کو بندہ اور خادم لکھنے کی ضرورت نہیں ہے
توقع براند ز ہر مجلست	۷	بران از خودش تا نراند کست
تجھے ہر مجلس سے توقع نکالتی ہے		تو اپنے اندر سے اسے نکال تاکہ تجھے کوئی نہ نکالے

حکایت

کہانی

یکے را تب آمد ز صاحبدلاں	۹	کسے گفت شکر بخواہ از فلاں
صاحبدلوں میں سے ایک کو بخار آگیا		کسی نے کہا فلاں سے گلقند مانگ لے
بگفت اے پسر تلخیٔ مُردنم	۱۰	بہ از جورِ روئے ترش بردنم
اس نے کہا اے صاحبزادے میرے لیے مرنے کی کڑواہٹ		بد مزاج کا ظلم سہنے سے بہتر ہے

(۱) قناعت، صبر۔ سرافرازد، سربلند کرتی ہے۔ مردِ ہوش، ہوش والے۔ سرِ پُر طمع، لالچ سے بھرا ہوا سر۔ بر نیاید، اٹھ نہیں سکتا۔ ز دوش، کندھوں سے۔ (۲) طمع، لالچ۔ آبروئے توّاقر، وقار کی عزت۔ بریخت، گرادی۔ برائے دو جو، دو جَو کے واسطے۔ دامنِ دُر، موتیوں کا دامن۔
(۳) چو، جب۔ سیراب خواہی شدن، سیراب ہونا چاہیے۔ ز آبجوئے، ندی سے۔ چرا، کیوں۔ ریزی، گراتا ہے تو۔ از بہر، واسطے۔ آبروئی، عزت۔ (۴) مگر ز تنعم، یا تو عیش پرستی سے۔ شکیبا، صبر والا۔ شوی، ہو جاوے تو۔ بدر ہا، مخلوق کے دروازوں پر۔ شوی، جائے گا تو۔
(۵) برو، جا۔ خواجہ، صاحب۔ کوتاہ کن، چھوٹا کر۔ دستِ آز، حرص کا ہاتھ۔ چہ مے بایدت، تجھے کیا چاہیے۔ آستین دراز، لمبی آستین۔ (۶) کسے را، جس کسی کو کہ۔ درجِ طمع، لالچ کی ڈبیا۔ در نوشت، لپیٹ دی، بند کردی۔ نباید نبشت، نہیں لکھنے کو۔ بکس، کسی کو۔ عبد، غلام۔ (۷) توقع، امید۔ براند، ہنکاتی ہے۔ ز ہر مجلست، ہر مجلس سے تجھ کو۔ بران، نکال دے۔ از خودش، اپنے سے اس کو۔ تا، تاکہ۔ نراند، نہ نکالے۔ کست، کوئی تجھ کو۔ (۸) حکایت، کہانی۔
(۹) یکے را، ایک شخص کو۔ تب آمد، بخار آیا۔ ز صاحبدلاں، دل والوں میں سے۔ کسے، کسی نے۔ گفت، کہا۔ بخواہ، مانگ لا۔ از فلاں، فلانے سے۔
(۱۰) بگفت، اس نے کہا۔ پسر، لڑکا۔ تلخیٔ مُردنم، موت کی تلخی مجھ کو۔ بہ، بہتر۔ جورِ روئے ترش، ترش چہرے کا ظلم۔

تشریح: (۱) اے باشعور انسان! سربلندی صرف قناعت و صبر اختیار کرنے میں ہے۔ حرص و طمع سے ہمیشہ سر نیچا رہتا ہے۔ (۲) حریص (لالچی) انسان کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ (لالچی) چند ٹکڑوں کی خاطر موتیوں سے زیادہ قیمتی عزت کو خاک میں ملا دیتا ہے۔
(۳) جب نہر کے پانی سے پیاس بجھ سکتی ہے تو پھر معمولی سی برف یا ٹھنڈا پانی مانگ کر ذلت کیوں اختیار کرتا ہے۔
(۴) انسان کو عیاشی کرنے اور قناعت سے دور رہنے کی وجہ سے اکثر و بیشتر مخلوق کے دروازے پر جھک کر ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔
(۵) منگتا بن کر ہاتھ پھیلانا ترک کردے۔ لالچ کا دامن چھوڑ کر آبرو سے جینا سیکھ لے۔
(۶) جو شخص حرص و لالچ سے اپنا دامن چھڑا لیتا ہے۔ اسے کسی کے سامنے آپ کا تابعدار، فدوی، غلام وغیرہ لکھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔
(۷) ضرورت مند شخص کی ضرورت پوری کرنے کے بجائے لوگ اس غرض مند کو اپنی محفلوں سے نکال دیتے ہیں۔ چنانچہ غرض کو دل سے خارج کردے تاکہ تجھے کوئی نہ نکال سکے۔ (۸) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ توحید پرست اور غیرت مند شخص کٹ تو سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے جھکنا گوارا نہیں کرتا۔ (۹) کسی خود دار شخص کو بخار آگیا۔ (تندرست ہونے کے لیے) کسی نے اُسے (بیمار) سے کہا کہ فلاں شخص سے شکر لے کر آؤ۔
(۱۰) اُس (صاحبِ دل بیمار) نے کہا کہ اے برخوردار! میں موت کی تلخی قبول کرسکتا ہوں لیکن ترش خواہ کی تُرش روی برداشت نہیں کرسکتا۔

marfat.com

۱	شکر عاقل از دست آنکس نخورد	کہ روا ز تکبر برو سر کہ کرد
	عقل مند نے اس شخص کے ہاتھ سے کبھی شکر نہیں کھائی	جس نے تکبر کی وجہ سے اس پر ترش بگاڑا
۲	مرو در پئے ہر چہ دل خواہدت	کہ تمکین تن نور جاں کاہدت
	دل کی ہر خواہش پر مارا نہ پھر	جسم کا آرام تیری جان کے نور کو گھٹا دے گا
۳	کند مرد را نفس امارہ خوار	اگر ہوشمندی عزیزش مدار
	انسان کو نفس امارہ ذلیل کرتا ہے	اگر تو ہوشمند ہے اس کو پیارا نہ رکھ
۴	دگر ہر چہ باشد مرادش خوری	زدوراں بسے نامرادی بری
	اگر جو اس کی منشا ہوگی تو وہ کھائے گا	دنیا سے بہت سی نامرادی لے جائے گا
۵	تنورِ شکم دمبدم تافتن	مصیبت بود روزِ نا یافتن
	پیٹ کے تنور کو ہر وقت روشن رکھنا	نہ پانے کے دن مصیبت بن جاتا ہے
۶	بہ تنگی بریزاندت آب و رنگ	چو وقتِ فراخی کنی معدہ تنگ
	تنگی کے وقت تیرے چہرے کا رنگ بگاڑ دے گا	اگر فراخی کے وقت معدے کو پُر کرے گا
۷	کشد مردِ پر خوارہ بارِ شکم	دگر در نیابد کشد بارِ غم
	بسیار خور کو پیٹ کا بار مار ڈالتا ہے	اور اگر نہیں ملتا تو غم کا بار مار ڈالتا ہے
۸	شکم بندہ بسیار بینی خجل	شکم پیش من تنگ بہتر کہ دل
	پیٹ کے غلام کو تو بہت شرمندہ دیکھے گا	میری رائے میں بجو کا پیٹ تنگ دل سے اچھا ہے

حکایت در مذلت بسیار خوردن

بہت کھانے کی ذلت کے بیان میں

۱۰	چہ آوردم از بصرہ دانی عجب	حدیثے کہ شیریں تر از رطب
	تجھے معلوم ہے میں بصرہ سے کیا لایا ہوں عجیب بات	ایسی جو تر کھجور سے بھی میٹھی ہے

(۱) عاقل: عقلمند آدمی۔ از دست آن کس: اس شخص کے ہاتھ سے۔ نخورد: نہیں کھاتا۔ روا ز تکبر: چہرہ تکبر سے۔ برو: اس پر۔ ترش کرد: ترش کرے۔ (۲) مرو: مت جا۔ در پئے: پیچھے۔ ہر چہ دل خواہدت: جو کچھ تیرا دل چاہے۔ تمکین تن: جسم کا آرام۔ کاہدت: گھٹا دے گا۔ (۳) کند: کرتا ہے۔ نفس امارہ: گناہوں کا حکم دینے والا نفس۔ خوار: ذلیل۔ ہوشمندی: ہوشمند ہے تو۔ عزیزش: اس کو پیارا۔ مدار: مت رکھ۔ (۴) دگر: اور اگر۔ ہر چہ باشد: جو کچھ ہووے مرادش: اس کی مُراد۔ خوری: کھاوے تو۔ زدوراں: زمانے سے۔ بسے: بہت سی۔ بری: لے جائے تو۔ (۵) تنور شکم: پیٹ کا تنور۔ دمبدم: ہر وقت۔ تافتن: گرم کرنا۔ بود: ہووے۔ روزِ نا یافتن: نہ پانے کے دن۔ (۶) بہ تنگی: تنگی کے وقت میں۔ بریزاندت: گرا دے گا تیرا۔ آب و رنگ: رونق اور رنگ۔ (۷) کشد: کھینچتا ہے۔ مردِ پر خوارہ: زیادہ کھانے والا آدمی۔ بارِ شکم: پیٹ کا بوجھ۔ در نیابد: نہ پاوے کشد: کھینچے۔ بارِ غم: غم کا بوجھ۔ (۸) شکم بندہ: پیٹ کا غلام۔ بسیار: بہت۔ بینی: دیکھے تو۔ خجل: شرمندہ۔ پیش من: میرے سامنے۔ کہ دل: دل سے۔ (۹) مذلت: ذلت۔ بسیار خوردن: بہت کھانا۔ (۱۰) چہ: کیا۔ آوردم: لایا میں۔ بصرہ: عراق کا ایک شہر۔ دانی: تو جانتا ہے حدیثے کہ: ایسی بات جو کہ۔ شیریں تر: زیادہ میٹھی۔ رطب: تازہ کھجور۔

تشریح: (۱) صاحب عقل آدمی ایسے شخص سے شکر (قرض) نہیں لیتا جو ضرورت مند کا سوال سُن کر سرکے کی طرح کھٹا (ترش) ہو جائے۔
(۲) نفس و دل کی خواہشات کی تکمیل میں مصروف نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ جسم کے آرام سے روح کی روشنی (نور) کم ہو جاتی ہے۔
(۳) عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ انسان نفس امارہ کی وجہ سے ذلت اٹھاتا ہے۔ لہٰذا ہوشیار آدمی کو چاہیئے کہ وہ نفس امارہ کو محبوب نہ بنائے۔
(۴) نفس تو کبھی نہ مکمل ہونے والی خواہشات کی تمنا رکھتا ہے۔ اس لیے نفس کو صرف وہی کچھ کھلایا پلایا جائے جو اس (نفس) کی ضرورت ہے۔
(۵) پیٹ بھر کے کھانا تنگدستی کے دنوں میں مصیبت کھڑی کر دیتا ہے۔ اس لیے مومن کی طرح ایک انتڑی بھر کھائے۔ کافر کی طرح ساتوں انتڑیاں بھر کے نہیں کھانا چاہیئے۔ (۶) خوشحالی کے دنوں میں بھرپور معدے سے کھانا بُرے دنوں میں گداگری کر کے عزتِ نفس کو کچلنے کا سبب بن جاتا ہے۔
(۷) زیادہ کھانے کا عادی ہمیشہ پیٹ اٹھاتا ہے۔ اور بھوک کی وجہ سے اس (بسیار خور) کو غم کا بوجھ بھی اٹھانا پڑتا ہے۔
(۸) شکم پرست لوگ ہمیشہ ذلت اٹھاتے ہیں، اس لیے کم کھا کر پیٹ کو تنگی دینی چاہیئے۔ کیونکہ دل کی تنگی سے پیٹ کی تنگی اچھی ہے۔
(۹) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ زیادہ کھانے کی عادت ذلت کا سبب بنتی ہے۔ اور بسا اوقات موت کا سبب بھی بن جاتی ہے۔
(۱۰) اس شعر میں جو حکایت بیان کی جا رہی ہے۔ اس کی اہمیت و خصوصیت کے پیشِ نظر بصرہ کی اس حکایت کو تازہ کھجوروں سے زیادہ مٹھاس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

marfat.com

مصرعِ اول		مصرعِ ثانی
تنے چند در خرقۂ راستاں	۱	گذشتیم بر خاکِ خرماستاں
بیچوں کی گدڑی میں چند انسان		ہم گذرے ایک کھجورستان کے کنارے سے
یکے در میاں معدہ انبار بود	۲	ز پُر خواریٔ خویش پُر خوار بود
ان میں ایک معدہ کو ٹھونسنے والا تھا		اپنی بسیار خوری کی وجہ سے ذلیل تھا
میاں بست مسکین شد و بر درخت	۳	وزاں جا بگردن در افتاد سخت
بیچارے نے کمر کسی اور درخت پر چڑھ گیا		وہاں سے بُری طرح گردن کے بل گرا
نہ ہر بار خرما تواں خورد و برد	۴	لت انبان بد عاقبت خورد و مرد
ہر بار چھوارے کھائے اور لے جائے نہیں جا سکتے ہیں		بد انجام بسیار خور نے کھایا اور مر گیا
رئیسِ دِہ آمد کہ ایں را کہ کشت	۵	بگفتم مزن بانگ بر ما درشت
گاؤں کا سردار آیا کہ اس کو کس نے مار ڈالا ہے		میں نے کہا کہ ہم پر نہ چیخ
شکم دامن اندر کشیدش ز شاخ	۶	بود تنگ دل رودگانے فراخ
پیٹ نے اس کا دامن شاخ سے کھینچا ہے		چوڑی آنتوں والا تنگ دل ہوتا ہے
شکم بندِ دست ست و زنجیرِ پائے	۷	شکم بندہ نادر پرستد خدائے
پیٹ ہاتھ کی بیڑی اور پیر کی زنجیر ہے		پیٹ کا بندہ خدا کی عبادت کم کرتا ہے
سراسر شکم شد ملخ لاجرم	۸	بپایش کشد مورِ کوچک شکم
ٹڈی کا پیٹ ہی پیٹ ہے لا محالہ		چھوٹے پیٹ والی چیونٹی اس کا پیر پکڑ کر کھینچتی ہے
برو اندرونے بدست آر پاک	۹	شکم پر نخواہد شد الّا بخاک
جا پاک باطن حاصل کر		پیٹ تو خاک کے علاوہ کسی چیز سے پُر نہیں ہوتا ہے

(۱) تنے چند، چند آدمی۔ خرقۂ راستاں، بیچوں کی گدڑی میں۔ گذشتیم، گذرے ہم۔ خاکِ خرماستاں، نخلستان کی مٹی۔ (۲) یکے درمیاں، ایک بیچ میں۔ معدہ انبار، بڑے معدے والا۔ بود، تھا۔ پُر خواری، زیادہ کھانا۔ خویش، اپنا۔ پُر خوار، بہت ذلیل۔ (۳) میاں، کمر۔ بست، باندھی اس نے۔ شد، چڑھ گیا۔ وزاں جا، اور اس جگہ سے۔ بگردن، گردن کے بل۔ در افتاد، گر پڑا۔ (۴) خرما، کھجور۔ تواں خورد، کھا سکتے ہیں۔ تواں برد، لے جا سکتے ہیں۔ لت انبان، لت، پیٹ، انبان، مشکیزہ۔ یعنی بڑے پیٹ والا۔ بد، بُرا۔ عاقبت، انجام۔ خورد، کھایا۔ مرد، مر گیا۔ (۵) رئیسِ دِہ، گاؤں کا سردار۔ آمد، آیا۔ ایں را، اس کو۔ کہ کشت، کس نے مارا۔ بگفتم، میں نے کہا۔ مزن، مت مار۔ بانگ، آواز۔ بر ما، ہم پر۔ درشت، سخت۔ (۶) شکم، پیٹ۔ اندر کشیدش، اس کو اندر کھینچا۔ بود، ہوتا ہے۔ رودگانے فراخ، چوڑی انتڑی والا۔ (۷) شکم، پیٹ۔ بندِ دست ست، ہاتھ کی قید ہے۔ زنجیرِ پا، پاؤں کی بیڑی۔ شکم بندہ، پیٹ کا غلام۔ نادر پرستد، کم پوجتا ہے۔ (۸) سراسر، بالکل۔ شکم شد، پیٹ بن گئی۔ لاجرم، لازماً۔ بپایش، پاؤں سے۔ اس کو کشد، کھینچتی ہے۔ مورِ کوچک شکم، چھوٹے پیٹ والی چیونٹی۔ (۹) برو، جا۔ اندرونے، ایک صاف باطن۔ بدست آر، ہاتھ میں لا۔ شکم، پیٹ۔ پُر نخواہد شد، بھر نہیں سکتا۔ الّا، مگر۔ بخاک، مٹی سے۔

تشریح: (۱) ہم (شیخ سعدیؒ اور ان کے ہمسفر رفقاء) چند آدمی درویشوں کے لباس میں کھجوروں کے ایک باغ سے گذرے۔
(۲) ہمارے (شیخ و رفقاء کے) ساتھ ایک ایسا شخص تھا جس کا معدہ تیز ہاضمے کا حامل تھا۔ اسے ہمیشہ زیادہ کھانے کی وجہ سے ذلیل ہونا پڑتا تھا۔ (۳) چنانچہ اس (بسیار خور آدمی) نے کھجوروں کو دیکھا تو کمربستہ ہوا، اور کھجور کے ایک درخت پر چڑھا اور گردن کے بل نیچے گر پڑا۔
(۴) کھجوریں ہر مرتبہ کھانا اور لے جانا ناممکن ہے۔ اس لیے مشکیزے جیسے پیٹ والا بھی اپنے انجام کو پہنچ کر ہلاکت کی آغوش میں چلا گیا۔ (مر گیا)
(۵) علاقے کا سربراہ (نمبردار) آیا، اور ڈانٹنے لگ گیا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ اس کا قاتل کون ہے۔ میں (شیخ سعدیؒ) نے کہا۔ کہ ہمیں ڈانٹنے کی ضرورت نہیں۔ (۶) یہ (مرنے والا) شخص پیٹ کا پجاری تھا چنانچہ اس نے پیٹ پوجا کرنے کے لیے اپنا دامن شاخ (کھجور) کی طرف کھینچا۔ سچ ہے کہ بڑے پیٹ والا (بسیار خور) تنگ دل ہوتا ہے۔
(۷) انسان کے لیے پیٹ ہتھکڑی اور بیڑی کا کام دیتا ہے۔ پیٹ کے پجاری بہت کم عبادت کرتے ہیں۔
(۸) جب مکڑی بسیار خوری کا مظاہرہ کرتی ہے تو اس کا پیٹ پھول جاتا ہے۔ اور پھر کمزور چیونٹی اس کی ٹانگ سے کھینچ کر ذلیل کرتی رہتی ہے
(۹) انسان کو چاہیے کہ وہ باطنی پاکیزگی حاصل کرے۔ پیٹ کو سوائے قبر کی مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

marfat.com

حکایت

کہانی

شکم صوفئے را زبوں کرد و فرج	۲	دو دینار بد ہر دو آں کرد خرج
ایک صوفی کو پیٹ اور شرمگاہ نے عاجز کر دیا		دو دینار تھے دونوں خرچ کر دیئے
یکے گفتش از دوستاں در نہفت	۳	چہ کردی بدیں ہر دو دینار گفت
چپکے سے ایک دوست نے اس سے کہا		ان دونوں دیناروں کا تو نے کیا کیا۔ اس نے کہا
بدینارے از پشت راندم نشاط	۴	بدیگر شکم را کشیدم سماط
ایک دینار سے کمر کی مستی نکالی		دوسرے سے پیٹ کے لیے دسترخوان بچھایا
فرومایگی کردم و ابلہی	۵	کہ ایں ہمچناں پر نشد آں تہی
میں نے کمینہ پن اور بیوقوفی کی		کہ یہ تو نہ بھرا اور وہ خالی ہو گئی
غذا گر لطیف است و گر سرسری	۶	چو دیرت بدست اوفتد خوشخوری
کھانا خواہ عمدہ ہو خواہ معمولی		جب دیر سے ہاتھ لگے گا تو خوب کھائے گا
سر آنگہ بہ بالیں نہد ہوشمند	۷	کہ خوابش بقہر آورد در کمند
ہوشمند اس وقت تکیہ پر سر رکھتا ہے		جب کہ نیند اس کو جبراً کمند میں پھانس لے
مجال سخن تا نیابی مگوئے	۸	چو میداں نہ بینی نگہدار گوئے
جب تک بات کی گنجائش نہ ہو نہ کہہ		جب تو میدان نہ دیکھے گیند کو بچائے رکھ
مگوئی و منہ تا توانی قدم	۹	از اندازہ بیروں و ز اندازہ کم
جب تک ممکن ہو نہ بات کر نہ قدم رکھ		اندازے سے آگے اور اندازے سے کم

(۱) حکایت: قصہ یا کہانی۔
(۲) صوفئے: ایک صوفی کو۔ زبوں کرد: عاجز کیا۔ فرج: شرمگاہ۔ دینار: اشرفی، سونے کا سکہ۔ بد: اصل میں بود، تھا۔ ہر دو: دونوں۔ آں: اس نے۔ کرد خرج: خرچ کر دیئے۔
(۳) یکے: ایک۔ گفتش: اس کو کہا۔ در نہفت: تنہائی میں چھپا کر۔ چہ کردی: کیا کیے تو نے۔ بدیں ہر دو دینار: وہ دونوں دینار۔ گفت: اس نے کہا۔
(۴) بدینارے: ایک دینار سے۔ از پشت: کمر سے۔ راندم: چلائی میں نے۔ نشاط: مستی یعنی شہوت نکالی۔ بدیگر: دوسرے سے۔ شکم را: پیٹ کے لیے۔ کشیدم: کھینچا میں نے۔ سماط: دسترخوان۔
(۵) فرومایگی: کمینگی۔ کردم: کی میں نے۔ ابلہی: بیوقوفی۔ کہ ایں: کیونکہ یہ مراد پیٹ۔ ہمچناں: ویسے ہی۔ پر نشد: نہ بھرا۔ آں: وہ مراد پشت تہی: خالی۔ (۶) غذا: خوراک۔ لطیف: پر لطف مزیدار۔ ست: ہے۔ سرسری: معمولی۔ چو: جب۔ دیرت: دیر سے تجھ کو۔ بدست اوفتد: ہاتھ میں پڑے خوشخوری: اچھی طرح کھائے تو۔
(۷) آنگہ: اس وقت۔ بہ بالیں: تکیے پر۔ نہد: رکھتا ہے کہ خوابش: جبکہ نیند اس کو۔ بقہر: زبردستی۔ آورد: لا دے۔ در کمند: جال میں۔
(۸) مجال سخن: بات کی گنجائش۔ تا نیابی: جب تک نہ پاوے تو۔ مگوئے: مت کہہ۔ چو: جب۔ نہ بینی: نہ دیکھے تو۔ نگہدار گوئے: گیند کو محفوظ رکھ۔ (۹) مگو و منہ: مت کہہ اور مت رکھ۔ تا توانی: جب تک تو طاقت رکھے۔ بیروں: باہر۔ و ز اندازہ: اور اندازے سے۔

تشریح: (۱) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ پیٹ اور شہوت انسان کی ذلت کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں روکنا چاہیے۔
(۲) کسی صوفی کو فرج اور پیٹ نے تنگ کیا۔ اس کے پاس دو دینار تھے۔ ان دیناروں سے اس نے دونوں خواہشات پوری کیں۔
(۳) کسی دوست نے اس (صوفی) سے پوچھا کہ تمہارے پاس دو دینار تھے، وہ کہاں گئے۔ تو اس (صوفی) نے جواب دیا۔
(۴) ایک دینار کے ساتھ شہوت کو پورا کیا ہے۔ دوسرے دینار کے ساتھ پیٹ بھرا ہے۔
(۵) شہوت کی پیاس بجھنے سے میری پیٹھ خالی ہو گئی اور پیٹ سرے سے بھرا ہی نہیں۔ یہ میری زندگی کی سب سے بڑی حماقت تھی۔
(۶) انتہائی بھوک کی حالت میں غذا اچھی لگتی ہے۔ چاہے وہ (خوراک) لذیذ ہو یا معمولی قسم کی ہو۔
(۷) سمجھدار لوگ اس وقت تک نہیں سوتے۔ جب تک انہیں اچھی طرح نیند نہ ستائے۔
(۸) بے موقع محل گفتگو کرنے سے بہتر ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے۔ میدان صاف ہو تو گیند اپنے پاس محفوظ رکھنی چاہیے۔
(۹) حد سے زیادہ بولنا اور قدم رکھنا اچھا عمل نہیں۔ اور حد سے زیادہ کم بولنا اور قدم رکھنا مناسب ہے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

مصرعِ اول		مصرعِ دوم
یکے نیشکر داشت در طبقری	۲	چپ وراست گردید بر مشتری
طبقری میں ایک شخص کے پاس گنّا تھا		وہ دائیں بائیں خریداروں میں گھوما
بصاحبدلے گفت در کنج دہ	۳	کہ بستان وچوں دست یابی بدہ
اس نے گاؤں کے گوشہ میں ایک صاحبدل سے کہا		کو لے لے جب تیرا موقع ہو دے دینا
بگفت آں خردمند نیکو سرشت	۴	جوابے کہ بر دل بباید نوشت
اس نیک فطرت عقل مند نے دیا		ایسا جواب جو دل پر لکھنا چاہیئے
ترا صبر بر من نباشد مگر	۵	ولیکن مرا باشد از نیشکر
شاید تجھے میرے اوپر صبر نہ آئے		لیکن مجھے گنّے سے صبر ہو سکے گا
حلاوت ندارد شکر در نیش	۶	چو باشد تقاضائے تلخ از پیش
اس گنے میں شکر مٹھاس نہیں رکھتی ہے		جس کے پیچھے تلخ تقاضا ہو

حکایت

کہانی

مصرعِ اول		مصرعِ دوم
امیر ختن جامۂ از حریر	۸	بہ پیرے فرستاد روشن ضمیر
ختن کے سردار نے ایک ریشمی لباس		ایک روشن دل والے بوڑھے کو بھیجا
بپوشید و بوسید دست و زمین	۹	کہ بر شاہِ عالم ہزار آفرین
اس نے پہنا، ہاتھ اور زمین کو بوسہ دیا		کہ شاہِ عالم پر ہزاروں آفرین ہے
چہ خوبست تشریف شاہِ ختن	۱۰	وزو خوب تر خرقۂ خویشتن
شاہِ ختن کی خلعت کیا اچھی ہے		اور اس سے اپنی گودڑی زیادہ اچھی ہے

(۱) حکایت: کہانی۔ (۲) یکے: ایک۔ نیشکر: گنّا۔ داشت: رکھتا تھا۔ طبقری: ترکستان کا ایک شہر۔ چپ وراست: دائیں بائیں۔ گردید: پھرا وہ۔ بر مشتری: گاہک پر۔ (۳) بصاحبدلے: ایک دل والے کو۔ گفت: کہا اس نے۔ کنج دہ: گاؤں کا کونہ۔ بستان: لے لے۔ چوں: جب۔ دست یابی: ہاتھ پاوے تو یعنی گنجائش پاوے۔ بدہ: دے دے۔

(۴) بگفت: اس نے کہا۔ آں خردمند: اس عقل مند نے۔ نیکو سرشت: نیک طبع یا طبیعت والا۔ جوابے کہ: ایسا جواب جو کہ۔ بباید نوشت: لکھنا چاہیے۔

(۵) ترا: تجھ کو۔ بر من: مجھ پر۔ نباشد: نہیں ہوگا۔ مگر: شاید۔ مرا: مجھ کو۔ باشد: ہوسکے گا۔ از نیشکر: گنّے سے۔ (۶) حلاوت: مٹھاس۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ در نیش: اپنے گنے میں۔ چو باشد: جب کہ ہو دے۔ تقاضائے تلخ: کڑوا تقاضا۔ از پیش: اس کے پیچھے۔

(۷) حکایت: کہانی۔

(۸) امیر ختن: ختن کا حکمران۔ ختن: ترکستان کا ایک صوبہ ہے جو دنیا بھر کو کستوری جیسی قیمتی چیز برآمد کرتا ہے۔ جامہ: کپڑا۔ حریر: ریشم۔ بہ پیرے: ایک بوڑھے کو۔ فرستاد: بھیجا۔ روشن ضمیر: روشن دل والا۔

(۹) بپوشید: اس نے پہنا۔ بوسید: چوما۔ دست: ہاتھ۔ شاہِ عالم: جہان کا بادشاہ۔ آفرین: شاباش۔ (۱۰) چہ: کیا۔ خوبست: اچھا ہے۔ تشریف: خلعت۔ شاہِ ختن: ختن کا بادشاہ۔ وزو: اور اس سے۔ خوب تر: زیادہ اچھی۔ خرقہ: [illegible]۔ خویشتن: اپنی گودڑی۔

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرض لے کر نفس کے تقاضے پورے نہیں کرنے چاہئیں۔ بلکہ صبر و تحمل سے نفس سے قرض لینا چاہیئے۔

(۲) ترکستان کے شہر طبقری میں گنّے کے کھیت کا مالک خرید و فروخت کے لیے اپنے کھیت کے گاہک کی تلاش و جستجو میں لگا رہا۔

(۳) گاہک کی تلاش میں ناکامی کے باعث گاؤں کے کسی صاحب دل سے اس (گنّے کے کھیت کا مالک) نے کہا کہ قرض پر گنّے کا کھیت خرید لو۔

(۴) اس سمجھ دار آدمی نے اسے (کھیت کے مالک کو) ایسا بہترین جواب دیا کہ جو سنہری لفظوں کے ساتھ دل پر لکھنے کے قابل ہے۔

(۵) میں (سمجھ دار آدمی) گنّے کے بغیر صبر کر لوں گا۔ لیکن تم (کھیت کا مالک) قرض کا تقاضا کئے بغیر نہ رہ سکو گے۔ اس لیئے میں ایسا ہی بھلا۔

(۶) گنّے کی مٹھاس سے زیادہ تلخ (کڑوا) مسئلہ قرض خواہ کا تقاضا ہوتا ہے لہٰذا میں مٹھاس کے بدلے تلخی نہیں خریدتا۔

(۷) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ شاہی لباس سے بوسیدہ گودڑی اچھی ہے۔ کیونکہ اس میں کسی کا مشکور نہیں ہونا پڑتا۔

(۸) ترکستان کے صوبہ ختن کے سربراہ نے ایک باشعور بزرگ کے پاس ریشمی لباس ارسال کیا۔

(۹) اس (بزرگ) نے شاہ ختن کا ارسال کردہ ریشمی لباس پہنا اور قاصد کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور جھک کر شاہ ختن کے لیے دُعا کی۔

(۱۰) اس (بزرگ) نے کہا کہ شاہ ختن کا لباس بہت ہی عمدہ ہے۔ لیکن میری گودڑی آزاد منش آدمی کی حیثیت سے زیادہ اچھی ہے۔

marfat.com

گر آزادۂ بر زمیں خسپ و بس	۱	مکن بہر قالی زمیں بوس کس
اگر تو آزاد ہے بس زمین پر سو لے		قالین کے لیے کسی کی زمین کو بوسہ نہ دے

حکایت

کہانی

یکے ناں خورش جز پیازے نداشت	۳	چو دیگر کساں برگ و سازے نداشت
ایک شخص کے پاس پیاز کے علاوہ کوئی سالن نہ تھا		دوسروں کی طرح اس کے پاس ساز و سامان نہ تھا
پراگندۂ گفتش اے خاکسار	۴	برو طبخے از خوان یغما بیار
اس سے ایک بیہودہ نے کہا اے خاکسار		جا لنگر سے سالن لے آ
بخواہ و مدار از کس اے خواجہ باک	۵	کہ مقطوع روزی شود شرمناک
مانگ لے اور اے خواجہ کسی سے نہ شرما		اس لیے کہ شرمیلا روزی سے محروم رہتا ہے
قبا بست و چابک نوردید دست	۶	قبایش دریدند و دستش شکست
اس نے قبا کسی اور جلدی سے آستین چڑھائی		لوگوں نے اس کی قبا پھاڑ دی اور اس کا ہاتھ توڑ دیا
شنیدم کہ میگفت و خوں مے گریست	۷	کہ اے نفس خود کردہ را چارہ نیست
میں نے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا اور خوب روتا تھا		کہ اے نفس اپنے کیے کا کیا علاج ہے
بلا جوئے باشد گرفتار آز	۸	من و خانہ من بعد و نان و پیاز
حرص کا قیدی مصیبت کا متلاشی ہوتا ہے		اس کے بعد میں ہوں گا اور گھر روٹی ہوگی اور پیاز
جویں ناں کہ از سعی بازو خورم	۹	بہ از میدہ بر خوان اہل کرم
جو کی وہ روٹی جو میں اپنے بازو کی محنت سے کھاؤں		اہل کرم کے دسترخوان کے شیرمال سے بہتر ہے
چہ دل تنگ خفت آں فرومایہ دوش	۱۰	کہ بر سفرۂ دیگراں داشت گوش
گذشتہ رات وہ کمینہ کس قدر دل تنگ سویا		جو دوسروں کے دسترخوان پر کان دھرے تھا

(۱) آزادۂ: آزاد آدمی ہے تو۔ خسپ: سو جا۔ بس: صرف۔ مکن: مت کر۔ بہر قالی: قالین کے واسطے۔ زمیں بوس کس: کسی کی زمین کو چومنا۔ (۲) حکایت: کہانی۔ (۳) یکے: ایک۔ ناں خورش: روٹی کھانے کی چیز یعنی سالن۔ جز: سوائے۔ نداشت: نہیں رکھتا تھا۔ چو: مثل۔ دیگر کساں: دوسرے لوگ۔ برگ و سازے: ساز و سامان۔ (۴) پراگندۂ: ایک پریشان باتیں کرنے والا۔ گفتش: کہا اس کو۔ خاکسار: ذلیل۔ برو: جا۔ طبخے: کوئی سالن۔ خوان یغما: لوٹ کا دسترخوان مراد لنگر۔ بیار: لے آ۔ (۵) بخواہ: مانگ لے۔ مدار: مت رکھ۔ اے خواجہ: اے صاحب۔ از کس: کسی سے۔ باک: خوف۔ مقطوع روزی: کٹی ہوئی روزی والا یعنی محروم۔ شود: ہوتا ہے۔ شرمناک: شرمیلا۔ (۶) قبا بست: اس نے قبا باندھ لی۔ چابک: جلدی۔ نوردید: لپیٹ لیا۔ دست: ہاتھ۔ قبایش: اس کی قبا۔ دریدند: پھاڑ دی۔ دستش: اس کا ہاتھ۔ شکست: ٹوٹ گیا۔ (۷) شنیدم: میں نے سنا۔ میگفت: کہتا تھا۔ مے گریست: روتا تھا۔ خود کردہ: اپنے کیے ہوئے کا۔ چارہ: علاج۔ نیست: نہیں ہے۔ (۸) بلا جوئے: مصیبت ڈھونڈنے والا۔ باشد: ہوتا ہے۔ گرفتار آز: حرص کا قیدی۔ من و خانہ: میں اور گھر۔ من بعد: اس کے بعد۔ ناں: روٹی۔ (۹) جویں ناں: جو کی روٹی۔ سعی بازو: بازو کی کوشش۔ خورم: کھاؤں میں۔ بہ: بہتر۔ خوان اہل کرم: بخشش کرنے والوں کا دسترخوان۔ (۱۰) چہ: کیا۔ دل تنگ: رنجیدہ۔ خفت: سویا۔ آں فرومایہ: وہ کمینہ۔ دوش: کل رات۔ سفرۂ دیگراں: دوسروں کا دسترخوان۔ داشت: رکھتا تھا۔ گوش: کان۔

تشریح: (۱) اگر تو (بزرگ و قاصد) آزاد طبع انسان ہے تو اس (گدڑی) کے ساتھ زمین پر سو جاتا ہے۔ لیکن قالین مانگنے کے لیے سوالی نہیں بنتا۔ (۲) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بھیک مانگنے دسترخوان پر گوشت وغیرہ کھانے سے بہتر ہے کہ اپنے دسترخوان پر پیاز سے روٹی کھالے۔ (۳) ایک شخص کھانا کھاتے وقت ہمیشہ پیاز کو بطور سالن استعمال کرتا تھا۔ (یعنی سوائے پیاز کے اس کے پاس کوئی دوسری چیز نہ تھی)۔ (۴) کسی بدگو شخص نے اس (پیاز خور) سے کہا۔ کہ شاہی لنگر کے ہوتے ہوئے تجھے پیاز سے کھانا کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ (۵) مانگ کر کھانے میں شرم نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ شرم کرنے والا ہمیشہ فاقہ مست (بھوکا) رہتا ہے۔ (۶) وہ (پیاز خور) فی الفور تیار (اچکن) پہن کر لنگر پہنچ گیا۔ رش کی وجہ سے اس (پیاز خور) کی قبا پھٹ گئی۔ اور ہاتھ ٹوٹ گیا۔ (۷) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ وہ آنسو بہاتا (روتا) ہوا واپس اپنے گھر آیا اور کہنے لگا کہ یہ سب کچھ تیرا اپنا کیا دھرا ہے۔ اس کا کوئی علاج نہیں۔ (۸) لالچی آدمی ہمیشہ مصیبتوں میں گھرا رہتا ہے۔ لہذا آج کے بعد میں اپنے گھر میں ہی پیاز روٹی سے وقت پاس کروں گا۔ (۹) اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاصل ہونے والی جو کی روٹی دوسرے کرم فرماؤں کے میدے کی روٹی سے اچھی ہے۔ (۱۰) اپنے دیگر کرم فرماؤں کے دسترخوان سے اُمیدیں وابستہ کر کے سونے والے زخم خوردہ لوگوں کو مجھ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

یکے گربہ در خانۂ زال بود	۲	کہ برگشتہ ایام و بدحال بود
ایک بلی ایک بڑھیا کے گھر میں تھی		جس کا زمانہ برگشتہ تھا اور بُرے حال تھی
رواں شد بمہماں سرائے امیر	۳	غلامان حاکم زدندش بہ تیر
وہ بلی ایک امیر کے مسافر خانہ میں چلی گئی		حاکم کے نوکروں نے اس کو تیر سے مارا
رواں خونش از استخواں مے چکید	۴	ہمے گفت از ہول جاں میدوید
وہ اس حال میں دوڑ رہی تھی کہ خون اسکی ہڈیوں سے ٹپک رہا تھا		کہہ رہی تھی جان کے خوف سے دوڑ رہی تھی
اگر جستم از دستِ ایں تیر زن	۵	من و موش و ویرانۂ پیر زن
اس تیر انداز کے ہاتھ سے اگر میں بچ نکلی		میں ہوں گی اور چوہے اور بڑھیا کا ویرانہ
نیرزد عسل جانِ من زخمِ نیش	۶	قناعت نکوتر بدوشاب خویش
اے جانِ من شہد ڈنک کے زخم کے لائق نہیں ہے		اپنے انگور کے شیرہ پر قناعت بہتر ہے
خداوند ازاں بندہ خرسند نیست	۷	کہ راضی بقسمِ خداوند نیست
خدا اس بندے سے خوش نہیں ہے		جو خدا کی تقسیم پر راضی نہیں ہے

حکایت مردِ کوتاہ نظر و زن عالی ہمت

کوتاہ نظر مرد اور بلند ہمت عورت کا قصہ

یکے طفل دنداں برآوردہ بود	۹	پدر سر بفکرت فرو بردہ بود
ایک بچے کے دانت نکل آئے تھے		باپ فکر میں سر نیچے کیئے ہوئے تھا
کہ من نان و برگ از کجا آرمش	۱۰	مروت نباشد کہ بگذارمش
کہ میں اس کے لیئے روٹی اور توشہ کہاں سے لاؤں		آدمیت نہ ہوگی اگر میں اس کو چھوڑ جاؤں

(۱) حکایت: کہانی۔ (۲) یکے: ایک۔ گربہ: بلی۔ خانۂ زال: بڑھیا کا گھر۔ بود: تھی۔ برگشتہ ایام: بچھڑے دنوں والی۔ بدحال: بُری حالت والی۔

(۳) رواں شد: چلی گئی۔ بمہماں سرائے امیر: امیر کے مہمان خانے میں۔ غلامان حاکم: حاکم کے غلام۔ زدندش: مارا اس کو۔ بہ تیر: تیر سے۔

(۴) رواں خونش: اس کا جاری خون۔ استخواں: ہڈی۔ مے چکید: ٹپکتا تھا۔ ہمے گفت: کہتی تھی وہ۔ ہول جاں: جان کا خوف۔ میدوید: دوڑتی تھی۔

(۵) از دست ایں تیر زن: اس تیر مارنے والے کے ہاتھ سے۔ من و موش: میں اور چوہا۔ ویرانۂ پیرزن: بوڑھی عورت کا ویران گھر۔ (۶) نیرزد: برابر نہیں ہو سکتا۔ عسل: شہد۔ جانِ من: میری جان۔ زخمِ نیش: ڈنک کا زخم۔ قناعت: صبر۔ نکوتر: بہت اچھی۔ بدوشاب خویش: اپنے انگور کے شیرے پر۔

(۷) ازآں بندہ: اس بندے سے۔ خرسند: خوش بخت: نہیں ہے۔ بقسم خداوند: خدا کی تقسیم پر۔

(۸) کوتاہ نظر: تنگ نظر۔ زن عالی ہمت: بلند ہمت عورت۔

(۹) یکے: ایک۔ طفل: بچہ۔ دنداں: جمع دانت۔ برآوردہ: نکالے ہوئے۔ بود: تھا۔ پدر: باپ۔ سر بفکرت: سر فکر میں۔ فرو بردہ: جھکائے ہوئے۔ بود: تھا۔ (۱۰) من: میں۔ نان و برگ: روٹی اور سامان۔ کجا: کہاں۔ آرمش: اس کو لا کر دوں۔ مروت: احسان۔ نباشد: نہیں ہوگا۔ بگذارمش: کہ اس کو چھوڑ جاؤں۔

تشریح: (۱) اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ لالچ انسان کو ہمیشہ ذلت و مصائب کے گڑھے میں پھینک دیتی ہے۔ اس لیے حرص کو ترک کر دینا چاہیئے۔ (۲) کسی تنگدست معمر خاتون کے گھر میں ایک بلی نے بسیرا کیا ہوا تھا۔ اسے بچا کھچا کھانا مل جاتا تھا۔

(۳) ایک دن وہ (بلی) شہر کے رئیس کے مہمان خانہ کی طرف چل دی۔ تاکہ تر نوالے کھائے، لیکن وہاں کے خدام نے اسے تیر مارا۔

(۴) وہ (بلی) زخمی حالت میں بھاگ رہی تھی کہ اس کی ہڈیوں سے خون رِس (ٹپک) رہا تھا۔

(۵) وہ (بلی) اپنی جان بچانے کی فکر میں تھی۔ اور کہہ رہی تھی کہ اگر میری جان بچ گئی تو صرف میں، چوہے اور بڑھیا کا ویران گھر ہوگا اور بس۔

(۶) شہد حاصل کرنے کے لیئے مکھیوں سے اپنا جسم ڈسوانا پڑتا ہے۔ اس لیئے اپنے شیرے پر قناعت کرنا شہد کھانے سے بہتر ہے۔

(۷) جو شخص اپنے مقدر پر رضامند نہیں، اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات بھی خوش نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اشکال و اعتراض ہے۔ (۸) عنوان۔ اس حکایت میں تنگ نظر مرد اور بلند ہمت خاتون کے حوالے سے یہ بتایا گیا ہے کہ گھریلو اخراجات میں مرد کو منصوبہ بندی و فرار اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خالق حقیقی درحقیقت روزی رساں ہے۔ (اُسی پر توکل کرنا چاہیئے)۔

(۹) ایک شخص کے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی۔ جب بچے کے دانت نکلنا شروع ہوئے تو باپ کو فکر لاحق ہوئی۔

(۱۰) کہ میں (باپ) اس (بچے) کے کھانے پینے کا بندوبست کہاں سے کروں گا۔ اسے چھوڑ کر بھاگنا بھی مناسب نہیں۔

marfat.com

۱	چو بیچارہ گفت ایں سخن پیش جفت	نگر تا زن او را چہ مردانہ گفت
	جب بیچارے نے یہ بات بیوی سے کہی	دیکھ عورت نے اس سے کیسی مردانہ بات کہی
۲	مخور ہول ابلیس تا جاں دہد	ہماں کس کہ دنداں دہد ناں دہد
	شیطان سے نہ گھبرا کر بچے کے مرتے دم تک	اس کو جس نے دانت دیئے ہیں وہی روٹی دے گا
۳	تواناست آخر خداوند زور	کہ روزی رساند تو چندیں مشور
	آخر طاقت والا قادر ہے	کہ روزی پہنچائے تو اس قدر پریشان نہ ہو
۴	نگارندۂ کودک اندر شکم	نویسندۂ عمر و روزیست ہم
	پیٹ میں بچے کا نقش و نگار بنانے والا	عمر اور روزی کا لکھ دینے والا بھی ہے
۵	خداوندگارے کہ عبدے خرید	بدارد فکیف آنکہ عبد آفرید
	وہ آقا جو ایک غلام خریدتا ہے	اسکو سنبھالتا ہے پھر سوچ کہ اسکا کیا خیال ہے جس نے پیدا کیا ہے
۶	ترا نیست آں تکیہ بر کردگار	کہ مملوک را بر خداوندگار
	تجھے خدا پر اس قدر بھی بھروسہ نہیں ہے	جس قدر غلام کو آقا پر
۷	شنیدی کہ در روزگار قدیم	شدے سنگ در دست ابدال سیم
	تونے سنا ہے کہ پہلے زمانے میں	ابدال کے ہاتھ میں پتھر چاندی بن جاتا تھا
۸	نہ پنداری ایں قول معقول نیست	چو قانع شدی سیم و سنگت یکیست
	یہ نہ سمجھ کہ یہ بات عقل میں آنے والی نہیں ہے	جب تو قانع بن جائے گا تو چاندی اور پتھر یکساں ہے
۹	چوں طفل اندروں دارد از حرص پاک	چہ مشتے زرش پیش و چہ مشت خاک
	چونکہ بچے کا باطن حرص سے پاک ہے	اس کے سامنے ایک مٹھی سونا اور مٹھی بھر خاک برابر ہے
۱۰	خبر دِہ بدرویش سلطاں پرست	کہ سلطاں ز درویش مسکیں ترست
	بادشاہ کے پجاری فقیر کو بتا دو	کہ بادشاہ تو فقیر سے بھی زیادہ مسکین ہے

(۱) گفت، کہا۔ ایں سخن، یہ بات۔ پیش جفت، بیوی کے سامنے۔ نگر، دیکھ۔ تا، کہ۔ زن، عورت۔ چہ مردانہ، کیسا مردانہ۔ گفت، کہا۔ (۲) مخور، مت کھا۔ ہول ابلیس، شیطان کا خوف۔ تا جاں دہد، جب تک وہ جان دیوے یعنی مرے۔ ہماں کس کہ، وہی شخص جو کہ۔ دنداں دہد، دانت دیتا ہے۔ ناں، روٹی۔ دہد، دیوے گا۔ تواناست، قدرت والا ہے۔ خداوند زور، طاقت کا مالک۔ رساند، پہنچا دے۔ چندیں، اتنا۔ مشور، مت شور کر۔ (۳) نگارندۂ کودک، بچے کے نقش بنانے والا۔ اندر شکم، پیٹ میں۔ نویسندۂ عمر و روزیست، روزی اور عمر کا بھی لکھنے والا ہے۔ ہم، بھی۔ (۵) خداوندگارے، وہ خداوند یعنی آقا۔ عبدے، کوئی غلام۔ خرید، اس نے خریدا۔ بدارد، اس کو رکھتا ہے۔ فکیف، پس کیسے۔ آنکہ، جو کہ۔ عبد آفرید، غلام کو پیدا کیا۔ (۶) ترا نیست، تجھ کو نہیں ہے۔ آں تکیہ، وہ بھروسہ۔ کردگار، خدا۔ کہ، جتنا کہ۔ مملوک، غلام۔ خداوندگار، مالک۔ (۷) شنیدی، تو نے سنا۔ روزگار قدیم، پرانا زمانہ۔ شدے، ہو جاتا تھا۔ سنگ، پتھر۔ دست ابدال، ابدال کا ہاتھ۔ ابدال، اولیاء اللہ کا ایک طبقہ۔ سیم، چاندی۔ (۸) نہ پنداری، تو نہ سمجھے۔ ایں قول، یہ بات۔ معقول، عقل کے مطابق۔ نیست، نہیں ہے۔ چو، جب۔ قانع، صبر کرنے والا۔ شدی، ہو جائے تو۔ سیم و سنگت، تیرے سامنے چاندی اور پتھر۔ یکیست، برابر ہے۔ (۹) چوں، جب۔ طفل، بچہ۔ اندروں، اندر۔ دارد، رکھتا ہے۔ چہ مشتے زرش، اس کے سامنے کیا سونے کی مٹھی۔ چہ، کیا۔ مشت خاک، مٹی کی مٹھی۔ (۱۰) خبر دِہ، خبر کر دے۔ بدرویش سلطاں پرست، شاہ پرست فقیر کو۔ سلطاں، بادشاہ۔ مسکیں تر، زیادہ مسکین۔ ست، ہے۔

تشریح: (۱) اس (بچے کے باپ) نے اپنی اہلیہ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو اس (بیوی) نے مردوں والا جواب دیا۔ (۲) شیطانی وساوس کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں جس نے بچے کو دانت دیئے ہیں، وہ ذات اس کے کھانے پینے کا انتظام بھی کرے گی۔ (۳) تجھے اتنا پریشان نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ روزی رساں ذات خود ہی رزق پہنچانے پر قدرت رکھتی ہے۔ (۴) جو ذات ماں کے پیٹ میں شکل و صورت بنانے پر قادر ہے۔ وہ طویل زندگی اور رزق کے انتظامات بھی کر سکتی ہے۔ (۵) آقا اپنے زر خرید غلام کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ بندوں (غلام) کا خالق اگر اپنے پیدا کردہ غلام کی خبر نہیں رکھے گا تو پھر کون ہوگا جو دیکھ بھال کرے۔ (۶) تجھے (بچے کے باپ کو) اللہ تعالیٰ پر اتنا توکل نہیں، جتنا ایک غلام کو اپنے آقا پر بھروسہ ہے۔ (مقام تعجب ہے) (۷) جب انسان صبر و شکر کا دامن تھام لیتا ہے تو پھر اس کی نظر میں پتھر اور سونا ایک ہی چیز ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ پہلے وقتوں میں ابدال پتھر کو سونا بنا دیتے تھے۔ (۸) تجھے (قاری کو) یہ بات عجیب محسوس نہیں ہونی چاہیئے کہ ابدال پتھر کا سونا بناتے ہیں۔ اگر تو قناعت پسند ہو جائے تو یہ کمال تجھ میں بھی ہو سکتا ہے۔ (۹) گناہوں سے پاک معصوم بچے کی نظر میں مٹی اور سونے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا۔ (۱۰) شاہی دربار میں سر جھکانے والے درویشوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بادشاہ درویشوں سے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔

marfat.com

گدا را کند یک درم سیم سیر	۱	فریدوں بملک عجم نیم سیر
فقیر کو ایک درہم چاندی پیٹ بھرا بنا دیتی ہے		فریدوں عجم کے ملک سے بھی آدھا پیٹ بھرا تھا
نگہبانیٔ ملک و دولت بلاست	۲	گدا پادشاہ است و نامش گداست
ملک اور دولت کی نگہبانی مصیبت ہے		فقیر بادشاہ ہے اور نام کا فقیر ہے
گدائے کہ بر خاطرش بند نیست	۳	بہ از بادشاہے کہ خرسند نیست
وہ فقیر جس کی طبیعت پر کوئی فکر نہیں ہے		اس بادشاہ سے بہتر ہے جو آرام سے نہیں ہے
بخسپند خوش روستائی و جفت	۴	بذوقے کہ سلطاں در ایواں نخفت
دہقانی بیوی کے ساتھ آرام سے سوتا ہے		ایسے ذوق سے کہ بادشاہ محل میں نہ سویا
چو سیلاب خواب آمد و مرد برد	۵	چہ بر تخت سلطاں چہ بر دشت کرد
جب نیند کا سیلاب آیا اور مرد کو بہا لے گیا		بادشاہ کا تخت اور کردی کا جنگل یکساں ہے
اگر پادشاہ است و گر پارہ دوز	۶	چو خفتند گردد شب ہر دو روز
خواہ بادشاہ ہے خواہ پیوند لگانے والا		جب سو گئے تو دونوں کی رات کو دن بننا ہے
چو بینی توانگر سر از کبر مست	۷	برو شکر یزداں کن اے تنگدست
جب تو کسی مالدار کا سر تکبر سے مست دیکھے		اے تنگ دست جا خدا کا شکر ادا کر
نداری بحمد اللہ آں دسترس	۸	کہ برخیزد از دستت آزار کس
خدا کا شکر ہے کہ تو وہ طاقت نہیں رکھتا ہے		کہ تیرے ہاتھ سے کسی کی تکلیف سرزد ہو

حکایت

کہانی

ربا خوارے از نردبانے فتاد	۱۰	شنیدم کہ ہم در نفس جاں بداد
ایک سود خور ایک سیڑھی سے گر گیا		میں نے سنا ہے کہ اس نے فوراً دم توڑ دیا

(۱) گدا: فقیر۔ کند: کر دیتا ہے۔ یک درم: ایک درم یعنی چوتی۔ سیم: چاندی۔ سیر: پیٹ بھرا۔ فریدوں: ایران کا ایک بادشاہ جسے گاؤ پرور بھی کہتے ہیں۔ بملک عجم: عجم کے ملک کے ساتھ۔ نیم سیر: آدھا پیٹ بھرا۔ بلاست: مصیبت ہے۔ گدا: فقیر۔ است: ہے۔ نامش: اس کا نام۔ گداست: فقیر ہے۔ (۳) گدائے کہ: جو فقیر کہ۔ بر خاطرش: اس کے دل پر۔ بند نیست: فکر نہیں ہے۔ بہ: بہتر۔ بادشاہے کہ: جو بادشاہ کہ۔ خرسند: خوش۔ (۴) بخسپند: سوتے ہیں۔ روستائی: دیہاتی۔ جفت: جوڑا یعنی بیوی۔ بذوقے کہ: ایسے مزے سے کہ۔ سلطان: بادشاہ۔ در ایواں: محل میں۔ نخفت: نہیں سویا۔ (۵) چو: جب۔ سیلاب خواب: نیند کا سیلاب۔ آمد: آیا۔ برد: لے گیا۔ چہ: کیا۔ تخت سلطاں: بادشاہ کا تخت۔ دشت کرد: کردستان کا جنگل عراق میں کرد قوم کا علاقہ۔ (۶) پارہ دوز: رفوگر۔ چو: جب۔ خفتند: سو گئے۔ گردد: ہو جاوے گی۔ شب ہر دو: دونوں کی رات۔ روز: دن۔ (۷) چو: جب۔ بینی: دیکھے تو۔ توانگر: دولت مند۔ سر از کبر: تکبر سے بھرا ہوا سر۔ برو: جا۔ شکر یزداں: اللہ کا شکر۔ کن: کر۔ تنگدست: فقیر۔ (۸) نداری: نہیں رکھتا۔ بحمد اللہ: اللہ کے شکر سے۔ آں: وہ۔ دسترس: طاقت۔ برخیزد: اٹھ سکے پہنچ سکے۔ از دستت: تیرے ہاتھ سے۔ آزار کس: کسی کی تکلیف۔ (۹) حکایت: کہانی۔ (۱۰) ربا خوارے: ایک سود خور۔ نردبانے: سیڑھی فتاد: گر پڑا۔ شنیدم: میں نے سنا۔ ہم در نفس: اسی وقت میں۔ جاں بداد: جان دے دی۔

تشریح: (۱) درویش کم رقم پر بخوشی گذر بسر کر لیتا ہے جبکہ ایران کا بادشاہ فریدوں پورے عجم پر قابض ہو کر بھی خوش نہیں رہتا۔
(۲) مال و جاہ کی حفاظت کسی مصیبت سے کم نہیں۔ درویش ان تفکرات سے آزاد ہوتا ہے۔ اس لیے حقیقی بادشاہ فقیر ہے۔ لیکن لوگ اسے فقیر کہتے ہیں۔ (۳) بے فکر فقیر فکرمند بادشاہ سے کہیں بہتر ہے۔ کیونکہ فکر سے پریشانی بڑھتی ہے۔ (۴) بادشاہ محلات میں سونے کے باوجود تفکرات میں گھرا رہتا ہے۔ جبکہ غریب کسان دیہاتوں میں پُرسکون زندگی گزارتے ہیں۔ (۵) جب نیند آتی ہے تو تخت شاہی اور فرشی بستر دونوں برابر ہوتے ہیں۔ (۶) نیند طاری ہونے کے بعد بادشاہ اور ملازم (خیاط) کے لیے دن رات یکساں ہو جاتے ہیں۔
(۷) جب کسی متکبر کو غرور میں دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ تشکر ادا کرو۔ کیونکہ قوت و اقتدار کی وجہ سے تم مصائب و آلام کا سبب نہیں۔
(۸) اللہ تعالیٰ کے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں۔ (الحمد للہ) اس نے تجھے عجز و انکساری سے نوازا ہے۔ یہ وہ نعمت ہے۔ جو تکلیف کا باعث نہیں۔
(۹) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حرام کھانے سے انسان کو جہنم کا ایندھن بننا پڑتا ہے۔
(۱۰) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ کوئی سود خور سیڑھی سے گرا۔ اور گرتے ہی جاں بحق ہو گیا۔

marfat.com

(١) پسر، بیٹا۔ چند روزے، چند دن۔ گرستن، رونا گرفت، شروع کیا۔ دگر، پھر۔ با حریفاں، دوستوں کے ساتھ۔ نشستن، بیٹھنا۔ گرفت، شروع کیا۔
(٢) بخواب اندرش، خواب میں اس کو۔ دید، دیکھا پرسید، پوچھا۔ چو رستی، کیسے چھوٹا تو۔ حشر، اٹھانا نشر، پھیلانا مراد قیامت۔ سوال، حساب کتاب۔
(٣) بگفت، اس نے کہا۔ پسر، بیٹا۔ بر من، مجھ پر۔ مخواں، مت کہہ۔ بدوزخ، دوزخ میں۔ درفتادم، گر پڑا میں۔ نردبان، سیڑھی۔
(٤) حکایت، کہانی۔
(٥) شنیدم، میں نے سنا۔ صاحبدلے، ایک دل والا۔ یکے خانہ، ایک گھر۔ قامت خویش، اپنا قد۔ کرد، کیا۔ (٦) کسے، کسی نے۔ گفت، کہا۔ مے دانمت میں تیرے متعلق جانتا ہوں۔ دسترس، طاقت۔ کزیں خانہ، کہ اس گھر سے۔ کنی، کر سکتا ہے تو۔ گفت، اس نے کہا۔ بس، بس بس۔
(٧) چہ، کیا۔ مے خواہم، چاہتا ہوں میں۔ طارم، بالا خانہ۔ افراشتن، بلند کرنا۔ ہمینم، مجھے یہی۔ بس، کافی۔ از بہر بگذاشتن، چھوڑ جانے کے واسطے
(٨) مکن، مت کر۔ خانہ، گھر۔ بر راہ سیل، سیلاب کی گذرگاہ۔ غلام، لڑکا۔ کس را، کسی کو۔ نہ گشت، نہیں ہوا۔ تمام، پورا۔
(٩) معرفت، پہچان اور تمیز۔ باشد، ہوگا۔ بر راہ، راستے پر۔ کند، کرے۔ کاروانے، کوئی قافلہ۔ سرائے، گھر۔

پسر چند روزے گرستن گرفت	١	دگر با حریفاں نشستن گرفت
لڑکا چند دن روتا رہا		پھر اس نے یاروں کے ساتھ بیٹھنا شروع کر دیا
بخواب اندرش دید و پرسید حال	٢	کہ چو رستی از حشر و نشر و سوال
اس کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا		کہ حشر اور نشر اور سوال سے کیسا چھوٹا
بگفت اے پسر قصہ بر من مخواں	٣	بدوزخ درافتادم از نردبان
بولا اے بیٹا یہ قصہ نہ دہرا		میں سیڑھی سے دوزخ میں گرا

حکایت

کہانی

شنیدم کہ صاحبدلے نیک مرد	٥	یکے خانہ برقامت خویش کرد
میں نے سنا ہے کہ ایک نیک انسان صاحبدل نے		ایک گھر اپنے قد کے مطابق بنایا
کسے گفت میدانمت دسترس	٦	کزیں خانہ بہتر کنی گفت بس
کسی نے اس سے کہا میں تیری طاقت سے واقف ہوں		تو اس سے بہتر گھر بنا سکتا ہے اس نے کہا خاموش رہ
چہ مے خواہم از طارم افراشتن	٧	ہمینم بس از بہر بگذاشتن
بالا خانہ بلند کرنے سے میرا کیا مطلب		چھوڑ جانے کے لئے میرے لئے یہی کافی ہے
مکن خانہ بر راہ سیل اے غلام	٨	کہ کس را نہ گشت ایں عمارت تمام
اے صاحبزادے بہاؤ کے راستے پر گھر نہ بن		اس لئے کہ یہ عمارت کسی کی مکمل نہیں ہوئی ہے
نہ از معرفت باشد و عقل و رائے	٩	کہ بر رہ کند کاروانے سرائے
عقل اور رائے اور تمیز کی یہ بات نہیں ہے		کہ مسافر راستہ میں کارواں سرائے بنائے

تشریح

(١) اس (سود خور) کا بیٹا کافی دنوں تک باپ کے افسوس میں آنسو بہاتا رہا۔ بالآخر دوستوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا۔
(٢) باپ کے مرنے کے بعد بیٹے نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا اور حساب و کتاب سے چھٹکارے سے متعلق دریافت کیا۔
(٣) اس (باپ) نے جواب دیا۔ کہ بیٹا یہ قصہ نہ ہی چھیڑو تو بہتر ہے۔ کیونکہ میں تو سیڑھیوں سے گرتے ہی دوزخ میں جا پڑا۔
(٤) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو بقدر ضرورت مناسب اخراجات کرنے چاہئیں۔ بلا ضرورت خرچ کرنا بیوقوفی ہے۔
(٥) کسی نیک سیرت شخص نے اپنی ہمت و طاقت کے مطابق ایک چھوٹا سا مکان تیار کیا۔
(٦) اس (نیک سیرت شخص) کے دوست نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا، کہ دولت مند ہوتے کے باوجود اتنا چھوٹا سا مکان بنایا ہے۔ (تعجب خیز مقام ہے)
(٧) وسیع و عریض محلات اور بلند و بالا مکانات بنانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ بالآخر انہیں چھوڑ کر چلے جانا ہے۔ چھوڑنے کو یہی چھوٹا سا مکان کافی ہے۔
(٨) دنیا اک گذرگاہ ہے۔ اور کوئی قافلہ یا مسافر کسی گذرگاہ پر بڑے بڑے محلات تعمیر نہیں کرتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو یہ سراسر حماقت ہے۔
(٩) عقل و شعور اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ جہاں پڑاؤ ڈالا جائے۔ وہاں فلک بوس عمارات تعمیر کی جائیں۔

marfat.com

حکایت

کہانی

یکے سلطنت ران صاحب شکوہ	۲	فرو خواست رفت آفتابش بکوہ
ایک صاحب دبدبہ حاکم کے		آفتاب نے پہاڑ میں جانا چاہا
بشیخے دراں بقعہ کشور گزاشت	۳	کہ در دودہ قائم مقامے نداشت
اس علاقہ کے ایک بزرگ کو ملک سپرد کر دیا		کیونکہ خاندان میں کوئی اس کا قائم مقام نہ تھا
چوں خلوت نشیں کوسِ دولت شنید	۴	دگر ذوق در کنجِ خلوت ندید
جب خلوت نشین نے دولت کا نقارہ سنا		پھر اس کو تنہائی کے گوشہ میں مزا نہ آیا
چپ و راست لشکر کشیدن گرفت	۵	دلِ پُر دلاں زُور میدن گرفت
دائیں اور بائیں لشکر کشی شروع کر دی		بہادروں کے دلوں نے اس سے بھاگنا شروع کر دیا
چناں سخت بازو شد و تیز چنگ	۶	کہ با جنگ جویاں طلب کرد جنگ
ایسا سخت بازو اور تیز چنگل والا ہو گیا		کہ جنگ جویوں سے لڑائی کا خواہاں ہوا
زخصم پراگندہ خلقے بکشت	۷	دگر جمع گشتند ہم رای و پشت
متفرق دشمنوں میں سے ایک مجمع مار ڈالا		پھر وہ ہم رائے اور ایک دوسرے کے مددگار ہو کر جمع ہو گئے
چناں در حصارش کشیدند تنگ	۸	کہ عاجز شد از تیر باران و سنگ
انہوں نے اس کو ایسے سخت محاصرے میں لے لیا		کہ وہ تیروں اور پتھروں کی بارش سے عاجز آ گیا
بر نیک مردے فرستاد کس	۹	کہ صعبم فرو ماندہ فریاد رس
اس نے کسی کو ایک نیک انسان کے پاس بھیجا		کہ میں سخت عاجز آ گیا ہوں مدد کیجئے
بہمت مدد کن کہ شمشیر و تیر	۱۰	نہ در ہر وغائے بود دستگیر
دعاء سے مدد کیجئے اس لیے کہ تلوار اور تیر		ہر لڑائی میں مددگار نہیں ہوتے ہیں

(۱) حکایت، کہانی۔
(۲) یکے، ایک۔ سلطنت ران، حکومت چلانے والا۔ صاحب شکوہ، دبدبے کا مالک۔ فرو خواست رفت، جانے لگا۔ آفتابش، اس کا سورج۔ بکوہ، پہاڑ میں۔
(۳) بشیخے، ایک بزرگ کو۔ دراں بقعہ، اس علاقے میں۔ کشور گزاشت، حکومت سپرد کر دی۔ دودہ، خاندان۔ قائم مقام، جانشین۔ نداشت، نہ رکھتا تھا۔
(۴) چوں، جب۔ خلوت نشیں، تنہائی میں بیٹھنے والا۔ کوسِ دولت، حکومت کا نقارہ۔ شنید، سنا۔ دگر، پھر۔ ذوق، مزا۔ کنجِ خلوت، تنہائی کا کونہ۔ دید، دیکھا۔ (۵) چپ و راست، دائیں اور بائیں۔ لشکر کشیدن، فوج کشی۔ گرفت، شروع کر دی۔ دلِ پُر دلاں، بہادروں کے دل۔ زَد، اس سے۔ رمیدن، بھاگنا۔ (۶) چناں، ایسا۔ شد، ہو گیا۔ تیز چنگ، تیز پنجے والا۔ جنگ جویاں، جنگ ڈھونڈنے والا۔ طلب کرد، چاہی اس نے۔
(۷) خصم پراگندہ، بکھرا ہوا دشمن۔ خلقے، ایک مخلوق۔ بکشت، مار ڈالا۔ دگر، پھر۔ جمع گشتند، جمع ہو گئے۔ ہم رای و پشت، ایک رائے اور ایک پشت والے۔
(۸) چناں، ایسا۔ در حصارش، محاصرے میں اس کو۔ کشیدند تنگ، سخت کھینچا۔ عاجز شد، عاجز ہو گیا۔ تیر باران، برسنے والے تیر۔ سنگ، پتھر۔
(۹) بر نیک مردے، ایک نیک آدمی کے پاس۔ فرستاد، اس نے بھیجا۔ کس، کسی کو۔ صعبم فرو ماندہ، میں سخت عاجز آ گیا ہوں۔ فریاد رس، فریاد کو پہنچ۔ (۱۰) بہمت، دُعا سے۔ مدد کن، مدد کر۔ شمشیر، تلوار۔ ہر وغا، ہر لڑائی۔ بود، ہووے۔ دستگیر، ہاتھ پکڑنے والا مُراد کار آمد۔

تشریح: (۱) اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ راحت و سکون فقیرانہ زندگی میں ہے۔ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ میں نہیں۔
(۲) ایک رعب و دبدبہ کا حامل بادشاہ تھا۔ ایک دن اس کی حکومت کا سورج موت کے پہاڑ میں ڈوبنے لگا۔
(۳) وہ (بادشاہ) بے اولاد ہونے کی وجہ سے مرتے وقت اپنا تختِ شاہی کسی گوشہ نشین درویش کے حوالے کر گیا۔
(۴) جب درویش کو حکمرانی کا لطف آیا تو فقیری کو خانۂ نسیان میں ڈال کر مکمل دنیاداری اختیار کر لی۔
(۵) چنانچہ اردگرد کی حکومتوں پر حملے شروع کر دیے۔ دلیروں کے ایسے چھکے چھڑائے کہ وہ لرزہ براندام ہونے لگے
(۶) بلند حوصلگی کی وجہ سے جنگی ماہرین پر یلغار و للکار کرنے لگا۔ (اس کا ہر قدم جارحانہ ہو گیا)
(۷) لڑائی اور حکومت کرو کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے بہت سے لوگوں کا خون میدانِ جنگ میں بہا دیا۔ بالآخر وہ لوگ جمع ہو کر دوبارہ میدانِ جنگ میں اُتر آئے۔ (۸) چنانچہ شکست خوردہ دشمن نے متحد ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا اور تیروں اور پتھروں کی بارش شروع کر دی۔
(۹) چنانچہ اس (فقیر ہے بادشاہ) نے محاصرے سے تنگ آ کر کسی فقیر کے پاس ایلچی بھیج کر فریاد رسی کی درخواست کی۔
(۱۰) کہ میرے حق میں دُعا کریں کہ رب ذوالجلال میرے دشمن کی تباہی کا سامان کرے۔ اس کے علاوہ میرے بچنے کا کوئی راستہ نہیں۔

marfat.com

چو بشنید عابد بخندید و گفت	١	چرا نیم نانے نخورد و نخفت
جب عابد نے سنا وہ ہنسا اور بولا		اس نے آدھی روٹی کیوں نہ کھائی اور کیوں نہ سویا
ندانست قارون نعمت پرست	٢	کہ گنج سلامت بکنج اندر است
دولت کا پجاری قارون یہ نہ سمجھا		کہ سلامتی کا خزانہ گوشۂ تنہائی میں ہے

گفتار اندر صبر بر ناتوانی بہ امید بہروزی

گفتار کامیابی کی امید پر کمزوری پر صبر کرنے کے بیان میں

کمالست در نفس مرد کریم	٤	گرش زر نباشد چہ نقصان و بیم
سخی انسان میں ایک کمال ہے		اگر اس کے پاس دولت نہیں ہے تو کیا کمی اور ڈر ہے
مپندار گر سفلہ قارون شود	٥	کہ طبع لئیمش دگرگوں شود
اگر کمینہ انسان قارون بن جائے تو یہ نہ سمجھ		کہ اس کی کمینی طبیعت دوسری قسم کی ہو جائیگی
وگر در نیابد کرم پیشہ ناں	٦	نہادش توانگر بود ہمچناں
اگر سخی کو روٹی نہ ملے		اس کی طبیعت اسی طرح مالدار ہوگی
سخاوت زمین است سرمایہ زرع	٧	بدہ کاصل خالی نماند ز فرع
سخاوت زمین اور سرمایہ کھیتی ہے		دیتا رہ اس لئے کہ جڑ شاخ سے خالی نہیں رہتی ہے
خدائے کہ از خاک مردم کند	٨	عجب دارم ار مردمی گم کند
وہ خدا جو خاک سے آدمی بناتا ہے		مجھے تعجب ہوگا اگر وہ آدمیت کو رائیگاں کریگا
ز نعمت نہادن بلندی مجوے	٩	کہ ناخوش کند آب استادہ بوے
دولت کو جمع رکھ کر بلندی کا خواہاں نہ بن		اس لئے کہ ٹھہرا ہوا پانی بدبو دیتا ہے
بہ بخشندگی کوش کآب رواں	١٠	بسیلش تفقد کند آسماں
دینے کی کوشش کر اس لئے کہ جاری پانی پر		آسمان اپنے بہاؤ کی مہربانی کرتا ہے

(١) چو، جب۔ بشنید، سنا۔ عابد، عبادت گزار۔ بخندید، ہنس پڑا۔ گفت، کہا۔ چرا، کیوں۔ نیم نانے، آدھی روٹی۔ نخورد، نہ کھائی۔ نخفت، نہ سویا۔
(٢) ندانست، نہ جانا۔ قارون، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ایک مالدار جو زکوٰۃ کا منکر تھا۔ نعمت پرست، مال کو پوجنے والا۔ گنج سلامت، سلامتی کا خزانہ۔ بکنج اندر است، کونے میں ہے۔ (٣) گفتار، بات۔ ناتوانی، کمزوری۔ بہروزی، کامیابی۔
(٤) کمالست، کمال ہے۔ نفس مرد کریم، سخی مرد کی ذات۔ گرش، اگر اس کو۔ زر، سونا۔ نباشد، نہ ہووے۔ چہ، کیا۔ بیم، خطرہ۔ (٥) مپندار، مت سمجھ۔ سفلہ، کمینہ۔ قارون، مالدار۔ شود، ہووے۔ طبع لئیمش، اس کی کمینی طبیعت۔ دگرگوں، تبدیل شود، ہو جائے۔ (٦) وگر، اور اگر۔ در نیابد، نہ پاوے۔ کرم پیشہ، بخشش کے پیشے والا۔ ناں، روٹی۔ نہادش، اس کی طبیعت۔ توانگر، دولت مند۔ بود، ہوتی ہے۔ ہمچناں، ویسے ہی۔ (٧) است، ہے۔ سرمایہ، پونجی۔ زرع، کھیتی۔ بدہ، دیتا رہ۔ کاصل، کہ اصل۔ نماند، نہ رہے۔ ز فرع، شاخ سے۔ (٨) خدائے کہ، جو خدا کہ۔ خاک، مٹی۔ مردم، آدمی یا لوگ۔ کند، بناتا ہے۔ عجب دارم، میں تعجب رکھتا ہوں۔ مردمی، انسانیت۔ گم کند، ضائع کردے۔
(٩) نعمت نہادن، مال جمع کرکے رکھنا۔ مجو، مت ڈھونڈ۔ ناخوش بو کے ساتھ لگ کر بدبو۔ کند، کرتا۔ آب استادہ، کھڑا پانی۔
(١٠) بخشندگی، سخاوت۔ کوش، کوشش کر۔ کآب رواں، کہ آب رواں، کیونکہ جاری پانی۔ بسیلش، اس کے بہاؤ کی۔ تفقد کند، مدد کرتا ہے۔

تشریح: (١) درویش نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ اچھا بھلا رُوکھی سُوکھی پر گزر بسر کرتا تھا۔ حکومت کے بکھیڑوں میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ (٢) قارون بھی ساری زندگی دولت جمع کرنے میں لگا رہا۔ اسے اتنی سی بات سمجھ نہ آئی کہ حقیقی سکون درویش کے خلوت خانہ میں ہوتا ہے۔ (٣) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ سخاوت پرست آدمی اگر فقر کی زندگی اختیار کرلے تو تب بھی سخی رہتا ہے۔ تونگری کے باوجود بخل کی عادت باقی رہتی ہے۔ (٤) سخی باکمال شخصیت کا مالک ہوتا ہے کیونکہ اس کی ذات میں پوشیدہ سخاوت کا خزانہ مال و دولت کی برابری نہیں کرسکتا۔ (٥) کمینہ صفت شخص کے پاس قارون کا خزانہ بھی کیوں نہ ہو اس کی طبع کمینگی (بخل) میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (٦) سخی پر اگر بُرے دن آبھی جائیں تو وہ غربت میں بھی غنا کی دولت سے مالا مال رہتا ہے۔ (٧) سخاوت زمین کی مانند ہے۔ اور سرمایہ (مال و دولت) کھیتی کی مثل ہے۔ واد و دہش کی آبیاری سے کھیتی (سرمایہ) بڑھتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ایک کے سو بنا دیتے ہیں۔ (٨) مٹی کے ڈھیر سے انسان بنانے والی رب کی ذات انسانیت کو ضائع کرنے کی غرض سے احسان کا صلہ نہ دے تو یہ بات تعجب خیز ہے۔ (٩) دولت جمع کرنے سے بلند مرتبے کا گمان غلط ہے کیونکہ ایک جگہ پر کھڑا رہنے والا پانی بدبو چھوڑ جاتا ہے۔ (دولت جمع کرنے کی مثال کھڑے پانی جیسی ہے۔) (١٠) اگر سخاوت کے محور پر جاری پانی کے بہاؤ کی طرح دولت کی نکاسی ہوتی رہے تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد حاصل ہوتی ہے۔

marfat.com

گر از جاہ و دولت بیفتد لئیم	۱	دگر بارہ نادر شود مستقیم
اگر کمینہ مرتبہ اور دولت سے گر جاتا ہے		پھر کم سیدھا ہوتا ہے
وگر قیمتی گوہری غم مدار	۲	کہ ضائع نگرداندت روزگار
اور اگر تو ہنرمند ہے تو غم نہ کر		اس لیے کہ تجھے زمانہ ضائع نہ کرے گا
کلوخ ارچہ افتادہ باشد براہ	۳	نہ بینم کہ در وے کند کس نگاہ
ڈھیلا اگرچہ راستہ میں پڑا ہوا		میں نہیں سمجھتا کہ اس کی طرف کوئی بھی نگاہ کریگا
وگر خوردۂ زر ز دندان گاز	۴	بیفتد بشمعش بجویند باز
اگر سونے کا ریزہ کترے کے دندانے سے		گر جاتا ہے چراغ سے اس کو دوبارہ ڈھونڈتے ہیں
بدر مے کنند آبگینہ ز سنگ	۵	کجا ماند آئینہ در زیر زنگ
آئینہ کو پتھر سے برآمد کرتے ہیں		تو آئینہ زنگ میں کہاں رہ سکتا ہے
پسندیدہ و نغز باید خصال	۶	کہ گاہ آید و گہ رود جاہ و مال
خصلتیں پسندیدہ اور اچھی ہونی چاہئیں		مرتبہ اور مال تو کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے

حکایت در معنی آسانی در پئے دشواری

قصہ دشواری کے بعد آسانی کے بیان میں

شنیدم ز پیران شیریں سخن	۸	کہ بود اندریں شہر پیرے کہن
میٹھی بات والے بوڑھوں سے میں نے سنا ہے		کہ اس شہر میں ایک بہت بوڑھا تھا
بسے دیدہ شاہان و دوران و امر	۹	سرآوردہ عمرے ز تاریخ عمرو
اس نے بہت سے بادشاہ اور زمانے اور حکم دیکھا تھا		اس نے عمرو کے زمانہ سے عمر شروع کی تھی
درخت کہن میوۂ تازہ داشت	۱۰	کہ شہر از نکوئی پرآوازہ داشت
پرانا درخت تازہ پھل رکھتا تھا		جس کی خوبصورتی کی شہر میں شہرت تھی

(۱) جاہ و دولت: مرتبہ اور دولت۔ بیفتد: گر پڑے۔ لئیم: کمینہ۔ دگر بارہ: دوبارہ۔ نادر شود: کم ہی ہوتا ہے۔ مستقیم: سیدھا۔ (۲) قیمتی گوہری: اگر تو قیمتی موتی ہے۔ مدار: مت رکھ۔ نگرداندت: نہیں کرے گا تجھ کو۔ روزگار: زمانہ۔
(۳) کلوخ: ڈھیلا۔ ارچہ: اگرچہ۔ براہ: راستے میں۔ نہ بینم: میں نہیں دیکھتا۔ در وے: اس میں۔ کند: کرتا ہے۔ نگاہ: نظر۔ (۴) خوردۂ زر: سونے کا ذرہ۔ دندان گاز: کترے کے دانت۔ بیفتد: گر پڑے۔ بشمعش: چراغ کے ساتھ اس کو۔ بجویند: ڈھونڈتے ہیں۔ باز: پھر۔ (۵) بدر: باہر۔ مے کنند: کرتے ہیں۔ آبگینہ: شیشہ۔ سنگ: پتھر۔ کجا: کہاں۔ ماند: رہے۔ در زیر زنگ: زنگار کے نیچے۔ (۶) نغز: عجیب اور خوبصورت۔ باید: چاہیے۔ خصال: جمع خصلت، عادت۔ گاہ: کبھی۔ آید: آتا ہے۔ گہ: کبھی۔ رود: جاتا ہے۔ جاہ و مال: مرتبہ اور مال۔ (۷) معنی: مضمون۔ در پے: پیچھے۔ دشواری: سختی۔
(۸) شنیدم: میں نے سنا۔ پیران: جمع پیر، بوڑھے۔ شیریں سخن: میٹھی بات والے۔ بود: تھا۔ اندریں شہر: اس شہر میں۔ پیرے کہن: پرانا بوڑھا۔ (۹) بسے: بہت۔ دیدہ: دیکھے ہوئے۔ شاہاں: جمع بادشاہ۔ دوراں: زمانہ۔ امر: حکم۔ سرآوردہ: گزارے ہوئے۔ عمرے: ایک عمر۔ تاریخ عمرو: عمرو کا زمانہ۔ عمرو سے مراد عمرو بن لیث بانی شیراز ہے۔ (۱۰) درخت کہن: پرانا درخت یعنی بوڑھا۔ میوہ تازہ یعنی خوبصورت بیٹا۔ داشت: رکھتا تھا۔ از نکوئی: خوبصورتی سے۔ پرآوازہ: شہرت سے بھرا ہوا۔

تشریح: (۱) کمینگی کے باعث دولت چھن جانے سے اس (کمینے آدمی) کا وقار اور اعزاز اس طرح خاک میں مل جاتا ہے کہ دوبارہ بحال نہیں ہوتا۔ (۲) اگر اللہ تعالیٰ نے مزاج و طبیعت میں سخاوت کا مادہ و صفت رکھی ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ صرف دین ہی نہ دے بلکہ مال و دولت سے بھی نوازے۔ (۳) لوگوں کے دلوں میں مٹی کے ڈھیلے کی وقعت و حیثیت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اس (ڈھیلے) کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ (مٹی کا ڈھیلا بخیل کی مثال ہے) (۴) سونا اس قدر قیمتی ہے کہ اس (سونے) کا معمولی سا ریزہ بھی لوگوں کی تلاش و توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ (سخی کی مثال سونے جیسی ہے) (۵) شیشہ پتھروں کی تہہ میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ (آئینہ) تیار ہو جاتا ہے۔ تو اسے بھی پتھروں سے دور کر دیا جاتا ہے۔ (۶) انسان کو حصول مال کی بجائے اچھی عادات اپنانی چاہئیں۔ اس لیے کہ مال و دولت عارضی ہے اور اخلاق و خصائل حمیدہ ابدی و پائیدار ہیں۔ (۷) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ تنگدستی کے ایام میں صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ کیونکہ وقت ایک سا نہیں رہتا۔ (۸) میں (شیخ سعدیؒ) نے بزرگوں سے سنا ہے کہ شیراز میں ایک عمر رسیدہ شخص رہتا تھا۔ (۹) اس (عمر رسیدہ) شخص نے بہت سے بادشاہوں کے ادوار و نظامہائے حکمرانی کا بالمشافہ مشاہدہ کیا ہوا تھا۔ اس کی پیدائش عمرو بن لیث کے دور میں ہوئی تھی۔ (۱۰) وہ (بوڑھا شخص) بذات خود عمر رسیدہ تھا۔ لیکن اس کے بیٹے کی خوبصورتی کے چرچے پورے شہر میں بام عروج پر تھے۔

marfat.com

مصرعِ اوّل	#	مصرعِ دوم
عجب در زنخدانِ آں دلفریب	۱	کہ ہرگز نبودست بر سرو سیب
اس دل لبھانے والی کی ٹھوڑی پر حیرت تھی		اس لیے کہ سرو پر سیب کبھی نہیں لگے ہیں
ز شوخی و مردم خراشیدنش	۲	فرح دید در سر تراشیدنش
اس کی شوخی اور انسانوں کو زخمی کرنے کی وجہ سے		اس نے اس کا سر منڈا دینے میں خوشی دیکھی
بموسیٰ کہن عمر کوتہ امید	۳	سرش کرد چو دستِ موسیٰ سفید
پرانے استرے سے کوتاہ امید عمر والے نے		اس کا سر حضرت موسیٰ کے ہاتھ کی طرح سفید کر دیا
ز سر تیزی آں آہن سنگ زاد	۴	بہ عیبِ پری رُخ زباں بر نہاد
اس پتھر کے جنے لوہے نے شرارت کی وجہ سے		پری جیسے چہرہ والے کے عیب پر زبان کھولی
بموئے کہ کرد از نکوئیش کم	۵	نہادند حالی سرش در شکم
ان بالوں کی وجہ سے جنہوں نے اس کے حسن کو گھٹایا		فوراً انہوں نے اس استرہ کا پھل پیٹ میں کر دیا
چو چنگ از خجالت سر خوبروئے	۶	نگونسار در پیشش افتادہ موئے
ستار کی طرح شرمندگی سے اس کا خوبصورت سر		اوندھا تھا اور اس کے سامنے بال پڑے ہوئے تھے
یکے را کہ خاطر در و رفتہ بود	۷	چو چشمانِ دلبندش آشفتہ بود
ایک وہ شخص جس کا دل اس میں گم تھا		اس کی دل بھانے والی آنکھوں کی طرح پریشان تھا
کسے گفت جور آزمودی و درد	۸	دگر گرد سودائے باطل مگرد
کسی نے کہا تو نے ظلم اور درد کو آزما لیا		پھر باطل خیال کے پیچھے چکر نہ کاٹ
ز مہرش بگرداں چو پروانہ پشت	۹	کہ مقراض شمعِ جمالش بکشت
اس کی محبت سے پروانہ کی طرح پشت پھیر لے		اس لیے کہ قینچی نے اس کے حسن کی شمع گل کر دی ہے
بر آمد خروشش از ہوادار چست	۱۰	کہ تر دامناں را بود عہد سست
سعد عاشق نے فریاد کی		کہ بدکاروں کا عہد کمزور ہوتا ہے

(۱) عجب: عجیب۔ زنخدانِ آں دلفریب: اس دلفریب کی ٹھوڑی۔ نبودست: نہیں ہوا ہے۔ بر سرو: سرو پر۔ (۲) شوخی: نخرہ۔ مردم خراشیدنش: اس کا لوگوں کو اپنے حسن سے زخمی کرنا۔ فرح: خوشی۔ دید: دیکھی۔ سر تراشیدنش: اس کا سر منڈا دینا۔ (۳) موسیٰ کہن عمر: پرانا استرہ۔ کوتہ امید: چھوٹی امید والا یعنی قریب المرگ باپ۔ سرش: اس کا سر۔ کرد: کر دیا۔ چو دستِ موسیٰ: موسیٰؑ کے ہاتھ کی طرح، ان کے ید بیضا کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے۔ (۴) ز سر تیزی: شرارت سے۔ آں: وہ۔ آہن سنگ زاد: پتھر سے نکلنے والے لوہے نے یعنی استرے نے۔ پری رخ: پری کے رخ والا یعنی بیٹا۔ زباں بر نہاد: زبان رکھ دی یعنی بال کاٹ کر اس کو بدصورت بنا دیا۔ (۵) بموئے کہ: جن بالوں کی وجہ سے کہ۔ کرد: کیا۔ نکوئیش: اس کا حسن۔ نہادند: رکھ دیا۔ حالی: اس وقت۔ سرش: اس کا سر۔ شکم: پیٹ۔ (۶) چو چنگ: ستار کی طرح۔ خجالت: شرمندگی۔ سر خوبروئے: حسین کا سر۔ نگونسار: جھکا ہوا یا ذلیل۔ پیشش: اس کے سامنے۔ افتادہ: بال پڑے ہوئے۔ (۷) یکے را کہ: جس شخص کا کہ۔ خاطر: دل۔ درو: اس میں۔ رفتہ بود: گیا ہوا تھا۔ چو: مثل۔ چشمانِ دلبندش: اس کی دل میں کھب جانے والی آنکھیں۔ آشفتہ بود: پریشان تھا۔ (۸) کسے: کسی نے۔ گفت: کہا۔ جور آزمودی: ظلم آزمایا تو نے۔ دگر: پھر۔ گرد سودائے باطل: جھوٹے خیال کے گرد۔ مگرد: مت گھوم۔ (۹) ز مہرش: اس کی محبت سے۔ بگرداں: پھیر لے۔ چو پروانہ: پروانے کی مثل۔ پشت: پیٹھ۔ مقراض: قینچی۔ شمعِ جمالش: اس کے حسن کی شمع۔ بکشت: بجھا دی۔ (۱۰) بر آمد خروشش: چیخ نکلی۔ ہوادار: عاشق۔ چست: چالاک یا سچا۔ تر داماناں: بھیگے دامن والے گندے۔ بود: ہوتا ہے۔ عہد: وعدہ۔ سست: کمزور۔

تشریح: (۱) اس (عمر رسیدہ کے بیٹے) کی ٹھوڑی عجب سماں پیدا کر رہی تھی کہ دیکھنے والا سرو کے درخت پر سیب لگا ہوا محسوس کرتا تھا۔ (۲) چونکہ لوگ اس (لڑکے) پر فریفتہ تھے، اس لیے عمر رسیدہ نے اس (اپنے خوبصورت بیٹے) کا سر منڈوا دیا۔ تاکہ لوگوں کی رغبت کم ہو جائے۔ (۳) زندگی سے مایوس عمر رسیدہ آدمی نے پرانے استرے سے اپنے بیٹے کا سر مونڈا تو اس (لڑکے) کا سر موسیٰؑ کے ید بیضا کی طرح چمکنے لگا۔ (۴) پتھر سے تخلیق کردہ استرے نے خوبصورت لڑکے کے بال مونڈ کر اسے (لڑکے کو) عیب دار بنا دیا۔ (۵) پری پیکر (خوبصورت لڑکے) کے حسن میں نقص پیدا کرنے والے استرے کو بھی بطور سزا اپنے بطن (پیٹ) میں قید ہونا پڑا۔ (۶) حسین لڑکے کے بال سامنے پڑے ہوئے تھے اور اس کا سر شرمساری کی وجہ سے یوں جھکا ہوا تھا، جیسے ستار نواز کا سر ستار پر جھکا ہوا ہوتا ہے۔ (۷) عمر رسیدہ کے خوبرو بیٹے پر حقیقی فریفتہ شخص اپنے معشوق کے بال کٹنے سے خاصا پریشان ہوا۔ (۸) کسی خیر خواہ نے اسے (عاشق کو) سمجھایا کہ جفا کے تیر کھانے اور ستم کے پہاڑ ٹوٹنے کے بعد غلط خیال کو چھوڑ دینا چاہیے۔ (۹) کیونکہ جب خوبصورتی نہ رہی تو محبت کا خاتمہ ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ اس حسن کی خوبصورتی کیا حقیقت رکھتی ہے جسے صرف ایک استرا ختم کر دے۔ (۱۰) سچے عاشق نے اپنے ناصح کی یہ باتیں سن کر ایک چیخ ماری اور کہا کہ عہد شکنی پر مبنی سوچ ہوس پرست رکھتے ہیں، جبکہ میں ہوس سے پاک ہوں۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
پسر خوش منش باید و خوبرو	۱	پدر گو بجہلش بیند از موی
لڑکا خوش طبع اور خوبصورت چاہیئے		گر باپ نے نادانی سے اس کے بال کاٹ دیئے
مرا جاں بمہرش برآمیختہ است	۲	نہ خاطر بموئے درآویختہ است
میری جان اُس کی محبت سے وابستہ ہے		نہ کہ دل بالوں سے لگا ہے
چو روئے نکو داری اندوہ مخور	۳	کہ موئی ار بیفتد بروید دگر
جب تیرا چہرہ خوبصورت ہے غم نہ کھا		اس لیے کہ اگر بال گرجائیں گے دوبارہ اُگ آئیں گے
نہ پیوستہ رز خوشہ تر دہد	۴	گہے برگ ریزد گہے بردہد
انگور ہر وقت تر خوشہ نہیں دیتا ہے		کبھی پتے جھاڑتا ہے کبھی پھل دیتا ہے
بزرگاں چو خور در حجاب اوفتند	۵	حسوداں چو اخگر در آب اوفتند
شریف لوگ سورج کی طرح پردہ میں ہوجاتے ہیں		حاسد لوگ انگارے کی طرح پانی میں گرتے ہیں
بروں آید از زیر ابر آفتاب	۶	بتدریج و اخگر بمیرد در آب
سورج ابر کے نیچے سے برآمد ہوجاتا ہے		رفتہ رفتہ اور انگارا پانی میں بجھ جاتا ہے
ز ظلمت مترس اے پسندیدہ دوست	۷	چہ دانی کہ آب حیات اندر وست
اے پیارے دوست اندھیرے سے نہ گھبرا		تجھے کیا معلوم کہ آب حیات اسی میں ہے
نہ گیتی پس از جنبش آرام یافت	۸	نہ سعدیؒ سفر کرد تا کام یافت
کیا دنیا نے حرکت کے بعد آرام حاصل نہیں کیا		کیا سعدیؒ نے سفر نہیں کیا یہانتک کہ مقصد حاصل کرلیا
دل از بے مرادی بفکرت مسوز	۹	شب آبستن ست اے برادر بروز
ناکامی سے دل فکر میں نہ جلا		اے بھائی رات دن سے حاملہ ہے

(۱) پسر: لڑکا۔ خوش منش: خوش طبع۔ باید: چاہیئے۔ خوبرو: خوبصورت۔ پدر: باپ۔ گو: اگرچہ۔ بجہلش: جہالت سے اُس کا۔ بیند از: امر بمعنی ماضی یعنی کترا دیئے ہوں۔ موی: بال۔ (۲) مرا جاں: میری جان۔ بمہرش: اس کی محبت سے۔ برآمیختہ است: ملی ہوئی ہے۔ خاطر: دل۔ بموئے: بالوں میں۔ درآویختہ است: لٹکا ہوا ہے۔ (۳) چو: جب۔ روئے نکو: خوبصورت چہرہ۔ داری: رکھتا ہے تو۔ اندوہ مخور: غم نہ کھا۔ موئی: بال۔ ار: اگر۔ بیفتد: گر پڑیں۔ بروید: اُگ آئیں گے۔ دگر: دوسرے۔ (۴) پیوستہ: ہمیشہ۔ رز: انگور کی بیل۔ خوشہ تر: تازہ خوشہ۔ دہد: دیتی ہے۔ گہے: کبھی۔ برگ ریزد: پتے گراتی ہے۔ گہے: کبھی۔ بردہد: پھل دیتی ہے۔ (۵) بزرگاں: جمع بزرگ۔ چو خور: سورج کی طرح۔ در حجاب: پردے میں۔ اوفتند: پڑجاتے ہیں۔ حسوداں: جمع حاسد۔ چو اخگر: انگارے کی طرح۔ درآب: پانی میں۔ (۶) بروں: باہر۔ آید: آجاتا ہے۔ از زیر ابر: بادل کے نیچے سے۔ آفتاب: سورج۔ بتدریج: آہستہ آہستہ۔ اخگر: انگارہ۔ بمیرد: مرجاتا ہے۔ درآب: پانی میں۔ (۷) ظلمت: تاریکی۔ مترس: مت ڈر۔ پسندیدہ دوست: اچھے دوست۔ چہ دانی: تو کیا جانے۔ آب حیات: زندگی بخشنے والا پانی۔ اندروست: اس کے اندر ہے۔ (۸) گیتی: زمین یا دنیا۔ پس از جنبش: غیر مربوط حرکت کے بعد۔ یافت: پالیا۔ سعدیؒ: مصنف۔ سفر کرد: سفر کیا۔ تا: یہاں تک کہ۔ کام یافت: مقصد پالیا۔ (۹) بے مرادی: ناکامی۔ بفکرت: سوچ میں۔ مسوز: مت جلا۔ شب: رات۔ آبستن روز: دن کی حاملہ یعنی اس سے دن نکلتا ہے۔ ست: ہے۔ برادر: بھائی۔ روز: دن۔

تشریح: (۱) محبوب میں خوش طبعی و حسن ایسی صفات موجود ہونی چاہئیں۔ سر کے مونڈنے سے محبت و عشق پر کوئی گزند نہیں پڑتی۔ (۲) اس (خوبصورت لڑکے) کی محبت میری رگ و ریشے میں رچ بس چکی ہے۔ صرف میرا دل ہی اس کی زلفوں میں اٹکا ہوا نہیں تھا۔ (۳) بال مونڈنے سے چہرے کا رنگ و روپ سلامت ہے۔ بال تو پھر بھی اُگ آئیں گے۔ اگر بال کٹ گئے تو کیا ہوا۔
(۴) انگور کی بیل بہار کے موسم میں تازہ پھل دیتی ہے۔ اور خزاں کے موسم میں اس (انگور کی بیل) کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔
(۵) حقیقی بزرگوں کے حالات کی تبدیلی ایسی ہوتی ہے جیسے بادلوں کی آڑ میں سورج کی پوشیدگی۔ جبکہ حاسدین جلتے کوئلے کی طرح پانی میں بجھ جاتے ہیں۔ (۶) سورج بادلوں سے نکل کر ظاہر ہوجاتا ہے۔ اور حاسد لوگ ہمیشہ کے لیے پانی میں گر کر انگارے کی طرح تدریجاً اپنا وقار و مقام کھو بیٹھتے ہیں۔ (۷) اے پیارے دوست! تاریکیوں سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اسی تاریکی میں آب حیات پوشیدہ ہو۔ (۸) تخلیق پاتے ہی زمین متحرک ہوگئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے زمین کو مستقر رکھنے کے لیے اس (زمین) پر پہاڑ قائم کردیئے۔ شیخ سعدیؒ نے بھی مسلسل سفر میں متحرک ہوکر مقصود کو پایا ہے۔ (۹) ناکامی کے باعث سوچوں میں گم ہوکر فکرمند نہیں ہوجانا چاہئے۔ کیونکہ رات کی تاریکی سے دن کی روشنی نکلتی ہے۔

marfat.com

بابِ ہفتم در تربیت

ساتواں باب تربیت میں

سخن در صلاحست و تدبیر و خوئے	۲	نہ در اسپ و میدان و چوگان و گوئے
گفتگو صلاحیت اور تدبیر عادت میں ہے		نہ کہ گھوڑے اور میدان اور بلے اور گیند میں
تو با دشمنِ نفس ہمخانۂ	۳	چہ در بندِ پیکارِ بیگانۂ
دشمن کے ساتھ رہنا جو گھر کا ساتھی نفس ہے		غیر کی بیگار کی قید کی برابر ہے
عناں باز پیچانِ نفس از حرام	۴	بمردی ز رستم گزشتند و سام
حرام سے نفس کی باگ موڑ دینے والے		بہادری میں رستم اور سام سے بھی آگے ہو گئے ہیں
کس از چو تو دشمن ندارد غمے	۵	کہ با خویشتن بر نیائی ہمے
تجھ جیسے دشمن سے کسی کو کیا فکر ہو گی		جو اپنے آپ پر بھی غالب نہیں آ سکتا
تو خود را چو کودک ادب کن بچوب	۶	بگرزِ گران مغزِ مردم مکوب
تو اپنے آپ کو بچہ کی طرح لکڑی سے ادب سکھا		بھاری گرز سے انسانوں کا سر نہ کوٹ
وجودِ تو شہریست پُر نیک و بد	۷	تو سلطان و دستورِ دانا خرد
تیرا وجود ایک شہر ہے جو اچھے اور برے سے بھرا ہے		تو بادشاہ ہے اور عقل دانا وزیر ہے
ہمانا کہ دونانِ گردن فراز	۸	دریں شہر کبراند و سودائی و آز
یقیناً متکبر کمینے		اس شہر میں تکبر اور غصہ اور حرص ہیں
رضا و ورع نیک نامانِ حُر	۹	ہوا و ہوس رہزن و کیسہ بُر
رضا اور پرہیزگاری نیک نام شریف ہیں		خواہش نفسانی اور ہوس ڈاکو اور جیب کترے ہیں
چو سلطاں عنایت کند با بداں	۱۰	کجا ماند آسایشِ بخرداں
جب بادشاہ بدوں پر عنایت کرے		تو عقل مندوں کو آرام کہاں رہے

(۱) باب ہفتم: ساتواں باب۔ تربیت: اخلاق کو سنوارنے کی کوشش کرنا۔ (۲) سخن: بات۔ صلاحست: نیکی ہے۔ تدبیر: انتظام۔ خوئے: عادت۔ اسپ: گھوڑا۔ چوگان: بلا۔ گوئے: گیند۔ (۳) دشمنِ نفس: نفس کا دشمن۔ ہمخانۂ: ایک گھر والا ہے تو۔ چہ: کیا۔ در بندِ پیکارِ بیگانۂ: بیگانے کی لڑائی کی فکر میں ہے تو۔ (۴) عناں: باگ۔ باز پیچاں: واپس موڑ لینے والے۔ نفس: مراد خواہش نفس۔ بمردی: بہادری میں۔ رستم: ایران کا مشہور پہلوان۔ سام: رستم کا دادا۔ گزشتند: گزر گئے۔ (۵) کس: کوئی شخص۔ از چو تو: تیرے جیسے سے۔ ندارد: نہ رکھے۔ غمے: کوئی غم۔ باخویشتن: اپنے آپ کے ساتھ۔ بر نیائی: پورا نہیں آتا تو۔ (۶) خود را: اپنے آپ کو۔ چو کودک: بچے کی طرح۔ ادب کن: تہذیب سکھا، یا سزا دے۔ بچوب: لکڑی سے۔ بگرزِ گراں: بھاری گرز سے۔ مغزِ مردم: لوگوں کا بھیجا۔ مکوب: مت کوٹ۔ (۷) وجودِ تو: تیرا جسم۔ شہریست: ایک شہر ہے۔ پُر نیک و بد: نیکی اور بدی سے بھرا ہوا۔ سلطان: بادشاہ۔ دستورِ دانا: سمجھدار وزیر۔ خرد: عقل۔ (۸) ہمانا: یقیناً کہ۔ دونانِ گردن فراز: بلند گردن والے کمینے۔ دریں شہر: اس شہر میں۔ کبر: تکبر۔ اند: ہیں۔ سودائی: غصہ۔ آز: حرص۔ (۹) رضا: راضی ہونا۔ ورع: پرہیزگاری۔ نیک نامانِ حُر: آزاد نیک نام۔ ہوا و ہوس: خواہش نفس اور ہوس۔ رہزن: ڈاکو۔ کیسہ بُر: جیب کترا۔ (۱۰) چو: جب۔ سلطان: بادشاہ۔ عنایت کند: مہربانی کرے۔ با بداں: بدکاروں کے ساتھ۔ کجا: کہاں۔ ماند: رہے۔ آسایشِ بخرداں: عقل مندوں کا آرام۔

تشریح: (۱) ساتواں باب تربیت کے بیان میں۔ انسانی اخلاقیات کے حوالے سے عموماً تعلیم و تربیت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تعلیم کا مفہوم یہ ہے کہ انسان جہالت کے اندھیروں سے نکل کر علم کی روشنی میں زندگی کے ایام بسر کرتا ہے جبکہ اخلاق حمیدہ اور بلند کرداری کے لیے عملی اقدام پر تربیت کا لفظ مستعمل ہوتا ہے۔ (۲) یہاں پر ہمارا گفتگو کرنے کا مقصد اخلاقیات کے حوالے سے ہے۔ جنگ جدال اور کھیل کود کے بارے میں نہیں ہے۔ (۳) نفس بد کے ساتھ کبھی بھی دوستی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہر وقت اس (نفس بد) سے دشمنی ہے۔ جس نے نفس بد سے مصالحت کر لی اسے نفس خود ہی ہلاک کر دے گا۔ (۴) جو لوگ نفس بد کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ وہ بہادری و جوانمردی میں رستم و سام کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ (۵) جو شخص اپنے نفس بد سے جنگ نہیں کر سکتا وہ اپنے دشمن سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے ایسے شخص سے اس کا دشمن بے خوف رہتا ہے۔ (۶) انسان کو چاہیے کہ وہ بچوں کی طرح پٹائی کے ذریعے اپنی اصلاح کرے نفس کا بندہ بن کر بھاری گرز سے لوگوں کا سر نہ پھاڑتا رہے۔ (۷) انسانی جسم کی مثال ایک شہر کی مانند ہے جس میں دل حکمران اور عقل وزیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (۸) اس شہر (انسانی جسم) میں غرور، غصہ، حرص کی حیثیت شر پسند (کمینے) عناصر جیسی ہے۔ (۹) تسلیم و رضا، تقویٰ اس (جسم انسانی) کے ممتاز و آزاد شہری کی حیثیت رکھتے ہیں جبکہ خواہشات اور ہوس رہزن اور جیب کترے کی مثل ہیں۔ (۱۰) اگر بادشاہ (دل) بدقماش لوگوں (حرص و کبر وغیرہ) پر مہربان ہو جائے تو پھر شرفاء (نیکی و رضا وغیرہ) کی پگڑیاں اچھلنے لگ جاتی ہیں۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	ترا شہوت وحرص وکین وحسد	چو خوں در رگانند وجاں در جسد
	شہوت اور حرص اور کینہ اور حسد تیرے لیے	ایسے ہیں جیسے رگوں میں خون اور جسم میں جان
۲	گر ایں دشمناں تربیت یافتند	سر از حکم ورائے تو برتافتند
	اگر یہ دشمن پرورش پاگئے	تو تیرے حکم اور رائے سے منہ موڑیں گے
۳	ہواؤ ہوس را نماند ستیز	چو بینند سرپنجۂ عقل تیز
	خواہش نفسانی اور ہوس میں لڑائی کی طاقت نہیں رہتی	جب وہ عقل کی طاقت کو قوی دیکھتے ہیں
۴	نہ بینی کہ شب دزد واوباش وخس	نگردند جائے کہ گردد عسس
	تونے نہیں دیکھا کہ رات کا چور اور اوباش اور کمینے	اس جگہ نہیں گھومتے جہاں چوکیدار گھومتا ہے
۵	رئیسے کہ دشمن سیاست نہ کرد	ہم از دست دشمن ریاست نہ کرد
	وہ سردار جس نے دشمن کو تنبیہ نہ کی	اس نے دشمن کے ہاتھوں سرداری نہ کی
۶	نخواہم دریں نوع گفتن بسے	کہ حرفے بس ار کاربندد کسے
	اس قسم کی میں بہت سی باتیں کہنا نہیں چاہتا ہوں	اس لیے کہ ایک حرف کافی ہے اگر کوئی کاربند ہو

گفتار اندر فضیلت خاموشی وحلاوت خویشتن داری

کہاوت خاموشی کی فضیلت اور اپنے آپ کو سنبھالے رکھنے کی شیرینی کے بیان میں

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۸	اگر پائے در دامن آری چو کوہ	سرت ز آسمان بگزرد در شکوہ
	اگر تو پہاڑ کی طرح دامن میں پاؤں سمیٹے رکھے	تو دبدبہ میں تیرا سر آسمان سے گزر جائے
۹	زباں درکش اے مرد بسیار داں	کہ فردا قلم نیست بر بے زباں
	اے بہت کچھ جاننے والے انسان زبان بند رکھ	اس لیے کہ کل کو بے زبان پر قلم نہیں چلے گا
۱۰	صدف دار گوہر شناسان راز	دہن جز بلولو نکردند باز
	راز کے جوہر شناسوں نے سیپی کی طرح	منہ کو موتی کے سوا نہیں کھولا ہے

(۱) ترا: تیرے لیے۔ کین: کینہ۔ حسد: کسی کی نعمت دیکھ کر جلنا۔ چوں: مثل۔ رگانند: رگیں ہیں۔ جسد: جسم۔ (۲) ایں دشمناں: یہ دشمن۔ تربیت یافتند: پرورش پالیں۔ سراز حکم ورائے تو: تیری رائے اور حکم سے سرکو۔ برتافتند: پھیرلیں۔ (۳) ہواؤ ہوس: خواہش نفس اور ہوس۔ نماند: نہ رہے۔ ستیز: لڑائی۔ چوبینند: جب دیکھیں۔ سرپنجۂ عقل: عقل کا پنجہ یا طاقت۔ (۴) نہ بینی: تو نہیں دیکھتا۔ شب دزد: رات کا چور۔ اوباش: لچے لوگ۔ خس: کمینے۔ نگردند: نہیں جاتے۔ جائیکہ: جس جگہ۔ گردد: پھرتا ہے۔ عسس: چوکیدار۔ (۵) رئیسے کہ: جو سردار کہ۔ سیاست نہ کرد: سزا نہ دی۔ ہم: بھی۔ ازدست دشمن: دشمن کے ہاتھ سے۔ ریاست نہ کرد: حکومت نہ کی۔ (۶) نخواہم: نہیں چاہتا ہیں۔ دریں نوع: اس قسم میں۔ گفتن بسے: زیادہ کہنا۔ حرفے: ایک حرف۔ بس: کافی۔ ار: اگر۔ کاربندد: کام میں لائے۔ کسے: کوئی شخص۔ (۷) حلاوت: لذت۔ خویشتن داری: خود کو سنبھالنا اور خودداری دکھانا۔ (۸) پائے: پاؤں۔ در دامن: دامن میں۔ آری: لے آوے تو۔ چوکوہ: پہاڑ کی طرح۔ سرت: تیرا سر۔ بگزرد: گزر جاوے۔ شکوہ: دبدبہ۔ (۹) درکش: کھینچ لے، روک لے۔ مرد بسیار داں: زیادہ جاننے والے مرد۔ فردا: کل آئندہ مراد روز قیامت۔ قلم نیست: حساب نہیں ہے۔ (۱۰) صدف دار: سیپ کی طرح۔ گوہر شناسان راز: راز کے موتی پہچاننے والے۔ دہن: منہ۔ جز بلولو: موتی کے سوا۔ نکردند: نہیں کیا۔ باز: کھلا۔

تشریح: (۱) شہوت، بغض، حسد وغیرہ خون کی طرح انسان کے رگ وریشے میں دوڑ کرتے ہیں۔ اور یکجا ہوکر جزو جاں بنتے ہیں۔
(۲) اگر ان (شہوت وکینہ وغیرہ) کی بیخ کنی نہ کی جائے تو پھر یہ انسانی جسم کے اندر علم بغاوت بلند کردیتے ہیں اور انسان کو کٹھ پتلی بننا پڑتا ہے۔ (۳) اگر عقل ہوشیار ہو تو پھر ہواؤ ہوس کا باہم مقابلہ ناممکن ہے۔ کیونکہ عقل کا تیز پنجہ ان (ہواؤ ہوس) پر قابو پالیتا ہے۔
(۴) جہاں چوکیدار کا پہرہ سخت ہوتا ہے وہاں چور وڈاکو کا گذر نہیں ہوتا۔ اسی طرح جہاں عقل وخرد بیدار ہو۔ وہاں وہ (ہواؤ ہوس) گذرنا محال سمجھتے ہیں۔ (۵) جو سربراہ دشمن کی سرزنش نہیں کرتا۔ وہ دشمن کے ہاتھوں اپنی حکومت کا تختہ الٹا دیکھ کر ذلت کے گڑھے میں جاگرتا ہے۔
(۶) میرے (شیخ سعدیؒ کے) لیے اس موضوع پر مزید کچھ کہنا مناسب نہیں۔ کیونکہ عاقل کے لیے اشارہ اور عامل کے لیے اک دفعہ ناصحانہ کافی ہے۔
(۷) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ خاموشی سے انسان کا وقار بلند ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کو کم گو ہونا چاہیے۔
(۸) اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو خاموشی کے بدلے میں مضبوطی وسربلندی عنایت فرمائی ہے۔ (۹) علوم ومعارف کے خوگر اپنی زبان بند رکھتے ہیں۔ کیونکہ قیامت کے دن یہ لوگ بے حساب مغفرت کا پروانہ پائیں گے۔ (زیادہ فضول بولنا جہالت کی علامت ہے۔)
(۱۰) سیپ کی طرح اپنے سینوں میں علوم ومعارف کا خزینہ رکھنے والے لوگ اس وقت تک نہیں بولتے۔ جب تک علم ومعرفت سے متعلق کوئی بات نہ ہو۔

marfat.com

۱	فراداں سخن باشد آگندہ گوش	نصیحت نگیرد مگر در خموش
	بہت باتونی بہرا ہوتا ہے	نصیحت خاموش ہی میں اثر کرتی ہے
۲	چو خواہی کہ گوئی نفس بر نفس	حلاوت نیابی ز گفتار کس
	جب تو یہ چاہے کہ دم بدم کہے	کسی کی گفتگو کی شیرینی محسوس نہ کرے گا
۳	نباید سخن گفت ناساختہ	نشاید بریدن نینداختہ
	بدوں سنوارے بات نہ کہنی چاہیے	کسی کی نامکمل بات نہ کاٹنی چاہیے
۴	تأمل کناں در خطا و صواب	بہ از ژاژ خایان حاضر جواب
	اچھے اور بُرے پر غور کرنے والے	حاضر جواب بکواسی سے بہتر ہیں
۵	کمالست در نفس انساں سخن	تو خود را بگفتار ناقص مکن
	قوت گویائی انسان کے نفس میں کمال ہے	تو بول کر اپنے آپ کو ناقص نہ کر
۶	کم آواز ہرگز نہ بینی خجل	جوئے مشک بہتر کہ یک تودہ گل
	کم گو کو تو کبھی شرمندہ نہ دیکھے گا	ایک ڈھیر مٹی سے ایک جو مشک بہتر ہے
۷	حذر کن ز نادان دہ مردہ گو	چو دانا یکے گوی و پروردہ گوے
	دس غلط باتیں کرنے والے نادان سے بچ	عقلمند کی طرح ایک بات کہہ اور پختہ کہہ
۸	صد انداختی تیر و ہر صد خطاست	اگر ہوشمندی یک انداز و راست
	تونے سو تیر چلائے اور سیکڑوں غلط ہوا	اگر تو ہوشمند ہے ایک چلا اور سیدھا چلا
۹	چرا گوید آں چیز در خفیہ مرد	کہ گر فاش گردد شود روئے زرد
	چپکے سے آدمی ایسی بات کیوں کہے	کہ اگر وہ ظاہر ہو جائے تو چہرہ زرد ہو
۱۰	مکن پیش دیوار غیبت بسے	بود کز پسش گوش دارد کسے
	دیوار کے سامنے غیبت نہ کر بسا اوقات	ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی کان لگائے ہو

(۱) فراداں سخن: زیادہ باتیں کرنے والا۔ آگندہ گوش: بہرے کانوں والا۔ نگیرد: نہیں اثر کرتی ہے۔ مگر: لیکن۔ (۲) چو خواہی: جب تو چاہے۔ گوئی: کہے تو۔ نفس بر نفس: ہر سانس کے ساتھ یعنی دم بدم۔ حلاوت: لذت۔ نیابی: نہ پاوے تو۔ گفتار کس: کسی کی بات۔ (۳) نباید: نہ چاہیے۔ سخن گفت: بات کہنا۔ ناساختہ: بغیر بنائے ہوئے۔ نشاید بریدن: نہ کاٹنی چاہیے۔ بینداختہ: طرح ڈالی ہوئی بات یعنی جو شروع ہو سکے۔ (۴) تأمل کناں: غور کرنے والے۔ خطا و صواب: غلطی اور درستی۔ بہ: بہتر۔ ژاژ خایان: بکواس کرنے والے لوگ۔

(۵) کمالست: کمال ہے۔ در نفس انساں: انسان کی ذات میں۔ سخن: بات۔ خود را: اپنے آپ کو۔ بگفتار: بات کرکے۔ ناقص مکن: ناقص نہ کر۔ (۶) کم آواز: کم بولنے والا۔ نہ بینی: نہ دیکھے تو۔ خجل: شرمندہ۔ جوئے مشک: کستوری کا ایک جو۔ یک تودہ: ایک ٹیلہ۔ گل: مٹی۔

(۷) حذر کن: بچ کے رہ۔ دہ مردہ گو: دس بے جان باتیں کرنے والا۔ دانا: سمجھدار۔ یکے گو: ایک بات کہہ۔ پروردہ گو: اچھی طرح بناکے کہہ۔

(۸) صد انداختی: سو ڈالے تونے۔ ہر صد: سو کے سو۔ خطاست: غلط ہیں۔ ہوشمندی: تو ہوشمند ہے۔ یک انداز: ایک چلا۔ راست: سیدھا یا صحیح۔ (۹) چرا گوید: کیوں کہے۔ در خفیہ: پوشیدگی میں۔ فاش گردد: ظاہر ہو جاوے۔ شود: ہو جاوے روئے زرد، زرد چہرہ۔ (۱۰) مکن: مت کر۔ پیش دیوار غیبت: دیوار کے سامنے چغل خوری۔ بسے: بہت زیادہ۔ بود: ہو سکتا ہے۔ کز پسش گوش دارد: اس کے پیچھے کان رکھے۔ کسے: کوئی شخص۔

تشریح (۱) باتونی آدمی صرف اپنی ہانکتا ہے۔ دوسروں کی نہیں سنتا۔ اس لیے اس (باتونی) پر نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ بخلاف خاموش رہنے کے کہ اس سے وہ نصیحت سے متاثر ہوتا ہے۔ (۲) خود ہی بولتے رہنا اور دوسروں کو موقع نہ دینے سے صرف اپنی بات مزہ دیتی ہے دوسروں کی بات سے لطف اندوز ہونا ممکن نہیں۔ (۳) کلام کا آغاز خوب تدبر و تفکر کے ساتھ ہونا چاہیے۔ جب تک متکلم (کلام کرنے والا) کی بات مکمل نہ ہو تب تک اپنی بات شروع نہیں کرنی چاہیے۔ (۴) جو لوگ کلام کی صحت و تغلیط میں امتیاز کرکے حاضر جوابی سے بات کرتے ہیں وہ لوگ بلا سوچے سمجھے گفتگو کرنے والوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ (۵) باکمال انسان اپنے کلام سے پہچانا جاتا ہے۔ جہلا اپنی یادہ گوئی اور بے موقع کلام سے اپنا کمال کھو دیتے ہیں۔ (اَلْاِنْسَانُ تَحْتَ اللِّسَانِ۔ انسان زبان کے تحت ہے) (۶) کم بولنے والے لوگ شرمندگی نہیں اٹھاتے۔ تھوڑی سی کستوری مٹی کے پہاڑ سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔ یہاں کم گو کی بات کو کستوری سے اور بسیار گو کی بات مٹی سے مشابہ ہے۔ (۷) جاہل کی بات میں وزن نہیں ہوتا گو کہ وہ (بات) تعداد میں زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن عقلمند کی بات مقدار میں کم ہونے کے باوجود معقول و پائیدار ہوتی ہے۔ (۸) بغیر نشانے کے سو تیر چلانا فضول (در ضیاع وقت) کا باعث ہے۔ صحیح نشانے پر چلایا جانیوالا ایک ہی تیر کافی ہوتا ہے۔ یہاں صحیح و غلط کلام کو تیر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (۹) عقلمندی کا ثبوت اسی میں ہے کہ چپ کر بھی ایسی بات کہے کہ جو ظاہر ہونے کے بعد بھی شرمندگی کا سبب بنے۔ (۱۰) احباب میں غیبت کرتے وقت یہ سوچنا چاہیے کہ مبادا کہیں دوسری طرف کسی نے کان تو نہیں لگا رکھا۔

marfat.com

درونِ دلت شہر بند است راز	۱	نگر تا نہ بیند در شہر باز
تیرے دل میں راز قیدی ہے		دیکھو بھال کرتا کہ وہ شہر کا دروازہ کھلا نہ دیکھ لے
ازاں مردِ دانا دہاں دوختہ ست	۲	کہ بیند کہ شمع از زباں سوختہ ست
دانا انسان نے اسی لیے منہ سی لیا ہے		کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ شمع زبان کی وجہ سے جلی ہے

حکایت در حفظِ اسرار

قصہ رازداروں کی حفاظت کے بیان میں

تکش با غلاماں یکے راز گفت	۴	کہ ایں را نباید بکس باز گفت
تکش نے غلاموں سے ایک راز کہا		کہ اس کو کسی سے نہ کہنا چاہیئے
بسالے نیامد ز دل بر دہاں	۵	بیک روز شد منتشر در جہاں
ایک سال تک وہ راز دل سے منہ پر نہ آیا		ایک روز دنیا میں پھیل گیا
بفرمود جلاد را بے دریغ	۶	کہ بردار سرہائے ایناں بہ تیغ
بغیر کسی افسوس کے جلاد کو حکم دے دیا		کہ ان کے سر تلوار سے جدا کر دو
یکے زاں میاں گفت و زنہار خواست	۷	مکش بندگاں کیں گنہ از تو خاست
ان میں سے ایک نے کہا اور امان چاہی		غلاموں کو نہ قتل کر یہ گناہ تو تجھ سے ہوا ہے
تو اوّل نہ بستی کہ سرچشمہ بود	۸	چو سیلاب شد پیش بستن چہ سود
تونے شروع ہی میں کیوں نہ بند کیا کہ چشمہ کی ابتدا تھی		جب سیلاب بن گیا تو آگے سے بند کرنے سے کیا فائدہ
تو پیدا مکن رازِ دل بر کسے	۹	کہ او خود بگوید بر ہر کسے
تو دل کا راز کسی پر ظاہر نہ کر		کہ وہ خود ہر کسی کے سامنے کہے گا
جواہر بگنجینہ داراں سپار	۱۰	ولے راز را خویشتن پاسدار
جواہر کو خزانچیوں کے سپرد کر دے		لیکن اپنے راز کو اپنے پاس رکھ

(۱) درون دلت: تیرے دل کے اندر۔ شہر بند است: نظر بند ہے۔ نگر: دیکھ۔ تا نہ بیند: تاکہ نہ دیکھے۔ درِ شہر: شہر کا دروازہ۔ باز: کھلا۔
(۲) ازآں: اس وجہ سے۔ مردِ دانا: سمجھدار آدمی۔ دہاں: منہ۔ دوختہ ست: سیئے ہوئے ہے۔ کہ بیند: کیونکہ دیکھتا ہے۔ از زباں: زبان کی وجہ سے۔ سوختہ ست: جلی ہے۔ (۳) حفظ اسرار: رازوں کی حفاظت۔ (۴) تکش: ایک ترک بادشاہ۔ یکے راز: ایک راز۔ گفت: کہا۔ ایں را: اس کو۔ نباید گفت کے ساتھ لگ کر نہ کہنا چاہیئے۔ بکس: کسی سے۔ (۵) بسالے: ایک سال تک۔ نیاید: نہ آئی۔ بر دہاں: منہ پر۔ بیک روز: ایک دن۔ شد منتشر: پھیل گئی۔ در جہاں: دنیا میں۔ (۶) بفرمود: حکم دیا۔ بے دریغ: بغیر افسوس کے۔ بردار: اتار دے۔ سرہائے ایناں: ان کے سر۔ تیغ: تلوار۔ (۷) یکے زاں میاں: ان کے درمیان سے ایک۔ گفت: کہا۔ زنہار خواست: امان چاہی۔ مکش: مت مار۔ بندگاں: غلاموں کو۔ کیں گنہ: کیونکہ یہ گناہ۔ از تو خاست: تجھ سے صادر ہوا ہے۔ (۸) اوّل: شروع میں۔ نہ بستی: نہ باندھا۔ سرچشمہ: چشمہ کی ابتدا۔ بود: تھی۔ چو سیلاب شد: جب سیلاب بن گیا۔ پیش بستن: آگے بند لگانا۔ چہ سود: کیا فائدہ۔ (۹) پیدا مکن: ظاہر نہ کر۔ رازِ دل: دل کا راز۔ بر کسے: کسی شخص کے سامنے۔ کہ او: جو کہ وہ۔ بگوید: کہتا پھرے۔ بر ہر کسے: ہر شخص کے سامنے۔
(۱۰) جواہر: جمع جوہر، موتی۔ بگنجینہ داراں: خزانہ رکھنے والوں کے۔ سپار: سپرد کر دے۔ ولے: لیکن۔ خویشتن: خود۔ پاسدار: محفوظ رکھ۔

تشریح: (۱) اسرار (راز) دل کے ایسے قیدی ہوتے ہیں، جو دل کا دروازہ کھلتے ہی فرار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا دل کا دروازہ کبھی نہیں کھولنا چاہیئے۔
(۲) شمع جلنے کا سبب خود اپنی زبان ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عقلا نے اپنی زبان بند رکھی ہوئی ہے۔ تاکہ شمع جلنے نہ پائے۔
(۳) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اپنے سینے کو رازداری کا قبرستان بنا دینا چاہیئے۔
(۴) تکش نامی ترک بادشاہ نے اپنے غلاموں سے راز افشا نہ کرنے کی تنبیہ کرتے ہوئے راز کی بات بیان کی۔
(۵) رازداری کی وہ بات ایک سال کے عرصہ تک پوشیدہ رہی، لیکن سال کے بعد اچانک اس (راز) کا اظہار ایسا ہوا کہ پورے شہر میں اس (راز) کا افشاء ہو گیا۔ (۶) تکش نامی بادشاہ نے افشائے راز کے جرم میں تمام غلاموں کا سر قلم کرنے کا حکم صادر کر دیا۔
(۷) ان (مجرم غلاموں) میں سے ایک غلام نے جان کی امان طلب کرتے ہوئے گذارش کی کہ انہیں (غلاموں کو) بے قصور قتل نہ کیا جائے۔ کیونکہ اصل مجرم آپ خود ہیں۔ (۸) افشائے راز کا جرم درحقیقت خود آپ (بادشاہ) ہی سے سرزد ہوا ہے۔ اب یہ (راز) سیلاب کی طرح پھیل چکا ہے۔ اس لئے اب اسے روکنا ناممکن ہے۔ (۹) ایسے شخص کے سامنے رازداری کی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ جو ہر ایک کے سامنے راز کھولتا پھرے۔
(۱۰) لال و گہر اور ہیرے جواہرات تو دوسرے بااعتماد افراد کے سپرد کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن راز کے بارے میں سوائے اپنی ذات کے کسی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔

marfat.com

سخن تا نہ گوئی بروُ دست ہست	۱	چو گفتہ شود یابد او بر تو دست
تو نے جب تک بات نہیں کہی ہے تیرا اس پر قابو ہے		جب کہہ دی گئی وہ تیرے اوپر قابو پالے گی
سخن دیو بندیست در چاہِ دل	۲	بہ بالائے کام و زبانش مہل
دل کے کنوئیں میں بات کا دیو بستہ ہے		اس کو تالو اور زبان پر نہ آنے دے
تواں باز دادن رہِ نرہ دیو	۳	ولے باز نتواں گرفتن بہ ریو
سرکش دیو کا راستہ کھولا جاسکتا ہے		لیکن مکر سے دوبارہ گرفتار نہیں کیا جاسکتا
تو دانی کہ چوں دیو رفت از قفس	۴	نیاید بہ لاحول کس باز پس
تو جانتا ہے جب دیو پنجرہ سے نکل گیا		کسی کے لاحول پڑھنے سے پھر واپس نہیں آتا ہے
یکے طفل بردارد از رخش بند	۵	نیاید بصد رستم اندر کمند
رخش کا پھندا ایک بچہ کھول سکتا ہے		پھر تو سو رستم سے بھی پھندے میں نہیں آتا
مگو آنچہ گر برملا اوفتد	۶	وجودے ازاں در بلا اوفتد
وہ بات نہ کہہ کہ اگر وہ ظاہر ہو جائے		تو اس سے وجود مصیبت میں آجائے
بہ دہقان ناداں چہ خوش گفت زن	۷	بہ دانش سخن گوئی یا دم مزن
بیوقوف گنوار سے بیوی نے کیا اچھی بات کہی		بات سمجھ کر کر ورنہ خاموش رہ

حکایت سلامت جاہل در حجاب خاموشی

خاموشی کے پردے میں جاہل کے بچاؤ کا قصہ

یکے خوب خلق و خلق پوش بود	۹	کہ در مصر یک چند خاموش بود
ایک شخص خوش خلق اور گدڑی پوش تھا		جو مصر میں ایک مدت سے چپ تھا
خردمند مردم ز نزدیک و دُور	۱۰	بگردش چو پروانہ جویان نور
نزدیک اور دُور کے عقل مند انسان		اس کے گرد پروانوں کی طرح نور کے متلاشی تھے

(۱) سخن: بات۔ تا نہ گوئی: تو جب تک نہ کہے۔ بر او: اس پر۔ دست ہست: ہاتھ ہے یعنی قابو ہے۔ چو گفتہ شود: جب کہہ دی جائے۔ یابد او: وہ پالے گی۔ بر تو: تیرے اوپر۔ دست: قابو۔ (۲) سخن: بات۔ دیو بندیست: ایک بند دیو ہے۔ چاہِ دل: دل کا کنواں۔ بہ بالائے کام: تالو کے اوپر۔ مہل: مت چھوڑ۔ (۳) تواں باز دادن: کھول سکتے ہیں۔ رہِ نرہ دیو: سرکش دیو کا راستہ۔ ولے: لیکن۔ باز نتواں گرفتن: نہیں پکڑ سکتے۔ بہ ریو: مکر سے۔ (۴) تو دانی: تو جانتا ہے۔ چوں: جب۔ دیو: جن۔ رفت: چلا گیا۔ از قفس: پنجرے سے۔ نیاید: نہیں آتا۔ بہ لاحول کس: کسی کے لاحول پڑھنے سے۔ باز پس: واپس۔ (۵) یکے طفل: ایک بچہ۔ بردارد: اٹھا دیتا ہے۔ از رخش بند: رخش گھوڑے کی رسی۔ رخش: رستم کا گھوڑا یا سیاہ و سفید گھوڑا۔ نیاید: نہیں آتا۔ بصد رستم: سو رستم سے۔ اندر کمند: جال میں۔ (۶) مگو: مت کہہ۔ آنچہ: جو کچھ کہ۔ برملا: ظاہر۔ اوفتد: پڑ جائے۔ وجودے: ایک وجود۔ ازاں: اس سے۔ در بلا: مصیبت میں۔ اوفتد: پڑ جائے۔ (۷) بہ دہقان ناداں: احمق کسان کو۔ چہ خوش: کیا اچھا۔ گفت زن: عورت نے کہا۔ بہ دانش: سمجھ سے۔ سخن گوئی: بات کہہ۔ دم مزن: دم نہ مار۔ (۸) سلامت جاہل: جاہل کی سلامتی۔ حجاب خاموشی: خاموشی کا پردہ۔ (۹) یکے: ایک۔ خوب خلق: اچھے اخلاق والا۔ خلق: پرانا کپڑا۔ خلق پوش: گودڑی پہننے والا۔ بود: تھا۔ مصر: ایک ملک۔ یک چند: کچھ دن۔ (۱۰) خردمند مردم: عقل مند آدمی۔ بگردش: اس کے گرد۔ چو پروانہ: پروانے کی طرح۔ جویان نور: نور کے متلاشی۔

تشریح: (۱) راز کی بات جب تک اپنے پاس ہے محفوظ ہے۔ جب اپنی زبان سے نکل گئی تو وہ ناقابل اعتماد ہے۔ کسی وقت بھی رسوائی کا باعث بن سکتی ہے۔ (۲) بات کی مثال "دیو" جیسی ہے۔ جو دل کے کنوئیں میں بند رہتا ہے۔ جب یہ (بات کا دیو) ایک بار کنوئیں (دل) سے نکل جائے تو پھر اس کا قابو میں آنا دشوار ہے۔ (۳) جب بات کا دیو اپنی بوتل (دل) سے نکل جائے تو پھر دوبارہ واپس آنا محال و مشکل ہے۔ (یہاں راز کی بات کو دیو سے اور دل کو بوتل سے تشبیہ دی گئی ہے۔) (۴) جب ایک دیو بوتل سے نکل جائے تو لاکھ لاحول پڑھتے رہیں، اس کا واپس آنا مشکل ہے۔ (دانا کا قول ہے کہ بات زبان سے اور تیر کمان سے ایک بار نکل جائے تو پھر واپس نہیں آتے۔) (۵) بندھے ہوئے مشکی گھوڑے کو ایک چھوٹا سا بچہ بآسانی کھول سکتا ہے۔ لیکن کھل جانے کے بعد بہت سے رستم بھی مل جائیں تو اسے (مشکی گھوڑے کو) زیر کر کے نہیں باندھ سکتے۔ (۶) جس کلام سے لوگوں پر یا کسی کو مصیبت کا سامنا کرنا پڑے تو ایسی بات نہیں کہنی چاہیے۔ (مثلاً چغلی، شکایت، پُر فریب کلام وغیرہ) (۷) کسی اجڈ (بے وقوف) کسان کو اس کی عقل مند بیوی نے سمجھاتے ہوئے کہا کہ بلا سوچے سمجھے بات کہنے سے خاموشی بہتر ہے۔ (۸) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ خاموشی کے پردے میں انسان کی جہالت پوشیدہ رہتی ہے۔ لہٰذا بے علم آدمی کیلئے خاموشی بہتر ہے۔ (۹) ملک مصر میں ایک خوش خلق درویش رہائش پذیر تھا جو عرصہ دراز تک خود کو خاموشی کے پردے میں چھپائے ہوئے تھا۔ (۱۰) اس (خوش خلق درویش) سے فیض حاصل کرنے کیلئے بڑی دُور دُور سے لوگوں کی آمد آمد رہتی تھی۔ جیسا کہ اندھیروں میں بھٹکنے والے پروانوں کی آمد آمد شمع کے گرد ہوتی ہے۔

marfat.com

۱	تفکر شبے با دلِ خویش کرد	کہ پوشیدہ زیرِ زبانست مرد
	ایک رات اس نے اپنے دل میں سوچا	کہ انسان زبان کے نیچے پوشیدہ ہے
۲	اگر من چنیں سر بخود در برم	چہ دانند مردم کہ دانش ورم
	اگر میں اسی طرح خاموش رہوں	تو لوگ کیا سمجھیں گے کہ میں عقل مند ہوں
۳	سخن گفت دشمن بدانست و دوست	کہ در مصر ناداں تر از وے ہموست
	اس نے بات کہی اور دشمن اور دوست نے جان لیا	کہ مصر میں اس سے زیادہ نادان وہی ہے
۴	حضورش پریشان شد و کار زشت	سفر کرد و بر طاق مسجد نوشت
	اس کے یہاں کی حاضری بکھر گئی اور کام بگڑ گیا	وہ وہاں سے چل دیا اور مسجد کی محراب پر لکھ دیا
۵	در آئینہ گر خویشتن دیدمے	بہ بے دانشی پردہ ندریدمے
	اگر میں اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھ لیتا	تو میں بے وقوفی سے اپنا پردہ چاک نہ کرتا
۶	چنیں زشت ازاں پردہ برداشتم	کہ خود را نکو روئے پنداشتم
	ایسی بُرائی کے ہوتے ہوئے میں نے اس لیے پردہ اٹھا دیا	کہ میں نے اپنے آپ کو خوبصورت سمجھا
۷	کم آواز را باشد آوازہ تیز	چو گفتی و رونق نماندت گریز
	کم گو کی شہرت تیز ہوتی ہے	جب تو بول پڑے اور تیری رونق باقی نہ ہے تو بھاگ جا
۸	ترا خامشی اے خداوندِ ہوش	وقارست و نا اہل را پردہ پوش
	اے صاحب ہوش تیری خاموشی	بردباری ہے اور نا اہل کے لیے پردہ پوش ہے
۹	اگر عالمی ہیبتِ خود مبر	وگر عامئی پردۂ خود مدر
	اگر تو عالم ہے اپنی ہیبت نہ کھو	اگر تو عامی ہے تو اپنا پردہ چاک نہ کر
۱۰	ضمیرِ دلِ خویش منمائے زود	کہ ہر گہ کہ خواہی توانی نمود
	دل کی چھپی بات کو جلد نہ دکھا	اس لیے کہ جب بھی چاہے گا دکھا سکے گا

(۱) تفکر: غور و فکر کرنا۔ شبے: ایک رات۔ با دلِ خویش: اپنے دل سے۔ کرد: کیا اس نے۔ پوشیدہ: چھپا ہوا۔ زیرِ زبان: زبان کے نیچے۔ ست: ہے۔
(۲) من: میں۔ چنیں: ایسے ہی۔ سر بخود: اپنے سر۔ اندر برم: لے جاؤں یعنی چپ رہوں۔ چہ دانند: کیا جانیں گے۔ مردم: لوگ۔ دانشورم: میں دانشور ہوں۔ (۳) سخن گفت: بات کہی اس نے۔ بدانست: جان لیا۔ در مصر: مصر کے اندر۔ ناداں تر از وے: اس سے زیادہ نادان۔ ہموست: وہی ہے۔
(۴) حضورش: اس کی حاضری۔ پریشان شد: بکھر گئی۔ کار: کام۔ زشت: بُرا۔ سفر کرد: سفر کر گیا۔ طاق مسجد: مسجد کا محراب۔ نوشت: لکھا۔ (۵) در آئینہ: شیشہ میں۔ خویشتن دیدمے: اپنے آپ کو میں دیکھ لیتا۔ بے دانشی: بے سمجھی۔ ندریدمے: نہ پھاڑتا میں یعنی نہ بولتا۔ (۶) چنیں زشت: ایسا بدصورت۔ ازاں: اس وجہ سے۔ برداشتم: اٹھایا میں نے۔ خود را: اپنے آپ کو۔ نکو روئے: خوبصورت۔ پنداشتم: سمجھا میں نے۔
(۷) کم آواز: کم بولنے والا۔ باشد: ہوتی ہے۔ آوازہ تیز: شہرت زیادہ۔ چو گفتی: جب تو نے کہہ دیا۔ نماندت: نہ رہی تجھے۔ گریز: بھاگ جا۔ (۸) ترا: تجھ کو۔ خداوند ہوش: ہوش کا مالک۔ وقارست: زینت ہے۔ پردہ پوش: پردہ ڈھانپنے والی۔ (۹) عالمی: اصل عالم ای عالم ہے تو۔ ہیبت خود: اپنی ہیبت۔ مبر: مت لے جا۔ عامئی: اصل عامی ہستی جاہل ہے تو۔ پردۂ خود: اپنا پردہ۔ مدر: مت پھاڑ۔
(۱۰) ضمیرِ دلِ خویش: اپنے دل کا بھید۔ منمائے: مت دکھا۔ زود: جلدی۔ ہر گہ: کہ جس وقت۔ خواہی: تو چاہے۔ توانی نمود: دکھا سکتا ہے تو۔

تشریح: (۱) اسی اثنا میں اس (درویش) نے سوچا کہ انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔ بایں وجہ کہ خوش کلامی سے دلوں کا شکار کیا جاتا ہے۔
(۲) خاموش رہنے سے لوگ میرے دانشورانہ خیالات سے لاعلم رہیں گے۔ یعنی کسی کو کیا معلوم کہ میری فہم و فراست کس قدر گہرائی پر مبنی ہے
(۳) چنانچہ جونہی اس (درویش) نے اپنی دانست میں دانشورانہ کلام ظاہر کیا تو لوگوں پر اس کی جہالت و حماقت کھل کر سامنے آ گئی۔
(۴) اس (درویش) کی اصلیت ظاہر ہونے کے بعد لوگوں کا ہجوم ختم ہوتا گیا۔ عقیدت کے بجائے نفرت نے لوگوں کے دلوں میں جڑ پکڑ لی۔ بالآخر اسے وہاں سے جانا پڑا۔ (۵) جاتے جاتے مسجد کے محراب میں ایک نوشتہ لکھا کہ اگر میں (درویش) آئینے میں اپنی صورت دیکھ لیتا تو منہ کے ذریعے اپنی حماقت کو بے نقاب نہ کرتا۔ (۶) بزعم خویش عقل و دانش کی خوبصورتی درحقیقت بدصورتی ظاہر ہوئی۔ زبان کھولتے ہی حماقت و جہالت کا بھانڈا بیچ چوراہے پھوٹ گیا۔ (اس کا ذمہ دار میں خود ہوں) (۷) کم بولنے والے شخص کو بہت جلد شہرت ملتی ہے۔ لیکن اگر بولنے سے سب کچھ خاک میں مل جائے تو وہاں سے چلے جانا بہتر ہے۔
(۸) علم و حکمت کے حامل کے لیے وقار و اعزاز خاموشی میں مضمر ہے۔ جبکہ جہلا کے لیے خاموشی پردہ پوشی کا کام دیتی ہے۔
(۹) علم و حکمت سے بھرپور شخصیت کا زیادہ کلام کرنا اسے اپنے وقار سے گرا دیتا ہے۔ عام (جاہل) آدمی کے زیادہ بولنے سے اس کی جہالت کا پردہ چاک ہو جاتا ہے۔ (۱۰) دل کا راز افشا کرنے میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ کیونکہ افشائے راز کا معاملہ اپنے اختیار میں ہے۔

marfat.com

ولیکن چو پیدا شود راز مرد	۱	بکوشش نشاید نہاں باز کرد
لیکن جب انسان کا راز ظاہر ہو جاتا ہے		تو اس کو دوبارہ کوشش سے پوشیدہ نہیں کیا جا سکتا
قلم سر سلطاں چہ نیکو نہفت	۲	کہ تا کارد بر سر نبودش نہ گفت
قلم نے شاہی راز کو کس قدر بہتر طریقہ پر چھپایا		جب تک اس کے سر پر چھری نہ رکھی گئی اس نے نہ کہا
بہائم خموشند و گویا بشر	۳	پراگندہ گو از بہائم بتر
چوپائے خاموش ہیں اور انسان گویا ہے		اگر تو بکے گا تو چوپایوں سے بدتر ہے
چو مردم سخن گفت باید بہوش	۴	دگرنہ شدن چوں بہائم خموش
ہوش کے ساتھ انسانوں کی طرح بات کرنا چاہیئے		ورنہ چوپایوں کی طرح چپ رہنا چاہیئے
بنطق است و عقل آدمی زادہ فاش	۵	چو طوطی سخن گوئی و ناداں مباش
انسان کا بچہ قوت گویائی اور عقل سے مشہور ہے		طوطی کی طرح بولنے والا اور نادان نہ بن

حکایت

کہانی

یکے ناسزا گفت در وقت جنگ	۷	گریباں دریدند وے را بہ چنگ
ایک شخص نے لڑائی میں نامناسب بات کہی		لوگوں نے ہاتھ سے اس کا گریبان پھاڑ ڈالا
قفا خوردہ عریاں و گریاں نشست	۸	جہاندیدۂ گفتش اے خود پرست
پٹ کر ننگا اور روتا ہوا بیٹھ گیا		ایک جہاندیدہ نے اس سے کہا اے خود پرست
چو غنچہ گرت بستہ بودے دہن	۹	دریدہ ندیدے چو گل پیرہن
اگر تیرا منہ غنچہ کی طرح بند ہوتا		پھول کی طرح لباس چاک نہ دیکھتا
سراسیمہ گوید سخن پر گزاف	۱۰	چو طنبور بے مغز بسیار لاف
پریشان آدمی بیہودگی سے بھری بات کرتا ہے		بہت ڈینگیں مارنے والا طنبورہ کی طرح بے مغز ہوتا ہے

(۱) چو: جب۔ پیدا شود: ظاہر ہو جاوے۔ راز مرد: مرد کا راز۔ نشاید: نہیں ممکن۔ نہاں: پوشیدہ۔ باز کرد: پھر کرنا۔ (۲) سر سلطاں: بادشاہ کا راز۔ چہ نیکو: کیا خوب۔ نہفت: چھپایا، کرتا۔ جب تک کہ۔ کارد: چھری۔ بر سر: سر پر۔ نبودش: نہ تھی اس کے۔ نہ گفت: نہیں کہا۔ (۳) بہائم: جمع بہیمہ، چوپایہ۔ خموشند: چپ ہیں۔ گویا: بولنے والا۔ بشر: آدمی۔ پراگندہ گو: بیہودہ بکنے والا۔ بتر: زیادہ برا۔ (۴) چو مردم: انسانوں کی طرح۔ سخن گفت باید: بات کہنی چاہیئے۔ بہوش: ہوش سے۔ شدن خموش: مل کر خاموش رہنا چاہیئے۔ چو بہائم: چوپایوں کی طرح۔ (۵) بنطق: بولی کے ساتھ۔ است: ہے۔ آدمی زادہ: آدمی کا جنا ہوا۔ فاش: ظاہر۔ چو طوطی: طوطی کی طرح۔ سخن گوئی: بات کہہ۔ مباش: مت ہو۔ (۶) حکایت: کہانی۔ (۷) ناسزا: نامناسب۔ گفت: کہا۔ وقت جنگ: جنگ کے وقت۔ دریدند: پھاڑا انہوں نے۔ وے را: اس کو۔ بہ چنگ: چنگل سے۔ (۸) قفا خوردہ: دھول کھائی۔ عریاں: ننگا۔ گریاں: روتا ہوا۔ نشست: بیٹھ گیا۔ جہاندیدہ: ایک تجربہ کار نے۔ گفتش: اس کو کہا۔ خود پرست: اپنے آپ کو پوجنے والے۔ (۹) چو غنچہ: غنچے کی طرح۔ گرت: اگر تیرا۔ بستہ بودے: بند رہتا۔ دہن: منہ۔ دریدہ: پھٹا ہوا۔ ندیدے: نہ دیکھتا۔ چو گل: پھول کی طرح۔ پیرہن: لباس۔ (۱۰) سراسیمہ: پریشان۔ گوید: کہتا ہے۔ سخن: بات۔ پر گزاف: بیہودہ۔ چو طنبور: طنبورے کی طرح۔ بسیار لاف: بہت ڈینگیں مارنے والا۔

تشریح: (۱) جب کسی شخص کا راز ایک بار افشا ہو جائے تو بسیار کوشش کے باوجود وہ (راز) صیغۂ راز نہیں بنتا۔ (۲) چونکہ راز کا اصل تعلق دل سے ہے۔ خواہ وہ شاہی راز ہو یا عامی۔ جب تک قلم تراشا نہیں جاتا۔ اس وقت تک وہ لکھتا نہیں۔ چنانچہ راز شاہی بھی قلم کے بغیر افشا نہیں ہوتا۔ (۳) جانور ہمیشہ بے زبان ہوتے ہیں اور انسان اہل زبان ہے لیکن جو شخص ہر وقت ہذیان بکتا ہے۔ وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ (۴) آدمی کو چاہیئے کہ وہ کلام کرنے سے پہلے انسانوں کی طرح سوچے، تولے پھر بولے۔ ورنہ جانوروں کی طرح خاموشی بہتر ہے۔ (۵) جانوروں کے بالمقابل انسان کو دو طرح سے امتیاز حاصل ہے۔ قوت گویائی سے اچھے الفاظ ادا کرنا، دانشورانہ طرز تکلم۔ چنانچہ انسان کو طوطی کی طرح خوش روئی سے بات کرنی چاہیئے احمقانہ ہڑبونگ سے تعلق نہیں رکھنا چاہیئے۔ (۶) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان زبان کی وجہ سے تخت شاہی پر بیٹھتا ہے اور زبان ہی کی وجہ سے تختۂ دار پر چڑھ جاتا ہے۔ (۷) ایک آدمی نے جھگڑا کرتے وقت خصم (مد مقابل) کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ جس کی وجہ سے خصم نے اس کا گریبان چاک کر دیا۔ (۸) پٹائی ہونے اور کپڑے پھٹنے کے بعد وہ (ہذیان بکنے والا شخص) رونے بیٹھ گیا۔ اسی اثنا میں ایک عقل مند آدمی نے اسے "خود پرست" کہہ کر پکارا۔ (۹) اگر تو اپنا منہ غنچے کی طرح بند رکھتا (بدزبانی نہ کرتا) تو پھول کی طرح تیرے کپڑے پھٹنے نہ پاتے۔ (یعنی تیرا برا حال خود تیری بدزبانی کا نتیجہ ہے) (۱۰) جو شخص عقل و شعور کی دولت سے محروم ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ نہ صرف خالی طنبور کی طرح ڈینگیں مارتا ہے۔ بلکہ بے ہودہ قسم کی باتیں کرتا رہتا ہے۔

marfat.com

نہ بینی کہ آتش زبان ست و بس	۱	بآبے تواں کشتنش در نفس
تو نہیں دیکھتا کہ آگ فقط شعلہ ہے		اسس کو فوراً ہی پانی سے بجھایا جا سکتا ہے
اگر ہست مرد از ہنر بہرہ ور	۲	ہنر خود بگوید نہ صاحب ہنر
اگر انسان ہنر سے بہرہ ور ہے		تو ہنر خود بولتا ہے نہ کہ صاحب ہنر
اگر مشک خالص نداری مگوئی	۳	گرت ہست خود فاش گردد ببوئی
اگر تیرے پاس خالص مشک نہیں ہے تو نہ کہہ		اگر ہے تو وہ خود خوشبو سے ظاہر ہو جائے گا
بسوگند گفتن کہ زر مغربی ست	۴	چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست
قسم کھا کر کہنا کہ مغربی سونا ہے		اس کی کیا ضرورت، کسوٹی خود بتائے گی کہ کیا ہے
بگویند ازیں حرف گیراں ہزار	۵	کہ سعدی نہ اہلست و آمیزگار
نکتہ چیں اس قسم کی ہزار باتیں کرتے ہیں		کہ سعدیؒ نہ تو اہل ہے، نہ میل جول کا
روا باشد ار پوستینم درند	۶	کہ طاقت ندارند مغزم برند
مناسب ہے اگر وہ میری پوستین پھاڑ ڈالیں		اس لیے کہ مجھ میں طاقت نہیں ہے کہ وہ میرا بھیجا کھائیں
حکایت		
کہانی		
عضد را پسر نیک رنجور بود	۸	شکیب از نہاد پدر دور بود
عضدالدولہ کا لڑکا بہت بیمار تھا		باپ کی طبیعت سے صبر دور ہو چکا تھا
یکے پارسا گفتش از روئے پند	۹	کہ بگذار مرغان وحشی ز بند
نصیحت کے طور پر اس سے نیک شخص نے کہا		کہ وحشی پرندوں کو قید سے آزاد کر دے
قفسہائے مُرغ سحر خواں شکست	۱۰	کہ در بند ماند چو زنداں شکست
اس نے صبح کو چہچہانے والے پرندوں کے پنجرے توڑ دیے		جب قید خانہ ٹوٹ جائے، قید میں کون ٹھہرتا ہے

(۱) نہ بینی: تو نہیں دیکھتا۔ آتش: آگ۔ زبان: مراد شعلہ۔ بس: فقط۔ بآبے: پانی کے ساتھ۔ تواں کشتنش: اسس کو بجھا سکتے ہیں۔ در نفس: ایک دم میں۔ (۲) ہست: ہے۔ بہرہ ور: حصہ دار۔ بگوید: کہے گا۔ زصاحب ہنر: ہنرمند کے متعلق۔ (۳) مشک: کستوری۔ نداری: نہیں رکھتا تو۔ مگوئی: مت کہہ۔ گرت ہست: اگر تیرے پاس ہے۔ فاش گردد: ظاہر ہو جائے گا۔ بوئی: خوشبو سے۔ (۴) بسوگند گفتن: قسم کھا کر کہنا۔ زر: سونا۔ مغربی ست: مغربی کا ہے۔ چہ حاجت: کیا ضرورت۔ محک: کسوٹی۔ خود بگوید: خود بتلائے گی۔ کہ چیست: کہ کیا رکھتا ہے۔ (۵) بگویند: کہیں گے۔ ازیں: اسی وجہ سے۔ حرف گیراں: عیب چیں۔ سعدی: مصنف۔ نہ اہلست: اہل نہیں ہے۔ آمیزگار: میل جول والا۔ (۶) روا: جائز۔ باشد: ہو وے۔ پوستینم: میری پوستین یا کھال۔ درند: پھاڑ ڈالیں۔ ندارند: نہیں رکھتے ہیں۔ مغزم: میرا مغز۔ برند: لے جاویں۔ (۷) حکایت: کہانی۔ (۸) عضد: بنو دیلم کا مشہور بادشاہ عضد الدولہ۔ نیک: بہت۔ رنجور: بیمار۔ بود: تھا۔ شکیب: صبر۔ نہاد پدر: باپ کی طبیعت۔ (۹) یکے پارسا: ایک پرہیزگار۔ گفتش: اسس کو کہا۔ از روئے پند: بطور نصیحت کے۔ بگذار: چھوڑ دے۔ مرغان وحشی: جنگلی پرندے جو بند کیے ہوئے ہیں۔ بند: قید۔ (۱۰) قفسہائے مرغ سحر: صبح کو گانے والے پرندوں کے پنجرے۔ شکست: توڑ دیے۔ کہ: کون۔ در بند: قید میں۔ ماند: رہے۔ چو زنداں: جب قید خانہ۔ شکست: ٹوٹ جائے۔

تشریح: (۱) آگ صرف ایسا شعلہ ہوتی ہے جو پانی کے معمولی سے چھینٹے سے بجھ جاتی ہے۔ اس شعر میں زبان کو شعلہ سے اور زبان دراز کی حالت کو پانی سے بجھنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ (۲) آدمی خود کو اس وقت تک ہنرمند ثابت نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ عملی طور پر با ہنر ثابت نہ کرے۔ (کیونکہ ہنرمند کی پہچان اس کے ہنر سے ہوتی ہے) (۳) خالص کستوری کی خوشبو از خود اپنے وجود کا احساس دلاتی ہے محض تعریف سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (یہاں عقل و شعور اور خوش کلامی کو کستوری سے تشبیہ دی گئی ہے) (۴) سونے کو مغربی ثابت کرنے کے لیے حلفیہ بیان دینے کی ضرورت نہیں۔ کسوٹی پر پرکھنے سے خود بخود اس (سونے) کی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے۔ (باشعور کو سونے کی تشبیہ ہے) (۵) عیب جوئی کرنے والے لوگ ہمیشہ نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ جیسی شخصیت کی نااہلی کے ڈھنڈورے پیٹتے ہیں جبکہ بوستان و گلستان ان کی اہلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ (۶) میرے (شیخ سعدیؒ کے) نکتہ چیں لوگ حسد کی وجہ سے کھال وغیرہ تو اتار سکتے ہیں لیکن دماغ نہیں چھین سکتے۔ (یعنی مقابلے میں بہتر کلام پیش نہیں کر سکتے) (۷) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان خوش نوا بلبل کی طرح مصائب کے جیل خانوں میں قید ہو جاتا ہے۔ خاموش رہنے سے محاسبہ نہیں ہوتا (۸) بنو دیلم کے معروف بادشاہ عضد الدولہ کا بیٹا مریض تھا مرض کی انتہا کے باعث عضد الدولہ کا دامن صبر سے چھوٹ چکا تھا۔ (۹) ایک دن کسی بزرگ نے اسے (عضد الدولہ کو) نصیحت کی کہ اگر تم اپنے بیٹے کی صحتیابی و سلامتی چاہتے ہو تو پنجرے میں قید تمام پنچھی رہا کر دو۔ (۱۰) چنانچہ اس (عضد الدولہ) نے صبح کے وقت چہکنے والے تمام پرندے اڑا دیئے۔ (اور لڑکا تندرست ہو گیا)

marfat.com

نگہداشت بر طاق بستاں سرائے	۱	یکے نامور بلبل خوش سرائے
پائیں باغ کے کنگرے پر محفوظ رکھی		ایک مشہور عمدہ گانے والی بلبل
پسر صبحدم سوئے بستاں شتافت	۲	جز آں مرغ بر طاق ایواں نیافت
لڑکا صبح کے وقت باغ میں گیا		محل کی محراب پر اس پرندے کے سوا کسی کو نہ پایا
بخندید کاے بلبل خوش نفس	۳	تو از گفت خود ماندۂ در قفس
وہ ہنسا کہ اے خوش الحان بلبل		تو اپنی گفتار کی خاطر پنجرے میں رہی ہے
ندارد کسے با تو ناگفتہ کار	۴	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار
تیرے نہ کہے ہوئے سے کسی کا کوئی تعلق نہیں ہے		لیکن جب تو نے کہا ہے تو اس کی دلیل لا
چو سعدی کہ چندے زباں بستہ بود	۵	ز طعن زباں آوراں رستہ بود
جیسا کہ سعدی ہے کہ جب تک وہ زبان بند کیے ہوئے تھا		زبان درازوں کے طعنہ سے چھوٹا ہوا تھا
کسے گیرد آرام دل در کنار	۶	کہ از صحبت خلق گیرد کنار
گوشہ میں دل کا آرام وہی پا سکتا ہے		جو لوگوں کی صحبت سے کنارا اختیار کرے
مکن عیب خلق اے خردمند فاش	۷	بعیب خود از خلق مشغول باش
اے عقل مند! لوگوں کا عیب ظاہر نہ کر		اپنے عیب میں لگ لوگوں سے دھیان ہٹالے
چو باطل سرایند مگمار گوش	۸	چو بے ستر بینی بصیرت بپوش
اگر وہ بکیں تو کان نہ دھر		تو جب کسی کو ننگا دیکھے آنکھ بند کرلے

حکایت

کہانی

شنیدم کہ در بزم ترکان مست	۱۰	مریدے دف و چنگ مطرب شکست
میں نے سنا ہے کہ مست ترکوں کی محفل میں		ایک مرید نے گویے کا دھپڑا اور ستار توڑ ڈالا

(۱) نگہداشت، محفوظ رکھا۔ طاق بستاں سرائے، باغ کی محراب۔ یکے نامور، ایک مشہور۔ بلبل خوش سرائے، اچھا گانے والا بلبل۔ (۲) پسر، بیٹا۔ صبحدم، سویرے۔ سوئے بستاں، باغ کی طرف۔ شتافت، دوڑا۔ جز آں مرغ، اس پرندے کے سوا۔ طاق ایواں، محل کی محراب۔ نیافت، نہ پایا۔ (۳) بخندید، ہنسا۔ کاے، کہ اے۔ بلبل خوش نفس، اچھی آواز والی بلبل۔ از گفت خود، اپنے قول سے۔ ماندۂ، رہی ہے تو۔ قفس، پنجرا۔ (۴) ندارد، نہیں رکھتا۔ کسے، کوئی شخص۔ با تو، تیرے ساتھ۔ ناگفتہ، بغیر کہے۔ کار، کام۔ چو گفتی، جب کہا تو نے۔ دلیلش، اس کی دلیل۔ بیار، لا۔ (۵) چو سعدی، سعدی کی طرح۔ چندے، کچھ دیر۔ بستہ، بند کیے ہوئے تھا۔ طعن زباں آوراں، زبان والوں کا طعنہ۔ رستہ بود، چھوٹا ہوا تھا۔ (۶) کسے، کوئی شخص۔ گیرد، حاصل کرے گا۔ آرام دل، دل کا آرام۔ صحبت خلق، مخلوق کی صحبت۔ گیرد، پکڑے۔ کنار، کنارہ۔ (۷) مکن، مت کر۔ عیب خلق، مخلوق کا عیب۔ خردمند، عقل مند۔ فاش، ظاہر۔ بعیب خود، اپنے عیب میں۔ از خلق، مخلوق سے۔ مشغول باش، مشغول ہو جا۔ (۸) چو، جب۔ باطل سرایند، جھوٹ بولیں۔ مگمار گوش، کان نہ لگا۔ چو، جب۔ بے ستر، بے پردہ۔ بینی، دیکھے تو۔ بصیرت، آنکھ۔ بپوش، بند کرلے۔ (۹) حکایت، کہانی۔ (۱۰) شنیدم، میں نے سنا۔ بزم ترکان مست، مست ترکوں کی مجلس۔ مریدے، ایک مرید۔ چنگ مطرب، گویے کی ستار۔ شکست، توڑ دی۔

تشریح: (۱) صرف باغ کے محراب میں لٹکے ہوئے خوشنوا بلبل کو پنجرے سے آزاد نہ کیا۔ کیونکہ صبح کے وقت کی خوشنوائی بھلی لگتی ہے۔ (۲) علی الصبح جب لڑکا باغ کی سیر و تفریح کرنے کے لیے گیا تو اسے (عضد الدولہ کے لڑکے کو) صرف ایک بلبل محراب میں لٹکا ہوا پایا۔

(۳) بلبل کو دیکھ کر وہ (عضد الدولہ کا لڑکا) ہنسا اور کہا کہ تجھے تیری خوشنوائی نے یہاں قید کرا رکھا ہے۔ (ورنہ تجھے بھی آزادی مل جاتی)

(۴) انسان جب تک خاموش رہتا ہے۔ اس وقت تک کسی کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ جب کوئی بات کہے گا تو اس کی دلیل طلب کی جائے گی۔

(۵) ایک وقت تھا کہ میں (شیخ سعدیؒ) نے شعر گوئی کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ چنانچہ اس دور میں مجھے کسی زبان داں نے طعنہ کا نشانہ نہیں بنایا۔

(۶) سکون قلب تو صرف اسی کو نصیب ہوتا ہے جو تارک دنیا ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرلے۔ (۷) لوگوں کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے معائب پر نظر رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ: ع جب پڑی اپنے عیبوں پہ نظر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا۔ (۸) جب کوئی شخص بد زبانی میں مصروف ہو تو اس کی بیہودہ باتوں پر کان نہیں لگانے چاہئیں۔ برہنہ کو دیکھ کر نظریں نیچی کرنی چاہئیں۔ (۹) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان جب تک خاموش رہتا ہے۔ تب تک سکھی رہتا ہے۔ جونہی زبان کھولتا ہے۔ تو پھنس جاتا ہے۔

(۱۰) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ ترک سپاہی مستی میں گا بجا رہے تھے کہ کسی پیر کے مرید نے ان (ترک سپاہیوں) کی دف اور ستار توڑ دی۔

marfat.com

چو چنگش کشیدند حالے بموئے	۱	غلامان و چوں دف زدندش بروئے
اسے فوراً ستار کی طرح کھینچا		نوکروں نے اور دف کی طرح اس کے منہ کو پیٹا
شب از درد چوگان و سیلی نخفت	۲	دگر روز پیرش بہ تعلیم گفت
چوب اور چپت کے درد سے رات کو نہ سو سکا		دوسرے دن پیر نے تعلیم کے طور پر اس سے کہا
نخواہی کہ باشی چو دف روئے ریش	۳	چو چنگ اے برادر سر انداز پیش
اگر تو چاہتا ہے کہ دف کی طرح تیرا چہرہ زخمی ہو		تو ستار کی طرح آگے کو سر ڈالے رکھ

مثل

مثال

دو کس گرد دیدند و آشوب و جنگ	۵	پراگندہ نعلین و پرندہ سنگ
دو آدمیوں نے گرد اور غل اور لڑائی دیکھی		چلتے جوتے اور اڑتے پتھر دیکھے
یکے فتنہ دید از طرف برشکست	۶	یکے درمیاں آمد و سر شکست
ایک نے جھگڑا دیکھا، کنارے ہٹ گیا		ایک درمیان میں گیا اور سر پھوڑا
کسے خوشتر از خویشتن دار نیست	۷	کہ با خوب و زشت کسش کار نیست
کوئی شخص اپنے آپ کو بچائے رکھنے والے سے اچھا نہیں ہے		کہ اس کو کسی کے اچھے اور برے سے مطلب نہیں ہے
ترا دیدہ در سر نہادند و گوش	۸	دہن جائے گفتار و دل جائے ہوش
تیرے سر میں آنکھیں اور کان لگائے ہیں		منہ بات کرنے کی جگہ اور دل عقل کا مقام ہے
مگر باز دانی نشیب و فراز	۹	نہ گوئی کہ ایں کوتہ ست آں دراز
تاکہ تو پستی کو بلندی سے پہچان سکے		نہ کہ تو یہ کہے کہ یہ کوتاہ ہے، وہ لمبا ہے

(۱) چو چنگش، ستار کی طرح اس کو۔ کشیدند، کھینچا انہوں نے۔ حالے، فی الحال۔ بموئے، بالوں سے۔ چوں دف، دف کی طرح۔ زدندش، مارا انہوں نے اس کو۔ بروئے، چہرے پر۔ (۲) شب، رات کو۔ درد چوگان، بلّے کا درد۔ سیلی، تھپڑ۔ نخفت، نہ سویا۔ دگر روز، اگلے دن۔ پیرش، پیر نے اس کو۔ بتعلیم، سمجھانے کے لیے۔ گفت، کہا۔ (۳) نخواہی، تو نہیں چاہتا۔ کہ باشی، ہو وے تو۔ چو دف، مثل دف کے۔ روئے ریش، زخمی چہرہ۔ چو چنگ، مثل ستار کے۔ برادر، بھائی۔ سر انداز، سر ڈالے۔ پیش، سامنے۔ (۴) مثل، مثال۔ (۵) دو کس، دو شخص۔ دیدند، دیکھا انہوں نے۔ آشوب، شور و غل۔ پراگندہ، بکھرے ہوئے۔ نعلین، جوتے۔ پرندہ سنگ، اڑتے ہوئے پتھر۔ (۶) یکے، ایک نے۔ فتنہ دید، فتنہ دیکھا۔ از طرف، کنارے سے۔ برشکست، ٹوٹ گیا۔ درمیاں، بیچ میں۔ آمد، آیا۔ سر شکست، سر پھڑوا لیا۔ (۷) کسے، کوئی شخص۔ خوشتر، اچھا۔ خویشتن دار، اپنے آپ محفوظ رکھنے والا۔ نیست، نہیں ہے۔ خوب و زشت، اچھا اور برا۔ زشت کسش، کسی کی بدی کے ساتھ۔ کار، کام۔ (۸) ترا، تیرا۔ دیدہ، آنکھ۔ در سر، سر میں۔ نہادند، رکھی۔ گوش، کان۔ دہن، منہ۔ جائے گفتار، بولنے کی جگہ۔ جائے ہوش، عقل کی جگہ۔ (۹) مگر، تاکہ۔ باز دانی، جان سکے تو۔ نشیب و فراز، نیچ اونچ۔ نہ گوئی، نہ کہے تو۔ ایں، یہ۔ کوتہ، چھوٹا۔ ست، ہے۔ آں، وہ۔ دراز، لمبا۔

تشریح (۱) ترک سپاہیوں نے بھی اس (مرید) کی خوب پٹائی کی۔ بالوں سے دف کی طرح گھسیٹا۔ اور اس (مرید) کے چہرے پر ضربیں لگائیں۔
(۲) وہ (مرید) تکلیف کی شدت کے باعث رات بھر نہ سو سکا۔ اور کراہتا رہا۔ دوسرے دن اپنے پیر کے پاس گیا تو اس (پیر) نے نصیحت کی۔
(۳) اگر تو (مرید) چاہتا ہے کہ تیرا یہ حشر نہ ہو تو پھر تجھے ستار کی طرح جھک جانا چاہیے یعنی عجز و انکساری سے کام لینا چاہیے۔
(۴) عنوان (اس مثل (حکایت) میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی کرنے کے بجائے محض اپنے کام سے غرض رکھنی چاہیے۔
(۵) دو آدمیوں نے گرد و غبار و شور سنا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ لڑائی ہو رہی ہے۔ جس میں جوتوں اور پتھروں کا آزادانہ استعمال ہو رہا ہے۔
(۶) ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے مصلحت کوشی سے کام لیتے ہوئے وہاں (جنگ) سے کنارہ کشی اختیار کی۔ جبکہ دوسرا جنگ میں مخل ہو کر اپنا سر پھڑوا بیٹھا۔ (۷) بہترین شخص وہ ہے جو خوددار ہو اور کسی کے معاملے میں خلل نہ ڈالے اور نہ ہی اسے کسی کی بھلائی، بُرائی میں دخل دینا چاہیے۔
(۸) انسان کے پاس کان اور آنکھیں ہیں۔ بات کرنے کے لیے منہ اور سمجھنے کے لیے دل ہے۔ لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ سوچ سمجھ کر سنے، دیکھے اور گفتگو کرے۔
(۹) تاکہ کسی پر تنقید و تنقیص یا تنقید برائے تنقید یا کج بحثی کے بجائے اونچ نیچ کے معاملات سمجھنے کے لیے عقل و شعور سے کام لے سکے۔

marfat.com

حکایت در معنیٔ راحت خاموشی و آفت بسیار سخنی

قصہ چپ رہنے کی راحت اور بہت بولنے کی مصیبت کے بیان میں

مصرع اول		مصرع دوم
چنیں گفت پیرے پسندیدہ ہوش	۲	خوش آید سخنہائے پیراں بگوش
پسندیدہ عقل بوڑھے نے اس طرح کہا ہے		بوڑھوں کی باتیں کان کو بھلی لگتی ہیں
کہ در ہند رفتم بکنجے فراز	۳	چہ دیدم چو یلدا سیاہے دراز
کہ میں ہندوستان میں ایک دور کے گوشہ میں گیا		میں نے کیا دیکھا ایک لمبا حبشی اندھیری رات جیسا
در آغوش او دخترے چوں قمر	۴	فرو بردہ دنداں بہ لبہاش در
اس کی بغل میں ایک چاند جیسی لڑکی		وہ اس کے ہونٹوں کو دانتوں سے دبائے ہوئے
چناں تنگش آوردہ اندر کنار	۵	کہ پنداری اللیل یغشی النہار
بغل میں اس کو اس طرح بھینچے ہوئے		گویا یہ سمجھے کہ رات دن کو ڈھانپ رہی ہے
مرا امر معروف دامن گرفت	۶	فضول آتشے گشت و در من گرفت
امر بالمعروف نے میرا دامن پکڑ لیا		بے کار بات آگ بنی اور مجھ میں لگ گئی
طلب کردم از پیش و پس چوب و سنگ	۷	کہ اے ناخدا ترس بے نام و ننگ
میں نے آگے اور پیچھے سے لکڑی اور پتھر تلاش کیا		کہ اے خدا سے نہ ڈرنے والے بے عزت اور بے شرم
بہ تشنیع و دشنام و آشوب و زجر	۸	سپید از سیہ فرق کردم چو فجر
طعنہ زنی اور گالی اور شور اور جھڑکی سے		گورے کو کالے سے میں نے فجر کی طرح جدا کر دیا
شد آں ابر ناخوش ز بالائے باغ	۹	پدید آمد آں بیضہ از زیر زاغ
وہ بھیانک بادل باغ پر سے ہٹ گئی		کوے کے نیچے سے وہ انڈا نکل آیا
ز لاحولم آں دیو ہیکل بجست	۱۰	پری پیکر اندر من آویخت دست
میرے لاحول پڑھنے سے وہ دیو شکل بھاگا		پری جیسے جسم والی نے مجھ پر ہاتھ ڈال دیا

(۱) معنی، مضمون۔ راحت خاموشی، خاموشی کا آرام۔ آفت بسیار، زیادہ بولنے کی مصیبت۔
(۲) چنیں، ایسے۔ گفت، کہا۔ پیرے، ایک بوڑھا۔ پسندیدہ ہوش، اچھی ہوش والا۔ خوش آید، اچھی لگتی ہیں۔ سخنہائے پیراں، بوڑھوں کی باتیں۔ بگوش، کان میں۔ (۳) ہند، ہندوستان ایشیا کا ایک ملک جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ رفتم، گیا میں۔ بکنجے، ایک کونے میں۔ فراز، زائد ہے۔ چہ دیدم، کیا دیکھا میں نے۔ چو، مثل۔ یلدا، سیاہ رات۔ سیاہے، ایک حبشی۔ دراز، لمبا۔ (۴) آغوش او، اس کی آغوش۔ دخترے، ایک لڑکی۔ چوں قمر، چاند جیسی۔ فرو بردہ، نیچے لے گیا ہو۔ دنداں جمع دانت۔ بہ لبہاش، اس کے لبوں میں۔ در، زائد۔ (۵) چناں، ایسا۔ تنگش آوردہ، سخت بھینچا اس کو۔ پنداری، تو سمجھے۔ اللیل، رات۔ یغشی، ڈھانپ رہی ہے۔ النہار، دن کو۔ (۶) مرا، مجھ کو۔ امر معروف، نیکی کا حکم کرنا۔ گرفت، پکڑا۔ فضول، بے کار۔ آتشے، آگ۔ گشت، بن گئی۔ در من، میرے اندر۔ گرفت، لگ گئی۔ (۷) طلب کردم، میں نے تلاش کیے۔ پیش و پس، پیچھے اور آگے۔ چوب و سنگ، لکڑی اور پتھر۔ ناخدا ترس، خدا سے نہ ڈرنے والے۔ بے نام، بے غیرت۔ (۸) تشنیع، برائی سے۔ دشنام، گالی۔ آشوب، شور۔ زجر، جھڑکی۔ سپید، مراد لڑکی۔ سیہ، مراد حبشی۔ فرق کردم، جدا کر دیا میں نے۔ چو فجر، صبح کی طرح۔ (۹) شد، چلا گیا۔ آں، وہ۔ ابر ناخوش، ناگوار بادل۔ بالائے باغ، باغ کے اوپر۔ پدید آمد، ظاہر ہو گیا۔ آں بیضہ، وہ انڈا۔ زیر زاغ، کوے کے نیچے۔ (۱۰) ز لاحولم، میرا لاحول پڑھنا۔ آں دیو ہیکل، وہ دیو کی شکل والا۔ بجست، کودا۔ پری پیکر، پری کی شکل والی۔ اندر من، میرے اندر۔ آویخت، ڈال دیا۔ دست، ہاتھ۔

تشریح (۱) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بلا وجہ پرائی آگ میں نہیں کودنا چاہیے۔ البتہ اگر انتہائی ضروری ہو تو معاملے میں تحمل ہونا چاہیے۔ (۲) ایک سمجھ دار بزرگ نے یوں کہا کہ بزرگوں کی گفتگو کانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ (۳) دوران سیاحت ہندوستان میں کسی مقام کے کونے میں جانے کا اتفاق ہوا تو دیکھنے میں یہ آیا کہ سیاہ فام حبشی جو دراز قد تھا۔ (قابل اعتراض حالت میں مصروف تھا) (۴) اس (حبشی) کی گود میں حسن جمال کی پیکر خوبصورت لڑکی پڑی تھی۔ اس (لڑکی) نے ہونٹوں میں ہونٹ ڈالے ہوئے تھے۔ (۵) اس (حبشی) نے اسے (خوبصورت لڑکی کو) اپنی بغلوں میں یوں دبوچا ہوا تھا جیسے کسی رات نے دن کو اپنے اندر ڈھانپا ہوا ہو۔ (۶) چنانچہ مجھے (بزرگ کو) امر بالمعروف کے فریضے نے مجبور کرتے ہوئے میرے تن من میں آگ لگا دی۔ (۷) میں (بزرگ) نے ارد گرد سے پتھر وغیرہ جمع کیے اور برا بھلا کہتے ہوئے (پتھر) مارنے لگا۔
(۸) چنانچہ وہ (حبشی) لعنت ملامت (رعب و دبدبہ) اور دھمکیوں سے متاثر ہو کر بھاگ گیا اور دن کی طرح اس لڑکی کو سیاہ حبشی سے الگ کر دیا۔
(۹) خوبصورت باغ سے وہ سیاہ بادل (حبشی) چھٹ گیا۔ اور کالے کوے تلے سے سفید انڈے جیسی لڑکی نکل آئی۔ (اس شعر میں باغ سے لڑکی کی خوبصورتی کو تشبیہ دی گئی ہے) (۱۰) میرے (بزرگ کے) برا بھلا کہنے (لاحول) سے وہ سیاہ جن (حبشی) تو رفو چکر ہو گیا۔ لیکن لڑکی نے میرا دامن تھام کے میری (بزرگ کی) درگت خوب بنائی۔

marfat.com

مصرع اول	#	مصرع ثانی
کہ اے زرق سجادۂ زرق پوش	۱	سیہ کار دنیا خر دیں فروش
کہ اے مکر کے مصلے والے اور مکر کی پوشاک والے		سیہ کار، دنیا خریدنے والے، دین بیچنے والے
مرا عمرہا دل ز کف رفتہ بود	۲	بریں شخص و جاں بر وے آشفتہ بود
مرا دل عرصے ہاتھ سے گیا ہوا تھا		اس شخص پر اور جان اس پر فریفتہ تھی
کنوں پختہ شد لقمۂ خام من	۳	کہ گرمش بدر کردی از کام من
میرا کچا لقمہ اب پکا تھا		کہ فوراً تو نے اس کو میرے حلق سے نکال دیا
تظلم برآورد و فریاد خواند	۴	کہ شفقت برافتاد و رحمت نہ ماند
ظلم کا اظہار کرنے لگی اور فریاد کی		کہ مہربانی جاتی رہی اور رحم نہ آیا
نماند از جواناں کسے دستگیر	۵	کہ بستاندم داد از دست پیر
جوانوں میں کوئی دستگیر نہیں رہا		کہ میں اس بوڑھے سے بدلہ لے سکوں
کہ شرمش نیاید ز پیری ہمے	۶	زدن دست در ستر نامحرمے
کہ اس کو بڑھاپے کی بھی شرم نہ آئی		نامحرم کے پردے میں ہاتھ مارنے سے
ہمے کرد فریاد و دامن بچنگ	۷	مرا ماندہ سر در گریباں ز ننگ
وہ شور کرتی تھی اور دامن چنگل میں تھا		میرا سر ذلت سے گریبان میں تھا
بروں رفتم از جامہ در دم چو سیر	۸	کہ ترسیدم از زجر برنا و پیر
لہسن کی طرح میں کپڑوں سے نکل بھاگا		اس لیے کہ میں جوان اور بوڑھے کی سرزنش سے ڈرا
برہنہ دواں رفتم از پیش زن	۹	کہ در دست او جامہ بہتر کہ من
لڑکی کے سامنے سے میں ننگا بھاگا		اس لیے کہ میں اس کے ہاتھ میں آنے سے بہتر تھا کہ کپڑا
پس از مدتے کرد بر من گزار	۱۰	کہ مے دانیم گفتمش زینہار
ایک زمانہ کے بعد وہ لڑکی میرے پاس سے گزری		کہ تو مجھے جانتا ہے، میں نے اس سے کہا یقیناً

(۱) زرق سجادہ: مکر کے مصلے والے۔ زرق پوش: مکر کے لباس والے۔ دنیا خر: دنیا خریدنے والے۔ دیں فروش: دین بیچنے والے۔ (۲) مرا عمرہا: عرصے سے میرا۔ ز کف: ہاتھ سے۔ رفتہ بود: گیا ہوا تھا۔ بریں شخص: اس شخص پر۔ بر وے: اس پر۔ آشفتہ بود: فریفتہ تھا۔ (۳) کنوں: اب۔ پختہ شد: پک گیا۔ لقمۂ خام من: میرا کچا لقمہ۔ گرمش: جلدی سے اس کو۔ بدر کردی: نکال دیا تو نے۔ از کام من: میرے حلق سے۔ (۴) تظلم برآورد: ظلم کی شکایت کرنے لگی۔ فریاد خواند: فریاد کی اس نے۔ برافتاد: نکل گئی۔ رحمت نہ ماند: رحم نہ رہا۔ (۵) نماند: نہ رہا۔ کسے: کوئی شخص۔ دستگیر: ہاتھ پکڑنے والا۔ بستاندم: لیوے میرا۔ داد: انصاف۔ دست پیر: بوڑھے کا ہاتھ۔ (۶) نیاید: نہیں آتی۔ ز پیری: بڑھاپے سے۔ زدن دست: ہاتھ مارنا۔ ستر نامحرمے: نامحرم کے پردے میں۔ (۷) ہمے کرد: کرتی تھی وہ۔ دامن بچنگ: دامن ہاتھ میں تھا۔ مرا ماندہ سر: میرا سر رہ گیا۔ در گریباں: گریبان میں۔ ز ننگ: شرم کی وجہ سے۔ (۸) بروں رفتم: باہر چلا گیا میں۔ از جامہ: کپڑوں میں سے۔ در دم: ایک دم۔ چو سیر: لہسن کی طرح۔ کہ ترسیدم: کیونکہ میں ڈرا۔ از زجر برنا و پیر: جوانوں اور بوڑھوں کی سرزنش۔ (۹) برہنہ: ننگا۔ دواں رفتم: دوڑتا ہوا چلا گیا میں۔ پیش زن: عورت کے آگے سے۔ دست او: اس کا ہاتھ۔ جامہ: کپڑا۔ کہ من: مجھ سے۔ (۱۰) پس از مدتے: ایک مدت کے بعد۔ کرد: گیا اس نے۔ بر من: مجھ پر۔ گزار: گزری۔ مے دانیم: تو جانتا ہے مجھ کو۔ گفتمش: میں نے اسے کہا۔ زنہار: خدا بچائے یا خدا کی پناہ۔

تشریح: (۱) یعنی اس (لڑکی) نے کہا۔ عیار عابد، لباس خضر میں رہزن، دنیا کے عوض دین فروخت کرنے والے نام نہاد بزرگ (سیہ کار آدمی) وغیرہ وغیرہ۔ (۲) میں (خوبصورت لڑکی) تو اسے (سیاہ حبشی کو) دل و جان سے چاہتی تھی۔ میں تو اس پر جان چھڑکتی تھی۔ یہ (سیاہ حبشی) تو میرے عشق کی منزل تھی۔ (۳) آج مجھے بمشکل اس (سیاہ حبشی) کا قرب حاصل ہوا تھا۔ تو نے میرا سارا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ میرے پیار کا نشہ کافور کر دیا۔

(۴) اس (لڑکی) نے ساری بازی مجھ (بزرگ) پر پلٹ دی (ظلم و شکایت کو میری طرف منسوب کر کے فریاد کرنے لگی۔ شفقت نہ رہی۔ رحم جاتا رہا۔

(۵) چنانچہ وہ (لڑکی) فریادی لہجے میں چلائی۔ اور نوجوانوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے مدد طلب کرنے لگی۔ کہ کوئی ہے جو اس بڈھے سے میرے ساتھ کی گئی زیادتی کا انتقام لے۔ (۶) اسے (بزرگ کو) بڑھاپے کی حالت میں عار نہ آئی کہ بڑھاپے میں میرا (لڑکی کا) دامن داغدار کرنے کی غرض سے ستر میں ہاتھ ڈال دیا۔ (۷) وہ (لڑکی) میرا دامن ہاتھ میں پکڑے فریاد کر رہی تھی۔ بے حیائی کو میری طرف منسوب کر کے مجھ سے بدلہ لینے کی ٹھان لی تھی اور میں (بزرگ) شرم کے مارے سر جھکائے ہوئے تھا۔ (۸) میں نے (بزرگ) اچانک اپنا دامن چھڑا کے بھاگنے میں عافیت سمجھی۔ چنانچہ میں چھیلے ہوئے لہسن کی طرح پھٹے ہوئے دامن کے ساتھ بھاگ نکلا۔ (۹) (لڑکی کے ہاتھوں بے عزت ہونے سے بہتر ہے کہ میں (بزرگ) برہنہ حالت میں موقع واردات سے بھاگ جاؤں۔ لہٰذا مجھے (بزرگ کو) وہاں سے بھاگنے کی ہی سوجھی۔ (۱۰) عرصہ دراز کے بعد وہی لڑکی مجھے (بزرگ کو) دیکھ کر کہنے لگی کہ کیا تم نے مجھے پہچانا ہے۔ جواباً میں نے کہا کہ تیرے شر سے اللہ بچائے۔

marfat.com

کہ من توبہ کردم بدست تو بر	۱	کہ گرد فضولے نہ گردم دگر
اس لیے کہ میں نے تیرے ہاتھ پر توبہ کی تھی		کہ فضول بات کا کبھی چکر نہ لگاؤں گا
کسے را نیاید چنیں کار پیش	۲	کہ عاقل نشیند پس کار خویش
کسی ایسے آدمی کو ایسا موقع پیش نہیں آسکتا ہے		جو عقل مندی کے ساتھ اپنے کام میں لگا ہو
ازیں شنعت ایں پند برداشتم	۳	دگر دیدہ نادیدہ انگاشتم
اس برائی سے میں نے یہ نصیحت حاصل کی		کہ پھر دیکھے ہوئے کو نہ دیکھا ہوا سمجھوں گا
گرت عقل درایست و تدبیر و ہوش	۴	چو سعدیؒ سخن گوئی ورنہ خموش
اگر تجھ میں عقل ورائے اور تدبیر اور ہوش ہے		تو سعدیؒ کی طرح بات کر ورنہ چپ رہ

حکایت در فضیلت ستر پوشی

قصہ پردہ پوشی کی فضیلت کے بیان میں

یکے پیش داؤد طائیؒ نشست	۶	کہ دیدم فلاں صوفی افتادہ مست
ایک شخص داؤد طائی کے پاس آکر بیٹھا		کہ میں نے دیکھا ہے کہ فلاں صوفی بے ہوش پڑا ہے
قے آلودہ دستار و پیراہنش	۷	گروہے سگاں حلقہ پیرامنش
اس کا لباس اور پگڑی قے آلودہ ہے		کتوں کا مجمع اس کے گرد حلقہ بنائے ہوئے ہے
چو فرخندہ خوئے ایں حکایت شنید	۸	ز گویندہ ابرو بہم درکشید
نیک عادت والے نے جب یہ قصہ سنا		تو کہنے والے سے ابرو میں چیں ڈالیں
زمانے بر آشفت و گفت اے رفیق	۹	بکار آید امروز یار شفیق
تھوڑی دیر تک بگڑتا رہا اور کہا اے دوست		مہربان دوست آج ہی کے دن کام آتا ہے
برو زاں مقام شنیعش بیار	۱۰	کہ در شرع نہی است و برخرقہ عار
جا! اور اس بُری جگہ سے اس کو لے آ		کہ وہ شریعت میں ممنوع ہے اور گدڑی پر عار ہے

(۱) من توبہ کردم، توبہ کرلی تھی۔ بدست تو، تیرے ہاتھ پر۔ گرد فضولے، بیکار بات کے پیچھے۔ نگردم، نہیں پھروں گا میں۔ دگر، دوبارہ۔ (۲) کسے را، کسی کو۔ نیاید، نہیں آتا۔ چنیں کار، ایسا کام۔ پیش، سامنے۔ عاقل نشیند، عقل مند ہو کر بیٹھے۔ پس کار خویش، اپنے کام کے پیچھے۔ (۳) ازیں شنعت، اس برائی سے۔ ایں پند، یہ نصیحت۔ برداشتم، حاصل کی میں نے۔ دگر، پھر۔ دیدہ، دیکھا ہوا۔ نادیدہ، نہ دیکھا ہوا۔ انگاشتم، گنوں گا میں۔ (۴) گرت، اگر تجھ کو۔ رایست، رائے ہے۔ چو سعدیؒ، مثل سعدیؒ کے۔ سخن گوئی، بات کر۔ (۵) ستر پوشی، کسی کے عیب کو چھپانا۔ (۶) یکے، ایک۔ پیش داؤد طائی، حضرت داؤد طائیؒ کے سامنے جو ایک ولی کامل تھے۔ نشست، بیٹھا۔ دیدم، میں نے دیکھا۔ صوفی، صوف کے لباس والا درویش۔ افتادہ مست، مست پڑا ہوا۔ (۷) قے آلودہ، قے سے بھرا ہوا۔ دستار، پگڑی۔ پیراہنش، اس کا کرتہ۔ گروہے، ایک جماعت۔ سگاں، جمع کتے۔ حلقہ پیرامنش، اس کے گرد اگرد حلقہ باندھے ہوئے۔ (۸) چو، جب۔ فرخندہ خوئے، مبارک عادت والا۔ شنید، سُنی۔ زگویندہ، کہنے والے سے۔ بہم درکشید، آپس میں کھینچ لیے۔ (۹) زمانے، تھوڑی دیر۔ بر آشفت، برہم ہوئے۔ گفت، کہا۔ رفیق، ساتھی۔ بکار آید، کام میں آتا ہے۔ امروز، آج۔ یار شفیق، مہربان یار۔ (۱۰) برو، جا۔ زاں، مقام شنیعش، اس بُرے مقام سے۔ بیار، لے آ۔ در شرع، شریعت میں۔ نہی است، منع ہے۔ برخرقہ، گودڑی پر۔ عار، بھاری۔

تشریح:
(۱) میں (بزرگ) نے یہ بھی کہا کہ تو وہی لڑکی ہے جس کی وجہ سے میں نے فضول کاموں میں مداخلت نہ کرنے کا عہد کر رکھا ہے۔
(۲) جس شخص کا یہ وطیرہ ہو کہ وہ صرف اپنے کام سے غرض رکھے۔ اسے ایسی (لڑکی کے چھانٹے جیسی) صورت حال کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔
(۳) میں (بزرگ) نے اس ناگوار سانحہ سے یہی نصیحت حاصل کی ہے۔ کہ آئندہ ایسے واقعات دیکھ کر چشم پوشی کروں گا۔
(۴) اگر تجھ میں عقل ورائے، تدبیر و ہوش مندی ایسے جواہر موجود ہیں تو شیخ سعدیؒ کی طرح حکیمانہ کلام کہنا چاہیئے۔ ورنہ خاموش رہنا چاہیئے۔
(۵) عنوان (اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ دوسروں کی عیب جوئی کرنے سے خود اپنی بدنامی و رسوائی بھی ہوتی ہے۔
(۶) ایک شخص حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں بیٹھا ہوا کہنے لگا کہ میں نے ایک صوفی کو نشہ میں دُھت پڑا ہوا دیکھا ہے۔
(۷) اس (صوفی) کے کپڑے اور پگڑی شراب کی قے سے آلودہ ہیں۔ اور اس (صوفی) کے گرد کتوں کا جمگھٹا لگا ہوا ہے جو انہیں چاٹ رہا ہے۔
(۸) حضرت داؤد طائیؒ کو یہ بات ناگوار محسوس ہوئی۔ اس لیے انہوں نے جب یہ بات سُنی تو اُن (داؤد طائیؒ) کی پیشانی پر شکنیں (بل) پڑ گئیں۔
(۹) برہمی کے باعث وہ (داؤد طائیؒ) خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ اے دوست آج صرف وہی دوست کام آسکتا ہے جو مہربان ہے۔
(۱۰) چونکہ وہ (صوفی) اس وقت بُری جگہ پر ہے۔ لہٰذا اُسے (صوفی کو) وہاں سے لے کر آنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ (بُری) جگہ شرعاً ممنوع اور درویشی کے حق میں شرمناک ہے۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
نیوشندہ شد زیں سخن تنگ دل سننے والا اس بات سے تنگ دل ہوا	۱	بفکرت فرو رفت چو خر بگل فکر میں پھنس گیا جیسا کہ گدھا دلدل میں
نہ یارا کہ فرماں نگیرد بگوشش نہ تو اس بات کی طاقت کہ حکم نہ سنے	۲	نہ رغبت کہ مست اندر آرد بدوش نہ اس بات کی رغبت کہ مست کو کندھے پہ لے آئے
زمانے بپیچید و درماں ندید تھوڑی دیر تک پیچ و تاب کھاتا رہا اور کوئی تدبیر سمجھ نہ آئی	۳	رہ سرکشیدن ز فرماں ندید حکم سے سرکشی کا راستہ نہ دیکھا
میاں بست و بے اختیارش بدوش کمر باندھی اس کو مجبوراً کندھے پر	۴	در آورد و شہرے برو عام جوش لے آیا اور پورا شہر اس پر امنڈ پڑا
یکے طعنہ مے زد کہ درویش بیں ایک طعنہ دیتا تھا کہ فقیر کو دیکھو	۵	زہے پارسائی و تقویٰ و دیں کیا پارسائی اور تقویٰ اور دین ہے
یکے صوفیاں بیں کہ مے خوردہ اند ایک یہ کہتا تھا صوفیوں کو دیکھو شراب پیئے ہیں	۶	مرقع بسیکی گرو کردہ اند گودڑی شراب کے بدلے گروی کیئے ہوئے ہیں
اشارت کناں ایں و آں را بدست اس اور اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے	۷	کہ ایں سرگراں ست و آں نیم مست کہ یہ مدہوش ہے، وہ نیم بے ہوش ہے
بگردن براز جور دشمن حسام گردن پر دشمن کے ظلم کی تلوار	۸	بہ از شنعت شہر و جوش عوام شہر کی بدنامی اور عوام کے جوش سے بہتر ہے
بلا خورد روزے بہ محنت گزاشت غم کھایا اور پورا دن مصیبت میں گذارا	۹	بناکام بردوشش بجائے کہ داشت مجبوراً اس کو اس کی جگہ لے گیا
شب از شرمساری و فکرت نخفت رات بھر شرم اور فکر میں نہ سویا	۱۰	بخندید طائی دگر روز و گفت دوسرے دن طائی ہنسا اور بولا

(۱) نیوشندہ: سننے والا۔ شد: ہوگیا۔ زیں سخن: اس بات سے۔ بفکرت: فکر میں۔ فرو رفت: پیچھے چلا گیا۔ چو خر: گدھے کی طرح۔ بگل: کیچڑ میں۔ (۲) یارا: طاقت۔ فرماں نگیرد: حکم لیوے۔ بگوشش: کان میں۔ اندر آرد: اندر لے آوے۔ بدوش: کندھوں پر۔ (۳) زمانے: کچھ دیر۔ بپیچید: پیچ و تاب کھائے۔ درماں: علاج۔ ندید: نہ دیکھا۔ رہ سرکشیدن: سرکشی کا راستہ۔ ز فرماں: حکم سے۔ (۴) میاں بست: کمر باندھی۔ بے اختیارش: مجبوراً اس کو۔ بدوش: کندھوں پر۔ در آورد: لے آیا۔ شہرے برو: اہل شہر اس پر۔ (۵) یکے: ایک۔ طعنہ مے زد: طعنہ مارتا تھا۔ ببیں: دیکھ۔ زہے پارسائی: کیا اچھی پارسائی ہے۔ تقویٰ: پرہیزگاری۔ (۶) یکے: ایک۔ صوفیاں بیں: صوفیوں کو دیکھو۔ مے خوردہ اند: شراب پیئے ہوئے ہیں۔ مرقع: پیوند لگا ہوا کپڑا۔ بسیکی: شراب کے بدلے۔ گرو کردہ: رہن کیئے ہوئے۔ اند: ہیں۔ (۷) اشارت کناں: اشارہ کرنے والے۔ ایں و آں: اس اور اس۔ بدست: ہاتھ سے۔ ایں سرگراں: یہ پورا مدہوش۔ ست: ہے۔ آں: وہ۔ نیم مست: آدھا مست۔ (۸) بگردن: گردن کے اوپر۔ جور دشمن: دشمن کا ظلم۔ حسام: تلوار۔ بہ: بہتر۔ شنعت شہر: شہر کی ملامت۔ جوش عوام: عام لوگوں کا جوش۔ (۹) بلا خورد: مصیبت اٹھانے والا۔ روزے: ایک دن۔ بہ محنت: مشقت میں۔ گزاشت: گزارا یا چھوڑا۔ بناکام: ناچار۔ بردوشش: لے گیا اس کو۔ بجائے کہ داشت: جو جگہ کہ وہ رکھتا تھا۔ (۱۰) شب: رات۔ بشرمساری: شرمندگی۔ فکرت: سوچ۔ نخفت: نہ سویا۔ بخندید: ہنس پڑا۔ دگر روز: دوسرے دن۔ طائی: حضرت داؤد طائی مشہور بزرگ۔ گفت: کہا۔

تشریح (۱) متکلم (بات کرنے والا) تنگدلی کے باعث فکرمند ہوا۔ چنانچہ وہ (متکلم) تذبذب (پریشانی) کی دلدل میں پھنس گیا۔ (۲) اس (متکلم) میں اپنے شیخ (داؤد طائیؒ) کی حکم عدولی کرنے کی قوت بھی نہیں تھی اور شرابی صوفی کو کندھوں پر اُٹھا لانے کا حوصلہ بھی نہ تھا۔ (۳) کچھ دیر بعد وہ (متکلم) اس نتیجے تک پہنچا کہ اپنے شیخ (حضرت داؤد طائیؒ) کا حکم بجالایا جائے شہر میں غلط شہرت کی پرواہ نہ کی جائے۔ (۴) چنانچہ وہ (متکلم) کمربستہ ہوا اور نشہ میں دُھت صوفی کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے آیا۔ لیکن شہر میں بُری شہرت کا چرچا ہوگیا۔ (۵) کسی نے مطعون کرتے ہوئے کہا کہ تقویٰ (پرہیزگاری) اور دین کیا خوب ہے۔ ان کی درویشی بھی دیکھو۔ (۶) کوئی طعنہ یوں دیتا کہ درویشوں پر نظر کرو کہ شراب نہ صرف پیتے ہیں بلکہ شراب کے عوض گودڑی کو رہن رکھتے ہیں۔ (۷) کچھ لوگ اشاروں کی زبان میں طعنہ زن ہوتے کہ جو صوفی کندھوں پہ لدا ہوا ہے۔ وہ مکمل مست ہے، اور جس نے کندھوں پہ اٹھایا ہوا ہے۔ وہ نیم مدہوش ہے۔ (۸) شہر میں بُری شہرت کے باعث طعنہ زنی سے بہتر ہے کہ ظالم دشمن کی تلوار سے گردن کٹ جائے۔ (۹) وہ (متکلم) دن بھر اُسے (مست صوفی کو) کندھوں پہ لاد کر سنبھالا دیتا رہا اور رات کے وقت اسے اپنے ٹھکانے چھوڑ آیا۔ (۱۰) وہ (متکلم) پوری رات تفکرات کے باعث نیند کی آغوش میں نہ جاسکا۔ دوسرے دن حضرت داؤد طائیؒ نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ:

marfat.com

مریز آبروئے برادر بکوئے	۱	کہ دہرت بریزد بشہر آبرد
گلی کوچہ میں بھائی کی آبروریزی نہ کر		ورنہ زمانہ شہر میں تیری آبروریزی کرے گا

حکایت

کہانی

بد اندر حق مردم نیک و بد	۲	مگو اے جواں مرد صاحب خرد
نیک اور بد انسانوں کے بارے میں بُرا		نہ کہہ اے عقل مند جواں مرد
کہ بد مرد را خصم خود مے کنی	۳	وگر نیک مرد است بد مے کنی
اس لیے کہ بد کو تو اپنا دشمن بنالے گا		اور اگر وہ نیک ہے تو تُو بُرا کرتا ہے
ترا ہر کہ گوید فلاں کس بد است	۵	چنیں داں کہ در پوستین خود است
تجھ سے جو بھی یہ کہے کہ فلانہ بُرا ہے		یہ سمجھ کہ وہ اپنی کھال میں ہے
کہ فعل فلاں را بباید بیاں	۶	وزیں فعل بدمے ترا بد عیاں
اس لیے کہ فلانہ کے فعل کی دلیل چاہیئے		اور اس سے بُرا کام کھلم کھلا سرزد ہو رہا ہے
بہ بد گفتن خلق چو دم زدی	۷	اگر راست گوئی سخن ہم بدی
جب تو مخلوق کو بُرا کہنے کا دم بھرے		اگر تو سچی بات بھی کہہ رہا ہے تو بھی بُری ہے

حکایت

کہانی

زباں کرد شخصے بہ غیبت دراز	۹	بدو گفت داننده سرفراز
ایک شخص نے غیبت میں زبان دراز کی		ایک سربلند، سمجھ دار نے اس سے کہا
کہ یاد کساں پیش من بد مکن	۱۰	مرا بد گماں در حق خود مکن
کہ بُرائی کے ساتھ میرے سامنے لوگوں کا ذکر نہ کر		مجھے اپنے بارے میں بد گماں نہ بنا

(۱) مریز: مت گرا۔ آبروئے برادر: بھائی کی آبرو۔ بکوئے: گلی میں۔ دہرت: زمانہ تیری۔ بریزد: گرا دے گا۔ بشہر: شہر میں۔ آبرو: عزت۔ (۲) حکایت: کہانی۔ (۳) بد: بُرائی۔ مردم نیک و بد: اچھے بُرے آدمی۔ مگو: مت کہہ۔ صاحب خرد: عقل والا۔ (۳) بد مرد: بُرا آدمی۔ خصم خود: اپنا دشمن۔ مے کنی: کرتا ہے تو۔ نیک مرد است: اچھا آدمی ہے۔ بدمے کنی: بُرائی کرتا ہے تو۔ (۵) ترا: تجھ کو۔ ہر کہ گوید: جو کوئی کہتا ہے۔ فلاں کس: فلانا آدمی۔ بد است: بُرا ہے۔ چنیں داں: ایسے جان۔ در پوستین خود: اپنی کھال میں۔ ست: ہے۔ یعنی اپنا عیب بیان کر رہا ہے۔ (۶) فعل فلاں: فلانے کا فعل۔ بباید: چاہیئے۔ بیاں: دلیل۔ وزیں: اور اس کا۔ فعل بد: بُرا فعل۔ بد: بُرا۔ مے ترا بد: ٹپک رہا ہے۔ عیاں: ظاہر۔ (۷) بہ بد گفتن خلق: مخلوق کے بُرا کہنے میں۔ چو دم زدی: تو جب دم مارتا ہے۔ راست گوئی: سچ کہے تو۔ سخن: بات۔ ہم: بھی۔ بدی: بُرا ہے تو۔ (۸) حکایت: کہانی۔ (۹) کرد: کیا۔ شخصے: ایک شخص۔ بہ غیبت: چغلی میں۔ دراز: لمبی۔ بدو گفت: اس کو کہا۔ دانندۂ سرفراز: سربلند جاننے والے نے۔ (۱۰) یاد کساں: لوگوں کی یاد۔ پیش من: میرے سامنے۔ بد مکن: بُرائی سے مت کر۔ مرا: مجھ کو۔ در حق خود: اپنے حق میں۔

تشریح: (۱) اگر تو (متکلم) میری محفل میں اپنے بھائی (مست صوفی) کی آبروریزی نہ کرتا تو شہر بھر میں تیری رُسوائی قطعاً نہ ہوتی۔ (۲) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ لوگوں کی بد گوئی کر کے انہیں (لوگوں) کو بدظن کرنے سے بہتر ہے کہ ان کی پردہ پوشی کرے۔ (۳) عقل مندی یہی ہے کہ لوگوں کی اچھائی و بُرائی پر لب کشائی نہ کی جائے۔ تاکہ لوگ تیرے دشمن نہ ہوں۔ (۴) کیونکہ بُرا شخص اپنی رسوائی کے خوف سے دشمنی پر اُتر آئے گا اور نیک آدمی کی بُرائی بجائے خود غلط ہے۔ (۵) دوسروں کی بُرائی کرنا چغل خوری ہے۔ اور چغل خور آدمی چغلی کر کے خود اپنی بُرائی کا اعلان کرتا ہے۔ (۶) بُرے شخص کی بُرائی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوتی۔ جب تک اسے بیان نہ کیا جائے۔ لیکن دوسروں کی بُرائی کرنے والا خود بخود لوگوں کی زد میں آجاتا ہے۔ (۷) دوسروں کی بُرائی کرنا جس کا وطیرہ یا عادت ہو تو وہ شخص اگر سچی بات بھی کہے تو لوگوں کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ کیونکہ چغل خوری قبیح فعل ہے۔ (۸) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ دوسروں کی غیبت کرنے والا شخص خود اپنا مقام بلند نہیں کر سکتا۔ (۹) کسی محفل میں ایک شخص نے کسی کی غیبت کی تو اس پر محفل میں موجود کسی عالم دین نے اس سے (غیبت کرنے والے سے) کہا۔ (۱۰) کہ میرے (عالم کے) سامنے کسی کی غیبت مت کر۔ کیونکہ ایسا کرنے سے میں تیرے (غیبت کرنے والے کے) بارے میں یہ رائے قائم کروں گا کہ غیبت کرنا تیرا پیشہ ہے۔

marfat.com

گر دنتم ز تمکین او کم بود	۱	نخواہد بجاہِ تو اندر فزود
میں نے مانا اس کی عزت گھٹ جائے گی		لیکن وہ تیری عزت تو نہ بڑھائے گی

حکایت

کہانی

یکے گفت و پنداشتم طیبت است	۲	کہ دزدی بساماں تر از غیبت است
کسی نے کہا اور میں سمجھا کہ مذاق ہے		کہ چوری غیبت سے زیادہ مفید ہے
بدو گفتم اے یارِ آشفتہ ہوش	۴	شگفت آمد ایں داستانم بگوش
میں نے اس سے کہا اے پریشان یار		یہ بات میرے کانوں کو عجیب معلوم ہوئی ہے
بنا راستی در چہ بینی بہی	۵	کہ بر غیبتش مرتبت مے نہی
چوری میں تو نے کیا خوبی دیکھی ہے		کہ اس کو غیبت پر رتبہ دیتا ہے
بلے گفت دزداں تہور کنند	۶	ببازوئے مردی شکم پر کنند
اس نے کہا ہاں چور بہادری کرتے ہیں		بہادری کے بازوے پیٹ بھرتے ہیں
ز غیبت چہ مے خواہد آں سادہ مرد	۷	کہ دیواں سیہ کرد و چیزے نخورد
وہ بیوقوف غیبت سے کیا چاہتا ہے		کہ دفتر کالے کرلیے اور کچھ نہ کھایا

حکایت

کہانی

مرا در نظامیہ ادرار بود	۹	شب و روز تلقین و تکرار بود
نظامیہ مدرسہ میں میرا وظیفہ مقرر تھا		رات دن پڑھانا اور دُہرانا تھا
مر استاد را گفتم اے پُر خرد	۱۰	فلاں یار بر من حسد مے برد
میں نے خاص استاد سے کہا اے صاحبِ عقل		فلاں دوست مجھ سے حسد کرتا ہے

(۱) گر گفتم، میں نے مانا۔ تمکین او، اس کا مقام۔ کم بود، کم ہوگیا۔ نخواہد فزود کے ساتھ لگ کر، نہیں بڑھے گا۔ بجاہِ تو، تیرا مرتبہ (۲) حکایت، کہانی۔
(۳) یکے گفت، ایک نے کہا۔ پنداشتم، میں نے سمجھا۔ طیبت است، مذاق ہے۔ دزدی، چوری۔ بساماں تر، زیادہ منافع بخش۔ از غیبت، چغلی سے۔ است، ہے۔ (۴) بدو، اس سے۔ گفتم، میں نے کہا۔ آشفتہ ہوش، پریشان ہوش والا۔ شگفت آمد، عجیب لگی۔ ایں داستانم، یہ کہانی مجھ کو۔ بگوش، کان میں۔ (۵) بنا راستی، جھوٹ میں مراد چوری۔ در، زائد۔ چہ بینی، کیا دیکھتا ہے تو۔ بہی، بہتری۔ بر غیبتش، غیبت پر اس کو۔ مرتبت، مرتبہ۔ مے نہی، رکھتا ہے تو۔ (۶) بلے، ہاں۔ گفت، کہا اس نے۔ دزداں، چور۔ تہور، بہادری۔ کنند، کرتے ہیں۔ ببازوئے مردی، بہادری کے بازو سے۔ شکم، پیٹ۔ بر کنند، بھرتے ہیں۔ (۷) ز غیبت، چغلی سے۔ چہ مے خواہد، کیا چاہتا ہے۔ آں سادہ مرد، وہ احمق آدمی۔ دیواں، دفتر۔ سیہ کرد، کالا کرلیا۔ چیزے نخورد، کوئی چیز نہ کھائی۔ (۸) حکایت، کہانی۔
(۹) مرا، میرا۔ نظامیہ، بغداد کا مشہور مدرسہ جو نظام الملک طوسی کا بنوایا ہوا ہے۔ ادرار، وظیفہ۔ بود، تھا۔ شب و روز، رات اور دن۔ تلقین، سمجھانا۔ تکرار، دہرانا۔ بود، تھا۔ (۱۰) مر، خاص۔ گفتم، میں نے کہا۔ پُر خرد، عقل والا۔ بر من، مجھ پر۔ حسد، کسی کی نعمت دیکھ کر جلنا۔ مے برد، لے جاتا ہے۔

تشریح: (۱) میں (عالم) تسلیم کرتا ہوں کہ غیبت کرنے سے اس (جس کی غیبت ہوئی) کا مقام و مرتبہ کم ہو جائے گا۔ لیکن تیرے مرتبے میں بھی ضرور کمی آجائے گی۔ (۲) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کسی کی بد گمانی بیان کرنے سے خود وہی شخص (بدگمانی پیدا کرنے والا) غیر معتبر ہو جاتا ہے۔ (۳) کسی شخص نے یہ بات کہی کہ غیبت سے زیادہ چوری فائدہ مند ہے۔ لیکن میں (شیخ سعدیؒ) نے اس (قائل) کی سنجیدہ بات کو مزاح سمجھا۔ (۴) میں (شیخ سعدیؒ) نے کہا۔ کہ چوری کے مفاد پر مبنی بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ چغل کے مقابلے میں چوری کیونکر مفید ہے۔ یہ بات تعجب خیز ہے۔ (۵) چوری میں کونسی ایسی خوبی پائی جاتی ہے۔ جس کے باعث غیبت پر چوری ایسے قبیح فعل کو فوقیت حاصل ہے۔
(۶) چونکہ چور اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے چوری کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس سے کم از کم وہ (چور) اپنا پیٹ تو پال لیتا ہے۔
(۷) چغل خور جب کسی کی چغلی یا غیبت کرتا ہے تو اسے (چغل خور کو) سوائے نامۂ اعمال سیاہ ہونے کے کچھ (کھانا) پینا کا سامان حاصل نہیں ہوتا۔
(۸) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ گو کہ حسد کرنا بُرائی ہے۔ لیکن بدگوئی و بدکلامی اس (حسد) سے بھی بڑھ کر بُرائی ہے۔
(۹) نظام الملک طوسی کا بنوایا ہوا بغداد کا مشہور مدرسہ نظامیہ میں بحیثیت متعلّم میں (شیخ سعدیؒ) رہائش پذیر تھا۔ وہاں وظیفہ مقرر تھا۔ دن، رات تعلیم میں مصروف تھا۔ (۱۰) میں (شیخ سعدیؒ) نے اپنے استادِ محترم سے شکایت کی کہ فلاں ساتھی مجھ سے حسد کرتا ہے۔

marfat.com

چو من دادِ معنی دہم در حدیث	۱	برآید بہم اندرونِ خبیث
جب میں کسی بات کا مطلب بیان کرتا ہوں		خبیث کا باطن بگڑ جاتا ہے
شنید این سخن پیشوائے ادب	۲	بہ تندی برآشفت و گفت اے عجب
ادب کے استاد نے یہ بات سنی		غصّے سے بگڑ گیا اور کہا اے تعجب!
حسودی پسندت نیاید ز دوست	۳	ندانم کہ گفتت کہ غیبت نکوست
دوست کا حسد کرنا تو تجھے پسند نہ آیا		نہ معلوم تجھے کس نے بتایا ہے کہ غیبت اچھی چیز ہے
گر او راہ دوزخ گرفت از خسی	۴	ازیں راہِ دیگر تو در وے رسی
اگر اس نے کمینہ پن سے دوزخ کا ایک راستہ اختیار کیا ہے		دوسرے راستے سے تو بھی اسی میں پہنچے گا

حکایت

کہانی

کسے گفت حجاج خونخوارہ ایست	۶	دلش ہمچو سنگ سیاہ پارہ ایست
کسی نے کہا حجاج خونخوار ہے		اس کا دل کالے پتھر کے ٹکڑے کی طرح ہے
نترسد ہمے ز آہ و فریادِ خلق	۷	خدایا تو بستاں ازو دادِ خلق
مخلوق کی فریاد اور آہ سے نہیں ڈرتا ہے		اے خدا تو اس سے مخلوق کا انصاف دلا
جہاں دیدۂ پیر دیرینہ زاد	۸	جواں را یکے پندِ پیرانہ داد
زیادہ عمر کے بوڑھے جہاندیدہ نے		جوان کو ایک بزرگانہ نصیحت کی
کزو دادِ مظلوم مسکین او	۹	بخواہند و از دیگراں کین او
کہ اس سے تو اس کے مسکین مظلوم کا بدلہ		لیں گے اور دوسروں سے اس کے کینہ کا
تو دست ازوے و روزگارش بدار	۱۰	کہ خود زیر دستش کند روزگار
تو اس سے اور اس کے زمانہ سے ہاتھ اٹھالے		اس لیے کہ اس کو زمانہ خود کمزور کرے گا

(۱) چو، جب۔ من، میں۔ دادِ معنی، معنی کی داد۔ دہم، دیتا ہوں یعنی معنی بیان کرتا ہوں۔ حدیث، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان۔ برآید بہم، بگڑ جاتا ہے۔ اندرونِ خبیث، خبیث کا اندر۔ (۲) شنید، سنی۔ این سخن، یہ بات۔ پیشوائے ادب، ادب کا پیشوا۔ بہ تندی، تیزی سے۔ برآشفت، غصّے سے بھر گیا۔ گفت، کہا۔ اے عجب، عجیب ہے۔ (۳) حسودی، حسد۔ پسندت نیاید، تجھ کو پسند نہیں آیا۔ ندانم، میں نہیں جانتا۔ گفتت، تجھ کو کہا۔ کہ، کس نے۔ غیبت، چغلی۔ نکوست، اچھی ہے۔ (۴) گر او، اگر اس نے۔ راہِ دوزخ، دوزخ کی راہ۔ گرفت، لی۔ از خسی، کمینے پن سے۔ ازیں راہِ دیگر، اس دوسری راہ سے۔ در وے، اس میں۔ رسی، پہنچ جائے گا تو۔ (۵) حکایت، کہانی۔ (۶) کسے، کسی نے۔ گفت، کہا۔ حجاج، ابن یوسف ولید ابن عبدالملک کی طرف سے عراق کا گورنر جو بڑا ظالم تھا۔ خونخوارہ، خون پینے والا۔ ایست، ہے۔ ہمچو، مثل۔ سنگ سیاہ پارہ، سیاہ پتھر کا ٹکڑا۔ (۷) نترسد ہمے، نہیں ڈرتا ہے۔ فریادِ خلق، مخلوق کی فریاد۔ خدایا، اے خدا۔ بستاں، تو لے۔ ازو، اس سے۔ دادِ خلق، مخلوق کی داد۔ (۸) جہاندیدہ، ایک جہان کو دیکھے ہوئے۔ پیرِ دیرینہ زاد، دیر سے پیدا ہوا ہوا بوڑھا۔ یکے، ایک۔ پندِ پیرانہ، بوڑھوں جیسی نصیحت۔ داد، دی۔ (۹) کزو، کیونکہ اس سے۔ دادِ مظلوم مسکین او، اس کے مسکین مظلوم کا انصاف۔ بخواہند، چاہیں گے۔ از دیگراں، دوسروں سے۔ کینِ او، اس کا کینہ۔ (۱۰) دست ازوے، ہاتھ اس سے۔ روزگارش، اس کا زمانہ۔ بدار، اٹھالے۔ زیر دستش، عاجز اس کو۔ کند، کرے گا۔ روزگار، زمانہ۔

تشریح: (۱) میں (شیخ سعدیؒ) جب بھی احادیث مبارکہ معانی و مطالب اور مفاہیم پر بحث و تکرار کرتا ہوں تو اسے (حاسد کو) تکلیف ہوتی ہے۔ (۲) ادب کے استاد نے جب مجھ (شیخ سعدیؒ) سے شکایت کے الفاظ سنے تو برہم ہو کر تعجب خیز لب و لہجہ میں گویا ہوئے۔ (۳) تجھے (شیخ سعدیؒ کو) اپنے ہم سبق ساتھی کا حسد ناپسندیدہ امر محسوس ہوا لیکن معلوم نہیں کہ غیبت کا نیکی ہونا تجھے کس نے بتایا ہے۔ (۴) اگر وہ (حاسد) حسد کی برائی کر کے جہنمی قرار پایا ہے تو تو نے غیبت ایسی بدی اختیار کر کے دوزخ کی راہ لی ہے۔ (۵) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص کسی بدکار کی بدگوئی کرتا ہے وہ اس کے پیچھے پیچھے دوزخ میں جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ (۶) کون کہتا ہے کہ حجاج بن یوسف سفاک و خونخوار ہے۔ اس کا دل انسان کے سینے میں تراشا ہوا سیاہ پتھر ہے۔ (کسی نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یوں بدگوئی کی) (۷) اس (حجاج بن یوسف) کی سنگدلی کا عالم یہ ہے کہ خلق خدا کی آہ و فغاں سے وہ متاثر ہی نہیں ہوتا۔ اے اللہ تو ہی اس سے زیادتیوں کا حساب لے۔ (۸) کسی عمر رسیدہ شخص نے اپنے تجربات کی بنیاد پر ایسی نصیحت کی جو بزرگی و درویشی کے خلوص سے بھرپور تھی۔ (۹) اس (حجاج بن یوسف) سے تو مظلوموں پر کیے گئے مظالم کا حساب لیا جائے گا لیکن بغض و عداوت کے حاملین سے بھی ضرور انتقام لیا جائے گا۔ (۱۰) باشعور لوگوں کا شیوہ یہ ہے کہ اسے (ظالم کو) اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے۔ وہ مناسب ہو تو از خود انتقامی کارروائی کرے گا۔

marfat.com

مصرعِ اول		مصرعِ ثانی
نہ پندارا زو بہرہ مند آمدم	۱	نہ نیز از تو غیبت پسند آمدم
نہ اس کا غرور مجھے پسند آیا		نیز تیری بدگوئی بھی مجھے پسند نہیں آئی
بدوزخ برد مدبرے را گناہ	۲	کہ پیمانہ پُر کرد و دیوان سیاہ
بدبخت کو گناہ دوزخ میں لے جائے گا		اس لیے کہ اس نے پیمانہ بھر لیا اور اعمال نامہ کالا کر لیا
دگر کس بہ غیبت پیش مے دود	۳	مبادا کہ تنہا بدوزخ رود
دوسرا آدمی بدگوئی کر کے اس کے پیچھے دوڑتا ہے		ایسا نہ ہو کہ وہ تنہا دوزخ میں جائے

حکایت

کہانی

مصرعِ اول		مصرعِ ثانی
شنیدم کہ از پارسایاں یکے	۵	بطیبت بخندید با کودکے
میں نے سنا ہے کہ نیک لوگوں میں سے ایک شخص		ایک بچہ سے مذاق میں ہنسا
دگر پارسایان خلوت نشین	۶	بغیبش فتادند در پوستین
دوسرے خلوت نشین پارسا		اس کی پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرنے لگے
باخر نماند ایں حکایت نہفت	۷	بصاحب نظر باز گفتند د گفت
آخرکار یہ قصہ چھپا نہ رہا		انہوں نے صاحب نظر سے کہا وہ بولا
مدر پردہ بر یار شوریدہ حال	۸	نہ طیبت حرام است و غیبت حلال
پریشان حال دوست کا پردہ چاک نہ کر		یہ نہیں ہے کہ مذاق تو حرام ہے اور غیبت حلال ہے

حکایت

کہانی

مصرعِ اول		مصرعِ ثانی
بطفلی درم رغبت روزہ خاست	۱۰	ندانستمے چپ کدامست و راست
بچپن میں میرا روزہ رکھنے کو جی چاہا		میں نہ سمجھتا تھا کہ بایاں کونسا ہے اور دایاں کونسا

(۱) پندار، غرور۔ ازو، اس کا۔ بہرہ مند پسند آمدم، آیا مجھ کو۔ نیز، بھی۔ از تو، تجھ سے۔ غیبت، چغل آمدم، آئی مجھ کو۔ (۲) برد، لے جائے گا۔ مدبرے، بدبخت۔ پیمانہ پُر کرد، پیمانہ بھر لیا۔ دیوان، دفتر۔ (۳) دگر کس، دوسرا شخص۔ بغیبت، چغلی سے۔ پیش، اس کے پیچھے۔ مے دود، دوڑتا ہے۔ مبادا، خدا نہ کرے۔ بدوزخ، دوزخ میں۔ رود، چلا جاوے۔ (۴) حکایت، کہانی۔
(۵) شنیدم، میں نے سنا۔ پارسایان، پرہیزگار۔ یکے، ایک۔ بطیبت، مذاق سے۔ بخندید، ہنسا۔ باکودکے، ایک بچے کے ساتھ۔
(۶) دگر، دوسرے۔ پارسایاں، پرہیزگار۔ خلوت نشین، تنہائی میں بیٹھنے والا۔ بغیبش، اس کی غیر حاضری میں۔ فتادند، پڑ گئے۔ در پوستین، کھال میں یعنی چغلی کرنے لگے۔
(۷) باخر، آخرکار۔ حکایت، کہانی۔ نماند نہفت، چھپی نہ رہی۔ بصاحب نظر، نظر والے کو۔
(۸) مدر، مت پھاڑ۔ یار شوریدہ حال، پریشان حالت والا یار۔ طیبت، مذاق۔ است، ہے۔ غیبت، چغلی۔
(۹) حکایت، کہانی۔
(۱۰) بطفلی، بچپن میں۔ درم، میرے اندر۔ خاست، اٹھا۔ ندانستمے، نہیں جانتا تھا میں۔ چپ، بایاں۔ کدامست، کون سا ہے۔ راست، دایاں۔

تشریح: (۱) اس (حجاج بن یوسف) کا تکبر ناقابل ستائش ہے۔ لیکن تمہاری بدگوئی بھی پسندیدہ امر نہیں۔ (۲) وہ (حجاج بن یوسف) اگر اپنے مظالم کی وجہ سے جہنم رسید ہو رہا ہے تو تم لوگ اس کی غیبت کر کے دوزخ کو اپنا ٹھکانہ بنا رہے ہو۔ (۳) غیبت کرنے والا آدمی بھی دوزخ کی طرف دوڑ رہا ہے۔ گویا کہ اسے یہ فکر لاحق ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ (حجاج بن یوسف) تنہا جہنم میں نہ چلا جائے۔ (۴) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اپنے گردوپیش ساتھی کی غلطیوں کو درگذر کرنا چاہیے۔ اس کی برائیوں کو شہرت دینے کا مقصد خود کو برہنہ کرنا ہے۔

(۵) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ ایک متقی شخص باوجود پرہیزگاری کے بطور مزاح کسی لڑکے کے ساتھ ہنسنے لگا۔

(۶) اس (پرہیزگار آدمی) کے دوسرے ساتھی شکوک اور معنی خیز انداز میں باہم چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ (۷) چنانچہ یہ چہ میگوئیاں ہر طرف پھیلنے لگیں۔ ایسے میں یہ (شکوک و شبہات پر مبنی چہ میگوئیاں) کسی اہل نظر تک پہنچیں تو اس نے کہا۔

(۸) اپنے ہی جیسے (پرہیزگار) شخص کے عیوب پر نظر نہ کرو کیونکہ اگر مزاح حرام ہے تو غیبت بھی حرام فعل ہے۔

(۹) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح بظاہر طہارت و پاکیزگی کے لیے غسل اور وضو لازمی ہے۔ بالکل اسی طرح باطنی و اندرونی صفائی کے لیے غیبت سے احتراز و بچنا ضروری ہے۔ (۱۰) سن شعور سے قبل کے عہد (بچپن) میں مجھے روزہ رکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ جبکہ مجھے اردگرد کے ماحول سے واقفیت نہ تھی۔

marfat.com

۱	یکے عابدے از پارسایان کوئی	بمے شستن آموختم دست و روئی
	گلی کے نیکوں میں سے ایک عبادت گزار نے	مجھے ہاتھ اور منہ دھونا سکھایا
۲	کہ بسم اللہ اول بسنت بگوئے	دوم نیت آور سوم کف بشوی
	کہ پہلے سنت کے طور پر بسم اللہ پڑھ	دوسرے نیت کر، تیسرے ہاتھ دھو
۳	پس آنگہ دہن شوئے و بینی سہ بار	مناخر بانگشت کوچک بخار
	پھر تین بار منہ اور ناک دھو	نتھنوں کو چھنگلی سے صاف کر
۴	بسبابہ دندان پیشین بمال	کہ نہیست در روزہ بعد زوال
	شہادت کی انگلی سے اگلے دانت مل	جو زوال کے بعد روزہ میں ممنوع ہے
۵	وزاں پس سہ مشت آب بر روئے زن	ز رستنگہ موئے سر تا ذقن
	اس کے بعد تین چلو پانی منہ پر ڈال	پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی تک
۶	دگر دستہا تا بمرفق بشوئے	ز تسبیح و ذکر آنچہ دانی بگوئے
	پھر کہنیوں تک ہاتھ دھو	جو کچھ تجھے معلوم ہے تسبیح اور ذکر کر
۷	دگر مسح سر بعد ازاں غسل پائے	ہمیں ست و ختمش بنام خدائے
	پھر سر کا مسح پھر پاؤں کا دھونا	یہی ہے اور اس کا ختم خدا کے نام پر ہے
۸	کس از من نداند دریں شیوہ بہ	نہ بینی کہ فرتوت شد پیر دہ
	اس طریقے کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہے	تو نہیں دیکھتا کہ گاؤں کا بوڑھا سٹھیا گیا
۹	شنید ایں سخن دہ خدائے قدیم	بشورید و گفت اے خبیث رجیم
	اس بات کو گاؤں کے پرانے چودھری نے سنا	غصہ میں بھر گیا اور بولا اے پلید، مردود
۱۰	نہ مسواک در روزہ گفتی خطاست	بنی آدم مردہ خوردن رواست
	کیا تو نے نہیں بتایا کہ روزہ میں مسواک کرنا غلط ہے	انسان کا مُردہ کھانا درست ہے

(۱) یکے عابدے، ایک عبادت گزار۔ از پارسایان کوئی، گلی کے پرہیزگاروں میں سے۔ بمے شستن، دھونا۔ آموختم، مجھ کو سکھاتا تھا۔ دست و روئی، ہاتھ اور منہ۔ (۲) بسم اللہ، اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ بسنت، بطور سنت۔ بگوئی، کہہ۔ دوم، دوسرے۔ آور، لا۔ سوم، تیسرے۔ کف بشوی، ہاتھ دھو۔ (۳) پس آنگہ، پھر اس وقت۔ دہن شوی، منہ دھو۔ بینی، ناک۔ سہ بار، تین دفعہ۔ مناخر، جمع منخر، نتھنے۔ بانگشت کوچک، چھوٹی انگلی سے۔ بخار، کھجا۔ (۴) بسبابہ، انگشت شہادت سے۔ دندان پیشیں، اگلے دانت۔ بمال، مل۔ نہیست، منع ہے۔ بعد زوال، دن ڈھلے کے بعد۔ (۵) وزاں پسے، اور اس کے بعد۔ سہ مشت، تین چلو۔ آب، پانی۔ بر روئے، منہ پر۔ زن، مار۔ رستنگہ موئے، بالوں کے اگنے کی جگہ۔ تا ذقن، ٹھوڑی تک۔ (۶) دگر، پھر۔ دستہا، ہاتھ۔ تا بمرفق، کہنیوں سمیت۔ بشوئے، دھو۔ تسبیح و ذکر، سبحان اللہ پڑھنا اور ذکر کرنا۔ آنچہ دانی، جو کچھ تو جانے۔ بگوئے، کہہ۔ (۷) دگر، پھر۔ مسح سر، سر کا مسح۔ بعد ازاں، اس کے بعد۔ غسل پائے، پاؤں کا دھونا۔ ہمیں ست، یہی ہے۔ ختمش، اس کو ختم کرنا۔ بنام خدا، خدا کے نام پر۔ (۸) کس، شخص۔ از من، مجھ سے۔ نداند، نہیں جانتا۔ دریں شیوہ، اس طریقے میں۔ بہ، بہتر۔ نہ بینی، تو نہیں دیکھتا۔ فرتوت شد، بہت بوڑھا ہو گیا یا سٹھیا گیا۔ پیر دہ، دیہات کا بوڑھا۔ (۹) شنید، سُنی۔ ایں سخن، یہ بات۔ دہ خدائے قدیم، دیہات کا پرانا چودھری۔ بشورید، غصہ میں آیا۔ گفت، کہا۔ خبیث رجیم، مردود خبیث۔ (۱۰) گفتی، تو نے کہا۔ خطاست، غلط ہے۔ بنی آدم مردہ، مرا ہوا آدمی۔ خوردن، کھانا۔ رواست، جائز ہے۔

تشریح (۱) محلے کی اہم بزرگ شخصیت نے مجھے (شیخ سعدی کو) وضو کا طریقہ سکھایا کرتے تھے۔ (یہ محترم بزرگ عبادت گزار تھے۔) (۲) وضو کرتے وقت پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا سنت ہے اور دوسرے نمبر پر نیت کرنا اور تیسرے نمبر پر ہاتھ دھونا سنت ہے۔

(۳) بعد ازاں چوتھے نمبر پر منہ اور ناک تین تین مرتبہ دھونا اور پانچویں نمبر پر چھوٹی انگلی (چھنگلیا) کو ناک کے اندر ڈال کر صاف کرنا سنت ہے۔

(۴) چھٹے نمبر پر شہادت کی انگلی کے ساتھ اگلے دانتوں کو ملنا سنت ہے۔ البتہ روزہ کی حالت میں زوال کے بعد دانتوں کو ملنا ممنوع ہے۔

(۵) پھر ساتویں نمبر پر تین چلو پانی سے سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک منہ دھونا سنت ہے۔ (پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک منہ دھونا وضو میں فرض ہے۔) (۶) آٹھویں نمبر پر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوتے وقت تین بار پانی بہانا سنت اور ایک بار پانی بہانا فرض ہے۔ جو تسبیح و دعا یاد ہو اسے دوران وضو پڑھتے رہنا مسنون عمل ہے۔ (۷) نویں نمبر پر پورے سر کا مسح کرنا سنت اور چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ پھر دسویں نمبر تین بار پاؤں پر پانی بہانا مسنون اور ایک بار ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر ختم کرنا چاہیے۔ افعال وضو یہی ہیں۔ (۸) وہ بزرگ یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ مجھ سے زیادہ بہتر وضو کوئی نہیں کر سکتا۔ دیہاتی لوگ سٹھیائے ہوئے ہیں، وہ کیا جانیں کہ وضو کیسے کیا جاتا ہے۔ (۹) جب گاؤں کے بڑے آدمی (چودھری) نے یہ بات سنی تو آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے مردود خبیث۔ (۱۰) تو نے روزہ کی حالت میں وضو کے اندر مسواک کرنا جائز قرار دیا ہے۔ لیکن دیہاتیوں کی غیبت کر کے مردہ انسان کا گوشت کھانا جائز کر دیا (یعنی خود گوشت کھا لیا)۔

marfat.com

۱	دہاں گو ز ناگفتنیہا نخست	بشوئی کہ از خوردنیہا بشست
	کہہ دو کہ پہلے نہ کہنے کے لائق باتوں سے منہ	دھولے جیسا کہ کھانے کی چیزوں سے دھویا ہے
۲	کسے را کہ نام آمد اندر میاں	بہ نیکو ترین نام و نعتش بخواں
	جب کسی کا ذکر درمیان میں آ ئے	اس کا نام اور حالتیں نیکی کے ساتھ ذکر کر
۳	چو ہموارہ گوئی کہ مردم خر اند	مبر ظن کہ نامت چو مردم برند
	جب تو ہمیشہ یہ کہے گا کہ آدمی گدھے ہیں	تو یہ خیال نہ کر کہ وہ آدمیوں کی طرح تیرا نام لیں گے
۴	چناں گوئی سیرت بکوئی اندرم	کہ گفتن توانی بروی اندرم
	میری عادت اس طرح گلی میں بیان کر	جس طرح تو میرے روبرو بیان کر سکے
۵	وگر شرمت از دیدۂ ناظر است	نہ بے بصر غیب داں حاضر است
	اور اگر تجھے دیکھنے والے کی آنکھ کی شرم ہے	تو اندھا نہیں ہے، غیب داں جاننے والا موجود ہے
۶	نیایدہمے شرمت از خویشتن	کزو فارغ و شرم داری ز من
	تجھے آپ سے شرم نہیں آتی	کہ تو اس سے بے فکر ہے اور مجھ سے شرم کرتا ہے

حکایت

کہانی

۸	طریقت شناسانِ ثابت قدم	بخلوت نشستند چندے بہم
	طریقت کے جانکار مضبوط قدم والے	تنہائی میں کچھ مل بیٹھے
۹	یکے زاں میاں غیبت آغاز کرد	در ذکر بے چارۂ باز کرد
	ان میں سے ایک نے بدگوئی شروع کر دی	ایک بے چارے کا ذکر شروع کر دیا
۱۰	کسے گفتش اے یار شوریدہ رنگ	تو ہرگز غزا کردۂ در فرنگ
	کسی نے اس سے کہا اے دیوانے دوست	تو نے کبھی فرنگیوں سے جہاد کیا ہے

(۱) دہاں: منہ۔ گو: کہہ۔ زناگفتنیہا: کہنے کے ناقابل باتوں سے۔ نخست: پہلے۔ بشوئی: دھووے تو۔ کہ از خوردنیہا: جیسا کہ کھانے کی چیزوں سے۔ بشست: دھویا۔ (۲) کسے راکہ: جس کسی کا کہ۔ آمد: آیا۔ اندر میاں: بیچ میں۔ نیکو ترین: بہت اچھا۔ نعتش: اس کی صفت۔ بخواں: کہہ۔ (۳) چو ہموارہ: جب ہمیشہ۔ گوئی: کہے تو۔ مردم: لوگ۔ خر اند: گدھے ہیں۔ مبر ظن: خیال نہ کر۔ نامت: تیرا نام۔ چو مردم: انسانوں کی طرح۔ برند: لیویں گے۔ (۴) چناں: ایسا۔ گوئی: کہے تو۔ سیرت: طریقہ۔ بکوئی اندرم: کوچے میں میری۔ گفتن توانی: کہہ سکتا ہو تو۔ بروی اندرم: میرے روبرو۔ (۵) شرمت: تجھ کو شرم۔ از دیدۂ ناظر: دیکھنے والے کی آنکھ سے۔ است: ہے۔ نہ بے بصر: تو نابینا نہیں ہے۔ غیب داں: غیب کا جاننے والا یعنی خدا۔ حاضر است: حاضر ہے۔ (۶) نیایدہمے شرمت: تجھے شرم نہیں آتی۔ از خویشتن: اپنے آپ سے۔ کزو فارغ: کہ تو اس سے فارغ۔ شرم داری: شرم رکھتا ہے تو۔ ز من: مجھ سے۔ (۷) حکایت: کہانی۔ (۸) طریقت شناساں: طریقت کے پہچاننے والے۔ ثابت قدم: مضبوط قدموں والے۔ بخلوت نشستند: تنہائی میں بیٹھے۔ چندے بہم: کچھ دیر مل کر۔ (۹) یکے زاں میاں: ان میں سے ایک۔ غیبت: چغلی۔ آغاز کرد: شروع کی۔ در ذکر: ذکر کا دروازہ۔ باز کرد: کھول دیا۔ (۱۰) کسے گفتش: کسی نے اس کو کہا۔ یار شوریدہ رنگ: اڑے رنگ والے یار یا دیوانوں جیسے یار۔ ہرگز: کبھی۔ غزا کردۂ: لڑائی کی ہے تو نے۔ فرنگ: انگریز۔

تشریح: (۱) اس سے کہہ دو کہ جس طرح کھانے کی چیزیں کھانے سے پہلے منہ دھویا جاتا ہے۔ اسی طرح نازیبا الفاظ کہنے سے پہلے اپنا منہ دھو لینا چاہیئے۔ (۲) اگر دورانِ گفتگو کسی شخص کا نام آجائے تو اس کا نام عزت سے لینا چاہیئے۔ (تاکہ غیبت سے بچاؤ ہو سکے۔) (۳) جب کوئی شخص ہمیشہ ہر کسی کا نام اُلٹائے گا یا ہر ایک کو گدھا کہہ کر پکارے گا یا اس کا غلط نام لے کر یاد کرے گا تو کل کو تیرا نام بھی اچھے لفظوں میں نہیں لیا جائے گا۔
(۴) مردہ کا گوشت کھانا غیبت ہے۔ اور جو بات کسی کے منہ پر کہنے سے اس کی ناگواری کے باعث نہ کہی جا سکے۔ وہی بات پس پشت کہنا غیبت کہلاتا ہے پس پشت وہی بات کہو جو سامنے کہو۔ (۵) اگر تجھے دیکھنے والے سے شرم محسوس ہوتی ہے تو پھر سمیع بصیر (اللہ تعالیٰ) کی ذات بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ لہٰذا اس سے بھی ایسے ہی شرم کرنی چاہیئے جیسے ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ (۶) جو شخص اپنی ذات کو دیکھ کر نہیں شرماتا۔ اس کا لوگوں سے شرمانا تعجب خیز و اچنبے کی بات ہے۔ (۷) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرتا ہے۔ وہ زبان کے تیر سے کافروں کی بجائے مسلمانوں سے جہاد میں مصروف ہے۔ (۸) کچھ اہل طریقت (صوفی حضرات) تھوڑی دیر کے لیے خلوت میں مل کر بیٹھے ہوئے تھے۔
(۹) ان (اہل طریقت حضرات) میں سے ایک شخص نے کسی بے چارے آدمی کی غیبت شروع کر دی۔
(۱۰) کسی درویش نے اس (غیبت کرنے والے) سے دریافت کیا کہ اے نادان دوست! تو نے کبھی فرنگی کفار سے جہاد بھی کیا ہے۔

marfat.com

بگفت از پس چار دیوار خویش	۱	ہمہ عمر ننہادہ ام پائے پیش
اس نے کہا میں نے اپنی چار دیواری سے		تمام عمر کبھی قدم باہر نہیں دھرا
چنیں گفت درویش صادق نفس	۲	ندیدم چنیں بخت برگشتہ کس
سچے سانسوں والے درویش نے یہ کہا		میں نے ایسا بدبخت کوئی نہیں دیکھا
کہ کافر زپیکارش ایمن نشست	۳	مسلماں زجورِ زبانش نرست
کہ کافر تو اس کی جنگ سے امن میں ہو کر بیٹھا		مسلمان اس کی زبان کے ظلم سے نہ چھوٹا

حکایت

کہانی

چہ خوش گفت دیوانۂ مرغزی	۵	حدیثے کزاں لب بدنداں گزی
مرغز کے دیوانے نے کیا خوب کہا		ایسی بات جس سے تو دانتوں سے ہونٹ کاٹے
من ار نام مردم بزشتی برم	۶	نگویم بجز غیبت مادرم
میں اگر لوگوں کا نام برائی سے لوں		تو اپنی ماں کی بدگوئی کے سوا کچھ نہ کروں
کہ دانند پروردگان خرد	۷	کہ طاعت ہماں بہ کہ مادر برد
کیونکہ عقل کے پالے جانتے ہیں		عبادت وہی بہتر ہے جو ماں لے جائے
رفیقے کہ غائب شد اے نیک نام	۸	دو چیز است ازو بر رفیقاں حرام
اے نیک نام جو دوست غائب ہو		دوستوں پر اس کی دو چیزیں حرام ہیں
یکے آنکہ مالش بباطل خورند	۹	دوم آنکہ نامش بزشتی برند
ایک تو یہ کہ اس کا مال خواہ مخواہ اڑائیں		دوسرے یہ کہ اس کا نام برائی سے لیں
ہر آنکو برد نام مردم بعار	۱۰	تو چشم نکو گوئی ازوے مدار
جو شخص دوسروں کا نام برائی سے لے		تو اس سے اچھا کہنے کی توقع نہ رکھ

(۱) بگفت: اس نے کہا۔ از پس چار دیوار خویش: اپنی چار دیواری کے پیچھے۔ ہمہ عمر: تمام عمر۔ ننہادہ ام: نہیں رکھا ہے میں نے۔ پائے پیش: پاؤں آگے۔ (۲) چنیں گفت: ایسے کہا۔ درویش صادق نفس: سچی سانس والا درویش۔ ندیدم: نہیں دیکھا میں نے۔ چنیں بخت برگشتہ: ایسے نصیب والا۔ کس: کوئی آدمی۔ (۳) کافر: خدا کا منکر۔ پیکارش: اسی کی لڑائی۔ ایمن: بے خوف۔ نشست: بیٹھا۔ جورِ زبانش: اس کی زبان کا ظلم۔ نرست: نہ چھوٹا۔

(۴) حکایت: کہانی۔ (۵) چہ: کیا۔ خوش گفت: خوب کہا۔ دیوانۂ مرغزی: مرغز کا دیوانہ۔ مرغز کسی شہر کا نام۔ حدیثے کزاں: ایسی بات جس سے کہ۔ لب بدنداں: لب دانتوں سے۔ گزی: کاٹے تو۔

(۶) من ار: میں اگر۔ نام مردم: لوگوں کا نام۔ بزشتی: برائی سے۔ برم: لوں میں۔ نگویم: نہیں کہوں گا میں۔ بجز: سوائے۔ غیبت مادرم: اپنی ماں کی چغلی۔

(۷) کہ دانند: کیونکہ جانتے ہیں۔ پروردگان خرد: عقل کے پالے ہوئے۔ طاعت: نیکی۔ ہماں بہ: وہی بہتر۔ مادر: ماں۔ برد: لے جائے۔ (۸) رفیقے کہ: جو ساتھی کہ۔ غائب شد: غائب ہو گیا۔ ازو: اس سے۔ بر رفیقاں: ساتھیوں پر۔ (۹) یکے آنکہ: ایک یہ کہ۔ مالش: اس کا مال۔ بباطل: ناحق۔ خورند: کھا دیں۔ دوم: دوسرے۔ آنکہ: یہ کہ۔ نامش: اس کا نام۔ بزشتی: برائی سے۔ برند: لے جاویں۔

(۱۰) ہر آنکو: جو شخص کہ وہ۔ برد: لیوے۔ نام مردم: لوگوں کا نام۔ بعار: برائی سے۔ چشم نکو گوئی: اچھا کہنے کی امید۔ ازوے: اس سے۔ مدار: مت رکھ۔

تشریح (۱) اس غیبت کرنے والے نے کہا کہ زندگی بھر اپنے گھر سے باہر قدم نہیں رکھا۔ (پھر فرنگیوں سے جہاد کیسے کرتا)

(۲) پوچھنے والے صادق نفس درویش نے کہا کہ میں نے تجھ (غیبت کرنے والے) جیسا بدنصیب کہیں نہیں دیکھا۔

(۳) کہ کفار تو اس کی لڑائی سے بحفاظت رہے اور مسلمان تیری زبان کے ستم سے نہ بچ سکا۔ (۴) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی غیبت کے بغیر نہیں رہ سکتا تو وہ اپنے کسی پیارے کی غیبت کر لیا کرے۔ تاکہ نیکیاں کوئی دوسرا نہ لے جا سکے۔ (۵) شہر مرغز کے مجنوں نے ایسی عجب بات کہی کہ جسے سن کر تو مارے حیرت کے اپنے ہونٹ کاٹنے لگ جائے۔ (۶) اس (مرغز کے دیوانے) نے کہا کہ اگر میں پس پشت کسی کی برائی کروں تو اس سے بہتر ہے کہ میں اپنی ماں کی غیبت کروں۔ (۷) عقل و شعور رکھنے والا شخص یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ اس نیکی سے بہتر اور کوئی نیکی نہیں جو ماں لے جائے (کیونکہ جس کی غیبت کی جاتی ہے نیکیاں اسی کو ملتی ہیں) (۸) اگر ایک ساتھی کہیں چلا جائے تو دوستوں سمیت اس کے پس ماندگان پر دو چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں۔ (۹) حرام شدہ دو چیزوں میں ایک چیز جو حرام ہے۔ وہ یہ ہے کہ ناحق اس کا مال کھا جائیں تاکہ قیامت کے دن اس کا حساب دینا پڑے اور دوسرے یہ کہ اس کی غیبت کریں۔ (۱۰) جو شخص تیرے سامنے دوسروں کی بدگوئی کرتا ہے۔ اس سے یہ توقع نہیں رکھنی چاہیئے کہ وہ دوسروں کے سامنے تیری نیک نامی کرے گا۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
کہ اندر قفائے تو گوید ہماں	۱	کہ پیش تو گفت از پس مردماں
اس لیے کہ وہ تیرے پیٹھ پیچھے بھی وہی کہے گا		جو تیرے سامنے لوگوں کے پیٹھ پیچھے کہا ہے
کسے پیش من در جہاں عاقلست	۲	کہ مشغول خود وز جہاں غافلست
میرے سامنے تو دنیا میں وہ عقلمند ہے		جو اپنے آپ میں لگا ہے اور دنیا سے غافل ہے

حکایت

کہانی

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
سہ کس را شنیدم کہ غیبت رواست	۴	چو زیں در گزشتی چہارم خطاست
میں نے سنا ہے تین شخصوں کی بدگوئی مناسب ہے		اگر تو اس سے بڑھا جو تھے کی غیبت گناہ ہے
یکے پادشاہ ملامت پسند	۵	کزو بر دل خلق بینی گزند
ایک ظالم بادشاہ		جس سے تو لوگوں کے دل پر تکلیف دیکھے
حلالست ازو نقل کردن خبر	۶	مگر خلق باشند ازو بر حذر
اس کی بات نقل کرنا جائز ہے		تاکہ لوگ اس سے محتاط رہیں
دوم پردہ بر بے حیائے متن	۷	کہ خود مے درد پردۂ خویشتن
دوسرے بے حیا پر پردہ نہ تان		اس لیے کہ وہ خود اپنا پردہ چاک کرتا ہے
ز حوضش مدار اے برادر نگاہ	۸	کہ اوے در افتد بگردن بچاہ
اے بھائی اس میں گھسنے کو گناہ نہ سمجھ		اس لیے کہ وہ خود سر کے بل کنویں میں گرتا ہے
سوم کژ ترازوئے ناراست خوئے	۹	ز فعل بدش ہرچہ دانی بگوئے
تیسرا بدمعاملہ جھوٹا		اس کے برے کام کی جو کچھ تجھے خبر ہے کہہ دے

(۱) اندر قفائے تو: تیرے پیچھے۔ گوید: کہے گا۔ ہماں: وہی۔ پیش تو: تیرے سامنے۔ گفت: کہا۔ از پس مردماں: لوگوں کے پیچھے۔ (۲) کسے: کوئی شخص۔ پیش من: میرے سامنے۔ عاقلست: عقلمند ہے۔ مشغول خود: اپنے آپ میں مشغول۔ وز جہاں: اور جہاں سے۔ غافلست: غافل ہے۔ (۳) حکایت: کہانی۔
(۴) سہ کس: تین آدمی۔ شنیدم: میں نے سنا۔ غیبت: چغلی۔ رواست: جائز ہے۔ چو زیں: جب اس سے۔ بگزری: تو گزرے۔ چہارم: چوتھا۔ خطاست: غلط ہے۔ (۵) یکے: ایک۔ ملامت پسند: ملامت کو پسند کرنے والا۔ کزو: جس سے کہ۔ بر دل خلق: مخلوق کے دل پر۔ بینی: تو دیکھے۔ گزند: تکلیف۔ (۶) حلالست: حلال ہے۔ ازو: اس سے۔ کردن: کرنا۔ خبر: بات۔ مگر: شاید۔ خلق: مخلوق۔ باشند: ہو جاویں۔ ازو: اس سے۔ بر حذر: محتاط۔
(۷) دوم: دوسرا۔ متن: مت ڈال۔ مے درد: پھاڑتا ہے۔ پردۂ خویشتن: اپنا پردہ۔
(۸) ز حوضش: اس کو حوض سے۔ مدار: مت رکھ۔ برادر: بھائی۔ اُو: وہ۔ مے در افتد: گرتا ہے۔ بگردن: گردن کے بل۔ بچاہ: کنویں میں۔
(۹) سوم: تیسرا۔ کژ ترازو: ٹیڑھی ترازو والا یعنی بدمعاملہ۔ ناراست خوئے: غلط طبیعت والا۔ ز فعل بدش: اس کے برے فعل کو۔ ہرچہ دانی: تو جتنا جانتا ہے۔ بگوئے: کہہ دے۔

تشریح: (۱) عربی کا مقولہ ہے: مَنْ نَقَلَ عَلَيْكَ نَقَلَ عَنْكَ۔ یعنی جو شخص تیرے سامنے دوسروں کی برائی کرتا ہے۔ وہ دوسروں کے سامنے تیری غیبت کرتا ہے۔ (۲) میں زمر غزنی کا دیوانہ ہو دنیا میں اسی کو دانشمند تصور کرتا ہوں۔ جو دنیا جہان سے بے خبر ہو کر صرف اپنے کام میں مشغول رہے۔ (۳) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ظالم حکمران، بے غیرت (دیوث) شخص اور بدمعاملہ آدمی کے ماسوا کسی کی غیبت جائز نہیں۔ (۴) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کی غیبت کا جواز موجود ہے۔ چنانچہ ان تینوں کے علاوہ کسی چوتھے شخص کی غیبت کرنا حرام ہے۔ (۵) جس بادشاہ کے جور و ستم سے مخلوق ایذا میں مبتلا ہے۔ اس کے ستم پر مبنی داستانیں بیان کرنا گناہ نہیں۔ کیونکہ مظلوم کے پاس سوائے ظالم کی بدگوئی کے اور کچھ نہیں۔ (۶) ہوسکتا ہے کہ لوگ اس (بادشاہ) کے مظالم سے محتاط ہو جائیں۔ یا انقلاب کے ذریعے اس کی تباہی کا سامان کر کے لوگوں کو نجات دلائیں۔ (۷) دوسرا شخص وہ بے حیا ہے جو سرعام بے حیائی کرتا ہے اس کے عیبوں پر پردہ نہیں ڈالنا چاہیے۔ کیونکہ وہ خود اپنا پردہ چاک کر چکا ہے۔ (۸) چنانچہ ایسے شخص کی عیب جوئی کرنے سے کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ جو شخص گردن کے بل کنویں میں گر چکا ہو اُسے حوض سے بچانا فضول ہے۔ (بے حیائی کنواں اور عیب جوئی حوض ہے) (۹) تیسرا وہ اخبث الناس آدمی جو لین دین میں گڑبڑ کرتا ہے۔ اس کی عیب جوئی خوب کرنی چاہیے۔ تاکہ اسکی بد چلنگی سے واقف ہو کر لوگ نقصان سے محفوظ رہیں۔

marfat.com

حکایت (۱)

کہانی

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
شنیدم کہ دزدے درآمد ز دشت	۲	بدروازۂ سیستاں در گزشت
میں نے سنا ہے کہ ایک چور جنگل سے نکلا		سیستان کے دروازے پر سے گذرا
چو چیزے خرید او ز بقال کوے	۳	ز ماکول و طعمیکہ بایستش او
جب اس نے کوچہ کے بقال سے کوئی چیز خریدی		کھانے کی اور وہ کھانا جو اس کو چاہیے تھا
بدزدید بقال از و نیم دانگ	۴	برآورد دزدے سیاہ کار بانگ
دوکاندار نے اس کا آدھا دانگ چرا لیا		سیہ کار چور پکار اٹھا
خدایا تو شب رو بآتش بسوز	۵	کہ رہ مے زند سیستانی بروز
اے خدا تو رات کے چور کو جلا ڈال		اس لیے کہ اب تو سیستانی دن میں ڈاکہ ڈالنے لگا

حکایت (۶)

کہانی

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
یکے گفت با صوفیٔ باصفا	۷	نہ دانی فلانت چہ گفت از قفا
باطن کی صفائی والے ایک صوفی سے کسی نے کہا		تجھے معلوم نہیں پیٹھ پیچھے فلاں نے تجھے کیا کہا ہے
بگفتا خموش اے برادر بخفت	۸	ندانستہ بہتر کہ دشمن چہ گفت
اس نے کہا اے بھائی خاموش رہ آرام کر		دشمن نے کیا کہا ہے اس کا نہ جاننا بہتر ہے
کسانیکہ پیغام دشمن برند	۹	ز دشمن ہماناں کہ دشمن ترند
وہ لوگ جو دشمن کا پیغام پہنچاتے ہیں		وہ دشمن سے بھی زیادہ دشمن ہیں
کسے قول دشمن نیارد بدوست	۱۰	جز آنکس کہ در دشمنی یار اوست
کوئی شخص دشمن کی بات دوست کے پاس نہیں لاتا		سوائے اس شخص کے جو دشمنی میں اس کا دوست ہے

(۱) حکایت، کہانی۔ (۲) شنیدم، میں نے سنا۔ دزدے، ایک چور۔ درآمد، آیا۔ دشت، جنگل۔ بدروازۂ سیستان، سیستان کا دروازہ۔ سیستان ایک شہر کا نام جو غالباً خراسان میں واقع ہے۔ درگزشت، گزرا۔ (۳) چو، جب۔ چیزے، کوئی چیز۔ خرید، خریدی۔ بقال کوے، گلی کے دوکاندار۔ ماکول، کھانے کی چیز۔ طعمیکہ، جو کھانا کہ۔ بایستش او، اس کو چاہیے تھا۔ (۴) بدزدید، چرالیا۔ بقال، دوکاندار۔ از و، اس سے۔ نیم دانگ، آدھا دانگ تقریباً ایک پیسہ۔ برآورد، نکالی۔ دزدے، سیاہ کار، سیاہ کار چور۔ بانگ، آواز۔ (۵) خدایا، اے خدا۔ شب رو، رات کو چلنے والا یعنی چور۔ بآتش، آگ میں۔ بسوز، جلا۔ رہ مے زند، راستہ مارتا ہے۔ سیستانی، سیستان کا رہنے والا۔ بروز، دن میں۔ (۶) حکایت، کہانی۔ (۷) یکے گفت، ایک نے کہا۔ باصوفیٔ باصفا، صاف معاملہ صوفی کو۔ نہ دانی، تو نہیں جانتا۔ فلانت، فلاں نے تجھ کو۔ چہ گفت، کیا کہا۔ قفا، پیچھے۔ (۸) بگفتا، اس نے کہا۔ برادر، بھائی۔ بخفت، سوجا۔ ندانستہ، نہ جاننا۔ چہ گفت، کیا کہا۔ (۹) کسانیکہ، جو لوگ کہ۔ برند، لے جاتے ہیں۔ ہماناں کہ، یقیناً کہ۔ دشمن ترند، تیرے دشمن ہیں۔ (۱۰) کسے، جو شخص۔ قول دشمن، دشمن کی بات۔ نیارد، نہیں لاتا۔ بدوست، دوست کے پاس۔ جز آنکس، سوائے اس شخص کے۔ یار اوست، اس کا مددگار ہے۔

تشریح: (۱) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ لین دین کے معاملات میں گڑبڑ کرنے والا شخص چوروں سے بھی گیا گزرا ہے۔
(۲) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ خراسان میں واقع شہر سیستان میں کسی جنگل سے کوئی چور وارد ہوا۔
(۳) جب اس (چور) نے سیستان کے محلے میں کسی پرچون فروش سے اشیائے خوردنی خریدیں جن کی اسے (چور کو) ضرورت تھی۔
(۴) پرچون فروش نے نصف دانگ (سیستان کی مروجہ کرنسی) دبا لیا۔ چنانچہ چور نے اس صورتحال پر شور کرنا شروع کر دیا۔
(۵) وہ (چور) کہنے لگا، اے اللہ! رات کے ڈاکوؤں کو جہنم رسید کر کیونکہ اب سیستانیوں نے دن کو ہیرا پھیری کا کام شروع کر دیا ہے۔
(۶) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ لگائی بجھائی کر کے لوگوں کو لڑانے کا کام کرتے ہیں، وہ دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔
(۷) ایک آدمی نے کسی درویش کے سامنے ایسے شخص کی غیبت شروع کی جو انہیں (درویش کو) برا بھلا کہتا تھا۔ کہا کہ آپ (درویش) کو معلوم ہے کہ وہ درپردہ کیا کہتا ہے۔ (۸) انہوں (درویش) نے اسے خاموش کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کچھ دشمن نے کہا ہے، اس سے بے خبر رہنا بہتر ہے۔
(۹) دشمن کے پیغام رساں لوگ خود دشمن کے مقابلے میں سب سے بڑے دشمن ہیں کیونکہ دشمن کا تیر خطا گیا تھا اور پیغام رساں نے وہ تیر اٹھا کر سینے میں پیوست کر دیا۔ (۱۰) دشمن کی زبان کے تیر دوستوں کے سینے میں وہی لوگ پیوست کرتے ہیں جو اندرون خانہ دشمن کے یار و مددگار اور دوست کے بدخواہ ہوتے ہیں۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
نیارست دشمن جفا گفتنم	۱	چناں کز شنیدن بلرزد تنم
دشمن مجھے ایسا سخت نہ کہہ سکا		جس کے سننے سے میرا جسم لرزے
تو دشمن تری کاوری بر دہاں	۲	کہ دشمن چنیں گفت اندر نہاں
تو زیادہ دشمن ہے کہ زبان پر لاتا ہے		کہ دشمن نے خفیہ طور پر یہ کہا ہے
سخن چیں کند تازہ جنگِ قدیم	۳	بخشم آورد نیک مردِ سلیم
چغل خور پرانی لڑائی کو تازہ کرتا ہے		سادہ دل نیک انسان کو غصہ میں مبتلا کرتا ہے
ازاں ہم نشیں تا توانی گریز	۴	کہ مر فتنۂ خفتہ را گفت خیز
جس قدر ممکن ہو ایسے ہمنشین سے بھاگ		کہ جو خاص مُردہ فتنہ کو کہے کہ اٹھ
سیہ چال و مرد اندرو بستہ پائے	۵	بہ از فتنہ از جائے بردن بجائے
اندھا کنواں اور اس میں پیر بندھا آدمی		بہتر ہے فتنہ کو جگہ بجگہ لے جانے سے
میان دو تن جنگ چوں آتش ست	۶	سخن چیں بدبخت ہیزم کش ست
دو شخصوں کے درمیان لڑائی مثل آگ ہے		بدبخت چغل خور لکڑہارا ہے

حکایت

کہانی

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
فریدوں وزیرے پسندیدہ داشت	۸	کہ روشن دل و دُور بیں دیدہ داشت
فریدوں ایک ایسا عمدہ وزیر رکھتا تھا		جو روشن دل اور دُور بیں نگاہ رکھتا تھا
رضائے حق اوّل نگہ داشتے	۹	دگر پاس فرمان شہ داشتے
سب سے پہلے خدا کی رضامندی کا خیال رکھتا		پھر بادشاہ کے حکم کا لحاظ رکھتا
نہد عامل سفلہ بر خلق رنج	۱۰	کہ تدبیر ملکست و توفیر گنج
کمینہ حاکم لوگوں کو رنج پہنچاتا ہے		کہ یہی ملک کی تدبیر اور خزانہ کی بڑھوتری ہے

(۱) نیارست، نہ طاقت رکھی۔ جفا گفتنم، میری جفاکاری بیان کرنے کی۔ چناں کز شنیدن، ایسی کہ اس کے سننے سے۔ بلرزد، لرزتا ہے۔ تنم، میرا جسم۔ (۲) دشمن تری، زیادہ دشمن ہے تو۔ کاوری، جو کر لاتا ہے۔ بر دہاں، منہ پر۔ چنیں گفت، دشمن نے ایسے کہا۔ اندر نہاں، پوشیدگی میں۔ (۳) سخن چیں، چغلخور کتنہ، کرتا ہے۔ جنگ قدیم، پرانی جنگ کو۔ بخشم آورد، غصہ میں لاتا ہے۔ نیک مرد سلیم، سلامتی والے نیک مرد کو۔ (۴) ازاں ہم نشیں، اس ہم نشین سے۔ تا توانی، تو جب تک طاقت رکھے۔ گریز، بھاگ۔ مر فتنۂ خفتہ، خاص سویا ہوا فتنہ۔ گفت، کہا۔ خیز، اٹھ۔ (۵) سیہ چال، اندھا کنواں۔ اندرو بستہ پائے، اس کے اندر پاؤں بندھا ہوا۔ بہ، بہتر۔ از جائے بردن بجائے، ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا۔ (۶) میان دو تن، دو شخصوں کے درمیان۔ چوں آتش، آگ کی طرح۔ ست، ہے۔ سخن چیں بدبخت، بدبخت چغل خور۔ ہیزم کش، لکڑی ڈالنے والا۔ (ﮦ) حکایت، کہانی۔ (۸) فریدوں، ایران کا ایک زبردست بادشاہ۔ پسندیدہ، عمدہ۔ داشت، رکھتا تھا۔ دُور بیں، دُور دیکھنے والی۔ دیدہ، آنکھ۔ (۹) رضائے حق، اللہ کی رضا۔ نگہ داشتے، ملحوظ رکھتا۔ دگر، پھر۔ پاس فرمان شاہ، بادشاہ کے فرمان کا پاس۔ داشتے، وہ رکھتا۔ (۱۰) نہد، رکھتا ہے۔ عامل سفلہ، کمینہ حاکم۔ بر خلق، مخلوق پر۔ تدبیر ملکست، ملک کی تدبیر ہے۔ توفیر گنج، خزانے کا بڑھانا۔

تشریح: (۱) میری جفاکاری بیان کرتے ہوئے مجھے لرزہ براندام کرنے کے حوالے سے جو کام دشمن نہ کرسکا۔ وہ کام دوست نے کر دکھایا۔

(۲) دشمن تو میرے منہ پر میری بُرائی نہ کرسکا۔ لیکن تو نے دوست ہو کر میرے سامنے میری بُرائی کردی۔ لہٰذا دشمن سے زیادہ جری دشمن تو ہی ہے۔

(۳) بڑھا چڑھا کر باتیں بنانا چغل خور کا وطیرہ ہے۔ سلیم الطبع شخصیت کو برانگیختہ کر کے غضبناک کرنا اور دیرینہ جنگ کو نیا (تازہ) کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ (۴) ایسے دوست سے دُور رہنا چاہیئے جس کی فطرت میں سوئے ہوئے فتنوں کو جگانے کی صلاحیت موجود ہو۔

(۵) جا بجا فتنہ انگیزی کرنے سے بہتر ہے۔ انسان تنے تنہا اندھے کنویں میں بند ہو کر جاں بحق ہو جائے۔

(۶) دو آدمیوں کے مابین جنگ آگ کی مانند ہے جبکہ چغل خور کی لگائی بجھائی اسے (جنگ کی آگ کو) ہوا دینا ایندھن بھرنے کے مترادف ہے۔

(ﮦ) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کمینہ فطرت حکمران ہی لوگوں پر ٹیکسوں کی بھرمار کر کے ملک کو منظم اور خزانے کو بھرنے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے۔ (۸) فریدون (ایران کا بادشاہ) کے پاس ایک ایسا وزیر تھا جو انتہائی نیک دل، سمجھدار اور دُور بیں نگاہ رکھتا تھا۔

(۹) وہ (فریدون کا وزیر) رضائے الٰہی کو اوّلین حیثیت دیتا تھا اور بعد ازاں شاہی فرمان کو اہمیت دیتا تھا۔

(۱۰) جو حکمران کمینہ فطرت کا حامل ہوتا ہے۔ وہ بے شمار ٹیکسوں کے ذریعے رعایا کو ایذا پہنچاتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک خزانہ بڑھانا ہی ملکی تدبیر ہے۔

marfat.com

١	اگر جانب حق نداری نگاہ	گزندت رساند ہم از پادشاہ
	اگر تجھے خدا کا دھیان نہیں ہے	تجھے بادشاہ کی جانب سے نقصان پہنچ جائے گا
٢	یکے رفت پیش ملک بامداد	کہ ہر روزت آسائش و کام باد
	ایک شخص صبح کو بادشاہ کے سامنے گیا	کہ ہر روز تجھے آرام اور مقصد حاصل ہو
٣	غرض مشنو از من نصیحت پذیر	ترا در نہاں دشمنت ایں وزیر
	کوئی غرض نہ سمجھ، میری نصیحت سن لے	یہ وزیر در پردہ تیرا دشمن ہے
٤	کس از خاص لشکر نماندست و عام	کہ سیم و زر از وے ندارد بہ دام
	خاص لشکر اور عوام میں سے کوئی نہیں بچا	کہ جس کو اس نے چاندی اور سونا اُدھار نہ دیا ہو
٥	بشرطیکہ چوں شاہ گردن فراز	بمیرد دہند آں زر و سیم باز
	اس شرط پر کہ جب بلند گردن بادشاہ	مرجائے گا وہ سونا اور چاندی لوٹائیں گے
٦	نخواہد ترا زندہ آں خود پرست	مبادا کہ نقدش نیاید بدست
	وہ متکبر تیرا زندہ رہنا نہیں چاہتا ہے	ایسا نہ ہو کہ اس کا نقد ہاتھ میں نہ آسکے
٧	یکے سوئے دستورِ دولت پناہ	بچشم سیاست نگاہ کرد شاہ
	دولت پناہ وزیر کی جانب یکبارگی	بادشاہ نے غصہ کی نگاہ سے دیکھا
٨	کہ در صورتِ دوستاں پیش من	بخاطر چرائی بداندیش من
	کہ میرے سامنے دوستوں کی سی صورت	تو دل میں میرا بدخواہ کیوں ہے
٩	زمیں پیش تختش ببوسید و گفت	چوں پرسیدی اکنوں نشاید نہفت
	اس نے تخت کے آگے زمین کو بوسہ دیا اور بولا	جب آپ نے دریافت کرلیا ہے تو چھپانا مناسب نہیں ہے
١٠	چنیں خواہم اے نامور بادشاہ	کہ باشند خلقت ہمہ نیک خواہ
	اے نامور بادشاہ میں یہ چاہتا ہوں	کہ تمام مخلوق تیری نیک خواہ رہے

(١) جانب حق: اللہ کی جانب۔ نداری: نہ رکھے تو۔ گزندت رساند: تجھے تکلیف پہنچائے۔ ہم از پادشاہ: بادشاہ سے بھی۔ (٢) یکے رفت: ایک شخص گیا۔ پیش ملک: بادشاہ کے سامنے۔ بامداد: صبح سویرے۔ ہر روزت: تجھے ہر دن۔ آسائش: آرام۔ کام: مقصد۔ باد: حاصل ہو۔ (٣) غرض مشنو: میری غرض پس پشت۔ نصیحت پذیر: نصیحت قبول کرلے۔ ترا در نہاں: تیرا پوشیدگی میں۔ دشمنت: دشمن ہے۔ ایں وزیر: یہ وزیر۔ (٤) کس از خاص لشکر: لشکر کے خاص لوگوں میں سے۔ نماندست: نہیں رہا ہے۔ سیم و زر: سونا چاندی۔ از وے: اس سے۔ ندارد: نہ رکھتا ہو۔ بدام: قرض میں۔ (٥) بشرطیکہ: اس شرط سے کہ۔ چوں: جب۔ شاہ گردن فراز: بلند گردن بادشاہ۔ بمیرد: مرجاوے۔ دہند: دیویں۔ آں زر و سیم: وہ سونا چاندی۔ باز: واپس۔ (٦) نخواہد: نہیں چاہتا۔ مرا: مجھ کو۔ آں خود پرست: وہ خود پرست۔ مبادا: مت ہووے۔ نقدش: اس کی نقدی۔ نیاید بدست: نہ آوے ہاتھ میں۔ (٧) یکے: ایک۔ سوئے دستور: وزیر کی طرف۔ دولت پناہ: حکومت کا پشتیبان۔ بچشم سیاست: غصہ کی نگاہ سے۔ نگاہ کرد: نظر کی۔ (٨) در صورت دوستاں: دوستوں کی شکل میں۔ پیش من: میرے سامنے۔ بخاطر: دل میں۔ چرائی: کیوں ہے تو۔ بداندیش من: میرا بدخواہ۔ (٩) زمیں پیش تختش: اس کے تخت کے سامنے کی زمین۔ ببوسید: چومی اس نے۔ گفت: کہا۔ چوں پرسیدی: جب تو نے پوچھ لیا۔ اکنوں: اب۔ نشاید نہفت: چھپانا نہیں چاہیے۔ (١٠) چنیں خواہم: میں ایسے چاہتا ہوں۔ باشند: ہوویں۔ خلقت: مخلوق۔ ہمہ: تمام۔ نیک خواہ: نیکی چاہنے والے۔

تشریح (١) جو شخص اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات توڑ کر صرف بادشاہ سے ناطہ جوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسی بادشاہ کے ذریعے ذلت و رسوائی کا سامان پیدا کردیتا ہے۔ (٢) فریدون کے وزیر کا کوئی بدخواہ شخص روزانہ علی الصبح بادشاہ کے پاس وزیر کی شکایت کرنے کے لیے جایا کرتا تھا تاکہ خود سکون حاصل کرسکے۔ (٣) اس (وزیر کے بدخواہ) نے کہا۔ بادشاہ سلامت! میں اپنی غرض و غایت کی وجہ سے نہیں آیا۔ بلکہ وزیر کی خفیہ دشمنی سے مطلع کرنے آیا ہوں۔ (٤) وہ یہ کہ وزیر نے ہر خاص و عام آدمی کو قرض دے رکھا ہے۔ تاکہ سونے چاندی سے خزانہ خالی ہے۔ (٥) اور قرض دیتے وقت یہ شرط بھی عائد کرتا ہے کہ قرض کی واپسی بادشاہ کی وفات کے بعد ہوگی۔ (٦) اس شرط سے وزیر کی یہی مراد ہے کہ وہ آپ کی درازیٔ عمر کا خواہاں نہیں۔ ورنہ یہ شرط عائد نہ کرتا۔ (٧) چنانچہ روز روز کی لگائی بجھائی سے متاثر ہوکر بادشاہ نے اس کی طرف غضبناک حالت میں نظر کی۔ تاکہ اسے (وزیر کو) زجر و توبیخ کی جائے۔ (٨) بادشاہ نے زبان حال سے وزیر کے سامنے سوال اٹھایا کہ بظاہر تو تم میرے وفادار ہو۔ لیکن اندرون خانہ میری جلد موت کے خواہاں ہونے کی صورت میں جان کے درپے ہو۔ (٩) وزیر نے دربار شاہی کے تمام آداب کی بجا آوری کرتے ہوئے عرض کیا کہ جب آپ نے یہ قصۂ پارینہ چھیڑ دیا ہے تو میرے لیے اس کا چھپانا مناسب نہیں۔ (١٠) اس سے میرا مقصود آپ کی جلد موت نہیں۔ بلکہ لوگوں میں قرض واپس نہ کرنے کی سکت نہ ہونے کے باعث آپ (بادشاہ) کی طول عمر کے لیے دُعاگو رہیں گے۔

marfat.com

۱	چو مرگت بود وعدۂ سیم من	بقایش خواہندت از بیم من
	جب میری چاندی دینے کا وعدہ تیری موت پر ہوگا	میرے خوف سے تیری زندگی زیادہ چاہیں گے
۲	نخواہی کہ مردم بصدق و نیاز	سرت سبز خواہند و عمرت دراز
	کیا تو نہیں چاہتا کہ سچائی اور نیازمندی کے ساتھ	لوگ تیری سرسبزی اور دراز عمر چاہیں
۳	غنیمت شمارند مرداں دعا	کہ جوشن بود پیش تیر بلا
	لوگ دعا کو غنیمت سمجھتے ہیں	کہ وہ بلا کے تیر کے مقابلہ میں زرہ ہے
۴	پسندیدہ از و شہریار آنچہ گفت	زگل رویش از تازگی برشگفت
	جو کچھ اس نے کہا بادشاہ نے اس کو پسند کیا	تازگی سے اس کے چہرے پر پھول کھل گئے
۵	زقدر و مکانیکہ دستور داشت	مکانش بیفزود و قدرش فراشت
	وزیر جو مرتبہ اور مقام رکھتا تھا	اس کا مقام بلند کردیا اور اس کا رتبہ بڑھا دیا
۶	ندیدم ز غماز سرگشتہ تر	نگوں طالع و بخت برگشتہ تر
	میں نے چغل خور سے زیادہ حیران کسی کو نہیں دیکھا	زیادہ اوندھے ستارے والا اور پھرے نصیب والا
۷	ز نادانی و تیرہ رائی کہ اوست	خلاف افگند درمیانِ دو دوست
	اپنی نادانی اور بدعقلی سے	دو دوستوں میں اختلاف پیدا کرتا ہے
۸	میان دو کس آتش افروختن	نہ عقلست و خود درمیاں سوختن
	دو انسانوں کے درمیان آگ بھڑکانا	اور خود درمیان میں جلنا عقل کی بات نہیں ہے
۹	چو سعدیؒ کسے ذوقِ خلوت چشید	کہ از ہر دو عالم زباں درکشید
	سعدیؒ کی طرح جس کسی نے خلوت کا مزہ چکھ لیا ہے	اس نے دونوں جہاں سے زبان بند کرلی ہے
۱۰	بگو آنچہ دانی سخن سودمند	وگر ہیچ کس را نیاید پسند
	جو کچھ تجھے معلوم ہے مفید بات کر	خواہ کسی کو بھی پسند نہ آئے

(۱) چو: جب۔ مرگت: تیری موت۔ بود: ہوئے گی۔ وعدۂ سیم من: میری چاندی کا وعدہ۔ بقایش خواہندت: تیری زندگی لمبی چاہیں گے۔ (۲) نخواہی: تو نہیں چاہتا۔ مردم: لوگ۔ بصدق و نیاز: سچائی اور نیازمندی سے۔ سرت سبز: تجھے سرسبز۔ خواہند: چاہیں گے۔ عمرت دراز: تیری عمر لمبی۔ (۳) شمارند: شمار کریں گے۔ مرداں: لوگ۔ جوشن: زرہ۔ بود: ہوئے۔ پیش تیر بلا: مصیبت کے تیر کے سامنے۔ (۴) ازو: اس سے۔ شہریار: بادشاہ۔ آنچہ گفت: جو کچھ اس نے کہا۔ زگل: پھول سے۔ رویش: اس کا چہرہ۔ برشگفت: کھل اٹھا۔ (۵) قدر و مکانیکہ: جو قدر اور مرتبہ۔ دستور: وزیر۔ داشت: رکھتا تھا۔ مکانش: اس کا مرتبہ۔ بیفزود: بڑھا دیا۔ قدرش: اس کی قدر۔ فراشت: بلند کردی۔ (۶) ندیدم: نہیں دیکھا میں نے۔ غماز: چغل خور۔ سرگشتہ تر: زیادہ پریشان۔ نگوں طالع: اوندھے ستارے والا۔ بخت برگشتہ تر: بہت پھرے نصیب والا۔ (۷) تیرہ رائی: غلط رائے۔ کہ: جو کہ۔ اوست: وہ ہے۔ خلاف افگند: جھگڑا ڈال دیتا ہے۔ (۸) میان دو کس: دو شخصوں کے درمیان۔ آتش افروختن: آگ جلا دینا۔ نہ عقلست: عقل نہیں ہے۔ درمیاں سوختن: بیچ میں جلنا۔ (۹) چو سعدیؒ: سعدیؒ کی طرح۔ کسے: جو شخص۔ ذوق خلوت: تنہائی کا مزا۔ چشید: چکھ لیا۔ از ہر دو عالم: دونوں جہان سے۔ زباں درکشید: زبان روک لی۔ (۱۰) بگو: کہہ۔ آنچہ دانی: جو کچھ جانتا ہے۔ سخن: بات۔ سودمند: مفید۔ وگر: اگرچہ۔ ہیچ کس را: کسی آدمی کو۔ نیاید پسند: پسند نہ آوے۔

تشریح (۱) جب قرض کی ادائی آپ (بادشاہ) کی عمر کے ساتھ مشروط ہے تو اس صورت میں میرے (وزیر) خوف سے بچنے کے لیے آپ (بادشاہ) کے لیے طوالت عمر کے لیے خواہاں ہوں گے۔ (۲) کیا آپ (بادشاہ) کی آرزو نہیں کہ لوگ آپ (بادشاہ) کی شاداب زندگی اور طویل عمری کی دعا کریں۔

(۳) چونکہ دعاؤں کے ذریعے مصائب و آلام کے تیر روکے جا سکتے ہیں۔ اس لیے ہر شخص دعا کو غنیمت جان کر اسی پر قناعت کرتا ہے۔

(۴) وزیر کا خوبصورت جواب بادشاہ کو نہ صرف پسند آیا۔ بلکہ درازیٔ عمر کی یہ تدبیر بھی خوب اچھی لگی۔ جس کے باعث بادشاہ کا چہرہ کھل اٹھا۔

(۵) چنانچہ بادشاہ نے وزیر کے دل میں محبت بھرے جذبات محسوس کرتے ہوئے اسے مزید ترقی دے دی یعنی اپنے تئیں وزیر کی قدر و منزلت میں اضافہ کردیا۔ (۶) اس نوعیت کے اوقات میں چغل خور کی پریشان کن حالت دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسے وقت اس کا ستارہ گردش میں ہوتا ہے۔

(۷) چغل خور اپنی نادانی اور بدخواہی کی بنا پر دوستوں کے درمیان فساد برپا کر کے ان (دوستوں) کے دلوں میں نفرت کی دیوار کھڑی کر دیتا ہے۔

(۸) بطور نتیجہ فساد کی آگ بھڑکا کر درمیان میں خود کو نفرتوں پر مشتمل آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں لانا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔

(۹) جس شخص نے اپنی زبان کو چغل خوری سے روک لیا، وہ شیخ سعدیؒ کی طرح خلوت نشینی کا خوگر و پیکر ہے۔

(۱۰) اگر کوئی کام کی بات ہو تو کہہ دینی چاہیے۔ خواہ اسے کوئی شخص پسندیدگی کی نظر سے دیکھے یا نہ دیکھے۔

marfat.com

۱	کہ فردا پشیماں برآرد خروش	کہ آیا چرا حق نہ کردم بگوش
	اس لیے کہ وہ کل شرمندہ ہوکر چیخے گا	کہ میں نے حق بات کیوں نہ سنی تھی

حکایت

کہانی

۲	زنِ خوب فرماں برِ پارسا	کند مردِ درویش را بادشاہ
	اچھی فرماں بردار نیک بیوی	فقیر شوہر کو بادشاہ بنا دیتی ہے
۳	برو پنج نوبت بزن بر درت	کہ یارِ موافق بود در برت
	جا! پانچ مرتبہ اپنے دروازہ پر نقارہ بجوا	جب موافقت کرنے والا یار تیری بغل میں ہو
۵	ہمہ روز گر غم خوری غم مدار	چو شب غمگسارت بود در کنار
	اگر تمام دن تو غم کھاتا ہے تو فکر نہ کر	جب رات کو ایک غمگسار تیری بغل میں ہو
۶	کرا خانہ آباد و ہم خانہ دوست	خدا را برحمت نظر سوئے اوست
	جس کا گھر آباد ہو اور بیوی دوست ہو	اس پر خداوند کی رحمت کی نگاہ ہے
۷	چو مستور باشد زنِ خوب رو	بدیدار او در بہشت ست شو
	جب خوبصورت بیوی گھر میں چھپی ہو	تو اس کے دیدار کی وجہ سے شوہر جنت میں ہے
۸	کسے برگرفت از جہاں کامِ دل	کہ یک دل بود با وے آرامِ دل
	اس شخص نے دنیا میں مقصد حاصل کرلیا	کہ جس کی بیوی اس کے ساتھ ہم رائے ہو
۹	اگر پارسا باشد و خوش سخن	نگہ در نکوئی و زشتی مکن
	اگر وہ نیک اور خوش کلام ہو	تو خوبصورتی اور بدصورتی کا دھیان نہ کر
۱۰	زنِ خوش منش دل ستاں بہ کہ خوب	کہ آمیزگاری بپوشد عیوب
	خوش مزاج دلچسپ بیوی خوبصورت سے بہتر ہے	اس لیے کہ گھل میل عیوب چھپا دیتا ہے

(۱) فردا: کل آئندہ۔ پشیمان: شرمندہ۔ برآرد: نکالے گا۔ کہ آیا: ہے افسوس۔ چرا: کیوں۔ نہ کردم: نہ کیا میں نے۔ بگوش: کان میں۔ (۲) حکایت: کہانی۔
(۳) زنِ خوب: اچھی بیوی۔ فرماں بر: حکم ماننے والی۔ پارسا: پرہیزگار۔ کند: کرتی ہے۔ مردِ درویش: فقیر آدمی۔
(۴) برو: جا۔ پنج نوبت بزن: پانچ دفعہ نقارہ بجا۔ بر درت: اپنے دروازہ پر۔ کہ: جبکہ۔ یارِ موافق: موافقت کرنے والا یار یعنی بیوی۔ بود: ہووے۔ در برت: تیری بغل میں۔
(۵) ہمہ روز: سارا دن۔ غم خوری: غم کھائے تو۔ مدار: مت رکھ۔ چو: جب۔ شب: رات۔ غمگسارت: غم خوار تیری۔ بود: ہووے۔ در کنار: گود میں۔
(۶) کرا: جس کا۔ خانہ: گھر۔ ہم خانہ: مراد بیوی۔ خدا را: خدا کو۔ برحمت: رحمت کی۔ سوئے اوست: اس کی طرف ہے۔ (۷) چو: جب۔ مستور: چھپی ہوئی۔ باشد: ہووے۔ زنِ خوب رو: خوبصورت بیوی۔ بدیدار او: اس کے دیدار سے۔ شو: شوہر۔
(۸) کسے: وہی شخص۔ برگرفت: حاصل کیا۔ کامِ دل: دل کا مقصود۔ یک دل بود: دل سے دل ملا ہو۔ با وے: اس کے ساتھ۔ آرامِ دل: دل کا آرام مراد بیوی۔ (۹) پارسا: پرہیزگار۔ باشد: ہووے۔ خوش سخن: میٹھی بات والی۔ نکوئی و زشتی: خوبصورتی اور بدصورتی۔ مکن: مت کر۔
(۱۰) زنِ خوش منش: اچھی طبیعت والی بیوی۔ دل ستاں: دل موہ لینے والی۔ بہ: بہتر۔ کہ خوب: خوبصورت سے۔ آمیزگاری: میل ملاپ۔ بپوشد: ڈھانپ لیتی ہے۔ عیوب: جمع عیب۔

تشریح (۱) کیونکہ جس شخص نے حق بات پر کان نہ دھرے۔ وہ کل قیامت کے دن پچھتائے گا اور حسرت و یاس کے عالم میں کہے گا کہ اے کاش: دنیا میں حق بات قبول کرلی ہوتی۔ (۲) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اچھی بیوی وہی ہے۔ جو فرمانبردار اور نیک سیرت ہو۔ خوبصورت بیوی نافرمانی کی وجہ سے گھر کو جہنم کدہ بنا دیتی ہے۔ (۳) اگر بیوی نیک سیرت اور فرمانبردار ہو تو وہ فقیر کو بادشاہوں جیسی خوشیاں مہیا کرکے اپنا سرتاج بنا دیتی ہے۔ (۴) اس دور (شیخ سعدیؒ کے دور) میں اعزازی طور پر بادشاہوں کے لیے پانچ وقت نوبت (نقارہ) بجائی جاتی تھی۔ فرمانبردار بیوی ملنے پر خوشی کے اظہار کے لیے کہا گیا ہے۔ (۵) جو شخص دن بھر کی مشقت کرکے حسرت و یاس کے باعث غمگین ہوتا ہے۔ اسے غمخوار بیوی کی طرف سے رات کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ (۶) جس کے پاس محبت کرنے والی بیوی ہو تو اس کا گھر نہ صرف جنت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت بھی نازل ہوتی ہے۔ (۷) حسن و جمال کی پیکر بیوی اگر پردہ دار ہو تو خاوند یہ احساس کرکے پھولے نہیں سماتا کہ وہ اپنی بیوی کا نہیں بلکہ جنت کی حور کا دیدار کر رہا ہے۔
(۸) دنیا میں اسی شخص کے دل کی مراد پوری ہوتی ہے۔ جس کو ہمدرد و دمساز اور ہمدم بیوی کا ملاپ حاصل ہوا ہو۔
(۹) اگر بیوی کی گفتگو میں مٹھاس اور کردار میں پرہیزگاری کا عنصر نمایاں طور پر پایا جاتا ہو تو بدصورت ہونے کے باوجود وہ (بیوی) قابل قدر ہے۔
(۱۰) اگر وہ (بیوی) خوش مزاج، دل نشین، صاحب ذوق ہے تو وہ بدصورتی کے باوجود خوبصورت بیوی سے بہت بہتر ہے۔ کیونکہ یہ اوصاف عیب کو چھپا دیتے ہیں۔

marfat.com

چو حلوا خورد سرکہ از دست شوئے	۱	نہ حلوا خورد سرکہ اندودہ رو
جو شوہر کے ہاتھ سے سرکہ حلوے کی طرح کھالے		نہ کہ حلوا منہ کو سرکہ ملے ہوئے کھائے
برد از پری چہرۂ زشت خوی	۲	زن دیو سیمائے خوش طبع گوئے
پری جیسی چہرہ والی بدطبیعت سے بازی لے جاتی ہے		دیو جیسی شکل والی خوش طبع بات کرنے والی بیوی
دل آرام باشد زن نیک خواہ	۳	ولیکن زن بد خدایا پناہ
نیک خواہ بیوی دل کا سکون ہوتی ہے		لیکن بد بیوی: اے خدا پناہ ہے
چو طوطی کلاغش بود ہم نفس	۴	غنیمت شمارد خلاص از قفس
جب طوطے کا ہمدم کالا کوا ہو		وہ پنجرے سے چھٹکارے کو غنیمت سمجھے گا
سر اندر جہان نہ باآوارگی	۵	دگرنہ بنہ دل بہ بیچارگی
دنیا میں آوارگی پر سر رکھ دے		ورنہ عاجزی پر صبر کرلے
بزندان قاضی گرفتار بہ	۶	کہ در خانہ دیدن برابرو گرہ
قاضی کی قید میں گرفتار ہوجانا بہتر ہے		گھر میں پیشانی پر بل دیکھنے سے
سفر عید باشد بران کدخدا	۷	کہ بانوئے زشتش بود درسرائے
اس شوہر کے سفر عید ہوتا ہے		جس کے گھر میں بُری بیوی ہو
در خرمی بر سرائے بہ بند	۸	کہ بانگ زن از وے برآید بلند
اس مکان پر خوشی کا دروازہ بند کردے		جس سے بیوی کی چیخیں بلند ہوں
چو زن راہ بازار گیرد بزن	۹	دگرنہ تو در خانہ بنشیں چو زن
جب بیوی بازار کا راستہ لے اس کو مار		ورنہ تو گھر میں عورت کی طرح بیٹھ جا
اگر زن ندارد سوئے مرد گوش	۱۰	سراویل کحلش در مرد پوش
اگر بیوی شوہر کی طرف کان نہ دھرے		اس کا سرمئی پاجامہ شوہر کو پہنا دو

(۱) چو حلوہ: حلوے کی طرح۔ خورد: کھا لیتی ہے۔ از دست شوئے: شوہر کے ہاتھ سے۔ خورد: کھاتی ہے۔ سرکہ اندودہ رو: چہرے پر سرکہ ملے ہوئے یعنی بدمزاجی سے چہرہ سکیڑنے والی۔ (۲) برد: لے جاتی ہے۔ پری چہرہ: پری جیسے چہرے والی۔ زشت خو: بری عادت والی۔ زن دیو سیمائے: جن جیسی شکل والی بیوی۔ خوش طبع گو: اچھی بات کرنے والی۔ (۳) باشد: ہوتی ہے۔ زن نیک خواہ: نیک چاہنے والی بیوی۔ زن بد: بدخواہ بیوی۔ خدایا پناہ: اے خدا پناہ دے۔ (۴) چو: جب۔ کلاغش: کوا اس کا۔ بود: ہووے۔ ہم نفس: ایک سانس، ہمدم۔ شمارد: شمار کرتا ہے۔ خلاص از قفس: پنجرے سے رہائی۔ (۵) بنہ: رکھ۔ باآوارگی: آوارہ گردی سے۔ بنہ دل: دل رکھ لے۔ بہ بیچارگی: عاجزی پر۔ (۶) بزندان قاضی: قاضی کے جیل خانہ میں۔ گرفتار: قیدی۔ بہ: بہتر۔ کہ در خانہ دیدن: گھر میں دیکھنے سے۔ برابرو: ابروؤں پر۔ (۷) باشد: ہوتا ہے۔ بران کدخدا: اس شوہر پر۔ بانوئے زشتش: اس کی بدمزاج بیوی۔ بود: ہووے۔ درسرائے: گھر میں۔ (۸) در خرمی: خوشی کا دروازہ۔ برسرائے: ایسے گھر پر۔ بہ بند: بند کردے۔ بانگ زن: عورت کی آواز۔ از وے: اس سے۔ برآید بلند: نکلتی ہو بلند۔ (۹) چو زن: جب عورت۔ راہ بازار: بازار کا راستہ۔ گیرد: اختیار کرے۔ بزن: مار۔ در خانہ: گھر میں۔ بنشیں: تو بیٹھ جا۔ چو زن: عورت کی طرح۔ (۱۰) زن: عورت۔ ندارد: نہیں رکھتی۔ سوئے مرد: مرد کی طرف۔ گوش: کان۔ سراویل کحلش: اس کا سرمئی رنگ کا پاجامہ۔ در مرد: مرد کو۔ بپوش: پہنا دے۔

تشریح: (۱) مذکورہ تینوں صفات (خوش مزاج، دلنشین، صاحب ذوق) سے متصف بیوی تنگی کے دن خوشی کے ساتھ (حلوہ کی طرح) گذارتی ہے۔ اور بدمزاج بیوی خوشحالی کے دن کو بھی بدحالی کی فضا (سرکہ کی طرح ترش) میں تبدیل کردیتی ہے۔ (۲) اگر بدصورت بیوی شیریں کلام و خوش گفتار ہو تو وہ تندخو اور بدمزاج خوبصورت بیوی کو مات دے دیتی ہے۔ (۳) جو بیوی اپنے خاوند کی خیر خواہ ہوتی ہے۔ وہ دل کو سکون و سرور پہنچاتی ہے۔ اور بدخواہ بیوی سے اللہ کی پناہ۔ (اُف توبہ) (۴) جس طوطی کے ساتھ کالا کوا بند کردیا جائے۔ وہ (طوطی) پنجرے سے چھٹکارا حاصل کرنے کو ترجیح دیتی ہے۔
(۵) بدمزاج بیوی سے گذر بسر کرنے کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ گھر سے باہر آوارگی ۲۔ گھر کے اندر ذلت و خواری اور بے چارگی۔ (۶) جو بیوی اپنے شوہر کا استقبال تندخوئی و تندمزاجی سے کرتی ہے۔ ایسے گھر میں داخل ہونے سے بہتر ہے کہ آدمی جیل کی کال کوٹھڑی میں قید ہوجائے۔ (۷) جس کے گھر میں تندمزاج بیوی ہو۔ اس خاوند کا سفر عید جیسی خوشیاں لاتا ہے۔ کیونکہ کچھ دن بیوی سے دُور رہنے سے راحت حاصل ہوگی۔ (۸) جس گھر میں جھگڑالو بیوی چلا چلا کر بولتی ہے۔ اس گھر میں کبھی بھی خوشیوں کا بسیرا نہیں ہوتا۔ کیونکہ جھگڑے سے رحمت و برکت اُٹھ جاتی ہے۔ (۹) اپنی بیوی کو بازار جانے سے روک دینا چاہیے۔ اگر باز نہیں آتی تو اس کی پٹائی کرو۔ ورنہ خود ہی گھر میں منہ چھپا کر بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ یوں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں۔ (۱۰) بیوی اگر خاوند کی نافرمان ہے اور مرد کی بات کو توجہ سے نہیں سنتی تو اس صورت میں مرد کو خود بیوی بن کر زندگی بسر کرنی چاہیے۔

marfat.com

۱	زنے را کہ جہل ست و ناراستی جس بیوی میں نادانی اور بدچلنی ہے	بلائے سرِ خود نہ زن خواستی تو نے اپنے سر کی بلا چاہی ہے نہ کہ بیوی
۲	چو در کیلۂ جو امانت شکست جو ایک جو میں امانت ختم کردے	از انبار گندم فروشوئی دست گیہوں کے ڈھیر سے ہاتھ دھولے
۳	براں بندہ حق نیکوئی خواستست اس بندہ کی خدا نے بھلائی چاہی ہے	کہ با او دل و دست زن راستست جس کے لیے بیوی کا ہاتھ اور دل سچا ہو
۴	چو در روئے بیگانہ خندید زن جب اجنبی کے سامنے بیوی ہنس پڑی	دگر مرد گو لاف مردی مزن پھر شوہر سے کہو مردانگی کی ڈینگیں نہ مارے
۵	زن شوخ چوں دست در قلیہ کرد بے حیا بیوی جب قورمہ پر ہاتھ مارنے لگے	برو گو بنہ پنجہ بر روئے مرد جاؤ اس سے کہہ دو کہ شوہر کے منہ پر ہاتھ دھر دے
۶	ز بیگانگاں چشم زن کور باد اجنبی لوگوں سے بیوی کی آنکھ اندھی ہو	چو بیروں شد از خانہ در گور باد جب گھر سے باہر نکلی پھر قبر میں ہو
۷	چو بینی کہ زن پائے بر جائے نیست جب تو دیکھے کہ بیوی کا قدم اپنی جگہ نہیں ہے	ثبات از خردمندی و رائے نیست پھر ٹکاؤ عقل مندی اور تدبیر کی بات نہیں ہے
۸	گریز از کفش در دہان نہنگ اس کے ہاتھ سے مگرمچھ کے منہ میں بھاگ جا	بر فتن بہ از زندگانی بہ ننگ ذلت کے جینے سے مر جانا بہتر ہے
۹	بپوشانش از مرد بیگانہ روئے غیر مرد سے اس کا منہ چھپا	وگر نشنود چہ زن آنگہ چہ شو اگر نہ مانے تو پھر کیا بیوی کیا شوہر
۱۰	زن خوب و خوش طبع جو زینہار خوش طبع خوبصورت بیوی بھی باعث رنج اور بوجھ ہے	رہا کن زن زشت ناساز گار ناموافق بدصورت بیوی کو طلاق دیدے

(۱) زنے راکہ، جس عورت کو کہ۔ جہل ست، جہالت ہے۔ ناراستی، بدچلنی۔ بلائے سرِ خود، اپنے سر کی بلا۔ نہ زن خواستی، عورت نہیں چاہی ہے تو نے۔ (۲) کیلۂ جو، جو کا ٹوپہ۔ شکست، توڑ دی۔ انبار گندم، گندم کا ڈھیر۔ فروشو، دھو ڈال۔ دست، ہاتھ۔ (۳) براں بندہ، اس بندے پر۔ حق، اللہ تعالیٰ۔ نیکوئی خواستست، بھلائی چاہی ہے۔ با او، اس کے ساتھ دل و دست زن، عورت کا دل اور ہاتھ۔ راستست، ٹھیک ہے۔ (۴) چو، جب۔ در روئے بیگانہ، بیگانے کے سامنے۔ خندید زن، ہنسی عورت۔ دگر، پھر۔ گو، کہہ لاف مردی، مردانگی کی ڈینگ۔ مزن، مت مار۔ (۵) زن شوخ، بے حیا عورت۔ چوں دست، جب ہاتھ۔ قلیہ، قورمہ۔ کرد، کیا۔ برو، جا۔ گو، کہہ دے۔ بنہ، رکھ دے۔ پنجہ، ہاتھ۔ بر روئے مرد، مرد کے منہ پر یعنی وہ مرد بولنے کے قابل نہیں رہا۔ (۶) بیگانگاں، غیر لوگ۔ چشم زن، عورت کی آنکھ۔ کور باد، اندھی ہو جائے۔ چوں، جب۔ بیروں شد، باہر نکل گئی۔ از خانہ، گھر سے۔ در گور، قبر میں۔ باد، ہووے۔ (۷) چو بینی، جب تو دیکھے زن، عورت۔ پائے بر جائے، پاؤں جگہ پر۔ نیست، نہیں ہیں۔ ثبات، تحمل۔ از خردمندی، عقل مندی سے۔ (۸) گریز، بھاگ۔ از کفش، اس کے ہاتھ سے۔ دہان نہنگ، مگرمچھ کا منہ۔ برفتن بہ، چلا جانا بہتر ہے۔ بہ ننگ، ذلت سے۔ (۹) بپوشانش، اس کو چھپا دے۔ رو، چہرہ۔ ونشنود، نہ سنے۔ چہ زن، کیا عورت۔ چہ شو، کیا شوہر۔ (۱۰) زن خوب، خوبصورت عورت۔ جو، ڈھونڈ۔ زینہار، ہر گز یا ہمیشہ۔ رہا کن، چھوڑ دے یعنی طلاق دیدے۔ زن زشت، بدصورت عورت۔ ناساز گار، موافقت نہ کرنے والی۔

تشریح

(۱) جو عورت جہالت کی پیکر، بدچلنی کی خوگر ہو۔ وہ دراصل عورت نہیں بلکہ وہ آفت ہے، قیامت ہے، مصیبت ہے۔

(۲) جب عورت جو جیسی معمولی چیز میں امانت کا خیال نہیں رکھتی۔ تو گندم جیسی قیمتی شے میں خیانت کا عمل بھی لازمی ہوگا۔

(۳) اللہ تعالیٰ جس شخص کی بھلائی کا سامان دنیا میں مہیا کرتا ہے تو اسے ایسی بیوی عطا فرماتا ہے۔ جو ہر لحاظ سے شوہر کی تابعدار ہوتی ہے۔

(۴) جس شخص کی بیوی غیروں کے ساتھ ہنستی کھیلتی یا موج میلہ اڑاتی ہے۔ تو مرد کو چاہیئے کہ وہ اپنی مردانہ وجاہت کے نغمے نہ الاپے۔

(۵) جو عورت اپنے خاوند کا مال و دولت بے دردی کے ساتھ خرچ کرتی ہے تو گویا اس (عورت) نے اپنے شوہر کو کہیں بات کرنے کے قابل نہیں چھوڑا۔

(۶) جب کوئی عورت اپنے گھر سے باہر قدم رکھنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ وہ قبر میں دفن ہو جائے۔ اس کے لیے یہی بہتر ہے۔ اور غیر مردوں کے لیے ایسے ہو جائے جیسے اس کی آنکھیں نہیں ہیں۔ (۷) جب کوئی مرد اپنی بیوی کے قدم ڈگمگاتے ہوئے دیکھے تو برداشت کرنا غیرت مندی کے خلاف ہے۔ کیونکہ اسی کا نام بے غیرتی ہے۔

(۸) ایسی بدچلن عورت کو گھر میں جگہ دینے سے بہتر ہے۔ آدمی موت کی آغوش میں چلا جائے۔ ذلت و رسوائی کی زندگی بسر کرنے سے یہی بہتر ہے۔

(۹) اپنی عورت کو ہوس پرست نگاہوں سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ اسے شرعی پردہ کرانا چاہیئے۔ اگر وہ پردہ نہ کرے تو پھر تیری نامردی میں کوئی شک نہیں۔ (۱۰) خوبصورت اور خوش گفتار بیوی وہی ہے جس کا دل، دماغ اور مزاج اپنے خاوند کے موافق ہو۔ چنانچہ بیوی تلاش کرتے وقت خوبصورتی کا یہی معیار ہونا چاہیئے۔

marfat.com

چہ نغز آمد ایں یک سخن از دو تن	۱	کہ بودند سرگشتہ از دست زن
دو شخصوں کی یہ بات کتنی عجیب ہے		جو بیویوں کے ہاتھ سے پریشان تھے
یکے گفت کس را زن بد مباد	۲	دگر گفت زن در جہاں خود مباد
ایک نے کہا خدا کرے کسی کی بیوی بد نہ ہو		دوسرے نے کہا خدا کرے دنیا میں عورت ہی نہ ہو
زن نو کن اے دوست ہر نو بہار	۳	کہ تقویم پاری نیاید بکار
اے دوست ہر نوبہار میں نئی بیوی بنا		اس لیئے کہ گذشتہ سال کی جنتری کام میں نہیں آتی ہے
تہی پائے رفتن بہ از کفش تنگ	۴	بلائے سفر بہ کہ در خانہ جنگ
ننگے پیر چلنا تنگ جوتے سے بہتر ہے		سفر کی مصیبت اٹھانا خانہ جنگی سے بہتر ہے
زناں شوخ و فرمانده و سرکشند	۵	و لیکن شنیدم کہ در بر خوش اند
عورتیں شوخ اور حکم چلانے والی اور سرکش ہیں		لیکن میں نے سنا ہے کہ بغل میں راضی رہتی ہیں
کسے را کہ بینی گرفتار زن	۶	مکن سعدیا طعنہ بر وے مزن
اگر تو کسی کو بیوی میں پھنسا دیکھے		اے سعدی تو اس پر طعنہ زنی نہ کر
تو ہم جور بینی و بارش کشی	۷	اگر یک زماں در کنارش کشی
تو بھی اس کا ظلم سہے گا اور اس کا بوجھ اٹھائے گا		اگر تھوڑی دیر کے لیئے اس کو بغل میں دبالے گا

حکایت

کہانی

جوانے زنا سازگاری جفت	۹	بر پیر مردے بنالید و گفت
ایک نوجوان، بیوی کی مخالفت سے		ایک بوڑھے آدمی کے سامنے نالاں ہوا اور کہا
گراں باری از دست ایں خصم چیر	۱۰	چناں مے برم کآسیا سنگ زیر
اس غالب دشمن کے ہاتھ سے میں بوجھ		اس طرح برداشت کر رہا ہوں جیسے چکی کا نچلا پاٹ

(۱) چہ نغز: کیا عجیب۔ آمد: آیا۔ ایں سخن: یہ بات۔ از دو تن: دو شخصوں سے۔ کہ بودند: جو کہ تھے۔ سرگشتہ: پریشان۔ از دست زن: عورت کے ہاتھ سے۔ (۲) یکے گفت: ایک نے کہا۔ کس را: کسی کو۔ زن بد: بری عورت۔ مباد: نہ ہووے۔ دگر گفت: دوسرے نے کہا۔ زن خود: عورت ہی۔ مباد: نہ ہووے۔ (۳) زن نو: نئی بیوی۔ کن: کر۔ نو بہار: نئی بہار مُراد نیا سال۔ تقویم پاری: پچھلے سال کی جنتری۔ نیاید: نہیں آتی۔ بکار: کام میں۔ (۴) تہی پائے: ننگے پاؤں۔ رفتن: چلنا۔ بہ: بہتر۔ کفش تنگ: تنگ جوتی۔ بلائے سفر: سفر کی مصیبت۔ بہ: بہتر۔ در خانہ: گھر میں۔ (۵) زناں: عورتیں۔ فرمانده: حکم چلانے والی۔ سرکشند: نافرمان ہیں۔ شنیدم: میں نے سنا۔ در بر: بغل میں۔ خوش اند: خوش رہتی ہیں یا اچھی لگتی ہیں۔ (۶) کسے را: جس کسی کو۔ بینی: تو دیکھے۔ گرفتار زن: عورت کا گرفتار۔ مکن: مت کر۔ سعدیا: اے سعدی۔ طعنہ بر وے: اس پر طعنہ۔ مزن: مت مار۔ (۷) تو ہم: تو بھی۔ جور: ظلم۔ بینی: دیکھے تو۔ بارش: اس کا بوجھ۔ کشی: کھینچے تو۔ یک زماں: تھوڑی دیر۔ در کنارش: بغل میں اس کو۔ کشی: کھینچے تو۔ (۸) حکایت: کہانی۔ (۹) جوانے: ایک جوان۔ ناسازگاری جفت: بیوی کی ناموافقت سے۔ بر پیر مردے: ایک بزرگ آدمی کے پاس۔ بنالید: رویا۔ گفت: کہا۔ (۱۰) گراں باری: بھاری بوجھ ہونا۔ دست ایں خصم چیر: اس غالب دشمن کا ہاتھ۔ چناں: ایسے۔ مے برم: لے جاتا ہوں۔ کآسیا: جیسا کہ چکی۔ سنگ زیر: نچلا پاٹ۔

تشریح: (۱) اپنی بیویوں کی غلط روش سے تنگ آنے والے دو آدمیوں نے بہت ہی عجیب بات بیان کی ہے۔

(۲) ایک شخص کا کہنا تھا کہ دنیا میں کوئی بیوی بدمزاج نہ ہو اور دوسرے آدمی کا کہنا تھا کہ دنیا میں سرے سے عورت کا وجود ہی نہیں ہونا چاہیئے

(۳) ایک آدمی کا موقف تھا کہ دنیا میں بیوی جنتری کی مثل ہے۔ اس لیئے جنتری کی طرح ہر سال نئی بیوی ہونی چاہیئے۔

(۴) دوسرے شخص کا نظریہ تھا کہ تنگ جوتے پہننے سے ننگے پاؤں چلنا اچھا ہے۔ اگر گھر میں فساد ہو تو سفر کی مشقت و مصیبت کاٹ لینا بہتر ہے۔

(۵) جو عورتیں شوخ مزاج اور تحکمانہ طبیعت اور مغرور ہوتی ہیں۔ لیکن سننے میں آیا ہے کہ وہ ملاپ میں لطف آمیز ہوتی ہیں۔

(۶) جو آدمی بیوی کا دلدادہ ہو اسے اپنے حال پر چھوڑ دے مطعون کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ ایسی شے ہے جس کے بغیر چارۂ کار نہیں۔

(۷) شیخ سعدیؒ خود کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عورتوں کی چبھتی ہوئی تنقید برداشت کر۔ کیونکہ ان سے محظوظ ہونے کی لذت عجب چیز ہے۔

(۸) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب بھی بیوی کی طرف سے خلاف مزاج بات پائے تو خوشگوار لمحات کی خاطر تحمل سے برداشت کرنی چاہیئے

(۹) ایک نوجوان شخص اپنی بیوی کی ناگفتہ بہ باتوں سے اداس ہو کر کسی بزرگ کے سامنے اپنا رونا رویا اور کہا۔

(۱۰) میں اپنی ستمگر بیوی کا وزن ایسے اٹھا رہا ہوں کہ جس طرح چکی کا نچلا پاٹ اوپر والے پاٹ کو اٹھاتا ہے۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
بسختی بنہ گفتش اے خواجہ دل	۱	کس از صبر کردن نگردد خجل
اس نے اس سے کہا اے صاحب سختی پر صبر کرلے		اس لیے کہ صبر کرنے سے کوئی شرمندہ نہیں ہوتا
بشب سنگ بالائی اے خانہ سوز	۲	چرا سنگ زیریں نباشی بروز
اے گھر کو پھونکنے والے رات کو تو اوپر کا پاٹ ہے		تو پھر دن میں تو نچلا پاٹ کیوں نہیں بنتا
چوں از گلبنے دیدہ باشی خوشی	۳	روا باشد ار بارِ خارش کشی
جب تونے پھولوں کی شاخ سے خوشی دیکھی ہو		مناسب ہوگا اگر تو اس کے کانٹے کا بوجھ برداشت کرے
درختیکہ پیوستہ بارش خوری	۴	تحمل کن آنگہ کہ خارش خوری
جس درخت کا تو مسلسل پھل کھائے		اس وقت برداشت کر جب تو اس کا کانٹا کھائے

گفتار در بیان تربیت اولاد

کہاوت اولاد کی تربیت کے بیان میں

مصرع اول		مصرع دوم
پسر چو زدہ برگذشتش سنیں	۶	ز نامحرماں گو فراتر نشیں
جب لڑکے کی عمر دس سال سے زیادہ ہو جائے		اس سے کہو کہ وہ نامحرموں سے دور ہو کر بیٹھے
بر پنبہ آتش نشاید فروخت	۷	کہ تا چشم برہم زنی خانہ سوخت
روئی کے پاس آگ نہ سلگانی چاہیے		اس لیے کہ جب تک تو پلک جھپکائے گا گھر جل جائے گا
چو خواہی کہ نامت بماند بجائے	۸	پسر را خردمندی آموز و رائے
اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا نام باقی رہے		لڑکے کو عقل مندی اور رائے سکھا
کہ گر عقل و رایش نباشد بسے	۹	بمیری و از تو نماند کسے
اگر اس کے پاس اچھی عقل اور رائے نہ ہوگی		تو مر جائے گا اور تیرے بعد کوئی اہل نہ رہے گا
بسا روزگارے کہ سختی برد	۱۰	پسر چوں پدر نازکش پرورد
بہت عرصہ تک سختی اٹھائے گا		لڑکا جب کہ باپ اس کو نازوں سے پالے

(۱) بسختی: سختی پر۔ بنہ: رکھ لے۔ گفتش: اس کو کہا۔ اے خواجہ: اے صاحب۔ کس: کوئی شخص۔ صبر کردن: صبر کرنا۔ نگردد: نہیں ہوتا۔ خجل: شرمندہ۔ (۲) بشب: رات کو۔ سنگ بالائی: اوپر کا پاٹ ہے تو۔ خانہ سوز: گھر جلانے والے۔ چرا: کیوں۔ سنگ زیریں: نچلا پاٹ۔ نباشی: نہیں ہوتا تو۔ بروز: دن کو۔ (۳) چوں: جب۔ از گلبنے: گلاب کی کسی شاخ سے۔ دیدہ باشی: دیکھی ہو تونے۔ روا باشد: جائز ہو دے۔ ار: اگر۔ بار خارش: اس کے کانٹوں کا بوجھ۔ کشی: کھینچے۔ (۴) درختیکہ: جو درخت کہ۔ پیوستہ: ہمیشہ۔ بارش: اس کا پھل۔ خوری: کھاوے تو۔ تحمل کن: برداشت کر۔ آنگہ: جس وقت۔ خارش: اس کا کانٹا۔ خوری: کھاوے تو۔ (۵) تربیت اولاد: بچوں کی پرورش۔ (۶) پسر: بیٹا۔ چو: جب۔ زدہ سنیں: دس سال سے۔ برگذشتش: گزر جاوے تو اس کو۔ ز نامحرماں: نامحرموں سے جن سے نکاح ابدی حرام ہے۔ گو: کہہ۔ فراتر: علیحدہ۔ نشیں: بیٹھ۔ (۷) بر پنبہ: روئی کے پاس۔ آتش: آگ۔ نشاید فروخت: نہیں روشن کرنی چاہیے۔ تا چشم برہم زنی: جب تک تو آنکھ جھپکے۔ خانہ سوخت: گھر جل جائے گا۔ (۸) چو خواہی: جب تو چاہے۔ نامت: تیرا نام۔ بماند: رہ جائے۔ بجائے: جگہ پر۔ پسر را: بیٹے کو۔ خردمندی: عقل مندی۔ آموز: سکھا۔ (۹) رایش: رائے اس کو۔ نباشد: نہیں ہوگی۔ بسے: بہت۔ بمیری: تو مرے گا۔ واز تو: اور تجھ سے۔ نماند: نہیں رہے گا۔ کسے: کوئی۔ (۱۰) بسا: بہت سا۔ روزگارے: زمانہ۔ سختی برد: سختی اٹھائے گا۔ پسر: بیٹا۔ چوں: جب۔ پدر: باپ۔ نازکش: نزاکت سے اس کو۔ پرورد: پالے۔

تشریح (۱) اس بزرگ نے کہا کہ بیوی کی جانب سے سختی برداشت کرنے کے لیے صبر کرنا چاہیے کیونکہ صبر کرنا شرم کی بات نہیں۔
(۲) اگر تو دن کو چکی کا نچلا پاٹ بنتا ہے تو کیا ہوا۔ رات کو تو تجھے پاٹ کا اوپر والا حصہ بننا پڑتا ہے۔
(۳) گلاب کا پھول سونگھنے کے لیے شاخ سے کانٹے چبھتے ہیں تو پھول کی خاطر کانٹوں کی چبھن کو برداشت کرنا چاہیے۔
(۴) پھلدار درخت سے پھل کھا کر اس کے کانٹوں کی چبھن برداشت کرنی چاہیے۔ کیونکہ کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے۔
(۵) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اولاد کی تربیت کے لیے والدین کو غفلت نہیں برتنی چاہیے۔ دس سال کے بچوں کی پٹائی کرکے تربیت کرنی چاہیے۔ (۶) جب بچے دس سال کے ہو جائیں تو انہیں غیر محرموں سے الگ تھلگ رکھنا چاہیے۔ تاکہ بری صحبت کے اثرات سے تحفظ حاصل ہو سکے۔
(۷) جہاں روئی کپاس رکھی ہو وہاں آگ جلانا اچھا نہیں۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے پل جھپکتے میں آگ بھڑک سکتی ہے۔
(۸) اگر دنیا میں نیک نامی چاہیے تو اپنی اولاد کی بہتر تربیت کرنی چاہیے۔ تاکہ دنیا میں لوگ اولاد کی وجہ سے والدین کو اچھے لفظوں میں یاد کریں۔
(۹) اگر اپنے پیچھے (موت کے بعد) کم عقل و احمق اولاد چھوڑے گا تو دنیا میں نام و نشان مٹ جائے گا۔
(۱۰) اگر اولاد کو مشقت کا عادی نہ بنایا جائے تو اسے (اولاد کو) سخت حالات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا ناز و نعم کے بجائے مشقتوں کی عادت ڈالنی چاہیے۔

marfat.com

۱	خردمند و پرہیز گارش برار	اگرش دوستداری بنازش مدار
	اس کو عقل مند اور پرہیزگار اٹھا	اگر تجھے اس سے محبت ہے اس کو ناز میں نہ رکھ
۲	بخردی درش زجر و تعلیم کن	بہ نیک و بدش وعدہ و بیم کن
	بچپن میں اس کو جھڑک اور سکھا	اچھے اور بُرے کا وعدہ اور خوف دلا
۳	نو آموز را ذکر و تحسین وزہ	زتوبیخ و تہدید استاد بہ
	نو آموز کے لیے ذکر اور تعریف اور شاباش	استاد کی سرزنش اور دھمکی سے زیادہ مفید ہے
۴	بیاموز پرورده را دست رنج	دگر دست داری چو قارون بگنج
	پالے ہوئے کو دستکاری سکھا	اگرچہ تو قارون کی طرح خزانہ پر قابو رکھتا ہو
۵	مکن تکیہ بر دستگاہے کہ ہست	کہ باشد کہ نعمت نماند بدست
	اس قدرت پر جو تجھے حاصل ہے بھروسہ نہ کر	اس لیے کہ ہوسکتا ہے کہ دولت ہاتھ میں نہ رہے
۶	بپایان رسد کیسۂ سیم و زر	نگردد تہی کیسۂ پیشہ ور
	سونے اور چاندی کی تھیلی ختم ہوجاتی ہے	پیشہ ور کی تھیلی خالی نہیں ہوتی ہے
۷	چہ دانی کہ گردیدن روزگار	بغربت بگرداندش در دیار
	تجھے کیا معلوم ہے کہ زمانہ کی گردش	اس کو سفر میں گھمائے پھرے ملکوں میں
۸	چو بر پیشۂ باشدش دسترس	کجا دست حاجت برد پیش کس
	اگر اس کو کسی پیشہ پر قدرت حاصل ہوگی	پھر وہ ضرورت کا ہاتھ کسی کے سامنے کب لے جائے گا
۹	ندانی کہ سعدیؒ مکاں از چہ یافت	نہ ہاموں نوشت و نہ دریا شگافت
	تجھے معلوم نہیں سعدیؒ کو مرتبہ کس چیز سے ملا	نہ جنگل طے کیے نہ دریا پھاڑا
۱۰	بخردی بخورد از بزرگاں قفا	خدا دادش اندر بزرگی صفا
	بچپن میں بزرگوں کے طمانچے کھائے	خدا نے اس کو بزرگی میں صفائی عنایت فرمائی

(۱) خردمند: عقل مند۔ پرہیزگارش: اس کو پرہیزگار۔ برآر: نکال۔ اگرش: اگر اس کو۔ دوستداری: دوست رکھتا ہے تو۔ بنازش: ناز سے اس کو۔ مدار: مت رکھ۔ (۲) بخردی: بچپن میں۔ درش: اس کو۔ زجر: جھڑکی۔ تعلیم کن: سکھا۔ نیک و بدش: اس کو نیکی اور بدی۔ وعدہ و بیم: وعدہ اور خوف۔ کن: کر۔ (۳) نو آموز: نیا سیکھنے والا۔ ذکر و تحسین: ذکر اور تعریف۔ زہ: خوب۔ شاباش۔ توبیخ: سرزنش۔ تہدید: دھمکی۔ بہ: بہتر۔ (۴) بیاموز: سکھا۔ پرورده را: پالے ہوئے کو۔ دست رنج: ہاتھ کی محنت یعنی ہنر۔ دست داری: ہاتھ رکھتا ہو تو۔ چو قاروں: قارون کی طرح۔ ایک مالدار جو حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ہوا ہے۔ بگنج: خزانے میں۔ (۵) مکن: مت کر۔ دستگاہے کہ: جو طاقت کہ۔ ہست: ہے۔ باشد: ہو۔ نعمت: دولت۔ نماند: نہ رہے۔ بدست: ہاتھ میں۔ (۶) بپایاں: انتہا کو۔ رسد: پہنچے گی۔ کیسۂ سیم و زر: سونے چاندی کی تھیلی۔ نگردد: نہیں ہوگی۔ تہی: خالی۔ کیسۂ پیشہ ور: ہنرمند کی تھیلی۔ (۷) چہ دانی: تو کیا جانے۔ گردیدن روزگار: زمانے کی گردش۔ بغربت: مسافری میں۔ بگرداندش: پھرائے گی اس کو۔ در دیار: ملکوں میں۔ (۸) چو: جب۔ پیشۂ: کوئی پیشہ۔ باشدش: ہووے اس کو۔ دسترس: قابو۔ کجا: کہاں۔ دست حاجت: ضرورت کا ہاتھ۔ برد: لے جاوے۔ پیش کس: کسی کے آگے۔ (۹) ندانی: تو نہیں جانتا۔ سعدی: مصنف۔ مکاں: مرتبہ۔ از چہ: کس چیز سے۔ یافت: پایا۔ ہاموں: جنگل۔ نوشت: طے کیا۔ شگافت: پھاڑا۔

(۱۰) بخردی: بچپن میں۔ از بزرگاں: بزرگوں کی۔ قفا: دھول۔ بخورد: کھائی۔ دادش: اس کو دی۔ اندر بزرگی: بزرگی میں۔ صفا: صفائی۔

تشریح (۱) اولاد کے ساتھ محبت کا تقاضٰی یہ ہے کہ اسے تقویٰ و پرہیزگاری کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ محنت و مشقت کا عادی بنایا جائے۔

(۲) اسے (اولاد کو) زجر و تنبیہ کی جائے۔ اور اچھے و بُرے کے درمیان امتیاز اور نیکی و بدی کے انجام کی تربیت دی جائے۔

(۳) چھوٹے چھوٹے بچوں کو توصیف و تحسین اور تعریف و شاباش دے کر استاد کی ڈانٹ ڈپٹ کے مقابلے میں بخوبی کام لیا جاسکتا ہے۔

(۴) والدین کتنے ہی دولت مند اور غنی ہوں، پھر بھی انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کی ہنرمندی پر مبنی تعلیم و تربیت کا سامان کریں۔ تاکہ آڑے وقت کام آسکے

(۵) اپنے پاس مال و دولت کی کثرت پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس (مال و دولت) کے اضافے کی تدبیریں اختیار کرنی چاہئیں۔

(۶) سونے چاندی سے زیادہ کارآمد و قیمتی سرمایہ صرف ہنرمندی پر مبنی تعلیم و تربیت ہے۔ کیونکہ ہنر کبھی ختم نہیں ہوتا۔

(۷) مبادا کہ اگر گردش زمانہ کے باعث اولاد پر بُرا وقت آجائے تو وہ ہنر کے ذریعے بُرے حالات پر قابو پانے کی صلاحیت حاصل کرلیں گے۔

(۸) جو لوگ اپنے ہنر میں مہارت حاصل کرلیتے ہیں۔ انہیں کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی نوبت نہیں آتی۔

(۹) شیخ سعدیؒ کے بارے میں معلوم ہونا چاہیئے کہ اسے (شیخ سعدیؒ کو) بلند مرتبہ پانے کے لیے جنگل کی خاک نہیں چھاننی پڑی۔

(۱۰) بلکہ کمال مرتبہ تک پہنچنے کے لیے اساتذہ و اکابرین کی زجر و توبیخ اور تنبیہ پر صبر و استقامت سے کام لیا تھا۔

marfat.com

۱	ہر آں کس کہ گردن بفرماں نہد	بسے بر نیاید کہ فرماں دہد
	جو شخص حکم کی اطاعت کرتا ہے	زیادہ وقت نہیں گزرتا کہ حکم چلانے والا بن جاتا ہے
۲	ہر آں طفل کو جورِ آموزگار	نہ بیند جفا بیند از روزگار
	ہر وہ بچہ جو استاد کا ظلم	نہیں سہتا ہے زمانہ کا ظلم سہتا ہے
۳	پسر را نکو دار و راحت رساں	کہ چشمش نماند بدستِ کساں
	لڑکے کو عمدہ طریقے پر رکھ اور آرام پہنچا	تاکہ دوسروں کے ہاتھ کی طرف اس کی نگاہ نہ رہے
۴	ہر آں کس کہ فرزند را غم نخورد	دگر کس غمش خورد و آوارہ کرد
	جس شخص نے اولاد کا غم نہ کھایا	دوسرا شخص بری طرح اٹھا لے جاوے اور اس کو آوارہ کر دیتا ہے
۵	نگہدار ز آمیزگارِ بدش	کہ بدبخت و بے راہ کند چوں خودش
	بد کے میل جول سے اس کی نگرانی کر	ورنہ وہ اس کو اپنی طرح بدبخت اور بے راہ کر دے گا
۶	سیاہ نامہ تر زاں مخنث مخواہ	کہ پیش از خطش روئے گردد سیاہ
	اس ہیجڑے سے زیادہ سیاہ نامۂ اعمال والا کسی کو نہ تلاش کر	جس کا خط آنے سے پہلے منہ کالا ہو جاتا ہے
۷	ازاں بے حمیت بباید گریخت	کہ نامردیش آبِ مرداں بریخت
	اس بے غیرت سے بھاگنا چاہیے	جس کی نامردی نے مردوں کی آبرو بہا دی
۸	پسر کو میانِ قلندر نشست	پدر گو ز خیرش فرو شوئے دست
	وہ لڑکا جو قلندروں میں بیٹھا	باپ سے کہہ دو اس کی بھلائی سے ہاتھ دھولے
۹	دریغش مخور بر ہلاک و تلف	کہ پیش از پدر مردہ بہ ناخلف
	اس کے ہلاک اور برباد ہونے پر افسوس نہ کر	اس لیے ناخلف کا باپ سے پہلے مرجانا بہتر ہے

(۱) ہر آں کس کہ: جو شخص کہ۔ بفرماں نہد: حکم پر رکھ دے۔ بسے: زیادہ۔ بر نیاید: نہیں گزرے گا۔ فرماں دہد: حکم دینے لگے گا۔ (۲) ہر آں طفل: جو بچہ کہ۔ جورِ آموزگار: استاد کی سختی۔ نہ بیند: نہ دیکھے۔ جفا بیند: سختی دیکھے گا۔ روزگار: زمانہ۔ (۳) پسر: بیٹا۔ نکو دار: اچھی طرح رکھ۔ راحت رساں: آرام پہنچا۔ چشمش: اس کی آنکھ نہ اٹھے۔ بدستِ کساں: لوگوں کے ہاتھ کی طرف۔ (۴) ہر آں کس کہ: جو شخص کہ۔ فرزند را: بیٹے کا۔ نخورد: نہ کھایا۔ دگر کس: دوسرا شخص۔ غمش خورد: اس کا غم کھایا۔ کرد: کر دیا۔ (۵) نگہدار: محفوظ رکھ۔ آمیزگارِ بدش: برے ساتھی سے اس کو۔ بے راہ: گمراہ۔ کند: کر دے گا۔ چو خودش: اپنی طرح اس کو۔
(۶) سیاہ نامہ تر: زیادہ سیاہ نامۂ اعمال والا۔ زاں مخنث: اس ہیجڑے سے۔ مخواہ: مت ڈھونڈ۔ پیش از خطش: خط نکلنے سے پہلے اس کو۔ روئے: چہرہ۔ گردد: ہو جاوے۔ (۷) ازاں بے حمیت: اس بے حمیت سے۔ بباید گریخت: گرا دی۔ (۸) پسر: بیٹا۔ کو: جو کہ وہ۔ میانِ قلندر: ملنگوں کے درمیان۔ نشست: بیٹھا۔ پدر: باپ۔ گو: کہہ۔ ز خیرش: اس کی خیر سے۔ فرو شوئے دست: ہاتھ دھولے۔ (۹) دریغش: اس کا افسوس۔ مخور: مت کھا۔ بر ہلاک و تلف: ہلاک اور برباد ہونے پر۔ پیش از پدر: باپ سے پہلے۔ مردہ بہ: مرا بہتر ہے۔ ناخلف: جانشین ہونے کے قابل نہیں۔

تشریح: (۱) جو شخص (والدین و اساتذہ اور اکابرین کے) حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ تو بہت جلد وہ حکمرانی کا مرتبہ پا لیتا ہے۔ (۲) جو بچہ استاد کی سختی برداشت نہیں کرتا۔ اسے جہالت کی وجہ سے زمانے میں در بدر کی ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں۔ (۳) اپنے بچوں کی نگہداشت میں کمی نہیں کرنی چاہیے۔ ان کی جائز ضروریات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہیے۔ تاکہ بچے احساسِ کمتری کا شکار ہو کر دوسروں پر نظر نہ رکھیں۔ (۴) والدین کی بے رحمی دیرپا زخمی اولاد کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ کیونکہ جب اسے (اولاد کو) غیروں کی صحبت حاصل ہوگی تو وہ (اولاد) آوارگی اختیار کر لے گی۔ (۵) اپنے رحم و کرم کی تلوار سے اپنی اولاد کو بُروں کی صحبت سے بچانا چاہیے۔ کیونکہ وہ (بُرے لوگ) اسے اپنے جیسا معاشرے کا گمراہ فرد بنا دیتے ہیں۔ (۶) اپنی اولاد کو ایسے ہیجڑے کی مانند نہیں بننا چاہیے۔ بایں وجہ کہ مسلسل بدکاری کے باعث جس کے چہرے پر جوانی سے پہلے ہی سیاہی چھا جاتی ہے۔ (۷) ایسے (ہیجڑوں کی مثل) بے غیرت مردوں سے اپنے بچوں کو دُور رکھنا چاہیے۔ ان کی صحبت میں رہ کر نامردوں جیسی حرکات کے سبب مردانہ آبرو کھو بیٹھیں گے۔ (۸) رند و ملنگ مزاج کے حاملین کی صحبت سے دین و دنیا تباہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بچوں کے لیے ایسے لوگوں کی صحبت انتہائی نقصان دہ ہے۔ (۹) رندوں کی محفلوں سے متاثر بچے کی عاقبت خراب ہونے کا صدمہ نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ (بچے) والدین کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہوتے ہیں۔

marfat.com

حکایت

کہانی

مصرع اول		مصرع ثانی
شبے دعوتے بود در کوئے من	۲	زہر جنس مَردم دراں انجمن
میری گلی میں ایک رات دعوت تھی		اس محفل میں ہر قسم کے آدمی تھے
چو آوازِ مطرب در آمد ز کوئے	۳	بگردوں شد آوازۂ ہای وہوئے
جب کوچے سے گویّے کی آواز آئی		ہائے وہو کی آوازیں آسمان پر جا پہنچیں
پری پیکرے بود محبوبِ من	۴	بدو گفتم اے لعبت خوبِ من
ایک میرا معشوق پری جیسے جسم والا تھا		میں نے اس سے کہا اے میرے خوبصورت کھلونے
چرا با جواناں نیائی بجمع	۵	کہ روشن کنی مجلس ما چو شمع
جوانوں کے ساتھ تو مجمع میں کیوں نہیں آتا		تاکہ شمع کی طرح ہماری مجلس کو روشن کرے
شنیدم سہی قامتِ سیم تن	۶	کہ مے رفت و مے گفت با خویشتن
میں نے سنا کہ سیدھے قد والا چاندی کے جسم والا		چلا جارہا تھا اور اپنے آپ سے کہہ رہا تھا
محاسن چو مرداں ندارم بدست	۷	نہ مردی بود پیش مَرداں نشست
مردوں کی سی خوبیاں میرے پاس نہیں ہیں		تو مردوں کے سامنے بیٹھنا انسانیت نہیں ہے

گفتار در احتراز از صحبت امرداں

کہاوت نوخیز لڑکوں کی صحبت سے بچاؤ کے بیان میں

مصرع اول		مصرع ثانی
خرابت کند شاہد خانہ کن	۹	برو خانہ آباد گرداں بزن
گھر برباد کرنے والا معشوق تجھے خراب کردیگا		جا بیوی سے گھر آباد کر
نشاید ہوس باختن باگلے	۱۰	کہ ہر بامدادش بود بلبلے
ہوس بازی ایسے پھول سے مناسب نہیں ہے		جس کے لیے ہر صبح ایک نئی بلبل ہو

(۱) حکایت، کہانی۔ (۲) شبے، ایک رات۔ دعوتے، ایک دعوت۔ بود، تھی۔ کوئے من، میرا محلہ۔ زہر جنس، ہر طرح کے۔ مردم، لوگ۔ دراں انجمن، اس محفل میں۔
(۳) چو، جب۔ آوازِ مطرب، گویے کی آواز۔ در آمد، آئی۔ ز کو، کوچے سے۔ بگردوں، آسمانوں پر۔ شد، جاتا تھا۔ آوازہ، شور۔ (۴) پری پیکرے، ایک پری کے جسم والا۔ بود، تھا۔ محبوبِ من، میرا محبوب۔ بدو گفتم، میں نے اس سے کہا۔ لعبت خوبِ من، میرے خوبصورت کھلونے۔ (۵) چرا، کیوں۔ با جواناں، جوانوں کے ساتھ نیائی، نہیں آتا تو۔ بجمع، محفل میں۔ کنی، کرے تو۔ مجلس ما، ہماری مجلس۔ چو شمع، شمع کی طرح۔
(۶) شنیدم، میں نے سنا۔ سہی قامت، سیدھے قد والا۔ سیم تن، چاندی کے جسم والا۔ مے رفت، جاتا تھا۔ مے گفت، کہتا تھا۔ با خویشتن، اپنے آپ سے۔
(۷) محاسن، خوبیاں۔ چو مرداں، مردوں کی طرح۔ ندارم، میں نہیں رکھتا۔ بدست، ہاتھ میں۔ نہ مردی بود، نامردی ہووے۔ پیش مرداں، مردوں کے سامنے۔ نشست، بیٹھنا۔ ماضی بمعنی مصدر۔
(۸) در احتراز، بچاؤ میں۔ صحبت امرداں، نوخیز لڑکوں کی صحبت۔ (۹) خرابت کند، تجھ کو خراب کرے گا۔ شاہد خانہ کن، گھر برباد کرنے والا محبوب۔ برو، جا۔ خانہ، گھر۔ گرداں، کرلے۔ بزن، عورت سے۔
(۱۰) نشاید، نہیں چاہیے۔ ہوس باختن، ہوس بازی کرنا۔ باگلے، ایسے پھول سے۔ ہر بامدادش، ہر صبح اس کا۔ بود، ہووے۔ بلبلے، ایک بلبل۔

تشریح: (۱) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ محبوب کو شمع محفل بنانے کی بجائے چراغ خانہ بنانا چاہیے۔ (۲) الشیخ سعدیؒ کے بقول ایک رات ہمارے محلے میں دعوت تھی۔ اس دعوت میں ہر قسم اور ہر طبقے کے لوگ مدعو تھے۔
(۳) جب گلوکار (گویا) نے اپنی مترنم آواز بلند کی تو لوگوں کا فلک شگاف شور و غل بلند ہونے لگا۔ (۴) میرا ایک پری جیسا چہرہ رکھنے والا ناز پرور دوست میرے پاس موجود تھا۔ جسے میں نے خوبصورت کھلونا کہہ کر پکارا۔ (۵) اور کہا کہ ہم بھی اس محفل میں شرکت کریں۔ تاکہ تیرے جیسے خوبصورت چہرے کی بدولت اس محفل کی رونق مزید دوبالا ہو جائے۔ (۶) وہ (پری چہرہ محبوب) بہترین چال چلن اور خوبصورت بدن والے شخص نے نہ صرف جانے سے انکار کردیا بلکہ خود کلامی میں یہ کہنے لگا۔ (۷) کہ تا حال میرے اندر مردانہ وجاہت نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا میرے لیے مردوں کی محفل میں شرکت کرنا نہ صرف نامناسب ہے۔ بلکہ مردانگی کے بھی خلاف ہے۔ (۸) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اپنی ہی جنس سے تعلق رکھنے والے (بے ریش) محبوب کا مقابلہ بخت بھری زوجہ سے ناممکن ہے۔ لہٰذا بے ریشوں کے پیچھے ذلت اٹھانے کی بجائے کسی صنف نازک بیوی سے نکاح کرکے گھر آباد کرنے کی عزت حاصل کی جائے۔ (۹) بے ریش لڑکوں کی محبت سوائے بربادی کے کچھ نہیں۔ اس لیے کسی عورت سے نکاح کرکے گھر کو آباد کرنا چاہیے۔
(۱۰) نوخیز (بے ریش) لڑکے ایسے پھول ہیں، جن سے ہر روز نئے چاہنے والے ہوس بازی کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کا قرب فائدہ نہیں دیتا۔

marfat.com

۱	چو خود را بہر مجلسے شمع کرد	تو دیگر چو پروانہ گردش مگرد
	جس نے اپنے آپ کو ہر محفل کی شمع بنایا	پھر تو پروانہ کی طرح اس کو چکر نہ کاٹ
۲	زن خوب خوش خوئے آراستہ	چہ ماند بنادان نوخاستہ
	خوبصورت، خوش مزاج، بنی سنوری بیوی	نو عمر نادان سے کیا مشابہت رکھتی ہے
۳	درو دم چو غنچہ دمے از وفا	کہ از خندہ افتد چو گل در قفا
	غنچہ کی طرح اس کی وفا کا دم بھر	خوشی سے وہ پھول بن کر تیرے پیچھے پڑے گی
۴	نہ چو کودک پیچ بر پیچ شنگ	کہ چو مقل نتواں شکستن بسنگ
	وہ لڑکے کی طرح پیچ در پیچ اور شوخ نہیں ہے	کہ جس کو گوگل کی طرح پتھر سے بھی نہ توڑا جا سکے
۵	مبیں دلفریبش چو حور بہشت	کزاں روئے دیگر چو غول است زشت
	اس کو بہشت کی حور کی طرح دل لبھانے والا نہ سمجھ	اس لیے کہ وہ دوسری طرف سے بھوت کی طرح برا ہے
۶	گرش پائے بوسی ندارد ت پاس	ورش خاک باشی نداند سپاس
	اگر تو اس کے پیر بھی چومے گا وہ تیرا لحاظ نہ کرے گا	اگر تو اس کی خاک بھی بن جائے گا شکر گزار نہ ہوگا
۷	سر از مغز و دست از درم کن تہی	چو خاطر بفرزند مردم نہی
	بھیجے سے سر روپے پیسے سے ہاتھ خالی کرے	اگر انسان کے بچے پر دل دے
۸	مکن بد بفرزند مردم نگاہ	کہ فرزند خویشت برآید تباہ
	لوگوں کی اولاد پر بد نگاہ نہ ڈال	ورنہ تیری اولاد تباہ ہو جائے گی

(۱) چو خود را: جب اپنے آپ کو۔ بہر مجلسے: ہر مجلس میں۔ کرد: کر لیا۔ دیگر: پھر۔ چو: مثل۔ گردش: اس کے گرد۔ مگرد: مت پھر۔ (۲) زن خوب: خوبصورت عورت۔ خوش خو: اچھی عادت والی۔ آراستہ: سجی ہوئی۔ چہ ماند: کیا مشابہت رکھے۔ نوخاستہ: نو عمر لڑکا۔

(۳) درو: اس میں۔ دم: پھونک مار۔ چو غنچہ: غنچے کی طرح۔ دمے از وفا: وفا کی پھونک۔ از خندہ: ہنسی کی وجہ سے۔ افتد: گر پڑے گی۔ چو گل: پھول کی طرح۔ در قفا: پیچھے۔

(۴) چو کودک پیچ بر پیچ: پیچ دار لڑکے کی طرح۔ شنگ: شوخ۔ چو مقل: گوگل کی طرح۔ نتواں شکستن: نہیں توڑ سکتے۔ بسنگ: پتھر سے۔

(۵) مبیں: مت دیکھ۔ دلفریبش: دل فریب اس کو۔ چو: مثل۔ حور بہشت: بہشت کی حور۔ کزاں روئے دیگر: کہ دوسرے رخ سے۔ چو غول است: بھوت کی طرح ہے۔ دشت: جنگل۔ (۶) گرش: اگر اس کے۔ پائے بوسی: پاؤں چومے تو۔ ندارد ت: نہ رکھے تیرا۔ ورش: اور اگر اس کی۔ باشی: ہو جاوے تو۔ نداند: نہ جانے۔ سپاس: شکریہ۔ (۷) دست: ہاتھ۔ درم: ایک سکہ جو چونی برابر ہوتا ہے۔ کن تہی: خالی کر۔ چو: جب۔ خاطر: دل۔ بفرزند مردم: لوگوں کے لڑکے کی طرف۔ نہی: رکھے تو۔ (۸) مکن: مت کر۔ بد: بری۔ بفرزند مردم: لوگوں کے بیٹے کی طرف۔ فرزند خویشت: تیرا اپنا بیٹا۔ برآید: نکلے گا۔ (۹) حکایت: کہانی۔

(۱۰) دریں شہر: اس شہر میں۔ بارے: ایک بار۔ بسمعم: میرے کانوں میں۔ رسید: آ پہنچی۔ بازارگانے: ایک سوداگر نے۔ خرید: خریدا۔

حکایت

کہانی

۱۰	دریں شہر بارے بسمعم رسید	کہ بازارگانے غلامے خرید
	اس شہر میں ایک بار میرے کان میں یہ بات پہنچی	ایک تاجر نے ایک غلام خریدا ہے

تشریح: (۱) وہ (نوخیز بے ریش لڑکا) ایسا ہرجائی ہے کہ ہر جگہ پر شمع محفل بن جاتا ہے۔ لہٰذا ایسے ہرجائی کا پروانہ بننا حماقت ہے۔
(۲) سولہ سنگھار سے مزین بیوی کا مقابلہ بے ریش لڑکے کے ساتھ قطعاً نہیں ہو سکتا۔ (کیونکہ بے ریش کا حسن جوانی میں ماند پڑ جاتا ہے)
(۳) شائستہ مزاج بیوی اپنے خاوند سے پیار بھری باتیں سن کر پھولے نہیں سماتی۔ (کیونکہ اسی میں وہ اپنا وقار سمجھتی ہے)
(۴) شوخ مزاج لڑکا گوگل کی طرح سخت ہوتا ہے۔ جو پتھروں سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ اس پر وفا و محبت جیسے نرم و نازک الفاظ کیسے اثر کر سکتے ہیں۔
(۵) اگرچہ بے ریش لڑکا جنت کی حور جیسا خوبصورت ہوتا ہے۔ لیکن وفا و محبت کی ابجد سے عاری ہونے کے باعث جنگل کے دیو سے بھی بدترین ہے۔
(۶) اگر اس (بے ریش لڑکے) کے پاؤں چومے جائیں تو وہ اسے خاطر میں نہیں لاتا۔ اگر اس کی خاطر خاکستر ہو جائیں تو شکریہ تک ادا نہیں کرتا۔
(۷) جس شخص کے دل میں بے ریش لڑکوں کا عشق سمایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ مال اور عقل کی دولت سے محروم ہوتا ہے۔
(۸) اگر کوئی شخص دوسروں کے لڑکوں پر بد نگاہی کرتا ہے تو اس کے اپنے لڑکے کی تباہی و بربادی بھی ہو جاتی ہے۔ (یعنی دوسرے لوگ اس کی بد نگاہی کریں گے) (۹) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بے ریش و خوبصورت ملازموں اور غلاموں سے صرف خدمت لینی چاہیے۔ ان کی محبت میں گرفتار نہیں ہونا چاہیے۔ (۱۰) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ شہر شیراز میں کسی سوداگر نے اپنے لیے ایک پری چہرہ (بے ریش لڑکا) بطور غلام خریدا۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
شبانگہ مگر دست بردش بہ شیب	۱	کہ سیمیں زنخ بود و خاطر فریب
رات کے وقت شاید اس نے اسکے نچلے حصے پر ہاتھ ڈال دیا		اسلئے کہ وہ چاندی جیسے رخسار والا اور دلفریب تھا
پری چہرہ ہرچہ افتادش بہ دست	۲	بہ کیں در سر و مغز ناداں شکست
پری جیسے چہرے والے کے ہاتھ میں جو کچھ آیا		کینہ سے ناداں کے سر اور بھیجے پر توڑ ڈالا
گواہ کرد بر خود خدا و رسولؐ	۳	کہ دیگر نہ گردم بگرد فضول
اس نے اپنے اوپر خدا اور رسولؐ کو گواہ بنایا		کہ پھر میں فضول بات کا چکر نہ کاٹوں گا
رحیل آمدش ہم دراں ہفتہ پیش	۴	دل افگار و سر بستہ و روئے ریش
اس کو اسی ہفتہ سفر پیش آ گیا		دل زخمی اور سر بندھا ہوا اور چہرہ زخمی
چو بیروں شد از گازروں یک دو میل	۵	بہ پیش آمدش سنگلاخے مہیل
جب گازروں سے ایک دو میل آگے نکلا		ایک پتھریلی خوفناک زمین اس کے سامنے آ گئی
بپرسید کیں قلہ را نام چیست	۶	کہ بسیار بیند عجب ہر کہ زیست
اس نے معلوم کیا کہ اس پہاڑی کا کیا نام ہے		اس لیے کہ جو زندہ رہتا ہے وہ بہت عجائب دیکھتا ہے
چنیں گفت از کارواں ہمدمے	۷	مگر تنگ ترکاں ندانی ہمے
قافلہ سے ایک ساتھی نے اس سے یہ کہا		شاید تو تنگ ترکاں کو نہیں جانتا
سیہ را یکے بانگ برداشت سخت	۸	کہ دیگر چہ رانی ببند از رخت
اس نے غلام کو سختی سے پکارا		کہ آگے کیوں ہانکتا ہے، سامان ڈال دے
نہ عقل ست و نہ معرفت یک جوم	۹	اگر من دگر تنگ ترکاں روم
مجھ میں ایک جو برابر بھی عقل اور پہچان نہیں ہے		اگر میں پھر ترکوں کی "تنگ" میں گھسوں
در شہوت نفس کافر ببند	۱۰	وگر عاشقی لت خور و سر ببند
کافر نفس کی شہوت کا دروازہ بند کر دے		اگر عاشق ہے تو لاتیں کھا اور سر کو پٹی لپیٹ

(۱) شبانگہ: رات کے وقت۔ مگر: شاید۔ دست: ہاتھ۔ بردش: لے گیا اس کے۔ بہ شیب: ڈھلان میں۔ سیمیں زنخ: چاندی کی ٹھوڑی والا۔ بود: تھا۔ خاطر فریب: دلفریب۔ (۲) پری چہرہ: خوبصورت۔ ہرچہ: جو کچھ۔ افتادش: پڑا اس کے۔ بہ دست: ہاتھ میں۔ بہ کیں: غصے سے۔ مغز ناداں: ناداں کی کھوپڑی۔ شکست: توڑ دیا۔ (۳) کرد: کیا۔ برخود: اپنے آپ پر۔ خدا: اصل خود آ، جو اپنی قدرت سے موجود ہے۔ رسولؐ: پیغام لانے والا۔ دیگر: پھر۔ نہ گردم: نہیں پھروں گا میں۔ بگرد فضول: بے ہودگی کے گرد۔ (۴) رحیل: سفر۔ آمدش: آیا اس کو۔ ہم دراں ہفتہ: اسی ہفتے میں۔ پیش: سامنے۔ دل افگار: زخمی دل۔ سربستہ: سر باندھے ہوئے۔ روئے ریش: زخمی چہرہ۔ (۵) چو: جب۔ بیروں: باہر۔ شد: ہو گیا۔ گازروں: ایک شہر کا نام۔ یک دو میل: ایک دو میل۔ پیش: سامنے۔ آمدش: آیا اس کے۔ سنگلاخ: ایک پتھریلی زمین۔ مہیل: ہولناک۔ (۶) بپرسید: اس نے پوچھا۔ کیں: کہ یہ۔ قلہ: چوٹی۔ چیست: کیا ہے۔ بسیار: بہت۔ بیند: دیکھتا ہے۔ عجب: عجیب۔ ہر کہ زیست: جو شخص جیتا رہا۔ (۷) چنیں: ایسے۔ گفت: کہا۔ کارواں: قافلہ۔ ہمدمے: ایک ساتھی۔ مگر: شاید۔ تنگ ترکاں: ایک ترکستانی شہر یا پہاڑی چوٹی کا نام یا درہ۔ ندانی: تو نہیں جانتا۔ (۸) سیہ: کالا، مراد حبشی غلام۔ یکے بانگ: ایک آواز۔ برداشت: اٹھائی۔ دیگر چہ رانی: اور کیا چلاتا ہے۔ (۹) معرفت: پہچان۔ یک جوم: ایک جو مجھ کو، تن میں۔ دگر: دوبارہ۔ تنگ ترکاں: پہاڑی درے کا نام۔ روم: جاؤں میں۔ (۱۰) در شہوت: شہوت کا دروازہ۔ ببند: بند کر دے۔ عاشقی: تو عاشق ہے۔ لت خورد: لات کھا۔ سر ببند: سر باندھ۔

تشریح: (۱) چونکہ اس (غلام) کی خوبصورتی بلا کی دلفریب تھی، اس لیے اس (سوداگر) نے رات کے وقت بدنیتی کے سبب دست درازی کی۔
(۲) چونکہ خوبصورت غلام کو اس عادت بد (لواطت) سے نفرت تھی، اس لیے اس (غلام) نے کسی قسم کا لحاظ کیے بغیر جو اس کے ہاتھ لگا، اس احمق (آقا) کے سر پر دے مارا۔ (۳) چنانچہ اس (سوداگر آقا) نے اللہ و رسولؐ کو گواہ بنا کر عہد کیا کہ وہ آئندہ اس قسم (لواطت جیسی) کی حرکت کبھی نہیں کرے گا۔
(۴) اسی اثنا میں جبکہ اس (سوداگر آقا) کا دل زخمی، سر پر پٹیاں بندھی ہوئیں اور چہرے پر زخم کے نشانات تھے، فی الفور سفر کے لیے نکلنا پڑا۔
(۵) گازروں نامی شہر سے کچھ دور چل کر ایک ایسا مقام آیا جس کی زمین پتھر کی طرح سخت تھی، اور درہ تنگ تھا۔ اس (سوداگر) نے اس مقام کا نام دریافت کیا۔ (۶) اسے (سوداگر آقا) کو اپنے ایک دوست کے ذریعے معلوم ہوا کہ یہ سخت زمین اور تنگ درے والی جگہ کا نام "تنگ ترکان" ہے۔
(۷) قافلے میں موجود ایک فرد نے اس (سوداگر آقا) سے پوچھا کہ کیا تجھے (سوداگر کو) تنگ ترکان جیسی سخت جگہ کا علم نہیں ہے۔
(۸) اس (سوداگر آقا) نے اپنے غلام کو ترش کلامی سے پکارا اور کہا کہ ہمیں تنگ ترکان جانے کی کوئی ضرورت نہیں، لہٰذا سامان جلدی سے اتارا جائے۔
(۹) اگر میں تنگ ترکان میں دوسری بار آؤں تو یہ میری (سوداگر کی) حماقت کی انتہا ہوگی۔ (چونکہ غلام اسی علاقے "تنگ ترکان" کا تھا اور رات کے واقعہ کا تازہ ذہن پر تھا اس لیے نفرت ہوئی۔) (۱۰) عقل و خرد کا تقاضا یہی ہے کہ شہوت نفسانیہ کو بند باندھا جائے۔ ورنہ عشق میں تو سر پھٹول ہوتی ہی رہتی ہے۔

marfat.com

چو مر بندہ را ہمے پروری	١	بہیبت برآرش کزو برخوری
جب تو کسی نوکر کی پرورش کرے		اس کو رعب میں رکھ تاکہ اس سے فائدہ اٹھائے
دگر ستیدش لب بدنداں گزد	٢	دماغ خداوندگاری پزد
اور اگر اس کا آقا اس کے ہونٹ دانتوں سے دبائے		وہ آقائی کا خیال پکانے لگا
غلام آبکش باید وخشت زن	٣	بود بندۂ نازنیں مشت زن
نوکر پانی کھینچنے والا اور اینٹیں پاتھنے والا چاہیئے		نازنین نوکر مکے باز ہوتا ہے
نہ ہر جا کہ بینی خطِ دلفریب	٤	توانی طمع کردنش در کتیب
یہ مناسب نہیں کہ جہاں کہیں بھی دلفریب خط دیکھے		اس کو کتاب میں کر لینے کا لالچ کرے

(١) چو: جب۔ مر: خاص۔ بندہ را: کسی غلام کو۔ ہمے پروری: پالتا ہے تو۔ بہیبت: رعب کے ساتھ۔ برآرش: نکال اس کو۔ کزو: کہ اس سے۔ برخوری: پھل کھائے تو۔ (٢) ستیدش: اس کا آقا۔ لب بدنداں: ہونٹ دانتوں سے۔ گزد: کاٹے۔ دماغ خداوندگاری: آقائی کا دماغ۔ پزد: پکا دے گا۔ (٣) آبکش: پانی کھینچنے والا۔ باید: چاہیئے۔ خشت زن: اینٹیں پاتھنے والا۔ بود: ہوتا ہے۔ بندۂ نازنیں: نازنین غلام۔ مشت زن: مکا مارنے والا۔ (٤) ہر جا کہ: جہاں کہیں کہ۔ بینی: تو دیکھے۔ خطِ دلفریب: دلفریب خط۔ توانی طمع کردنش: طمع کر سکتا ہے تو۔ در کتیب: اس کو کتاب میں کرنے کی۔ (٥) حکایت: کہانی۔ (٦) گروہے: ایک گروہ۔ نشیند: بیٹھتا ہے۔ خوش پسر: خوبصورت لڑکا۔ ما ہم پاکباز یم: پاک باز ہیں ہم۔ صاحب نظر: نظر والے۔ (٧) زمن پرس: مجھ سے پوچھ۔ فرسودۂ روزگار: زمانے کا گھسا ہوا۔ بر سفرہ: دسترخوان پر۔ خورد: کھاتا ہے۔ روزہ دار: روزہ رکھنے والا۔ (٨) ازاں: اس وجہ سے۔ تخم خرما: کھجور کی گٹھلی۔ خورد: کھاتی ہے۔ گوسپند: بکری۔ قفل: تالا۔ ست: ہے۔ تنگ خرما: کھجوروں کا بورا۔ بند: گرہ۔ (٩) سر گاؤ عصار: تیلی کے بیل کا سر۔ ازاں: اس وجہ سے۔ در گہ: گھاس میں۔ است: ہے۔ از کنجدش: تلوں سے۔ ریسماں: رسی۔ کوتہ است: چھوٹی ہے۔

حکایت		
کہانی		
گروہے نشیند با خوش پسر	٦	کہ ما پاک بازیم و صاحب نظر
بہت سے لوگ خوبصورت لڑکے کے ساتھ بیٹھتے ہیں		کہ ہم تو پاک باز اور دیکھا بھالی کے ہیں
زمن پرس فرسودۂ روزگار	٧	کہ بر سفرہ حسرت خورد روزہ دار
مجھ زمانہ کے گھسے ہوئے سے پوچھ		کہ روزہ دار دسترخوان پر بیٹھ کر حسرت کھاتا ہے
ازاں تخم خرما خورد گوسپند	٨	کہ قفل ست بر تنگ خرما و بند
بکری اسی وجہ سے چھوارے کی گٹھلی کھاتی ہے		کہ چھوارے کے بورے پر بند اور تالا ہے
سر گاؤ عصار ازاں در گہ است	٩	کہ از کنجدش ریسماں کوتہ است
تیلی کے بیل کا سر اسی وجہ سے گھاس میں ہے		کہ تلوں تک پہنچنے سے اس کی رسی تنگ ہے

تشریح: (١) اگر کسی زیر تربیت غلام سے خدمت گاری لینی ہو تو بلا ڈر رعایت اسے (غلام کو) دبدبے میں رکھا جائے۔ تاکہ وہ (غلام) اپنی اوقات میں رہے۔ (٢) اگر آقا غلام کے ساتھ شہوت رانی اور عاشقی ایسے کرتوت کرتا رہے تو ایک دن وہ (غلام) خود اپنے آقا پر حکم چلانے کا عمل کرے گا۔ (اپنی اوقات مجول جائے گا) (٣) غلام کا کام صرف اپنے آقا کی خدمت کرنا ہوتا ہے۔ خواہ وہ پانی بھرنے کی صورت میں ہو یا اینٹیں بنانے کی شکل میں۔ بے جا لاڈ پیار سے غلام کی عادتیں بگڑ جاتی ہیں۔ (٤) یہ ضروری نہیں کہ ہر خوبصورت خط تمہاری کتاب کی زینت بنے۔ لہٰذا ہر خوبصورت چہرے پر ہوس کی نگاہ نہیں کرنی چاہیئے۔ (٥) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بے ریش لڑکوں سے عشق و محبت سے انسان کا دامن محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ایسی حالت میں پاکدامنی کا مُدعی اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔
(٦) جو لوگ بے ریش لڑکوں سے تعلقات رکھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا مقصد صرف نظر بازی اور اللہ تعالیٰ کی کاریگری کا مشاہدہ ہے۔ (٧) میں (شیخ سعدیؒ) اپنے مشاہدہ و تجربہ کی بنا پر یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ لوگ بے ریش لڑکوں کو حسرت بھری نظروں سے اس طرح دیکھتے ہیں، جیسے روزہ دار دسترخوان کو دیکھتا ہے۔ (٨) بکری کو اگر کھجوریں کھانے کو مل جائیں تو وہ گٹھلیاں کبھی نہ کھاتی۔ یہ (صوفی) لوگ بھی بکری کی طرح مجبور ہیں۔ ورنہ بس لگنے پر بد فعلی کا ضرور شکار ہو جاتے۔ (اگر صوفیانہ وجاہت نہ ہوتی)
(٩) اگر تیلی کے بیل کی رسی تلوں تک پہنچ سکتی تو وہ تل ضرور کھاتا۔ گھاس کھانا اس کی مجبوری ہے۔ اسی طرح اگر صوفیانہ وجاہت ملحوظ خاطر نہ ہوتی تو یہ بھی لواطت کا شکار ضرور ہوتے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

مصرع اول		مصرع ثانی
یکے صورتے دید صاحب جمال	۲	بگردید حش از شورش عشق حال
ایک صاحب نے ایک حسین صورت دیکھی		عشق کے پاگل پن سے اسکی حالت دگرگوں ہوگئی
برانداخت بیچارہ چنداں عرق	۳	کہ شبنم برارد ی بہشتی ورق
بے چارے نے اسقدر پسینہ ٹپکایا		جتنا چیت کے مہینہ میں پتہ پر شبنم
گزر کرد بقراط بر وے سوار	۴	بپرسید کیں راچہ افتاد کار
بقراط سوار ہوکر اس کے پاس سے گذرا		اس نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے
کسے گفتش ایں عابد پارساست	۵	کہ ہرگز خطائے زدستش نخاست
کسی نے اس سے کہا کہ یہ ایسا نیک عبادت گزار ہے		جس کے ہاتھ سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے
رود روز و شب در بیابان و کوہ	۶	زصحبت گریزاں زمردم ستوہ
رات اور دن کو جنگل اور پہاڑ میں چلا جاتا ہے		صحبت سے گریز کرنے والا ہے اور انسانوں سے عاجز ہے
ببرد ست خاطر فریبے دلش	۷	فرو رفتہ پائے نظر در گلش
ایک دل لبھانے والا اس کا دل لے گیا ہے		نگاہ کا قدم اس کی مٹی میں دھنس گیا ہے
چو آید ز خلقت ملامت بگوش	۸	بگرید کہ چند از ملامت خموش
جب لوگوں کی ملامت اس کے کان میں آتی ہے		روتا ہے کہ ملامت کب تک! خاموش ہو
مگو ار بنالم کہ معذور نیست	۹	کہ فریادم از علتے دور نیست
اگر میں روؤں تو تم یہ نہ کہو کہ معذور نہیں ہے		کیونکہ میرا چیخنا سبب سے دور نہیں ہے
نہ ایں نقش دل مے رباید ز دست	۱۰	دل آں مے رباید کہ ایں نقش بست
یہ صورت دل کو ہاتھ سے نہیں اچکتی ہے		دل کو وہ اچکتا ہے جس نے یہ صورت بنائی ہے

(۱) حکایت: کہانی۔ (۲) یکے: ایک۔ صورتے: ایک صورت۔ دید: دیکھی۔ صاحب جمال: حسن والی۔ بگردید حش: پھر گیا اس کا۔ شورش عشق: عشق کی دیوانگی۔ (۳) برانداخت: گرایا۔ چنداں: اتنا۔ عرق: پسینہ۔ بر: پر۔ اردی بہشت: ایک ایرانی مہینہ جو چیت کے برابر ہوتا ہے۔ ورق: پتہ۔ (۴) گزر کرد: گزر گیا۔ بقراط: ایک یونانی حکیم جو سکندر اعظم کا ہمعصر تھا۔ بر وے: اس پر۔ بپرسید: اس نے پوچھا۔ کیں را: کہ اس کو۔ چہ افتاد کار: کیا کام پڑا۔ (۵) کسے گفتش: کسی نے اس کو کہا۔ عابد پارسا: پرہیزگار عابد۔ ست: ہے۔ خطائے: کوئی گناہ۔ زدستش: اس کے ہاتھ سے۔ نخاست: نہیں اٹھا۔ (۶) رود: چلتا ہے۔ روز و شب: رات اور دن۔ بیابان و کوہ: جنگل اور پہاڑ۔ صحبت: ہمنشینی۔ گریزاں: بھاگنے والا۔ مردم: لوگ۔ ستوہ: عاجز۔ (۷) ببرد ست: لے گیا ہے۔ خاطر فریبے: ایک دل کو فریب دینے والا۔ دلش: اس کے دل کو۔ فرو رفتہ: دھنس گیا۔ پائے نظر: نظر کا پاؤں۔ گلش: اس کی مٹی۔ (۸) چو آید: جب آتی ہے۔ ز خلقت: مخلوق سے۔ ملامت: لعن طعن۔ بگوش: کان میں۔ بگرید: روتا ہے۔ چند از ملامت: کہاں تک ملامت۔ خموش: چپ ہو۔ (۹) مگو: مت کہہ۔ ار: اگر۔ بنالم: روؤں میں۔ معذور: عذر والا۔ از علتے: کسی سبب سے۔ نیست: نہیں ہے۔ (۱۰) ایں: یہ۔ دل مے رباید: دل لے جاتا ہے۔ ز دست: ہاتھ سے۔ آں مے رباید: وہ لے جاتا ہے۔ ایں: یہ۔ نقش بست: نقش بنایا۔

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ خوبصورت بے ریش لڑکوں کی نظر بازی کا مقصد مشاہدۂ حق نہیں ہوتا۔ ورنہ مشاہدۂ حق کے لیے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں موجود ہیں۔ (۲) ایک شخص (درویش) نے انتہائی خوبصورت لڑکے پر نظر بازی کی تو وہ (درویش) اس (لڑکے) کی محبت میں حال مست ہوگیا۔ (۳) وہ (درویش) حال کی مستی میں پسینہ میں اس قدر شرابور ہوگیا کہ محسوس ہوتا تھا جیسے چیت کے ماہ میں پتوں پر شبنم کا راج ہوتا ہے۔ (اردی بہشت: چیت کا مہینہ) (۴) اسی اثنا میں اچانک حکیم بقراط (یہ ایک یونانی حکیم ہے جو سکندر اعظم کا ہمعصر ہے) کا گذر ہوا۔ اس (بقراط) نے دیکھتے ہی دریافت کیا کہ اسے (درویش کو) کیا آفت آن پڑی ہے۔ (۵) واقفان حال میں سے کسی ایک آدمی نے بتایا کہ یہ (درویش) نہایت متقی و عبادت گذار ہے۔ اور اس سے کبھی بھی گناہ کا ارتکاب نہیں ہوا۔ (۶) دنیا ترک کرنے، تعلقات ختم کرنے کی بنا پر جنگلوں اور پہاڑوں میں چھپ چھپ کر رہنے کو پسند کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت تنہائی میں میسر ہو سکے۔ (۷) اس (درویش) نے جب ایک انتہائی خوبصورت امرد (بے ریش لڑکا) کو دیکھا تو اس کے عشق میں اس (درویش) پر دیوانگی چھا گئی ہے۔ (۸) جب لوگ اسے (درویش کو) لعنت ملامت کرتے ہیں تو روتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ کب تک ملامت کرتے رہوگے۔ (۹) میرا رونا بلا وجہ نہیں۔ بلکہ میں سوز عشق سے مجبور ہو کر روتا ہوں۔ مجھے (درویش کو) معذور جان کر بخش دو۔ (۱۰) اس (درویش) نے کہا کہ اس خوبصورت لڑکے کی وجہ سے میرے دل میں دیوانگی نے بسیرا نہیں کیا۔ بلکہ میں تو اس لڑکے کی صورت میں خالق حقیقی کا دیدار کرتا ہوں۔

marfat.com

شمار	مصرع اول	ترجمہ	مصرع دوم	ترجمہ
۱	شنید ایں سخن مرد کار آزمائے	کار آزمودہ شخص نے یہ بات سنی	کہن سال پروردۂ و پختہ رائے	جو کہ پرانی عمر کا اور پختہ رائے تھا
۲	بگفت ار چہ صیت نکوئی رُود	اس نے کہا اگرچہ نیکی کی شہرت پھیلتی ہے	نہ با ہر کسے ہر چہ گوئی رُود	لیکن ہر شخص کے سامنے ہر بات نہیں چلتی ہے
۳	نگارندہ را خود ہمیں نقش بود	نقش ونگار کرنے والے کا صرف یہی ایک نقش تھا	کہ شوریدہ را دل بہ یغما بود	جو دیوانے کے دل کو لوٹ لے گیا
۴	چرا طفل یک روزہ ہوشش نبرد	ایک دن کا بچہ اس کا ہوش کیوں نہ لے گیا	کہ در صنع دیدن چہ بالغ چہ خورد	اس لیے کہ کاریگری دیکھنے میں بالغ اور بچہ برابر ہے
۵	محقق ہماں بیند اندر ابل	محقق شخص اونٹ میں بھی وہی بات دیکھتا ہے	کہ در خوبرویان چین و چگل	جو چین اور چگل کے حسینوں میں
۶	نقابیست ہر سطر من زیں کتیب	میری اس کتاب کی ہر سطر ایک نقاب ہے	فرو ہشتہ بر عارض دلفریب	جو دل فریب رخسارہ پر پڑا ہوا ہے
۷	معانی ست در زیر حرف سیاہ	کالے حرفوں کے نیچے ایسے معانی ہیں	چو در پردہ معشوق و در میغ ماہ	جیسے پردہ میں معشوق اور بدلی میں چاند
۸	در اوقات سعدیؒ نگنجد ملال	سعدیؒ کے اوقات میں ملال کی گنجائش نہیں ہے	کہ دارد پس پردہ چندیں جمال	جو پردہ کے پیچھے بہت سی خوبیاں رکھتا ہے
۹	مرا کیں سخنہاست مجلس فروز	جبکہ مجلس کو رونق بخشنے والی میری یہ باتیں ہیں	چو آتش در و روشنائی و سوز	جن میں آگ کی طرح روشنی اور جلن ہے
۱۰	نرنجم ز خصماں اگر بر طپند	اگر دشمن تڑپیں تو میں رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں	کزیں آتش پارسی در تپ اند	کہ وہ اس پارسی آگ سے بخار میں مبتلا ہیں

(۱) شنید: سُنی۔ ایں سخن: یہ بات۔ مرد کار آزمائے: تجربہ کار آدمی۔ کہن سال پروردہ: عمر رسیدہ شخص (۲) بگفت: اس نے کہا۔ ارچہ: اگرچہ۔ صیت نکوئی: نیکی کی شہرت۔ نہ با ہر کسے: ہر شخص کے ساتھ نہیں۔ ہر چہ گوئی: جو کچھ کہے تو۔ رُود: چلتی ہے۔ (۳) نگارندہ: نقش بنانے والا۔ ہمیں: یہی۔ بود: تھا۔ شوریدہ: دیوانہ۔ یغما بود: لوٹ لے گیا۔ (۴) چرا: کیوں۔ طفل یک روزہ: ایک دن کا بچہ۔ ہوشش: اس کی ہوش۔ نبرد: نہیں لے گیا۔ صنع: کاریگری۔ دیدن: دیکھنا۔ بالغ: پندرہ سال سے اوپر کا۔ خورد: چھوٹا۔ (۵) محقق: تحقیق کرنے والا۔ ہماں بیند: وہی دیکھتا ہے۔ ابل: اونٹ۔ خوبرویان: حسین۔ چگل: ترکستان کا ایک علاقہ جہاں کے حسین مشہور ہیں۔ (۶) نقابیست: ایک نقاب ہے۔ ہر سطر من: میری ہر سطر۔ زیں کتیب: اس کتاب سے۔ فرو ہشتہ: چھوڑے ہوئے۔ عارض دلفریب: دلفریب رخسار۔ (۷) معانی ست: معنی ہیں۔ زیر حرف سیاہ: کالے حرفوں کے نیچے۔ چو: مثل۔ معشوق: محبوب۔ میغ: بادل۔ ماہ: چاند۔ (۸) اوقات سعدیؒ: سعدیؒ کے وقت۔ نگنجد: نہیں سماتا۔ ملال: رنجیدگی۔ دارد: رکھتا ہے۔ پس پردہ: پردے کے پیچھے۔ چندیں: اتنا۔ جمال: حسن۔ (۹) مرا: مجھ کو۔ کیں سخنہا: جو کہ یہ باتیں۔ ست: ہیں۔ مجلس فروز: مجلس کو روشن کرنے والی۔ چو آتش: آگ جیسی۔ سوز: جلن۔ (۱۰) نرنجم: میں رنجیدہ نہیں ہوتا۔ ز خصماں: دشمنوں سے۔ بر طپند: تڑپیں وہ۔ کزیں آتش پارسی: کیونکہ وہ اس فارسی آگ سے۔ در تپ اند: بخار میں مبتلا ہیں۔

تشریح: (۱) چنانچہ معتمد وجہاندیدہ شخصیت (بقراط) نے درویش کے بارے میں خوبصورت لڑکے کے حق میں بوالعجمی پر مبنی بات سنی تو کہا کہ۔ (۲) یہ بات درست ہے کہ تیری (درویش) نیکیوں اور عبادات کا چرچا ہر سُو ہے لیکن لڑکے سے عشق بازی کے سبب تیری پاکدامنی بہت متاثر ہوئی ہے۔ (۳) ہر باشعور یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ خالق کائنات نے صرف یہی ایک نقش تخلیق نہیں کیا جو تیرے دل کو موہ کر لے گیا ہے۔ (۴) کاریگر کی بنائی ہوئی چیز چھوٹی ہو یا بڑی یکساں حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ انتہائی کم سن (غیر مشتہات) بچہ اس کی ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا۔ (۵) جو لوگ حقیقت پسندی پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ اونٹ میں بھی صناع (کاریگر) کا کمال وجاہت کا معائنہ کرتے ہیں۔ کیونکہ چین کے حسینوں کی طرح اونٹ میں بھی وہی کمال ہے۔ (۶) میری (شیخ سعدیؒ کی) یہ کتاب (بوستان) کی ہر سطر دلفریب رخسار پر پڑے ہوئے نقاب کی مثل ہے۔ (۷) جس طرح محبوب و معشوق پردے کی اوٹ میں اور چاند بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح کتاب کے کالے حروف کی تہ میں معانی و مفاہیم چھپے ہوئے ہیں۔
(۸) جس شخص (سعدیؒ) کی اندر کی دُنیا (دل و دماغ) حسن وجمال کی بہاروں سے پُر رونق ہو اسے رنج وملال قطعی طور پر نہیں ہوگا۔
(۹) میری روشن مجلس کی باتیں دہکتی آگ کی مثل ہیں۔ ان باتوں سے صاحب بصیرت لوگوں کو روشنی اور صاحب دل افراد کو سوز کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ (۱۰) اگر میرے (شیخ سعدیؒ کے) دشمن میری ان باتوں سے اذیت محسوس کرتے ہوئے کلبلاتے ہیں تو مجھے اس کا صدمہ نہیں۔ کیونکہ میری فارسی ادب سے چڑ ہے۔

marfat.com

گفتار در عدم التفات بر قول اہل دنیا

کہاوت دنیاداروں کی بات کی طرف توجہ نہ کرنے کے بیان میں

۲	اگر در جہاں از جہاں رستہ ایست	در از خلق بر خویشتن بستہ ایست
	اگر دنیا میں کوئی شخص دنیا والوں سے بچا ہوا ہے	تو وہی ہے جو اپنا دروازہ لوگوں پر بند کیے ہوئے ہے
۳	کس از دست جور زبانہا نرست	اگر خود نمایست وگر حق پرست
	زبانوں کے ظلم سے کوئی شخص نہیں چھوٹا	خواہ ریاکار ہے خواہ حق پرست ہے
۴	اگر بر پری چو ملک ز آسماں	بدامن در آویزدت بدگماں
	اگر تو فرشتہ کی طرح آسمان سے اڑ کر آئے گا	بدگمان تیرے دامن میں لٹکے گا
۵	بکوشش تواں دجلہ را پیش بست	نشاید زبان بد اندیش بست
	کوشش سے دجلہ پر پشتہ باندھا جا سکتا ہے	بداندیش کی زبان بند نہیں کی جا سکتی ہے
۶	فراہم نشینند تر دامناں	کہ ایں زہد خشک است و آں دام ناں
	گنہگار جمع ہو کر بیٹھتے ہیں (اور کہتے ہیں)	کہ یہ تو خشک پرہیزگاری ہے اور وہ روٹی کا جال ہے
۷	تو روا از پرستیدن حق مپیچ	بہل تا نہ گیرند خلقت بہیچ
	تو حق کی پرستش سے منہ نہ موڑ	چھوڑ یہاں تک کہ وہ تجھے کسی چیز کے قابل نہ سمجھیں
۸	چوں راضی شد از بندہ یزداں پاک	گر ایں ہا نگردند راضی چہ باک
	جب خدائے پاک بندہ سے راضی ہو گیا	اگر یہ راضی نہ ہوئے تو کیا پرواہ ہے
۹	بد اندیش خلق از حق آگاہ نیست	ز غوغائے خلقش بحق راہ نیست
	مخلوق کا بدخواہ خدا سے واقف نہیں ہے	مخلوق کے شور و غل سے ہٹ کر خدا کی طرف اس کا راستہ نہیں
۱۰	ازاں رہ بجائے نیاوردہ اند	کہ اول قدم پے غلط کردہ اند
	اسی سبب سے وہ کسی مقام تک نہیں پہنچے ہیں	کیونکہ انہوں نے پہلے ہی قدم پر راستہ غلط کر لیا

(۱) گفتار: کہاوت۔ عدم التفات: توجہ نہ کرنا۔ قول اہل دنیا: دنیا والوں کی بات۔ (۲) رستہ ایست: چھوٹا ہوا ہے۔ در از خلق: مخلوق سے دروازہ۔ بر خویشتن: اپنے آپ پر۔ بستہ ایست: بند کیے ہوئے ہے۔ (۳) کس: کوئی شخص۔ دست و جور زبانہا: ہاتھ اور زبانوں کا ظلم۔ نرست: نہیں چھوٹا۔ خود نمایست: اپنے آپ کو ظاہر کرنے والا۔ حق پرست: حق کو پوجنے والا۔ (۴) بر پری: تو اوپر اُڑے۔ چو ملک: فرشتے کی طرح۔ ز آسماں: آسمان سے۔ در آویزدت: تیرے دامن سے لٹک جائے۔ بدگماں: بُرے خیال والا۔ (۵) تواں پیش بست: پیش بندی کر سکتے ہیں۔ دجلہ: عراق کا ایک دریا۔ نشاید بست: نہیں باندھ سکتے۔ زبان بد اندیش: بُرا سوچنے والے کی زبان۔ (۶) فراہم نشینند: اکٹھے بیٹھتے ہیں۔ تر دامناں: تر دامن والے یعنی گناہگار۔ ایں زہد خشک: یہ خشک پرہیزگاری۔ و آں: اور وہ۔ دام ناں: روٹی کا جال۔ (۷) رو: پھیرو۔ پرستیدن حق: حق تعالیٰ کو پوجنا۔ مپیچ: مت پھیر۔ بہل: چھوڑ دے۔ تا نہ گیرند: یہاں تک کہ نہ لیویں۔ خلقت: مخلوق تجھ کو۔ بہیچ: کسی بھی چیز کے بدلے۔ (۸) چوں: جب۔ راضی شد: راضی ہو گیا۔ یزداں پاک: اللہ پاک۔ ایں ہا: یہ سب۔ نگردند: نہیں ہوتا۔ چہ باک: کیا ڈر۔ (۹) بد اندیش خلق: مخلوق کا بدخواہ۔ آگاہ: خبردار۔ نیست: نہیں ہے۔ غوغائے خلقش: مخلوق کا شور اس کو۔ بحق: حق کی طرف۔ (۱۰) ازاں: اسی وجہ سے۔ رہ: راستہ۔ بجائے نیاوردہ اند: جگہ پر نہیں لائے ہیں۔ پے: پاؤں۔ کردہ اند: کیا ہے انہوں نے۔

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان اپنے کردار کے اعتبار سے فرشتوں سے بھی بڑھ جائے۔ پھر بھی دنیا والے راضی نہیں ہوتے۔ لہٰذا دنیا سے بے نیاز ہو جائے۔ (۲) جو شخص اہل دنیا سے بے غرض ہو کر اپنی لگن میں مگن رہتا ہے۔ وہ مخلوق کو اپنی ذات پر سے دُور کر دیتا ہے۔
(۳) جو شخص دکھلاوے کی عبادت کرتا ہے یا خلوص نیت سے تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ وہ اہل دنیا کی طعن و تشنیع سے نہیں بچ سکا۔
(۴) اگر کوئی متقی پرہیزگار شخص عبادت و ریاضت کے باعث اس قدر عروج پالے کہ ہوا میں اڑنے لگ جائے تب بھی بدگمان کے غیظ و غضب سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ (۵) انسان کوشش کر کے دریا پر بند باندھ سکتا ہے لیکن کسی حاسد و بدخو کی زبان پر بند نہیں باندھا جا سکتا۔
(۶) گناہوں میں ڈوبے ہوئے لوگ علماء، وصلحاء کی وجاہت کے قائل نہیں ہوتے۔ چنانچہ وہ علماء کو خشک مولوی اور عبادت گذار کو مفت کی روٹی توڑنے والا کہتے ہیں۔ (۷) عالم و صالح کو دنیاداروں کی گیدڑ بھبکیوں پر توجہ نہیں دینی چاہیئے۔ بلکہ قبول حق میں مستغرق رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا اجر صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ (۸) جس بندے کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو جائے۔ تو اس کی خوش نصیبی میں کوئی شک نہیں۔ اسے دنیا کی ناراضی سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ (۹) خلق اللہ کی بدخواہی کرنے والا ہمیشہ راہ حق سے محروم رہتا ہے۔ کیونکہ اسے خلق کی بدخواہی سے فرصت نہیں ملتی۔ راہ حق کی فرصت کیسے ملے گی۔ (۱۰) خلق اللہ کے بدخواہ اصل راہ سے بھٹکنے کی وجہ سے منزل مقصود تک کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ ان کی پیٹھ منزل مقصود کی طرف اور منہ مخلوق کی طرف ہوتا ہے۔

marfat.com

۱	دو کس بر حدیثے گمارند گوش	ازیں تا بداں ز اہرمن تا سروش
	دو آدمی کسی بات پر کان دھرتے ہیں	اس سے اس تک اتنا فاصلہ ہے جیسے اہرمن سے فرشتہ تک
۲	یکے پند گیرد دگر ناپسند	نہ پردازد از حرف گیری بہ پند
	ایک نصیحت حاصل کرتا ہے دوسرا ناپسند کرتا ہے	نکتہ چینی کو چھوڑ کر نصیحت قبول نہیں کرتا ہے
۳	فرو ماندہ در کنج تاریک جائے	چہ دریابد از جام گیتی نمائے
	تاریک گوشہ میں عاجز ہو کر رہ گیا ہوا	جہاں نما جام سے کیا حاصل کر سکتا ہے
۴	مپندار گر شیر و گر روبہی	کز ایناں بمردی و حیلت رہی
	خواہ تو شیر ہے خواہ لومڑی یہ نہ سمجھ	کہ ان سے شرافت اور حیلے کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کریگا
۵	اگر کنج خلوت گزیند کسے	کہ پروائے صحبت ندارد بسے
	اگر کوئی شخص تنہائی کا گوشہ اختیار کرلے	اس لیے کہ میل جول کی زیادہ پرواہ نہیں کرتا ہے
۶	مذمت کنندش کہ زرق است و ریو	ز مردم چناں مے گریزد کہ دیو
	تو اس کی برائی کریں گے کہ مکر اور فریب ہے	لوگوں سے بھوت کی طرح بھاگتا ہے
۷	وگر خندہ رو یست و آمیزگار	عفیفش ندانند و پرہیزگار
	اور اگر ہنس مکھ ہے اور گھل ملنے والا ہے	اس کو پاک دامن اور پرہیزگار نہ سمجھیں گے
۸	غنی را بغیبت بکاوند پوست	کہ فرعون اگر ہست در عالم اوست
	بدگوئی کرکے مالدار کی کھال ادھیڑ دیں گے	کہ دنیا میں اگر فرعون ہے تو وہی ہے
۹	وگر مرد درویش در سختی ست	بگویند ز ادبار و بدبختی ست
	اور اگر کوئی فقیر مصیبت میں ہے	تو کہیں گے ادبار اور بدبختی کی وجہ سے ہے
۱۰	وگر کامرانے در آید ز پائے	غنیمت شمارند و فضل خدائے
	اگر کوئی بامراد مرتبہ سے گر جائے	تو اس کو غنیمت اور خدا کا فضل شمار کریں گے

(۱) دو کس، دو شخص۔ بر حدیثے، کسی بات پر۔ گمارند گوش، کان لگاتے ہیں۔ ازیں، اس سے۔ تا بداں، اس تک۔ اہرمن، برائی کا خدا یا شیطان۔ سروش، غیبی فرشتہ۔ (۲) یکے، ایک۔ پند گیرد، نصیحت حاصل کرتا ہے۔ دگر، دوسرا۔ نہ پردازد، نہیں مشغول ہوتا۔ از حرف گیری، عیب جوئی سے۔ بہ پند، نصیحت میں۔ (۳) فرو ماندہ، عاجز رہا ہوا۔ کنج تاریک جائے، تاریک جگہ کا کونہ۔ چہ دریابد، کیا پاوے۔ جام گیتی نمائے، جہان دکھانے والا پیالہ۔ یونانی حکماء نے جمشید کے لیے ایک پیالہ بنایا جو اسے رصد گاہ کا کام دیتا تھا اس میں ستاروں تک کا مشاہدہ ہو سکتا تھا۔ (۴) مپندار، مت سمجھ۔ روبہی، لومڑی ہے تو۔ کز ایناں، کہ ان لوگوں سے۔ بمردی، بہادری سے۔ حیلت، تدبیر۔ رہی، چھوٹے تو۔ (۵) کنج خلوت، تنہائی کا گوشہ۔ گزیند، اختیار کرے کوئی شخص۔ پروائے صحبت، لوگوں کے پاس بیٹھنے کی۔ ندارد، نہ رکھے۔ بسے، زیادہ۔ (۶) مذمت، برائی۔ کنندش، کریں اس کی۔ زرق ست، مکر ہے۔ ریو، فریب۔ مردم، لوگ۔ چناں، ایسے۔ مے گریزد، بھاگتا ہے۔ دیو، جن۔ (۷) خندہ رویست، ہنس مکھ ہے۔ آمیزگار، ملنسار۔ عفیفش، اس کو پاکدامن۔ ندانند، نہ جانیں۔ (۸) غنی، دولت مند۔ بغیبت، چغلی سے۔ بکاوند، ادھیڑیں۔ پوست، کھال۔ فرعون، حضرت موسیٰ کے زمانہ میں مصر کا بادشاہ جس کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے۔ ہست، ہے۔ در عالم، جہان میں۔ اوست، وہی ہے۔ (۹) مرد درویش، فقیر آدمی۔ بگویند، کہیں گے۔ ادبار، بدبختی۔ (۱۰) کامرانے، کوئی کامیاب۔ در آید، اگر پڑے۔ ز پائے، پاؤں سے۔ شمارند، شمار کریں۔ فضل خدائے، خدا کی مہربانی۔

تشریح (۱) دو آدمی ایک ہی بات کا مختلف مفہوم اور متضاد نتیجہ اخذ کرتے ہیں لیکن ان دونوں کے فہم و شعور میں حق و باطل کا امتیاز ہوتا ہے۔
(۲) ایک ہی بات سے اختلاف فہم کے باعث ایک شخص نصیحت حاصل کرتا ہے اور دوسرا آدمی نصیحت آموز کلام کو نکتہ چینی کی وجہ سے ضائع کر دیتا ہے۔ (۳) تاریکیوں میں رہنے کا عادی جام جہاں نما (ایسا پیالہ جس میں ستاروں تک کا مشاہدہ ہو سکتا تھا) کو کبھی نہیں دیکھ سکتا۔
(۴) شیر کی بہادری ہو یا لومڑی کی حیلہ سازی ناقدین کی تنقید سے محفوظ رہنا ناممکن ہے۔ (۵) اگر کوئی شخص گوشہ نشینی اختیار کرکے لوگوں سے علیحدگی اختیار کرلے تو لوگ اسے فریب کاری کا نام دیتے ہیں۔ (۶) اور کہتے ہیں کہ یہ انسان نہیں بلکہ دیو ہے۔ جو مکر و فریب کے اظہار کی خاطر انسانوں سے دور بھاگتا ہے۔ (۷) جو شخص خندہ پیشانی اور ملنساری کا خوگر ہو تو لوگ اس کے تقویٰ و شرافت کو تسلیم نہیں کرتے۔
(۸) اگر کوئی شخص مال و دولت کی نعمت سے مالامال ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس (مالدار) جیسا کوئی فرعون ہی نہیں۔
(۹) اگر کوئی شخص تنگدست ہے تو اس کے فقر و درویشی کو شقاوت (بدبختی) پر محمول کیا جاتا ہے۔
(۱۰) اگر کوئی شخص اپنے منصب و اقتدار سے محروم کر دیا جاتا ہے تو لوگ اس کی فرعونیت کو ملعون کرکے شکر بجا لاتے ہیں۔

marfat.com

۱	کہ تا چند ازیں جاہ گردن کشی	خوشی را بود در قفا ناخوشی
	کہ اس مرتبہ کی وجہ سے کب تک تکبر کرتا	خوشی کے پیچھے ناخوشی ہوتی ہے
۲	دگر تنگ دستے تنک مایہ	سعادت بلندش کند پایہ
	اور اگر کبھی تنگ، کم سرمایہ والے کا	نیک بختی مرتبہ بڑھا دے
۳	بخایندش از کینہ دنداں بزہر	کہ دوں پرور است ایں فرومایہ دہر
	کینہ کی وجہ سے زہر کے بجھے دانت چبیں گے	کہ یہ کمینہ زمانہ، کمینہ پرور ہے
۴	چو بینند کارے بدستت درست	حریصت شمارند و دنیا پرست
	اگر تیرے ہاتھوں کوئی کام سیدھا دیکھیں گے	تجھے لالچی اور دنیا پرست شمار کریں گے
۵	وگر دست ہمت بداری زکار	گدا پیشہ خوانندت و پختہ خوار
	اگر تو کسی کام سے ہمت کا ہاتھ اٹھالے	تجھے گداگر اور پکی پکائی کھانے والا کہیں گے
۶	وگر ناطقی طبل پر یاوہ	وگر خامشی نقش گرماوہ
	اگر تو بولنے والا ہے تو بکواس بھرا ڈھول ہے	اگر تو چپ ہے حمام کی تصویر ہے
۷	تحمل کناں را نخوانند مرد	کہ بیچارہ از بیم سر بر نکرد
	برداشت کرنے والوں کو مرد نہ کہیں گے	کہ بے چارہ نے خوف سے سر نہ اٹھایا
۸	وگر در سرش ہول مردانگیست	گریزند ازو کیں چہ دیوانگیست
	اور اگر اس کے سر میں بہادری کی دہشت ہے	اس سے بھاگیں گے کہ یہ کیا دیوانگی ہے
۹	تعنت کنندش گر اندک خوراست	کہ مالش مگر روزیٔ دیگر ست
	اگر کم خوراک ہے اس کو رنجیدہ کریں گے	کہ اس کا مال تو شاید دوسرے کی روزی ہے
۱۰	وگر نغز و پاکیزہ باشد خورش	شکم بندہ خوانند و تن پرورش
	اور اگر اس کی خوراک اچھی اور پاکیزہ ہو	تو اس کو پیٹ کا غلام اور تن پرور کہیں گے

(۱) تا چند: کب تک۔ ازیں جاہ: اس مرتبے کی وجہ سے۔ گردن کشی: گردن کھینچنا، تکبر کرنا۔ بود: ہو وے۔ در قفا: پیچھے۔ ناخوشی: غمی۔ (۲) تنگ دستے: کوئی غریب۔ تنک مایہ: تھوڑے سرمائے والا۔ سعادت: نیک بختی۔ بلندش کند: اس کا اونچا کردے۔ پایہ: مرتبہ۔
(۳) بخایندش: گھسائیں گے اس کے۔ از کینہ: حسد کی وجہ سے۔ دنداں: جمع دانت۔ بزہر: زہر میں۔ دوں پرور ست: کمینوں کو پالنے والا ہے۔ ایں فرومایہ: یہ کمینہ دہر: زمانہ۔ (۴) چو بینند: جب دیکھیں۔ کارے: کوئی کام بدستت: تیرے ہاتھ میں۔ حریصت: تجھ کو لالچی۔ شمارند: شمار کریں گے۔ دنیا پرست: دنیا کو پوجنے والا۔
(۵) دست ہمت: ہمت کا ہاتھ۔ بداری: اٹھالے تو۔ زکار: کام سے۔ گدا پیشہ: گداگر۔ خوانندت: تجھ کو کہیں۔ پختہ خوار: پکی پکائی کھانے والا۔ (۶) ناطقی: بولنے والا ہے تو۔ طبل پر یاوہ: بکواس سے بھرا ہوا ڈھول ہے تو۔ خامشی: خاموش ہے تو۔ گرماوہ: حمام۔ (۷) تحمل کناں: تحمل کرنے والے۔ نخوانند: نہ کہیں گے۔ از بیم: ڈر کی وجہ سے۔ برنکرد: نہیں اٹھایا۔ (۸) ہول مردانگیست: مردانگی کا رعب ہے۔ گریزند: بھاگیں گے۔ ازو: اس سے۔ کیں: کہ یہ۔ چہ: کیا۔ دیوانگیست: دیوانگی ہے۔
(۹) تعنت کنندش: اس کو طعنہ دیں گے۔ اندک خور: تھوڑا کھانے والا۔ مگر: شاید۔ روزئے دیگرست: دوسرے کی روزی ہے۔ (۱۰) وگر: اور اگر۔ نغز: عجیب۔ باشد: ہووے۔ خورشش: اس کی خوراک۔ شکم بندہ: پیٹ کا بندہ۔ خوانند: کہیں گے۔ تن پرورش: جسم پالنے والا۔

تشریح: (۱) اور کہتے ہیں کہ اسی منصب کی وجہ سے یہ شخص (منصب سے محروم) غرور و تکبر میں مبتلا تھا۔ (اس کے دماغ میں فرعون گھسا ہوا تھا)
(۲) اگر کوئی فاقہ مست ترقی کرکے بلند اقبال ہوجائے تو لوگ اس سے حسد کرتے ہیں۔ (۳) اسی حسد کی وجہ سے نہ صرف دانت پیستے ہیں۔ بلکہ یوں کہتے ہیں۔ کہ وقت کا کمینہ زمانہ کمینہ ہے، کمینے لوگوں کی بندہ پروری کرتا ہے۔
(۴) اگر کسی شخص کے کاروباری حالات و معاملات صحیح رخ پر ہوں تو اسے دنیادار، جاہ و حشمت کا لالچی کہتے ہیں۔
(۵) اگر کوئی آدمی توکلت علی اللہ کا پیکر دکھائی دے تو لوگ اسے مفت کی روٹیاں توڑنے والا اور مشقت و محنت سے عاری و جی چرانے والا کہتے ہیں۔
(۶) بولنے والے شخص کو لوگ فضول یاوہ گوئی کا ڈھول کہتے ہیں اور خاموش رہنے والے کو حمام (غسل خانے) کی تصویر کہتے ہیں۔
(۷) جو شخص حوصلہ و بردباری سے کام لیتا ہے تو اُسے بزدل اور ڈرپوک کہتے ہیں۔
(۸) اور جو آدمی دلیرانہ گفتگو کرتا ہے۔ یا کوئی بہادری پر مشتمل کارنامہ سرانجام دیتا ہے تو اسے بدتمیز اور بدمزاج کہتے ہیں۔
(۹) جو شخص بسیار خوری سے پرہیز کرتے ہوئے کم کھاتا ہے تو لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں بخل کا مرض پایا جاتا ہے۔
(۱۰) اگر کوئی آدمی اچھا کھاتا اور اچھا پہنتا ہے تو اس کے بارے میں لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ یہ شخص پیٹ کا پجاری اور تن پرور ہے۔

marfat.com

۱	وگر بے تکلف زید مالدار	کہ زینت بر اہل تمیز است عار
	اور اگر کوئی مالدار سادہ زندگی گزارے	اس لیے کہ تمیزداروں کے لیے بناؤ سنگھار شرم ہے
۲	زباں درنہندش بایذا چو تیغ	کہ بدبخت زر دارد از خود دریغ
	اس کی ایذاء میں تلوار کی طرح زبان کھولیں گے	کہ بدبخت اپنے اوپر مال خرچ کرنے سے رکتا ہے
۳	وگر کاخ وایواں منقش کند	تن خویش را کسوت خوش کند
	اور اگر قلعہ اور محل منقش کرے	اپنے لیے اچھا لباس اختیار کرے
۴	بجاں آید از طعنہ بر وے زناں	کہ خود را بیاراست ہمچو زناں
	اپنے اوپر طعنہ زنوں سے عاجز آجائے گا	کہ اپنے آپ کو عورتوں کی طرح بنایا سنوارا ہے
۵	وگر پارسائے سیاحت نکرد	سفر کردگانش نخوانند مرد
	اور اگر کسی نیک آدمی نے سفر نہ کیا ہو	تو سفر کرنے والے اس کو مرد نہ کہیں گے
۶	کہ نارفتہ بیروں ز آغوش زن	کدامش ہنر باشد ورای وفن
	کہ جو بیوی کی گود سے باہر نہ نکلا ہو	اس کو کیا ہنر اور رائے اور فن حاصل ہو سکتا ہے
۷	جہاندیدہ راہم بدرند پوست	کہ سرگشتہ بخت برگشتہ اوست
	جہاندیدہ کی بھی چمڑی ادھیڑ دیں گے	کہ سر پھرا، بدبخت وہی ہے
۸	گرش حظ ز اقبال بودے وبہر	زمانہ نراندے زشہرش بہ شہر
	اگر اقبال مندی میں اس کا نصیب اور حصہ ہوتا	زمانہ اس کو شہر بہ شہر نہ لیے پھرتا
۹	عزب را نکوہش کند خردہ بیں	کہ مے رنجد از خفت وخیزش زمیں
	عیب جو بے شادی شدہ کی برائی کرتا ہے	کہ اس کے سونے اور جاگنے سے زمین رنجیدہ ہوتی ہے
۱۰	وگر زن کند گوید از دست دل	بگردن درافتاد چو خر بہ گل
	اور اگر وہ شادی کرلے تو کہے گا کہ دل کے ہاتھوں	گردن کے بل گرا ہے جیسا کہ کیچڑ میں گدھا

(۱) بے تکلف: سادہ۔ زید: جیوے۔ زینت: سجاوٹ۔ اہل تمیز: تمیز والے۔ عار: شرم۔ (۲) درنہندش: رکھیں گے اس کے۔ بایذا: تکلیف میں۔ چو تیغ: تلوار کی طرح۔ زر: سونا۔ دارد: رکھتا ہے۔ از خود: اپنے سے۔ دریغ: روک۔ (۳) کاخ: قلعہ۔ ایواں: محل۔ منقش کند: نقش ونگار کرے۔ تن خویش: اپنا جسم۔ کسوت خوش: اچھا لباس۔ (۴) بجاں آید: جان پہ بن آئے۔ طعنہ زناں: طعنہ مارنے والے۔ بروے: اس پر۔ خود را: اپنے آپ کو۔ بیاراست: سجایا۔ ہمچو زناں: مثل عورتوں کی۔ (۵) پارسائے: کوئی پرہیزگار۔ سیاحت: سفر۔ نکرد: نہ کیا۔ سفر کردگانش: سفر کرنے والے اس کو۔ نخوانند مرد: مرد نہیں کہتے۔ (۶) نارفتہ: نہ گیا ہوا۔ بیروں: باہر۔ آغوش زن: بیوی کی آغوش۔ کدامش: کون سا اس کو۔ باشد: ہوگا۔ (۷) جہاندیدہ: جہان کو دیکھے ہوئے۔ بدرند: پھاڑ دیں گے۔ پوست: کھال۔ سرگشتہ: سر پھرا۔ بخت برگشتہ: پھرے نصیب والا۔ (۸) گرش: اگر اس کو۔ حظ: حصہ۔ اقبال: نصیب۔ بودے: ہوتا۔ بہر: حصہ۔ نراندے: نہ چلاتا۔ زشہرش: اس کے شہر سے۔ بشہر: شہر کو۔ (۹) عزب: غیر شادی شدہ۔ نکوہشش: برائی۔ کند: کرتا ہے۔ خردہ بیں: چھوٹی چیز کو دیکھنے والا یعنی عیب گیر۔ رنجد: رنجیدہ ہوتا ہے۔ خفت وخیزش: اس کے سونے جاگنے سے۔ (۱۰) زن کند: عورت کرلے۔ گوید: کہتا ہے۔ دست دل: دل کا ہاتھ۔ بگردن: گردن کے بل۔ درافتاد: گر پڑا۔ چو خر: گدھے کی طرح۔ بہ گل: کیچڑ میں۔

تشریح: (۱) اگر کوئی امیر آدمی سادہ طرح زندگی بسر کرتا ہے تو اسے لوگ بخیل اور کنجوسی کا طعنہ دیتے ہیں۔

(۲) جو شخص مالدار ہونے کے باوجود سادگی اختیار کرتا ہے تو اسے لوگ کہتے ہیں کہ یہ تیری سادگی بھی اک فریب ہے۔

(۳) جو شخص اپنا گھر زیب وزینت سے آراستہ کرتا ہے اور خوبصورت لباس پہنتا ہے تو لوگ اسے بھی طعنہ زنی کرتے ہیں۔

(۴) کہ یہ شخص عورتوں کی طرح اپنے آپ کو بناؤ سنوار کے رکھتا ہے۔ چنانچہ طعنہ زن لوگوں سے اس کی جان کو خلاصی نہیں ملتی۔

(۵) اگر کوئی درویش صفت آدمی سیر وسیاحت نہیں کرتا تو سفر وسیاحت کے شوقین اسے (درویش کو) مردوں میں شمار نہیں کرتے۔

(۶) اس (درویش) کے بارے میں یہی کہتے ہیں کہ جو شخص بیوی کی گود کو نہیں چھوڑ سکتا، وہ فن اور تجربہ میں کس طرح مہارت حاصل کر سکتا ہے۔

(۷) جو شخص ملکوں اور شہروں کا مطالعاتی دورہ کرنے کے لیے سیاحت کرتا ہے تو لوگ اسے بدنصیب اور سرگشتہ (سر پھرا) کہتے ہیں۔

(۸) اگر یہ بخت آور اور خوش بختی کا پیکر وخوگر ہوتا تو اسے (سیاح کو) زمانے کی ٹھوکریں نہ کھانی پڑتیں۔

(۹) جو شخص غیر شادی شدہ ہوتا ہے تو لوگ اس کی برائی کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ کہتے ہیں کہ یہ (غیر شادی شدہ) دھرتی کا بوجھ ہے۔

(۱۰) جو شخص شادی شدہ ہوتا ہے تو لوگ اسے (شادی شدہ کو) کہتے ہیں کہ یہ گردن کے بل ایسے گرا ہے، جیسے گدھا کیچڑ میں گرا ہوا ہو۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
نہ از جورِ مردم رہد زشت روئے	۱	نہ شاہد ز نامردمِ زشت گوئے
نہ بد صورت انسانوں کے ظلم سے رہائی پاتا ہے		نہ معشوق، بُرا کہنے والے نالائقوں سے

حکایت

کہانی

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
غلامے بمصر اندرم بندہ بود	۲	کہ چشم از حیا در بر افگندہ بود
مصر میں ایک لڑکا میرے پاس نوکر تھا		جو شرم کی وجہ سے آنکھیں نیچی کیے رکھتا تھا
کسے گفت ہیچ ایں پسر عقل و ہوش	۳	ندارد بمالش بہ تعلیم گوش
کسی نے کہا یہ لڑکا کچھ عقل اور ہوش		نہیں رکھتا سکھانے کے لیے اس کے کان اینٹھ
شبے بر زدم بانگ بروے درشت	۵	ہمو گفت مسکیں بجورش بکشت
ایک رات کو میں اس پر سختی سے چیخ پڑا		وہی بولا، مسکین کو اس کے ظلم نے مار ڈالا
گرت بر کند خشم روزے زجائے	۶	سراسیمہ خوانندت و خیرہ رائے
اگر تجھے غصہ کسی دن جگہ سے برانگیختہ کردے		تو تجھے دیوانہ اور بدعقل کہیں گے
وگر بُردباری کنی از کسے	۷	بگویند غیرت ندارد بسے
اور اگر تو کسی سے بُردباری کرے گا		تو تجھے کہیں گے کہ غیرت نہیں رکھتا ہے
سخی را باندرز گویند بس	۸	کہ فردا دو دستت بود پیش و پس
سخی کو نصیحت میں کہیں گے بس		ورنہ کل کو تیرے دونوں ہاتھ آگے اور پیچھے ہونگے
وگر قانع و خویشتن دار گشت	۹	بہ تشنیع خلقے گرفتار گشت
اور اگر تھوڑے پر صبر کرنے والا اور خوددار ہوگیا		مخلوق کے لعن طعن میں گرفتار ہوا
کہ ہمچو پدر خواہد ایں سفلہ مرد	۱۰	کہ دنیا رہا کرد و حسرت برد
کہ باپ کی طرح یہ کمینہ بھی مرجائے گا		جو دنیا کو چھوڑ گیا اور حسرت لے گیا

(۱) جورِ مردم، لوگوں کا ظلم۔ رہد، چھوٹتا ہے۔ زشت روئے، بدصورت۔ شاہد، محبوب حسین۔ نامردم، نامرد۔ زشت گوئے، بُرا کہنے والا۔ (۲) حکایت، کہانی۔ (۳) غلامے، ایک لڑکا۔ بمصر، مصر میں۔ بندہ بود، غلام تھا۔ چشم، آنکھ۔ از حیا، حیا کی وجہ سے۔ در بر، بغل میں۔ افگندہ بود، ڈالے ہوئے تھا۔ (۴) کسے گفت، کسی نے کہا۔ ہیچ، کچھ۔ ایں پسر، یہ لڑکا۔ ندارد، نہیں رکھتا۔ بمالش، مل اس کے۔ گوش، کان۔ (۵) شبے، ایک رات۔ بر زدم، میں نے ماری۔ بانگ، آواز۔ بروے، اس پر۔ درشت، سخت۔ ہمو گفت، اسی نے کہا۔ بجورش، ظلم سے اس کو۔ بکشت، مار ڈالا۔ (۶) گرت، اگر تجھ کو۔ برکند، اکھیڑ دے۔ خشم، غصہ۔ روزے، کسی دن۔ زجائے، جگہ سے۔ سراسیمہ، پریشان۔ خوانندت، کہیں گے تجھ کو۔ خیرہ رائے، بے عقل۔ (۷) بردباری، برداشت۔ کنی، کرے تو۔ از کسے، کسی سے۔ بگویند، کہیں گے۔ ندارد، نہیں رکھتا۔ بسے، زیادہ۔ (۸) سخی، بخشش کرنے والا۔ اندرز، نصیحت۔ گویند، کہیں گے۔ فردا، کل آئندہ۔ دستت، تیرا ہاتھ۔ بود، ہووے گا۔ پیش و پس، آگے اور پیچھے۔ (۹) قانع، تھوڑی روزی پر صبر کرنے والا۔ خویشتن دار، خوددار۔ گشت، ہوگیا۔ تشنیع خلقے، مخلوق کی ملامت۔ گرفتار گشت، گرفتار ہوگیا۔ (۱۰) ہمچو پدر، باپ کی طرح۔ خواہد مرد، مرے گا۔ ایں سفلہ، یہ کمینہ۔ رہا کرد، چھوڑ دی۔ برد، لے گیا۔

تشریح (۱) لوگوں کی طعن و تشنیع سے کسی بھی طبقے کا آدمی نہیں بچ سکتا۔ لہٰذا لوگوں کی بدزبانی سے لاپرواہ ہوکر اپنے کام میں مگن رہنا چاہیے۔ (۲) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ لوگ تو اللہ و رسولؐ پر زبان درازی کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ ہم اور تم کیا چیز ہیں، لہٰذا اپنے کام سے مطلب رہنا چاہیے۔ (۳) اس شعر میں شیخ سعدیؒ اپنے غلام کی شرم و حیا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شرم و حیا کی وجہ سے وہ (غلام) ہمیشہ اپنی گردن جھکائے رکھتا تھا۔ (۴) ایک شخص نے مجھے (شیخ سعدیؒ کو) کہا کہ یہ غلام عقل و ہوش سے عاری ہے۔ اس لیے اسے (غلام کو) چست و چالاک بنانے کے لیے گوشمال کیا جائے۔ (کان کھینچے جائیں)۔ (۵) ایک رات میں (شیخ سعدیؒ) نے اسے (غلام کو) ڈانٹ دیا تو وہی شخص (جس نے گوشمالی کرنے کا مشورہ دیا تھا) کہنے لگا کہ مسکین کو ستم سے مار دیا۔ (۶) اگر کسی دن غصہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے تند خوئی کرو تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو پاگل ہے۔ (اس کو بات کرنے کی تمیز نہیں)۔ (۷) اگر کسی دن حلم و حوصلہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوش مزاجی سے پیش آؤ تو لوگ کہتے ہیں کہ اس میں غیرت نام کی چیز نہیں۔ یہ بے وقوف ہے۔ (۸) اگر کسی شخص کو جود و سخا کا پیکر دیکھتے ہیں تو اسے لوگ کہتے ہیں کہ ایک دن تجھ پر ایسا آئے گا کہ تنگدستی سے، بھوک پیاس سے بلبلاتے رہوگے۔ (۹) اگر کوئی شخص صبر و خودداری کا مظاہرہ کرتا ہے تو لوگ اس کی قناعت اور کفالت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ (۱۰) اور کہتے ہیں کہ یہ (قناعت و کفایت کا پیکر شخص) بھی اپنے باپ کی طرح حسرت و یاس کی حالت میں مرجائے گا۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
کہ یارد بکنج سلامت نشست	۱	کہ پیغمبر از خبث دشمن نرست
سلامتی کے گوشہ میں کون بیٹھ سکتا ہے		کہ پیغمبر بھی دشمن کی خباثت سے نہ بچے
خدارا کہ مانند و انباز و جفت	۲	ندارد شنیدی کہ ترسا چہ گفت
جو خدا مثال اور شریک اور جوڑا		نہیں رکھتا تونے سنا ہے نصاریٰ نے کیا کہا
رہائی نیابد کس از دست کس	۳	گرفتار را چارہ صبر است و بس
کوئی کسی کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتا ہے		قیدی کے لیے تدبیر صرف صبر ہے

حکایت

کہانی

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
جوانے ہنرمند و فرزانہ بود	۵	کہ در وعظ چالاک و مردانہ بود
ایک جوان ہنرمند اور عقلمند تھا		وعظ کہنے میں ہوشیار اور بہادر تھا
نکو نام و صاحبدل و حق پرست	۶	خط عارضش خوشتر از خط دست
نیک نام اور صاحب دل اور حق پرست		اس کے رخسار کا ہاتھ کے خط سے زیادہ خوبصورت تھا
قوی در بلاغات و در نحو چست	۷	ولے حرف ابجد نگفتے درست
بلاغتوں میں قوی اور نحو میں تیز		لیکن ابجد کے حروف صاف نہ کہہ سکتا تھا
یکے را بگفتم ز صاحبدلاں	۸	کہ دنداں پیشیں ندارد فلاں
میں نے صاحب دلوں میں سے ایک سے کہا		کہ فلانے شخص اگلے دانت نہیں رکھتا ہے
برآمد ز سودائے من سرخ روئے	۹	کزیں جنس بیہودہ دیگر مگوئے
میرے پاگل پن سے اس کا چہرہ لال ہو گیا		کہ اس قسم کی بیہودہ بات پھر نہ کہنا
تو در وے ہماں عیب دیدی کہ ہست	۱۰	ز چنداں ہنر چشم عقلت ببست
تونے اس میں وہی عیب دیکھا جو ہے		تونے اتنے ہنروں سے عقل کی آنکھ بند کر لی

(۱) کہ یارد: کون طاقت رکھتا ہے۔ بکنج سلامت: سلامتی کے کونے میں۔ نشست: ماضی بمعنی مصدر یعنی بیٹھنا۔ پیغمبر: خدا کا رسولؐ۔ خبث دشمن: دشمن کی خباثت۔ نرست: نہ چھوٹا۔ (۲) خدارا کہ: جس خدا کا کہ۔ مانند: مثل۔ انباز: شریک۔ جفت: بیوی۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ شنیدی: تونے سنا۔ ترسا: آتش پرست نصرانی۔ چہ گفت: کیا کہا۔ (۳) نیابد: نہ پاوے۔ کس: کوئی شخص۔ دست کس: کسی کا ہاتھ۔ گرفتار: پکڑا ہوا۔ چارہ: علاج۔ بس: صرف۔ (۴) حکایت: کہانی۔ (۵) جوانے: ایک جوان۔ فرزانہ: عقل مند۔ بود: تھا۔ وعظ: نصیحت کرنا۔ مردانہ: مردوں کی طرح مراد بہادر۔ (۶) نکو نام: نیک نام۔ صاحبدل: دل والا۔ حق پرست: حق کو پوجنے والا۔ خط عارضش: اس کے رخسار کا خط۔ خوشتر: زیادہ خوبصورت۔ خط دست: ہاتھ کا خط۔ (۷) قوی: مضبوط۔ بلاغات: فصاحت و بلاغت۔ نحو: ایک علم جس سے عبارت کو صحیح پڑھنا آتا ہے۔ ولے: لیکن۔ حرف ابجد: حروف تہجی جو اٹھائیس ہیں۔ نگفتے درست: صحیح نہیں کہہ سکتا۔ (۸) یکے را: ایک کو۔ بگفتم: میں نے کہا۔ صاحب دلاں: دل والے۔ دنداں پیشیں: اگلے دانت۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ (۹) برآمد: نکل آیا۔ سودائے من: میرا پاگل پن۔ سرخ رو: لال چہرے والا۔ کزیں جنس بے ہودہ: کہ اس طرح کی بے ہودہ۔ دیگر: پھر۔ مگوئے: مت کہہ۔ (۱۰) در وے: اس میں۔ ہماں: وہی۔ دیدی: تونے دیکھا۔ کہست: جو کہ ہے۔ چنداں ہنر: اتنے ہنر۔ چشم عقلت: تیری عقل کی آنکھ۔ بربست: بند کر دی۔

تشریح (۱) جب لوگوں کی تنقید سے پیغمبروں کی ذوات مقدسہ نہ بچ سکیں تو عام آدمی کا بچنا کیسے ممکن ہے۔ (۲) لوگوں نے تو اللہ تعالیٰ جیسی وحدہٗ لاشریک ذات کو بیٹے اور بے مثل ہستی (اللہ تعالیٰ) کو بیوی کے بہتان سے طعنہ زن کر دیا۔ کسی مجوسی نصرانی نے کہا کہ (۳) جب مخلوق کی زبان درازی سے بچنا ناممکن ہے تو بہتر یہی ہے کہ انسان کو صبر اور کنارہ کشی سے کام لینا چاہیے۔

(۴) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ لوگوں کے عیوب پر نظر رکھنے کی بجائے اس کی خوبیوں کو دیکھنا چاہیے۔ کیونکہ ہر شخص قابل قدر ہے۔

(۵) ایک نوجوان عقل و ہنر، پند و نصیحت میں ہوشیار اور نڈر و بہادری جیسی خوبیوں سے مالا مال تھا۔

(۶) نیک نامی و صاحب دلی، حق پرستی ایسی خوبیوں کے ساتھ ساتھ چہرے کے خد و خال میں دلکشی بھی پائی جاتی تھی۔

(۷) وہ (نوجوان) فصیح الکلام، بلیغ اللسان اور علم نحو میں مہارت رکھنے کے باوجود حروف ابجد کی ادائیگی میں اس (نوجوان) کا نقص پایا جاتا تھا۔

(۸) میں (شیخ سعدیؒ) نے کسی اہل دل (درویش) سے کہا کہ اس (نوجوان) کے حروف ابجد کی ادا صحت سے عاری ہے۔

(۹) اس (اہل دل) نے میرا جنون پن دیکھ کر غضب ناک ہوتے ہوئے کہا کہ اس کے بعد پھر کبھی بھی اس قسم کی بیہودہ بات مت کرنا۔

(۱۰) تجھے نوجوان میں اتنی بے شمار خوبیاں نظر نہیں آئیں، صرف یہ ایک عیب (حروف ابجد کی عدم تصحیح) ہی نظر آیا ہے۔

marfat.com

۱	یقیں بشنو از من کہ روزِ یقیں	نہ بیند بدی مردمِ نیک بیں
	یقیناً مجھ سے سن لے کہ یقین کے دن	نیک بیں انسان بدی نہ دیکھے گا
۲	یکے را کہ علم است و تدبیر و رائے	گرش پائے عصمت بجنبد ز جائے
	جس شخص کے پاس علم اور تدبیر اور رائے ہے	اگر اس کی عصمت کا پیر جگہ سے اکھڑ جائے
۳	بیک خردہ مپسند بروئے جفا	بزرگاں چہ گفتند خذ ما صفا
	ایک غلطی سے اس پر ظلم پسند نہ کر	بزرگوں نے کیا کہا ہے، جو صاف ہو وہ لے لے
۴	بود خار و گل باہم اے ہوشمند	چہ در بند خاری تو گلدستہ بند
	اے ہوشمند! کانٹا اور پھول ملے جلے ہوتے ہیں	تو کانٹے کی فکر میں کیوں لگا ہے گلدستہ بنالے
۵	کرا زشت خوئی بود در سرشت	نہ بیند ز طاؤس جز پائے زشت
	جس کی طبیعت میں بدعادت ہو	وہ مور میں سوائے برے پیروں کے کچھ نہ دیکھے گا
۶	صفائی بدست آور اے بے تمیز	کہ ننماید آئینہ تیرہ چیز
	اے بے تمیز! صفائی حاصل کر	اس لیے کہ اندھا آئینہ کچھ نہیں دکھاتا ہے
۷	طریقے طلب کز عقوبت رہی	نہ حرفے کہ انگشت بروئے نہی
	ایسا راستہ طلب کر کہ عذاب سے چھوٹے	نہ کہ ایسا حرف جس پر انگلی دھرے
۸	منہ عیب خلق اے فرومایہ پیش	کہ چشمت فرو دوزد از عیب خویش
	اے کمینے! مخلوق کے عیب پیش نظر نہ رکھ	ورنہ وہ اپنے عیب سے تیری آنکھیں سی دے گا
۹	چرا دامن آلودہ را حد زنم	چو در خود شناسم کہ تر دامنم
	خطا کار کو میں کیسے سزا دوں	جب میں اپنے آپ کو جانتا ہوں کہ خطا کار ہوں
۱۰	نشاید کہ بر کس درشتی کنی	چو خود را بتاویل پشتی کنی
	مناسب نہیں کہ تو کسی پر سختی کرے	جب کہ تاویل کرکے اپنی مدد کرتا ہے

(۱) یقین بشنو، یقین سے سن۔ از من، مجھ سے۔ روز یقیں، یقین کے دن۔ نہ بیند، نہیں دیکھے گا۔ بدی، برائی۔ مردم نیک بیں، نیکی دیکھنے والا آدمی۔ (۲) یکے را کہ، جس کسی کو کہ۔ است، ہے۔ گرش، اگر اس کو۔ پائے عصمت، پاکدامنی کا پاؤں۔ بجنبد، اکھڑ جائے۔ ز جائے، جگہ سے۔ (۳) بیک خردہ، ایک غلطی سے۔ مپسند، مت پسند کر۔ بروئے، اس پر۔ جفا، ظلم۔ بزرگاں، بڑے۔ چہ گفتند، کیا کہا انہوں نے۔ خذ ما صفا، لے لے جو صاف ہو۔ (۴) بود، ہوتا ہے۔ خار و گل، کانٹا اور پھول۔ باہم، اکٹھے۔ چہ در بند خاری، تو کانٹے کی فکر میں کیا ہے۔ گلدستہ بند، گلدستہ بنالے۔ (۵) کرا، جس کسی کے۔ زشت خوئی، بری عادت۔ بود، ہووے۔ سرشت، طبیعت۔ نہ بیند، نہیں دیکھتا۔ طاؤس، مور۔ جز، سوائے۔ پائے زشت، بدصورت پاؤں۔ (۶) بدست آور، ہاتھ میں۔ ننماید، نہیں دکھائی دیتا۔ آئینہ تیرہ، اندھا آئینہ۔ (۷) طریقے طلب، تو ایسا راستہ تلاش کر۔ کز عقوبت، کہ سزا سے۔ رہی، چھوٹ جائے تو۔ حرفے کہ، ایسا حرف کہ۔ انگشت، انگلی۔ بروئے، اس پر۔ نہی، رکھ دیوے تو۔ (۸) منہ، مت رکھ۔ عیب خلق، مخلوق کا عیب۔ فرومایہ، کمینہ۔ پیش، سامنے۔ چشمت، تیری آنکھ۔ فرو دوزد، سی دے گا۔ عیب خویش، اپنا عیب۔ (۹) چرا، کیوں۔ دامن آلودہ، تھڑے ہوئے دامن والا۔ مراد گنہگار۔ حد زنم، حد لگاؤں میں۔ چو، جب۔ در خود، اپنے میں۔ شناسم، پہچانتا ہوں۔ تر دامنم، میں گنہگار ہوں۔ (۱۰) نشاید، نہیں چاہیے۔ بر کس، کسی پر۔ درشتی، سختی کنی، کرے تو۔ چو خود را، جب کہ اپنے آپ کو۔ بتاویل، تاویل کے ساتھ یعنی مطلب بیان کرکے۔ پشتی کنی، امداد کرتا ہے تو۔

تشریح (۱) یہ یقینی امر ہے کہ جو شخص دنیا میں لوگوں کی نیکیاں اپنی نظر میں رکھتا ہے۔ وہ قیامت میں برائی کا منہ کبھی نہ دیکھے گا۔
(۲) جس شخص کے پاس علم، تدبیر، رائے ہے، اس کی عصمت (پاکدامنی) کا یقین کرنا چاہیے۔ (ناپسندیدگی کا ظلم نہیں کرنا چاہیے)
(۳) محض ایک غلطی کی وجہ سے اس کی تمام خوبیوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ خوبی لینی چاہیے۔ برائی کو نظر انداز کر دینا چاہیے۔
(۴) پھول اور کانٹوں کا ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ محض کانٹوں کی وجہ سے پھولوں کو نظر انداز کرنا عقلمندی نہیں، کانٹے چھوڑ کر پھولوں کا گلدستہ بنانا چاہیے۔
(۵) جو شخص ازل سے بدعادت ہو۔ وہ صرف مور کے پاؤں کی بدصورتی کو ترجیح دیتا ہے۔ اس (مور) کے پورے جسم کی خوبصورتی نظروں سے اوجھل رہتی ہے۔
(۶) اپنے آئینۂ دل کو صاف و شفاف رکھنا چاہیے۔ کیونکہ زنگ آلود آئینہ میں صاف و روشن چیزیں دیکھنے میں نہیں آتیں۔
(۷) لوگوں کی خوبیوں کو تلاش کرکے تعریف و تحسین کا راستہ تلاش کرنا چاہیے۔ کیونکہ برائیاں بیان کرنے سے راہِ نجات حاصل نہیں ہوتی۔
(۸) جو شخص لوگوں کی برائیاں بیان کرتا ہے۔ وہ اپنے عیوب پر نظر نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک وقت ایسا آتا ہے۔ اسے اپنے عیوب خوبیاں لگتے ہیں۔
(۹) میں گناہگار کو سزا دینے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میں خود کتنا بڑا گناہگار ہوں۔
(۱۰) بعض لوگوں میں یہ کمینگی موجود ہوتی ہے کہ وہ اپنی غلطی کو صحیح ثابت کرنے کے لیے تاویل کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ لیکن دوسروں کے معاملے میں سخت ہوتے ہیں۔

marfat.com

۱	چو بد ناپسند آیدت خود مکن	پس آنگہ بہ ہمسایہ گو بد مکن
	اگر بُرائی تجھے ناپسند ہے خود نہ کر	پھر پڑوسی سے کہہ کہ نہ کرے
۲	من ار حق شناسم وگر خود نمائے	بروں با تو دارم دروں با خدائے
	خواہ میں حق شناس ہوں یا ریاکار	ظاہر تیرے ساتھ رکھتا ہوں باطن خدا کے ساتھ
۳	چو ظاہر بعفت بیار استم	تصرف مکن در کژ و راستم
	جب میں نے ظاہر کو پاکدامنی سے آراستہ کر لیا ہے	میرے جھوٹ اور سچ میں دخل اندازی نہ کر
۴	تو خاموش اگر من بہ ام یا بدم	کہ حمال سود و زیان خود ام
	خواہ میں اچھا ہوں یا بُرا تو چُپ رہ	اسلئے کہ میں اپنے نفع اور نقصان کا خود برداشت کرنے والا ہوں
۵	اگر سیرتم خوب وگر منکر است	خدایم بسراز تو دانا تر است
	خواہ میری سیرت اچھی ہے یا بُری	میرا خدا راز کو تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے
۶	نہ چشم از تو دارم بہ نیکی ثواب	کہ بینم بجرم از تو چندیں عذاب
	میں نیکی کر کے تجھ سے بدلے کی توقع نہیں رکھتا ہوں	کہ جرم کرنے میں تیرا اسقدر عذاب جھیلوں
۷	نکو کاری از مردم نیک رائے	یکے را بدہ مے نویسد خدائے
	نیک رائے انسانوں کی نیکی	ایک کے بدلے میں خدا دس لکھتا ہے
۸	تو نیز اے عجب ہر کرا یک ہنر	بہ بینی ز دہ عیبش اندر گزر
	تو بھی اے نرالے جس کسی کا ایک ہنر	دیکھے اس کے دس عیبوں سے درگذر کر
۹	نہ یک عیب او را بہ انگشت پیچ	جہانے فضیلت برآور ز ہیچ
	اس کے ایک عیب کو انگلی پر اس طرح نہ لپیٹ	کہ بزرگی کے ایک جہان کو ہیچ بنائے
۱۰	چو دشمن کہ در شعر سعدیؒ نگاہ	بنفرت کند ز اندروں تباہ
	اس دشمن کی طرح جو سعدی کے اشعار میں نگاہ	نفرت سے کرے باطن کی خرابی کی وجہ سے

(۱) چو: جب۔ بد: بُرائی۔ ناپسند آیدت: تجھ کو ناپسند آئے۔ مکن: مت کر یہی۔ پھر۔ آنگہ: اس وقت۔ گو: کہہ۔ بد مکن: بُرائی مت کر۔ (۲) من: میں۔ ار: اگر۔ حق شناسم: حق شناس ہوں۔ خود نمائے: اپنی نمائش کرنے والا۔ بروں: باہر۔ با تو: تیرے ساتھ۔ دارم: رکھتا ہوں میں۔ دروں: اندر۔ با خدا: خدا کے ساتھ۔ (۳) چو: جب۔ بعفت: پاک دامنی سے۔ بیار استم: سجا لیا میں نے۔ تصرف مکن: دخل مت دے، اعتراض نہ کر۔ کژ و راستم: میری کجی اور سیدھ میں۔ (۴) من: میں۔ بہ ام: بہتر ہوں میں۔ بدم: بُرا ہوں میں۔ حمال: اٹھانے والا یا قلی۔ سود و زیاں: نفع اور نقصان۔ ام: ہوں میں۔
(۵) سیرتم: میری سیرت۔ خوب: اچھی۔ منکر: بُری۔ است: ہے۔ خدایم: میرا خدا۔ بسر: راز کو یا اندر کو۔ از تو: تجھ سے۔ داناتر: زیادہ جاننے والا۔ (۶) چشم: آنکھ، اُمید۔ از تو: تجھ سے۔ دارم: رکھتا ہوں میں۔ بہ نیکی: نیکی میں۔ ثواب: بدلہ۔ بینم: دیکھوں میں۔ بجرم: جرم میں۔ چندیں عذاب: اتنا عذاب۔ (۷) نکوکاری: نیکی۔ از مردم: انسان کی۔ نیک رائے: اچھی نیت والا۔ یکے را: ایک کی۔ بدہ: دس۔ مے نویسد: لکھتا ہے۔ (۸) نیز: بھی۔ عجب: نرالا۔ ہر کرا: جس کسی کو۔ یک: ایک۔ بہ بینی: دیکھے تو۔ زدہ: دس سے۔ عیبش: اس کے عیب۔ گزر: چھوڑ۔
(۹) یک عیب او: اس کا ایک عیب۔ بہ انگشت: انگلی پر۔ پیچ: لپیٹ۔ جہانے فضیلت: فضیلت کا ایک جہان۔ برآور: نکال۔ ہیچ: کسی چیز کے بدلے۔ (۱۰) چو دشمن: دشمن کی طرح۔ شعر سعدیؒ: سعدیؒ کا شعر۔ بنفرت: نفرت کے ساتھ۔ کند: کرتا ہے۔ اندروں تباہ: خراب دل۔

تشریح: (۱) جب بُرائی ناپسندیدگی کی وجہ سے خود کو ناپسند ہے تو پھر اپنے قریبی لوگوں کو بھی اسے (بُرائی کو) ناپسند کر کے اِک ناپسندیدہ چیز (بُرائی) سے بچانا چاہیئے۔ (۲) انسان اگر بظاہر اچھا ہے تو اُس کی اچھائی کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیئے۔ (مبادا کہ اس کا باطن کیسا ہے)
(۳) اگر شرعی طور پر میرے ظاہری معاملات درست ہیں تو پھر میرے اندرونی معاملات (ذہنی وقلبی سلسلہ) کے بارے میں کج روی اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔
(۴) میری اندرونی (ذہنی وقلبی) کیفیت غلط ہے یا صحیح۔ کسی شخص کو اس بارے میں تبصرہ و تجزیہ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اچھے یا بُرے کا بوجھ اٹھانے کا ذمہ دار میں خود ہوں۔ (۵) میں از روئے سیرت صحیح ہوں یا غلط۔ میری ذہنی وقلبی کیفیت کو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بہتر جانتی ہے۔ کسی کا اس پر لب کشائی کرنا مناسب نہیں۔
(۶) جب میں اپنی نیکیوں کا اجر و ثواب تجھ سے طلب نہیں کرتا تو پھر میری بُرائیوں کی سزا دینے کا بھی کسی کو کوئی حق نہیں۔ (۷) اللہ تعالیٰ ایک نیکی کا اجر دس گنا دیتا ہے۔ اور ایک بُرائی کا بدلہ اُس کی مثل ایک گنا دیتا ہے۔ (۸) اے انسان! تجھے بھی انسان کی ایک خوبی دیکھ کر دس بُرائیوں کو نظر انداز کرنا چاہیئے۔ تاکہ تخلقوا باخلاق اللّٰہ (اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپناؤ) پر عمل ہو جائے۔ (۹) یہ بات اچھی نہیں کہ کسی کی ایک بُرائی پر گرفت کر کے دوسری تمام اچھائیوں (لاکھوں خوبیوں) پر پانی ہی پھیر دی جائے۔ (۱۰) میرے (شیخ سعدیؒ کے) دشمن بھی یہی کچھ کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنی بدباطنی کی وجہ سے میرے (شیخ سعدیؒ کے) بہترین اشعار سے نفرت کرتے ہیں۔

marfat.com

۱ نداردبصد نکتۂ نغز گوشش — چو زحفے بہ بیند برارد خروشش

سو بہتر نکتوں پر کان نہیں دھرتا ہے — جب ایک زحاف دیکھ لیتا ہے تو شور کرتا ہے

۲ جزایں علتش نیست کاں بدپسند — حسد دیدۂ نیک بینش بہ بند

اسی علت اسکے سوا کچھ نہیں کہ اس بُرائی پسند کرنیوالے کی — نیک بینی کی آنکھ حسد نے نکال لی ہے

۳ نہ مر خلق را صنع باری سرشت — سیاہ و سفید آمد و خوب و زشت

کیا مخلوق کو اللہ کی صناعی نے نہیں پیدا فرمایا ہے — کالے اور گورے ہوئے اور اچھے اور بُرے

۴ نہ ہر چشم و ابرو کہ بینی نکوست — بخور مغز پستہ بیند از پوست

ہر آنکھ اور ابرو جو تو دیکھے اچھی نہیں ہے — پستہ کی گری کھالے اور چھلکا پھینک دے

باب ہشتم در شکر

آٹھواں باب شکر کے بیان میں

۶ نفس مے نیارم زد از شکر دوست — کہ شکرے ندانم کہ درخورد اوست

میں دوست کے شکریہ کا ایک دم بھی نہیں بھر سکتا — اس لیے کہ مجھے وہ شکر ہی معلوم نہیں جو انکے مناسب ہے

۷ عطائیست ہر موئے از و بر تنم — چگونہ بہر موئے شکرے کنم

میرے جسم پر ہر رونگٹا اس کی عطا ہے — ہر رونگٹے کا میں کیسے شکریہ ادا کروں

۸ ستایش خداوند بخشندہ را — کہ موجود کرد از عدم بندہ را

بخشنے والے خدا کے لیے تعریف ہے — جس نے عدم سے بندہ کو موجود کیا

۹ کرا قوت وصف احسان اوست — کہ اوصاف مستغرق شان اوست

اس کے احسان کی تعریف کرنیکی کس کو قوت ہے — کونسی تعریفیں اس کی شان کا احاطہ کر سکتی ہیں

۱۰ بدیعیکہ شخص آفریند زگل — روان و خرد بخشد و ہوش و دل

ایسا پیدا کرنے والا کہ مٹی سے انسان کو پیدا کیا — جان اور عقل اور ہوش اور دل بخشا

(۱) ندارد: نہیں رکھتا۔ بصد نکتۂ نغز: سو عجیب نکتوں پر۔ گوش: کان۔ چو زحفے: جب کوئی سکتہ یا شعری عیب۔ بہ بیند: دیکھتا ہے۔ برارد خروش: چیخ پڑتا ہے۔
(۲) جزایں علتش: اس بیماری کے سوا اس کو۔ نیست: نہیں ہے۔ کاں بدپسند: کہ وہ بُرا پسند کرنے والا۔ حسد: کسی کی نعمت کا زوال چاہنا۔ دیدۂ نیک بینش: اس کی نیک بینی کی آنکھ۔ بہ بند: بند کردی ہے۔ (۳) مر: خاص۔ خلق: مخلوق۔ صنع باری: اللہ تعالیٰ کی صنعت۔ سرشت: طبیعت۔ آمد: آیا۔ زشت: بُرا۔ (۴) چشم: آنکھ۔ بینی: دیکھے تو۔ نکوست: اچھی ہے۔ بخور: کھالے۔ بیند از: گرادے۔ پوست: چھلکا۔ (۵) ہشتم: آٹھواں۔
(۶) نفس: سانس۔ مے نیارم زد: نہیں پاسکتا تھا میں۔ شکر دوست: دوست کا شکریہ۔ شکرے: کوئی شکر۔ ندانم: نہیں جانتا ہیں۔ درخورد اوست: اس کے لائق ہے۔ (۷) عطائیست: ایک عطا ہے۔ ہر موئے: ہر بال۔ از و: اس کی طرف سے۔ تنم: میرا جسم۔ چگونہ: کیسے۔ بہر موئے: ہر بال کے بدلے۔ شکرے کنم: شکریہ کروں میں۔ (۸) ستائش: تعریف۔ خداوند بخشندہ: بخشنے والا خدا۔ کرد: کیا۔ عدم: نہ ہونا۔ بندہ: آدمی۔
(۹) کرا: کس کو۔ قوت وصف احسان او: اس کے احسان کی تعریف کی قوت۔ اوصاف جمع وصف: صفتیں۔ مستغرق شان اوست: اس کی شان میں ڈوبے ہوئے ہیں۔
(۱۰) بدیعیکہ: جو ایجاد کرنے والا کہ۔ شخص: ذات۔ آفریند: پیدا کرتا ہے۔ گل: مٹی۔ روان: جان۔ خرد: عقل۔ بخشد: بخشتا ہے۔

تشریح: (۱) میرے (شیخ سعدیؒ کے) اشعار میں عجیب نکات پر توجہ نہیں دی جاتی۔ لیکن اگر معمولی سا نقص پاتے ہیں تو چیخ و پکار کرنے لگ جاتے ہیں۔ (۲) ایسے بدپسند لوگوں کی سرشت یہی ہے کہ اپنی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے لیے میرے اشعار و شخصیت کی قیمت کم کرکے اپنا حسد نکالتے ہیں۔ (۳) انسان اپنے فطری آثار چڑھاؤ اور امتیازات پر نظر کرے کہ کوئی سیاہ ہے تو کوئی سفید، کوئی نیک ہے تو کوئی بُرا۔ خود رب ذوالجلال کی تخلیق میں تفاوت پایا جاتا ہے۔ (۴) دنیا میں دونوں قسم (اچھے، بُرے) کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ہر چیز میں نفع و نقصان کا عنصر موجود ہے۔ بلبلہ لپستے کے مغز و چھلکے کی طرح مغز کھالیں چھلکا پھینک دیں۔ (۵) عنوان: آٹھواں باب شکر کے بیان میں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے بہا و بے شمار ہیں، اس لیے ہر نعمت کا شکر بجالانا جہاں انسانی فطرت کا وطیرہ ہے۔ وہاں عقلی تقاضی اور اخلاقی و شرعی فریضہ بھی ہے۔ (۶) میں (شیخ سعدیؒ) اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکریہ اس کی شایان شان ادا نہیں کرسکتا۔ کیونکہ میرے خزینۂ الفاظ میں وہ لفظ ہی موجود نہیں جو شکریہ کے لائق ہوں۔ (۷) میرے جسم پر ان گنت بال اس ذات (اللہ تعالیٰ) کا عطا کردہ ہے۔ چنانچہ ہر بال کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا میرے بس سے باہر ہے۔ (۸) انسان کے لیے اس کے عدم سے وجود پر مبنی نعمت ہی ایسی ہے جس کا کما حقہٗ شکر بجالانا دشوار ہے۔ (۹) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا خود ایک احسان ہے۔ چنانچہ احسان کی تعریف ناممکن ہے۔ لہٰذا اس کے احسانات کی تعریف و تحسین انسانی اختیار میں نہیں۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔ (۱۰) مٹی سے تیار شدہ عجب کمالات کا حامل انسان ہی اس (اللہ تعالیٰ) کی عجیب تخلیق ہے جسے اس نے عقل و ہوش اور دل جیسی انوکھی اشیاء ودیعت فرمائی ہیں۔

marfat.com

مصرع ثانی		مصرع اول
نگر تا چہ تشریف دادت زغیب	۱	زپشت پدر تا بپایان شیب
غور کر تجھے غیب سے کیا کیا خلعت بخشی ہے		باپ کی کمر سے بڑھاپے کے خاتمہ تک
کہ ننگست ناپاک رفتن بخاک	۲	چو پاک آفریدت بہش باش و پاک
اس لیے کہ مٹی میں ناپاک بن کر جانا بڑی ذلت ہے		جبکہ تجھے پاک پیدا کیا ہے ہوش میں رہ اور پاک رہ
کہ مصقل نہ گیرد چو زنگار خورد	۳	پیاپے بیفشاں از آئینہ گرد
جب وہ زنگ کھا جاتا ہے صیقل کو قبول نہ کرے گا		آئینہ سے گرد کو پے در پے جھاڑ
اگر مردی از سر بدر کن منی	۴	نہ در ابتدا بودی آب منی
اگر انسان ہے تو سر سے خودی کو نکال دے		کیا تو شروع میں منی کا نطفہ نہ تھا
مکن تکیہ بر زورِ بازوئے خویش	۵	چو روزی بسعی آورے سوئے خویش
اپنے زورِ بازو پر بھروسہ نہ کر		تو جب روزی کو کوشش سے اپنی طرف لاتا ہے
کہ یارد بگردش در آورد دست	۶	چرا حق نمے بینی اے خود پرست
کہ ہاتھ کو گردش میں کون لا سکتا ہے		اے خود پرست تو صحیح بات کیوں نہیں دیکھتا
بتوفیق حق داں نہ از سعی خویش	۷	چو آید بکوشیدنت خیر پیش
تو اس کو حق کی توفیق سے سمجھ نہ کہ اپنی کوشش سے		اگر تیری کوشش سے کوئی بہتر بات سامنے آئے
سپاس خداوند توفیق گوئے	۸	بسر پنجگی کس نبردست گوئے
توفیق دینے والے خدا کا شکر ادا کر		طاقت کی وجہ سے کوئی بازی نہیں جیت سکا ہے
زغیبت مدد مے رسد دمبدم	۹	تو قائم بخود نیستی یک قدم
پے در پے تجھے غیب سے مدد پہنچتی ہے		تو ایک قدم بھی خود کھڑا نہیں ہو سکتا ہے
ہمے روزی آمد بشخصت زناف	۱۰	نہ طفلک زباں بستہ بودی زلاف
تو بھی تیرے جسم میں ناف کے ذریعہ روزی آرہی تھی		کیا تو ڈینگیں مارنے سے زبان بستہ بچہ نہ تھا

(۱) پشتِ پدر: باپ کی پشت۔ پایانِ شیب: بڑھاپے کا آخر۔ نگر: دیکھ۔ تا چہ: کیا کچھ۔ تشریف دادت: تجھ کو عزت دی۔ زغیب: جو نظر نہ آسکے۔ (۲) چو: جب۔ آفریدت: تجھ کو پیدا کیا۔ بہش: ہوش کے ساتھ۔ باش: ہو۔ ننگست: شرم ہے۔ رفتن: جانا۔ بخاک: مٹی میں۔ (۳) پیاپے: لگاتار۔ بیفشاں: جھاڑ۔ مصقل: نقل۔ نہ گیرد: نہیں پکڑتا۔ چو: جب۔ زنگار خورد: جب زنگ لگ گیا۔ (۴) ابتدا: شروع۔ بودی: تھا تو۔ آبِ منی: منی کا پانی۔ مردی: مرد ہے تو۔ بدر کن: باہر کر۔ منی: خودی۔ (۵) چو: جب۔ بسعی: کوشش سے۔ آوری: لاوے تو۔ سوئے خویش: اپنی طرف۔ مکن: مت کر۔ بازوئے خویش: اپنا بازو۔ (۶) چرا: کیوں۔ نمے بینی: نہیں دیکھتا ہے تو۔ خود پرست: اپنے آپ کی پرستش کرنے والا۔ کہ: کون۔ یارد: طاقت رکھتا ہے۔ بگردش: چکر میں۔ در آورد: لاوے۔ دست: ہاتھ۔ (۷) چو آید: جب آئے۔ بکوشیدنت: تیرے کوشش کرنے سے۔ خیر: بھلائی۔ پیش: سامنے۔ بتوفیقِ حق: حق تعالیٰ کی توفیق سے۔ داں: جان۔ سعیِ خویش: اپنی کوشش۔ (۸) بسر پنجگی: طاقت سے۔ کس: کوئی شخص۔ نبردست گوئے: نہیں لے گیا ہے گیند۔ سپاس خداوند توفیق: توفیق دینے والے خدا کا شکریہ۔ گوئے: کہہ تو۔ (۹) قائم بخود: اپنے آپ قائم۔ نیستی: نہیں ہے تو۔ یک قدم: ایک قدم۔ زغیبت: غیب سے تجھ کو۔ مدد مے رسد: مدد پہنچتی ہے۔ دمبدم: ہر دم۔ (۱۰) طفلک: چھوٹا سا بچہ۔ زباں بستہ: بند زبان والا۔ بودی: تھا تو۔ زلاف: ڈینگ مارنے سے۔ ہمے آمد: آتی تھی۔ بشخصت: تیری ذات کو۔ زناف: ناف سے۔

تشریح: (۱) اگر انسان اپنی تخلیق اور ولادت سے لے کر بڑھاپے تک کے تمام مراحل پر غور کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرحلے میں غیب سے کس کس اعزاز سے نوازا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدائشی طور پر طلعت مآب و پاکیزہ بنایا ہے تو ولادت کے بعد زندگی کے دیگر تمام مراحل بھی پاکیزگی سے طے کرے۔ کیونکہ قبر میں گناہوں کا بوجھ لاد کر جانا شرم کی بات ہے۔ (۳) استغفار کے ذریعے آئینۂ دل سے ہمیشہ زنگ اتارتے رہنا چاہیے کیونکہ زنگ آلود قلب (دل) پر انوارِ الٰہیہ کی چمک پیدا نہیں ہوتی۔ (۴) انسان کی اصلیت نطفہ کا ناپاک قطرہ ہے۔ انسان کی مردانگی اسی میں ہے کہ وہ اپنے سر سے "خودی" کا بھوت اتار دے۔ (۵) چونکہ بازوؤں کی قوت اللہ تعالیٰ کا ودیعت کردہ انعام ہے۔ اس لیے حصولِ رزق میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اپنی قوت بازو پر نہیں اترانا چاہیے۔ (۶) انسان کے لیے مقامِ فکر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تیرے بازوؤں میں قوت نہ ہوتی تو حصولِ رزق اور کسب کا معاملہ کیسے حل ہوتا۔ (۷) اگر کسب و رزق کا مسئلہ انسان کے زورِ بازو پر منحصر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی صفتِ رزاق کا ظہور بھی نہ ہوتا۔ لہٰذا اسے اپنی کوشش نہیں سمجھنی چاہیے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سمجھنی چاہیے۔ (۸) کامیابی کا سہرا انسان کی ذاتی طاقت کے بل بوتے پر نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے۔ اس لیے اسی ذات (اللہ تعالیٰ) کا شکرگزار ہونا چاہیے۔ (۹) انسان کا وجود اللہ تعالیٰ کی قدرت پر قائم ہے۔ اگر اس (اللہ تعالیٰ) کی نصرت و حمایت علیحدہ ہو جائے تو یہ (انسان) ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں رہ سکتا۔ (۱۰) جب انسان عہدِ طفولیت سے قبل (شکمِ مادر میں) اپنے زورِ بازو پر بھی ڈینگ دعووں کی زبان کا حامل نہیں تھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے بذریعہ ناف رزق کا انتظام کیا تھا۔

marfat.com

۱	چو نافت بریدند و روزی گسست	بہ پستانِ مادر در آویخت دست
	جب انہوں نے اس کی ناف کاٹی اور روزی منقطع ہوئی	تو ماں کے پستان میں ہاتھ لٹکائے
۲	غریبے کہ رنج آردش دہر پیش	بدار و دہند آبش از شہر خویش
	وہ مسافر جس کے سامنے زمانہ بیماری لا ڈالے	تو اس کو اس کے شہر کا پانی دوا میں دیتے ہیں
۳	پس او در شکم پرورش یافتست	ز انبوبِ معدہ خورش یافتست
	پس اس نے بھی پیٹ میں پرورش پائی ہے	معدہ کی نلی سے خوراک پائی ہے
۴	دو پستاں کہ امروز دل خواہِ اوست	دو چشمہ ہم از پرورش گاہِ اوست
	دو پستان جو آج اس کے دل کی خواہش ہیں	اس کی پرورش گاہ ہی کے دو چشمے ہیں
۵	کنار و برِ مادرِ دلپذیر	بہشتست و پستان در و جوئے شیر
	دل کو پسند آنے والی ماں کی بغل اور گود	بہشت ہے اور اس میں چھاتیاں دودھ کی نہریں ہیں
۶	درختست بالائے جاں پرورش	ولد میوۂ نازنین در برش
	اس کا جان پرور قد ایک درخت ہے	نازوں کا پالا اس کی گود میں میوہ ہے
۷	نہ رگ ہائے پستاں درونِ دل ست	پس ار بنگری شیر خونِ دل ست
	کیا پستان کی رگیں دل میں پہنچی ہوئی نہیں ہیں	پس اگر تو غور کرے گا تو دودھ دل کا خون ہے
۸	چو بازو قوی کرد و دنداں سطبر	براندایدش دایہ پستاں بہ صبر
	جب بازو قوی اور دانت چوڑے کر لیے	اس کے پستان کو دایہ ایلوے سے لیپ دیتی ہے
۹	چناں صبرش از شیر خامش کند	کہ پستان شیریں فراموش کند
	صبر اس کو دودھ مانگنے سے ایسا چپ کر دیتا ہے	کہ وہ پستان کو بھی بھلا دیتا ہے
۱۰	تو نیز اے کہ در توبہ طفلِ رہٖ	بصبرت فراموش گردد گناہ
	اے وہ انسان جو توبہ میں طفلِ راہ ہے	صبر کرنے تو گناہ کو فراموش کر سکتا ہے

(۱) چو: جب۔ نافت: تیری ناف۔ بریدند: کاٹ دی انہوں نے۔ گسست: ٹوٹ گئی۔ پستانِ مادر: ماں کا پستان۔ در آویخت: لٹکا لیا۔ دست: ہاتھ۔
(۲) غریبے کہ: جو مسافر کہ۔ رنج: تکلیف۔ آردش: لائے اس کو۔ دہر: زمانہ۔ پیش: سامنے۔ بدارو: دوا کے طور۔ آبش: پانی اس کو۔ شہر خویش: اپنا شہر۔
(۳) پس او: پس وہ۔ شکم: پیٹ۔ یافتست: پائی ہے۔ انبوبِ معدہ: معدہ کی نالیاں۔ خورش: خوراک۔
(۴) پستان: عورت کے تھن۔ امروز: آج۔ دل خواہِ اوست: اس کے دل خواہ ہیں۔ ہم: بھی۔ پرورشگاہ: پرورش کرنے کی جگہ۔ (۵) کنار: گود۔ بر: بغل۔ مادرِ دلپذیر: دل کو پسند آنے والی ماں۔ پستان: تھن۔ درو: اس میں۔ جوئے شیر: دودھ کی نہر۔
(۶) بالائے: قد۔ جاں پرورش: اس کا جان کو پالنے والا۔ ولد: اولاد۔ میوۂ نازنین: نازو والا میوہ۔ برش: اس کی بغل۔ (۷) رگ ہائے: رگیں۔ درونِ دل است: دل کے اندر ہے۔ پس: پھر۔ ار: اگر۔ بنگری: دیکھے تو۔ شیر: دودھ۔ خونِ دل است: دل کا خون ہے۔ (۸) قوی کرد: مضبوط کر لیے۔ سطبر: موٹا۔ براندایدش: اس کو لیپ دیتی ہے۔ صبر: ایلوا۔ (۹) چناں: ایسا۔ صبر: ایلوا۔ شیر: دودھ۔ خامش: مخفف خاموش۔ کند: کرتا ہے۔ پستانِ شیریں: میٹھے یا دودھ والے تھن۔ فراموش کند: بھلا دیتا ہے۔
(۱۰) نیز: بھی۔ در توبہ: توبہ میں ہے تو۔ طفلِ راہ: راستے کا بچہ۔ بصبرت: صبر کے ساتھ تیرے۔ فراموش گردد: بھول جائیں گے۔

تشریح: (۱) ناف کے ذریعے رزق کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ماں کی چھاتی سے انسان کو رزق عطا فرمایا۔ (ماں کی ناف و چھاتی حصول رزق کے مراحل بطور یادداشت موجود ہیں) (۲) اگر کوئی شخص سفر میں بیمار ہو جاتا ہے تو وہ اکثر و بیشتر وطن کی آب و ہوا سے صحت مند ہو جاتا ہے۔ (یہاں مسافر سے مراد بچہ اور وطن سے مراد ماں کا پیٹ ہے) (۳) اس شعر میں ماں کے پیٹ سے بچے کے سفر کو بیان کر کے اسے وطن سے تشبیہ دی گئی ہے کہ ماں کی چھاتی سے وطن کی خوراک مہیا ہونے سے مسافر (بچہ) کی صحت تندرست رہتی ہے۔ (۴) ماں کی چھاتی دراصل مقام پرورش کے دو چشمے ہیں جو وطن (ماں کا پیٹ) سے نکلنے والے مسافر (بچے) کو صحت مند رکھنے کا دودھ مہیا کرتے ہیں۔ (۵) پیاری ماں کی گود اور بغل جنت کی مانند ہیں، اور ماں کی چھاتی پر اُبھرے ہوئے دودھ کے خزانے جنت کی دو نہروں جیسی ہیں۔ (۶) جاں پروری کرنے والا ماں کا قد و قامت جنت کے درخت کی طرح ہے۔ اور ماں کی گود میں اولاد ایک ناز پرور میوہ کی مثل ہے۔ (۷) چونکہ ماں کی چھاتی کا تعلق دل کی رگوں سے ہے۔ اس لیے ماں اپنے دل کا خون پلا کر بچوں کو پالتی ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ ماں کے حقوق باپ سے بھی زیادہ ہیں) (۸) جب بچے میں اتنی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ کھانے پینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تو اس (بچے) کا دودھ چھڑانے کے لیے ماں اپنی چھاتی پر کڑوی چیز مثل ایلوا لگا دیتی ہے۔ (۹) چنانچہ ایلوے کی کڑواہٹ بچے کو چھاتی کی لذت (دودھ کی شیرینی) وہ سب کچھ بھول جاتا ہے۔ (۱۰) توبہ کے مسئلے میں گناہگار شخص بھی بچے کی طرح ہے۔ اگر یہی توبہ کرنے کی منشاء ہے تو صبر و تحمل کے ذریعے گناہ کا خیال دل سے نکال دینا چاہیے۔ تاکہ توبہ پر قائم رہ سکے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

جوانے سراز رائے مادر بتافت	۲	دل دردمندش چو آذر بتافت
ایک جوان نے ماں کی رائے سے سرتابی کی		اس کا دردمند دل آگ کی طرح جلا
چو بیچارہ شد پیشش آورد مہد	۳	کہ اے سست مہر و فراموش عہد
جب لاچار ہو گئی اس کے سامنے پالنا لائی		کہ اے کمزور محبت والے وقت کو بھولنے والے
نہ گریان و درماندہ بودی و خورد	۴	کہ شبہا ز دست تو خوابم نبرد
کیا تو ایسا رونے والا عاجز اور بچہ نہ تھا		کہ بہت سی راتیں میں تیری وجہ سے نہ سوئی
نہ در مہد نیروئے حالت نہ بود	۵	مگس راندن از خود مجالت نہ بود
کیا ایسا نہ تھا کہ پالنے میں تیری تاب کی سی طاقت نہ تھی		تجھ میں مکھی اڑانے کی طاقت نہ تھی
تو آنی کز آں یک مگس رنجۂ	۶	کہ امروز سالار سرپنجۂ
تو وہی ہے کہ اس مکھی سے رنجیدہ تھا		جو آج قوت کا سردار ہے
بحالے شوی باز در قعر گور	۷	کہ نتوانی از خویشتن دفع مور
اسی حالت میں تو پھر قبر کے گڑھے میں جائے گا		کہ اپنے سے ایک چیونٹی کو نہ ہٹا سکے گا
دگر دیدہ چو برفروزد چراغ	۸	چو کرم لحد خورد پیسہ دماغ
پھر آنکھ کیسے روشن کرے گی		جب لحد کے کیڑے دماغ کی چربی کھا جائیں گے
چو پوشیدہ چشمے بہ بینی کہ راہ	۹	نداند ہمے وقت رفتن ز چاہ
اگر تو کسی ایسے اندھے کو دیکھے جو راستہ		اور کنویں میں چلتے وقت فرق نہیں کر سکتا تو شکر کرنا چاہیے
تو گر شکر کردی کہ با دیدۂ	۱۰	وگرنہ تو ہم چشم پوشیدۂ
اگر تو نے شکر ادا کیا تو تو آنکھوں والا ہے		ورنہ تو بھی اندھا ہے

(۱) حکایت: کہانی۔ (۲) جوانے: ایک جوان۔ رائے مادر: ماں کی رائے۔ بتافت: پھیرا۔ دل دردمندش: اس کا دردمند دل۔ چو: مثل۔ آذر: آگ۔ بتافت: چمک پڑا۔ (۳) چو: جب۔ بے چارہ: لاچار، عاجز۔ شد: ہو گئی۔ پیشش: اس کے سامنے۔ آورد: لائی۔ مہد: گود یا پالنا۔ سست مہر: کمزور محبت والے۔ فراموش عہد: وقت کو بھول جانے والے۔ (۴) گریان: رونے والا۔ درماندہ: عاجز، تھکا ہوا۔ بودی: تھا تو۔ خورد: چھوٹا۔ شبہا: بہت سی راتیں۔ ز دست تو: تیرے ہاتھ سے۔ خوابم نبرد: مجھے نیند نہ لے گئی۔ (۵) مہد: گود۔ نیروئے حالت: تیرے بازو کی طاقت۔ نہ بود: نہ تھی۔ مگس راندن: مکھی اڑانا۔ از خود: اپنے اوپر سے۔ مجالت: تجھ کو مجال۔ نہ بود: نہ تھی۔ (۶) تو آنی: تو وہی ہے۔ کز آں یک مگس: جو اس ایک مکھی سے۔ رنجۂ: رنج ہو جاتا تھا۔ امروز: آج کے دن۔ سالار: سردار۔ سرپنجۂ: طاقت والا ہے تو۔ (۷) بحالے کہ: اس حالت میں کہ۔ شوی: ہو جائے گا تو۔ باز: پھر۔ قعر گور: قبر کی گہرائی۔ نتوانی: نہیں طاقت رکھتا تو۔ از خویشتن: اپنے سے۔ دفع مور: چیونٹی ہٹانا۔ (۸) دگر: پھر۔ دیدہ: آنکھ۔ چو: کیسے۔ برفروزد: روشن کرے گی۔ چو: جب۔ کرم لحد: قبر کا کیڑا۔ خورد: کھالے گا۔ پیسہ: چربی۔ (۹) چو: جب۔ پوشیدہ چشمے: اندھی آنکھ والا۔ بہ بینی: تو دیکھے۔ نداند: نہیں جانتا۔ وقت رفتن: چلنے کے وقت۔ چاہ: کنواں۔ (۱۰) کردی: کیا تو نے۔ با دیدۂ: آنکھوں والا ہے تو۔ ہم: بھی۔ چشم پوشیدۂ: اندھی آنکھ والا ہے تو۔

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان میں موجود تمام قوتیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں۔ اس لیے ہر حال میں اس ذات (اللہ تعالیٰ) کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ (۲) ایک نوجوان شخص نے ماں کی حکم عدولی کی جس سے ماں کو دکھ ہوا۔ چنانچہ ماں کے دل میں درد کی ایک چنگاری سی اٹھ گئی۔ (۳) جب ماں نے بار بار بیٹے کی سرتابی کو دیکھا تو بالآخر بے چارگی کے عالم میں اس (بیٹے) کی محبت جگانے کے لیے گود پھیلاتے ہوئے کہا۔ کہ کیا تو وہ وقت بھول گیا ہے۔ (۴) کہ تو اک کمزور و لاچار بچہ تھا۔ تیرے رونے سے میری راتوں کی نیندیں حرام ہو جاتی تھیں۔ (۵) کیا یہ صحیح نہیں کہ تو گھوڑے میں ایسی بے بسی کی حالت میں پڑا رہتا تھا کہ تجھ میں مکھی اڑانے کی سکت بھی نہیں ہوتی تھی۔ (۶) تو وہی طفل سادہ ہے جو ایک مکھی سے تنگ آ کر چلانے لگتا تھا۔ آج بڑا طاقتور سردار بن گیا ہے۔ (۷) یاد رکھ: تجھ پر ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب تو قبر کی مٹی میں مٹی بن جائے گا۔ اور تیری بے بسی کی حالت یہ ہوگی کہ تو اپنے جسم سے چیونٹیاں بھی دور نہیں کر سکے گا۔ (۸) جب قبر کے کیڑے مکوڑے تیرے دماغ کی چربی چٹ کر جائیں گے تو تیری آنکھیں بینائی سے محروم ہو جائیں گی۔ (۹) اگر تیری نظر کسی نابینا پر پڑے تو تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی احسان مندی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ تو تجھ میں انسانیت کا جوہر موجود ہے۔ (۱۰) ورنہ تجھ میں بھی بینائی نہیں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ راستہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور تو اپنے محسن کی پہچان نہیں کر سکتا۔

marfat.com

مصرعِ اول		مصرعِ دوم
معلم نیاموختت فہم و رائے	۱	سرشت ایں صفت در وجودت خدائے
سمجھ اور تدبیر تجھے استاد نے نہیں سکھائی ہے		خدا نے تیرے وجود میں یہ صفت پیدا کی ہے
گرت منع کردے دل حق نیوش	۲	حقت عین باطل نمودے بگوش
اگر خدا حق سننے والا دل تجھے نہ دیتا		تجھے حق بات عین باطل معلوم ہوتی

گفتار اندر صنع باری در ترکیب خلقتِ انسان

کہاوت اللہ تعالیٰ کی کاریگری اور انسان کی پیدائش کی ترکیب کے بیان میں

مصرعِ اول		مصرعِ دوم
بہ بیں تا یک انگشت از چند بند	۴	باقلیدس صنع درہم فگند
غور کر کہ ایک انگلی کتنے جوڑوں کے ذریعہ		کاریگری کی اقلیدس سے جوڑی ہے
پس آشفتگی باشد و ابلہی	۵	کہ انگشت بر حرفِ صنعش نہی
پس دیوانگی اور بے وقوفی ہوگی		کہ تو اس کی کاریگری کے حرف پر انگلی دھرے
تأمل کن از بہر رفتارِ مرد	۶	کہ چند استخواں پے زد و وصل کرد
غور کر، انسان کے چلنے کے لیے		کتنی ہڈیوں میں پٹھا لگایا اور جوڑا ہے
کہ بے گردش کعب و زانو و پائے	۷	نشاید قدم بر گرفتن ز جائے
کہ ٹخنے اور ران اور پاؤں کے گھومے بغیر		جگہ سے قدم بھی نہیں اٹھایا جا سکتا ہے
ازاں سجدہ بر آدمی سخت نیست	۸	کہ در صلب او مہرہ یک لخت نیست
اسی وجہ سے آدمی کو سجدہ کرنا دشوار نہیں ہے		کہ اس کی کمر میں منکا ایک ٹکڑا نہیں ہے
دو صد مُہرہ دریک دگر ساختست	۹	کہ گل مُہرۂ چوں تو پرداختست
دو سو منکے ایک دوسرے میں بنائے ہیں		جب تجھ جیسا مٹی کا پتلا بنا دیا ہے
رگت بر تنست اے پسندیدہ خوئے	۱۰	زمینے درو سی صد و شصت جوئے
اے پسندیدہ عادت جسم میں تیری رگیں		ایک زمین ہے جس میں تین سو ساٹھ نہریں ہیں

(۱) مُعلّم: استاد۔ نیاموختت: نہیں سکھایا۔ فہم: سمجھ۔ سرشت: گوندھ دی۔ ایں صفت: اس صفت۔ در وجودت: تیرے وجود میں۔ (۲) گرت: اگر تجھ کو۔ منع کردے: روک دیتا یا نہ دیتا۔ حق نیوش: حق سننے والا۔ حقت: حق تجھ کو۔ عین باطل: بالکل باطل۔ نمودے: دکھائی دیتا۔ بگوش: کان میں۔ (۳) گفتار: بات۔ صنع باری: اللہ کی صنعت یا کاریگری۔ ترکیب: جوڑنا۔ خلقت انسان: انسان کی پیدائش۔ (۴) بہ بیں: دیکھ۔ تا: کہ۔ یک انگشت: ایک انگلی۔ چند بند: کتنے جوڑ۔ باقلیدس: اقلیدس ایک یونانی فلسفی کا نام جس کی طرف علم ہندسہ منسوب ہے۔ صنع: کاریگری۔ درہم: آپس میں۔ فگند: ڈالدی۔ (۵) پس: پھر۔ آشفتگی: دیوانگی۔ ابلہی: بے وقوفی۔ انگشت: انگلی۔ حرف صنعش: اس کی کاریگری کے حرف پر۔ نہی: رکھے تو۔ (۶) تأمل کن: غور کر۔ بہر رفتار مرد: آدمی کے چلنے کے واسطے۔ چند استخواں: چند ہڈیاں۔ پے زد: پٹھا لگا دیا۔ وصل کرد: جوڑ دیا۔ (۷) بے گردش کعب: ٹخنے کی گردش کے بغیر۔ زانو: گھٹنا۔ پائے: پاؤں۔ نشاید برگرفتن: نہیں اٹھا سکتا۔ زجائے: جگہ سے۔ (۸) ازاں: اس وجہ سے۔ سخت نیست: مشکل نہیں ہے۔ صلب او: اس کی پیٹھ میں۔ مہرہ: منکا۔ یک لخت: ایک ٹکڑا۔ نیست: نہیں ہے۔ (۹) دو صد مہرہ: دو سو منکے۔ در یک دگر: ایک دوسرے میں۔ ساختست: بنائے ہیں اس نے۔ گل مہرہ: مٹی کا پتلا۔ چوں تو: تیرے جیسا۔ پرداختست: بنایا ہے۔ (۱۰) رگت: تیری رگیں۔ برتنست: بدن پر ہیں۔ پسندیدہ خوئے: اچھی عادت والے۔ زمینے درو: ایک زمین ہے جس میں۔ سی صد و شصت: تین سو ساٹھ۔ جوئے: ندی۔

تشریح: (۱) اللہ تعالیٰ نے تیرے اندر فہم و فراست اور فکر و نظر کی صفت رکھی ہے۔ یہ کسی استاد کی عنایت کردہ نہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا مشکور ہونا چاہیے۔ (۲) اگر اللہ تعالیٰ حق و صداقت کی معرفت حاصل کرنے والا دل عطا نہ کرتا تو تجھ میں حق و باطل کی معرفت قطعاً حاصل نہ ہوتی۔

(۳) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تقویم احسن بنائی ہے۔ لہٰذا اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری کرتے ہوئے اس ذات کا مشکور رہے۔ (۴) اگر انسان اپنی ایک انگلی پر توجہ کرے تو معلوم ہوگا کہ ذات باری تعالیٰ نے ایک انگلی کی تیاری میں کتنے جوڑوں کو اقلیدس (علم ہندسہ کا ماہر) کی صنعت کی طرح جوڑا ہے۔ (۵) ایسے شخص کی حماقت میں کوئی شک نہیں جو اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں نقائص تلاش کر کے ذات حق کو مطعون کرتا ہے۔ (۶) انسان کی چال قابل توجہ ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صناعی پوشیدہ ہے کہ ٹانگوں کی ہڈیوں کو عجیب انداز سے جوڑ کر پیچھے پٹھا لگا دیا تاکہ یہ ادھر ادھر نہ ہوں۔ (۷) اگر اس (انسان) کی ٹانگ میں گھٹنا، ٹخنہ اور پاؤں نہ ہوتے تو اس (انسان) کے لیے ایک قدم چلنا بھی دوبھر ہو جاتا۔

(۸) انسان کی پیٹھ میں ریڑھ کی ہڈی کے مہرے جھکنے اور سجدہ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ ورنہ ایک لمبی ہڈی ڈال دینے سے یہ سب کچھ ناممکن تھا۔

(۹) انسان کے خوبصورت جسم کو بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس میں دو سو مہرے ایک دوسرے میں پیوست کر دیئے۔

(۱۰) انسانی جسم میں تین سو ساٹھ رگیں یا ایک ہی رگ جو تین سو ساٹھ میل لمبی موجود ہے جو زمین میں تین سو ساٹھ نہروں کی مانند ہے۔

marfat.com

بصر در سر و فکر و رای و تمیز	۱	جوارح بدل دل بدانش عزیز
سر کو بینائی اور فکر اور رائے اور تمیز کے ذریعہ		اور اعضاء کو دل کے ذریعہ اور دل کو سمجھ کے ذریعے عزیز
بہائم بروُ اندر افتادہ خوار	۲	تو ہمچو الف بر قدمہا سوار
چوپائے منہ کے بل گرے ہوئے ذلیل ہیں		تو الف کی طرح پیروں پر سوار ہے
نگوں کردہ ایشاں سر از بہر خور	۳	تو آری بعزت خورش پیش سر
وہ کھانے کے لیے سر اوندھا کرتے ہیں		تو عزت سے کھانا سر کے سامنے لاتا ہے
نزیبد ترا با چنیں سروری	۴	کہ سر جز بطاعت فرو آوری
اس سرداری کے ہوتے ہوئے تجھے زیب نہیں دیتا ہے		کہ خدا کی عبادت کے سوا تو سر جھکائے
ولیکن بدیں صورت دلپذیر	۵	فریفتہ مشو سیرت خوب گیر
لیکن دل کو بھانے والی اس صورت پر		فریفتہ نہ ہو پسندیدہ اخلاق اختیار کر
رہ راست باید نہ بالائے راست	۶	کہ کافر ہم از روئے صورت چو ماست
سیدھا راستہ چاہیے نہ کہ سیدھا قد		ورنہ صورت کے اعتبار سے کافر بھی ہم جیسا ہے
ترا آنکہ چشم و دہن داد و گوش	۷	اگر عاقلی در خلافش مکوش
جس ذات نے تجھے آنکھ اور منہ اور کان دیا ہے		اگر تو سمجھ دار ہے اس کے خلاف کوشش نہ کر
گرفتم کہ دشمن نکوبی بسنگ	۸	مکن بارے از جہل با دوست جنگ
میں نے مانا کہ تو دشمن کو پتھر سے نہیں کچل سکتا ہے		لیکن نادانی کی وجہ سے اب دوست سے نہ لڑ
خردمند طبعان منت شناس	۹	بدوزند نعمت بہ میخ سپاس
احسان کو پہچاننے والی طبیعت والے عقل مند		شکر کی کیل سے نعمت کو جڑ دیتے ہیں

(۱) بصر: نظر یا آنکھ۔ فکر: سوچ۔ تمیز: پہچان۔ جوارح: جمع جارحہ جوڑ اور عضو جو ظاہر ہوں۔ بدانش: سمجھ سے۔ عزیز: عزت والے۔ (۲) بہائم: چوپائے۔ برو: منہ کے بل۔ افتادہ: پڑے ہوئے۔ خوار: ذلیل۔ ہمچو الف: الف کی طرح۔ بر قدمہا: قدموں پر سوار۔ (۳) نگوں کردہ: جھکایا ہوا۔ ایشاں: انہوں نے۔ از بہر خور: کھانے کے واسطے۔ آری: لاتا ہے تو۔ خورشش: خوراک۔ پیش سر: سر کے پاس۔ (۴) نزیبد: زیب نہیں دیتا۔ ترا: تجھ کو۔ باچنیں سروری: ایسی سرداری کے ساتھ۔ جز بطاعت: اطاعت کے بغیر۔ فرو آوری: نیچے لاوے تو۔
(۵) بدیں صورت: اس صورت کے ساتھ۔ دلپذیر: دل کو قبول کرنے والی۔ فریفتہ مشو: فریفتہ مت ہو۔ سیرت خوب: اچھی سیرت۔ گیر: قبول کر۔ (۶) رہ راست: سیدھی راہ۔ باید: چاہیے۔ بالائے راست: سیدھا قد۔ کافر: خدا کا منکر۔ از روئے صورت: صورت کے لحاظ سے۔ چوماست: ہماری طرح ہے۔ (۷) ترا: تجھ کو۔ آنکہ: جس نے کہ۔ چشم و دہن: آنکھ اور منہ۔ داد: دیا۔ گوش: کان۔ عاقلی: تو عقل مند ہے۔ خلافش: اس کے خلاف۔ مکوش: مت کوشش کر۔ (۸) گرفتم: میں نے مانا۔ نکوبی: نہیں پیٹ سکتا۔ بسنگ: پتھر سے۔ مکن: مت کر۔ بارے: ایکبار یا خدا کے لیے۔ از جہل: نادانی سے۔ (۹) خردمند طبعان: عقل مند طبیعت والے۔ منت شناس: احسان پہچاننے والے۔ بدوزند: سیتے ہیں۔ نعمت: اللہ کا انعام۔ میخ سپاس: شکریے کی میخ۔

تشریح: (۱) انسانی سر میں آنکھ، سمجھ بوجھ کی صلاحیت دل پر منحصر ہے۔ اور دل کا اعزاز فہم و بصیرت پر مبنی ہے۔ (۲) جانوروں کو گھاس کھانے کے لیے اپنا سر جھکانا پڑتا ہے۔ جبکہ انسان سر اٹھا کے کھاتا ہے۔ اور کھانا خود اس کے منہ تک پہنچتا ہے۔ (انسان کا سر اللہ کے سامنے جھکنے کے لیے ہے) (۳) یہ بات مشاہدہ و تجربے سے ثابت و تسلیم شدہ ہے کہ چرند پرند کو کھانے کے لیے جھکنا پڑتا ہے۔ اور انسان کے لیے کھانے کو جھکنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ (۴) جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو کھانے کے مقابلے میں بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے تو انسان کو چاہیے کہ وہ اپنا سر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دے۔ (۵) انسان کو اپنے خوبصورت خد و خال پر نہیں جانا چاہیے۔ بلکہ سیرت و کردار کو صحیح خطوط پر لانا چاہیے۔ (۶) قد و قامت اور صورت کا صحیح خد و خال پر ہونا لازمی نہیں، اس لیے کہ ان باتوں (قد و قامت اور صورت) میں کافر اور ہمارے (مسلمانوں کے) درمیان کوئی فرق نہیں۔ (۷) جس رب العالمین نے انسان کو آنکھ، منہ، کان وغیرہ ودیعت فرمائے ہیں۔ صرف اسی (اللہ تعالیٰ) کی اتباع کو اپنا وطیرہ بنانا چاہیے کیونکہ عقل و دانش اسی کا مقتضی ہیں۔ (۸) اپنے ضعف کے باعث اگر تجھ (انسان) میں جہاد کرنے کی سکت نہیں تو کم از کم اللہ تعالیٰ سے مصالحت کر لے اور دوستوں (اللہ تعالیٰ، انبیاء، اولیاء وغیرہ) سے جنگ نہ کر۔ (۹) جس شخص میں عقل و خرد ہے۔ وہ اپنے محسن (اللہ تعالیٰ) کے احسان کو تشکر و سپاس کے کیل سے اس (اللہ تعالیٰ) کی نعمتوں کو مضبوط جکڑ دیتا ہے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

نبرد آزمائے ز ادہم فتاد	۲	بگردن درش مہرہ برہم فتاد
ایک جنگجو (بادشاہ) مشکیں گھوڑے سے گر گیا		اس کے گردن کے جوڑ گڈ بڈ ہو گئے
چو پیلش فرو رفت گردن بتن	۳	نگشتے سرش تا نہ گشتے بدن
ہاتھی کی طرح اس کی گردن بدن میں دھنس گئی		اس کا سر نہ گھومتا جب تک بدن نہ گھومتا
پزشکاں بماندند حیراں دریں	۴	مگر فیلسوفے ز یوناں زمیں
طبیب اس معاملہ میں حیران ہو گئے		یونان کی سرزمین کے ایک فلسفی کے سوا
سرش باز پیچید و تن راست شد	۵	وگر وے نہ بودے زمن خواست شد
اس نے اس کا سر موڑ دیا اور بدن ٹھیک ہو گیا		اور اگر وہ نہ ہوتا تو یہ اپاہج ہو جاتا
دگر نوبت آمد بہ نزدیک شاہ	۶	نکرد آں فرو مایہ در وے نگاہ
اس کو بادشاہ کے پاس آنے کی دوبارہ نوبت آئی		اس کمینہ نے اس کی طرف نگاہ نہ کی
خردمند را سر فرو شد بشرم	۷	شنیدم کہ مے رفت و مے گفت نرم
شرم سے عقل مند کا سر نیچا ہو گیا		میں نے سنا ہے کہ وہ جا رہا تھا اور چپکے سے کہہ رہا تھا
اگر دے نہ پیچیدمے گردنش	۸	نہ پیچیدے امروز روئی از منش
اگر میں کل اس کی گردن نہ پھیرتا		تو آج وہ مجھ سے منہ نہ موڑتا
فرستاد تخمے بدست رہی	۹	کہ باید کہ بر عود سوزش نہی
اس نے غلام کے ہاتھ ایک بیج بھیجا		کہ اس کو تجھے اگردان پر رکھ دینا چاہیئے
ملک را یکے عطسہ آمد ز دود	۱۰	سر و گردنش ہمچناں شد کہ بود
بادشاہ کو دھوئیں سے ایک چھینک آئی		اس کا سر اور گردن جیسی تھی ویسی ہو گئی

(۱) حکایت، کہانی۔ (۲) نبرد آزمائے، ایک جنگجو۔ ادہم، مشکی گھوڑا۔ فتاد، گر پڑا۔ بگردن، گردن کے بل۔ برہم فتاد، گڈ بڈ ہو گئے۔ (۳) چو پیلش، ہاتھی کی طرح اس کی۔ فرو رفت، اندر چلی گئی۔ بہ تن، بدن میں۔ نگشتے، نہ گھومتا۔ سرش، اس کا سر۔ تا، جب تک۔ نہ گشتے، نہ گھومتا۔ (۴) پزشکاں، جمع طبیب۔ بماندند، رہ گئے۔ دریں، اس معاملہ میں۔ فیلسوفے، ایک فلسفی۔ یوناں، یورپ کا ایک چھوٹا سا ملک جو ترکی اور اٹلی کے درمیان ہے۔ (۵) سرش، اس کا سر۔ باز پیچید، پھیر دیا۔ تن، بدن۔ راست، سیدھا۔ شد، ہو گیا۔ وے نہ بودے، وہ نہ ہوتا۔ زمن، اپاہج۔ خواست شد، ہو جاتا۔ (۶) دگر نوبت، دوسری بار۔ نزدیک شاہ، بادشاہ کے پاس۔ نکرد، نہ کی۔ آں فرو مایہ، اس کمینے نے۔ در وے، اس میں۔ (۷) خردمند، عقلمند۔ سر فرو شد، سر جھک گیا۔ بشرم، شرم سے۔ شنیدم، میں نے سنا۔ مے رفت، جاتا تھا۔ مے گفت، کہتا تھا۔ نرم، آہستہ۔ (۸) دے، کل۔ نہ پیچیدمے، نہ پھیرتا میں۔ نہ پیچیدے، نہ پھیرتا وہ۔ امروز، آج۔ روئے از منش، میری طرف سے چہرہ۔ (۹) فرستاد، بھیجا اس نے۔ تخمے، ایک بیج۔ بدست رہی، غلام کے ہاتھ۔ باید کہ، چاہیئے کہ۔ عود سوزش، اگردان پر اس کو۔ نہی، رکھے تو۔ (۱۰) ملک، بادشاہ۔ یکے عطسہ، ایک چھینک آمد، آئی۔ دود، دھواں۔ سر و گردنش، اس کا سر اور گردن۔ ہمچناں شد، ویسی ہو گئی۔ کہ بود، جیسی کہ تھی۔

تشریح (۱) اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو محسن کے احسان کا احسان مند رہنا چاہیئے۔ ورنہ بصورت دیگر وہ (محسن) احسان ختم بھی کر سکتا ہے۔ (۲) ایک دلیر بادشاہ اپنے گھوڑے سے گردن کے بل گر گیا۔ جس کی وجہ سے اس کی گردن بیٹھ گئی۔ (۳) ہاتھی کی طرح اس کی گردن جسم میں گھس کر چھوٹی ہو گئی۔ اور وہ اپنا سر گھمانے کے قابل نہ رہا۔ (۴) قرب و جوار کے تمام اطباء و حکماء اس (دلیر بادشاہ) کے علاج میں ناکام ہو گئے البتہ ایک یونانی فلسفی (حکیم) نے کامیابی سے علاج کر دیا۔ (۵) چنانچہ بادشاہ کا سر پہلے کی طرح گھومنے لگ گیا اور جسمانی قد و قامت بھی بحال ہو گئی۔ یعنی بادشاہ تندرست ہو گیا۔ (۶) جب وہ (یونانی فلسفی) حکیم دوسری مرتبہ (صحت مندی کے بعد) دربار میں (کسی ضرورت کے تحت) حاضر ہوا تو بادشاہ نے اس کی طرف نظر التفات نہ کی۔ (۷) ندامت کی وجہ سے وہ (بادشاہ کا کامیاب معالج) سر نہ اٹھا سکا۔ اور آہستگی سے کچھ کہنے لگا۔

(۸) یعنی کہ اگر میں کل اس کا یہ صحیح طریقے سے علاج نہ کرتا تو آج یہ (خود غرض بادشاہ) مجھ سے نظریں نہ پھیرتا۔

(۹) فلسفی حکیم نے اپنا استحقاق مجروح ہونے پر عزم بالجزم کر لیا۔ کہ اس (خود غرض بادشاہ) سے ضرور انتقام لوں گا۔ چنانچہ کسی غلام کے ہاتھ ایک بیج بھیجا اور کہا۔ کہ اس کی خوشبو اچھی ہے۔ (۱۰) جب غلام نے وہ بیج اگردان پر رکھا تو اس (بیج) کے دھوئیں سے خود غرض بادشاہ کو ایک چھینک آئی تو اس کا سر اور گردن پھر سے اندر کو دھنس گئے۔

marfat.com

(۱) بعذر، عذر خواہی کے لیے۔ از پئے مرد، مرد کے پیچھے۔ بشتافتند، دوڑے وہ۔ بجستند، ڈھونڈا۔ بسیار، بہت۔ کم۔ یافتند، تھوڑا پایا۔ (۲) مکن، مت کر۔ شکر منعم، احسان کرنے والے کا شکریہ۔ مپیچ، مت پھیر۔ روز پسیں، آخرت کے دن۔ سر برآری، سر نکال سکے۔ (۳) گفتار، بات۔ صنع باری، اللہ تعالیٰ کی کاریگری۔ تعالیٰ، بلند ہے وہ۔ (۴) شب، رات۔ از بہر آسائش تست، تیرے آرام کے واسطے ہے۔ روز، دن۔ مہ روشن، روشن چاند۔ مہر گیتی فروز، جہان کو روشن کرنیوالا سورج۔ (۵) نسیم، باد صبا۔ برائے تو، تیرے واسطے۔ فراش وار، فرش بچھانے والے چوکیدار کی طرح۔ ہمے گسترانَد، بچھاتی ہے۔ بساط بہار، بہار کا بستر۔

(۶) باد، ہوا۔ باران، بارش۔ میغ، بادل۔ رعد، گرج۔ چوگان، بلا۔ زند، مارتی ہے۔ برق، بجلی۔ تیغ، تلوار۔

(۷) ہمہ، تمام۔ کارداران، کارندے۔ فرمانبرند، حکم ماننے والے ہیں۔ تخم تو، تیرا بیج۔ خاک، مٹی۔ مے پرورند، پالتے ہیں۔

(۸) تشنہ مانی، پیاسا رہے تو۔ مجوش، مت جوش کر۔ سقائے ابر، بادل کا ماشکی۔ آبت، تیرا پانی۔ آرد، لاتا ہے۔ بدوش، کندھے پر۔

(۹) ز خاک، مٹی سے۔ آورد، لاتا ہے۔ طعام، کھانا۔ تماشاگاہ دیدہ، آنکھوں کی تماشاگاہ۔ کام، حلق۔

(۱۰) عسل، شہد۔ دادت، دیا تجھ کو۔ نحل، شہد کی مکھی۔ منّ، میٹھی شبنم۔ رطب، تر کھجور۔ دادت، دی تجھ کو۔ نخل، کھجور کے درخت سے۔ نوا، گٹھلی۔

بعذر از پئے مرد بشتافتند	۱	بجستند بسیار و کم یافتند
عذر خواہی کے لیے مرد کے پیچھے دوڑے		انہوں نے بہت ڈھونڈا اور نہ پایا
مکن گردن از شکر منعم مپیچ	۲	کہ روز پسیں سر برآری ز ہیچ
ایسا نہ کر بخشش کرنیوالے کے شکر سے گردن نہ موڑ		ورنہ آخری دن ذرا بھی گردن نہ ابھار سکے گا

گفتار اندر نظر در صنع باری تعالیٰ

کہاوت اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں غور کرنے کے بیان میں

شب از بہر آسائش تست و روز	۴	مہ روشن و مہر گیتی فروز
رات ہیں اور دن میں تیرے آرام کیلئے ہے		روشن چاند اور دنیا کو روشنی کرنیوالا سورج
نسیم از سرائے تو فراش وار	۵	ہمے گسترانَد بساطِ بہار
آسمان فراش کی طرح تیرے لیے		موسم بہار کی بساط بچھاتا ہے
اگر باد و برف ست و باران و میغ	۶	وگر رعد چوگاں زند برق تیغ
خواہ ہوا اور برف ہے اور بارش اور بدلی		خواہ کڑک بلا چلانے اور بجلی تلوار چلانے والی
ہمہ کار داران فرمانبرند	۷	کہ تخمِ تو در خاک مے پرورند
سب حکم ماننے والے کارکن ہیں		کہ تیرا بیج مٹی میں پرورش کرتے ہیں
وگر تشنہ مانی ز سختی مجوش	۸	کہ سقائے ابر آبت آرد بدوش
اور اگر تو پیاسا ہے تو سختی کی وجہ سے جوش میں نہ آ		اس لیے کہ ابر کا سقا تیرے لیے کندھے پر پانی لائے گا
ز خاک آورد رنگ و بوی و طعام	۹	تماشاگہ دیدہ و مغز و کام
خاک سے پیدا فرما دیتا ہے رنگ اور خوشبو اور کھانے کی چیز		جو کہ آنکھ اور دماغ اور حلق کی تماشاگاہ ہیں
عسل دادت از نحل و منّ از ہوا	۱۰	رطب دادت از نخل و نخل از نوا
تجھے مکھی سے شہد اور ہوا سے من دیا		کھجور کے درخت سے تر کھجور اور گٹھلی سے کھجور کا

تشریح (۱) یہ حالت دیکھ کر خود غرض بادشاہ یونانی فلسفی کی انتقامی کارروائی سے گھبرا گیا چنانچہ اس نے ایک آدمی کو تعاقب کے لیے بھیجا تاکہ معذرت کرے۔ لیکن یونانی فلسفی نہ مل سکا۔ (۲) انسان پر اللہ تعالیٰ کے بیشمار احسانات ہیں چنانچہ اس ذات کا مشکور ہونا چاہیے۔ تاکہ قیامت کے دن سرخرو ہونے کی وجہ سے سر اٹھایا جاسکے۔ (۳) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کل کائنات کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت پر مامور کیا ہے۔ لہٰذا اسے اللہ تعالیٰ کے لیے سراپا سپاس ہونا چاہیے۔

(۴) رات ہو یا دن، چاند ہو سورج یہ تمام مخلوقات انسان کی خدمت کے لیے ہی پیدا ہوئی ہے۔ چاند کی چاندنی، سورج کی روشنی دنیا کو اجالا کرتی ہے۔

(۵) دن کی ہر صبح کو باد صبا ملازموں کی طرح انسان کے لیے بہاریں لاتی ہے۔ جس سے پھول، کلیاں مہک اٹھتے ہیں۔ (۶) ہوا ہو یا بارش، بادل کی گرج ہو یا بجلی کی چمک یہ تمام چیزیں خدمتگار کی حیثیت سے مصروف عمل ہیں۔ (۷) ایک فرمانبردار خادم کی طرح زمین میں ڈالے ہوئے بیج کو پالتے ہیں۔ (أأنتم تزرعونه أم نحن الزارعون)

(۸) اللہ تعالیٰ نے پیاس بجھانے کے لیے بادلوں کو سقہ (ماشکی) بناکر ذمہ داری سونپ دی ہے جو بوقت ضرورت پانی کی بے حساب مشکیں پیش کرتے ہیں۔

(۹) اس اللہ تعالیٰ نے مختلف ذائقوں میں مختلف رنگت و خوشبو پر مبنی پھل پھول پیدا کیے ہیں تاکہ تیرا لطف دوبالا ہو۔ حق بصر برقرار رہے

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے مکھی سے شہد نکالا، ہوا سے شیریں شبنم ظاہر کی، درخت سے تازہ کھجور اور گٹھلی سے درخت نکالا (یخرج الحیّ من المیت ویخرج المیت من الحیّ)

marfat.com

ہمہ نخل بنداں بخایند دست	۱	ز حیرت کہ نخلے چنیں کس نہ بست
سب باغبان ہاتھ چباتے ہیں		حیرت سے کہ ایسی کھجور کسی نے نہیں باندھی
خور و ماہ و پرویں برائے تو اند	۲	قنادیل سقف سرائے تو اند
سورج اور چاند اور کہکشاں تیرے لیے ہے		تیری سرائے کی چھت کے قندیل ہیں
زخارت گل آورد و از نافہ مشک	۳	زر از کان و برگ تر از چوب خشک
کانٹے سے پھول اور نافہ سے مشک		کان سے سونا اور خشک لکڑی سے ہرے پتے پیدا کیا
بدستِ خودت چشم و ابرو نگاشت	۴	کہ محرم باغیار نتواں گزاشت
خود اپنے ہاتھ سے چشم و ابرو بنایا		اس لیے کہ محرم کو غیروں کے سپرد نہیں کیا جا سکتا
بجاں گفت باید نفس بر نفس	۵	کہ شکرش نہ کارِ زبان ست و بس
دم بدم جان سے کہنا چاہیے		کیونکہ اس کا شکر صرف زبان کا کام نہیں ہے
توانا کہ آں نازنیں پرورد	۶	بالوان نعمت چنیں پرورد
وہ ایسا توانا ہے کہ اس نازنین کے پالنے کو پالتا ہے		رنگارنگ نعمتوں سے اس طرح سے پالتا ہے
خدایا دلم خوں شد و دیدہ ریش	۷	کہ مے بینم انعامت از گفت بیش
اے خدا میرا دل خون ہو گیا ہے اور آنکھ زخمی		کیونکہ تیرا انعام طاقتِ گفتار سے زیادہ دیکھتا ہوں
نگویم دد و دام و مور و سمک	۸	کہ فوجِ ملائک بر اوجِ فلک
میں یہ نہیں کہتا کہ درندے اور پرندے اور چیونٹی اور مچھلی		بلکہ آسمان کی بلندی پر فرشتوں کی جماعت
ہنوزت سپاس اندکے گفتہ اند	۹	کہ از صد ہزاراں یکے گفتہ اند
ابھی تک وہ تھوڑا سا شکر ادا کر سکے ہیں		سو ہزاروں میں سے ایک کہہ سکے ہیں
برو سعدیا دست و دفتر بشوئے	۱۰	براہے کہ پایاں ندارد مپوئے
جا اے سعدی ہاتھ اور کتاب دھو ڈال		جس راستے کی انتہا نہ ہو اس پر نہ دوڑ

(۱) ہمہ نخل بنداں: تمام کھجوریں باندھنے والے یعنی مالی۔ بخایند: ملتے ہیں۔ دست: ہاتھ۔ زحیرت: حیرت سے۔ نخلے چنیں: ایسی کھجور۔ کس نہ بست: کسی نے نہیں باندھی۔ (۲) خور: خورشید۔ ماہ: چاند۔ پرویں: ستاروں کا ایک جھنڈ۔ برائے تو اند: تیرے واسطے ہیں۔ قنادیل: جمع قندیل یعنی دیا۔ سقف سرائے تو: تیرے گھر کی چھت۔ (۳) زخارت: کانٹے سے تیرے لیے۔ گل آورد: پھول لایا۔ نافہ: ایک قسم کے ہرن کی ناف جس میں سے مُشک یعنی کستوری نکلتی ہے۔ زر: سونا۔ برگ تر: سبز پتا۔ چوب خشک: خشک لکڑی۔
(۴) بدست خودت: اپنے ہاتھ سے تیری۔ چشم و ابرو: آنکھ اور ابرو۔ نگاشت: بنائی۔ محرم: وہ رشتہ دار جس سے نکاح ابدی طور پر حرام ہو۔ باغیار: غیروں پر۔ نتواں گزاشت: نہیں چھوڑ سکتے۔ (۶) توانا کہ: ایسا طاقتور کہ۔ نازنیں: محبوب۔ پرورد: پالتا ہے۔ بالوان نعمت: رنگ برنگی نعمتیں۔ چنیں: ایسے۔ پرورد: پالتا ہے۔ (۵) بجاں: جان کے ساتھ۔ گفت باید: کہنا چاہیے۔ نفس بر نفس: ہر سانس میں۔ شکرش: اس کا شکر۔ کار زبان: زبان کا کام۔ ست: ہے۔ بس: فقط۔
(۷) خدایا: اے خدا۔ دلم: میرا دل۔ شد: ہو گیا۔ دیدہ: آنکھیں۔ ریش: زخمی۔ مے بینم: دیکھتا ہوں میں۔ انعامت: تیرا انعام۔ از گفت بیش: بیان سے زیادہ۔ (۸) نگویم: میں نہیں کہتا۔ دد: درندے۔ دام: پرندے۔ مور: چیونٹیاں۔ سمک: مچھلی۔ ملائک: فرشتے۔ اوج فلک: آسمان کی بلندی۔
(۹) ہنوزت: ابھی تیرا۔ سپاس: شکریہ۔ اندکے: تھوڑا سا۔ گفتہ اند: کہا ہے۔ صد ہزاراں: لاکھوں۔ یکے: ایک۔ گفتہ اند: کہا ہے انہوں نے۔ (۱۰) برو: جا۔ سعدیا: اے سعدی۔ دست: ہاتھ۔ دفتر: کتاب۔ بشوئے: دھو ڈال۔ براہے کہ: جو راستہ کہ۔ پایاں: انتہا۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ مپوئے: مت دوڑ۔

تشریح: (۱) ماہرین نباتات حیرت زدہ ہیں کہ یہ کیا عجب قدرت ہے کہ کھجوروں کو اس انداز میں باندھنے کی قوت کسی ماہر نباتات میں نہیں۔
(۲) سورج، چاند، ستاروں کے جھنڈ (پرویں) یہ سب کچھ انسان کی خاطر ہے۔ یہ تو چھت کی قندیلوں کی مثل ہیں۔
(۳) اللہ تعالیٰ اتنی بڑی قدرت کا مالک ہے کہ کانٹوں سے پھول، ہرن کی نافے کستوری، کان سے سونا اور خشک لکڑی سے ہرے بھرے پتے پیدا کرتا ہے۔
(۴) اللہ تعالیٰ نے انسان کے ناک، آنکھ، ابرو کو خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ اس لیے کہ محبت والفت کی وجہ سے انسان اس کا پیارا ہے اور کوئی اپنے پیاروں کو غیروں کے حوالے نہیں کرتا۔ (۵) ہر دم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ محض زبان سے شکر کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ بدل وجان ہمہ وقت اس کی شکر گزاری میں گزارنا چاہیے۔ (۶) وہ اللہ تعالیٰ طاقتور ذات ہونے کے باوجود نازنین پرور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے محبوب بندوں کی پرورش اسی طرح کرتا ہے جس طرح رنگارنگ نعمتوں کی۔ (۷) اے پروردگار عالم! مجھ پر تیرے انعامات کی بہتات ہے۔ میں کما حقہٗ ان کا شکر بجا نہیں لا سکتا۔ یہی فکر مجھے خون کے آنسو رلاتی ہے۔
(۸) زمین کی پشت پر درند، پرند، چیونٹیاں، سمندر کی لہروں میں مچھلیاں، آسمان کی بلندیوں پر فرشتوں کی فوج ہے۔ (وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ)
(۹) ہر خطہ وگوشہ میں تیری مخلوق تیرا (اللہ تعالیٰ کا) شکریہ اس طرح ادا نہیں کر سکی جیسا کہ اس (شکریہ) کا حق ہے۔ (وَقَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ)۔
(۱۰) اے سعدیؒ! اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنے کا جنون ترک کر دے اور کتاب کو بند کر دے۔ کیونکہ اس لامتناہی راستے کی منزل پانا کسی کے بس میں نہیں۔

marfat.com

حکایت

کہانی

۲ یکے گوشِ کودک بمالید سخت — کہ اے بو العجب گوئے برگشتہ بخت

ایک صاحب نے ایک بچہ کے کان سخت اینٹھے — کہ اے عجیب باتیں کرنے والے بدبخت

۳ ترا تیشہ دادم کہ ہیزم شکن — نگفتم کہ دیوارِ مسجد بکن

میں نے تجھے بسولا دیا تھا کہ لکڑیاں پھاڑ — میں نے یہ نہیں کہا کہ مسجد کی دیوار ڈھا دے

۴ زباں آمد از بہر شکر و سپاس — بغیبت نگرداندش حق شناس

زبان بنی ہے شکر و سپاس کے لیے — حق شناس اس کو بدگوئی میں نہیں چلاتے

۵ گزرگاہِ قرآن و پنداست گوش — بہبتان و باطل شنیدن مکوش

کان، قرآن اور نصیحت کی گزرگاہ ہے — بہتان اور باطل سننے کی کوشش نہ کر

۶ دو چشم از پئے صنعِ باری نکوست — زعیب برادر فرو گیر و دوست

دونوں آنکھیں اللہ کی کاریگری دیکھنے کیلئے بھلی ہیں — بھائی اور دوست کے عیب سے بند کر لے

گفتار اندر نظر در حال ناتواناں و شکرِ نعمت حق تعالیٰ

کہاوت کمزوروں کی حالت پر غور کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکریہ کے بیان میں

۸ نداند کسے قدرِ روزِ خوشی — مگر روزے افتد بہ سختی کشی

خوشی کے دن کی کوئی قدر نہیں جانتا ہے — ہاں اس روز جانتا ہے جب محنت کشی میں مبتلا ہو جائے

۹ زمستان درویش در تنگ سال — چہ سہلست پیش خداوند مال

قحط سالی میں فقیر اور جاڑا — مالدار کے سامنے کس قدر آسان بات ہے

۱۰ سلیمے کہ یک چند نالاں بخفت — خداوند را شکرِ صحت بگفت

وہ سانپ کا ڈسا ہوا کچھ دیر جو روتے روتے سویا — تندرستی پر خدا کا شکر ادا کیا

(۱) حکایت، کہانی۔
(۲) یکے، ایک۔ گوشِ کودک، بچے کا کان۔ بمالید، ملا۔ بو العجب گو، عجیب باتوں والے۔ برگشتہ بخت، پھرے نصیب والے۔
(۳) ترا، تجھ کو۔ دادم، دیا میں نے۔ ہیزم، خشک لکڑی۔ شکن، پھاڑ۔ نگفتم، نہیں کہا میں نے۔ بکن، اکھیڑ۔
(۴) آمد، آئی۔ از بہر شکر، شکر کے واسطے۔ سپاس، شکر۔ بغیبت، چغلی سے۔ نگرداندش، نہیں کرتا اس کو۔ حق شناس، حق کو پہچاننے والا۔
(۵) قرآن، خدا کی آخری کتاب جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ پند، وعظ۔ گوش، کان۔ بہتان، جھوٹا الزام۔ باطل، جھوٹ یا ناحق۔ شنیدن، سننا۔ مکوش، مت کوشش کر۔ (۶) چشم، آنکھ۔ از پئے، واسطے۔ صنعِ باری، اللہ تعالیٰ کی کاریگری۔ نکوست، اچھی ہے۔ برادر، بھائی۔ فرو گیر، بند کر لے۔
(۷) گفتار، کہاوت۔ ناتواں، کمزور لوگ۔ نعمت حق تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی نعمت۔
(۸) نداند، نہیں جانتا کہتے، کوئی شخص۔ قدرِ روزِ خوشی، خوشی کے دن کی قدر۔ روزے، اس دن۔ افتد، پڑ جائے۔ سختی کشی، مصیبت کھینچنا۔
(۹) زمستان، موسم سرما، سردی۔ تنگ سال، قحط کا سال۔ چہ، کیا۔ سہلست، آسان ہے۔ پیش خداوند مال، مال والے کے سامنے۔
(۱۰) سلیمے کہ، جو سانپ کا ڈسا ہوا۔ یک چند، تھوڑا سا۔ نالاں، رونے والا۔ بخفت، سو گیا۔ شکرِ صحت، صحت کا شکر۔ بگفت، کہا (ادا کیا)۔

تشریح: (۱) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسانی اعضاء و جوارح اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تخلیق ہوئے ہیں۔ اس لیے اس کی عبادت بکثرت کرنی چاہیے۔ (۲) ایک شخص نے سختی کے ساتھ کسی بچے کے کان مروڑے اور کہا کہ اے بیہودہ فطرت کے حامل بدبخت
(۳) میں نے تجھے (بچے کو) لکڑیاں پھاڑنے کے لیے کلہاڑا دیا تھا، لیکن تو نے اس تیشے سے مسجد گرانا شروع کر دی۔ میں نے مسجد گرانے کا تو نہیں کہا تھا۔
(۴) اللہ تعالیٰ نے انسان کو زبان ذکر و شکر کے لیے دی ہے۔ عقل مند لوگ اسے (زبان کو) جھوٹ، غیبت، چغلی میں استعمال کر کے ضائع نہیں کرتے۔
(۵) اللہ تعالیٰ نے انسان کو کان کلام الٰہی، پند و نصیحت سننے کے لیے دیئے ہیں۔ انہیں (کانوں کو) الزام اور جھوٹ سننے کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔
(۶) کل کائنات میں اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے مناظر دیکھنے کے لیے انسان کو دو آنکھیں عطا فرمائی ہیں۔ لہٰذا انہیں (آنکھوں کو) عیوب دیکھنے میں صرف نہیں کرنا چاہیے۔ (۷) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ضعیف و لاچار لوگوں کو دیکھ کر اپنی تندرستی پر غور کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔
(۸) کسی کو خوشحالی کی قدر و منزلت کا احساس نہیں ہوتا، جب تک وہ تنگدستی میں بذات خود مبتلا نہ ہو جائے۔
(۹) نرم و گرم لباس میں ملبوس مالدار آدمی کو سردی کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی بے لباس یا پھٹے پرانے لباس میں ملبوس فقیر کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ (۱۰) اگر کسی کو سانپ ڈس لے تو وہ چیخ و پکار کے بعد بالآخر نیند کی آغوش میں چلا جائے تو اپنی تندرستی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

marfat.com

چو مردانہ رو باشی و تیز پائے	۱	بشکرانہ پاکند بویاں بپائے
اگر تو مردانہ رفتار والا اور تیز قدم ہو		شکرانہ میں سست قدموں کے ساتھ ٹھہر
بہ پیر کہن بر بہ بخشد جواں	۲	توانا کند رحم بر ناتواں
جوان پرانے بوڑھے پر کرم کرے		ناتواں پر توانا رحم کرے
چہ دانند جیحونیاں قدر آب	۳	ز واماندگاں پرس در آفتاب
جیحون والے پانی کی قدر کیا جانیں		دھوپ میں تھکے ہوؤں سے معلوم کر
عرب را کہ بر دجلہ باشد قعود	۴	چہ غم دارد از تشنگان زرود
جس عرب کی دجلہ پر نشست ہو		اس کو زرود کے پیاسوں کا کیا غم ہے
کسے قیمت تندرستی شناخت	۵	کہ یک چند بیچارہ در تپ گداخت
تندرستی کی قیمت اسی نے جانی ہے		جو بے چارہ چند روز بخار میں پگھلا
ترا تیرہ شب کے نماید دراز	۶	کہ غلطی ز پہلو بہ پہلوئے باز
تجھے اندھیری رات کب لمبی معلوم ہو سکتی ہے		جبکہ تو ایک پہلو سے دوسرے کھلے پہلو کروٹیں بدلتا ہے
بر اندیش ز افتان و خیزان تب	۷	کہ رنجور داند درازی شب
بخار میں اٹھ بیٹھ کرنے والے کے بارے میں سوچ		اس لئے کہ رات کی درازی کو بیمار جانتا ہے
بہ بانگ دہل خواجہ بیدار گشت	۸	چہ داند شب پاسباں چوں گزشت
نقارے کی آواز سے آقا بیدار ہوا ہے		اسے کیا معلوم کہ چوکیدار کی رات کس طرح کٹی ہے

حکایت سلطان طغرل با ہندوئے پاسباں

چوکیدار غلام کے ساتھ سلطان طغرل کا قصہ

شنیدم کہ طغرل شبے در خزاں	۱۰	گزر کرد بر ہندوئے پاسباں
میں نے سنا ہے کہ طغرل خزاں کی رات میں		ایک غلام چوکیدار کے پاس سے گذرا

(۱) چو: جب۔ مردانہ رو: مردوں کی طرح چلنے والا۔ باشی: ہووے تو۔ تیز پائے: تیز قدموں والا۔ بشکرانہ: شکریے میں۔ کند پویاں: آہستہ چلنے والے۔ بپائے: ٹھہر۔
(۲) پیر کہن: پرانا بوڑھا۔ بر: زائد۔ بخشد: بخشتا ہے۔ توانا: طاقتور۔ کند رحم: رحم کرتا ہے۔ ناتواں: کمزور۔
(۳) چہ دانند: کیا جانیں۔ جیحونیاں: دریائے جیحون کے پاس بسنے والے۔ یہ دریا خراسان میں بہتا ہے۔ قدر آب: پانی کی قدر۔ ز واماندگاں: تھکے ہوئے۔ پرس: پوچھ۔ آفتاب: سورج۔ (۴) دجلہ: عراق کا ایک دریا جس کے کنارے بغداد آباد ہے۔ باشد: ہووے۔ قعود: بیٹھنا۔ چہ: کیا۔ غم دارد: غم رکھے۔ تشنگاں: پیاسے۔ زرود: عرب کا ایک صحرا۔ (۵) کسے: وہی شخص۔ شناخت: پہچانی۔ یک چند: کچھ دیر۔ در تپ: بخار میں۔ گداخت: پگھلا۔
(۶) ترا: تجھ کو۔ تیرہ شب: اندھیری رات۔ نماید: دکھائی دیتی ہے۔ دراز: لمبی۔ غلطی: لوٹتا ہے تو۔ پہلوئے باز: کھلا پہلو۔ (۷) بر اندیش: سوچ۔ افتاں و خیزاں: پڑنے والا اور اٹھنے والا۔ تپ: بخار۔ رنجور: بیمار۔ داند: جانتا ہے۔ درازی شب: رات کی لمبائی۔ (۸) بانگ دہل: ڈھول کی آواز۔ خواجہ: صاحب۔ بیدار گشت: بیدار ہوا۔ چہ داند: کیا جانے۔ شب پاسباں: پہرے دار کی رات۔ چوں: کیسے۔ گزشت: گزری۔ (۹) سلطان طغرل: طغرل بادشاہ۔ ہندوئے پاسباں: پہرے دار غلام۔
(۱۰) شنیدم: میں نے سنا۔ طغرل: ایک بادشاہ۔ شبے: ایک رات۔ خزاں: پت جھڑ کا موسم۔ گزر کرد: گزرا۔ ہندوئے پاسباں: پہرے دار غلام۔

تشریح: (۱) اگر تجھ میں چلنے کی اتنی قوت ہے کہ تیز رفتاری تیری ہمت کا منہ بولتا ثبوت ہے تو ناتواں اور آہستہ چلنے والوں کو اپنے ساتھ لےکر چلنا چاہیے۔
(۲) نوجوان کمزور بوڑھوں پر اور قوت والے کو ضعیفوں پر رحم کرنا چاہیے۔ (مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ) ورنہ جو رحم نہیں کرتا وہ رحم نہیں کیا جاتا۔
(۳) پانی کی قدر و قیمت وہ لوگ نہیں جانتے جو دریا کے کنارے پر بسیرا کرتے ہیں۔ پانی کی قدر اُن سے پوچھ جو دھوپ میں قافلے سے بچھڑ گئے ہیں۔ پیاسے ہیں مگر پانی نہیں۔ (۴) جو عربی دریائے دجلہ کے کنارے پر بیٹھا ہوا ہے، وہ صحرائے درود (عرب کا ایک صحرا) کے پیاسوں کی تکلیف کیسے محسوس کر سکتا ہے۔
(۵) جو لوگ مرض میں مبتلا ہو کر تکلیف کو قریب سے مشاہدہ کر چکے ہوں، صحت و تندرستی کی قدر وہی کرتے ہیں۔
(۶) جو شخص نرم و نازک اور آرام دہ بستر پر پہلو بدل رہا ہو اسے اندھیری رات کی طوالت محسوس نہیں ہوتی۔
(۷) طویل رات کا احساس اسے ہوتا ہے جو درد و الم کی وجہ سے بے قرار اور مضطرب الحال ہوتا ہے۔
(۸) گہری نیند سونے والا ڈھول کی آواز سن کر اٹھتا ہے وہ کیا جانے کہ پہرے دار کی رات کس طرح مشقت سے گذری ہے۔
(۹) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بڑے چھوٹوں کے دکھ درد میں شریک ہوں۔ عیاشی میں ڈوب کر انہیں (چھوٹوں کو) نہیں بھولنا چاہیے۔
(۱۰) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا کہ ایک مرتبہ خزاں کے موسم میں ایک رات چوکیدار کے قریب سے گذرا۔

marfat.com

۱	زباریدن برف و باران و سیل	بلرزش در افتادہ ہمچوں سہیل
	برف اور بارش اور بہاؤ کے برسنے سے	وہ سہیل کی طرح کپکپی میں مبتلا تھا
۲	دلش برقے از رحمت آمد بجوش	کہ اینک قبا پوستینم بپوش
	رحم سے اس کا دل اس پر جوش میں آگیا	کہ ابھی میری پوستین کی قبا پہن لے
۳	دمے منتظر باشش برطرف بام	کہ بیروں فرستم بدست غلام
	بالاخانے کے کنارے تھوڑی دیر انتظار کر	میں غلام کے ہاتھ باہر بھیجتا ہوں
۴	دریں بود باد بہاری وزید	شہنشاہ درایوان شاہی خزید
	وہ یہی کہہ رہا تھا کہ موسم بہار کی ہوا چل پڑی	بادشاہ شاہی محل میں گھس گیا
۵	وشاقے پری چہرہ درخیل داشت	کہ طبعش بدو اندکے میل داشت
	پری جیسے چہرہ والا غلام لڑکا جماعت میں تھا	جس کی طرف اس کی طبیعت کا جھکاؤ تھا
۶	تماشائے ترکش چناں خوشش فتاد	کہ ہندوئے مسکیں برفتش زیاد
	اس ترک کا نظارہ اس کو ایسا بھلا معلوم ہوا	کہ مسکین چوکیدار اس کے ذہن سے نکل گیا
۷	قبا پوستینے گزشتش بگوش	زبد بختیش درنیامد بدوش
	پوستین کی قبا اس کے کان میں آئی	اس کی بدبختی کی وجہ سے کاندھے پر نہ آئی
۸	مگر رنج سرما بروبس نہ بود	کہ جور سپہر انتظارش فزود
	شاید کہ جاڑے کی تکلیف اس کیلئے کافی نہ تھی	کہ آسمان کے ظلم نے اس کیلئے انتظار کا اور اضافہ کر دیا
۹	نگہ کن چو سلطان بغفلت بخفت	کہ چوبک زنش بامداداں چہ گفت
	غور کر جب بادشاہ غفلت میں سو گیا	کہ نقارچی نے صبح کو اس کو کیا کہا
۱۰	مگر نیک بختت فراموش شد	چو دستت در آغوش آغوش شد
	شاید نیک بخت کو تو بھول گیا	جب تیرا ہاتھ معشوق کی بغل میں پہنچا

(۱) باریدن برف، برفباری۔ باراں، بارش۔ سیل، سیلاب۔ بلرزش، کپکپی میں۔ درافتادہ، پڑا ہوا۔ ہمچوں، مثل۔ سہیل، ایک ستارہ جو لرزتا دکھائی دیتا ہے۔ (۲) دلش، اس کا دل۔ برقے، اس پر۔ آمد، آیا۔ بجوش، جوش میں۔ اینک، ابھی۔ قباپوستینم، میری پوستین کی قبا۔ بپوش، پہن لے۔ (۳) دمے، تھوڑی دیر۔ منتظر، انتظار کرنے والا۔ باشش، رہ۔ طرف بام، کوٹھے کی ایک طرف۔ بیروں، باہر۔ فرستم، میں بھیجتا ہوں۔ بدست غلام، غلام کے ہاتھ۔ (۴) دریں بود، وہ اسی گفتگو میں تھا۔ باد بہاری، بہار کی ہوا یعنی ٹھنڈی ہوا۔ وزید، چل پڑی۔ شہنشاہ، بادشاہ۔ ایوان شاہی، بادشاہی محل۔ خزید، گھس گیا۔ (۵) وشاقے، ایک غلام۔ پری چہرہ، خوبصورت۔ خیل، جماعت یا گھرانہ۔ داشت، رکھتا تھا۔ طبعش، اس کی طبیعت۔ بدو، اس کے ساتھ۔ اندکے، تھوڑی سی۔ میل داشت، رغبت رکھتی تھی۔ (۶) تماشائے ترکش، غلام کا نظارہ اس کو۔ چناں، ایسا۔ خوشش فتاد، اچھا لگا۔ ہندوئے مسکیں، بیچارہ پہرے دار۔ برفتش، چلا گیا۔ زیاد، ذہن سے۔ (۷) قباپوستینے، پوستین کی قبا۔ گزشتش، گزری اس کے۔ بگوش، کان میں۔ زبد بختیش، اس کی بدنصیبی کی وجہ سے۔ درنیامد، نہ آئی۔ بدوش، کندھوں پر۔ (۸) مگر، شاید۔ رنج سرما، سردی کی تکلیف۔ برو، اس پر۔ بس نبود، کافی نہ تھی۔ جور سپہر، آسمان کا ظلم۔ انتظارش فزود، اس کو انتظار بڑھا دیا۔ (۹) نگہ کن، دیکھ۔ چو، جب۔ سلطاں، بادشاہ۔ خفت، سو گیا۔ چوبک زنش، نقارچی نے اس کو۔ چہ گفت، کیا کہا۔ بامداداں، صبح۔ (۱۰) مگر، شاید۔ نیک بختت، وہ نیک بخت تجھ کو۔ فراموش شد، بھول گیا۔ چو دستت، جب تیرا ہاتھ۔ در آغوش آغوش، غلام کی آغوش میں۔ شد، پڑ گیا۔

تشریح (۱) وہ چوکیدار برف باری، بارش اور سیلاب کی وجہ سے ایسے کانپ رہا تھا جیسے طلوع آفتاب کے وقت سہیل ستارہ کانپتا ہے۔ (۲) اس چوکیدار کو دیکھ کر سلطان طغرل کے دل میں رحم آیا اور کہا کہ کچھ دیر بعد میری اس پوستین کا تو مالک ہوگا۔ (۳) چنانچہ تجھے مکان کی ایک طرف کھڑا ہو کر کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا میں اپنی پوستین کسی غلام کے ہاتھ بھیج دیتا ہوں۔ (۴) ابھی وہ (سلطان طغرل) یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ سرد ہوا چلی اور سلطان طغرل اپنے محل میں چلا گیا۔ (۵) اس (سلطان طغرل) کے لشکر میں ایک نہایت ہی خوبصورت غلام موجود تھا چنانچہ اس (غلام) کی طرف سلطان طغرل کا طبعی میلان تھا۔ (۶) وہ (سلطان طغرل) اپنے خوبصورت غلام کے ساتھ لہو ولعب میں ایسا منہمک ہوا کہ سردی میں بدحال پہرے دار کا خیال ذہن سے اتر گیا۔ (۷) وہ سردی میں بدحال پہرے دار اپنے کانوں سے پوستین کا نام تو سن سکا لیکن اسے (پوستین کو) پہن کر سردی سے بچاؤ نہ کر سکا۔ (۸) اے قدرت کی ستمگری کہ پہلے سردی کی تکلیف سے وہ (پہرے دار) بے قرار تھا اب (اس پوستین) کے انتظار کی شدت بڑھ گئی۔ (۹) جب بادشاہ دنیا ومافیہا سے غافل ہو کر نیند کی آغوش میں چلا گیا تو صبح کے وقت نقارچی (نقارہ بجانے والا) نے بادشاہ پر طنز کیا۔ (۱۰) جب تو (بادشاہ) اپنے محبوب کی بانہوں میں لطف اندوز ہونے لگا تو غریب چوکیدار تو نسیاً منسیاً (بھول) ہو جانا چاہیے تھا۔

marfat.com

تراشب بعیش وطرب مے رود	۱	چہ دانی کہ برما چہ شب مے رود
تیری رات عیش و مستی میں کٹتی ہے		تجھے کیا معلوم رات میں ہم پر کیا گزرتی ہے
فرو بردہ سرکاروانے بدیگ	۲	چہ از پا فرو رفتگانش بریگ
قافلہ کا سردار دیگ میں سر دیئے ہے		اُس کو ریت میں دھنسے ہوؤں کی کیا فکر ہے
بدار اے خداوند زورق بہ آب	۳	کہ بیچارگاں را گزشت از سر آب
اے کشتی والے پانی پر کھڑا کرلے		اس لیے کہ بیچارہ لوگوں کے سر سے پانی گزر گیا ہے
توقف کنید اے جوانان چست	۴	کہ در کاروانند پیران سست
اے چست جوانو! ٹھہرو		اس لیے کہ قافلہ میں سست بوڑھے بھی ہیں
تو خوش خفتہ در ہودج کارواں	۵	مہارِ شتر در کفِ سارواں
تو تو قافلہ کے ہودج میں آرام سے سو رہا ہے		اونٹ کی مہار ساربان کے ہاتھ میں ہے
چہ ہامون و کوہست چہ سنگ و رمال	۶	زرہ باز پس ماندگاں پرس حال
پھر تیرے لیے کیا جنگل اور پہاڑ کیا پتھر اور ریتا		راستے سے تھکے ہوؤں سے حال پوچھ
ترا کوہ پیکر ہیوں مے برد	۷	پیادہ چہ دانی کہ خوں مے خورد
تجھے تو پہاڑ جیسے جسم والا اونٹ لیے جا رہا ہے		تجھے کیا معلوم کہ پیدل چلنے والا خون پی رہا ہے
بآرام دل خفتگاں در بنہ	۸	نہ دانند حال شکم گرسنہ
قیام گاہ پر دل کے آرام سے سونے والے		بھوکے پیٹ والوں کا حال نہیں جانتے ہیں

حکایت

کہانی

یکے را عسس دست بربستہ بود	۱۰	ہمہ شب پریشان و دل خستہ بود
چوکیدار نے ایک شخص کے ہاتھ باندھ دیئے تھے		وہ تمام رات پریشان اور دل خستہ رہا تھا

(۱) تراشب، تیری رات۔ بعیش وطرب، عیش اور خوشی میں۔ مے گزشت، گزرتی ہے۔ چہ دانی، تو کیا جانے۔ برما، ہم پر۔ چہ شب، کتنی رات یعنی کتنی لمبی رات۔ مے رود، جاتی ہے۔ (۲) فرو بردہ، پیچھے گیا ہوا۔ کاروانے، قافلے والا۔ بدیگ، دیگ میں۔ چہ، کیا۔ از پا فرو رفتگاں، پاؤں دھنسے ہوئے والوں پر۔ بریگ، ریت میں۔ (۳) بدار، ٹھہرالے۔ خداوند زورق، چھوٹی کشتی والا۔ بہ آب، پانی میں۔ بیچارگاں، بیچاروں کا۔ گزشت، گزر گیا۔ آب، پانی۔ (۴) توقف کنید، ذرا وقفہ کرو۔ جوانان چست، چالاک جوانو۔ در کاروانند، قافلے میں ہیں۔ پیران سست، کمزور بوڑھے۔ (۵) خوش خفتہ، مزے سے سویا ہوا۔ ہودج کارواں، قافلے کا ہودہ۔ مہار شتر، اونٹ کی مہار۔ کف سارواں، شتربان کا ہاتھ۔ (۶) چہ، کیا۔ ہامون، جنگل۔ کوہست، پہاڑ۔ تجھ کو سنگ، پتھر۔ رمال، ریت۔ زرہ، راستے سے۔ باز پس ماندگاں، پیچھے رہے ہوئے۔ پرس، پوچھ۔ (۷) ترا، تجھ کو۔ کوہ پیکر، ہاتھی کے قد والا یعنی اونٹ۔ ہیوں، تیز رفتار اونٹ۔ مے برد، لے جا رہا ہے۔ چہ دانی کیا جانے تو۔ خوں مے خورد، خون پیتا ہے۔ (۸) بآرام دل، دل کے آرام سے۔ خفتگاں، سوئے ہوئے۔ بنہ، گھریلو سامان یا صحن۔ نہ دانند، نہیں جانتے۔ شکم گرسنہ، بھوکے پیٹ والا۔ (۹) حکایت، کہانی۔ (۱۰) یکے را، ایک کو۔ عسس، چوکیدار۔ دست، ہاتھ۔ بربستہ، باندھے ہوئے۔ بود، تھا۔ ہمہ شب، ساری رات۔ دل خستہ، زخمی دل۔ بود، تھا۔

تشریح: (۱) جن لوگوں (سلطان طغرل جیسے) کی راتیں عیش وطرب میں گزرتی ہوں وہ کیا جانیں کہ ہم جیسوں (بدحالی کا شکار لوگ) کی طویل راتیں کتنی کربناک ہوتی ہیں۔ (۲) جب قافلے کا سربراہ اپنی سرمستی میں مگن ہو جائے تو تپتی صحرا کے باسیوں (رہنے والوں) سے اسے (بادشاہ کو) کیا غرض وغایت ہو سکتی ہے۔ (۳) اے خدا! کچھ دیر کے لیے کشتی کو چلنے سے روک لے۔ کیونکہ دریا میں کچھ بدنصیب ڈوب رہے ہیں۔ تاکہ وہ بھی کشتی میں سوار ہو جائیں۔ (۴) اے چالاک وہوشیار جوانو! ذرا ٹھہر ٹھہر کر چلو۔ کیونکہ قافلے میں ضعیف ولاغر بھی تمہارے ہمسفر ہیں۔ (۵) تو (قافلے کا سردار) ہودج میں مزے سے لیٹا ہوا ہے۔ تجھے سفر کی تلخیوں کا کیا علم۔ سفر کی تلخیاں تو شتربان (جس کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار ہوتی ہے) محسوس کر رہا ہے۔ (۶) جنگل کی ہولناکی، پہاڑ کی ہیبت، پتھروں کی تکلیف اور ریت کی تپش شتربان یا قافلے سے بچھڑے ہوئے مسافر ہی بتا سکتے ہیں۔ (۷) جو شخص ہاتھی جیسے طاقتور اونٹ پر سوار ہو وہ کیا جانے کہ پیدل چلنے والا مصیبت کے کن مراحل سے گزر رہا ہے۔ (۸) جو شخص اپنے بچوں میں شکم پروری وبسیار خوری کرتا ہے۔ وہ بھوک کی شدت کو محسوس نہیں کر سکتا۔ (۹) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ صرف اپنی تکلیف کی شدت میں مگن نہیں رہنا چاہیے۔ بلکہ دوسروں کی مصیبت پر بھی خاص توجہ دینی چاہیے۔ (۱۰) کسی چور کو پہریدار نے باندھ دیا۔ بے بسی کی وجہ سے وہ (چور) بے قرار ہونے کے باعث رات بھر نیند نہ کر سکا۔

marfat.com

۱	بگوشش آمدش در شبِ تیرہ رنگ	کہ شخصے تنگ نالد از دستِ تنگ
	کالے رنگ کی رات میں اس کے کان میں آیا	کہ ایک شخص تنگ دستی سے رو رہا ہے
۲	شنید ایں سخن دزدِ مغلول و گفت	تو بارے ز غم چند نالی بخفت
	بیڑی پڑے چور نے یہ بات سنی اور بولا	تو غم سے کتنا روئے گا سو جا
۳	برو شکرِ یزداں کن اے تنگدست	کہ دستت عسس تنگ برہم نبست
	اے تنگ دست جا خدا کا شکر کر	کہ چوکیدار نے تیرا ہاتھ کس کے نہیں باندھ لیا
۴	مکن نالہ از بے نوائی بسے	چو بینی ز خود بے نوا تر کسے
	بے سامانی کی وجہ سے زیادہ نہ رو	جبکہ اپنے سے زیادہ کسی کو بے سامان دیکھ لے

حکایت

کہانی

۶	برہنہ تنے یک درم وام کرد	تنِ خویش را کسوتِ خام کرد
	ایک ننگے نے ایک درہم قرض لیا	اپنے بدن کے لیے کچے چمڑے کا لباس بنوایا
۷	بنالید کاے طالعِ بد لگام	بگرما بپختم دریں زیرِ خام
	رو پڑا کہ اے سرکش ستارے	اس کچے چمڑے میں میں گرمی میں پک گیا
۸	چو ناپختہ آمد ز سختی بجوش	یکے گفتش از چاہِ زنداں خموش
	جب وہ ناتجربہ کار سختی کی وجہ سے جوش میں آگیا	قید کے کنویں سے کسی نے اس کو کہا چپ رہ
۹	بجا آور اے خام شکرِ خدائے	کہ چوں ما نۂ خام بر دست و پائے
	اے ناتجربہ کار خدا کا شکر بجا لا	کہ ہماری طرح ہاتھ پاؤں پر کچا چمڑا نہیں ہے

(۱) بگوشش آمدش، اس کے کان میں آئی۔ شبِ تیرہ رنگ، کالے رنگ والی رات۔ شخصے، کوئی شخص۔ بے نالد، روتا ہے۔ دست، ہاتھ۔ تنگ دستی، ناداری۔

(۲) شنید، سنی۔ ایں سخن، یہ بات۔ دزدِ مغلول، بیڑی میں جکڑا ہوا چور۔ گفت، اس نے کہا۔ تو بارے، تو کہاں تک یا خدا کے لیے۔ چند نالی، کتنا روئے گا۔ بخفت، سو جا۔

(۳) برو، جا۔ شکرِ یزداں، اللہ کا شکر۔ کن، کر۔ دستت، تیرے ہاتھ۔ عسس، چوکیدار۔ تنگ برہم، کس کر آپس میں۔ نبست، نہیں باندھے۔ (۴) مکن، مت کر۔ نالہ، رونا۔ بے نوائی، بے سامانی۔ بسے، بہت۔ چو بینی، جب دیکھے تو۔ ز خود، اپنے سے۔ بے نوا تر، بے سروسامان۔ کسے، کسی کو۔ (۵) حکایت، کہانی۔

(۶) برہنہ تنے، ایک ننگے جسم والا۔ یک درم، ایک چونی۔ وام کرد، قرض لیا۔ تنِ خویش، اپنا جسم۔ کسوتِ خام، کچے چمڑے کی پوشاک۔ کرد، کیا۔

(۷) بنالید، وہ رو دیا۔ کاے، کہ اے۔ طالعِ بد لگام، بری لگام والا ستارہ۔ بگرما، گرمی میں۔ بپختم، میں پک گیا۔ دریں زیرِ خام، اس کچے چمڑے کے نیچے۔

(۸) چو، جب۔ ناپختہ، نہ پکا ہوا۔ آمد، آیا۔ بجوش، جوش میں۔ یکے، ایک۔ گفتش، اس کو کہا۔ چاہِ زنداں، قید کا کنواں۔ خموش، چپ رہ۔ (۹) بجا آور، بجا لا۔ اے خام، اے کچے۔ شکرِ خدا، خدا کا شکر۔ چوں ما، ہماری طرح۔ نہ، نہیں ہے تو۔ خام بر دست و پا، ہاتھ پاؤں پہ کچا چمڑہ۔

تشریح: (۱) سیاہ رات کے کسی حصے میں چور کو کسی کے کراہنے اور رونے کی آواز سنائی دی۔

(۲) زنجیروں یا رسیوں میں جکڑے ہوئے چور نے کہا کہ یہاں رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ لہٰذا آرام سے سوجا۔

(۳) تجھے (کراہنے والے کو) اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اس نے تجھے کسی پہرے دار کے بس میں نہیں ڈالا جو مشکیں کس کے زمین پر پھینک دیتا ہے۔

(۴) دنیا میں تجھ سے زیادہ نادار و لاچار موجود ہیں چنانچہ اپنی بے بسی و تنگدستی کی وجہ سے رونا فضول و بے موقع ہے۔

(۵) عنوان (اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ دوسروں کی تکلیف کو اپنی مصیبت جان کر اس کا مداوا کرنا چاہیئے۔

(۶) کسی برہنہ جسم فقیر نے قرض لے کر اپنے لیے کچے چمڑے کا لباس بنوایا، تاکہ وہ اپنا جسم ڈھانپ سکے۔

(۷) اسے (فقیر کو) اپنی بے کسی پر رونا آگیا کہ میرے لیے بھی کچے چمڑے کا لباس ہی رہ گیا ہے، جس کی گرمی سے میرا دم گھٹ رہا ہے۔

(۸) جب وہ (فقیر) خام ہونے کی وجہ سے جوش میں آیا تو ساتھ ہی کنویں میں قید شخص بول پڑا کہ خاموش ہوجا۔

(۹) اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ اگر تیرے پاس عمدہ لباس نہیں تو کیا ہوا۔ اس (اللہ تعالیٰ) نے تجھے کچے چمڑے کی بیڑیاں تو نہیں پہنائی ہیں۔

marfat.com

حکایت

کہانی

یکے کرد بر پارسائے گزر	۲	بصورت جہود آمدش در نظر
ایک شخص ایک پارسا کے پاس سے گزرا		وہ اس کو بظاہر یہودی نظر آیا
قفائے فرو کوفت بر گردنش	۳	بہ بخشید درویش پیراہنش
اس نے اس کی گدی پر طمانچے مارے		پارسا نے اس کو اپنا لباس بخش دیا
خجل گفت کاں چہ از من خطاست	۴	بہ بخشائے بر من چہ جائے عطاست
وہ شرمندہ ہوکر بولا مجھ سے جو کچھ ہوا وہ غلطی تھی		مجھے معاف کر دے بخشش کا کیا موقع ہے
بشکرانہ گفتا بہ شر نیستم	۵	کہ آنم کہ پنداشتی نیستم
اس نے کہا شکرانہ میں (میں شر پر آمادہ نہیں ہوں		جو کچھ تو نے مجھے سمجھا میں ایسا نہیں ہوں
نکو سیرت بے تکلف بروں	۶	بہ از نیک نام خراب اندروں
نیک باطن بظاہر سادہ		اس نیک نام سے بہتر ہے جس کا باطن خراب ہو
بہ نزدیک من شب رو راہزن	۷	بہ از فاسق پارسا پیراہن
میرے نزدیک چور ڈاکو		اس بدکار سے بہتر ہے جو پارسا کے لباس میں ہو

حکایت

کہانی

زرہ باز پس ماندۂ میگریست	۹	کہ مسکیں تر از من دریں دشت کیست
ایک شخص راستے سے تھکا ہوا رو رہا تھا		کہ اس جنگل میں مجھ سے زیادہ مسکین کون ہوگا
خرے بارکش گفتش اے بے تمیز	۱۰	زجور فلک چند نالی تو نیز
اس لدھو گدھے نے کہا اے بے تمیز		تو بھی آسمان کے ظلم سے اس قدر نالاں ہے

(۱) حکایت، کہانی۔ (۲) یکے کرد، ایک نے کیا، پارسائے، ایک پرہیزگار، بصورت، شکل میں، جہود، یہودی۔ آمدش، آیا اس کو۔ (۳) قفائے، ایک دھول۔ فرو کوفت، کوٹ دی، بر گردنش، اس کی گردن پر۔ بہ بخشید، بخش دیا، پیراہنش، اپنا لباس اس کو۔ (۴) خجل، شرمندہ، گفت، اس نے کہا، کاں چہ، جو کچھ کہ، از من، مجھ سے، آمد، آئی، خطا، غلطی۔ بہ بخشائے، بخش دے، بر من، مجھ کو، چہ جائے عطا، بخشش کا کیا موقع، است، ہے۔ (۵) بشکرانہ، شکریے میں، گفتا، اس نے کہا، بہ شر، شر کے ساتھ یا شر پر، نیستم، نہیں ہوں میں، کہ آنم، کہ جو کچھ کہ مجھ کو، پنداشتی، سمجھا تو نے، نیستم، نہیں ہوں میں۔ (۶) نکو سیرت، نیک سیرت، بے تکلف، سادہ، بروں، ظاہر، بہ، بہتر، خراب اندروں، گندے باطن والا۔ (۷) نزدیک من، میرے نزدیک۔ شب رو، رات کو چلنے والے یعنی چور، راہزن، راستہ مارنے والا یعنی ڈاکو، بہ، بہتر، فاسق، گنہگار، پارسا پیرہن، پرہیزگاروں کے لباس والا۔ (۸) حکایت، کہانی۔ (۹) زرہ، راستے سے، باز پس ماندہ، پیچھے رہا ہوا یا تھکا ہوا، میگریست، روتا تھا، مسکیں تر، زیادہ مسکین، از من، مجھ سے، دریں دشت، اس جنگل میں، کیست، کون ہے۔ (۱۰) خرے بارکش، بوجھ کھینچنے والا ایک گدھا، گفتش، اس کو کہا، جور فلک، آسمان کا ظلم، چند نالی، کتنا روئے گا تو، نیز، بھی۔

تشریح: (۱) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کسی کے ظاہر کو دیکھ کر اس کے باطن کا اندازہ نہیں کرنا چاہیے۔ ﴿ زاہد نگاہ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ۔ نہ جانے اس کریم کو تو ہے کہ وہ پسند۔ ﴾ (۲) ایک شخص کا کسی متقی درویش کے پاس سے گزر ہوا۔ جو بظاہر یہودی لگتا تھا۔ (۳) اس (گزرنے والے شخص) نے یہودی سمجھ کر دھول ماری۔ لیکن متقی فقیر نے اسے اپنی خلعت (قمیص) بطور ہدیہ پیش کر دی۔ (۴) اس (گزرنے والے شخص) نے شرمندہ ہو کر اپنی خطا کی معافی مانگی۔ اور پوچھا کہ غصے کی بجائے خلعت پیش کرنے کا کیا مقصد ہے۔ (۵) جواباً اس (متقی فقیر) نے کہا کہ میں یہ خلعت بطور شکرانہ دی ہے۔ تاکہ تجھے (گزرنے والے شخص کو) معلوم ہو کہ جو سمجھ کر تجھے دھول رسید کی ہے۔ میں وہ (یہودی) نہیں ہوں۔ (۶) ظاہری طور پر سادگی پسند شخص ایسے بد باطن سے بہتر ہے جو بظاہر تو نیک نام ہو لیکن اندرون خانہ بد طینت و بد فطرت ہو۔ (۷) میں (شیخ سعدیؒ) ایسے شخص سے چور، ڈاکو کو اچھا سمجھتا ہوں جو لباس خضر میں رہزنی کرتا ہے۔ بے لباس خضر میں ہزاروں رہزن بھی پھرتے ہیں۔ اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر۔ (۸) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اپنے سے کم حیثیت شخص کی طرف نظر کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے کہ اس نے مجھے ایسا نہیں بنایا۔ (۹) راستے میں تھکن سے چور ایک شخص آہ و زاری کر رہا تھا کہ مجھ سے زیادہ مسکین دکھی آدمی کوئی بھی نہیں۔ (۱۰) اس (آہ و زاری کرنے والے) کی آہ و پکار سن کر گدھے نے کہا کہ تو کب تک آہ و بکا میں لگا رہے گا۔

marfat.com

برو شکر کن چوں بخر بر نۂ	۱	کہ آخر بزیر کساں خر نۂ
جا شکر ادا کر اگرچہ تو گدھے پر سوار نہیں ہے		لیکن انسان کے نیچے گدھا تو نہیں ہے

حکایت

کہانی

فقیہے برافتادہ مستے گزشت	۳	بمستوریٔ خویش مغرور گشت
ایک فقیہ ایک بیہوش پڑے ہوئے پر سے گزرا		اپنی پارسائی پر مغرور ہو گیا
زنخوت برو التفاتے نہ کرد	۴	جواں سر برآورد کائے پیر مرد
تکبر سے اس کی طرف دھیان نہ کیا		جوان نے سر ابھارا کہ اے بوڑھے
برو شکر کن چو بنعمت دری	۵	کہ محروم می آید ز مستکبری
جا! شکر کر جب کہ تو نعمت میں ہے		اس لئے کہ تکبر کرنے سے محرومی آتی ہے
یکے را کہ دربند بینی مخند	۶	مبادا کہ ناگاہ در افتی بہ بند
اگر تو کسی کو قید میں دیکھے تو نہ ہنس		ایسا نہ ہو کہ تو قید میں پڑ جائے
نہ آخر در امکان تقدیر ہست	۷	کہ فردا چو من باشی افتادہ مست
کیا آخر تقدیر کے امکان میں یہ نہیں ہے		کہ کل کو میری طرح تو بھی مست پڑا ہو
ترا آسماں خط بمسجد نبشت	۸	مزن طعنہ بر دیگرے در کنشت
آسمان نے تیرا حصہ مسجد میں لکھ دیا ہے		دوسرا جو کنشت میں ہے اس پر طعنہ زنی نہ کر
بہ بند اے مسلماں بشکرانہ دست	۹	کہ زنارِ مغ بر میانت نہ بست
اے مسلمان! شکرانہ میں ہاتھ جوڑ		کہ آتش پرست کا جنیو تیری کمر پر نہیں بندھا
نہ خود مے رود ہر کہ جویان اوست	۱۰	بعنفش کشاں مے برد لطف دوست
جو اس کا متلاشی ہے وہ خود نہیں جاتا		دوست کی مہربانی اس کو سختی سے کھینچ کر لے جاتی ہے

(۱) برو، جا۔ شکر کن، شکر کر۔ چو، جب۔ بخر بر، گدھے پر۔ نۂ، نہیں ہے تو۔ بزیر کساں، لوگوں کے نیچے۔ خر نۂ، گدھا نہیں ہے تو۔ (۲) حکایت، کہانی۔
(۳) فقیہے، ایک فقیہ۔ افتادہ مستے، ایک گرا ہوا مست۔ گزشت، گزرا۔ بمستوریٔ خویش، اپنی پاکدامنی پر۔ گشت، ہو گیا۔
(۴) نخوت، تکبر۔ برو، اس پر۔ التفاتے، کوئی توجہ۔ نکرد، نہ کی۔ برآورد، نکالا۔ کائے، کہ اے۔ پیرمرد، بوڑھے آدمی۔
(۵) برو، جا۔ کن، کر۔ چو، جب۔ بنعمت دری، نعمت میں ہے تو۔ آید، آتی ہے۔ مستکبری، تکبر۔
(۶) یکے را کہ، جس کسی کو کہ۔ دربند، قید میں۔ بینی، دیکھے تو۔ مخند، مت ہنس۔ مبادا، مت ہووے۔ ناگاہ، اچانک۔ در افتی، پڑ جاوے تو۔ بہ بند، قید میں۔
(۷) در امکان تقدیر، تقدیر کے امکان میں۔ ہست، ہے۔ فردا، کل آئندہ۔ چو من باشی، میری طرح ہو جاوے تو۔ افتادہ، گرا ہوا۔ مست، مدہوش۔
(۸) خط، حصہ۔ بمسجد، مسجد میں۔ نبشت، لکھ دیا۔ مزن طعنہ، طعنہ نہ مار۔ دیگرے، دوسرا۔ کنشت، گرجا یا آتش کدہ۔
(۹) بہ بند، باندھ لے۔ بشکرانہ، شکریے میں۔ دست، ہاتھ۔ زنارِ مغ، آتش پرست کا جنیو۔ بر میانت، تیری کمر پر۔ نہ بست، نہیں بندھا۔
(۱۰) نہ خود مے رود، خود نہیں چلتا ہے۔ ہر کہ، جو کہ۔ جویان اوست، اس کا ڈھونڈنے والا ہے۔ بعنفش، سختی سے اس کو۔ کشاں، کھینچ کر۔ مے برد، لے جا رہا ہے۔ لطف، مہربانی۔

تشریح (۱) اگر تیرے پاس سواری کے لئے گدھا نہیں تو کیا ہوا، اللہ تعالیٰ نے تجھے تو گدھا نہیں بنایا، چنانچہ تجھے اللہ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ (۲) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کسی خطاکار کو دیکھ کر اپنے زہد و تقویٰ پر نازاں نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ نیکی و بدی کی توفیق اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ (۳) ایک فقیہ نے کسی شخص کو نشے میں دھت پاکر اپنے زہد و تقویٰ اور فقاہت پر تفاخر کرنے لگا۔
(۴) اور غرور کے باعث اسے دیکھنے میں بدمست کو دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ اس بدمست نے زاہد و فقیہ سے کہا۔
(۵) اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حاصل ہیں تو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ تکبر کی وجہ سے انسان کو محرومی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرنا تکبر کی علامت ہے۔ (۶) اگر کوئی شخص قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہے تو اس پر خوش نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کل کلاں تجھے بھی اسی مصیبت میں مبتلا ہونا پڑے۔ (۷) تقدیر کے ہاں یہ بعید نہیں کہ آئندہ تو بھی زاہد و فقیہ، مصائب و آلام کے نشے میں چور ہو کر لوگوں کی نظروں سے گر جائے۔ (۸) اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے زاہد و فقیہ بنا کر مسجد سے وابستہ کر دیا ہے تو آتش کدوں میں بیٹھنے والوں کا تمسخر نہیں اڑانا چاہئے۔ کیونکہ معاملہ برعکس بھی ہو سکتا ہے۔ (۹) مسلمان کو اسلام کی نعمت و برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس اللہ تعالیٰ نے انہیں مسلمانوں کو آتش پرستوں کا زنار نہیں بندھوا دیا۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر پتا نہیں ہل سکتا۔ یہ تو اس اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ نہ تقدیر کے پابند ہیں نباتات و جمادات۔ مومن ہے فقط احکامِ الٰہی کا پابند۔

marfat.com

نگر تا قضا از کجا سیر کرد	۱	کہ کوری بود تکیہ بر غیر کرد
غور کر قضا کہاں سے چلی ہے		غیر پر بھروسہ کرنا اندھا پن ہوگا

گفتار اندر نظر صاحبدلاں در حق نہ در اسباب

کہاوت اس بیان میں کہ صاحبدلوں کی نظر اللہ کیطرف ہوتی ہے نہ کہ اسباب کیطرف

سرشتست باری شفا در نبات	۳	اگر شخص را ماندہ باشد حیات
مصری میں خدا نے شفا ملا دی ہے		اگر انسان کی زندگی باقی ہو
عسل خوش کند زندگاں را مزاج	۴	ولے دردِ مردن ندارد علاج
شہد زندوں کا مزاج ٹھیک کر دیتا ہے		لیکن موت کے درد کا کوئی علاج نہیں ہے
رمق ماندہ را کہ جاں از بدن	۵	برآید چہ سود انگبیں در دہن
آخری سانس والے جب بدن سے جان		نکل گئی، شہد منہ میں ڈالنے سے کیا فائدہ
یکے گرزِ پولاد بر مغز خورد	۶	کسے گفت صندل بمالش بدرد
ایک شخص نے فولاد کا گرز سر پر کھایا		کسی نے کہا اس کے درد پر صندل مل دو
ز پیشِ خطر تا توانی گریز	۷	ولیکن مکن با قضا پنجہ تیز
جب تک ہو سکے خطرے کے سامنے گریز کر		لیکن قضا کے ساتھ پنجہ تیز نہ کر
دروں تا بود قابلِ شرب و اکل	۸	بداں تازہ رو لیست و پاکیزہ شکل
جب تک باطن پینے اور کھانے کے قابل ہے		اسی سے چہرہ تازہ اور صورت پاکیزہ ہے
خراب آنگہ ایں خانہ گردد تمام	۹	کہ باہم نسازند طبع و طعام
یہ گھر اسی وقت پورا تباہ ہوتا ہے		جب کھانا اور مزاج باہمی موافقت نہ کریں
مزاجت تر و خشک و گرم است و سرد	۱۰	مرکب ازیں چار طبع است مرد
تیرا مزاج تر اور خشک اور گرم اور سرد ہے		ان چار طبیعتوں سے انسان مرکب ہے

نگر: دیکھ۔ قضا: تقدیر۔ از کجا: کہاں سے۔ سیر کرد: چلی ہے۔ کوری: اندھاپن۔ بود: ہووے۔ تکیہ: بھروسہ کرد: کیا۔ (۲) گفتار: کہاوت۔ نظر صاحبدلاں: دل والوں کی نظر۔ در حق: حق تعالیٰ میں۔ نہ در اسباب: نہ کہ اسباب میں۔ (۳) سرشتست: گوندھ دیا ہے۔ باری: پیدا کرنے والا۔ در نبات: مصری میں یا گھاس میں۔ ماندہ باشد: رہی ہووے۔ حیات: زندگی۔ (۴) عسل: شہد۔ خوش کن: خوش کرتا ہے۔ زندگاں: زندہ لوگ۔ مزاج: طبیعت۔ ولے: لیکن۔ دردِ مردن: مرنے کی تکلیف۔ ندارد: نہیں رکھتی۔ (۵) رمق: جان کا آخری حصہ۔ رمق ماندہ: جس کی معمولی سی جان اٹکی ہوئی ہو۔ برآمد: نکل آئی۔ چہ سود: کیا فائدہ۔ انگبیں: شہد۔ دہن: منہ۔ (۶) یکے: ایک۔ گرز پولاد: لوہے کی گرز۔ بر مغز: کھوپڑی پر۔ خورد: کھائی۔ کسے گفت: کسی نے کہا۔ صندل: ایک دوا جس کی مالش سر درد کے لیے مفید ہے۔ بمالش: مل اس کے۔ بدرد: درد کی جگہ۔
(۷) پیش خطر: خطرے کے ساتھ۔ تا توانی: جب تک تو طاقت رکھے۔ گریز: بھاگ۔ مکن: مت کر۔ با قضا: تقدیر کے ساتھ۔ پنجہ تیز: پنجہ نہ لڑا۔ (۸) دروں: اندر یعنی پیٹ۔ تا بود: جب تک ہووے۔ شرب و اکل: پینا اور کھانا۔ بداں: اس کے ساتھ۔ تازہ رو لیست: تازہ چہرے والا ہے۔ (۹) آنگہ: اس وقت۔ ایں خانہ: یہ گھر۔ گردد: ہووے۔ تمام: سارا۔ باہم: آپس میں۔ نسازند: موافقت نہیں کرتے۔ طبع: طبیعت۔ طعام: کھانا۔ (۱۰) مزاجت: تیرا مزاج۔ مرکب: ملا ہوا۔ ازیں چار: ان چار سے۔ طبع: طبیعت۔ است: ہے۔

تشریح (۱) اپنے اعمال صالحہ پر نازاں و متکبر نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی اور پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ (۲) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ والے ذات حق پر توکل کرتے ہیں۔ ظاہری اسباب پر ان کی نظر نہیں رہتی۔ (۳) اگر انسان کی زندگی طویل ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے گھاس میں بھی شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ (۴) شہد میں اللہ تعالیٰ نے شفا و فرحت رکھی ہے لیکن رفع موت کا سبب وہ (شہد) بھی نہیں۔ (۵) عین موت کے وقت جس شخص کی جان بلب ہو رہی ہو تو اسے شہد استعمال کرانا فائدہ مند نہیں۔ (۶) سر میں معمولی سے درد کے لیے صندل کی مالش فائدہ دیتی ہے۔ لیکن اگر فولادی گرز کے لگنے سے سر پہ صندل کی مالش کی جائے تو غیر مفید ہے۔ (۷) خطروں کی جگہ سے جہاں تک ہو سکے دور رہنا چاہیے۔ لیکن تقدیر سے جنگ کرنا مناسب نہیں۔ (۸) اگر معدہ و پیٹ تندرست ہو تو چہرے کی شگفتگی عیاں ہوتی ہے۔ جو ظاہری و باطنی پاکیزگی کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ (۹) پیٹ کی خرابی سے بیماریاں انسان کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں۔ جو عقل و مزاج کو بھی متاثر کرتی ہیں۔
(۱۰) انسان کا مزاج اور طبیعت چار عناصر سے ترکیب پاتا ہے۔ ۱۔ تر۔ ۲۔ خشک۔ ۳۔ گرم۔ ۴۔ سرد۔ ان عناصر اربعہ کی مقدار برابری کی سطح پر ہے۔

marfat.com

۱	یکے زیں چوں بر دیگرے یافت دست	ترازوئے عدل طبیعت شکست
	جب ان میں سے ایک نے دوسرے پر غلبہ پا لیا	مزاج کے عدل کی ترازو ٹوٹی
۲	اگر بادِ سردِ نفس نگزرد	تفِ سینہ جاں در خروش آورد
	اگر سانس کی ٹھنڈی ہوا نہیں گزرتی ہے	سینہ کی گرمی جان میں جوش پیدا کر دیتی ہے
۳	وگر دیگِ معدہ بجوشد طعام	تنِ نازنیں را شود کار خام
	اور اگر معدے کی دیگ کھانے کو جوش دیدے	نازوں والے جسم کا کام کچا ہو جائے
۴	دریناں نہ بندد دل اہل شناخت	کہ پیوستہ باہم نخواہند ساخت
	اہل شناخت نے اسی وجہ سے ان سے دل وابستہ نہیں کیا	کیونکہ وہ ہمیشہ آپس میں موافق نہیں ہو سکتے ہیں
۵	توانائیٔ تن مداں از خورش	کہ لطفِ حقت مے دہد پرورش
	جسم کی طاقت خوراک سے نہ سمجھ	اس لیے کہ اللہ کی مہربانی تیری پرورش کرتی ہے
۶	بحقش کہ گر دیدہ بر تیغ و کارد	نہی حق شکرش نخواہی گزارد
	اس خدا کے حق کی قسم تو اگر آنکھیں تلوار اور چھری پر	رکھ دے گا اس کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتا
۷	چو روئے بخدمت نہی بر زمین	خدا را ثنا گوئی و خود را مبین
	جب چہرہ زمین پر خدمت میں رکھے	خدا کی تعریف کر اپنے آپ کو نہ دیکھ
۸	گدائیست تسبیح و ذکر و درود	گدا را نباید کہ باشد غرور
	تسبیح اور ذکر اور حاضری بھکاری پن ہے	بھکاری کے لیے غرور مناسب نہیں ہے
۹	گرفتم کہ خود خدمتے کردۂ	نہ پیوستہ اقطاع او خوردۂ
	میں نے مانا کہ تو نے کوئی بڑی خدمت کی ہے	کیا تو نے ہمیشہ اس کی جاگیر نہیں کھائی

(۱) یکے زیں: ان میں سے ایک۔ چوں: جب۔ بر دیگرے: دوسرے پر۔ یافت دست: پا لیا ہاتھ۔ عدل طبیعت: طبیعت کا اعتدال۔ شکست: ٹوٹ گیا۔
(۲) بادِ سرد نفس: سانس کی ٹھنڈی ہوا۔ نگزرد: نہ گزرے۔ تف سینہ: سینے کی گرمی۔ در خروش: جوش میں۔ آورد: لے آوے۔
(۳) بجوشد طعام: کھانے کو جوش نہ دے۔ تن نازنیں: نازنین جسم۔ شود: ہووے۔ کار: کام۔ خام: کچا۔
(۴) دریناں: ان میں۔ نہ بندد: نہیں باندھتے ہیں۔ شناخت: پہچان والے۔ پیوستہ: ہمیشہ۔ باہم: آپس میں۔ نخواہند ساخت: نہیں بناتے۔
(۵) توانائی تن: بدن کی طاقت۔ مداں: مت جان۔ خورش: خوراک۔ لطف حقت: اللہ کی مہربانی تجھ کو۔ مے دہد: دیتی ہے۔ (۶) بحقش: اس کے حق کی قسم۔ دیدہ: آنکھیں۔ تیغ: تلوار۔ کارد: چھری۔ نہی: رکھے تو۔ حق شکرش: اس کے شکر کا حق۔ نخواہی گزارد: تو ادا نہیں کر سکتا۔
(۷) چو: جب۔ روئے: چہرہ۔ نہی: رکھے تو۔ خدا را: اللہ کی۔ ثنا گوئے: تعریف کہہ۔ خود را: اپنے آپ کو۔ مبین: مت دیکھ۔
(۸) گدائیست: فقیری ہے۔ تسبیح: سبحان اللہ کہنا۔ ذکر: خدا کو یاد کرنا۔ درود: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعائے رحمت۔ گدا: فقیر۔ نباید: نہیں چاہیے۔ باشد: ہووے۔ غرور: تکبر۔ (۹) گرفتم: میں نے مانا۔ خدمتے: بڑی خدمت۔ کردۂ: کی ہے تو نے۔ پیوستہ: ہمیشہ۔ اقطاع: اس کی جاگیر۔ خوردۂ: کھائی ہے تو نے۔

تشریح: (۱) ان عناصر اربعہ میں سے ایک عنصر نے بھی حد اعتدال سے منقطع ہو کر غلبہ پا لیا تو انسانی مزاج و طبیعت بیماری کی لپیٹ میں آجاتی ہے۔ (۲) اگر بذریعہ سانس ہوا کا گزر نہ ہو تو سینے کی حرارت بہت سی بیماریوں کا پیغام دینے لگتی ہے۔ (۳) اگر معدے کی تمازت (گرمی) کھانے کو ابال نہ دے تو تب بھی انسان کے نازنین جسم میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ (۴) انسان میں موجود عناصر اربعہ کے مابین باہم تطابق نہیں پایا جاتا، جس کے باعث اہل دل باشعور لوگ ان (عناصر اربعہ) کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ (۵) چونکہ انسان کی پرورش خود اللہ تعالیٰ کی ذات کرتی ہے۔ چنانچہ اس کا انحصار خوراک پر نہیں، کیونکہ خوراک تو اک ظاہری ذریعہ و صورت ہوتی ہے۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کے مقابلے میں انسان کا چھری و تلوار سے سر کٹوانا بھی ہیچ ہے، کیونکہ اس کی کسی بھی نعمت کا شکر کما حقہٗ ادا نہیں کر سکتا۔ (۷) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے وقت اپنی محنت و مشقت کو نہیں دیکھنا چاہیے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق پر نظر کرنی چاہیے۔ لہٰذا ہر دم رب کی تعریف میں گزرے۔ (۸) حمد و ثنا، تسبیح و ذکر کار گدائی کی مانند ہے، اور تو عابد کی صورت میں اس کا منگتا ہے۔ لہٰذا گداگر کو تکبر زیب نہیں دیتا۔ (۹) اگر یہ امر تسلیم کر لیا جائے کہ تو (زاہد فقیہ) نے کوئی بہت بڑی عبادت کی ہے۔ لیکن اس کے بدلے میں کہیں زیادہ انعام و اکرام کی صورت میں وظیفہ خواری بھی کرتا ہے۔

marfat.com

گفتار در سابقۂ حکم ازل و توفیق خیر

گفتار ازل کے قدیم حکم اور توفیق خیر کے بیان میں

۲	نخست او ارادت بدل در نہاد	پس ایں بندہ بر آستاں سر نہاد
	اس نے پہلے دل میں ارادہ پیدا کیا	تب اس بندہ نے آستانہ پر سر دھرا
۳	گر از حق نہ توفیق خیرے رسد	کے از بندہ خیرے بغیرے رسد
	اگر اللہ کی جانب سے خیر کی توفیق نہ پہنچے	بندہ سے دوسرے تک بھلائی کب پہنچے
۴	زباں راچہ بینی کہ اقرار داد	بہ بیں تا زباں را کہ گفتار داد
	زبان کو کیا دیکھتا ہے کہ اس نے اقرار کیا ہے	یہ دیکھ زبان میں گویائی کس نے دی ہے
۵	در معرفت دیدۂ آدمی ست	کہ بکشادہ بر آسمان و زمی ست
	آدمی کی آنکھ پہچان کا دروازہ ہے	جو آسمان اور زمین پر کھلا ہے
۶	کیت فہم بودے نشیب و فراز	گر ایں در نکردے بروئے تو باز
	نیچ اور اونچ کی تجھے کیا سمجھ ہوتی	اگر وہ تیرے اوپر یہ دروازہ نہ کھولتا
۷	سر آورد و دست از عدم در وجود	دریں جود بنہاد و در وے سجود
	سر اور ہاتھ کو عدم سے وجود میں لایا	اس میں سخاوت رکھی اور اس میں سجدہ
۸	دگرنہ کے از دست جود آمدے	محالست کز سر سجود آمدے
	ورنہ ہاتھ سے سخاوت کب ہو سکتی	ناممکن تھا کہ سر سجدے سے ادا ہوتا
۹	بحکمت زبان داد و گوش آفرید	کہ باشند صندوق دل را کلید
	دانائی سے زبان دی اور کان پیدا کیا	تاکہ وہ دل کے صندوق کی چابی بنیں
۱۰	اگر نہ زباں قصہ بر داشتے	کس از سرِ دل کے خبر داشتے
	اگر زبان قصہ نہ اٹھاتی	کوئی دل کے راز سے کب خبردار ہوتا

(۱) گفتار: گفتار، کہاوت۔ سابقۂ حکم ازل: ازل کا پیشگی حکم۔ توفیق خیر: نیکی کی توفیق۔

(۲) نخست: پہلے۔ ارادت: ارادہ۔ در نہاد: اس نے رکھا۔ پس: پھر۔ ایں بندہ: اس بندے نے۔ بر آستاں: دہلیز پر۔ نہاد: رکھا۔

(۳) حق: اللہ تعالیٰ۔ توفیق خیرے: کسی نیکی کی توفیق۔ رسد: پہنچے۔ کے: کیا۔ خیرے: کوئی نیکی۔ بغیرے: کسی غیر کو۔ (۴) چہ بینی: کیا دیکھتا ہے تو۔ اقرار داد: اقرار دیا اس نے۔ بہ بیں: دیکھ۔ تا: تاکہ۔ کہ: کس نے۔ گفتار: قوت گویائی۔ داد: دی۔

(۵) در معرفت: پہچان کا دروازہ۔ دیدۂ آدمی ست: آدمی کی آنکھ ہے۔ بکشادہ: کھولی ہوئی۔

(۶) کیت: کب تجھ کو۔ فہم: سمجھ۔ بودے: ہوتی۔ نشیب: نیچ۔ فراز: بلند۔ ایں در: یہ دروازہ۔ نکردے: نہ کرتا وہ۔ بروئے تو: تیرے چہرے پہ۔ باز: کھلا۔

(۷) آورد: لایا۔ دست: ہاتھ۔ عدم: نہ ہونا۔ دریں: اس میں۔ جود: سخاوت۔ بنہاد: رکھ دی۔ در وے: اس میں۔ سجود: سجدہ۔ (۸) کے: کب۔ دست: ہاتھ۔ جود: سخاوت۔ آمدے: آتی۔ محال: ناممکن۔ ست: ہے۔ کز سر: کہ سر سے۔ سجود: سجدہ۔ آمدے: آتا۔

(۹) بحکمت: حکمت کے ساتھ۔ داد: دی۔ گوش: کان۔ آفرید: پیدا کیا۔ کہ باشند: تاکہ ہو ویں۔ کلید: چابی۔ (۱۰) قصہ برداشتے: بات کو چلاتی۔ کس: کوئی شخص۔ از سرِ دل: دل کے راز سے۔ کے: کب۔ خبر داشتے: خبر رکھتا۔

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر انسانی اعضاء عبادت اور ریاضت میں معروف رہتے ہیں تو اس میں انسان کا کمال نہیں بلکہ رب ذوالجلال کا فضل ہے۔ (۲) پہلے پہل وہ (اللہ تعالیٰ) عبادت و ریاضت کی نیت دل میں پیدا کرتا ہے۔ پھر بندہ اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ (۳) اگر اللہ تعالیٰ کار خیر کی توفیق نہ دے تو بندے کی طرف خیر و بھلائی کا صدور و ظہور نہیں ہوتا۔ (یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق کا کرشمہ ہے) (۴) اگر زبان اس (اللہ تعالیٰ کی) ذات کے گن گاتی یا کلمہ پڑھتی ہے۔ تو اس میں زبان کا یا انسان کا کمال موجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس (اللہ تعالیٰ) کا فضل ہے جس نے زبان کو بولنا سکھایا۔ (۵) ذات حق اور صفات حق کی معرفت کا دروازہ انسان کی آنکھ ہے۔ جو زمین و آسمان کا مشاہدہ کر کے معرفت حق کا مرتبہ پاتی ہے۔ (۶) انسان کو ہر قسم کے نشیب و فراز کا علم آنکھ کے ذریعے ہوتا ہے۔ لیکن مقام فکر ہے کہ تیرے چہرے پر مشاہدۂ حق کا دروازہ اسی ذات حق نے کھولا ہے۔ (۷) انسان کو اللہ تعالیٰ نے سر اور ہاتھ ودیعت فرمائے ہیں۔ سر کو سجدہ کے لیے اور ہاتھ کو جود و کرم کی غرض سے پیدا کیا ہے۔ (سر و ہاتھ کا مقصد بیان کیا گیا ہے) (۸) اگر سر میں سجدہ ریز ہونے کی اور ہاتھ میں جود و سخا کی صلاحیتیں قدرت کی طرف سے ودیعت نہ ہوتیں تو ان کے لیے سجدہ و سخاوت کرنا دشوار تھا۔ (۹) زبان اور کان دل کی چابی ہیں۔ کیونکہ حکمت یا غیر حکمت باتیں کان کے ذریعے دل میں داخل ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں (زبان، کان) دل کے صندوق کی چابی ہیں۔ (۱۰) حکیمانہ و غیر حکیمانہ کلام کان کے ذریعے دل میں جاتا ہے۔ اور زبان کے ذریعے نکلتا ہے۔ کیونکہ اگر زبان باتیں نہ کرتی تو دل کے راز کون جان سکتا۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	دگر نیستے سعی جاسوس گوش	خبر کے رسیدے بہ سلطان ہوش
	اگر کان کے جاسوس کی کوشش نہ ہوتی	ہوش کے بادشاہ کے پاس خبر کب پہنچتی
۲	مرا لفظ شیریں خوانندہ داد	ترا سمع دراک دانندہ داد
	مجھے میٹھے پڑھے جانے والے لفظ دیئے	تجھے جاننے والے اور ادراک کرنے والے کان دیئے
۳	مدام ایں دو چوں حاجباں بر در اند	ز سلطاں بہ سلطاں خبر مے برند
	یہ دونوں ڈیوڑھی بانوں کی طرح ہمیشہ دروازے پر ہیں	بادشاہ کی بادشاہ کے پاس خبر لے جاتے ہیں
۴	چہ اندیشی از خود کہ فعلم نکوست	ازاں در نگہ کن کہ توفیق اوست
	اپنے بارے میں کیا سوچتا ہے کہ میرا کام اچھا ہے	اس طور پر اس کو دیکھ کہ اس کی جانب سے مقدر اچھا ہے
۵	برد بوستاں باں بایوان شاہ	بہ تحفہ ثمر ہم ز بستان شاہ
	باغباں شاہی محل میں لے جاتا ہے	تحفہ، پھل بھی بادشاہ کے باغ کے ہیں

حکایت سفر ہندوستان و ضلالت بُت پرستاں

ہندوستان کے سفر اور بت پرستوں کی گمراہی کا قصہ

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۷	بتے دیدم از عاج در سومنات	مرصع چو در جاہلیت منات
	میں نے سومنات میں ہاتھی دانت کا ایک بت دیکھا	جڑاؤ جیسے جاہلیت میں منات
۸	چناں صورتش بستہ تمثال گر	کہ صورت نہ بندد ازاں خوبتر
	مصور نے اس کی ایسی صورت بنائی تھی	جس سے زیادہ خوبصورت صورت نہ بن سکے
۹	ز ہر ناحیت کارواں ہا رواں	بدیدار آں صورت بے رواں
	ہر گوشہ سے قافلے رواں تھے	اس بے جان صورت کو دیکھنے کے لیے
۱۰	طمع کردہ رایان چین و چگل	چو سعدیؒ وفا زاں بت سنگدل
	چین اور چگل کے رائے صاحبان لالچ میں تھے	سعدی کی طرح اس سنگدل بت کی وفا کے

(۱) نیستے: نہ ہوتا۔ سعی جاسوس گوش: کان کے جاسوس کی کوشش۔ کے رسیدے: کب پہنچتی۔ سلطان ہوش: ہوش کا بادشاہ۔ (۲) مرا: مجھ کو۔ لفظ شیریں: میٹھی بات۔ خوانندہ: پڑھی جانے والی۔ داد: اس نے دی۔ ترا: تجھ کو۔ سمع: کان۔ دراک: سمجھ رکھنے والے۔ دانندہ: جاننے والے (۳) مدام: ہمیشہ۔ ایں دو: یہ دونوں۔ چوں: مثل۔ حاجباں: دربان۔ بر در: دروازے پر۔ اند: ہیں (۴) چہ اندیشی: کیا سوچتا ہے تو۔ از خود: اپنے متعلق۔ فعلم: میرا فعل۔ نکوست: اچھا ہے۔ ازاں در: اس طرف۔ نگہ کن: نظر کر۔ توفیق اوست: اس کی توفیق ہے۔ (۵) برد: لے جاتا ہے۔ بوستاں باں: باغبان۔ بایوان شاہ: شاہی محل میں۔ ثمر: پھل۔ ہم: بھی۔ بستان شاہ: شاہ کا باغ۔

(۶) ہندوستان: ایشیا کا ایک بڑا ملک جس کی اکثر آبادی بُت پرست ہے اور وہ ایران کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ ضلالت: گمراہی۔ بت پرستاں: بتوں کے پجاری (۷) بتے: ایک بُت۔ دیدم: میں نے دیکھا۔ عاج: ہاتھی دانت۔ سومنات: جو گجرات میں ایک بُت خانہ تھا جسے محمود غزنوی نے تباہ کر دیا تھا۔ اب ہندوستانی حکومت نے اسے دوبارہ تعمیر کرایا ہے۔ (۸) چناں: ایسا۔ صورتش: اس کی صورت۔ بستہ: باندھی۔ تمثال گر: مورتی بنانے والا۔ نہ بندد: نہیں بنا سکتا۔ ازاں: اس سے۔ خوبتر: زیادہ خوبصورت۔ (۹) زہر ناحیت: ہر طرف سے۔ کارواں ہا: قافلے۔ رواں: جاری۔ بدیدار آں: اس کے دیدار کے لیے۔ صورت بے رواں: بے جان صورت۔ (۱۰) طمع کردہ: طمع کیے ہوئے۔ رایان: جمع رائے جو راجپوت کا مخفف ہے۔ چین: مشرق بعید کا ایک بڑا ملک جس کی آبادی دنیا میں سب سے زیادہ ہے اور اکثریت کمیونزم پر ایمان رکھتی ہے۔ چگل: خراسان کا ایک علاقہ۔ چو: مثل۔ سعدی: مصنف۔ زاں: اس سے۔ بت سنگدل: پتھر دل بت۔

تشریح: (۱) دماغ کو کان کے ذریعے خبریں وصول ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کان دماغ کے لیے جاسوسی کرتا ہے۔ (۲) یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ کسی کو خوش الحانی بخشی اور کسی کو فہم و ادراک کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا۔ (۳) زبان اور دل چیز ہی اسی کی مانند ہیں۔ یہ دونوں ایک بادشاہ سے دوسرے بادشاہ تک پیغام رسانی کا کام کرتے ہیں۔ (۴) انسان کو اپنے نیک اعمال پر نازاں نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اعمال صالحہ کا صدور محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے۔ (۵) عبادت گزار کی مثال باغبان جیسی ہے۔ اور عبادت پھلوں کا تحفہ ہے۔ اگر عابد پھلوں کا تحفہ بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں پیش کرتا ہے تو اس کی قبولیت اللہ تعالیٰ کی نوازش ہے۔ (۶) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہدایت و گمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ورنہ بڑے بڑے دانشور پتھر کے صنم بنا لیتے۔ جو یہ بھی نہ سمجھ سکے کہ خود ساختہ بت معبود نہیں ہوتا۔ (۷) میں (شیخ سعدیؒ) نے بمبئی کے علاقہ سومنات میں دوران سیاحت سومنات نامی بت کی ایسے سجاوٹ دیکھی جیسا کہ دور جاہلیت میں عربوں کے بت "منات" کی ہوتی ہے۔ (۸) بت گر نے سومنات کو اس خوبصورت انداز میں بنایا کہ شاید ایسی خوبصورتی کسی اور میں ممکن نہ ہو۔ (۹) اس بے جان مورتی (سومنات) کو درشن کرنے کے لیے لوگ دور دراز کا سفر طے کر کے وہاں (سومنات، بمبئی) پہنچتے تھے۔ (۱۰) مشرق بعید کے ملک چین کے سردار ہوں یا خراسان کے علاقہ چگل کے نواب یہ تمام کے تمام پتھر دل (سومنات) بت سے وفا کے حریص تھے۔

marfat.com

۱	زباں آوراں رفتہ از ہر مکاں	تضرع کناں پیش آں بے زباں
	بڑے زبان آور ہر جگہ سے چل کر	اس بے زبان کے آگے گڑگڑاتے تھے
۲	فروماندم از کشف آں ماجرا	کہ حیے جمادے پرستد چرا
	اس ماجرے کے کھولنے سے میں عاجز آ گیا	کہ جاندار بے جان کو کیوں پوجتا ہے
۳	مغے را کہ با من سروکار بود	نکو گوئی و ہم حجرہ و یار بود
	ایک پجاری جس کا مجھ سے تعلق تھا	بھلی بات کہنے والا اور حجرہ کا شریک اور یار تھا
۴	بنرمی بپرسیدم اے برہمن	عجب دارم از کارِ ایں بقعہ من
	میں نے نرمی سے پوچھا اے برہمن	اس سرزمین کے کارناموں سے مجھے تعجب ہے
۵	کہ مدہوش ایں ناتواں پیکر اند	مقید بچاہ ضلال اندر اند
	کہ اس بے طاقت جسم پر فریفتہ ہیں	گمراہی کے کنویں میں قیدی بنے ہیں
۶	نہ نیروے دستش نہ رفتار پائے	ورش بفگنی برنخیزد ز جائے
	نہ اس کے ہاتھ میں طاقت نہ پاؤں میں رفتار	اگر تو اس کو گرا دے وہ جگہ سے اٹھ نہ سکے
۷	نہ بینی کہ چشمانش از کہرباست	وفا جستن از سنگ چشماں خطاست
	تو نے نہیں دیکھا اس کی آنکھیں کہربائی ہیں	تنگ چشموں سے وفا ڈھونڈھنا غلطی ہے
۸	بریں گفتم آں دوست دشمن گرفت	چوں آتش شد از خشم و در من گرفت
	میری اس گفتگو پر اس دوست نے دشمن سمجھا	غصہ سے آگ کی طرح ہو گیا اور مجھ میں لگ گیا
۹	مغاں را خبر کرد و پیران دیر	ندیدم دراں انجمن روئے خیر
	پجاریوں اور بت خانہ کے پیر کو خبر کر دی	میں نے اس انجمن میں بھلائی کا منہ نہ دیکھا
۱۰	چو آں راہ کج پیش شاں راست بود	رہ راست در چشم شاں کج نمود
	چونکہ ٹیڑھا راستہ ان کے نزدیک سیدھا تھا	ان کی آنکھوں میں سیدھا راستہ ٹیڑھا نظر آیا

(۱) زباں آوراں: زباں لانے والے یعنی ادیب۔ رفتہ: گئے۔ تضرع کناں: زاری کرتے ہوئے۔ پیش آں بے زباں: اس بے زبان کے آگے۔ (۲) فروماندم: عاجز رہ گیا میں۔ کشف آں ماجرا: اس ماجرے کی تحقیق۔ حیے: زندہ آدمی۔ جمادے: بے جان۔ پرستد: پوجتا ہے۔ چرا: کیوں۔ (۳) مغے را: ایک بت پرست کو۔ با من: میرے ساتھ۔ سروکار: تعلق۔ بود: تھا۔ نکوگوئی: اچھا بولنے والا۔ ہم حجرہ: ایک حجرہ میں رہنے والا۔ (۴) بنرمی بپرسیدم: میں نے نرمی سے پوچھا۔ عجب دارم: میں تعجب رکھتا ہوں۔ کار ایں بقعہ: اس علاقے کا کام۔ من: میں۔
(۵) مدہوش ایں ناتواں: اس بے طاقت کے فریفتہ۔ پیکر: جسم۔ اند: ہیں۔ مقید: قید کیا ہوا۔ بچاہ ضلال: گمراہی کے کنویں میں۔ اند: ہیں۔ (۶) نیرو: قوت، طاقت۔ دستش: اس کا ہاتھ۔ رفتار پائے: پاؤں کو چلنے کی طاقت۔ ورش: اور اگر اس کو۔ بفگنی: گرا دے تو۔ برنخیزد: نہ اٹھ سکے۔ زجائے: جگہ سے۔ (۷) نہ بینی: نہیں دیکھتا تو۔ چشمانش: اس کی آنکھیں۔ کہربا: ایک زرد رنگ کا پتھر جسے ہندی میں کپور کہتے ہیں۔ جستن: ڈھونڈنا۔ سنگ چشماں: پتھر کی آنکھ والے۔ خطاست: غلطی ہے۔ (۸) بریں گفتم: میرے اس کہنے پر۔ دشمن گرفت: مجھ کو دشمن سمجھ لیا۔ چوں: مثل۔ آتش: آگ۔ شد: ہوگیا۔ درمن: میرے اندر۔ گرفت: لگ گئی۔ (۹) مغاں: پجاری۔ خبر کرد: خبر کر دی۔ پیران دیر: بت خانے کے پروہت۔ ندیدم: میں نے نہیں دیکھا۔ دراں انجمن: اس انجمن میں۔ روئے خیر: خیر کا چہرہ۔ (۱۰) چو: جب۔ آں راہ کج: وہ ٹیڑھی راہ۔ پیش شاں: ان کے سامنے۔ راست: سیدھا۔ بود: تھا۔ رہ راست: سیدھی راہ۔ چشم شاں: ان کی آنکھ۔ کج: ٹیڑھی۔ نمود: دکھائی دی۔

تشریح: (۱) نامور اور کہنے ہوئے ادیب و مقرر اپنی زبان دانی کے باوجود اس بے زبان بت (سومنات) کے سامنے آہ و فغاں کرتے تھے۔ (۲) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) یہ تحقیق درکار تھی کہ جاندار ذی شعور اور صاحب عقل لوگ اک بے جان لاشعور مجسمہ کی پوجا کیوں کرتے ہیں۔ (۳) ایک ایسا بت پرست (برہمن) میرا دوست ایک ہی کمرے میں میرے ساتھ رہتا تھا جو کہ میرا ہمنشیں تھا۔ (۴) میں (شیخ سعدیؒ) نے انتہائی نرم لہجے سے اپنے برہمن دوست سے پوچھا کہ اس علاقے کے رسم و رواج بڑے تعجب خیز ہیں۔ (۵) میں (شیخ سعدیؒ) حیرت زدہ ہوں کہ تمام دانشمند اور دانشور اس بے جان و بے شعور مجسمے (سومنات) پر فریفتہ کیوں ہیں۔ یہ تو بہت بڑی گمراہی ہے۔ (۶) اس (سومنات کے بت) میں گرفت کرنے چلنے پھرنے کی سکت نہیں، اگر کوئی شخص اسے گرا دے تو اس میں خود اٹھ کر کھڑا ہونے کی قوت نہیں۔ (۷) جس کی زرد رنگ پتھر کہربا کی آنکھیں ہوں اس سے وفا تلاش کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ (۸) میری (شیخ سعدیؒ کی) یہ باتیں سن کر میرا دوست ایسا غضبناک ہوا کہ وہ میری جان کا دشمن بن گیا۔ (۹) چنانچہ اس (برہمن) نے سومنات میں موجود تمام پجاریوں اور پروہتوں کو میرے خلاف خبر دے دی، اور مجھے ہر طرف خطرہ ہی خطرہ محسوس ہونے لگا۔ (۱۰) جب ان لوگوں کے نزدیک گمراہی سیدھی راہ تھی تو میرا راہ راست پر ہونا ان کے نزدیک کسی گمراہی سے کم نہ تھا۔

marfat.com

۱	کہ مرد ارچہ دانا و صاحبدل است	بہ نزدیک بے دانشاں جاہل است
	کیونکہ انسان اگرچہ عقل مند اور صاحبدل ہو	بے عقلوں کے نزدیک جاہل ہے
۲	فرو ماندم از چارہ ہمچوں غریق	بروں از مدارا نہ دیدم طریق
	ڈوبنے والے کی طرح میں بھی تدبیر سے عاجز ہو گیا	میں نے خاطر تواضع کے علاوہ کوئی راستہ نہ دیکھا
۳	چو بینی کہ جاہل بہ کیں اندر است	سلامت بہ تسلیم و لیں اندر است
	جب تو یہ دیکھے کہ جاہل کینہ میں مبتلا ہے	سلامتی، مان لینے اور نرمی میں ہے
۴	مہیں برہمن را ستودم بلند	کہ اے پیر تفسیر استا و ژند
	بڑے برہمن کی میں نے بہت تعریف کی	کہ اے استا اور ژند کی تفسیر کے پیر
۵	مرا نیز با نقش ایں بت خوش است	کہ شکلے خوش و صورتے دلکش است
	مجھے بھی اس بت کے نقش کے ساتھ خوش اعتقادی ہے	اس لیے کہ عمدہ شکل اور دل کش صورت ہے
۶	بدیع آیدم صورتش در نظر	و لیکن ز معنیٰ ندارم خبر
	میری نگاہ میں اس کی صورت نادر معلوم ہوتی ہے	لیکن مجھے حقیقت کا پتہ نہیں ہے
۷	کہ سالوک ایں منزلم عنقریب	بد از نیک نادر شناسد غریب
	اس لیے کہ میں ابھی ابھی اس رستہ کا سالک بنا ہوں	مسافر بد اور نیک میں کم تمیز کرتا ہے
۸	تو دانی کہ فرزین ایں رقعۂ	نصیحت گر شاہ ایں بقعۂ
	تو تو سمجھتا ہے کیونکہ اس بساط کا فرزین ہے	اس زمین کے بادشاہ کا مخلص ہے
۹	عبادت بہ تقلید گمراہی است	خنک رہروے را کہ آگاہی است
	کہ دیکھا دیکھی کی عبادت گمراہی ہے	ٹھنڈک اس مسافر کو جو باخبر ہے
۱۰	چہ معنی است در صورت ایں صنم	کہ اول پرستندگانش منم
	اس بت کی صورت میں کیا حقیقت ہے	تاکہ میں سب سے پہلے عبادت گزار اس کا بنوں

(۱) ارچہ: اگرچہ۔ دانا: عقلمند۔ صاحبدل: دل والا۔ است: ہے۔ بے دانشاں: بے سمجھ لوگ۔ جاہل: ان پڑھ۔ (۲) فرو ماندم: عاجز رہا میں۔ چارہ: علاج۔ ہمچوں غریق: ڈوبنے والے کی طرح۔ بروں: باہر۔ مدارا: چاپلوسی۔ نہ دیدم: نہیں دیکھا میں نے۔ طریق: راستہ۔ (۳) چو بینی: جب تو دیکھے۔ جاہل: ان پڑھ۔ بہ کیں: کینے میں۔ ست: ہے۔ سلامت: سلامتی۔ تسلیم: مان لینا۔ لیں: نرمی۔ (۴) مہیں: بڑا۔ برہمن: ہندوؤں کی ایک قوم جو اعلیٰ تسلیم کی گئی ہے۔ ستودم: میں نے تعریف کی۔ پیر تفسیر: تفسیر کے پیر۔ استا و ژند: ژند ایک کتاب ہے جو زرتشت کی لکھی ہوئی ہے اور استا اس کی شرح ہے۔ گویا شرح اور متن دونوں کے ماہر۔ (۵) مرا: مجھ کو۔ نیز: بھی۔ نقش ایں بت: اس بت کا نقش۔ خوش است: اچھا لگتا ہے۔ شکلے خوش: خوبصورت۔ دلکش: دل کو کھینچنے والی۔ است: ہے۔ (۶) بدیع: عجیب۔ آیدم: آئی مجھ کو۔ صورتش: اس کی صورت۔ معنیٰ: حقیقت۔ ندارم: نہیں رکھتا ہوں۔ (۷) سالوک ایں منزلم: میں اس منزل کا سالک ہوں یعنی مسافر ہوں۔ عنقریب: نیا نیا۔ بد: برا۔ نادر: کم۔ شناسد: پہچانتا ہے۔ غریب: مسافر۔ (۸) دانی: تو جانتا ہے۔ فرزین: شطرنج کا مہرہ جسے وزیر بھی کہتے ہیں۔ نصیحت گر: نصیحت کرنے والا۔ شاہ ایں بقعہ: اس علاقے کا بادشاہ۔ (۹) تقلید: دیکھا دیکھی پیروی کرنا۔ خنک: مبارک۔ رہروے کہ: جو مسافر کہ۔ آگاہی: خبرداری۔ (۱۰) چہ معنی: کیا حقیقت ہے۔ ایں صنم: یہ بت۔ اول: پہلا۔ پرستندگانش: اسے پوجنے والے۔ منم: میں ہوں۔

تشریح (۱) انسان کتنا ہی بڑا عالم اور باشعور کیوں نہ ہو۔ حماقت پسند لوگوں کی نظروں میں وہ جاہل ہی ہوتا ہے۔ (۲) میری (شیخ سعدیؒ کی) کیفیت ڈوبتے کو تنکے کا سہارا جیسی تھی۔ اس لیے میں (شیخ سعدیؒ) نے چاپلوسی کے ذریعے نجات حاصل کرنے میں عافیت سمجھی۔ (۳) جب کینہ ور جاہل کو غصے و ہٹ دھرمی کی حالت میں دیکھو تو اس کی ہٹ دھرمی کو تسلیم کرتے ہوئے اور نرم رویہ اختیار کر کے خلاصی حاصل کر لینی چاہیے۔ (۴) چنانچہ میں نے (شیخ سعدیؒ) نے بڑے برہمن کو ژند و استا (زرتشت کی لکھی کتاب ژند اور استا شرح) یعنی متن و شرح کا ماہر قرار دیتے ہوئے تعریف کے پل باندھ دیئے۔ (۵) یہ بت (سومنات) اپنے نقش و نگار کے اعتبار سے بہت ہی دلکش اور بھلا لگتا ہے۔ میں اس سے بد اعتقادی نہیں رکھتا۔ (۶) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) اس کی دلکشی خوب اور عجیب سی لگتی ہے۔ لیکن مجھے اس کی حقیقت کا علم نہیں۔

(۷) چونکہ میں (شیخ سعدیؒ) اس راہ کا نیا مسافر ہوں، اور مسافر لوگ نئے سفر کی اونچ نیچ سے بہت ہی کم واقفیت رکھتا ہے۔

(۸) میرا مقصد یہ تھا کہ تو (ہمنشین دوست) ہندو معاشرے کے اصول و قواعد میں مہارت رکھنے والے پروہت اور بت خانے کے طریقۂ کار کو بخوبی جانتا ہے۔ (۹) محض عبادت بہ تقلید (دیکھا دیکھی کی عبادت) راستی پر مبنی نہیں۔ بلکہ مبارک و عقلمند مسافر وہ ہے جو عبادت کی ہر نوک پلک سے خبردار ہو۔ (۱۰) اگر مجھے (شیخ سعدیؒ کو) یہ معلوم ہو جائے کہ اس (سومنات) کی کیا خوبی ہے تو سب سے پہلا پجاری میں ہوں گا۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	برہمن زشادی برافروخت روئے برہمن کا خوشی سے منہ چمک اٹھا	پسندید وگفت اے پسندیدہ گوئی اس نے بات پسند کی اور کہا اے اچھا بولنے والے
۲	سوالت صوابست وفعلت جمیل تیرا سوال ٹھیک ہے اور تیرا کام عمدہ ہے	بمنزل رسد ہر کہ جوید دلیل جو شخص دلیل کا متلاشی ہوتا ہے وہ مقصد تک پہنچ جاتا ہے
۳	بسے چوں تو گردیدم اندر سفر تیری طرح میں بھی سفر میں بہت گھوما ہوں	بتاں دیدم از خویشتن بے خبر بتوں کو اپنے آپ سے بے خبر دیکھا ہے
۴	جز ایں بت کہ ہر صبح ازیں جا کہ ہست اس بت کے علاوہ اپنے کہ ہر صبح جہاں وہ ہے یہاں سے	برارد بہ یزداں دادار دست منصف خدا کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے
۵	دگر خواہی امشب ہمیں جا باش اگر تو چاہتا ہے آج رات تو بھی اسی جگہ ٹھہر جا	کہ فردا شود سر ایں بر تو فاش کیونکہ کل کو تیرے اوپر یہ راز کھل جائے گا
۶	شب آں جا بودم بفرمان پیر پیر کے حکم پر میں رات کو وہاں رہا	چو بیژن بہ چاہ بلا در اسیر جیسا بیژن مصیبت کے کنویں میں قیدی تھا
۷	شبے ہمچو روز قیامت دراز وہ رات قیامت کے دن کی طرح لمبی تھی	مغاں گرد من بے وضو در نماز پجاری میرے چاروں طرف بلا وضو نماز میں تھے
۸	کشیشان ہرگز نیازردہ آب وہ برہمن جنہوں نے پانی کو کبھی تکلیف نہ دی تھی	بغلہا چو مردار در آفتاب ان کی بغلیں ایسی تھیں جیسے سورج میں مردہ
۹	مگر کردہ بودم گناہ عظیم شاید میں نے کوئی بڑا گناہ کیا تھا	کہ بردم دراں شب عذاب الیم اس لیے میں نے اس رات بڑا عذاب اٹھایا
۱۰	ہمہ شب دریں قید غم مبتلا تمام رات اسی غم کی قید میں پھنسا رہا	یکم دست بر دل یکے بر دعا ایک ہاتھ دل پر تھا ایک دعا میں

(۱) شادی: خوشی۔ برافروخت: روشن ہوگیا۔ روئے: چہرہ۔ پسندید: اس نے پسند کی۔ گفت: کہا۔ پسندیدہ گو: پسند کی بات کہنے والے۔ (۲) صوابست: درست ہے۔ فعلت: تیرا فعل۔ جمیل: اچھا۔ بمنزل: منزل پر۔ رسد: پہنچ جاتا ہے۔ ہر کہ: جو کوئی کہ۔ جوید: ڈھونڈے۔ دلیل: رہنما۔ (۳) بسے: بہت۔ چوں تو: تیری طرح۔ گردیدم: گھوما ہوں میں۔ بتاں دیدم: بت دیکھے میں نے۔ از خویشتن: اپنے آپ سے۔ (۴) جز ایں بت: سوائے اس بت کے۔ ازیں جا کہ ہست: جہاں کہ ہے۔ برآرد: اٹھاتا ہے۔ یزداں: خدا۔ دادار: انصاف کرنے والا خدا۔ دست: ہاتھ۔ (۵) دگر: اور اگر۔ خواہی: تو چاہے۔ امشب: آج رات۔ ہمیں جا: اسی جگہ۔ بباش: رہ جا۔ فردا: کل آئندہ۔ شود: ہوگا۔ سر ایں: اس کا راز۔ بر تو: تیرے اوپر۔ فاش: ظاہر۔ (۶) شب: رات۔ آں جا: وہاں۔ بودم: رہا میں۔ بفرمان پیر: بوڑھے کے حکم سے۔ چو: مثل۔ بیژن: ایران کا ایک شہزادہ جسے افراسیاب نے کنویں میں قید کردیا تھا۔ چاہ بلا: مصیبت کا کنواں۔ اسیر: قیدی۔ (۷) شبے: ایک رات۔ ہمچو: مثل۔ روز قیامت: قیامت کا دن۔ دراز: لمبی۔ مغاں: پجاری۔ گرد من: میرے ارد گرد۔ (۸) کشیشاں: اصل اس کی قسیساں ہے: برہمنوں کے سردار، مراد بڑے مہنت۔ نیازردہ: نہ ستائے ہوئے۔ آب: پانی۔ بغلہا: بغلیں۔ چو: مثل۔ آفتاب: دھوپ۔ (۹) مگر: شاید۔ کردہ بودم: کیا تھا میں نے۔ عظیم: بڑا۔ (۱۰) ہمہ شب: ساری رات۔ دریں قید غم: اس غم کی قید میں۔ مبتلا: پڑا ہوا۔ یکم دست: میرا ایک ہاتھ۔ یکے: ایک۔

تشریح: (۱) شیخ سعدیؒ کی یہ باتیں سن کر سومنات کے بڑے پروہت کا دل خوشی سے اچھل اٹھا اور میری (شیخ سعدیؒ کی) گفتگو کو پسند کرتے ہوئے مجھے خوش گفتار سے ملقب کیا۔ (۲) تیرے (شیخ سعدیؒ کے) سوال میں بڑی صداقت اور عمدگی محسوس ہو رہی ہے۔ جو راہی کسی سمجھے ہوئے کو رہبر بنا لے تو وہ بہت جلد اپنی منزل کو پا لیتا ہے۔ (۳) میں (پروہت) نے بھی تیری طرح بڑی سیاحت کی ہے۔ بھانت بھانت کے بتوں کو دیکھا ہے۔ لیکن انہیں بے خبر پایا اور جو حقیقت اس بت میں ہے، وہ دوسروں میں نہیں۔ (۴) اس بت (سومنات) میں غیر معمولی بات اور ظاہری و باطنی کرامت نے مجھے اس کی بزرگی کا قائل کر دیا ہے۔ (۵) اگر تجھے (شیخ سعدیؒ کو) اس کی کرامت دیکھنا درکار ہے تو صبح کے وقت خود ہی مشاہدہ کر لینا۔

(۶) پروہت (بت خانے کا سربراہ) کے کہنے پر میں (شیخ سعدیؒ) رستم بھانجے کی طرح انتہائی خوف و گھبراہٹ کے عالم میں وہاں (بت خانے میں) رات بسر کی۔ (۷) وہ رات میرے (شیخ سعدیؒ) لیے شب قیامت کی طرح طویل تھی، اور بت پرست اپنے طریقہ کار کے مطابق پوجا پاٹ میں مصروف تھے۔

(۸) وہاں (بت خانے میں) بڑے مہنت (برہمنوں کا سربراہ) ایسے بھی تھے۔ جنہوں نے کبھی پانی کو چھوا تک نہیں تھا۔ ان کی بغلوں سے مردار جیسی بدبو اٹھ رہی تھی۔ (۹) شاید مجھے (شیخ سعدیؒ) کسی گناہ کی سزا بھگتنا پڑ رہی تھی کہ یہ رات (بت خانے میں) گزاری گئی (میرے لیے کسی المناک عذاب سے کم نہ تھی)۔ (۱۰) میری (شیخ سعدیؒ کی) تمام رات غمزدگی میں گزری۔ کبھی بے قراری کے عالم میں دل پر ہاتھ رکھتا اور کبھی اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہو کر دعا کرتا تھا۔

marfat.com

۱	کہ ناگاہ دہل زن فرو کوفت کوس	بخواند از قفا برہمن چو خروس
	کہ اچانک نقارچی نے نقارہ پیٹ دیا	مرغ نے برہمن کی موت کا اعلان کر دیا
۲	خطیب سیہ پوش شب بے خلاف	برآورد شمشیر روز از غلاف
	رات کے سیاہ پوش خطیب نے بلا کسی اختلاف کے	دن کی تلوار میان سے سونت لی
۳	فتاد آتش صبح در سوختہ	بیک دم جہانے شد افروختہ
	سوختے میں صبح کی آگ لگ گئی	ایک دم سے پوری دنیا روشن ہو گئی
۴	تو گفتی کہ در خطۂ زنگبار	زیک گوشہ ناگہ آمد تتار
	تو یہ کہے گا کہ زنجبار کے خطہ میں	اچانک تاتاری ایک گوشے سے گھس آئے ہیں
۵	مغان تبہ رائے ناشستہ روئے	بدیر آمدند از در و دشت و کوئے
	بے عقل پجاری بغیر منہ دھوئے	دروازے اور جنگل اور کوچے سے بت خانہ میں آ گئے
۶	کس از مرد در شہر و برزن نماند	دراں بت کدہ جائے ارزن نماند
	انسانوں میں سے کوئی شخص شہر اور کوچہ میں نہ رہا	اس بت خانہ میں سوئی دھرنے کی جگہ نہ رہی
۷	من از غصہ رنجور و از خواب مست	کہ ناگاہ تماثیل برداشت دست
	میں غصہ سے رنجیدہ اور نیند سے متوالا	کہ اچانک بت نے ہاتھ اٹھا دیئے
۸	بیک بار ازیں ہا برآمد خروش	تو گفتی کہ دریا در آمد بجوش
	ایک بارگی ان سے شور پیدا ہوا	تو یہ کہے گا کہ دریا میں جوش آ گیا
۹	چوں بت خانہ خالی شد از انجمن	برہمن نگاہ کرد خنداں بمن
	جب مجمع سے بت خانہ خالی ہو گیا	برہمن نے ہنستے ہوئے مجھے دیکھا
۱۰	کہ دانم ترا پیش مشکل نماند	حقیقت عیاں گشت و باطل نماند
	کہ میں سمجھتا ہوں اب تیرے سامنے مشکل نہیں رہی	حقیقت کھل گئی ہے اور باطل ختم ہو گیا ہے

(۱) ناگاہ: اچانک۔ دہل زن: ڈھول بجانے والا۔ فرو کوفت: کوٹ دیا۔ کوس: نقارہ۔ بخواند: پکارا۔ قفا: پیچھا یا گدی۔ چو خروس: مثل مرغے کے۔
(۲) خطیب: خطبہ دینے والا۔ سیہ پوش: کالے کپڑے پہننے والا۔ بے خلاف: بغیر اختلاف کے۔ برآورد: نکال لی۔ شمشیر روز: دن کی تلوار۔ غلاف: نیام۔ (۳) فتاد: پڑ گئی۔ آتش صبح: صبح کی آگ۔ سوختہ: گھاس پھونس۔ شد افروختہ: روشن ہو گیا۔ (۴) تو گفتی: تو کہے۔ خطۂ زنگبار: زنجی بار کا علاقہ۔ یہ حبشیوں کا ایک جزیرہ ہے۔ زیک گوشہ: ایک کونے سے۔ ناگہ آمد: اچانک آ گھسے۔ تتار: تاتاری چنگیز خان کی قوم۔ (۵) مغاں: جمع مغ۔ تبہ رائے: خراب رائے والے۔ ناشستہ رو: منہ دھوئے بغیر۔ بدیر: بت خانہ میں۔ آمدند: آ گئے۔ در: دروازہ۔ دشت: جنگل۔ کوئے: کوچہ۔ (۶) کس: کوئی شخص۔ برزن: کوچہ، محلہ۔ نماند: نہ رہا۔ دراں بت کدہ: اس بت خانہ میں۔ جائے ارزن: چینا رکھنے کی جگہ۔ (۷) من: میں۔ رنجور: غمگین۔ خواب: نیند۔ ناگاہ: اچانک۔ تماثیل: جمع تمثال مورتی۔ برداشت: اٹھایا۔ دست: ہاتھ۔ (۸) بیک بار: یکدم۔ ازیں ہا: ان سے۔ برآمد: آیا۔ تو گفتی: تو نے کہا۔ در آمد: آیا۔ بجوش: جوش میں۔ (۹) چوں: جب۔ خالی شد: خالی ہو گیا۔ انجمن: لوگوں کی بھیڑ۔ نگاہ کرد: نظر کی۔ خنداں: ہنستے ہوئے۔ بمن: میری طرف۔ (۱۰) دانم: میں جانتا ہوں۔ ترا پیش: تیرے سامنے۔ نماند: نہیں رہی۔ عیاں گشت: ظاہر ہو گئی۔ باطل نماند: باطل نہ رہا۔

تشریح: (۱) اسی تفکر میں صبح کا نقارہ بجنے لگا۔ اور ساتھ ہی برہمنوں کے آوازے بلند ہوئے جو مرغ کی ککڑوں کوں جیسے محسوس ہوتے تھے۔
(۲) دن کے تیغ (تلوار) بردار سورج نے رات کی سیاہی کو کافور کر دیا یعنی رات گزر گئی اور دن کی روشنی چمکنے لگی۔
(۳) سورج کی شعاعوں نے رات کی تاریکی کو خاکستر کر دیا جس کی وجہ سے رات کا اندھیرا چھٹ گیا۔
(۴) دیکھنے سے یوں لگتا تھا جیسے حبشیوں کے جزیرے زنجبار میں اچانک چنگیز خان کے سفید فام لشکری ٹوٹ پڑے ہیں۔ (یہاں حبشی سے رات اور تتار سے دن مراد ہے) (۵) عقل و خرد اور طہارت سے عاری پجاری ہر طرف سے طہارت و غسل اور وضو کے بغیر ہی بُت خانے میں امڈ آئے۔
(۶) کوئی شہر و محلہ اور کوچہ ایسا نہ تھا جہاں سے لوگ پوجا پاٹ کی غرض سے اس بُت کدے میں نہ پہنچے ہوں۔ حتیٰ کہ تل دھرنے کے برابر جگہ نہ رہی۔
(۷) میں (شیخ سعدیؒ) رت جگے اور غصہ کی وجہ سے بے حال تھا کہ اسی دوران یکلخت سومنات نامی بُت نے دُعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔
(۸) جونہی اس (سومنات کے بُت) نے ہاتھ اٹھائے، لوگوں میں جوش اور جذبات کا ایسا غلغلہ اٹھا جیسے دریا کی موجوں میں تلاطم آ جاتا ہے۔
(۹) جب لوگوں کا طوفان ختم ہو گیا (یعنی بُت خانے سے تمام لوگ چلے گئے) تو اسی اثنا میں پروہت نے میری (شیخ سعدیؒ کی) طرف معنی خیز انداز میں دیکھا۔ (۱۰) میرے (پروہت کے) خیال میں حقیقت عیاں ہو چکی ہے اور اس (سومنات) کی پوجا پاٹ کے بارے میں تمام شکوک و شبہات دُور ہو چکے ہوں گے۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع ثانی
چو دیدم که جهل اندرو محکم است	۱	خیال محال اندرو مدغم است
جب میں نے دیکھا کہ اس میں نادانی پکی ہے		ایک ناممکن خیال اس میں گھسا ہوا ہے
نیارستم از حق دگر هیچ گفت	۲	که حق ز اہل باطل بباید نهفت
میں پھر کوئی صحیح بات نہ کہہ سکا		کیونکہ صحیح بات اہل باطل سے چھپانی چاہیے
چو بینی زبردست را زیردست	۳	نه مردی بود پنجهٔ خود شکست
جب تو اپنے آپ کو زبردست کے مقابلہ میں زیردست دیکھے		اپنا پنجہ توڑنا بہادری نہیں ہے
زمانے بسالوس گریاں شدم	۴	که من زانچه گفتم پشیماں شدم
تھوڑی دیر کے لیے مکاری سے رو پڑا		کہ میں اس بات سے شرمندہ ہوں جو میں نے کہی تھی
بگریه دل کافراں کرد میل	۵	عجب نیست سنگ ار بگردد بسیل
رونے سے کافروں کا دل جھکا		اگر پتھر بہاؤ سے گھوم جائے تو تعجب کی بات نہیں ہے
دویدند خدمت کناں سوئے من	۶	بعزت گرفتند بازوئے من
خدمت کے لیے میری طرف دوڑ پڑے		عزت سے میرا بازو تھاما
شدم عذر گویاں بر شخص عاج	۷	بکرسی زر کوفت بر تخت ساج
میں ہاتھی دانت کے جسم کے پاس عذر خواہ ہوں		جو سونے کے پتروں جڑی کرسی اور سال کے تخت پر تھا
بتک را یکے بوسه دادم بدست	۸	که لعنت برو باد و بر بت پرست
میں نے ایسے بت کی دست بوسی کی		کہ اس پر اور اس کے پجاری پر خدا کی پھٹکار ہو
بتقلید کافر شدم روز چند	۹	برہمن شدم در مقالات ژند
دیکھا دیکھی میں بھی چند دن کے لیے کافر بن گیا		ژند کے منتروں میں برہمن بن گیا
چو دیدم که در دیر گشتم امیں	۱۰	نه گنجیدم از خرمی در زمیں
میں نے جب دیکھا کہ بت خانہ میں اعتبار والا بن گیا ہوں		میں خوشی سے زمین میں نہ سمایا

(۱) چو دیدم: جب میں نے دیکھا۔ جہل: جہالت۔ اندرو: اس کے اندر۔ محکم است: مضبوط ہے۔ محال: ناممکن۔ مدغم: ملا ہوا۔ است: ہے۔ (۲) نیارستم: نہ طاقت رکھی میں نے۔ دگر: پھر۔ ہیچ گفت: کچھ کہنے کی۔ اہل باطل: باطل والے۔ بباید نہفت: چھپانا چاہیے۔ (۳) چو بینی: جب تو دیکھے۔ زبردست: طاقت ور۔ زیردست: کمزور۔ نہ مردی بود: بہادری نہ ہووے۔ پنجۂ خود: اپنا پنجہ۔ شکست: توڑنا۔ (۴) زمانے: کچھ دیر۔ بسالوس: مکر سے۔ گریاں شدم: رونے والا ہو گیا۔ من: میں۔ زاں چہ گفتم: جو کچھ میں نے کہا اس سے۔ پشیماں: شرمندہ۔ (۵) بگریہ: رونے سے۔ دل کافراں: کافروں کا دل۔ کرد میل: رغبت کی یا جھک گیا۔ عجب نیست: تعجب نہیں ہے۔ سنگ: پتھر۔ ار: اگر۔ بگردد: بدل جائے۔ بسیل: سیلاب سے۔ (۶) دویدند: وہ دوڑے۔ خدمت کناں: خدمت کرنے والے۔ سوئے من: میری طرف۔ گرفتند: پکڑا انہوں نے۔ بازوئے من: میرا بازو۔ (۷) شدم: گیا میں۔ عذر گویاں: عذر بیان کرنے والا۔ بر شخص عاج: ہاتھی دانت کے مجسمے پر۔ بکرسی زر کوفت: سونا مڑھی ہوئی کرسی۔ تخت ساج: ساگوان کا تخت۔ (۸) بتک: ذلیل بت۔ یکے: ایک۔ دادم: دیا میں نے۔ بدست: ہاتھ پر۔ برو: اس پر۔ باد: ہووے۔ بر بت پرست: بت پوجنے والے پر۔ (۹) بتقلید: دیکھا دیکھی سے۔ کافر شدم: کافر ہو گیا میں۔ مقالات ژند: ژند کے مضامین۔ (۱۰) چو دیدم: جب میں نے دیکھا۔ در دیر: بت خانہ۔ گشتم امیں: امانتدار ہو گیا ہوں۔ نگنجیدم: نہ سمایا میں۔ خرمی: خوشی۔

تشریح

(۱) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) پختہ یقین ہو گیا کہ اس (پروہت) میں کفر و جہالت کی جڑیں مضبوطی کے ساتھ پیوست ہو چکی ہیں۔

(۲) چنانچہ میں (شیخ سعدیؒ) نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس باطل پرست (برہمن قوم) کے سامنے حق پیش کرنا خود حق و اہل حق کی ذلت ہے۔

(۳) جب مقابلے میں طاقتور فریق ہو تو اس سے مقابلہ کر کے اپنی مرمت و ٹھکائی کا بندوبست خود اپنے ہاتھوں سے نہیں کرنا چاہیے۔

(۴) میں (شیخ سعدیؒ) مکر و حیلہ کے طور پر رونے لگا۔ اور یہ باور کیا کہ میں اپنے کہے اور کیے پر انتہائی پشیمان ہوں۔

(۵) کافر لوگ میرے (شیخ سعدیؒ) رونے سے ایسے متاثر ہوئے کہ ان کا دل نرم ہو گیا۔ اگر سیلاب کی قوت سے پتھر الٹ پلٹ ہو جائے تو تعجب خیز بات نہیں۔ (۶) وہ لوگ (بت خانے کے مستقل کارندے و باشندے) میرے اعزاز و اکرام کی خاطر میری طرف لپکے اور مجھے (شیخ سعدیؒ کو) تھام لیا۔

(۷) میں (شیخ سعدیؒ) بغرض معذرت ہاتھی دانت کے بنے ہوئے بت (سومنات) کے پاس گیا۔ جو سونے اور ساگوان (لکڑی کا نام) کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ (۸) میں (شیخ سعدیؒ) نے مکر و حیلہ سے ذلت مآب بت (سومنات) کا ہاتھ چوما۔ یہ یقینی بات ہے کہ اس (سومنات) کے اصل پجاری لعنت کا استحقاق رکھتے ہیں۔ (۹) چند روز میں (شیخ سعدیؒ) نے بظاہر کفر کا لبادہ اوڑھ لیا اور ژند (زرتشت کی لکھی ہوئی کتاب) کے منتر جپنے لگا۔

(۱۰) میری (شیخ سعدیؒ) ظاہری کارروائیوں اور صورتحال کے پیش نظر تمام پروہت اعتماد کرنے لگے۔ اور میں خوشی سے پھولے نہ سمایا۔

marfat.com

مصرعِ اول	نمبر	مصرعِ دوم
در دیر محکم ببستم شبے	۱	دویدم چپ وراست چوں عقربے
ایک رات میں نے مضبوطی سے بُت خانہ کا دروازہ بند کیا		بچھو کی طرح دائیں اور بائیں دوڑا
نگہ کردم از زیر تخت و زبر	۲	یکے پردہ دیدم مکلل بزر
میں نے تخت کے نیچے اور اوپر نظر ڈالی		میں نے زردوزی کا ایک پردہ دیکھا
پس پردہ مطرانے آذر پرست	۳	مجاور سر ریسمانے بدست
پردہ کے پیچھے ایک آتش پرست پنڈا		رسی کا سرا ہاتھ میں لیے بیٹھا ہے
بفورم ازاں حال معلوم شد	۴	چو داؤد کاہن برو موم شد
مجھے فوراً ہی حال معلوم ہو گیا		جیسا کہ حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہا موم ہو گیا تھا
کہ ناچار چو در کشد ریسماں	۵	برآرد صنم دست فریاد خواں
کہ لامحالہ جب وہ رسی کھینچتا ہے		بُت دعا کا ہاتھ اٹھا دیتا ہے
برہمن شد از روئے من شرمسار	۶	کہ شنعت بود بخیہ بر روئے کار
برہمن مجھے دیکھ کر شرمندہ ہو گیا		کیونکہ عیب کھل جانا بدنامی ہے
بتازید و من در پیش تاختم	۷	نگونش بچاہے در انداختم
وہ بھاگا اور میں اس کے پیچھے دوڑا		میں نے اس کو ایک کنویں میں اوندھا گرا دیا
کہ دانستم ار زندہ آں برہمن	۸	بماند کند سعی در خون من
اس لیے کہ میں سمجھتا تھا کہ اگر وہ برہمن		زندہ بچ گیا تو میرے قتل کی کوشش کرے گا
پسندد کہ از من برآید دمار	۹	مبادا کہ رازش کنم آشکار
وہ چاہے گا کہ مجھے ہلاک کر دے		تاکہ میں اس کا راز ظاہر نہ کر سکوں
چو از کار مفسد خبر یافتی	۱۰	دمارش برآور چو دریافتی
جب تجھے کسی مفسد کے کارنامے کا پتہ لگ جائے		جب تو قابو پا جائے تو اس کو ختم کر دے

(۱) در دیر: بُت خانے کا دروازہ۔ محکم: مضبوط۔ ببستم: بند کیا میں نے۔ شبے: ایک رات۔ دویدم: دوڑا میں۔ چپ و راست: بائیں اور دائیں۔ چوں: مثل۔ عقربے: بچھو۔ (۲) نگہ کردم: دیکھا میں نے۔ مکلل: پالش کیا ہوا۔ بزر: سونے سے۔ زیر تخت: تخت کے نیچے۔ زبر: اوپر۔ یکے: ایک۔ دیدم: دیکھا میں نے۔ (۳) پس پردہ: پردہ کے پیچھے۔ مطرانے: بڑا پروہت۔ آذر پرست: آگ پوجنے والا۔ مجاور: پاس بیٹھنے والا۔ سر ریسمانے: ایک رسی کا سرا۔ بدست: ہاتھ میں۔ (۴) بفورم: جلدی مجھ کو۔ ازاں حال: اس حالت سے۔ معلوم شد: معلوم ہو گیا۔ چو: مثل۔ داؤد علیہ السلام: ایک مشہور پیغمبر جن کے ہاتھ میں معجزانہ طور پر لوہا موم ہو جاتا تھا۔ کاہن: کہ لوہا۔ برو: اس پر۔ شد: ہو گیا۔ (۵) ناچار: لازماً۔ چو: جب۔ در کشد: کھینچتا ہے۔ ریسماں: رسی۔ برآرد: نکالتا ہے۔ صنم: بت۔ دست: ہاتھ۔ فریاد خواں: فریاد کرتا ہوا یعنی دعا کرتا ہوا۔ (۶) شد: ہو گیا۔ از روئے من: میرے چہرے سے۔ شرمسار: شرمندہ۔ شنعت: بدنامی۔ بود: ہووے۔ بخیہ بر روئے کار: اس محاورے کا مطلب ہے ظاہر ہو جانا۔ (۷) بتازید: وہ دوڑا جس میں۔ در پیش: اس کے پیچھے۔ تاختم: دوڑا میں۔ نگونش: الٹا کر کے اس کو۔ بچاہے: ایک کنویں میں۔ در انداختم: ڈال دیا میں نے۔ (۸) دانستم: میں نے جان لیا۔ ار: اگر۔ آں: وہ۔ بماند: رہے گا۔ کند: کریگا۔ سعی: کوشش۔ در خون من: میرے خون میں۔ (۹) پسندد: پسند کریگا۔ از من: مجھ سے۔ برآید: نکل آوے۔ دمار: ہلاکت۔ مبادا کہ: مت ہووے کہ۔ رازش: اس کا راز۔ کنم: کروں میں۔ آشکار: ظاہر۔ (۱۰) چو: جب۔ از کار مفسد: فساد پھیلانے والے کے کام سے۔ خبر یافتی: خبر پائے تو۔ دمارش: اس کی ہلاکت۔ برآور: نکال۔ چو: جب۔ دریافتی: پالیا تو نے۔

تشریح: (۱) ایک دن موقع پا کر میں (شیخ سعدیؒ) نے بُت خانے کے تمام دروازے بند کر کے نہایت چابکدستی کے ساتھ دائیں بائیں دوڑ کر تجسس کرنے لگا۔

(۲) اسی اثنا میں سومنات کے تخت پر اوپر نیچے نظر دوڑائی۔ اور سونے کی کڑھائی پر مشتمل کام کیے ہوئے پردہ پر نگاہ رک گئی۔

(۳) پس پردہ ایک آتش پرست پروہت اپنے ہاتھ میں رسی تھامے ہوئے بیٹھا تھا۔

(۴) یہ منظر دیکھتے ہی سارا معمہ ایسے حل ہو گیا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا نرم اور موم ہو جاتا تھا۔

(۵) یہ معمہ حل ہونے کی صورت یہ تھی کہ جونہی وہ بد قماش رسی کو کھینچتا۔ توں ہی دعا کے لیے سومنات کا بُت ہاتھ اٹھا لیتا۔ کرامت کا پس منظر یہی ہے۔

(۶) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) دیکھتے ہی وہ (برہمن) مارے شرمندگی کے پسینے میں شرابور ہو گیا۔ کیونکہ راز کھل جانے پر رسوائی کے خوف سے ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ (۷) وہ (رسی تھامنے والا برہمن) خوفزدہ ہو کر بھاگ نکلنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔ اور میں (شیخ سعدیؒ) نے بھی اس کے پیچھے دوڑ لگا دی۔ اور کنویں میں پھینک دیا۔ (۸) مجھے معلوم تھا کہ اگر یہ (برہمن) بچ گیا تو مجھے (شیخ سعدیؒ کو) قتل کرنے کے درپے ہوگا۔ لہٰذا میں نے اسی کو جان سے ختم کرنے میں عافیت سمجھی۔ (۹) اس (برہمن) کا زندہ رہنا میرے (شیخ سعدیؒ کے) لیے کسی خطرے سے خالی نہ تھا کیونکہ مبادا میرے راز فاش کر دینے کے خوف سے میری جان کا دشمن ہو جائے۔ (۱۰) جب فسادی کی مفسدانہ کاروائی ظاہر ہو جائے تو پھر اسے مہلت دینا خود اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

marfat.com

کہ گر زندہ مانی تو آں بے ہنر	۱	نخواہد ترا زندگانی دگر	
اس لیے کہ اگر تو اس بے ہنر کو زندہ چھوڑے گا		تو پھر وہ تیری زندگی نہ چاہے گا	
وگر سر بخدمت نہد بر درت	۲	اگر دست یابد ببرد سرت	
اگر وہ تیری چوکھٹ پر بھی خدمت گزاری کا سر رکھے		اگر وہ قابو پا جائے گا تیرا سر کاٹ دیگا	
فریبندہ را پائے در پے منہ	۳	چو رفتی و دیدی امانش مدہ	
فریبی کا پیچھا نہ کر		اگر تونے کیا ہے اور دیکھ لیا ہے تو اس کو امن نہ دے	
تمامش بکشتم بہ سنگ آں خبیث	۴	کہ از مردہ دیگر نیاید حدیث	
اس خبیث کو میں نے پتھر سے پورا مار ڈالا		اس لیے کہ مرا ہوا پھر بات نہیں کہہ سکتا ہے	
چو دیدم کہ غوغائے انگیختم	۵	رہا کردم آں بوم و بگریختم	
جب میں نے دیکھا کہ میں نے شور برپا کر دیا ہے		میں نے اس جگہ کو چھوڑ دیا اور بھاگ گیا	
چو اندر نیستانش آتش زدی	۶	ز شیراں بپرہیز اگر بخردی	
جب تونے اس کے کچھار میں آگ لگا دی		اگر تو عقل مند ہے تو شیروں سے بچاؤ کر	
مکش بچۂ مار مردم گزائے	۷	چوں کشتی دراں خانہ دیگر مپای	
انسان کو ڈسنے والے سانپ کا بچہ نہ مار		اگر تونے مار دیا ہے تو اس گھر میں نہ ٹھہر	
چو زنبور خانہ بیاشوفتی	۸	گریز از محلت کہ گرم اوفتی	
جب تونے بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ دیا ہے		اپنی جگہ سے بھاگ جا ورنہ جلد گر پڑے گا	
بچابک تر از خود مینداز تیر	۹	چو افتاد دامن بدنداں بگیر	
اپنے سے زیادہ ہوشیار سے تیر اندازی نہ کر		اگر موقع پڑ ہی جائے تو دامن دانتوں سے پکڑ لے	
دراوراق سعدی جزیں پند نیست	۱۰	کہ چوں پائے دیوار کندی مایست	
سعدی کی کتاب میں اس جیسی نصیحت نہیں ہے		کہ جب تو دیوار کی جڑ کھود دے تو ٹھہر نہ رہ	

(۱) مانی: رہے تو۔ آں بے ہنر: وہ بے ہنر۔ نخواہد: نہیں چاہے گا۔ مانی: رکھے تو۔ آں: وہ۔ نخواہد: نہیں چاہے گا۔ دگر: پھر۔ (۲) بخدمت: خدمت کے لیے۔ نہد: رکھے۔ بر درت: تیرے دروازے پر۔ دست: ہاتھ۔ یابد: پاوے یعنی قابو پاوے۔ ببرد: کاٹے گا۔ سرت: تیرا سر۔ (۳) فریبندہ: فریب دینے والا۔ پائے در پے: پاؤں پر پاؤں۔ منہ: مت رکھ۔ چو رفتی: جب تو چلا۔ دیدی: تونے دیکھا۔ امانش: اس کو امان۔ مدہ: مت دے۔ (۴) تمامش: اس کو پوری طرح۔ بکشتم: مارا میں نے۔ بسنگ: پتھر سے۔ آں خبیث: اس خبیث کو۔ از مردہ: مرے ہوئے سے۔ دیگر: پھر۔ نیاید: نہیں آ سکتی۔ حدیث: بات۔ (۵) چو دیدم: جب دیکھا میں نے۔ غوغائے: شور۔ انگیختم: اٹھا دیا میں نے۔ رہا کردم: چھوڑ دیا میں نے۔ آں بوم: وہ علاقہ۔ بگریختم: بھاگ گیا میں۔ (۶) چو: جب۔ نیستاں: نرکلوں کا جنگل۔ آتش: آگ۔ زدی: لگائی تونے۔ بپرہیز: احتیاط کر۔ بخردی: عقل مند ہے تو۔ (۷) مکش: مت مار۔ بچۂ مار: سانپ کا بچہ۔ مردم گزائے: انسانوں کو ڈسنے والا۔ چو کشتی: جب مارا تونے۔ دراں خانہ: اس گھر میں۔ دیگر: پھر۔ مپائی: مت ٹھہر۔ (۸) چو: جب۔ زنبور: بھڑ۔ خانہ: گھر۔ بیاشوفتی: چھیڑ دیا تونے۔ گریز: بھاگ۔ از محلت: جگہ سے۔ گرم اوفتی: جلدی گر پڑیگا تو۔ (۹) بچابک تر: زیادہ چالاک۔ از خود: اپنے سے۔ مینداز: مت گرا۔ چو افتاد: جب اتفاق پڑ جائے۔ دامن بدنداں بگیر: دامن دانتوں سے پکڑ لے یعنی بیٹھ بھاگ جا۔ (۱۰) اوراق: جمع ورق، مراد کتاب۔ سعدی: مصنف۔ جزیں پند: اس نصیحت کے سوا۔ چوں: جب۔ پائے دیوار: دیوار کی بنیاد۔ کندی: کھودے تو۔ مایست: مت ٹھہر۔

تشریح (۱) اس لیے کہ وہ (فسادی) مہلت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنی رسوائی کا انتقام لینے کی غرض سے تیری زندگی کے لیے خطرہ بن جائے گا۔
(۲) اگر وہ (فسادی) منت سماجت کر کے تیری ملازمت بھی کرنے لگ جائے تو وہ موقع ملتے ہی تیرا سر قلم کر دے گا۔
(۳) عیار و مکار شخص کا تعاقب کرنا کسی نقصان سے خالی نہیں۔ اگر اس کا تعاقب کر لیا ہے تو پھر اس کی معذرت خواہی قبول نہیں کرنی چاہیے۔
(۴) اسی بنیاد پر میں (شیخ سعدیؒ) نے کنوئیں میں گرنے کے باوجود برہمن کو سنگسار کر کے جان سے مار ڈالا۔
(۵) جب میں نے محسوس کیا کہ ہر طرف شور اٹھ چکا ہے تو میں (شیخ سعدیؒ) بت خانہ چھوڑ کر بھاگنے کو ترجیح دی۔
(۶) اگر کسی شخص نے شیروں کی کچھار یا جنگل میں آگ لگا دی تو عقل مندی کا تقاضی یہ ہے کہ شیروں کے حملے سے تحفظ کے لیے خود کو محتاط کر لے۔
(۷) اگر سنپولیا (سانپ کا بچہ) مار دیا ہے تو پھر سانپ کے انتقام سے بچنے کے لیے وہ گھر ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ جہاں سنپولیے کو قتل کیا تھا۔ یا پھر سرے سے سنپولیا مارنا نہیں چاہیے۔ (۸) بھڑوں کو چھیڑنے سے اس جگہ پر رکنا نہیں چاہیے بلکہ بھاگ جانا چاہیے۔ ورنہ بھڑوں کا حملہ جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ یا سخت ضرر کا باعث ہوگا۔ (۹) تیر اندازی میں مہارت رکھنے والے کا مقابلہ کرنا عقل و خرد کے منافی ہے۔ چنانچہ وہاں (ماہر تیر انداز) سے موقع پاتے ہی فرار کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ (۱۰) شیخ سعدیؒ کی کتاب بوستان میں یہ نصیحت سب سے بہترین ہے کہ دیوار گرانے کے بعد وہاں بسیرا کرنا حماقت ہے۔

marfat.com

۱	بہند آمدم بعد ازاں رستخیز اس قیامت کے بعد میں ہندوستان آ گیا	وزاں جا براہ یمن تا حجیز اور وہاں سے یمن کے راستہ سے حجاز میں
۲	ازاں جملہ تلخی کہ برمن گزشت اس تمام کڑواہٹ سے جو مجھ پر گزری تھی	دہانم جز امروز شیریں نگشت آج کے علاوہ میرا منہ میٹھا نہ ہوا
۳	در اقبال تائید بوبکر سعد ایسے ابوبکر سعد کے اقبال کی تائید میں	کہ مادر نزاید چنوں قبل و بعد کہ کسی ماں نے پہلے اور بعد اس جیسا نہ جنا
۴	ز جور فلک داد خواہ آمدم آسمان کے ظلم سے فریادی بن کر آیا ہوں	دریں سایہ گستر پناہ آمدم سایہ ڈالنے والے کی پناہ میں آیا ہوں
۵	دعا گوئے ایں دولتم بندہ وار میں غلامانہ انداز پر اس دولت کا دعا گو ہوں	خدایا تو ایں سایہ پائندہ دار اے خدا تو اس سایہ کو ہمیشہ رکھ
۶	کہ مرہم نہادم نہ در خورد خویش میرے اپنے مناسب اس نے مرہم نہیں رکھا	کہ در خورد انعام و اکرام خویش بلکہ اپنے انعام اور اکرام کے مطابق
۷	کے ایں شکر نعمت بجا آورم اس نعمت کا میں کیسے شکر ادا کر سکتا ہوں	وگر پائے گردد بخدمت سرم خواہ خدمت میں میرا سر پیر بن جائے
۸	فرج یافتم بعد ازاں بندہا اس کے بعد میں نے مصیبتوں سے نجات پائی	ہنوزم بگوش است ازاں پندہا لیکن ابھی تک اس تفریح کے حال پند میرے کان میں [illegible]
۹	یکے آنکہ ہرگہ کہ دست نیاز ایک تو یہ کہ میں جب بھی دعا کے لیے ہاتھ	برآرم بدرگاہ دانائے راز اٹھاتا ہوں رازوں کے جاننے والے کی درگاہ میں
۱۰	بیاد آید آں لعبت چینیم مجھے وہ چینی کی گڑیا یاد آ جاتی ہے	کند خاک در چشم خود بینیم میری خود بینی کی آنکھ میں دھول جھونک دیتی ہے

(۱) بہند: ہندوستان میں۔ آمدم: آیا میں یعنی وسط ہند میں کیونکہ سومنات جنوب مغربی ہند میں ہے۔ بعد ازاں: اس کے بعد۔ رستخیز: قیامت۔ وزاں جا: اور اس جگہ سے۔ براہ یمن: یمن کے راستے یمن سعودی عرب کے جنوب شمال میں واقع ایک عرب ملک ہے۔ حجیز: حجاز کا امالہ۔ (۲) ازاں جملہ تلخی: اس تمام کڑواہٹ سے۔ برمن: مجھ پر۔ گزشت: گزری۔ دہانم: میرا منہ۔ جز امروز: آج کے سوا۔ شیریں: میٹھا۔ نگشت: نہیں ہوا۔ (۳) اقبال: نصیب یا اقتدار۔ تائید: مدد کرنا۔ بوبکر سعد: سعدی کا ہمعصر بادشاہ والی شیراز۔ مادر: ماں۔ نزاید: نہیں جنا۔ چنوں: ایسا۔ قبل و بعد: پہلے اور پیچھے۔ (۴) جور فلک: آسمان کا ظلم۔ داد خواہ: انصاف چاہنے والا۔ آمدم: آیا میں۔ دریں سایہ گستر: اس سایہ پھیلانے والے۔ (۵) دعا گوئے ایں دولت: اس حکومت کے لیے دعا مانگنے والا۔ بندہ وار: غلاموں کی طرح۔ خدایا: اے خدا۔ ایں سایہ: اس سائے کو۔ پائندہ دار: دیر تک رکھ۔ (۶) مرہم نہادم: اس نے میرے اوپر مرہم رکھی۔ در خورد: لائق۔ خویش: اپنا۔ (۷) کے: کب۔ ایں شکر نعمت: اس نعمت کا شکریہ۔ بجا آورم: بجا لاؤں میں۔ پائے گردد: پاؤں بن جائے۔ بخدمت: خدمت میں۔ سرم: میرا سر۔ (۸) فرج یافتم: فراخی یا خلاصی پائی میں نے۔ بعد ازاں بندہا: ان قیدوں کے بعد۔ ہنوزم: ابھی میرے۔ بگوش است: کان میں ہے۔ ازاں پندہا: ان نصیحتوں سے۔ (۹) یکے: ایک۔ آنکہ: وہ جو کہ۔ ہرگہ: کہ جب کبھی کہ۔ دست نیاز: دعا کا ہاتھ۔ برآرم: اٹھاتا ہوں میں۔ بدرگاہ دانائے راز: رازوں کے جاننے والے کی درگاہ میں یعنی خدا کی۔

(۱۰) بیاد آید: یاد آ جاتی ہے۔ آں لعبت چینیم: وہ چینی کی گڑیا مجھ کو یعنی بت۔ کند: کر دیتی ہے۔ خاک: مٹی۔ در چشم خود بینیم: میری خود بینی کی آنکھ میں۔

تشریح

(۱) چنانچہ میں بت خانے میں قیامت برپا کرنے کے بعد وسطی ہندوستان میں آ گیا اور پھر وہاں سے براستہ یمن حجاز پہنچ گیا۔
(۲) بت خانے میں رہنے اور قیامت خیز ہنگامہ کی تلخی کا حال میرے (شیخ سعدیؒ کے) منہ میں موجود ہے۔
(۳) والی شیراز ابوبکر بن سعدؒ کی نوازشات و مہربانیوں نے میرے (شیخ سعدیؒ) منہ کی کڑواہٹ دور کر کے اس (منہ) میں مٹھاس و شیرینی بھر دی ہے۔
(۴) سیرت و کردار، اخلاق و مکارم اور جود و سخا و صدق و صفا کے اعتبار سے ابوبکر بن سعد جیسی شخصیت ماں کی کسی گود کو نصیب نہیں ہوئی۔
(۵) میں (شیخ سعدیؒ) ایک وفادار غلام کی طرح اس ابوبکر بن سعد کی حکومت کی طوالت اور تا دیر سایۂ عاطفت باقی رہنے کی دعا کرتا ہوں۔
(۶) اس (ابوبکر بن سعدؒ) نے نہ صرف میری (شیخ سعدیؒ کی) اوقات کے مطابق میرے زخموں کا مداوا کیا ہے، بلکہ اپنی شایانِ شان نوازشات کی داد و دہش بھی کی ہے۔
(۷) اگر میں (شیخ سعدیؒ) اس (ابوبکر بن سعدؒ) کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے سر کے بل بھی چلوں تو اس کی عطا و نوازشات کا حق ادا نہیں کر سکتا۔
(۸) گو کہ میری (شیخ سعدیؒ کی) مصیبتوں کا دور گزر چکا ہے، لیکن سومنات کے سفر کے دوران مجھے جو نصیحتیں حاصل ہوئی تھیں وہ تا حال یاد ہیں۔
(۹) ان نصیحتوں میں سے پہلی نصیحت یہ ہے کہ میں (شیخ سعدیؒ) جب بھی رب ذو الجلال کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ پھیلاتا ہوں۔
(۱۰) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) چینی کی وہ گڑیا نہیں بھولتی جو میری خود بینی کی آنکھ میں خاک جھونک دیتی ہے۔ یا وہ چینی (چین کا باشندہ) جس نے میری خود بینی کو شکست دی۔

marfat.com

بہ دانم کہ دستے کہ برداشتم میں یقین کرتا ہوں کہ جو ہاتھ میں نے اٹھایا ہے	۱	بہ نیروئے خود بر نیفراشتم میں نے اپنی طاقت سے بلند نہیں کیا ہے
در خیر باز است و طاعت ولیک اطاعت اور بھلائی کا دروازہ کھلا ہے لیکن	۲	نہ ہر کس توانا ست بر فعل نیک ہر شخص نیک کام پر قادر نہیں ہے
ہمیں است مانع کہ در بارگاہ روک (رکاوٹ) یہ ہے کہ دربار میں	۳	نشاید شدن جز بفرمان شاہ شاہی حکم کے بدون نہیں جایا جا سکتا ہے
کلید قدر نیست در دست کس تقدیر کی کنجی کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے	۴	توانائے مطلق خدا یست وبس مطلق توانا صرف خدا ہے
پس اے مرد پوئندہ بر راہِ راست اے سیدھے راستے پر دوڑنے والے انسان	۵	ترا نیست منت خداوند راست تیرا کوئی احسان نہیں ہے خدا کا احسان ہے
چو در غیب نیکو نہادت سرشت چونکہ غیب میں تیری فطرت نیک بنائی ہے	۶	نیاید ز خوئے تو کردار زشت تیری عادت سے کوئی برا کام نہیں ہوتا ہے
ز زنبور کرد ایں حلاوت پدید شہد کی مکھی میں اسی ذات نے شیرینی پیدا فرمائی ہے	۷	ہماں کس کہ در مار زہر آفرید جس نے سانپ میں زہر پیدا فرما دیا ہے
چو خواہد کہ ملک تو ویراں کند جب وہ چاہتا ہے کہ تیرا ملک ویران کردے	۸	نخست از تو خلقے پریشاں کند سب سے پہلے تجھ سے مخلوق کو پریشان کرتا ہے
دگر باشدش بر تو بخشائشے اور اگر اس کی تجھ پر عنایت ہوتی ہے	۹	رساند بخلق از تو آسائشے تو مخلوق کو تجھ سے آرام پہنچاتا ہے
تکبر مکن بر رہ راستی سیدھا راستہ چلنے پر غرور نہ کر	۱۰	کہ دستت گرفتند و برخاستی انہوں نے تیری دستگیری کی ہے اور تو اٹھا ہے

(۱) بدانم: میں جانتا ہوں۔ دستے کہ: جو ہاتھ کہ۔ برداشتم: اٹھایا میں نے۔ بہ نیروئے خود: اپنی طاقت سے۔ نیفراشتم: نہیں اٹھایا میں نے۔ (۲) در خیر: نیکی کا دروازہ۔ باز است: کھلا ہے۔ طاعت: فرمانبرداری، نیکی۔ ولیک: لیکن۔ ہر کس: ہر شخص۔ توانا است: طاقتور ہے۔ بر فعل نیک: نیک عمل پر۔ (۳) ہمیں است: یہی ہے۔ مانع: رکاوٹ۔ در بارگاہ: دربار میں۔ نشاید شدن: نہیں جا سکتے۔ جز: سوائے۔ بفرمان شہ: بادشاہ کا حکم۔ (۴) کلید قدر: تقدیر کی چابی۔ نیست: نہیں ہے۔ دست کس: کسی کا ہاتھ۔ توانائے مطلق: مطلق قدرت رکھنے والا۔ خدا است: خدا ہے۔ (۵) پوئندہ: دوڑنے والا۔ راہ راست: سیدھی راہ۔ ترا نیست: تیرا نہیں ہے۔ منت: احسان۔ خداوند راست: اللہ تعالیٰ کا ہے۔ (۶) چو: جب۔ در غیب: عالم غیب میں یعنی تقدیر میں۔ نیکو نہادت سرشت: تیری فطرت کو نیک لکھ دیا ہے۔ نیاید: نہیں آ سکتا۔ ز خوئے تو: تیری عادت سے۔ کردار زشت: برا کردار۔ (۷) زنبور: بھڑ، مراد شہد کی مکھی۔ کرد: کی۔ ایں حلاوت: یہ مٹھاس۔ پدید: ظاہر۔ ہماں کس: وہی شخص کہ۔ در مار: سانپ میں۔ آفرید: پیدا کی۔ (۸) چو خواہد: جب چاہے۔ ملک تو: تیرا ملک۔ ویراں کند: ویران کرے۔ نخست: پہلے۔ از تو: تجھ سے۔ خلقے: ایک مخلوق کو۔ پریشاں کند: پریشان کریگا۔ (۹) باشدش: ہووے اس کو۔ بر تو: تیرے اوپر۔ بخشائشے: بخشش یا مہربانی۔ رساند: پہنچائے گا۔ بخلق: مخلوق کو۔ از تو: تجھ سے۔ آسائشے: کوئی آرام۔ (۱۰) مکن: مت کر۔ راہ راستی: سیدھی راہ۔ دستت: تیرا ہاتھ۔ گرفتند: انہوں نے پکڑا۔ برخاستی: اٹھا تو۔

تشریح: (۱) مجھے (الشیخ سعدی کو) معلوم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق و رحمت شامل حال نہ ہوتی تو میں کبھی بھی اس اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ نہ اٹھا سکتا۔ (۲) نیکی و عبادات کے دروازے ہر وقت اور ہر ایک کے لئے کھلے ہوئے ہیں لیکن انہیں (نیکی و عبادات کو) صرف وہی سعادت مند ہی (ادا) کر سکتا ہے جسے توفیق ہو۔ (۳) شاہی دربار میں داخلے کی اجازت صرف اسی کو ملتی ہے جس کے پاس شاہی فرمان ہوتا ہے۔ عبادت و نیکی میں سب سے بڑی رکاوٹ فرمان شاہی ہے۔ (۴) صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی قادر مطلق ہے۔ کیونکہ تقدیر کی چابیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ (وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ)
(۵) جو شخص صراط مستقیم پر چل رہا ہے اسے یہ گمان نہیں ہونا چاہیئے کہ اس (راہ پر چلنے) میں میرا کمال ہے: نہیں بلکہ حضرت حق تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہے۔ (۶) اللہ تعالیٰ نے تیرے (الشیخ سعدی کے) مقدر میں نیک فطرت کا بیج رکھ دیا ہے۔ اس لئے اگر تو برائی کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتا۔
(۷) قادر مطلق ذات کی قدرت کا ظہور یہ بھی ہے کہ اس نے سانپ کو زہریلا بنایا اور شہد کی مکھی کو مٹھاس عطا فرمایا۔
(۸) اللہ تعالیٰ جس ملک کی بربادی کا فیصلہ کرتا ہے تو پہلے وہاں کی عوام کا دل اپنے بادشاہ (حکمران) سے متنفر کر دیتا ہے۔
(۹) جس حکمران پر اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اور نزول رحمت کا سلسلہ ہوتا ہے۔ اسے خلق اللہ کی خدمت پر مامور فرما دیتا ہے۔
(۱۰) صراط مستقیم پر چلنے والے راہی کو نازاں نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ صراط مستقیم اس کا اپنا راستہ ہے۔ وہ ہر کسی کو اپنے راستے (صراط مستقیم) پر نہیں چلنے دیتا۔

marfat.com

سخن سودمنداست اگر بشنوی	۱	بمرداں رسی گر طریقت روی
اگر تو سنے تو بات مفید ہے		اگر طریقت پر چلے گا مردانِ خدا تک پہنچ جائے گا
مقامے بیابی گرت رہ دہند	۲	کہ برخوانِ عزت سماطت نہند
اگر وہ تجھے راستہ دیں گے تو تو ایسے مقام پر پہنچ جائیگا		عزت کے خوان پر تیرا دسترخوان بچھا دیں گے
ولیکن نباید کہ تنہا خوری	۳	ز درویشِ درماندہ یاد آوری
لیکن تیرے لیے تنہا خوری مناسب نہ ہوگی		عاجز فقیر کو بھی یاد رکھنا
فرستی مگر رحمتے درپیَم	۴	کہ بر کردۂ خویش واثق نیَم
شاید تو میرے پیچھے رحمت کی دعا کرے		اس لیے کہ مجھے اپنے کیے پر تو بھروسہ نہیں ہے

بابِ نہمؑ در توبہ

نواں باب توبہ کے بیان میں

بیا اے کہ عمرت بہ ہفتاد رفت	۶	مگر خفتہ بودی کہ برباد رفت
اے کہ تیری عمر ستر کی گزر گئی ہے آجا		شاید تو سویا ہوا تھا کہ وہ برباد ہو گئی ہے
ہمہ برگِ بودن ہمے ساختی	۷	بتدبیرِ رفتن نہ پرداختی
تو نے رہنے کے تمام سامان کیے		جانے کی تدبیر میں نہ لگا
قیامت کہ بازارِ مینو نہند	۸	منازل باعمال نیکو دہند
قیامت میں جب جنت کا بازار بھریں گے		نیک کاموں کے اعتبار سے مرتبے مقرر کریں گے
بضاعت بچندانکہ آری بری	۹	وگر مفلسی شرمساری بری
جس قدر پونجی لائے گا سودا خرید کر لے جائے گا		اور اگر تو نادار ہوگا شرمندگی اٹھائے گا
کہ بازار چندانکہ آگندہ تر	۱۰	تہیدست را دل پراگندہ تر
اس لیے کہ بازار جسقدر بھرا ہوتا ہے		خالی ہاتھ والے کا اسی قدر دل پریشان ہوتا ہے

(۱) سخن: بات۔ سودمند: نفع دینے والی۔ است: ہے۔ بشنوی: سنے تو۔ بمرداں رسی: مردوں تک پہنچ جائے تو۔ طریقت: تصوف کی راہ۔ روی: چلے تو۔ (۲) مقامے: ایک مقام۔ بیابی: پالے تو۔ گرت: اگر تجھ کو۔ رہ دہند: راستہ دے دیویں۔ خوانِ عزت: عزت کی میز۔ سماطت: تیرا دسترخوان۔ نہند: رکھیں گے۔ (۳) نباید: نہیں چاہیے۔ خوری: کھاوے تو۔ درماندہ: تھکا ہوا۔ یاد آوری: یاد کرے تو۔ (۴) فرستی: بھیجے تو۔ مگر: شاید۔ رحمتے: کوئی دعائے رحمت۔ درپیم: میرے پیچھے۔ کردۂ خویش: اپنا کیا ہوا۔ واثق: یقین کرنے والا۔ نیم: نہیں ہوں میں۔
(۵) نہم: نواں۔ توبہ: خدا کی طرف رجوع کرنا۔
(۶) بیا: آ۔ عمرت: تیری عمر۔ ہفتاد: ستر۔ رفت: گئی۔ مگر: شاید۔ خفتہ بودی: تو سویا ہوا تھا۔
(۷) ہمہ: تمام۔ برگِ بودن: رہنے کا سامان۔ ہمے ساختی: بناتا تھا تو۔ بتدبیرِ رفتن: جانے کی تدبیر میں۔ نہ پرداختی: نہ مشغول ہوا تو۔
(۸) مینو: بہشت۔ نہند: رکھیں گے۔ منازل: جمع منزل۔ باعمال نیکو: اچھے اعمال کی بدولت۔ دہند: دیویں گے۔
(۹) بضاعت: پونجی۔ بچندانکہ: جتنی کہ۔ آری: لاوے تو۔ بری: لے جائے گا تو۔ مفلسی: مفلس ہے تو۔ (۱۰) چندانکہ: جتنا کہ۔ آگندہ تر: زیادہ بھرا ہوا۔ تہیدست: خالی ہاتھ۔ پراگندہ تر: زیادہ پریشان۔

تشریح (۱) اگر تجھے (شیخ سعدیؒ کو) اپنی نفع مندی کا احساس ہو جائے تو پھر تجھے راہِ طریقت (تصوف) کی طرف رجوع کر لینا چاہیے مردانِ حق تک پہنچ جائے گا۔ (۲) جس کی رہبری خود ذاتِ حق کرے اور اسے اپنی طرف راغب کر دے تو اعزاز و احترام اور وقار کا دسترخوان بچھا کر اس کی عجیب ضیافت کرتا ہے۔ (۳) جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی میزبانی کا شرف حاصل ہو جائے تو اسے تن تنہا لطف اندوز نہیں ہونا چاہیے بلکہ دوسرے ساتھیوں کو بھی وہاں تک لے جانے کی کوشش کرے۔ (۴) چونکہ مجھے (شیخ سعدیؒ کو) اپنے اعمال نامہ پر توکل و بھروسہ نہیں۔ اس لیے میں اپنے قارئین (بوستان پڑھنے والے) سے مغفرت و رحمت کی دعا کا بھروسہ رکھتا ہوں۔ (۵) یہ باب توبہ کے بیان میں ہے اس باب میں شیخ سعدیؒ نے توبہ کی حقیقت و فوائد پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ چونکہ انسان خطا کا پتلا ہے اور انسان کو بہکانے کے لیے شیطان لعین بھی وساوس اور عیارانہ چالوں کے ہتھیاروں سے لیس ہمہ وقت دھاک میں لگا رہتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے توبہ کے ذریعے شیطان کی ذلت اور انسان کی مغفرت کا سامان کیا ہے۔ اگر سو سالہ گنہگار بھی سچی توبہ کر لے تو پل بھر میں اس کے تمام گناہ کافور ہو جاتے ہیں۔ (۶) اے ستر سالہ غفلت کی نیند میں مگن شخص! اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لے تیری عمر برباد ہو گئی۔ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے صلح کر لے، موت سر پر آ گئی ہے۔ (۷) زندگی کے تمام لمحات ایسے صرف کر دیئے جیسے دنیا میں ہمیشہ کے لیے رہنا ہو موت کے بعد عالمِ برزخ، عالمِ حشر، عالمِ آخرت میں جانے کیلئے طویل سفر کی تیاری نہ کی۔ (۸) روزِ قیامت جنت کے بازار میں بلند مرتبہ اسی کو ملے گا جس کے اعمال نامہ میں اونچے درجے کے قیمتی اعمال درج ہوں گے۔ (واللہ الموفق) (۹) آخرت کا سکہ نیک اعمال ہیں جس کے اعمالِ صالحہ کثرت ہوں گے وہ آخرت میں سب سے بڑا مالدار ہوگا۔ اعمالِ صالحہ سے عاری شخص نہ صرف مفلس ہوگا بلکہ شرمندہ ہوگا۔ (۱۰) انسانی فطرت کا اصول ہے کہ بازار جتنا پر رونق ہوگا خریداری میں اسی قدر اضافہ ہوگا۔ لیکن ایسے پر رونق بازار میں تنگدست فقیر حسرت و یاس کا ملال اٹھائے گا۔

marfat.com

زپنجہ درم پنج اگر کم شود	۱	دلت ریش سرپنجۂ غم شود
پچاس درم میں اگر پانچ کا گھاٹا ہوتا ہے		تیرے زخمی دل پر رنج غالب آجاتا ہے
چوں پنجاہ سالت بروں شد ز دست	۲	غنیمت شمر پنج روزیکہ ہست
جب تیرے پچاس سال ہاتھ سے جاتے رہتے ہیں		ان پانچ روز کو غنیمت جان لے جو باقی ہیں
اگر مُردہ مسکیں زباں داشتے	۳	بفریاد و زاری فغاں داشتے
اگر مسکین مُردہ زبان رکھتا		فریاد و زاری سے چیختا
کہ اے زندہ چو ہستت امکان گفت	۴	لب از ذکر چوں مردہ برہم مخفت
اے زندہ جب تک تیرے بولنے کا امکان ہے		ہونٹ کو مُردے کی طرح بند کرکے نہ سو
چو مارا بغفلت بشد روزگار	۵	تو بارے دمے چند فرصت شمار
ہمارا زمانہ تو غفلت میں گزر گیا		تو اب چند سانس غنیمت جان لے

حکایت پیر مرد و تحسر بر روزگار جوانی

بوڑھے انسان کا قصہ اور جوانی کے زمانہ پر اس کی حسرت

شبے در جوانی و طیب نعم	۷	جواناں نشستیم چندے بہم
ایک رات جوانی اور نعمتوں کی خوشی میں		ہم چند نوجوان مل کر بیٹھے
چو بلبل سرایاں چو گل تازہ رُئے	۸	ز شوخی درافگندہ غلغل بکوئے
بلبل کی طرح چہچہاتے ہوئے پھول کی طرح تازہ چہرے والے		شوخی سے کوچہ میں شور مچاتے ہوئے
جہاں دیدہ پیرے ز ما بر کنار	۹	ز دور فلک لیل مویش نہار
ایک جہاں دیدہ بوڑھا ہم سے علیحدہ تھا		زمانہ کی گردش سے جس کے بالوں کی رات دن ہو چکی تھی
چو فندق زباں از سخن بستہ بود	۱۰	نہ چوں ما لب از خندہ چوں پستہ بود
عناب کی طرح بات کرنے سے زبان کو بند کیے ہوئے تھا		ہماری طرح ہونٹ پستہ کی طرح مسکرانے والا نہ تھا

(۱) پنجہ: پچاس۔ درم: ایک سکہ جو چونی کے برابر ہوتا ہے۔ پنج: پانچ۔ شود: ہووے۔ دلت: تیرا دل۔ ریش: زخمی۔ سرپنجۂ غم: غم کا پنجہ۔ (۲) چوں: جب۔ پنجاہ سالت: تیرے پچاس سال۔ بروں شد: نکل گئے۔ دست: ہاتھ۔ غنیمت شمر: غنیمت شمار کر۔ پنج روزیکہ: جو پانچ دن کہ۔ (۳) زباں داشتے: زبان رکھتا۔ فغاں داشتے: چیختا۔ (۴) چو: جب۔ ہستت: ہے تجھ کو۔ امکان گفت: بولنے کا امکان۔ لب از ذکر: ہونٹ ذکر سے۔ چوں مُردہ: مرے کی طرح۔ برہم: ایک دوسرے پر۔ مخفت: مت سو، نہی معنی امر۔ (۵) چو: جب۔ مارا: ہم کو۔ بغفلت بشد: غفلت میں گزر گیا۔ روزگار: زمانہ۔ بارے: خدا کے لیے۔ دمے چند: کچھ سانس۔ فرصت شمار: غنیمت سمجھ۔

(۶) پیرمرد: بوڑھا آدمی۔ تحسر: حسرت کھانا۔ بر روزگار جوانی: جوانی کے دنوں پر۔

(۷) شبے: ایک رات۔ طیب نعم: نعم جمع نعمت، نعمتوں کی خوشی۔ نشستیم: بیٹھے ہم۔ چندے: کچھ دیر۔ بہم: آپس میں۔ (۸) چو: مثل۔ سرایاں: گانے والے۔ چو گل: پھول کی طرح۔ تازہ رُئے: تازہ چہرے والے۔ درافگندہ: ڈالے ہوئے۔ غلغل: شور۔ بکوئے: کوچے میں۔ (۹) جہاں دیدہ: جہان کو دیکھے ہوئے یعنی تجربہ کار۔ پیرے: ایک بوڑھا۔ زما: ہم سے۔ برکنار: کنارے پر۔ دور فلک: آسمان کی گردش۔ لیل مویش: اس کے بالوں کی رات۔ نہار: دن۔ (۱۰) چو فندق: عناب کی طرح۔ سخن: بات۔ بستہ بود: بند کیے ہوئے تھا۔ چوں ما: ہماری طرح۔ لب: ہونٹ۔ از خندہ: ہنسی سے۔ چوں پستہ: پستہ کی طرح۔

تشریح: (۱) اس نوعیت کے بارونق بازار میں اگر پچاس درہموں میں سے پانچ درہموں کی کمی آجائے تو افسوس ہوتا ہے اور دل و جگر زخمی ہوجاتا ہے۔ (۲) لیکن زندگی پچاس درہم (سال) ضائع کرکے باقی پانچ درہموں (سالوں) کی فکر کرنی چاہیے۔ تاکہ وہی پانچ درہم (سال) پچاس کے برابر ہوجائیں۔ (یہ اخلاص پر منحصر ہے) (۳) اگر مُردوں کو زبان مل جاتی تو وہ فریاد، آہ و زاری سے چلّا اٹھتے۔ (لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت یہی ہے کہ دنیا میں مُردوں کی آواز سنائی نہیں دیتی) (۴) وہ (مُردے) یہی کہتے کہ اے زندہ انسان! تو جب بھی زبان کھولے، وہ ذکر الٰہی سے مرطوب (تر) ہو۔ اپنے ہونٹوں کو مُردوں کی طرح بندش نہ دے۔ (۵) ہماری (مُردوں کی) زندگی تو تباہ ہوگئی ہے۔ لیکن تُو اپنی بقایا عمر کو بچالے۔ اسے ذکر و عبادت اور فکر و ریاضت میں گزارنا چاہیے۔ (۶) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جوانی کے ایام گزر جانے کے بعد بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی لہو و لعب ترک کرکے ذکر و عبادت میں مشغول ہوجانا چاہیے۔ (۷) ایک رات ہم (شیخ سعدیؒ و رفقاء)، چند نوجوان، جوانی کی لہر میں اور نعمتوں کی فرحت میں بطور تفریح محفل سجا بیٹھے۔ (۸) ہمارا ہنسنا پھولوں جیسا اور گانے ترانے کا انداز بلبل کے چہکنے کی مانند تھا چنانچہ راگ الاپنے، نغمہ سرائی اور خوش گپیوں کی ملی جلی کیفیت سے پورے محلے میں اک شور سا اٹھ گیا۔ (۹) اسی اثناء میں ایک ایسا عمر رسیدہ بزرگ ہم سے کچھ دور بیٹھا ہوا تھا جس کے بالوں کی سفیدی سے دن کا سماں محسوس ہوتا تھا۔ (۱۰) اس (عمر رسیدہ) کی زبان ایسے بند تھی جیسے عناب ہوتا ہے۔ اس کے لبوں پر بھی مہر خاموشی تھی۔ (وہ بالکل خاموش تھا)

marfat.com

جوانے فرارفت کاے پیر مرد	۱	چہ در کنج حسرت نشینی بدرد
ایک جوان اس کے سامنے پہنچا کہ اے بوڑھے		حسرت کے گوشہ میں درد سے کیوں بیٹھا ہے
یکے سر برآر از گریبان غم	۲	بآرام دل با جواناں بچم
غم کے گریبان سے ذرا سر ابھار		دل کی راحت کے ساتھ جوانوں کے ساتھ چہل قدمی کر
برآورد سر سالخورد از نہفت	۳	جوابش نگر تا چہ پیرانہ گفت
بوڑھے نے گریبان سے سر ابھارا		اس کے جواب پر غور کر کیا بزرگانہ دیا
چو باد صبا بر گلستاں وزد	۴	چمیدن درخت جواں را سزد
جب باغ میں باد صبا چلے		جوان درختوں کو جھومنا جچتا ہے
چمد تا جوانست و سر سبز خوید	۵	شکستہ شود چو بزردی رسید
جو جب تک جوان اور سر سبز ہے لہلہاتا ہے		جب زرد ہو جاتا ہے ٹوٹ جاتا ہے
بہار آں کہ بار آورد بید مشک	۶	بزیر درخت کہن برگ خشک
جب موسم بہار بید مشک کی خوشبو پیدا کر دیتا ہے		تو نو جوان درخت پرانے پتے جھاڑ دیتا ہے
نزیبد مرا با جواناں چمید	۷	کہ بر عارضم صبح پیری دمید
جوانوں کے ساتھ ٹہلنا مجھے زیب نہیں دیتا ہے		اس لیے کہ میرے رخسار پر بڑھاپے کی صبح نمودار ہو گئی ہے
بقید اندرم جرہ بازے کہ بود	۸	دمادم سر رشتہ خواہد درود
میری قید میں جو قوی باز تھا		وہ پے در پے دھاگا کاٹ رہا ہے
شمار است نوبت بریں خواں نشست	۹	کہ ما از تنعم بشستیم دست
اس دسترخوان پر بیٹھنے کی تمہاری باری ہے		اس لیے کہ ہم تو نعمتوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں
چوں بر سر نشست از بزرگی غبار	۱۰	دگر چشم عیش جوانی مدار
جب بزرگی کا غبار سر پر جم جائے		پھر جوانی کے عیش کی امید نہ رکھ

(۱) جوانے: ایک جوان۔ فرارفت: سامنے گیا۔ کاے پیر مرد: کہ اے بوڑھے آدمی۔ چہ: کیا۔ کنج حسرت: حسرت کا کونہ۔ نشینی: بیٹھا ہے تو۔ بدرد: درد سے۔ (۲) یکے: ایک۔ برآر: نکال۔ گریبان غم: غم کا گریبان۔ بآرام دل: دل کے آرام سے۔ باجواناں: جوانوں کے ساتھ۔ بچم: ٹہل۔ (۳) برآورد: نکالا۔ سالخوردہ: سال کھایا ہوا یعنی عمر رسیدہ۔ نہفت: پوشیدگی مراد گریبان۔ جوابش: اس کا جواب۔ چہ پیرانہ: کیا بزرگوں جیسا۔ گفت: کہا۔ (۴) چو: مثل۔ باد صبا: صبح کی ہوا۔ گلستاں: باغ۔ وزد: چلے۔ چمیدن: جھومنا۔ سزد: سجتا ہے۔ (۵) چمد: جھومتا ہے۔ تاجوانست: جب تک جوان ہے۔ خوید: جو یا چارہ۔ شکستہ: ٹوٹا ہوا۔ شود: ہو جاتا ہے۔ چو: جب۔ بزردی: زردی کو۔ رسید: پہنچا۔ (۶) آنکہ: جو کہ۔ بار آورد: پھل لایا۔ بید مشک: ایک قسم کی خوشبودار بید۔ بزیر: نیچے۔ درخت کہن: پرانا درخت۔ برگ خشک: خشک پتے۔ (۷) نزیبد: نہیں زیب دیتا۔ مرا: مجھ کو۔ چمید: ٹہلنا۔ عارضم: میرا رخسار۔ صبح پیری: بڑھاپے کی صبح۔ دمید: پھوٹ پڑی۔ (۸) بقید اندرم: میری قید میں۔ جرہ باز: سفید یا نر باز۔ بود: تھا۔ دمادم: لگاتار۔ سر رشتہ: رسی کا سرا۔ خواہد درود: کاٹے گا۔ (۹) شمار است: تمہارے لیے ہے۔ نوبت: باری۔ بریں خواں: اس دسترخوان پر۔ نشست: بیٹھنا۔ ما ہم از تنعم: عیش و عشرت سے۔ بشستیم: دھو لیے ہم نے۔ دست: ہاتھ۔ (۱۰) چوں: جب۔ بر سر: میرے سر پر۔ نشست: بیٹھ گیا۔ از بزرگی: بڑھاپے کا۔ دگر: پھر۔ چشم عیش: زندگی کی امید۔ مدار: مت رکھ۔

تشریح: (۱) ہماری محفل میں سے ایک جوان اس (بزرگ) کی طرف گیا اور کہا کہ اس فضائے فرحاں میں حسرت و یاس کے ساتھ وقت کا ضیاع کرنا مناسب نہیں۔ (۲) ذرا دیکھ تو سہی ہر طرف خوشیاں کھیل رہی ہیں۔ مسرتیں رقص کر رہی ہیں۔ چنانچہ خوشیوں کے اس راج میں تو (بزرگ) بھی ہم جوانوں کے ساتھ شریک ہو جا۔ (۳) اس (عمر رسیدہ) نے جب یہ سنا تو اپنے گریبان سے سر نکالتے ہوئے بزرگانہ کلام کا سلسلۂ گفتگو شروع کیا۔ (۴) جب موسم گل گلزار ہو، باغوں میں باد صبا راج کر رہی ہو تو اس وقت ہرے بھرے جوان درخت جھومتے ہیں۔ (۵) جو جب تک جوانی کی وجہ سے سرسبز و شاداب رہتی ہے تو وہ بھی خوب جھومتی ہے۔ لیکن اس پر (بڑھاپے کی) زردی چڑھ جاتی ہے۔ تو ٹوٹ کر گر جاتی ہے۔ (۶) جس وقت بید مشک پھلوں کا بوجھ اٹھا کر مسکراتا ہے تو اس وقت پرانے درختوں سے صرف پت جھڑ کا منظر دکھائی دیتا ہے۔ (۷) میری (بزرگ کی) مثال بھی اس پرانے درخت جیسی ہے۔ جیسے بہار کے موسم میں پت جھڑ لگ جاتی ہے۔ میرے رخساروں پر سفیدی آ گئی ہے۔ اس لیے مجھے جھومنا اچھا نہیں لگتا۔ (۸) میری عمر دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے۔ کیونکہ اب میں (بزرگ) بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچ چکا ہوں۔ (۹) جوانی کا یہ دسترخوان اب تمہارے (جوانوں) کے لیے چنا گیا ہے۔ اس پر چنے گئے عیش و عشرت کے کھانے تمہارے لیے ہیں۔ ہمارا وقت گزر چکا ہے۔ (۱۰) جب انسان کے سر پہ سفید بالوں کے ذریعے بزرگانہ وجاہت آ جاتی ہے تو جوانی کی تمام امیدیں اور وابستگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

marfat.com

#	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	مرا برف بارید بر پرِ زاغ	نشاید چو بلبل تماشائے باغ
	میرے کوّے کے پروں پر برف گر چکی ہے	اب بلبل کی طرح باغ کی سیر مناسب نہیں ہے
۲	کند جلوہ طاؤس صاحب جمال	چہ مے خواہی از باز برکندہ بال
	خوبصورت مور جلوہ دکھاتا ہے	نچے بالوں والے باز سے تو کیا چاہتا ہے
۳	مرا غلہ تنگ اند آمد درو	شمارا کنوں مے دمد سبزہ نو
	میری کھیتی کٹ کر بورے میں آ چکی	تمہارا اپنا سبزہ اب اُگ رہا ہے
۴	گلستان مارا طراوت گزشت	کہ گلدستہ بندد چو پژمردہ گشت
	ہمارے باغ کی شادابی ختم ہو چکی ہے	جب پژمردہ ہو جاتا ہے کون گلدستہ بناتا ہے
۵	مرا تکیہ جانِ پدر بر عصاست	دگر تکیہ بر زندگانی خطاست
	اے جانِ پدر ہماری ٹیک لاٹھی ہے	اب زندگانی پر بھروسہ کرنا غلطی ہے
۶	مسلّم جواں راست بر پائے جست	کہ پیراں برند استعانت بدست
	اچھل کود جوانوں کے لیے ٹھیک ہے	اس لیے کہ بوڑھے تو ہاتھ کا سہارا چاہتے ہیں
۷	گل سرخ رویم نگر زرِ ناب	فرو رفت چوں زرد شد آفتاب
	میرے چہرے کے گلاب کو دیکھو خالص سونا بن گیا ہے	جب سورج پیلا پڑ جاتا ہے ڈوب جاتا ہے
۸	ہوس پختن از کودکِ ناتمام	چناں زشت نبود کہ از پیر خام
	نابالغ بچے کی ہوس پرستی	اتنی بُری نہیں ہے جس قدر خامکار بوڑھے کی
۹	مرا مے بباید چو طفلاں گریست	ز شرمِ گناہاں نہ طفلانہ زیست
	مجھے بچوں کی طرح رونا چاہیے	گناہوں کی شرم سے نہ کہ بچوں کی طرح جینا
۱۰	نکو گفت لقمانؑ کہ نازیستن	بہ از سالہا بر خطا زیستن
	لقمان نے بہت اچھا کہا تھا کہ مر جانا	سالوں غلطی پر جینے سے بہتر ہے

(۱) مرا: مجھ کو۔ بارید: برس گیا۔ بر پرِ زاغ: کوّے کے پر پر۔ نشاید: نہیں چاہیے۔ چو بلبل: بلبل کی طرح۔ تماشائے باغ: باغ کا تماشا۔ (۲) کند: کرتا ہے۔ طاؤس: مور۔ صاحب جمال: حسن والا۔ چہ مے خواہی: کیا چاہتا ہے تو۔ باز برکندہ بال: نچے ہوئے پروں والا باز۔ (۳) مرا: میرا۔ غلہ تنگ: بورا۔ آمد: آیا۔ درو: درانتی۔ شمارا: تمہارا۔ کنوں: اب۔ مے دمد: اُگتا ہے۔ سبزۂ نو: نیا سبزہ۔ (۴) گلستان مارا: ہمارے باغ کی۔ طراوت: تازگی۔ گزشت: گزر گئی۔ کہ: کون۔ بندد: باندھے۔ چو: جب۔ پژمردہ: کملایا۔ گشت: ہو گیا۔ (۵) مرا: میرا۔ تکیہ: بھروسہ۔ جانِ پدر: باپ کی جان۔ عصا: لاٹھی۔ ست: ہے۔ دگر: پھر۔ بر زندگانی: زندگی پر۔ خطاست: غلطی ہے۔ (۶) مسلّم: درست۔ جواں راست: جوان کے لیے ہے۔ بر پائے جست: پاؤں پر اچھلنا۔ پیراں: بوڑھے۔ برند: لیتے ہیں۔ استعانت: مدد۔ بدست: ہاتھ سے۔ (۷) گل سرخ رویم: میرے چہرے کا سرخ پھول یا گلاب۔ نگر: دیکھ۔ زرِ ناب: خالص سونا۔ فرو رفت: ڈوب گیا۔ چوں: جب۔ زرد شد: پیلا پڑ گیا۔ آفتاب: سورج۔ (۸) ہوس پختن: ہوس پکانا۔ کودکِ ناتمام: ناقص بچہ یا نابالغ۔ چناں: ایسا۔ زشت: برا۔ نبود: ہووے۔ کہ: جب کہ۔ پیرِ خام: کچے کام والا بوڑھا۔ (۹) مرا: مجھے۔ مے بباید: چاہیے۔ چو طفلاں: بچوں کی طرح۔ گریست: رونا۔ ز شرمِ گناہاں: گناہوں کی شرم۔ طفلانہ: بچوں کی طرح۔ زیست: جینا۔ (۱۰) نکو گفت: اچھا کہا۔ لقمان: مشہور حکیم۔ نازیستن: نہ جینا یا مر جانا۔ بہ: بہتر۔ سالہا: کئی سال۔ بر خطا: گناہ پر۔ زیستن: جینا۔

تشریح: (۱) میرے (عمر رسیدہ بزرگ کے) سیاہ بال بھی برف پوش پہاڑ کی طرح سفید ہو چکے ہیں۔ اب باغ میں بلبل کو تماشا بے کار ہے۔
(۲) اگر خوبصورت مور جلوہ نمائی کرے تو اسے زیب دیتا ہے۔ جس باز کے پر نوچے جا چکے ہوں۔ اس سے تماشائے رنگین کی اُمید نہیں رکھنی چاہیے۔
(۳) اب ہماری (بزرگ کی) فصل بہاراں کٹ چکی ہے۔ بند بوریوں میں قید ہو چکی ہے۔ اب تو تم جیسے جوانوں کی فصل بہاراں کا وقت ہے۔
(۴) جس طرح ویران باغ کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوتا، مرجھائے ہوئے پھولوں کا گلدستہ کوئی نہیں بناتا۔ اسی طرح ہم جیسے بوڑھوں کو بھی کوئی نہیں پوچھتا۔
(۵) جس بوڑھے کا بھروسہ لاٹھی پر ہو۔ اسے زندگی پر تکیہ کر کے حماقت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ بڑھاپا موت کا پیغام ہوتا ہے۔
(۶) چونکہ جوانی میں انسان کے اعضا مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کا مستوں سے رقصاں ہونا بھلا لگتا ہے۔ جو بوڑھا خود چلنے میں دوسروں کا سہارا لیتا ہے۔ اس کا اچھلنا بے معنی ہے۔ (۷) میرے (بزرگ کے) چہرے کی لالی زردی میں بدل چکی ہے۔ دیکھتے نہیں جب سورج میں زردی آتی ہے تو وہ غروب (ڈوبنے) ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ (۸) اگر نابالغ بچے زندگی کی تمنا کریں تو ان کے لیے اس میں کوئی برائی نہیں۔ اگر کوئی عمر رسیدہ شخص بچوں کی طرح زندگی کا آرزومند ہو تو یہ عجیب سا لگتا ہے۔ (۹) مجھے (بزرگ) گناہوں کی کثرت کے باعث شرمندگی سے بچوں کی طرح بلبلا کر رونا چاہیے۔ نہ کہ بچوں کی طرح زندگی کی خواہش رکھنی چاہیے۔ (۱۰) جناب لقمان حکیم کی بات بھی کیا خوب ہے کہ بکثیر گناہ سے بہتر ہے انسان مر جائے۔ کیونکہ مرنا جرم نہیں بلکہ گناہ کرنا ناقابل معافی جرم ہے۔

marfat.com

ہم از بامداداں درِ کلبہ بست	۱	بہ از سود و سرمایہ دادن ز دست
صبح ہی سے دوکان کا دروازہ بند کر دیا		ہاتھ سے نفع اور پونجی دے دینے سے بہتر ہے
جواں تا رساند سیاہی بنور	۲	برد پیرِ مسکیں سیاہی بگور
جوان جب تک سیاہی کو سفیدی تک پہنچاتا ہے		بے چارا بوڑھا سیاہی کو قبر میں لے جاتا ہے

حکایت

کہانی

کہن سالے آمد بہ نزدِ طبیب	۴	ز نالیدنش تا بمردن قریب
ایک طبیب کے پاس ایک ایسا بوڑھا آیا		کہ وہ اپنی ہوک کے اپنے شکوہ و شکایت کے مطابق مرنے کے زیادہ قریب تھا
کہ دستم برگ برنہ اے نیک رائے	۵	کہ پایم ہمے بر نیاید ز جائے
کہ اے نیک رائے میری نبض پر ہاتھ رکھ		کہ میرا ایک پیر دوسرے پیر سے نہیں اٹھتا ہے
بداں ماند ایں قامتِ خفتہ ام	۶	کہ گوئی بہ گل در فرو رفتہ ام
میرا سویا ہوا قد اس کی مانند ہے		کہ گویا میں مٹی میں دھنسا ہوا ہوں
بدو گفت دست از جہاں بر گسل	۷	کہ پایت قیامت بر آید ز گل
اس نے اس سے کہا دنیا سے ہاتھ اٹھالے		اس لیے کہ تیرا پیر قیامت ہی میں مٹی سے نکلے گا
اگر در جوانی زدی دست و پائے	۸	در ایامِ پیری بہش باش و رائے
اگر تو نے جوانی میں ہاتھ پیر مارے ہیں		بڑھاپے میں ہوش اور تدبیر سے رہ
چو دورانِ عمر از چہل بر گزشت	۹	مزن دست و پا آبت از سر گزشت
جب تیری عمر کا زمانہ چالیس سے گزر گیا ہے		تو اب ہاتھ پیر نہ مار پانی سر سے گزر گیا ہے
نشاط آنگہ از من رمیدن گرفت	۱۰	کہ شامم سپیدہ دمیدن گرفت
خوش طبعی نے اس وقت مجھ سے بھاگنا شروع کر دیا ہے		جب کہ میری شام نے سفیدہ اگانا شروع کر دیا ہے

(۱) ہم: بھی۔ بامداداں: صبح کے اوقات۔ درِ کلبہ: جھونپڑی یا دُکان کا دروازہ۔ بست: بند کرنا۔ بہ: بہتر۔ سود: نفع۔ سرمایہ: پونجی۔ دادن: دینا۔ ز دست: ہاتھ سے۔

(۲) تا رساند: جب تک پہنچا دے۔ بنور: روشنی تک۔ برد: لے جاتا ہے۔ پیرِ مسکین: بیچارہ بوڑھا۔ بگور: قبر میں۔

(۳) حکایت: کہانی۔ (۴) کہن سالے: پرانی عمر والا۔ آمد: آیا۔ نزدِ طبیب: حکیم کے پاس۔ ز نالیدنش: اس کے رونے کے مطابق۔ تا بمردن: مرنے کے۔

(۵) دستم برگ: ہاتھ میری رگ پر۔ نہ: رکھ۔ نیک رائے: اچھی رائے والا۔ پایم: میرے پاؤں۔ ہمے بر نیاید: نہیں اٹھتے ہیں۔ ز جائے: جگہ سے۔

(۶) بداں ماند: اس کے مشابہ ہے۔ ایں قامتِ خفتہ ام: میرا یہ سویا ہوا قد۔ گوئی: تو کہے۔ بہ گل: مٹی میں۔ فرو رفتہ ام: دھنس گیا ہوں میں۔

(۷) بدو گفت: اس سے کہا۔ دست از جہاں: ہاتھ جہان سے۔ بر گسل: توڑ لے۔ پایت: تیرے پاؤں۔ بر آید: نکلیں گے۔ ز گل: مٹی سے۔

(۸) زدی: مارے تو۔ دست و پا: ہاتھ پاؤں۔ ایامِ پیری: بڑھاپے کے دن۔ بہش باش: ہوش کے ساتھ رہ۔

(۹) چو: جب۔ دورانِ عمر: عمر کا چکر۔ چہل: چالیس۔ بر گزشت: گزر گئی۔ مزن: مت مار۔ دست و پا: ہاتھ پاؤں۔ آبت از سر: پانی تیرے سر سے۔ گزشت: گزر گیا۔

(۱۰) نشاط: خوشی۔ از من: مجھ سے۔ آنگہ: اس وقت۔ رمیدن گرفت: بھاگنے لگی۔ شامم: میری شام۔ سپیدہ دمیدن گرفت: سفیدی اگانے لگی۔

تشریح: (۱) شام کے وقت رہزنوں کے ہاتھوں دن بھر کی کمائی لٹانے سے بہتر ہے کہ صبح ہی سے اپنی دُکان بند کر دے (یوں کم از کم لٹنے سے تو بچ جائے گا)۔ (۲) بڑھاپے تک پہنچتے پہنچتے جوانی کے سیاہ بال سفیدی میں بدل جاتے ہیں، اتنے میں بوڑھا آدمی اپنے گناہوں کی سیاہی سمیت قبر میں دفن ہو جاتا ہے۔ (۳) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بڑھاپے کا علاج صرف موت ہے۔ لہٰذا جو شخص کبرسنی میں داخل ہو جاتا ہے، اسے چاہیئے کہ وہ موت کے لیے ہر وقت تیار رہے۔ (۴) ایک طبیب کے پاس انتہائی ضعیف العمر شخص آیا، اس کی چیخ و پکار سے ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے ابھی فوت ہو جائے گا۔ (۵) طبیب سے مخاطب ہو کر وہ انتہائی ضعیف العمر شخص کہنے لگا کہ اے صاحب الرائے میری نبض کا معائنہ کر، کیونکہ اب چلنے کے لیے میرے قدموں میں سکت نہیں رہی۔ (۶) میرا (ضعیف العمر کا) جسم اس طرح شل اور بے حس ہو چکا ہے، جیسے دلدل میں دھنسنے کی وجہ سے حرکت نہ کرتا ہو۔ (۷) طبیب نے جواب دیا کہ اب تجھے (عمر رسیدہ کو) دنیا سے رخصت ہونے کی تیاری میں مصروف ہو جانا چاہیئے کیونکہ بڑھاپے کا کوئی علاج نہیں۔ (۸) اگر تو (معمر شخص) نے جوانی کو بے احتیاطیوں اور کوتاہیوں کے حوالے کر دیا تھا تو اب عقل مندی یہی ہے کہ بڑھاپے میں ان کی تلافی کر لے۔ (۹) چالیس سال گزر جانے کے بعد انسان کو جواد ہوس سے باز آنا چاہیئے کیونکہ ڈوبے ہوئے شخص کی تمام سر توڑ کوششیں بے کار جاتی ہیں۔ (۱۰) جب سر میں چاندی (سفید بال) اگنے لگ جاتی ہے تو پھر ہر قسم کی عیاشی خراماں (آہستہ آہستہ) رخصت ہونے لگ جاتی ہے۔

marfat.com

۱	بباید ہوس کردن از سر بدر	کہ دور ہوس بازی آمد بسر
	ہوس کرنے کو سر سے نکال دینا چاہیے	اس لیے کہ ہوس بازی کا زمانہ ختم ہو چکا ہے
۲	بسبزی کجا تازہ گردد دلم	کہ سبزی بخواہد دمید از دلم
	میرا دل سبزی سے کب تازہ ہو سکتا ہے	اس لیے کہ اب تو میری مٹی سے سبزہ اگنا چاہتا ہے
۳	تفرج کناں در ہوا و ہوس	گزشتیم بر خاک بسیار کس
	ہوا و ہوس میں تفریح کرتے ہوئے	بہت سے انسانوں کی خاک پر سے ہیں گزرا ہوں
۴	کسانیکہ دیگر بغیب اندر اند	بیایند و بر خاک ما بگزرند
	دوسرے لوگ جو اللہ کے علم میں ہیں	وہ آئیں گے اور ہماری مٹی پر سے گزریں گے
۵	دریغا کہ فصل جوانی برفت	بلہو و لعب زندگانی برفت
	ہائے افسوس، جوانی کا زمانہ گزر گیا	زندگی کھیل کود میں ختم ہو گئی
۶	دریغا چناں روح پرور زماں	کہ بگزشت بر ما چو برق یماں
	اس روح پرور زمانہ پر افسوس ہے جو	ہم پر سے یمنی بجلی کی طرح گزر گیا
۷	زسودائے آں پوشم و ایں خورم	نپرداختم تا غم دیں خورم
	وہ پہنوں اور یہ کھاؤں کے خیال میں	دین کی فکر کرنے میں ہم مشغول نہ ہوئے
۸	دریغا کہ مشغول باطل شدیم	زحق دُور ماندیم و غافل شدیم
	ہائے افسوس، ہم باطل میں مشغول ہو گئے	حق سے دُور رہ گئے اور غافل ہو گئے
۹	چہ خوش گفت با کودک آموزگار	کہ کارے نکردیم و شد روزگار
	استاد نے بچے سے کیا اچھی بات کہی	کہ ہم نے کچھ نہ کیا اور زمانہ گزر گیا

(۱) بباید: چاہیے۔ ہوس کردن: ہوس کرنا۔ از سر بدر: سر سے باہر۔ دور ہوس بازی: ہوس بازی کا زمانہ۔ آمد: آ گیا۔ بسر: سر کو، انتہا کو۔
(۲) کجا: کہاں۔ تازہ گردد: تازہ ہو سکتا ہے۔ دلم: میرا دل۔ بخواہد دمید: پھوٹ پڑے گی۔ از دلم: میرے دل سے۔
(۳) تفرج کناں: تفریح کرتے ہوئے۔ ہوا و ہوس: خواہش اور ہوس۔ گزشتیم: گزرے ہم۔ خاک بسیار کس: بہت لوگوں کی مٹی۔
(۴) کسانیکہ: جو لوگ کہ۔ دیگر: اور۔ بغیب اندر: غیب میں۔ اند: ہیں۔ بیایند: آویں گے۔ برخاک ما: ہماری مٹی پر۔ بگزرند: گزریں گے۔
(۵) دریغا: افسوس۔ فصل جوانی: جوانی کا موسم۔ برفت: نکل گیا۔ بلہو و لعب: کھیل کود میں۔ برفت: نکل گئی۔
(۶) دریغا: افسوس۔ چناں: ایسا۔ روح پرور: روح کو پالنے والا۔ زماں: زمانہ۔ بگزشت: گزر گیا۔ بر ما: ہمارے اوپر۔ چو: مثل۔ برق یماں: یمن کے علاقہ کی بجلی۔
(۷) سودائے فکر آں پوشم: وہ پہنوں۔ ایں خورم: یہ کھاؤں۔ نپرداختم: نہ مشغول ہوا میں۔ تا: کہ۔ غم دیں: دین کا غم۔ خورم: کھاؤں میں۔
(۸) دریغا: افسوس۔ مشغول باطل: باطل میں مشغول۔ شدیم: ہوئے ہم۔ دور ماندیم: دور رہے ہم۔ شدیم: ہوئے ہم۔ (۹) چہ: کیا۔ خوش گفت: اچھا کہا۔ با کودک: بچے کو۔ آموزگار: استاد۔ کارے نکردیم: ہم نے کوئی کام نہ کیا۔ شد: گزر گیا۔ روزگار: زمانہ۔

تشریح: (۱) جب آدمی بڑھاپے کی دہلیز میں قدم رکھ لیتا ہے تو اسے شہوت پرستی اور ہوس پرستی سے منہ موڑ لینا چاہیے۔ کیونکہ اب یہ وقت ان باتوں کا نہیں رہا۔ (۲) جس شخص کا دل بڑھاپے کے مرض سے سفید ہو چکا ہو وہ (دل) جوانی کے سبزہ زار میں بھی سرسبز نہیں ہو سکتا۔
(۳) ہم لوگ حرص و ہوس میں زندگی کی سیر کرتے ہوئے مٹی کی بہت سی ڈھیریوں (قبروں) سے گزر جاتے ہیں۔
(۴) لیکن جو لوگ ابھی دنیا میں نہیں آئے۔ ایک وقت آئے گا۔ وہ ہماری قبروں سے بھی گزر کر چلے جائیں گے۔
(۵) افسوس کہ جوانی کی تمام تر شادابی ختم ہو گئی۔ لیکن عیش و طرب میں پوری زندگی تباہ کر دی۔
(۶) ہائے افسوس: جوانی کا وہ روح پرور زمانہ برق یمانی کی طرح گزر گیا۔ لیکن اسے ضائع کر دیا۔
(۷) میں نے اپنی زندگی کو کھانے و پینے کی فکر میں گنوا دیا۔ دنیوی تفکرات سے فرصت ہی نہ ملی۔ دین کا فکر کیسے ہوتا۔
(۸) افسوس اسی بات کا ہے کہ زندگی بھر باطل کی تاریکیوں میں ڈوبا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ حق و صداقت کی زندگی سے دُوری و غفلت رہی۔
(۹) کسی استاد نے اپنے شاگردوں سے بہت اچھی بات کہی کہ تمام عمر خواہشات کے حصول کے لیے منصوبہ بندی کرتے رہے۔ لیکن مقصد زندگی (فکر دین) ترک کر بیٹھے۔

marfat.com

گفتار اندر غنیمت شمردن قوتِ جوانی پیش از ضعف پیری

کہاوت قوتِ جوانی کو بڑھاپے کے ضعف سے پہلے غنیمت سمجھ لینے کے بیان میں

جوانا رہِ طاعت امروز گیر اے جوان بندگی کا راستہ آج اختیار کرلے	۲	کہ فردا جوانی نیاید ز پیر اس لیے کہ کل بوڑھے سے جوانی نہیں ہو سکتی
فراغِ دلت ہست و نیروئے تن تیرے دل کی بے فکری ہی بدن کی طاقت ہے	۳	چو میداں فراخست گوئے بزن جب میدان کھلا ہے گیند پھینک
من ایں روز را قدر نشناختم میں نے اس وقت کی قدر نہ پہچانی	۴	بدانستم اکنوں کہ در باختم اب میں سمجھا جب میں ہار گیا
قضا روزگارے ز من در ربود قضا ایسا زمانہ مجھ سے اچک لے گئی	۵	کہ ہر روزے ازوے شبِ قدر بود کہ جس کا ہر دن شبِ قدر تھا
چہ کوشش کند پیر خر زیر بار بوجھ کے نیچے بوڑھا گدھا کیا کوشش کرے	۶	تو مے رو کہ بر باد پائی سوار تو چلا چل کہ تیز رو گھوڑے پر سوار ہے
شکستہ قدح گر بہ بندند چست ٹوٹے ہوئے پیالے کو اگر مضبوط بھی باندھ دیں	۷	نیاورد خواہد بہائے درست وہ ثابت کی قیمت نہیں دے سکتا ہے
کنوں کوفتادت بہ غفلت ز دست اب جبکہ وہ غفلت سے تیرے ہاتھ سے گر گیا ہے	۸	طریقے ندارد بجز باز بست اور کوئی تدبیر نہیں ہے کس دینے کے علاوہ
کہ گفتت بجیحوں در انداز تن تجھ سے کس نے کہا تھا کہ جیحون میں کود پڑ	۹	چو افتاد ہم دست و پائے بزن جب کود پڑا ہے تو ہاتھ پیر مار
بہ غفلت بدادی ز دست آبِ پاک پاک پانی تو تو نے غفلت سے ہاتھ سے دیدیا	۱۰	چہ چارہ کنوں جز تیمم بخاک اب سوائے مٹی سے تیمم کرنے کے اور کیا تدبیر ہے

(۱) گفتار: کہاوت۔ غنیمت شمردن: شمار کرنا۔ قوتِ جوانی: جوانی کی قوت پیش از ضعفِ پیری: بڑھاپے کی کمزوری سے پہلے۔ (۲) جوانا: اے جوان۔ رہِ طاعت: عبادت کا راستہ۔ امروز: آج۔ گیر: پکڑ۔ فردا: کل۔ جوانی نیاید: جوانی نہیں آئے گی۔ زپیر: بوڑھے سے۔ (۳) فراغ دلت: تجھے دل کی فراغت۔ ہست: ہے۔ نیروئے تن: بدن کی طاقت۔ چو: جب۔ فراخست: فراخ ہے۔ گوئے بزن: گیند مار۔ (۴) من: میں۔ ایں روز: اس دن۔ نشناختم: نہ پہچانی میں نے۔ بدانستم: میں نے جانا۔ اکنوں: اب۔ درباختم: ہار گیا میں۔ (۵) قضا: تقدیر۔ روزگارے: زمانہ۔ زمن: مجھ سے۔ در ربود: لے گئی۔ ہر روزے: ہر دن۔ ازوے: اس سے۔ شبِ قدر: قدر والی رات جسے قرآن میں لیلۃ القدر کہا گیا ہے جو ہزاروں مہینوں سے افضل ہے۔ (۶) چہ: کیا۔ کند: کرے۔ پیر خر: بوڑھا گدھا۔ زیر بار: بوجھ کے نیچے۔ تو مے رو: تو چلا رہ۔ باد پائے: ہوا کے پاؤں والا گھوڑا۔ اتی: ہے تو۔ (۷) شکستہ: ٹوٹا ہوا۔ قدح: پیالہ۔ بہ بندند: باندھیں۔ چست: مضبوط۔ نیاورد خواہد: نہیں پائے گا۔ بہائے درست: ٹھیک پیالے کی قیمت۔ (۸) کنوں: اب۔ کو: جب کہ وہ۔ فتادت: گر پڑا تیرے۔ ز دست: ہاتھ سے۔ طریقے: کوئی راستہ۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ بجز: سوائے۔ باز بست: پھر باندھنا۔ (۹) کہ گفتت: تجھے کس نے کہا۔ جیحون: خراسان کا ایک دریا۔ در انداز: گرا۔ تن: جسم۔ چو افتاد: جب گر پڑا۔ ہم: بھی۔ دست و پا: ہاتھ پاؤں۔ (۱۰) بدادی: دیا تو نے۔ ز دست: ہاتھ سے۔ آبِ پاک: صاف پانی۔ چہ چارہ: کیا علاج۔ کنوں: اب۔ جز: سوائے۔ تیمم: قصد کرنا مراد مٹی سے وضو کرنا۔ بخاک: مٹی سے۔

تشریح (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ بڑھاپے کے ضعف سے قبل جوانی کی قوت سے ذکر و عبادت پر سعی کا کام لینا چاہیے۔ (۲) چونکہ بڑھاپے کی حالت میں عبادت گزاری دشوار ہوتی ہے، اس لیے جوانی کے عہد میں انسان کو ذکر و عبادت اور فکر و ریاضت میں مشغول رہنا چاہیے۔ (۳) جب دل کو فراغت اور جسم کو قوت حاصل ہو تو زندگی کے میدان میں عبادت کی گیند پھینکنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

(۴) جب جوانی کا میدان میرے ہاتھ میں تھا، اس وقت میں نے قدر نہ کی جب میدان ہاتھ سے نکل گیا تب جوانی ہار چکی تھی۔

(۵) مقدر نے مجھ سے وہ دن چھین لیے جس کا ہر دن و رات لیلۃ القدر کی مانند تھا۔ کہاوت مشہور ہے کہ ایام جوانی اوقات خوشحالی۔

(۶) جس طرح بوجھ تلے دبے ہوئے گدھے کی ہر کوشش رائیگاں جاتی ہے، اسی طرح بڑھاپے کی عبادت بھی کالعدم ہے۔ اے جوان! تو جوانی کے سبز زور گھوڑے پر سوار ہو کر ذکر و عبادت میں مشغول ہو جا۔ (۷) جب پیالہ ٹوٹ جائے تو جوڑنے سے بھی نئے پیالے کی قیمت تک نہیں پہنچ سکتا، بڑھاپا بھی اک ٹوٹا ہوا پیالہ ہے۔ (۸) تیری زندگی کا پیالہ غفلت کے لٹنے کی وجہ سے ٹوٹ چکا ہے، اگر اس کی مرمت ہو بھی جائے، پھر بھی جوانی کے نئے پیالے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۹) کسی شخص کے کہنے پر تو نے خود کو جیحون (خراسان کو دریا) میں گرا دیا ہے، گر دریا میں گر گیا ہے تو پھر ذکر و عبادت کی صورت میں ہاتھ پاؤں مار۔

(۱۰) لاپرواہی کے باعث کسی نے جوانی کا صاف پانی گنوا دیا ہے تو پھر بڑھاپے کی مٹی سے کم از کم تیمم ہی کر لینا چاہیے، تاکہ عبادت کے قابل ہو سکے۔

marfat.com

۱	چو از چابکاں در دویدن گرو	نبردی ہم افتاں و خیزاں برو
	جب تو تیز چلنے والوں سے دوڑنے میں سبقت	نہ لے گیا تو گرتا پڑتا ہی چلا چل
۲	گر آں باد پایاں برفتند تیز	تو بے دست و پائے از نشستن بخیز
	اگر وہ تیز رو تیز چلے گئے	تو بے ہاتھ اور پیر والا بیٹھے رہنے سے اٹھ کھڑا ہو

حکایت در معنی ادراک پیش از فوت

حکایت فوت ہونے سے پہلے حاصل کر لینے کے بیان میں

۴	شبے خوابم اندر بیاباں فید	فرو بست پائے دویدن بقید
	ایک رات فید کے جنگل میں نیند نے میرے	چلنے کے پیر قید میں باندھ دیئے
۵	شتربانے آمد بہول و ستیز	زمام شتر بر سرم زد کہ خیز
	شتربان خوفناکی اور رعب کے ساتھ آیا	اونٹ کی مہار میرے سر پر ماری کہ اٹھ
۶	مگر دل نہادی بمردن ز پس	کہ برمے نخیزی بہ بانگ جرس
	شاید پیچھے رہ کر تیرا مرنے کو ہی جی چاہ رہا ہے	کہ گھنٹے کی آواز سے تو نہیں اٹھتا ہے
۷	مرا ہمچو تو خواب خوش در سرست	ولیکن بیاباں بہ پیش اندرست
	تیری طرح ہمارے سروں میں بھی میٹھی نیند ہے	لیکن صحرا سامنے ہے
۸	تو کز خواب نوشیں بہ بانگ رحیل	نخیزی دگر کے رسی در سبیل
	تو جو کوچ کی آواز سے میٹھی نیند سے	بیدار نہیں ہوتا ہے راستہ پر کب پہنچے گا
۹	فرو کوفت طبل سفر ساروان	بمنزل رسید اول کارواں
	شتربان نے ڈھول پیٹ دیا	شروع کا قافلہ منزل پر پہنچ گیا ہے
۱۰	خنک ہوشیاران فرخندہ بخت	کہ پیش از دہل زن بسازند رخت
	وہ ہوشیار مبارک نصیبہ والے ٹھنڈے دل ہیں	جو ڈھول پیٹنے والے سے پہلے سامان باندھ لیں

(۱) چو، جب۔ چابکاں، تیز لوگ۔ دویدن، بھاگنا۔ گرو، سبقت۔ نبردی، نہ لے جا سکا۔ ہم افتان و خیزاں، گرتا اور اٹھتا ہی۔ برو، چل۔ (۲) آں باد پایاں، وہ ہوا کے پاؤں والے۔ برفتند، چلے گئے۔ بے دست و پا، بغیر ہاتھ پاؤں کے۔ نشستن، بیٹھنا۔ بخیز، کھڑا ہو جا۔ (۳) ادراک، پالینا۔ پیش از فوت، نقصان ہونے سے پہلے۔ (۴) شبے، ایک رات۔ خوابم، نیند نے میرے۔ فید، مکہ کے راستے میں ایک پڑاؤ کا نام۔ فرو بست، باندھ دیئے۔ پائے دویدن، دوڑنے کے پاؤں۔ بقید، بیڑی میں۔ (۵) شتربانے، ایک اونٹ والا۔ آمد، آیا۔ بہول، رعب کے ساتھ۔ ستیز، لڑائی۔ زمام شتر، اونٹ کی مہار۔ بر سرم، میرے سر پر۔ زد، ماری۔ خیز، اٹھ۔ (۶) مگر، شاید۔ نہادی، رکھا تو نے۔ بمردن، مرنے پر۔ ز پس، پیچھے سے۔ برمے نخیزی، کھڑا نہیں ہوتا ہے تو۔ بہ بانگ جرس، گھنٹے کی آواز سے۔ (۷) مرا، مجھ کو۔ ہمچو تو، تیری طرح۔ خواب خوش، میٹھی نیند۔ در سرست، سر میں ہے۔ بہ پیش، سامنے۔ اندر، زائد۔ است، ہے۔ (۸) تو کز خواب نوشیں، تو جو میٹھی نیند سے۔ بانگ رحیل، کوچ کی آواز۔ نخیزی، نہیں اٹھتا ہے۔ دگر، پھر۔ کے رسی، کب پہنچے گا۔ در سبیل، راستے میں۔ (۹) فرو کوفت، کوٹ دیا۔ طبل سفر، سفر کا نقارہ۔ ساروان، اونٹ والا۔ بمنزل، منزل پر۔ رسید، پہنچ گیا۔ اول کارواں، قافلے کا شروع۔ (۱۰) خنک، مبارک۔ فرخندہ بخت، مبارک نصیب والا۔ پیش، پہلے۔ دہل زن، ڈھول پیٹنے والا۔ بسازند رخت، سامان باندھ لیں۔

تشریح: (۱) اگر کوئی شخص تیز رفتار لوگوں سے سبقت نہیں لے جا سکتا تو گرتے پڑتے سفر کر کے منزل کو پالینا چاہیئے۔ (تیز رفتار سے جوانی اور گرتے پڑتے سے مراد بڑھاپا ہے)۔ (۲) اگر تیز رفتاری سے منزل تک جلدی سے پہنچنے کی ہمت نہیں رہی تو آہستہ سے سفر کرنا چاہیئے۔ جو چلے تو کٹ ہی جائے گا سفر آہستہ آہستہ (۳) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ موت سے قبل اپنی عقبیٰ سنوارنے کے لیے ذکر و عبادات میں مشغول ہو جائے۔ (۴) ایک رات میں (شیخ سعدیؒ) مکہ کی طرف جاتے ہوئے فید کے جنگل میں نیند آگئی اور میں (شیخ سعدیؒ) وہیں سو گیا۔ (۵) ایک شتربان (اونٹ کی مہار کھینچنے والا) نے راستے میں سوئے ہوئے شخص (شیخ سعدیؒ) کو نیند سے بیدار کرنے کے لیے سر پہ اونٹ کی مہار دے ماری۔ (۶) اور کہا کہ خودکشی کا ارادہ ہے جو گھنٹے کی آواز سن کر بھی نہیں اٹھتا۔ (جنگل میں اس طرح غفلت کے ساتھ سونا خودکشی کرنے کی مانند ہے)۔ (۷) جس طرح تو (شیخ سعدیؒ) جنگل میں میٹھی نیند میں مگن ہے۔ اسی طرح میرے (شتربان کے) سر میں بھی میٹھی نیند کا وجود ہے لیکن جنگل کے خطرات مجھے سونے نہیں دیتے۔ (۸) جو شخص قافلے کے جانے (کوچ) کا اعلان سن کر بھی نیند سے بیدار نہیں رہتا۔ وہ ہمیشہ قافلے سے بچھڑے ہوئے مسافر کی طرح ٹھوکریں کھاتا ہے۔ (۹) ساربان (ملک الموت) نے سفر (آخرت) کا اعلان کر دیا ہے اور قافلے کا اگلا حصہ (پہلے آنے والے لوگ) منزل تک پہنچ گئے ہیں۔ (۱۰) وہ شخص بہت ہی مبارک ہے جو اعلان سفر (موت) سے پہلے دنیاوی خواہشات کا بستر لپیٹ کر آخرت کے سفر کے لیے تیار ہو جائے۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع دوم
۱	برہ خفتگاں تا برارند سر	نہ بینند رہ رفتگاں را اثر
	راستہ میں سوئے ہوئے جب تک سر اٹھائیں گے	وہ راستہ چلنے والوں کا نشان بھی نہ دیکھیں گے
۲	سبق برد رہ رو کہ برخاست زود	پس از نقل بیدار بودن چہ سود
	وہ مسافر بازی لے گیا جو جلدی اٹھ بیٹھا	روانگی کے بعد بیدار ہونے سے کیا فائدہ
۳	چو شیبت در آمد بروئے شباب	شبت روز شد دیدہ برکن زخواب
	جب تیری جوانی کے چہرے پر بڑھاپا آ جائے	تیری رات دن ہو چکی ہے نیند سے آنکھ کھول لے
۴	من آں روز برکندم از عمر امید	کہ افتادم اندر سیاہی سپید
	میں نے اس دن زندگی سے امید ختم کر دی	جب میری سیاہی میں سفیدی آ گئی
۵	دریغا کہ بگزشت عمر عزیز	بخواہد گزشت ایں دم چند نیز
	ہائے افسوس کہ پیاری عمر گزر گئی	یہ چند سانسیں بھی گزر جائیں گی
۶	گزشت آنچہ در ناصوابی گزشت	وزیں نیز دم در نیابی گزشت
	جو بھی گزرا خرابی میں گزرا	اگر ان سانسوں کو بھی نہ سنبھالا تو یہ بھی گئے
۷	کنوں وقت تخم است اگر پروری	گر امید داری کہ خرمن بری
	اگر تو پالنا چاہتا ہے اب بھی تخم ریزی کا وقت ہے	اگر امید رکھتا ہے کہ کھلیان اٹھائے
۸	بشہر قیامت مرو تنگ دست	کہ وجہے ندارد بحسرت نشست
	تنگ دست ہو کر قیامت کے شہر میں نہ جا	اس لئے کہ حسرت سے بیٹھے رہنا کوئی وجہ نہیں رکھتا
۹	گرت چشم عقلست تدبیر گور	کنوں کن کہ چشمت نخورد است مور
	اگر تیری عقل کی آنکھ ہے تو قبر کی تدبیر	اب کر لے کیونکہ تیری آنکھیں چیونٹیوں نے نہیں کھائی ہیں
۱۰	بمایہ تواں اے پسر سود کرد	چہ سود افتد آں را کہ سرمایہ خورد
	اے صاحبزادے سرمایہ سے نفع کمایا جا سکتا ہے	اسے کیا نفع ہو سکتا ہے جو کہ سرمایہ کھائے

(۱) برہ خفتگاں، راستے میں سوئے ہوئے۔ تا برآرند، جب تک اٹھائیں گے۔ نہ بینند، نہیں دیکھیں گے۔ رہ رفتگاں، راستے پر گزرے ہوئے۔ اثر، نشان قدم۔
(۲) سبق برد، سبقت لے گیا۔ رہ رو، راستہ چلنے والا۔ برخاست زود، جلدی ہی اٹھا۔ پس از نقل، روانہ ہو جانے کے بعد۔ بودن، ہونا۔ چہ سود، کیا فائدہ۔
(۳) چو، جب۔ شیبت در آمد، تجھ کو بڑھاپا آ گیا۔ بروئے شباب، جوانی کے چہرے پر۔ شبت، تیری رات۔ روز شد، دن ہو گئی۔ دیدہ برکن، آنکھیں کھول۔ زخواب، نیند سے۔ (۴) من، میں۔ آں روز، اسی دن۔ برکندم، ختم کر دی۔ افتادم، پڑ گئی میرے۔
(۵) دریغا، افسوس۔ بگزشت، گزر گئی۔ عمر عزیز، پیاری عمر۔ بخواہد گزشت، گزر جائیں گے۔ ایں دم چند، یہ چند سانسیں۔ نیز، بھی۔ (۶) گزشت، گزرا۔ آنچہ، جو کچھ کہ۔ ناصوابی، غلطی۔ وزیں نیز، اور ان میں سے بھی۔ در نیابی، نہیں پاوے گا تو۔ گزشت، گزر جائے گا۔
(۷) کنوں، اب۔ وقت تخم، بیج ڈالنے کا وقت۔ است، ہے۔ پروری، پالے تو۔ امید داری، امید رکھتا ہے تو۔ خرمن، کھلیان۔ بری، لے جاوے تو۔
(۸) بشہر قیامت، قیامت کے شہر میں۔ مرو، مت جا۔ تنگ دست، تنگ ہاتھ والا۔ وجہے ندارد، کوئی سبب نہیں رکھتا۔ بحسرت نشست، حسرت کے ساتھ بیٹھنا۔ (۹) چشم عقلست، عقل کی آنکھ ہے۔ تدبیر گور، قبر کی تدبیر۔ کنوں کن، اب کر۔ چشمت، تیری آنکھ۔ نخورد است، نہیں کھائی ہیں۔ مور، چیونٹی۔
(۱۰) بمایہ، پونجی سے۔ تواں سود کرد، نفع کما سکتے ہیں۔ پسر، لڑکا۔ چہ، کیا۔ سود افتد، نفع حاصل ہو۔ آں را کہ، اس کو کہ۔ سرمایہ خورد، پونجی کھا گیا۔

تشریح: (۱) دنیا کی بھول بھلیوں میں کھو جانے والے جب غفلت کی نیند سے بیدار ہوں گے، (بڑھاپے میں قدم رکھیں گے) زندگی کے قافلے کا نشان تک نہ پائیں گے۔ (۲) جو مسافر پچھلے پہر کی رات میں بیدار ہو کر (نماز تہجد سے) سفر شروع کرتا ہے، وہ کامیابی سے جنگل (دنیا) عبور کرتا ہے۔ اور قافلے کی روانگی کے بعد جاگنے والا پیچھے رہ جاتا ہے۔ (۳) جب چہرے پہ جھریاں آنا شروع ہو جائیں تو یہ جوانی کی رات ختم ہونے اور بڑھاپے کی صبح شروع ہونے کے آثار ہوتے ہیں۔ لہٰذا غفلت کی نیند سے بیدار ہونے کا وقت آن پہنچا۔ (۴) مجھ (شیخ سعدی) پر زندگی کی مایوسی اس وقت چھا گئی تھی، جب میں نے سفید بالوں کی شکل میں بڑھاپے کی آمد آمد محسوس کی۔ (۵) زندگی کے (بچپن و جوانی کے) تمام لمحات گزر گئے اور میں غافل رہا۔ اب یہ بڑھاپے کے چند سانس ہیں، سو یہ بھی گزر جائیں۔ (ذکر و عبادت سے انہیں قیمتی بنا لے) (۶) جوانی خواہشات، حرص و ہوس میں گزر گئی ہے۔ اگر بڑھاپے کے چند رہے سہے سانسوں کو فکر دین، فکر آخرت کا سنبھالا نہ دیا تو یہ بھی گزر جائیں گے۔ (۷) دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور اعمال صالحہ اس کا بیج ہے۔ اگر اس کو پھلا پھولا دیکھنا ہے تو پھر آخرت کی کھیتی (دنیا) میں اعمال صالحہ کا بیج ڈال دے۔ (۸) آخرت کا سکہ نیکی ہے۔ جس کے پاس نیکیاں جس قدر ہوں گی، وہ اسی کے بقدر غنی یا مفلس ہو گا۔ اس لئے دنیا سے خالی ہاتھ نہیں جانا چاہئے۔ (۹) اگر عقل و خرد کی آنکھ موجود ہے تو پھر قبر میں آسانی کی تدابیر پر توجہ دینی چاہئے۔ کیونکہ ابھی تک اعضاء سلامت ہیں، نیکیوں کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ (۱۰) ابھی تیرے پاس تیرا سرمایہ (زندگی) موجود ہے۔ اس سے عمل کا منافع حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جس شخص کا سرمایہ (زندگی) ہی ختم ہو جائے وہ منافع (عمل) کیا کمائے گا۔

marfat.com

کنوں کوش کآب از کمر در گذشت	۱	نہ وقتے کہ سیلاب از سر گذشت
اب کوشش کر کہ پانی کمر سے بڑھا ہوا ہے		نہ اس وقت جب سیلاب سر پر سے گزر جائے گا
کنونت کہ چشمت اشکے ببار	۲	زباں در دہاں است عذرے بیار
اب جب کہ تیری آنکھیں ہیں کچھ آنسو بہالے		منہ میں زبان ہے کچھ عذر بیان کر دے
نہ پیوستہ باشد رواں در بدن	۳	نہ ہموارہ گردد زباں در دہن
روح بدن میں ہمیشہ نہ رہے گی		منہ میں زبان ہمیشہ نہ رہے گی
ز دانندگاں بشنو امروز قول	۴	کہ فردا نکیرت نہ پرسد زہول
جاننے والوں سے آج بات سن لے		تاکہ کل منکر نکیر تجھ سے رعب کے ساتھ نہ پوچھے
غنیمت شمار ایں گرامی نفس	۵	کہ بے مرغ قیمت ندارد قفس
اس قابل قدر سانس کو غنیمت شمار کر		بے پرندہ کا پنجرا کوئی قیمت نہیں رکھتا ہے
مکن عمر ضائع بافسوس و حیف	۶	کہ فرصت عزیز است والوقت سیف
حسرت اور افسوس کے ساتھ عمر ضائع نہ کر		اس لئے کہ فرصت کمیاب ہے اور وقت ایک تلوار ہے

حکایت

کہانی

قضا زندۂ را رگ جاں برید	۸	دگر کس بمرگش گریباں درید
قضا نے ایک زندہ کی جان کی رگ کاٹ دی		دوسرے کسی نے اس کی موت پر گریبان چاک کیا
چنیں گفت بنیندۂ تیز ہوش	۹	چو فریاد و زاری رسیدش بگوش
ایک عقل مند دیکھنے والے نے یہ کہا		جب آہ و زاری اس کے کان میں پڑی
ز دست شما مردہ بر خویشتن	۱۰	گرش دست بودے دریدے کفن
تمہارے ہاتھوں مردہ اپنا		کفن پھاڑ ڈالتا اگر اسے قدرت ہوتی

(۱) کنوں، اب۔ کوش، کوشش کر۔ کآب، جب کہ پانی۔ در گذشت، گزر گیا۔ نہ وقتے کہ، نہ ایسے وقت کہ۔
(۲) کنونت، اب کہ تیری۔ چشمت، آنکھ ہے۔ اشکے ببار، کوئی آنسو بہا۔ دہاں، منہ۔ است، ہے۔ عذرے، کوئی عذر۔ بیار، لا۔ (۳) پیوستہ، ہمیشہ۔ باشد، ہوتی ہے۔ رواں، چالو۔ ہموارہ، ہمیشہ۔ گردد، گھومتی ہے۔ دہن، منہ۔ (۴) دانندگاں، جاننے والے۔ بشنو، سن۔ امروز، آج۔ قول، بات۔ فردا، کل آئندہ۔ نکیرت، منکر نکیر تجھ کو۔ نپرسد، نہ پوچھے۔ زہول، رعب سے۔ (۵) شمار، گن۔ گرامی نفس، عزت والا نفس۔ بے مرغ، بغیر پرندے کے۔ ندارد، نہیں رکھتا۔ قفس، پنجرا۔
(۶) مکن، مت کر۔ حیف، حسرت۔ عزیز، نایاب۔ است، ہے۔ الوقت سیف، وقت تلوار ہے۔
(۷) حکایت، کہانی۔
(۸) قضا، موت۔ رگ جاں، جان کی رگ یعنی شاہ رگ۔ برید، کاٹ دی۔ دگر کس، دوسرا شخص۔ بمرگش، اس کی موت پر۔ درید، پھاڑ لیا۔
(۹) چنیں، ایسے۔ گفت، کہا۔ بنیندہ، دیکھنے والا۔ تیز ہوش، تیز سمجھ والا۔ چو، جب۔ رسیدش، پہنچی اس کو۔ بگوش، کان میں۔
(۱۰) دست شما، تمہارا ہاتھ۔ بر خویشتن، اپنے آپ پر۔ گرش، اگر اس کے۔ دست بودے، ہاتھ ہوتے۔ دریدے، پھاڑ لیتا۔

تشریح: (۱) ابھی زندگی کے حسین لمحات کافی حد تک باقی ہیں۔ انہیں فکر دین و آخرت کے ذریعے قیمتی بنالے۔ جب پانی سر سے گزر جائے گا تو پھر کچھ نہیں رہے گا۔ (۲) آنکھوں کی موجودگی میں آنسو بہا کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرو۔ اور زبان سے توبہ و استغفار کی صورت میں عذر خواہی اس (اللہ تعالیٰ) کے ہاں قبول ہو جائے گی۔ (۳) ابھی نفس و بدن میں جان موجود ہے۔ اور منہ میں زبان موجود ہے۔ اس لئے رضائے الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ورنہ ایک دن آئے گا کہ جسم و جان اور زبان کچھ بھی نہ ہو گا۔ (۴) اگر منکر نکیر کی سخت گیری سے بچنا ہے تو پھر علماء صلحاء سے حصول علم اور ذکر و فکر پر مبنی معلومات حاصل کرنی چاہیئے۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ۔ (۵) اپنی جان عزیز کو قیمتی جان کر ذکر و فکر میں مشغولیت اختیار کرنی چاہیئے۔ کیونکہ پرندے کے بغیر پنجرہ مہمل کے بغیر زندگی بے کار ہے۔ زندگی بے بندگی شرمندگی۔ (۶) حسرت و یاس میں احساس کمتری کا شکار ہو کر زندگی ضائع کرنا عقل مندی نہیں۔ آج کی فرصت کو غنیمت جان کر ذکر و فکر میں صرف کرنا چاہیئے۔ وقت کو تلوار کاٹ رہی ہے۔ (۷) عنوان۔ اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ مرنے والے پر رونے کی بجائے خود اپنی موت کی تیاری لازماً کی جائے۔ (۸) ایک شخص موت کی آغوش میں چلا گیا۔ دوسرا شخص پہلے شخص کی موت کا صدمہ برداشت نہ کرتے ہوئے اپنا گریبان چاک کر دیا۔ (۹) کسی عقلمند آدمی کے کانوں میں ماتم و نوحہ کی آواز پہنچی تو اس پر گفتگو کرتے ہوئے اس نے یوں لب کشائی کی۔ (۱۰) کہ اگر اس مردہ میں زندگی کے کچھ آثار ہوتے یا موت کی حالت میں عقل اور شعور کی کچھ وذرہ رہی ہوتی تو تمہاری اس حالت سے تنگ آکر اپنا کفن پھاڑ دیتا۔

marfat.com

۱	کہ چندیں زتیمار و دردم مپیچ	کہ روزے دو پیش از تو کردم بسیج
	کہ میرے غم اور درد میں اس قدر بل نہ کھا	اس لیے کہ میں نے تجھ سے دو ایک دن پہلے سفر کا ارادہ کیا ہے
۲	فراموش کردی مگر مرگِ خویش	کہ مرگ منت ناتواں کرد و ریش
	شاید تو اپنی موت کو بھول گیا ہے	کہ میرے مرنے نے تجھے کمزور اور زخمی کر دیا ہے
۳	مبصر چوں بر مردہ ریزد گلش	نہ بروئے کہ برخود بسوزد دلش
	جانکار جب مُردے پر اس کی مٹی ڈالتا ہے	اس پر نہیں بلکہ اپنے اوپر اس کا دل جلتا ہے
۴	زہجرانِ طفلے کہ در خاک رفت	چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت
	اس بچہ کے فراق میں جو مٹی میں چلا گیا	کیا روتا ہے وہ تو پاک آیا تھا پاک چلا گیا
۵	تو پاک آمدی پر حذر باش و پاک	کہ ننگ است ناپاک رفتن بخاک
	تو پاک آیا ہے احتیاط اور خطرہ سے رہ	اسلئے کہ مٹی میں ناپاک ہو کر جانا بڑے شرم کی بات ہے
۶	کنوں باید ایں مرغ را پائے بست	نہ وقتے کہ سر رشتہ بردت زدست
	اس پرند کا اب پیر باندھ دینا چاہیے	نہ کہ اس وقت جب تیرے ہاتھ سے رسی چھڑا لے جائیگا
۷	نشستی بجائے دگر کس بسے	نشینند بجائے تو دیگر کسے
	تو دوسرے کی جگہ پر بیٹھا ہے	اب تیری جگہ کوئی دوسرا بیٹھے گا
۸	اگر پہلوانی دگر تیغ زن	نخواہی بدر بردن الا کفن
	خواہ تو پہلوان ہے خواہ تلوار باز	سوائے کفن کے کچھ نہ لے جا سکے گا
۹	خرِ وحش اگر بگسلاند کمند	چو در ریگ ماند شود پائے بند
	گورخر اگر پھانسا پھسلا دے	جب ریت میں دھنس جائے پابند ہو جاتا ہے
۱۰	ترا نیز چنداں بود دست زور	کہ پا نرفت است در ریگِ گور
	تجھ میں بھی طاقت اسی وقت تک ہے	جب تک تیرا پیر قبر کی ریت میں نہیں گیا ہے

(۱) چندیں: اتنا۔ تیمار: غم۔ مپیچ: مت بیچ کھا۔ روزے دو: ایک دن۔ پیش از تو: تجھ سے پہلے۔ کردم: کیا میں نے۔ بسیج: ارادہ۔ (۲) فراموش کردی: بھلا دیا تو نے۔ مگر: شاید۔ مرگِ خویش: اپنی موت۔ مرگ منت: میری موت نے تجھ کو۔ ناتواں: کمزور۔ کرد: کر دیا۔ ریش: زخمی۔ (۳) مبصر: بصیرت والا، محقق۔ چوں: جب۔ ریزد: ڈالتا ہے۔ گلش: اس کی مٹی۔ بروئے: اس پر۔ نہ: بلکہ۔ برخود: اپنے اوپر۔ بسوزد: جلتا ہے۔ دلش: اس کا دل۔ (۴) زہجرانِ طفلے کہ: اس بچے کی فرقت سے جو کہ۔ درخاک: مٹی میں۔ رفت: چلا گیا۔ چہ نالی: کیا روتا ہے تو۔ پاک آمد: پاک آیا۔ پاک رفت: پاک چلا گیا۔ (۵) آمدی: آیا تو۔ پر حذر باش: پرہیزگار ہو۔ ننگ است: شرم کی بات ہے۔ رفتن: جانا۔ بخاک: مٹی میں۔ (۶) کنوں باید: اب چاہیے۔ ایں مرغ: اس پرند۔ پائے بست: پاؤں باندھنا۔ نہ وقتے کہ: جس وقت کہ۔ سر رشتہ: دھاگہ۔ بردت: لے گیا۔ زدست: ہاتھ سے۔ (۷) نشستی: بیٹھا ہے تو۔ بجائے دگر کس: دوسرے لوگوں کی جگہ۔ بسے: بہت۔ نشینند: بیٹھیں گے۔ بجائے تو: تیری جگہ۔ دیگر کسے: دوسرے شخص۔ (۸) پہلوانی: پہلوان ہے تو۔ تیغ زن: تلوار مارنے والا۔ نخواہی بدر بردن: نہیں لے جائے گا تو۔ الا: سوائے۔ کفن: میت کے کپڑے۔ (۹) خرِ وحش: گورخر، جنگلی گدھا۔ بگسلاند: توڑ لے۔ کمند: پھندا۔ چو: جب۔ در ریگ: ریت میں۔ ماند: رہ گیا۔ شود: ہو جاتا ہے۔ پائے بند: قیدی۔ (۱۰) ترا: تجھ کو۔ نیز: بھی۔ چنداں بود: اس قدر ہوتی ہے۔ دست زور: قوت۔ پایت: تیرے پاؤں۔ نرفت است: نہیں دھنسے ہیں۔ ریگِ گور: قبر کی ریت۔

تشریح: (۱) اور زبانِ حال سے یوں گویا ہوتا کہ میرے مرنے پر اس قدر بیقراری مت دکھاؤ، کیونکہ آج مجھے موت آئی ہے۔ اور کل تم لوگ وفات پا جاؤ گے۔ (۲) تمہارے اس رویّے (ماتم و نوحہ) سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں موت یاد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تم لوگوں کو میری موت سے اتنا صدمہ ہوا ہے۔ (۳) عقل و خرد کا حامل شخص جب مُردے پر مٹی ڈالتا ہے تو یہ سوچ کر اس کا دل پیچ جاتا ہے کہ کل کلاں اسی طرح مجھ پر بھی مٹی ڈالی جائے گی۔ (۴) صغر سنی کی حالت میں جس بچے کو موت آتی ہے، اس کا غم کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ (بچہ) اپنی تمام تر معصومیتوں سمیت دنیا سے رخصت ہو گیا ہے۔ (۵) ہر انسان دنیا میں بچے کی طرح پاکیزہ ہو کر آتا ہے۔ لیکن جوانی کے جوش میں گناہوں کی غلاظت اپنے سر لادتا ہے۔ اسے چاہیے پرہیزگاری اختیار کر کے پاک ہو کر دنیا سے جائے۔ (۶) جسم کے پنجرے میں بند روح کے پرندے کو تقویٰ و پرہیزگاری کے شکنجے میں جکڑ دینا چاہیے کیونکہ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر جانا اب کچھ ختم کرنے کے مترادف ہے۔ (۷) اپنے وقت کا انسان جس جگہ پر بیٹھتا ہے۔ وہ یہ بھی سوچے کہ کل یہاں وہ لوگ بھی بیٹھے تھے جو آج دنیا میں موجود نہیں۔ (۸) اس دنیا میں کوئی بھی شخص ضعیف ہے یا طاقتور، جب دُنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کے پاس صرف "کفن" ہوتا ہے۔ (۹) جنگلی گدھا (گورخر) اگر اپنے گلے سے پھندا نکلوا کر یا تڑوا کر بھاگتا ہے تو ریت میں دھنس کر پھر گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی موت میں دھنس کر گرفتار ہو جاتا ہے۔ (۱۰) انسان کے جسم و جان میں اس وقت تک قوت ہے جب تک قبر کی ریت میں اس کے قدم دھنس نہیں جاتے۔

marfat.com

منہ دل بریں سالخوردہ مکاں	۱	کہ گنبد نیاید برو گردگاں
اس پرانے مکان سے دل نہ لگا		اس لیے کہ گنبد پر اخروٹ نہیں ٹھہرتے ہیں
چوں دے رفت فردا نیاید بدست	۲	حساب از ہمیں یک نفس کن کہ ہست
جبکہ کل گزشتہ چلی گئی کل آئندہ ہاتھ میں آنے والی نہیں ہے		اسی ایک سانس کا حساب کرلے جو موجود ہے

حکایت

کہانی

فرو رفت جم را یکے نازنین	۴	کفن کرد چوں کرمش ابریشمین
جمشید کا ایک نازوں کا پالا مر گیا		ریشم کے کیڑے کی طرح اس کا کفن ریشمیں بنا دیا
بدخمہ درآمد پس از چند روز	۵	کہ بروے بگرید بزاری و سوز
چند روز بعد قبر کے گنبد کے پاس آیا		تاکہ اس پر زاری اور سوز سے روئے
چو بوسیدہ دیدش حریریں کفن	۶	بفکرت چنیں گفت با خویشتن
جب اس کا ریشمیں کفن بوسیدہ دیکھا		فکر میں اپنے آپ سے یہ کہا
من از کرم برکندہ بودم بزور	۷	بکندند ازو باز کرمان گور
میں نے ریشم کے کیڑے سے جبراً چھینا تھا		قبر کے کیڑوں نے اس سے دوبارہ چھین لیا
دو بیتم جگر کرد روزے کباب	۸	کہ مے گفت گویندۂ بارباب
ایک دن دو شعروں نے میرا جگر کباب بنا دیا		جو پڑھنے والا رباب پر پڑھ رہا تھا
دریغا کہ بے ما بسے روزگار	۹	بروید گل و بشکفد لالہ زار
ہائے افسوس، ہمارے بغیر عرصے تک		پھول اگیں گے اور لالہ زار کھلے گا
بسے تیر و دے ماہ و اُردی بہشت	۱۰	برآید کہ ما خاک باشیم و خشت
بہت سے تیر اور دے اور اردی بہشت		گزریں گے کہ ہم مٹی اور اینٹ ہوں گے

(۱) منہ: مت رکھ۔ بریں: اس پر۔ سال خوردہ: پرانا۔ نیاید: نہیں ٹھہرتا۔ برو: اس پر۔ گردگاں: اخروٹ۔
(۲) چوں: جب۔ دے: کل گزشتہ۔ رفت: نکل گیا۔ فردا: کل آئندہ۔ نیاید: نہیں آوے گا۔ بدست: ہاتھ میں۔ ہمیں یک نفس: یہی ایک سانس۔ کن: کر۔ کہ ہست: جو کہ ہے۔
(۳) حکایت: کہانی۔
(۴) فرو رفت: نیچے چلی گئی یعنی قبر میں۔ جم: جمشید کا مخفف ہے جو ایران کا بادشاہ تھا۔ یکے: ایک۔ نازنین: نزاکت والی محبوبہ۔ کرد: کیا۔ چو کرمش: ریشم کے کیڑے کی طرح اس کا۔ ابریشمیں: ریشم والا۔
(۵) بدخمہ: مقبرے میں۔ درآید: آیا۔ پس از چند روز: چند دنوں کے بعد۔ بروے: اس پر۔ بگرید: روئے۔ بزاری و سوز: زاری اور سوز کے ساتھ۔ (۶) چو: جب۔ بوسیدہ: گھسا ہوا۔ دیدش: دیکھا اس کا۔ حریریں کفن: ریشمی کفن۔ بفکرت: فکر میں۔ چنیں: ایسے۔ گفت: کہا۔ با خویشتن: اپنے آپ سے۔ (۷) من: میں۔ کرم: کیڑا۔ برکندہ بودم: اتارا تھا میں نے۔ بزور: طاقت سے۔ بکندند: چھین لیے گئے۔ باز: پھر۔ کرمان گور: قبر کے کیڑے۔
(۸) دو بیتم: دو شعروں نے مجھ کو۔ کرد: کر دیا۔ روزے: ایک دن۔ کباب: آگ پر بھنے ہوئے گوشت کی طرح۔ مے گفت: کہہ رہا تھا۔ گویندہ: ایک کہنے والا۔ بارباب: رباب پر۔ (۹) دریغا: ہائے افسوس۔ بے ما: ہمارے بغیر۔ بسے: بہت۔ روزگار: زمانہ۔ بروید گل: اگیں گے پھول۔ بشکفد: کھلیں گے۔ لالہ زار: باغ۔
(۱۰) بسے: بہت سے۔ تیر ماہ: ساون۔ دے: ماگھ۔ اُردی بہشت: جیٹھ۔ برآید: آویں گے۔ ما: ہم۔ خاک باشیم: مٹی ہو جائیں گے۔ خشت: اینٹ۔

تشریح: (۱) یہ دنیا بہت پرانی ہے۔ گنبد کی طرح گول ہے۔ جس طرح گنبد پر اخروٹ نہیں ٹک سکتا۔ اسی طرح دنیا میں انسان بھی نہیں ٹھہر سکتا۔
(۲) انسان کے جسم میں چلنے والی سانس جو ایک بار باہر نکل جاتی ہے وہ پھر واپس نہیں آتی۔ کل گزر گئی آج بھی گزر جائے گا۔ چنانچہ انسان آج ہی ذکر و عبادت شروع کردے۔ (۳) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کفن ادنیٰ کپڑے کا ہو یا اعلیٰ کا، قبر دونوں کو ختم کر دیتی ہے۔ مردے کو کیڑے ختم کر دیتے ہیں لیکن اعمال صالحہ سے دونوں محفوظ رہتے ہیں۔ (۴) ایران کے بادشاہ جمشید کی محبوبہ فوت ہو گئی۔ اس نے فرطِ محبت میں آکر اسے ریشمی کفن پہنا دیا۔
(۵) کچھ عرصہ گزرا کہ وہ (جمشید) اپنی محبوبہ کی قبر پر آیا۔ تاکہ گریہ و زاری کرے۔ اور اپنے فراق و ہجر کے زخم دکھائے۔ (۶) اس (محبوبہ) کی قبر پہ کیا دیکھتا ہے کہ قبر گر چکی ہے۔ کفن تار تار ہے اور محبوبہ کے جسم کو کیڑے کھا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ دیکھ کر اس نے خود کلامی شروع کر دی اور کہا۔
(۷) میں (جمشید) نے طاقت کے بل بوتے پر ریشم کے کیڑوں سے یہ کفن چھینا تھا۔ لیکن قبر کے کیڑوں نے پھر اس (محبوبہ) سے چھین لیا۔
(۸) ایک دن کوئی گلوکار رباب کے سُروں کے ساتھ گا رہا تھا۔ جب میں (جمشید) نے سنا تو دو شعروں نے میرا جگر جلا دیا۔
(۹) ان دو شعروں کا مفہوم یہ تھا کہ ہائے افسوس۔ اس دنیا سے ہم چلے جائیں گے۔ ہزاروں بہاریں آئیں گی۔ پھول اگتے رہیں گے۔ لالہ زار کھلتے رہیں گے۔
(۱۰) یہ سال، یہ مہینے، یہ جیٹھ، یہ دن (ساون، ماگھ، جیٹھ) اپنی روش پر آتے رہیں گے۔ لیکن ہم مٹی بن چکے ہوں گے۔ لوگ اس کی اینٹیں بنا چکے ہوں گے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

یکے پارسا سیرت حق پرست	۲	فتادش یکے خشت زریں بدست
ایک حق پرست، پارسا سیرت		کے ہاتھ سونے کی ایک اینٹ لگ گئی
سر ہوشمندش چناں خیرہ کرد	۳	کہ سودا دل روشنش تیرہ کرد
اس کے ہوشمند سر کو ایسا دیوانہ کر دیا		کہ جنون نے اس کے روشن دل کو تاریک کر دیا
ہمہ شب در اندیشہ کیں گنج و مال	۴	درو تا زیم رہ نیابد زوال
تمام رات اسی خیال میں رہا کہ یہ خزانہ اور مال		جب تک میں زندہ ہوں اس پر زوال نہ آئے گا
دگر قامت عجزم از بہر خواست	۵	نباید بر کس دوتا کرد راست
اب مجھے درخواست کیلئے اپنے عاجزی کے قد کو		کسی کے سامنے سیدھا ٹیڑھا نہ کرنا چاہیئے
سرائے کنم پائے بستش رخام	۶	درختان سقفش ہمہ عود خام
ایسی حویلی بناؤں گا جس کی بنیادیں سنگ مرمر کی		اس کی چھت کی کڑیاں سب خالص عود کی ہوں گی
یکے حجرہ خاص از پئے دوستاں	۷	در حجرہ اندر سرا بوستاں
دوستوں کے لئے ایک مخصوص کمرہ ہوگا		جس کا دروازہ پائیں باغ میں ہوگا
بفرسودم از رقعہ بر رقعہ دوخت	۸	تف دیگراں چشم و مغزم بسوخت
پیوند پر پیوند لگانے سے میں گھس گیا		دوسروں کے مطبخ کی گرمی نے میری آنکھیں اور بھیجا جلا دیا
دگر زیر دستاں پزندم خورش	۹	براحت دہم روح را پرورش
اب ماتحت میرا کھانا پکائیں گے		تو میں آرام سے روح کی پرورش کروں گا
بسختی بکشت ایں نمد بسترم	۱۰	روم زیں سپس عبقری گسترم
میرے بستر کے کمبل نے سختی کی وجہ سے مجھے مار ڈالا		اب اس کے بعد میں قیمتی کپڑا بچھاؤں گا

(۱) حکایت: کہانی۔
(۲) یکے: ایک۔ پارسا: پرہیزگار۔ سیرت: عادت یا خصلت۔ حق پرست: حق کو پوجنے والا۔ فتادش: پڑ گئی اس کے۔ یکے خشت: ایک اینٹ۔ زریں: سونے کی۔ بدست: ہاتھ میں۔ (۳) سر ہوشمندش: اس کا ہوش والا سر۔ چناں: ایسا۔ خیرہ کرد: خراب کیا۔ سودا: جنون۔ دل روشنش: اس کا روشن دل۔ تیرہ کرد: تاریک کر دیا۔
(۴) ہمہ شب: تمام رات۔ در اندیشہ: سوچ میں۔ کیں گنج و مال: کہ یہ خزانہ اور مال۔ درو: اس میں۔ تا زیم: جب تک میں جیوں۔ نیابد: نہ پاوے۔ زوال: نقصان۔ (۵) دگر: پھر۔ قامت عجزم: اپنی عاجزی کا قد۔ از بہر خواست: سوال کے واسطے۔ نباید: نہیں چاہیئے۔ بر کس: کسی شخص کے پاس۔ دوتا: دوہرا۔ کرد: کرنا۔ راست: سیدھا۔ (۶) سرائے: ایک گھر۔ کنم: بناؤں گا میں۔ پائے بستش: اس کی دیواریں۔ رخام: سنگ مرمر۔ درختاں سقفش: اس کے چھت کے درخت یعنی لکڑیاں۔ ہمہ: تمام۔ عود خام: کچا صندل۔
(۷) یکے: ایک۔ از پئے دوستاں: دوستوں کے واسطے۔ در حجرہ: حجرے کا دروازہ۔ سرا بوستاں: وہ گھر جو باغ میں ہو۔ (۸) بفرسودم: میں گھس گیا ہوں۔ رقعہ: ٹکڑا۔ دوخت: ماضی بمعنی مصدر: سینا۔ تف دیگراں: چولہے کی گرمی۔ چشم و مغزم: میرا بھیجا اور آنکھ۔ بسوخت: جلا دیا۔ (۹) دگر: پھر۔ زیر دستاں: ماتحت لوگ۔ پزندم: پکائیں گے میرا۔ خورش: کھانا۔ براحت دہم: آرام سے دوں گا میں۔ (۱۰) بسختی: سختی سے۔ بکشت: مار ڈالا۔ ایں نمد بسترم: نمدے کے اس بستر نے مجھ کو۔ روم: جاؤں گا میں۔ زیں سپس: اس کے پیچھے۔ عبقری: عبقر کا بنا ہوا ریشم۔ گسترم: بچھاؤں گا میں۔

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر انسان کے پاس سونے کی اینٹیں بھی ہوں تو اسے حرص و طمع نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ انفاق فی سبیل اللہ سے اپنی آخرت سنوارنی چاہیئے۔ (۲) کسی نیک سیرت و متقی آدمی کو (قدرت کی طرف سے آزمائش تھی) سونے کی اینٹ مل گئی۔
(۳) سونے کی اینٹ ملنے سے اس کا دماغ فتور میں آ گیا اور دل پہ تاریکی چھا گئی چنانچہ تمام زہد و تقویٰ سیرت و کردار کافور ہو گئے۔
(۴) اسے ہر وقت یہی فکر لاحق ہو گئی کہ سونے کی اینٹ کی صورت جو خزانہ ملا ہے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میرے پاس رہے۔
(۵) اس خزانے کی موجودگی میں مجھے ضروریات کی تکمیل کے لیے نہ سر جھکانا پڑے گا اور نہ ہی کسی کی خوشامد کے لیے آداب کا تکلف کرنا پڑے گا۔
(۶) چنانچہ اس (متقی) کے دل میں ہزاروں خواہشیں جنم لینے لگیں۔ وہ سوچنے لگا کہ ایک ایسا گھر بناؤں گا جس کی دیواریں سنگ مرمر کی اور چھت صندل (لکڑی) کی ہوگی۔ (۷) قریبی دوستوں کے لیے ایسی بیٹھک بناؤں گا کہ بہاروں کے مزوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے اس (بیٹھک) کے دروازے پائیں باغ کی طرف کھلتے ہوں گے۔ (۸) پیوند لگے ہوئے پھٹے کپڑے پہن پہن کر تنگ آ گیا ہوں، کھانا تیار کرتے وقت چولہے کی گرمی سے میری آنکھیں اور دماغ جل گئے ہیں۔
(۹) اب ملازموں سے کھانا تیار کرا کے تناول کیا کروں گا۔ فراغت کی وجہ سے آرام و سکون کی زندگی خوب بسر ہوگی۔
(۱۰) کھردرے کمبل پر سو سو کر تنگی نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لہٰذا اب میں ریشم کے نرم و نازک بستر پر آرام سے سویا کروں گا۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع ثانی
خیالش خرف کرد کالیوہ رنگ	۱	بمغزش فرو برد خرچنگ چنگ
خیال نے اس کو مبہوت اور دیوانہ وار بنا دیا		کیکڑے نے اس کے دماغ میں پنجے گھسا دیئے
فراغ مناجات ورازش نماند	۲	خور و خواب و ذکر و نمازش نماند
اللہ سے ہمکلامی اور راز کی اس کو فرصت نہ رہی		اس کے لئے کھانا اور سونا اور ذکر اور نماز نہ رہا
بصحرا بر آمد سراز کبر مست	۳	کہ جائے نبودش قرار و نشست
فریب سے مست ہو کر جنگل کو نکل گیا		اسلئے کہ اب اس کا ٹھکانا اور بیٹھنا ایک جگہ نہ رہا تھا
یکے بر سر گو گل مے سرشت	۴	کہ حاصل کند زاں گل گور خشت
ایک شخص ایک قبر پر مٹی گوندھ رہا تھا		تاکہ اس قبر کی مٹی سے اینٹ بنائے
باندیشہ در خود فرو رفت پیر	۵	کہ اے نفس کوتہ نظر پند گیر
بوڑھا فکر میں ڈوب گیا		کہ اے کوتاہ نظر نفس نصیحت حاصل کر
چہ بندی دریں خشت زریں دلت	۶	کہ یک روز خشتے کنند از گلت
اس سونے کی اینٹ میں کیا دل لگاتا ہے		ایک روز تیری مٹی سے بھی اینٹ بنائیں گے
طمع را نہ چنداں دہانست باز	۷	کہ بازش نشیند بیک لقمہ آز
لالچ کا منہ ایسا کھلا ہوا نہیں ہے		کہ اس کی حرص ایک لقمہ میں فرد ہو جائے
بدار اے فرومایہ زیں خشت دست	۸	کہ جیحوں نشاید بہ یک خشت بست
اے کمینے! اس اینٹ سے دست کش ہو جا		جیحون کو ایک اینٹ سے نہیں روکا جا سکتا
تو غافل در اندیشۂ سود و مال	۹	کہ سرمایۂ عمر شد پائمال
نفع اور مال کی فکر میں تو اس سے غافل ہے		کہ زندگی کا سرمایہ پائمال ہو گیا ہے
بریں خاک چنداں صبا بگزرد	۱۰	کہ ہر ذرہ از ما بجائے برد
اس خاک پر اس قدر باد صبا گزرے گی		کہ ہمارا ہر ذرہ ایک جگہ اڑا لے جائے گی

(۱) خیالش: اس کا خیال۔ خرف کرد: کند ذہن ہو گئے۔ کالیوہ رنگ: دیوانے کی طرح۔ بمغزش: اس کے مغز میں۔ فرو برد: گاڑ دیا۔ خرچنگ: کیکڑا۔ چنگ: پنجا۔ (۲) فراغ مناجات: خدا سے سرگوشی کی فرصت۔ ورازش: اس کے ساتھ راز۔ نماند: نہ رہی۔ خور و خواب: کھانا اور سونا۔ (۳) بصحرا بر آمد: جنگل میں آیا۔ سراز کبر مست: سر تکبر سے بھرا۔ جائے نبودش: جگہ نہ رہی اس کے لئے۔ نشست: بیٹھنا۔ (۴) یکے: ایک۔ بر سر گور: قبر کے سرہانے۔ گل: مٹی۔ مے سرشت: گوندھتا تھا۔ حاصل کند: حاصل کرے۔ زاں گل گور: اس قبر کی مٹی سے۔ خشت: اینٹ۔ (۵) اندیشہ: فکر۔ در خود: اپنے آپ میں۔ فرو رفت: نیچے چلا گیا۔ پیر: بوڑھا۔ نفس کوتہ نظر: چھوٹی نظر والے نفس۔ پند گیر: نصیحت حاصل کر۔ (۶) چہ بندی: کیا باندھتا ہے تو۔ دریں خشت زریں: سونے کی اس اینٹ میں۔ دلت: اپنا دل۔ یک روز: ایک دن۔ خشتے کنند: اینٹ بنالیں گے۔ از گلت: تیری مٹی سے۔ (۷) طمع: لالچ۔ چنداں: اتنا۔ دہانست: منہ ہے۔ باز: کھلا۔ بازش نشیند: واپس بیٹھ جائے یعنی بند ہو جائے۔ بیک لقمہ آز: حرص کے ایک لقمے سے۔ (۸) بدار: اٹھالے۔ فرومایہ: کمینہ۔ زیں خشت: اس اینٹ سے۔ دست: ہاتھ۔ جیحوں: خراسان کا ایک دریا۔ نشاید بست: نہیں باندھ سکتے۔ بیک خشت: ایک اینٹ سے۔ (۹) اندیشۂ سود و مال: مال اور نفع کی فکر میں۔ سرمایۂ عمر: زندگی کا سرمایہ۔ شد پائمال: برباد ہو گیا۔ (۱۰) بریں خاک: اس مٹی پر۔ چنداں: اس قدر۔ صبا: صبح کی ہوا۔ بگزرد: گزرے گی۔ از ما: ہمارے۔ بجائے برد: کسی جگہ لے جائے گی۔

تشریح: (۱) ان تفکرات وخیالات نے اس کے دماغ میں اک کھلبلی سی مچادی۔ اس پر خواہشات کا اک جنون سوار ہو گیا۔
(۲) وہ ان فرسودہ فکر میں ایسا گم ہوا کہ اسے خورد و نوش، ذکر اور عبادت (فکر دین و آخرت) سب کچھ بھول گیا۔
(۳) وہ دمشقی اپنے دماغ کے تمام کبر و غرور کے ساتھ جنگل کی طرف چلا گیا۔ کیونکہ اب چھوٹی سی جھونپڑی سے اس کا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔
(۴) جنگل میں جا کر دیکھا کہ وہاں ایک شخص مٹی گوندھ رہا ہے۔ تاکہ اس سے اینٹیں بنا کر قبر پر لگائی جائیں۔
(۵) عمر رسیدہ (دمشقی) نے یہ منظر دیکھا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا، اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے کوتاہ نظر: تجھے کچھ نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔ (۶) تو (نفس) نے سونے کی اینٹ پا کر اپنی سوچ و مزاج ہی تبدیل کر دیا۔ اس (سونے کی اینٹ) سے دل لگانا صحیح نہیں، کیونکہ اک دن تیری مٹی کی بھی اینٹ بنے گی۔ (۷) جب کسی پر حرص وطمع کا دروازہ کھلتا ہے تو پھر وہ ننانوے کے چکر میں آگے بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ (سونے کی) ایک اینٹ کے بعد دوسری پھر تیسری کی طمع (۸) حرص وطمع میں دریائے جیحوں سے بھی زیادہ وسعت پائی جاتی ہے۔ ان (حرص وطمع) کے سیلاب کے سامنے ایک آدھ اینٹ بند باندھنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ (۹) تیری (دمشقی کی) کھوپڑی میں دنیوی مال ومنال بڑھانے کی فکر جاگزیں ہو چکی ہے۔ جبکہ دین و آخرت کا سرمایہ (ذخیرہ) تباہی کے دہانے پر آچکا ہے۔
(۱۰) جب تو (انسان) مر کر خاک ہو جائے گا تو اس خاک کو نہ جلنے ہوائیں کہاں سے کہاں تک اڑا لے جائیں گی۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	غبارِ ہوا چشمِ عقلت بدوخت	سمومِ ہوس کشتِ عمرت بسوخت
	خواہش کے غبار نے تیری عقل کی آنکھیں سی دی ہیں	ہوس کی لو نے تیری زندگی کی کھیتی جلادی ہے
۲	بکن سرمۂ غفلت از چشم پاک	کہ فردا شوی سرمہ در زیرِ خاک
	غفلت کا سرمہ آنکھ سے صاف کردے	اس لیے کہ کل کو تو مٹی کے نیچے سرمہ ہوگا

حکایتِ عداوت درمیانِ دو شخص

دو شخصوں کے درمیان عداوت کا قصہ

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۴	میانِ دو تن دشمنی بود و جنگ	سر از کبر بر یک دگر چوں پلنگ
	دو شخصوں میں دشمنی اور لڑائی تھی	تکبر کی وجہ سے ایک کا سر دوسرے پر چیتے کی طرح تھا
۵	ز دیدار ہم تا بحدے رماں	کہ بر ہر دو تنگ آمدے آسماں
	ایک دوسرے کے دیکھنے سے بھی اسقدر متنفر تھا	کہ دونوں پر آسمان تنگ ہو گیا تھا
۶	یکے را اجل در سر آورد جیش	سر آمد برو روزگارانِ عیش
	ایک کے سر پر موت لشکر دوڑا لائی	اس کی زندگی کا زمانہ ختم ہوگیا
۷	بد اندیش وے را درون شاد گشت	بگورش پس از مدتے بر گذشت
	اس کے مخالف کا دل خوش ہوا	وہ ایک زمانہ کے بعد اس کی قبر پر سے گزرا
۸	شبستانِ گورش گل اندودہ دید	کہ وقتے سرایش زر اندودہ دید
	اس کی قبر کے شبستان کا دروازہ لپا ہوا دیکھا	جبکہ ایک وقت اس کا محل سونے سے لپٹا تھا
۹	ز روئے عداوت بہ بازوئے زور	یکے تختہ برکندش از روئے گور
	بازو کی طاقت سے عداوت کی وجہ سے	اس کی قبر پر سے ایک تختہ اکھاڑا
۱۰	سرِ تاجور دیدش اندر مغاک	دو چشمِ جہاں بینش آگندہ خاک
	اس کا تاج والا سر گڑھے میں دیکھا	اس کی دنیا کو دیکھنے والی دونوں آنکھیں خاک بھری دیکھیں

(۱) غبارِ ہوا، خواہش کا غبار۔ چشمِ عقلت، تیری عقل کی آنکھ۔ بدوخت، سی دی ہے۔ سمومِ ہوس، ہوس کی لو۔ کشتِ عمرت، تیری عمر کی کھیتی۔ بسوخت، جلادی۔
(۲) بکن، کر۔ سرمۂ غفلت، غفلت کا سرمہ۔ از چشم، آنکھ سے۔ فردا، کل آئندہ۔ شوی، ہووے گا تو۔ زیرِ خاک، مٹی کے نیچے۔
(۳) عداوت، دشمنی۔ درمیانِ دو شخص، دو شخصوں کے درمیان۔
(۴) میانِ دو تن، دو شخصوں کے درمیان۔ بود، تھی۔ سر از کبر، سر تکبر سے۔ بر یک دگر، ایک دوسرے پر۔ چوں پلنگ، چیتے کی طرح۔ (۵) ز دیدار، دیکھنے سے۔ ہم، بھی۔ تا بحدے، اس حد تک۔ رماں، بھاگنے والے۔ بر ہر دو، دونوں کے اوپر۔ تنگ آمدے، تنگ آجاتا۔
(۶) یکے را، ایک کو۔ اجل، موت۔ در سر، سر میں۔ آورد، لایا۔ جیش، لشکر۔ سر آمد، سر سے پہنچ گیا۔ برو، اس پر۔ روزگارانِ عیش، زندگی کا زمانہ۔
(۷) بد اندیش وے، اس کا دشمن۔ درون، اندر یا دل۔ شاد گشت، خوش ہوگیا۔ بگورش، اس کی قبر پر۔ پس از مدتے، ایک مدت کے بعد۔ بر گذشت، گزرا۔
(۸) شبستانِ گورش، اس کی قبر کی خواب گاہ۔ گل اندودہ، مٹی سے لپی ہوئی۔ دید، دیکھی۔ کہ وقتے، جو کہ ایک وقت۔ سرایش، اس کا گھر۔ زر اندودہ، سونے سے لپا ہوا۔
(۹) ز روئے عداوت، دشمنی کی وجہ سے۔ بازوئے زور، طاقت کے بازو سے۔ یکے، ایک۔ برکندش، اکھاڑ دیا اس کا۔ از روئے گور، قبر کے اوپر سے۔ (۱۰) سرِ تاجور، تاج والا سر۔ دیدش، دیکھا اس کا۔ مغاک، گڑھا۔ دو چشمِ جہاں بینش، اس کی جہان دیکھنے والی دو آنکھیں۔ آگندہ خاک، مٹی سے بھری ہوئی۔

تشریح (۱) خواہشوں کے غبار نے تیری آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے اور ہوس کی تیز لُو نے تیری (حریص انسان کی) دنیوی و اخروی زندگی کی فصل کو جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ (۲) تیری (حریص انسان کی) آنکھوں میں حرص و طمع اور غفلت کا سرمہ پڑ چکا ہے۔ اسے نکالے بغیر فکرِ دین و آخرت کا ہوش لانے ہوئے آنکھیں نہیں کھلیں گی۔ (۳) عنوان: اس حکایت میں دو شخصوں کی دشمنی کے واقعہ میں قبر کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ قبر کی مٹی تمام گناہگاروں کو سرمہ بنا دیتی ہے۔ لہٰذا عبرت حاصل کر کے آخرت سنواری جائے۔ (۴) دو شخص ایک دوسرے کی دشمنی میں اس طرح سرگرم تھے کہ ہر وقت چیتے کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے کی تدابیر سوچا کرتے تھے۔ (۵) وہ (دونوں دشمن) باہمی مخالفت و عداوت کی آگ میں اتنے جل چکے تھے کہ ایک دوسرے کو دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ (۶) ان دونوں میں سے ایک کو موت آگئی اور وہ دنیا سے چل بسا۔ قبر کی گود میں جا کر اُسے پناہ ملی۔ (۷) اپنے دشمن کے مرنے کی خبر سن کر دوسرے آدمی (دشمن) کو از حد مسرت ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد وہ اپنے دشمن کی قبر سے گزرا۔ (۸) جب اس نے اپنے دشمن کی قبر دیکھی تو اس کے تصور میں قبر میں پڑے ہوئے مغرور شخص کا وہ مکان آگیا جس پر سونے کی پالش کی ہوئی تھی۔ (۹) اس (زندہ دشمن) کی آنکھوں میں غصہ اتر آیا اور طاقتور بازو کو دشمنی کی وجہ قرار دیتے ہوئے غصے کی حالت میں اس (مُردہ دشمن) کی قبر اکھیڑ دی۔ (۱۰) قبر میں دیکھتا ہے کہ اپنے سر پہ تاج سجانے والا سر بوسیدہ و خستہ حالت میں ڈھلکا ہوا پڑا ہے۔ دُنیا میں خوبصورت مقامات اور لہو و لعب کا نظارہ کرنے والی آنکھوں میں مٹی بھر چکی ہے۔

marfat.com

وجودش گرفتارِ زندانِ گور	۱	تنش طعمۂ کرم و تاراجِ مور
اس کے جسم کو قبر کے قید خانہ میں گرفتار دیکھا		اس کا جسم کیڑوں کا چارہ اور چیونٹیوں کی لوٹ دیکھا
ز دورِ فلک بدر رویش ہلال	۲	ز جورِ زماں سرو قدش خلال
آسمان کے چکر سے اس کے چہرے کا چاند ہلال تھا		زمانہ کے ظلم سے اس کے قد کا سرو تنکا تھا
کف دست و سرپنجۂ زورمند	۳	جدا کردہ ایام بندش ز بند
اس کی طاقت ور ہتھیلیوں اور انگلیوں		کے جوڑ جوڑ کو زمانہ نے علیحدہ علیحدہ کر دیا تھا
چنانش برو رحمت آمد ز دل	۴	کہ بسرشت بر خاک از گریہ گل
اس کے دل میں اس پر ایسا رحم آیا		کہ رونے سے زمین پر مٹی گوندھ دی
پشیماں شد از کردۂ خوئے زشت	۵	بفرمود بر سنگ گورش نبشت
بد عادت کے کیے سے شرمندہ ہوا		اس کی قبر کے پتھر پر لکھنے کا حکم دیا
مکن شادمانی بمرگِ کسے	۶	کہ دہرت پس از وے نماند بسے
کسی کے مرنے پر خوش نہ ہو		اس لیے کہ اس کے بعد تیرا زمانہ بھی زیادہ نہ رہیگا
شنید ایں سخن عارف ہوشیار	۷	بنالید کاے قادر کردگار
ایک ہوشیار عارف نے یہ بات سنی		تو رو پڑا کہ اے خدائے قادر
عجب گر تو رحمت نیاری برو	۸	کہ بگریست دشمن بزاری برو
تعجب ہوگا اگر تو اس پر رحمت نازل نہ کریگا		اس لیے کہ دشمن بھی اس پہ رو پڑا
تن ما شود نیز روزے چناں	۹	کہ بروے بسوزد دل دشمناں
ہمارا جسم بھی ایک دن ایسا ہو جائے گا		کہ اس پر دشمنوں کے دل جلیں گے
مگر در دلِ دوست رحم آیدم	۱۰	چو بیند کہ دشمن بہ بخشایدم
شاید دوست کے دل میں مجھ پر رحم آجائے		جب وہ دیکھے کہ دشمن بھی مجھے معاف کر رہا ہے

(۱) وجودش: اس کا وجود۔ گرفتار زندان گور: قبر کی جیل کا قیدی۔ تنش: اس کا جسم۔ طعمۂ کرم گور: قبر کے کیڑوں کا لقمہ۔ تاراج مور: چیونٹیوں کی لوٹ۔ (۲) دور فلک: آسمان کی گردش۔ بدر رویش: اس کے چہرے کا چودھویں کا چاند۔ ہلال: پہلی رات کا چاند۔ جور زماں: زمانے کا ظلم۔ سرو قدش: اس کا سرو جیسا قد۔ خلال: تنکا دانتوں میں پھیرنے والا۔ (۳) کف دست: ہتھیلی۔ سر پنجۂ زورمند: طاقتور پنجہ۔ جدا کردہ: الگ کر دیا۔ ایام: جمع یوم دن۔ بندش: اس کے جوڑ۔ (۴) چنانش: ایسے اس کو۔ برو: اس پر۔ آمد: آئی۔ ز دل: دل سے۔ بسرشت: گوندھ دی۔ برخاک: مٹی پر۔ از گریہ: رونے سے۔ گل: مٹی۔ (۵) پشیماں: شرمندہ۔ شد: ہو گیا۔ کردۂ خوئے زشت: بری عادت کا کیا ہوا۔ بفرمود: حکم دیا۔ بر سنگ گورش: اس کی قبر کا پتھر۔ نبشت: لکھ دیا۔ (۶) مکن: مت کر۔ شادمانی: خوشی۔ بمرگ کسے: کسی کی موت پر۔ دہرت: تیرا زمانہ۔ پس از وے: اس کے بعد۔ نماند: نہیں رہے گا۔ بسے: زیادہ۔ (۷) شنید: سنی۔ ایں سخن: یہ بات۔ عارف ہوشیار: ہوش والے عارف نے۔ بنالید: رو پڑا۔ کاے: کہ اے۔ قادر کردگار: قدرت والے خدا۔ (۸) عجب: تعجب ہے۔ نیاری: نہ لاوے تو۔ برو: اس پر۔ بگریست: رو پڑا۔ بزاری: زاری سے۔ برو: اس پر۔ (۹) تن ما: ہمارا جسم۔ شود: ہو جاوے گا۔ نیز: بھی۔ روزے: ایک دن۔ چناں: ایسا۔ بروے: اس پر۔ بسوزد: جلے گا۔ دل دشمناں: دشمنوں کا دل۔ (۱۰) مگر: شاید۔ دل دوست: دوست کا دل۔ آیدم: آجاوے مجھ پر۔ چو بیند: جب وہ دیکھے۔ بہ بخشایدم: مجھے بخش رہا ہے۔

تشریح (۱) وہ (مُردہ دشمن) قبر کا قیدی بن چکا تھا۔ وہ کیڑے مکوڑوں کی خوراک بن گیا تھا۔ اس (مُردہ دشمن) کے جسم پر چیونٹیاں گھوم رہی تھیں۔ (۲) اس (مُردہ دشمن) کی جسمانی وجاہت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ وہ پہلی رات کے چاند کی طرح بالکل باریک جسم لیے ہوئے قبر کی جیل میں بے بس پڑا تھا۔ (۳) اس (مُردہ دشمن) کے پورے جسم کا جوڑ جوڑ الگ ہو چکا تھا۔ (دیکھنے سے دنیا کا وہ مغرور شہنشاہ نہیں لگتا تھا)

(۴) زندہ دشمن نے جب قبر میں اپنے مُردہ دشمن کا یہ حال دیکھا تو اس کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ وہ رونے لگ گیا۔ یہاں تک کہ اس کی ہچکی بندھ گئی۔

(۵) اسے (زندہ دشمن کو) اپنے کیے پر شرمندگی ہوئی۔ بطور تلافی اس (مُردہ دشمن) کی قبر پہ لکھنے کا حکم دیا۔ (۶) کہ کسی شخص کو اپنے دشمن یا کسی کی موت پر خوشی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ موت پر خوش ہونے والا شخص بھی ایک دن موت کے پنجوں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

(۷) یہ منظر و کلام سن کر ایک صاحب بصیرت معرفت حق درویش کو بھی رونا آ گیا۔ اور اسی حالت میں قادر مطلق کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

(۸) اے مہربان ذات! قبر میں جس (مُردہ دشمن) کی دگرگوں و خستہ حالت دیکھ کر زندہ دشمن بھی آہ و بکا کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ اگر تیری رحمت جوش میں نہ آئے۔ اس کی بخشش نہ ہو تو تعجب ہے۔ (۹) ایک دن ہم (عارف حق) بھی قبر میں اسی حالت زار کا شکار ہو جائیں گے۔ ہمیں دیکھ کر دشمن کو جلاپا ہو جائے۔ (۱۰) دشمن کا رحم کھا کر بخش دینے سے شاید میرے دوست کی رحمت جوش میں آ کر میری مغفرت کا پروانہ جاری کر دے کہ دشمن نے تو معاف کر دیا ہے۔ کیا دوست رحم نہیں کرے گا۔

marfat.com

۱	بجائے رسد کار سر دیر و زود	که گوئی درو دیده هرگز نبود
	جلد یا بدیر سر کا انجام یہ ہوگا	کہ تو کہے گا کہ اس میں آنکھ کبھی نہ تھی
۲	زدم تیشه یک روز بر تلِ خاک	بگوشم آمد نالۂ دردناک
	میں نے ایک دن خاک کے ایک ٹیلے پر کدال چلائی	میرے کان میں ایک دردناک رونا آیا
۳	که زنهار اگر مردی آهسته تر	که چشم و بناگوش و رویست و سر
	کہ خبردار اگر تو آدمی ہے تو کدال آہستہ چلا	اسلئے کہ اس میں آنکھ اور کان کی لو اور چہرہ اور سر ہے

حکایت پدر و دختر

باپ اور بیٹی کا قصہ

۵	شبے خفته بودم بعزم سفر	پئے کاروانے گرفتم سحر
	میں ایک رات سفر کے ارادہ سے سویا ہوا تھا	شاید میں نے ایک قافلہ کا ساتھ پکڑا تھا
۶	برآمد یکے سهمگیں باد و گرد	که بر چشم مردم جهاں تیره کرد
	ایک خوفناک ہوا اور گرد آئی	جس نے انسانوں کی آنکھوں میں دنیا اندھیر کردی
۷	بره بر یکے دختر خورد بود	بمعجر غبار از پدر مے زدود
	راستہ میں ایک چھوٹی سی لڑکی تھی	جو اوڑھنی سے باپ سے غبار جھاڑ رہی تھی
۸	پدر گفت اے نازنین چهرِ من	که شوریده داری دل از مهر من
	باپ نے اس سے کہا اے میری نازوں پلے چہرہ والی	میری محبت میں دل کیوں پریشان کرتی ہے
۹	نچنداں نشیند دریں دیده گرد	که بازش بمعجر تواں پاک کرد
	کیا اس آنکھ میں اس قدر گرد نہ پڑے گی	کہ پھر اس کو اوڑھنی سے صاف نہ کیا جائے گا
۱۰	ترا نفس رعنا چو سرکش ستور	دواں مے برد تا بسر شیب گور
	سرکش نفس، سرکش گھوڑے کی طرح تجھے	دوڑائے لئے جا رہا ہے قبر کے گڑھے کی طرف

(۱) بجائے رسد: اس جگہ تک پہنچے گا۔ کارِ سر: سر کا کام۔ دیر و زود: دیر سے یا جلدی سے۔ گوئی: تو کہے۔ درو: اس میں۔ دیدہ: آنکھیں۔ نبود: نہ تھیں۔

(۲) زدم: مارا میں نے۔ یک روز: ایک دن۔ تلِ خاک: مٹی کا ٹیلہ۔ بگوشم: کان میں۔ آمد: آیا میرے۔ نالۂ دردناک: دردناک رونا۔

(۳) زنہار: خبردار۔ مردی: مرد ہے تو۔ آہستہ تر: بہت آہستہ۔ چشم: آنکھ۔ بناگوش: کان کی لو۔ رویست: چہرہ ہے۔ (۴) پدر: باپ۔ دختر: لڑکی۔

(۵) شبے: ایک رات۔ خفتہ بودم: سویا تھا میں۔ بعزم سفر: سفر کے ارادے سے۔ پئے کاروانے: کسی قافلے کے نشانِ قدم۔ گرفتم: پکڑوں میں۔ سحر: صبح۔

(۶) برآمد: آیا۔ یکے: ایک۔ سہمگیں: خوفناک۔ باد و گرد: ہوا اور گرد۔ بر چشم مردم: لوگوں کی آنکھوں پر۔ تیرہ کرد: تاریک کردیا۔

(۷) برہ بر: راستے پر۔ یکے: ایک۔ دختر خورد: چھوٹی بچی۔ بود: تھی۔ بمعجر: اوڑھنی سے۔ غبار از پدر: باپ کی گرد۔ مے زدود: جھاڑتی تھی۔

(۸) پدر: باپ۔ گفت: کہا۔ نازنین چہرِ من: میری پر نزاکت چہرے والی۔ شوریدہ داری: پریشان رکھتی ہے۔ مہرِ من: میری محبت۔

(۹) نچنداں: اتنی نہیں۔ نشیند: بیٹھے گی۔ دریں دیدہ: ان آنکھوں میں۔ بازش: پھر اس کو۔ بمعجر: اوڑھنی سے۔ تواں پاک کرد: صاف کرسکیں۔

(۱۰) ترا: تیرا۔ نفس رعنا: چالاک نفس۔ چو: مثل۔ ستور: گھوڑا۔ دواں مے برد: دوڑائے لئے جارہا ہے۔ تا بسر شیب گور: قبر کے گڑھے کی طرف۔

تشریح: (۱) ایک دن ایسا آئے گا کہ سر کی حالت ایسی ہو جائے گی کہ دیکھنے والے نہ صرف یہ سمجھیں گے کہ اس میں آنکھیں ہی نہ تھیں۔ بلکہ عبرت بھی حاصل کریں گے۔ (۲) میں (شیخ سعدیؒ) نے ایک دن مٹی کی ڈھیری پر کدال یا تیشہ چلایا تو وہاں سے المناک رونے کی آواز سنائی دی۔ (۳) اس آواز سے یہ الفاظ وارد ہوئے کہ تیشہ ذرا آہستہ سے چلانا کیونکہ یہ ڈھیری لوگوں کے آنکھ، کان، سر وغیرہ سے تبدیل ہو کر تیار ہوئی ہے۔ (۴) عنوان: اس حکایت میں باپ اور بیٹی کی کہانی میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا میں اپنے جسم کو گرد و غبار سے جس قدر محفوظ کرلو۔ لیکن مرنے کے بعد قبر میں جسم کا خاک ہونا یا خاک آلود ہونا یقینی امر ہوگا۔ (۵) میں (شیخ سعدیؒ) ایک سفر کی غرض سے سویا ہوا تھا۔ اور چاہتا یہ تھا کہ صبح سویرے کسی قافلے سے جا ملوں گا۔ (۶) اسی اثنا میں ایک خوفناک بگولے نے ایسا اندھیر اطاری کردیا کہ پوری دنیا تاریکی میں ڈوب گئی۔ (۷) ایک چھوٹی سی بچی اوڑھنی کے ساتھ اپنے باپ کے جسم سے گرد و غبار صاف کر رہی تھی۔ (۸) باپ نے اپنی بچی کی مخلصانہ خدمت سے متاثر ہوتے ہوئے کہا کہ اے نازنین! تجھے مجھ سے بے انتہا محبت ہے تو اس قدر پریشان حال ہے۔ (۹) مرنے کے بعد قبر میں ان آنکھوں کے اندر جو گرد و غبار پڑے گی وہ اوڑھنیوں (دوپٹوں) سے بھی نہیں جھاڑی جاسکے گی۔ (۱۰) کسی سرکش گھوڑے کی طرح ہر شخص کی روح قبر کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ بقول سیدنا علی المرتضیٰؓ ہر سانس سے ایک قدم آخرت کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

marfat.com

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
اجل ناگہت بگسلاند رکیب	۱	عناں باز نتواں گرفت از نشیب
موت اچانک تیری رکاب پھسلا دیگی		پھر تو گڑھے کی طرف سے باگ نہ پکڑ سکے گا

موعظہ و پند

وعظ اور نصیحت

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
خبر داری از استخوانی قفس	۲	کہ جان تو مرغست و نامش نفس
تجھے ہڈیوں کے پنجرے کی بھی خبر ہے		جس کا پرندہ تیری جان ہے اور اس کا نام نفس ہے
چوں مرغ از قفس رفت و بگسست قید	۴	دگر رہ نگردد بسعی تو صید
جب پرندہ پنجرے سے نکل گیا اور پھندا ٹوٹ گیا		پھر دوبارہ تیری کوشش سے شکار نہیں ہو سکتا ہے
نگہدار فرصت کہ عالم دمے ست	۵	دمے پیش دانا بہ از عالمے ست
فرصت کی دیکھ بھال رکھ اسلئے کہ جہان ایک سانس ہے		ایک سانس عقلمند کے نزدیک جہان سے اچھا ہے
سکندر کہ بر عالمے حکم داشت	۶	دراں دم کہ بگذشت و عالم گذاشت
وہ سکندر جو دنیا پر حکومت رکھتا تھا		جب وہ چلا اور اس نے دنیا کو چھوڑا
میسر نبودش کزو عالمے	۷	ستانند و مہلت دہندش دمے
اس کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ اس سے دنیا		لے لیں اور اس کو ایک سانس کی مہلت دے دیں
برفتند و ہر کس درود آنچہ کشت	۸	نماند بجز نام نیکو و زشت
لوگ چلے گئے اور ہر شخص نے وہ کاٹا جو اس نے بویا تھا		اچھے اور برے نام کے سوا کچھ نہیں رہتا
چرا دل بریں کاروانگہ نہیم	۹	کہ یاراں برفتند و ما در رہیم
اس سرائے سے ہم کیوں دل لگائیں		اس لئے کہ ساتھی تو چلے گئے اور ہم راستہ پر ہیں
پس از ما ہمیں گل دہد بوستاں	۱۰	نشینند با یک دگر دوستاں
ہمارے بعد بھی باغ یہی پھول کھلائے گا		دوست ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھیں گے

(۱) اجل: موت۔ ناگہت: اچانک تیری۔ بگسلاند: توڑ دے گی۔ رکیب: اماڑ، رکاب۔ عناں: باگ۔ باز نتواں گرفت: پھر نہیں پکڑی جا سکتی۔ نشیب: گڑھا۔
(۲) موعظہ: وعظ۔ پند: نصیحت۔
(۳) خبر داری: تو خبر رکھتا ہے۔ استخوانی قفس: ہڈیوں کا پنجرہ۔ مرغست: پرندہ ہے۔ نامش: اس کا نام۔ نفس: جان۔
(۴) چوں: جب۔ مرغ: پرندہ۔ قفس: پنجرہ۔ رفت: چلا گیا۔ بگسست: توڑ دی۔ قید: رسی۔ دگر رہ: دوبارہ۔ نگردد: نہیں ہوگا۔ بسعی تو: تیری کوشش سے۔ صید: شکار۔ (۵) نگہدار: حفاظت کر۔ عالم: جہان۔ دمے ست: ایک دم کا ہے۔ دمے: ایک سانس۔ پیش دانا: سمجھدار کے نزدیک۔ بہ: بہتر۔ عالمے: ایک جہان۔ (۶) سکندر: یونان کے ایک بادشاہ کا نام جو بہت بڑا فاتح تھا۔ بر عالمے: ایک جہان پر۔ حکم داشت: حکم رکھتا تھا۔ دراں دم کہ: جس وقت کہ۔ بگذشت: دنیا سے گزرا۔ عالم گذاشت: جہان چھوڑ گیا۔ (۷) میسر: حاصل نبودش: نہیں تھا اس کو۔ کزو عالمے: کہ اس سے ایک جہان۔ بستانند: لے لیویں۔ دہندش: دیویں اس کو۔ دمے: ایک سانس کی۔ (۸) برفتند: چلے گئے۔ ہر کس: ہر شخص۔ درود: کاٹا۔ آنچہ: جو کچھ کہ۔ کشت: بویا۔ نماند: نہیں رہے گا۔ بجز: سوائے۔ نام نیکو: نیک نامی۔ زشت: بدنامی۔ (۹) چرا: کیوں۔ بریں کاروانگہ: اس سرائے میں۔ نہیم: رکھیں ہم۔ برفتند: چلے گئے۔ ما: ہم۔ در رہیم: راستے میں ہیں۔ (۱۰) پس از ما: ہمارے بعد۔ ہمیں: یہی۔ گل: پھول۔ دہد: دیوے گا۔ بوستاں: باغ۔ نشینند: بیٹھیں گے۔ بایک دگر: ایک دوسرے کے ساتھ۔ دوستاں: جمع دوست۔

تشریح: (۱) موت کا ایک ہی جھٹکا جب جسم کی رکاب توڑے گا تو پھر یہ سوار یعنی جسم قبر کے گڑھے میں جا گرے گا۔ (۲) عنوان: اس حکایت میں وعظ و نصیحت کے انداز میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کے جسم کو فنا ہے۔ قفس عنصری سے روح پرواز کرتے ہی یہ قبر کا باشندہ بن جائے گا۔ اور قبر میں صرف اعمال صالحہ ہی کام آئیں گے۔ (۳) انسانی جسم کی حقیقت یہ ہے کہ جسم ایک پنجرہ ہے۔ اور روح کی حیثیت پرندے جیسی ہے۔ چنانچہ جسم اور روح کے مرکب پر نفس کا اطلاق ہوتا ہے۔ (۴) جس طرح پنجرے سے ایک بار پرندے کے نکل جانے سے اس کی واپسی ناممکن ہے، اسی طرح قفس عنصری سے روح پرواز کرنے کے بعد دنیا میں واپس نہیں آتی۔ (۵) فارغ آدمی کو چاہیئے کہ وہ اپنی فرصت کو غنیمت جان کر اس کو ذکر و عبادت کے ذریعے قیمتی بنائے کیونکہ دم بھر کی دنیا میں دم سے جہان بہتر ہے۔ (۶) جب سکندر دنیا سے جا رہا تھا تو دنیا بھر کی مفتوحہ سلطنت کے معاوضے میں ایک سانس نہ خرید سکا۔ سکندر جب دنیا سے گیا تو دونوں ہاتھ خالی تھے۔ (۷) سکندر کے رخصت ہونے کے بعد اس کے پاس اتنی پونجی بھی نہ تھی جس کے بدلے میں اسے (سکندر کو) مہلت دے دی جاتی۔ (۸) دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اگر دنیا میں نیک نامی کا بیج ڈالا جائے تو آخرت میں نیک نامی کی فصل اُگے گی اور بدنامی کے بیج سے بدنامی کی فصل کاٹنی پڑے گی۔ (۹) دنیا تو اک مسافر خانہ ہے۔ اس میں دل لگانا حماقت ہے۔ اس مسافر خانہ (دنیا) سے ہمارے دوست جا چکے ہیں اور ہم ابھی تک مسافر ہیں۔ (۱۰) دنیا سے ہم چلے جائیں گے اور ہمارے بعد بھی بہاروں میں پھول کھلیں گے۔ اور دوست و احباب مل بیٹھیں گے۔

marfat.com

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۱	دل اندر دلارامِ دنیا مبند	کہ ننشست باکس کہ دل برنہ کند
	دنیا کے معشوق میں دل نہ پھنسا	اسلئے کہ وہ کسی ایسے کی ہمنشیں نہیں ہوئی کہ جس کا دل نہ توڑ دیا ہو
۲	چو در خاکدانِ لحد خفت مرد	قیامت بیفشاند از روئے گرد
	جب انسان لحد کے خاکدان میں سویا	قیامت ہی چہرے سے گرد جھاڑے گی
۳	سر از جیبِ غفلت برآور کنوں	کہ فردا نماند بحسرت نگوں
	غفلت کے گریبان سے اب سر نکال لے	تاکہ کل کو حسرت سے اوندھا نہ رہے
۴	نہ چوں خواہی آمد بشیراز در	سر و تن بشوئی ز گردِ سفر
	کیا ایسا نہیں ہے کہ جب تو شیراز میں داخل ہوتا ہے	سفر کے گرد و غبار سے سر اور جسم دھوتا ہے
۵	پس اے خاکسارِ گنہ عنقریب	سفر کرد خواہی ز شہرِ غریب
	اے گناہوں سے خاک آلودہ عنقریب	تو اجنبی شہر میں سفر کرے گا
۶	براں از دو سرچشمۂ دیدہ جوے	ور آلائشے دانی از خود بشوے
	آنکھوں کے دونوں سرچشموں سے نہر بہادے	اور جس ناپاکی کا تجھے علم ہے دھو ڈال

حکایت در عالمِ طفولیت

بچپن کے زمانہ کا قصہ

نمبر	مصرعِ اول	مصرعِ ثانی
۸	ز عہدِ پدر یادم آید ہمے	کہ بارانِ رحمت برو ہر دمے
	مجھے باپ کے زمانہ کا ایک قصہ یاد ہے	کہ اس پر ہر دم خدا کی رحمت ہو
۹	کہ در خوردیم لوح و دفتر خرید	ز بہرم یکے خاتمِ زر خرید
	کہ اس نے میرے بچپن میں تختی اور کاپی خریدی	سونے کی انگوٹھی میرے لئے خریدی
۱۰	بدر کرد ناگہ یکے مشتری	بخرمائے از دستم انگشتری
	ایک خریدار نے اچانک نکال لی	ایک چھوارے کے بدلے میرے ہاتھ سے انگوٹھی

(۱) دلارام، دل کا آرام مراد محبوب۔ مبند، مت باندھ۔ ننشست، نہیں بیٹھا۔ باکس، کسی کے ساتھ۔ برنہ کند، اکھیڑا نہ ہو۔ (۲) خاکدانِ لحد، لحد کا خاکدان۔ خفت مرد، سوگیا۔ قیامت، دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن۔ بیفشاند، جھاڑے گا۔ از روئے، چہرے سے۔ (۳) جیبِ غفلت، غفلت کا گریبان۔ برآور، نکال۔ کنوں، اب۔ فردا، کل آئندہ۔ نماند، نہ رہے۔ بحسرت، حسرت سے۔ نگوں، جھکا ہوا۔ (۴) چوں خواہی آمد، جب تو آئے گا۔ بشیراز در، شہر شیراز میں جو سعدیؒ کا مولد و مدفن ہے۔ سر و تن، سر اور جسم۔ بشوئی، دھوتا ہے تو۔ ز گردِ سفر، سفر کی گرد سے۔

(۵) خاکسارِ گنہ، گناہ کے خاکسار۔ عنقریب، جلدی۔ سفر کرد خواہی، سفر کرے گا تو۔ ز شہرِ غریب، اوپرے شہر کا۔ (۶) براں، چلا۔ دو سرچشمۂ دیدہ، آنکھوں کے دو چشمے۔ ور، اگر۔ آلائشے، کوئی گندگی۔ دانی، تو جانتا ہے۔ بشوئے، دھو ڈال۔

(۷) عالمِ طفولیت، بچپن کا جہان۔

(۸) ز عہدِ پدر، باپ کے زمانے سے۔ یادم آید، مجھے یاد آتا ہے۔ بارانِ رحمت، رحمت کی بارش۔ برو، اس پر۔ ہر دمے، ہر گھڑی ہو۔

(۹) در خوردیم، میرے بچپن میں۔ لوح و دفتر، تختی اور کاپی۔ ز بہرم، میرے واسطے۔ یکے، ایک۔ خاتمِ زر، سونے کی انگوٹھی۔ خرید، خریدی۔ (۱۰) بدر کرد، باہر کرلی۔ ناگہ، اچانک۔ یکے مشتری، ایک خریدار۔ بخرمائے، ایک کھجور کے بدلے۔ از دستم، میرے ہاتھ سے۔ انگشتری، انگوٹھی۔

تشریح (۱) دنیا ایسا ہرجائی محبوب ہے کہ ابھی ایک کے ساتھ دل لگایا ہی نہیں تھا کہ دوسرے شخص کا ہمنشیں ہوگیا۔
(۲) قبر کی لحد ایسا خاکدان ہے کہ جو اس میں ایک بار سوگیا۔ وہ قیامت سے پہلے خاک جھاڑتا ہوا نہیں اٹھ سکے گا۔
(۳) انسان کو چاہیئے کہ وہ غفلت سے خود کو دُور کردے۔ کیونکہ قیامت کے دن غافل لوگ شرمندگی سے اپنا سر نہیں اٹھا سکیں گے۔
(۴) جب تو (شیخ سعدیؒ) سفر سے لوٹ کر گھر واپس آتا ہے۔ تو اپنے سر اور جسم سے گرد و غبار کو دھو ڈالتا ہے۔
(۵) دنیا اک اجنبی شہر ہے۔ بالآخر اس سے ایک دن سفرِ آخرت کا سامان باندھنا ہے۔ (۶) توبہ کے پانی سے گناہوں کی خاک دھونے کے لیے آنکھوں سے جاری ہونے والی دو نہروں میں غوطہ زن ہو کر اپنا جسم پاکیزہ کرلے۔ (۷) عنوان، اس حکایت میں بچپن کے جہان کی کہانی کے ضمن میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ دنیا کی چار روزہ متاع اس کے معاوضے میں قیمتی زندگی کو برباد نہ کیا جائے۔ (۸) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد آگیا ہے۔ جو میرے والد صاحب اللہ انہیں (شیخ سعدیؒ کے باپ کو) غریقِ رحمت کرے، آمین۔ (۹) میرے (شیخ سعدیؒ کے) باپ نے مجھے بچپن کے زمانہ میں تختی کاپی اور سونے کی انگوٹھی خرید کر دی۔
(۱۰) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) سونے کی انگوٹھی کی قدر و قیمت کے حوالے سے شعور نہیں تھا۔ اس لیے ایک خریدار نے کھجور کے بدلے میں مجھ سے انگوٹھی چھین لی۔

marfat.com

مصرعِ اوّل		مصرعِ ثانی
چوں نشناسد انگشتری طفل خورد	۱	بشیرینی از وے توانند برد
جب چھوٹا بچہ انگوٹھی کو نہ پہچانے		اس سے مٹھائی کے بدلے لی جا سکتی ہے
تو ہم قیمت عمر نشناختی	۲	کہ در عیش شیریں برانداختی
تو بھی عمر کی قیمت نہیں سمجھتا ہے		کہ تو نے میٹھے عیش میں اس کو ضائع کر دیا ہے
قیامت کہ نیکاں بر اعلیٰ رسند	۳	ز قعر ثریٰ بر ثریا رسند
قیامت میں جب نیک لوگ اعلیٰ درجے پر پہنچیں گے		مٹی کی گہرائی سے ثریا پر پہنچیں گے
ترا خود بماند سر از ننگ پیش	۴	کہ گردت برآید عملہائے خویش
شرمندگی کی وجہ سے تیرا سر آگے کو جھکا ہوگا		جبکہ تیرے کارنامے تیرے گرد ہوں گے
برادر ز کارِ بداں شرم دار	۵	کہ در روئے نیکاں شوی شرمسار
اے بھائی بُروں کے کاموں سے شرم کر		ورنہ نیکوں کے سامنے شرمندہ ہوگا
دراں روز کز فعل پرسند و قول	۶	اولوالعزم را تن بلرزد ز ہول
اس دن جب فعل اور قول کے بارے میں دریافت کریں گے		صاحب عزم کا جسم بھی خوف سے لرزتے ہوگا
بجائے کہ دہشت خورند انبیاء	۷	تو عذر گناہاں چہ داری بیا
اس جگہ جہاں نبی دہشت کھائیں گے		تیرے پاس گناہ کا کیا عذر ہے لا
زنانے کہ طاعت برغبت برند	۸	ز مردان ناپارسا بگزرند
وہ عورتیں جو رغبت سے عبادت کرتی ہیں		غیر متقی مردوں سے بڑھ جاتی ہیں
ترا شرم ناید ز مردی خویش	۹	کہ باشد زناں را قبول از تو بیش
تجھے اپنی مردانگی سے شرم نہیں آتی		کہ عورتوں کو تجھ سے زیادہ مقبولیت حاصل ہو
زناں را بعذرِ معیّن کہ ہست	۱۰	ز طاعت بدارند گہ گاہ دست
عورتیں اس ایک معیّن عذر کی وجہ سے جو ان کو لاحق ہوتا ہے		کبھی کبھی عبادت سے دست کش ہو جاتی ہے

(۱) چوں: جب۔ نشناسد: نہیں پہچانتا۔ انگشتری: انگوٹھی۔ طفل خورد: چھوٹا بچہ۔ بشیرینی: شیرینی کے بدلے۔ از وے: اس سے۔ توانند برد: لے جا سکتے ہیں۔
(۲) تو ہم: تو بھی۔ قیمت عمر: عمر کی قیمت۔ نشناختی: نہیں پہچانی تو نے۔ عیش شیریں: میٹھی عیش۔ برانداختی: برباد کر دی۔ (۳) قیامت: دنیا کا آخری دن۔ نیکاں: نیک لوگ۔ بر اعلیٰ: اونچے مقام پر۔ رسند: پہنچیں گے۔ قعر: گہرائی۔ ثریٰ: زمین کے نیچے کی گیلی مٹی۔ ثریا: ستاروں کا ایک جھنڈ۔ (۴) ترا: تیرا۔ بماند: رہے گا۔ سر از ننگ: سر شرم سے۔ پیش: سامنے۔ گردت: تیرے گرد۔ برآید: آویں گے۔ عملہائے خویش: اپنے اعمال۔
(۵) برادر: بھائی۔ کار بداں: بُروں کے کام۔ شرم دار: شرم رکھ۔ در روئے نیکاں: نیکوں کے سامنے۔ شوی: ہووے گا تو۔ شرمسار: شرمندہ۔ (۶) دراں روز: اس دن میں۔ کز فعل: کہ فعل کے متعلق۔ پرسند: پوچھیں گے۔ قول: بات۔ اولوالعزم: مضبوط ارادے والے مراد پیغمبر۔ تن: بدن۔ بلرزد: لرز جائے گا۔ ہول: خوف۔ (۷) بجائے کہ: جس جگہ کہ۔ دہشت خورند: خوف کھائیں۔ انبیاء: جمع نبی خدا کی طرف سے خبر دینے والا۔ عذر گناہاں: گناہوں کا عذر۔ چہ داری: کیا رکھتا ہے۔ بیا: آ یعنی لا۔ (۸) زنانے کہ: جو عورتیں کہ۔ طاعت: عبادت۔ برغبت: خواہش سے۔ برند: لے جاتی ہیں۔ مردان ناپارسا: ناپرہیزگار مرد۔ بگزرند: گزر جائیں گی۔ (۹) ترا: تجھ کو۔ شرم ناید: شرم نہیں آتی۔ مردی خویش: اپنی مردانگی۔ باشد: ہووے۔ زناں را: عورتوں کو۔ قبول: مقبولیت۔ از تو بیش: تجھ سے زیادہ۔
(۱۰) زناں را: عورتوں کو۔ بعذر معیّن: مقرر عذر کی وجہ سے یعنی حیض و نفاس کی وجہ سے۔ ہست: ہے۔ طاعت: عبادت۔ بدارند: اٹھالیں گے۔ گہ گاہ: کبھی کبھی۔ دست: ہاتھ۔

تشریح (۱) عموماً چھوٹے بچے سونے کی انگوٹھی جیسی قیمتی اشیاء کی قدر و منزلت سے آشنا نہیں ہوتے۔ اس لیے ان سے قیمتی اشیاء چھینی جا سکتی ہیں (۲) یہی وجہ ہے کہ تجھے (بوستان پڑھنے والا) سونے کی انگوٹھی جیسی قیمتی زندگی کا شعور نہیں ہے جبھی تو دنیا کی شیریں عشرت کے بدلے گنوا بیٹھا ہے۔ (۳) روز قیامت جب نیکوکار لوگوں کو بلند مرتبے حاصل ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ (نیکوکار لوگ) قبر کی گہرائی سے نکل کر ایک دم بلند مرتبہ پالیں گے۔
(۴) لیکن تیری (بوستان کے قاری یا شیخ سعدیؒ کی) بداعمالیوں کے آس پاس ہونے کے باعث شرم کے مارے سر جھکا رہے گا۔
(۵) برادر من: دنیا میں بداعمالیوں کو ترک کر دے۔ کیونکہ کل قیامت کے دن برگزیدہ بندوں کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔
(۶) قیامت کے دن انسان سے ان کے اقوال و افعال کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ اس دن بڑے بڑے انبیاء لرزہ براندام ہوں گے۔
(۷) جس مقام پر انبیاء علیہم السلام بھی انجام کار کے حوالے سے متفکر نظر آئیں گے وہاں عام لوگوں کی بداعمالیوں کی کیا عذر خواہی ہوگی۔
(۸) جن خواتین کی رغبت عبادت کی طرف ہوتی ہے وہ قیامت کے دن ایسے مردوں سے بازی لے جائیں گی جو بدکاری کے خوگر رہتے ہیں۔
(۹) یہ ایک مرد کی مردانگی کے لیے باعث شرم و عار کی بات ہوگی کہ پرہیزگار عورتیں بُرے مردوں کے بالمقابل مقبولیت کے درجے پر فائز ہوں گی۔
(۱۰) حیض و نفاس کے حوالے سے عورتوں کے پاس عبادت نہ کرنے کا معقول عذر موجود ہے جس کی بناء پر گاہے بگاہے ان (عورتوں) کی عبادت معاف کر دی جاتی ہے۔

marfat.com

مصرع اول	#	مصرع ثانی
تو بے عذر یکسو نشینی چو زن	۱	روائے کم ز زن لاف مردی مزن
تو بلا عذر کے عورت کی طرح علیحدہ ہو بیٹھا ہے		اے عورت سے بھی گھٹیا! جا مردانگی کی ڈینگیں نہ مار
مرا خود چہ باشد زباں آوری	۲	چنیں گفت شاہ سخن عنصری
میری خود فصاحت کیا ہوتی ہے		سخن کے بادشاہ عنصری نے بھی یہی کہا ہے
مرا خود مبیں اے عجب درمیاں	۳	ببیں تا چہ گفتند پیشینیاں
اے عجب! مجھے درمیان میں نہ دیکھ		دیکھ اگلے لوگوں نے کیا کہا ہے
چو از راستی بگذری خم بود	۴	چہ مردی بود کز زنے کم بود
جب تو سیدھائی سے ہٹ جائے گا کجی ہو جائے گی		کیا مردانگی ہوگی جب تو ایک عورت سے کم ہوگا
بناز و طرب نفس پروردہ گیر	۵	بایام دشمن قوی کردہ گیر
ناز اور عیش میں پلے ہوئے نفس کو		کچھ زمانہ میں قوی بنایا ہوا دشمن سمجھ
یکے بچۂ گرگ مے پرورید	۶	چوں پروردہ شد خواجہ برہم درید
ایک شخص بھیڑیے کے بچے کو پالتا تھا		جب پل گیا اس نے مالک کو پھاڑ ڈالا
چوں بر پہلوئے جاں سپردن بخفت	۷	جہاندیدہ بر سرش رفت و گفت
جب جان دینے کی کروٹ پر سو گیا		ایک جہاندیدہ اس کے سرہانے گیا اور بولا
تو دشمن چنیں نازنیں پروری	۸	ندانی کہ ناچار زخمش خوری
تو نے دشمن کو نازوں سے پالا		یہ نہ جانتا کہ لا محالہ اس کا زخم کھائیگا
نہ ابلیس در حق ما طعنہ زد	۹	کز ینان نیاید بجز کار بد
کیا شیطان نے ہمیں طعنہ نہ دیا تھا		کہ ان سے برے کام کے سوا کچھ نہ ہوگا
فغاں از بدیہا کہ در نفس ماست	۱۰	کہ ترسم شود ظن ابلیس راست
جو برائیاں ہمارے نفس میں ہیں ان سے فریاد ہے		مجھے ڈر ہے کہ کہیں شیطان کا گمان سچا نہ ہو جائے

(۱) بے عذر: بغیر عذر کے۔ یکسو نشینی: ایک طرف بیٹھا ہے۔ چو زن: عورتوں کی طرح۔ رو: جا۔ کم ز زن: عورتوں سے گھٹیا۔ لاف مردی: مردانگی کی ڈینگیں۔ مزن: مت مار۔ (۲) مرا: مجھ کو۔ چہ باشد: کیا ہووے۔ زباں آوری: زبان لانا یعنی زبان کا جاننا۔ چنیں گفت: ایسے ہی کہا ہے۔ شاہ سخن: کلام کے بادشاہ۔ عنصری: محمود غزنوی کا ملک الشعراء۔ (۳) مرا خود: خود مجھے۔ مبیں: مت دیکھ۔ اے عجب: اے عجب۔ درمیاں: بیچ میں۔ ببیں: دیکھ۔ تا: کہ۔ چہ گفتند: کیا کہا ہے۔ پیشینیاں: پہلے لوگ۔

(۴) چو: جب۔ راستی: سیدھائی۔ بگذری: ہٹ جائے تو۔ خم بود: ٹیڑھا ہوگا۔ چہ مردی بود: کیا مردانگی ہووے۔ کز زنے: کہ ایک عورت سے۔ کم بود: کم ہووے۔

(۵) بناز و طرب: عیش اور ناز سے۔ نفس: جان۔ پروردہ گیر: پلا ہوا سمجھ۔ بایام: چند دنوں میں۔ دشمن: مراد نفس۔ قوی کردہ: مضبوط کیا ہوا۔ گیر: سمجھ۔ (۶) یکے: ایک۔ بچۂ گرگ: بھیڑیے کا بچہ۔ مے پرورید: پالتا تھا۔ چوں: جب۔ پروردہ شد: پل گیا۔ خواجہ: سردار۔ برہم درید: پھاڑ ڈالا۔ (۷) چوں: جب۔ پہلوئے جاں سپردن: جان دینے کا پہلو۔ بخفت: سو گیا۔ جہاندیدہ: جہان کو دیکھے ہوئے۔ بر سرش: اس کے سر پر۔ رفت: گیا۔ گفت: کہا۔ (۸) چنیں: ایسا۔ نازنیں: عزت والا۔ پروری: پالتا ہے۔ ندانی: نہیں جانتا۔ ناچار: لازما۔ زخمش: اس کا زخم۔ خوری: کھائے گا تو۔ (۹) ابلیس: شیطان کا نام۔ در حق ما: ہمارے حق میں۔ طعنہ زد: طعنہ مارا۔ کز ینان: کہ ان سے۔ نیاید: نہ آئے گا۔ بجز: سوائے۔ کار بد: برا کام۔ (۱۰) فغاں: فریاد۔ از بدیہا: برائیوں سے۔ در نفس ماست: ہمارے نفس میں ہیں۔ ترسم: میں ڈرتا ہوں۔ شود: ہووے۔ ظن ابلیس: شیطان کا خیال۔ راست: صحیح۔

تشریح (۱) اور مرد بغیر معقول عذر کے عورتوں کی طرح عبادت سے عاری ہے۔ ایسا مرد عورتوں سے بھی گھٹیا ہے ایسے مرد کو اپنی مردانگی پر اترانا نہیں چاہیئے۔ (۲) یہ بات میں (شیخ سعدیؒ) خود ساختہ نہیں کہہ رہا بلکہ اسی مفہوم کا قول رب کائنات سے بھی منقول ہے۔ (۳) یہ نہ دیکھو کہ کون ہے کیا نام ہے۔ بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہتا ہے کس کا پیغام ہے۔ (۳) لہٰذا یہ قول میرا کلام سمجھ کر نہ ٹھکرایا جائے بلکہ یہ دیکھا جائے کہ جو بات میں (شیخ سعدیؒ) نقل کر رہا ہوں وہ ذات کون ہے یعنی یہ میری بات نہیں اللہ تعالیٰ کی بات ہے۔ (۴) جب کوئی آدمی صراط مستقیم (سیدھا راستہ) چھوڑ دیتا ہے، پھر وہ خود گمراہی کی راہ پر چل نکلتا ہے۔ ایسی مردانگی تو عورتوں سے بھی گئی گزری ہے۔ (۵) ناز و نعم اور طرب (عیش) کی وجہ سے نفس نہ صرف فربہ ہو جاتا ہے بلکہ سرکش ہو کر جی بن جاتا ہے جو چند دنوں بعد تباہی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے۔ (۶) نفس امارہ اس بھیڑیے کی مانند ہے جو بڑا ہو کر اپنے پالنے والے کو پھاڑ دیتا ہے یعنی نفس کو ناز و نعم کے ذریعے نہیں پالنا چاہیئے کیونکہ عاقبت برباد کرنا اسی نفس کی سرشت میں داخل ہے۔ (۷) جب وہ نفس کو پالنے والا شخص موت کی آغوش میں جانے لگا تو ایک جہاندیدہ (تجربہ کار) بزرگ نے یوں کہا۔ (۸) جو شخص اپنے دشمن (نفس امارہ) کی پرورش کرتا ہے، اسے معلوم نہیں کہ یہ (نفس امارہ) اس پر ضرور حملہ آور ہوگا۔ (۹) آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے وقت شیطان ملعون نے ہمارے بارے میں یہی طعنہ زنی کی تھی۔ یہ (انسان) آفت (برائی) کا پرکالہ ہوگا۔ (۱۰) اب جو ہم (انسان) اپنی برائیوں پر اور نفس امارہ کی پرورش پر نظر ڈالتے ہیں تو ابلیس ملعون کا طعنہ پر مبنی قول سچائی پر محمول تھا۔

marfat.com

مصرع	نمبر	مصرع
چو ملعوں پسند آمدش قہر ما	۱	خدایش برانداخت از بہر ما
جب ملعون کو ہماری ذلت پسند آئی		اس کو خدانے ہماری خاطر باہر نکال دیا
کجا سر برآریم ازیں عار و ننگ	۲	کہ با او بصلحیم و با حق بجنگ
ہم اس ذلت اور عار سے کیسے سر اٹھا سکتے ہیں		کہ اس کے ساتھ ہم صلح سے ہیں اور خدا کے ساتھ جنگ سے ہیں
نظر دوست نادر کند سوئے تو	۳	چو در روئے دشمن بود روئے تو
دوست بہت کم تیری طرف نظر کرے گا		جب تیرا رخ دشمن کے رخ کی طرف ہوگا
گرت دوست باید کزو برخوری	۴	نباید کہ فرمان دشمن بری
اگر تجھے ایسا دوست چاہیے جس سے تو نفع اٹھائے		تو یہ نہ چاہیے کہ تو دشمن کی اطاعت کرے
بسیم سیہ تا چہ خواہی خرید	۵	کہ خواہی دل از مہر یوسف برید
تو کالی چاندی سے کیا خرید سکے گا		جب کہ تو یوسف کی محبت سے دل ہٹانا چاہتا ہے
روا دارد از دوست بیگانگی	۶	کہ دشمن گزیند بہم خانگی
دوست کی جانب سے بیگانگی کو وہ شخص جائز رکھتا ہے		جو دشمن کے ساتھ ایک گھر میں رہنا پسند کرے
ندانی کہ کمتر نہد دوست پائے	۷	چو بیند کہ دشمن بود در سرائے
تو نہیں جانتا کہ دوست بہت کم قدم دھرتا ہے		جب وہ دیکھتا ہے کہ دشمن گھر میں ہے

حکایت

کہانی

مصرع	نمبر	مصرع
یکے برد با پادشاہے ستیز	۹	بدشمن سپردش کہ خونش بریز
ایک شخص نے بادشاہ سے جنگ کی		اس نے اس کو جلاد کے سپرد کر دیا کہ اس کا خون بہالے
گرفتار در دستِ آں کینہ توز	۱۰	ہمے گفت با خود بزاری و سوز
اس کینہ ور کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر		اپنے آپ سے سوز اور عاجزی کے ساتھ کہہ رہا تھا

(۱) چو: جب۔ ملعون: لعنتی۔ پسند آمدش: آئی اس کو۔ قہر ما: ہماری ذلت۔ خدایش: خدا نے اس کو۔ برانداخت: باہر پھینک دیا۔ از بہر ما: ہمارے واسطے۔ (۲) کجا: کہاں۔ سر برآریم: سر نکالیں ہم۔ ازیں عار و ننگ: اس عار اور شرم سے۔ با او: اس کے ساتھ۔ بصلحیم: صلح سے ہیں ہم۔ با حق: خدا کے ساتھ۔ (۳) نادر کند: کم کرے گا۔ سوئے تو: تیری طرف۔ چو: جب۔ در روئے دشمن: دشمن کی طرف۔ بود: ہووے گا۔ روئے تو: تیرا چہرہ۔ (۴) گرت: اگر تجھ کو۔ باید: چاہیے۔ کزو: تاکہ اس سے۔ برخوری: پھل کھاوے تو۔ نباید: نہیں چاہیے۔ فرمان دشمن: دشمن کا حکم۔ بری: لے جاوے تو۔ (۵) بسیم سیہ: کالی چاندی سے۔ تا چہ خواہی خرید: کیا خریدے گا تو۔ کہ: جبکہ۔ خواہی برید: کاٹے گا تو۔ از مہر یوسف: یوسف کی محبت سے۔ مشہور پیغمبر ہیں جو حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ (۶) روا دارد: جائز رکھتا ہے۔ دشمن گزیند: دشمن کے ساتھ اختیار کرے۔ بہم خانگی: ایک گھر میں رہنا۔ (۷) ندانی: تو نہیں جانتا۔ کمتر نہد: بہت کم رکھتا ہے۔ پائے: پاؤں۔ چو بیند: جب دیکھے۔ بود: ہوگا۔ در سرائے: گھر میں۔

(۸) حکایت: کہانی۔ (۹) یکے: ایک۔ برد: لے گیا۔ با پادشاہے: ایک بادشاہ کے ساتھ۔ ستیز: لڑائی۔ سپردش: سپرد کر دیا اس کو۔ خونش: اس کا خون۔ بریز: گرا دے۔ (۱۰) گرفتار: پکڑا ہوا۔ در دستِ آں کینہ توز: اس کینہ والے کے ہاتھ میں۔ ہمے گفت: کہتا تھا۔ با خود: اپنے آپ سے۔ بزاری: عاجزی سے۔ سوز: جلن۔

تشریح: (۱) اس شیطان لعین کو ہماری ذلت پسند تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش ہماری خاطر زمین پر بھیج دیا۔

(۲) آج شیطان مردود کے ساتھ ہماری دوستی ہے۔ رب العلمین کے احکامات سے سرتابی کیے ہوئے ہیں۔ اسی شرم کے مارے ہمارا سر نہیں اٹھ سکتا۔ (۳) جب کسی شخص کے تعلقات دشمن کے ساتھ استوار ہو جاتے ہیں تو پھر دوست کی نظر عنایت و التفات اٹھ جاتی ہے۔

(۴) دوست سے تمام مفادات اٹھانے کے لیے اس (دوست) کے دشمن کی نافرمانی کر کے دوستی کے حقوق و تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔

(۵) کوئی شخص کھوٹے سکوں (بداعمالیوں) کے ذریعے محبوب حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی محبت نہیں خرید سکتا۔ کیونکہ اس (اللہ تعالیٰ) سے گہری محبت نہیں بلکہ صرف واجبی تعلق ہے۔ (۶) حقیقی دوست (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ صرف وہی شخص (بدعمل) بے پرواہی برت سکتا ہے جو دشمن (شیطان) کے ساتھ رہنا پسند کرے۔ (۷) تجھے (انسان کو) معلوم نہیں کہ جب دوست یہ جان لے کہ یہاں دشمن (شیطان) کا بسیرا ہے تو دوست (اللہ تعالیٰ) کے قدم بہت کم پڑتے ہیں۔ یعنی ایسے گھر پر نظر رحمت نہیں ہوتی۔ (۸) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ دوست کے ساتھ بگاڑ رکھنے والا ہمیشہ ذلت و رسوائی اٹھاتا ہے۔

(۹) کسی شخص کا حکمران (بادشاہ) کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے (جھگڑالو شخص کو) دشمن کے حوالے کر دیا تاکہ وہ اسے جان سے مار ڈالے۔

(۱۰) جب وہ کینہ توز دشمن کے ہاتھوں گرفتار شخص آہ و بکا کرتے ہوئے خود سے ہم کلام ہو کر کہنے لگا۔

marfat.com

اگر دوست برخود نیاز ردمے	۱	کے از دستِ دشمن جفا بردمے
اگر میں اپنے دوست کو اپنی جانب سے آمادہ نہ کرتا		دشمن کے ہاتھ سے کب ظلم برداشت کرتا
تو از دوست گر عاقلی برمگرد	۲	کہ دشمن نیارد نگہ در تو کرد
اگر تو عقلمند ہے دوست سے نہ بگڑ		تاکہ دشمن تیرے اوپر نگاہ نہ ڈال سکے
بناچار دشمن بدرید پوست	۳	رفیقے کہ برخود بیازرد دوست
یقیناً دشمن اس دوست کی کھال ادھیڑتا ہے		جو دوست کو اپنے سے آزردہ کرتا ہے
تو با دوست یک دل شو و یک سخن	۴	کہ خود بیخ دشمن برآید زبن
تو دوست کے ساتھ ایک دل اور ایک زبان ہو جا		تاکہ دشمن کی جڑ خود اکھڑ آئے
نہ پندارم ایں زشت نامی نکوست	۵	بخشنودئ دشمن آزارِ دوست
میں نہیں سمجھتا کہ یہ بدنامی بھلی ہے		دشمن کی خوشنودی کیلئے دوست کو ستانا

حکایت

کہانی

یکے مال مردم بہ تلبیس خورد	۷	چو برخاست لعنت بر ابلیس کرد
ایک شخص مکاری سے انسانوں کا مال کھا گیا		جب اٹھا تو شیطان پر لعنت کی
چنیں گفت ابلیس اندر رہے	۸	کہ ہرگز ندیدم چنیں ابلہے
راستہ میں شیطان نے یہ کہا		میں نے ایسا بیوقوف کبھی نہیں دیکھا
ترا با منست از نہاں آشتی	۹	چرا تیغ پیکار برداشتی
تیری مجھ سے پوشیدہ طور پر صلح ہے		پھر تو نے لڑائی کی تلوار کیوں اٹھائی ہے
دریغست فرمودۂ دیوِ زشت	۱۰	کہ دستِ ملک بر تو خواہد نبشت
یہ بات افسوسناک ہے کہ بد شیطان کا کہا ہوا		فرشتوں کے ہاتھ تیرے بارے میں لکھیں

برخود، اپنے اوپر۔ نیاز ردمے، میں رنجیدہ نہ کرتا۔ کے، کب۔ از دستِ دشمن، دشمن کے ہاتھ سے۔ جفا بردمے، ظلم برداشت کرتا میں۔ (۲) گر عاقلی، اگر تو عقلمند ہے۔ برمگرد، مت پھر۔ نیارد، نہیں طاقت رکھتا۔ نگہ در تو کرد، نظر تیری طرف کرنے کی۔ (۳) بناچار، لازماً۔ بدرید، پھاڑے گا۔ پوست، کھال۔ رفیقے کہ، اس ساتھی کی جو کہ۔ برخود، اپنے اوپر۔ بیازرد، رنجیدہ کیا۔

(۴) یک دل شو، ایک دل والا ہو جا۔ یک سخن، ایک زبان والا۔ بیخ دشمن، دشمن کی جڑ۔ برآید، نکل آئے گی۔ (۵) نہ پندارم، میں نہیں سمجھتا۔ ایں زشت نامی، یہ بدنامی۔ نکوست، اچھی ہے۔ بخشنودی دشمن، دشمن کی خوشنودی کے لیے۔ آزارِ دوست، دوست کی تکلیف۔

(۶) حکایت، کہانی۔

(۷) یکے، ایک۔ مالِ مردم، لوگوں کا مال۔ بہ تلبیس، دھوکے سے۔ خورد، کھایا۔ چو برخاست، جب اٹھا۔ بر ابلیس، شیطان پر۔ کرد، کی۔

(۸) چنیں گفت، ایسے کہا۔ اندر رہے، ایک راستے میں۔ ندیدم، میں نے نہیں دیکھا۔ چنیں ابلہے، ایسا بیوقوف۔

(۹) ترا، تجھ کو۔ با منست، میرے ساتھ ہے۔ از نہاں، پوشیدہ۔ آشتی، صلح۔ چرا، کیوں۔ تیغ پیکار، جنگ کی تلوار۔ برداشتی، اٹھائی تو نے۔ (۱۰) دریغست، افسوس ہے۔ فرمودۂ دیوِ زشت، بُرے شیطان کا کہا ہوا۔ دستِ ملک، فرشتے کا ہاتھ۔ بر تو، تجھ پر۔ خواہد نبشت، لکھے گا۔

تشریح (۱) کہ اگر میں اپنے دوست سے جھگڑا کر کے اسے ناراض نہ کرتا تو آج میں دشمن کا ظلم کیوں برداشت کرتا۔ (۲) عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ دوست سے منہ نہیں موڑنا چاہیے۔ تاکہ دشمن ٹیڑھی و میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ کرے۔ (۳) جو شخص اپنے دوست کو ستاتا اور ناراض کرتا ہے تو ایک دن دشمن کھال ادھیڑ کے رکھ دے گا۔ (اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے سے شیطان عقبیٰ کی تباہی کر دیتا ہے۔)

(۴) جو شخص دوست کے دل سے اپنا دل اور زبان کے ساتھ زبان کی یکسوئی کرتا ہے تو دشمن (شیطان) اس کے سر سے نکل جاتا ہے۔

(۵) دوست کی دل آزاری کرنے اور دشمن کو خوش کرنے سے رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جائے تاکہ رسوائی نہ ہو۔

(۶) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ برائی کر کے شیطان کو رسوا کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ انسان کا خود اپنا نفس ہی شیطان ہے۔ جو فعل بد کرے تو ملامت کرے شیطان پر۔ (۷) ایک شخص کا وطیرہ تھا کہ وہ دھوکہ دہی سے لوگوں کا مال ہڑپ کر جاتا تھا اور اٹھتے بیٹھتے شیطان پر لعنت بھی بھیجتا رہتا تھا۔ (۸) کسی دن راہ چلتے شیطان نے اس (دغاباز مال خور) سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھ سے خفیہ راہ و رسم رکھ کے مجھے ملامت کرنا انتہا درجے کی حماقت ہے۔

(۹) ایک طرف تو مجھے خفیہ دوست سمجھتا ہے۔ اور دوسری طرف مجھ (شیطان) پر لعنت و ملامت کی تلوار چلاتا ہے۔

(۱۰) جو بات روزِ ازل سے (انسان کے بارے میں) شیطان نے کہی تھی۔ آج وہی بات معصوم فرشتوں کو لکھنی پڑ رہی ہے۔ تیری (انسان کی) اس روش پر افسوس ہے۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	روا داری از جہل و ناپاکیت	کہ پاکاں نویسند ناپاکیت
	نادانی اور بے خوفی کی وجہ سے تو یہ جائز سمجھتا ہے	کہ پاک تیری ناپاکی کو لکھیں
۲	طریقے بدست آر و صلحے بجوئی	شفیعے برانگیز و عذرے بگوئے
	ایک طریقہ حاصل کر اور صلح چاہ	کوئی سفارشی پیدا کر اور معذرت کر
۳	کہ یک لحظہ صورت نہ بندد اماں	چو پیمانہ پُر شد بدورِ زماں
	اس لیے کہ ایک لحظہ کے لیے پناہ کی صورت نہ ہو گی	زمانہ کی گردش کا جب پیمانہ بھر جائے گا
۴	دگر دستِ قوت نداری بکار	چو بیچارگاں دست زاری برآر
	اگر تو قوت کا ہاتھ کسی کام کا نہیں رکھتا ہے	تو عاجزوں کی طرح عجز کا ہاتھ اٹھا
۵	دگر رفت ز اندازہ بیروں بدی	چو گفتی کہ بدرفت نیک آمدی
	اگر برائی اندازہ سے بھی بڑھ جائے	جب تونے یہ کہہ دیا کہ برائی ہوئی تو نیک بن گیا
۶	فراشو چو بینی درِ صلح باز	کہ ناگہ درِ توبہ گردد فراز
	جب تو صلح کا دروازہ کھلا دیکھے آگے بڑھ	اس لیے کہ اچانک توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا
۷	مرو زیرِ بارِ گنہ اے پسر	کہ حمالِ عاجز بود در سفر
	اے صاحبزادے! گناہوں کے بوجھ کے نیچے نہ جا	اس لیے کہ بوجھ اٹھانے والا سفر میں تھک جاتا ہے
۸	پئے نیک مرداں بباید شتافت	کہ ہر کیں سعادت طلب کرد یافت
	نیک انسانوں کے پیچھے دوڑنا چاہیے	اس لیے کہ جس نے یہ نیک بختی چاہی حاصل کر لی ہے
۹	ولیکن تو دنبالِ دیو خسی	ندانم کہ در صالحاں چو رسی
	لیکن تو کمینہ شیطان کے پیچھے ہے	میں نہیں سمجھ سکتا کہ تو نیکوں میں کس طرح پہنچے گا
۱۰	پیمبر کسے را شفاعت گر ست	کہ بر جادۂ شرعِ پیغمبر ست
	پیغمبر اسی کے سفارشی ہیں	جو پیغمبر کی شریعت کے راستہ پر ہے

(۱) روا داری: جائز رکھتا ہے تو۔ جہل و ناپاکیت: تیری جہالت اور بے خوفی۔ نویسند: لکھیں۔ ناپاکیت: تیری ناپاکی۔ (۲) طریقے: کوئی طریقہ۔ بدست آر: ہاتھ میں لا۔ صلحے بجوئی: صلح ڈھونڈ۔ شفیعے: کوئی سفارشی۔ برانگیز: کھڑا کر۔ عذرے: کوئی عذر۔ بگوے: کہہ۔ (۳) یک لحظہ: ایک سیکنڈ۔ صورت نہ بندد: صورت نہیں باندھتی۔ اماں: پناہ۔ چو: جب۔ پر شد: بھر گیا۔ بدورِ زماں: زمانے کی گردش۔ (۴) دستِ قوت: زور کا ہاتھ۔ نداری: نہیں رکھتا تو۔ بکار: کام پر۔ چو بیچارگاں: بیچاروں کی طرح۔ دستِ زاری: عاجزی کا ہاتھ۔ برآر: نکال۔ (۵) دگر: اور اگر۔ رفت: گئی۔ ز اندازہ بیروں: اندازے سے باہر۔ بدی: برائی۔ چو گفتی: جب تونے کہا۔ بدرفت: برائی ہو گئی۔ نیک آمدی: نیک بن گیا تو۔ (۶) فراشو: آگے ہو جا۔ چو بینی: جب دیکھے تو۔ در صلح: صلح کا دروازہ۔ باز: کھلا۔ ناگہ: اچانک۔ در توبہ: توبہ کا دروازہ۔ گردد فراز: بند ہو جائے گا۔ (۷) مرو: مت جا۔ زیر بارِ گنہ: گناہوں کے بوجھ کے نیچے۔ پسر: لڑکا۔ حمال: بوجھ اٹھانے والا۔ عاجز بود: عاجز ہووے۔ (۸) پے نیک مرداں: نیک لوگوں کے پیچھے۔ بباید شتافت: دوڑنا چاہیے۔ ہر کیں: جس نے کہ یہ۔ سعادت: نیک بختی۔ طلب کرد: طلب کی۔ یافت: پالی۔ (۹) دنبالِ دیو خسی: کمینے شیطان کے پیچھے۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ صالحاں: نیک لوگ۔ چو رسی: کیسے پہنچے گا تو۔ (۱۰) پیمبر: خدا کا پیغام لانے والا۔ کسے را: اس شخص کا۔ شفاعت گر: سفارش کرنے والا۔ ست: ہے۔ جادہ شرع پیغمبر: پیغمبر کی شریعت کی راہ۔

تشریح: (۱) تیری (انسان کی) جہالت اور بے رحمی کی وجہ سے یہ بات تیری سمجھ سے بالاتر ہو گئی ہے کہ فرشتے تیری برائیاں لکھیں۔ ورنہ یہ بہت بڑی بات ہے۔ (۲) اے انسان! دنیوی زندگی میں کوئی موقع غنیمت جان کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ صلح کی کوئی راہ نکال لے۔ کسی سفارشی کے ذریعے عذر خواہی کا سامان کر لے۔ (۳) کیونکہ موت کی صورت میں جب زمانے کی گردش نے پلٹا کھایا تو ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کی مہلت نہیں ملے گی۔

(۴) اگر تجھ (انسان) میں اعمال صالحہ کو بروئے کار لانے کی قوت نہیں تو کم از کم برائیوں سے معذرت کر کے گناہوں کی توبہ کرنی چاہیے۔

(۵) اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ جس شخص کے گناہ لا محدود ہوں۔ اگر وہ اقرار و استغفار کر کے معافی مانگ لے تو وہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

(۶) ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ لہٰذا کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر طلب مغفرت کی سبیل کرنی چاہیے۔ ورنہ توبہ کا دروازہ اچانک بند ہونے والا ہے۔

(۷) گناہوں کا بوجھ اٹھائے پھرنا دانشمندی نہیں۔ کیونکہ گناہوں کا بوجھ اتارا نہ گیا تو آخرت کے سفر میں لاچاری ہو گی۔

(۸) صلحاء کی خدمت و اطاعت میں پیش پیش رہنا چاہیے۔ کیونکہ ان (صلحاء) کی اطاعت و خدمت سعادتمندی ہے۔ اور سعادت کا طلبگار ہمیشہ خوش بختی کو پالیتا ہے۔ (۹) لیکن تیرا (انسان کا) لگاؤ مکار و عیار ابلیس کے ساتھ ہے۔ اس صورت میں صلحاء کی صحبت و خدمت اور اطاعت کبھی حاصل نہ ہو گی۔

(۱۰) روز قیامت شفاعت مبنی برحق ہے۔ لیکن رسول علیہ السلام ان لوگوں کی شفاعت کریں گے جو لوگ دنیا میں اتباع شریعت کا التزام کرتے ہیں۔

marfat.com

۱	رہِ راست رو تا بمنزل رسی	تو بر رہ نہ زیں قبل واپسی
	سیدھا راستہ چل تاکہ تو منزل پر پہنچے	چونکہ تو راستہ پر نہیں ہے اسلئے پیچھے ہے
۲	چو گاوے کہ عصار چشمش بہ بست	دواں تا بہ شب شب ہماں جا کہ ہست
	اس بیل کی طرح جس کی تیلی نے آنکھیں باندھ دی ہیں	شام تک دوڑتا ہے شام کو وہیں ہے جہاں تھا

حکایت

کہانی

۴	گِل آلودۂ راہ مسجد گرفت	زبختِ نگوں طالع اندر شگفت
	مٹی میں سنے ہوئے نے مسجد کا راستہ لیا	اوندھے ستارے والے نصیبے تعجب میں تھا
۵	یکے زجر کردش کہ تَبَّتْ یَدَاکْ	مرو دامن آلودہ در جائے پاک
	کسی نے اسے جھڑکا کہ تیرے ہاتھ ہلاک ہوں	آلودہ دامن کے ساتھ پاک جگہ نہ جا
۶	مرا رقتے در دل آمد بریں	کہ پاکست و خرم بہشت بریں
	اس پر میرے دل میں رقت آگئی	کہ بہشت برتر تو مبارک اور پاک ہے
۷	دراں جائے پاکان امیدوار	گِل آلودۂ معصیت را چہ کار
	اس میں تو پاک امیدواروں کی جگہ ہے	گناہ کی مٹی سے سنے ہوئے کا کیا کام
۸	بہشت آں ستاند کہ طاعت برد	گر انقدر باشد بضاعت برد
	بہشت تو وہ حاصل کریگا جو تابعداری کرے گا	جس کے پاس نقد ہوگا سامان خرید لے جائیگا
۹	مکن دامن از گردِ ذلت بشوئے	کہ ناگہ ز بالا بہ بندند جوئے
	دیر نہ کر؛ ذلت کی گرد سے دامن دھولے	کہیں اچانک اوپر سے نہر بند نہ کر دیں
۱۰	مگو مرغ دولت ز قیدم بجست	ہنوزش سرِ رشتہ داری بدست
	یہ نہ کہہ کہ دولت کی چڑیا میرے پھندے سے نکل گئی ہے	ابھی اس کا دھاگا تو ہاتھ میں رکھتا ہے

(۱) رہِ راست: سیدھی راہ۔ رَو: چل۔ تا: تاکہ۔ بمنزل: منزل پر۔ رسی: پہنچے تو۔ بر رہ: راستے پر۔ نہ: نہیں ہے تو۔ زیں قبل: اس وجہ سے۔ واپسی: پیچھے ہے تو۔ (۲) چو گاوے کہ: اس بیل کی طرح جو کہ۔ عصار: تیلی۔ چشمش: اس کی آنکھیں۔ بہ بست: باندھ دی۔ دواں: دوڑ رہا ہے۔ تا بہ شب: رات تک۔ ہماں جا: اسی جگہ پر۔ ہست: جہاں کہ ہے۔ (۳) حکایت: کہانی۔ (۴) گِل آلودہ: مٹی سے لتھڑا ہوا۔ راہ مسجد: مسجد کا راستہ۔ گرفت: لیا۔ بختِ نگوں طالع: اوندھے ستارے والا نصیب۔ اندر شگفت: تعجب میں تھا۔ (۵) یکے: ایک۔ زجر کرد: جھڑکی دی۔ ش: اس کو۔ تَبَّتْ یَدَاکْ: ٹوٹ جائیں تیرے ہاتھ۔ مرو: مت جا۔ دامن آلودہ: لتھڑے دامن والا۔ جائے پاک: پاک جگہ۔ (۶) مرا: مجھ کو۔ رقتے: نرمی۔ در دل: دل میں۔ آمد: آئی۔ بریں: اس پر۔ پاکست: پاک ہے۔ خرم: بابرکت۔ بہشت بریں: اونچی بہشت۔ (۷) دراں جائے پاکاں: پاک لوگوں کی اس جگہ میں۔ گِل آلودۂ معصیت: گناہوں کی مٹی کا لتھڑا ہوا۔ چہ کار: کیا کام۔ (۸) آں ستاند: وہ حاصل کرے گا۔ کہ طاعت برد: جو کہ عبادت لائے۔ گر انقدر باشد: جس کے پاس نقدی ہو۔ بضاعت برد: سامان لے جائے گا۔ (۹) مکن: مت کر۔ از گردِ ذلت: ذلت کی گرد سے۔ بشو: دھولے۔ ناگہ: اچانک۔ ز بالا: اوپر سے۔ بہ بندند: بند کر دیں گے۔ جوئے: ندی۔ (۱۰) مگو: مت کہہ۔ مرغ دولت: دولت کا پرندہ۔ ز قیدم: میری قید سے۔ بجست: کود گیا۔ ہنوزش: ابھی اس کا۔ سرِ رشتہ: دھاگے کا سرا۔ داری: تو رکھتا ہے۔ بدست: ہاتھ میں۔

تشریح: (۱) انسان کو چاہیئے کہ وہ سیدھا راستہ (صراط مستقیم) اختیار کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اعمال صالحہ میں صفر ہے۔ کیونکہ راہ شریعت پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ (۲) خود غرض اور بے عمل انسان کی مثال کولہو کے بیل جیسی ہے۔ جس طرح وہ (کولہو کا بیل) دن رات کولہو کے ارد گرد سفر کرتا ہے۔ تو وہیں کا وہیں رہتا ہے جہاں سے چلا تھا۔ (۳) عنوان: اگر غلاظت سے لتھڑا ہوا شخص مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا تو گناہوں سے آلودہ انسان جنت میں کیسے داخل ہوگا۔ (۴) ایک آدمی مسجد میں اس حالت کے ساتھ آیا کہ اس کے کپڑے مٹی گارے سے آلودہ تھے۔ وہ تعجب میں تھا کہ مجھ جیسا گناہوں میں لتھڑا غلیظ شخص مسجد میں کیسے آگیا۔ (۵) اسی اثناء میں ایک نمازی نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے کہا کہ ذرا اپنی صورت اور لباس پر نظر ڈال۔ کیا تو اس لائق ہے کہ مسجد میں داخل ہو سکے۔ (۶) نمازی کی ڈانٹ بھری بات سن کر اس (آلودہ شخص) کا دل بھر آیا۔ اور سوچنے لگا کہ جنت تو اس سے بھی پاکیزہ مقام ہے۔ (۷) جنت تو پاکیزہ صفت انسانوں کی جگہ ہے۔ وہاں ہم جیسے آلودہ جسم اور آلودہ قلب لوگوں کو گھسنے کی اجازت کیسے ہوگی۔ (۸) دنیا کے بازار میں سامان کی خریداری وہی کر سکتا ہے جس کے پاس نقد رقم موجود ہو۔ اسی طرح آخرت کے بازار میں بھی اعمال صالحہ کی صورت میں نقد رقم رکھنے والا جنت خریدے گا۔ (۹) اپنے دل سے گناہوں کی آلودگی صاف کرنے کے لیے تاخیر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ توبہ کا در بند ہونے کی صورت میں نہر اچانک بند ہونے والی ہے۔ (۱۰) اگر جوانی کے دن گذر گئے ہیں۔ تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ بڑھاپے کی عمر میں بھی عبادت گزاری کا وقت موجود ہے۔ لہٰذا گزرتے وقت کی تلافی کرنی چاہیئے

marfat.com

وگر دیر شد گرم رو باش چست	۱	زدیر آمدن غم ندارد درست
اور اگر دیر ہو گئی ہے چست اور تیز چل		صحیح بات دیر میں حاصل ہونے سے کوئی غم نہیں ہے
ہنوزت اجل دست خواہش نبست	۲	برآور بدرگاہ دادار دست
ابھی موت نے تیری خواہش کا ہاتھ نہیں باندھا ہے		خدا کے دربار میں اپنا ہاتھ اٹھا
چو حکم ضرورت بود کابروے	۳	بریزند بارے بریں خاک کوئے
جب یہ ضروری ہو جائے کہ وہ تیری آبرو		ریزی کریں گے تو ابھی اسی گلی کی خاک پر بہادے
ور آبت نماند شفیع آر پیش	۴	کسے را کہ ہست آبرو از تو بیش
اگر تیری آبرو نہ ہے تو کوئی ایسا سفارشی پیش کردے		جس کی آبرو تجھ سے زیادہ ہو
بقہر ار براند خدائے از درم	۵	روان بزرگاں شفیع آورم
اگر خدا غصے سے مجھے دروازہ سے بھگادیگا		تو میں بزرگوں کی روح کو سفارشی بناؤنگا

حکایت

کہانی

ہمے یادم آید ز عہد صغر	۷	کہ عیدے بروں آمدم باپدر
مجھے بچپن کی بات یاد ہے		کہ ایک عید کو میں ابا کے ساتھ باہر گیا
ببازیچہ مشغول مردم شدم	۸	در آشوب خلق از پدر گم شدم
کھیل کود میں لوگوں میں لگ گیا		لوگوں کے ہنگامہ میں ابا سے گم ہو گیا
برآوردم از ہول و دہشت خروش	۹	پدر ناگہانم بمالید گوش
میں خوف اور دہشت سے چیخنے چلانے لگا		اچانک ابا نے میری گوشمالی کی
کہ اے شوخ چشم آخرت چندبار	۱۰	بگفتم کہ دستم ز دامن مدار
کہ اے بے حیا! آخر میں نے کئی مرتبہ تجھ سے		نہیں کہا ہے کہ میرا پلو نہ چھوڑ

(۱) ور دیر شد، دیر ہو گئی۔ گرم رو، تیز چلنے والا۔ شو، ہو جا۔ ز دیر آمدن، دیر کر کے آنے سے۔ ندارد، نہیں رکھتا۔ درست، صحیح۔ (۲) ہنوزت، ابھی تیرے۔ اجل، موت۔ دست خواہش، خواہش کے ہاتھ۔ نہ بست، نہیں باندھے۔ برآور، اٹھا۔ بدرگاہ دادار، انصاف کرنیوالے کی درگاہ میں۔ دست، ہاتھ۔ (۳) چو، جب۔ حکم ضرورت، ضرورت کا تقاضا۔ بود، ہووے۔ کابرو، کہ آبرو۔ بریزند، گرادیں۔ بارے، ابھی۔ بریں خاک کوئے، ابھی محلے کی مٹی پر۔ (۴) ور، اور اگر۔ آبت نماند، تیری آبرو نہیں رہی۔ شفیع، سفارشی۔ آر، لا۔ پیش، سامنے۔ کسے را کہ، جس کسی کو کہ۔ ہست، ہے۔ آبرو، عزت۔ از تو بیش، تجھ سے زیادہ۔ (۵) بقہر، غصے سے۔ ار براند، اگر دھتکار دے۔ از درم، دروازے سے مجھ کو۔ روان بزرگاں، بزرگوں کی روح۔ شفیع، سفارشی۔ آورم، لاؤں گا میں۔ (۶) حکایت، کہانی۔ (۷) ہمے یادم آید، مجھے یاد آتا ہے۔ عہد صغر، بچپن کا زمانہ۔ عیدے، ایک عید کو۔ بروں آمدم، باہر آیا میں۔ باپدر، باپ کے ساتھ۔ (۸) ببازیچہ، کھیل کود میں۔ مشغول مردم، لوگوں میں مشغول۔ شدم، ہو گیا میں۔ در آشوب خلق، مخلوق کے ہنگامے میں۔ از پدر، باپ سے۔ گم شدم، گم ہو گیا میں۔ (۹) برآوردم، نکالی میں نے۔ ہول، خوف۔ خروش، چیخ۔ پدر، باپ۔ ناگہانم، اچانک میرے۔ بمالید، ملے۔ گوش، کان۔ (۱۰) شوخ چشم، بے حیا۔ آخرت، آخر تجھ کو۔ چندبار، کتنی دفعہ۔ بگفتم، میں نے کہا۔ دستم ز دامن، ہاتھ میرے دامن سے۔ مدار، مت اٹھا۔

تشریح (۱) اگر جوانی گزرنے کے باعث تاخیر ہو گئی ہے تو کوئی بات نہیں۔ اگر معافی تلافی سے تاخیر سے جنت میں داخلے کا بندوبست ہو جائے تو سودا مہنگا نہیں۔ (۲) موت آنے سے قبل ربِ ذوالجلال کے سامنے ہاتھ اٹھا کر معذرت کے لیئے دعا مانگنی چاہیئے۔ ورنہ موت آکر دونوں ہاتھ باندھ دیگی۔

(۳) روزِ محشر میں بے آبرو ہونے سے بہتر ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے رُوبرُو سجدہ ریز ہو کر اپنی آبرو ختم کردے۔ تاکہ قیامت کے دن آبرو محفوظ ہو جائے۔

(۴) اگر تو (بوستان کا قاری) آبرومند نہیں ہے تو کسی اللہ والے کی صحبت اور ملازمت اختیار کر کے اسے اپنا سفارشی بنا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ مغفرت کردے۔

(۵) اگر تو دربارِ الٰہی سے ٹھکرایا جا چکا ہے تو اللہ والوں سے سلسلۂ بیعت متعلق کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور مغفرت کا استحقاق حاصل کرلے۔

(۶) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیئے راہ منزل کے شناساں سے مضبوط تعلق قائم کرلے۔

(۷) مجھے (شیخ سعدیؒ کو) بچپن کا ایک واقعہ یاد آگیا ہے کہ ایک دفعہ میں (شیخ سعدیؒ) اپنے والد محترم کے ساتھ عید کے روز باہر نکلا۔

(۸) میں بچوں کے ساتھ کھیل کود میں مصروف ہو گیا اور والد صاحب کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔

(۹) میں (شیخ سعدیؒ) خود کو تنہا محسوس کر کے گھبرایا اور چلانا شروع کر دیا۔ اسی اثناء میں میرے والد محترم نے اچانک میری گوشمالی کی اور فرمایا۔

(۱۰) اے شوخ چشم (بے حیا) میں نے بارہا مرتبہ کہا ہے کہ میرے دامن سے اپنا ہاتھ نہ چھڑایا کر ورنہ گم ہو جائے گا۔

marfat.com

بہ تنہا نداند شدن طفلِ خرد	۱	کہ مشکل بود راہِ نادیدہ برد
چھوٹا بچہ اکیلا پھرنا نہیں جانتا ہے		اس لیے کہ اَن دیکھا راستہ چلنا مشکل ہوتا ہے
تو ہم طفلِ راہی بسعی اے فقیر	۲	برو دامنِ نیک مرداں بگیر
اے فقیر چلنے میں تو بھی طفلِ راہ ہے		جا نیک انسانوں کا دامن پکڑ لے
مکن با فرومایہ مردم نشست	۳	چو کردی ز ہیبت فرو شوئی دست
کمینوں کے ساتھ نشست و برخاست نہ کر		اگر تو نے ایسا کیا تو عزت سے ہاتھ دھولے
بفتراک پاکاں دل آویز چنگ	۴	کہ عارف ندارد ز دریوزہ ننگ
پاک دل والوں کے شکار دان میں ہاتھ لٹکا دے		اس لیے کہ خدا شناس گدائی سے ذلت محسوس نہیں کرتا ہے
مریداں بقوت ز طفلاں کم اند	۵	مشائخ چو دیوارِ مستحکم اند
مرید طاقت میں بچوں سے بھی کم ہیں		پیر مضبوط دیوار کی طرح ہیں
بیاموز رفتار ازاں طفلِ خورد	۶	کہ چوں استعانت بہ دیوار برد
چھوٹے بچے سے چلنا سیکھ لے		اس نے کس طرح دیوار کا سہارا لیا
ز زنجیرِ ناپارسایاں برست	۷	کہ در حلقۂ پارسایاں نشست
بُروں کی زنجیر سے اس شخص نے رہائی حاصل کر لی		جو نیکوں کے حلقہ میں بیٹھا
اگر حاجتے داری ایں حلقہ گیر	۸	کہ سلطاں ازیں در ندارد گزیر
اگر تجھے ضرورت ہے اس حلقہ کو پکڑ لے		اس لیے کہ بادشاہ کو بھی اس حلقہ کے سوا چارہ نہیں ہے
برو خوشہ چیں باش سعدی صفت	۹	کہ گرد آوری خرمنِ معرفت
جا سعدیؒ کی طرح خوشہ چیں بن		تاکہ معرفتِ خداوندی کا انبار جمع کرلے

(۱) نداند شدن: جانا نہیں سوجھتا۔ طفلِ خورد: چھوٹا بچہ۔ بود: ہوتا ہے۔ راہِ نادیدہ: اَن دیکھا راستہ۔ برد: لے جانا۔
(۲) تو ہم: تو بھی۔ طفلِ راہی: راستے کا بچہ ہے۔ بسعی: چلنے میں۔ برو: جا۔ دامنِ نیک مرداں: نیک لوگوں کا دامن۔ بگیر: پکڑ لے۔
(۳) مکن: مت کر۔ فرومایہ مردم: کمینے لوگ۔ نشست: بیٹھنا۔ چو کردی: جب کیا تو نے۔ ز ہیبت: رعب سے۔ فرو شوئی دست: ہاتھ دھولے۔
(۴) بفتراکِ پاکاں: نیک لوگوں کے شکار دان میں۔ آویز چنگ: ڈال دے ہاتھ۔ عارف: خدا کا پہچاننے والا۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ ز دریوزہ: بھیک سے۔ ننگ: شرم۔
(۵) بقوت: طاقت میں۔ ز طفلاں: بچوں سے۔ کم اند: کم ہیں۔ مشائخ: جمع شیخ۔ چو: مثل۔ مستحکم: مضبوط۔ اند: ہیں۔
(۶) بیاموز: سیکھ لے۔ ازاں طفلِ خورد: اس چھوٹے بچے سے۔ چوں: کیسے۔ استعانت: مدد۔ برد: لے گیا۔
(۷) ناپارسایاں: غیر پرہیزگار۔ برست: چھوٹ گیا۔ حلقۂ پارسایاں: پرہیزگاروں کا حلقہ۔ نشست: بیٹھا۔
(۸) حاجتے داری: تو کوئی حاجت رکھتا ہے۔ ایں حلقہ: یہ حلقہ۔ گیر: پکڑ۔ سلطاں: بادشاہ۔ ازیں در: اس دروازے سے۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ گزیر: چارہ۔ (۹) برو: جا۔ خوشہ چیں: سٹے چننے والا۔ باش: ہو جا۔ سعدی صفت: سعدیؒ کی طرح۔ گرد آوری: اگر لادے تو۔ خرمنِ معرفت: معرفتِ الٰہی کے علم و عمل کا ذخیرہ۔

تشریح: (۱) راہ سے لاعلمی کی وجہ سے بچہ تن تنہا راستے کو طے نہیں کر سکتا۔ یہی حال صراطِ مستقیم پر چلنے والے کا ہے کہ اس کے لیے اللہ والے کا دامن پکڑنا لازمی ہے۔ (۲) اے درویش! اگر کوئی بھی شخص ہو، اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے تو بھی طفلِ راہ ہے۔ اس لیے کسی مقرب الی اللہ سے تعلق قائم کرکے سیدھی راہ اختیار کر۔ (۳) جس شخص کا اٹھنا بیٹھنا بدقماش لوگوں کے ساتھ ہو تو اس کا مقام، مرتبہ، اعزاز و وقار سب خاک میں مل جاتا ہے۔
(۴) نیک سیرت لوگوں کی صحبت و معیت اختیار کرنا بہتر ہے کیونکہ معرفتِ حق کا راہی نیکوکار بزرگوں سے شرم محسوس نہیں کرتا۔
(۵) راہِ حق پر چلنے والے (مرید) لوگ بچوں کی مانند ہیں۔ اور صوفیاء و صلحاء کی مثال مضبوط دیوار جیسی ہے۔
(۶) عموماً مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ کم سن بچے دیوار کا سہارا لے کر چلتے ہیں۔ مرید کو بھی اپنے پیر و مرشد کے سہارے چلنا چاہیے۔
(۷) جو شخص صلحاء و صوفیاء کے حلقۂ صحبت و معیت اور ارادت میں بیٹھ گیا اسے بدطینت لوگوں کے فریبی جال میں کوئی نہیں پھنسا سکتا۔
(۸) اگر تجھے (بوستان پڑھنے والے کو) صلحاء و صوفیاء کی صحبت و معیت کی حاجت ہے۔ ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو جا کیونکہ اس راہِ سلوک کے ضرورتمند بادشاہ بھی ہیں۔
(۹) شیخ سعدیؒ کی طرح ہر شخص کو معرفتِ حق کے علم و عمل کا خوشہ چیں ہونا چاہیے۔ تاکہ معرفت کا خرمن (ذخیرہ) جمع کرلے۔

marfat.com

حکایت مستِ خرمن سوز

انبار کو جلانے والے دیوانہ کا قصہ

یکے غلہ مرداد مہ تودہ کرد	۱	زتیمار دے خاطر آسودہ کرد
ایک شخص نے مرداد کے مہینہ میں غلہ جمع کیا		دے (ماگھ کا مہینہ) کے فکر سے دل کو مطمئن کیا
شبے مست شد آتشے برفروخت	۲	نگوں بخت کالیوہ خرمن بسوخت
ایک رات کو مست ہو گیا اور آگ جلائی		احمق اوندھے نصیب والے نے انبار جلا دیا
دگر روز در خوشہ چیدن نشست	۴	کہ یک جو ز خرمن نماندش بدست
دوسرے دن خوشے چننے بیٹھا		اس لیے کہ انبار میں سے ایک جو بھی اسکے ہاتھ میں نہ رہا تھا
چو سرگشتہ دیدند درویش را	۵	یکے گفت پروردۂ خویش را
جب لوگوں نے فقیر کو پریشان دیکھا		ایک شخص نے اپنے لڑکے سے کہا
نخواہی کہ گردی چنیں تیرہ روز	۶	بدیوانگی خرمن خود مسوز
اگر تو چاہتا ہے کہ ایسا بدبخت نہ بنے		دیوانگی سے اپنا انبار نہ جلا
گر از دست عمرت شد اندر بدی	۷	تو آنی کہ در خرمن آتش زدی
اگر تیرے ہاتھوں تیری زندگی برائی میں ختم ہو گئی ہے		تو وہی ہے جس نے انبار میں آگ لگائی ہے
فضیحت بود خوشہ اندوختن	۸	پس از خرمن خویشتن سوختن
رسوائی کی بات ہے انبار جمع کرنا		اپنے انبار کو آگ لگا دینے کے بعد
مکن جانِ من تخم دیں ریز و داد	۹	مدہ خرمن نیک نامی بباد
اے جانِ من ایسا نہ کر دین اور انصاف کا بیج بو		نیک نامی کے انبار کو برباد نہ کر
چو برگشتہ بختے در افتد بہ بند	۱۰	از و نیک بختاں بگیرند پند
اگر کوئی بدبخت مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے		نیک بخت اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں

(۱) خرمن سوز، کھلواڑہ جلانے والا۔
(۲) یکے، ایک۔ مرداد مہ، ایرانیوں کا پانچواں شمسی مہینہ جو جاڑوں کے برابر ہوتا ہے۔ تودہ کرد، ڈھیر کر لیا۔ تیمار دے، ماگھ کا غم۔ خاطر آسودہ، آرام والا دل۔
(۳) شبے، ایک رات۔ مست شد، نشہ پی لیا۔ آتشے برفروخت، آگ جلائی۔ نگوں بخت، اوندھے نصیب والا۔ کالیوہ، دیوانہ۔ خرمن بسوخت، کھلیان جلا لیا۔ (۴) دگر روز، دوسرے دن۔ خوشہ چیدن، خوشے چننا۔ نشست، بیٹھا۔ یک جو، ایک جو۔ نماندش، نہیں رہا اس کے۔ بدست، ہاتھ میں۔
(۵) چو، جب۔ سرگشتہ، حیران۔ دیدند، انہوں نے دیکھا۔ یکے گفت، ایک نے کہا۔ پروردۂ خویش، اپنا پالا ہوا۔
(۶) نخواہی، تو نہیں چاہتا۔ کہ گردی، کہ ہووے تو۔ چنیں تیرہ روز، ایسا سیاہ دنوں والا۔ بدیوانگی، پاگل پن سے۔ خرمن خود، اپنا کھلیان۔ مسوز، مت جلا۔
(۷) دست، ہاتھ۔ عمرت، تیری عمر۔ شد، گزر گئی۔ اندر بدی، برائی میں۔ تو آنی، تو وہ ہے۔ در خرمن، کھلیان میں۔ آتش زدی، آگ لگا دی تو نے۔
(۸) فضیحت بود، رسوائی ہووے۔ خوشہ اندوختن، بالے جمع کرنا۔ پس، پیچھے۔ خرمن خویش، اپنا کھلواڑہ۔ سوختن، جلانا۔ (۹) مکن، مت کر۔ جانِ من، میری جان۔ تخم دیں، دین کا بیج۔ ریز، گرا۔ داد، انصاف۔ مدہ، مت دے۔ خرمن نیک نامی، نیک نامی کا کھلیان۔ بباد، ہوا میں یعنی برباد۔ (۱۰) چو، جب۔ برگشتہ بختے، پھرے نصیب والا۔ در افتد، پڑ جاوے۔ بہ بند، قید میں۔ از و، اس سے۔ نیک بختاں، خوش نصیب۔ بگیرند، لیتے ہیں۔

تشریح: (۱) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ غفلت و بے عملی کی زندگی گزارنے والے شخص کی مثال ایسے ہے۔ جس نے اپنا ذخیرہ خود جلا دیا ہو۔
(۲) کسی شخص نے فصل کے موسم میں پورے سال کا غلہ جمع کیا اور نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ بیٹھ گیا۔
(۳) بے فکری کے باعث عیاشی میں مشغول ہو گیا۔ ایک رات نشہ میں دُھت اپنے ہی خرمن کو آگ لگا دی جس سے اس کا سب کچھ جل کر خاکستر ہو گیا۔
(۴) وہ دوسرے دن پھر خوشہ چیں (بالے چننے والا) ہو گیا۔ کیونکہ اس کا سارا خرمن (کھلیان یا گندم کا ذخیرہ) خود اسی کے ہاتھوں جل چکا تھا۔
(۵) خرمن جلانے والے شخص کو پریشان حال دیکھ کر ایک شخص اپنے بچے کو نصیحت آموز درس دینے لگا۔
(۶) اگر تو (بیٹا) یہ خواہش رکھتا ہے کہ تجھے بدبختی کا دن دیکھنا نصیب نہ ہو تو تو کبھی بھی نشے میں بدحواس ہو کر اپنا خرمن (گندم کا ذخیرہ) مت جلانا۔
(۷) جو شخص بداعمالیوں میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ اس نے خود اپنے ہاتھوں سے زندگی کا خرمن (کھلیان) جلا دیا ہو۔
(۸) رسوائی کے اصل لمحات یہی ہوتے ہیں جس میں انسان اپنے ہی ہاتھوں سے خرمن (گندم کا ذخیرہ) جلانے اور پھر خوشہ چیں (بالے چننا) ہو جائے۔
(۹) جانِ عزیز! دینِ حق کا بیج کاشت کر کے نیک نامی حاصل کرنی چاہیے۔ زندیق و بددین بن کر رسوائی کی کاشت نہیں کرنی چاہیے۔
(۱۰) اگر کسی بدنصیب پر مصیبت آن پڑتی ہے تو نیکوکار و خوش بخت لوگ ایسے اعمال سے گریزاں ہوتے ہیں جو مصائب کا سبب بنتے ہیں۔

marfat.com

تو پیش از عقوبت درِ عفو کوب	۱	کہ سودے ندارد فغاں زیرِ چوب
تو سزا سے پہلے معافی کا دروازہ کھٹکھٹا لے		اس لیے کہ چھڑی کے نیچے چیخ و پکار مفید نہیں ہے
بر آر از گریبانِ غفلت سرت	۲	کہ فردا نماند خجل در برت
غفلت کے گریبان سے اپنا سر نکال لے		تاکہ وہ کل کو شرمندہ تیری بغل میں مجھ کا نہ رہے

حکایت

کہانی

یکے متفق بود بر منکرے	۴	گزر کرد بر وے نکو محضرے
ایک شخص ایک بُرے کام کا پابند تھا		ایک نیک طبیعت انسان اس کے پاس سے گزرا
نشست از خجالت عرق کردہ روئے	۵	کہ آیا خجل گشتم از شیخ کوئے
وہ شرمندگی سے چہرہ پسینہ میں ڈبوئے بیٹھ گیا		کہ یقیناً میں محلے کے شیخ سے شرمندہ ہوا
شنید ایں سخن پیر روشن رواں	۶	برو بر بشورید و گفت اے جواں
روشن روح پیر نے یہ بات سنی		تو اس پر بگڑ گیا اور بولا اے جوان
نیایدہمے شرمت از خویشتن	۷	کہ حق حاضر و شرم داری زمن
تجھے اپنے آپ سے شرم نہیں آتی ہے		کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور مجھ سے شرما رہا ہے
نیاسائی از جانب ہیچ کس	۸	برو جانب حق نگہدار و بس
کسی شخص سے تجھے آرام حاصل نہ ہوگا		جا بس خدا کی طرف دھیان لگا
چناں شرم دار از خداوند خویش	۹	کہ شرمت ز بیگانگانست و خویش
اپنے خدا سے اس طرح شرما		جس طرح تجھے اپنے اور بیگانے سے شرم آتی ہے

(۱) پیش از عقوبت، سزا سے پہلے۔ درِ عفو، معافی کا دروازہ۔ کوب، کوٹ۔ سودے، کوئی فائدہ۔ ندارد، نہیں رکھتا۔ فغاں، فریاد۔ زیرِ چوب، لکڑی کے نیچے۔
(۲) بر آر، نکال۔ گریبانِ غفلت، غفلت کا گریبان۔ سرت، اپنا سر۔ فردا، کل آئندہ۔ نماند، نہ رہے۔ خجل، شرمندہ۔ در برت، تیری بغل میں۔
(۳) حکایت، کہانی۔
(۴) یکے، ایک۔ بود، تھا۔ منکرے، کوئی گناہ گار۔ گزر کرد، گزر گیا۔ بر وے، اس پر۔ نکو محضرے، نیک طبع آدمی۔ (۵) نشست، بیٹھا۔ از خجالت، شرمندگی کی وجہ سے۔ عرق کردہ روئے، چہرے پر پسینہ آیا ہوا۔ خجل، شرمندہ۔ گشتم، ہوا میں۔ شیخ کوئے، محلے کا بزرگ۔ (۶) شنید، سُنی۔ ایں سخن، یہ بات۔ پیر روشن رواں، روشن جان والا پیر۔ برو، اس پر۔ بشورید، بگڑ گیا۔ گفت، کہا۔
(۷) نیاید، نہیں آتی۔ شرمت، شرم تجھ کو۔ از خویشتن، اپنے آپ سے۔ حق حاضر، حق تعالیٰ حاضر۔ شرم داری، شرم رکھتا ہے تو۔ زمن، مجھ سے۔
(۸) نیاسائی، نہیں آرام پاتا۔ جانب ہیچ، کسی شخص کی طرف۔ برو، جا۔ جانب حق، حق تعالیٰ کی جانب۔ نگہدار، نگاہ رکھ۔ بس، صرف۔
(۹) چناں، ایسا۔ شرم دار، شرم رکھ۔ خداوند خویش، اپنا حق تعالیٰ۔ شرمت، تجھ کو شرم۔ ز بیگانگاں، بیگانوں سے۔ خویش، اپنا۔

تشریح: (۱) سزا ملنے سے پہلے آہ و زاری کر کے توبہ کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہیئے۔ کیونکہ میں سزا کے وقت چیخنا چلانا بے کار جاتا ہے۔
(۲) کل قیامت کے دن کی شرمندگی سے بچنے کے خواہشمند کو چاہیئے کہ وہ دنیا میں غافلانہ زندگی سے گریز کرے۔
(۳) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو اپنے جیسے انسان سے ڈرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا خوف کرنا چاہیئے۔ اور اپنے آپ سے عار و شرم کرے۔ (۴) ایک شخص عادی مجرم تھا۔ کسی موقع پر اسے (عادی مجرم کو) گناہ کرتے ہوئے بزرگ نے دیکھ لیا۔
(۵) عین حالت گناہ میں محلے کے بزرگ کی موجودگی کے باعث وہ (گناہ کا عادی) پسینہ میں شرابور ہو کر شرمندگی و افسوس کا اظہار کرنے لگا۔
(۶) نورانی روح و روشنی سے مالا مال بزرگ نے جب یہ سُنا تو اس گناہ کے عادی پر غضبناک ہوتے ہوئے کہا کہ اے جوان:
(۷) جب تجھے اپنی ذات سے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے شرم نہیں آتی تو میری ذات سے شرمندگی کا کیا مقصد۔
(۸) نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ جسے چاہے نفع دے۔ اور جسے چاہے نقصان دے۔ لہٰذا تجھے (عادی مجرم کو) صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی نظر رکھنی چاہیئے۔
(۹) اللہ تعالیٰ سے اسی طرح شرم و حیا رکھنی چاہیئے جیسا کہ انسان ایک دوسرے سے شرم و حیا کرتا ہے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

مصرع اوّل		مصرع دوم
زلیخا چو گشت از مئے عشق مست	۲	بداماں یوسف درآویخت دست
زلیخا جب عشق کی شراب سے مست ہوگئی		اس نے حضرت یوسفؑ کا دامن پکڑ لیا
چناں دیو شہوت رضا دادہ بود	۳	کہ چوں گرگ در یوسف افتادہ بود
شہوت کا بھوت اس طرح راضی ہو گیا		کہ زلیخا بھیڑیئے کی طرح حضرت یوسفؑ کے پیچھے پڑ گئی
بتے داشت بانوئے مصر از رخام	۴	بروہ معتکف بامداداں وشام
مصر کی بیگم کے پاس ایک سنگ مرمر کا بت تھا		جس کے پاس وہ صبح اور شام اعتکاف کرتی تھی
دراں لحظہ رویش بپوشید وسر	۵	مبادا کہ زشت آیدش در نظر
اس وقت اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دیا		تاکہ اس کی نظر میں زلیخا بری نہ ہو جائے
غم آلودہ یوسفؑ بکنجے نشست	۶	بسر بر ز نفس ستمگارہ دست
غمگین یوسفؑ ایک کنارے پر جا بیٹھے		ظالم نفس کی وجہ سے سر پر ہاتھ رکھے
زلیخا دو دستش ببوسید وپائے	۷	کہ اے سست پیماں وسرکش درآئے
زلیخا نے ان کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا		کہ اے بیوفا اور سرکش آ
بسنداں دلی رخے درہم مکش	۸	بہ بندے پریشاں مکن وقت خوش
سخت دلی سے ناراض نہ ہو		کسی فکر میں اچھے وقت کو پریشان نہ کر
رواں گشتش از دیدہ بر چہرہ جو	۹	کہ برگرد ناپاکی از من مجوئے
ان کی آنکھوں سے چہرہ پر نہر بہہ پڑی		کہ ہٹ اور مجھ سے ناپاکی نہ چاہ
تو در روئے سنگے شدی شرمسار	۱۰	مرا شرم ناید ز پروردگار
تو ایک پتھر کے سامنے شرمندہ ہوئی		مجھے خدا سے شرم نہ آئے گی

(۱) حکایت، کہانی۔
(۲) زلیخا، عزیز مصر کی بیوی جو حضرت یوسف علیہ السلام پہ عاشق تھی۔ چو، جب۔ گشت، ہوگئی۔ مے عشق، عشق کی شراب۔ بداماں یوسفؑ، یوسف علیہ السلام کے دامن میں۔ درآویخت، ڈال لیا اس نے۔ دست، ہاتھ۔ (۳) چناں، ایسا۔ دیو شہوت، شہوت کا دیو۔ رضا دادہ، راضی ہوا۔ بود، تھا۔ چوں گرگ، بھیڑیئے کی طرح۔ افتادہ بود، پڑ گئی تھی۔
(۴) بتے داشت، ایک بت رکھتی تھی۔ بانوئے مصر، خاتون مصر زلیخا۔ رخام، سنگ مرمر۔ بروہ، اس پر۔ معتکف، اعتکاف کرنے والی۔ بامداداں، صبح۔
(۵) دراں لحظہ، اس وقت میں۔ رویش، اس کا چہرہ۔ بپوشید، ڈھانپ دیا۔ مبادا کہ، خدا نہ کرے کہ۔ زشت آیدش، برا لگے اس کو۔ (۶) غم آلودہ، غم سے بھرا ہوا۔ یوسفؑ، مشہور پیغمبر جو نہایت حسین وجمیل اور یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ بکنجے، ایک کونے میں۔ نشست، بیٹھ گئے۔ بسر بر، سر پر۔ نفس ستمگارہ، ظالم نفس۔ دست، ہاتھ۔ (۷) دو دستش، اس کے دونوں ہاتھ۔ ببوسید، چومے۔ پائے، پاؤں۔ سست پیماں، کمزور عہد والے۔ سرکش، بات نہ ماننے والا۔ درآئے، آجا۔ (۸) بسنداں دل، سخت دل سے۔ رخے، چہرہ۔ درہم مکش، مت سکیڑ۔ بہ بندے، کسی فکر میں۔ پریشاں مکن، خراب نہ کر۔ وقت خوش، اچھا وقت۔
(۹) رواں گشتش، جاری ہوگئے اس کے۔ از دیدہ، آنکھوں سے۔ جو، نہری۔ برگرد، پھر جا۔ از من، مجھ سے۔ مجو، مت ڈھونڈ۔ (۱۰) در روئے، سامنے۔ سنگے، ایک پتھر۔ شدی، ہوگئی۔ مرا، مجھ کو۔ شرم ناید، شرم نہ آوے۔ پروردگار، پالنے والا خدا۔

تشریح: (۱) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ مخلوق سے ڈرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا خوف کرے کیونکہ وہی حاضر وناظر اور خبیر وعلیم ذات ہے۔ (۲) عزیز مصر کی اہلیہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام پر ہوسناکی کی غرض سے انہیں (یوسفؑ کو) دامن دراز کرنے کی کوشش کی۔ (۳) اس (زلیخا) کی ہوسناک مستی اس قدر غلبہ کر چکی تھی کہ اس نے یوسفؑ کو بھیڑیئے کی طرح بھینچ لیا۔ (۴) سنگ مرمر کا ساختہ بت زلیخا کے پاس موجود تھا، جسے وہ صبح وشام دیوانہ وار پوجتی تھی۔ (۵) جب اس (زلیخا) نے یوسفؑ کے ساتھ اپنی ہوسناکی کا مظاہرہ کرنا چاہا تو اس (زلیخا) نے بت کو پردے میں چھپا دیا۔ (۶) جب حضرت یوسفؑ نے دل ودماغ کے لیے ضرر رساں صورتحال پر نظر کی تو وہ (یوسفؑ) نہایت ہی افسردہ وغمگین حالت میں ایک طرف کونے میں بیٹھ گئے۔ (۷) یوسفؑ پر سکتہ طاری ہوتا ہوا دیکھ کر زلیخا نے ان (یوسفؑ) کے ہاتھ پاؤں چومنا شروع کر دیئے اور بے وفائی وسرکشی کا طعنہ دینے لگی۔ (۸) زلیخا نے یہ بھی کہا کہ تنہائی کے اس وقت کو تفکرات میں ضائع کرنے کی بجائے موقع اور وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میری دلی مراد بر لانے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ (۹) حضرت یوسفؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی برسنے لگے اور فرمایا کہ تو (زلیخا) مجھ سے دور ہو جا۔ مجھ سے ایسے ناپاک عزائم کی امید نہ رکھ۔ (۱۰) تجھے (زلیخا کو) تو پتھر کی اس مورتی سے شرم آگئی۔ کیا مجھے اس ذات علیم وخبیر سے حیا نہ آئے جو ہمارے اعمال سے غافل نہیں۔ (وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ)

marfat.com

۱	چہ سود ار پشیمانی آید بکف	چو سرمایۂ عمر کردی تلف
	کیا فائدہ اگر شرمندگی اس وقت ہوئی	جب عمر کا سرمایہ تباہ کر دیا
۲	شراب از پئے سرخروئی خورند	وزو عاقبت زرد روئی برند
	سرخ روئی کے لیے شراب پیتے ہیں	اور اس سے انجام کار زرد روئی حاصل کرتے ہیں
۳	بعذر آوری خواہش امروز کن	کہ فردا نماند مجال سخن
	عذر خواہی کی آج خواہش کر	اس لیے کہ کل کو بات کی گنجائش نہ رہے گی

حکایت

کہانی

۵	پلیدی کند گربہ بر جائے پاک	چو زشتش نماید بپوشد بخاک
	بلی پاک جگہ پر ناپاکی کر دیتی ہے	جب اس کو بُرا لگتا ہے اس کو مٹی سے چھپاتی ہے
۶	تو آزادی از ناپسندیدہا	نترسی کہ بروئے فتند دیدہا
	تو ناپسندیدگیوں سے بھی آزاد ہے	اس سے نہیں ڈرتا کہ اس پر نگاہیں پڑیں گی
۷	براندیش ازاں بندۂ پرگناہ	کہ از خواجہ آبق شود چند گاہ
	اس خطاوار غلام کے بارے میں سوچ	جو مالک کے پاس سے کچھ مدت کیلئے بھاگ گیا ہو
۸	اگر باز گردد بصدق و نیاز	بزنجیر و بندش نیارند باز
	اگر وہ سچائی اور عاجزی سے واپس آجائے	پھر اس کو زنجیر اور قید میں نہیں رکھتے ہیں
۹	بکیں آوری با کسے برستیز	کہ از وے گزیرت بود یا گریز
	کینہ وری سے اس سے لڑ	جس سے تجھے چارہ یا بچاؤ ممکن ہو
۱۰	کنوں کرد باید عمل را حساب	نہ وقتے کہ منشور گردد کتاب
	عمل کا اب حساب کر لینا چاہیے	نہ کہ اس وقت جب کتاب شائع ہو جائے

(۱) چہ سود: کیا فائدہ۔ پشیمانی آید: شرمندگی حاصل ہو۔ بکف: ہاتھ میں۔ چو: جب۔ سرمایۂ عمر: زندگی کا سرمایہ۔ کردی: کیا تونے۔ تلف: برباد۔
(۲) از پئے: واسطے۔ سرخروئی: سرخ چہرہ ہو جانا۔ خورند: پیتے ہیں۔ وزو: اور اس سے۔ عاقبت: آخرکار۔ زرد روئی: زرد چہرہ ہونا۔ برند: لے جاتے ہیں۔
(۳) بعذر آوری: عذر لانے کی۔ امروز: آج۔ کن: کر۔ فردا: کل۔ نماند: نہیں رہے گی۔ مجال سخن: بات کرنے کی مجال۔
(۴) حکایت: کہانی۔ (۵) کند: کرتی ہے۔ گربہ: بلی۔ بر جائے پاک: پاک جگہ پر۔ چو: جب۔ زشتش: اس کو بُری۔ نماید: دکھائی دیتی ہے۔ بپوشد: ڈھانپ دیتی ہے۔ بخاک: مٹی سے۔
(۶) ناپسندیدہا: ناپسند ہونا۔ نترسی: تو نہیں ڈرتا۔ بروئے: اس پر۔ فتند: پڑیں گی۔ دیدہا: نظریں۔
(۷) براندیش: غور کر۔ ازاں بندۂ پرگناہ: اس خطاکار غلام کے متعلق۔ از خواجہ: آقا سے۔ آبق شود: بھاگ جاوے۔ چند گاہ: کئی دفعہ۔
(۸) باز گردد: واپس آجائے۔ بصدق و نیاز: سچائی اور عاجزی سے۔ بندش: قید۔ نیارند: نہیں رکھتے ہیں۔ (۹) بکیں آوری: کینہ لانے سے۔ با کسے: کسی کے ساتھ۔ برستیز: لڑائی کر۔ از وے: اس سے۔ گزیرت بود: تجھے چارہ ہو۔
(۱۰) کنوں: اب۔ کرد باید: کرنا چاہیے۔ وقتے کہ: جس وقت کہ۔ منشور گردد: کھل جائے۔ کتاب: نامۂ اعمال۔

تشریح: (۱) انسان کی زندگی کے وہ لمحات جو بدکاری میں گذر جاتے ہیں۔ اگر توبہ کیے بغیر زندگی کے یہ لمحات یونہی رہ گئے تو قیامت کی شرمندگی سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ (۲) شراب پینے سے وقتی ہیجان کی وجہ سے چہرہ سرخ اور چستی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن نشہ کافور ہونے کے بعد انجام کار تاسف سے چہرہ زرد ہوتا ہے۔ (یہی حال قیامت کے انجام کا ہے)

(۳) آج دنیا میں، وقت ہے کہ گناہوں سے معذرت کر لے۔ ورنہ موت کے لمحات میں زبان کی بندش سے عذر خواہی کا موقع نہیں ملے گا۔
(۴) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کا یہ تصور ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ اس تصور کے پیش نظر گناہ ترک کر دے۔
(۵) جب بلی کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ صاف ستھری جگہ ڈھونڈتی ہے۔ قضائے حاجت پوری ہونے کے بعد اپنی غلاظت کو چھپا لیتی ہے۔
(۶) اے انسان! کیا تجھے اپنی بدکاریوں کی پرواہ نہیں کہ ہر دیکھنے والا اُسے (بدکاریوں کو) بُرا محسوس کرے گا لہٰذا تجھے اپنے گناہوں کو توبہ کے پردے سے چھپا دینا چاہیے۔ (۷) جب کوئی غلام اپنے آقا سے بار بار فرار ہوتا ہے۔ اور پھر ایک دن سچے دل سے واپس آتا ہے تو آقا اُسے (غلام کو) قید نہیں کرتا۔
(۸) اس لیے تجھے (انسان کو) بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے بار بار فرار ہونے کی بجائے سچی توبہ کر کے اس (اللہ تعالیٰ) کے سایۂ رحمت میں آجانا چاہیے۔
(۹) اندرونی کینہ توزی کے باعث انسان کو اُس سے جنگ کرنی چاہیے جس سے جیتنے یا بچاؤ کی تدابیر کامیابی کے ساتھ بروئے کار لائی جا سکتی ہوں۔
(۱۰) انسان کو دنیا میں ہی اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے۔ ورنہ قیامت کے دن اعمالنامہ ظاہر ہونے کے بعد محاسبہ کارگر ثابت نہ ہوگا۔

marfat.com

کسے گرچہ بد کرد ہم بد نہ کرد	۱	کہ پیش از قیامت غمِ خود بخورد
اگر کسی نے بُرائی کی ہے تو اس نے کوئی بُرائی نہیں کی		جب کہ قیامت سے پہلے اپنی فکر کر لی ہو
گر آئینہ از آہ گردد سیاہ	۲	شود روشن آئینۂ دل بآہ
آہ کرنے سے اگر آئینہ کالا پڑتا ہے		تو دل کا آئینہ آہ کرنے سے روشن ہوتا ہے
بترس از گناہانِ خویش ایں نفس	۳	کہ روزِ قیامت نترسی ز کس
اِس وقت اپنے گناہوں سے ڈر		تاکہ قیامت کے دن کسی سے نہ ڈرے

حکایت

کہانی

غریب آمدم در سواد حبش	۵	دل از دہر فارغ سر از عیش خوش
جنگل کے دیہات میں میں مسافر بن کے پہنچا		دل زمانہ سے فارغ، سر عیش سے خوش تھا
برہ بر یکے دکہ دیدم بلند	۶	تنے چند مسکیں برو پائے بند
راستہ میں میں نے ایک اونچا چبوترا دیکھا		چند مسکین اس پر پیر بندھے تھے
بسیچ سفر کردم اندر نفس	۷	بیاباں گرفتم چوں مرغ از قفس
فوراً ہی میں نے سفر کی تیاری کر لی		جنگل کو نکل گیا جس طرح پنجرے سے پرندہ
یکے گفت کیں بندیاں شب روند	۸	نصیحت نگیرند و حق نشنوند
کسی نے کہا کہ یہ قیدی چور ہیں		نصیحت حاصل نہیں کرتے ہیں اور صحیح بات نہیں سنتے ہیں
چو بر کس نماند ز دستت ستم	۹	ترا گر جہاں شحنہ گردد چہ غم
جب تیرے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ ہوا ہو		اگر دُنیا کا بادشاہ تجھے گرفتار کر لے تو کیا غم ہے
نکو نام را کس نگیرد اسیر	۱۰	بترس از خدائے و مترس از امیر
نیک نام کو کوئی قید نہیں کرتا ہے		خدا سے ڈر اور حاکم سے نہ ڈر

(۱) کسے: کوئی شخص۔ بد کرد: بُرائی کی۔ ہم بد نہ کرد: ابھی بُرائی نہیں کی۔ پیش از قیامت: قیامت سے پہلے۔ غم خود: اپنا غم۔ بخورد: کھا لیا۔ (۲) گردد سیاہ: کالا ہو جائے۔ شود: ہو جاوے۔ آئینۂ دل: دل کا شیشہ۔ (۳) بترس: ڈر۔ از گناہان خویش: اپنے گناہوں سے۔ این نفس: اس دم۔ روزِ قیامت: قیامت کے دن۔ نترسی: نہ ڈرے تو۔ ز کس: کسی سے۔ (۴) حکایت: کہانی۔ (۵) غریب: مسافر۔ آمدم: آیا میں۔ سوادِ حبش: حبش کی آبادی۔ حبش افریقہ کا شمال مشرقی ملک جو یمن کے جنوب میں واقع ہے۔ دہر: زمانہ۔ سر از عیش: عیش سے۔ (۶) برہ بر: راستے پر۔ یکے: ایک۔ دکہ: چبوترہ۔ دیدم: دیکھا میں نے۔ تنے چند: چند شخص۔ برو: اس پر۔ پائے بند: پاؤں بندھے ہوئے۔ (۷) بسیچ سفر: سفر کا ارادہ۔ کردم: کیا میں نے۔ اندر نفس: اسی وقت۔ بیاباں گرفتم: جنگل کا راستہ لیا میں نے۔ چو مرغ: مثل پرندے کی۔ از قفس: پنجرے سے۔ (۸) یکے گفت: ایک نے کہا۔ کیں: کہ یہ۔ بندیاں: قیدی۔ شب روند: رات کو چلنے والے ہیں یعنی چور۔ نگیرند: نہیں پکڑتے۔ نشنوند: نہیں سنتے۔ (۹) چو: جب۔ بر کس: کسی پر۔ نماند: نہیں رہا۔ ز دستت: تیرے ہاتھ سے۔ ستم: ظلم۔ ترا: تجھ کو۔ جہاں شحنہ: سارا جہان کوتوال۔ گردد: ہو جاوے۔ چہ غم: کیا غم۔ (۱۰) نکو نام: نیک نام۔ کس: کوئی شخص۔ نگیرد: نہیں پکڑتا۔ اسیر: قیدی۔ بترس: ڈر۔ از خدا: خدا سے۔ مترس: مت ڈر۔ از امیر: حاکم سے۔

تشریح: (۱) جس شخص نے موت سے قبل توبہ کر لی۔ تو وہ ایسے ہو گیا گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ چنانچہ اسے قیامت کی گرفت سے بے فکر ہو جانا چاہیئے۔ (۲) اگر دنیا کا آئینہ (شیشہ) آہ کرنے سے دھندلا جاتا ہے۔ تو اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ و زاری کرنے سے دل کا آئینہ روشن بھی ہو جاتا ہے۔ (۳) دنیا میں اپنے گناہوں کے باعث اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے کی وجہ سے توبہ کر لینی چاہیئے۔ تاکہ قیامت کے دن کوئی خوف نہ ہو۔ (۴) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو ہر وقت اپنا محاسبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حساب صاف رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس طرح قیامت کے دن معائنے کا فکر نہ ہوگا۔ (۵) میں (شیخ سعدیؒ) ایسے حالات میں سیاحت کی غرض سے حبش کی سرزمین پر گیا۔ جب میں ہر طرح سے بے فکر اور پُر سکون تھا۔ (۶) دورانِ سفر ایک ایسا چبوترہ دیکھا جس پر کچھ مسکین لوگ تھے۔ جن کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور ہتھکڑیاں بندھی ہوئی تھیں۔ (۷) میں (شیخ سعدیؒ) نے خطرہ بھانپ کر وہاں سے چل دیا اور جنگل کے راستے سے سفر اختیار کیا۔ (۸) ایک شخص نے بتایا کہ چبوترے پر بیٹھنے والے پابند سلاسل لوگ چور تھے کسی کے سمجھانے سمجھتے نہیں۔ کوئی نصیحت قبول نہیں کرتے۔ (۹) جب تو (شیخ سعدیؒ) نے کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا تو تجھے ڈر کے مارے بھاگ نکلنے کی کیا پڑی۔ چاہے کل جہان کوتوال بن جائے۔ کسی بے گناہ کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔
(۱۰) نیک نام کو کوئی گرفتار نہیں کر سکتا۔ انسان کو صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ حکمران سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

marfat.com

مصرع اول		مصرع دوم
نیاوردہ عامل غش اندر میاں	۱	نیندیشد از رفع دیوانیاں
جس کارکن نے معاملہ میں کھوٹ نہ کیا ہو		وہ دفتر والوں کی فکر نہیں کرتا ہے
وگر عفتش را فریب ست زیر	۲	زبان حسابش نگردد دلیر
اگر اس کی پاکدامنی میں خیانت چھپی ہے		اس کے حساب کی زبان دلیر نہ ہوگی
چوں خدمت پسندیدہ آرم بجائے	۳	نیندیشم از دشمن تیرہ رائے
جب میں نے اچھی کارگذاری کی ہے		تاریک خیال دشمن سے مجھے اندیشہ نہیں ہے
اگر بندہ کوشش کند بندہ وار	۴	عزیزش بدارد خداوندگار
اگر غلام غلامانہ کوشش کرے		آقا اس کو پیارا رکھے گا
وگر کند رائیست در بندگی	۵	زجانداری افتد بخربندگی
اگر غلامی میں سست رائے ہے		انسانوں کی خدمت سے گدھوں کی خدمتگاری پر لگے گا
قدم پیش نہ کز ملک بگزری	۶	کہ گر باز مانی زدد کمتری
قدم آگے بڑھا تاکہ فرشتہ سے بھی آگے بڑھ جائے		اسلئے کہ اگر تو پیچھے رہ گیا تو وحشی جانور سے بھی کم ہے

حکایت

کہانی

مصرع اول		مصرع دوم
یکے را بچوگاں شہ دامغاں	۸	بزد تا چو طبلش برآمد فغاں
دامغان کے بادشاہ نے ایک شخص کو بلے سے		اتنا مارا کہ اس سے ڈھول کی سی آواز نکلی
شب از بیقراری نیارست خفت	۹	برو پارسائے گزر کرد و گفت
وہ بیقراری کی وجہ سے رات بھر نہ سو سکا		اس کے پاس سے ایک پارسا گزرا اور بولا
بہ شب گر ببردے بر شحنہ سوز	۱۰	گناہ آبرویش نبردے بروز
رات کو اگر کوتوال سے خوشامد سے کام لیتا		دن میں خطا اس کی آبرو ریزی نہ کرتی

(۱) نیاوردہ: نہ لایا ہوا۔ عامل: حاکم یا کارندہ۔ غش: کھوٹ۔ اندر میاں: بیچ میں۔ نیندیشد: نہیں ڈرتا۔ رفع دیوانیاں: دفتر والوں کی شکایت۔ (۲) عفتش: اس کی پاکدامنی۔ ست: ہے۔ زیر: نیچے۔ زبان حسابش: اس کی حساب کی زبان۔ نگردد: نہیں ہوتی۔ (۳) چوں: جب۔ پسندیدہ آرم: اچھی طرح لاؤں میں۔ بجائے: جگہ پر۔ نیندیشم: نہیں ڈرتا میں۔ تیرہ رائے: کالی رائے۔ (۴) بندہ: غلام۔ کند: کرے۔ بندہ وار: غلاموں کی طرح۔ عزیزش: اس کو پیارا۔ بدارد: رکھتا ہے۔ خداوندگار: مالک۔ (۵) کند رائیست: سست رائے والا ہے۔ در بندگی: غلامی میں یا خدمت میں۔ جانداری: اسلحہ داری یا بادشاہ کی حفاظت۔ افتد: پڑے گا۔ بخربندگی: گدھے کی خدمت میں۔ (۶) پیش نہ: آگے رکھ۔ کز ملک: کہ فرشتوں سے۔ بگزری: گزر جائے تو۔ باز مانی: پیچھے رہ جائے تو۔ زدد: درندے سے۔ کمتری: گھٹیا ہے تو۔ (۷) حکایت: کہانی۔ (۸) یکے را: ایک کو۔ بچوگاں: بلے سے۔ شہ دامغاں: دامغان کا بادشاہ۔ دامغاں طبرستان کا ایک شہر۔ بزد: مارا۔ چو طبلش: ڈھول کی طرح اس کی۔ برآمد: نکلی۔ فغاں: چیخ۔ (۹) شب: رات۔ از بے قراری: بے آرامی سے۔ نیارست خفت: نہ سو سکا۔ برو: اس پر۔ پارسائے: ایک پارسا۔ گزر کرد: پاس سے گزرا۔ گفت: کہا۔ (۱۰) شب: رات۔ ببردے: لے جاتا۔ بر شحنہ: کوتوال کے پاس۔ سوز منت: خوشامد کی جلن۔ آبرویش: اس کی آبرو۔ نبردے: نہ لے جاتا۔ بروز: دن کو۔

تشریح: (۱) حکومت کا امانت دار کارندہ کسی ناہنجار کی شکایت سے نہیں گھبراتا۔ (لیکن آجکل کے سیاہ دور میں بیگناہوں کے ساتھ بدسلوکی بعید نہیں) (۲) اگر کوئی شخص امانت و دیانت کا پیکر ہے۔ تو جواب دہی کے وقت جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ بصورت دیگر زبان اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ (۳) امانت و دیانت کے حوالے سے اگر معاملات کی درستی قابل تسلیم ہے تو پھر بدخواہ دشمن کچھ نہیں کر سکتا۔ (۴) اگر غلام پوری چستی و ہوشمندی کے ساتھ غلاموں کی طرح آقا کی خدمت کرتا ہے تو وہ بحیثیت غلام، آقا کی نظروں میں محبوب ہو جاتا ہے۔ (۵) اگر غلام کی طرف سے آقا کی خدمت میں سستی کا مظاہرہ ہو تو آقا خفا ہوگا اور بطور سزا یا ذلت و حقارت گدھے ہانکنے پر لگا دے گا۔ (۶) اگر انسان عبادت و ریاضت میں تندہی دکھائے تو اس کا مقام فرشتوں سے بھی بڑھ کر ہے، اگر عبادت میں سست روی کرے تو جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ (۷) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر دن کی روشنی میں گناہ کا ارتکاب ہو جائے تو رات کے اندھیرے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا کر عذر خواہی کر لے۔ (۸) طبرستان کے علاقے دامغان کے حکمران نے ایک شخص کی بلے کے ساتھ اتنی پٹائی کی کہ وہ (مار کھانے والا شخص) ڈھول کی طرح چلانے لگا۔ (ڈھول سے مراد چیخنے کی شدت ہے) (۹) رات کے وقت تکلیف کے باعث اضطراب تھا، جس کی وجہ سے اس (مار کھانے والے) کو رات نیند نہ آئی، اسی اثنا میں ایک درویش نے گزرتے ہوئے کہا۔ (۱۰) اگر یہ شخص رات کے وقت کوتوال کو راضی کر لیتا تو دن کی رسوائی سے اس کا بچاؤ ہو جاتا۔ ہر گناہگار کو چاہیے کہ وہ رات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے روئے گا۔

marfat.com

کسے روز محشر نگردد خجل	۱	کہ شبہا بدرگہ برد سوز دل
محشر کے دن وہ شخص شرمندہ نہ ہوگا		جو راتوں کو درگاہ (خداوندی) میں سوزِ دل پیش کرے
اگر ہوشمندی زداور بخواہ	۲	شب توبہ تقصیر روز گناہ
اگر تو عقلمند ہے خدا سے مانگ لے		توبہ کی رات میں گناہ کے دن کی معافی
ہنوز ار سرِ صلح داری چہ بیم	۳	درِ عذر خواہاں نہ بندد کریم
اب بھی اگر تجھے صلح کا خیال ہے تو کیا ڈر ہے		عذر خواہوں کیلئے (اللہ) کریم دروازہ بند نہیں کرتا ہے
لطیفے کہ آوردت از نیست ہست	۴	عجب گر بیفتی نگیردت دست
وہ مہربان جس نے تجھے نیست سے ہست کیا ہے		اگر تو گر پڑے اور وہ تیری دستگیری نہ کرے تو تعجب کی بات ہے
اگر بندۂ دستِ حاجت برآر	۵	وگر شرمسار آبِ حسرت ببار
اگر تو بندہ ہے تو دستِ سوال دراز کر		اگر تو شرمندہ ہے حسرت کا پانی برسا
نیامد بریں در کسے عذر خواہ	۶	کہ سیلِ ندامت نشستش گناہ
اس دروازے پر کوئی ایسا معافی چاہنے والا نہیں آیا		ندامت کے پانی نے جس کے گناہ نہ دھو دیئے ہوں
نریزد خدا آبروئے کسے	۷	کہ ریزد بہ شب آبِ چشمش بسے
خدا اس شخص کی آبرو ریزی نہیں کرتا ہے		جس کی آنکھوں کا پانی گناہ کو اکثر بہاتا ہو

حکایت

کہانی

بصنعا درم طفلے اندر گزشت	۹	چہ گویم کزانم چہ بر سر گزشت
صنعا میں میرا ایک لڑکا گزر گیا		میں کیا کہوں کہ اس سے میرے سر پر کیا گزری
قضا نقشِ یوسفؑ جمالے نکرد	۱۰	کہ ماہی گورش چو یونسؑ نہ خورد
قضا نے کوئی یوسف جیسے جمال والا ایسا نقش نہیں بنایا		جس کو قبر کی مچھلی نے حضرت یونسؑ کی طرح نہ نگل لیا ہو

(۱) کسے: کوئی شخص۔ روزِ محشر: حشر کے دن۔ نگردد: نہ ہوئے۔ خجل: شرمندہ۔ شبہا: راتوں کو۔ بدرگہ: درگاہِ خدا میں۔ برد: لے جاوے۔ سوزِ دل: دل کا سوز یعنی دعا کرے۔ (۲) داور: انصاف کرنے والا یعنی خدا۔ بخواہ: چاہ۔ شبِ توبہ: توبہ کی رات کو۔ تقصیر روزِ گناہ: گناہ کے دن کی کوتاہی۔ (۳) ہنوز: ابھی۔ سرِ صلح: صلح کا خیال۔ داری: رکھتا ہے تو۔ چہ بیم: کیا ڈر۔ درِ عذر خواہاں: عذر چاہنے والوں کا دروازہ۔ نہ بندد: نہیں بند کرتا ہے۔ کریم: سخی۔
(۴) لطیفے کہ: جو مہربان کہ۔ آوردت: تجھ کو لایا۔ نیست: نہ ہونا۔ ہست: ہونا۔ عجب: تعجب ہے۔ بیفتی: اگر پڑے تو۔ نگیردت: نہ پکڑے تیرا۔ دست: ہاتھ۔
(۵) بندۂ: بندہ ہے تو۔ دستِ حاجت: ضرورت کا ہاتھ۔ برآر: نکال۔ شرمسار: شرمندہ۔ آبِ حسرت: حسرت کا پانی۔ ببار: برسا۔ (۶) نیامد: نہیں آیا۔ بریں در: اس دروازے پر۔ کسے: کوئی شخص۔ عذر خواہ: عذر چاہنے والا۔ سیلِ ندامت: شرمندگی کا سیلاب۔ نشستش: اس کے نہ دھوئے۔ (۷) نریزد: نہیں گراتا۔ آبروئے کسے: کسی کی آبرو۔ کہ ریزد: جو کہ گراتا ہو۔ بہ شب: رات کو۔ آبِ چشمش: اپنی آنکھوں کا پانی۔ بسے: بہت۔
(۸) حکایت: کہانی۔ (۹) بہ صنعا: صنعا شہر میں جو یمن کا دار الحکومت ہے۔ طفلے: ایک لڑکا۔ گزشت: گزر گیا۔ چہ گویم: میں کیا کہوں۔ کزانم: کہ اس سے مجھ پر۔ چہ: کیا۔ بر: تیرا سر پر۔ گزشت: گزر گئی۔
(۱۰) قضا: تقدیر۔ نقشِ یوسف جمالے: یوسف سے حسین کا نقش۔ نکرد: نہیں بنایا۔ ماہی گورش: قبر کی مچھلی نے اس کو۔ چو یونس: یونسؑ کی طرح۔ نہ خورد: نہ کھایا ہو۔

تشریح: (۱) قیامت کے دن اس شخص کو قطعی شرمندگی نہ ہوگی جو دنیا میں رات کو بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑاتا ہے۔ لہٰذا راتوں کی تاریکی کو آہ و زاری سے قیمتی بنانا چاہیئے۔ (۲) عقلمند لوگوں کا شیوہ ہے کہ دن میں کیے ہوئے گناہوں کی معافی آنے والی رات کو مانگ لینی چاہیئے۔
(۳) اب بھی وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اس سے مصالحت کی جائے۔ کیونکہ دنیا میں موت سے قبل تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔
(۴) جو مہربان ذات انسان کو عدم سے وجود بخشنے پر قادر ہے۔ وہ گناہوں کے گڑھے میں گرے ہوئے کو توبہ کے ذریعے نہ تھامے تو تعجب خیز بات ہوگی۔
(۵) اگر انسان میں بندگی کا جذبہ موجزن ہے تو سوال و دعا کے لیے ہاتھ پھیلانا چاہیئے۔ اگر شرمندگی میں ڈوبا ہوا ہے تو پھر آنسوؤں کے ذریعے رحمت کو جوش دینا ہوگا۔ (۶) اللہ تعالیٰ کا در ایسا ہے کہ اس سے کوئی شخص بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ لہٰذا درِ کریم پر اشکبار ہو کر عذر خواہی کرنی چاہیئے۔
(۷) جو شخص راتوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور آہ و پکار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دن کی روشنی میں اس کی رسوائی نہیں کرتا۔
(۸) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا میں آنے والا ہر انسان قبر کی گود میں ضرور جاتا ہے۔ قبر کی وحشت و تاریکی کو روشنی میں بدلنے کے لیے اعمالِ صالحہ ہوں۔ (۹) جب میں (شیخ سعدیؒ) یمن کے دار الحکومت صنعا میں سکونت پذیر تھا۔ تو وہاں میرا (شیخ سعدیؒ کا) ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ اس کی موت کا صدمہ مجھ پر بہت گراں گزرا۔ (۱۰) قدرت نے بہت سے حسین چہرے تخلیق کیے ہیں۔ کوئی خوبصورت چہرہ ایسا نہیں جو یونسؑ کی طرح قبر کی مچھلی میں نہ گیا ہو۔ خواہ وہ حسن یوسف کا ثانی ہی کیوں نہ ہو۔

marfat.com

۱	دریں باغ سروے نیامد بلند	کہ باد اجل بیخش از بن نہ کند
	اس باغ میں ایسا کوئی بلند سرو نہیں پیدا ہوا ہے	کہ موت کی ہوا نے اس کی جڑ بنیاد سے نہ اکھاڑی ہو
۲	عجب نیست برخاک اگر گل شگفت	کہ چندیں گل اندام در خاک خفت
	اگر زمین پر پھول کھلے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے	اسلئے کہ کتنے پھول جیسے جسم زمین میں سوئے ہوئے ہیں
۳	بدل گفتم اے ننگ مرداں بمیر	کہ کودک رود پاک و آلودہ پیر
	میں نے دل میں کہا اے انسانوں کیلئے باعث ذلت تو مرجا	بچہ پاک جائے اور بوڑھا آلودہ ہو کر
۴	ز سودا و آشفتگی بر قدش	براندا ختم سنگے از مرقدش
	اس کے قد پر فریفتگی اور جنون کی وجہ سے	میں نے اس کی قبر پر ایک پتھر اکھاڑا
۵	چو باز آمدم زاں تغیر بہوش	ز فرزند دلبندم آمد بگوش
	جب اس تغیر سے میں ہوش میں آیا	فرزند دلبند کی جانب سے میرے کان میں یہ آواز آئی
۶	گرت وحشت آمد ز تاریک جائے	بہش باش و با روشنائی درآئے
	اگر تجھے تاریک جگہ سے وحشت ہوئی ہے	تو ہوشیار رہ اور روشنی لے کر آ
۷	شب گور خواہی منور چو روز	ازیں جا چراغ عمل بر فروز
	اگر تو چاہتا ہے کہ قبر کی رات دن کی طرح روشن ہو	یہیں سے عمل کا چراغ روشن کرلے
۸	تن کارکن مے بلرزد ز تب	مبادا کہ نخلش نیارد رطب
	کاشتکار کا بدن بخار سے لرزتا ہے	کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی کھجور پر کھجور رس بھری
۹	گروہے فراواں طمع ظن برند	کہ گندم نیفشاندہ خرمن برند
	بہت لالچی گروہ یہ گمان کرتا ہے	کہ گیہوں بکھیرے بغیر کھلیان اٹھالے جائیگا
۱۰	بر آں خورد سعدیؒ کہ بیخے نشاند	کسے برد خرمن کہ تخمے فشاند
	اے سعدیؒ! پھل وہ کھائے گا جو پودا لگائے گا	کھلیان وہ اٹھائے گا جو بیج بکھیرے گا

(۱) دریں باغ: اس باغ میں۔ سروے: کوئی سرو۔ نیامد: نہیں آیا۔ باد اجل: موت کی ہوا۔ بیخش: اس کی جڑ۔ از بن: بنیاد سے۔ نہ کند: نہ اکھیڑی ہو۔

(۲) عجب نیست: تعجب نہیں ہے۔ برخاک: مٹی پر۔ گل شگفت: پھول کھلائے۔ چندیں: اتنے۔ گل اندام: پھولوں کے جسم والے۔ در خاک: مٹی میں۔ خفت: سوئے ہیں۔ (۳) بدل گفتم: میں نے دل میں کہا۔ اے ننگ مرداں: اے مردوں کے واسطے شرم کا باعث۔ بمیر: مرجا۔ کودک: چھوٹا بچہ۔ رود: جاوے۔ آلودہ: لتھڑا ہوا۔ پیر: بوڑھا۔ (۴) سودا: جنون۔ آشفتگی: پریشانی۔ بر قدش: اس کے قد پر۔ براندا ختم: اکھیڑ دیا میں نے۔ سنگے: ایک پتھر۔ از مرقدش: اس کی قبر سے۔

(۵) چو باز آمدم: جب واپس آیا میں۔ زاں تغیر: اس تبدیلی سے۔ بہوش: ہوش میں۔ فرزند دلبند: میرا دل کو باندھنے والا بیٹا۔ آمد: آئی۔ بگوش: کان میں۔ (۶) گرت: اگر تجھ کو۔ وحشت آمد: وحشت آئی۔ تاریک جا: اندھیری جگہ۔ بہش باش: ہوشیار ہوجا۔ درآئے: اندر آئیے۔ (۷) شب گور: قبر کی رات۔ خواہی: تو چاہتا ہے۔ منور: روشن۔ چوں روز: دن کی طرح۔ ازیں جا: اس جگہ سے۔ چراغ عمل: عمل کا چراغ۔ بر فروز: روشن کرلے۔ (۸) تن کارکن: کام کرنے والے کا جسم۔ بلرزد: کانپ جاتا ہے۔ ز تب: بخار سے۔ مبادا: خدا نہ کرے۔ نخلش: اس کا کھجور کا درخت۔ نیارد: نہ لائے۔ رطب: تازہ کھجور۔ (۹) گروہے: ایک گروہ۔ فراواں طمع: زیادہ طمع والے۔ ظن برند: گمان کرتے ہیں۔ نیفشاندہ: بغیر بوئے ہوئے۔ خرمن: کھلواڑہ۔ برند: لے جاویں گے۔ (۱۰) بر: پھل۔ آں خورد: اس نے کھایا۔ سعدیؒ: مصنف۔ بیخے: کوئی جڑ۔ نشاند: بٹھائی اس نے۔ کسے برد: وہی شخص لے گیا۔ خرمن: کھلواڑہ۔ تخمے: بیج۔ فشاند: بکھیرا۔

تشریح: (۱) دنیا کے اس باغ میں جو پودا (انسان) بھی بلندی کی فضا میں پہنچا موت نے اس کی جڑیں اکھیڑ کر پھینک دیں۔ (۲) مٹی سے ہر قسم کے رنگارنگ پھول اُگتے اور کھلتے ہیں۔ اس پر کوئی اچنبھا نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سے حسین وجمیل پھول ایسے بھی ہیں جو خاک میں مل جاتے ہیں۔ (۳) صدمات کی اسی اشتاد میں میں (شیخ سعدیؒ) نے دل میں کہا کہ بچہ موت کی حالت میں گناہوں سے پاکیزہ فوت ہوا۔ اور تو بڑھاپے میں بھی گناہوں سے لتھڑا ہوا ہے۔ (۴) میں (شیخ سعدیؒ) نے صدمے کی تاب نہ لاتے ہوئے جذباتی کیفیت میں اپنے بچے کی قبر کا پتھر اکھیڑ لیا۔ (۵) جب میرے (شیخ سعدیؒ کے) ہوش وحواس قائم ہوئے تو میرے کانوں میں لخت جگر کی آواز سنائی دی۔ (۶) (اس بچے) کا کہنا تھا کہ اے ابا جان! اگر آپ کو قبر کی وحشت سے خوف آتا ہے تو پھر یہاں اعمال صالحہ کی روشنی لیکر آنا۔ (۷) اگر قبر کی تاریکی سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر عمل صالح کا چراغ اپنی قبر میں ساتھ لے کر آنا۔ (۸) جس طرح کاشتکار فصل نہ اُگنے کے تصور سے کانپ اٹھتا ہے۔ اسی طرح عامل وعابد کو بھی اپنے اعمال کے رد ہونے کے خوف سے لرزہ براندام ہونا چاہیئے۔ (۹) احمق ترین گروہ کی یہ خام خیالی ہے کہ اعمال صالحہ کیئے بغیر ہی اجر وثواب حاصل ہوجائے گا۔ حالانکہ یہ سوچ غلط ہے۔ کیونکہ کاشت کیئے بغیر کوئی چیز نہیں اُگتی۔ (۱۰) پودا لگانے والا شخص ہی اس کا پھل کھاتا ہے۔ خرمن (گندم کا ذخیرہ) اٹھانا اسی کے نصیب میں ہے جو بیج بوتا ہے۔

marfat.com

باب دہم در مناجات

دسواں باب اللہ سے دُعا کے بیان میں

مصرع اول		مصرع ثانی
بیا تا برآریم دستے زدل	۱	کہ نتواں برآورد فردا ز گل
آ تاکہ دل کا ہاتھ (دُعا کے لیئے) اٹھائیں		اس لیے کہ کل کو مٹی سے نہ نکالا جاسکے گا
بفصلِ خزاں در نہ بینی درخت	۲	کہ بے برگ ماند ز سرمائے سخت
تو نے نہیں دیکھا ہے کہ خزاں کے موسم میں جو درخت		سخت جاڑے کی وجہ سے بے پتوں کے رہ جاتا ہے
برآرد تہی دست ہائے نیاز	۳	ز رحمت نگردد تہی دست باز
عاجزی کے خالی ہاتھ اٹھاتا ہے		رحمت (خداوندی) سے خالی ہاتھ واپس نہیں ہوتا ہے
مپندار زیں در کہ ہرگز نہ بست	۵	کہ نومید گردد برآوردہ دست
اس دروازے سے جو کبھی بند نہیں ہوا یہ خیال نہ کر		کہ ہاتھ اٹھانے والا مایوس ہوگا
ہمہ طاعت آرند و مسکیں نیاز	۶	بیا تا بدرگاہِ مسکیں نواز
سب بندگی پیش کرتے ہیں اور مسکین عاجزی		مسکین کو نوازنے والے کے دربار تک تو آ
چو شاخِ برہنہ برآریم دست	۷	کہ بے برگ ازیں بیش نتواں نشست
خشک شاخ کی طرح ہم بھی ہاتھ اٹھائیں		اسلیئے کہ بے سر و سامان اس سے زیادہ نہیں بیٹھا جا سکتا ہے
خداوندگارا نظر کن بجود	۸	کہ جرم آمد از بندگاں در وجود
اے خدا بخشش کی نظر فرما		اس لیے کہ بندوں سے خطا وجود میں آئی ہے
گناہ آید از بندۂ خاکسار	۹	بامیدِ عفوِ خداوندگار
ذلیل بندے سے گناہ ہو جاتا ہے		آقا سے معافی کی امید پر
کریما برزقِ تو پروردہ ایم	۱۰	بانعام و لطفِ تو خو کردہ ایم
اے داتا! ہم تیرے رزق سے پلے ہیں		تیری مہربانی اور انعام کے عادی ہوگئے ہیں

(۱) باب دہم، دسواں باب۔ مناجات، خدا سے سرگوشی کرنا، دُعا کرنا۔
(۲) بیا، آ۔ تا، تاکہ۔ برآریم، نکال لیں ہم۔ دستے، کوئی ہاتھ۔ نتواں برآورد، نہیں نکال سکتے۔ فردا، کل کو۔ ز گل، مٹی سے۔
(۳) بفصل خزاں، پت جھڑ کے موسم میں۔ نہ بینی، نہیں دیکھتا تو۔ بے برگ: بغیر سامان کے، بغیر پتوں کے۔ ماند، رہ جاتا ہے۔ سرمائے سخت، سخت سردی۔
(۴) برآرد، نکالتا ہے۔ تہی دست ہائے نیاز، نیازمندی کے خالی ہاتھ۔ ز رحمت، رحمت سے۔ نگردد، نہیں پھرتا۔ تہی دست، خالی ہاتھ۔ باز، واپس۔
(۵) مپندار، مت سمجھ۔ زیں در، اس دروازے سے۔ ہرگز نہ بست، کبھی بند نہیں ہوا۔ نومید گردد، ناامید ہو جاوے۔ برآوردہ دست، ہاتھ اٹھانے والا۔
(۶) ہمہ، تمام۔ طاعت، عبادت۔ آرند، لاویں گے۔ نیاز، عاجزی۔ بیا، آ۔ تا بدرگاہ، درگاہ تک۔ مسکیں نواز، مسکینوں کو پالنے والا۔ (۷) چو شاخ برہنہ، ننگی شاخ کی طرح۔ برآریم، نکالیں ہم۔ دست، ہاتھ۔ بے برگ، بغیر ساز و سامان کے۔ ازیں بیش، اس سے زیادہ۔ نتواں نشست، نہیں بیٹھ سکتے۔ (۸) خداوندگارا، اے خدا۔ نظر کن، نظر کر۔ بجود، بخشش سے۔ جرم آمد، جرم سرزد ہوا۔ از بندگاں، بندوں سے۔ در وجود، وجود میں۔
(۹) آید، آتا ہے۔ بندۂ خاکسار، ذلیل بندہ۔ بامید عفو خداوندگار، خدا کے معافی کی اُمید پر۔
(۱۰) کریما، اے کریم۔ برزق تو، تیرے رزق سے۔ پروردہ ایم، پلے ہوئے ہیں ہم۔ بانعام و لطف تو، تیری مہربانی اور انعام کے۔ خو کردہ ایم، ہم عادی ہو چکے ہیں۔

تشریح: (۱) عنوان، دُعا و مناجات عبادت کا مغز سمجھتے ہیں جیسا کہ الدعا مخ العبادۃ سے واضح ہے بقول حضرت علیؓ الدعا سلاح المؤمن، دُعا ایمان والے کا ہتھیار ہے۔ اگر رسول علیہ السلام کی زندگی پر بغور نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ زندگی کے چار حصوں میں پونے چار حصوں کا تعلق دُعا سے ہے دُعا کے ذریعے بندہ اپنے خالق و مالک سے رابطہ اور راز و نیاز رکھتا ہے مسلمان کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جو دُعا سے خالی ہو، روز مرہ زندگی کے تمام امور کیلئے علیحدہ مستقل دُعا ہے الغرض کہ جس پر دُعا کا دروازہ کھلتا ہے وہ خیر و برکت کا حامل ہے۔ (۲) اے بوستان پڑھنے والے آجا دونوں تو آپ ذات کے حضور دُعا کیلئے ہاتھ اٹھائیں، ورنہ کل قبر میں ہاتھوں میں اٹھنے کی سکت نہ ہوگی (۳) موسم خزاں میں پتوں سے خالی درختوں کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی زبان حال سے رب کائنات کے حضور دُعا میں مصروف ہوتے ہیں، اور پھر ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔ (۴) جو شخص بھی کریم و رحیم ذات کے سامنے دُعا کے لیئے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ وہ کبھی بھی اس (اللہ تعالیٰ) کی رحمت سے مایوس و محروم نہیں ہوتا۔ (۵) اللہ تعالیٰ نے اپنا دروازہ کبھی بھی کسی پر کسی حال میں بند نہیں کیا۔ چنانچہ یہاں (اللہ تعالیٰ کے در پر) ہر شخص کی اُمید بر آتی ہے۔ (۶) دربار الٰہی میں تمام لوگ عبادت کے تحفے لائیں گے لیکن مسکین (بے سہارا) کے پاس عجز و دُعا کے سوا کچھ بھی نہ ہوگا۔ (۷) جس درخت کے پتے نہیں ہوتے وہ بے سر و سامان ہوکر بھی سر نیچے کی جانب نہیں وہ بے سر و سامان ہوتا ہے یہی بے سر و سامانی رحمت کو جوش میں لاتی ہے۔ (۸) گنہگار بندوں سے گناہ کا ارتکاب ہو گیا ہے اے پروردگار! تو مغفرت کا پروانہ جاری کردے۔ (۹) عجز و انکساری کے سمندر میں ڈوبے ہوئے بندوں سے اس اُمید پر گناہوں کا ارتکاب ہو جاتا ہے کہ ہمارا مولا بڑا بخشنے والا ہے۔
(۱۰) اے کریم ذات تو ہماری پرورش اپنے رزق سے کرتا ہے۔ اور ہم تیرے لطف و کرم کے عادی ہو گئے ہیں۔

marfat.com

گدا چو کرم بیند لطف و ناز	۱	نگردد ز دنبال بخشندہ باز
بھکاری جب مہربانی بخشش اور ناز برداری دیکھتا ہے		تو وہ دینے والے کا پیچھا نہیں چھوڑتا ہے
چو ما را بدنیا تو کردی عزیز	۲	بعقبیٰ ہمیں چشم داریم نیز
جب تونے ہمیں دنیا میں باعزت کیا ہے		آخرت میں بھی ہمیں یہی توقع ہے
عزیزی و خواری تو بخشی و بس	۳	عزیز تو خواری نہ بیند ز کس
عزت اور ذلت صرف تو بخشتا ہے		جس کو تونے عزت دی وہ کسی کی جانب سے ذلت نہیں دیکھتا ہے
خدایا بعزت کہ خوارم مکن	۴	بذل گنہ شرمسارم مکن
اے خدا اپنی عزت کے طفیل مجھے ذلیل نہ کر		گناہ کی ذلت سے مجھے شرمندہ نہ کر
مسلط مکن چو منی بر سرم	۵	ز دست تو بہ گر عقوبت برم
مجھ جیسا میرے سر پر مسلط نہ کر		اگر میں سزا پاؤں تو تیرے ہاتھ ہی سے بہتر ہے
بگیتی بتر زیں نباشد بدے	۶	جفا بردن از دست ہمچوں خودے
دنیا میں اس سے بُری بات کوئی نہیں ہے		اپنے جیسے کے ہاتھوں سے ظلم سہنا
مرا شرمساری ز روئے تو بس	۷	دگر شرمسارم مکن پیش کس
تیرے سامنے ہی میری شرمندگی کافی ہے		پھر مجھے کسی کے سامنے شرمندہ نہ کر
گرم بر سر افتد ز تو سایۂ	۸	سپہرم بود کمتریں پایۂ
اگر میرے سر پر تیرا سایہ پڑ جائے		تو آسمان بھی مجھ سے کمتر مرتبہ ہو جائے
اگر تاج بخشی سر افرازدم	۹	تو بردار تا کس نیفگند ازدم
اگر تو تاج بخش دے میں سربلند ہو جاؤں		تو بلند کرتے تاکہ مجھے کوئی گرا نہ سکے

(۱) گدا: فقیر۔ چوں: جب۔ کرم بیند: سخاوت دیکھتا ہے۔ لطف: مہربانی۔ نگردد: نہیں پھرتا۔ دنبال بخشندہ: دینے والے کا پیچھا۔ باز: واپس۔ (۲) چو ما را: جب ہم کو۔ بدنیا: دنیا میں۔ تو کردی: تونے کیا۔ عزیز: عزت والا۔ بعقبیٰ: آخرت میں۔ ہمیں: یہی۔ چشم دارم: امید رکھتا ہوں میں۔ نیز: بھی۔ (۳) عزیزی: عزت۔ خواری: ذلت۔ بخشی: تو بخشتا ہے۔ بس: فقط۔ عزیز تو: تیرا عزت والا۔ خواری نہ بیند: ذلت نہ دیکھے۔ ز کس: کسی سے۔ (۴) خدایا: اے خدا۔ بعزت: عزت کی قسم یا عزت کے طفیل۔ خوارم: مجھ کو ذلیل۔ مکن: مت کر۔ بذل گنہ: گناہ کی ذلت سے۔ شرمسارم: مجھ کو شرمسار۔ مکن: مت کر۔ (۵) مسلط مکن: مسلط نہ کر۔ چو منی: میرے جیسا۔ برسرم: میرے سر پر۔ ز دست تو: تیرے ہاتھ سے۔ بہ: بہتر۔ عقوبت: سزا۔ برم: لے جاؤں میں۔ (۶) بگیتی: جہان میں۔ بتر زیں: اس سے زیادہ برا۔ نباشد: نہیں ہوگا۔ بدے: کوئی برا۔ جفا بردن: ظلم اٹھانا۔ دست ہمچوں خودے: اپنے جیسے کا ہاتھ۔ (۷) مرا: مجھ کو۔ ز روئے تو: تیرے چہرے۔ بس: کافی ہے۔ دگر: اور۔ شرمسارم: مجھ کو شرمندہ۔ مکن: مت کر۔ پیش کس: کسی کے سامنے۔ (۸) گرم: اگر میرے۔ بر سر: سر پر۔ افتد: پڑ جاوے۔ ز تو: تیرا سایہ: کوئی سایہ۔ سپہرم: آسمان مجھ سے۔ بود: ہووے۔ کمتریں پایۂ: گھٹیا درجے کا۔ (۹) بخشی: دیوے تو۔ سر افرازدم: میں سربلند ہو جاؤں گا۔ بردار: اٹھالے۔ تا کس: تاکہ کوئی شخص۔ نیفگند ازدم: نہ گرا دے مجھ کو۔

تشریح (۱) جب کسی منگتے کو داتا میں نوازش و کرم نظر آتی ہے تو وہ اس کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک اس سے حسب دلخواہ وصول نہ کرلے۔ (۲) جب تونے دنیا میں بنی نوع انسان کے سر پر عزت کا تاج رکھ دیا ہے تو آخرت میں بھی ہم اسی عزت کے امیدوار ہیں۔ (ولقد کرمنا بنی آدم)

(۳) عزت و ذلت کا خزانہ تیرے پاس ہے۔ جسے تونے عزت بخش دی ہے وہ کبھی ذلت و رسوائی کی تاریکیوں میں نہیں بھٹکا۔

(۴) اے رب العزت تجھے تیری عزت کی قسم! تو ہمیں کبھی ذلت کے غار میں نہ گرانا۔ گناہوں کی شرمندگی سے محفوظ رکھنا۔

(۵) اگر مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی سزا خود ہی دینا۔ کسی انسان کے سپرد نہ کرنا۔ کیونکہ تو غفور الرحیم ہے اور انسان ظلوم وجہول ہے۔

(۶) دنیا میں اس سے بڑی برائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ میں اپنے جیسے انسان کے مظالم کا شکار ہوتا رہوں۔

(۷) تو (اللہ تعالیٰ) عالم الغیب ہماری رسوائیوں سے بخوبی واقف ہے۔ اس لیے مجھے تیرے در کی ذلت قبول ہے۔ مجھے کسی غیر کے سامنے رسوا نہ کرنا۔

(۸) اگر مجھے تیری رحمت کا سایہ نصیب ہو جائے تو میرا مقام آسمان کی بلندیوں سے بھی بلند تر ہو جائے گا۔

(۹) تیری عطائے عزت سے میری سربلندی ہے۔ میرے بلند مراتب کی عطا تجھ سے ہو تاکہ مجھے کوئی ذلت نہ دے سکے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

تنم مے بلرزد چو یاد آمدم	۲	مناجاتِ شوریدۂ در حرم
میرا جسم لرزتا ہے جب مجھے یاد آجاتی ہے		حرم میں ایک ستانے کی دُعا
کہ مے گفت با حق بزاری بسے	۳	میفگن کہ دستم نگیرد کسے
بہت عاجزی سے اللہ سے کہہ رہا تھا		کہ مجھے نہ گرا اسلئے کہ میری کوئی دستگیری کرنے والا نہیں ہے
بلطفم بخواں یا براں از درم	۴	ندارد بجز آستانت سرم
مجھے مہربانی سے بلالے یا دروازے سے بھگا دے		میرے سر کے لیے تو تیری چوکھٹ کے سوا نہیں ہے
تو دانی کہ مسکین و بے چارہ ایم	۵	فرو ماندہ با نفسِ امارہ ایم
تو جانتا ہے کہ میں مسکین اور بے چارہ ہوں		نفس امارہ سے عاجز ہوں
نمے تازد ایں نفسِ سرکش چناں	۶	کہ عقلش تواند گرفتن عناں
یہ سرکش نفس ایسا نہیں دوڑتا ہے		کہ عقل اس کی باگ تھام سکے
کہ با نفس و شیطاں برآید بزور	۷	نبردِ پلنگاں نیاید زمور
نفس اور شیطان سے طاقت سے کون جیتا ہے		چیونٹی سے چیتوں کی لڑائی نہیں ہے
بمردانِ راہت کہ راہے بدہ	۸	وزیں دشمنانم پناہے بدہ
اپنے راستے کے مردوں کے طفیل مجھے راستہ دیدے		ان دشمنوں سے مجھے پناہ دیدے
خدایا بذاتِ خداوندیت	۹	باوصافِ بے مثل و ماندیت
اے خدا اپنی خداوندی ذات کے طفیل		بے مثل اور بے مانند اوصاف کے طفیل
بہ لبیکِ حُجاجِ بیتُ الحرام	۱۰	بمدفونِ یثرب علیہ السلام
بیت الحرام کے حاجیوں کی لبیک کے طفیل		مدینہ میں دفن شدہ (ان پر سلام ہو) کے طفیل

(۱) حکایت، کہانی۔ (۲) تنم، میرا جسم۔ مے بلرزد، کانپ جاتا ہے۔ چو، جب۔ یاد آمدم، مجھے یاد آتی ہے۔ مناجات، سرگوشی دُعا۔ شوریدۂ، ایک دیوانہ۔ در حرم، حرم شریف یعنی خانہ کعبہ میں۔ (۳) مے گفت، کہتا تھا۔ با حق، حق تعالیٰ کو۔ بزاری، عاجزی سے۔ بسے، بہت۔ میفگن، مت گرا۔ دستم، میرا ہاتھ۔ نگیرد، نہیں پکڑے گا۔ کسے، کوئی شخص۔ (۴) بلطفم، مہربانی سے مجھ کو۔ بخواں، بلالے۔ براں، چلا دے۔ از درم، دروازے سے مجھ کو۔ ندارد، نہیں رکھتا۔ بجز آستانت، تیرے آستان کے سوا۔ سرم، میرا سر۔ (۵) تو دانی، تو جانتا ہے۔ ایم، ہیں ہم۔ فرو ماندہ، عاجز رہے ہوئے۔ نفس امارہ، برائیوں کا حکم دینے والا نفس۔ (۶) نمے تازد، نہیں دوڑتا۔ ایں نفس سرکش، یہ سرکش نفس۔ چناں، اس طرح۔ عقلش، عقل اس کو۔ تواند گرفتن، پکڑ سکتی ہو۔ عناں، باگ۔ (۷) کہ، کون۔ با نفس و شیطاں، نفس اور شیطان کے ساتھ۔ برآید، پورا آئے۔ نبردِ پلنگاں، چیتوں کی لڑائی۔ نیاید، نہیں آسکتی۔ زمور، چیونٹی سے۔ (۸) بمردانِ راہت، تیری راہ کے مردوں کے طفیل۔ راہے بدہ، کوئی راستہ دے۔ وزیں دشمنانم، اور ان دشمنوں سے مجھ کو۔ پناہے بدہ، کوئی پناہ دے۔ (۹) خدایا، اے خدا۔ بذاتِ خداوندیت، اپنی ذات خداوندی کے طفیل۔ باوصافِ بے مثل، بے مثل وصفوں کے طفیل۔ مانندیت، اپنی مثال۔ (۱۰) لبیک، میں حاضر ہوں۔ ایک کلمہ جو حاجی سفر حج میں پکارتا رہتا ہے۔ حجاج، جمع حاجی۔ بیت الحرام، حرمت والا گھر یعنی خانہ کعبہ۔ بمدفون، دفن شدہ کے طفیل۔ یثرب، مدینہ منورہ۔ علیہ السلام، اس پر سلام ہو۔

تشریح: (۱) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ نفس اور شیطان سے جنگ جیتنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد درکار ہونی چاہیے، کیونکہ اس کے بغیر جنگ جیتنا مشکل ہے۔ (۲) حرم شریف کی وہ دُعا مجھے لرزہ براندام کردیتی ہے جو کسی مجذوب درویش نے اللہ تعالیٰ کے حضور مانگی تھی۔

(۳) وہ (مجذوب) نہایت زار و قطار رو رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ اے اللہ! مجھے مت گرا کیونکہ مجھے اٹھا کر تھامنے والا کوئی نہیں ہے۔

(۴) چاہے تو مجھے مہربانی کے ساتھ بلا یا ناراض ہوکر دھتکار دے لیکن میرا سر تیرے سوا کسی اور کے سامنے نہیں جھکے گا۔

(۵) تو (اللہ تعالیٰ) بخوبی جانتا ہے کہ ہم مسکین اور بے چارے لوگ ہیں۔ نفس امارہ نے ہمیں عاجز و لاچار کر دیا ہے۔

(۶) ہمارے سرکش نفس کی رفتار اتنی تیز ہے کہ یہ عقل کے قابو میں نہیں آسکتی۔ یہ نفس بے قابو ہے۔

(۷) نفس اور شیطان کے ساتھ زور آزمائی کرنا ممکن و مناسب نہیں۔ ان چیتوں کے ساتھ چیونٹی جیسی عقل جنگ نہیں کر سکتی۔

(۸) اے اللہ! جو لوگ تیری راہ (صراط مستقیم) پر چل رہے ہیں۔ تجھے ان کا واسطہ مجھے ان دشمنوں (نفس و شیطان) سے پناہ دے۔

(۹) اے اللہ! تجھے اپنی ذات کا واسطہ۔ تجھے اپنی بے مثال صفات کا واسطہ (ہمیں بخش دے)۔

(۱۰) بیت اللہ میں حجاج کرام کی لبیک کا واسطہ، یثرب کی وادی میں مدفون حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ۔

marfat.com

۱	بہ تکبیر مردانِ شمشیر زن	کہ مردِ وغا را شمارند زن
	ایسے تلوار باز مجاہدوں کی تکبیر کے طفیل	جو میدانِ جنگ کے بہادروں کو عورت سمجھیں
۲	بہ طاعاتِ پیرانِ آراستہ	بہ صدقِ جوانانِ نوخاستہ
	آراستہ پیروں کی عبادت کے طفیل	نوخیز جوانوں کی سچائی کے طفیل
۳	کہ مارا دریں ورطۂ یک نفس	زننگِ دو گفتن بفریاد رس
	ہمیں اس ایک سانس کی ہلاکت کے گڑھے میں	دو کہنے کی ذلت کی فریاد کو پہنچ
۴	امید است ازاناں کہ طاعت کنند	کہ بے طاعتاں را شفاعت کنند
	جو لوگ فرمانبرداری کرتے ہیں ان سے امید ہے	کہ نافرمانوں کی سفارش کر دیں گے
۵	بپاکاں کز آلایشم دور دار	وگر زلتے رفت معذور دار
	پاکوں کے طفیل مجھے ناپاکی سے دور رکھ	اگر کوئی لغزش ہو جائے معذور رکھ
۶	بہ پیرانِ پشت از عبادت دوتا	ز شرمِ گنہ دیدہ بر پشتِ پا
	ان بزرگوں کے طفیل جن کی عبادت کی وجہ سے کمر دوہری ہے	گناہوں کی شرم کی وجہ سے آنکھیں قدموں پر ہیں
۷	کہ چشمم ز روئے سعادت مبند	زبانم بوقتِ شہادت مبند
	کہ نیک بختی کے چہرے سے میری آنکھیں بند نہ کر	شہادت کے وقت میری زبان بند نہ کر
۸	چراغِ یقینم فرا راہ دار	ز بد کردنم دست کوتاہ دار
	میرے یقین کے چراغ کو آگے راستہ دے	برائی کرنے سے میرے ہاتھ کو کوتاہ کر دے
۹	بگرداں ز نادیدنی دیدہ ام	مدہ دست بر ناپسندیدہ ام
	نہ دیکھنے کی چیز سے میری آنکھیں پھیر دے	ناپسندیدہ چیز پر مجھے قابو نہ دے
۱۰	من آں ذرہ ام در ہوائے تو نیست	وجود و عدم در ظلامم یکیست
	میں وہ ذرہ ہوں جو تیری محبت میں مبتلا نہیں ہے	تاریکی میں میرے لئے وجود و عدم یکساں ہیں

(۱) بتکبیر مردان شمشیر زن: تلوار چلانے والے مردوں کی تکبیر کے طفیل۔ مردِ وغا: لڑائی والا مرد۔ شمارند: گنتے ہیں۔ زن: عورت۔ (۲) طاعات پیران آراستہ: پیروں کی سنوری ہوئی عبادت۔ صدق جوانان نوخاستہ: نوخیز جوانوں کی سچائی۔ (۳) مارا: ہم کو۔ دریں ورطہ: اس بھنور میں۔ یک نفس: ایک سانس مراد دنیا۔ ننگ دو گفتن: دو کہنے کی ذلت۔ بفریاد رس: فریاد کو پہنچ۔ (۴) امید است: امید ہے۔ ازآناں کہ: ان سے جو کہ۔ طاعت کنند: عبادت کرتے ہیں۔ بے طاعتاں: بغیر عبادت والے۔ شفاعت: سفارش۔ کنند: کریں گے۔ (۵) بپاکاں: پاک لوگوں کے طفیل۔ کز آلایشم: کہ آلائش سے مجھ کو۔ دور دار: دور رکھ۔ زلتے: کوئی لغزش۔ رفت: ہو گئی۔ معذور دار: معذور رکھ۔ (۶) پیراں: بزرگ۔ پشت از عبادت: کمر عبادت سے۔ دوتا: دوہری۔ ز شرم گنہ: گناہ کی شرم سے۔ دیدہ: آنکھیں۔ بر پشت پا: پاؤں کی پشت پر۔ (۷) چشمم: میری آنکھیں۔ ز روئے سعادت: نیک بختی کے چہرے سے۔ مبند: مت باندھ۔ زبانم: میری زبان۔ بوقت شہادت: شہادت کے وقت۔ (۸) چراغ یقینم: یقین کا چراغ میرے۔ فرا راہ: راستے میں۔ دار: رکھ۔ ز بد کردنم: برائی کرنے سے مجھ کو۔ دست: ہاتھ۔ کوتاہ دار: چھوٹے رکھ۔ (۹) بگرداں: پھیرئے۔ زنادیدنی: نہ دیکھنے کی چیزوں سے۔ دیدہ ام: میری آنکھیں۔ مدہ: مت دے۔ دست: ہاتھ، قابو۔ ناپسندیدہ ام: بری بات پر مجھ کو۔ (۱۰) من: میں۔ آں ذرہ ام: وہ ذرہ ہوں۔ در ہوائے تو: تیری فضا میں۔ نیست: نہیں ہے۔ وجود و عدم: ہونا اور نہ ہونا۔ در ظلامم: تاریکیوں میں میرا۔ یکیست: ایک جیسا ہے۔

تشریح: (۱) جنگجو کفار کو عورتوں کی مثل سمجھنے والے مجاہدین کی تکبیروں کا واسطہ، جس سے زمین دہل جاتی تھی (۲) بزرگوں کی ان عبادات کا واسطہ جو خلوص و محبت اور عجز سے آراستہ ہیں۔ نوجوانوں کی صداقت کا واسطہ۔ (۳) ہمیں اس فانی دنیا میں جو چند سانسوں پر مبنی ہے، ہمیں اپنی ذات کا شریک ٹھہرانے کی ذلت سے بچا، جو ناقابل معافی جرم ہے۔ (۴) عبادت گزار زاہدوں سے امید وابستہ ہے کہ وہ ہم جیسے ناکارہ لوگوں کی ضرور بالضرور شفاعت کریں گے۔ (۵) تجھے پاکیزہ لوگوں کا واسطہ کہ تو ہمیں ہر قسم کی غلیظ اور رذیل صفت سے دور رکھ۔ اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو ہماری معذوری کو دیکھ۔ (۶) اے اللہ! تجھے ان عبادت گزار لوگوں کا واسطہ جن کی کمریں دوہری ہو چکی ہیں۔ گناہوں کے باعث شرم کی وجہ سے جن کی نگاہیں جھکی ہوئی ہیں۔ (۷) خوش نصیبی کا چہرہ مجھے ضرور دکھانا اور حالت نزع کے وقت میری زبان کو کلمہ شہادت کہنے سے بند نہ رکھنا۔ (۸) میرا راستہ یقین کے چراغ سے روشن رکھ۔ برائیوں سے میرے ہاتھوں کو روک دے، گناہوں کی توفیق نہ دے۔ (۹) از روئے شریعت جن اشیاء کو دیکھنا ممنوع ہے، ان سے میری آنکھیں پھیر دے۔ جو افعال تجھے ناپسند ہیں ان پر مجھے قدرت نہ دے۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے۔ اس کے سامنے کسی چیز کا وجود بھی ہستی (ہونا) کے قابل نہیں۔ چنانچہ میرا (شیخ سعدیؒ کا) وجود کالعدم ہے۔

marfat.com

نمبر	مصرع اول	مصرع ثانی
۱	ز خورشید لطفت شعاعے بسم	که جز در شعاعت نه بیند کسم
	تیری مہربانی کے سورج سے میرے لیے ایک کرن کافی ہے	اسلیے کہ تیری کرن کے بغیر مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا
۲	مرا گر بگیری بانصاف و داد	بنالم که عفوم نه ایں وعده داد
	تو اگر مجھے انصاف اور عدل سے پکڑے گا	میں فریاد کروں گا کیونکہ معافی نے تو یہ وعدہ نہ کیا تھا
۳	خدایا بذلت مران از درم	که صورت نه بندد درِ دیگرم
	اے خدا مجھے ذلت سے دروازہ سے نہ بھگا	اسلیے کہ میرے لیے دوسرے دروازہ کی کوئی صورت نہیں ہے
۴	ور از جهل غائب شدم روز چند	کنوں کامدم در بر ویم مبند
	اگر نادانی کی وجہ سے میں چند روز غائب رہا ہوں	اب میں آگیا ہوں میرے اوپر دروازہ بند نہ کر
۵	چه عذر آرم از ننگ تر دامنی	مگر عجز پیش آورم کاے غنی
	گنہگاری کا میں کیا عذر پیش کروں	ہاں عاجزی پیش کروں گا کہ اے بے نیاز
۶	فقیرم بجرم گناهم مگیر	غنی را ترحم بود بر فقیر
	میں فقیر ہوں گناہوں کی سزا میں مجھے نہ پکڑ	مالدار فقیر پر ترس کھاتا ہے
۷	چرا باید از ضعف حالم گریست	اگر من ضعیفم پناهم قویست
	میں اپنے حال کی کمزوری پر کیوں روؤں	اگرچہ میں کمزور ہوں میری پناہ تو قوی ہے
۸	خدایا بغفلت شکستیم عهد	چه زور آورد با قضا دستِ جهد
	اے خدا ہم نے غفلت میں عہد شکنی کی ہے	تقدیر کے مقابلہ میں کوشش کا ہاتھ کیا زور دکھا سکتا ہے
۹	چه برخیزد از دستِ تدبیر ما	همیں نکته بس عذر تقصیر ما
	ہماری تدبیر کے ہاتھ سے کیا بن سکتا ہے	ہماری کوتاہی کے عذر کا یہی نکتہ کافی ہے
۱۰	همه هر چه کردم تو برهم زدی	چه قوت کند با خدائی خودی
	ہمیشہ جو کچھ کیا تو نے اس کو برہم کر دیا	خدائی کے مقابلہ میں خودی کیا زور دکھا سکتی ہے

(۱) ز خورشید لطفت: اپنی مہربانی کے سورج سے۔ شعاعے بسم: ایک کرن کافی ہے مجھ کو۔ جز در شعاعت: بغیر تیری کرن کے۔ نہ بیند: نہیں دیکھے گا۔ کسم: کوئی مجھ کو۔ (۲) مرا: مجھ کو۔ گر بگیری: اگر تو پکڑ لے۔ بانصاف و داد: عدل و انصاف سے۔ بنالم: میں روؤں گا۔ عفوم: معافی نے میرے ساتھ۔ ایں وعدہ: یہ وعدہ۔ داد: دیا۔

(۳) خدایا: اے خدا۔ بذلت: ذلت سے۔ مران: مت چلا۔ از درم: دروازے سے مجھ کو۔ صورت نہ بندد: صورت نہیں بنتی۔ درِ دیگرم: دوسرے دروازے کی میرے لیے۔

(۴) از جہل: جہالت سے۔ غائب شدم: غیر حاضر ہو گیا میں۔ روز چند: چند دن۔ کنوں کامدم: اب جبکہ میں آگیا ہوں۔

(۵) چہ عذر آرم: کیا عذر لاؤں میں۔ ننگ تر دامنی: تر دامنی کی شرم۔ عجز پیش آرم: عاجزی سامنے لاؤں۔ کاے غنی: کہ اے بے نیاز۔ (۶) فقیرم: میں فقیر ہوں۔ بجرم گناہم: گناہ کے جرم میں مجھ کو۔ مگیر: مت پکڑ۔ غنی را: مالدار کو۔ ترحم بود: رحمت ہوتی ہے۔ (۷) چرا: کیوں۔ باید گریست: رونا چاہیے۔ ضعف حالم: اپنے حال کی کمزوری۔ من ضعیفم: میں کمزور ہوں۔ پناہم: میری پناہ۔ قویست: مضبوط ہے۔

(۸) خدایا: اے خدا۔ بغفلت: غفلت سے۔ شکستیم: ہم نے توڑا۔ عہد: وعدہ۔ چہ: کیا۔ آورد: لاوے۔ باقضا: تقدیر کے ساتھ۔ دستِ جہد: کوشش کا ہاتھ۔ (۹) چہ برخیزد: کیا حاصل ہو۔ دست تدبیر: ہماری تدبیر کا ہاتھ۔ ہمیں نکتہ: یہی نکتہ۔ بس: کافی ہے۔ عذر تقصیر ما: ہماری کوتاہی کا عذر۔ (۱۰) ہمہ: تمام۔ ہر چہ کردم: جو کچھ کیا میں نے۔ برہم زدی: تو نے برہم کر دیا۔ چہ: کیا۔ قوت کند: مقابلہ کرے۔ باخدائی: خدائی کے ساتھ۔ خودی: انسانی طاقت۔

تشریح: (۱) تیرے (اللہ تعالیٰ کے) رحم و کرم کے نور کی شعاعیں میرے (شیخ سعدیؒ) وجود کو نمایاں کر سکتی ہیں۔ ان شعاعوں کے ماسوا میں ہیچ ہوں۔ (یہاں پر انسان کا وجود مراد ہے) (۲) اگر تو (اللہ تعالیٰ) بامر انصاف گرفت کرے تو میرا (شیخ سعدیؒ کا) کوئی ٹھکانہ نہیں۔ مجھے صرف تیرے فضل و کرم کی ضرورت ہے۔ (۳) اے اللہ! تیرے در کے سوا کوئی اور دروازہ نہیں۔ اس لیے تو (اللہ تعالیٰ) مجھے ذلیل کر کے اپنے در سے مت ہٹا۔ (۴) یہ میری حماقت و نادانی ہے کہ میں (شیخ سعدیؒ) تیرے دربار میں حاضری نہ دے سکا۔ اب جبکہ حاضری دینے آگیا ہوں تو اپنا دروازہ بند نہ کر۔ (۵) میں (شیخ سعدیؒ) گناہوں کی وجہ سے شرمندہ ہوں۔ عذر خواہی کے لیے میرے پاس ماسوائے عجز و انکساری کے اور کچھ نہیں اے غنی! (۶) میں (شیخ سعدیؒ) محتاج ہوں۔ براہ کرم گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے میری گرفت نہ کر۔ کیونکہ غنی ہمیشہ محتاجوں پر رحم کرتا ہے۔ (۷) گو کہ میری حالت میں ضعف ہے لیکن مجھے رونے کی ضرورت نہیں کیونکہ میرے (شیخ سعدیؒ کے) ضعف کے باوجود میری جائے پناہ قوی ہے۔ (۸) اے اللہ تعالیٰ! ہم (انسانوں) نے غفلت کی چادر اوڑھ کر تیرا عہد و پیمان توڑا ہے۔ کیونکہ میرے مقدر میں یہی لکھا تھا۔ تقدیر کا لکھا ٹل نہیں سکتا۔ (۹) تقدیر کے مد مقابل تدبیر بے حیثیت ہے۔ میرے گناہوں کی سب سے بڑی یہی عذر خواہی ہے۔ (۱۰) انسان کی تمام منصوبہ بندیاں تقدیر الٰہی کے مقابلے میں نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا انسان اللہ تعالیٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

marfat.com

نہ من سر ز حکمت بدر مے برم	۱	کہ حکمت چنیں مے رود بر سرم
میں تیرے حکم سے سر باہر نہیں لے جاتا		بلکہ تیرا ہی فیصلہ میرے بارے میں ایسا ہوا

حکایت

کہانی

سیہ چردہ‌ئے را کسے زشت خواند	۳	جوابے بگفتش کہ حیراں بماند
ایک کالی چمڑے والے کو کسی نے بُرا کہا		اس نے اسے ایسا جواب دیا کہ وہ حیران رہ گیا
نہ من صورت خویش خود کردہ ام	۴	کہ عیبم شماری کہ بد کردہ ام
میں نے اپنی صورت خود نہیں بنائی ہے		کہ تو میرا عیب گن رہا ہے کہ میں نے بُرا کیا ہے
ترا با من ار زشت رویم چہ کار	۵	نہ آخر منم زشت و زیبا نگار
اگر میں بدصورت ہوں تجھے مجھ سے کیا سروکار		آخر بُرے اور اچھے نقش بنانے والا میں تو نہیں ہوں
ازانم کہ بر سر نبشتی ز پیش	۶	نہ کم گردم اے بندہ پرور نہ بیش
جو کچھ تو نے پہلے ہی سے میرے لیے لکھ دیا ہے		اے بندہ پرور میں اس سے نہ کم ہو سکتا ہوں نہ زیادہ
تو دانی آخر کہ قادر نیم	۷	توانائے مطلق توئی من کیم
تو جانتا ہے کہ آخر میں قدرت والا تو نہیں ہوں		علی الاطلاق تو قادر ہے، میں کون ہوں
گرم رہنمائی رسیدم بخیر	۸	وگر گم کنی باز مانم ز سیر
اگر تو میری رہنمائی کرتا ہے میں بھلائی تک پہنچ جاتا ہوں		اور اگر تو گم کردے تو میں سیر سے رُک جاتا ہوں
جہاں آفریں گر نہ یاری کند	۹	کجا بندہ پرہیزگاری کند
جہان کا پیدا کرنے والا اگر مدد نہ کرے		بندہ کب پرہیزگاری کر سکتا ہے

(۱) من: میں۔ ز حکمت: تیرے حکم سے۔ بدر مے برم: باہر لے جا رہا ہوں۔ حکمت: تیرا حکم۔ چنیں: ایسے۔ مے رود: چلتا ہے۔ بر سرم: میرے سر پر۔ (۲) حکایت: کہانی (۳) سیہ چردہ‌ئے: ایک سیاہ رنگ والا۔ کسے: کسی نے۔ زشت: بدصورت۔ خواند: کہہ دیا۔ جوابے بگفتش: اس کو ایسا جواب دیا۔ بماند: رہ گیا۔ (۴) من: میں۔ صورت خویش: اپنی صورت۔ خود کردہ ام: خود بنائی ہے میں نے۔ عیبم شماری: تو میرے عیب شمار کرتا ہے۔ بد کردہ ام: میں نے بُرا کیا ہے۔ (۵) ترا با من: تجھے میرے ساتھ۔ زشت رویم: میں بدصورت ہوں۔ چہ کار: کیا کام۔ منم: میں ہوں۔ زشت: بُرا۔ زیبا نگار: خوبصورتی بنانے والا۔ (۶) ازانم کہ: میں اس سے جو کچھ کہ۔ بر سر: میرے سر پر۔ نبشتی: تو نے لکھ دیا۔ ز پیش: پہلے سے۔ نہ کم گردم: نہ کم ہو سکتا ہوں۔ بندہ پرور: بندہ کو پالنے والے۔ نہ بیش: نہ زیادہ۔ (۷) تو دانی: تو جاننے والا ہے۔ قادر نیم: میں قدرت والا نہیں ہوں۔ توانائے مطلق: غیر محدود قدرت والا۔ توئی: تو ہی ہے۔ من کیم: میں کون ہوں۔ (۸) گرم: اگر میری۔ رہنمائی: راستہ دکھائے تو۔ رسیدم بخیر: میں نیکی کو پہنچ جاؤں گا۔ گر گم کنی: اگر گم کردے تو۔ باز مانم: پیچھے رہ جاؤں گا۔ ز سیر: سیر سے۔
(۹) جہاں آفریں: جہان کو پیدا کرنے والا۔ یاری کند: مدد کرے۔ کجا: کہاں۔ کند: کرے۔

تشریح (۱) میری (شیخ سعدی یا ہر انسان کی) سرتابی کاتب تقدیر کے لکھنے کے ماسوا نہیں ہوتی۔ چنانچہ مجھ (شیخ سعدیؒ) سے وہی سرزد ہوتا ہے جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔ (۲) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بھلائی و بُرائی کا صدور و ظہور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ممکن ہے لہٰذا اپنے اعمال صالحہ (نیکیوں) پر تکبر نہیں کرنا چاہیے۔ (۳) کسی شخص نے ایک حبشی (سیاہ فام) کو بدصورتی کا طعنہ دیا۔ اس (حبشی) نے ایسا جواب دیا کہ وہ (طعنہ دینے والا) حیرت میں پڑ گیا۔ (۴) حبشی کا حیران کن جواب یہ تھا کہ میرے عیب کے جتلانے کے بجائے یہ سوچنا چاہیے کہ کیا یہ بدصورتی خود میری بنا کردہ ہے۔ (۵) میری (حبشی کی) بدصورتی سے تجھے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ بدصورتی و خوبصورتی پر مبنی نقش و نگار میرا شاہکار نہیں۔
(۶) اللہ تعالیٰ نے ازل سے جو کچھ میرے لیے تخلیق و تحریر کر دیا ہے۔ اس میں کمی یا زیادتی ناممکن ہے۔
(۷) تجھے (طعنہ دینے والے کو) معلوم ہے کہ قادر مطلق ہونے کی صفت میرے (حبشی کے) اندر نہیں ہے۔ قادر مطلق محض اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔
(۸) اگر تیری (اللہ تعالیٰ کی) رہنمائی میں کار خیر کا پیکر بن جاؤں تو کامیابی ہے۔ ورنہ تیرے اعراض سے نیکی کی ذرہ برابر توفیق نہیں ہو سکتی۔
(۹) اگر خالق کائنات کی نصرت نہ ہو تو زہد و تقویٰ کا حصول دشوار ہے۔ کیونکہ انسان کی پرہیزگاری اللہ تعالیٰ کی مدد سے ممکن ہے۔

marfat.com

حکایت

کہانی

چہ خوش گفت درویش کوتاہ دست	۲	کہ شب توبہ کرد و سحر گہ شکست
ایک مفلس درویش نے کیا اچھا کہا		جس نے رات کو توبہ کی اور صبح کو توڑ دی
گر او توبہ بخشد بماند درست	۳	کہ پیمانِ ما بے ثبات ست و سست
اگر وہ توبہ کی توفیق دیدے تو وہ ٹھیک ہو سکتی ہے		اس لیے کہ ہمارا عہد تو ناپائیدار اور کمزور ہے
بحقت کہ چشمم ز باطل بدوز	۴	بنورت کہ فردا بنارم مسوز
تجھے اپنے حق کی قسم کہ میری آنکھیں باطل سے سی دے		تجھے اپنے نور کی قسم کل کو مجھے آگ میں نہ جلا
ز مسکینیم روئے در خاک رفت	۵	غبارِ گناہم بر افلاک رفت
مسکینی کی وجہ سے میرا چہرہ تو مٹی میں مل گیا		میرے گناہوں کی دھول آسمانوں پر چڑھ گئی
تو یک نوبت اے ابرِ رحمت ببار	۶	کہ در پیشِ باراں نپاید غبار
اے ابرِ رحمت تو ایک بار برس جا		اس لیے کہ بارش کے سامنے غبار نہیں ٹھہرتا ہے
ز جرمم دریں مملکت جاہ نیست	۷	ولیکن بملکِ دگر راہ نیست
گناہوں کی وجہ سے اس ملک میں میرا کوئی مرتبہ نہیں ہے		لیکن دوسرے ملک کا کوئی راستہ بھی نہیں ہے
تو دانی ضمیرِ زباں بستگاں	۸	تو مرہم نہی بر دلِ خستگاں
زبان بند کیے ہوؤں کے دل کی بات تو جانتا ہے		زخمیوں کے دل پر تو ہی مرہم رکھنے والا ہے

حکایت

کہانی

مغے در بروی از جہاں بستہ بود	۱۰	بتے را بخدمت میاں بستہ بود
ایک آتش پرست اپنے اوپر دنیا سے دروازہ بند کیے ہوئے تھا		ایک بت کی خدمت میں کمربستہ تھا

(۱) حکایت، کہانی۔ (۲) چہ، کیا۔ خوش گفت، خوب کہا۔ کوتاہ دست، تنگ دست، فقیر۔ شب، رات۔ کرد، کی۔ سحر گہ، صبح کو۔ شکست، توڑ دی۔ (۳) توبہ بخشد، توبہ عطا کرے۔ بماند درست، ٹھیک رہے۔ پیمانِ ما، ہمارا عہد۔ بے ثبات، ناپائیدار۔ ست، ہے۔ سست، ناپائیدار، کمزور۔ (۴) بحقت، تیرے حق کی قسم۔ چشمم، میری آنکھ۔ بدوز، سی دے۔ بنورت، اپنے نور کے طفیل۔ فردا، کل۔ بنارم، آگ میں مجھ کو۔ مسوز، مت جلا۔ (۵) ز مسکینیم، میری مسکینی کی وجہ سے۔ روئے، چہرہ۔ در خاک، مٹی میں۔ رفت، چلا گیا۔ غبارِ گناہم، میرے گناہوں کا غبار۔ افلاک، جمع فلک آسمان۔ (۶) یک نوبت، ایک بار۔ ابرِ رحمت، رحمت کا بادل۔ ببار، برس جا۔ پیشِ باراں، بارش کے سامنے۔ نپاید، نہیں آتا۔ (۷) ز جرمم، میرے جرم کی وجہ سے۔ دریں مملکت، اس ملک میں۔ جاہ، مرتبہ۔ نیست، نہیں ہے۔ بملکِ دگر، دوسرے ملک کو۔ راہ نیست، راستہ نہیں ہے۔ (۸) تو دانی، تو جانتا ہے۔ ضمیر، دل کی بات۔ زباں بستگاں، بند زبان والے۔ نہی، رکھے تو۔ دلِ خستگاں، زخمیوں کا دل۔ (۹) حکایت، کہانی۔ (۱۰) مغے، ایک آتش پرست۔ در بروی، اپنے اوپر دروازہ۔ بستہ بود، بند کر رکھا تھا۔ بتے را، ایک بت کی۔ میاں بستہ بود، کمر باندھے ہوئے تھا۔

تشریح: (۱) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل ہوئے بغیر انسان کو توبۃ النصوح حاصل نہیں ہو سکتی۔ (۲) ایک مفلوک الحال درویش رات بھر استغفار کرتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو اپنی توبہ توڑ بیٹھا۔
(۳) توبہ صرف اسی (اللہ تعالیٰ) کی توفیق سے ہی کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔ ورنہ ہمارے (درویش کے) عہد و پیمان تو کچے دھاگے کی مانند ٹوٹ جاتے ہیں۔
(۴) اے اللہ! تجھے تیرے حق ہونے کی قسم کہ مجھے لایعنی اشیاء کی طرف دیکھنے سے محفوظ کر دے۔ تیرے نور کا واسطہ ہے کہ مجھے جہنم میں نہ جلانا۔
(۵) غایت مسکینی کی وجہ سے میرا چہرہ خاک آلود ہو گیا۔ اور میری برائیوں کی گرد آسمان تک جا پہنچی۔
(۶) رحمت کے بادلوں کو برس جانا چاہیے۔ تاکہ میری برائیوں کا گرد و غبار بیٹھ جائے۔ اس لیے کہ ابر رحمت کے مقابلے میں گناہوں کی گرد ٹک نہیں سکتی۔ (۷) میرے گناہوں کی وجہ سے دنیا میں میری عزت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ لیکن تیری کے ماسوا دوسری دنیا نہ ہونے کے باعث کہیں نہیں جا سکتا۔ (۸) تو (اللہ تعالیٰ) بے زبانوں کے کلام کا علم رکھتا ہے۔ زخمی قلب پر تیری رحمت اک مرہم ہے۔
(۹) عنوان، اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کسی کافر کی زبان پہ اللہ تعالیٰ کا نام بھولے سے بھی جاری ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر چھا جاتی ہے۔ (۱۰) ایک مجوسی نے دنیا سے ماوراء ہو کر ایک بت کی پوجا پاٹ اور خدمت پر خود کو مامور کر دیا۔

marfat.com

۱	پس از چند سال آں نکوہیدہ کیش	قضا حالتے صعبش آورد پیش
	چند سال کے بعد اس بد مذہب کو	خدا کے کرنے سے ایک سخت حالت در پیش آگئی
۲	بپائے بت اندر بامید خیر	بنالید بے چارہ بر خاک دیر
	بھلائی کی اُمید پر بُت کے پیروں میں	بے چارہ بت خانہ میں رو رہا تھا
۳	کہ درماندہ ام دستگیرا اے صنم	بجاں آمدم رحم کن بر تنم
	کہ اے بُت میں عاجز ہوں میری دستگیری کر	میں عاجز آگیا ہوں مجھ پر رحم کر
۴	بزارید در خدمتش بارہا	کہ ہیچش بساماں نشد کارہا
	اس کی خدمت میں بار بار عاجزی کی	اس کا کام کچھ بھی نہ بنا
۵	بتے چوں برآرد مہمات کس	کہ نتواند از خود براندن مگس
	ایسا بُت کس طرح کسی کے بڑے کام پورے کر سکتا ہے	جو اپنے اوپر سے مکھی نہیں اڑا سکتا ہے
۶	برآشفت کاے پائے بند ضلال	بباطل پرستیدمت چند سال
	وہ بگڑ گیا کہ اے گمراہی کے قیدی	میں نے تجھے اتنے سال خواہ مخواہ پوجا
۷	مہمے کہ در پیش دارم برآر	وگرنہ بخواہم ز پروردگار
	جو کام مجھے درپیش ہے وہ پورا کردے	ورنہ میں یزداں سے مانگوں گا
۸	ہنوز از بت آلودہ رویش بخاک	کہ کامش برآورد یزدان پاک
	ابھی اس کا چہرہ بت کی خاک میں آلودہ تھا	کہ اللہ پاک نے اس کا کام کردیا
۹	حقائق شناسے دریں خیرہ شد	سر وقت صافی برو تیرہ شد
	ایک حقیقتوں کا جاننے والا اس معاملہ میں حیران ہوگیا	اس کا صاف وقت اس پر تاریک ہوگیا
۱۰	کہ سرگشتۂ دونِ آذر پرست	ہنوزش سر از خمر بت خانہ مست
	کہ ایک یزداں کو پوجنے والا حیران کمینہ	جس کا سر ابھی بت خانہ کے مٹکے سے مست

(۱) پس: پیچھے۔ چند سال: کچھ سال۔ آں: وہ۔ نکوہیدہ کیش: بدمذہب۔ قضا: تقدیراً۔ حالتے صعبش: ایک سخت حالت اس کو۔ آورد پیش: سامنے لائی۔
(۲) بپائے بت: بُت کے پاؤں میں۔ بامید خیر: خیر کی اُمید میں۔ بنالید: رویا۔ بر خاک دیر: بُت خانے کی زمین پر۔ (۳) درماندہ ام: میں عاجز رہ گیا ہوں۔ دستگیر: ہاتھ پکڑ۔ صنم: بُت۔ بجاں آمدم: جان کو آگیا ہوں میں۔ رحم کن: رحم کر۔ بر تنم: میرے جسم پر۔
(۴) بزارید: رویا۔ در خدمتش: اس کی خدمت میں۔ بارہا: کئی دفعہ۔ ہیچش: کچھ بھی اس کا۔ بساماں نشد: سامان کے ساتھ نہ ہوا۔ کارہا: جمع کار، کام۔
(۵) بتے: بُت۔ چوں برآرد: کیسے پوری کرے۔ مہمات کس: کسی کی مہمیں۔ کہ نتواند: جو کہ نہیں طاقت رکھتا۔ از خود: اپنے سے۔ براندن مگس: مکھی اڑانے کی۔
(۶) برآشفت: ناراض ہوگیا۔ کاے پائے بند ضلال: کہ اے گمراہی کے پابند۔ باطل: بیکار۔ پرستیدمت: میں نے تیری پرستش کی۔ چند سال: کئی سال۔
(۷) مہمے کہ: جو مہم کہ۔ در پیش دارم: میں سامنے رکھتا ہوں۔ برآر: پوری کر۔ بخواہم: میں مانگوں گا۔ پروردگار: اللہ تعالیٰ۔ (۸) ہنوز: ابھی۔ از بت آلودہ: بُت سے آلودہ۔ رویش بخاک: اس کا چہرہ خاک میں۔ کامش: اس کا مقصد۔ برآورد: پورا کردیا۔ یزدان پاک: اللہ پاک۔
(۹) حقائق شناسے: حقیقتوں کو پہچاننے والا۔ دریں خیرہ شد: اس میں حیران رہ گیا۔ سر وقت صافی: اس کا صاف وقت۔ برو: اس پر۔ تیرہ شد: تاریک ہوگیا۔
(۱۰) سرگشتہ: دون، کمینہ حیران۔ یزداں پرست: خدا کو پوجنے والا۔ ہنوزش سر: ابھی اس کا سر۔ از خم بت خانہ: بُت خانہ کے مٹکے سے۔

تشریح (۱) چند سال گزر جانے کے بعد اس (مجوسی) کے حالات دگرگوں اور ناگفتہ بہ ہوگئے۔ (۲) حالات کی درستی اور بُت سے خیر و بھلائی کی اُمید وابستہ کرتے ہوئے وہ صنم (بُت) کے قدموں میں سر رکھ کے رو رہا تھا۔ (۳) اس (مجوسی) نے بُت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میری جان جوکھوں میں آچکی ہے۔ تو (بُت) میری دستگیری اور رحم کر۔ (۴) بُت کے سامنے بارہا مرتبہ رونے کے باوجود اس کی کوئی اُمید نہ بر آئی، اور نہ ہی حالات درست ہوئے۔ (۵) پتھر کا صنم کسی کی حاجات و مشکلات کا مداوا کیسے کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ (بُت) اپنے اوپر بیٹھی ہوئی مکھی اڑانے پر بھی قادر نہیں۔
(۶) وہ (مجوسی) مسلسل پوجا پاٹ اور آہ و بکا کرنے کے باعث ذہناً باغی ہوگیا! اے بُرائی کے پابند! میں نے عرصہ دراز سے تیری مفت کی پوجا کی ہے۔
(۷) اور یہ بھی کہا کہ میری جو بھی مشکل ہے۔ اس کا حل ہونا چاہیئے۔ ورنہ میں رب العٰلمین کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں گا۔
(۸) ابھی اس (مجوسی) کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا خیال آیا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس (مجوسی) کی دستگیری کردی۔
(۹) یہ انہونی دیکھ کر ایک صاحب بصیرت (درویش) کو حیرانی ہوئی کہ ابھی اس (مجوسی) کے ذہن سے بُت پرستی کے بادل نہیں چھٹے تھے کہ اس کی دستگیری ہوگئی۔ (۱۰) ابھی تو وہ (مجوسی) بُت پرستی سے تائب ہی نہیں ہوا۔ اتنی سُرعت (جلدی) کے ساتھ اس (مجوسی) کے حالات کیوں درست ہوگئے۔

marfat.com

دِل از کفر و دست از جنایت نشست	۱	خدایش برآورد کامیکہ جست
جس نے دل کو کفر سے اور ہاتھ کو گناہ سے نہیں دھویا		جو مقصد اس نے چاہا خدا نے وہ پورا کر دیا
فرو رفتہ خاطر دریں مشکلش	۲	کہ پیغامے آمد بگوشِ دلش
اسی مشکل میں اس کی طبیعت پھنسی جا رہی تھی		کہ اس کے دل کے کان میں پیغام آیا
کہ پیشِ صنم پیرِ ناقص عقول	۳	بسے گفت و قولش نیامد قبول
کہ ناقص عقل بوڑھے نے بُت کے سامنے		بہت کچھ کہا اور اس کی بات اس نے نہ مانی
گر از درگہِ ما شود نیز رد	۴	پس آنگہ چہ فرق از صنم تا صمد
اگر ہمارے دربار سے بھی رَد ہو جائے		پھر بُت اور بے نیاز میں کیا فرق ہے
دل اندر صمد باید اے دوست بست	۵	کہ عاجز تر اند از صنم ہر کہ ہست
اے دوست (اللہ) صمد سے دل لگانا چاہیئے		اس لیے اور جو بھی ہے بُت سے بھی عاجز ہے
محالست اگر سر بریں در نہی	۶	کہ باز آیدت دستِ حاجت تہی
اگر تو اس دروازہ پر سر دھرے تو ناممکن ہے		کہ تیری ضرورت کا ہاتھ خالی لوٹے
خدایا مقصّر بکار آمدیم	۷	گناہگار و امیدوار آمدیم
اے خدا ہم کام میں کوتاہی کرنے والے آئے ہیں		گنہگار ہیں اور امیدوار بن کر آئے ہیں

حکایتِ مست و مؤذن

ایک مست اور مؤذن کا قصہ

شنیدم کہ مستے زتابِ نبیذ	۹	بمقصورۂ مسجدے در دوید
میں نے سنا ہے کہ ایک مست شراب کی گرمی سے		ایک مسجد کے حجرے میں گھس آیا
بنالید بر آستانِ کرم	۱۰	کہ یارب بفردوسِ اعلیٰ برم
خدا کی چوکھٹ پر رونے لگا		اے پروردگار مجھے اعلیٰ فردوس میں پہنچا دے

(۱) دست از جنایت: ہاتھ گناہ سے۔ نشست: نہیں دھویا۔ خدایش: خدا نے اس کی۔ برآورد: پورا کر دیا۔ کامیکہ: جو مقصد کہ۔ جست: اس نے ڈھونڈا۔ (۲) فرو رفتہ: ڈوب گیا۔ خاطر: دل۔ دریں مشکلش: اس مشکل میں اس کو۔ پیغامے آمد: ایک پیغام آیا۔ بگوشِ دلش: اس کے دل کے کان میں۔ (۳) پیشِ صنم: بُت کے سامنے۔ پیرِ ناقص عقول: ناقص عقل والا بوڑھا۔ بسے گفت: بہت کہا۔ قولش: اس کی بات۔ نیامد قبول: قبول نہ ہوئی۔

(۴) از درگہِ ما: ہماری درگاہ سے۔ شود: ہو جاوے۔ نیز: بھی۔ پس آنگہ: پھر اس وقت۔ چہ فرق: کیا فرق۔ صنم: بُت۔ تا صمد: بے نیاز تک۔ (۵) صمد: بے نیاز۔ باید بست: باندھنا چاہیئے۔ عاجز تر اند: زیادہ عاجز ہیں۔ از صنم: بُت سے۔ ہر کہ ہست: جو کوئی ہے۔ (۶) محالست: محال ہے۔ سر بریں در: سر اس دروازے پر۔ نہی: رکھے تو۔ باز آیدت: واپس آوے تیرا۔ دستِ حاجت: سوالی کا ہاتھ۔ تہی: خالی۔ (۷) خدایا: اے خدا۔ مقصر: کوتاہ کار۔ بکار آمدیم: کام میں آئے ہم۔ آمدیم: آئے ہم۔

(۸) مؤذن: اذان دینے والا۔

(۹) شنیدم: میں نے سنا۔ زتابِ نبیذ: نبیذ کی گرمی سے۔ نبیذ: کھجوروں کا شربت۔ بمقصورہ: ایک حجرے میں۔ در دوید: اندر جا گھسا۔

(۱۰) بنالید: رویا۔ آستانِ کرم: بخشش کی دہلیز۔ بفردوسِ اعلیٰ: بہشتِ بریں۔ برم: لے جا مجھ کو۔

تشریح: (۱) ابھی تک تو اس (مجوسی) کے دل میں بُت پرستی کے اثرات موجود ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اس کی مُراد بر لائی۔

(۲) ابھی وہ (صاحبِ بصیرت درویش) اسی کشمکش میں مبتلا تھا کہ اس کے (درویش کے) دل کے کانوں میں یہ آواز گونجی کہ۔

(۳) اس احمق بوڑھے (مجوسی) نے بُت کے سامنے بہت ناک رگڑی۔ لیکن اسے (مجوسی کو) حاصل وصول کچھ بھی نہ ہوا۔

(۴) اگر ہم (اللہ تعالیٰ) بھی اُسے اپنے دربار سے دھتکار دیتے تو پھر اک بُت (صنم) اور مالک و صمد میں امتیاز ناممکن تھا۔

(۵) پتھر کے صنم سے دل نہیں لگانا چاہیئے۔ بلکہ دل لگانے کا اصل مقام ذاتِ صمد ہے۔ کیونکہ اس (صمد) کے سوا تمام چیزیں عاجز ہیں۔

(۶) صمد کے دَر کا سوالی کبھی خالی نہیں لوٹتا۔ اس (صمد) کے سامنے ہر اُٹھنے (پھیلنے والا) ہاتھ رحمتوں و مُرادوں سے لبریز ہوتا ہے۔

(۷) اے اللہ تعالیٰ! ہماری نظر کوتاہ ہے۔ سیہ کار (خطاکار) ہیں۔ لیکن تیری رحمت سے اُمیدیں بھی وابستہ کیے ہوئے ہیں۔

(۸) عنوان: اس حکایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ خطاکار شخص کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ (لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ)

(۹) میں (شیخ سعدیؒ) نے سنا ہے کہ ایک شخص نشے میں دُھت مسجد میں چلا گیا۔

(۱۰) اور پروردگارِ عالم کے رُوبرو زار و قطار رونے لگ گیا۔ اور اسی (رِقّت) حالت میں اللہ تعالیٰ سے جنّت طلب کرنے لگا۔

marfat.com

۱	مؤذن گریباں گرفتش کہ ہیں	سگ و مسجد اے فارغ از عقل و دین
	مؤذن نے اس کا گریبان پکڑا کہ ہائیں	کتا اور مسجد اے عقل اور دین سے خالی
۲	چہ شائستہ کردی کہ خواہی بہشت	نمے زیبدت ناز با روئے زشت
	تو نے کیا نیکی کی ہے کہ بہشت چاہتا ہے	بدصورتی کے ہوتے ہوئے ناز کرنا تجھے زیبا نہیں ہے
۳	بگفت ایں سخن پیر و بگریست مست	کہ مستم بدار از من اے خواجہ دست
	بوڑھے نے یہ بات کہی اور مست رو دیا	کہ میں تو مست ہوں اے صاحب مجھ سے ہاتھ اٹھالے
۴	عجب داری از لطفِ پروردگار	کہ باشد گناہگارے اُمیدوار
	تجھے تعجب ہے کہ خدا کی مہربانی کا	ایک گناہگار امیدوار ہو
۵	ترا مے نگویم کہ عذرم پذیر	در توبہ باز است و حق دستگیر
	میں تجھ سے تو نہیں کہتا ہوں کہ میرا عذر قبول کرلے	توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور خدا دستگیر ہے
۶	ہمے شرم دارم ز لطفِ کریم	کہ خوانم گناہ پیشِ عفوش عظیم
	مجھے تو کریم کی مہربانی سے شرم آتی ہے	کہ اس کی معافی کے مقابلہ میں اپنے گناہ کو بڑا کہوں
۷	کسے را کہ پیری در آرد ز پائے	چو دستش نگیرد نخیزد ز جائے
	جس کسی کو بڑھاپا گرا دے	اگر کوئی اس کی دستگیری نہ کرے وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھے گا
۸	من آنم ز پائے اندر افتادہ پیر	خدایا بفضلت توام دستگیر
	میں وہی گرا ہوا بوڑھا ہوں	اے خدا تو اپنے فضل سے میری دستگیری فرما
۹	نگویم بزرگی و جاہم بہ بخش	فروماندگی و گناہم بہ بخش
	میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ مجھے بزرگی اور مرتبہ عنایت کر	میری کوتاہیوں اور گناہ کو بخش دے
۱۰	اگر یارے اندک زلل دانَدم	بنا بخردی شہرہ گردانَدم
	اگر کوئی دوست میری تھوڑی سی خطا دیکھ لے	مجھے بے عقل مشہور کردے

(۱) مؤذن: اذان دینے والا۔ گرفتش: پکڑا اس کا۔ سگ و مسجد: کتا اور مسجد۔ فارغ: خالی۔ از عقل و دین: عقل اور دین سے۔ (۲) چہ: کیا۔ شائستہ: لائق۔ کردی: کیا تو نے۔ خواہی بہشت: چاہتا ہے بہشت۔ نمے زیبدت: نہیں زیب دیتا تجھ کو۔ با روئے زشت: بری شکل کے ساتھ۔ (۳) بگفت: اس نے کہا۔ ایں سخن: یہ بات۔ پیر: بوڑھا۔ بگریست: رو پڑا۔ مستم: میں مست ہوں۔ بدار: اٹھالے۔ از من: مجھ سے۔ اے خواجہ: اے صاحب۔ دست: ہاتھ۔ (۴) عجب داری: تعجب رکھتا ہے تو۔ از لطفِ پروردگار: اللہ پاک کی مہربانی سے۔ باشد: ہووے۔ گناہگارے: ایک گناہگار۔ (۵) ترا مے نگویم: تجھ کو نہیں کہتا ہوں۔ عذرم پذیر: میرا عذر قبول کر۔ در توبہ: توبہ کا دروازہ۔ باز است: کھلا ہے۔ حق دستگیر: حق تعالیٰ ہاتھ پکڑنے والا ہے۔ (۶) ہمے شرم دارم: میں شرم رکھتا ہوں۔ ز لطف کریم: سخی کی مہربانی سے۔ خوانم: کہوں میں۔ پیش عفوش: اس کی بخشش کے سامنے۔ عظیم: بڑا۔ (۷) کسے را کہ: جس کو کہ۔ پیری: بڑھاپا۔ در آرد: نکال دیوے۔ ز پائے: پاؤں سے۔ چو دستش: جب اس کا ہاتھ۔ نگیرد: نہ پکڑے۔ نخیزد: نہ اٹھے۔ ز جائے: جگہ سے۔ (۸) من آنم: میں وہ ہوں۔ ز پائے: پاؤں سے افتادہ پیر: گرا ہوا بوڑھا۔ بفضلت: اپنے فضل کے ساتھ۔ توام: تو ہی ہے میرا۔ دستگیر: ہاتھ پکڑنے والا۔ (۹) نگویم: میں نہیں کہتا۔ جاہم: مرتبہ مجھ کو۔ بہ بخش: عطا کر۔ فروماندگی: کوتاہی۔ گناہم: میرے گناہ۔ (۱۰) یارے: کوئی دوست۔ اندک زلل: تھوڑی سی لغزش۔ داندم: میری جان لے۔ بنا بخردی: بے عقلی کے ساتھ۔ شہرہ گرداندم: میری شہرت کردے۔

تشریح (۱) نشے میں دُھت شرابی کو مسجد میں دیکھ کر مؤذن غضبناک ہوگیا اور گریبان پکڑ کر کہنے لگا کہ کتے اور دین سے خالی آدمی کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں۔ (۲) جس شخص کے پاس کوئی نیکی نہ ہو۔ نشہ میں بدمست ہونے کے باعث بدشکل کو اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرنے کا کوئی حق نہیں۔ (۳) جب بوڑھے مست نے مؤذن کی کڑوی کسیلی باتیں سنیں تو اس (مست بوڑھا) پر مزید آہ و زاری طاری ہوگئی اور کہا کہ مست کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اگر کوئی سیہ کار عین خطا کی حالت میں اس (اللہ تعالیٰ) سے رحمت و جنت طلب کرتا ہے تو یہ اچنبھے و تعجب کی بات نہیں۔ (۵) میں (مست بوڑھا) رحمت و جنت کی طلب اور عذر خواہی کی قبولیت کا سوال تجھ (مؤذن) سے نہیں کر رہا ہے۔ توبہ کا در کھلا ہے۔ حق تعالیٰ ہی دستگیری کرنے والا ہے۔ (۶) مجھے (مست بوڑھے کو) جواد و کریم تعالیٰ ذات سے اپنی اس سوچ پر شرمندگی ہوتی ہے کہ میری خطائیں اس (اللہ تعالیٰ) کے جود و کرم سے بڑی ہیں۔ (۷) بڑھاپا ایسا ضعف و لاچاری ہے کہ گر جانے کے بعد اس وقت وہ (بوڑھا) نہیں اٹھ سکتا۔ جب تک اسے تھام کر اٹھایا نہ جائے۔ (۸) میرا (مست بوڑھے کا) شمار بھی انہیں بوڑھوں میں ہے۔ جو انتہائی لاغر ہو چکے ہیں اے اللہ تعالیٰ! تیرے فضل و کرم کا واسطہ ہے کہ تو میری دستگیری کرتے ہوئے مجھے تھام لے۔ (۹) میری (مست بوڑھے کی) یہ خواہش نہیں کہ مجھے بزرگی اور ولایت کا مرتبہ عطا کیا جائے۔ میری صرف یہی گزارش ہے کہ میری خطائیں بخش دی جائیں۔ (۱۰) لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ اگر وہ کسی کے گناہوں سے باخبر ہو جائیں تو اسے اُچھالتے اُچھالتے شہرت کے بام عروج تک لے جاتے ہیں۔

marfat.com

۱	تو بینا و ما خائف از یکدگر	کہ تو پردہ پوشی و ما پردہ در
	تو دیکھنے والا ہے اور ہم ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں	اسلئے کہ تو پردہ رکھنے والا ہے اور ہم پردہ چاک کرنیوالے ہیں
۲	برآوردہ مردم زبیروں خروش	تو با بندہ در پردہ و پردہ پوش
	انسان باہر ہی سے شور مچا دیتے ہیں	تو پردے میں بھی بندے کے ساتھ ہے اور پردہ رکھنے والا ہے
۳	بنادانی از بندگاں سرکشند	خداوندگاراں قلم درکشند
	اگر غلام نادانی سے سرکشی کرتے ہیں	تو مالک معاف کر دیتے ہیں
۴	اگر جرم بخشی بمقدار جود	نماند گرفتارے اندر وجود
	اگر تو اپنی سخاوت کے اندازے کے مطابق خطائیں معاف کرے	تو کوئی گرفتار موجود نہیں رہ سکتا
۵	دگر خشم گیری بقدر گناہ	بدوزخ فرست و ترازو مخواہ
	اور اگر تو گناہ کے مطابق غصہ کرے	تو دوزخ میں بھیج دے اور ترازو نہ منگا
۶	گرم دستگیری بجائے رسم	دگر بفگنی بر نگیرد کسم
	اگر تو میری دستگیری کرے تو میں کسی جگہ پہنچ جاؤں	اور اگر تو گرادے تو کوئی دستگیری نہیں کر سکتا ہے
۷	کہ زور آورد گر نہ یاری دہی	کہ گیرد چو تو رستگاری دہی
	اگر تو مدد نہ کرے تو کون زور دکھا سکتا ہے	اگر تو چھٹکارا دیدے تو کون گرفتار کر سکتا ہے
۸	دو خواہند بودن بمحشر فریق	ندانم کداماں دہندم طریق
	محشر میں دو فریق ہوں گے	معلوم نہیں مجھے (فرشتے) کونسے کا راستہ دیں گے
۹	عجب گر بود راہم از دست راست	کہ از دست من جز کژی برنخاست
	تعجب ہوگا اگر میرا راستہ دائیں ہاتھ کی طرف ہوگا	اسلئے کہ میرے ہاتھ سے تو کجی کے علاوہ کچھ نہیں ہوا ہے
۱۰	دلم مے دہد وقت وقت ایں امید	کہ حق شرم دارد زموئے سپید
	میرا دل مجھے ہر وقت یہ امید دلاتا ہے	کہ اللہ تعالیٰ کو سفید بالوں سے حیا آتی ہے

(۱) بینا: دیکھنے والا۔ ما خائف: ہم ڈرنے والے۔ یکدگر: ایک دوسرا۔ تو پردہ پوشی: تو پردہ ڈھانپنے والا ہے۔ ما پردہ در: ہم پردہ پھاڑنے والے ہیں۔ (۲) برآوردہ: نکالے ہوئے۔ مردم: لوگ۔ زبیروں: باہر سے۔ خروش: شور۔ با بندہ: بندے کے ساتھ۔ در پردہ: پردے میں۔ پردہ پوش: پردہ ڈھانپنے والا۔ (۳) بنادانی: بیوقوفی سے۔ از: اگر۔ بندگاں: بندے۔ سرکشند: نافرمان ہیں۔ خداوندگاراں: مالک۔ قلم درکشند: معاف کر دیتے ہیں۔ (۴) جرم بخشی: جرم بخشے تو۔ بمقدار جود: اپنی سخاوت کی مقدار میں۔ نماند: نہ رہے۔ گرفتارے: کوئی قیدی۔ اندر وجود: وجود میں۔
(۵) خشم گیری: غصہ پکڑے تو۔ بقدر گناہ: ہمارے گناہوں کے مطابق۔ بدوزخ: دوزخ میں بھیج دے۔ ترازو مخواہ: ترازو نہ منگوا۔ (۶) گرم دستگیری: اگر تو میری دستگیری کرے۔ بجائے رسم: میں کسی رتبے کو پہنچ جاؤں۔ بفگنی: گرادے تو۔ بر نگیرد: نہ پکڑے۔ کسم: کوئی مجھ کو۔
(۷) کہ زور آورد: کون زور آوری کرے۔ نہ یاری دہی: نہ مدد کرے تو۔ کہ گیرد: کون پکڑے۔ چو تو: جب تو۔ رستگاری دہی: خلاصی دیوے تو۔ (۸) خواہند بودن: ہو جائیں گے۔ بمحشر: محشر میں۔ فریق: جماعت۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ کداماں: کون سے۔ دہندم: دیویں گے مجھ کو۔ طریق: راستہ۔ (۹) عجب: تعجب ہے۔ بود راہم: ہو میرا راستہ۔ دست راست: دائیں طرف۔ دست من: میرا ہاتھ۔ جز کژی: سوائے ٹیڑھ کے۔ برنخاست: کچھ نہیں ہوا۔
(۱۰) دلم مے دہد: میرا دل دیتا ہے۔ ایں امید: یہ امید۔ حق شرم دارد: حق تعالیٰ شرم رکھتے ہیں۔ زموئے سپید: سفید بالوں سے۔

تشریح: (۱) اے اللہ تعالیٰ! تو ہمارے کسی عمل سے غافل نہیں۔ ہمارا کوئی عمل تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ چونکہ تو ستار العیوب (عیوب چھپانے والا) ہے۔ اس لیے ہم تیرے سامنے اظہار خطا سے نہیں گھبراتے۔ (۲) رحمان اور انسان میں یہی امتیاز ہے کہ رحمان خطاؤں کو دیکھ کر لغزشوں کو چھپا دیتا ہے۔ کسی خطاکار کی رسوائی نہیں کرتا۔ اور انسان غیبت و چغلی کر کے خطاکار کو بدنام کر دیتا ہے۔ (۳) اگر بندہ و غلام کم فہمی و حماقت کے باعث جرم کرتا ہے تو مہربان آقا کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے خطاکار غلام اور بندہ کو معافی کا پروانہ دے دیتا ہے۔ (۴) اے اللہ تعالیٰ! اگر تو ہم خطاکاروں کی دستگیری فرماتے ہوئے مغفرت کردے تو ہمارا (گناہگار انسانوں کا) کوئی ٹھکانہ بن سکتا ہے۔ ورنہ ہم (خطاکار لوگ) کہیں کے نہیں ہیں۔ (۵) اگر تو (اللہ تعالیٰ) ہماری خطاؤں کی نسبت سے اپنے غیظ و غضب کا اظہار کرے تو پھر میدان و حساب کی ضرورت نہیں۔ بلا حساب ہمیں جہنم کا ایندھن بنا دے۔ (۶) اے اللہ تعالیٰ! تو ہی ہمارا حامی و ناصر ہے۔ اگر ہمارے ساتھ تیری حمایت و نصرت نہ ہو تو ہماری دستگیری کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ تیری دستگیری سے ہی صحیح مقام مل سکتا ہے۔ (۷) اے اللہ تعالیٰ! تیری حمایت و نصرت سے محرومی ہمیں کسی دوسرے مددگار کو توجہ نہیں دلا سکتی۔ تیری نجات و مغفرت سے ہماری گرفت کوئی بھی نہیں کر سکتا۔
(۸) روز قیامت اتقیاء و اشقیاء پر مشتمل دو گروپ ہو جائیں گے۔ نہ جانے میرا (خطاکار سعدیؒ کا) شمار کن لوگوں میں ہوگا۔ (وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ)
(۹) اگر تو (اللہ تعالیٰ) مجھے راہ راست پر چلنے والوں میں شامل کردے تو تنگ نظر لوگوں کے نزدیک تعجب خیز بات ہوگی اس لیے کہ ان کی نظر میں میں بھٹکا ہوا ہوں۔
(۱۰) اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ تو (اللہ تعالیٰ) سفید بالوں کی لاج رکھتا ہے۔ اس لیے میرے دل میں بار بار یہ امید ڈھارس بندھاتی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ میرے سفید بالوں کی شرم رکھے گا۔

marfat.com

عجب دارم ار شرم دارد زمن	۱	کہ شرمم نمے آید از خویشتن
مجھے تعجب ہوگا اگر وہ مجھ سے حیا کرے گا		اسلئے کہ مجھے اپنے آپ سے تو شرم نہیں ہوتی
نہ یوسفؑ کہ چندیں بلا دید و بند	۲	چو حکمش رواں گشت و قدرش بلند
یوسفؑ نے ایسا نہیں کیا کہ اسقدر مصیبت اور قید دیکھی		جب ان کا حکم جاری ہو گیا اور مرتبہ بلند
گنہ عفو کرد آل یعقوبؑ را	۳	کہ معنیٰ بود صورتِ خوب را
تو یعقوبؑ کی اولاد کی خطا معاف کردی		اس لئے کہ اچھی صورت بھی کوئی معنی رکھتی ہے
بکردار بد شاں مقید نہ کرد	۴	بضاعات مزجات شاں رد نہ کرد
بُرائی کی وجہ سے اُن کو قیدی نہ بنایا		ان کی کھوٹی پونجی کو نہ لوٹایا
ز لطفت ہمے چشم داریم نیز	۵	بدیں بے بضاعت بہ بخش اے عزیز
تیری مہربانی سے ہم بھی اُمید کرتے ہیں		اے عزیز! اس بے بضاعت کی بھی بخشش فرما
بضاعت نیاوردم الا اُمید	۶	خُدایا ز عفوم مکن نا اُمید
اُمید کے علاوہ میں کوئی سرمایہ نہیں لایا ہوں		اے خدا مجھے معافی سے نا اُمید نہ کر

(۱) عجب دارم: میں تعجب کروں۔ ار شرم دارد: اگر شرم رکھے۔ زمن: مجھ سے۔ شرمم نمے آید: مجھ کو شرم نہیں آتی۔ از خویشتن: اپنے آپ سے۔
(۲) یوسفؑ: مشہور پیغمبر جو بڑے حسین و جمیل اور یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ چندیں بلا: اتنی مصیبت۔ بند: قید۔ دید: دیکھی۔ چو: جب۔ حکمش: اس کا حکم۔ رواں: جاری۔ گشت: ہو گیا۔ قدرش: اس کا مرتبہ۔
(۳) عفو کرد: معاف کر دیا۔ آلِ یعقوبؑ: یعقوبؑ کی اولاد جو اس کے بھائی تھے۔ معنیٰ بود: معنی ہوویں۔ صورت خوب: اچھی شکل۔
(۴) بکردار بد: بُرے کردار کی وجہ سے۔ شاں: ان کو۔ مقید: قید۔ نہ کرد: نہ کیا۔ بضاعات مزجات: کھوٹی پونجی۔ شاں: ان کی۔ رد نکرد: رد نہ کی۔
(۵) ز لطفت: تیری مہربانی سے۔ ہمے چشم داریم: ہم امید رکھتے ہیں۔ نیز: بھی۔ بدیں بے بضاعت: اس بغیر پونجی والے کو۔ اے عزیز: اے عزت والے۔
(۶) بضاعت: پونجی۔ نیاوردم: نہیں لایا میں۔ الا: مگر۔ خدایا: اے خدا۔ از عفوم: بخشش سے مجھ کو۔ مکن: مت کر۔

تشریح: (۱) اگر اللہ تعالیٰ میری لاج رکھ لے تو اس کی نوازش و کرم نوازی ہوگی۔ کیونکہ میں تو ایسا بے حیا ہوں کہ مجھے خود اپنے آپ سے شرم نہیں آتی۔ (۲) اے اللہ تعالیٰ! کیا تیری رحمت کی وسعت یوسفؑ کے حوصلہ کے برابر بھی نہیں (بلکہ اس سے بھی بہت وسیع ہے) کہ یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے سخت مصائب جھیلے۔ پھر اقتدار حاصل ہو گیا۔ (۳) بعد از حصولِ اقتدار جب وہی برادران یوسفؑ بحیثیت مجرم سامنے آئے تو انہوں (یوسفؑ) نے اپنے برادران کو معاف کر کے حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کا حسین امتزاج قائم کر دیا۔ (۴) اگر وہ (یوسفؑ) چاہتے تو اپنے بھائیوں سے انتقامی کارروائی کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں (یوسفؑ) نے اپنے بھائیوں کو کھوٹے سکوں کی صورت میں بھی قبول کر لیا۔ (۵) اے رب ذو الجلال! ہم (خطاکار انسان) بھی تیری (اللہ تعالیٰ کی) وسیع رحمت کے پیش نظر اسی بہتر سلوک (جو یوسفؑ و برادران یوسفؑ کے مابین ہوا) کی اُمید وابستہ کیے ہوئے ہیں۔
(۶) اے اللہ تعالیٰ: میرے (خطاکار انسان یا سعدیؒ کے) پاس صرف ایک ہی سرمایہ ہے۔ اور وہ بخشش کی اُمید ہے۔ اے اللہ تعالیٰ: میرے عمل کے کھوٹے سکے قبول کرتے ہوئے مجھے مغفرت کا پروانہ عنایت فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

اللّٰھم اغفر لمصنفہٖ والشارحہٖ ولمترجمہٖ ولکاتبہٖ ولقارئہٖ ولسامعہٖ مغفرۃً لا تغادر ذنبا
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

کتابت: محمد یعقوب ارشد مخدوم پوری، ملتان
[illegible]

marfat.com

ہماری چند اہم مطبوعات

- ☆ اصلاح خواتین (مجلد رنگین)
- ☆ احوال الصادقین (ترجمہ تحبیر المحررین)
- ☆ ایمان کے ڈاکو (اردو)
- ☆ احکام میت
- ☆ ایرانی انقلاب
- ☆ الاصحاب فی الکتاب
- ☆ بوارق الغیب (مجلد)
- ☆ براہین اہل سنت (کامل مجلد ۲ حصے)
- ☆ تحفہ خواتین (مجلد رنگین اعلیٰ)
- ☆ توحید اور شرک کی حقیقت
- ☆ تشریحات بخاری (۶ جلد)
- ☆ تلبیس ابلیس
- ☆ حزب البحر (آرٹ پیپر)
- ☆ حیات الاموات (مسئلہ حیات النبیؐ)
- ☆ خطبات حکیم الاسلامؒ (۱۱ جلد)
- ☆ خطبات مدنی
- ☆ خطبات مدراس (مجلد)
- ☆ ریاض الصالحین (مترجم ۲ جلد)
- ☆ سیرت کبریٰ (۲ جلد)
- ☆ سیدنا عثمان شخصیت و کردار (۲ جلد)
- ☆ سیدنا علی شخصیت اور کردار
- ☆ سیدنا معاویہؓ
- ☆ صدائے محراب
- ☆ الصبح النوری شرح قدوری
- ☆ فضائل اعمال (اعلیٰ ایڈیشن)
- ☆ گھر کا دواخانہ
- ☆ گناہوں کے پہاڑ اور بخشش کا سیلاب
- ☆ لطائف علمیہ (اردو)
- ☆ المبشرات یعنی عالم خواب اور نبوی تعبیرات
- ☆ مکتوبات اکابر دیوبند (مجلد)
- ☆ معلم کی شخصیت اور کردار
- ☆ مذہب اہل سنت
- ☆ معدن الحقائق (۲ جلد)
- ☆ مصباح اللغات
- ☆ شمائل ترمذی
- ☆ مخزن التوحید

کتب خانہ مجیدیہ ملتان